الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

درین سوانح کتاب به برکت خطبه جامع جمیع حالات و معجزات از ابوالبشر آدم تا خاتم الانبیاء و شهادت حضرت حسنین علیهم التحیة والثناء
از روی آیات قرآنیه و احادیث نبویه و اقوال اولیاء کرام و کتب سیر و تواریخ و حقائق معتبره علماء و مشائخین یافته شده

مسمّی به

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء

جلد اول

از تالیف منیف زبدة العلماء اسوة العرفاء سوخته آتش جمال مصطفوی مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم کاکوروی
بتصحیح جناب مولوی محمد ابوالحسن صاحب و مولوی محمد احسن صاحب خلف الرشید جناب مصنف مرحوم مغفور

در مطبع نامی منشی نولکشور بحسن طبع رونق یافت

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطبوعہ ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب تواریخ انبیا و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ بس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب تواریخ احوال انبیا و رسل اردو

قصص الانبیا موسوم بہ روضۃ الاصفیا - از مولوی محمد طاہر صاحب۔

ایضاً - خرد۔

عجائب القصص - مبسوط کتاب ذکر حالات انبیا و اولیا مین مرتبہ مولوی فخر الدین - دو جلد مین۔

۱ جلد مین حالات آفرینش نور محمدی سے تا قصہ اسکندر فیلقوس۔

۲ جلد مین تمام ذکر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تاریخ حبیب الٰہ - احوال حضرت از ولادت تا وفات مصنفہ مولوی عنایت احمد۔

فتوحات واقدی - علیہ الرحمہ کا ترجمہ اردو چار حصہ

۱ حصہ مین مغازی الرسول۔

۲ حصہ مین فتوح الشام۔

۳ حصہ مین فتوح المصر

۴ حصہ مین فتوح العجم۔

یہ مجموعہ کتاب عربی مین مصنفہ حضرت واقدی تھا جسکا ترجمہ اردو مین بعبارت سلیس عام فہم فرمایا۔ مترجمہ مولوی بشارت علی خان و سید مہدی حسین

ترجمہ فقط مغازی الرسول موسوم بمغازی الصفا

ترجمہ فتوح الشام - و فتوح المصر یکجائی۔

ترجمہ فتوح العجم - مسمی بہ غزوہ عرب۔

تواریخ انبیا و اولیا فارسی

خزینۃ الاصفیا - اسمین احوال انبیا و مرسلین و کبار و صحابہ کرام ہی و جملہ ابرار اولیا اللہ سالک و مجذوب خانوادۂ حضرات قادریہ چشتیہ و سہروردیہ اور نقشبندیہ خانوادے ہین بتفاوت مراتب فرداً فرداً سبکا ذکر ہی بڑی جامع کتاب ہی دو جلد مین مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

۱ جلد - چار مخزن احوال انبیا و ائمہ و صحابہ کبار و سائر اولیا۔

۲ جلد - پانچوان مخزن احوال شیخ ادہم تا حال مشتاق شاہ لاہوری۔

وقائع شاہ معین الدین چشتی اسمین مختصر احوال حضرت حسن سنجری ثم الاجمیری بہت بسط سے لکھا ہی مولفہ منشی بابو لال۔

روضۃ الصفا - بڑی عمدہ کتاب متداول ہی مانند سبع سیارہ کے سات جلد ہین مصنفہ اخوند میر شاہ ہروی۔

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

درین روزگار کتاب بابرکت خطاب جامع جمیع حالات و معجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا و شہادت حضرت حسنین علیہم التحیۃ والثنا
از روی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا کہ در کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافتہ شد

مسمیٰ بہ

احوال الانبیا فی تفریح الاذکیا

جلد اول

از تالیف منیف زبدۃ علما اسوۃ عرفا اسوۃ تحفۃ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم کاکوروی
بتصحیح جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب و تحریک جناب مولوی محمد احسن صاحب سب پوسٹ ماسٹر بہادر خلف الرشید اکبر جناب مصنف مرحوم و مغفور

در مطبع منشی نولکشور طبع و رونق یافت

فہرست کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا علیہم الصلوۃ والسلام مع فوائد ضروریہ جلد اول

صفحہ	مضمون
۳	خطبۂ کتاب بزبان عربی۔
۴	خطبۂ فارسی و دریں ست نام کتب کہ ماخذ این کتاب ست۔
۱۱	خطبۂ اردو و دریں ست فہرست نسب نامہ مؤلف وتشریحات وغیرہ۔
۱۵	مقدمۃ الکتاب و دریں ست فوائد بسیار نحو خلقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و زمین و آسمان وغیرہ۔
۲۰	فائدہ در بیان حکم صوم و صلوۃ بارض تسعین۔
۲۶	فائدہ در بیان حکمت ہفت طبق آسمان و زمین۔
۲۹	بیان اقسام رجال الغیب۔
۳۰	بیان مسافت و گنبدگی سموات۔
//	بیان ملائکہ حاملین عرش الٰہی کہ چہار اند و روز حشر ہشت خواہند شد۔
۳۱	بیان جواہر آسمانہا و نام ہر یک از آسمان و زمین۔
۳۳	بیان سبعہ سیارہ۔
//	بیان آنکہ تواتر سبعہ سیارہ بدلائل قطعیہ ثابت نشدہ
//	فائدہ در بیان درجات بہشت۔
۳۴	فائدہ کیفیت و رنگ سبعہ سیارہ۔
۳۷	فائدہ کیفیت بروج آسمان
۳۸	بیان حکمت تعین آفتاب۔
۳۹	فائدہ سیر آفتاب۔
//	حکمت تعین ماہتاب بر فلک اول۔
۴۰	فائدہ حکمت اختلاف شب و روز۔
۴۱	فائدہ عدم حرکت ارض۔
۴۲	فائدہ خلقت جبال بر ارض۔
۴۳	فائدہ احوال خلقت دوزخ۔
۴۴	فائدہ در بیان ساکنین دوزخ۔

صفحہ	مضمون
۴۹	فائدہ اقسام ملائکہ۔
۵۰	فائدہ بیان صورت صور۔
//	فائدہ تولید جن و ملائک۔
۵۲	فائدہ بیان سالہا کہ از خلقت عالم تا آدم علیہ السلام
۵۳	فائدہ اسمائے انبیا علیہم السلام کہ متفق علیہ اند
۵۴	تفریح اول در احوال ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام
۶۱	فائدہ مردود ہونا ابلیس کا۔
۶۳	فائدہ معزولی ملائکہ۔
۶۹	فائدہ وجہ تسمیہ ملک الموت
//	فائدہ بیان شرافت خاک۔
۷۵	فائدہ وجہ تسمیۂ آدم۔
۷۷	فائدہ دخول روح بقالب آدم۔
۷۸	فائدہ بیان حقیقت روح۔
۸۱	فائدہ اطلاع حیوانات بر عذاب قبر
//	فائدہ تحقیق عالم برزخ۔
۸۴	فائدہ اقسام قیامت۔
//	فائدہ ثبوت عالم برزخ۔
۸۶	فائدہ قصۂ آدم۔
۸۷	فائدہ دعا کردن و زاری عمر داؤد علیہ السلام۔
۸۸	فائدہ فضیلت یوم جمعہ۔
//	فائدہ اقرار و میثاق۔
۹۱	فائدہ فضیلت ملکیہ۔
۹۲	فائدہ معلوم ہونا شرط خلافت نہیں۔
//	فائدہ سجدہ ملک علوی و سفلی
۹۳	فائدہ مغالطہ ابلیس۔
۹۴	فائدہ بیان اختلاف در حقیقت ابلیس۔

صفحہ	مضمون
۹۶	بیان اشکال در کفر ابلیس۔
//	فائدہ بیان سوالات در مقدمہ ابلیس۔
۹۸	فائدہ بیان نکتہ قصر حیات حضرت۔
۱۰۰	فائدہ بیان ماہیت جن و شیطان۔
//	فائدہ بیان کیود شیاطین۔
۱۰۲	فائدہ قصۂ برصیصا۔
۱۰۳	فائدہ فرق مابین نماز اہل کتاب و مسلم وسوسہ ہر۔
۱۰۴	فائدہ بیان سوالات ابلیس۔
۱۰۹	فائدہ سجدہ فرشتگان۔
//	فائدہ خلقت حوا ام البشر۔
۱۱۰	فائدہ اختلاف بہشت کا۔
۱۱۱	فائدہ اختلاف در شجرہ۔
۱۱۲	فائدہ تدبیر شیطان در وسوسہ۔
۱۰۸	فائدہ التماس شیطان۔
۱۱۳	فائدہ بیان اعتقاد در قصۂ آدم با کل شجر منہیہ محمول برنسیان باید کرد۔
۱۱۸	فائدہ بیان تعریف آدم در بہشت۔
۱۱۹	فائدہ شعار ایام مفارقت آدم و حوا و گریہ وزاری۔
۱۱۲	فائدہ رفع شبہہ۔
۱۱۳	فائدہ قبولیت دعا و توبہ۔
۱۲۵	فائدہ بیان بیت المعمور۔
۱۲۶	فائدہ ملاقات آدم و حوا علیہ السلام۔
//	فائدہ بیان بیت المعمور۔
۱۲۸	فائدہ تشریف آوری حضرت آدم و حوا لبراندیپ بعد قبول توبہ
۱۲۹	فائدہ اکثر انبیا علیہم السلام اہل حرفہ ہوئے ہیں۔
//	فائدہ وجہ تسمیہ جمعہ
۱۳۲	فائدہ مناظرہ آدم و موسیٰ علیہما السلام۔

صفحہ	مضمون
۱۳۴	فائدہ قد آدم۔
۱۳۶	فائدہ حل شبہہ۔
۱۳۷	فائدہ بیان معنی عید۔
//	فائدہ قصۂ ہابیل و قابیل۔
۱۳۹	فائدہ قتل ہابیل۔
۱۴۰	فائدہ ذکر اطلاع یابی آدمؑ
۱۴۱	فائدہ نصائح آدم۔
۱۴۲	فائدہ اولاد حضرت آدم۔
۱۴۴	فائدہ ذکر وفات آدمؑ۔
//	فائدہ تکفین حضرت آدمؑ۔
۱۴۵	فائدہ وفات حضرت حوا۔
۱۴۶	فائدہ سراپاے حضرت حوا۔
۱۴۸	فائدہ فضیلت علم بر مال۔
۱۵۱	تفریح دوم در احوال شیث علیہ السلام۔
۱۵۴	تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام۔
۱۵۵	فائدہ قصۂ رفع ادریس۔
۱۵۶	نصائح حضرت ادریس۔
۱۵۸	فائدہ رسم عمارت۔
۱۵۹	فائدہ نگاہ ادریس۔
۱۶۰	فائدہ خبر حضرت ام۔
//	فائدہ قصۂ ہاروت و ماروت۔
۱۶۱	فائدہ تحقیق اسم اعظم۔
۱۶۷	فائدہ بیان انکار از قصۂ ہاروت و ماروت بجنسیت امام رازی و بیضاوی۔
۱۶۹	فائدہ جواب از دلائل متکلمین۔
//	فائدہ بیان ممسوخات۔
۱۷۰	فائدہ اختلاف در ممسوخات۔
۱۷۲	جواب اعتراض متکلمین۔

...ور ... جلد اول

آدم علیہ السلام

فرق علیہ اند

... علیہ السلام

صفحہ	مضمون
۱۷۴	فائدہ طلسمات حکمائے بابل۔
۱۷۵	فائدہ طلسم شہر مدائن۔
۱۷۷	فائدہ بیان حقیقت سحر۔
۱۸۰	فائدہ بیان احکام۔
۱۸۱	فائدہ حل شبہہ
〃	تفریح چہارم در احوال حضرت نوح علیہ السلام۔
۱۸۲	فائدہ معجزات نوح۔
۱۸۴	فائدہ احوال تبیان۔
۱۸۶	فائدہ مقدمۂ ثانیہ۔
۱۸۷	فائدہ مواعظ و نصائح۔
۱۸۹	فائدہ تقریر تبلیغ حضرت نوح علیہ السلام۔
۱۹۱	فائدہ مایوسی حضرت نوح علیہ السلام۔
۱۹۵	فائدہ ذکر عوج بن عوق۔
۱۹۶	فائدہ دلیل عذاب قبر۔
۱۹۸	فائدہ بیان عمر نوح علیہ السلام۔
۱۹۹	فائدہ پوشیدہ کردن شیطان بتان را زیر زمین۔
۲۰۰	فائدہ بیان نکتہ باریک۔
۲۰۱	فائدہ معنی رسالت انبیا۔
۲۰۳	فائدہ بیان مناسبت نوح با خاتم انبیا۔
۲۱۰	تفریح پنجم در احوال حضرت ہود علیہ السلام۔
۲۱۳	فائدہ بنانا بعض قوم کا بنا بر دعا مقام کعبہ پر۔
۲۱۶	فائدہ تحقیق نزد عجوز۔
۲۱۷	فائدہ قصۂ شداد۔
۲۱۸	فائدہ تعمیر بہشت۔
۲۱۹	فائدہ بیان تاسف در وقت حضرت عزرائیل۔
۲۲۰	فائدہ بیان حقیقت شداد۔
۲۲۱	فائدہ تائب ہونا آدم کا۔
۲۲۳	تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام۔

صفحہ	مضمون
۲۲۶	فائدہ وجہ تخصیص معجزۂ ناقہ بقوم صالح۔
۲۲۷	فائدہ معجزہ خاتم المرسلین۔
۲۳۰	فائدہ غلبہ شہوت و غضب۔
۲۳۱	فائدہ جس مقام پر عذاب نازل ہوا ہو وہاں سے جلد جانا چاہیے
۲۳۲	فائدہ حال ابن ملجم ملعون۔
۲۳۳	تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۲۳۷	فائدہ اختلاف مفسرین در معنی ہذا ربی۔
۲۴۸	فائدہ قول اہل تحقیق۔
۲۵۰	فائدہ حل شبہہ۔
۲۵۳	فائدہ بیان غلطی ابو مسلم۔
۲۵۴	فائدہ تیاری حظیرہ۔
۲۵۷	فائدہ حال دفن نمرود۔
۲۵۹	فائدہ احوال دخول مصر و رفتن حضرت سارہ نزد سلطان مصر
۲۶۱	فائدہ مراجعت حضرت جانب بابل۔
۲۶۵	فائدہ قول حضرت اسمعیل علیہ السلام۔
۲۶۷	فائدہ حضرت اسمعیل و ہاجرہ۔
۲۶۸	فائدہ وجہ سعی بین الصفا۔
۲۶۹	فائدہ تعظیم تبرکات اولیا۔
۲۷۱	فائدہ قصۂ ذبح اسمعیل علیہ السلام۔
۲۷۴	فائدہ والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام۔
۲۷۷	فائدہ بشارت پیدائش آنحضرت۔
۲۸۳	فائدہ ذکر حجر اسود۔
۲۸۴	فائدہ بیان شبہ و جواب در حجر اسود۔
۲۹۰	فائدہ رد بت پرستان۔
۲۹۶	فائدہ مقامات مقبولیت۔
۲۹۸	فائدہ بیان تفضیل کعبہ بر بیت المقدس۔
۳۰۰	فائدہ تحقیق زمزم۔
۳۰۳	فائدہ ذکر دعائے ابراہیم علیہ السلام۔

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
٣٠٦	فائده رفع شبهه۔	٤٥٤	فائده در بیان معنی آیه لقد همت به۔
٣٠٧	آداب حج۔	٤٥٦	فائده بیان برہان که حضرت یوسفؑ را بنظر آمد۔
٣٠٨	فائده بیان کفاره جنایات حج۔	٤٦٩	فائده بیان تعظیم والدین۔
٣١٠	فائده بیان فرائض وواجبات حج۔	٤٧١	فائده بیان حسنات خدمت۔
٣١١	فائده طریق احرام۔	٤٧٣	فائده بیان معنی حسن در آیه کریمه۔
٣١٧	فائده اسمائے مکہ مبارک۔	٤٧٤	فائده بیان فرق در مذاہب و حسن خلق۔
٣١٨	فائده بیان طول وعرض مکہ۔	٤٧٥	فائده حال تشریف بری یوسف بمجلس۔
٣٢٠	فائده بیان کلمات تلبیه۔	٤٧٨	فائده تعبیر خواب۔
٣٢٢	فائده تفضیل خصائل سهام الاسلام۔	٤٨٦	فائده اقوال نفس واقسام آن۔
٣٢٤	فائده ختنه سنت ہے۔	٤٩٢	فائده تقرر در نوکری کفار۔
٣٢٥	فائده بیان کلمات تلبیه۔	″	فائده بیان لقائے الٰہی۔
٣٢٦	فائده امامت فرشتگان۔	٤٩٣	فائده احوال زلیخا۔
٣٣٥	فائده بیان مراد از ملت ابراہیم نزد بعض مفسرین۔	٥٠٩	فائده در بیان الزعین۔
٣٤٢	فائده رفع شبهه یہود ونصاری۔	٥١٠	فائده بیان شبهه۔
٣٤٤	فائده ثبوت نبوت حضرتؐ از کتب بنی اسرائیل۔	٥١٨	فائده رفع شبهه۔
٣٥١	تفریح ہشتم در احوال حضرت لوط علیه السلام۔	٥٣٦	فائده در بیان سنت مصافحه ومعانقه۔
٣٥٢	فائده وجه تسمیه موتفکات۔	٥٤١	فائده ملاقات بشر با مادر خود۔
٣٥٤	فائده بیان حرمت وطی فی الدبر نزدیک اہل سنت و جواز عند الشیعه۔	٥٥٤	فائده ذکر یعقوب علیه السلام۔
٣٦٠	فائده ضرر اتیان فی الدبر۔	٥٦٢	تفریح سیزدہم در احوال حضرت ایوب علیه السلام۔
٣٦٥	تفریح نہم در احوال حضرت اسمعیل علیه السلام۔	٥٦٩	تفریح چہاردہم در احوال حضرت شعیب علیه السلام
٣٦٧	تفریح دہم در احوال حضرت اسحق علیه السلام۔	٥٧٢	فائده رفع شبهه۔
٣٩٦	تفریح یازدہم در احوال یعقوب علیه السلام۔	٥٧٣	فائده مدت دعوت شعیبؑ۔
٣٧٢	تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیه السلام	٥٧٤	تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسی علیه السلام
٣٧٣	فائده بیان حقیقت خواب ورؤیا۔	٥٨٤	فائده مثال نمازیان امت محمدیه
٣٢١	فائده تحقیق لفظ شرا۔	″	فائده تعلیم قرآن وفقه پر مزدوری لینا درست ہے۔
٤٥٣	فائده حکمت صد تازیانه۔	٥٨٧	فائده زنده ہونا بچه گوسفند کا۔

صفحہ	مضمون
۵۸۸	فائدہ ذکر قتل قبطی۔
۵۸۹	فائدہ وجہ رفتن بمدینہ۔
۵۹۱	فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے۔
۵۹۲	فائدہ جلوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مدین۔
۵۹۵	فائدہ مسئلہ وصول نفقہ۔
۵۹۷	فائدہ اختلاف در اسمائے عصائے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ سے۔
۵۹۹	فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر
۶۰۲	فائدہ داشتن عصا در دست از سنت است۔
۶۰۳	فائدہ حکمت در تقلب ماہیت عصا۔
؍؍	فائدہ وجہ ترس موسیٰ از بہر
۶۰۴	فائدہ اختلاف در آیہ کبریٰ۔
۶۰۷	فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ بخانہ۔
۶۱۹	فائدہ چہار طفل شیرخوارہ کلام کردہ اند۔
۶۲۰	فائدہ قصہ مرد چہارم۔
۶۳۵	فائدہ مقبول سونا ریان باس کا۔
۶۳۶	فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے۔
۶۴۲	فائدہ نکتہ تفسیری۔
؍؍	فائدہ وجہ تخصیص اربعین۔
۶۴۳	فائدہ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل۔
۶۴۴	فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام۔
۶۴۶	فائدہ معنی خلیفہ۔
۶۵۲	فائدہ رفع شبہہ۔
۶۵۶	فائدہ سوال رویت بار دوم۔
۶۶۰	فائدہ توجیہ عدم دیدار خدا۔
۶۶۲	فائدہ بیان اشکال مع جواب۔
۶۶۷	فائدہ بیان اختلاف در بقرہ کہ نر بود یا مادہ۔
۶۷۰	فائدہ بیان نکتہ۔

صفحہ	مضمون
۶۷۳	قصہ حضرت خضر علیہ السلام
۶۷۵	فائدہ بیان عجائبات حضرت خضر ع۔
۶۷۹	فائدہ تحقیق لفظ خضر۔
۶۸۰	فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۶۸۲	قصہ ہلاک قارون۔
۶۸۸	فائدہ عوج بن عوق
۶۹۲	فائدہ بیان نعمائے الٰہی۔
۶۹۳	فائدہ بیان من وغیرہ۔
۶۹۶	فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ۔
۶۹۷	فائدہ بیان بے ادبی بنی اسرائیل۔
۶۹۹	فائدہ دخول اریحا۔
۷۰۵	فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام۔
۷۰۷	فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
؍؍	تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام
۷۱۱	فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام۔
۷۱۲	فائدہ وفات یوشع علیہ السلام۔
؍؍	فائدہ اختلاف در قبر یوشع علیہ السلام۔
۷۱۳	تفریح ہفتدہم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام
۷۱۵	فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل۔
۷۱۶	تفریح ہیژدہم در احوال حضرت الیاس علیٰ نبینا و علیہ السلام۔
۷۲۲	فائدہ ملاقات الیاس و خضر در زمانہ۔
۷۲۳	تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام
۷۲۵	تفریح بستم در احوال حضرت شمویل علیہ السلام

صفحہ	مضمون
۷۲۸	فائدہ تابوت سکینہ باقوال مختلفہ۔
۷۳۰	فائدہ وجہ تسمیہ تابوت سکینہ۔
۷۳۱	فائدہ دربیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیا و اولیا از کتاب وسنت ثابت ست۔
۷۳۳	فائدہ بیان تابوت سکینہ بقول اہل تصوف۔
۷۴۰	**تفریح بست ویکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام**
۷۵۲	فائدہ ابتدا تعمیر بیت المقدس۔
//	بیان واقعہ دوکس دہقانی کہ روبروے حضرت داؤد آمدہ وحکم حضرت سلیمان دران درست شدہ کما در وسفے الرمل۔
۷۵۳	فائدہ دربیان آنکہ خداوند کبریا مر اصابت رائے حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔
۷۵۴	واقعہ دوم از بخاری ومسلم کہ دران ہم اصابت راے حضرت سلیمان واضح میشود۔
۷۵۴	واقعہ سوم بیرزالے برہوا دادخواہ شد در انہم حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔
۷۵۶	واقعہ چہارم شخص از قاضی شہر وزنے حسینہ کہ بر اصابت راے حضرت سلیمان دلیل ست۔
۷۵۷	بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت وفات حضرت داؤد آوردند کہ حضرت سلیمان جواب آنہا دادہ اند۔
۷۵۸	فائدہ دربیان قصہ مسخ گروہ بنی اسرائیل بسبب شکار ماہیان بروز شنبہ۔
۷۶۲	فائدہ دربیان آنکہ مسخ بنی اسرائیل مسخ صوری بود نہ معنوی ورد قول معترکہ قائل مسخ صوری بودہ اند
//	تنبیہ درآنکہ مسخ معنوی در امت مرحومہ میتوانند شد نہ مسخ صوری۔
۷۶۳	فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔
۷۶۴	فائدہ در نصائح حضرت لقمان۔
۷۶۸	فائدہ دربیان نصائح دیگر۔
۷۷۵	**تفریح بست ودوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام**
۷۷۷	فائدہ دربیان آوازہاے بعض طیور و در بیان معجزات۔
۷۷۸	فائدہ دربیان آنکہ تسخیر ہوا معجزہ حضرت سلیمان وطی ارض کرامت اولیا امت مرحومہ۔
//	فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر در دین اسلام وجواز این بود در عہد سلیمان ع۔
۷۸۰	فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات قوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان مے آوردو بحضور سلیمان بخوف۔
۷۸۱	فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الٰہی۔
۷۸۲	فائدہ قصہ نملہ سلیمان علیہ السلام وبیان نصائح نملہ بحضور جناب۔
۷۸۷	فائدہ قصہ ہدہد وبلقیس۔
۷۹۰	فائدہ دربیان نسبت بلقیس۔
۷۹۳	فائدہ دربیان وجوہ طلب درحق بلقیس۔
۸۰۲	تنبیہ دربیان بے انصافی نصاری کہ الزام کثرت زوجات بہ نسبت حضرت صلعم میکنند۔
۸۰۷	فائدہ قصہ گم گشتگی خاتم سلیمان علیہ السلام۔
۸۱۰	فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہ نبوت حضرت خاتم المرسلین۔
۸۱۳	فائدہ ذکر سلطنت رحبعام ابن سلیمان۔
۸۱۵	**تفریح بست وسوم در احوال حضرت شعیا وارمیا علیہ السلام**

صفحہ	مضمون
۸۱۸	فائدہ در اختلافات باحوال بخت نصر۔
۸۱۹	فائدہ در بیان بشارات حضرت شعیا و ارمیا کہ بنبوت حضرت صلعم دادہ اند۔
۸۲۱	فائدہ در ذکر دانیال اکبر و دانیال اصغر۔
۸۲۳	فائدہ بشارت حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم
۸۲۶	فائدہ در ذکر خرابی یہود کہ دو مرتبہ واقع شد۔
۸۳۱	تفریح بست و چہارم در احوال حضرت عزیر علیہ السلام
۸۳۶	تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام
۸۴۰	فائدہ در بیان نکات کریمہ فاصبر لحکم ربک الخ۔
۸۴۴	فائدہ در طرق خواندن لا الہ الا انت سبحانک کہ اسم اعظم است۔
۸۴۶	فائدہ در تحقیق این امر کہ حضرت یونس معدود در انبیاء اولوالعزم ہستند۔
۸۴۸	فائدہ لعد دیدن عذاب تبیین بکار نمی آید الا قوم یونس را بکار آمد
۸۴۹	احوال ذوالقرنین۔
۸۵۱	فائدہ در بیان آنکہ آفتاب وجدہا تغرب فی عین حمئۃ و رفع شبہہ نصاری۔
۸۵۴	ذکر دخول سکندر در شہر سبا۔
۸۵۶	ذکر سد سکندری۔
۸۶۰	تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔
۸۶۲	فائدہ در بیان آنکہ در امت زکریا علیہ السلام دستور بود کہ فرزندان را نذر مسجد میکردند و در مسجد میگذاشتند۔

صفحہ	مضمون
۸۶۶	فائدہ از برکت دعاے مادر مریم شیطان حضرت عیسیٰ و مریم را مس نکردہ۔
۸۶۸	فائدہ در مراد کریمہ فتقبلہا ربہا بقبول حسن و بیان فوائد کریمہ انی لک ہذا۔
۸۷۰	فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاے حضرت زکریا اہل تفسیر بیان کردہ اند۔
۸۷۴	قصۂ حضرت مریم علیہا السلام۔
۸۷۷	فائدہ در بیان آنکہ سواے کس از اطفال در حالت شیر خوارگی کلام نکرد۔
۸۸۰	ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام۔
۸۸۴	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ روبروے حضرت زکریا شہید شدند یا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف۔
۸۸۷	تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام۔
۸۹۷	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
۹۰۲	تعداد عمر حضرت عیسیٰ۔
؍؍	حال تحریف کتب قدیمہ
۹۰۷	حال کتب جدیدہ۔
۹۱۰	بیان اسباب خرابی بیبل۔
۹۱۳	تقریر نسخ احکام توریت۔
۹۳۶	قصہ اصحاب کہف۔
۹۵۷	احوال ہلاکت اصحاب فیل۔
۹۶۱	ختم جلد اول۔

تمت

الحمد للّٰه وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی

درین روزگار کتابے بہ برکت خطاب جامع جمیع حالات و معجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا بشمار پیغمبر مسنین علیہم التحیۃ والثنا
از روی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و اقوال اولیا کہ کتب سیر و تواریخ ملفوظات معتبرہ علما و مشائخین یافتہ شدہ

مسمّٰی بہ

تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا

جلد اول

از تالیف منیف رہنمائے سالکان ... مولوی ابو الحسن ...

بتصحیح جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب ... محمد احسن صاحب ...

در مطبع منشی نولکشور بحسن طبع رسانیدہ یافت



بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذی خلق الانسان و جعله خلیفة الارض بالتفضل و الاحسان و فضله علی المخلوقات بالعلم و العرفان و امرهم بالسجود له الملائکة
فسجدوا کلهم الا الشیطان فالحمد لک یا من نفخت روحک فی الماء و الطین و ارسلت الیه رسولک بالوحی المتین انت
خالق الارواح فالق الاصباح مالک الملک و الملکوت ملک الجبروت و اللاهوت لا تحصی مقدوراتک و لا تتناهی
معلوماتک انت ذو العرش المجید و فعال لما یرید و الصلوة علی نبیک المصطفی و رسولک المرتضی الملک المقام المحمود مالک
الحوض المورود افصح فصحاء العرب و العجم و ابلغ من تادب و تعلم جامع الاحسان و العنایة و موجب الامن و الامان فی
یوم القیامة خاتم الانبیاء و المرسلین قال الله تعالی فی شانه و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین و علی آله الکاملین و اصحابه العالمین
بالقوة النظریة رموز الاحادیث و الفرقان القاطعین عن رقاب المنکرین قلائد الکفر و الخذلان و علی ازواجه امهات المؤمنین
و علی سائر الفرق من المهاجرین و الناصرین و بعد فیقول العبد الضعیف الجانی المشغوف بتذکیر اصحاب الحی الربانی
ابو المحسن الحسین بن ملک العلماء و سند الفضلاء تاج الفصحاء سراج البلغاء میزان المعقول و المنقول منقح اغصان
الفروع و الاصول صاحب المناقب الفاخرة فی الدنیا و الآخرة حامل السر المرتضوی مولانا ابو الحسن الحسین الشهید
العلوی بن رئیس الاتقیاء حبیب الاصفیاء قطب الولایة و الارشاد غوث العارفین و الاوتاد و دلیل الشرع
المصطفوی الشیخ الکامل العارف العامل شاه سید محمد العلوی الحنفی القلندری الکاکوروی طاب ثراه

جناب

حصل القدوس بكما هما اني لما بلغت سن الشعور وميزت بين النار والنور وفرقت الصبا من الدبور شمرت ذيلي على
طلب العلوم والكمال واشتغلت بالتحصيل من اوائل الحال فتلمذت على مولاي عمي ابن عمي وحيد عصره في المعقول
والمنقول فريد دهره في التصوف والاصول الذي يحكي محامده بلسان الاوفى والافاضل يروي مدائحه في المجالس
والمتوكل المتبتل على الله الكفيل والقائل بالصدق حسبي الله ونعم الوكيل المتفرد بالعلم الخفي والجلي مولانا مقتدانا شاه
حبيب علي العلوي واخيه الفاضل العلامة والنحرير الفهامة الحامي لحمى الشريعة الغراء الماحي لبدعة الملة البيضاء المدرس
المتوكل المتصوف المجد الجامع بين الفروع والاصول الحافظ للمعقول والمنقول مولانا تقي علي العلوي عليهما الرحمة العلي
واخذت منهما النحو والصرف والفقه والاصول واكثر كتب المعقول وبلغت بهما من تربيتهما الى المقصد الاعلى وارتقيت
ببركات فيوضهما في السماء الاعلى ثم احرمت لطواف الكعبة المعنوية ملبيا وارتحلت من الوطن حامدا ومصليا الى
كعبة العلماء الربانيين وقبلة الكملاء الرحمانيين المدار عليه الافاضل من الفقهاء الكاملين والمشار اليه بالانامل
من بين العرفاء الفاضلين المفسر النحرير والمحدث الخطير الذي جدد درس الحديث في تلك الديار بعدما اندرس من اطوار
وآثار السلف في هذه الامصار بعدما انطمس الجوهر الثمين الخارج من معدن الرسالة والكوكب المضيء طلع من سماء الجلالة
والمحيط بالعلوم احاطة السماء بالنجوم الشيخ العلامة مولانا محمد حسن علي الهاشمي العربي ثم اللكهنوي خير مقتدى الانام صاحب
فريد العصر في كشف اسرار الاحاديث والتنزيل مصداق علماء امتي كانبياء بني اسرائيل كيف لا وانه عالم لم يكن عديله
وفاضل لم يوجد مثيله ان كان فهو الشافعي او النعمان قدس الله سره ونور ضريحه فتشرفت بموقفه الاعلى وتقبلت سنده العليا
وقرأت عليه الهداية والمسلم والبيضاوي وفرغت عن التحصيل المعمولي ثم تركت العتبة العلية بالعوارض الدنيوية الدنية
في سنة الف ومائتين وثمانية واربعين من الهجرة النبوية ولحقت في الوطن بالاهل والعيال مع توزع الخاطر بالحال
والاستقبال ثم وجبت وسافرت الى اكناف لتحصيل ما لابد من الضرور وقمت فيه عامين كاملين ثم قصدت الى دار
بمجرد سيري الى اكبرآباد صانها الله من الفتنة والفساد ثم لما اتفقت لي الاقامة في البين فرغ بفضل الله التمس مني
بعض الاحباب ان اجمع ونرتب شيئا في قصص الانبياء وجمعا ذا اثنينا في احوال الاتقياء فبالغت في الانكار واكثرت الاعذار لكن لم يسعني مخالفته
فتشرفت على المسؤول وابتدرت في المامول في سنة احدى وستين بعد الالف ومائتين من الهجرة النبوية على صاحبها السلام والتحية
مستعينا بالله الكريم ومستفيضا بفيضه العميم فان تيسر لي الختام فهو بكرم وسميت الرسالة بتشريح الاذكياء
في احوال الانبياء فالامل من اهل الطبائع الزكية والمزايا الصافية ان يلتفتوا الى ذلك المكتوب بلحاظ القبول
لا ينظروا الى هذا الظلوم والجهول فاني قليل البضاعة وغير اهل هذه الصناعة وتوكلت على الله هو حسبي ونعم الوكيل
اللهم اجعل خير كلامي اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم



حمد جمیع السنه معبودی را سزاوار است که بهدایت صراط مستقیم و ارشاد مناهج دین قویم بقبضهٔ اقتدار اوست انجام
اولین و آخرین از ارباب کمال و انتقام مستحقان غضب از اصحاب غوایت و اضلال بحیز اختیار او متصف
است بصفات قدیم و کمال منزه است از سمات حدوث و زوال متکلم است بکلام قدیم معلم است بکتاب کریم
و ستایش صانعی را در کار است که صورت صنع بدیعش بلوح فطرت آدم را به نقوش و علم آدم الاسماء کلها آراسته
کرد و ادب آموز فیضش نفس ناطقه را در مدرسهٔ علمه البیان ما لم یعلم تعلیم داد و سپاس جهان آفرینی را از آب
که از عرش تا ثری همه بر وحدت وجودش دال و از ذره تا شهها جمله بر الوهیتش بمقال و شکر منعمی الاکرم که عقد
تکریم لقد کرمنا بنی آدم در گردن من انداخت و بزمرهٔ کنتم خیر امة اخرجت للناس بعنایت خویش منسلک ساخت
و صلوة بی حد و تسلیمات بی عد و تحیات بی احصا و دعوات لا انتها بحضرت رسالت پناه سلطان تختگاه
لی مع الله نکته دان و علمک ما لم تکن تعلم روشن بیان انا افصح العرب و العجم خاتم انبیا رسول مجتبی محمد مصطفی ماه آسمان
جلالت مهر فلک رسالت شفیع یوم محشر که رایت شفاعت کبری بکف کفایت او داده اند و عاصیان دست را
درین دار ناپایدار بامید عنایت او فرستاده اند چه اگر مرهم امید شفاعت تدارک ریش دلهای گنهگاران
نکردی پیداست که حال خستگان بیمارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی ؎ همه را از گنه شفیع توئی + اصل
جمعیت جمیع توئی + گرچه اندک بضاعتی داریم + از تو چشم شفاعتی داریم + از جناب اوست ابتدا موجودات
که هنوز حضرت واجب الوجود بمقتضای کرم و جود قرعهٔ اختیار بر صفحهٔ ایجاد نگردانیده و قابلهٔ رحمت اطفال معدوم را
از ارحام قضا بفضای تکوین نرسانیده بود که شاه بلند پرواز نور مقدسش بجناح نجاح در هوای هویت طیران می نمود
؎ کلک عنایت چو قلم ساز کرد + از همه پیش آن رقم ایجاد کرد + روزی که در جامه خانهٔ غیب
خلعت پیغمبری بر بالای والایش بریده دوختند و منشیان دیوان عنایت طغرای عزای نبوت و دیباچهٔ
دبستان هدایت منشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیه السلام سر از بالش خاک
بر نداشته بود ؎ شد گشاده در نبوت او + پیشتر ز آدم و الّوت او + چون ز احمد زمانه بست فطیر + گل آدم هنوز
بود خمیر + پیغمبریست که اوصاف جمیله اش در کتب آدم و شیث مذکور و اخلاق حمیده اش در صحائف

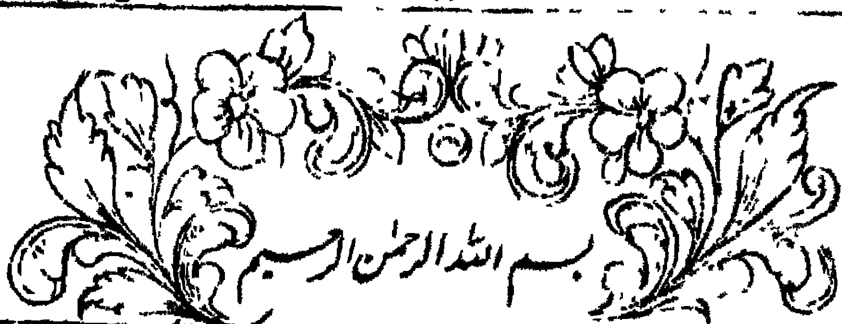
ادریس مرقوم و مسطور اوراق صحف ابراهیم بذکر تجلیلش مزین الواح کلیم بشرح تجلیل تکریمش مبین زبور داؤد و
بر دقائق محامدش شامل و صحیفه یعقوب بر حقائق کرامتش مشتمل کتاب شعیا مطلع انوار مناقبش و انجیل عیسی
مطلع آثار مراتبش مبیّن اقوال و افعالش را جوامع الکلم آیات قرآن جامع و مفاخر اوصاف و احوالش
از مطالب عجائب کلمات فرقان طالع سوره والشمس صفت چهرهٔ نشان اوست و ذکر واللیل از پی گیسوی
مشک فشان اوست + سبحان الذی اسری شان تجلی بیان او + جاهد الکفار در میدان دین جولان اوست +
قاب قوسین ابرو مازاغ چشم دل فریب + رب زدنی جلوه های حسن بی پایان اوست + هرچه آن بر
صفحهٔ امکان رقم زد دست غیب + از کمالات و فضائل صلکی در شان اوست + بلکه حق سبحانه جل شانه
در کلام مجید مکرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و معنوی خبر میدهد سر مبارک آن
سرور را که زیبندهٔ افسر کرامت بود و بلفظ لعمرک باز نمود و نرگس دیدهٔ حق دیدش را که چشم فلک در و
شدی در روضه لا تمدن عینیک نمو نمود و گوش با هوشش را که مخزن جواهر اسرار حقیقت بود و قعر
بحر کنایه قل اذن خیر لکم جای قرار مقرر فرمود آفتاب روی دل فریبش را اوج عنایت قد نری تقلب
وجهک از آفت زوال مامون و مفتاح زبان گوهر بارش در درج عزت فانما یسرناه بلسانک از تعرض
طبع و نفس محفوظ و مصئون و شرح سینهٔ بی کینه اش در دفتر الم نشرح لک صدرک مذکور و سر دل
بی غل آنحضرت صلی الله علیه و آله و اصحابه در صحیفه نزل به الروح الامین علی قلبک محرر و مسطور ذکر
دستش که بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روز نالست در آیه و لا تجعل یدک مبسوطین و از صفائی گردن
کریمه فرمان ملک المنان است رمز ان عنقک نشان صعین فحوای انقض ظهرک بر صفت پشت جوی
اساسش که پشتی اولیا از و باشد مشتمل و مضمون انک لتقوم و صفت پای بلند پایه اش را که فرق عرش
فرش اوست متکفل سه ای ز سر تا پا چو چشم خویش عین مردمی + چون توانند بود چندین حسن در یک
آدمی و نعم ما قال الشاعر لب لعل و خط سبز و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
شیوه و شکل و شمائل حرکات و سکنات + آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری + ای محب اگر ابراهیم
خلیل بود و اتخذ الله ابراهیم خلیلا آنحضرت صلی الله علیه و سلم حبیب رب جلیل است خلیل را بعد از
ابتلا خلعت خلت دادند و او تا ابتلی ابراهیم حبیب را از اول بکسوت محبت بیاراستند و ربک یخلق
ما یشاء و یختار ملکوت آسمان را نظرگاه خلیل ساختند و کذلک نری ابراهیم ملکوت السموات نظرگاه
خلیل را قدمگاه حبیب گردانیدند ثم دنی فتدلی خلیل بخود متوجه کعبه وصال شد انی ذاهب الی ربی
حبیب بخود ببارگاه جلال راه یافت اسری بعبده لیلا خلیل طالب هدایت کرد سیهدین حبیب مطلوب

دولت ہدایت دادند ویہدیک صراطاً مستقیماً خلیل طلب مغفرت پیش آورد والطمع ان یغفرلی حبیب را
بےطمع این مژده فرستادند لیغفرلک اللہ خلیل بدعا درخواست کہ روز جزا مارا رسوا مگردان ولا تخزنی یوم
یبعثون حبیب را بےخواست او ہمین بشارت رسید یوم لا یخزی اللہ النبی خلیل مطیعان را بخود اضافہ کرد
فمن تبعنی فانہ منی حبیب عاصیان را بخویش در پناه مرحمت آورد شفاعتی لاہل الکبائر من امتی خلیل منادی کننده
حج وقربان بود واذن فی الناس بالحج حبیب نداء دہنده شرع وایمان بود سمعنا منادیاً ینادی خلیل
بخدا سوگند خورد تاللہ لاکیدن خدای جلیل بحبیب قسم یاد کرد لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون خلیل از
خلت مقام خدمت یافت واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی حبیب از محبت رتبہ شفاعت یافت ولسوف
یعطیک ربک فترضی واگر موسی علیہ السلام نجی بود وقربناه نجیاً مرتبہ حبیب علیہ الصلوة والسلام ازو
بیفزود اگر نجی را دستی بود چون ماه تابان تخرج بیضاء حبیب را دلی بود چون خورشید رخشان مثل نوره
کمشکوة فیہا مصباح نجی بعصا آب از سنگ برآورد حبیب را چشمہ حیات از میان اصابع روان شد نجی
رضای حق طلبید عجلت الیک رب لترضی حق سبحانہ جل شانہ رضای حبیب دید فلنولینک قبلة ترضہا
نجی بدعا شرح صدر طلب کرد رب اشرح لی صدری حبیب را بی آنکہ طلب کند این سعادت عطا
کرد الم نشرح لک صدرک نجی بر کوه طور در احکام شریعت سخن گفت وکلم اللہ موسی تکلیما حبیب را
بر قبہ نور بر اسرار خفیہ اطلاع داد فاوحی الی عبده ما اوحی ؎ شنید آنجا کلامی فی آواز + معانی در
معانی راز در راز + لباس فہم بربالای او تنگ + سمند عقل وصحرای او لنگ + زگفتن برتر است واز
شنیدن + زبان زین گفتگو باید بریدن + ؎ منکہ باشم کہ بود شرح کمالش ہوسم + کیستم من کہ در اوصاف
جمالش برسم + من کیم در چہ حسابم کہ صفاتش شمرم + کیستم من کہ کنم عد خصالش چہ کسم + و بر ائمہ اہل سجاد
واجلہ فلک سیادت ملوک مقعد صدق وصفا سلاطین تخت گاه علم وعلی سرافرازان مقام توحید پاکبازان
کوی تجرید ناہجان مناہج صبر ورضا واقفان مواقف حلم وحیا اعنی اولاد کبار وائمہ اطہار واہلبیت اخیار
کہ خلعت جلالت انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی بر قامت با کرامت ایشان راست وتاج
امارت ولیطہرکم تطہیراً بر فرق شرافت ایشان لی کم وکاست می آید وبر اصحاب با اقتدار بل جملہ مہاجرین وانصار
ہداة سبیل ایمانی اعلام طریق آسمانی ارباب صدق وحق اصحاب فضل مطلق تالیان قرآن صاحبان
کرم واحسان شموس آسمان ہدی بدور فلک تقی مصاحبان درگاه رسول حاضران وحی یا دان نزول
کہ اصحابی کالنجوم بر وزارت وکرامت ایشان دلیلی ست ظاہر واللہ اللہ فی اصحابی بر وجاہت و
لیاقت ایشان برہانی ست باہر و بر عشقبازان آخر الزمان کہ مرکب شہادت در مضمار عبودیت تاختہ

این امت عالی همت رقم زدند یعنی آوازهٔ خلت خلیل را با قطار عالم رسانیدند واتخذ الله ابراهیم خلیلا و از دبدبهٔ
محبت این امت آفاق جهان را بدین صدا پر ساختند که یحبهم ویحبونه خلعت اصطفا در روی پوشانیدند
ولقد اصطفیناه فی الدنیا قبای همان کرامت بر قامت استقامت این امت • دوختند ثم اورثنا الکتاب
الذین اصطفینا لوای اجتبا او را در فضای عظمت برافراختند اجتباه وهداه و علم عزت ایشان را نیز بطراز
همین اعزاز مطرز و مطرز ساختند هو اجتباکم صفت حنیفیه خلیل را ثابت کردند ولکن کان حنیفا مسلما امت حبیب
نیز از همین مرتبه بهره رسانیدند مخلصین له الدین حنفاء رتبهٔ اسلام او را درجهٔ اشتهار دادند کان حنیفا
مسلما متابعان حبیب را نیز بهمین نام مشهور عالم گردانیدند هو سماکم المسلمین حضرت خلیل را از بشارت
غلام بهره مند ساختند و بشرناه بغلام حلیم امت حضرت حبیب را با بشارت اکرام بنواختند و بشر المؤمنین
و ابواب نجات بمفتاح رحمت بر روی موسی علیه السلام برگشادند و انجینا موسی و نجات مناجاتیان
این گروه را بدین صورت جلوه دادند حقا علینا ننج المؤمنین لآلی معالی او را بصفت معیت در سلک
سعادت کشیدند اننی معکما اسمع واری در مفاخر معیت و جامعیت ایشان را در عقد احتشام منتظم گردانیدند و هو معکم
اینما کنتم اساس تقرب او را بر توجه ممهد ساختند که و قربناه نجیا بنای قرب ایشان را برین قاعده نهادند که
اولئک المقربون او را به تیسیر امر از اقران امتیاز دادند و یسر لی امری بر ایشان نیز بهمین صورت منت
نهادند یرید الله بکم الیسر بتیر دعوت او را بهدف اجابت رسانیدند قد اجیبت دعوتکما هدیهٔ نیاز کیشان این
امت را بتشریف قبول مشرف گردانیدند و یستجیب الذین آمنوا او را مغفر مغفرت پوشانیدند فاغفر لی فغفر له ایشان را
نیز از همین ساغر جرعه نوشانیدند یدعوکم لیغفر لکم او را از مهلکهٔ خوف بسر منزل امان رسانیدند لاتخف انک
من الآمنین ایشان را نیز بمعاونت فاذا امن از خوف و خطر رهانیدند اولئک لهم الامن شرف او را بتعظیم
تسلیم بر جهانیان واضح گردانیدند سلام علی موسی حرمت این امت را باکرام سلام بر عالمیان لائح
ساختند سلام قولا من رب رحیم و گلشن کمال حبیب را انگبین اتمام نعمت بیاراستند و یتم نعمته علیک
چمن اقبال متابعانش را بریحان همین صفت معطر ساختند و اتممت علیکم نعمتی صدای کوس نصرت
آنحضرت را باسماع عالمیان رسانیدند و ینصرک الله نصرا عزیزا وصیت صفت منصوریه پیروانش را
در زوایای آفاق و اقطار جهان ظاهر گردانیدند و کان حقا علینا نصر المؤمنین لب غنچهٔ فتح مبین او را در ریاض
جلالش به نسیم عنایت خندان کردند انا فتحنا لک فتحا مبینا و شکوفهٔ فتح قریب را در بساتین افضال
مطیعان بشعاع حمایت شگفته نمودند واثابهم فتحا قریبا تاج و باج نزول سکینه بر فرق شرف
حبیب خود نهادند فانزل الله سکینته علیه و دواج همین صفت بمتابعت او بر کتف شرف استاع

الحمد لله هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین ثم رحم الله علیهم اجمعین بعد ازین بندۀ مسکین بهزار گناه
خجل و غمگین ننگ دودمان مجد و شرافت بدنام کن سلسلۀ اهل سعادت امیدوار مغفرت ایزدی و سزاوار
شفاعت جناب احمدی فقیر حقیر ابوالمحسن حسن علوی ابن رئیس الاذکیا خاتم اصفیا جامع علم معقول و منقول
حاوی فروع و اصول حامل شرع نبوی مولانا ابوالحسن حسین علوی ابن غوث عارفان قطب کاملان
متوکل علی الله عارف بالله حامل ولایت مرتضوی عاشق جمال مصطفوی حضرت شاه میر محمد قلندر
علوی ساکن کاکوری بخدمت اصحاب صدق و صفا و ارباب ذهن و ذکا التماس میسازد که بهترین
کاری که لائق اسافل و اعالی و قابل صرف ایام و لیالی بود دریافت احوال انبیا و استماع قصص اصفیا
است که در هر قصه خبرتی و در هر حکایت عبرتی و کتاب قصص الانبیا بزبان فارسی هرچند جامع حالات
انبیاست الا از کسوت صحت عاری و از نکات و لطائف محض خالی شاید این کتاب از دست اهل
تحریف باین مرتبه رسیده یا از تصحیف کاتبین و ترمیم ناقلین بدین رتبه کشیده ورنه مترجم این کتاب متدین
و از جملۀ اصحاب صدق و یقین است فلهذا از مدتی بخاطر داشتم که قصص انبیا و احوال اصفیا از کتب تفاسیر
مستنده و احادیث معتمده و تواریخ و سیر معتبره بزبان اردو نویسم تا مفید عوام شود و نکات تفسیریه و تنبیهات ضروریه
که متعلق آیات قرآنیه و احادیث نبویه باشند بیان نمایم تا مقبول نظر خواص افتد الا بسبب انواع تعلق خاطر
و اصناف تشتت باطن که موانع این عمل اند کار بجائی نرسید درین عرصه که سنه یکهزار و دو صد و شصت ۱۲۶۱
و یک هجریه علی صاحبها الف الف تحیه بوده است روزی از عالم غیب الهامی کردند که مکنون خاطر خود را
ظاهر کن و اینچنین وقت را از مغتنمات شمار و بدان که زمان روز و شب که درین کار خیر صرف خواهی ساخت
کاتبین اعمال آنرا در عبادات و مجاهدات خواهند نوشت و بروز قیامت بدستت خواهند داد و دمی که
بگوشۀ نشسته فکر تالیف خواهی کرد نقد وقت اینست که از گناهان ظاهری بلکه باطنی هم محفوظ و با دراک حالات
حضرات انبیا علیهم التحیة و الثنا محظوظ خواهی ماند و اگر از قصص و حکایات این مقبولان درگاه حضرت عزتی
پیدا خواهی نمود عجب مدار که از دنیا و ما فیها بی تعلقی حاصل گردد و آخر کار بحسن خاتمه انجامد بهمین تصور بودم که بعض
احباب خصوص شیخ صاحب مظهر عنایت و کرم منشی الٰهی بخش سررشته دار دیوانی ضلع مین پوری که درین عصر
ترجمۀ مشکوة شریف از فقیر خواسته اند درین باب تاکیدی شدید و اصراری بلیغ فرمودند تا که بمراد خود اکثر موانع
و عوائق و تنبیه آنچه مکنون خاطرم بود بر لوح اظهار نقش کردن شروع کردم نام این کتاب تفریح الاذکیاء فی
احوال الانبیا تجویز نمودم ∴ غرض نقشیست کز ما یاد ماند + که هستی را نمی بینم بقائی + و درین هنگام که
تالیف این کتاب میکنم از کتب تفاسیر احادیث و عقاید و سیر و تصوف و فقه و اصول و قصص همچو معالم التنزیل

تصنیف محی السنہ ابو محمد حسین ابن مسعود البغوی شافعی و مدارک التنزیل تصنیف ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ
نسفی حنفی و تفسیر کبیر تصنیف امام فخر الدین رازی صدیقی شافعی و تیسیر تصنیف ابو القاسم عبد الکریم قشیری
و کشاف تصنیف ابو القاسم محمود جار اللہ زمخشری در عقائد معتزلی و در فقہ حنفی و انوار التنزیل تصنیف ابو محمد عبد اللہ
بیضاوی شافعی و رحمانی تصنیف فقیہ علی مہایمی و جواہر القرآن و یاقوت التاویل و تفسیر سورۂ یوسف تصنیف
امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و بسیط تصنیف علی واحدی نیشاپوری و بحر مواج از قاضی شہاب الدین
شمس عمر دولت آبادی و احمدی از مولانا غلام مصطفیٰ معروف بملا جیون حنفی امیٹھوی و در منثور از جلال الدین
سیوطی و جلالین از جلال الدین مذکور و جلال الدین محلی و حسینی جواہر ہر دو از مولانا حسین واعظ کاشفی
و زاہدی از ابو محمد مختار مکنی بہ نجم الدین محمود و قرآن القرآن و اکبر و اسرار الفاتحہ و خازن و سعدان الجواہر سراج المنیر
و عزیزی تصنیف حضرت قدوۃ المحققین استاذ الاستاذ مولانا عبد العزیز محدث دہلوی و نظم الجواہر تالیف محمد علی
حسینی فرخ آبادی باسطی نقشبندی و انیس العاشقین در حال یوسف علیہ السلام و موضح القرآن ترجمہ
شاہ عبد القادر دہلوی و فتح الرحمن ترجمہ قرآن از مولانا ولی اللہ دہلوی و صحیح بخاری و صحیح مسلم و نسائی
و مشارق و ترمذی و مشکوۃ و شروح آن از طیبی و علی قاری و شیخ عبد الحق دہلوی و عین العلم مع شرح آن
و زہرۃ الریاض و تنبیہ الغافلین و منہاج المسترشدین و فتوحات مکی و فصوص الحکم ابن عربی و شروح فصوص
لعلی قاری و ملا جامی و محب اللہ آبادی و نفحات و رشحات و لمعات تمیمات و اخبار الاخیار و جذب القلوب
مدارج و شواہد و معارج و مواہب و درج الدرر و اخبار الدول و شرح مثنوی مولانا عبد العلی و روضۃ الاحباب
و کتاب الملل والنحل و بہجۃ المحافل و تاریخ یافعی و ابن خلکان و تاریخ فرشتہ و زین القصص و تکملۃ القصص
و شفای قاضی عیاض و لب التواریخ و خلاصۃ التواریخ و فتاوی عالمگیری و در مختار و عینی شرح کنز بشبیہ
نظر است چشمداشت از صاحب نظران بلند فکرت و ارباب استعداد ارجمند فطرت آنکہ اگر در محلی ازین
کتاب مشکلی پیش آید و از ان زلت قدم و لغزش قلم محرر رو نماید تتبع کتب مذکورہ نمایند و دم باصلاح
زنند و اگر اصلاح و تصحیح دست ندہد دل بسبیل خود را بر مضمون خذ ما صفا و دع ما کدر داشتہ کار تصحیح
و اصلاح بر دیگران گذارند کہ و الحمد ما انا من فرسان ہذا المیدان و لا من حاملی لواء ہذا الشان و از حضرت
واہب العطایا تعالت آلاؤہ چنان میخواہیم کہ بکرم وافر و فضل متواتر و احسان قدیم و انعام عمیم این خلعت
گدائی را بآخر تعمیر رساند و داعی را باتمام آن موفق گرداند و خاص و عام را از فوائد و تنبیہات این رسالہ
تفریح و نفع کامل بخشد و متولف بی بضاعت را بحسن نیت و طیب طبیعت جزای جزیل دہد لا الہ الا ہو ربی توکلت
علیہ ہو حسبی و نعم الوکیل و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین



حمد بے حد و بے عد و ستایش بیرون از آلایش اس درگاہ بے نیاز سے راجع ہو کہ جسنے بیک کلمۂ کن بالا سے عرش سے زیر فرش تک
پیدا فرمایا و شکر و سپاس تقدس اساس اس منعم کریم کارساز کو لائق ہے کہ اُسنے ابتدا سے انتہا تک انواع
افضال و نعمتون سے ممنون و شاکر کیا نفوس و ارواح و جوارح و اعضا آفریدہ کو طاقت نہین کہ اپنے
آفرینندہ کی ستایش کرسکے و بندہ بہزاران ہزار گناہ شرمندہ کو کیا لیاقت کہ مدح گوئی ایزد پاک مین اپنی زبان
کرسکے ؎ از دست و زبان کہ بر آید * کز عہدۂ شکرش بدر آید * والحق سلسلۂ انعام و اکرام انقطاع پذیر
نہین پس انتہائے شکر و سپاس جز عجز و تقصیر نہین ؎ بیچارہ آدمی کہ درین کارخانہ اش * در نیم ذرہ دعوئے
قدرت بود فضول * مشکل تر آنکہ گر برسد معترف بعجز * آنہم نبود قدرت او کم فتد قبول * و درود نامعدود ازل سے
ابد تک اس جوہر پاک شہنشاہ سریر لولاک پر ؎ جسکی صورت کے تعین خامۂ نقاش ازل * کھینچکر دست سے بیخود
مین پڑا آپ آپ جل * ہزار جان سے نثار ہو کہ اسنے گم گشتگان بادیۂ ضلالت اور بت پرستی اور مستغرقان دریائے
غوایت اور بدمستی کو شمع ہدایت کے نور سے راہ مستقیم دکھلائی اور طالبان دین حقیق و سالکان طریق
توفیق پر جادۂ انوار و سرور کے شاہراہ بنائے کہ جو چاہے بے تکلف مقام قرب و حضور مین چلا جائے اور
جس وقت کوئی ارادہ کرے نخل آمال محل فرحت سر زمین مقام فرماوے ؎ کون وہ جسکے قدم سے ہوا موجود
عدم * آسکے مقدم کی بشارت سے ہوا خوش آدم * بلکہ آدم سے لگا تا بہ مسیح مریم * ہر نبی کو یہ بشارت تھی
کہ وہ شاہ امم * عنقریب آتا ہے عالم مین بصد عز و حشم * دیکھیو اسکی رسالت کی چمک کا عالم * جس جگہ اسکے
کف پا کا نشان ہوویگا * سالہا سجدۂ صاحب نظران ہوویگا * ہر چند فرس زبان کو میدان ثنا خوانی مین
اسطرح روکتا ہون کہ جسکے رتبہ کو ملک نہین سکتے ادراک تو تو خاکی ہے بھلا مدح کریگا کیا خاک لیکن زمام اختیار
اسکے قبضۂ اقتدار سے نکلی جاتی ہے پھر طوطی شکرین مقال خامہ کو برابر آئینہ بیان کے بٹھلا کے یون کہتا ہون
؎ زین رشتہ شدم گسستہ امید * خاکی چہ کند سپاس خورشید * گر وہ تو یہ کہتی ہے ؎ حرام دانم با دیگران
سخن گفتن * کجا حدیث تو آید سخن دراز کنم * ہزار گونہ بنظم بہر چہ ہم کہ برند * سبب کہ آن جلست ترک و ناز کنم
بالجملہ فرس بیان میدان ثنا خوانی مین از خود مطلق العنان ہے اور طوطی فصیح اللسان قفس مدح گوئی مین
بیخود و مذہب البیان تعالی قرآن کہ زیبای ردہ مو و اسکے ادا لیل ا و اسکے و دلربای جست جو

وبسوف یعطیک ربک فترضٰی آیت عزت وتمکنت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین وصحیفۂ حشمت
و شوکت و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین بیان جلوت انا سنلقی علیک قولاً ثقیلاً ونشان خلوت
فاسجد لہ وسبحہ لیلاً طویلاً تخفیف حال و وضعنا عنک وزرک وتشریف لمآل ورفعنا لک ذکرک انجاح حاجت
فلنولینک قبلۃ ترضیہا واصلاح دعوت انما انت منذر بن بخشہا قوت عزم فاذا عزمت فتوکل علی اللہ
وغایت صبر واصبر وما صبرک الا باللہ قرب منزلت دنیٰ فتدلیٰ وعلو مرتبت فکان قاب قوسین او ادنےٰ
پاکی جامہ وثیابک فطہر وگرمی ہنگامہ وربک فکبر ثبات قدم لاتکن کصاحب الحوت ورفعت ہمم توکل
علی الحی الذی لایموت وصف ملازمان بارگاہش السابقون الاولون ومدح کشتگان صف باجاہش
بل احیاء عند ربہم یرزقون کمال محبت ما ودعک ربک وما قلیٰ وحال سودت وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ
حوض مورود انا اعطیناک الکوثر ودشمن مردود ان شانئک ہو الابتر رقیمۂ سیادت یٰس والقرآن الحکیم
وتمبغۂ سعادت انک لتہدی الی صراط مستقیم صحیفہ احکام تنزیل من الرحمٰن لطیفۂ اعلام الرحمٰن علم القرآن
خلق بزرگوار انک لعلیٰ خلق عظیم ولطف بیشمار وبالمومنین لرؤف رحیم جہد تمام فاذا فرغت فانصب وتوجہ
دوام الی ربک فارغب معراج کرامت سبحان الذی اسریٰ وتسہیل است یجعل اللہ بعد عسر یسرا تحمل محنت
فاصبر صبراً جمیلاً وتحمل خدمت قم اللیل الا قلیلاً سیما من ارشاد نزلنا علیک القرآن تنزیلا ووظائف اوراد
واذکر اسم ربک بکرۃً واصیلاً مسجد پر نور لمسجد اسس علی التقویٰ ومزید ذوق وحضور سنقرئک فلا تنسیٰ قیام
نماز فصل لربک وانحر بتیہ راز فانہ نزلہ علی قلبک دین پسندیدہ ان الدین عند اللہ الاسلام وقبلۂ برگزیدہ
فول وجہک شطر المسجد الحرام اصحاب بزرگوار من المہاجرین والانصار رفیق باتوفیق نیکوکار ثانی اثنین
اذ ہما فی الغار داماد عالیقدر انما ولیکم اللہ واستاد شرح صدر الم نشرح اللہ طہارت خاندان ویطہرکم تطہیرا
وکمالات دودمان ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا طرف جلوات یہدیک صراطا مستقیما و
تحف صلوات صلوا علیہ وسلموا تسلیما ؎ ای گفتہ لطف حق بتجویدی خود مت ثنا ✤ ما از کجا ومدح وثنای
تو از کجا ✤ ما خود کہ ایم تا زثنای تو دم زنیم ✤ در معرض لعمرک ولولاک والضحیٰ ✤ لطف خدای جملہ کمالات خلق را
یکجا وکرد وداد بدو نام مصطفےٰ ✤ ای عزیز اگر آدم ابو البشر علیہ السلام کو علم اسما سے واقف کیا وعلم آدم الاسماء
کلہا خاتم الانبیا ابو الارواح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسم اور مسمیٰ کا عالم بنایا وعلمک ما لم تکن تعلم اور اگر آدم علیہ السلام
کو فرشتوں نے بطریق تحیہ سجدہ کیا کہ فسجدوا الا ابلیس اولاد آدم کو مومنوں اور فرشتوں اور اللہ صاحب نے
درود بھیجا اور تحیہ کیا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما آدم
علیہ السلام نے ملک بہشت پر پیشانی جھکائی خاتم علیہ الصلوٰۃ نے گوشۂ چشم سے بطلوعیت نظر بھی نہ ڈالی

ازاغ البصر وما طغیٰ اعلیٰ ہذا اکثر انبیا اولو العزم کو وقت خطابات ندا سے علامت مخاطب فرمایا کہ یا آدم اسکن یا نوح اہبط و یا ابراہیم اعرض
و یا موسیٰ انی انا ربک یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ و یا زکریا انا نبشرک یا یحییٰ خذ الکتاب یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی اور جب نوبت
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچی تو بندا سے کرامت یاد کیا یا ایہا النبی انا ارسلناک یا ایہا الرسول بلغ اور رحمت
کاملہ اولاد ابرار و اصحاب اخیار سید مختار پر کہ انکے باعث سے قواعد کفر و ضلالت و رسوم شرک و جہالت کے معدوم ہوئے اور اساس
طریقت و معارف حقیقت طالبین حقائق کو انکے سبب سے معلوم ہوئے آیۃ مباہلہ انکے علو شان پر دال ہے و کتب و صحائف سابقہ انکی
حشمت و عزت کے بیان سے ہم مقال خلعت خیر القرون میں درکتی انکے قامت با کرامت پر راست آتا ہے اور رادہ جاہ السابقون
الاولون انکے اقبال سے نظر پڑتا ہے انھیں کی سعی سے انوار شریعت کمین غیب سے عرصۂ شہادت میں پہونچے اور رایات
کلمۃ اللہ ہی العلیا مرکز خاک سے دائرۂ فلک تک بلند ہوئے بساط شریعت انکے سبب سے مبسوط اور اساس معرفت انکے
باعث سے مضبوط ابعد آنکے تابعین و سائر اتباع تبع پر کہ نادیدہ شوق لقائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جان عزیز دیتے ہیں
اور شرف متابعت اور ملاحظت ہر بابات اور افتخار کرتے ہیں بعد ازان فقیر نے بضاعت معروف بصفت ضیاوت
احقر الخلیقۃ بلا اختلاف فی التحقیق امیدوار مغفرت ذو المنن ابو الحسن حسین علوی نسب حنفی مذہب قلندری مشرب ساکن کاکوری من
قصبات دار الخلافۃ لکھنؤ ابن قدوۂ ارباب معرفت کامل اسوۂ اصحاب وجد و حال درخشندہ آفتاب آسمان بلند اختری فروغ
شمع ایوان سخن گستری جامع فضائل علمی و عملی حاوی مقاصد حکمی ازلی کاشف غوامض دقائق پردہ کشا سے عرائس حقائق فی
جمیع العلوم فرید ثانی فی علم الادب و التاریخ وحید مولانا ابو الحسین شہید علوی بن قطب کامل غوث عارف سرو راستو کلان
خاتم اہل عرفان آفتاب سپہر ولایت آسمان فضل و کرامت قبلۂ ارادت کیشان عقیدت گزین کعبہ سجدہ گذاران فرسودہ جبین
حضرت شاہ میر محمد قلندر علوی ابن حضرت شاہ محمد کاشف سبز پوش چشتی ابن حافظ قرآن شیخ خلیل الرحمن شہید بن شیخ
عبد الرحمن بن حافظ غلام محمد بن شیخ سیف الدین بن شیخ ملا ضیاء اللہ بن شیخ مولانا عبد الکریم قادری بن حافظ شیخ
شہاب الدین قاری المعروف بشیخ سندھن و سودھن صاحب بن مخدوم معظم شیخ نظام الدین قاری قادری معروف بشاہ
بھکاری و شیخ بھیکہ بن قاری امیر سیف الدین بن قاری امیر حبیب اللہ نظام الدین معروف بامیر کلان بن قاری امیر نصیر الدین
دلیل اللہ بن محمد صدیق معروف بابی محمد فانی قاری بن شیخ عبد اللہ قاری بن شیخ عبد الصمد قاری بن شیخ امیر
شمس الدین خرد المعروف بالقاری المحقق صاحب جمع الجوامع الکبیر فی لغات الاحادیث و التفاسیر بن القاری
عبد المجید دربان آستانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن تاج الحرمین سلطان قاری بن امیر ابراہیم
قاری نواسہ و خلیفہ سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن امیر سلطان
عبد اللطیف قاری بن امیر عبد اللہ خافی بن امیر مولانا شمس الدین صابر بن امیر مجید الدین خافی قاری بن امیر
سلیمان قاری مفسر کلام باری بن مولانا وجیہ الدین احمد قاری بن حافظ احمد قاری بن امیر امام علی

بن امام محمد بن حنفیہ بن امیر المومنین ویعسوب المسلمین ابو تراب علی مرتضےٰ اسد اللہ الغالب بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ یہ التماس کرتا ہے کہ اس ہیچمدان کو ابتداے سن شعور سے علم فقہ وتفسیر واصول واحادیث رسول مقبول کا شوق دامنگیر اور تواریخ وسیر کا ذوق گلوگیر ہے اور علوم ضالہ مضلہ سے سخت نفرت اور فنون فلسفہ سفسطہ سے نہایت وحشت ہے خصوص چند روز سے قصص انبیا اور حالات اصفیا سے بلحاظ فوائد دینیہ ایک نوع کا عشق ہوگیا ہے کہ جب نوکری سے فرصت ملتی ہے تو صرف اوقات باقیہ اکثر اسی مین کرتا ہون اور بخیال عبرت وتصور بصیرت اسی کی تصحیح مین سرگرم رہتا ہون اس عرصہ مین جو کتاب اس فن کی نظر پڑی فوائد ونکات سے خالی ملی بلکہ بعض تو کسوت صحت سے بسبب غلط روایات کتب بنی اسرائیل کے عاری پائی گئی لہذا اکثر اوقات دل چاہتا تھا کہ اگر فرصت ملے اور اطمینان بھی حاصل ہو تو قصص انبیا علیہم السلام کتب معتبرہ تفاسیر اور حدیث سے نکال کر بالبسط والتفصیل زبان اردو مین لکھون تاکہ فائدہ عام ہو اور جو آیات قرآنیہ متعلق قصہ مندرج ہون انکے بعض نکات ومسائل وفوائد بھی بیان کرون تاکہ فائدہ خاص بھی ہو اس تصور مین کئی برس گذرے اور خلجان اسکا روز وشب رہا اب کہ سنہ ایک ہزار دو سو اکسٹھ ۱۲۶۱ ہجری مین بعض احباب باوفا واصحاب باصفا اظہار اس ہرکتون پر مصر ہوے خصوص معدن اشفاق ومخزن اخلاق شیخ الٰہی بخش صاحب سررشتہ دار عدالت دیوانی ضلع مین پوری نے نہایت اصرار کیا ناگزیر باوصف عدم فرصت وقلت بضاعت اس امر جلیل الشان پر بتوقع فضل ایزد منان بسر وچشم مستعد ہوا اور کتب معتبرہ تفاسیر واحادیث وسیر وغیرہ کو روبرو لیکر بیٹھا اور عالم کی پیدائش سے بعد تحریر خطبہ عربی فارسی لکھنا شروع کیا اور ائمہ اہل بیت کے حال پر ختم کیا اور منقسم کیا مین نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور چھبیس ۲۶ تفریحات اور ایک خاتمے اور ایک تتمے اور ایک تکملہ پر

مقدمہ در بیان خلقت عالم	تفریح اول در احوال حضرت آدم علیہ السلام	تفریح دوم در احوال حضرت شیث علیہ السلام	تفریح سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام
تفریح چہارم در احوال حضرت نوح علیہ السلام	تفریح پنجم در احوال حضرت ہود علیہ السلام	تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام	تفریح ہفتم در احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام
تفریح ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام	تفریح نہم در احوال حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	تفریح دہم در احوال حضرت اسحٰق علیہ السلام	تفریح یازدہم در احوال حضرت یعقوب علیہ السلام
تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام	تفریح سیزدہم در احوال حضرت ایوب علیہ السلام	تفریح چہاردہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام	تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

تفریح شانزدہم دراحوال یوشع علیہ السلام	تفریح ہفدہم دراحوال حزقیل علیہ السلام	تفریح ہیژدہم دراحوال حضرت الیاس علیہ السلام	تفریح نوزدہم دراحوال الیسع علیہ السلام
تفریح بستم دراحوال شموئیل علیہ السلام	تفریح بست ویکم دراحوال حضرت داؤد علیہ السلام	تفریح بست ودوم دراحوال سلیمان علیہ السلام	تفریح بست وسوم دراحوال شعیا وارمیا علیہما السلام
تفریح بست وچہارم دراحوال عزیر علیہ السلام	تفریح بست وپنجم دراحوال یونس علیہ السلام	تفریح بست وششم دراحوال زکریا وعیسیٰ ویحییٰ علیہم السلام	خاتمہ دراحوال سید المرسلین وخاتم النبیین صلعم
	تتمہ دراحوال شہادت حسینین بعض حالات سید ابرار علیہم السلام	تکملہ دربیان بعض حالات ائمہ اطہار علیہم السلام	

اب امید خدا سے یہ ہے کہ یہ کتاب مقبول نظر اہل دلان ومطبوع طبع طالبان واقع ہوا اور توقع طالب علمان باانصاف سے یہ ہے کہ جس جگہ لغزش قلم نظر پڑے وہان قلم اصلاح بہتر ہے اور مجکو بدعاے سلامتی ایمان و حسن خاتمہ یاد فرماوین وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل وصلے اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ وازواجہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین اللہم اجعل آخر کلامی اشہد ان لاالہ الااللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ

مقدمۃ الکتاب علماء اسلام وفضلاء ذوی احتشام حسب حدیث حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کان اللہ ولم یکن معہ شیئا کہتے ہین کہ سواے ذات پاک واجب الوجود کے کوئی شی موجود نہ تھی بلکہ جمیع موجودات بقدرت کاملہ حق پردۂ عدم سے عرصۂ وجود مین آئی اور تمام اہل ملل بلکہ مجوس بھی اسکے حدوث پر یقین واثق رکھتے ہین مگر اختلاف ہے کہ اول مخلوقات کیا چیز ہے وفقہ الالباب یہ ہے کہ بعضے کہتے ہین عقل ہے اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ مبدء مخلوقات نور محمدی صلعم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اولین مخلوقات قلم ہے اور منشاء اختلاف احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام واقع ہوئی ہین ایک اول ما خلق اللہ العقل فقال لہ اقبل فاقبل ثم قال لہ ادبر فادبر فقال وعزتی وجلالی بک اعطی وبک امنع وبک اثیب وبک اعاقب دوسری اول ما خلق اللہ القلم تیسری اول ما خلق اللہ نوری لیکن اہل تحقیق جمع بین الاحادیث بر تقدیر صحت یون فرماتے ہین کہ اولیت دو قسم ہے حقیقی واضافی سو اول حقیقی نور حضرت صلعم ہے اور اول اضافی عقل وقلم ہین یعنی مجردات مین اول مخلوق عقل ہے اور اجسام مین قلم اور بعضے کہتے ہین کہ اولین انوار نور حضرت صلعم ہے اور اولین عقول وہ عقل ہے جسکو حکم اقبال وادبار دیا گیا اور اسنے قبول کیا کہ مقبول درگاہ ہوئی اور اولین اقلام وہ ہے جسنے بحکم الٰہی تقدیرات اشیا لوح مین لکھے اور بعضے کہتے ہین کہ احادیث مذکورہ سے صرف تعدد اسماء پایا جاتا ہے مگر مراد ایک ہی ہے اور تعدد اسماء محض باعتبار حیثیات کے واقع ہے

پس باین حیثیت کہ مبدء ذات خود اور جمیع اشیا کا دریافت کرے اُسکو عقل کہتے ہین اور باین حیثیت سے
کہ کمالات محمدیہ پرتو نور مطلق ہی ہین نور محمدی کہتے ہین اور باین حیثیت کہ نقوش علوم جمیع مصنوعات
مین یا لوح مین بواسطہ اُسکے ہوا قلم کہتے ہین مین کہتا ہون کہ جس طرح ایک شخص کو از روے حیثیات مختلف
دادا نانا باپ چچا بھائی بیٹا کہتے ہین اِسی طرح یہ معاملہ ہے اور بعضے کہتے ہین اولین مخلوقات لوح ہے
اور بعض احادیث سے واضح ہے کہ عرش و پانی قلم سے بیشتر پیدا کیے گئے ہین ولہذا شُرّاح حدیث اول
ما خلق اللہ القلم کو حمل کرتے ہین اس بات پر کہ بعد خلقت عرش و آب کے اول قلم کو پیدا کیا بعد ازان
لوح کو معالم التنزیل مین ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ مروارید سفید کی ہے اور اُسکے
کنارون پر یاقوت کی چُنّیان جڑی ہین اور دونون دفتیان اُسکی یاقوت احمر کی ہین اور
طول بمقدار مسافت ما بین السماء والارض اور عرض بمقدار ما بین المشرق والمغرب اور قلم نور سے
کلام قدیم اُسمین مندرج ہے اور سر اُسکا عرش کے داہنی طرف لٹکا ہے اور پائین اُسکا ایک فرشتے
جو عرش کے داہنے قائم ہے رکھا ہے اور پیشانی لوح پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام محمد
عبدہ ورسولہ فمن امن باللہ عز وجل وصدق بوعدہ واتبع رسولہ ادخلہ الجنۃ اور ثعلبی سے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہے اور سیوطی
نے اتقان مین لکھا ہے کہ از روے حدیث ثابت ہے کہ ایک لوح خدا کے حضور مین ہے اُسمین
ایک سو پندرہ شریعتین لکھی ہین اور اللہ صاحب فرماتے ہین کہ قسم ہے مجکو عزت وجلال کی کہ جو کوئی
ایمان لاوے ایک شریعت کا تو مین اُسکو داخل کرون جنت مین اور بعض کتب حدیث مین حضرت
ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے اول قلم کو پیدا کیا کہ طول اُسکا پانسو برس کی راہ اور عرض چالیس برس کی
راہ تھی بعد اُسکے فرمایا کہ اے قلم لکھ قلم نے کہا کیا لکھون فرمایا لکھ جو کچھ کہ میرے علم مین قیامت تک واسطے
مخلوقات کے مقدر ہے سو لکھا قلم نے جو کچھ مقدر تھا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ مین روایت
ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھین اللہ نے تقدیرین قبل پیدا کرنے آسمان و زمین کے
پچاس ہزار برس اور فرمایا کہ تھا عرش رب العالمین پانی پر اخبار الدول مین ہے کہ جس قلم سے تقدیرات
اشیا لکھی ہین اُسمین قط لگا ہے اور بجاے مداد نور ٹپکتا ہے اور عبد اللہ بیضاوی نے انوار التنزیل
مین کریمہ ہو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر مین لکھا ہے کہ قبل
پیدائش آسمان و زمین کے عرش الٰہی پانی پر تھا اور کوئی شے حائل نہ تھی نہ یہ کہ عرش پانی کی پشت پر
تھا یا متصل اُس سے تھا اور اسی آیہ سے استدلال کرتے ہین کہ اصل حوادث اجرام اقسام عالم مین پانی ہے

اور زمخشری نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ عرش وپانی قبل آسمان وزمین کے پیدا ہوئے ہین اور شیخ ابن حجر فرماتے ہین کہ مراد آب سے آب دریا نہین ہے بلکہ وہ پانی ہے جسکو خدا نے زیر عرش جسطرح چاہا پیدا کیا اور احتمال ہے کہ آب دریا مراد ہو کیونکہ حاملین عرش دریا مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ عرش کا پانی پر ہونا اشارہ ہے قدرت سے واللہ اعلم پوشیدہ نرہے کہ پیدائش نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی کیفیت مین روایتین مختلف وارد ہین مگر حاصل سب کا یہ ہے کہ حضرت حق نے کئی ہزار برس پیشتر از آفرینش عرش وکرسی وقلم ولوح وآسمان وزمین وملک بہشت ودوزخ وحور وقصور ووحوش وطیور وجن وانسان وغیرہ اشجار ونباتات کے نور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا پھر اُسکو عالم قدس مین تربیت کیا کہ گاہے سجدہ کرایا اور گاہے صرف تقدیس وتسبیح مین مشغول رکھا اور اُس نور کے قیام کو پردے بے انتہا بنائے اور ہر ایک پردے مین تسبیح خاص اپنی تعلیم فرمائی پھر اُسکو پردون سے باہر نکالا تو اسمین ایک کیفیت تنفس کی ظاہر ہوئی کہ اُس سے ارواح انبیا واولیا وصدیقین وشہدا ومومنین وملائکہ پیدا ہوئے پھر اُسکو اللہ نے تقسیم کیا اور عرش وکرسی وغیرہ پیدا کیے اور آسمان وزمین کو سات سات طبق کرکے ایک ایک طبقہ واسطے استقرار مخلوق کے معین کیا بعد اُسکے ایک قبضہ خاک سفید وپاک موضع قبر حضرت صلعم سے اُٹھا کر اُسی نور سے ملایا اور حضرت جبرئیل نے بحکم رب جلیل آب تسنیم سے تخمیر کرکے فوراً انہار جنت مین غوطہ دیا اور آسمان وزمین وجبال وبحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل خلقت آدم ابو البشر علیہ السلام کے بخوبی پہچان رکھا چنانچہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح مین عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ یعنی مین لکھا گیا ہون خاتم الانبیا و یعنے میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور البتہ آدم پڑے تھے اپنی مٹی مین ونعم ما قیل ع گسترده در سرای نبوت بساط او بود وآدم ہنوز رخت نیاورده از عدم ٭ حقیقت یہ ہے کہ حضرت حق نے اول تجلی جو اپنی ذات پر فرمائی وہی تعین اول وحقیقت محمدیہ ہے اور باقی موجودات کے حقائق اُسکے اجزا وتفاصیل ہین اہل معانی فرماتے ہین کہ روح پاک آنجناب صلعم بنا بر تربیت ارواح عالم ارواح مین رکھی گئی کہ ارواح نے تربیت پائی جسطرح اس عالم مین مربی اجساد بنا کے بھیجا کہ ہدایت کاملہ ہوئے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مین امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جب ارادہ الٰہی ایجاد موجودات اور ابداع مخلوقات سے متعلق ہوا تو ایک نور بصورت حضرت صلعم اپنی ذات سے پیدا فرمایا اور اپنے علم مین اُسکو پوشیدہ کیا اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا اور زبان کو کھولا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا اور ہوا چلائی اور عرش کو پانی پر رکھا اور زمین کو بچھایا اور سب سے اپنی اطاعت قبول کرائی پھر فرشتے پیدا کیے اور توحید حق

حضرت کا اقرار لیا اور بعد پیدا کرنے آدم علیہ السلام کے اُس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام مین ودیعت فرماکے
عہد لیا کہ اسکو اصلاب طاہرہ مین نقل کرتے رہنا اور جب نوبت ظہور اُس نور کی پہونچی تو علم دعوت بلند فرمایا سو
جو کوئی اوّلا اس نور مین در آیا اُسنے ہدایت پائی اور جو ظلمات نور مین یا وہ اب بھی گمراہ ہے اس جگہ شیخ
عبد الجلیل قصری فرماتے ہین کہ علی مرتضی نے اس قول سے آگاہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عالم ارواح مین بھی دعوت فرمائی ہے اور شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہین کہ یہان سے دو حدیثون کے معنی
بخوبی ظاہر ہوئے ایک حدیث بعثت الی کافۃ الخلق یعنے مین مبعوث ہوا ہون تمام مخلوقات اولین و آخرین
پر نہ صرف اہل زمانہ پر دوسری حدیث کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد یعنی مین نبی تھا اور آدم درمیان
روح و جسد کے تھے یعنی مین جانتا تھا کہ یہ بات علم الٰہی مین ہوگی اب معلوم ہوا کہ خارج مین بھی ہے اور ملائکہ
وارواح کو معلوم تھی بخلاف نبوت اور انبیا کے کہ محض مکتوم و مستور بعلم الٰہی تھی اسی مقام سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ قبل پیدا کرنے سموات و ارض کے دو چیزین پیدا ہوئی ہین اوّل پانی دوم عرش اور جب ارادہ حق خلقت
ارض سے متعلق ہوا تو پانی سے دھوان اٹھایا اُس سے مادہ سما بنایا کما قال ثم استوی الی السماء وہی دخان
پھر پانی مین ایک طرح کا تحجر و تیبس ظاہر ہوا اُس سے مادہ زمین بنا پھر زمین کو قطعہ قطعہ فرما کے ہفت طبق
کیا بعد ازان مادہ آسمان سے متوجہ ہو کر سات طبق گردانا سدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ خالق لایزال نے جب پانی پر ہوا کو مسلط کیا تو پانی مین تموج پیدا ہوا اور جوہر آب مین
حرکت امواج سے سخونت حادث ہوئی اُسی سبب سے دھوان اٹھا قال صاحب اخبار الدول قال
علماء اللغۃ انما سمیت الارض ارضا لان الاقدام ترضہا و تدقہا و فی الصراح کلما سفل فہو ارض اور کلام
الٰہی اور احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ خلقت تمام عالم کی چھ روز مین واقع ہوئی ہے چنانچہ سورۃ الم السجدہ
مین فرماتے ہین اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام اور حم سجدہ مین ارشاد ہے قل ائنکم لتکفرون
بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ اندادا ذلک رب العالمین وجعل فیہا رواسی من فوقہا
وبارک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین ثم استوی الی السماء وہی
دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا قالتا اتینا طائعین فقضہن سبع سموات
فی یومین واوحی فی کل سماء امرہا وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذلک تقدیر العزیز العلیم
یعنی کہہ تو اے محمد کہ آیا تم کافر منکر ہوتے ہو اُس سے جسنے بنائی زمین دو دن مین اور برابر کرتے ہو اُسکے ساتھ
اور دن کو وہی پیدا کرنے والا جہان کا اور اُسی نے پیدا کیا زمین مین بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس
کے اندر اور ٹھہرائین اُسمین خوراکین چار دن کے اندر بیان واضح کیا گیا واسطے سائلون کے پھر متوجہ

طرف آسمان کے اور وہ دھوان ہو رہا تھا پھر کہا اسکو اور زمین کو کہ آؤ دونون خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھہرائے سات آسمان دو دن مین اور اتارا ہر آسمان مین حکم اسکا اور رونق دی ہمنے ورلے آسمان کو چراغون سے اور نگاہ رکھا ہمنے شیاطین سے یہ ہی تدبیر زبردست خبردار کی حاصل یہ کہ دو دن مین زمین بنائی اور دو دن مین پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان تمام دھوان سا تھا اسکو تقسیم کر کے سات طبق کیا اور ہر ایک کو محیط آسمان زیرین کا بنایا اور ہر ایک آسمان کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان و زمین کو ملایا تاکہ انکے ملاپ سے دنیا لبسے اپنی طبیعت سے یا زور سے وہ دونون اپنی طبیعت سے ملے فائدہ اسکا یہ ہے کہ آسمان کی شعاع سے گرمی پڑے تو ہوا چلے گرد و غبار چڑھے کہ پانی ہو کر برسے اور چار عنصر زمین پر جمع ہون اور مخلوقات پیدا ہون اور آسمان کا حکم جدا ٹھہرایا اور یہ خدا کو معلوم ہے کہ وہان کون خلق لبستی ہے اور انکا اسلوب کیا ہے زمین مین لاکھون ہزار کارخانے ہین اسی قدر آسمان کب خالی ہونگے صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ خلقت مادۂ زمین و آسمان کی یکشنبہ کو ہوئی اور ہفت طبق دوشنبہ کو فرمایا اور سہ شنبہ کو پہاڑ قائم کیے اور نہرین جاری فرمائین اور چارشنبہ کو درخت اگائے اور پنجشنبہ کو مادۂ آسمان کو ہفت طبق فرمایا اور جمعہ کو ہر ایک آسمان مین ستارے پیدا کیے اور انکی گردش معین فرمائی اور فرشتون کو ہر ایک آسمان پر منصوب کیا اگر کوئی شبہہ کرے کہ اس آیت سے آٹھ دن نکلتے ہین کیونکہ دو جگہ فی یومین ہے اور ایک جگہ اربعۃ ایام تو رفع اسکا صاحب معالم نے یون فرمایا ہے کہ ان چار دنون مین دو دن پہلے شمار کیے گئے ہین کما قال رد الآخر علی الاول فی الذکر کما تقول تزوجت اس امرءۃ والیوم شتین واحدۃ بالتی تزوجتھا بالاس علما کو اختلاف ہے کہ ایام سے آخرت کے ایام مراد ہین یا دنیا کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و عامۂ اہل علم قائل باول ہین اور ایک روز اس عالم کا برابر ہزار برس اس جہان کے ہوتا ہے کما قال اللہ تعالے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اس جگہ ایک خدشہ ہے کہ روز و شب موقوف طلوع و غروب آفتاب پر ہین اور طلوع و غروب وجود آفتاب پر اور وجود آفتاب خلقت آسمان و زمین پر پس قبل پیدائش آسمان و زمین روز و شب کس طور سے متصور ہو سکتے ہین اور آیات سے واضح ہے کہ دو دن مین زمین بنائی اور دو دن مین آسمان بنایا پس بعضے اہل علم اس اشکال کے جواب مین کہتے ہین کہ مراد حقیقت ایام کی نہین ہے بلکہ بیان مدت ہے یعنے تمام خلقت عالم کی اس مدت مین ہوئی ہے کہ اگر اسکو مدت شب و روز پر قیاس کرین تو چھ روز ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ جسطرح روز و شب طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہین اسی طرح اور حرکات سے بھی دریافت ہو سکتے ہین پس

احتمال قوی ہے کہ قبل خلقت ارض وسما جس وقت نور عرش منتشر ہوتا تھا اُسوقت کو روز اعتبار کرتے تھے اور جب پوشیدہ ہوجاتا تھا تب رات شمار کرتے تھے چنانکہ اب بھی عرض تسعین مین کہ آبادی زیر قطب شمالی کا نام ہے اور گردش فلکی اُس مقام مین رحوی ہے اور طلوع وغروب وہان کا بحرکت اولی نہین ہوتا اسی طرح اعتبار کرتے ہین یعنے طلوع وغروب وہان کا بحرکت خاصہ چھ چھ مہینے کا ہوتا ہے اُسی پر دن رات کا شمار ہے یعنی اول حمل سے آخر سنبلہ تک روز اور اول میزان سے آخر حوت تک رات اعتبار کرتے ہین اور اہل تحقیق قائل ہین کہ روز وشب جس طرح حرکات سابقہ سے محدود ہو سکتے ہین اسی طرح حرکات لاحقہ سے بھی لیکن ایام کہ مدت پیدایش آسمان وزمین کے ہین اسی خلقت سے محدود ہوئے یعنے جب ایک کام کیا ایک روز ہوا جب دوسرا کام کیا دوسرا روز ہوا گویا چھ روز سے چھ مرتبے مراد ہین کہ دو مرتبہ توجہ آسمان سے ہوا ایکبار واسطے مادہ کے جو کہ پانی ہے دوسری بار واسطے القاء صور بسیطہ کے کہ وجود کواکب اور ترتیب طبقات ہفت آسمان سے عبارت ہے اور صدور حرکات خاصہ اُسی کے طفیل سے ہین اور چار مرتبہ توجہ زمین سے واقع ہوا ایک مرتبہ واسطے بہم پہونچانے مادہ سفلیات کے دوسری مرتبہ واسطے القاء صور بسیطہ کے تیسری بار واسطے افاضہ صور معدنیہ کے چوتھی بار واسطے القاء صور نباتیہ کے کہ قوت حیوانات بیشتر اوسی سے ہوتا ہے اور یہ جو باوجود قدرت ایجاد کے آفرینش اشیا مین تدریج واقع ہوئی سو یہ دلیل ہے اختیار قادر مختار پر اور اشارہ ہے ترک عجلت و اضطراب پر اور ایما ہے غایت تانی پر اور مؤید اس قول کا ہے العجلۃ من الشیطان والتانی من الرحمن ؎ با تانی گشت موجود از خدا ✦ تا بشش روز این زمین و چرخ ہا ✦ ورنہ قادر بود کز کن فیکون ✦ صد زمین و چرخ آوردی برون ✦ این تانی از پے تعلیم تست ✦ صبر کن در کار دیر آید درست ✦ فائدہ عرض تسعین مین حکم اداے صوم وصلوۃ کا یون ہے کہ جب آفتاب بحرکت خاصہ بروج شمالیہ مین ہو یعنی حمل سے آخر سنبلہ تک آوے کہ اس عرصہ مین وہان کے باشندون پہ دورہ شبانہ روزی مین غائب نہین ہوتا ہے اور حرکت فلک الافلاک سے ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے پس لازم ہے کہ مدار ہر روز کو دو حصہ کرین ایک کو دن اعتبار کرکے نماز فجر وظہر وعصر ادا کرین موافق اوقات نماز کے اور دوسرے حصہ کو رات اعتبار کرکے اول مغرب پڑھین اور جب آفتاب ربع مدار پر پہونچے تو عشا ادا کرین اور جب آفتاب بروج جنوبیہ مین ہو یعنی میزان سے آخر حوت تک داخل ہو تو بھی اسی طرح حساب کرکے مدار کل یوم ولیلہ کو تنصیف کرین یعنی نصف کو رات قرار دین اور نصف کو دن اور طریق اہل صوم کا یہ ہے کہ منطقہ مائل قمر پانچ درجہ منطقۃ البروج سے میلان رکھتا ہے سو جب آفتاب منازل شمالیہ مین ہوگا تو مدار اُسکا وہان کے لوگون پر دائم الظہور رہیگا

پس لازم ہے کہ ہر بار کو نصف نصف کر کے صوم و افطار کرین اور جب منازل جنوبیہ مین جائین پھر وہی
حساب جاری کرین گو موافق قواعد آسانی شرع کے حکم صوم و صلوٰۃ اور طریق سے بھی نکل سکتا ہے کہ جب
چھ مہینے کا دن اور اسیقدر رات کسی جگہ ہوگی تو بحکم جبلت بشری اتنے دنون تک بیدار رہنا یا سونا
محالات عادیہ سے ہے تو لابد وہان کے باشندے اسقدر مدت مین وقت استراحت و خواب کو وقت کسب
تلاش سے علیحدہ کرتے ہونگے سو وقت تلاش و تردد کو انکے حق مین روز قرار دینا چاہیے اور ہر روز کی نمازین اسی مین پڑھنا
چاہیے اور وقت استراحت و خواب کو شب و رات کی نمازین اول و اوسط مین پڑھنا لازم ہو اسی طرح روزہ و افطار یہ
طریق نہایت سہل و موافق قواعد فقہیہ کے ہے اور ظاہر ہو کہ عرف و عادت کو بعض احکام مین عند الضرورت معتبر رکھتے ہیں اور
کلام اللہ مین بھی اس مطلب پر ایما ہے چنانکہ آخر سیپارہ ہفتم مین فرماتے ہین فالق الاصباح وجعل اللیل
سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز العلیم یعنی پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آرام کو
اور سورج و چاند حساب پر اندازہ رکھا ہے زور آور خبردار نے اور سیپارہ بستم مین ارشاد ہوتا ہے ومن
رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ یعنی اپنی رحمت و لطف سے کر دیا ہے رات
و دن کو سکون و استراحت و تلاش معاش کے واسطے اس عبارت مین لف و نشر ہے یعنے شب
برای سکون و استراحت و روز برای کسب تلاش معاش اس آیۃ سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وقت
شب بحقیقت وقت استراحت ہے کسی طرح کی ہو اور یوم وقت تلاش اور تردد ہے کسی طور کا ہو یعنی موقوف
طلوع و غروب آفتاب و ماہتاب پر نہین مگر بعض فقہ فہمون کو اس مقام پر شبہ پڑیگا کہ موافق کتب
اصول کے سبب وجوب نماز و روزہ کا وقت ہے اور عرض تسعین مین جب وقت نماز نہ ملا یعنی طلوع و
غروب و زوال آفتاب جب ہر روز نہوا تو وجوب بھی ساقط ہے کیونکہ سبب بدون مسبب پایا نہین جاتا ہے
اور جواب یہ ہے کہ اہل اصول جو وقت کو سبب وجوب کہتے ہین سو بمعنی علامت ہے اور اصل مین سبب
وجوب حکم خدا ہے اور حکم الٰہی کا بھی ایک سبب ہے یعنی حکمت مقصودہ پس نماز مین سبب وجوب
در حقیقت تنبیہ بذکر و فکر خالق و دفع غفلت ہے اور صوم مین کسر نفس بترک مالوفات تا مدت و رانہ اسباب
وجود نوع انسان کو لازم ہین جہان کہین ہو مخصوص کسی ولایت و شہر سے نہین ہے ہذا ما حققہ زبدۃ المفسرین
استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ اب مخفی نرہے کہ یہ جو کلام الٰہی مین زینا السماء الدنیا بمصابیح واقع ہوا ہے
اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان دنیا کو جسمین ماہتاب ہے ان چراغون سے زینت دی ہے جو اور بیچ کے
آسمانون مین ہین کیونکہ تزئین مکان کی اسپر موقوف نہین ہے کہ تمام چراغ اسی مکان مین رکھے
ہون بلکہ طریق تزئین یہی ہے کہ مکان کے اوپر قنادیل آویزان کرتے ہین تا کہ روشنی انکی سب

بیان اوقات آسمان

بیان شبہ اوقات مع جواب

بیان مراد از آیۂ زینا السماء

بمکانات مین منتشر ہو اور اگر چراغون کو اُسی مکان مین رکھدین تو انتشار اُسکا اُس مکان مین کچھ نہ بنی نہوگا الغرض اس آیتہ سے کواکب کا سماء دنیا مین قرار دینا خلاف عرف ہے اور درحقیقت تزئین اسی آسمان کی مقصود تھی کیونکہ یہ آسمان سب کے نیچے اور کل کا نظر انداز ہے علی الخصوص اہل ارض کی نظر مین بسبب شفافیت آسمانون کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب ستارے اسی آسمان مین ہین اور زینت مین امر واقعی اعتبار نہین رکھتا بلکہ وہ معتبر ہے جو کہ موافق نظر بنی آدم کے ہو لہذا نقرہ کو زر اندود و ملمع کرتے ہین تا کہ نظر مین خوشنظر آوے اور ایک چراغ کو آئینہ ہزار مین دیکھتے ہین تا کہ بہت چراغ دکھلائی پڑین مگر تخصیص آسمان دنیا کی اسلیے فرمائی کہ تخت گاہ سلطان عالم کا دروازہ ہے تو ایسے دروازے کو آراستہ کرنا اور اُسپر جا بجا چوکیدار معین کرنا اور توپ غلولہ اُس مقام مین رکھنا تو زک بادشاہی کے مطابق تھا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہین وجعلنا ہا رجوما للشیاطین یعنی ہم نے رکھی پھینک مار شیطانون کو کیونکہ وہ چراغ گویا توپ کے گولے ہین واسطے رجم شیاطین کے جو کہ بنا بر جاسوسی مدبرات عالم بالا لگے جاتے ہین اس غرض سے کہ اہل ارض کو وہان کا اخبار پہونچاوین اور خود عالم الغیب و شریک تدبیرات الٰہیہ کے بنین اور اعمال بنی آدم کو فاسد و خراب کرین اور طریق رجم یون جاری ہے کہ طائفہ ملکوت شعاع کواکب سے جو سماء دنیا مین جمع ہین کسیقدر آگ لیکر روشن کرتے ہین اور شیاطین پر پھینکتے ہین اور حکما کہتے ہین کہ حقیقت شہب صرف ادخنہ محرقہ ہین باین ہمہ اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ دھوان زمین سے جانب آسمان جاتا ہے جب کرۂ نار سے متصل ہو پہنچتا ہے تو بسبب بقاء دہنیت کے جل اُٹھتا ہے پھر اگر لطیف ہے تو جلد محو ہو جاتا ہے اور جو غلیظ ہے تو کبھی بطور نیزہ یا دم دار ستارہ وغیرہ کے رہتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آسمان قمر کے نیچے آگ کا کرہ ہے اور اس کرہ سے گاہ بے کثرت حرکت ہے ایک شعلہ بسبب جمع ہونے شعاع کواکب مادہ کے کسی درجہ مین جہات فلکیہ سے حاصل ہوتا ہے اوس سے کوئی شی مانند چنگاری کے علیحدہ ہو کے نیچے آتی ہے اور طبقہ دخانی مین جو مابین کرۂ نار و ہوا صرف کے ہے نمود ہوتی ہے اور ٹوٹتے ستارے کی مانند نظر آتی ہے اور جب طبقہ زمہریر مین آتی ہے تو جم جاتی ہے اور نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور ان دونون باتون مین بحث ہے کیونکہ جو نور اس قسم کے ستارون مین دکھلائی پڑتا ہے اسکو شعلۂ آتش سے کہ دھوین کے ساتھ مشتعل ہوتا ہے ہرگز مشابہت معلوم نہین ہوتی بلکہ نور اُسکا مشابہت کاملہ نور آسمانی سے رکھتا ہے چنانکہ ظاہر نظر آتا ہے اور یہ بھی سبب ہے کہ جہت حرکت اس ستارے کی موقوف تحت و فوق پر نہین ہے تا کہ ادخنۂ صاعدہ کا شعلہ یا انگارے گرنے والے پر حمل کیا جائے اکثر اوقات داہنے سے بائین طرف اور بائین سے داہنی طرف دوڑتا ہے اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ حرکت انکی طبعی نہین ہے بلکہ کوئی زبردست ارادے اختیاری

بیان حقیقت شہب

بیان تخصیص آسمان دنیا

انکے دورانسے اور تخصیص آسمان دنیا کی اس سبب سے ہے کہ اوپر کے آسمانون مین کوئی جسم قبول کنندہ
تسخین اشعۂ کواکب پایا نہین جاتا کہ شعاعین اُسکی اُس جسم مین تاثیر کرین اور ظاہر ہے کہ فاعل
بدون قابل کے مؤثر نہین ہوتا بخلاف اس آسمان کے کہ ماتحت اُسکے ہوائیہ لطیفہ اور ادخنۂ متصاعدہ قابل
اس کیفیت کے موجود ہین اور یہی سبب ہے کہ جب شعاع آفتاب زمین و سنگ کو پہونچتی ہے تو کمال
حرارت پیدا کرتی ہے اور اجسام فلکیہ مین بلکہ طبقات کرۂ ہوائیہ مین چندان تسخین ظاہر نہین ہوتی اور جو
حکما ادخنۂ محرقہ سے تعبیر کرتے ہین سو معنی اُسکے یہ ہین کہ قابل اس تاثیر کے ادخنۂ محرقہ ہین نہ کہ شعاع کو کبی
کی احتیاج نہین یا فرشتون کو اُنکے روشن کرنے مین کچھ دخل نہین ہے اسواسطے کہ اگر ادخنۂ محرقہ از خود بسبب
دخول کرۂ ناری کے روشن ہوجاتے ہین تو لازم ہے کہ صعود مین ٹھہرین اور خط مستقیم پر حرکت صاعدہ
کرین کیونکہ حرکت اُنکی جانب محیط طبعی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے کما ذکرت آنس بلکہ رفع ایک شبہ کا ضرور ہوا
وہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ مین ارشاد ہوتا ہے ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع
سمٰوات یعنی وہی ہے جسنے بنایا تمھارے واسطے جو کچھ زمین مین ہے سب پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا انکو
سات آسمان اس آیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خلقت زمین کی پیش از خلقت آسمان کے ہے بلکہ قائم کرنا پہاڑون کا
اور پیدا کرنا قوت حیوانات کا اور علی ہذا القیاس جو کچھ زمین پر ابتداے خلقت سے تا زمان اس خطاب کے
موجود ہوا ہے مقدم تسویۂ آسمان اور خلقت آسمان پر ہے اور سورۂ نازعات مین فرماتے ہین رفع سمکھا
فسوٰھا واغطش لیلھا واخرج ضحٰھا والارض بعد ذٰلک دحٰھا یعنی اونچی کی اُسکی بلندی پھر اُسکو صاف کیا
اور کھولی اُسکی دھوپ اور زمین کو اُسکے پیچھے ہموار کیا اس آیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش آسمان کی زمین پر
مقدم ہے پس رفع تعارض مین بعض اہل تفسیر مثل صاحب کشاف وغیرہ بیان کرتے ہین کہ خلقت جرم زمین کی
خلقت آسمان پر مقدم ہے اور بچھانا زمین کا خلقت آسمان سے مؤخر ہے لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین جاتی
اس سبب سے کہ آیۂ کریمہ حم السجدہ کی دلالت کرتی ہے کہ خلقت زمین وما فیہا کی مقدم ہے اور کریمۂ سورۂ بقرہ
صریح ہے کہ جمیع مخلوق ارضی تسویۂ آسمان پر مقدم ہین ولہذا ایک جماعت اسطرف مائل ہے کہ خلقت آسمان کی
زمین پر مقدم ہے لیکن تسویہ اُسکا زمین سے متاخر ہے مگر اس جماعت کو کریمۂ نازعات سے کمال غفلت
واقع ہے کیونکہ فسوٰھا واغطش لیلھا صریح ہے کہ تسویۂ آسمان مقدم ہے اور تحقیق ہمارے اساتذۂ کرام کی یہ ہے
کہ خلق لکم سورۂ بقرہ مین بمعنی قدر لکم ہے اسیطرح سورۂ سجدہ مین جعل فیہا رواسی بمعنی تقدیر و ارادہ کردن ہے
نہ ایجاد بالفعل والا ظاہر ہے کہ تکوین معادن و نباتات بلکہ وجود جمیع کائنات الجو کا بلا اشعۂ آسمانی اور حرکت
فلک سے مربوط ہے ممکن نہین چنانچہ حس شاہد بداہتِ عقل اس امر کا شاہد ہے اور وہ خود زمین کہ متاخر تسویۂ آن سے ہے

واقع ہوا ہے اُس سے مرتبہ قضا و ایجاد مراد ہے گویا کہ زمین کو بصورت باغ آراستہ کیا ہے اور محتمل ہے
کہ اولاً زمین کو غایت خُردی مین پیدا کیا ہو اور اُسمین اصول جبال و برکت اشجار ودیعت رکھی ہو اور
خوراکین حیوانات کی نباتات و اشجار سے مقرر کی ہون بعد ازان آسمان سے متوجہ ہو کر سات طبق
فرمایا ہو اور اُنکو گردش دیکر یوم و لیل و نور و ظلمت ظاہر کیے ہون پھر زمین کو بچھا کر حقیقت اولی سے زیادہ
فراخ کیا ہو کما نقل عن الحسن البصری اور اس توجیہ سے جمیع آیات باہم مطابق ہوتے ہین اور تناقض رفع
ہوا جاتا ہے اور مخفی نرہے کہ از روی رصد و حساب کے معلوم ہوا ہے کہ دائرہ عظیمہ کرہ زمین پر فرض کرین آٹھ ہزار
فرسخ ہے اور ہر فرسخ تین میل اور ہر میل تین ہزار گز اور ہر گز بتیس ۳۲ انگل مضموم اور ہر انگشت مقدار عرض
چھ ۶ جو معتدل کے اور قطر زمین دو ہزار پانسو پینتالیس فرسخ ہے تقریبًا کہ سات ہزار چھ سو پینتیس میل ہوتا ہے
اور نزدیک حکماء متاخرین انگلستان کے قطر زمین کا تین ہزار نو سو ستاون کروہ ہے اور ملاحظہ چند کتب
معتبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ مساحت تمام کرہ زمین کی چھ ۶ کرور بیس لاکھ اور تیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور
مساحت معمورہ ربع مسکون ایک کرور چالیس لاکھ تیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور بعض ارباب تحقیق
لکھتے ہین کہ تمام دائرہ کرہ ارض کا آٹھ ہزار فرسنگ ہے وبحساب کروہ چوبیس ہزار کروہ اور مسافت ہر کروہ کی
دو میل انگریزی اور طول ربع مسکون مشرق سے غرب تک بارہ ہزار کروہ اور عرض جنوب سے تا شمال نوے
درجہ کہ چھ ہزار کوس ہوتا ہے اور ہر کروہ چار ہزار گز اور ہر گز چوبیس انگشت اور ہر انگشت چھ جو اور ہر جو
چھ بال ایال اسپ اور مساحت معمورہ ارض کہ عبارت ربع مسکون سے ہے چھیالیس لاکھ چھ ہزار
سات سو چالیس فرسنگ ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر درجہ زمین کا چھیاسٹھ کروہ دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ
گز سولہ انگشت ہے اور ساٹھویں حصہ درجہ کو دقیقہ کہتے ہین اور مساحت ہر دقیقہ زمین کی ایک کروہ
چارسو چوالیس گز ہے اور ہر دقیقہ کے ساٹھ ثانیہ ہوتے ہین اور مسافت ہر ثانیہ کی چوہتر گز ایک انگشت ہے
اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے زمین کو کعبہ معظمہ کے مقام سے پیدا کیا اور اُس جگہ سے
فراخ و منبسط فرمایا ولہذا اس مکان عالیشان کے حق مین وارد ہے ان اول بیت وضع للناس اور
اسیواسطے شہر مکہ کو اُم القری کہتے ہین اور جو بعض کہتے ہین کہ موضع بسط ارض بیت المقدس مین ہے
یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت استاد الاستاد تفسیر سورہ نون مین لکھتے ہین کہ حضرت ابن عباس
و قتادہ و سدی و مقاتل و کلبی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ بعد خلقت ارض و سماء خالق کریا نے ایک
فرشتہ زیر عرش سے بھیجا کہ وہ ساتوین طبق زمین کے نیچے گیا اور اُسنے زمین کو اپنے سر و کندھون پر اٹھایا
ایک ہاتھ اُس فرشتے کا مشرق مین ہے اور دوسرا ہاتھ مغرب مین اور دونون ہاتھ کھلے ہوئے ہین

کہ ساتون طبقے زمین کے انھین دونون پر لیے ہوئے کھڑا ہے اور چونکہ اُسکے پیرون کو جاے قرار درکار تھی اسلیے ایک بیل قدرت کاملہ سے ظاہر فرمایا تاکہ اُسپر قدم فرشتے کو ٹھہراؤ ہوا اور ایک زمرد اُسکے کوہان پر رکھدیا تب پیر اُسکے ٹھہرے اور اُس بیل کے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار پاؤن ہین اور سینگ اُسکے اطراف زمین سے نکلے ہوئے ہین اور دونون نتھنے دریاے شور مین ہین کہ جب دم اپنا باہر کو چھوڑتا ہے تو آب دریا مین کیفیت مد کی پیدا ہوتی ہے اور جب دم کو کھینچ لیتا ہے تو جزر شروع ہوتا ہے کہ پیر بیل سکے اُکھڑنے تھے اسلیے ایک قطعہ سنگ قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا کہ سطبری و غلظ اُسکا مانند غلظ و ثخن ساتون آسمان کے اور تیچپسر وہی ہے جسکو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کی نصیحت مین موے آسمان و زمین کے بیان کیا ہے کہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ یعنی اے بیٹے میرے اگر کوئی چیز ہوگی برابر رائی کے دانے کے پھر وہ پتھر مین ہو یا آسمانون مین یا زمین مین لائیگا اُسکو اللہ الغرض واسطے ٹھہراؤ اِس پتھر کے ایک مچھلی عظیم الجثہ پیدا کی اُسکی پشت پر اس پتھر کو رکھا اور تمام بدن خالی ہے اور مچھلی دریا مین ہے اور دریا ہوا پر اور ہوا معلق کھڑی ہے اسمین یہ نکتہ ہے کہ بناے عالم ہمہ برباد است کذا ذکرہ الثعلبی فی تفسیرہ اور نزدیک ابن عباس و قتادہ وغیرہ مفسرین کے نام اس مچھلی کا یہموث ہے اور بعض کے نزدیک لوثیا اور بعضون کے نزدیک لہوت اور بعضون کے نزدیک لوثیا نظم الجواہر مین باب چھبیسوین کے فصل دوسری مین حدیث امیر المومنین علی بن ابیطالب سے سورۂ نون کی تفسیر مین منقول ہے کہ نام اُس ماہی کا برہوتا ہے چنانچہ ایک شعر بھی جناب سے نقل کیا ہے ؎ مالی ارالکم کلکم سکونا ✽ واللہ فی خالق البرھوتا ✽ بعض اہل تفسیر فرماتے ہین کہ یہ مچھلی وہ ہے جسنے حضرت یونس کو تین دن یا چالیس دن بحکم خدا پیٹ مین رکھا تھا اور بعضون نے کہا کہ یہ وہ مچھلی ہے کہ جسکے خون مین نمرود کا تیر ڈوب کر پھر آیا تھا اسواسطے کہ اِن مچھلیون کو اور مچھلیون سے فضیلت ہے کیونکہ ایک نے پیغمبر کو با ادب پیٹ مین رکھا دوسری نے خدا پر اپنی جان فدا کی کعب احبار سے روایت ہے کہ ایک روز ابلیس پُرتلبیس علیہ اللعنۃ اُس مچھلی کے پاس گیا اور بولا کہ تو نے کس واسطے یہ بار عظیم اپنے سر پر اُٹھایا ہے ایکبار کی جنبش مین سب بار گر پڑتا ہے اور نجات مل جاتی ہے سو مچھلی نے ارادہ کیا کہ حرکت کرے بمجرد اِس قصد کے حق تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا کہ اُسکی ناک مین گھسکر مغز تک پہونچا سو مچھلی اس سبب سے بیتاب ہوکر حضرت پروردگار مین شکایت کرنے لگی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سزا اُس وسوسۂ شیطانی کی ہے جو تو نے قبول کیا بعد اُسکے جانور کو حکم ہوا کہ اُسکے کان سے نکل مقابل اُسکے ٹھہر بیٹھا رہ جب پھر کبھی ایسا ارادہ کرے تو پھر وہی حال اُسکا کردے یہ قصہ بعد مردود ہونے ابلیس لعین کے

واقع ہوا ہے تنبیہ خالق لایزال نے جو اپنی قدرت کاملہ سے سات طبق آسمان کو پیدا کیا سو اسکا سبب
محققین سے تفسیر جواہر مین لکھا ہے کہ یہ عدد کامل ہے اور دلیل اسکے کمال کی یہ ہے کہ عدد اصل مین
یا جفت ہے یا طاق جفت وہ کہ برابر برابر تقسیم قبول کرے اور طاق یعنی فرد جو کہ مساوی منقسم نہو سکے
اور عدد زوج ہے یا زوج الزوج کہ سلسلہ اعداد کے شروع تک بازواج منقسم ہوتا ہے یا زوج الفرد کہ
آخر انقسام اسکا فرد پر ہوتا ہے سو تینون قسمین اس عدد مین پائی جاتی ہین مثلاً تین پانچ فرد ہین چار زوج ازوج
اور چھہ زوج الفرد اور یہ بھی دلیل ہو سکتی ہے کہ سات کا عدد پہلا ہے اعداد مین اس صفت پر
کہ عدد تام اسکا سوم ہے یعنی اگر فرد اول کو زوج ثانی سے جمع کرین مثلاً تین کو چار کے ساتھ یا زواج
اول کو فرد ثانی سے مثلاً دو کو پانچ سے تو وہی عدد سات کا حاصل ہوتا ہے لہذا اکثر معظمات علوی و سفلی
اور لیفیہا و مشاہد شرعی بھی اور سر لاکلام ربانی سباعی ہین چنانچہ منجملہ علویات کے دو چیزین ذکر کرتا ہون
اول اکابر ملائکہ علیہم السلام کہ سات طائفہ مین پہلا ہیمیہ کہ شہود جمال حضرت ذوالجلال مین
خوش حال ہین کہ سوا اسکے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اور ایسے مستغرق الوصال ہین کہ لذت فراق سے اصلا
واقف نہین ؎ اندکے ترسد وصال ندانم وصال چیست + چون باعیان پرست داغم ز بوے گل +
یہ فرقہ غریق لجہ عبادت ہے حدیث مین وارد ہے کہ اس قسم کے فرشتے اس کثرت سے ہین کہ آسمانو مین
بالشت بھر جگہ انسے خالی نہین کوئی قیام مین کوئی سجود مین کوئی رکوع مین مشغول ہے دوسرا طائفہ حجاب
بارگاہ ربوبیت دو سایہ فیضل لوہیت کہ روح اعظم انکے اول صف ہین اور روح القدس جو عبارت حضرت
جبرئیل علیہ السلام سے ہے آخر صف ہین یہ دونون طائفے کروبیون مین معدود ہین تیسرا حاملان عرش
چوتھا ملکوت اعلی پانچوان ملکوت اسفل یہ دونون طائفے روحانیین مین شمار کیے جاتے ہین چھٹوان
ملائکہ سفرہ و بررہ مخبرین صحائف ساتوان کرام کاتبین کہ آدمیون کے افعال و اقوال لکھتے ہین دوم
کواکب سبعہ کہ بحکم حکمت الہی منبع فیوض نامتناہی ہین نام انکے آسمانون کے نام کے ساتھ بیان ہونگے اور
منجملہ سفلیات کے نو چیزین بیان کرتا ہون اول زمین کہ آیۂ ومن الارض مثلہن سے ظاہر ہے
یعنی زمین مثل آسمانون کے سات ہین دوم درکات و ابواب دوزخ لہا سبعۃ ابواب لکل باب
منہم جزء مقسوم یعنی اسکے سات دروازے ہین ہر دروازے کو انمین ایک فرقہ منبٹ ہے اور نام
اسکے زمین کے نام کے ساتھ بیان ہونگے سوم دریا ہے مشہور کہ معدن منافع و مجمع عجائب ہین
سات ہین چنانچہ ارشاد ہوا ومن بعدہ سبعۃ ابحر ایک بحر چین کہ طول اسکا مشرق سے مغرب تک
آٹھہ ہزار میل اور عرض دو ہزار سات سو میل کا ہے دوسرا بحر مغرب کہ اسکو بحر محیط کہتے ہین اور

سبب جفت طبق آسمان

اکابر ملائکہ

زمین مذکورہ

دریای ہند سے ملحق ہے طول اور عرض اسکا کسیکو معلوم نہین تیسرا بحر بطلس کہ لا وقیہ سے قسطنطنیہ تک ہے
طول اسکا ایک ہزار تین سو میل اور عرض تین سو میل کا ہی چوتھا بحر روم و افریقیہ کہ طول اوسکا پانچ ہزار میل اور
چھ سو میل کا ہے پانچوان بحر زمین شام مین ہے چھٹوان بحر جرجان کہ اسکو ابسکون بھی کہتے ہین طول اسکا مشرق
سے مغرب تک تین سو فرسنگ کا ہے ساتوان بحیرہ خوارزم کہ اسکا دو سو فرسنگ کا ہے چہارم
اقالیم سبعہ کہ مسکن انسان و موطن آدمیان ہے تفصیل انکی کتب حکمیہ مین موجود ہے پنجم
جبال کہ قرآن و حدیث مین انکا مذکور ہے سات ہین جبل اول ابو قبیس کہ تماشاگاہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تھا دوسرا حرا کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلوت کے تشریف لیجاتے تھے
یہ دونون پہاڑ مکہ شریف مین واقع ہین تیسرا طور سینا کہ ملاقات گاہ حضرت کلیم علیہ السلام کی شکل
قدیم سے وہان ہوتی تھی اور یہ پہاڑ قبیلہ والی مصر مین واقع ہے چوتھا طور تینا پانچوان طور زیتا
کہ بقول بعض مفسرین والتین والزیتون انہین دونون سے اشارہ ہے اور یہ دونون پہاڑ
ملک ولایت شام مین ہین کہ اولیا و ابدال و اوتاد اوسمین سکونت پذیر ہین چھٹوان جودی
کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام کی وہان پہنچی تھی چنانچہ واستوت علی الجودی اسی سے
اشارہ ہے اور یہ پہاڑ جزیرہ موصل مین ہے ساتوان جبل احد کہ مزار حضرت سید الشہدا
امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا وہان واقع ہے اور یہ پہاڑ مدینہ منورہ مین ہے علی صاحبہا الصلوۃ
والسلام ششم جواہر قیمتی کہ معدنیات سے ہین سات ہین یاقوت لعل فیروزہ الماس
زبرجد و زمرد و مرجان ہفتم فلزات کہ سات ہین سونا چاندی تانبا لوہا سیسا جستہ رانگا ہشتم
نباتات جو ثمردار ہین بھی سات ہین پہلا وہ کہ جسکا پھل کھایا جاتا ہے جس طرح انجیر دوسرا وہ کہ پوست
اسکا کھایا جاتا ہے جس طرح عناب تیسرا وہ کہ مغز اسکا کھاتے ہین جس طرح پستہ چوتھا وہ کہ
جسکا وسط کھایا جاتا ہے جس طرح خربزہ پانچوان غذاے دوائی چنانچہ انار چھٹوان وہ کہ محض
دوا ہے جیسے ہلیلجات ساتوان وہ کہ بالکل مضر ہے جس طرح جوز ماثل سم قاتل نہم حیوانات
غیر ناطق کہ سات ہین اول سم شگافتہ چون گاو و گوسفند دوم گول سم والے جیسے گھوڑا خچر سوم سباع
چون شیر ببر چہارم طیور جیسے باز و عقاب پنجم حشرات زمینی مثل موش و کنفذ ششم پیٹ کے بل چلنے والے
چون سانپ حلق ہفتم حیوانات آبی چون حوت و سرطان اور اگر عالم انسانی مین تفکر کیا جاے
تو معلوم ہوتا ہے کہ اعضاے مرکبہ ظاہرہ بھی سات ہین سر دونون پاؤن دونون ہاتھ پشت و شکم
اور اعضاے باطنیہ بھی جنکو بزرگی و شرافت ہے سات ہین دل محل حرارت غریزی و منبع روح حیوانی

و دماغ مقر فہم و موضع روح نفسانی و جگر قاسم اغذیہ و مسکن روح طبعی و انثیان مجری منی چار دن بقول
صحیح اعضائے رئیسہ ہین و شش کہ آلہ تنفس مروحہ دل ہے و نخاع کہ اعصاب و دماغ مین متوسط ہے
و زبان کہ آلہ نطق و ترجمان دل ہے و مابین اعضائے ظاہری و باطنی کے واسطہ ہے اسی طرح سات عضو
اور ہین کہ انکی طرف بھی کمال احتیاج ہے اول مری رہگذر طعام دوسرا معدہ مطبخ غذا تیسرا امعا محل فضلات
چوتھا زہرہ مالوعہ صفرا پانچوان سپرز مستقر سودا چھٹوان مثانہ کہ ظرف ہے پانی کا جو خون سے صاف ہوکے
نکلتا ہے ساتوان کلیہ کہ ستون بدن ہے علی ہذا القیاس اعضائے مفردہ کہ ترکیب بدن انسے ہوئی ہے
بھی سات ہین استخوان گوشت پوست رگ پی غضروف رباط اسی طرح اطوار خلقت انسانیہ کہ
آیہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین سے مفہوم ہوتا ہے بھی سات ہین سلالۃ طین نطفہ علقہ
مضغہ عظام لحم خلق آخر کہ حدیث مین آیا ہے کما خلقتم من سبع رزقتم من سبع اسی طرح اطوار خلقت
انسانی بھی سات ہین لترکبن طبقا عن طبق مثلا رضیع یعنے شیرخوارہ فطیم یعنے شیر چھوڑا لڑکا ان دونون حالتون
مین نام طفولیت کا انپر بولتے ہین بعد اسکے صبی کودک نارسیدہ پس ازان بالغ اسکے بعد شباب کہ بقولے
تینتیس برس تک ہوتا ہے و بقولے چالیس برس تک پیتر سن کہولت اور آخر مین شیخوخت اور قواے
مدرکہ انسانی بھی سات ہین باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ واہمہ کہ ادراک جزئیات اس سے متعلق ہے
عاقلہ کہ دریافت کلیات خاصہ اسکا ہے اور قواے نفسانی بھی سات ہین جاذبہ کہ اشتہا کو حرکت
مین لاتی ہے ماسکہ کہ غذا کو تصرف کے لیے رکھ چھوڑتی ہے ہاضمہ کہ غذا کو تصرف کرتی ہے دافعہ کہ
ثفل کو دفع کرتی ہے غاذیہ کہ غذا کو بدل ماتحلل کر دیتی ہے نامیہ کہ اجزا کو بطور مناسب نشو و نما دیتی ہے
مولدہ کہ تولید مثل متعلق اس سے ہے اسی طرح سر مین کہ تخت گاہ سلطان عقل کا ہے سات روزن رکھے ہین
دو کان دو آنکھین دو منخرین و دہن اسی طرح طبقات آنکھون کے کہ دیدہ بان قصر بدن کے اور جاسوس بادشاہ تن
کے ہین بھی سات ہین صلبیہ مشیمیہ شبکیہ عنکبوتیہ عنبیہ قرنیہ ملتحمہ علے ہذا القیاس اصول رنگ کہ باصرہ اس سے
فائدہ اٹھاتا ہے سات ہین سفید سبز کہ دونون لباس بہشتیون کے ہین سرخ زرد کہ یہ دونون رنگ موضوع
ہین واسطے معشوقون کے سیاہ کہ یہ رنگ دوزخیون کے لباس کا ہے کبود کہ یہ رنگ آسمانی ہے رنگت
بنفش کہ یہ رنگ نہایت دلستان ہے اور اگر شرعیات مین ملاحظہ کیا جاوے تو بہت ایسی چیزین نظر آئینگی
جو سات سات ہین منجملہ انکے نزول قرآن ہے کہ سات حرف پر ہوا ہے ان ہذا القرآن انزل علی سبعۃ
احرف اور سرنامہ کلام الٰہی کہ سبع مثانی سے ہے و علی ہذا واجبات نماز کہ بقول بعضے ائمہ سات ہین
اور کبائر متفق علیہ بھی سات ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے اجتنبوا السبع الموبقات یعنی شرک

اور سحر اور نفس مومنہ کا ناحق مارنا اور سود کھانا اور یتیم کا مال لینا اور صف جہاد سے بھاگنا اور زن محصنہ کو زنا کی
تہمت کرنا اور محرمات نسبی بھی سات ہین ماں بیٹی بہن عمہ خالہ بھائی کی بیٹی بہن کی بیٹی اور محرمات سببی
بھی سات ہین دودھ کی ماں بہن و ساس اور اُس عورت کی لڑکی جسکے ساتھ جماع کیا ہو اور
بہو اور شوہردار عورت و جمع کرنا دو بہنون کا وطی مین اور اگر کوئی شخص کتب تصوف سے مشرف ہو
تو دیکھ لے کہ محققین کے نزدیک ایمۂ اسمائے الٰہی بھی سات ہین الحی العلیم المرید القادر السمیع البصیر المتکلم اور
فصل تیس اول باب تہتر فتوحات مین لکھا ہے کہ ابدال امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہفت اقلیم انکے
تصرف مین ہے بھی سات ہین عبد الحی بر قدم ابراہیم و عبد العلیم قدم بقدم موسیٰ و عبد المرید
بر قدم ہارون و عبد القادر بقدم ادریس و عبد الشکور یا عبد الظاہر بر قدم یوسف و عبد السمیع بر قدم عیسیٰ
و عبد البصیر بقدم آدم علیہ و علیہم السلام مراد قدم سے اخلاق ہین یا یہ کہ فیض حق دونون کیطرف ایک جنس سے ہے
مخفی نرہے کہ رجال الغیب و ارواح مقدسہ کئی قسم ہین ازانجملہ افراد ہین یہ وہ لوگ ہین جنمین قطب کا
تصرف جاری نہین ہے اور افراد بعدد طاق ہین نہ جفت اور قطب جسکو غوث بھی کہتے ہین ایک ہی
ہوتا ہے مسمی بعبد اللہ یہ شخص محل نظر حق ہے و بسبیل ندرت خلافت ظاہرہ اسکو حاصل ہوتی ہے
جس طرح خلفا ے اربعہ و امام حسن و معاویہ ابن یزید و عمر ابن عبد العزیز و متوکل علے اللہ اور قطب بر قلب
اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے اور دو شخص قطب کے یمین و شمال ہوتے ہین ایک عبد الرب ناظر عالم ملکوت
جانب یمین دوسرا عبد الملک بیسار غوث ناظر عالم ملک کہ عبد الرب سے فضیلت رکھتا ہے ازانجملہ اوتاد ہے
کہ اطراف عالم مین قیام پذیر ہین عبد الحی مشرق مین عبد العلیم مغرب مین عبد المرید شمال مین عبد القادر
جنوب مین ازانجملہ ابدال ہین کہ مذکور ہوئے ازانجملہ نجبا ہین کہ آٹھ نفر ہین اور حمل اثقال خلائق پر مصروف
رہتے ہین ازانجملہ نقبا ہین یہ بارہ شخص ہین مطلع بر اسرار نفوس ازانجملہ بدلا ہین یہ بھی بارہ شخص ہین
جب کوئی انمین فوت ہوتا ہے تو ابھی قائم مقام مجموع رہتے ہین ازانجملہ رجبیین کہ اول رجب مین ایک بار
عظیم انمین ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت سے باز رہتے ہین اور روز بروز وہ ثقل خفیف ہوتے ہوتے تا اول
شعبان بالکل زائل ہو جاتا ہے کذا فی الفواتح اور شیخ کمال الدین کہتے ہین کہ نجبا چالیس نفر ہین و نقبا تین سو
ازانجملہ ایک فرقہ ملامتیہ ہے کہ انکے حال پر کوئی شخص مطلع نہین ہوتا یہ لوگ ریا سے یہان تک احتراز
کرتے ہین کہ عبادات و طاعات کو پوشیدہ بجا لاتے ہین یہ افضل الطائفہ ہین ذالک فضل اللہ یؤتیہ من
یشاء اور اخبار و قصص سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کتاب بھی سات ہین شیث ادریس
ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و علیہم اسی طرح سات سات چیزین اکثر ہین اگر کل

رجال الغیب

لکھی جاوین تو ایک کتاب براسہ علیحدہ ہو جاوے اسیقدر واسطے تفصیلات عدومات کے کافی و وافی ہے فائدہ واضح ہو کہ اہل تفسیر و حدیث کے نزدیک مسافت آسمان دنیا کی زمین سے پانسو برس کی راہ ہے اور اسیقدر ہفت آسمان مین قیاس کرنا چاہیے اور ثخن وگندگی بھی اسیقدر ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ مین روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ درمیان تمہارے اور آسمان کے پانسو برس کی مسافت ہے اور اسیقدر ہر آسمان موٹا ہے اور بالاے ہفت آسمان عرش ہے اسی مسافت پر اور نیچے تمہارے سات طبقے زمین کے ہین ایک طبقے سے دوسرے تک پانسو برس کی راہ ہے پھر فرمایا قسم ہے پروردگار کی اگر ڈالے تم رسی سب کے نیچے تو پڑتی وہ رسی اللہ پر پھر یہ آیت پڑھی الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم انتہی ترجمۃ الحدیث ملخصا وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ اسفل عالم تا اعلاے کنگرہ عرش پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور سطح اعلی آسمان دنیا تا زمین ایک ہزار برس کی مسافت ہے اسلیے کہ میان آسمان دنیا و زمین کے پانسو برس کی مسافت ہے اور ثخن آسمان دنیا پانسو برس کا ہے اور اہل ہیئت کو ثخن آسمان کے مقدار مین بہت گفتگو ہے کہتے ہین کہ پانسو برس کی راہ جو روایات شرعیہ مین وارد ہے معین نہین کہ حرکت کس متحرک کی مراد ہے ورا اسکے قطع مسافت صعود نسبت قطع مسافت ہموار دشوار تر ہے اور زمانہ قطع اول نسبت بزمانہ قطع دوم دو چند ہے چنانکہ زمین ہموار پر چلنا اور پہاڑ پر چڑھنا برابر نہین ہے اسی سبب سے وہ لوگ فراسخ اور امیال مسافت بعد کو فرض کرتے ہین لیکن ایسی حالت مین محتمل ہے کہ روایات شرعیہ اور براہین ہندسیہ منطبق ہون مگر اہل ہیئت سطوح افلاک متلاصق کہتے ہین اور منکر فرجہ ہین اور اہل شرع اسکے قائل ہین اور بنا اس تلاصق کی نزدیک اہل ہیئت کے اسی قاعدہ پر ہے کہ لا فصل فی الکلیات اور وہ قاعدہ محض ظنی ہے کوئی برہان قطعی اسپر پائی نہین جاتی بالجملہ اہل اس علم کو اثبات فرجہ کی ضرورت نہین ہے اور ارباب شرع کو سیر و دور ملائکہ مابین دو آسمانون کے معلوم ہوا ہے تو انکو اثبات فرجہ کی ضرور ہوئی لہذا انہون نے ثابت کیا پس مخالفت نہین ہے مگر مخالفت لفظیہ اسواسطے کہ جس مقدار کو اہل ہیئت داخل ثخن آسمان رکھتے ہین شاید اسمین سے بعض کو اہل شرع فرجہ اعتبار کرتے ہون اور باقی کو ثخن فیرتفع النزاع کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی اور حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آسمان ہفتم پر دریا ہے بعد اسکے اللہ تعالی نے عرش پیدا کیا ہے اور اسپر آٹھ فرشتے پہاڑی بکرون کی صورت ہین انہین کی پشت پر عرش ہے اور مابین سم و سرین ان فرشتون کی مسافت اتنی ہے جتنی دو آسمانون کے بیچ مین ہے اور انکا ثخن عرش تا بالاے عرش اسیقدر ہے

اور جو بعض روایات مین وارد ہے کہ وہ فرشتے بزکوہی کی صورت ہین اور اُنکے سم سے تہ‌سرین تک لاکھہ
برس کی راہ ہے سو یہ اشارہ ہے بزرگی جثہ پر اور چونکہ یہ صورت مناسب تر بار برداری کی ہے بعید نہین کہ
انکو ہمین صورت پیدا کیا ہو اور جو بعض روایات مین ہے کہ ایک فرشتہ بصورت آدمی ہے اور دوسرا بصورت
بیل اور تیسرا بصورت شیر اور چوتھا بشکل کرکس سو اس روایت کے معارض نہین اسلیے کہ ممکن ہے کہ تمام
بدن فرشتون کا ایک وضع پر ہو اور صورت بزکوہی کی ہو اور چہرے مین اس صورت سے تفاوت واقع
ہوا ہو تاکہ اختلاف حقائق پر آگاہ کرین جس طرح حیوانات آبی باوجودے کہ بدن مین تفاوت نہین رکھتے مگر
چہرن مین اختلاف فاحش رکھتے ہین کہ بعض بصورت اسپ بعض بشکل کلب لہا وغیر ذلک اور جابر ابن عبد اللہ
رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ المصابیح مین روایت ہے کہ مابین نرمۂ گوش و دوش حاملین عرش کے مسافت
سات سو برس کی ہے اور روایت صحیحہ مین وارد ہے کہ حاملین عرش کے پیر ساتوین زمین کے نیچے تک ہین
اور عرش سر پر رکھا ہے اور وہ سب سر جھکائے تسبیح مین مشغول ہین اور آج کے دن تک حاملین عرش
چار ہین بروز حشر آٹھ ہونگے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم الیوم اربعۃ فاذا کان یوم القیامۃ
ایدہم اللہ باربعۃ اخری پس روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی محمول روز قیامت پر کرنا چاہیے
(اور فرشتہ چار ہین جسوقت ہوگا قیامت تائید کریگا اللہ ساتھ چار فرشتے اور سے ۱۲)
اور کلام الٰہی بھی اسی پر ناطق ہے کما قال اللہ ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانیۃ یعنے اٹھاوینگے عرش
پروردگار تیرے کو سرون پر بروز قیامت آٹھ نفر فرشتون سے فائدہ بالاے سر و دوش اسواسطے
اٹھاوینگے کہ سر پر بوجھ بہت اٹھ سکتا ہے بخلاف ہاتھون کے اور ثقل عرش بروز حشر اسوقت سے
دوچند ہو جائیگا اور وجہ دوچند ہونے کی یہ ہوگی کہ عرش اعظم الٰہی جل شانہ جہانداری کی صورت ہے
اور جہانداری اس عالم کی چار صفتون سے ہے کہ ہر ذرہ مین ظاہر اور سب کو محیط و شامل ہے اول علم
دوم قدرت سوم ارادہ چہارم حکمت اور بروز حشر اور چار صفتون کی حاجت ہوگی تاکہ عالم اخروی
نشاء دنیوی سے ممتاز ہو جاے اول صفت ظہور و انکشاف حقیقۃ خرفہ دوسری حقیقت شیوع و
کمال تیسری صفت قدس و طہارت چوتھی صفت عدل پس جب کہ آثار چارون صفتون کے
بر سبیل عموم و شمول درکار ہوئے تو گرانی عرش معنوی کی کہ عبارت جہانداری سے ہے بھی مضاعف
ہوگی اور بسبب مطابقت صورت و معنی کے عرش صوری بھی گران ہو جائیگا فائدہ ربیع ابن انس
و سلمان رضی اللہ عنہما کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ آسمان دنیا ہمچو موج آب معلق ہے اور
آسمان دوم چاندی سفید خواہ مروارید کا ہے اور آسمان سوم آہن کا ہے اور چہارم مس کا پنجم سونے کا ہے یا سیم کا
اور ششم زمرد یا سونے کا ہے اور ہفتم یاقوت سرخ کا اور تکملہ مین لکھا ہے کہ اول آسمان کا نام رقیعا ہے

اور زمرد سبز کا ہے یہی روایت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ہے اور دوسرے کا نام وفلون
کہ نقرہ خام کا ہے تیسرے کا نام قیدوم کہ یاقوت سرخ کا ہے چوتھے کا نام صیقا کہ مروارید کا ہے پانچوین کا
نام وفنا کہ زر خالص کا ہے چھٹوین کا نام ماعون کہ یاقوت زرد کا ہے ساتوین کا نام عرشبا یا براخ کہ نور محض ہے
لیکن یہ سب باتین حقیقت مین تشبیہ اور تمثیل پر دلالت کرتی ہین یعنی اگر جواہر آسمانی کو جواہر دنیا سے
مطابق کرین تو اس طرح کر سکتے ہین آفتاب کو زرین اور مہتاب کو سیمین اور روز کو اشہب اور شب کو ادہم
خیال کرتے ہین کیونکہ جوہر آسمانی بسیط ہے جواہر عناصر وغیرہ مرکبات عنصریہ سے ہے بالکل علاقہ نہین رکھتے سو
جس طرح اربع عناصر کو نہین کہہ سکتے کہ فلان چیز سے مرکب ہین اسی طرح آسمانون کو نہین کہہ سکتے کہ
فلان جوہر سے مرکب ہین اور جو نام آسمانون کے احادیث معراج سے ثابت ہین اُنکا ذکر مع رباعون کے
قصہ معراج مین لکھا جائیگا اور ابن منذر سے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
کہ سید السموات وہ ہے جسمین عرش ہے اور سید الارضین جسمین تم ہو اور کہا ابن عباس نے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فکر کرو تم ہر چیز مین اور فکر کرو ذات باری مین اسواسطے کہ درمیان ساتون
آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہین اور اللہ اُسکے اوپر ہے یعنی مالاتر و محیط وقادر ہے اور تکملۃ القصص
مین ہے کہ اول زمین کا نام رتکا ہے اسمین ہوا بستی ہے دوسری کا نام خلدہ کہ مسکن عقارب نار ہے
تیسری کا نام غرقہ کہ عناکب دوزخ کا محل ہے چوتھی کا نام جربیا کہ آشیانہ حیات جہنم ہے پانچوین کا نام
[illegible] اس مقام مین آتش دوزخ کو روشن کرتے ہین چھٹوین کا نام سجین کہ اہل شرک وغیرہ کافرون کا دفترخانہ ہے
کما قال اللہ تعالی کلا ان کتاب الفجار لفی سجین وما ادریک ما سجین کتاب مرقوم یعنے کوئی نہین لکھا
[illegible] کا پہونچا بند بچانا مین اور تجکو کیا خبر ہے کیا بندیخانہ ایک دفتر ہے لکھا ہوا حاصل یہ کہ اس دفتر
مین ہر ایک دوزخی کا نام لکھا ہے اور ہر نام پر رقم و علامت ہے کہ بمجرد ملاحظہ دریافت ہو جاتا ہے کہ یہ شخص
[illegible] طرح سوداگرون کا دستور ہے کہ اپنے تھانون پر علامت نشان کرتے ہین کعب احبار
[illegible] کہ یہ دفتر ساتوین طبقۂ زمین کے نیچے ہے اور وہان ایک سنگ سیاہ نہایت
[illegible] مرتا ہے تو اول روح اُسکی فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین مگر دربان فلک دروازہ
[illegible] لاتے ہین اور اُس پتھر کے نیچے ڈالتے ہین اور تصدیان دفترخانہ اُسکا نام
[illegible] بن فلان آج کی تاریخ دنیا سے عالم برزخ مین آیا اور یہ عمل ساتھ لایا مجرد
[illegible] دفتر مین داخل کرتے ہین بروز حشر وہی کاغذ نکال کر دست
[illegible] ابلیس و اتباع ابلیس کا پوشیدہ تر ہے کہ حضرت خالق لایزال نے

ہفت طبق آسمان کے واسطے سات ستارے جنکو سبعۂ سیارہ کہتے ہین بطور پاسبان مقرر فرمائے ہین اول زحل کہ ساتوین آسمان کا دربان ہے دوسرا مشتری کہ فلک ششم کا چوکیدار ہے تیسرا مریخ کہ پانچوین آسمان کا خبردار ہے چوتھا شمس کہ فلک چہارم کا افسر و سردار ہے پانچوان زہرہ کہ فلک سوم کا چوبدار ہے چھٹوان عطارد کہ فلک دوم کا شہسوار ہے ساتوان ماہتاب کہ فلک اول کا شعلۂ عذار ہے اور اہل حکمت سواے افلاک مذکورۂ بالا کے دو فلک اور بھی قرار دیتے ہین ایک فلک الافلاک دوسرا فلک الثوابت مگر ہرگاہ ادلۂ قطعیۂ عقلیہ سے ہفت طبق ہونا فلک کا کما ینبغی اُنکے نزدیک بھی ثابت ہوجاتا ہے تو بناء بر مطابقت کلام الٰہی کے کہتے ہین کہ یہ دونون آسمان وہ ہین جنکو اہل شرع عرش و کرسی بولتے ہین حالانکہ جو اوصاف عرش و کرسی کے روایات شرعیہ مین وارد ہین اصلا اُن دونون آسمانون سے مطابق نہین ہین اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ سب حکما کا تکلف ہے اور تغایر عرش کرسی بدلیل قطعی ثابت نہین ہوتا بلکہ اکثر دلائل سے ایسا استفادہ ہوتا ہے کہ ساتوین آسمان کے اوپر بہت فاصلہ پر ایک جسم نور کا ہے کہ اوسکو گاہی عرش کہتے ہین اور گاہی کرسی لیکن وہ جسم تمامی افلاک وارض کو محیط ہے کما قال اللہ تعالی وسع کرسیہ السموات والارض کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی معالم التنزیل مین جعفر ابن محمد سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مابین ایک قایمہ عرش کے دوسرے قایمہ تک مسافت تیس ہزار برس کی ہے اور ہر روز عرش کو ستر ہزار لباس پہنائے جاتے ہین کہ اسکو کوئی مخلوق دیکھ نہین سکتا اور مجاہد سے روایت ہے کہ درمیان عرش و فلک ہفتم کے ستر ہزار حجاب ہین نور و ظلمت کے اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار صفین فرشتون کی ہین اور طواف مین مصروف اور تکبیر و تہلیل مین مشغول سواے اُنکے ایک صف ستر ہزار فرشتون کی اور ہے اُسپر ایک لاکھ صفین اور ہین کہ دست راست اپنا دست چپ پر رکھے ہوئے تسبیح و تحمید کر رہی ہین اور حال یہ ہے کہ مابین دونون بازوؤن کے تین سو برس کی راہ ہے اور کانون سے گندھون تک چار سو برس کی اور مابین اس گروہ اور خداوند عالم کے ستر حجاب نار کے اور ستر ظلمت کے اور ستر نور کے اور ستر در ابیض اور ستر یاقوت احمر کے اور ستر زبرجد اخضر کے اور ستر برف کے اور ستر پانی کے اور ستر سردی کے اور ایک چیز اور ہے جسکو سواے خدا کے کوئی نہین جانتا ہے بالجملہ عرش و فلک اطلس سے کسی طرح مشابہت و مناسبت نہین ہے فائدہ خالق کریم نے بہشت کو ساتوین آسمان پر پیدا کیا ہے قرطبی کے نزدیک اُسکے سات درجے ہین دار الجلال دار السلام دار الخلد جنت عدن جنت الماوی جنۃ نعیم جنۃ فردوس کذا ذکرہ السیوطی فی البدور السافرہ اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک طبقات بہشت کے آٹھ اسطرح لکھے ہین ایک کا نام عدن دوسرے کا جنۃ الماوی تیسرے کا فردوس چوتھے کا نعیم پانچوین کا دار القرار چھٹے کا دار الخلد ساتوین کا دار السلام آٹھوین کا دار الجلال اور یہ بھی محققین لکھتے ہین کہ سات بنا بر

قرار گاہ مردم اور ہشتم سرای بیدار جگہ کے نام مین اختلاف ہی ابن عباس کے نزدیک علیین نام ہے اور بعض کے
نزدیک مقعد صدق کما قال فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اور مقام علیین دفترخانہ اہل جنت کا ہی اور
بندگان خاص کے سپرد ہی کما قال ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادریک ما علیون کتاب مرقوم یشہدہ
المقربون یعنی کوئی نہین لکھا نیکون کا ہی اوپر والون مین اور تجکو کیا خبر ہے کیا ہین اوپر والے دفتر ہے لکھا ہوا
اُسکو دیکھتے ہین فرشتے نزدیک والے اور یہ مقام سب آسمانون سے بالا ہی نیچے کا سرا سدرۃ المنتہی اسکے
پاس ہی اور اوپر کا عرش مجید کے سیدھے پایہ کے قریب ہے انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ ہین جتنے عزیز
اور ارواح نیکون کی وہان پہونچتی ہین اور عوام صالحین کی روح بعد اسم نویسی اور پہونچنے اعمال نامون
کے گاہے گورستان مین اور گاہے مابین الجو اور کبھی چاہ زمزم مین رکھی جاتی ہے اور روح کو اپنی
قبر سے ایک نوع کا علاقہ بھی ہوتا ہی کہ جب کوئی شخص زیارت کو آتا ہے تو اُسکو اطلاع ہوتی ہے کیونکہ
روح کو قرب و بعد مکانی مانع ادراک نہین ہی اور مثال اسکی وجود انسان مین روح بصری ہی کہ کواکب
ہفت آسمان کو اندرون چاہ سے دیکھ سکتی ہی اور صاحب کشاف نے اس ترتیب سے جنات کے نام
بیان کیے ہین اول دار الخلد دوم دار المقام سوم دار السلام چہارم جنت عدن پنجم دار القرار ششم جنت نعیم
ہفتم جنۃ الماوی ہشتم جنت فردوس اور سورۂ ذاریات کی تفسیر مین صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ عدن
کو زمرد سبز سے بنایا ہے اسمین سخی و عادل و غازی و زاہد و ائمہ مساجد رہینگے اور جنۃ الماوی کو نور سے
تیار کیا ہے شہید حقیقی اور خیرات کرنے والے اور غصہ کھانے والے اور معاف کرنے والے تقصیرون کے
اسمین رہینگے اور فردوس کو جلال کبریائی کے نور سے بنایا ہے اُسمین انبیا علیہم السلام رہینگے اور
اُسکے درمیان ایک غرفہ نور رضا کا بنایا ہوا ہے اُسکو مقام محمود کہتے ہین سرور انبیا علیہ السلام اسمین
تشریف رکھینگے اور نعیم کو زبرجد سبز سے بنایا ہی اُسمین شہید حکمی و مؤذن رہینگے اور دار القرار کو مروارید روشن سے
بنایا ہی اُسمین جو مومنین عام ہین وہ رہینگے اور دار السلام کو یاقوت سرخ سے بنایا ہی اسمین فقیر صابر
اس امت کے رہینگے اور دار الجلال زر سرخ کا ہے اسکو دار المقام بھی کہتے ہین اسمین اس امت کے
اغنیاء شاکرین رہینگے اور کیفیت طبقات بہشت کی یہ ہے کہ ایک دوسرے طبقہ سے حائل نہین بلکہ جملہ طبقات
گویا ایک باغ ہی اور عرش مجید انکی چھت ہی اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جنۃ الماوی سب کے
نیچے ہے و جنت عدن وسط مین ہی اور جنت فردوس میانہ و بالا ہے اور اعلی درجہ جنت کا علی الاطلاق
وہ ہی جسکا نام وسیلہ ہی اور صاحب اسکا حکم وزیر رکھتا ہی یعنی فیض شاہی کسی کو نہین پہونچتا مگر بطفیل
اسکے اور اُسکے ہاتھ سے سو یہ مقام مخصوص ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے مشکوۃ شریف

عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے بہشت کے سو درجے ہین اور ہر درجے کی مسافت مقدار فضائے
ارض وسما ہے اور اعلیٰ درجہ فردوس ہے اُسی پر عرش ہے اور وہ درمیان کی چیز ہے بہشت مین اسی سے چار
نہرین جاری ہین سو جب تم سوال کرو اللہ سے تو فردوس کا سوال کرو اسلیے کہ یہ اعلیٰ درجہ بہشت کا ہے
اور یہ بھی ثابت ہے کہ بنائے جنت سیم و زر سے ہے اور روشنی اُسمین یاقوت و زمرد کی ہے اور چشمے اُسکے نہایت
مصفا اور اُسمین بجائے سنگریزہ جواہرات بہتے ہین اور اُس باغ مین درخت بیخدار بیخزان با پوست و
برگ طلائی و نقرئی قائم ہین اور چار نہرین نہایت صاف جاری ہین کہ ایک کا پانی شیرین و سرد دوسری
دودھ سے تیسری شہد خالص و صاف سے بھری ہوئی چوتھی پُر از شراب خوش رنگ خوشبودار
اور سوائے انہار اربعہ مذکورہ کے اور بھی چار چشمے اُس باغ مین جاری ہین جس طرح چشمہ کافوری کہ
تاثیر اُسکی سرد ہے اور زنجبیل جسکو سلسبیل بھی بولتے ہین خاصیت اُسکی گرم ہے اور چشمہ تسنیم کہ بکمال لطافت
ہوا مین جاری ہے تسنیم لغت مین اُس چیز کو کہتے ہین جو شربت پر واسطے خوشبو کے ڈالی جاتی ہے جس طرح
گلاب کیوڑہ و بید مشک سو یہ چشمہ ہے کہ مقربین و سابقین کو اُس سے پلاینگے اور ابرار و اصحاب الیمین
کو بطریق گلاب و بید مشک ملا کے دینگے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ومزاجہ من تسنیم عینا یشرب بہا المقربون
یعنے آمیزش اُسکی شراب تسنیم سے ہوگی اور وہ چشمہ ہے کہ پیتے ہین اُس سے قریب کے لوگ سِرّ اسکا یہ ہے
کہ یہ چشمہ عشق و محبت خدا کا نمونہ ہے کہ بے تعیین محل و صورت بلکہ بے تشخیص حال ارواح مقربین کو اُس سے
سیراب کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ وہ چشمہ زیر عرش الٰہی جوش زن ہے اور مقربین کے سامنے بہتا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ ہرگاہ مقربین محبت الٰہی کے ساتھ کسیکو نہین ملاتے اور مشغول بماسوی اللہ نہین ہوتے اس
باعث سے چشمہ تسنیم اُنسے مخصوص ہوا بخلاف ابرار کے کہ محبت اُنکی آثار افعال و صفات باری عز اسمہ سے
بھی ملی ہوتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ شریف مین روایت ہے کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کس چیز سے پیدا کیا اللہ نے خلق کو فرمایا کہ پانی سے پھر کہا ہمنے کہ بنا بہشت کس
چیز سے ہے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور مٹی اُسکی مشک خالص ہے اور سنگریزہ
اُسکے مروارید و یاقوت ہین اور خاک اُسکی زعفران ہے جو شخص کہ داخل ہوا بہشت مین پھر ناز و نعمت مین
رہتا ہے اور کچھ رنج و مشقت نہین دیکھتا اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کپڑے اُسکے پرانے نہین ہوتے اور جوانی
اُسکی نہین جاتی اور علامہ ترمذی سنے روایت کی ہے کہ درجات بہشت کے سو ہین ہر ایک درجہ کی مسافت
دوسرے درجے سے سو برس کی راہ ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سنے آیۃ
فرش مرفوعۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ فرشتے ہین بہشت مین نہایت بلند قامت کہ مقدار اُنکی مقدار مسافت

مابین آسمان و زمین کے ہی اور آیات قرآنیہ سے واضح ہی کہ بہشت مین اونچے اونچے تخت بچھے ہین اور اونپر آبخورے رکھے اور قالیچے برابر پڑے اور مخمل کے نہالچے ادھر ادھر پھیلائے ہوئے ہین چنانچہ سورۂ واقعہ مین ارشاد ہوتا ہے علی سرر موضونۃ متکئین علیہا متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لایصدعون عنہا ولاینزفون وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتہون وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون یعنے بیٹھے ہین پلنگون پر سونے سے بنے تکیہ دیئے اونپر ایک دوسرے کے سامنے لیے پھرتے ہین اُن پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور تھالیان اور پیالے بھرے شراب کے سر نہ دُکھے جس سے اور نہ بیہوش ہون اور میوہ جونسا چن لین اور گوشت اُڑتے جانورون کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریان بڑی آنکھون والیان گوئی برابر لیٹے موتی کے غرض کہ اوصاف بہشت سے تمام کلام اللہ گویا بھرا ہوا ہے اللہم ادخلنی جنۃ الفردوس فائدہ خالق لایزال نے گندگی ہر ایک فلک کی مقدار معین پر رکھی ہے اور ستارون کو اسطرح جڑ دیا ہے جس طرح انگوٹھی مین نگین اور ہر ایک فلک کے دو سطحین رکھے ہین ایک سطح محدب اور دوسری سطح مقعر اور اجرام مین سب افلاک متشابہ الاجزا ہین جو کچھ ایک فلک پہ جائز ہی وہ دوسرے پر بھی درست ہی پس یہ کیفیت خالی از حکمت نہین کیونکہ یہ امور بمقتضای طبیعت نہین ہین اور دلیل اسکی سورۂ نحل مین مذکور ہی خلق السموات والارض بالحق یعنی مقدر کیا ہی اللہ نے آسمانون اور زمین کو بہ تدبیر درست اور ہر ایک فلک کا دوہر دو نقطہ پر ہی جسکو قطب کہتے ہین کہ اُسکو جنبش نہین ہی اور ہر دورہ کو ایک زمانہ معین پر قایم کیا ہی مثلاً فلک القمر ایک دورہ اٹھائیس دن یا ایک مہینے مین تمام کرتا ہی اور فلک آفتاب و زہرہ و عطارد ایک سال مین کم و بیش زیادہ اور فلک مریخ دو برس مین یا ایک برس دس ماہ مین اور فلک مشتری بارہ برس مین اور فلک زحل تیس برس مین اور فلک آٹھوان جسکو حکما تجویز کرتے ہین اور اہل شرع تعبیر بکرسی فرماتے ہین چھتیس ہزار یا پچیس ہزار دو سو برس مین اور عرش کہ جسکو حکما فلک نہم کہتے ہین ایک شبانہ روز مین اور ظاہر ہی کہ سرعت و بطو کو چھوٹی بڑی پر منحصر نہین ہی ورنہ حرکت فلک العرش کی سب سے بطی ہوتی حالانکہ سب سے سریع ہی اور ہر ایک ستارے کی روشنی مختلف ہی اور رنگ علیحدہ مثلاً قمر کے مُنھ پر کلف ہی اور عطارد کا رنگ زردی مائل اور زہرہ کا سفید و شفاف اور مریخ کا سرخ اور مشتری کا زرد خالص اور زحل کا فی الجملہ تاریکی لیے ہوئے اور آفتاب پر ایک نقطہ ہی مانند خال سیاہ کے چنانچہ جب ہوا مین غبار ہوتا ہی تو صاف نظر آتا ہے

کیفیت رنگ سبعہ سیارہ

[illegible]

فائدہ خداوند کریم نے آسمان میں بارہ برج پیدا کیے ہیں کہ والسماء ذات البروج وتبارک الذی جعل فی السماء
بروجا اسپر دلیل قطعی ہے اور ہر ایک برج کی صورت مختلف ہے اور ہر برج کا حکم نیکی اور بدی میں
جدا ہے اور باوجود اختلاف کے دوران کرتے ہیں اور کبھی حکم انکا عالم پر جاری ہوتا ہے اور کبھی
زائل ہوجاتا ہے اور پھر عود کرتا ہے پس اعتقاد کرنا ایک جگہ اور ایک شخص کے حق میں نہ چاہیے اسواسطے
کہ شاید حالت موجودہ معدوم ہوجاوے اور حالت معدومہ پھر آوے اور حسن مجاہد وقتادہ کے نزدیک بروج سے
بڑے بڑے ستارے مراد ہیں اور بسبب ظہور کے بروج نام ہوا اور عطا نے ابن عباس سے نقل کیا ہے
کہ بروج سے مراد منازل سبعہ سیارہ ہیں اور وہ بارہ ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان
عقرب قوس جدی دلو حوت اور ان سبکی صورتیں مختلف ہیں حمل بصورت بچہ گوسفند مرکب تیئیس
ستارون سے ہے اور پانچ ستارے اور بھی علاقہ رکھتے ہیں گو کہ صورت سے خارج ہیں اور سر اسکا جانب
مغرب اور دنبال طرف مشرق ہے گویا منہ پیچھے پھیرے کسیکو دیکھتا ہے اور ثور بصورت گاے مرکب بتیس
ستارون سے سر اسکا جانب مشرق اور دنبال جانب مغرب ہے اور سوا ان ستارون کے
اور بھی ستارے بصورت خوشہ انگور ہیں الثویا والثریا مانند عین ہیں کہ اسی صورت سے علاقہ رکھتے ہیں
اگرچہ خارج از صورت ہیں اور جوزا بصورت دو آدمیوں کے باہم متصل سر انکے جانب شمال و مشرق اور پیر
جانب جنوب و مغرب ترکیب اسکی پچیس ستارون سے ہے اٹھارہ داخل اور سات خارج اور سرطان
بصورت خرچنگ نو ستارون سے مرکب ہے اور اسد بصورت شیر ہے ستائیس ستارون سے مرکب اور
قلب الاسد و زبرہ وغیرہ بھی اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور سنبلہ بشکل عورت ہے کہ داہنے ہاتھ میں
ایک خوشہ لیے کھڑی ہے اور چھبیس ستارون سے مرکب ہے ورلے اسکے اور ستارے بھی اس سے
علاقہ رکھتے ہیں اور ایک ستارہ اور ملا ہوا ہاتھ سے ہے جسکو سماک اعزل بولتے ہیں اور میزان مرکب
آٹھ ستارون سے بصورت ترازو ہے اور عقرب مرکب اکیس ستارون سے بصورت کژدم ہے اور
قلب العقرب اور اکلیل وغیرہ اس سے متعلق ہیں اور قوس مرکب اکتیس ستارون سے سینے چہرے
آدمی کا اور تمام بدن مانند اسپ ہاتھ میں تیر و کمان اور جدی بصورت بزغالہ یعنی بھیڑ اٹھائیس ستارون سے
مرکب ہے اور سعد ذابح بھی اس سے علاقہ رکھتا ہے اور دلو بشکل آدمی کب بیالیس ستارون سے
گویا ڈول چاہ سے نکالکر ہاتھ میں لیے الٹا کیے ہوئے پانی ڈالتا ہے اور حوت دو مچھلیوں کی صورت سے
اور مرکب چونتیس ستارون سے ہے اور دونون پیٹھ پیٹھ ملائے ہوئے ہیں اور جنوب والی مچھلی کو
سمک مقدم کہتے ہیں مخفی نرہے کہ حمل اور عقرب دو گھر مریخ کے ہیں اور ثور اور میزان زہرہ کے اور

جوزا و سنبلہ عطارد کے اور سرطان قمر کا اور اسد شمس کا اور قوس و حوت گھر مشتری کے ہین اور جدی و دلو زحل کے ہین اور یہ بروج اربعہ عناصر پر مقسوم ہین پس حمل و اسد و قوس مثلثہ ناریہ ہین اور ثور و سنبلہ و جدی مثلثہ ارضیہ و جوزا و میزان دونون مثلثہ ہوائیہ اور سرطان و عقرب و حوت مثلثہ مائیہ کذا فی المعالم و العزیزی اور حقیقت بروج کی یہ ہے کہ گردش آفتاب سے آسمان مین ایک دائرہ پیدا ہوتا ہے اسکو دائرۃ البروج بولتے ہین اور شمس اُس دائرہ کو ایک برس مین تمام کرتا ہے اُس دائرہ کو بارہ قسمین کر کے بارہ برج کہتے ہین اور وجہ حصر کی یہ ہے کہ آسمان کے چار حصے ٹھہرائے جس ربع پر آفتاب آیا وہ فصل مقرر ہوئی کہ ہوا اور خاصیت اُس فصل کی دوسرے فصل سے مخالف ہوتی ہے جس طرح ربیع و خریف اور گرما و سرما اور ہر ایک فصل کی ابتدا و وسط و انتہا ہے کہ حکم اسکا اُن حالات سے حسب قوت و ضعف مختلف ہوتا ہے سو اس حساب سے بارہ قسمین ہوئین انکا نام برج ہوا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آفتاب ایک دورہ مین بارہ مرتبہ قمر سے ملتا ہے یعنی دونون ایک مقام مین جمع ہو جاتے ہین سو اس حساب سے بارہ قسم ٹھہرایا اور ہر قسم کو برج کہا پھر ایک برج کو موافق ایام حرکت شمس کی تیس قسمون پر تقسیم کیا اور ہر قسم کا نام درجہ رکھا اور ہر درجہ کو ساٹھ قسم کیا اُسکا نام دقیقہ ہوا کہ ہندی مین اُسکو گھڑی بولتے ہین اور ہر ایک دقیقہ کو ساٹھ قسم کیا اُسکو ثانیہ قرار دیا کہ ہندی مین پل کہلاتا ہے اور ثانیہ کو بھی ساٹھ قسم کیا اُسکو ثالثہ کہا اور ہندی مین چھن اور حکمت اسمین یہ ہے کہ رات و دن کی ساعتین دریافت ہون اور حکمت تعین آفتاب کی فلک چہارم پر یہ ہے کہ زمین سے دور و قریب نہ رہے اگر دور ہوتا تو سردی و افسردگی ہوتی اور جو قریب ہوتا تو حرارت و سوختگی ہوتی اور یہ دونون تولید و بقائے نوع حیوان کے مانع ہین لہذا حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ وسط مین قایم ہو تاکہ حرارت و برودت معتدل رہے اور سیر ہر روزہ کو بھی معتدل رکھا نہ سریع زیادہ ہے کہ غلبہ برودت پیدا کرے اور نہ بطی زیادہ ہے کہ موجب غلبہ حرارت واقع ہو اور جو کوئی سلیم العقل حکمت طلوع و غروب و ظلمت و برودت و رطوبت شب مین کہ علت انکی آفتاب ہے غور کرے تو اسپر حال موت و حیات و کیفیت نفخات یوم الحساب باحسن وجہ ظاہر ہو مثلاً ظلمت و برودت و رطوبت موت کے صفات ہین سو جملہ حیوانات وقت شب گویا مر جاتے ہین لان النوم اخ الموت اور علی الصباح نور آفتاب کے ظاہر ہوتے حرکت کرتے ہین اور جس قدر آفتاب بلند ہوتا ہے قوت حس و حرکت مین زیادہ ہوتی ہے اور جب مائل بغروب ہوتا ہے حس و حرکت مین نقصان آجاتا ہے یہان تک کہ غروب کے بعد جملہ حیوانات اپنے آشیانون سے آشنا ہو جاتے ہین اور تا وجود شفق بیدار رہتے ہین اور بعد زوال شفق سو جاتے ہین مگر بعارض و لا اعتبار لہ پس سبب ظاہری موت کا گویا آفتاب ہے اسی طرح خیال کرنا چاہیے کہ جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو حیوانات ہر ایک نوع کا

خوف غالب ہوتا ہے گویا یہ نفخہ فزع ہے کما قال اللہ تعالی ونفخ فی الصور ففزع من فی السموات والارض
اور جب شفق زایل ہوجاتا ہے سوجاتے ہین گویا یہ نفخہ صعقہ ہے چنانچہ فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات
والارض اور جب آفتاب طالع ہوتا ہے جملہ حیوانات بیدار ہوکے اوٹھ کھڑے ہوتے ہین گویا یہ نفخہ قیام ہے
کما اشار الیہ ونفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون اسیطرح سیر آفتاب مین بہت حکمتین ہین اور ایک فائدہ
بڑا یہ ہے کہ حرکت آفتاب سے سال وماہ واوقات حج بیت اللہ ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
ویسئلونک عن الاہلۃ قل ہی مواقیت للناس والحج اور فایدہ یہ بھی ہے کہ شب وروز کی ساعات سے
اوقات نماز دریافت ہوتے ہین ورای ان فوائد کے ایک بات اور بھی غور کی ہے کہ انسان اس ارض پاک
مین کہ مزرعہ دار القرار ہے گویا کاشتکار ہے کہ تخم معرفت لیکر آیا ہے اور کاشتکار کو کئی چیزین ضروری ہین
اول آفتاب ہے کہ زمین اُسکی شعاع سے اصلاح قبول کرتی ہے اور باطن زمین مین گرمی پیدا ہوتی ہے
کہ موجب ثوران قوت نامیہ ہے تو گویا آفتاب حق زراعت مین قائم مقام حرارت غریزیہ کے ہے کیونکہ
جب زمین مین تخم ڈالتے ہین تو خاک وہوا وآب باہم مل کر استعداد حیات نباتیہ پیدا کرتے ہین پھر اسکے
طبخ ووقوع عفونت کے کسیقدر حرارت کی احتیاج ہوتی ہے سو اگر حرارت عنصر نار سے حاصل کرین تو تخم
دانا ہو اجل جاوے لہذا حکمت الہیہ نے حرارت شمسیہ کو مسلط فرمایا کہ اُس سے منفعت نار حاصل ہے
اور مضرت کچھ نہین ہے ورا اسکے اختلاف فصول بھی ضروریات زراعت سے ہے اور یہ امر حرکت
آفتاب سے متعلق ہے الغرض منافع شمس شروع زراعت سے آخر تک صاحب علم فلاحت پر
پوشیدہ نہین ہین اور حکمت تعین ماہتاب کی فلک اول پر ظاہر تر ہے ادنی فائدہ یہ ہے کہ عمل زراعت
مین رطوبت پانی کی کافی نہ تھی پس رطوبت فوقانیہ کی احتیاج پڑی تا کہ میوہ ودانہ کو پر مغز وگندہ کرے
اور یہ حاصل نہین مگر نور قمر سے اور فائدہ اختلاف نور کا یہ ہے کہ رطوبت حیوانات پر مستولی نہ ہے
کیونکہ اسد صاحب نے نور قمر کو سبب زیادتی رطوبات کا گردانا ہے یعنی جس قدر نور قمر ناقص ہوتا ہے
رطوبت کم ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ ہوتا ہے رطوبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ بات جزر
ومد دریاؤن سے تجربہ معلوم ہوئی ہے اور جزر ومد دو قسم ہے ایک متعلق بایام کہ جب ماہ افق شرقی
سے مل جاتا ہے مد شروع ہوتا ہے اور آب دریا بڑھتا ہے تا نصف النہار بعد اسکے جزر شروع ہوا اور غایت
جزر افق غربی ہے اور جب اُس سے گذرا تو دوسرا مد شروع ہوا اور یہ زمین کے نیچے ہوتا ہے تا نصف اللیل
پھر جزر شروع ہوتا ہے یہان تک کہ افق شرقی مین آوے اور دوسرا متعلق بالشہور ہے یعنی ہر
ماہ مین پندرہ روز اول مین مد زیادہ ہوتا ہے پندرہ روز آخر سے بسبب قلت وکثرت رطوبت

کہ نور قمر سے علاقہ رکھتے ہین اور زیادتی اس رطوبت کی جملہ اجسام مین ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ خاک مین بھی یعنے اگر خاک کو نیمۂ اولی مین چھت پر بچھا کر کے آب اندود کرین تو پانی ٹپکیگا بخلاف نیمۂ آخرہ کے تذییل کلام الٰہی مین رب المشرق والمغرب و رب المشرقین والمغربین و رب المشارق والمغارب اس فائدہ سے مراد یہ ہے کہ ثوابت کا شروق و غروب معین ہے سالہا سال نہین بدلتا لیکن سیارہ کا مختلف ہے مثلاً آفتاب اول سرطان مین نہایت بلند ہوتا ہے اور اول جدی مین نیچا اور جب ان دونون نقطون پر ہوتا ہے تو مشرق و مغرب وہ نقطے ہوتے ہین اور باہین انکے مشارق و مغارب اور ہین باعتبار بروج و مدارج تو جس جگہ ارشاد بلفظ واحد ہے اسیطرف اشارہ ہے اور جس جگہ بلفظ تثنیہ فرمایا ہے وہان مشرق صیف و شتا مراد ہے اور مغرب و مطلع راس سرطان و جدی اور جہان کہین بلفظ جمع ہے وہان جمیع مواضع شروق و غروب مراد ہین پوشیدہ نہ رہے کہ طلوع و غروب کواکب مین بہت فوائد ہین ازانجملہ پانچ ہزا ظاہر ہین اول جب ستارہ نکلتا ہے تو مرتفع ہوتا جاتا ہے اور یہی حال انسان کے نشو و نما مین ہے دوسرا جب وسط مین آتا ہے تو ٹھہرا نظر پڑتا ہے گو حقیقۃً ٹھہرا نہین ہے سو یہی حقیقت سن وقوف کی ہے تیسرا جب ستارہ جانب غروب مائل ہوتا ہے تو ظاہر تک نقصان مین آتا ہے مگر اثر نقصان ظاہر نہین ہوتا اور یہی حال سن کہولت کا ہے چوتھا جب افق غروب کے قریب پہونچتا ہے تو کانپ کر گرتا ہے اسی طرح انسان حالت شیخوخت موت مین سفر پر گرتا ہے پانچوان بعد غروب عشا کے وقت تک اثر کوکب باقی رہتا ہے اسی طرح عوام انسان کا بعد مرگ چندے اثر رہتا ہے ولہذا معبود برحق نے انہین پانچون وقتون مین پانچ نمازین فرض فرمائی ہین کیونکہ انہین وقتون مین آثار عجیبہ ظاہر ہوتے ہین پس انسان کو لائق ہے کہ دل و زبان و جوارح و اعضا کو ان وقتون مین مصروف بعبادت خالق کرے تاکہ عبودیت جسمانی معرفت و حکمت حق سے مضاف ہو جاوے اور استغراق خدمت کما ینبغی ظاہر ہو فائدہ اختلاف شب و روز مین انواع حکمتین ہین کہ بیان انکا دشوار ہے الا بمقتضاے ما لایدرک کلہ لایترک کلہ چند حکمتین ظاہر لکھی جاتی ہین اول یہ کہ جب روز آتا ہے تو شب پر مستولی ہو جاتا ہے اور اسکو دبا لیتا ہے اور جب رات آتی ہے تو وہ بھی غالب ہوتی ہے اور روز کو مقہور کر دیتی ہے الا اول زمستان سے تا اول تابستان روز کم ہوتا ہے اور شب زیادہ ہوتی ہے اور اول تابستان سے تا اول زمستان روز زیادہ ہوتا ہے اور شب کم ہوتی ہے حکمت اسمین ظاہر ہے بلحاظ اعتدال ہے یعنی اگر ہمیشہ روز ہوتا تو خواب نہوتا اور کمی خواب سے تو قوتین ضعیف ہو جاتین اور اگر ہمیشہ رات ہوتی تو سردی اور افسردگی مستولی ہوتی اور تمام جہان خراب ہو جاتا دوسری یہ کہ اگر تمام وقت روز ہوتا تو آفتاب ایک جگہ ٹھہرا رہتا پس جہان تک اسکی شعاع پہونچتی

حاشیہ: بیان رب المشرقین والمغربین

حاشیہ: طلوع و غروب کواکب

حاشیہ: اختلاف شب و روز

جہان

وہان سوختگی ہوتی اور جہان سے نزدیک نہوتا بلکہ دور ہوتا تو وہان افسردگی ہوتی اور دونون صورتون مین
بطلان حیات لازم آتا ہی تیسری یہ کہ دن مین آدمی اپنے کسب معاش مین مشغول رہین اور رات کو
راحت اور سکون پاوین کما قال وجعلنا النہار معاشا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہی وجعلنا اللیل
سکنا اسواسطے کہ اگر ہمیشہ حرکت کرتے رہتے تو قوی ضعیف ہوجاتے چوتھی یہ کہ روز و شب سے
حشر و نشر کی صحت ہوتی ہی اسواسطے کہ سونا موت سے مشابہ ہی اور بیداری زندگی سے چنانچہ
ارشاد ہوتا ہی اللہ الذی یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا اور جب رات کو
سوتے ہین اور دن کو اٹھ بیٹھتے ہین کیا عجب ہی اسکی قدرت سے کہ مار ڈالے اور پھر جلادے
فائدہ زمین کو جو اللہ صاحب نے ساکن پیدا کیا فائدہ اسکا یہ ہی کہ حرکات حیوانات باطل
نہون اور اگر متحرک ہوتی تو حرکت اسکی یا مستقیمہ ہوتی یا مستدیرہ مستقیمہ نہین ہوسکتی ہی
اسواسطے کہ حرکت مستقیمہ یا نیچے ہوگی یا اوپر نیچے کو نہین ہوسکتی کسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہیے
کہ حیوان جب زمین سے جست کرے زمین پر نہ پہونچے اسواسطے کہ جب جسم گران زیادہ ہی
حرکت اسکی جانب اسفل کو بھی زیادہ ہی اور بطی الحرکت سریع الحرکت کو نہین پہونچتا ہی اسیطرح
حرکت زمین کی اوپر کی طرف بھی نہین ہوسکتی ہی اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ جب کوئی
اوپر کو چلے نیچے نہ آوے خواہ پتھر کو اوپر پھینکے تو نیچے کو نہ آوے اسواسطے کہ جس جسم کی حرکت
قسری ہوتی ہی بعد زائل ہونے قاسر کے حرکت اسکی برخلاف طبیعت نہین ہوتی بلکہ موافق طبیعت
ہوتی ہی پس اگر طبیعت اور اجزا زمین مین کوئی بھی حرکت اوپر کو ہوتا بعد از زوال قاسر پھر نہ آتا
باقی رہی حرکت مستدیرہ وہ بھی نہین ہوسکتی ہی اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو حرکت حیوان بسبب
تخالف حرکت زمین کی ممکن نہوا اسواسطے کہ زمین ہوائے محیط کو اپنی طرف حرکت دیتی ہی اور حرکت حیوان
ہوا سے متعلق ہی پس اگر حیوان خلاف اسکے حرکت کرتا تو حرکت نہ کرنے دیتی اس سے ظاہر ہوا
کہ اگر زمین شی متحرک ہوتی تو حیوانات کی حرکت باطل ہوجاتی لہذا حکمت الٰہی نے اقتضا کیا کہ زمین
ساکن ہو تاکہ یہ قباحت لازم نہ آسکے اور اسی پر اشارہ ہی کہ وجعل الارض قرارا اور دوسری جگہ ارشاد
ہوتا ہی وجعل لکم الارض بساطا لتسلکوا منہا سبلا فجاجا اور زبور یکصد و چہارم نسخہ ۱۸۲۵ درس پنجم مین
لکھا ہی کہ زمین کو جنبش نہین ہی اور زبور یکصد و نوزدہم ۱۱۹ درس نوے مین ہی کہ زمین ٹھہر رہی ہی
اسیطرح حق تعالے نے زمین کو بہت سخت نہین پیدا کیا اسکا فائدہ یہ ہی کہ اگر سخت پیدا کرتے
تو زمستان مین بہت سرد ہوتی اور تابستان مین بہت گرم یہ دونون باتین زراعت کو مانع ہین

اور بہت نرم مانند پانی کے اسواسطے نہ پیدا کیا کہ حیوان اسپر قرار پکڑ سکے اور اگر پانی ہوتی تو کوئی بھی
ٹھہر نہ سکتا لہذا معتدل پیدا کیا اور اُسمین چشمے جاری کیے چنانچہ فرمایا وجعل خلالہا انہارا منجملہ فائدہ
الارض حیونا تاکہ بسبب تولید نباتات وغیرہ ہوا ور قوت حیوانات کا اُس سے بہم پہونچے اور انسان
کہ اشرف مخلوقات ہی کمال حاصل کرے فائدہ خالق ذوالجلال نے پہاڑون کو جو زمین پر
پیدا کیا ہی فائدہ اسکا یہ ہی کہ پہاڑون سے معدن طلا و آہن وغیرہ نکلے خصوص لوہے کی کان
کہ اُس سے کار زراعت اور لباس اور کارخانہ سکنی اور دفع مضرت دشمنان وغیرہ امور کہ سوا اسکے
دوسرے سے نہین ہو سکتے ہین بہم پہونچین چنانچہ ارشاد ہوتا ہی کہ وانزلنا الحدید فیہ باس شدید
ومنافع للناس علی ہذا القیاس احجار نفیسہ جس طرح فیروزہ اور یاقوت اور زمرد کہ سوا پہاڑون کے
کہین نہین حاصل ہوتے ہین اسواسطے کہ وہ پانی جو اجزا زمین مین پوشیدہ ہی جب اُسکو حرارت
آفتاب کی پہونچتی ہی تو بخار ہو جاتا ہی اگر پہاڑ نہون تو متفرق ہو کر پھر پانی ہو جائے جیسے دیگ
اگر جوش کرے اور سر اُسکا کھلا ہو تو جو کچھ اُسمین جوش کریگا گر جائیگا اور جب منہ ہوگا نہ گریگا
بلکہ طرف اعلے مین جمع ہو کر بتدریج علی سبیل التقاطر ٹپکیگا اور یہی سبب ہی کہ قرب جبال سے
چشمون کی کثرت ہوتی ہی اور برف و باران کی شدت اور یہ موجب کثرت نباتات ہی ورا سے اسکے
جبال سے راہین دریافت ہوتی ہین اور دریاؤن مین تفریق ہو جاتی ہی کما قال وجعل بین البحرین
حاجزا اسی طرح اور بھی فوائد ہین فائدہ تولید حوادث سفلیہ حرکت افلاک سے ہوئی اور عناصر
اربعہ اصول مرکبات قرار پائی یعنی جب خالق عالم نے افلاک کو پیدا کیا تو اُنکو حرکت مین لایا اُسی
حرکت سے حوادث سفلیہ ظاہر ہوے تو جو چیز فلک سے قریب تر تھی وہ لطیف تر اور حار یابس ہوئی
سو وہ آگ ہی اور جو چیز فلک سے بعید زیادہ تھی وہ ثقیل مطلق و سرد خشک ہوئی کہ وہ زمین ہی
اور جو چیز آگ سے نزدیک تر تھی وہ خفیف مضاف و گرم تر ہوئی کہ ہوا ہی اور جو چیز زمین سے
قریب ہی ثقیل مضاف و سرد تر ہوئی وہ پانی ہی پس خفیف مطلق آگ ہی ولہذا طالب غایت محیط ہی
اور محدب اُسکا مماس مقعر فلک قمر ہی اور خفیف مضاف ہوا ہی کہ طالب جہت محیط ہی اور محدب
اُسکا مماس مقعر نار ہی اور ثقیل مطلق زمین ہی اور طالب نہایت مرکز کی اور جملہ ارکان سے فروتر
اور پانی ثقیل مضاف ہی کہ طالب جہت مرکز اور زیر ہوا اور بالاے ارض واقع ہی اور خصوصیت ہر ایک
عنصر کی دو کیفیتون سے بحکم خالق ہی اور عقل اسمین حیران ہی اور حکمتین خلقت عناصر اربعہ کی
بہت ہین ازانجملہ یہ کہ خاک سے مرکب کو ثبات و قرار و تشکل حاصل ہوتا ہی اور پانی سے مرکب میت

ف صفت جبال بارض

ف تکون حوادث سفلیہ یعنی عناصر اربعہ بحرکات فلکی و ۱۶۱

نرمی پیدا ہوتی ہی کہ جو صورت چاہین بنالین اسواسطے کہ خاک خالص اشکال کو دیرتر قبول کرتی ہی
اور بعد قبول رکھ چھوڑتی ہی اور پانی تشکل قبول کرتا ہی لیکن محفوظ نہین رکھتا مگر جب خاک سے
مل جاتا ہی تو البتہ نگاہ رکھتا ہی یعنی خاک پانی کو جاری ہونے سے بازرکھتی ہی اور پانی خاک کو پراگندگی سے
منع کرتا ہی اور چونکہ دونون ثقیل ہین تو جب ہوا کہ انکی نسبت لطیف ہو ملائی جاتی ہی اُس سے سبکی
پیدا ہوتی ہی اور کثافت دور ہوتی ہی اور آگ مرکب مین سبب پختگی واقع ہوتی ہی اور تلطیف و نضج کی
علامت ہوتی ہی اور برودت آب و خاک کو توڑ دیتی ہی اسی طرح ہزارون فوائد ہین کہ بیان اُنکا محال ہی
فائدہ بعد خلقت جنت کے خالق قہار ذوالجلال والاکرام نے طبقات زمین کے نیچے دوزخ کو
پیدا کیا اور اسکے سات دروازے بنائے اول جہنم کہ مقام عذاب و عتاب امت مرحومہ علے صاحبہا
الصلوۃ والسلام ہی دوم سعیر کہ مقام نصاریٰ ہی سوم حطمہ کہ مکان جہودان ہی چہارم لظی کہ ماوای
ابلیس و دیوان ہی پنجم سقر کہ جائے عقوبت جباران و متکبران ہی ششم جحیم کہ مخزن مشرکان بت پرستان ہی
ہفتم ہاویہ کہ مرجع فرعونیان و منافقان ہی اسی طرح مفسرین نے تفسیر کریمہ لہا سبعۃ ابواب مین لکھا ہی
اور بعض اس ترتیب سے کہتے ہین کہ اول جحیم دوم جہنم سوم سقر چہارم سعیر پنجم لظی ششم ہاویہ
ہفتم حطمہ اور بعض کہتے ہین کہ اول جائے عاصیان امت مرحومہ دوسرا جائے جہودان تیسرا مقام
ترسایان چوتھا مسکن مغان پانچوان مقام بت پرستان چھٹوان مرجع مشرکان ساتوان جائے منافقان
کما قال ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور امام ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہین کہ مراد
ابواب سے طبقات ہین اور چونکہ مومن ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے و لہذا اُنکے نامزد کوئی طبقہ نہین ہی
پس طبقہ اولیٰ دہریون کا ہی اور ثانیہ ثنویہ اور مشرکین عرب کا اور ثالثہ براہمہ منکرین نبوت کا اور رابعہ
یہود کا اور خامسہ نصاریٰ کا اور سادسہ مجوس کا اور سابعہ منافقون کا اور رسالہ معراجیہ سے معلوم ہوتا ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دروازے دوزخ کے شب معراج مین دیکھے تھے بعض علے اور
بعض اسفل ایک دروازے سے دوسرے تک پانسو برس کی راہ تھی اور ہر ایک پر ایک دربان تھا
پہلے دروازے پر لکھا ہی فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون دوسرے پر ویل للمشرکین تیسرے پر ویل
للمکذبین چوتھے پر ویل للمطففین پانچوین پر ویل لکل ہمزۃ چھٹوین فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ ساتوین
پر فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم اور حدیث معراج سے بعضون نے نقل کی ہی کہ اول طبقہ دوزخ کا نام ہکا ہی
اور دردائیل اُسکا خازن ہی دوسرے کا نام لظی طلوفائیل اُسکا خازن ہی اسمین لباس ونچھون کے رہتے ہین
تیسرے طبقہ کا نام حطمہ خازن اُسکا طرقائیل اسمین سانپ و بچھو ٹھہرے ہین چوتھے طبقہ کا نام سعیر ہی

خازن اسکا شمطائیل پانچوین کا نام سقر موکل اسکا صفائیل ہو اسمین اعمال نامہ اہل نار ہین چھٹی کا نام جحیم موکل اسکا عضرطائیل ساتوین کا نام ہاویہ ہفیائیل اسکا موکل ہو اور بعض ارباب سیر نے موکلات کے نام اور بھی لکھے ہین اور مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھونکی گئی آگ دوزخ کی ہزار برس یہان تک کہ سرخ ہوئی پھر تیز کی گئی ہزار برس یہان تک کہ سفید ہوئی یعنی سبب دوری اور سرخی جو آمیزش دود سے تھی جاتی رہی پھر افروختہ کی گئی ہزار برس یہان تک کہ سیاہ ہوئی سو آگ دوزخ کی سیاہ تاریک ہو کہ ہرگز روشنی اسمین نہین ہو اور بھی مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صعود ایک پہاڑ دوزخ کا ہو جسکا اشارہ آیہ کریمہ سارہقہ صعودا مین ہوا ہو ارتفاع اس پہاڑ کا پچاس برس کی راہ ہو کافرون کو فرشتے زنجیرون مین کس کر اس پہاڑ پر لیجائینگے اور عذاب کرینگے اور پھر وہان سے نیچے ڈال دینگے اسیطرح یہ عذاب دایمی انپر ہوا کریگا اللہم احفظ اللہم احفظ اللہم احفظ اور علامہ ترمذی رحمہ اللہ نے روایت فرمائی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سراپردہ آتش جہنم کی چار دیوارین ہین اور ہر دیوار کی سطبری چالیس برس کی راہ ہو اور ابن عباس سے روایت ہو مشکوٰہ شریف مین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا کہ درخت ہو دوزخ مین اور کھانا ہو دوزخیون کا ٹپکے دنیا مین تباہ ہو جائین اہل زمین پر اسباب زندگانی کے پس کیا ہو حال اسکا جسکی یہ خوراک ہو اور ابو سعید خدری سے ترمذی مین روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک ڈول غساق سے یعنی زرداب سے جو دوزخیون کے بدن سے ٹپکتا ہو ڈالا جاسے دنیا مین ہر آئینہ گندہ ہو جائین تمام اہل دنیا اور ابو بردہ سے روایت ہو اور یہ ابی بردہ بیٹا ہو ابو موسیٰ اشعری کا کہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخ مین ایک جنگل ہو کہ اسکو ہبہب کہتے ہین اسمین جبار رہتے ہین یعنی متکبر ستمگار اور عبد اللہ ابن حارث ابن جزء سے مشکوٰۃ شریف مین روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ دوزخ مین سانپ ہین بختی اونٹون کی صورت پر کہ کاٹتا ہو وہ سانپ ایک مرتبہ پس پاتا ہو دوزخی سختی اسکی چالیس برس تک اور ہر آئینہ دوزخ مین بچھو ہین مثل خچرون کے پالان کسے ہوئے کہ ایک مرتبہ اُنکے کاٹنے سے چالیس برس تک سختی رہتی ہو فائدہ واضح ہو کہ دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہین چنانچہ ارشاد ہوتا ہو کہ علیہا تسعۃ عشر حدیث شریف مین آیا ہو کہ آنکھین انکی مانند برق کے چمکتی ہین اور آوازین مانند رعد کے اور دانت اُنکے جیسے شاخین گوزن کی اور بال اُنکا ایسے بڑے ہین

کہ دامن کی طرح اٹھائے ہوئے چلتے ہین اور اُنکے منھ سے فوارے آگ کے جوش زن ہین اور درمیان دونون کندھون کے مسافت ایک برس کی ہی اور کف دست ہر ایک کا گنجائش لاکھون کی رکھتا ہی مہربانی اور رقت اُنکے قلوب سے بالکل زائل ہی اور سبب اُنیس[۱۹] ہونے کا اکثر محققین یون بیان کرتے ہین کہ دوزخ ظہور غضب الٰہی کا محل ہی اور جیسا کہ رحمت الٰہی جب متوجہ کسی امر کے انجام پر ہوتی ہی تو روحانیات جمیع مخلوقات کی اُس کارخانۂ رحمت کی خدمت کرتی ہین اسی طرح جب غضب اور قہر الٰہی کسی مہم پر متوجہ ہوتا ہی تو روحانیات تمام مخلوقات کی اُسکی خدمت پر مصروف ہو جاتی ہین پس اس انتظام مین اُنیس[۱۹] فرشتون کی ضرورت ہوئی اول مالک کہ روحانیۂ عرش سے علاقہ رکھتا ہی کہ ہرگز اپنی عمر مین نہین بیٹھا اور چہرہ اُسکا کسی نے کبھون کھلا نہین دیکھا اور یہ مثل سلطان دوزخ ہی اور تمامی فرشتے فرمان بردار دوسرا[۲] فرشتہ کہ روحانیت کرسی سے متعلق ہی اور تقسیم طبقات اور تعیین مقدار عذاب اسکے حیز اختیار مین ہی گویا کہ یہ فرشتہ دیوان اور دفتر دار کے ہی تیسرا[۳] فرشتہ روحانیۂ آسمان ہفتم سے علاقہ رکھتا ہی کہ مسکن ہی زحل کا حفظ ابدان وغیرہ امور بقا اُس سے متعلق ہین پس یہ بمنزلۂ میر عمارت ہی چوتھا[۴] فرشتہ کہ روحانیۂ چھٹوین آسمان سے جو محل مشتری ہی متعلق ہی کہ فساد اور مخاصمت ڈال دینا دوزخیون مین کہ جابجا کلام ربانی مین تخاصم اور اختصام انکا مذکور ہی اسیکا کام ہی تو یہ بمنزلۂ قاضی عسکر ہی پانچوان[۵] فرشتہ کہ روحانیت پانچوین آسمان سے جو مسکن ہی مریخ کا علاقہ رکھتا ہی اور گرفت وگیر اور ضرب اور شلاق اُس سے متعلق ہی پس یہ بمنزلۂ کوتوال اور جلاد کے ہی چھٹوان[۶] فرشتہ کہ چوتھے آسمان کی روحانیت سے جسمین آفتاب ہی علاقہ رکھتا ہی اور بطلان عقائد اور قبح اعمال اہل دوزخ کا اُس سے متعلق ہی پس یہ بمنزلۂ میر تعلیم و اتالیق کے ہی ساتوان[۷] فرشتہ کہ روحانیۂ تیسرے آسمان سے کہ مکان ہی زہرہ کا علاقہ رکھتا ہی کہ دوزخیون کو نوحہ اور زاری کی آوازین سناتا ہی یہ گویا بمنزلۂ خنیاگر کے ہی آٹھوان[۸] فرشتہ کہ روحانیۂ دوسرے آسمان سے کہ محل عطارد ہی علاقہ رکھتا ہی اور یہ پہونچانا خبر ایک فرقے کی دوسرے کو اسی کا کام ہی پس یہ بمنزلۂ جاسوس ہی نوان[۹] فرشتہ پہلے آسمان سے کہ سیرگاہ ماہتاب ہی علاقہ رکھتا ہی اور متعفن کر دینا جراحات کا اور حادث کرنا بدبو کا اُسکا کام ہی پس یہ بمنزلۂ جراح کے ہی دسوان[۱۰] فرشتہ کہ روحانیۂ کرۂ نار سے علاقہ رکھتا ہی اور جلانا اور روشن کرنا آگ کا اور پختہ کر دینا دوزخیون کے بدن کا اس سے متعلق ہی پس یہ باورچی کا حکم رکھتا ہی گیارھوان[۱۱] فرشتہ کہ تعلق روحانیۂ ہوا سے رکھتا ہی کام اُسکا یہ ہی کہ دھوان تمام کے

دوزخیون کے مشام مین پہونچاتا ہی تو یہ بمنزلہ فراش کے ہی بارھوان فرشتہ کہ روحانیۃ پانی سے
علاقہ رکھتا ہی اور طبقہ زمہریر کا آراستہ کرنا اور برودت مفرطہ دوزخیون پر مسلط کرنا کام اسکا ہی گویا
کہ سقاء دوزخ ہی تیرھوان فرشتہ کہ روحانیۃ خاک سے متعلق ہی اور گرانی بدن پیدا کرنا اسکا کام ہی
پس یہ گویا پہلوان ہی چودھوان فرشتہ کہ روحانیۃ معدن سے علاقہ رکھتا ہی زنجیر اور طوق درست کرنا
اسی کا کام ہی پس یہ بمنزلہ آہنگر کے ہی پندرھوان فرشتہ کہ تعلق نباتات اور اشجار سے رکھتا ہی تو زقوم
اور اشجار خاردار جمانا اس سے متعلق ہی پس یہ بمنزلہ فلاح اور مزارع کے ہی سولھوان فرشتہ کہ تعلق روحانیۃ
حیوانات سے رکھتا ہی سانپ بچھو وغیرہ پیدا کرنا اس سے متعلق ہی پس یہ بمنزلہ میر شکار ہی سترھوان
فرشتہ روحانیۃ لطیفہ طبیعت سے کہ مقام اسکا جگر ہی علاقہ رکھتا ہی بھوکھ اور پیاس وغیرہ دنیا کہ
العطش العطش پکارین کام اسکا ہی پس یہ بمنزلہ طبیب عالم کے ہی اٹھارھوان فرشتہ روحانیۃ لطیفہ
قلبیہ سے علاقہ رکھتا ہی اور کیفیات کا پیدا کرنا اس سے متعلق ہی پس یہ فرشتہ بمنزلہ مرشد کے ہی
انیسوان فرشتہ علاقہ لطیفہ عقل سے رکھتا ہی آگاہ کرو دنیا خطاؤن سے کام اسکا ہی وہ بمنزلہ حکیم
اور فیلسوف کے ہی لیکن یہ فرشتے بطور سردارون کے ہین خدام اور اعوان انکے کوئی شمار نہین کر سکتا
وما یعلم جنود ربک الا ہو اور بعض محققین فرماتے ہین کہ ہر شخص مین انیس چیزین آلات کسبیہ اصح ہوئی ہین
دونون ہاتھ دونون پاؤن زبان دل اعضائے تناسل پیٹ پیٹھ باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ
قوۃ عقل وہم خیال شہوت غضب اسواسطے انیس موکل دوزخ کے مقرر ہوے ہین اور ظاہر ہی کہ
کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ جسنے انسبی تقصیر کی ہو یا انکو غیر محل مین صرف نہ کیا ہو الا انبیا و اولیا و [illegible]
اور یہ بھی کہ سکتے ہین کہ شرائط اور ارکان نماز کے انیس ہین طہارت بدن طہارت جامہ طہارت حدث
استقبال قبلہ ستر عورت قیام رکوع دونون سجدے قعود تکبیر تحریمہ بار رفع یدین قرأت اذکار تسبیحات
تکبیرات تشہد درود فاتحہ حضور دل و نیت سلام اطمینان ارکان مین ترک کلام و عمل منافی یعنی ترک
التفات داہنے بائین سے پس جب نماز ترک ہوئی تو یہ سب ترک ہوئے لہذا انیس موکلین عذاب مقرر ہوے
اور یہ بھی وجہ لکھی ہی کہ رکعتین مفروضہ نماز کی انیس ہین دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین
مغرب کی اور چار عشا کی اور دو رکعتین صلوۃ اللیل کہ سب انیس ہوتی ہین اور ایک رکعت بسبب
رعایت طاق کے زیادہ کی گئی تب بیس ہو گئین اور چوبیس ساعتین رات اور دن کی مقرر ہین
اسمین سے پانچ نمازون کے واسطے معین ہین کہ یہ انیس ساعتون کا کفارہ ہین جب اس سے
غفلت واقع ہوئی تو اسکے مقابلے مین انیس زبانیہ دوزخ مقرر ہوئے اور یہ بھی سبب ہی کہ اکثر لوگ

دنیا مین اُنیس آفتون مین گرفتار رہتے ہین اوّل بیہودہ گوئی دوسری نکتہ گیری تیسری نزاع
اور جدال مذاہب مین چوتھی پڑھنا اشعار ہجو اور متضمن جھوٹھی مدح کے پانچوین فحش چھٹوین
سخت گوئی ساتوین دشنام آٹھوین لعنت کرنا غیر مستحق کا نوین مزاح زیادہ قدر انبساط سے
کہ رنجش ہمنشین کا واقع ہوتا ہی دسوین تہمت اور بہتان کرنا بیگناہون کو امور قبیحہ سے
گیارھوین مسخراپن کرنا اور مسلمانون کی حرکات پر ہنسنا بارھوین وعدہ خلافی کرنا تیرھوین
جھوٹھ بولنا اور مبالغہ کرنا چودھوین افشاء راز کرنا پندرھوین غیبت کرنا سولھوین سخن چینی
کرنا سترھوین مدح کرنا کسی کے منھ پر خوش آمد سے اٹھارھوین فخر اپنا اور اپنے بزرگون کا
طمطراق سے بیان کرنا انیسوین دعاء بد کرنا اور یہ بھی سبب معلوم ہوتا ہی کہ اکثر لوگ روز جزا کا
انکار کرتے ہین اور قیامت کو انیس واقعہ ہونگے چھ بعد نفخۂ اولی کے اور تیرہ بعد نفخۂ ثانیہ کے
لیکن چھ پہلے یہ ہین اوّل پھٹ جانا آسمانون کا دوسرا زلزلہ زمین کا تیسرا انتشار کواکب کا
چوتھا بے نور ہوجانا ماہتاب اور آفتاب کا پانچوان حرکت کرنا پہاڑون کا چھٹوان افروختہ ہونا
دریاؤن کا اور وہ تیرہ جو بعد نفخۂ ثانیہ کے ہونگے یہ ہین اوّل زندہ ہونا مُردون کا دوسرا
فوج فوج ہوکے چلنا میدان محشر مین تیسرا دھوان اُٹھنا کہ اہل محشر کو محیط ہوجائیگا چوتھا
سیلان کرنا عرق کا آدمیون کے بدن سے پانچوان بالکل سایہ نہونا چھٹوان طول قیام
ساتوان سوال حساب آٹھوان وزن اعمال نوان نامۂ اعمال کا دکھلانا دسوان دینا نامہ
اعمال کا داہنے یا بائین ہاتھ مین گیارھوان روانہ ہونا بہشت یا دوزخ کو بارھوان پل صراط سے
گذرنا تیرھوان دخول جنت یا نار کا فائدہ معلوم ہوتا ہی کہ موت بصورت گوسپند ہی اور حیات
بصورت فرس ابلق چنانچہ حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ حق جل شانہ نے حیات اور
موت کی بھی صورت مثالی پیدا کی ہی یعنی موت عالم مثال مین بصورت گوسفند ہی کہ اسکے خال سیاہ
اور سفید نہایت کثرت سے ہین کہ جب کسی جگہ گذرتی ہی اور کوئی شخص اسکی بو سونگھتا ہی
مرجاتا ہی اور حیات کو بصورت گھوڑی ابلق کے پیدا کیا ہی کہ جب وہ کسی پر گذرتی ہی اور
بو اسکی اسکو پہونچتی ہی زندہ ہوجاتا ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ بعد داخل ہونے آدمیون کے
بہشت اور دوزخ مین موت کو بھی بصورت گوسفند لاکر ذبح کرینگے تاکہ دوزخیون کو رنج ہو اور
بہشتیون کو سرور اور قصۂ سامری مین واقع ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار تھے
تب اسنے اسکے سم کے نیچے سے خاک لیکر گوسالہ بنایا اور اسکو معبود قرار دیا فائدہ تعداد

مخلوقات الٰہی کی کسیکو نہین معلوم ہی اور حصر اُسکا کوئی نہین کرسکتا اور شمار اُسکا سوا سے ہمارے اُسکے
رسول مقبول کے کسی سے نہین ہوسکتا اور جو بعضے کہتے ہین کہ اٹھارہ ہزار عالم ہین مراد اُنکی انواع
مخلوقات ہین یعنی ہر نوع مخلوق کی ایک عالم ہی مثلاً عالم ملائکہ اور عالم دیوان اور عالم پریان
اور عالم آدمیان اور عالم وحوش اور عالم طیور اور عالم جمادات اور عالم اشجار وغیر ذٰلک
لیکن اس تقریر سے بھی عالم محصور نہین ہوسکتے اب سنا چاہیے اختلاف اس مقام کا بعضے کہتے
ہین کہ چالیس ہزار عالم ہین بیس ہزار خشکی مین اور بیس ہزار تری مین اور بعضے کہتے ہین
کہ اسّی ہزار ہین چالیس ہزار بحری اور چالیس ہزار بری بحر مواج مین تفسیر مغنی سے اور تفسیر جواہر
ینابیع سے نقل کیا ہی کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ حق سبحانہ تعالے نے چار قسم کے مخلوقات
پیدا کیے ہین ملائکہ شیاطین جن انس پھر اُسکو دس جزء کیے نو جزء فرشتے اور ایک جزء کے پھر
دس جزء کیے نو جزء شیاطین اور ایک جزء مین جن اور انسان اسی طرح پھر ایک جزء کے دس بنائے
نو جزء جنات اور ایک جزء انسان اور اس ایک جزء کے ایک سو پچیس جزء کیے ایک جزء اہل اسلام اور
ایک سو چوبیس جزء کفار انتہی اما ثقلین اس حدیث کے کہتے ہین کہ منجملہ ایک سو چوبیس جزء کے سو جزء
کافرون کے ہندوستان مین ہین اور بارہ بلاد روم مین اور چھ جزء بلاد مشرق مین اور چھ جزء بلاد
مغرب مین بعد اُسکے ایک جزء مسلمانون مین تہتر فرقے ہین ایک فرقہ ناجی اور باقی ضالہ اور
مبتدعہ اور بعضے عالم کو صرف دنیا اور عقبے پر منحصر رکھتے ہین عالم دنیا کو عاجلہ اور اولی اور دار الفنا
اور عالم آزمایش کہتے ہین اور عقبے کو آجلہ اور اُخری اور دار البقا اور عالم آسایش کہتے ہین اور بعضے
بعبارات مختلفہ دو عالم اور بھی کہتے ہین کہ مآل اُسکا ایک ہی ہی مثلاً عالم ملک اور ملکوت اور غیب اور شہادت
یا نورانی اور ظلمانی یا علوی اور سفلی یا اجرام اور اجسام وغیر ذٰلک اور بعضے کہتے ہین کہ تین سو ساٹھ
عالم ہین انمین سے تین سو سر برہنہ کہ اپنے خالق کو نہین پہچانتے ہین اور ساٹھ جامہ پوش
کہ اپنے خالق کو پہچانتے ہین اور طوالع مین لکھا ہی کہ ہزار عالم ہین چھ سو دریائی اور چار سو بری مگر
مشہور اٹھارہ ہزار عالم ہین اور تفسیر بصایر مین لکھا ہی کہ دنیا وما فیہا کہ اٹھارہ ہزار عالم ہی ایک ہی
عالم ہی اور تفسیر ینابیع مین ہی کہ زمین کے چار گوشے ہین ہر گوشے مین تین لاکھ پانسو عالم ہین اور
اگر عالم سے مکلفین مراد ہون تو تین عالم ہین ملائکہ اور جنہ اور آدمی بعد اُسکے ہر عالم اپنے چند عالم
عالم پر مشتمل ہی چنانچہ فرشتون کی قسمین بہت ہین کہ شمار نہین ہوسکتا لیکن منقول ہی کہ دسوان حصہ
جن کا آدمی ہی اور جن و آدمی دسوان حصہ حیوان کا اور یہ تینون دسوان حصہ طیور کا اور یہ چارون

دسوان حصہ حیوانات بحری کا اور یہ پانچون دسوان حصہ ملائکہ ایک شامیانہ دسراپردہ عرش کے ہین
اور سراوقات عرش چھ سو ہین مگر طوافین کے مقابلے مین ہیچو قطرہ پیش دریا کعب الاحبار سے
مروی ہی کہ عدد عالم اللہ اعلم کے سوا کسی کو معلوم نہین یہی صحیح ہی اور محققین کے نزدیک عالم
ایک چیز ہی کہ اسکو دفتر خدا کہتے ہین اسکی تجلی سے دو عالم اور پیدا ہوے عالم خلق اور عالم امر الا لہ الخلق
والامر اور عالم اول کی یعنی خلق کی تجلی سے عالم ملک ہوا لہ ملک السموات والارض اور عالم امر کی
تجلی سے عالم ملکوت بیدہ ملکوت کل شئ اس اعتبار سے عالم چار ہوے کہ انپر ایک پانچوان عالم محیط ہی
وہ عالم جبروت ہی پھر یہ مجموع عوالم خمسہ کے دو قسم ہوے ایک عالم عرش کہ نہایت مکان ہی ایک
عالم دہر کہ بدایت زمان ہی پس تمام مکانون کا محیط عرش ہی اور سارے زمنہ کا محیط دہر پھر عرش کے
نیچے کرسی مخلوق ہوئی اور دہر کے نیچے زمان پھر ایک کرسی اور زمان کے بارہ حصے ہوئے
کرسی کے بارہ حصون کا نام بارہ برج ہوا والسماء ذات البروج اور زمان کے بارہ حصون کا نام
بارہ مہینے ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا پھر ان بارہ بروج مکانی کے ذریعہ سے چار ارکان
ہوے اور ہفت اقلیم مین ظاہر ہوئے اور بارہ شہور زمانی کی وساطت سے چار فصول ہوئے اور
سات روز مین مشہور ہین یدبر الامر من السماء الی الارض پس اجرام علویہ مین افلاک کوکب عنصر
بہشت وغیرہ ایک عالم ہی اور اجرام سفلیہ مین ارض وقلم دوزخ بلاد وغیرہ ایک عالم پھر ان عالمون کے
انواع اقسام ایک عالم ہین اور مفاتیح الغیب مین کریمۂ رب العلمین کی تفسیر مین لکھا ہی کہ
فرشتے کئی قسم ہین اور ہر قسم ایک عالم ہی اول حجاب بارگاہ الوہیتہ کہ معدود کروبیون مین ہین
دوم حملۂ عرش کہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کعب سے تا اسفل قدم انکے پانسو برس کی
راہ ہی اور نہایت خاشع وخاضع ہین اور تسبیح انکی سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی الملک
والملکوت سبحان الحی الذی لایموت سبوح قدوس ربنا رب الملائکۃ والروح ہی اور بقول مجاہد درمیان
حاملین عرش اور عرش کے ستر حجاب نور کے ہین سوم سکنۂ کرسی چہارم ملائکہ لوح کہ اتباع اسرافیل
علیہ السلام ہین پنجم ملائکہ رزق کہ اتباع میکائیل علیہ السلام ہین ششم ملائکہ قابض ارواح کہ اعوان
عزرائیل علیہ السلام ہین ہفتم ملائکہ سدرۃ المنتہی کہ انصار جبرئیل علیہ السلام ہین ہشتم ملائکہ ہفت
آسمان نہم ملائکہ سفرہ وبررہ وکرام کاتبین دہم ملائکہ خزنہ بہشت اعوان رضوان علیہ السلام
یازدہم ملائکہ کہ خدام اہل جنت ہین دوازدہم ملائکہ زیر فلک اول کہ مسلح پھرتے ہین سیزدہم ملائکہ ہوا
موکلین ابر وباران وبرق چہاردہم ملائکہ بحار پانزدہم ملائکہ رودہای زمین شانزدہم ملائکہ طبقات ارض

ہفتدہم ملائکہ حافظین اہل ایمان از شیاطین ہیجدہم ملائکہ حاضرین مجالس علم و ذکر نوزدہم ملائکہ ارحام بستم ملائکہ الہام بست و یکم ملائکہ حافظین اطفال بست و دوم ملائکہ مقابر مثل منکر و نکیر و مبشر و بشیر بست و سوم ملائکہ اولی اجنحہ بست و چہارم ملائکہ دوزخ اتباع مالک علیہ السلام بست و پنجم ملائکہ زبانیہ دوزخ کہ تعذیب اہل نار پر معین ہین حضرت استاذ الاساتذ فخر المحدثین و زبدۃ المدققین محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ آواز کرتے ہین سب آسمان اور اُسکو لائق ہی کہ آواز کرین کسواسطے کہ آسمان مین کوئی جگہ بمقدار ایک قدم کے بھی خالی نہین ہی کہ اُس مقام مین فرشتے سجدہ و رکوع مین نہون اور مسکن الارواح سے تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ حضرت صلعم نے معراج مین ایک جماعۂ ملایک مابین عرش و سدرہ افتان و خیزان و والہ و حیران سرگردان دیکھے تو جبرئیل علیہ السلام سے اُنکی حقیقت پوچھی جبرئیل نے عرض کیا کہ مین آگاہ نہین ہون صرف یہ جانتا ہون کہ مشتاقین جمال الٰہی ہین کہ شوق لقا مین مست و از خود رفتہ ہین ؎

ہمہ از فیض نعمت عامش ✤ لقمہ خواران فیض انعامش ✤ آنچنان فیض شان رسد بعموم ✤ کہ نماند ہیچ یک محروم ✤ اور مشکوۃ شریف مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جب سے اللہ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہی تب ہی سے اپنے پاؤن پھیلائے بیٹھے ہین اور آنکھ نہین اُٹھاتے اور مابین اسرافیل و پروردگار کے ستر پردے نور کے ہین اگر ایک پردے سے نزدیک ہون جلجائین یعنی حضرت اسرافیل کہ نفخ صور پر متعین ہین مستعد و منتظر بیٹھے ہین دوسری طرف توجہ نہین کرتے اس خیال سے کہ مبادا حکم نفخ اسی وقت پہونچے مخفی نہ رہے کہ صور بصورت شاخ گاو ہی بروایتی درازی اُسکی ہزار برس کی راہ ہی اور اُسمین سات درجے ہین اور ہر درجہ علیحدہ جس طرح زمین گرد ہین اور ہر ایک درجے مین سوراخ مانند خانۂ زنبور بحسل بروز حشر و نشر اول درجے مین ارواح فرشتون کی ہونگی دوسرے مین پیغمبرون کی تیسرے مین صدیقون کی چوتھے مین شہیدون کی پانچوین مین مسلمانون کی چھٹوین مین کافرون کی آدمی ہوں یا جن یا شیطان ساتوین مین ارواح دیگر مخلوقات تکملۃ القصص مین ہی کہ اللہ تعالے نے فرشتون کو نور سے بنایا اور جنات کو نار سے اور نام پدر جنات کا جان ہی کہ جس طرح آدمیون کا آدم اور توریت مین ہی کہ جن اصل مین فرشتے تھے مالک عالم نے قوت شہوتیہ و غضبیہ عطا کر کے حکومت ارض پر بھیجا کہ اُنکی نسل ہوئی اور تفسیر کبیر مین ہی کہ جن اجسام ہوائیہ ہین قادر بر تشکل باشکال مختلفہ اور عاقل و فہیم و احمق و بیوقوف و نیک و بد و خوب و زشت و غنی

بیان صور اسرافیل

بیان جن و ابلیس

وفقیر بمانند نوع انسان کے انمین بھی ہوتے ہین سو جس قسم مین خیریت و نورانیت غالب ہی وہ صالح ہی عرف مین انکو پری بولتے ہین اور جس قسم پر خباثت و ظلمت غالب ہی وہ موذی ہی عرف مین انکو دیو کہتے ہین اور اقسام اس نوع کے بھی اکثر ہین ایک قسم خارج از اقالیم سبعہ کوہ قاف مین مقیم ہین انسانون سے نہین ملتے اور ایک قسم کوہ مذکور کے سرے پر رہتے ہین اور اقالیم سبعہ مین آتے جاتے ہین اور آدمیون سے اختلاط رکھتے ہین اور ایک قسم داخل اقالیم ہی مگر سکونت مین مختلف ہی کہ بعضے دریا کے کنارے بود و باش رکھتے ہین اور بعضے باغون مین اور بعضے جنگلون مین اور بعضے ویرانون مین اور بعضے مواضع تیرہ و تاریک مین معالم التنزیل مین ہی کہ جن تین قسم ہین ایک ہوا مین طیران کرتے ہین دوسرے مار و سگ بنتے ہین تیسرے وہ کہ بدن انسان مین حلول کرتے ہین اور برچھیان مارتے ہین اور جواہر التفسیر مین لکھا ہی کہ سب پریان ملک عطشان کی تابع ہین تخت گاہ اسکا وسط کوہ قاف ہی اور جانب شرقی کوہ مذکور ہیطاش خواہر زادہ عطشان کے تصرف مین ہی اسکے تین لاکھ غلام ہین اور ہر ایک غلام سلطان ہی اور طرف غربی متعلق عبد الرحمن داماد عبد القادر سے ہی تینتیس ہزار شاہ ہین جو فرمان رسان ہی اور ہر ایک شاہ کے تحت مین جم غفیر حضرت ابن عباس سے منقول ہی کہ یہ دونون نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے تھے بعضے کہتے ہین کہ شیاطین بھی ایک قسم ہین سوا جنات کے کہ انپر احکام تکلیفی جاری ہین مگر صحیح یہ ہی کہ اشرار جن فرمان بردار ابلیس لعین ہین جاے سکونت انکی جزیرہ اخضر متصل کوہ قاف ہی اسفار مغربی اور تسخیرات سراجی اور معاقد الجن وغیرہا سے معلوم ہوتا ہی کہ جنون کے بادشاہ مسلمان کا نام طلوخوش ہی کہ انکی زبان مین بمعنی کریم النفس ہی اور اسکی قوم انسان سے محبت رکھتے ہین اور جنون کے بادشاہ نصاری کا نام بسدیوس ہی کہ انکی زبان مین بمعنی پرستندہ روح ہی اور اسکی قوم انس بسیر الانس ہی اور جنون کے بادشاہ یہود کا نام جلعطوناش ہی بمعنی بر اندازندہ سحر اور اسکی قوم نہایت خبیث ہی سارے انسان خصوصا اس امت کے اہل ایمان کے دشمن جانی ہین

اور کتاب خلقت الاسما مین ہی کہ خالق عالم نے پچاس ہزار برس اس جہان مین مخلوق بصورت گاو رکھے پھر انکو ایک مرتبہ بکلمہ کن امر موت صادر کیا پھر ایک دریا انعام نام ظاہر کیا طول اسکا شرق سے غرب تک اور عرض جنوب سے شمال تک اور عمق زمین سے آسمان تک بنایا اور پانی نہایت سفید و شیرین کیا الغرض پچاس ہزار برس یہ جہان پر آب رہا اور کوئی حیوان نہ تھا پھر ایک گھوڑا نکالا کہ اسنے تمام آب دریا اپنے پیٹ مین لیا اور پچاس ہزار برس وہی عالم مین رہا پھر ایک مخلوق بصورت مگس پیدا فرمائی کہ مگس عسل سے خرد اور مکھی سے بڑی اسنے گھوڑے کو کھایا اور پچاس ہزار برس اس قسم کے

مخلوق عالم مین ہے بعد اسکے زمین کو پچاس ہزار برس خالی رکھا پھر ایک شہر بنایا چاندی کا اور اسمین
ایک قلعہ سونے کا پیدا کیا اور تمام شہر کو دانہ سفید سے بھرا جب پچاس ہزار برس گذرے تو ایک مرغ
طاوٗس الملائکہ نام آیا اُسنے سفید دانے کو کھایا اور بزرگی اس مرغ کی پچپن لاکھ برس کی راہ تھی
اور ورد اُسکی تسبیح تھی جب اسپر بھی پچاس ہزار برس گذرے تو ہوا سے سرخ رنگ بنا بر تعذیب
اہل نار پیدا فرمائی اور اُسکو چار حصہ کیا ایک دوزخ کو بھیجا اور صرصر و عقیم کو زمین پر رہنے دیا اور
حصۂ چہارم کو بہشت مین روانہ کیا اُسی کو باد شمال و رحمت بولتے ہین یہ ہوا بروز حشر و نشر ایمان اور مومن پر
چلیگی اور اجسام و وجوہ کو تر و تازہ کریگی اور باد صرصر و عقیم روز غیون پہ چلیگی انھین دونون سے
قوم عاد ہلاک ہوئی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال جب پچاس ہزار برس اس حال پہ گذرے تو عنصر نار سے
ایک قسم کے دیو پیدا کیے اور بعد پچاس ہزار برس کے انکو جبل قاف مین مقیم کیا پھر اور طرح کے دیو
نکالے جنکی طوالت قد کی لاکھ لاکھ برس کی راہ تھی انمین بعضے مومن اور بعضے کافر تھے اور طریق
توالد یون قرار دیا کہ ہر دیو کی بائین ران مین ایک سوراخ اور داہنے مین ایک میخ تھی جب وہ دیو
تمام رات ران راست کو ران چپ مین رکھ کر سوتا تو ایک ہزار دیو پیدا ہوتے اور یہ فعل جب ہزار مرتبہ
ہوجاتا تو وہ دیو مرجاتا بالجملہ وہ بھی پچاس ہزار برس عالم مین رہے پھر کوہ قاف کو گئے اور پچاس ہزار برس
زمین خالی رہی بعد اسکے آتش بے دود سے پریان پیدا فرمائین اور انکو پچاس ہزار برس زمین پر تسلط
رکھا بعد اسکے انکے دو گروہ فرمائے ایک کو جبل قاف مین بھیجا دوسرے کو ہوا مین رکھا انھین سے
جن الجان ہے بعد ازان پچاس ہزار برس زمین کو آب تلخ سے بھر رکھا پھر اُس پانی کو آسمان پر اٹھالیا
اُسی سے طوفان نوح علیہ السلام ظاہر ہوا اور پھر بھی اس جہان کی خرابی اُسی پانی سے ہوگی القصہ
پچاس ہزار برس جب اس انتظام پہ بھی گذر گئے تب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور شمس العلوم مین
لکھا ہے کہ خلقت عالم سے تا وجود حضرت آدم ۶۲ تینتالیس کرور ۴۳ بیالیس لاکھ ۴۲ ستر ہزار ۷۰ سات سو برس
گذرے تھے اور نافع المسلمین مین ہے کہ ابتدا سے پیدایش عالم سے تا ظہور وجود باجود حضرت ابوالارواح
محمد مصطفے صلعم کے دو ارب اور دو کھرب اور ننانوے لاکھ برس گذرے تھے اور اسی کتاب کے حاشیے پر
لکھا ہے کہ سی و دو کھرب و دو ارب و نود و نہ لکھ سال گذشتہ بود از ابتدای خلقت افلاک تا دور آنجناب صلعم اور شارح
مخزن اسرار نے اس بیت کی شرح مین ع کیست درین دائرۂ دیرپا + کوس من الملک زند جز خدا + تصریح فرمائی ہے
کہ بقول حکما و صحاب اسباب ابتدای آفرینش ارض و سما سے یک لکھ و ہشتاد و چہار ہزار و نود و شش سال گذشتہ و بقول
حکمای ہند ابتداے پیدایش عالم سے اب تک انتیس کرور پچپن لاکھ چوراسی ہزار نوسی چوبیس برس گذرے ہین اور بعض

بیان سال ماکم از خلقت عالم تا آدم علیہ السلام گذشتہ ۱۲

اہل تفسیر بروایت غریب حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا حضرت ابن عباس نے کہ ابتدا سے آفرینش ارض وسما سے اب تک شصت و دو لکھ و ہشتاد و پنجہزار سال گذرے ہین اور اسی روایت مین بعض فرق عالم کے چار قرن قرار دیتے ہین اول قرن چھبیس لاکھ اٹھارہ ہزار برس کا کہ اسمین آبادی دیوون کی تھی دوسرا قرن اٹھارہ لاکھ بیس ہزار کا کہ اسمین فرشتے آباد تھے تیسرا قرن بارہ لاکھ بائیس ہزار سال کا تھا اس قرن مین ایک سو پچاس آدمی بلا توالد و تناسل آباد تھے اور بعضے کہتے ہین معلوم نہین کہ تیسرے قرن مین کون آباد تھا چوتھا قرن آٹھ لاکھ پچیس ہزار سال کا تھا اس قرن مین آبادی نیاکی گھوڑون سے تھی بعد گذرنے اس قرن کے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوے اور براہمہ ہنود کہتے ہین کہ اس عالم فانی مین خداے تعالے شانہ نے ینتالیس لاکھ اور بیس ہزار سال شمسی کا ایک دور مقرر کیا ہے کہ مشتمل چار قرن پر ہے اول ست جگ مدت اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس متعارف کی تھی اسمین تمام وضع کل عالم صلاح پر تھی عمر طبعی اس دورے مین لاکھ برس کی تھی دوسرا ترتیا جگ مدت اسکی بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کی تھی اس وقت مین ایک حصہ وضع عالم کی برخلاف صلاح تھی اور تین حصے صلاح پر اور عمر طبعی اس دورے مین دو ہزار برس کی ہوتی تھی تیسرا دواپر جگ مدت اسکی آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کی تھی اس دور مین دو حصے روش عالم کی صلاح پر ہے اور عمر طبعی ایک ہزار برس کی تھی چوتھا کلجگ مدت اسکی چار لاکھ بتیس ہزار برس کی ہے اس دورے مین ایک حصہ وضع عالم کی راستی و درستی پر ہے اور تین حصے نا درستی پر اور عمر طبعی سو برس کی ہے بعد ازان مہاپرلی ہوگی اور ہر چیز فانی ہوجائیگی اور پھر ست جگ شروع ہوگا اور کوئی نہین جانتا کہ کتنے مرتبہ مہاپرلی ہوئی ہے انتہی قولہم بالجملہ براہمہ کے حساب سے اب کہ محرم سال یک ہزار و دو صد و شصت و دو ہجری ہے دورہ کلجگ سے چار ہزار نو سو انیس برس گذرے ہین اور چار لاکھ ستائیس ہزار اکاسی برس باقی ہین فائدہ جو کچھ خلقت الاسما و شمس العلوم وغیرہ کتابون سے اس مقام پر نقل کیا گیا اصل اسکی کتب معتبرہ مین نہین پائی جاتی لیکن بعض مفسرین نے تفسیر کریمہ رب العالمین مین بعض روایات نقل کی ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ اجاننا چاہیے کہ انبیا علیہم السلام جنکی نبوت مین اختلاف نہین ہے پچیس ہین آدم [1] علیہ السلام و ادریس [2] علیہ السلام و نوح [3] علیہ السلام و ہود [4] علیہ السلام و صالح [5] علیہ السلام و ابراہیم [6] علیہ السلام و لوط [7] علیہ السلام و اسمعیل [8] علیہ السلام و اسحق [9] علیہ السلام و یعقوب [10] علیہ السلام و یوسف [11] علیہ السلام و ایوب [12] علیہ السلام و شعیب [13] علیہ السلام و موسیٰ [14] علیہ السلام و ہارون [15] علیہ السلام و داؤد [16] علیہ السلام و سلیمان [17] علیہ السلام

ویونس علیہ السلام والیاس علیہ السلام والیسع علیہ السلام وذو الکفل علیہ السلام وزکریا علیہ السلام ویحیی علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام وحضرت خاتم النبیین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین کا نام کلام اللہ مین بالقاب نبوت واقع ہوا ہی سوان سب کا مذکور اس کتاب مین کیا جاویگا اور سوا ے انکے حضرت شیث وصی آدم علیہ السلام وحضرت شعیا وارمیا وشمویل عزیر خضر علیہم السلام کا اور لقمان حکیم وذو القرنین وتبع بادشاہون کا بھی مذکور ہوگا

تفریح اول در احوال ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام

پوشیدہ نرہے کہ بنظر حکمت آفرینش جانداروں کی اس عالم ناپایدار مین ضرور ہوئی اسلیے کہ اگر جاندار عالم مین نہوتو فعل اختیاری نہ ہو سکے اور بدون افعال اختیاریہ کے عالم مین رونق نہین اور مظہر ارادہ واختیار بھی متحقق نہین ہوتا اسی طرح شعور وادراک بھی بدون جاندار کے متصور نہ تھا اور صفت علمیہ بھی بلا مظہر رہی جاتی تھی اور جانداروں کو مظہر فعل اختیاری ہونے مین حاجت دو صفتون کی بلاشک ہی ایک خواہش دوسری نفرت سوعنایت کرنا ان دونون کا بھی ضرور ہوا اور حصول نفرت وخواہش بلا ادراک حسن وقبح اُس شی کے جسکی خواہش کرتا ہی یا جس سے نفرت رکھتا ہی ممکن نہین ہی لہذا پیدا کرنا شعور وادراک اشیاء جزئیہ کا بھی جاندار مین ضرور ہوا اور چونکہ شعور وادراک اشیاء جزئیہ کا بالاستیعاب والاستیفا بمدت قلیلہ مین ممکن نہین ہی تو لاجرم شعور وادراک کلی کہ متعلق امور عامہ سے ہو اور حسن وقبح ہزارون ولاکھون چیزون کا بواسطہ اُسکے دریافت کیا جائے جاندار مین دینا ضرور ولازم ہوا سو بنا بر خواہش ونفرت کے قوت شہویہ وغضبیہ پیدا فرمائی اور واسطے دریافت حسن وقبح اشیاء جزئیہ کے وہم وخیال کو مع آلات اُنکے کہ حواس خمسہ ہین عنایت کیے اور بنا بر شعور وادراک کلی کے روح کو آمادہ کیا اور قوت غضبیہ اُسکو عطا فرمائی پس ہر جاندار کو شہوت وغضب ووہم وخیال وعقل سے ناگزیر ہوا اور جاندار کیفیت ترکیب امور مذکورہ مین چار قسم ہین اول وہ کہ قوت عقلیہ اسکی وہم وخیال وشہوت وغضب پر ایسی غالب ہی کہ حکم انکا قطعاً قوت عقلیہ پر نافذ نہین ہوتا بلکہ کالمیت فی ید الغسال زیر فرمان ہین اور ہمیشہ مطیع ومنقاد اسی قسم کو فرشتہ وروحانیات بولتے ہین اور زبان ہندی مین دیوا ور دیوتا اور زبان فارس مین سروش اور زبان شرع مین ملائکہ اور اہل ملکوت اور یہ قسم خطا وگناہ سے معصوم وپاک ہی اور محتاج اکل وشرب ومشتاق لباس وحاجت وغیرہ خصائص کے نہین اسلیے کہ انکو بنا بر صدور افعال اختیاریہ کے ایک جسم نورانی خفیف ونازک عطا فرمایا ہی کہ اصلاً ومطلقاً اُس سے جدائی نہین ہوتی اور انکو بسبب غلبہ قوت عقلیہ کے ممکن ہی کہ جس صورت وہیئت مین چاہین ظاہر ہون اشرف واعلی اس قسم کے

حملہ عرش ہین آنکے بعد حافین من حول العرش پستر ملایک کرسی بعد ازان تا ملایک افلاک سبعہ بعد انکے
ملایک کرہ اثیر و نسیم و بخار و کرہ زمہریر کہ رمی شہاب و انزال مطر و سوق ابر پر رعد و برق پر موکل ہین
پستر ازان ملائکہ موکل بحار و جبال پستر ملایک سفلیہ کہ تصرفات اجسام نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ مین
مشغول ہین فتح العزیز مین ہے کہ سارے ملائکہ تین قسم مین منحصر ہین ایک مہیمنہ غرق بحر عبادت
تسبیح تقدیس جو کہ ذکر الٰہی کے سوا کسی طرف توجہ نہین کرتے حدیث مین وارد ہے کہ اس قسم کے
فرشتے اس کثرت سے ہین کہ بالشت بھر جگہ آسمانون مین خالی نہین کوئی قیام مین مشغول کوئی قعود
ورکوع و سجود مین دوسرے مقرب ہین کہ عالم کے عمدہ کام جیسے وحی لانا روزی پہونچانی جان لینا فتح شکست دینا
عزت دنیا دولت بخشنا انکی وساطت سے سرانجام پاتا ہے جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور انکے
اعوان ایسے کامون پر متعین ہین تیسرے وہ جو اجسام کے ساتھ متعلق ہین خواہ باجسام علویہ جیسے
عرش کے اٹھانے والے کرسی کے رکھوالے بہشت اور دوزخ کے موکل سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور کے
متکفل ستارون کے چلانے والے آسمانون کے گھمانے والے خواہ اجسام سفلیہ سے جیسے وہ فرشتے
جو ہوا کو چلاتے ہین ابر کو ابھارتے ہین باران کے ہر قطرہ کے ساتھ نزول فرماتے ہین دریا اور
پہاڑ پر تعینات ہین درخت اور پہاڑ کے نگہبان ہین شب و روز بنی آدم کے نگران حال ہین لیکن یہ سارا
اختیار بحکم مختار ہے وہ سب مجبور ہین بے حکم خدا جو چاہین کرین کیا مقدور فائدہ اس مقام مین
ایک شبہہ ہوتا ہے کہ باوصف اسکے کہ قوت ملکیہ کثرت اعمال و شدت افعال کو وفا کرتی تھی اور
ایک فرشتہ ہزارون بلکہ لاکھون کام کرسکتا تھا پھر خالق کبریا نے ایک ایک کام پر فرشتے علیحدہ علیحدہ
کیونکر معین فرمائے اور رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ اگرچہ قوت و طاقت ملکیہ ان صفات سے موصوف تھی
لیکن باین ہمہ انواع مختلفہ اعمال کو کافی و وافی نہ تھے یعنی ایک فرشتے سے نہین ہوسکتا تھا کہ
دو طرح کے کام کو سرانجام کرے مثلاً ملک الموت نفخ روح نہین کرسکتے ہین کیونکہ نزع و نفخ مین
تضاد ہے اور حضرت جبرئیل پانی نہین برسا سکتے اور حضرت میکائیل وحی نازل نہین کرسکتے ہین
جسطور سے انسان مین قوت سامعہ باصرہ کا کام نہین کرسکتی اور باصرہ نہین سن سکتی حالانکہ کانون کو
ممکن ہے کہ ہزارون آوازین سن لین اور نہ تھکین اور آنکھون کو ممکن ہے کہ لاکھون رنگ دیکھین اور
نہ تھکین اور یہ تو ظاہر ہے کہ ایک ایک شی مین طرح طرح کے اعمال مندرج ہین مثلاً عذاب دوزخ کہ انواع کا
ہوتا ہے پھر اگر ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کرتے تو انواع عذاب سرانجام نہ ہوسکتے اور مقتضائے حکمت بھی یہی ہے
کہ ہر ایک کام پر ایک ایک شخص جدا مقرر کیا جائے تاکہ بخوبی انتظام ہو قسم دوم وہ جاننا ہے کہ ہم خیال [illegible]

عقل مرو نہ شہوت وغضب پر غالب ہی یعنی عقل وشہوت وغضب جمیع افعال اختیاریہ مین تابع وہم
وخیال کے ہین اور بدن اس قسم کا اجزاے ہوائیہ وناریہ کا خلاصہ ہی جسکو کلام باری مین مارج من نار
فرمایا ہی کما جاء فی الرحمن وخلق الجان من مارج من نار یعنی بنایا جانّ کو ایک دہک سے اور ایک مقام پر
فرمایا ہی نار السموم لما ورد فی سورۃ الحجر والجان خلقناہ من قبل من نار السموم یعنی جنات کو بنایا ہمنے
قبل اس سے لون کی آگ سے کہ لطیف ہوا آمیز ہوتی ہی اور بدن انکا روح ہوائی آدمی کا جو قلب مین
پیدا ہوتی ہی حکم رکھتا ہی [illegible] اسقدر ہی کہ روح ہوائی انسانی عناصر اربعہ کا خلاصہ ہی کہ اسکی غذا مین
کام آتی ہین اور بدن اس قسم کا محض اجزاے ناریہ وہوائیہ سے مرکب ہی اور بدن نسیمی انکا کہ بمنزلہ
روح ہوائی آدمی کے ہی اسی جنس لطیف سے ہی کہ اُنکے بدن سے اختلاط واتحاد پیدا کرکے مثل آب
وشیر یکرنگ ہی اسی سبب سے قوت وہم وخیال اُنکی اس بدن کو مانند بدن نسیمی کے تغیر دیتی ہی
جسطرح آدمی کو بدن نسیمی بسبب حالت خوف وفزع مین اور کیفیت سرور ونشاط مین تغیر ہوتا ہی اور
یہ قسم کبھی اُسی بدن پر اکتفا کرتی ہی اور مسام انسان مین متصرف ہوتی ہی اور مداخل حقیقۃ مین
در آمد برآمد رکھتی ہی اور کبھی بقوت وہم وخیال ایک جسم کثیف ترتیب دیکر باشکال مختلفہ ظاہر ہوتی ہی
اسی باعث سے اکثر اوقات بدن اس قسم کا نظر نہین آتا ہی مثل ہوا ونار شعاع وباین ہمہ بقوت
وہم وخیال افعال شاقہ وثقیلہ کرسکتی ہی جسطرح ہوا بڑے درخت کو گرا دیتی ہی اور اس قسم کو احتیاج
اکل وشرب وجماع وبیداری [illegible] وخواب کی ثابت ہی سو اس قسم کا نام جن ہی اور ہندی مین لفظ
دیوتا انکو بھی شامل ہی فرق اسقدر ہی کہ جو گروہ اس قسم کا بیشتر مصروف بشرور وقبائح ہی اُسکو
دیو نام رکھا ہی اور لغت عرب مین اشرار جن کو شیطان اور بدخصلت شریر کو جن کہتے ہین اور در لغت
فارسی مین شریر کو دیو اور بدتر شریر کو پری حدیث شریف مین وارد ہی کہ یہ قسم بھی باہم اختلاف خاص
رکھتی ہی یعنی بعض پر دار کہ مثل ہوا کے تند اُڑتے ہین اور بعضے بصورت مار وسگ پھرتے ہین اور
بعضے بصورت انسان خانہ داری وبیتوتت کرتے ہین اور کوچ ومقام کرتے ہین اور بیشتر مسکن انکا
صحرا وکوہستان وویرانہ ہی لیکن یہ سب صورتین ہین کہ ہر فرقے کو ایک صورت سے خصوصیت و
رغبت بہم پہونچی ہی والا اصل بدن جنات کا انھین اجزاے ہوائیہ وناریہ سے مختلط ہی اور یہ قسم
گویا عالم ملائکہ وحیوان مین برزخ ہی جسطرح عقل وطبیعت مین وہم وخیال برزخ واقع ہی ولہذا احکام
دونون طرف کے اسمین متحقق ہین پس تشکل باشکال مختلفہ وتغییرات کلیہ وفہم وشعور حسن وقبح
امور دقیقہ مین عالم ملائکہ سے پایا ہی اسی سبب سے قلم تکلیف اسپر جاری ہی اور اکل وشرب وجماع

وغیرہ خواص حیوانیہ حیوانات سے لیا ہی کہ اتباع شہوت وغضب مثل حیوانات کرتے ہین فرق
اسی قدر ہی کہ حیوانات نے عقل ووہم وخیال کو مغلوب شہوت وغضب کیا ہی اور اس قسم نے
عقل وشہوت وغضب کو مغلوب وہم وخیال قسم سویم وہ جاندار ہی کہ شہوت وغضب اسکی
عقل ووہم وخیال پر غالب ہی بدین حد کہ عقل کالمعدوم ہی اور وہم وخیال شہوت وغضب کے
زیر فرمان ہی اس قسم کو حیوان کہتے ہین اور وہ دو قسم ہی ایک بہیمہ دوسرا درندہ بہیمہ وہ کہ شہوت
اسکی غضب پر مستولی ہی اور درندہ بالعکس اور یہ دونون جسطرح چرندون مین ہین اسیطرح حشرات الارض
وپرندون مین ہین جیسا کہ مگس بہیمہ حشرات ہی اور عنکبوت درندہ ہکذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ
من سورۃ الجن بالجملہ اقسام ثلثہ مذکورہ بسایط ذی روح ہین کہ ابتداءً تعلق ارواح انھین کے ابدان سے
ہوا ہی قسم اول کو بنا بر سکونت افلاک وتدبیر امور منتظمہ عالم خاک اختیار کیا کیونکہ معصومیتہ از خطا ونافرمانی
اس مقام مین مطلوب تھی اور قسم دوم کو بنا بر صدور افعال اختیاریہ جزئیہ کے زمین مین مقرر فرمایا اور
اختیار تصرف کا نباتات ومعادن وحیوانات مین عطا کیا اسلیے کہ ارواح اس قسم کی نہ مرتبہ غلظت و
کثافت بہائم مین تھی اور نہ مرتبہ صفا ولطافت ملکوت مین لاجرم ابدان انکے بھی اجرام عنصریہ لطیفہ سے
کہ خلاصہ ہوائیت وناریت ہین مخلوق کیے تا کہ تحصیل علوم وادراکات وسرعت نفوذ وحرکات مین بیّن ہین
ہون اور ہرگاہ کہ روح وبدن اس قسم کے قریب ارواح وابدان ملائکہ سے ہوئے تو انکو عالم ملکوت سے بعض
امور غیبیہ کا دریافت کرنا اور مجالس ملکوت مین کہ فوق السما ہی حاضر ہونا جائز ہوا تھا اور قسم سویم کو کہ
حیوان مطلق ہی محض بنا بر خدمت قسم دوم کے پیدا کیا گویا قسم حیوان آلہ کشیفہ قسم ثانی کے تھے قسم چہارم
وہ جاندار ہی کہ عقل ووہم وخیال وشہوت وغضب اسکا قریب باعتدال ہی اور بمنزلہ معجون مرکب انھین
اقسام ثلثہ سے ہی اس قسم کو واسطے سلطنت وخلافت ارض کے تجویز فرمایا ہی اور یہ مرتبہ عنایت کیا
کہ علوم غیبیہ بتوسط ملائکہ بالتخصیص اسپر نازل فرمائے اور حیوانات ونباتات ومعادن وخزائن کو بھی
ومسخر اسکا کردیا تا کہ خلافت کبریٰ باحسن وجہ سرانجام کرے اور جو امور کہ بسائط ذوی الارواح سے
مرجو ومتوقع نہ تھے اسمین ظہور پکڑین اس تحقیق وتدقیق سے سر تقدم جن کی پیدایش کا خلقت انسان پر
واضح ہوا اور نکتہ شرکت جن وانسان کا حمل امانت تکلیف مین ظاہر وہویدا ہوا کما لا یخفے
علے المتدبر لیکن عالم جن گویا سطح سفلانی عالم ملکوت کی ہی اسی وجہ سے کمال انسانی کی راہ کہ
عبارت ترقی عالم غیب سے ہی صاف وشفاف نہین رہی اور اکثر گروہ بنی آدم کے اسی سطح سفلانی مین
مقید وگرفتار ہوگئے ہین یہان تک کہ مدارک وہم انکے اسی سطح سفلانی مین محصور ومنحصر ہوگئے

اور طاقت اسقدر نہین رکھتے کہ تجزیق سطح آگے چلین اور اپنے مرکز پر صعود کرین لہذا بعض
بنی آدم نے اشخاص عمدہ سطح سفلانی کو اپنا معبود و مسجود قرار دیا ہے اور بعضون نے اپنی حاجات
ولابدیات مین انکو مستعان و مددگار گردانا ہے اور بعضون نے حوادث مستقبلہ اور اخبار آتیہ انسے
پوچھنا شروع کیا اور مشرک و بت پرست ہوگئے حتے اکہ بعض جاہلون نے اس عالم مین بلا واسطہ
حضرت الوہیت انھین کو مستقل بالذات و فاعل مطلق سمجھا اور بعض نے یہ تجویز کیا کہ یہ لمحاید اولاد
وبنات حضرت خالق کبریا ہین کہ مذاہب ہنود و رسوم مشرکین عرب کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی
منکشف ہوتی ہے اور صریح و صاف معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ علم و مطمح ہمت ان لوگون کی صرف یہی سطح
سفلانی ہے بلکہ بعض جہال مسلمین بھی اس ورطہ ہلاک مین گرفتار ہین کہ بعض اشخاص اس عالم کو
پیرا کہتے ہین اور استعانت و استعلام انھین سے کرتے ہین اور بعض کو پری اور بعض کو پیر
بولتے ہین وہکذا لیکن یہ سد حائل کہ سنگ راہ عالم غیب کی تھی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ٹوٹ گئی اور راہ ترقی و عروج ارواح بشری کی صاف ہوگئی کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ اور علامہ
قطب الدین نے درۃ التاج مین لکھا ہے کہ طبقات مخلوقات چار ہین اول طبقہ فرشتون کا جس مین
حکمت ہے شہوت نہین دوسرا بہائم کا جن مین شہوت ہے حکمت نہین تیسرا نباتات و جمادات کا
کہ انمین نہ شہوت ہے نہ حکمت چوتھا وہ کہ جسمین شہوت و حکمت دونون ہین بر سبیل کمال وہ
انسان ہے کہ اسمین عقل و جہل و شہوت موجود اگر عقل و حکمت کے تابع ہوا تو درجہ ملکوت پایا اور جو
شہوت و جہل مین پڑا طبقہ بہائم مین داخل ہوا لیکن اس تقریر سے جنات و شیاطین خارج
رہتے ہین اور بعض کے نزدیک اقسام مخلوق تین ہین روحانی محض جیسے ملکوت و جسمانی محض
مانند معادن و نباتات وغیرہ و روحانی و جسمانی کہ حضرت انسان ہے سو حکمت حق نے یہ تقاضا کیا
کہ جود و کرم کسی قسم کا مہمل نہ رہے اسواسطے اسکو پیدا فرمایا کہ اجتماع حکمت اور شہوت اور
جسم و روح سے جو باہم منافات و تناقض رکھتے ہین میری قدرت کاملہ ظاہر ہوا اور بنظر اعتبارات
آخر بھی مخلوقات تین قسم ہین اول کاملین کہ انمین کسی طرح نقصان کو گنجایش نہین اسواسطے
کہ معرفت انکی شبہہ و شک سے معرا و عبادت و طاعت انکی عجب و ریا سے مبرا ہے یہ حال
فرشتون کا ہے کما قال لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنی نہین خلاف کرتے امر اللہ کے
اور کرتے ہین جو حکم دیے جاتے ہین دوسرے ناقصین کہ انکو کمال سے کچھ علاقہ نہین جس طرح
جمادات و نباتات تیسرے کامل و ناقص یعنی گاہے کامل ہین اور گاہے ناقص ہین کہ تو قع کمال

فرشتون سے مقام نحن نسبح بحمدک مین اجلاس فرماکر الی وجہت الخ پڑھتے ہین اور وقت نقصان
حکم اولئک کالانعام بل ہم اضل کا مصداق ہوجاتے ہین یہ حضرت انسان ہین المرکب من الخطار
والنسیان والقیم فی دار الطاعۃ والعصیان اور ظاہر ہے کہ ہر فرشتے کا ایک مقام ہے کہ اُس سے
نہین بڑھتا کما قال ومامنا الا ولہ مقام معلوم اور جب اُنکے حال مین تغیر نہ ہوا تو مقام شوق
نہین پاسکتے کیونکہ شوق کے واسطے دو چیزین بہت ضرور ہین ایک یہ کہ وہ چیز حاصل نہو دوسرے
یہ کہ ممکن الحصول ہو اور حال ملائکہ ممکن التغیر نہین تو حصول شوق و ذوق بھی محال ہے اگر
نوع انسانی نہوتی تو یہ صفت شوقی و عشقی مہمل وبیکار رہتی بلکہ مراد امانت سے کریمہ انا عرضنا
الامانۃ علے السموات والارض والجبال فابین الخ مین شوق الی اللہ ہو تو عجب نہین ہے گا کہ یہ
مقدمہ بالتفصیل بیان کیا گیا تو اب واضح ہو کہ حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ مفسرین سے روایت ہے
اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے کہ قبل اسکے کہ علم خلافت آدم علیہ السلام کا عرصۂ زمین مین بلند فرماوین
اور صفحہ سطح ارض کو اس بوستان خوش اسلوب سے آراستہ کرین حکومت خطۂ زمین کی متعلق
جنات سے تھی کہ اولاد جان ہین اور بعض کہتے ہین کہ نام اُسکا شومار ہوا اور لقب جان کعب احبار کے
نزدیک ایک گروہ فرشتون کا تھا جسکو اللہ صاحب نے شہوت و خواہش عطا کرکے حکومت زمین پر
بھیجا کہ توالد و تناسل اُنسے جاری ہوا اور فرمان برداری و اطاعت باری مین روز و شب صبح و مسا
ہر ایک لگا ہوا اور ارتکاب منہیات وغیرہ سے ہر شخص ڈرا ہوا ۔ سال ومہ از غایت فرمانبری
آمدہ مشغول پرستش گری ✤ روی تعبد بزمین داشتہ ✤ فرق تہجد بمہ افراشتہ ✤ جب مدت حکومت
دراز ہوئی اتفاقاً ایک زاہد خشک اس قوم کا سیر کنان جنگل مین نکلا تو ایک شاخ گیاہ تر و تازہ زمین سے
اُگی ہوئی نظر پڑی اور ایک صورت شجر نونہال خوش اندازہ سراسر فائدہ بنا بر استغنا وہ دیکھنے مین
آئی ۔ نہالیست گویا زباغ بہشت ✤ تر و تازہ و پاک و زیبا سرشت ✤ اُس روز دل تو جلوۂ جدید سے
خوش بہت ہوا مگر زہد و تقوی نے شاید روک دیا کہ اپنے صومعہ مین پلٹ آیا بعد چندے پھر گیا
تو وہ گھاس قوت نامیہ سے نمودار ہے شجر میوہ دار ہے شاخین پیش و پس ہے بار پیچیدہ و خوشہ ہاے
رنگین مانند سلک گہر ناسفتہ آویختہ ۔ زآب ارچہ آید جواہر پدید ✤ ولیکن بدین آبداری کہ دید
آخرکار ایک دانہ توڑا منہ مین رکھا تو ذوق حلاوت نے ذائقہ زبان کو نہایت چاشنی دی
اور شوق نکاہت نے پیوستہ دماغ کو طراوت بخشی تب تو یہ اندیشے مین ہوا کہ یہ شے نفیس ہے
اسکو جی بھر کھانا لازم ہے اور حقیقت و ماہیت اسکی دریافت کرنا واجب چنانچہ کئی گچھے توڑ سے

اور ایک جام مرجاجی مین نچوڑ سے اور بنا بر غلیان وہین چھوڑ سے اور آپ تفرجا ادھر ادھر پھرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اسکو بلا آتش جوش کنان پایا سخت پریشان وحیران ہوا اور حکمت آلہی سے بالکل غافل یہ سمجھا کہ ع آخر این جوش وبخار تو برآورد رنگے ✤ پھر پلٹ آیا اور بعد ادنے توقف پھر گیا تو اب غلیان نہ تھا آب صاف شفاف بے دُرد باقی تھا چونکہ بمقتضاے

ع وعدہ وصل چون شود نزدیک ✤ آتش شوق تیز تر گردد ✤ بیتابانہ جام ہاتھہ مین لے نوش فرمایا ایک ساعت مین مدہوش وبیہوش ہوا تمام رات از خود فراموش رہا دوسرے دن ذوق مستی سے اپنے یارون کو اطلاع دی کہ ایک جماعۂ کثیر اس بلا مین مبتلا ہوئی اور مَے نوشی اس قوم مین رسم ہوگئی اور ام الخبائث کی تاثیر زناکاری وبدکاری وما در خواہر پرستی رائج مین ختم ہوئی اور بجاے درود ورد ما عرام ومنہیات اور غلغلۂ مناجات کی جگہہ زمزمۂ خرابات ظاہر ہوا

ع آنکہ در صومعہ تسبیح ز کف ننہا دے ✤ در خرابات مغان بین قدح بادہ بدست ✤ بالجملہ شراب خواری نے یہ نوبت پہونچائی کہ خبردار از خود بیخبر ہوے اور بیخبر محض بیخوف وخطر ہوگئے

ع بیخبر آن شخص کہ جوئی جشید ✤ کش قلم بیخبری در کشید ✤ اس ہنگامہ مین ابلیس نے جسکا نام حارث تھا اور اس قوم مین بقول بعض اہل تحقیق عالم وفاضل تھا دیکھا کہ یہ قوم بادیہ ضلالت وبدمستی وحادثۂ شرک وخود پرستی مین گمراہ ہوکر برباد وخراب ہوا چاہتی ہے اور قریب تر بلا بھی نازل ہوا چاہتی ہے اپنے آشناؤن کو مطلع کرکے کہا ع زین میان گر توان بہ کہ کنارہ گیرم ✤ اور ہزار توابع اپنے ساتھہ لیکر گوشہ گزین ہوا اب زمین غمگین نے حضرت باری مین بگریہ وزاری کہا یارب اس قوم ولید ناپاک بیحیا وبیباک کو ہلاک کر درگاہ کبریائی سے ارشاد ہوا کہ اے زمین مین منتقم حلیم ہون عاصیون کی عقوبت مین جلدی وتعجیل نہین کرتا جب تک قطع حجت بخوبی نہین کرلیتا چندے اور تامل کر زمین نے سکوت کیا اور حارث کو ارشاد ہوا کہ اپنے تابعدارون سے ایک شخص کو اس قوم مین ارسال کر کہ اسکو بوعدۂ مغفرت ورحمت حق دعوت کرے اور عقوبت وعذاب پروردگار سے تخویف وانذار کرے شاید کہ شر وفساد سے باز آوین حارث نے ملہوث ابن ملاہث کو بھیجا سرداران قوم جن نے مضمون قصہ سے مطلع ہوکر فوراً قتل کیا پھر حارث نے بحکم خدا دوسرے کو بھیجا وہ بھی شہید ہوا اسی طرح نو سو ننانوے ۹۹۹ انصار ورفقاے ابلیس مارے گئے تب اسنے یوسف ابن یاسف خواہر زادہ ہترپس کو بھیجا کہ اسنے دعوت بسوے حق شروع کی قوم جن نے اسکو گرفتار کیا اور ایک دیگ مین بند کیا اسمین تیل ڈالکر آگ پر چڑھایا کہ وہ

خاک ہوگیا تب پھر زمین بیچارہ فریادی ہوئی حضرت خداوند کبریا نے فلک اول کے فرشتون کو
تحت فرمان ابلیس فرماکر بنابر قلع بنیان جنات متعین فرمایا کہ فرشتون نے اکثر قوم جن قتل کیا
بقیۃ السیف جبل قاف وجزائر بحر محیط مین بھاگ گئے کہ اسی جگہ مقید ہوے اسی کارگزاری سے
ابلیس حکومت دنیا پر سرفراز ہوا بعض کہتے ہین ابلیس کو افسر ملائکہ نہین فرمایا بلکہ یہ کمبخت طفل
خردسال ہوشیار و چالاک تھا فرشتون نے جب قوم جنہ پر فتح پائی تو اسکو آسمان پر پکڑ لے گئے
اور پرورش کرنے لگے اسنے عبادت مین نہایت کوشش وسعی شروع کی حتے کہ ملائک پر سبقت لے گیا
اور بعض روایات مین ہو کہ جب اکثر قوم جنہ مارے گئے اور بعض بچے ہوے جزائر وجبال مین جا رہے
تو ابلیس کہ جنہ مین تھا اور عبادت وطاعت مین سب سے ممتاز تھا فرشتون کے ساتھ آسمان پر
چلا گیا اور فرشتون کو شفیع گردان جناب باری مین یہ عذر پیش کیا کہ مین فساد مین شریک نتھا سو اسنے
سند عفو حاصل کی اور فرشتون مین رہنے لگا الا بطمع حکومت دنیا جو کوئی حکم فرشتون کو صادر ہوتا
ابلیس اسکی بجا آوری مین پیش پیش ہوجاتا اور آپ ہی اسکو بجا لاتا الغرض ابلیس ابتدا سے ہر
وطاعت مین بنظر ظاہر مصروف اور ریاضت ومجاہدے پر بہا مشغوف تھا چنانکہ مشہور ہی کہ سات لاکھ
برس روے زمین پر عبادت کرتا رہا کوئی مقام اسنے نہین چھوڑا کہ سجدہ نہ کیا ہو یہ حال دیکھکر ملائک آسمان
دنیا اپنے مقر کو لے گئے یہان بھی عبادت مین مصروف ہوا اور عابد مشہور ہوا کہ جملہ ملائک سموات
اسپر اپنے مقامات پر لے گئے کہ ہر آسمان پر اسکا نام جدا ہوا یعنی آسمان اول مین عابد دوسرے مین
زاہد تیسرے مین اواب وبروایتے صالح پانچوین مین خاشع ششم مین شاکر ہفتم مین مطیع پھر بہشت مین
گیا اور عزیز خدا بنکر عزازیل کہلایا معالم مین ہو کہ اللہ جل ذکرہ نے ابلیس کو زمین و آسمان کا ملک اور
جنت کا خزانہ و مالکانہ عطا فرمایا تھا کبھی تو روے زمین پر سجادۂ عبادت بچھاتا تھا اور گاہے جاتا تھا
افلاک مین قنادیل طاعت روشن کرتا تھا اور جب چاہتا بہشت مین مراسم خدمت ادا کرتا اور اکثر
زیر عرش کروبیون کے ساتھ تسبیح وتہلیل مین سرگرم رہتا یہان تک کہ عجب وپندار نے سکھلایا کہ مین
اکرم کروبیان و افضل فرشتگان ہون ؎ اس عجب نے تو کھو دیا اسکو * آخر آخر ڈبو دیا اسکو *
یون جو ڈوبے کہین تو جا نکلے * غرق دریاے کبریا نکلے * انھین دنون مین ایک دن دروازہ
بہشت پر گذرا دیکھا کہ حلقۂ در پر یہ لکھا ہے کہ مقربان دولت خداوندی و نواختگان حضرت سرمدی سے
ایک بندہ عزیز عبادت و ریاضت سے سرفراز بلندی مرتبہ مین ابناے جنس سے ہزاران ہزار درجہ
ممتاز میری فرمان برداری مین قصور اور اپنی طاعت وعبادت پر غرور کریگا کہ مین اسکو مرتبۂ عزت

و تمکنت سے معزول اور دربار خداوندی سے مردود و مخذول کرونگا کہ پھر کبھی مقبول نہو گا ؎ عزیزے
کہ از درگہش سر بتافت ❊ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ❊ یہ بات دیکھکر ابلیس نے التماس کیا کہ الٰہی
مجھے حکم ہو تو مین بھی اُسپر لعنت کرون ارشاد ہوا کہ سب لعنت کرینگے تو بھی لعنت کر چنانچہ ابلیس
ہزار برس کامل لعنت کرتا رہا ؎ مغرور پس پردہ پندار نشست ❊ می پندارد کہ در کفش خبری ہست ❊
چون پردہ ز پیش کار او بردارند ❊ بیند کہ بجز باد ندارد در دست ❊ روایت ہے کہ ایک دن یہ قصہ حضرت
اسرافیل علیہ السلام کو بھی لوح محفوظ مین نظر پڑا تو خوف سے رونے لگے فرشتے افلاک کے بہت مضطر ہوے
اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوے اور حقیقت حال سے مستفسر ہوے جب مطلع
ہوے تو بہت پریشان ہوے اور یہ شوری قرار پایا کہ عزازیل فرشتون مین بالفعل بہت معزز ہے اسکے
پاس چلکر درخواست دعا کرین شاید برکت دعا سے ہم لوگ محفوظ رہین سو اکثر فرشتے عزازیل کے
پاس گئے اور استدعا کی اُسنے سب کو تسلی دی اور کمال غرور سے یون دعا مانگی کہ الٰہی یہ تیرے
بندے ہین تو مالک رحیم ہے انکو اُس بلا سے جو مین نے لوح مین مکتوب دیکھی ہے محفوظ رکھ اللہ نے
دعا اُسکی فرشتون کے حق مین قبول فرمائی اور رقم شقاوت اس متکبر کے نام پر قائم کی ؎ ای آنکہ
دلت ز علم برخوردارست ❊ با علم تو زیور عمل ہم یارست ❊ مغرور مشو کہ در پس پردہ غیب ❊ اسرار
عجائب قضا بسیار ہست ❊ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس واردات سے بارہ ہزار
برس گذرے تھے جب ابلیس ملعون ہوا حسن بصری رح سے تفسیر جواہر مین منقول ہے کہ ابلیس نے
نو لاکھ چھپن ہزار برس خدا کی بندگی کی اور تفسیر ینابیع مین ہے کہ اسکی کرسی عرش کے تلے بچھی تھی
اور فرشتے طرق عبادات اُسی سے سیکھتے تھے فی الحقیقۃ پادشاہ تھا سو جب بنی الجان نے فساد
شروع کیا تو خداے تعالے نے ابلیس کو کہ یہ بھی اولاد جان مین تھا ستر علم ہر علم کے تابع ستر ہزار
ملائک دیکر بنا بر اخراج و اہلاک روانہ کیا کہ اُسنے مفسدین جنہ کو نیست و نابود کر دیا پھر حکم ہوا کہ زمین مین
قیام کرو اور سلطنت زمین بھی ابلیس کو تفویض کی گئی اور تمام عالم علوی و سفلی کو تیقن ہوا
کہ بہترین مخلوقات الٰہی عزازیل ہے مگر زبان قضاے ازلی یون پکارتی تھی ع ہیہات از و بہتر کسی نیست ❊
جب تین سو برس اس حال پر گذرے اور فرشتون کو زمین پر سکونت خوش آئی اور بسبب آسانی
عبادت و طاعت کے دنیا مین آرام ملی تو ارشاد ہوا کہ وقت رحلت و کوچ ہے یہان سے اٹھنے کی
تیاری کرو ؎ چہ بندی دل درین کاخ دل آویز ❊ کہ تا جا گرم کردی گویدت خیز ❊ کسی کو دل درین
گلزار بندد ❊ چو گل زان پیش تو گرید کہ خندد ❊ اور خطاب ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

یعنی

یعنی مجکو بنانا ہی زمین مین ایک نائب بدل قوم بنی الجان کہ عمارت روے زمین وعبادت رب العالمین
خلیفہ تمھارا ہو وا اعانت حق وا اہانت باطل مین میرا خلیفہ ہو محققین اس آیت کی تفسیر فرماتے ہین
کہ خالق لایزال نے اسلیے اسطرح فرمایا کہ ملائکہ آپکو معزول سمجھین اور اسباب صعود آسمان مہیا کر رکھین
لیکن یہ سخن اسوقت درست ہوتا ہی جب کہ ملائکہ سے صرف سکان ارض مراد ہون اور اگر خطاب
جمیع فرشتگان آسمان وزمین سے ہو جس طرح روایت صحیحہ مین ہی تو اس کلام سے یہ مقصد ہی کہ
اس بات مین جو کچھ استفسار کرنا ہو کرلین اور حکمت اسکی بوجھ لین اور فرشتون سے خطاب کرنے کا
یہ سبب ہی کہ منافع مخلوقات در حقیقت ملائکہ سے متعلق ہین اور حفاظت وچوکیداری مخلوق کی
اسی فرقے سکے مفوض ہی چنانچہ افلاک وکواکب کا گردش دینا پانی کا برسانا ہوا کا چلانا گھاس کا
اگانا معدنیات کا کوہستان مین قائم کرنا وغیرہ امور دنیویہ انھین سکے حوالے ہین گویا تمام عالم بمنزلہ
قصبہ یا شہر ہی اور یہ فرقہ اسکا عامل وکارکن ہی لاجرم جب تک یہ فرقہ مطیع وفرمان بردار خلیفۃ الارض
نہوگا تصرف اسکا کسی چیز مین جاری نہوگا اور جب کہ ملائکہ مطیع ومنقاد ہو جاینگے تو کوئی شے
نافرمانی نکریگی اور پیش بندی قبول خلافت کی تمام عالم سے منظور تھی اسلیے تجویز ہوا کہ اول
فرشتون کو تابعدار بنایے تب خلیفہ کو حکومت کی سند دیجیے اور حیوانات وحشی گو فی الجملہ ارادہ
واختیار رکھتے ہین لیکن فرشتون کے مقابلے مین محض مجبور ہین ولہذا جبکہ خلافت ظاہرہ حضرت
سلیمان علیہ السلام اوج کمال کو پہونچی فرشتون نے جنات وہوا وطیور ووحوش کو چار ونا چار مسخر
ومنقاد کردیا کہ سب پر حکمرانی واقع ہوئی لیکن ملائکہ اس کلام سے یہ سمجھے کہ جب خلیفہ زمین مین پیدا ہوا
تو عناصر مختلفہ سے مستفید ہوگا ولہذا قوت شہویہ وغضبیہ بوجہ اتم درکار ہونگی تاکہ لذات سفلیہ کی
خواہش قرار واقعی ہو اور اس خواہش مین جو کوئی معارض ومانع ہو اسے دفع کرے اور جب
قوتین مذکورہ بوجہ کمال پائی گئین تو انتظام عالم برہم ہو جایگا لہذا بطریق استفسار واستکشاف
جناب الٰہی مین ملتمس ہوے کہ پیدا کرنا قائم مقام کا اگر محض واسطے آبادی وصلاحیت زمین کے ہی
تو بدون اسکے کہ یہ خلیفہ محتاج اشیاء ارضیہ کا ہو امکان سے خارج ہی اور جب احتیاج امور سفلیہ کی
ہوئی تو قوت شہویہ جوش کریگی اور جو کوئی اسمین معارض ہوگا تو وہی قوت شہویہ بصورت قوت
غضبیہ متبدل ہو جایگی کہ نوبت قتل وقتال وجنگ وجدال کی پہونچیگی وراے اسکے جب
یہ خلیفہ عناصر مختلفہ سے بنایا جایگا تو اسکی روح مین نمونہ تیری صفات کا بھی ہوگا اور عناصر
مختلفہ داعی لذات سفلیہ ہین تو غالباً ان صفات کو لذات سفلیہ مین صرف کریگا مثلا

علم و حکمت کو استیفای لذات مین وحیل تدبیرات شیطانیہ مین اور قدرت کو افعال ملاہیہ مین اور
ارادے و اختیار کو معاصی و قبایح مین اور قوت سامعہ کو سماعت اوتار و غیبت و ملاہی مین اور
قوت باصرہ کو مشاہدۂ امارد و نسا مین و معاینہ مکانات خوش فضا مین اور قوت کلامیہ کو مدح متکبرین
وہجو متقدسین و فحش و طعن و دروغ و لعن مین پھر ایسا خلیفہ واسطے اصلاح زمین کے کہ سراسر فساد
و خون ریزی کی اُس سے توقع ہو پیدا کرنا ہماری نظر قاصر مین موافق حکمت نہین معلوم ہوتا کما قال الله تعالی
قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء یعنی بولے کیا تو رکھیگا اسمین جو شخص فساد کرے
وہان اور کرے خون اور اگر اس خلیفہ کے پیدا کرنے سے یہ ارادہ ہی کہ اپنے پروردگار کو متصف
بکمالات جاننے و منزہ از نقصان و زوال سمجھے تو ہم کیا تصور کرتے ہین بلکہ ہم تیرے ہی واسطے
خاص تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہین اور کسی کو ہرگز تیرا شریک نہین کرتے بخلاف اس خلیفہ ارضی کے
کہ اسکا مرکب حرص و ہوا و عجب و ریا ہوگا جس طرف اپنے حصول مطلب کی کوئی راہ پاویگا اسی طرف
عنان تسبیح و تقدیس پھیر دیگا اور ملاحظہ آسمان مین ایسا فرو ہوگا کہ سبب سے بالکل غفلت کریگا
اس باعث سے ایسا خلیفہ پیدا کرنا مناسب حکمت نہین ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہی نحن نسبح
بحمدک و نقدس لک یعنی ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری پاک ذات کو
تب اللہ صاحب نے جواب دیا انی اعلم ما لا تعلمون یعنی مین جانتا ہون جو کہ تم نہین جانتے ہو
اور مجھے معلوم ہی کہ تم خلافت عالم کی لیاقت نہین رکھتے اور اس خلیفہ کو لیاقت ہی مگر تم
آگاہ نہین ہو تنبیہ واضح ہو کہ اعتراضات ملائکہ مین کئی باتون کی فروگذاشت ہی کہ وہ آداب
مناظرے کے خلاف ہی ایک یہ کہ مصرف شہوت و غضب ایک ہی سمجھا ہی دوسرے کو خیال نہین کیا
حالانکہ مصرف شہوت کے دو ہین اور غضب کے بھی دو ہین ایک وہ جسکو ملائکہ نے بیان کیا
دوسرا وہ کہ شہوت و غضب کارخانۂ الٰہی مین صرف ہو پس جب شہوت کارخانۂ الٰہی مین
صرف ہوگی تو محبت و عشق الٰہی پیدا ہوگا کہ ملائکہ اسکو اصلا حاصل نہین کرسکتے اسی طرح
جب غضب خدا کے کام مین صرف ہوگا تو اس سے جہاد و جان بازی و عزت و رفعت دینی حاصل ہوگی
پس مقام قیل و قال مین ایک طرف اختیار کرنا دوسری جانب ترک کرنا داب مناظرہ کے خلاف ہی
دوم یہ کہ اگر شرور و قبایح عالم مین ظاہر نہون اور فساد و خونریزی نہ پائی جائے تو معنی تکلیف و
بعثت رسل و انزال کتب و کارخانۂ وحی و سلسلہ امر و نہی و ترغیب بر طاعات و ترہیب از منہیات
و وعدہ مطیع و متقی و وعید مخالف و عاصی بالکل برہم ہوجائے و صورت مجازات و مکافات ناخرچی

و آبادی و ارثواب و عقاب متحقق نہوا ور جمیع شیون الٰہیہ معطل و بیکار ہو جائیں ؎ در کار خانہ عشق
از کفر ناگزیر ست ٭ دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد ٭ و صائب گوید ؎ تا تلاش نمازی و تقصیر لش
بود صائب شہید ٭ ہیچ کافر را درین دنیا بچشم کم مبین ٭ تیسرے یہ کہ فرشتوں نے بلحاظ تسبیح
و تقدیس آپ کو مستحق و سزاوار خلافت سمجھا اور مخلوق ارضی کو نالائق خیال کیا اور کچھ نہ جانا کہ حق تعالیٰ
جل شانہ نے جو مخلوقات ارضی و سماوی و علوی و سفلی پیدا فرمائے ہیں بیکار و بیفائدہ نہو سکے
اور منتفع ہونا بذات خاص منافی استغنا ہے اسلیے کہ جس چیز سے انتفاع غرض کرینگے اسکی طرف احتیاج
ضرور ہوگی یہ بات منافی صمدیت کے ہے لہذا ضرورت ایسے مخلوق کی ہوئی جو کہ متخلق باخلاق الٰہی
و متصف بصفات باری عز اسمہ ہو تاکہ جملہ مخلوقات پر حاکم کیا جائے اور کار تنفیذ اوامر و نواہی خدا
و سیاست دیگر مخلوقات و تدبیر امور انکی اور حفظ نظام او پر مشغول کرنا انکو طاعات الٰہی میں کیا جائے
کہ اس سے گویا خود منتفع ہوا اور بھی اوروں کو نفع پہونچایا گئے یعنی استیفائے منافع مخلوقات کا
بواسطہ اس خلیفہ کے منظور ہوا کما قیل ؎ سر بدرکہ عندلیب مست پروای زر ندارد ٭ یارش گل ست
گل را یک مشت زر ضرورست ٭ ورنہ جمیع ما فی الارض معطل و بیکار حکمت کے خلاف رہی خالی رہے اور
ظاہر ہے کہ گروہ ملائکہ بسبب اسکے کہ شہوت و غضب سے مبرا اور اکثر احتیاجات سے معرا ہیں مثلاً
زن و فرزند و خورش و پوشش کی احتیاج نہیں رکھتے استیفائے منافع مخلوقات علوی و سفلی نہیں کر سکتے
اور لیاقت خلافت کی اصلا نہیں رکھتے اسواسطے کہ معنی خلافت الٰہیہ اور تجلی اوصاف ربانیہ
خواص ہیئت اجتماعیہ ترکیبیہ سے ہے پس ترکیب ایسی چاہیے کہ جامع دونوں عالم کی ہو اور چونکہ تعلق
روح کا واسطے بدن کے ساتھ بلا شہوت و غضب پائندہ و باقی نہیں ہو سکتا ہے تو شہوت و غضب بھی
اسمیں ضروریات سے ہے اور حکایت ما فی الضمیر فالکون کے لیے و انتفاع نظام کل کے واسطے قوت
عقلیہ پاک بھی لازم ہے تاکہ نتائج ترکیبیہ آپکے سب سے حاصل ہوں اور ظاہر ہے کہ ہر طبقہ ملائکہ کو
صرف اطلاع اپنے کمالات پر حاصل ہے تو صدور انکا بھی مقابل انہیں کمالات کے واقع ہوگا نہ مقابل
کمالات فوقانی اور تحتانی کے اسیطرح تسبیح و تقدیس بھی نہوگی مگر مقید و محصور سوا ایسے خلیفہ
جامع کی عدم تقرر میں بحالت مشورت ایسی تقریر کرنا مثل اسکے ہے کہ کسی کے قوی اور جوارح عرض کریں
کہ آپ کو حاجت غلام کی نہیں ہے ہم کفایت کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے ہیں کہ ہم سے بجز ایک ایک
کام کے کچھ بھی سرانجام نہو سکیگا اور غلام کہ بمنزلہ مالک ہوگا البتہ دریائے جمعیت کمالات سے
آشنا ہوگا اور جو کام مالک سے سرانجام ہوتا ہے غلام سے بھی ہوگا اسی طرح فرقہ جنات بھی اگرچہ

شہوت وغضب انمین ہے لیکن آئین خلافت کے سزاوار نہیں کیونکہ قوت خیالیہ انکی قوت عقلیہ پر غالب ہے
جس چیز کو خیال کرتے ہیں اُسکو حقیقت جانتے ہیں جس طرح طفل نی سوار کہ آپکو حقیقۃً گھوڑے پیہ
سوار جانتا ہے اور چوب سواری کو لوازم فرسیت سمجھتا ہے پھر اگر تمام مخلوقات کو انکے منافع مین مصروف
کرین تو بجز خیالات کے اور کچھ سر انجام ممکن نہین ہے اور منظور الٰہی یہ ہے کہ حقیقت ہر منفعت کی
بے کم وکاست ظاہر ہو جائے قطع نظر اس سے جنات بسبب غلبۂ ناریہ کے متخلق باخلاق الٰہی و
متصف بصفات باری نہین ہو سکتے مثلاً صبر وحلم ورزانت نفس وغیرہ کہ اصلاً یہ اخلاق انمین متحقق نہین
اور اکثر مخلوقات کی جانب احتیاج نہین رکھتے مثلاً قلعہ وحویلی وعمارات واسلحہ وغیرہ بیل نہ بلکہ
یہ بھی استیفاے منافع جمیع مخلوقات نہین کر سکتے جس طرح متصف بصفات ربانیہ ومتخلق باخلاق
الٰہیہ نہین ہو سکتے بالجملہ سواے آدمی کے جمیع مخلوق ارضی وسماوی سے کوئی ایسا نہین ہے
کہ منصب خلافت کا سزاوار اور سیاست منزلی ومدنی کا واقف کار ہو ولہذا انسان بخلقت تمام
انواع کے پیدا کیا گیا تاکہ استیفاے منافع جمیع مخلوقات اُس سے متصور ہو اور وہ مخلوقات مانند سامان
واسباب خانگی سمجھے جائین ؎ آدمی حیثیت برزخ جامع ٭ صورت خلق وحق درو واقع ٭ مشتمل بر
دقائق جبروت ٭ محتوی برحقائق لاہوت ٭ صورت نیک وبد نبشتہ درو ٭ ہیئت دیو ودو سرشتہ
درو ٭ صاحب سلسلۃ الذہب فرماتے ہین ؎ یک صفت نیست از صفات خدا ٭ کہ در ذات او بود پیدا ٭
ہم علیم ست وہم سمیع وبصیر ٭ متکلم مرید وحی وقدیر ٭ ہمچنین از حقائق عالم ٭ ہمہ چیزی درو بود منضم ٭
ارباب تذکیر فرماتے ہین کہ معنی انی اعلم کے یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ یہ گنہگار رہین اور مین آمرزگار ہون
یا جانتا ہون کہ تم مطیع وفرمان بردار ہو لیکن با مباہات وافتخار اور یہ گنہگار رہین اما با تضرع وانکسار
اور میری درگاہ مین معصیت بعذر بہتر طاعت بافخر سے ہے یا جانتا ہون کہ تمھارے مصاحبین سے
ایک مطرود ومردود ابلیس شیطان پیدا ہوگا اور انمین سے ایک شخص مقبول حبیب الرحمن محمد مصطفےٰ صلعم
سو سنو اے ملائکہ تمکو بھی شرمندگی کافی ہے کہ تمھارے گروہ سے ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن ہوگا اور آدمی کو
یہی فخر بس وافی ہے کہ انکے فرقے سے احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا یا مین جانتا ہون کہ
تمھاری طاعت قائم ودائم ہے اور انکے اعمال گاہ گاہ لیکن تمھاری پرستش بی تکلف ومجاہدہ ہے اور انکی
با ہزاران ہزار وغدغہ اسواسطے کہ تمکو موانع نفس وہوا نہین ہین وریہ بیچارے دغدغۂ ہوا ووسوسۂ نفس
واغواے شیطان وفکر اولاد ونسوان وفتنۂ دنیا مین گرفتار رہین با این ہمہ فرمان حق سے منہ نہین موڑتے
اور رشتۂ طاعت رحیم مطلق کا نہین توڑتے اور جو طاعت باین تکلیف ہو اُس سے کیا نسبت اسکو جو

دربیان معنی انی اعلم

۲۰

سے بالتصدیع ہو یا میں بھی جانتا ہون کہ تم فرمان برداری کرتے ہو اور گنتے ہو تحمل درجہ حرام کاری میں تیتے ہین اور بولتے ہین انت یا میں جانتا ہون فساد انکے جوارح کا اور تم نہین جانتے محبت انکے دل کی اور محبت دلی شفیع اعضا ہی والفت قلبی مقبول بارگاہ کبریا ہے ؎ اگر از دوست یک گنہ آید * صد شفیع از محبتش زاید * یا جانتا ہون کہ گناہ کرتے ہین بدن سے اور دل مین کراہت رکھتے ہین اور تم طاعت کرتے ہو بدن سے اور دل مین اعتماد رکھتے ہو تمھارا تکیہ عمل پہ ہے انکا اعتماد برکرم ہے ؎ تکیہ بر گوشہ محراب کند زاہد شہر * گر کند تکیہ چرا برکرم او نہ کند * اور اہل تحقیق فرماتے ہین کہ سِرِّ انی اعلم کا یہ ہے کہ مین جانتا ہون صفائی انکے عقائد کی عالم محبت مین ہر چند کہ ظاہر انکا معصیت سے آلودہ ہو مگر کچھ خوف نہین اسلیے کہ جب آتش محبت روشن ہوتی ہے تو جو خس و خاشاک گناہ کا راہ مین پڑتا ہے سب جلکر خاک ہو جاتا ہے اے ملائکہ تم صفائے ظاہر دیکھتے ہو مین صفائے باطن پر نظر رکھتا ہون تم مخالفت اعضا و جوارح پر نگاہ رکھتے ہو مین موافقت قلوب کو ملاحظہ کرتا ہون تم آلایش صورت کو نظارہ کرتے ہو مین آرایش معنی کو تماشا کرتا ہون تم نقشہ آب و گل دیکھتے ہو مین جلوۂ جان و دل معائنہ کرتا ہون تمکو لباس طاعت پہنایا انکو کسوت رحمت تم ریاض عبادت مین چلتے ہو یہ حدائق عنایت مین تم انکو مفسد کہتے ہو مین صالح فرماتا ہون کما قال یرثہا عبادی الصالحون تم خون ریزی مین ترغیب کرتے ہو مین اشک ریزی مین تعریف کرتا ہون و

بیان تنبیہ

اعینہم تفیض من الدمع فائدہ اس بیان مین کئی بحثین ہین کہ خبردار کرنا انسے ضروری ہے اول کہ جب ارادہ الٰہی یون ہوا کہ اس قسم کا مخلوق پیدا کرین اور اسکو منصب خلافت عطا کرین تو اس مشیت کا ذکر کرنا کیا ضرور تھا اور ایسے امور کے اخبار سے کیا حاصل تھا کیونکہ ایسی بات مشورے کے مقام مین ہوتی ہے اور

بیان معنی مشورہ

معنی مشورہ یہ ہین کہ ایک دوسرے کی عقل سے استعانت چاہے اور حق تعالے ہر چیز سے مستغنی ہے پس مشورہ اینجا چہ معنی دارد جواب یہ ہے کہ حقیقت خلافت الٰہیہ کی یہ ہے کہ خلیفہ حق منافع تمام عالم پر تصرف کرے

بیان جواب

اور منافع مذکورہ فرشتون کے ہاتھ مین رکھے ہین چنانچہ اس قصے مین بیان ہوا ایسے عامل و کارکن اس دنیا کے فرشتے ہین اور اشیا دیگر مثل آلات ہین لہذا قبل قائم کرنے خلیفہ کے اطلاع اس امر کی عامل کو ضرور تھی اسلیے کہ اگر پہلے ہی خلیفہ مقرر ہو جاتا تو استحقاق خلافت مین محل جرح تھا اور امر خلافت کہ اطاعت و فرمان برداری سے عبارت ہے کما ینبغی مستحکم نہوتا اور جب قبل از پیدایش خلیفہ شہرہ اسکا جا بجا رہا تو اطاعت و متابعت مین کمال رغبت و نشاط سے قدم رکھینگے اور بعضے مفسرین کہتے ہین کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ بندگان الٰہی دریافت کرلین کہ امور عمدہ مین مشورہ نہایت ضرور ہے اسلیے کہ حق تعالے نے باوجود استغنا کے مشورہ فرمایا ہے دوسرے یہ کہ فرشتون نے کہان سے دریافت کیا کہ یہ خلیفہ زمین مین فساد و خونریزی کریگا

بعضے علما کہتے ہین کہ فرشتون نے جنات پر قیاس کرکے یہ حکم نکالا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور
کلبی سے یہ بات مروی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ جب اللہ نے فرشتون سے انی جاعل فی الارض خلیفۃ
فرمایا تو فرشتون نے کہا وہ خلیفہ کیسا ہوگا ارشاد ہوا کہ صاحب اولاد و احفاد ہوگا انمین حسد و بغض و مقابلہ
و مجادلہ و کبر و کینہ و عداوت و فساد بیشتر رہیگا فرشتون نے کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا یہ مروی ہی
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہین کہ عمدہ فرشتون کو لوح کی مکتوبات پر اطلاع ہوتی تھی
اور عوام ملائکہ بعض مکتوبات اسکے لئے انکے پوچھنے سے دریافت کرلیتے تھے سو خبر پیدایش اس خلیفہ کی اور افعال
شنیعہ انکی اولاد کے اس طرح معلوم ہوئے بلکہ روایات مین وارد ہی کہ جب خالق لایزال جل جلالہ نے
عنصر آگ کو پیدا و ظاہر کیا تو ملائکہ اسکی رویت سے خوفناک و ترسناک ہوئے اور درگاہ لایزالی مین
ملتمس ہوئے کہ یہ عنصر کسکے واسطے ہی حکم ہوا کہ نافرمانون اور شریرون کے واسطے ہی اور اسوقت ماسوائے
فرشتون کے کوئی مخلوق ذی شعور و صاحب ارادہ موجود نہ تھا جب انی جاعل فی الارض خلیفۃ ارشاد ہوا
تو معلوم کرگئے کہ مصداق [illegible] ہونگا اور بعضے کہتے ہین کہ خلیفہ نائب خدا ہی حکم و قضا مین اور
حاکم کی احتیاج نہین ہوتی مگر وقت تنازع و تخاصم سو فرشتون نے لفظ خلیفہ سے بطریق التزام دریافت کیا
کہ فساد و عدم اعتدالی و قتال و خون ریزی بیشک واقع ہوگی الغرض بعد قیل و قال قدرت ایزد جلیل
خلقت آدم علیہ السلام سے متوجہ ہوئی اور مشیت قادر ذو الجلال پیدایش اکرم خلق پر آمادہ ہوئی
اور واسطے ترکیب اسکے چار عنصر پیش نظر ہوئے لیکن قرعہ اختیار وہ ترکیب خاک پاک پر پڑا
سو کہ بجز خاک نیست مظہر کل • خاک شو خاک تا بروید گل • محدثین مفسرین حضرت خاتم النبیین اولین
و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت کرتے ہین کہ اول حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم ہوا
کہ ایک قبضہ خاک تمام روی زمین سے لاؤ کہ مین اس سے ایک مخلوق بناؤنگا جبرئیل علیہ السلام بحکم ملک علام
قبضہ خاک لینے کو آئے اور چاہا کہ خاک زمین سے لین زمین نے التماس کیا کہ ای محرم وحی ربانی و ای
سر خیل مقربان روحانی مین تو ایک مدت سے لگدکوب آفات ہون لیکن ایسا واقعہ عجیبہ کبھی
واقع نہین ہوا مجکو مطلع تو فرماؤ کہ اس حکم سے کیا مقصود ہی جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
مین خود اس معاملے مین متردد ہون مگر اتنا معلوم ہی کہ خالق باکمال تجھسے ایک مخلوق بنا کر ظاہر کریگا
اور اسکو اپنا نائب و خلیفہ بنائیگا اور وہ مرجع ثواب و عتاب ہوگا زمین نے استغفار کرکے کہا کہ
ای جبرئیل مین نہین چاہتی کہ مجھسے ایسا شخص پیدا کیا جاوے اور خدا سے پناہ مانگتی ہون مجھ
مجھسے تو خاک اٹھائیے جب حضرت جبرئیل نے ایسی پناہ بزرگ کا نام سنا ناچار جبرئیل امین واپس ہوئے اور

جناب حق مین ملتمس ہوے کہ زمین نے اس امر سے استعفا دیا اور مین تیرے نام کے ادب سے پھر آیا تب حضرت میکائیل علیہ السلام بھیجے گئے انکو بھی اُسنے منت وسماجت سے ٹالا پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم رب جلیل آئے انکو بھی تواضع ومدارات سے روکا اب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تو جا اور ایک قبضہ خاک لا نہ پھرنا مگر لیکر سو یہ حضرت خود کاہی کو پھرنے والے تھے اب تو تاکید بھی ہوگئی الغرض باہیبت وجلال زمین کے پاس آئے وہ نہایت آہ وزاری والحاح وخاکساری گریہ وبیقراری سے وست بستہ عرض کرتی رہی وہ کب سنتے ہین یہی جواب دیا کہ اے زمین بگوش ہوش میرا کلام سن کہ مین حکم خالق ارض وسما وورشاد مالک ما فیہا وما علیہا لایا ہون کچھ اپنے کام کو نہین آیا ہون شعر مثل حکمی کہیچ ہے سپلوان کے روبرو کمزور کی نہین چلتی یعنی وہ چلاتی رہی حضرت عزرائیل نے قبضہ خاک لے ہی لیا مطلق رحم نہ فرمایا اُسی دن سے عزرائیل قابض ارواح ہوے اور ملک الموت کہلائے روایت ہے کہ جب یہ عہدہ انکے نامزد ہوا تو حضرت حق قیوم مین عرض کیا کہ اب بندگان حضور میرے دشمن ہو جاوینگے اسلیے کہ موت ہر جاندار کو مکروہ معلوم ہوتی ہے ارشاد ہوا کہ مین ایک سبب موت کا ظاہر مین کر دونگا کہ خلق اُسمین مشغول رہیگی یعنی کسی کو دریا مین غرق کرونگا اور کسی کو آگ مین جلاؤنگا اور کسی کو کسی بیماری سے مارونگا ایسی صورت مین تیرا دشمن کوئی بھی نہوگا وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ زمین ہیبت تکلیف سے گریہ وزاری پیش آئی اُسی روز سے چشمے جاری ہین اہل عرفان فرماتے ہین کہ یہ گریہ وزاری غایت فرح وشادی سے تھا نہ رنج وبیقراری سے بروایت صحیح یہ ثابت ہے کہ زمین نے حضرت جبرئیل سے کہا تمکو قسم ہے خالق ذوالجلال کی کہ مجکو مت لیجا کیونکہ مین طاقت قربت نہین رکھتی ہون کہ ع دور ویکان را بیش بود حیرانی اسی لیے مین نے استقدر بُعد اختیار کیا ہے اے جبرئیل مجکو اسی جگہ برقرار رہنے دے ع ذرہ خاکم و در کوی تو ام وقت خوش ست ترسم ای دوست کہ بادی ببرد ناگاہم القصہ جب حضرت عزرائیل خاک لے آئے تو ارشاد ہوا کہ اُس موضع پر جہان اب کعبہ ہے ڈال دو چنانچہ اُسی جگہ تودہ کیا اور ایک روایت ہے کہ خاک کو آسمان پر لے گئے اور دروازہ بہشت پر تودہ کیا فائدہ واضح ہو کہ اولین شرافت وبزرگی خاک آدم کو یہ تھی کہ کئی رسل بزرگوار کے ذریعے سے حضرت کبریا مین طلب ہوئی اور بانداز معشوقان سرافراز ناز کرتی رہی کہ فرشتے عام وخاص متحیر ومتعجب ہوکر باہم تذکرہ کرتے تھے کہ اسکا سر کیا ہے جو اس خاک ذلیل کو بکمال اعزاز وتکریم حضرت رب جلیل مین طلب فرماتے ہین اور یہ اقتادہ راہ توجہ بارگاہ مین غنج ودلال کرتی ہے ع یار تو ناز میکنی ناز جہان ترا رسد حسن نمک ترا رسد ناز وگر کرا رسد اور زبان حکم لا موقعیا

یون ارشاد کرتی تھی کہ زاہدان خشک صومعہ نشین گرم روان خرابات عشق سے کیا خبر سلامتیان سلیم خو کو
ذوق حالت ملامتیان بلاجو سے کیا چاشنی ہے ؎ درد دل خستہ دردمندان دانند * نی خوش منشان
وخیرہ خندان دانند * اسرار قلندری چہ داند زاہد * سری است درین پردہ کہ رندان دانند *
چندے صبر کرو تاکہ مین اس مشت خاک پر دستکاری قدرت دکھلاؤن اور زنگار ظلمت چہرۂ
آئینۂ فطرت سے دور کرون ع باش تا پردہ ازین سر نہان بردارم * پھر فرشتون کو حکم ہوا کہ اس خاک کو
گلابہ کرو اور سحاب پاک کو ارشاد ہوا کہ چالیس روز تک اور ایک روایت مین چالیس برس تک اس
خاک پر پانی برسا ابر نے بفرمان ایزد پاک انتالیس روز دریاے اندوہ وتعب سے اور ایک روز
نہر شادی وطرب سے پانی لیکر برسایا ؎ بے حکمت غریب وحدیث عجیب نیست * شادی بیک زبان
وغم جاودان ما * بعد ازان گلابہ کو خشک کیا یہان تک کہ مثل سفال کوزہ گران ہوگیا کہ حرکت دینے سے
آواز نکلتی تھی کما قال خلق الانسان من صلصال کالفخار یعنی پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی مٹی سے
جیسے ٹھیکرا جب گلابہ ایسا ہوا فرشتون کو حکم ہوا کہ بین مکہ وطائف وادی نعمان مین کہ عرفات سے
ملا ہی ڈالو کہ مین ید قدرت سے اسکو بناؤنگا کہ خمرت طینۃ آدم بیدی اسپر دلیل ہے یعنی خمیر کیا مین نے
مٹی آدم کو اپنے ہاتھون چنانچہ چالیس برس اسمین کاریگری فرمائی نہین معلوم کیا کیا اس مین
تعبیہ کیا اور کس کس شی کا تزکیہ وتصفیہ ہوا لا یعلم اسرارہ الا ہو اہل عرفان فرماتے ہین کہ ہر ذرہ
گل مین ایک دل پنہان کیا اور دل کو محل جانان گردانا اور اسکو نظر عنایت سے پرورش فرمایا
اور الوان نعمت سے نوازش اور توشہ خانہ کرم سے پوشش مرحمت کی اور نعمت خانۂ فضل سے
خورش حقائق بخشیہ مین ہے کہ چالیس برس آب وگل آدم مین کمال حکمت سے دستکاری قدرت فرمائی
اور اپنی ذات وصفات کاملہ کی نقاشی ورنگ آمیزی سے تصویر بنائی یہان تک ایک ہزار ایک
صفت اپنی اسمین رکھی بلکہ کل جوہر لطیف وگوہر شریف کہ خزانۂ غیب اور شہادت مین تھا
آب وگل آدم علیہ السلام مین دفینہ وخزینہ فرمایا جب نوبت دل کی پہونچی تو غنچۂ دل کو
باغ جنت سے لائے اور آب حیات ابدی سے سرشتہ کیا اور تاب آفتاب جہان تاب سے
پرورش دیکر منظور نظر عنایت خداوندی فرمایا جب دل بغل کا کام اتمام کو پہونچا تو ایک
گوہر نفیس نفائس مخزونات غیب سے جو انظار ملکوت وجبروت سے پوشیدہ ومخفی
رکھا تھا اور سواے حضرت باری جل ذکرہ کے اسکی خزانہ داری کسی سے متعلق
نہ تھی طلب فرما کر ید قدرت سے خزینۂ دل مین ودیعت رکھا ظاہرا یہ امانت سراسر نعمت

وہ ہوگی جسکو خواجہ حافظ شیرازی واقف اسرار و راز فرماتے ہین ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ اور جناب حضرت حق اپنے کلام مین فرماتے ہین انا عرضنا
الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما
جہولاً یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے قبول نہ کیا
کہ اسکو اٹھاوین اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو انسان نے یہہ ہی بڑا بے ترس نادان
خلاصہ یہ ہی کہ اپنی جان پر ترس نکیا اور امانت کے معنی یہ ہین کہ پرائی چیز رکھے اپنی خواہش کو
روک کر آسمان و زمین مین اپنی خواہش کچھ نہین ہی اگر ہی تو وہی جسپر قائم ہین یعنی آسمان کی
خواہش پھرنا زمین کی ٹھہرنا اور انسان کی خواہش اور ہی اور حکم خلاف اسکے آئے تو اس چیز کو برخلاف
اپنے جی کے تھامنا بہت مشکل ہی اور بڑا زور چاہتا ہی اسکا انجام یہ کہ منکرون کو تقصیر پکڑنا اور
ماننے والون کا قصور معاف کرنا اب بھی یہی حکم ہی کہ اگر کسی کی امانت کوئی دیدہ و دانستہ ضائع کرے
تو بدلا دینا آتا ہی اور بے اختیار ضائع کرے تو بدلا نہین مولانا ولی اللہ محدث فرماتے ہین کہ مراد
امانت سے استعداد تکلیف اوامر اور نواہی کی ہی اور ظلوما جہولا سے مراد یہ ہی کہ بالفعل عدالت
اور علم نہین رکھتا ہی الا قابلیت اسکی ہی اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ امانت سے مراد طاعت
اور فرائض ہین کہ عرض کیا اللہ صاحب نے سموات اور ارض پر یہ قول ہی ابن عباس کا اور
ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ امانت سے مراد ہی ادائے نماز اور ایتاء زکوۃ اور صوم
رمضان اور حج کعبہ اور صدق کلام اور قضائے دین اور کیال اور میزان کا پورا کرنا اور مجاہد
کہتے ہین کہ مراد امانت سے فرائض اور حدود دین ہین اور ابو العالیہ کہتے ہین کہ جملہ اوامر
اور منہیات مراد ہین اور زید بن اسلم کہتے ہین کہ صوم اور غسل جنابت مراد ہین اور جو چیزین کہ
پوشیدہ ہین احکام اور شرائع سے اور عبداللہ ابن عمرو ابن عاص فرماتے ہین کہ سب سے
پہلے اللہ صاحب نے جب انسان کی فرج پیدا کی اور فرمایا کہ یہ امانت ہی پس فرج امانت ہی
اور آنکھ امانت ہی اور کان امانت ہی اور پاؤن امانت ہی ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور بعضے
کہتے ہین کہ وضوء مراد ہین یہ روایت ہی ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ سے یعنے فرمایا
اللہ تعالے نے سموات اور ارض سے کہ یہ امانت ہی تم لے سکتے ہو بولے یہ کیا ہی حکم ہوا کہ
یہ وہ چیز ہی کہ اگر اچھی طرح سے اسکو ادا کروگے تو اسکی جزا پاؤگے اور اگر خلاف کروگے
تو عقاب و عذاب اٹھاؤگے تب آسمان اور زمین وغیرہ نے قبول نہ کیا اور خوف سے بولے کہ ہم تیرے

مسخر ہین کچھ ثواب اور معصیت ہکو درکار نہین ہی یہان سے واضح ہوا کہ یہ حکم بطور تخییر تھا نہ بطور التزام کس واسطے کہ اگر بطور التزام ہوتا تو قبول ہی کرنا پڑتا کیونکہ تمام سموات اور ارض اور ما فیہا خاضع اور مطیع اور ساجد ہین چنانچہ ارشاد ہوتا ہی الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب الآیہ
(کیا نہین دیکھا اللہ کو سجدہ کرتے ہین اسکو جتنے آسمانون مین اور زمین مین ہین اور آفتاب اور مہتاب اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپایے ۱۲)
اور بعضے اہل علم کہتے ہین کہ جب اللہ صاحب نے امانت عرض کی تھی تب سموات اور ارض مین عقل اور فہم بھی پیدا کیا تھا یہان تک کہ قابل خطاب ہوئے اور جواب دیا جو کچھ کہ بن پڑا اور بعضے کہتے ہین کہ سموات اور ارض سے اہل اسکے مراد ہین غرض کہ جب سب نے عجز ظاہر کیا تب حضرت آدم کو ارشاد ہوا کہ مین نے امانت اپنی عرض کی سموات اور ارض اور جبال پہ کسی نے قبول نہ کیا اب تو قبول کرتا ہی یا نہین عرض کیا کہ اے رب اسمین کیا ہی ارشاد ہوا کہ اگر احسان کریگا تو جزا ملیگی اور اگر خلاف کریگا تو عقاب ہوگا پس اٹھالیا امانت کو حضرت آدم نے اور ظلم کیا اپنے نفس پر کہ مآل کار نہ سمجھا اور جاہل کہتے ہین کہ حمل امانت آدم علیہ السلام سے بہشت مین واقع ہوا اور درمیان حمل اور خروج کے بہشت سے اسقدر توقف ہوا تھا جیسا ظہر اور عصر مین ہوتا ہی اور نقاش نے ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ امانت مانند صخرہ کے تھی کہ اٹھالیا اسکو آدم علیہ السلام نے اور نہ اٹھا سکے اسکو آسمان اور زمین اور جبال اور ملائکہ وغیرہ ۔

فائدہ اہل عرفان فرماتے ہین کہ عظمت شان امانت بایں مرتبہ ہی کہ اگر عرض کرین اسکو اجرام عظام پر اور انکو شعور اور ادراک عطا کرین تو اسکے اٹھانے سے انکار کرین اور حق یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالے نے اجرام کو ادراک اور شعور عطا کیا تب امانت کو عرض کیا بغرض تخییر نہ بغرض التزام پس انکار کیا خوف سے نہ کہ معصیت سے اور انسان نے قبول کیا از روے ہمت نہ از روے قوت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ امانت کو سموات وغیرہ پر صرف عرض کیا اور انسان پر فرض کیا جن پر عرض کیا تھا انھون نے سر پھیر لیا اور جسپر فرض تھا اسنے اٹھالیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نظر حضرت آدم کی عرض الٰہی پر ہوئی نہ کہ امانت پر سو لذت عرض سے ثقل امانت خفیف ہوگیا اور زبان عنایت ربانی نے ارشاد کیا کہ اٹھا لینا تیرا کام ہی اور نگاہ رکھنا میرا چونکہ تو نے رغبت سے میرے بوجھ کو اٹھالیا مین نے بھی تجکو سب سے بلند مرتبہ کیا کہ وحملناہم فی البر والبحر
(بٹھا لیا انکو جنگل اور دریا مین)
راہ و دو نا بود توان بار او را بود توان برداشت ۔ صاحب انوار فرماتے ہین کہ مراد امانت سے عقل اور تکلیف ہی

چونکہ آسمان اور زمین اور جبال کو قوت اور استعداد حمل حاصل نہ تھی انکار کر گئے اور انسان نے اپنی قابلیت سے قبول کیا اسواسطے کہ بسبب استیلاے قوت غضبیہ کے ظلوم ہے اور بسبب قوت شہویہ کے جہول اور فائدہ عقل کا یہ ہے کہ دونون قوتون کو اعتدال پر رکھے اور اصل مقصود تکلیفات سے تعدیل قوتین ہے کہ نتیجہ ہین صفت سبعی اور بہیمی کا پس ظلومی اور جہولی علت حمل ہوئی اور بعضون نے کہا ہے کہ ظلم اور جہل شان انسان کی ہے جسطرح سے کہ طہارت شان ہے پانی کی لیکن چونکہ حامل امانت ہوا بعض نے ترک ظلم اور جہل کیا اور بعضے اسیر رہ گئے اور حقیقت یہ ہے کہ ظلوم اور جہول ہے نزدیک خلق کے نہ کہ نزدیک خدا کے اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ حق سبحانہ نے عرض کیا امانت کو اہل سموات اور ارض اور جبل پر سب نے انکار کیا بسبب بے استعدادی کے اور چونکہ انسان کو اسکی استعداد بالقوہ موجود تھی بے مضائقہ اور ممانعہ قبول کیا پس ظلوم ہے اپنے نفس پر کہ فنا کر دیتا ہے اپنی ذات کو ہویت مطلقہ مین اور جہول ہے کہ غیر حق کو نہین پہچانتا ہے اور بقول لا الہ الا اللہ نفی ماسوی اسکا وتیرہ ہے اور فتوحات مین لکھا ہے کہ امانت گویا صفت ہونا ہے اسماء حسنی سے کہ سب موجودات پر عرض کیا صرف انسان نے قبول کر لیا اور اگر نہ اٹھاتا تو ظلوم ہوتا اور جہول ہے یعنی عالم ہے اسواسطے کہ نہایت علم اللہ کا اعتراف بجہل ہے اور عجز معرفت سے اور عجز ادراک سے ادراک ہے اور روح الارواح مین لکھا ہے کہ ظلوما جہولا مدح حضرت آدم علیہ السلام کی ہے نہ مذمت یعنی جب بار عظیم کو فوق طاعت سے باعانت ہمت اٹھا لیا تب ارشاد ہوا کہ تو نے برا ظلم کیا اپنے نفس پر اور تو نہین جانتا تھا کہ یہ بار عظیم نہایت گران ہے اسپر جواب دیا حضرت آدم نے کہ مین غیر حق سے جاہل تھا کہ میرا آوازہ ظلومی اور جہولی عالم مین ہو گیا اور تمام عالم اس سے ناواقف محض تھا اور بوارق مین لکھا ہے کہ امانت سے مراد عشق ہے کہ عالم بشریت مین تھا اور عالم ملکیت مین اصلا نہین اسواسطے کہ ملک بیدرد ہین لطف اور نعمت ہین درد سے واقف نہین اور محبت بے درد کو محبت کی قدر نہین ہوتی ہے

عاشقی را درد و بدنامی خوش ست ؛ عاشقان را سوز و ناکامی خوش ست ؛

پس جب آفتاب امانت برج عرض الوہیت سے چمکا آسمان نے کہا کہ مین بلندی اور رفعت مین ہون اور زمین نے فریاد کی کہ مین افتادہ راہ ہون اور پہاڑون سے آواز آئی کہ ہم ثابت قدم ہین تحمل اس بار کا نہین کر سکتے کہ شاید ہمکو کچھ آفت ہو کہ یہ صفات ہمسے جاتی رہین حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ اسپر لینگے

مردانہ اُٹھہ کھڑا ہوا اور اُس بار کو دوش نیاز پر اُٹھا لیا اور نعرۂ ہل من مزید شروع کر دیا تب
حکم ہوا کہ ای خاکی تجکو یہ قوت کہان سے بہم پہونچی تب زبان حال یون بولی کہ بار گران امانت
یا مہربان سے اُٹھہ سکتا ہو ~ آن بار کہ از بردن او عرش اباکرد + با قوت تو حامل آن بار
توان بود + القصہ خلعت حمل امانت سے تمامت با استقامت انسانی پر کہ منشور
انی جاعل فی الارض خلیفہ نامزد اُسکے ہوا ہو زیبا ہوا تب واسطے چشم زخم شیاطین
حاسدین کے اسپند انہٗ کان ظلوما جہولا آتش غیرت پر ڈالا گیا القصہ چالیس ہزار برس
ملاطفات اور عنایات آب و گل آدم سے ظہور مین آئین لیکن کوئی بھی مقربان درگاہ
عزت سے اسکا محرم نہوا بلکہ اکثر ملایک قالب آدم پر گذرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ عجب نقشہ ہی
کہ تصویر کرتے ہین اور کیسی صورت عجیب اور غریب ہی کہ پردہ حکمت سے نکالتے ہین مگر
ہمکو مطلق اس سے اطلاع نہین ہی اور زبان حال حضرت آدم علیہ السلام کی ارشاد فرماتی تھی
کہ اگرچہ تم مجکو نہین جانتے مگر مین تمکو بخوبی پہچانتا ہون اسقدر تامل کرو کہ مین بالین خواب سے
سر اُٹھاؤن اور تمھارے نام تمکو بتلاؤن تفسیر قرطبی مین عرایس ثعلبی سے
نقل کیا ہی کہ عبد اللہ ابن سلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت خلقت آدم
علیہ السلام پوچھی حضرت نے ارشاد کیا کہ روے شریف آدم علیہ السلام خاک کعبہ سے
بنا ہی اور سینہ اور پشت زمین بیت المقدس سے اور رانہاے لطیف ارض یمن سے
اور ساقہاے عالی تربت مصر سے اور قدمین مطہرین زمین حجاز سے اور دست راست
بے کم وکاست خاک مشرق سے اور دست چپ بے رنج و تعب ارض مغرب سے اور تفسیر منیر مین
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ سر مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا خاک بیت المقدس سے
بنایا اور پوست اور جلد سر خاک بہشت سے اور مژگان اور ابروان مع چشم حوض کوثر سے اور در
دقائق الاخبار مین لکھا ہی کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ پیدا کیا اللہ نے اسطرح کہ سر
بیت المقدس کی مٹی سے بنایا اور منہ تراب جنت سے اور دانت خاک کوثر سے اور دست یمین
خاک کعبہ سے اور دست چپ تراب فارس سے اور دونون پیر خاک ہند سے اور استخوان تراب جبل سے
اور ستر عورت ارض بابل سے اور اہل حکمت لکھتے ہین کہ سر آدم کا پانی سے اور سینہ آگ سے
اور شکم خاک سے اور دونون پیر ہوا سے بناے ہین اسی واسطے سر مین رطوبت ہی اور
سینے مین گرمی اور شکم مین نرمی اور پیرون مین چالاکی آئی اور تکملہ مین لکھا ہی

کہ جگہ زمین موصل سے پیدا کیا اور سینہ زمین حجاز سے اور پوست بدن زمین طائف سے اور پیشانی خاک کنعان سے اور عورت زمین بابل سے اور امعا احشا جزائر سے اور استخوان جبال سے پس اختلاف الوان اور اشکال اور تفاوت امزجہ اور طبائع بنی آدم بسبب اختلاف خاک کے واقع ہوا ہے صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام اجزاے زمین سے پیدا کیا ہے اسی سبب سے بنی آدم رنگ میں مختلف ہوتے ہیں یعنے سرخ سفید سیاہ گندمی اور طبائع اور اخلاق میں متفاوت یعنی نرم اور خشن اور زشت اور طیب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام روے زمین سے پیدا کیا یعنی شور و شیرین سے پس اگر انکی اولاد میں جزو شیرین غالب ہوتا ہے تو وہ آخر کو نیک بخت ہوجاتا ہے اگرچہ ماں باپ اُسکے کافر ہوں اور اگر شور غالب ہوتا ہے آخر کو بدبخت ہوجاتا ہے اگرچہ ولی اور نبی کا لڑکا ہو اور وجہ تسمیہ ابوالبشر با آدم علیہ السلام کی یہ ہے کہ قالب انکا ادیم زمین سے بنا ہے اسواسطے یہ نام ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ رنگ حضرت آدم کا گیہوان تھا اور لفظ آدم مشتق ہے ادمہ سے یعنی گندم گون اسواسطے آدم نام ہوا روایت ہے کہ ہنوز قالب حضرت آدم کا کامل نہیں ہوا تھا کہ ابلیس دیکھنے کو آیا مشاہدہ آب و رنگ سے عجب کدورت اسکے دل میں پائی گئی کہ دریاے عیب جوئی اور نقص گوئی نے اُسکے دل سے جوش مارا پہلے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ خاک کہاں سے آئی ہے حضرت جبرئیل نے نشان اُن مقامات کا دیا تو ابلیس اُن مقاموں پر گیا کہ شاید حقیقت حال سے مطلع ہوں سو جہاں کہیں پہنچا غلغلہ تسبیح اور ولولہ تہلیل گرم پایا متحیر ہوکے کہنے لگا کہ یہ عجب ماجرا ہے باوجودیکہ ہنوز اجزاے آدم متفرق ہیں اور حال یہ ہے اب ہئیت مجموعیہ کو دیکھا چاہیے کیا کیا رنگ لاوے چنانچہ ہمیشہ گرد قالب کے طواف کرتا تھا یہاں تک کہ اعضاے شریف حضرت آدم سے علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتب ہوکے مرتبہ صلصال کو پہونچے ابلیس جا با کہ تفحص احوال کرے انگشت امتحان اُس قالب خاک پر رکھی چونکہ میدانا پاک اُسکا دست بیگانہ تھا قالب آدم سے ایک آواز نکلی تو یہ تیرہ باطن آواز سنکے خوش ہوا اور ملائکہ سے کہنے لگا کچھ فکر کرنا نہ چاہیے کیونکہ یہ ایک جسم جابجا کاواک اور مجوف ہے بغیر بہوے سیر نہوگا بلکہ سستی سے زمین پر گر پڑیگا اور جو بھر جائیگا تو اعصاب متعدد ہوجائینگے اور حرکات میں

کاہلی کریگا حضرت انس سے صحیح مسلم مین روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جب تصویر کیے گئے آدم تو گرد تصویر پھرتا تھا ابلیس اور دیکھتا تھا کہ یہ کیا چیز ہی
جب دیکھا کاواک تو معلوم کر گیا کہ اپنے نفس پہ قادر نہین ہی اب خوش ہوا اور روایت
صحیح مین ہی کہ فرشتون کو ارشاد ہوا کہ تم قالب آدم مین گھسکر ملاحظہ کرو جب فرشتے چلے
تو ابلیس سب کے آگے آگے چلا اور قالب آدم پر پہونچا فرشتون نے بطریق سریان قالب کی
زیارت کی الا قلب مین نجاسکے سے قلب را دیدند عرشی ہو بہو + استوی الرحمن بجای درو
مانع سریان ایشان اندران + گشتہ حجاب جلال عز و شان + بعض روایت مین ہی کہ ابلیس مردود
دروازہ دہن سے قالب آدم مین داخل ہوا تو عجائب اور غرائب قدرت الہی سے آراستہ پایا
سے شہری چو بہشت در نکوئی + چون باغ ارم بتازہ روئی + اور اس بقعہ لطیف اور نشیمن
علیین مین جو نفائس ملک اور ملکوت اور غیب اور شہادت مین متفرق دیکھے تھے جمع پاکر
گرد محلات جوارح اور اعضا کے قدم حیرت سے پھرتا رہا اور دیدہ عبرت سے نظارہ کرتا رہا
پھر در دل پر پہونچا اور قدم کو آگے نہ رکھ سکا تب سخت متحیر ہوا اور کہنے لگا کہ اور تو سہل تھا
یہ مقام سخت مشکل ہی اگر مجھکو آفت پہونچیگی تو اسی موضع سے اور حضرت حق کو اگر کام ہی
تو اسی موضع سے ہی سے رنگ مانند ابلیس زان قلب سلیم + ہاتف گفت انہ شی عظیم
غرضکہ با فسوس نشیبے خاسر اور خجل کر کے وہان سے پلٹ آیا بنزدیک کاتب الحروف کے
سر اسکا یہ ہی کہ دل حضرت آدم نے اسکو رد کیا کہ مردود مطلق ہوا جیسا کہ کہتے ہین جو شخص
مردود ایک دل سے ہوا بشرطیکہ دل ہو تو وہ تمام دلون سے مردود ہو جاتا ہی + جب ابلیس
درون صورت سے باہر نکلا تو اسکے ہمراہیون نے استفسار کیا تب کہنے لگا اور تو سب خیریت ہی
لیکن بائین طرف سینہ کے ایک قصر در بستہ مشاہدہ ہوا سر بستہ نظر آیا ہر چند مین نے غور
و تامل کیا مگر اسکی حقیقت سے آگاہ نہوا مجکو اسی مقام سے خوف ہی دیکھیں اسکو کیا معاملہ
پڑیگا فرشتون نے کہا کہ اگر یہ کالبد عالم ہوا اور اسپر حاکم کریگا تو ہم کمال شفقت و عنایت اسکے ساتھ
کرینگے اور جو اسکو حاکم فرمائیگا تو اطاعت و فرمان برداری کرینگے اسوقت ابلیس علیہ اللعنۃ نے
اپنے دل مین کہا کہ اگر مجھکو مسلط کرین تو مین ہلاک کرون اور جو اسکو مجھپر حاکم بنادین تو فرمان بری
کرون عمر من نہ آنم کہ زبونی کشم از چرخ فلک + بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین حضرت
عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب فرشتے پیدایش خلیفہ سے ترسان

ولرزان ہوئے تو ابلیس نے قالب آدم علیہ السلام کو عضواً عضواً دیکھا اور بولا کچھ خوف وترس نکرو رب تمھارا طاہر وپاک ہی اور یہ قالب مجوف وکاواک اگر مجھے اسپر مسلط فرمادیں تو ہلاک کرون القصہ جب کہ تسویہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام نے رقم اتمام پایا اور لباس اختتام پہنا تو روح کو عالم امر سے حکم ہوا کہ قالب آدم مین گھسکر مقامات کاواک کو پر کردے روح بحکم رب الارباب عالم نور سے آئی اور قالب کو تنگ وتاریک دیکھکر رک رہی اور داخل نہ ہوئی پھر ارشاد ہوا کہ داخل ہو لیکن اُسنے تامل کیا بعد اُسکے ارشاد ہوا کہ داخل ہو تب بھی اُسنے توقف کیا پھر حکم ہوا کہ داخل ہو کراہت سے اور نکلیگی بھی کراہت سے یعنی جسطرح داخل ہونے مین مبالغہ کرتی ہی اسی طرح خارج ہونے مین مضائقہ کریگی بالجملہ بجبر وکرہ اُسکو قالب آدم علیہ السلام مین داخل فرمایا کہ بفور دخول روح حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور بالہام الٰہی کلمہ الحمد للہ زبان پر جاری ہوا اللہ تعالے نے جواب دیا یرحمک اللہ کذا رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ چونکہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کا ظاہر مین تیرہ وتاریک کھلائی دیتا تھا اور روح عالم نور سے تھی سو وہ منزل ظلمانی سے خوف کرتی تھی اور داخل نہین ہوتی تھی اسلیے شمع نور مبارک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لکن پیشانی ابو البشر آدم علیہ السلام مین روشن کرائی گئی کہ ہر ایک زاویہ اُس مسکن کا پرتو انوار سے روشن ہوا تب فی الفور روح مقدس دماغ آدم علیہ السلام مین داخل ہو کے سو برس تک پھرتی رہی چنانچہ بطون دماغ نے تاثیر روح سے آگاہی پائی بعد ازان آنکھون مین داخل ہوئی تو آنکھین کھل گئین اور ساق عرش پر نظر پڑی تو دیکھا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُسپر لکھا تھا بعد ازان کانون مین داخل ہوئی تو ہوش سامعہ نے ظہور پکڑا پھر بینی مبارک مین اثر روح پیدا ہوا کہ اُسی وقت چھینک آئی پھر دہان وزبان پر نازل ہوئی اُسیدم اثر روح سے زبان آدم پہ کلمہ الحمد للہ رب العالمین شکرانہ گذرا خداوند عالم نے جواب دیا یرحمک ربک یا آدم ولذلک خلقتک الغرض جس جگہ روح پہونچتی جاتی تھی وہ مقام گوشت ہوجاتا تھا اور اُسمین حس وحرکت پیدا ہوتی تھی اخبار الدول مین ہی کہ جب روح نے بطن آدم علیہ السلام مین سرایت کی تو اُنکو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی یہ اول حرص حضرت آدم علیہ السلام کی تھی اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب روح نورانی کر آدم علیہ السلام مین پہونچی تو آدم علیہ السلام جست کر کے جلدی سے

اُٹھ بیٹھے ۔ اور کھڑا ہونا چاہا گر پڑے اور سبب یہ تھا کہ ہنوز روح نے جسم زیرین مین تاثیر نہین کی تھی رانین و پنڈلیان خشک مٹی کی تھین چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہین خلق الانسان من عجل پھر تمام بدن مین روح نے سرایت فرمائی تو حکم ہوا کہ فرشتون سے سلام علیک کرو اور اُنکا جواب سنو سو حضرت آدم نے السلام علیکم فرمایا فرشتون نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ ارشاد الٰہی ہوا کہ یہ کلمات تحیہ قرار پائے تیرے واسطے اور تیری ذریت کے لیے

فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ کے نزدیک روح ایک جوہر ہے مجرد قائم بالذات نہ عرض ہے اعراض سے نہ جسم ہے اجسام سے نہ متمکن مکان مین نہ مقید ہے قید جہت و زمان مین نہ متصل ہے بدن سے نہ منفصل نہ داخل ہے بدن اور عالم مین نہ خارج بلکہ ایک ذات ہے موصوف باوصاف ربوبیت واقرب اشیا سے مقام الوہیت سے اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول مقبول کو کشف ذات اور اظہار صفات روح سے مردم نا اہل پر امر نہین فرمایا اور یہ لطیفہ روحانی موصوف باوصاف مختلفہ اور معروض بعوارض متعددہ ہوتا ہے اور باعتبار ہر وصف کے ایک نام اُسپر اطلاق کرتے ہین اگر انہماک صفات مذمومہ اور شہوات مردودہ مین کرتا ہے اُسکو نفس امارۃ بالسوء کہتے ہین اور اگر شناعت اعمال اور رذالت افعال پر عامل کو ملامت کرتا ہے اور طریق توبہ دکھلاتا ہے تو نفس لوامہ کہتے ہین اور اگر امتثال اوامر و نواہی رب الارباب مین بحضور تمام و جمعیت مالاکلام حاضر رہتا ہے تو وہ نفس مطمئنہ ہے اور نزدیک اس طائفہ حقہ کی سوا اُس روح کے ایک روح اور بھی ہے کہ اُسکو حیوانی بولتے ہین محل اُسکا قلب صنوبری ہے جو پہلو سے چپ مین ہے اور شعاع اس روح کی تمام بدن مین ساری ہے اور حس و حرکت اُسی کے سبب سے ہے اور بسبب قطع عضو کے منقطع نہین ہوتی اور روح انسانی کو رابطہ محبت اور تعشق اس روح حیوانی سے ہے اور اسکو رابطہ جسم سے ہے تا بقا سے اعتدال و صحت مزاج اور بعد فساد مزاج و رفع کمال اعتدال جسم سے بھاگتی ہے کہ جسم صورت جماد پیدا کرتا ہے اسی کو موت کہتے ہین اور تحقیق یہ ہے کہ شکل روح حیوانی کی اور رنگ اور قامت اسکا مشابہ جسم سے ہوتا ہے اسطرح پر کہ اگر مکان جسم زید مین مثلاً روح حیوانی نکلکر بیٹھے اور جسم زید کا معدوم ہو جاوے تو دیکھنے والا یہ جانے کہ جسم زید کا نہین ہے و علی ہذا القیاس روح حیوانی عمرو اور بکر اور اسپ اور سائر حیوانات و علی ہذا القیاس روح نباتیہ و جمادیہ

یعنی بنایا آدمی شتابی کا ۱۲

بیان حقیقت روح

اسلیے کہ نزدیک اشراقیین اور صوفیہ کے نباتات اور جمادات کے بھی ارواح ہین کہ وہ روح علم اپنے نفس اور خالق اور مخلوقات اپنے کا رکھتی ہے اور مؤید اس کلام کی آیہ کریمہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لاتفقھون تسبیحھم وغیرہ آیات اور احادیث وارد ہین اور اس گروہ کو سوا اس تحقیق کے اور بھی تحقیق عمدہ ہے کہ یہ مقام گنجایش اسکی نہین رکھتا اب ایک بات اور قابل تحریر ہے کہ جمیع علماء رحمہم اللہ اگرچہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہین کہ بعد فنا سے ابدان ارواح باقی ہین معدوم نہین ہوتی بقولہ علیہ السلام انکم خلقتم للابد وانکم تنقلون من دار الی دار لیکن اختلاف کرتے ہین ازلیہ روح مین حکماء اشراق اور ایک جماعت صوفیہ روح قائل ہین کہ نفس سرمدی ہے یعنی ازلی اور ابدی مگر اعتقاد ازلیہ فقہا کے نزدیک کفر ہے۔ کشف المحجوب مین ہے کہ قول ملاحدہ بقدم روح باطل ہے بلکہ روح مخلوق اور حکم الٰہی ہے لیکن اگر بتعمق نظر دیکھا جائے تو کچھ مابین مشائین اور اشراقیین کے نزاع نہین ہے کہ بمقتضا سے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی نسبت مبدء فیاض کی نفوس کے ساتھ مانند نسبت ابر کے قطرون سے ہے اگر ابر قدیم ہے تو میتوان گفت کہ قطرات قدیم اند کیونکہ ابر مین قطرات ہین و توان گفت کہ حادث اند اسلیے کہ صورت قطرہ وقت انفصال ابر کے حادث ہوتی ہے اور شک نہین ہے کہ مبدء فیاض قدیم ہے پس اطلاق قدم اور حدوث نفوس پر صحیح ہوتا ہے باعتبارات مذکورہ اور امام غزالی اور شیخ مقتول موافق مشائین کے ہین مخفی نرہے کہ نفس نتیجہ روح ہے اور روح نتیجہ امر کہ قل الروح من امر ربی ای من نور ربی اور یہ ظاہر ہے کہ خلیفہ مستجمع اوصاف مختلف ہے لہذا حضرت حق نے لباس اسماء اور صفات اپنی کا روح انسانی مین پہنایا اور تخت بادشاہی پر بٹھلایا اور فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور دل آدم عبارت اس نقطۂ لطیفہ سے ہے کہ دائرہ وجود اس سے متحرک ہوا اور کمال کو پہونچا اور صورت اسکی عشق سے پیدا ہوئی اور وجود انسان مین یہ دل بمنزلۂ عرش ہے اور صورت اسکی مضغۂ صنوبری الشکل اور حقیقت اسکی لطیفۂ ربانی کہ منسوب عشق سے ہے اور عشق ایک صفت ہے صفات خدا سے کہ اشیا مین ظہور پذیر ہے اور محبت ایک شعبہ ہے عشق کا کہ جملہ اشیا اسی سے قائم اور نظام دین و دنیا اسی سے مربوط ہے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ نفس اور روح لطائف ہین قالب مین جسطرح شیاطین اور ملائک اور بہشت اور دوزخ عالم مین لیکن ایک محل خیر ہے اور دوسرا محل شر اور اسی طرح نفس محل شرارت اور اوصاف ذمیمہ ہے اور روح محل خیر اور

اور اوضاع حمیدہ اور صورت اول کو خلاصۂ عالم و اجسام بنایا ہی اور روح دل کو خلاصۂ عالم ارواح تاکہ معلوم ہو کہ خلاصہ دونون عالم کا دل ہی حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ستے کسی سنے پوچھا کہ مومن اور منافق سکے دل مین کیا فرق ہی فرمایا دل منافق ستر مرتبہ پھرتا ہی اور دل مومن ستر برس نہین پھرتا آرے دل تین طرح کا ہی ایک بمنزلۂ پہاڑ ہی کہ کسی ہوا سے جنبش نہین کھاتا یہ وہ ہی کہ جسنے حق کو پہچانا اور یقین لایا دوسرا مانند درخت ہی کہ ہوا سے حرکت کرتا ہی لیکن اپنے مقام سے نہین ہٹتا یہ وہ دل ہی جسکے یقین مین ضعف ہی یہی دل مصیبتون مین جزع اور نامرادی مین تردد کرتا ہی گو اصل اعتقاد تقدیر اور علم اور رزاقی مالک حقیقی کا رکھتا ہی لیکن کامل نہین یہ دل عامۂ مومنین کا ہی تیسرا مثل برگ شجر ہی کہ ہر ایک ہوا اُسکو حرکت دے سکتی ہی اور مقام سے جدا کر دیتی ہی یہ صفت قلوب منافق کی ہی کہ مانند مرغ اُڑتا رہتا ہی کسی ہوا مین اُسکو سکون و قرار نہین اور سنابل مین مذکور ہی کہ روح انسانی کو صالح ہو یا فاسق علاقہ اپنے قالب سے بعد موت کے منقطع نہین ہوتا اور تعلق قالب سے اگرچہ خاک ہو گیا ہو باقی رہتا ہی اور مجمع السلوک مین ہی کہ کلام روح مین بعض کے نزدیک جائز ہی اور بعض کے نزدیک ناجائز جو لوگ قائل بجواز ہین وہ کہتے ہین ہی الحیوۃ و قیل انہا عرض و قیل جسم لطیف و ہو ریح مخصوص اور ترجمۂ احیاء العلوم مین ہی کہ جو چیز حقیق ہی اور افہام اُسکے ادراک سے عاجز ہین خواص پر منکشف ہوتی ہی لیکن خواص کو واجب ہی کہ غیر مستحق سے بیان نہ کرین و لہذا حضرت صلعم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علے قدر عقولہم اسی باعث سے آنجناب سنے حقیقت روح کی بیان نہ فرمائی عین القضات ہمدانی فرماتے ہین کہ قل الروح من امر ربی نہایت مشرح ہی اگر شرع مانع نہوتی تو روح کی حقیقت بیان کر دیتا مگر غیرت الوہیت مانع ہی کہ ان اللہ غیور اب واضح ہوا کہ اصل اخلاق نفس کے دس ہین بخل اور کبر اور عجب اور ریا اور حسد اور بے رحمی اور حرص طعام اور حرص سخن اور دوستی مال اور دوستی جاہ جو شخص اس سے خلاصی پاوے وہ راہ خلاصی کی دریافت کرے اور خلاصی ان سے بلا مخالفت نفس کے ممکن نہین یعنی اگر نفس کو کھانا خوش آتا ہو فاقہ کرے اگر کلام اچھا لگے تو سکوت کرے اور اگر خاموشی پسند ہو تو کلام کرے اسی طرح سب چیزون مین خلاف کرے تب سلامتی ہی ورنہ خرابی کیونکہ یہ شیر یہی طلب کرتا ہی جو خداوند کبریا کے واسطے چاہیے مثلاً خداوند عالم اپنی ستایش اور ثنا

عبادت سے طلب کرتا ہو نفس بھی خلق سے اسی کا خواستگار ہو وعلے ہذا القیاس دیکھو فرعون مردود نے انا ربکم الاعلے اسی کے سبب سے کہا اور خراب ہوا او رشش جلی کہلایا آدمی کو لازم ہو کہ اپنی ذات کو دعوی فرعونی سے نکالے اور یہ بلا قلع وقمع نفس راست نہین آتا پس واجب ہو کہ اسکو ریاضت مین ڈالے تا کہ ادب اور تواضع اور سکنت وللہیت اور خشوع اور خضوع کی عادت پکڑے اسلیے کہ خیر بھی عادت اسکی ہو جس طرح شر اسکی عادت ہو ولہذا اہل تحقیق فرماتے ہین کہ نفس مین جملہ خصائل ذمیمہ ہین مگر ایک خصلت نیک ہو کہ جس عادت پر اسکو لاؤ اسی کی عادت پکڑ جاتا ہو اور مطیع ہو جاتا ہو اور بہت دنون خلاف اسکے نہین کرتا و ذلک رفع لطیف نا لزم اور بھی واضح ہو کہ ہر چیز کے لیے روح خاص فائض پروردگار سے ہو اور حیات خاص مناسب حال کے ظاہر ہوتی ہو اسمین حیات اور توابع اسکے مانند علم و قدرت و ارادہ وغیرہا سب جلوہ گر ہے باد و خاک و آب و آتش بندہ اند + بامن و تو مردہ با حق زندہ اند + پیش تو آن سنگریزہ ساکت ست + پیش احمد او فصیح و ناطق ست + پیش تو استون مسجد مردہ ست + پیش احمد عاشق و دلدادہ ست + جملہ اجزاء جہان پیش عوام + مردہ و پیش خدا دانا و رام + مردہ زین سو ئید و زان سو زندہ اند + خامش اینجا و ان طرف گویندہ اند + کوہہا ہم لحن داؤدی کنند + جوہر آہن بکف مومی کنند + باد حمال سلیمانی شود + بحر با موسیٰ سخندانی شود + ماہ با احمد اشارت بین شود + نار ابراہیم را نسرین شود + سنگ با احمد سلامی میکند + کوہ یحییٰ را پیامی میکند + ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم + با شما نامحرمان ما خامشیم + حضرت شیخ محی الدین عربی فرماتے ہین کہ مین پتھرون سے ذکر خدا سنتا ہون کہ ہر انسان اسکے ادراک سے عاجز ہو ولہذا حضرات صوفیہ قائل ہین کہ تمام عالم حی و ناطق ہے گو جمادات مگر آواز اُنکی عرفا بسامع حقیقتہ سنتے ہین عوام بسبب غفلت بگوش ولی خبر ہین کما قال اللہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم اور یہ گروہ حقہ فرماتے ہین کہ حیوانات چند چیزین مشاہدہ کرتے ہین کہ سواے اہل کشف اور کوئی بنی آدم اسکو نہین دیکھ سکتے اسی باعث سے انسان محجوب اسفل السافلین ہو اور اگر انسان اس مقام کو پہونچنا چاہے تو حیوان مطلق ہو تا کہ عقل مزاحم نہو اور اکثر آدمی کہ اس مقام پر پہونچتے ہین گنگ ہو جاتے ہین مثلاً کیفیت عذاب قبر سے حیوانات مطلع ہوتے ہین اور جن اور انس مشاہدہ نہین کر سکتے

اطلاع حیوانات بر عذاب قبر

مگر بعض خواص انسان بخوبی اطلاع پاتے ہین اسی طرح احوال عالم برزخ سے اولیاء اللہ واقف ہین اور علماء ظاہر بجبر محض ولہذا انکار کرتے ہین اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ رسائل برزخیہ مین تحقیق مستقر ارواح ابتداے خلقت سے تا حشر اور بعث اور تحقیق عالم برزخ اور بہشت اور دوزخ برزخیہ ازروی کتاب و سنت بخوبی فرماتے ہین عبارت اس رسالے کی دقیق عربی ہے لہذا خلاصہ اُسکا بعبارت اردو لکھتا ہون کہ خالق کبریا نے اپنے وجود باجود کو تین عالم پر تقسیم فرمایا ہے دنیا اور برزخ اور آخرت اول عبارت عالم ملک سے ہے اور دوم ملکوت سے اور سوم جبروت سے اور انسان کو مجموع عوالم سے پیدا کیا ہے یعنی جسم کو عالم ملک وشہادت سے اور نفس کو ملکوت سے اور روح کو جبروت سے پھر تا وقتیکہ انسان عالم دنیا مین ہے حکم اُسکے ظاہر جسم پر ہین اور نفس و روح زیر حکم جسم مختفی ہین یعنی امداد غیبی نفس و روح کو بوسیلہ جسم پہونچتی ہے اور ایک موکل بنابر نقل روح معین ہے یعنی روح ہمیشہ باقی ہے اور تعینات اسکی دنیا مین بقدر عمر شخص کے ہوتی ہے بعدازان اس عالم سے اُسکو نقل کرتے ہین جانب برزخ تا روز حشر و نشر اور بعد قیامت جملہ ارواح عالم آخرت کو روانہ ہونگی اور بہشت والے بہشت مین اور دوزخ والے دوزخ مین ابدالآباد رہینگے بالجملہ واسطے لیجانے ارواح کے دنیا سے موت کو بواسطہ حضرت عزرائیل علیہ السلام موکل فرمایا ہے اور اس نقل مین جسم عنصری جسم مثالی سے مبدل ہو جاتا ہے کما قال اللہ تعالی وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم اور عالم برزخ ایک عالم مستقل ہے مابین دنیا اور آخرت کے کما قال اللہ ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون جس طرح شفق بین العشائین اور فجر بین النہارین اور وہ دو قسم ہے اول یہ کہ جملہ ارواح بعد خلقت ازلی اُس عالم مین موجود ہین وہان سے بعد پیدایش جسم بتدریج آکر متعلق اجسام ہوتے ہین تا حیات دنیا اور برزخ ثانی یہ کہ ارواح اس عالم دنیا سے منتقل ہو کر اُس عالم مین جمع ہوتی ہین تا یوم نشر اور وہان سے عالم آخرت کو جاتی ہین اور اس برزخ مین جنت و نار بھی ہین ورای جنت و نار آخرت کے اور فرق اسی قدر ہے کہ تعذیب اور تنعیم برزخیہ کا انتہا مادامت السموات والارض ہے اور بعد فنا ہونے سموات اور ارض کے ارواح کو جنت و نار برزخیہ سے عالم آخرت مین لیجاتے ہین کما قال اللہ تعالے فی سورۃ ہود واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک فاما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفیر وشہیق خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک یعنی جو لوگ نیک بخت ہین بہشت مین ہی رہا کرین اسمین جبتک رہے

آسمان و زمین مگر جو چاہے رب تیرا اور جو لوگ بدبخت ہین وہ آگ مین ہین انکو وہان چلانا ہے اور دہاڑنا
رہاکرین آسمین جب تک رہین آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رب وکما قال اللہ تعالے النار
یعرضون علیہا غدوا وعشیا ولہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
والقبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران پس مراد یہان سے جنت و نار برزخیہ ہین نہ اخرویہ
مگر علما ے ظاہر اسی بہشت اور دوزخ کو اخروی سمجھتے ہین اور برزخیہ آنپر منکشف نہین ہوے
حضرت شیخ اکبر وغیرہ اہل کشف اس باب مین منفرد ہین اور اہل تحقیق کے نزدیک اس گفتگو مین
حق جانب شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ہے اسلیے کہ احکام جنت و نار کلام آلہی مین دو قسم کے ہین اور
اجتماع تمام اوصاف کا جنت و نار اخروی مین نہین ہو سکتا کیونکہ آخرت غداۃ اور عشی اور مدت انتہا سے
منزہ ہے یا مثلاً تعذیب و تنعیم سعید و شقی تا بقاے آسمان و زمین شرط کرنا دلیل ہے اسپر کہ بعد فنا ے
ارض اور سما وہ حکم منقضی ہو جائیگا اسی سے واضح ہوا کہ یہ حال برزخ مین ہوگا نہ آخرت مین
اسلیے کہ مکث آخرت دائمی ہے اور اُسکی شان ہے لا یرون فیہا شمسا ولا زمہریرا یعنی جنت خلد مین
آفتاب اور سردی زمہریر کہ لوازم زمین اور آسمان کے ہین نہونگے صبح اور شام بھی نہوگی اور
دلیل قاطع نفایہ بہشت اور دوزخ برزخیہ اور اخرویہ پر قصہ حضرت ابو البشر اور ام البشر ہے کہ ان
دونون کو حکم سکونت کا ہوا پھر اخراج کا اسی طرح قربت شجرہ کے امتناع اور اسی طرح فاکلا منہا
دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ معاملات بہشت و دوزخ آخرت مین نہین ہوسے کیونکہ صفت آخرت مین
وارد ہے اکلہا دائم ولا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ یعنی میوہ اُسکا دائم ہے تمام نہوگا اور اُسکے کھانے سے
ممانعت نہوگی اور بعد دخول کے خروج نہوگا اور وہان بول و براز کی حاجت نہوگی اور شیطان
وہان نہ جاسکیگا اور وہ دار الکرامت اور دار الخلد ہے کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
تیار ہوا ہے تا دخول آنجناب اوروں پر حرام ہے اور جو معاملات حضرت آدم سے واقع ہوے
سب برخلاف احکام جنت و نار آخرت کے ہین کما یظہر من التفاسیر والاحادیث اور یہ بھی
واضح ہوا کہ ایک روز برزخ کا مقدار ایک ہزار برس اس عالم کے ہوتا ہے اور ایک دن آخرت کا
مقدار پچاس ہزار برس عالم دنیا کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ انسان کی ترکیب عوالم ثلثہ سے ہے
جب تک ذہن انسان پر احکام دنیا اور سلک اور اجسام کے غالب ہین اور مقام اُسکا اسی
نشاء ملک مین ہے اور مقبلا بلیۃ عبر تشابیہ مین ہوتا ہے اور اگر احکام نفوس اور برزخ کے غالب ہین
تو منزل و مقام اُسکا عالم ملکوت ہے اور اگر غالب احکام ارواح اور ملایکہ ہین تو منزل و مقام اُسکا

عالم جبروت و آخرت ہی اور جو انسان کہ متصف باحکام کتاب حقہ اور سنن صدقہ ہی اور
متخلق باخلاق الٰہیہ ہی تو منزل اور مقام اسکا عالم لاہوت اور غیریت بالکلیہ انتفا پذیر رہی
اور یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ قیامت بھی کئی قسم ہی ایک وہ کہ ساعت بساعت تبدیل و تغیر سے
واضح ہی اور شمار مین نہین آسکتا کما قال اللہ تعالے بل ہم فی لبس من خلق جدید وقال سبحانہ عز وجل
کل یوم ہو فی شان دوسرے موت ارادی کہ موتوا قبل ان تموتوا سے ظاہر ہی تیسرے موت طبعی
لقولہ علیہ السلام من مات فقد قامت قیامتہ کہ اشارت اعراض سے ہی یعنی تمتعات اور لذات
دنیوی سے چوتھے قیامت موعودہ موافق فرمودہ خدا ان الساعۃ لاتیۃ لاریب فیہا
پانچوین وہ قیامت ہی کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہی انکشاف حقیقت کلیہ اور ظہور وحدت اور
استہلاک کثرت مین اسکو قیامت کبرے بولتے ہین اس مقام سے یہ فائدہ جلیلہ نکلا کہ حضرات
صوفیہ علیہم الرحمہ کے نزدیک ایک عالم برزخ مابین عالم اجسام و عالم ارواح بلاشبہ اور شک ہی
اور وہ عالم مشتمل ان صورتون پر ہی جو عالم اجسام مین ہین اور اس حیثیت سے کہ محسوس
مقداری ہی مشابہ باجسام ہی اور اس وجہ سے کہ نورانی ہی مشابہ عالم ارواح سے ہی اسیکو
عالم مثال کہتے ہین اور جبال منفصل اور ارض حقیقت اور جملہ صور محسوسہ عالم شہادت
پرتو صور مثالیہ ہین اسی سبب سے کاملین صورت دیکھکر احوال شخص بفراست معلوم
کر لیتے ہین کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ حضرات صوفیہ
فرماتے ہین کہ روح بے جسد نہین ہوسکتی اور جب بدن عنصری سے مفارقت کرتی ہی تو جسد
مثالی ابدی عالم برزخ مین پاتی ہی کہ اسکو بدن مکتسب بولتے ہین اور تنعیم و تعذیب قبر وغیرہ
اعمال اور اخلاق ہمارے ہین کہ متجسد ہوتی ہین انما ہی اعمالکم ترد الیکم ؎ کاہ ما لطف اوگاہ
بلا میرسد ✤ صورت اعمال ماست ہرچہ بما میرسد ✤ پس انسان مرید کو لازم ہی کہ افعال اور
اخلاق مذمومہ کو افعال و اعمال نیک سے بدل کرے اس بات کو اہل تصوف گردش
کہتے ہین اور یہ امر مانند وضو کے ہی سو جس کسیکو یہ ہمت ہو کہ عادت اور ہوا پرستی سے
خدا پرستی مین آوے تو وہ صحبت علماء آخرت کی اختیار کرے کہ انکی صحبت مین صفات مذمومہ
متبدل بصفات محمودہ ہوینگے اسوقت نفس کافر سے نجات پاویگا اور حضرت وحدہ لاشریک لہ مین
باریاب ہوگا ؎ اوصاف ذمیمہ چون بدل شد ✤ ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد ✤ چون ہستی
تو شد محقق ✤ خیزد ہمہ نعرۂ انا الحق ✤ اینجاست نہایت طریقت ✤ اینست خلاصۂ حقیقت

نواتح مین لکھا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الجنۃ قاع صفصف لیس فیہا عمارۃ
فاکثروا من غراس الجنۃ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما غراس الجنۃ فرمایا التسبیح والتہلیل
اور بھی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوزخی خود آپ کو آتش دوزخ مین لیجاتا ہی اور
کوئی اس بات کو مستبعد نہ جانے کہ عمل ہمارا تو اس مقام مین عرض ہی اُس مقام مین کیونکہ
جوہر ہوجاتا ہی کیونکہ لحاظ کرنا چاہیے کہ صور ذہنیہ جواہر قائمہ بالذہن ہین اور خارج مین قائم بالذات
الحاصل یہ سب حال دلالت کرتا ہی کہ حشر خلائق بصورت اعمال ہوگا بعد قیامت صغرےٰ کے کہ وہ
عبارت موت سے ہی کما قال صلی اللہ علیہ وسلم کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون اور
دوسری حدیث مین ہی یحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضہم علی صورۃ القردۃ وبعضہم علی صورۃ الخنازیر
پس معلوم ہوا کہ حشر بصورت اعمال واقع ہوگا اور یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا گویا اس قول کا
یعنی جیسا بیج ڈالوگے ویسا ہی نکلیگا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہین ع وقت محشر ہر عرض را
صورتیست * صورتے ہر یک عرض را نوبتیست * عالم اول جہان امتحان * عالم ثانی جزاے
این و آن * سیرتے کان بر وجودت غالب ست * ہم بران تصویر حشرت واجب ست * حکم آن
چون راست کو غالب تر ست * چون کہ زر بیش از مس آمد آن زر ست * پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز
سوی خلق آید روز رستخیز * پس یہ سب امور اسی عالم سے جاتے ہین اُس عالم مین کچھ نہین آتا
اور مردے کو بخوبی اسکا ادراک اور فہم ہی لیکن حکمت الٰہی نے خاموش کردیا ہی تاکہ سلسلۂ معاش
برہم نہو جاسکے حضرت مولوی فرماتے ہین ع خواجہ گفت ای پا پیری با نمک * انچہ گفتی
من شنیدم یک بیک * لیک پاسخ دادنم فرمان نبود * بے اشارت لب نیارستم کشود *
تا کہ موافق گشتہ ایم از چون و چند * مہر بر لبہا سے ما بنہادہ اند * تا نہ گردد رازہای غیب فاش *
تا نگردد منہدم عیش و معاش * تا ندرد پردۂ غفلت تمام * تا نماند دیگ محنت نیم خام *
ما ہمہ گوشیم کر شد نقش گوش * ما ہمہ نطق ایم لیکن لب خموش * ہرچہ ما دیدیم و دیدیم
این زمان * این جہان پردہ است غیب ست آن جہان * دیکھو اللہ جل شانہ کو یہان تک
پوشیدگی احوال اُس عالم کی منظور ہی کہ شب معراج مین حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہزار حاجتین کہ ہر ایک ہمچو ملک سلیمان علیہ السلام تھی بر لاسکے ایک حاجت کے انجاح مین
انکار فرمایا یعنی حضرت نے التماس کیا کہ حساب امت میرے ذمے چھوڑا جاوے وہ قبول نہوا
اور پوچھا گیا کہ اسکا فائدہ کیا ہی حضرت نے عرض کیا اسلیے کہ دوسرا انکے قبایح پر مطلع نہو

خطاب ہوا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ بھی انکے قبائح پر مطلع نہون دوسری بات یہ ہی کہ حال اُنکا دو حال سے خالی نہین ہی یا انکا حق تجھپر ہوگا یا تیرا حق اُنپر سو تم دونون ادا اُسکا نہین کر سکتے پس رجوع اس آستانہ کرم سے کرنا چاہیے یہی بہتر ہی کہ حساب انکا مجھپر چھوڑ کہ مین اپنے کرم کے ساتھ حساب کرون خواجۂ عالم نے عرض کیا آلہی مین چاہتا ہون کہ مطلع ہون کہ حساب میری امت سے کس طرح ہوگا فرمان آیا کہ جسطرح پدر مہربان اپنی اولا د سے باتین کرتا ہی اور اُس سے کلام کروانا ہی اور کہتا ہی ای جان پدر تیرے ہاتھ مین کیا ہی حالانکہ عالم ہی اور پوچھتا ہی اسلیے کہ لڑکا گستاخی کرے سو مین تیری امت سے اسی طرح حساب لونگا اول اُنکو پردۂ نور مین لونگا اور آسمان دو پردے ہونگے ایک عام دوسرا خاص پردۂ عام مین مطیع ہونگے اور پردۂ خاص مین عاصی اور انبیا اور اولیا اور ملائکہ سب بیرون پردہ ہونگے اور پردے کے باہر سے حضرت محمد مصطفے صلعم عرض کرینگے کہ اجازت ہو تو مین آؤن اور حال عاصیان امت کا دیکھون فرمان ہوگا کہ ای محبوب اسی مقام مین قائم رہ مین نہین چاہتا کہ کوئی شخص معاملہ گنہگارون سے واقف ہوتا ایشان گویند من شنوم وایشان عفو خواہند من بخشم ایشان عذر گویند من قبول کنم واللہ اعلم ثم رجعنا الی ماکنا فیہ القصہ حضرت آدم ابو البشر علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب آلہی جل شانہ مین التماس کیا کہ یارب العرش العظیم میری ذریت کیا ہی اور کہان ہی فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ تیری ذریت میرے دونون ید قدرت مین موجود ہین جس ہاتھ کو اول اختیار کر اُسکو کھول کر دکھلاؤن حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب الارباب اول مین نے دست راست اختیار کیا خالق ذو الجلال نے داہنا ید قدرت پشت آدم پر پھیرا تو نیک بخت ظاہر ہوے کہ قیامت تک اُنکی ذریت مین پیدا ہونگے اور اُنکی صورت بھی دکھلادی پھر بایان دست قدرت پھیرا تو بد بخت ظاہر ہوے حضرت آدم نے سب کو ملاحظہ کیا تو باہم تفاوت اور اختلاف پایا گیا یعنے بعض خوبصورت اور بعض بد ہیئت اور بعضے امیر اور بعضے فقیر اور بعض دراز قامت اور بعضے کوتاہ قد اور بعضے صحیح الخلقت اور بعضے ناقص الخلقت نظر آئے تب التماس کیا کہ یا خالق العالمین یہ تو سب تیرے بندے ہین انکو ایک طرح کا کیون نہ بنایا ارشاد ہوا کہ اگر سب کو ایک طرح کا بناتا تو کوئی ہرگز شکر نعمت نہ کرتا بعد ازان انبیا علیہم السلام کو دکھلایا کہ سب سے عظیم الشان تھے اور اُنکی آنکھون کے بیچ مین نور چمکتا تھا انمین سے حضرت داؤد کا

فوائد

نور انکو خوشنما دیکھ پڑا سبب یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بسبب صدور لغزش قدم توبہ اور استغفار اور بکا و زاری مین مشغول ہوئے سو نور نبوت اُنکا انوار توبہ و ندامت سے مخلوط ہو کے چمکتا تھا اور حضرت آدم کو بھی بسبب صدور زلت ایسا ہی اتفاق پڑا اس باعث سے نور داؤدی اور نور آدمی مین مناسبت کاملہ بہم پہونچی اور جسقدر مناسبت زیادہ ہوتی ہی محبت بھی زیادہ ہوتی ہی لہذا حضرت آدم نے کہا یا الٰہی یہ کون ہی ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بیٹا داؤد ہی کہا اسکی عمر کتنی مقدر ہی فرمایا ساٹھ برس کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہی فرمایا ہزار برس کی تب حضرت آدم نے دعا کی کہ الٰہی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہون حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت وفات آپہونچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہین ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو دے چکے ہو آدم بولے کہ مجھے یاد نہین اور کوئی شخص اپنی عمر سے کسیکو نہین دیتا ہی پس جبکہ حضرت صلعم فرماتے ہین کہ معاملہ داد و ستد کو آدم بھول گئے کہ یہ رسم انکی اولاد مین پڑگئی اسی وقت سے حکم تحریر ہبہ نامہ کا بگواہی گواہان جاری ہوا فائدہ انکار حضرت آدم علیہ السلام محل تردد نہین ہی کیونکہ ہبہ اور بخشش اُس شی مین جاری ہوتی ہی کہ وہ شی قبض و تصرف اور ملک و اختیار واہب مین ہو تا کہ ہبہ کرنے والا اُس شی کو اپنے اختیار سے موہوب لہ کو تفویض کرے اور قابض و متصرف کرا دے اور اس معاملے مین کوئی بات ان امور سے پائی نہین جاتی اور ظاہر ہی کہ ہبہ طلب اور دعا سے جاری ہوتی ہی بخلاف اس مقدمے کے کہ یہان دعا اور سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لایزال سے ہویدا ہی چنانچہ مالک دو جہان نے بعنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیے اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر سے کم نہ فرمائے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور بخوبی ہویدا ہی کہ بھول جانا کسی بات کا بسبب درازی زمانہ کے خلاف عقل نہین ہی ہزار برس کی بات کسکو یاد رہ سکتی ہی اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہنود کہ سہو و نسیان سے بعقیدہ ہنود پاک اور عہد شکنی قصداً اور عمداً مین بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روایت کی ہی کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتون نے کہا کہ یہ جماعت زمین مین گنجایش پذیر نہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہی کہا تو زندگی تلخ ہو جاویگی فرمایا رشتہ کو ایسا امید کا لگا دیا ہی کہ اُسمین غافل رہینگے نقل ہی کہ حضرت

آدم کی مصاحبت مین تین جانور بیل کتا بگلا پیدا کیے اور چالیس چالیس برس کی عمر عطا کی وہ
آدم کے پاس آئے آدم نے زندگی و درازی عمر و عاجزی و بیکسی انکی بیان فرمائی کہ یہ
تینون رونے لگے اور عرض کی یا آلٰہی ہماری عمر اس مشقت و دشواری مین کس طرح گذریگی
ہماری درخواست یہ ہے کہ عمر ہماری دس دس برس کی ہوا کرے اور آدم کو باقی عمر عنایت ہو
ارشاد ہوا کہ منظور ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بسبب حرص وطمع کے قبول کیا چنانچہ
ملاحظہ کیا چاہیے کہ جب آدمی بیل کی عمر مین آتا ہے تو محنت و مشقت مین بسر کرتا ہے چالیس
برس تک خوشی و خرمی مین رہتا ہے اور جب کتے کی عمر مین داخل ہوتا ہے تو بخل و خصومت
و جنگ و جدال و حرص وطمع مین مبتلا ہوتا ہے اور جمیع عادات کلاب اسمین ظاہر ہوتے ہین
پھر جب بگلے کی عمر کو پہونچتا ہے تو بے تقریر و کم سخن ہو جاتا ہے اور دریاے طمع کے کنارے منتظر
رزق بگلون کی طرح حیران و پریشان بیٹھا رہتا ہے کذا فی برہان العارفین اور صحیح مسلم مین ہے کہ — فضیلت یوم جمعہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین ایام یوم جمعہ ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام
پیدا ہوے اور بہشت مین داخل ہوے اور بھی خارج ہوے اور وفات بھی پائی اور
قیامت اسی دن ہوگی اور مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ خداوند تعالے نے جب ذریت آدم پشت آدم سے نکالی نعمان مین یعنی مابین مکہ
وطائف تو پراگندہ کیا ذریت کو آدم کی روبرو جسطرح مورچہ پھر کلام کیا اللہ نے انسے بالمواجہ
اور فرمایا مین نہین ہون خدا پروردگار تمھارا سب نے کہا کہ تو ہمارا پروردگار ہے
ہم گواہی دیتے ہین تیری ربوبیت پر بعد ازان بدستور پشت آدم مین داخل کیا — اقرار و میثاق
اور یہ عہد اسواسطے لیا گیا کہ قیامت کو نہ کہین کہ ہم غافل تھے یا ہمارے ماں باپ نے
شرک کیا تھا ہم ناحق انکے فعل سے پکڑے جاتے ہین فقیر مولف کے نزدیک
مدعا یہ ہے کہ خدا کے ماننے مین ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے باپ کی تقلید درکار نہین ہے
اگر باپ شرک کرے بیٹا چاہیے ایمان لاوے اور جو کسیکو شبہہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہین رہا
پھر کیا حاصل یون سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل مین رہا ہے کہ سب کا خالق ایک ہے
اسکا تمام جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے
دخل سے پھر آپ ہی جھٹلا دیتا ہے فائدہ نعمان ایک جنگل ہے عرفات کے قریب
اسکو نعمان سحاب کہتے ہین اور بعضوں نے بطن نعمان بھی تفسیر لباب مین لکھا ہے کہ

اخذ میثاق دحنا مین ہوا تھا کہ ایک مقام ولایت ہند مین ہی اور بعد نکلنے بہشت سے
واقع ہوا اور مدارک التنزیل مین تصریح ہی کہ جمہور مفسرین کہتے ہین کہ اخذ میثاق بعد
خلقت آدم قبل دخول جنت دروازۂ جنت کے حین صحن مین جسکی مسافت بیس ہزار
برس کی راہ ہی واقع ہوا کہ حق سبحانہ تعالے نے ذریۃ آدم علیہ السلام کو مانند
ذرچہ ہاے خرد صلب آدم سے نکالا اور حیات وعقل وقوت ناطقہ عطا کی پھر اپنی
ربوبیت کا اقرار لیا اہل معرفت فرماتے ہین کہ تذکیر عہد الست بیخبرون غافلون کے
واسطے ہی ورنہ ہوشمند بیداردل ہنوز اُسی جواب کو بگوش ہوش سنتے ہین ؏
الست ازازل ہمچنان شان بگوش * بفریاد قالوا بلے درخروش * یعنی کسی وقت
عارفون کو غفلت نہین ہوتی ؏ آنکہ از حق نیست غافل یک نفس * ماضی و مستقبلش
حال ست وبس * حقیقت یہ ہی کہ اسرار محبت نازک ہین اور جو اپنی حقیقت سے غائب ہی
وہ جواب الست کیا دیگا ؏ ہم خود الست گوید وہم خود بلے کند * نفحات مین ہی کہ کسی
نے سہیل سے پوچھا یوم بلے یاد ہی فرمایا کل تو تھا یاد نہوتا عبداللہ انصاری کے نزدیک
مین نقصان ہی یعنی دی و فردا چہ ؏ آن روز را ہنوز شبے در نیامدہ * ابی ابن کعب
تفسیر کریمہ اذا اخذ ربک من بنی آدم الخ مین کہتے ہین کہ ذریۃ کو جمع کیا اور قسمین کیں صورتین
نطق بخشا پھر کلام کیا تب اُنسے عہد توحید لیا اور گواہ کیا انھین کو اُنکے نفوس پر
اور فرمایا الست بربکم کیا نہین ہون مین تمھارا پروردگار قالوا بلے کہنے لگے کہ ہان ہی تو ہمارا
پروردگار ہی پھر فرمایا مین گواہ کرتا ہون آدم اور آسمان و زمین کو تاکہ قیامت کے دن
کہو کہ ہم نہین جانتے ہین بخوبی دریافت کرلو کہ میرے سواے تمھارا معبود کوئی نہین
کسی کو میرے وجود اور عبادت مین شریک نہ کرنا اور قریب تر رسل اور کتب بھیجونگا بنا بر
وہی عہد کے سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین تیری ربوبیت کی اور بلاشک
تو ہی ہمارا معبود ہی جب سب نے اقرار کیا تب آدم کو مطلع فرمایا اور دکھلایا تو کوئی امیر تھا
کوئی فقیر کوئی خوب صورت کوئی بدہیئت عرض کیا الٰہی یہ سب بندے تیرے برابر کیون نہوے
ارشاد ہوا کہ اگر سب کو یکسان کرتا تو شکر نہ کرتے اور ذریۃ آدم مین انبیا علیہم السلام مانند
چراغ درخشان تھے اُنسے سواے عہد و میثاق الوہیت عہد رسالت و نبوت بھی
لیا گیا تھا فائدہ چونکہ پیدایش آدم سے خلافت ارض منظور نظر تھی اور خلیفہ کو

دو امر لازم اول علم صفات اور افعال مختلف تاکہ موافق اسکے اپنی طرف سے سرانجام کر سکے دوسرا علم ان اشیا کا جو زیر فرمان خلافت مندرج ہوں تاکہ ہر چیز سے اسکے مناسب معاملہ کرے لہذا تعلیم اسما کی ضرورت ہوئی تو ہر چیز کے نام دل آدم میں القا فرمائے پھر منفعت اور مضرت ہر ایک شئی کی اسے مطلع کر دیا پھر ان اسما کی تصویریں فرشتوں کو دکھلائیں اور فرمایا کہ انکی حقیقت سے واقفیت تو مشکل ہے صرف ناموں سے خبر دو کیونکہ نام کمترین ممیزات حقائق سے ہے اور استحقاق خلافت کے لیے معرفت حقائق شرط ہے اگر تم اسکے ناموں سے واقف ہوگے تو دعویٰ تمھارا ثابت ہے اور اگر محض بے خبر ہو تو عہدہ خلافت کہ عبارت تصرف اشیا سے ہے ہرگز تم سے سرانجام نہو سکیگا گو تم صاف دعویٰ خلافت نہیں کرتے ہو لیکن تمھارے کلام سے مفہوم ہوتا ہے پس لازم ہے کہ شرائط ادعا ثابت کرو اگر نحن نسبح بحمدک ونقدس لک میں سچے ہو اسواسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ہماری تسبیح اور تقدیس اور حمد اور شکر کمال کے مرتبے میں ہے اور ظاہر ہے کہ تقدیس اور تسبیح کا کمال یہ ہے کہ بجمیع اسماے باری اور مقابل ہر کمال اور نعمت الٰہی کے واقع ہو اور اسکے لیے علم جمیع اسما وکمالات درکار ہے اور بدون معرفت حقائق عالم بالتفصیل یہ علم حیز امکان سے خارج ہے اور امتیاز بین الحقائق بوجوہ کثیرہ ہے ادنےٰ امتیاز بالاسم ہے اگر اتنا بھی تمکو حاصل نہوا تو دعوی تسبیح اور تقدیس علے الاطلاق کیسے درست ہوگا فرشتوں نے اپنا عجز ظاہر کیا اور عرض کیا کہ الٰہی ہمارا سوال صرف ہدایت کے واسطے تھا کہ حکمت پیدایش خلیفہ کی معلوم ہو جائے کہ اس سے ہم ناواقف تھے اور اپنی تقدیس اور تسبیح کو کامل سمجھے تھے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم یعنی تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا ہے تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار زینت القصص میں ہے کہ فرشتے انی اعلم ما لا تعلمون سنکر سات برس تک عرش کے گرد پھرتے رہے کہ اللھم لبیک اعتذارا الیک لبیک نستغفرک ونتوب الیک جب خداوند کریم نے ملائکہ سے تضرع اور زاری اور اقرار کمال حکمت اور علم باری پسند فرمایا تو آدم کو ارشاد کیا کہ اب خبر دو ان فرشتوں کو ان اشیا کے نام سے کیونکہ یہ لوگ خواص اور منافع اشیا نہیں دریافت کر سکتے مگر اس عقل سے جو کہ شہوت اور غضب سے مرکب ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی واسطے ہے تب آدم نے حقائق اشیا کا بیان شروع کیا اور ہر چیز کا نام با جمیع خواص

بھی جاری ہی اور مسخ جیسا بنی آدم مین ہوتا ہی فرشتون مین بھی ہوتا ہی چنانچہ قصۂ ہاروت
ماروت سے ظاہر ہی اور ابن عباس سے روایت ہی کہ بعض ملائکہ مین توالد و تناسل بھی
جاری ہی اور ممکن ہی کہ توالد تناسل بعد جنی ہونے کے ظاہر ہوا ہو اور بعضے اماثل کہتے ہین
کہ ملک اور جن مین عموم خصوص من وجہ ہی یعنی اجسام لطیفہ مستعد خیر محض ملائکہ ہین جس طرح
کروبین اور مستعد شر محض جنات ہین جیسے شیاطین اور مستعد خیر و شر ملک بھی ہین اور
جن بھی اور ابلیس اسی گروہ مین تھا اسلیے اطلاق ملک قبل صدور شر ابلیس پر صحیح ہی
اور اطلاق شیطان بعد صدور شرارت درست ہی اور ہمارے استاذ الاستاذ رحمہ اللہ
تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ مفسرین کو اختلاف ہی جنیت اور ملکیت ابلیس مین بعضے
کہتے ہین جنات کا باپ تھا جیسے آدم انسان کا اور بعضے کہتے ہین ملائکہ سے تھا اس
دلیل پر کہ اگر فرشتون سے نہوتا تو حکم سجدے مین شامل نہ کیا جاتا اور اسکے ترک سے ملام
اور معاتب نہوتا کیونکہ حکم سجدے کا خاص تھا فرشتون کو اور استثنا متصل فسجدوا الا ابلیس مین درست
نہین ہوتا اگر ملائکہ سے خارج سمجھا جاے کیونکہ استثنا غیر جنس سے متصل نہین کہلاتا اور اصل
استثنا مین اتصال ہی مگر یہ دلیل ضعیف ہی اور غلط کیونکہ سورہ کہف مین نص صریح ہی کان من الجن
ففسق عن امر ربہ یعنی تھا جن سے سو نکل بھاگا حکم رب سے اسی طرح اور صورتون مین قریب
تصریح واقع ہی اور ابلیس کی اولاد بھی ثابت ہی افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی یعنی سو تم
پکڑتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سواے حالانکہ ملائکہ مین اولاد نہین کیونکہ اولاد کے
واسطے ازدواج شرط ہی اور فرشتون مین مادہ نہین وجعلوا الملائکہ ہم عباد الرحمن اناثا یعنی
بنا لیا کافرون نے فرشتون کو جو اللہ رحمن کے بندے ہین عورتین اور اسکے جابجا فرشتونکو
بعصمت اور طہارت وصف فرماتے ہین اور ابلیس کو بوقاحت و شرارت اور اگرچہ فرشتون کو
خاص سجدے کا حکم تھا لیکن بالاصالۃ تھا اور جنات کو بہ تبعیت اور ابلیس آن مین داخل تھا
جس طرح مثلا کوئی بادشاہ لشکریون کو کوئی حکم فرما دے تو شتربان سائیس فراش وغیرہ
سب کو شامل ہوتا ہی نہ خاص سوارون اور پیادون کو پس بنابر اس تبعیت کے استثنا ابلیس کا
فرشتون سے بطریق اتصال صحیح ہوتا ہی سواے اسکے ابلیس مخلوق ہی نار سے اور ملائکہ
ایجاد ہوے نور سے اور صاحب کشاف نے کہا کہ اگرچہ ابلیس جنات سے تھا لیکن استثنا کو
متصل کہنا چاہیے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ ابلیس اول سے کافر تھا منافقانہ ایمان

ظاہر کرتا تھا اور خیالات فاسدہ اہلاک آدم پر ہمیشہ باندھتا تھا اور فرشتوں کو تحریص اور ترغیب کرتا تھا بعض تفاسیر میں ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم کے بابت ابلیس مرجوم ملعون یعنی کافر ہوا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ نہ کرنے سے کافر ہوا یا حسد اور عصیان کے سبب تینوں صورتوں میں امر مشکل ہے اسواسطے کہ ممتنع السجود اور حاسد اور عاصی کافر نہیں ہو سکتے اس ہنگام میں وجہ تفصی یہ ہے کہ وہ لعین اس سبب سے کافر ہوا کہ اسنے خدا کی طرف ظلم اور جور کی نسبت کی جب کہا خلقتنی من نار و خلقته من طین اور فقہا کا اجماع ہے کہ جو کوئی اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرے کافر ہے خازن میں ہے کہ چار قسم کا کفر ہے ایک انکاری کہ حق کو پہچانتا ہی نہیں فرعون اور ہامان اسی کفر میں گرفتار تھے دوسرا کفر جحودی کہ حق کو دل میں جانے پر زبان سے اقرار نہ کرے اس کفر میں بعض کافر مبتلا ہیں اور بعض اہل ہوئے بھی تیسرا کفر عنادی کہ دل اور زبان سے حق کا اقرار کرے پھر کفر سے باز نہ آوے امیہ بن الصلت وغیرہ اسی کفر میں پابند تھے چوتھا کفر نفاقی کہ زبان سے حق کا اقرار کرے اور دل میں انکار رکھے ابی بن خلف اور سایر منافق اسی کفر میں منہمک تھے ان چاروں کفر کا استحقاق خلود فی النار ہے اکبر میں ہے کہ اب علما کا اختلاف ہے کہ ابلیس کا کفر کفر جحودی تھا یا عنادی جنکے نزدیک کفر جحودی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت ابلیس کا علم مسلوب ہوا اور جنکے نزدیک کفر عنادی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت اسکا علم باقی تھا ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ کفر کا باقی رہنا علم کے ساتھ اگرچہ مستبعد ہے لیکن اللہ جسکو رسوا کرے اسکی نسبت کچھ بھی مستبعد نہیں اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ اس جگہ چند سوال ہیں ایک یہ کہ ہرگاہ شیطان مبغوض الرحمن ہے اور مستعاذ منہ انسان تو کیوں مخلوق ہوا جواب اسواسطے مخلوق ہوا کہ بندگان خدا خدا کی طرف رجوع لائیں نڈر نہ ہو جائیں جیسے مادر مہربان اپنے بچے نادان کے واسطے کوئی صورت خوفناک بنا رکھتی ہے کہ جب لڑکا شوخی کرتا ہے اسکو دیکھ کے ڈرتا ہے ماں کی طرف رجوع لاتا ہے تسلی پاتا ہے نقل ہے کہ ایک شخص کی جورو خوبصورت تھی مگر ہم آغوش نہوتی بعد مدت ایک شب خود بخود لپٹ گئی شوہر نے پوچھا آج کیا ہے کہا چور آیا اسکے خوف نے یہ وقت دکھلایا شوہر نے کہا ایسے چور مبارک قدم کو اللہ ہر روز میرے گھر میں لاوے اور چور سے کہا کہ جو دل چاہے لیجا کہ تیرے سبب سے مجھے وصال محبوبہ نصیب ہوا اسی طرح اللہ مہربان چاہتا ہے کہ میرا بندہ مجھسے رجوع رہے اور یہ

ف بیان اشکال در کفر ابلیس

ف بیان سوالات در مقصود ابلیس

رجوع بلا خوف ممکن نہ تھا اسلیے شیطان کو پیدا کیا کہ اس سے ڈر کر اللہ کی طرف رجوع لاوین اور
بعض محققین تحقیق فرماتے ہین کہ شیطان کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہو کہ خلق کی نظرون مین
اس سے ذلیل اور خوار نہ دکھاوین اسواسطے کہ فرشتون کو اللہ نے بیگناہ خلق کیا لا یعصون
اللہ ما امرہم اور انبیا کے سوا تمام آدمی غیر معصوم ہین جب اس نامعصوم سے کوئی گناہ
سرزد ہوتا اسکو ملائکہ حقارت سے دیکھتے اور ہنستے یہ ذلیل ہوتا اسواسطے شیطان مخلوق ہوا
تا ملائکہ پاکدامان اسکے طغیان کو دیکھکر اسکے عصیان سے چشم پوشی کرین اور انسان کے
حق مین استغفار بجا لائین قال اللہ و یستغفرون للذین آمنوا دوسرے یہ کہ شیطان خسیس ہو اور
انسان شریف خسیس کو شریف پر کیون تسلط فرمایا جواب تاکہ مومن پر اللہ کی رحمت کا
اظہار ہو کیونکہ اگر عصاۃ اور عصیان کا وجود نہوتا اللہ کی رحمت کا نمود نہوتا حضرت امام
زین العابدین فرماتے ہین کہ گیارہ چیز کو گیارہ چیز سے سیری نہین ہوتی چشم کو نظر سے زمین کو
مطر سے انثی کو ذکر سے عالم کو اثر سے شیطان کو مکر سے کافر کو کفر سے مومن کو ایمان سے
جنت کو مومن سے نار کو کافر سے مصطفے کو شفاعت سے مولے کو رحمت سے اور ارباب معارف
ارشاد کرتے ہین کہ تسلط اسواسطے ہوا کہ عبد اور معبود مین محبت کا علاقہ مستحکم ہو منقول ہو کہ
مجنون لیلی کے دروازے پر آتا لیلی کتے چھوڑتی مجنون کو کاٹتے اور جب مجنون نہ آتا
لیلی بیتاب ہوتی اور کوٹھے پہ کھڑی ہو کر مجنون کی راہ دیکھتی اور راہگیرون سے
پوچھتی کسی نے کہا اسے نادان یہ عجب بات ہو کہ جب مجنون آتا ہو تو کتے چھوڑتی ہو
اور جب نہین آتا تو دیوانہ وار تجھ سے سر پھوڑتی ہو کہا ای ناواقف عشق ظاہر مین
ذلت ہو اور باطن مین عزت معشوق عاشق کو یون ہی جانچتا ہو اگر اس امتحان مین
ٹھہر گیا تو عاشق صادق ہو اسوقت معشوق عاشق ہوتا ہو اور عاشق معشوق تیسرے
یہ کہ شیطان باوجود رذالت انسان کو دیکھتا ہو اور انسان باوصف جلالت شیطان کو
کیون نہین دیکھتا جواب تاکہ مومن کو دشمن نامرئی کے محاربے سے اجر عظیم حاصل ہو
اسلیے کہ مسلمان کے دشمن دو قسم ہین ایک مرئی وہ کفار ہین بحکم قاتلوا الذین یومنون
باللہ جب مومن نے انسے محاربہ کیا ملائکہ مدد کو پہونچے ہین قال اللہ تعالے
یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین دوسرا غیر مرئی وہ شیاطین ہین بحکم
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا جب مومن اسکے قتل کو چلا خداوند عز شانہ مدد کو

پہونچتا ہے اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ لیکن دشمن غیر مرئی کا محاربہ عدو مرئی کی نسبت
اجر مین زیادہ ہے اسواسطے کہ عدو مرئی دنیا ہی کا نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن ماجور اور
شہید ہوتا ہے اور عدو غیر مرئی دین کا نقصان کرتا ہے باوجود اسکے مومن مجبور اور طرید ہوتا ہے
اور ارباب حقیقت فرماتے ہین کہ اہل ایمان جو شیطان کو نہین دیکھتے اسمین یہ حکمت ہے
کہ اللہ مومنون کا حبیب ہے اور شیطان انکا دشمن ہرگاہ رحمٰن حبیب نے آپکو دنیا مین
نہ دکھلایا شیطان عدو کا منہ کیونکر دکھاوے حبیب کو نہ دیکھنا الم ہے اسکے ساتھ عدو کا
دیکھنا الم عظیم ہے اسی سبب سے اللہ نے مومن کے دل پر دو الم نہ رکھے جیسے اسکے
دل پر دو خوف اور دو امن نہین رکھے دیکھو جب بھائیون نے حسد کرکے یوسف کو باپ سے
دور ڈالا تاکہ ہمہ تن توجہ باپ کی انکی طرف رہے اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا کر دیا
کہ یوسف کا نہ دیکھنا ایک الم تھا اور دشمنان یوسف کا دیکھنا الم دیگر تا یوسف کا اشتیاق
زیادہ رہے اور بااین ہمہ ایک حکمت یہ ہے کہ شیطان ظلمت کفر مین ہے اور مسلمان نور ایمان مین
اور دستور ہے کہ تاریکی والا روشنی والے کو دیکھتا ہے اور روشنی والا تاریکی والے کو نہین دیکھتا
نور قمر اور نور چراغ مین یہ بات ظاہر ہے چوتھے یہ کہ شیطان نے عمر طویل پائی حالانکہ عدو اللہ ہے
اور مومن نے عمر قصیر باوجودیکہ دوست اللہ ہے جواب دنیا سجن ہے محبوب کی شان سے نہین کہ
سجن مین بند رہے بخلاف عدو کہ سجن اسکے مناسب ہے اور اہل تدقیق کہتے ہین کہ اس
مقام سے قصر حیات حضرت رسالت مآب صلعم کا نکتہ ظاہر ہوا کہ آپ اول سے
درگاہ حق مین پہونچکر امت کی عذر خواہی فرمائین تاکہ وقت پر شیطان کی نہ چلے
اسکی نظیر یون دیکھنا چاہیے کہ ایک فقیر ہے اسکا ایک دوست ہے اور ایک
دشمن اور وقت کے بادشاہ کو فقیر کی رعایت منظور ہے تو قبل وقوع خصومت
دشمن اسکے دوست کو اپنے پاس بٹھا رکھتا ہے تا اسکی شفاعت فقیر کے حق مین
منظور کرے اور دشمن کے دعوی پر کان نہ دھرے پس ہرگاہ اللہ تعالے کو
اس امت پر عنایت کی نظر ہے اس لیے انکے شفیع روز جزا کو اپنے پاس
بٹھا رکھا کہ قیامت کے دن جب شیطان بدنیت اس امت سے خصومت کرے
مارا پڑے پانچوین یہ کہ شیطان کی دعا فی الفور قبول ہوئی کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ
اور اہل ایمان کی دعا بدیر قبول ہوتی ہے یا قبول ہی نہین ہوتی اسکا کیا سبب

بلا سبب

ف بیان نکتہ قصر حیات حضرت

جواب یہ سبب ہی کہ مومنون کو اپنی دعا سے یاس اور ہراس نہو بلکہ جانین کہ شیطان کی دعا قبول ہوگی تو ہماری کیونکر قبول نہوگی ہان البتہ یہ بات ہی کہ کبھی مومن دعائین کرتا ہی اور رسا اجابت کا اثر نہین دیکھتا اُسکا یہ باعث ہی کہ دنیا مین اُسکی قبولیت کی مصلحت نہین عقبیٰ مین یقیناً اجابت کا اثر ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ مادر مہربان بھی جب جانتی ہی کہ بچے کو شیرینی ضرر کرتی ہی نہین دیتی گو بچہ ضد کیا کرے معہذا عرفا فرماتے ہین کہ المنع خیر من البذل ندینا دینے سے بہتر ہی اسواسطے کہ اعطا دلیل ہی پاکر پھر نہ آنے کی اور منع دلیل ہی نہ پاکر ٹھہر جانے کی چھٹے شیطان ہرگاہ نار سے مخلوق ہی تو اُسکو نار کا کیا خوف ہوگا جواب یہ ہی کہ لوہا لوہے سے کٹتا ہی ویل ایک وادی ہی جہنم مین کہ ہر روز ناری اور نار شرربار اُس سے پناہ مانگتے ہین اگر شیطان ناری کو اُسی نار مین وعید اور عذاب شدید کیا بعید ہی باینہمہ شیطان مرکب ہی جسم ناری اور روح سے تو اِس ترکیب کے سبب اگر اُسکو نار کا الم ہو کچھ دور نہین جیسے انسان مرکب ہی جسم خاکی اور روح سے اِس ترکیب کے باعث اگر معذب خاک سے ہو تو کیا مضائقہ قارون کا دھنسا زمین مین اسپر دلیل ہی اور جسکو اسمین شبہہ ہو تو اُسکو ایک بڑا ڈھیلا مٹی کا مارا جاسے اور پوچھا جاسے کہ کچھ چوٹ لگی یا نہین تفاسیر معتبرہ سے ظاہر ہی کہ باتفاق ارباب ملل ونحل عقلاے مکلفین تین عدد مین محصور ہین ملائکہ بشر جن اور بدلیل کان من الجن شیطان جن کی قسم مین داخل ہی لیکن جن اور شیطان کے وجود مین فلاسفہ کو کلام ہی یہ کہتے ہین کہ اگر جنات اور شیاطین موجود ہون تو دو حال سے خالی نہین یا اجسام لطیفہ ہونگے یا کثیفہ بصورت اولی افعال شاقہ کے متحمل نہین ہوسکتے بلکہ ہوا کے جھونکون سے اُنکے اجزا مین تفریق اور تمزیق پیدا ہوگی اور بصورت ثانیہ لازم ہی کہ دیکھے پڑین جسطرح پہاڑ نظر آتے ہین یا رعد وبرق کی روشنی اور آواز مرئی اور مسموع ہوتی ہی اور دفعیہ یہ ہی کہ ما نحن فیہ مین لطافت بمعنی سرعۃ الانتقال اور رقۃ القوام نہین بلکہ بمعنی تخفیف ہی اور کثافت بالضد اِس ہنگام مین عدم تحمل افعال شاقہ اور تفریق وتمزیق کو لطافت مستلزم نہین جائز ہی کہ اجسام اپنی ذات مین سخت ہون اور ترکیبات مین نرم اسیطرح کثافت باین معنی مرئی ہونے کو مستلزم نہین کیونکہ افلاک باوجودیکہ اجسام کثیفہ ہین فلاسفہ کے مذہب پر مرئی نہین ورا اسکے افعال شاقہ کے تحمل یا عدم تحمل اور قوام کی رقت یا عدم رقت مین ملازمت نہین بلکہ دونون مین جدائی ظاہر ہی

دیکھو انسان کا قوام سنگ و آہن کے قوام سے کہین رقیق ہی باوجود اسکے آدمی لوہے کے کواڑ اور زنجیرین توڑ ڈالتا ہی اور متحمل ایسے افعال شاقہ کا ہوتا ہی کہ سنگ و آہن باوصف غلظ و کثافت اُسکے متحمل نہین ہو سکتے اِس تقریر سے فلاسفہ کے شبہے دفع ہوے اور جن اور شیطان کا وجود ثابت ہوا یہی مذہب اسلامیین کا اور نص قرآنی اسکی مؤید ہی قولہ تعالی واذ صرفنا الیک نفرا من الجن وقولہ تعالی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان اور حضرت نے فرمایا کہ مدینے کے جن مجھپر ایمان لائے اور فرمایا وما من احد الا ولہ الشیطان یہ ہین ادلہ نقلیہ اور ادلہ عقلیہ بہت ہین عمدہ دلیل یہ ہی کہ جب کسی پر جن یا شیطان مسلط ہوتا ہی رقی اور عزائم سے دفع ہوتا ہی کذا فی تبصر الرحمن اور ماہیت جن اور شیطان کی یہ ہی معدن الجواہر مین ہی کہ جن اور شیطان علی القول الاصح جسم ناری ہین مخلوق عناصر سے قال اللہ تعالی والجان خلقناہ من قبل من نار السموم وقال حکایۃ عن ابلیس خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور لفظ شیطان کا ماخوذ ہی شیّط الشئ احرقہ سے کیونکہ شیطان جلانے والا ہی دنیا مین فرقت کی آگ سے اور عقبی مین عقوبت کی چنگاری سے اِس تقدیر پر لفظ شیطان غیر منصرف ہی وفیہ الانظار یا ماخوذ ہی شطن سے بمعنی رسن طویل کیونکہ جیسا وہ طغیان مین بڑھا ہوا ہی ویسا ہی عصیان مین پیش قدم ہی اِس تقدیر پر شیطان کا لفظ منصرف ہی وہو المختار ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر متمرد کو شیطان کہتے ہین خواہ جن کی جنس سے ہو خواہ انس کی جنس سے خواہ اور حیوانات سے قال اللہ تعالی وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم ای یشیرون واذا خلوا الی شیاطینہم ای الی اصحابہم وطلعہا کانہ رؤس الشیاطین ای الحیات تفسیر کبیر مین ہی کہ حضرت عمر کو ایک مرتبہ کہین مرکب پر سواری کا اتفاق ہوا وہ شوخی کرنے لگا اُتر پڑے اور فرمانے لگے ما حملتمونی الا علی شیطان تمنے مجکو سوار کیا ایک شیطان سرکش پر اکبر مین ہی کہ شیطان کا اطلاق کبھی صفات مذمومہ پر بھی آیا ہی چنانچہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ الغضب شیطان واضح ہو کہ ابلیس شیطان جنی کے مکر اور فریب دو طور پر ہین ایک بہ نسبت خواص کہ اُسکو لغزش قدم اور ازلال کہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ ایکبار جناب سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ نجم پڑھتے تھے اثناء قرات مین شیطان نے ومنات الثالثۃ الاخری کے بعد تلک الغرانیق العلی پڑھ دیا مشرکون نے سنا اور خوش ہوے حالانکہ آنجناب کی زبان سے ہرگز یہ کلمہ نہین نکلا تھا اور جو کوئی اِس کلمہ کا نکلنا حضرت کی زبان سے بیان کرتا ہی شیعہ ہو یا سنی سر تا پا غلط ہی تفسیر کبیر وغیرہ مین صاف لکھا ہی کہ یہ قصہ سراسر باطل اور موضوع ہی قاضی عیاض نے اِس قصہ کو ایسا محل

اور بے اصل ٹھہرا یا کہ من بعد کسیکو تصحیح کی مجال باقی نہیں اور طبرسی شیعی جامع مجمع البیان بھی
اس قصے کو غلط کہتا ہے زہرۃ الریاض مین ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشغول مناجات تھے
اور ستر ہزار فرشتے گرد شیطان نے مداخلت چاہی درآمد کی راہ نپائی زمین مین گھس گیا اور
زیر قدم آبیٹھا اور کہا موسیٰ تم کس سے کلام کرتے ہو فرمایا دور ہو توجس واسطے آیا وہ مراد
نہ پائیگا کہا مین نے مراد پائی کہ تم مناجات سے باز رہے تنبیہ الغافلین مین ہے کہ ایک روز
ابلیس مردود عیسیٰ بن مریم سے کہنے لگا کہ تم بیشک مردون کو زندہ کرتے ہو اور اندھون کو بینا
اور کوڑھی کو چنگا تمھارے دم پھونکنے سے مٹی کی چڑیا بنتی ہے اگر زمین مین دعویٰ خدائی کرو
تو بجا ہے میرا لشکر اعانت کریگا فرمایا اے ملعون یہ معجزے از خود مجھ مین نہین آئے صرف
اللہ کی عنایت ہے مین تیرے فریب مین نہ آؤنگا بولا خیر اگر تو میری راہ پر نہین آتا تو تیرے سبب سے
اکثر لوگون کو گمراہ کرونگا اُن سے تجھے خدا کا بیٹا کہلاؤنگا اور تیری مان کو خدا کی جورو تجھکو صلیب پر
کھچواؤنگا اُنسے صلیب پجواؤنگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ روم مین بارہ ہزار فرسخ تک نصاریٰ
اسی بلا مین مبتلا ہین دوسرے عوام کی نسبت اسکو اضلال کہتے ہین تبصرہ مین ہے کہ ابلیس کی
ہمت انسان کے گمراہ کرنے مین مصروف رہتی ہے کہ ذات وصفات الوہیت مین اور اسرار
وغوامض نبوت مین لگاتا ہے اور امور یقینیہ معاد کی بحث مین فکر کراتا ہے بتون کی عبادت مین
تقرب الٰہی بتاتا ہے مصلی کو دام سمعہ وریا مین پھنساتا ہے زکوۃ دینے والے کو فقر سے ڈراتا ہے
طاعت کو گرانبار دکھاتا ہے معصیت کو سبکبار جتاتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس بعض تفسیرون مین ہے
کہ جس دم نماز کا وقت آتا ہے اپنی ذریت کو ابلیس پھیلاتا ہے وہ نمازیون کو کام مین
بہلاتے ہین اگر وقت جاتا رہا فھو المراد والا تنگ وقت مین نماز پڑھتے ہین بہ سبب
جلدی کے رکوع وسجود دعوات تسبیحات قیام قعود سبھی ارکان نماز بخوبی ادا نہین ہوتے
منہاج المسترشدین مین ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُسکے ہمراہ دس شیطان پیدا
ہوتے ہین جب وہ مرتا ہے تو دم واپسین ستر ہزار شیطان آگھیرتے ہین اگر مشرف
بالموت سنت وجماعت کے اعتقاد پر ہے تو ہزار ہزار شیطان کے مقابل دس دس فرشتے
مقرر ہوتے ہین خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور اگر مبتدع اور اہل ہوا ہے تو سہروردی فرشتون کے
مقابل ہزار ہزار شیطان مسلط ہوتا ہے خاتمہ بشر ہوتا ہے والعیاذ باللہ اسرار الفاتحہ
مین ہے کہ ابو زکریا زاہد کے احتضار کا وقت آیا حاضرین نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اُسنے

دو مرتبہ اعراض کیا تیسری بار کہا لا اقول لوگون کو اندیشہ ہوا کہ اسکا ایمان گیا زاہد نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اسوقت ابلیس پر تلبیس آب سرد لایا اور اصرار کرتا تھا کہ اسے نوش کر کلیجے کو ٹھنڈک ہوگی اور سکرات موت آسان ہین سنے نہ پیا کہنے لگا کہ مین عیسی ابن مریم ہون مجکو ابن اللہ کہہ مین سنے انکار کیا اور کہا استغفر اللہ تیسری دفعہ کہا اگر مجکو ابن اللہ نہین کہتا تو لا الہ پڑھ لے مین نے کہا لا اقول کیونکہ یہ آدھا کلمہ ہے اسمین الوہیت کی نفی نکلتی ہے نہ وحدانیت کا اثبات یہ سنکر ہاتھ ملتا ہوا چلتا ہوا اب تم شاہد رہو کہ مین کلمہ شہادت پڑھتا ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان بحق تسلیم کی انا للہ وانا الیہ راجعون تاج المذکرین مین مذکور ہے کہ بنی اسرائیل مین برصیصا نامے ایک زاہد تھا دوسو بیس برس سے عبادت حق کرتا تھا ساٹھ ہزار شاگرد اس کمال کے تیار کیے تھے کہ پانی پہ چلتے اور ہوا مین اُڑتے تھے ابلیس کو اسپر حسد ہوا ایک عابد کی صورت بنا کر حجرے مین آیا تین دن کچھ نہ کھایا نہ پانی پیا برصیصا فریفتہ ہوا اور کہا مجھے بھی اپنا شاگرد بنا بولا یہ تو آسان ہے حق تعالی کو غافر الذنوب ساتر العیوب سمجھا اور مصروف گناہ ہو پھر خوف کھا کر مشغول عبادت ہو برصیصا نے کہا کونسا گناہ کرون کہا قتل کر یا زناکاری لیکن میخواری بہتر ہے برصیصا نے میخواری قبول کی ابلیس خوش ہوا کہ اسمین دونون مطالب حاصل ہونگے پس شراب کی تلاش مین چلا ایک عورت جمیلہ شراب بیچتی تھی اُس سے شراب لی اور پیٹ بھر پی نشے مین آیا عورت سے ہمبستر ہوا بدنامی کے خیال سے اُسکے شوہر کو قتل کیا ماجرا آشکار ہوا حاکم نے پکڑا میخواری کی جزا اور زناکاری کی سزا ملی خون کے بدلے سولی چڑھانے لے چلے ابلیس اُسی لباس مین آیا کہنے لگا کہ اگر مجکو سجدہ کرے تو ابھی بچا لیتا ہون برصیصا جاہل بے وقوف نے سجدہ کیا جب تو فاجر ہی تھا اب کافر بھی ہوا تب ابلیس نے کہا مین نے دوسو برس بعد تجھپر قابو پایا میری ضلالت کا یہ ادنی دام ہے اب تو جان اور تیرا کام آخر برصیصا دار پر چڑھا ابلیس بے حیا صحرا کو بڑھا حق تعالی نے اِس قصے کو قرآن شریف مین پڑھا کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین یعنے جیسے کہاوت شیطان کی جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے مین الگ ہون تجھسے مین ڈرتا ہون اللہ سے جو رب سارے جہان کا ہے فائدہ علماء رحمہم اللہ نے فرمایا

کہ طریق اضلال مین ابلیس کے دو طریق عمدہ ہین اول وسواس نفسانی احیاء العلوم مین
لکھا ہی کہ جو چیز دل مین خطور کرتی ہی یا داعی الی الشر ہی کہ اُسمین عقبیٰ کی مضرت متصور
اسکو وسوسہ بولتے ہین اسکا سبب شیطان پڑتا ہی یا داعی الی الخیر ہی کہ اُسمین
عقبیٰ کی منفعت متصور اسکو الہام کہتے ہین اسکا سبب ملک ہوتا ہی پس جس دل مین
شر کی استعداد ہی اُسکا نام خذلان ہی اور جس دل مین خیر کی استعداد ہی اُسکا نام
توفیق ہی اس تحقیق سے واضح ہوا کہ انسان کا دل ہمیشہ ملک اور شیطان کے اینچ کھینچ مین
رہتا ہی اسی معنی کا اشارہ حدیث مین آیا ہی کہ القلب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن اور یہ
کنایہ ہی سرعت تقلیب سے اسواسطے کہ لغت مین اصبع وہ شی ہی کہ جس سے کسی شی کی تقلیب حاصل ہو
پس ملک اور شیطان کی وساطت سے حق تعالیٰ مقلب القلوب ہی اور وسوسے سے اکثر آدمی خالی
نہین مگر مقام شکر ہی کہ اس اُمت کے وسوسے پر گرفت و گیر نہین ہی بلکہ اُسکو ایمان کا نشان بتایا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ لوگون نے شکایت کی یا رسول اللہ ہمکو نماز مین وسوسہ ستاتا ہی
فرمایا ذلک محض الایمان یہی ہی خالص ایمان اسواسطے کہ چور وہین جاتا ہی جہان مال ہو کذا فی معدن الجواہر
جناب مرتضوی سے ماثور ہی کہ ہماری اور اہل کتاب کی نماز مین وسوسے کا فرق ہی کہ ہمکو
نمازون مین وسوسہ ہوتا ہی اور اُنکو نہوتا تھا ابو بکر وراق نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہی کہ شیطان کو
کفار سے موالفت ہوتی ہی اُنسے خوش رہتا ہی اور ایماندار سے مخالفت اُنسے ناخوش
رہتا ہی اور شک نہین کہ محاربہ مخالف ہی کے ساتھ ہوتا ہی نہ موالف کے ساتھ طریق دوم
جہل انسانی ہی چنانچہ اسرار الفاتحہ مین ہی کہ ایک زاہد جاہل سے شیطان نے کہا کہ
تو کیسا زاہد ہی کہ تجھمین عقبیٰ کی خو نہین دنیا کی بو ہی تیرا زہد جب پورا ہوگا کہ تو اپنی داڑھی
مونچھ کو گرد و غبار سے آلودہ رکھ اور جسم کو اشیائے گندہ سے آگندہ تاکہ ریا کا خیال
نہ آوے آنکھون پر بھبوت لگا مٹی چڑھا کہ دنیا کی چیز اچھی نہ دیکھ پڑے زاہد نے بلا تحاشی
اپنی یہی وضع تراشی کسی عالم نے پوچھا ماہذا یا بطال زاہد نے اپنا ماجرا بیان کیا عالم نے
فرمایا ایہا الاحمق الاحمق وہ شیطان رہزن خانہ ایمان تھا جا غسل کر اور جو نمازین
علاج وسوسہ
ادا کی ہین اُنکو از سر نو قضا کر علما رحمہم اللہ فرماتے ہین کہ وسوسے نفسانی کے مرض کا
عمدہ علاج ذکر خدا ہی اور عدم فکر ماسوا قال اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور حدیث
شریف مین ہی کہ شیطان رکھتا ہی اپنے لشکر کو اولاد آدم کے دل پر پس اگر اسمین

یا د کیا اُسنے اللہ کو تو پیچھے ہٹ رہتا ہی شیطان اور جو بھول گیا اللہ کو تو آگے بڑھتا ہی
اور نگل لیتا ہی دل کو محققین کا اختلاف ہی کہ ذکر الٰہی کے وقت شیطان کا وسوسہ
بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہی یا نہین کسی کا میلان بجانب اول ہی اور کسی کا رجحان جانب
ثانی اور بعضے قائل ہین کہ ذکر کے وقت وسوسے کا غلبہ جاتا رہتا ہی اور اثر باقی رہتا ہی
اور بعضون کا یہ مذہب ہی کہ ذکر قلبی کے وقت دم بھر وسوسہ منقطع ہوتا ہی اور بسبب
وسوسے کے دم بھر ذکر حق منقطع ہوتا ہی علی التعاقب واللہ اعلم کعب احبار سے
منقول ہی کہ ایک شیطان بصورت انسان ایک عالم با ایمان کے پاس آیا کہا کچھ مسئلے
پوچھا چاہتا ہون فرمایا پوچھ کہا وہ کون ایک ہی کہ دو نہین ہوسکتا فرمایا اللہ وحدہٗ
لاشریک لہٗ کہا وہ کون دو ہی کہ تین نہین ہوسکتا فرمایا بدن اور روح کہا وہ کون چار
چیز ہی جو مخلوق نہین فرمایا کلام اللہ یعنے کتب منزلہ اربعہ توریت زبور انجیل فرقان
کہا وہ کون پانچ چیز ہی کہ جمعہ کے دن پیدا ہوئی فرمایا بہشت دوزخ آفتاب ماہتاب
ستارے کہا وہ کون سات چیز ہی جسکے سات سات حصے ہین فرمایا آسمان زمین دوزخ
دریا طواف ایام قرآن کہا کس دن زمین آسمان بنے فرمایا یکشنبہ کو کہا وہ
کون ہی جو بیٹ مین بیٹھا اور نکلا باوجود اسکے اُن دونون مین نسبت نہین فرمایا وہ
یونس بن متی ہین کہا وہ کون ہی کہ تیس برس کا تھا اور بیٹا اُسکا اکیسویں برس کا
فرمایا وہ عزیر علیہ السلام تھے کہا کس کس چیز کے جوڑے ہین فرمایا آسمان کا زمین آفتاب کا
مہتاب نہار کا لیل جنت کا نار عقبیٰ کا دنیا آدم کا حوّا ذکر کا انثی غنا کا فقر ضحک کا بکا
عافیت کا بلا سرور کا غم صعود کا ہبوط شیرین کا تلخ خیر کا شر ثواب کا عذاب امن کا
خوف رضا کا غضب ایمان کا کفر حیات کا موت جوڑا ہی کہا سب انبیا کتنے ہوے
اور انمین رسول کتنے اور مرسل کتنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انمین تین سو تیرہ رسول
اور چار مرسل کہا ان تینون مین کیا فرق ہی فرمایا نبی وہ جسکو سچا خواب ہو اور رسول
وہ جسنے آواز سنی اور مرسل وہ جسمین یہ دونون باتین جمع ہوئین کہا آدم حوا
ابلیس حیّہ طاؤس کس زمین مین گرے ہین فرمایا ہند جدہ بابل سجستان اقصاے ہند
کہا کیا سبب کہ بعضے آدمی کی داڑھی پہلے سفید ہوتی ہی اور سر کے بال پیچھے اور بعضون کے
بالعکس فرمایا کہ اول کی یہ وجہ ہی کہ ریش موضع ملامت ہی اور دوسرے کی یہ وجہ

بیان سوالات ابلیس

کہ سر دس برس ڈاڑھی سے بڑا ہی کہا کیا باعث عورت کے ڈاڑھی نہین نکلتی فرمایا
نامردون کو اُن سے نفرت نہ ہو کہا جب گرمی آتی ہی جاڑا کہان جاتا ہی اور جب جاڑا
آتا ہی گرمی کہان جاتی ہی فرمایا زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر اسلیے کہ جاڑے دن مین
کوئین کا پانی گرم ہوتا ہی اور گرمیون مین سرد کہا سب سے زیادہ کسکا قلب سخت ہی
فرمایا کافر کا کہا سب سے زیادہ کس کا نرم ہی فرمایا مومن کا کہا تلخ تر کون چیز ہی اور
شیرین تر کون فرمایا حیات باذلت اور ممات باعزت کہا اقل کون چیز ہی اور اکثر کون
فرمایا اقل یقین ہی آدمی مین اور آدمی بے غم اور اکثر اسماے آلہیہ ہین دنیا مین اور شک
بنی آدم کہا بہت محتاج کون ہی فرمایا جو اللہ کو نہ پہچانے کہا بہت غنی کون چیز ہی فرمایا
فصل کا باران کہا بنی آدم مین کتنے پانی ہین فرمایا نو شیرین آب دہن ہی تلخ آب گوش شور
آب چشم تفہ آب بینی ترش آب عرق نتن آب بول غلیظ آب منی رقیق آب مذی جیب
آب ودی ان تینون کو آب مرد کہتے ہین جب آمین نے جواب صاف پایا بھاک کر
ایک چھوٹی شیشی نکالی اور پوچھا کہ آیا اللہ قادر ہی کہ اسمین ہفت زمین اور ہفت آسمان
ومافیہا کو داخل کرے فرمایا لا حول ولا قوۃ یہ تو کیا اللہ قادر ہی کہ ایسے سات سو عالم کو
اسمین داخل کرکے تیری دہنی آنکھ مین ڈالے اور بائین آنکھ سے نکالے یہ بات
کہی اور اُسکی آنکھ مین اُنگلی ماری آنکھ پھوٹ گئی شیطان پھوٹی پھوٹی کہتا بھاگا
عالم خدا کا شکر بجا لایا معلوم ہوا کہ ابلیس کے شر سے علم بچاتا ہی اور جہل انسانی کے
مرض کا بہترین علاج علم ہی بعض کتب مین اہل تجربہ سے منقول ہی کہ شیطان بدمآل سے
نجات کی صورت یہ ہی کہ اُسکے محبوب الاشیا اور محبوب الاشخاص کو مبغوض رکھے اور
بالعکس کو محبوب حضرت یحیٰی علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا تو مجھپر بھی کبھی قابو
پاتا ہی کہا نہین مگر اُس وقت کہ تو بھر پیٹ کھاتا ہی کہ نماز اور ذکر مین گونہ کاہلی ہوتی ہی
فرمایا قسم بخدا کہ آج سے پیٹ بھر نہ کھاؤنگا معلوم ہوا کہ پُر ہی شکم محبوب الاشیا ہی
حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ محبوب تر تیرے نزدیک اور
مبغوض تر کیا ہی کہا چلاکے ذکر کرنا و کملانے کو اور نماز پڑھنا حضرت موسیٰ ع نے
اِس ملعون سے پوچھا کہ کس گناہ کے سبب تو بنی آدم پر غالب آتا ہی کہا جب کوئی
خود نمائیان کرتا ہی اور عمل نیسہ قلیل کو کثیر جانتا ہی اور اپنے گناہون کو

بھول جاتا ہی ابن ابی الدنیا نے مکائد الشیطان مین ابن عمر سے روایت کیا کہ ایک دن ابلیس موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اے موسیٰ تم کلیم اللہ ہو اور مین اثیم اللہ اگر تم میری شفاعت کرو تو مین توبہ کرون حضرت موسیٰ نے کہا کہ مین دعا کرتا ہون ارشاد الٰہی ہوا کہ تمھاری شفاعت سے توبہ ابلیس کی قبول ہوگی مگر اُس سے کہو کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا اُسنے کہا اب مردے کو کیا سجدہ کرون جب زندہ تھے تب تو مین نے سر نہ جھکایا بعد اُسکے ابلیس آیا اور کہا اے موسیٰ شفاعت کے سبب تمھارا حق مجھپر ہی اِسلیے مین تمکو نصیحت کرتا ہون کہ اپنی اُمت کو تعلیم کرو وہ یہ کہ مجھ سے تین وقتون مین خبردار رہے ایک حالت غضب مین دوسرے حالت جنگ وجدل مین تیسرے خلوت زن نا محرم مین کیونکہ وقت غضب مین آدمی کے بدن مین گھس جاتا ہون اور لڑائی مین خیال زن وفرزند دل مین ڈال کر بھگاتا ہون اور خلوت زن نا محرم مین مشاطہ بنتا ہون حضرت نوح علیہ السلام نے جب طوفان سے نجات پائی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے استفسار کیا کہ بنی آدم مین بدترین اخلاق کون ہی اُسنے کہا حسد حرص کبر بخل دیکھیے جب اللہ تعالے نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتے سجدے مین گرے مین بسبب حسد کے محروم رہا کہ شیطان کہلایا اور درگاہ خداوند کبریا نے آدم کو بہشت مین جا دی جملہ نعمت عطا کی ایک درخت سے نہی فرمائی آدم حرص کو کام مین لائے اُسے کھالیا نکالے گئے اور جب مالک الملک والملکوت نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا انت محرمۃ علیٰ کل جبار وبخیل اِس مقام سے واضح ہوا کہ یہ ہین ابلیس کی محبوب چیزین اور اُسکی مبغوض چیزین اِنکے خلاف مین متصور ہی اور اُس ملعون کے مبغوض اشخاص بہت ہین وہب بن منبہ کہتے ہین کہ ابلیس ایک دن حضرت سید ابرار کے دربار مین حاضر ہوا آنجناب نے فرمایا اے پرفن تیرے دشمن کتنے ہین عرض کیا کہ اول سب کے سردار میرے حارج کار آپ ہین بعد ازان بادشاہ عادل غنی متواضع تاجر صادق عالم متخشع مومن ناصح عاصی تائب حافظ صلوٰۃ متورع عن الحرام دائم الطہارۃ کثیر الصدقات حسن الخلق حامل القرآن قائم اللیل اور نافع الخلق پھر حضرت نے فرمایا تیرے دوست کتنے ہین التماس کیا کہ ان پندرہ ہون گروہ کے خلاف والے

اور شارب الخمر زناکار یتیم کا مال کھانے والے سود خوار مانع الزکوۃ طول امل والے
حدیث شریف مین وارد ہی کہ مسلمان پانچ بلا مین گرفتار رہتا ہی ایک یہ کہ دوسرا مومن
اُسپر حسد کرتا ہی دوسرے یہ کہ منافق اُس سے بغض رکھتا ہی تیسرے یہ کہ دشمن اُس سے
مقابلہ کرتا ہی چوتھے یہ کہ شیطان اُسکو گمراہ کرتا ہی پانچوین یہ کہ نفس اُسکو فریب دیتا ہی
پس بحکم اِس حدیث کے مومن اغواے نفس اور اضلال شیطان مین اگرچہ ہمیشہ
گرفتار ہی اور اُسکے دفعیے کی تدبیر بھی ارشادات ایمۂ نامدار ہی باین ہمہ بدرقۂ فضل الٰہی
درکار ہی اسرار الفاتحہ مین لکھا ہی کہ شیطان مردود یہ سمجھتا ہی کہ کئی چیزون مین میری
خوشنودی ہی حالانکہ نظر بفضل خداوہ اُسکے حق مین موجب ندامت اور نابہبودی کی
ازانجملہ ایک یہ کہ شیطان جانتا ہی کہ مین مومن کو اُسکے نقد ایمان کے ساتھہ
لے بھاگتا ہون اور یہ خبر نہین رکھتا کہ اُسکی سزا سخت ہی فقہ مین صاف مصرح ہی کہ
جو کوئی کسی کے غلام کو مع مال بھگا لیجائیگا جہان جائیگا غلام اور مال مولی کی ملک سے
نہ نکلیگا چور گرفتاری کے بعد سزایاب ہوگا اسی طرح شیطان مارا جائیگا اور مالک الملک اپنے
بندے کو مع ایمان مسترد فرمائیگا دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہی کہ مین نے انسان کو نجاست عصیان مین
آلودہ کیا لیکن یہ خبر نہین کہ اُسمین اور انسان مین یہی سبب ہوگا جدائی کا فقہ مین
مذکور ہی کہ حربیہ اگر دار الحرب مین مسلمان ہو جاسے اور تین حیض گذر جائین تو اُسمین اور
اُسکے شوہر مین جو اول تھا مفارقت ہو جائیگی اور شوہر ثانی سے یہ حیض موجب مہلت
پڑیگا- تیسرے یہ کہ وہ مغرور ہی کہ مین نے انسان کو دام عصیان مین لیا اور یہ نہین سمجھتا
کہ یہی باعث ہی اُسکی رہائی اور عتق کا حتیٰ کہ فقہ مین لکھا ہی کہ آدمی مسلمان کو مول لیکر
خوش ہوتا ہی کہ مین نے اہل اسلام کو غلام بنایا حالانکہ وہ غلام نہین آزاد ہی کیونکہ فقہ مین
مذکور ہی کہ مسلم کافر کے ذل مین نہین رہ سکتا چوتھے یہ کہ وہ بغلین بجاتا ہی کہ مین نے
بندے کو گمراہ کیا اور یہ خبر نہین کہ یہی وسیلہ ہی اُسکی نجات کا فتاوی ظہیریہ مین
موجود ہی کہ اگر کسی کا کتا بورایا ہوا راہ چلتون کو کاٹتا ہو یا کپڑے پھاڑتا ہو تو راہگیرون کو
جائز ہی کہ اُسکو مارین اور جو نہ مارین اور اُس کتے نے کسیکو کاٹا یا کپڑا پھاڑا اور
بھاگ کر اپنے مالک کے پاس پناہ لی تو مالک پر ضمان اور ڈانڈ ہی پس اِس حکم کے موافق
شیطان ایک سگ گزندہ ہی کہ تعوذ کے سبب سے اپنے مالک کے پاس پناہ لیتا ہی

اِس ہنگام مین اگر کسیکو بندان اغوا کا ئیگا یا بعنوان عصیان کسی کے لباس تقوی کو
پھاڑیگا تو بحکم شرع مالک کے ذمہ کرم پر ضمان ہی پانچوین یہ کہ کبھی شیطان بے ایمانا
لوگون کو گناہ پر اکراہ کرتا ہی مگر اِس سے آگاہ نہین کہ وبال اِس گناہ کا شیطان ہی پر
پڑتا ہی مسئلہ فقہیہ ہی کہ مکرَہ کا فعل جانب مکرِہ منسوب ہوتا ہی یہی سبب ہی جب حضرت آدم
اور حوّا باغواے شیطان شجرہ منہیہ کے مرتکب ہوے تو اللہ صاحب نے اس فعل کو جانب
شیطان نسبت فرمایا کہ فازلھما الشیطان اور یوسف نے بھائیون کی نسبت کہا کہ من بعد
ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی اور موسیٰ علیہ السلام نے جب قبطی کو مارا فرمایا ھذا من
عمل الشیطان اور یوشع نے جب مچھلی تلی ہوئی کو نیایا فرمایا ما انسانیہ الا الشیطان اور ایوب کو جب
شیطان نے ستایا فرمایا انی مسنی الشیطان بنصب و عذاب اسی طرح احد کی لڑائی مین جب
صحابہ کو لغزش قدم ہوئی تو اللہ سبحانہ نے اِس زلت کو شیطان کی طرف نسبت فرمایا
انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا وعلی ہذا القیاس بعض کتب تذکیر مین مرقوم ہی کہ ہرگاہ الیاس شیطان
ایسی عنایت ایزدی بندون پر مبذول ہی تو اسی کا مقتضا ہی کہ بعض اخبار مین وارد ہی
کہ قیامت کے دن جب یہ مردود واصل جہنم ہونے لگیگا عرض کریگا ای خدا تو عادل ہی
ظالم نہین امیدوار ہون کہ جن لوگون نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہی
وہ بھی میرے ساتھ ہون تب علماے محمدیہ کو خطاب ہوگا کہ اگر کسی زمین کو ایک فضولی
غصب کیا اور کچھ اُسمین بو دیا غلہ پیدا ہوا شریعت کے موافق اس غلہ اور زمین کا
مالک کون ہی علما بالاتفاق التماس کرینگے کہ الٰہی تو عالم ہی تجھ سے زیادہ کسکو
علم ہی ہم یہ جانتے ہین کہ غلہ بونے والے کا اور زمین مع ضمان مالک کی ہی حکم ہوگا
یا معشر الاولین والآخرین آگاہ ہو کہ یہی میرا حکم ہی شیطان اور بندون کے درمیان
کیونکہ بندون کے دل میری ملک مین بمنزلۂ زمین مالک شیطان غاصب نے اسمین
وسوسے کا تخم بویا عصیان کا غلہ پیدا ہوا اب مین نے وہ غلہ شیطان کو دیا اور اپنی
زمین یعنی دلہاے مومنین کو اُسکے قبضۂ غصب سے چھڑایا اور لعنت کا ضمان اُسپر
بڑھایا پس مومنین اہل عصیان کے تمام گناہ شیطان پر لاد کر دوزخ مین لیجائینگے
اور انکو گناہون سے پاک کر کے جنت مین پہونچا ئینگے جواہر التفسیر مین مرقوم ہی کہ ایک
عارف کامل نے ابلیس ملعون سے پوچھا تو نے آدم کو کس لیے سجدہ نہ کیا کہا مین آدم

بہتر ہون اُسکے سجدے سے مجھے ننگ آیا عارف نے فرمایا اے بدبخت تو دو شخصون مین دلاگی
کرکے زنا کرواتا ہی اسمین تجھے شرم نہین آتی اور ایسے شخص کے سجدے مین جسے خدا نے
اپنے ید قدرت سے بنایا اور اپنی روح اُسمین پھونکی اور تجکو اُسکے سجدے کا حکم دیا ننگ کرتا ہی
آدم کا کچھ نہین بگڑا تو ہی نخوت اور کبر کے سبب برباد ہوا ؎ بود عکس جمال حضرت پاک
اگر ابلیس سے نبود چہ باک ٭ گر نہ آئینۂ الٰہی بود ٭ از چہ رو شد فرشتہ را مسجود ٭ بروایت صحیحہ
ثابت ہی کہ سو برس تک اور بعض روایات مین پانسو برس تک سب فرشتے سجدۂ تحیۃ مین گرے رہے
اور ابلیس مردود کھڑا کھڑا دیکھتا رہا جب فرشتون نے سر سجدے سے اُٹھایا تو اُسکو مردود
مطرود کھڑا ہوا دیکھا اور پھر سجدے مین گرے یہ سجدہ شکر کا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس
بلاے نافرمانی سے بچایا حدیث شریف مین ہی کہ جب مسلمان آیہ سجدہ پڑھتا ہی اور سجدہ مین
گرتا ہی تو ابلیس ایک کنارے جاکر روتا ہی اور افسوس کرتا ہی کہ بنی آدم کو حکم سجدہ ہوا
وہ بجا لایا بہشت اُسکی جگہ ہوئی اور مجکو حکم ہوا مین نے نہ مانا دوزخ میری جگہ ہوئی
تفسیر جواہر مین ابن المنذر سے روایت ہی کہ اول اس عالم مین گناہ جو ہوا وہ حسد ہی
ابلیس مردود کا بالجملہ بعد مردود ہونے ابلیس کے آخر یوم جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو
فرشتے تخت شاہانہ پر بٹھلا کر بہشت مین لے گئے جب آنجناب بہشت مین آئے تو ہواے
خوش اور فضاے دلکش اور میوہ ہاے لطیف اور شربتہاے ظریف آمادہ پائے تو بمقتضاے
؎ ہزار شربت شیرین و میوۂ مشموم ٭ چنان مفید نباشد کہ بوے صحبت یار ٭ انیس
جلیس رفیق باتوفیق کی تلاش مین پریشان اور حیران ہوے خالق لایزال نے رحم
فرماکر بائین پہلو سے حوا کو پیدا کیا یہی سبب ہی کہ عورتین آرام مین رہتی ہین اور مرد ہموم
و آلام مین کیونکہ خلقت حوا جنت مین ہوئی اور خلقت آدم سنگستان مین یہ مقام تکلیف
و عسرت ہی اور وہ محل راحت و عشرت تفسیر جواہر مین تفسیر طبری سے نقل کیا ہی کہ اس
واقعے مین آدم علیہ السلام مابین خواب و بیداری کے تھے اسلیے کہ خواب بہشت مین نہین ہی
اور حکمت یہ تھی کہ اگر آدمؑ جاگتے ہوتے تو پہلو کے چاک کرنے سے رنج پہونچتا اور حوا سے
دشمنی ہو جاتی اور جو خواب خالص ہوتی تو حقیقت حوا سے ناواقف رہتے اور مہربانی نہ کرتے
یہ اشارہ ہی اسطرف کہ اے آدم تیرا مقصود اور مطلوب تجھی مین ہی تو اپنے عالم وجود مین

سجدۂ فرشتگان

بہشت میں جانا آدم کا

نظارہ کر کہ جمیع مقاصد اسی وجود سے حاصل ہونگے سے اندر شکر نیابی ذوق نبات عشق ؛ این چاشنی ہم ازلب و دندان خویش جوے ؛ مقصود ہر دو عالم و مطلوب ہر دو کون ؛ از آن ع این موے ہم از جان خویش جوے ؛ اور حضرت استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تنہا پھرتے تھے اور حیوانات ارضی کو غیر جنس دیکھکر متوحش تھے اور یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر کوئی ہم جنس ہوتا تو اُسکی صحبت سے اُنسیت حاصل ہوتی خالق لایزال نے اِس خواہش پر رحمت فرمائی اور دوسرے دن روز جمعہ حالت خواب مین فرشتون سے بایان پہلو چاک کرا کے ایک عورت خوبصورت پیدا کی اور پہلو کو پھر ملایا مگر کسی طرح کی تکلیف نہین ہوئی جب آدم علیہ السلام جاگے تو دیکھا کہ پہلو مین ایک ہم جنس موجود ہی پوچھا تو کون ہی ندا ہوئی کہ یہ ہماری کنیز ہی حوا نام تیری اُنسیت کے واسطے پیدا کی گئی ہی حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا ارشاد ہوا کہ بلا ادائے مہر اسے ہاتھ نہ لگانا التماس کیا کہ اِسکا مہر کیا ہی حکم ہوا کہ محمد مصطفےٰ اور اُسکی آل پر دس مرتبہ درود بھیج عرض کیا محمد کون ہین ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیا اگر اُسکی پیدایش منظور نہ ہوتی تجکو پیدا نہ کرتا الحاصل آدم نے دس مرتبہ درود بھیجا اور فرشتون کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا اور اُسی دن آخر روز جمعہ فرشتون کو حکم ہوا کہ آدم کو لباس شاہانہ توشئی خانے خاص سے پہنا کر ادہر حوا کو زیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت زرین پر مانند بادشاہان بٹھلا کر بہشت مین داخل کرو اور جواہر التفسیر مین کعب احبار سے روایت ہی کہ حوا کو مابین مکہ وطائف ظاہر کیا ہی اور بعض کے نزدیک دروازے بہشت پر اور بروایت ابن عباس رض اور ابن مسعود صورت حوا بہشت مین ظاہر ہوئی ہی اور بہشت مین بھی اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ درمیان یمن اور فلسطین زمین پر تھی اور بعضے مابین فارس وکرمان کہتے ہین اور دلائل اسکے آیندہ بیان ہونگے بالجملہ حضرت آدم اور حوا کو ارشاد ہوا کہ بہشت مین رہو کما قال فی سورۃ البقرۃ قلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ یعنی کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت مین یعنی ہر چند کہ ہمنے تجکو خلافت زمین کے واسطے پیدا کیا ہی لیکن وضع خلافت اور آئین ریاست اور طریق عمارت اور طرز زراعت بلا سکونت جنت غیر ممکن ہی اب لازم ہی کہ باغبان کی طرح سکونت اختیار کر کے زمین افتادہ کے جوتنے اور بونے کا طریق اور درخت جمانے اور پھیلانے کی وضع اور پانی پہونچانے اور سینچنے

اور گوڑنے کا طور اور ناد ھے بنانے کا انداز دریافت کر اور اپنی قوت خیالیہ مین بخوبی محفوظ کر
کہ عمارت زمین مین کام آویگا مگر یہ کام تنہا تجھسے انجام نہوسکیگا تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہو
دو وجہ سے ایک یہ کہ جو باتین خانہ داری کی مثل آرایش وصفائی مکان وغیرہ سے ہین وہ
دریافت کرے اور زمین پر اُسکے مطابق کاربند ہو تا کہ تعمیر ذکور اور انوثی دونون متحقق ہون
کیونکہ اگر وہ اِن امور سے واقف نہوگی تو زمین ایسی نظر آویگی جسطرح گھر بے عورت کے
یا گھر مع زن بے عقل کیونکہ عورت کا کام مرد سے بخوبی سرانجام نہین ہوسکتا دوسرے یہ کہ
آدمی وطن اپنا اُسی مکان کو جانتا ہی جہان زن و فرزند ہون اگر وہ ہمراہ نہوگی تو استقرار
ممکن نہوگا اور جب یہ نہوا تو حقائق عالم معلوم نہونگے اور تم دونون صرف دیکھنے بھالنے کو
عز ہونگا لا منہار غد احیث شئتما کھاؤ اُسمین محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو تا کہ منافع ومضار ہر شی کے
معلوم ہو جائین فائدہ ارشاد الی الحاکم مین ہی کہ بہشت ایک باغ تھا ہندوستان مین پس
اس قول پر ہبوط آدم علیہ السلام گویا انتقال مکانی ہوا اور میلان قاضی بیضاوی کا اسطرف ہی
اور دلیل یہ ہی کہ جو کوئی بہشت مین جاتا ہی پھر نہین آتا کما جاء وما ہم عنہا بمخارجین اور یہی امر
نہی آدم پر صادر ہوئی اور یہ دونون دنیا مین ہین اور جمہور علماے اہل سنت فرماتے ہین کہ
بہشت اُس عالم کی مراد ہی اور عدم خروج سے یہ مراد ہی کہ جب جزا کے واسطے جاے ورنہ خازنان
بہشت ہمیشہ نکلتے پیٹھتے رہتے ہین اور شب معراج مین حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے کذا فی الجو
اور امر ونہی خازنان بہشت پر صادر ہوتی ہین بالجملہ بعد صدور حکم دخول بہشت وتوسعہ اکل وشرب
وطریق اباحت ارشاد ہوا ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین یعنی نہ جاؤ پاس اس درخت کے
پھر تم ہوگے بے انصاف یعنی با وصف اِس وسعت کے نزدیک نہوجیو اِس درخت کے اور
اگر اُسکے قریب گئے یا کچھ اُسمین سے کھایا تو مخالفت حکم سے ظالم ہو جاؤگے کیونکہ ظلم نام حق تلفی
کا ہی اور حق مالک کا مملوک پر یہ ہی کہ مالک کے حکم سے سر مو تجاوز نکرے اور وہ درخت موافق
اکثر روایات درخت گندم تھا چنانچہ مختار اکثر صحابہ ومفسرین کا یہی ہی اور عبد اللہ ابن مسعود
وسعید ابن جبیر وسدی کے نزدیک انگور ہی اور ایک روایت علی مرتضیٰ مین کافور ہی اور قتادہ
وابن جریج کے نزدیک انجیر اور یزید ابن عبد اللہ ابن قسط سے ابو الشیخ نے تخریج روایت کیا ہی
اور کلبی ودینوری سے روایت ہی کہ ایک درخت معین تھا وسط جنت مین جسکو شجرۃ العلم
بولتے تھے کہ جو اُسکو کھاتا تھا اُسکا علم بڑھتا تھا کذا فی الزاہدی والمغنی لیکن مشہور گندم ہی

آمدن شیطان در بہشت

واللہ اعلم الغرض آدم و حوا ریاض بہشت مین آرام کرنے لگے اور شیطان دخول بہشت سے
محروم ہوا اور چونکہ دوری و مہجوری شیطان صرف انکار سجدۂ آدم سے تھی اِس باعث سے
عداوت قاطبہ دل مین رکھتا تھا اور اس گھات مین رہتا تھا کہ کسی طرح اِنکے کارخانے مین
دخل کرون اور سنگ تفرقہ معرکۂ جمعیت مین ڈالون اور بسبب اِسکے کہ پیشتر خزانچی بہشت تھا
اہل بہشت اُسکو چاہتے تھے تو گاہ گاہ دروازے پر جاتا یا حوالی بہشت مین گذر کرتا اور اپنے
ملاقاتیون سے کیفیت آدم و حوّا پوچھا کرتا یہان تک کہ اُسکو یہ خبر ملی کہ ایک درخت کے
کھانے سے ممانعت ہوئی ہی تب سوچا کہ اب تک کسی نوع کی تکلیف نہ تھی ہر طرف سے اطلاق
و اباحت کی دھوم تھی میرا مکر و حیلہ کارگر نہوا اب البتہ یہ حیلہ مدنظر ہوا کہ نافرمانی و زلت تنگی
و احتیاج مین زیادہ ہوتی ہی تب یہ تدبیر سوچا کہ اول طاؤس کو سکھلایا کہ تو آپ کو آراستہ
کرکے آدم و حوّا کے روبرو رقص شروع کر اور اپنے فعل و تماشے مین لگا کر دیوار بہشت تک لا
اُسنے شیطان کے دم مین آکر ایسا ہی کیا تب یہ مردود سانپ کے پاس آیا اور سانپ دواب
بہشتی مین بوضع شتر خوبصورت تھا اُس سے کہا اگر مجھے بہشت مین جانے دے تو مین تجھے
بنی آدم سے بچاؤنگا لہذا ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جہان کہین سانپ کو دیکھو مارو تاکہ عہد
ابلیس ٹوٹ جاے چنانچہ ابلیس سانپ کے منھ مین داخل ہوکر داخل جنت ہوا بعض کہتے ہین
کہ دربانان بہشت نے روکا تھا مگر اُنکو حکم قطعی پہونچا کہ منع نکرو بہر و تقدیر ابلیس بہشت مین در آیا
اور اغواے آدم و حوّا پر مستعد ہوا چنانچہ ایک وقت آدمؑ تخت عزت پر بیٹھے تھے حور و غلمان
حاضر تھے زبان پر جاری ہوا کیا خوب مکان ہی اگر دار الخلد ہو ابلیس نے یہ بات غنیمت جانی اور
ایک درخت کے سایہ مین بیٹھکر رونے لگا حورون نے آواز گریہ بہشت مین نہ سنی تھی پریشان
دوڑ پڑین حضرت آدم و حوّا بھی متعجب دوڑے جب اُس مجمع مکر و فریب کو دیکھا پوچھا کون ہی بولا
ملک مقرب ہون تمھارے حال پر روتا ہون تم اپنا مآل کار نہین جانتے ہو فرمایا نہین کہا اس
تعظیم پر مغرور نہو آخر موت ہی فرمایا موت کیا چیز ہی اُسی وقت جانور مردہ کی صورت بن گیا اور مانند
محتضر تڑپنے لگا بجرد معاینۂ حالت موت خوفناک ہوے اور پوچھنے لگے کہ علاج اِسکا کیا ہی جو اِس حالت
محفوظ رہین ابلیس نے کہا ہل أدلّك على شجرة الخلد و ملك لا يبلى یعنی مین نشان دون تمکو درخت ہمیشگی کا
اور ملک باقی کا کہ جو کوئی اُسے کھائے ہرگز نہ مرے اور بادشاہت اُسکی فانی نہو فرمایا وہ درخت کون ہی
اُسنے شجرۂ ممنوعہ کا نشان دیا فرمایا یہ تو درخت فنا ہی نہ شجرۂ بقا اللہ تعالی نے اسی کی نزدیکی سے مجھے روکا

اگر تم ہمیشہ یہیں رہتے ہوتا تو ہرگز منع نہ فرماتا ابلیس بولا کما جاء فی القرآن . قال ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین یعنی بولا تمکو جو منع کیا ہے تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ کہیں ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ جینے والے یعنی ضرر کے لحاظ سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اسلیے کہ تم [illegible] ملک ہو جاؤ گے یا حق میں ہمیشہ کھانے پینے جورو لڑکوں کی خواہش نہ ہوگی اور حالت ملکیہ لائق خلافت نہیں اسلیے خدا کو منظور ہے کہ تمکو فکروں میں ڈالے اپنی یاد سے غافل کرے اور [illegible] خلافت [illegible] اور یہ ہے کہ تمکو دور کرے اور اس درخت کا کھانا موجب قرب ہے سو یہ بھی ایسی ہے جیسے بادشاہ کسی شخص کو ہمیشہ اور خدمات حضور سے منع کردے تحمل یہ کہ یہ نہی تنزیہی ہے اسکی مخالفت واسطے حصول [illegible] قربت کے خطا نہیں اس تقریر سے آدم و حوا کو تردد ہوا فی الجملہ دلوں کی رضا دل میں پائی گئی [illegible] شیطان نے قسم کھائی کما قال اللہ تعالی وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین یعنی [illegible] میں تمہارا [illegible] خیر خواہ کسلیے کہ میرے ہاتھ سے تمہاری نسبت [illegible] بے ادبی ہوئی ہے کہ [illegible] ہوا اب یہ چاہتا ہوں کہ لوث بے ادبی دامن دل سے دھوؤں اور ایسا مرتبہ تمکو حاصل ہو کہ مدت العمر شاکر رہو سو حضرت آدم قسم ابلیس پہ مغرور ہوئے اور دل کو اتباع [illegible] پر [illegible] تب ابلیس بولا اگر دولت ابدی و ملک سرمدی کی خواہش ہے تو اس درخت سے چند دانے تناول فرماؤ اس کا ہم حضرت آدم کو اندیشہ ہوا نسیان و فراموشی نے غلبہ کیا عاملہ نہی سے غافل ہوئے اور زلت [illegible] پیش گئی اسی جگہ سے قیاس کرکے ابوبکر وراق رحمہ فرماتے ہیں نصیحت قبول کرنا چاہیے [illegible] سے جسکے دین و امانت پر اعتماد ہووے [illegible] نصیحت کرنے میں اسکو اپنا حظ نفس ہو یعنی کمال احتیاط کرنا لازم نہیں تو ایسی ہی بلا میں پڑ جائیگا فائدہ اعتقاد [illegible] درست یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو عصیان سے معصوم جاننا واجب ہے اور قصہ ابو البشر علیہ السلام کو محمول بر نسیان و فراموشی کرنا لازم چنانکہ ارشاد ہوتا ہے ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما یعنی ہمنے تاکید کر دیا تھا آدم کو پہلے سے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہمنے ہمیں کچھ ہمت اور فراموشی کا کچھ تعجب نہیں ہے اسلیے کہ عالم نہی و قربت شجرہ تا اکل پانسو برس گذرے تھے پھر اگر اس مدت دراز میں کوئی بات فراموش ہو [illegible] تو قریب [illegible] باایں ہمہ حضرت آدم نے اس نحو کو نہی منفعت جانی تھی نہ نہی [illegible] اور [illegible] درخت کو جانتے تھے نہ علی العموم خواہ یہ سمجھے تھے کہ قربت درخت کی ممنوع ہے نہ اسکا کھانا چنانکہ مروی ہے کہ آدم علیہ السلام خود درخت کے نزدیک نہیں گئے تھے خود ام البشر جا کر توڑ لائی تھیں اور طرفہ تر یہ کہ درخت ممنوع القربت تمام اشجار جنت سے زیبا و خوشنما تھا اور جس مقام پر حضرت آدم و حوا اجلاس

فرماتے تھے اسی طرف کی کیاریون مین اُگتا تھا اور بزبان حال گویان سے مکن در بن جہنم سرزنش بخود روکی ؛ چنانچہ پروردشم سید ہند ہبیر ویم ؛ الغرض جب حضرت آدم کا توجہ فی الجملہ پایا گیا تو حضرت حوا نے پیشقدمی کر کے چند دانے توڑکر کھائے اور اُسکے مزہ سے حضرت آدم کو مطلع کیا آنجناب نے بھی حوا کے اصرار سے دو تین دانے تناول فرمائے اور بعض تفاسیر مین ہی کہ سات خوشے حوا نے توڑے ایک کھایا دوسرا رکھ چھوڑا پانچ حضرت آدم کے پاس لائین اُنھون نے انکار کیا حوا نے اُسکے مزے کی نہایت تعریف کی آنجناب نے ملامت کیکے فرمایا ای حوا تو نے عہد خدا فراموش کیا حوا نے کہا ای آدم رحمت الٰہی سے امید مغفرت ہی تب حضرت آدم نے کئی دانے کھائے مین کہتا ہون کہ یہ قول کسوت صحت سے عاری ہی اور صحیح یہ ہی کہ بفراموشی عہد خدا باصرار حضرت حوا لغزش قدم واقع ہوئی اور بھی قسم ابلیس سے دھوکھا ہو گیا کما قال اللہ تعالی فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ یعنی لغزش دی اُن دونون کو شیطان نے اُس درخت کے پرہیز سے اور اِس تدبیر سے اخراج آدم و حوا مین مصروف ہوا کہ نکال ہی دیا اُس چیز سے جسمین وہ دونون تھے فائدہ فصحا کے کلام مین اسطرح کا ابہام بروجہ تعظیم آتا ہی یعنی جو کچھ کہ بہشت مین اُنکو میسر تھا اُس قسم مین نہین ہی جسکی صفت کوئی کر سکے بالجملہ لفورا کل حبوب تاج کرامت فرق عزت سے گر گیا اور لباس رضوانی جسم نورانی سے اُتر گیا کما اشار الیہ المولوی ؎ جامہا سے خلد از وے کندہ شد ؛ ہیچو گندم برہنہ افگندہ شد ؛ مدارک مین ہی کہ حلۂ بہشت بصورت ناخن تھے نشان اُسکا اب تک بنی آدم کی انگلیون مین موجود ہی اور اثر اُسکا یہ ہی کہ ہنسی کے وقت جو کوئی اپنا ناخن دیکھتا ہی ہنسی بند ہو جاتی ہی آخرکار حضرت آدم و حوا حالت برہنگی دیکھکر غایت حسرت سے زار رونے لگے اور اشجار جنت سے اپنی بے برگ و نوائی بیان کرنے لگے لیکن کسی نے توجہ نہ کیا بلکہ جس درخت کے پاس گئے اُسنے بخوف خدا اپنا سر اُٹھا لیا ناچار صحن جنت مین دوڑتے پھرتے تھے اور نہایت پشیمان تھے دفعۃً حکم رب الارباب پہونچا کہ ای آدم تو مجھسے بھاگتا ہی آدم نے التماس کیا ؎ کجا روم کہ بغیر از درت پناہم نیست ؛ جز آستانہ لطفت گریزگاہم نیست ؛ بل حیا رسنگ یارب آخرکار درخت انجیر نے و بروایتے شجر عود نے چار پتے دیے کہ اُنسے ستر عورت کیا اُسی وقت فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اب بہشت سے باہر نکلو آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر کو چلے جب دروازۂ بہشت پر پہونچے تو زبان مبارک پر جاری ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھوڑا توقف کرو شاید ارحم الراحمین افق غیب سے صبح عفو ظاہر کرے ارشاد ہوا کہ ای جبرئیل اسکو چھوڑ دے کہ چلا جاے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ یا الٰہی اپنے تجکو رحیم کہا ہی مقتضاے رحمت یہ ہی کہ رحم فرما اور اُسکے گناہ و زلت سے

درگذر فرمایا درگاہ عزت وجلال مین رحمت وعطوفت کی قلت نہین ہی لیکن اگر آج رحمت کرون تو ایک
فرد آدم پر رحمت ہوگی تو قصد کرکہ فردا ے قیامت بنی آدم کو داخل بہشت کرون اور اس کثرت سے
رحمت کے دروازے کھولون کہ ہر گنہگار اُس کلیہ نعمت سے فیضیاب ہوا اور ہر مطیع وفرمانبردار
اُس خوان عنایت ومکرمت سے بہرہ یاب ہو محققین مفسیرین لکھتے ہین کہ جب حضرت آدم وحوا
علیہما السلام بہشت مین گئے تو اُنکو لباس بہشتی پہنایا گیا تاکہ ستر عورت ہو اور اہل بہشت سے کسیکو شرمگاہ
نظر نہ آوے حتی کہ یہ دونون خود اپنی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے ابلیس نے قصد کیا کہ اگر انسے کچھ نافرمانی
صادر ہو تو البتہ یہ لباس اُتر جاے اور فرشتون مین رسوا ہون اور اہل بہشت اُنکو برہنہ دیکھین
کما قال اللہ فی الاعراف فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما یعنی پھر بہکایا اُنکو
شیطان نے تاکہ کھولے اُنپر جو کہ پوشیدہ تھا اُنکی نظر مین شرمگاہ اُنکی سے اور وہ تقریرین دلفریب
جو پیشتر مذکور ہوئین کرنے لگا یہان تک کہ جو مقصود تھا حاصل ہوا یعنی بفور چکھنے پھل درخت ممنوع کے
شرمگاہ کھل گئی اور اشجار بہشتی کے پتّے لیکر جوڑنے لگے اور اللہ صاحب نے پکارا کہ مین نے
اِس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہی کھلا ہوا مین کہتا ہون اِس مقام پر
عبرت پکڑنا چاہیے یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید شیطان مردود کی کیا تاب وطاقت جو حضرت ہی کو
منظور نہوتا مقام ادب ہی دم مارنے کی جگہ نہین نقل ہی کہ اصحاب باصفا نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے سوال کیا کہ آدم نے کتنے دانے کھائے تھے فرمایا ایک خوشے سے ایک دانہ آدم نے
اور ایک حوّا نے کھایا تھا اور جملہ پانچ دانے تھے مقدار بیضۂ مرغ اور تین باقی ماندہ کے تین حصے فرمائے
اور آدم کو حکم ہوا کہ اِسے جاؤ کہ اُس سے بحکم خالق مسور ولوبیا وماش ومونگ ونخود وغیرہ غلات
پیدا ہوے معلوم ہوا کہ اصل سب کی حضرت گندم ہین احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ آدم وحوّا کو
حاجت بول وبراز وشہوت کی بہشت مین نہ تھی اور جو لباس پہنے تھے اُنکے اُتارنے کی ضرورت
نہوتی تھی اِس باعث سے واقف اپنے اعضا سے نہ تھے جب زلت ولغزش قدم واقع ہوگئی تو لوازم
بشری پیدا ہوے اور حاجت سے واقفیت ہوئی اور اپنے اعضا بھی دیکھے مگر سوائے اُنکے کسی نے
اہل بہشت سے اُنکی شرمگاہ نہین دیکھی مشہور ہی کہ انجیر کے پتّے لپیٹے ہوے اِدھر اُدھر پھرتے تھے
اہل علم فرماتے ہین کہ اخراج آدم علیہ السلام مین ایک نکتہ ہی بہت صاف یعنی تمیز اہل جنت ونار واسطے
کہ صلب آدم وترائب حوّا مین نیک وبد وخبیث وطیب بھرے تھے اور ظاہر ہی کہ شریر وناپاک کو
بہشت مین جگہ نہین ہی اسلیے یہان روانہ کیا کہ باہم تمیز ہوجاوے یا واسطے تکثیر وترتیب بنی آدم کے

تاکہ اپنے دل مین اچھی طرح سمجھ رکھین اور بخوبی غور کرکے سوچ رکھین کہ ہمارے باپ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام باوصف صفوت کے ایک گناہ مین بہشت سے خارج ہوئے ہمارا مآل کار کہ شب وروز عصیان مین گرفتار ہین کیا ہوتا ہی آور اہل عرفان فرماتے ہین کہ بہشت سے خارج کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا درحقیقت اظہار انکی ہمت کا ہی چنانچہ روح الارواح مین لکھا ہی کہ موجودات سے بڑے عالی ہمت آدم صفی تھے کہ نعمت بہشت کو ہاتھ مین لیکر پھینک دی اور گلستان خلد باینہمہ ناز ونعمت وجنت فردوس باجملہ بہرگی وکرامت دو دانے گندم کے مقابل بیچ ڈالی پھر اگر طالب حق روز ممات گوشۂ چشم سے جانب بہشت نظر کرے تو گویا اسکی آدمیت مین قصور اور انسانیت مین سخت فتور ہو احمد جام فرماتے ہین ؎ آدم بہشت را بدو گندم اگر فروخت ٭ حقا کہ این گروہ بیک جو نمی خرند ٭ اور بحر الحقائق مین ہی کہ سبب اخراج کا عشق تھا کہ عشق کے واسطے دار الملام چاہیے نہ دار السلام ؎ ای مرد رہ عشق کش بار ملامت ٭ یا درگذر از عشق برو خوش بسلامت ٭ اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہین کہ شجر گندم شجر محبت تھا کہ حقیقت مین حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بویا گیا مگر وجہ منع یا عزت وجلال محبوبی تھا یا تحریص وترغیب طالب ومطلوبی کہ الانسان حریص علی ما منع اور یہ ظاہر ہی کہ اگر یہی اس شجرۂ محبت سے متعلق نہوتی تو حضرت آدم کو استیفای مرادات نفسانی واستکمال لذات جسمانی مین میوۂ محبت کی پروا نہوتی کیونکہ محبت غذا اسے روحانی ہی اور جو کہ تربیت جسم سے قاصر ہی پرورش روح اس سے غیر ممکن لہذا حکم ہوا کہ ای آدم اگر آسایش مطلوب ہو تو بہشت مقام ہی جو خواہش دل ہو تناول فرما الا شجر محبت کے گرد نہ جا اسلیے کہ نوش محبت بے نیش محنت حاصل نہین ہوسکتا محبت ومحنت باہم متلازم ہین وبلا وولا آپس مین توام ؎ دوستی چون زر بلا چون آتش است ٭ زر خالص در دل آتش خوش است ٭ عشق چون دعوی جفا دیدن گواہ ٭ چون گواہت نیست دعوی شد تباہ ٭ عاشقان را از بلا صد راحت است ٭ کہ محبت ہمنشین محنت است ٭ حضرت سلطان العارفین سے روایت ہی کہ عشق ومحبت قبل وجود آدم اپنا مظہر تلاش کرتے تھے فرشتون کے پاس گئے تو انکو استحقاق مظہریت مین کورا پایا ناچار کنج فراغت مین رہنے لگے جب شیطان نے ولولۂ طاعت اور کوس عبادت ملک وملکوت مین بجایا تو عشق نے چاہا کہ دست محبت کر مواصلت مین ڈالے سلطان عزت وتمکنت نے دست قدرت مارا ناگزیر حجلۂ غیب مین بیٹھ رہا تا آنکہ حضرت آدم علیہ السلام نے پردۂ عدم سے باہر آکر خیمۂ وجود فضاے شہود مین ایستادہ کیا تب محبوب خوش اسلوب حضرت واجب الوجود نے عشق کو بصورت شجرۂ گندم حضرت آدم کو دکھلایا کہ آنجناب والہ وشیدا ہوے

اور ایسا غلبۂ محبت ہوا کہ خواہش عقد وصال اُسی مقام مین بہم پہونچی تب ندا ہوئی کہ یہ بات سرا پردۂ خلد مین راست نہین آتی منزل خاص اسکی دل محنت زدگان اور سراے اسکی روح مصیبت یافتگان ہے اور دار الخلد مین محنت و مشقت مفقود ہی کہ ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ناچار حضرت آدم حوا سے محنت مین فضاے بہشت سے تنگنا سے دنیا مین تشریف لائے اور ساحل سلامت سے گرداب ملامت مین پڑے اور بوستان نعمت کو خارستان نقمت سے بدلا اور مراتب قربت سے نکل بادیۂ غربت مین گھر بنایا اور درکات کلفت کو درجات الفت پر اختیار کیا اور نقد آرام دل و جان کو طاس الفت مین رکھ عروس محنت و مصیبت پر نثار کیا اور کرامات شادکامی سے گذر خرابات بدنامی مین پڑے کیونکہ عشق و نیکنامی باہم مجتمع نہین ہوتے ؎ رہا کنید کہ تن در دہم بہ بدنامی ٭ کہ نام نیک در آئین عاشقان ننگ ست ٭ نقل ہی کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بعضی حضرت ابراہیم علیہ السلام قصۂ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے مین فکر رہتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ خداوندا حضرت آدم نے ایک خطا کی اُسپر تو نے اُسکو ایسا ماخوذ کیا اور اتنی شہرت دی کہ قیامت تک کی تفضیح ہوئی حالانکہ کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا معاملہ نہین کرتا ہی وحی ہوئی کہ مخالفة الحبیب علی الحبیب شدیدة ابوبکر واسطی سے کسی نے پوچھا انبیا علیہم السلام پر عقوبت بہت جلد ہوتی ہی اسکا کیا سبب ہی فرمایا سوء الادب فی القرب لیس کسوء الادب فی البعد یعنی عادت الٰہی یون جاری ہی کہ اولیاء اللہ و مرسلین سے خطرات پر مواخذہ فرماتے ہین اور عوام سے بازپرس نہین ہوتی کیونکہ قرب درگاہ سے یہ لوگ حیران رہتے ہین بخلاف عوام کہ دوری و مہجوری سے قابل توجہ نہین ہوتے القصہ جب ارشاد حق ہوا کہ اہبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنی اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہی اور برتنا ہی ایک وقت تک تب حضرت آدم علیہ السلام نے حوا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا چلو اب غریبی و بیکسی کا وقت آیا اُسوقت حضرت جبرئیل نے کہا کہ حوا کا ہاتھ چھوڑ دو تمکو الگ الگ جانا پڑیگا لاچار حضرت آدم نے ہاتھ حوا کا چھوڑ دیا کہ حضرت حق نے آدم کو سراندیپ مین و حوا کو جدے مین و طاؤس کو حبشہ یا مرج الہند مین پھینکا اور سانپ کو خطۂ اصفہان یا سجستان مین صرف منزل شیطان مین اختلاف ہی بعضے بابل کہتے ہین اور بعضے بلسان کہ دونون نواحی بصرے مین واقع ہین اور تفسیر قرطبی مین ہی کہ شیطان ارض سمنان مین گرا مگر اہل تحقیق فرماتے ہین کہ تعین مسکن ابلیس دشوار ہی کیونکہ وساوس شیطانی عالمگیر ہین ع در ہیچ بقعہ نیست کہ تخمے نکشتہ است تفسیر زاہدی مین ہی کہ حضرت حوا دریا کے کنارے جدے مین کہ ایک پہاڑ بلند کا نام ہی گرین مقام

سراندیپ سے سات سو فرسنگ واقع ہی ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہی کہ جب اخراج
آدم علیہ السلام کا فرمان جاری ہوا تو جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام نے تاج سلطنت سر مبارک سے
اتارا اور کمربند خلافت کھولا حتی کہ برہنہ کردیا اور درگاہ عزت وجلال سے زبان عربی کے عوض لسان
سریانی عنایت ہوئی مگر بعد قبول توبہ زبان عربی پھر ملی ہی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ حضرت
آدم کو بہشت مین اسقدر توقف ہوا تھا جتنا توقف مابین عصر ومغرب کے ہوتا ہی مگر بحساب یوم اُس — بیان توقف آدم در بہشت
عالم کے کہ ہزار برس کا ہوتا ہی اور بعض روایات مین نیم روز توقف کرنا لکھا ہی کہ پانسو برس ہوتے ہین
مگر قول اول صحیح ہی اور احادیث صحیحہ سے اُسکی سند بہم پہونچتی ہی ابی حاتم نے روایت کی ہی کہ جس وقت
حضرت آدم آسمان سے زمین پر تشریف لائے تھے تو یہ کیفیت تھی کہ دونون ہاتھ زانو پر رکھے سر
جھکائے مانند شرمساران عاجز تھے اور ابلیس مردود دونون ہاتھون کی اُنگلیان ملائے تہیگاہ پہ رکھے
اور سر تکبر بلند کیے ہوئے مثل حیرت زدگان نخوت سرشت آیا تھا روایت ہی کہ جب حضرت آدم عم
زمین پر آئے تو ایک نوع کا اضطراب وقلق تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنجناب کے بشرے کو
دیکھکر پوچھا کیا حال ہی فرمایا تمام جسم مین گویا چیونٹیان رینگتی ہین حضرت جبرئیل ع نے کہا یہ علامت
وکیفیت بھوک کی ہی پھر دفعۃً نظر سے غائب ہوے وبعد ادنی توقف قدرے گھانس سرخ وسیاہ
ولوہا واہرن اور تھوڑی لکڑی اور دھونکنی اور چمٹا لاکر حضرت صفی اللہ کو دیا اور ایک چنگاری آگ کی — چنگاری آدم
بھی دوزخ سے اُٹھاکر عنایت فرمائی کہ اُس سے ہاتھ حضرت آدم کا جل گیا اور چنگاری دریا مین جا پڑی
پھر حضرت جبرئیل ع نے دریا سے نکال کردی پھر وہ دریا مین اُڑ گئی اسیطرح سات مرتبے نوبت پہونچی
آخر کار حضرت جبرئیل ع نے اُس آگ کو آہن وسنگ مین قید کیا پھر حضرت آدم سے آلات حدادی
وکشاورزی بنوائے اور تین دانے گیہون کے لائے دو حضرت آدم کو دیے اور ایک حوا کو دیا
مورخین نے وزن ہر دانے کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا لکھا ہی پھر ایک گائے جنت سے لائے اور کہا
کہ اسکو ہل مین جوت کر زمین کو ہموار کرو اور جو دانے تمھارے پاس ہین اُنکو بوؤ چنانچہ حضرت
آدم وحوا نے بوئے تو حضرت آدم کے حصے مین گیہون جمے اور حضرت حوا کے جو جب درخت
کاٹے گئے تو حضرت جبرئیل ع نے ایک اوکھلی مین کوٹ کر بھوسی کو الگ کیا اور چکی بناکر پیسا اور
اُسمین آٹے کا خمیر کیا اور ایک گڑھا کھدواکر اُسمین آگ جلائی اور کئی روٹیان پکائین طول وعرض
روٹیون کا پانچ پانچ سو گز کا تھا جب روٹیان تیار ہوئین تو حضرت آدم نے کھانے کا ارادہ کیا
حضرت جبرئیل ع نے کہا کہ حصہ حوا کا علیحدہ کردو کہ مین اُسے پہونچاؤن چنانچہ حضرت آدم نے

حوّا کا حصہ نکال دیا بعد اُسکے اپنا حصہ تناول فرمایا جب پیاس لگی تو حضرت جبرئیل ؑ نے ایک کنوان کھود کر پانی نکالا اور حضرت آدم کو پلایا بعد اس واقعے کے حضرت جبرئیل ؑ نے فرمایا ؎ این ہمان گندم کہ خوردی از خطاش * کن بچندین سعی بہر خود معاش * این سزا بہر خطائے سابق است * ہر خطائے را سزائے لاحق است * این مکافاتے بود مافات را * معصیت مے آورد آفات را * معارج النبوت مین ہی کہ نعمت بہشت کی فوت ہونے سے دو تین سو برس حضرت آدم ؑ روئے اور تین سو برس حضرت حوّا سے جدا رہے اور چالیس یوم و شب یا چالیس برس تک کھانا نہین کھایا اور سو برس تک سر نہین اُٹھایا اور حاکم و بیہقی نے روایت کی ہی کہ اول فریب شیطان مین حوّا آئین پھر بمشورہ اُنکے حضرت آدم ؑ جب یہ زلت صادر ہوئی تو ارشاد ہوا کہ ما حملک علیٰ ان اکلت من الشجرة التی نہیتک عنہا قال یا رب زینتہ لی حوا یعنی ای آدم کس چیز نے تجکو آمادہ کیا اسپر کہ تونے وہ درخت کھایا جس سے مین نے منع کیا تھا کہا آدم نے خداوندا حوا نے اُسکو میری نظر مین آراستہ کیا اُسی وقت خطاب ہوا کہ ای حوّا تو کہان ہی اُسنے باواز حزین جواب دیا کہ الٰہی اس جگہ برہنہ پڑی ہون ارشاد ہوا کہ یہ بے ستری اور غریبی اس سبب سے ہی کہ تونے ایسی حرکت نازیبا کی ای حوا کیا باعث ہوا جو تونے آدم کو خطا کی راہ دکھلائی کہ اُسکو برہنہ کرایا اور خود بے ستر ہوئی حوا نے کہا خداوندا مجکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ ایسی مخلوق بھی تونے پیدا فرمائی ہی کہ وہ تجھکو جھوٹی قسم سے یاد کرے فرمان ہوا کہ تجکو بھی عقوبت مین گرفتار کرونگا کہ حاملہ نہوگی مگر بدشواری اور وضع حمل نہ کریگی الا بہ سختی اور ہر مہینے مین حیض مین گرفتار ہوگی اور مرد کو ہمیشہ غالب کرونگا اور تمام مدار شوہر پر رکھونگا تا کہ ہمیشہ محتاج رہے امیر المومنین عمر رضؓ سے روایت ہی کہ جب خون حیض ظاہر ہوا تو حضرت حوّا نے ایک شور مچایا آواز غیب ہوئی کہ تیری اور تیری ذریت کے واسطے کفارہ و طہور ہی عرائس مین لکھا ہی کہ خالق کبریا نے حضرت حوا کو اور اُنکی بیٹیون کو پندرہ بلاؤن مین مبتلا کیا جس سے حشر تک نجات نہین ایک یہ کہ اُنکے پیٹ و فرج مین نجاست حیض و نفاس کی رکھی دوسرے حمل سے نو مہینے یا گیارہ مہینے تک زیر بار کیا تیسرے شدت جننے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی چوتھے محنت عدت کی پانچوین ہمیشہ محکومی شوہرون کی چھٹے اختیار طلاق خاوندون کے ہاتھ مین دیا ساتوین نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا آٹھوین نقصان شہادت کہ دو عورتین ایک مرد کی قائم مقام ہوئین نوین نقصان عقل دسوین محرومی سلام و تحیہ سے گیارھوین بے نصیبی جمعہ و جماعت سے بارھوین محرومی عہدۂ نبوت سے تیرھوین نقصان دین کا کہ ہر مہینے مین دس دن کی نماز جاتی ہی چودھوین بدقسمتی عہدۂ قضا و سلطنت سے

پندرھوین محرومی جہاد و سفر سے بغیر محرم حدیث بخاری و مسلم مین وارد ہی کہ اگر نہوتے بنی اسرائیل تو نہ البستا گوشت اور جو نہوتی حوا تو نہ خیانت کرتی کوئی عورت اپنے خاوند کی کبھون اور بیہقی نے دلائل مین اور خطیب نے اپنی تاریخ مین ابن عمر سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم فرماتے ہین کہ مجکو آدم پیدو خصلتون سے تفضیل ہی ایک تو میرا شیطان مسلمان ہی انکا شیطان کافر تھا دوسرے میری ازواج دین کی معین تھی اور انکی زوجہ معین ہوئی خطا پر آور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو تیس قسم کے میوے انکے ساتھ آئے تھے کہ زمین کی نہ تھے بعضے ایسے ہین کہ پوست و مغز انکا کھایا جاتا ہی اور بعضے وہ کہ مغز انکا کھایا جاتا ہی اور پوست پھینک دیا جاتا ہی روایات صحیحہ مین ہی کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو سندان[1] و کلبتان[2] و مطرقہ[3] و حجر اسود و طلا و نقرہ و عصائے موسیٰ بھی ساتھ تھے آور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کہ زمین ہند کس باعث سے خوشبو دار زیادہ ہی اور کس وجہ سے عود و جوز و قرنفل[4] وغیرہ اقسام خوشبو مخصوص ہند مین لوگون نے التماس کیا آپ ارشاد کرین فرمایا کہ جب آدم زمین پر گرے تو انکے بدن سے اشجار جنت کے پتے لپٹے ہوئے تھے انکو ہوا نے پراگندہ کرکے اس عالم کے درختون پر ڈالا تو جس درخت سے وہ پتے لپٹے اسمین خوشبو ہوگئی اسیطرح حذیفہ ابن الیمان نے حضرت رسالت پناہ سے روایت کی ہی آور طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدم بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو انکو نہایت وحشت تھی حضرت جبرئیل نے باواز بلند اذان کہی جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچے تو حضرت آدم کو اس نام سے انسیت پیدا ہوئی اور وحشت دفع ہوئی تفسیر زاہدی مین ہی کہ حضرت آدم کے آنسوؤن سے مرچ سیاہ و لونگ وغیرہ پیدا ہوئی اور حوا کے اشکون سے جو زمین پر گرے انسے حنا و زعفران اور ہر چیز سرخ رنگ اور جو دریا مین گرے انسے جواہر و موتی اور جو پہاڑ پر گرے انسے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلا ہوگئے اس سبب سے یہ سب چیزین عورتون پر حلال ہوئین اور مردون پر حرام آور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہی کہ جب حضرت ابو البشر آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بہشت جاوید سے تنگنائے دنیا مین آئے تھے تو انکے ہمراہ ہر قسم کے تخم بھی رب الارباب نے واسطے خلق کے بھیجے تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام رنج مفارقت خالق کبریا سے بیخبر اور بسبب مشغولی گریۂ ندامت کے غافل تھے اور اپنے تن بدن کا ہوش نرکھتے تھے اس فرصت مین ابلیس لعین نے

ف بصورت تشبیہ مین ہین ... [illegible]

[1] سندان بکسر قسم از آلات آہنگران و زرگران کہ بدان آہن و زر و مانند آن بکوبند و آنرا بہندی اہرن گویند
[2] کلبتان بفتح کاف و با و موحدہ و تا و فوقانی از آلات آہنگران کہ بدان آہن گرم را از آتش برآرند و بوقت کوفتن بگیرند
[3] مطرقہ ہتوڑہ
[4] قرنفل لونگ

وقت کو غنیمت سمجھکر اُن بیجون پر اپنا دست عنا دپھیر دیا جسپر اُسکا ہاتھ پہونچا بے منفعت وسم ہوگیا اور جسپر اُسکا ہاتھ نہین پہونچا اُسکی منفعت برقرار ہی حضرت ابن عباس سے منقول ہی کہ جب حضرت آدم بہشت کو یاد فرماتے تو بیہوش ہوجاتے اور گر پڑتے تھے اور یہ حضرت جب زمین پر تشریف لائے تو اول فواکہ دنیا سے بھی تناول فرمائے کہ اِس سبب سے رفع حاجت ضروری کی حاجت ہوئی چونکہ بہشت مین اسطرح کا معاملہ پیش نہ آیا تھا نہایت پریشان ہوئے پیش وپس بیین ویسار دوڑتے پھرتے اور قضاے حاجت کی وضع نہ جانتے تھے دفعتہ حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور وضع قضاے حاجت تعلیم کر گئے جب بوے بدنے شامہ کو پریشان کیا تو شش روز برابر اِسی غم مین روتے رہے حقیقۃ الامر یہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت و ما فیہا کے واسطے نہ روتے تھے بلکہ خداوند بہشت کے فراق ومہاجرت پر رونا پیٹنا تھا ؎ ہوا سے یارو دیار م چو بگذرد بخیال * بشود منازلم از آب دیدہ مالا مال * اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت آدم کو فکر توبہ مین دوسو برس روتے گذرے تو ایک دن اپنا ہاتھ ماتھے پر دھکے سر زانو بیٹھے رو رہے تھے دفعتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت آدم کے رونے سے متاثر ہوے یہان تک کہ اُنکو بھی رونا آیا تب پوچھا ای آدم اسقدر رونا پیٹنا کسواسطے ہی فرمایا ای جبرئیل کسطرح نہ روؤن خداوند تعالیٰ شانہ نے شامت معصیت مرتبہ اعلیٰ کہ قیام آسمان وبہشت تھا لے لیا اور تحت الثریٰ مین ڈال دیا اور دار مقام سے دار ملام تک بھیجدیا اور خانہ نعمت سے کلبۂ رنج وکلفت مین پہونچایا اور مقام بقا سے محل فنا مین گرایا ہی ای جبرئیل اگر شدائد اِس مصائب کے شمار کرون تو کر نہین سکتا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عزت جل جلالہ مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ آدم صفی کے پاس جا اور کہہ کہ ای آدم میری نعمتون کو یاد کر کہ اول مین نے تجکو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تیرے قالب خاکی مین اپنی روح پھونکی پھر فرشتون کو جو میرے خاص بندے ہین تیرے سجدے کو حکم دیا اور تو نے اِن نعمتون کی قدر نجانی اور میرے حکم سے نافرمان ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ای پروردگار بیشک تجھ سے قصور ہوا لیکن اُسپر مجکو نہایت ندامت وشرمندگی ہی اور تیری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہی حکم پہونچا کہ فی الحقیقت میری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہی اور اِسی سبب سے جب مین نے تیری آواز تضرع وزاری کی حقیقی سنی تو مجکو رحم آیا اور تیری تقصیر مین نے معاف فرمائی اب یہ کلمات زبان پر لا لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک رب عملت سوءاً وظلمت نفسی

فتب علی انک انت التواب الرحیم اور طبرانی نے معجم صغیر مین اور حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت
عمر سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم مرتکب گناہ ہوکر معاتب ہوے
تو قبول ہونے توبہ مین پریشان تھے انکو یاد آیا کہ مجکو حق تعالی نے جب پیدا کیا تھا اور روح
اپنی مجھمین پھونکی تھی تب مین نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو عرش پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اس سے مین نے جانا کہ کسی کی قدر برابر اسکے نہین کیونکہ اللہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ اسکے
نام کو ملایا ہی اب تدبیر یہ ہی کہ بحق اس شخص کے سوال مغفرت کرون سو یہ دعا کی اللھم انی اسالک
بحق محمد الا غفرت لی حق تعالی نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلعم کو تو نے کہان سے جانا آدم نے
تمام ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ ای آدم یہ محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تیری ذریت مین ہی اگر
اسکی پیدایش منظور نہوتی تو مین تجکو پیدا نکرتا در مختار وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی کہ دعا مین
بحق فلان کہنا مکروہ ہی اسلیے کہ کسیکو خدا پر حق نہین ہوتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کسطرح
ایسی دعا کی اور جواب اسکا حسب قرارداد علمار ظاہر کے یہ ہی کہ معتزلہ افعال عباد مخلوق عباد
جانتے ہین اور جزا اسکی حق حقیقی بوجھتے ہین و اہل سنت و جماعت افعال عباد کو مخلوق خدا
سمجھتے ہین اور جزا کو حق جعلی و وعدی جانتے ہین اسلیے کہ حق حقیقی کوئی خدا پر ثابت نہین ہی چنانچہ
حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص ایمان اللہ و رسول کا لاوے اور نماز و روزہ ادا کرے اسکا حق
اللہ پر یہ ہی کہ جنت مین داخل کرے پس لفظ حق جو روایت توبہ حضرت آدم مین واقع ہی محمول
اسی حق جعلی و تفضلی پر ہی اور ممنوع فقہ حق حقیقی ہی لیکن مذہب معتزلہ زمانۂ سابق مین نہایت
رائج تھا اور استعمال اس لفظ کا موہم اسکے مذہب کا ہوتا تھا اسواسطے فقہا نے مطلقاً استعمال
اس لفظ کا منع کیا تاکہ اس مذہب پر کبھی خیال نجاے اور اہل تحقیق یہ کہتے ہین کہ کاملین بنی آدم کا
باعتبار صورت کمالیہ اسماے الٰہی سے ایک نام ہوتا ہی کہ تربیت اسکی اسی نام سے ہوتی ہی پس
سوال کرنا بحق کامل گویا اشارہ اس اسم الٰہی کا ہی اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے
معنے مذکور ارادہ کرے قطعاً معاتب نہین ہی کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی اور طبرانی نے
معجم اوسط مین حضرت ام المومنین عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے کہ جب قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدم نے مقابلہ کعبہ
کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام الٰہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی اللھم انک تعلم سری
وعلانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سئولی و تعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنبی اللھم انی اسالک

ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت ورضا من المعیشۃ بما قسمت لی تب
اللہ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اِس
دعا کو پڑھیگا مدعا اُسکا حاصل ہوگا رواہ الازرقی فی تاریخ مکۃ والبیہقی فی کتاب الدعوات عن
بریدۃ الاسلمی علما فرماتے ہین کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی تین باتون سے قبول ہوئی حیا وبکا
ودعا سو حیا کا یہ مرتبہ تھا کہ تین سو برس حضرت آدم نے جانب آسمان از روے شرم نہین دیکھا
اور بکا وزاری ایسا کہ اگر تمام اہل دنیا کا رونا جمع کرکے ایک پلۂ میزان مین رکھین اور دوسرے مین
گریۂ آدم تو گریۂ انجناب غالب آویگا اور جو بکاے اہل دنیا اور بکاے داؤد گریہ ونوحۂ نوح سے مقابلہ
کرین تو نوح علیہ السلام کا نوحہ وزاری زیادہ ہوگا اور جو اِن تینون کو ملا کر گریۂ آدم علیہ السلام سے
وزن کرین تو گریۂ آدم زیادہ ہو رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور دعا کا حال بیان کیا گیا ہی فائدہ
حقیقت توبہ تین چیزون سے مرکب ہی علم وحال وعمل پس علم یہ ہی کہ گناہ کی مضرت دریافت کرکے
جانے کہ یہ رحمت حق کا حجاب ہی اور جب یہ حال دل مین قائم ہوتا ہی تو فوت محبوب مین ایک
نوع کی بیقراری ہوتی ہی کہ اِسی اضطراب وبیقراری کا نام ندامت ہی اور اِس حال مین تین طرح کے
تعلق ہوتے ہین ایک تعلق زمانۂ گذشتہ سے یعنی تلافی مافات جسطرح کفارہ دینا اور قضا کرنا فرض
وواجب کا بشرطیکہ لائق کفارہ وقضا ہون دوسرا تعلق زمانۂ حال سے یعنی فوراً اُس فعل
ممنوع کو ترک کر دینا تیسرا تعلق زمانۂ استقبال سے یعنی تصمیم عزم اِس بات پر کہ اب ہرگز
ایسا کام نکرینگے اور یہ سب امور بلا توفیق حضرت تواب رحیم حاصل نہین ہوتے اور حضرت
ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ حقیقت توبہ کیا ہی فرمایا توبہ چھ چیزون سے مرکب ہی اول
ندامت گناہ گذشتہ پر دوم عزم مصمم ترک گناہ کا زمانۂ آیندہ مین سوم قضاء فرائض وواجبات
چہارم اداے حقوق عباد پنجم گھلنا گوشت وخون کا جو کہ مال حرام سے پیدا ہوا ہی ششم طاعات
وعبادات مین مشغول رہنا جب یہ سب باتین جمع ہوئین توبہ نصوح ہوئی چنانچہ یہ سب امور
حضرت آدم مین جمع تھے اور بقول صحیح ثابت ہی کہ دو سو برس تک حضرت آدم ایسا روئے تھے
کہ رخسار مبارک سے ندیان جاری ہوئین اور اشکون سے چشمے کہ جانور پرند اُس سے پانی پیتے
اور کہتے کیا اچھا پانی ہی ایک مرتبہ پرندون کا کلام سُنکر حضرت آدم کو گمان ہوا کہ یہ کلام از روے
تشنیع ہی تب آہ سرد لیکر روئے اور کہا بار خدایا مین ایسا ہوگیا کہ مرغ ہوا میرے آب دیدہ پر
مسخراپن کرتے ہین کیونکہ اشک گنہگار مین کیا مزہ ہوگا جسکی تعریف کرتے ہین پس یہ کلام

انکا نہین ہی مگر تمسخر و استہزا تب ارشاد ہوا کہ ای صفی جانور سچ کہتے ہین کہ در حقیقت کوئی جوہر آب دیدہ سے پیدا نہین کیا گیا اور کوئی در شہوار خوب تر آب ندامت سے نہین بنایا گیا ولنعم ما قیل

؎ گوہرے بس گران بہا اشک است ٭ سبب آبروے ما اشک است ٭ گریہ میکن کزان ثمر یابی ٭ اشک ریزی کنی گہر یابی ٭ ابر تا گریہ در چمن نکند ٭ غنچہ ہم خندہ بر سمن نکند ٭

تیسری دعا یعنی شفیع گردانا حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا الٰہی بحق محمد علیہ السلام میری آمرزش کر ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسطرح دعا کی اللہم انی اسألک بجاہ محمد عندک وکرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی اُسی وقت حضرت آدم و حوا کی زبان پر جاری ہوا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور شروع دعا مین اسقدر زیادہ ہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر اور بعضے اہل تحقیق کا یہ مسلک ہی کہ دعا کے کلمات کو اصل پر چھوڑنا چاہیے جسطرح حضرت حق نے سربستہ فرمایا ہی فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ہو التواب الرحیم یعنی سیکھ لیے آدم نے بالہام اپنے رب سے کئی کلمے اور رحمت حق سے رجوع لائے پس قبول ہوئی توبہ اسواسطے کہ اللہ قبول کرنے والا ہی توبہ اپنے بندون کی اور مہربان ہی کہ بار بار گناہ بخشتا ہی اور حسن بصری و ابو سعید خدری و مجاہد و عکرمہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ وہ کلمات سورۂ اعراف مین ہین یعنی ربنا ظلمنا الخ فائدہ طریق توبہ کا یہ ہی کہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور پڑھے جو اللہ نے فرض کیا ہی پھر اپنا منھ زمین پر رکھے خلوت مین تاکہ سواے خدا کے کوئی اور نہ دیکھے پھر ڈالے خاک اپنے سر پر اور لتھیڑے منھ کو خاک مین کہ منھ اور اعضا سے عزیز تر ہی اور بدل حزین اور آواز غمگین سے رووے اور ایک ایک گناہ کو یاد کرے جسقدر ہو سکے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کیا نہین شرم کرتا ہی تو لازم ہی کہ توبہ کر اور رجوع ہو پروردگار کی طرف کیا پسند کرتا ہی گرفتاری عذاب مین بلاشبہہ تو عاجز ہی اللہ کے غصہ و غضب سے نہ سہار سکیگا اُسکے عذاب کو پھر اٹھاوے اپنے ہاتھ اللہ کی طرف اور کہے الٰہی عبدک الآبق رجع الی بابک عبدک العاصی رجع الی الصلح عبدک المذنب اتاک بالعذر فاعف عنی بجودک وتقبلنی بفضلک وانظر الی برحمتک اللہم اغفرلی ما سلف من الذنوب واعصمنی فیما بقی من الاجل فان الخیر کلہ بیدک وانت بنا رءوف رحیم کذا ذکرہ الغزالی فی المنہاج اور مرقاۃ مین ہی کہ اگر خطا یا گناہ صادر ہوا اور توبہ کیا چاہتے ہو تو آدمی

اور پھیلاوے دونون ہاتھ خدا کی طرف اور کہے اللھم انی اتوب الیک من الذنوب لاارجع الیھا ابداً پس اللہ بخشیگا اُسکو جب تک اُس کام کو نہ کریگا روایت کی حاکم نے اسیطرح اور طبرانی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جوار حضرت حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجاے کعبۂ شریف بصورت بیت المعمور ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہو جاے تو اُسی طرف مثل ملائک نماز پڑھ اور اُسی کا طواف کر تاریخ ابن عساکر و ازرقی مین ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ السلام مقام کعبہ پر آئے اور اپنا پر مارا کہ ایک بنا متصل طبقۂ ہفتم زمین کی نکلی اُسی وقت اور ملائکہ نے بڑے بڑے پتھر کہ ایک اُنکا تیس آدمی سے نہ اُٹھے طور سینا و زینا و جودی و حرا سے لاکے اُس بنا کو پُر کیا کہ برابر زمین کے ہوگئی اور حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا اُسی جگہ سے محققین فرماتے ہین کہ دو ہزار برس پیش از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پانی پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے مقدار کعبۂ شریف ہوا تب فرشتون کو ارشاد ہوا کہ اسکے گرد طواف کرو بعد اُسکے زمین کو اُسکے نیچے سے نکال کر بچھایا جب حضرت ابوالبشر زمین پر تشریف لائے اور مفارقت بہشت مین زار زار رونے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب ارحم الراحمین مین عرض کیا ارشاد ہوا کہ یاقوت سرخ جسکا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہی آسمان سے زمین پر لیجا اور نقطۂ وسط زمین مین جو مقام کعبہ ہوگا رکھدے اور آدم سے کہو کہ اِسکی زیارت کیا کرے اور دعا کرے کہ اُسکی توبہ قبول ہو روح القدس نے بیت المعمور مقام معین مین رکھا اور رکن حجر کو کہ ایک یاقوت سرخ تھا روضۂ جنت سے لاکر جس موضع پر حکم ہوا وہان قائم کیا اور تین قندیلین طلائی لٹکائین اور دو دروازے زمرد کے ایک جانب شرق دوسرا جانب غرب قائم کیے اور اِس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف وشفاف اندرون و بیرون بے حجاب نظر آتا تھا اور ایک خیمہ زبرجد کا جسکی طنابین ریشم کی تھین اُسپر تنا تھا بعد اِس ترتیب کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم رب جلیل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو کہ حضرت فی الفور روانہ ہوے اور ایک فرشتہ راہ بتانے کو ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و شاداب ہوگیا الغرض کعبہ کے مقام پر پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج اور آداب عمرہ

بیان بیت المعمور

تعلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُسکے ادا کیے تب فرشتون نے
استقبال کرکے کہا کہ ای آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اِس موضع کا طواف
دو ہزار برس پہلے سے کرتے ہین حضرت مجاہد سے روایت ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس
یا پینتالیس مرتبہ پاپیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہین اور ہند سے
مکے تک جس مقام پر قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہی روایت ہی کہ حضرت آدمؑ کے
بین الخطوتین یعنی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک
روایت مین ہی کہ پچاس فرسنگ بالجملہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج سے فراغت
حاصل کی تو باشارۂ روح القدس کوہ عرفات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوا ام البشر
جدہ سے آپ کی تلاش مین آتی تھین کہ ملاقات مزدلفہ مین ہوگئی کہ دونون ملے ولہذا
وہ مکان مزدلفہ نامزد ہوا کہ مشتق از زلاف بمعنی اقتران ہی اور جب باہم معرفت ہوئی اس
سبب سے وہ مقام عرفات ہوا اور وہ دن عرفہ روایت ہی کہ سو برس کے بعد یہ ملاقات
ہوئی ہی پھر فرشتون نے حضرت سے کہا کہ اب تمھاری آرزو کیا ہی کہا توبہ و مغفرت اِسی
مقام سے وہ مقام منیٰ کہلایا فائدہ بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک
اِس عالم مین رہا ہی پھر اُٹھا لیا گیا تفسیر مدارک مین ہی کہ تیسرے یا چوتھے یا ساتوین
آسمان پر بمقابلہ کعبہ رکھا ہی اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اُسکا طواف کرتے ہین اور مشہور
بین المورخین یہ ہی کہ تا زمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اُسکی زیارت ہوتی تھی وقت
طوفان فرشتون نے اُٹھا لیا تا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبرئیل نے
جبل ابو قبیس مین چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لاکے اُس مقام پر رکھا ہکذا فی الزاہدی
والمدارک فائدہ خطیب و ابن عساکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ جب
بظہور زلت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جسم آپ کا سیاہ ہوگیا تھا قبول
توبہ کے وقت ارشاد ہوا کہ تیرھوین چودھوین پندرھوین روزہ رکھ تا کہ رنگ بدن بحالت اصلیہ
آوے چنانچہ ایک روزے مین ایک حصہ بدلا دوسرے مین دو تیسرے مین کل بدن بحالت
اصلیہ آگیا پھر یہ روزے حضرت نوح یا حضرت موسیٰ علیہما السلام تک انکی اولاد پر فرض رہے
انھین کو ایام بیض بولتے ہین استحباب انکا ہماری شریعت مین باقی ہی عرائس ثعلبی مین ہی کہ
پہلے ایک جسم روشن و سفید و مضبوط تھا مانند ناخن کہ اُسکا نمونہ اُنگلیون مین موجود ہی

ملاقات آدم و حوا علیہما السلام

بیان بیت المعمور

بعد جمعہ و ززلت سست و تاریک ہوگیا اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ حلہ بہشتی جو حضرت آدم علیہ السلام پہنے تھے وہ بھی ان ناخنون کی شکل تھے کہ اب تک انگلیون کے سر پر موجود ہین اور انکو انھین حاون کی یادگاری کے واسطے رکھا ہی کہ انکو حضرت آدم علیہ السلام دیکھکر روتے تھے کذا فی المدارک معلوم ہوتا ہی کہ اسی سبب سے جب کوئی آدمی کسی خوشی سے ہنستا ہی اور نظر ناخنون پر پڑتی ہی تو ہنسی جاتی رہتی ہی القصہ بعد قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الٰہی مین التماس کیا کہ یا الٰہی ابلیس سے مجھ سے عداوت قاطبہ ہوئی ہی اگر میری اور میری اولاد کی اعانت و نصرت غیب سے نہوگی تو مین اُس سے طاقت مقابلہ نہین رکھتا فرمایا تیری اولاد کے ساتھ ایک ایک فرشتہ مقرر کرونگا کہ وہ وسوسہ شیطان سے باز رکھیگا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اِس سے بھی زیادہ چاہتا ہون حکم ہوا کہ جزاے عمل بد ایک دونگا اور جزاے نیکی دس حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی اس سے بھی زیادہ اعانت درکار ہی ارشاد ہوا کہ در توبہ و استغفار مفتوح رکھونگا تا وقتیکہ روح باقی رہے یہ سنکر حضرت نے عرض کیا الٰہی یہ کافی و بس ہی جب حضرت آدم علیہ السلام نے فراغت حاصل کی تو ابلیس نے کمال زاری و بیقراری سے عرض کیا کہ یارب تیرا بندہ آدم میرا دشمن ہی اُسپر اور اُسکی اولاد پر تونے اِسطرح کی عنایات و افضال فرمائی پھر مجکو اسکے اغوا کی قدرت کسطرح ہوگی میری بھی اعانت ضرور ہی ارشاد ہوا کہ اولاد آدم کے ساتھ ایک ایک تیری اولاد بھی پیدا کرونگا کہ مدت العمر اُسکے اغوا پر سرگرم رہے ابلیس نے کہا اس سے زیادہ مدد درکار ہی فرمایا کہ تجکو اور تیری ذریت کو یہ قدرت و طاقت بخشونگا کہ رگ و پوست بنی آدم مین مثل خون درآوین اور اُنکے قلوب پر اپنا آشیانہ بناوین ابلیس بولا کہ اِس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہون حکم ہوا کہ تجکو اجازت ہی کہ تو باخیل و حشم بنی آدم پر ہر طرف سے ہجوم کر اور تمام مال و اولاد مین انکا شریک رہ کذا ذکرہ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان اور اِسی طرف اشارہ ہی سورۂ بنی اسرائیل مین قال اللہ تعالےٰ

واستفزز من استطعت منہم بصوتک واجلب علیہم بخیلک ورجلک وشارکہم فی الاموال والاولاد

وعدہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا یعنی اور گھبرا لے انمین جسکو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا اُنپر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُنسے مال اور اولاد مین اور وعدے دے انکو اور کچھ نہین وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی سو دیکھو مال مین شرکت یہ ہی کہ بتون کی نیاز اپنے مال مین فرض سمجھتے ہین اور اولاد مین یہ کہ ایک کو بتاتے ہین فلانے کا بخشا اور

دوسرے کو فلانے نے بخشا اور محققین مفسرین لکھتے ہین کہ جب توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی
قبول ہوئی تو ارشاد ہوا کہ فاما یاتینکم منی ہدًی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
یعنی اگر آوے تمکو میری ہدایت پس جو کہ پیروی کرے میری ہدایت کی پس کچھ ڈر نہین ہی
اُسپر اور نہ غم یہ سنکر ابلیس نے کہا یا آلہی تو نے آدم کی اولاد کو کتاب و رسول و علم و جاے
بود و باش و طعام و شراب و آواز خوش وغیرہ عطا کی مجکو بھی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ تیری
کتاب وشم ہی یعنی گودنا کہ بدن مین سوئی سے نیلگون کرتے ہین اور قرآن تیرا شعر اور رسول
تیرے کاہن و برہمن اور علم تیرا سحر اور طعام تیرا مردار اور جس جانور پہ وقت ذبح میرا نام
نہ لیا جاسے اور شراب تیری شی مسکر مثل خمر و تاڑی و بنگ و بوزہ و چرس و گانجہ اور مسکن
و ماوا تیرا حمام اور کلام تیرا جھوٹھ اور جھوٹھے قصے اور کہانیان اور موذن تیرے مزامیر و بربط
اور مسجد تیری بازار اور آواز تیری جرس اور سنکھ اور دام شکار تیرا بنی آدم کی عورتین ابلیس نے
کہا اسقدر مجکو کافی و بس ہی اور امام احمد و بیہقی نے سلمان فارسی سے و ابن عساکر نے
حسن بصری سے روایت کی ہی کہ پس از قبول توبہ وحی ہوئی کہ چار باتین تجکو اور تیری اولاد کو
یاد رکھنا واجب ہین اول حق میرا جو تجپر واجب و فرض ہو دوسرے تیرے حقوق جو مجپر
ہون تیسرے وہ معاملہ جو درمیان میرے و تیرے ہی چوتھے معاملہ جو تیرے و خلق کے
درمیان ہی پس اول سخن یہ ہی کہ تو میری عبادت مین کسیکو میرا شریک نہ کر اور دوسرا
یہ کہ مین تیرے اعمال کی جزا تجھے دون تیسرا یہ کہ تو میرا حکم جیسا چاہیے بجا لا اور مین جزاے
عمل بے کم و کاست عطا کرون کہ ظلم و نقصان اُسمین نہ ہو چوتھا یہ کہ انچہ بر خود نہ پسندی بر
دیگران مپسند اور جس طرح کوئی تجھسے کرے تو بھی اُس سے ویسا ہی کر یعنی اگر احسان کرے
تو احسان کر بالجملہ بعد مقبول التوبہ ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام مع حوا ام البشر
سراندیپ مین تشریف لائے اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آواز کی کہ اے حیوانات
سواکن ارض تمہارے رب نے اپنا خلیفہ بھیجا ہی سو اُسکی اطاعت و فرمان برداری کرو چنانچہ
اِس آواز سے اول جانوران بحری نے اپنا سر اُٹھایا اور اطاعت قبول کی پھر جانور
صحرائی حاضر ہوے اور حضرت آدم صفی کے گرد کھڑے ہوے تو حضرت نے ایک ایک کو
اپنے پاس بلایا اور سر و پشت پر دست مبارک پھیرا الغرض جس جانور پر دست شریف
پہونچا وہ جانور اہلی ہوا کہ معاش اُسکی آدمیون مین ہی جس طرح گھوڑا اونٹ گاے بکری

کتابلی اور جو حضرت کے پاس نہین آیا اور اُسپر دست مبارک نہین پہونچا وہ وحشی ہی کہ بنی آدم سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہی مانند نیل گاؤ و خرگوش و ہرن و بھیڑیا و شیر و چیتا و گینڈا وغیرہ بعد ازان حضرت آدمؑ نے زراعت شروع کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حاکم سے روایت کی ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام حراس تھے یعنی زراعت مین مشغول رہتے تھے اسیطرح اکثر انبیا اہل حرفہ ہوسے ہین چنانچہ حضرت ادریس خیاطی کرتے تھے اور حضرت ہود و صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب صاحب مواشی تھے کہ اُسی کے دودھ دہی پشم و صوف سے اوقات بسری فرماتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام شبانی بکریون کی کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے یعنی درختون کے پتون سے زنبیل و بوریا و بادکش بناکر بیچتے تھے باوجودیکہ تمام روے زمین کے مالک تھے مگر بلا کسب نہین کھاتے تھے اور ہر مہینے مین نو روزہ رکھتے تھے تین دن شروع مین اور تین روزہ وسط مین اور تین روزے آخر مین اور باوصف اس زہد و ریاضت کے طاقت بشری ایسی تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منکوحہ سے ہم بستر رہتے تھے اور حضرت خاتم انبیا سرور اصفیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرفت جہاد تھی اور اللہ جل جلالہ نے رزق آپ کا سایہ نیزہ کے تلے رکھا تھا اور مسند فردوس مین حضرت انس سے روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بافی حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہوئی اور اہل تاریخ نے کیفیت وقوع اسکی یون لکھی ہی کہ اللہ صاحب نے ایک دُنبہ جنت سے بھیجا اور ارشاد کیا کہ اِسکو ذبح کرو سو حضرت آدم علیہ السلام نے اُسکو ذبح کیا اور اُسکی پشم کو لیکر حضرت حوا نے کاتا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بُنا پھر اپنے واسطے ایک پیراہن اور حوا کے واسطے اوڑھنی تیار کی اور دونون اوڑھکر مجتمع ہوسے اُسی دن سے جمعہ نام ہوا اور بعضے لکھتے ہین کہ ایکدن حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حال پوچھا آپ نے بسبیل حکایت نہ براہ شکایت اپنی عریانی کا حال ظاہر کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے عرض کیا تب اُنکے واسطے دو جوڑے بھینس کے اور دو بکری کے اور دو گاے کے بہشت سے آئے اور اُنسے بچے ہوسے پھر اُنکے ذبح کا حکم ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کو ذبح کیا اور اُسکی پشم سے سوت کتوایا بقدر پہننا لباس کا بعد ملاقات حضرت حوا کے

حرفہ انبیا علیہم السلام

وجہ تسمیہ جمعہ

معلوم ہوتا ہی لیکن ممکن ہی کہ پشم لیکر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت حوا کو پہونچایا ہو اور ابوالشیخ نے فتاوی سے نقل کی ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر آب باران پیا زمین کا پانی نہین پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہی کہ اشرفی و روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا ہی اور کعب احبار سے روایت ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ہند سے چالیس مرتبہ پیادہ پا حج کے واسطے تشریف فرماے مکہ معظمہ ہوے ہین اور تاریخ طبری مین ہی کہ ہر سال حج کے واسطے جاتے تھے اور پھر جبل ہند پر تشریف لاتے تھے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سراندیپ مین گھر بنایا تھا اور توطن اختیار کیا تھا فائدہ کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان و جنت مین ابو محمد ہی اور زمین پر ابوالبشر اور شریعت آپ کی خداپرستی و صوم و صلوٰۃ و قربان و حرمت خمر و خنزیر پر مشتمل تھی اکیس یا چالیس صحیفے اُنپر نازل ہوے تھے اور جملہ صحائف حکمت طبیعہ اور معرفت منافع و مضار ادویہ اور کیفیت تسخیر جن اور علم حساب اور ہندسے پر متضمن تھے اور منجملہ معجزات کے ایک یہ معجزہ تھا کہ پتھر سے پانی نکلتا تھا دوسرا یہ کہ سنگ ریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے اور وحوش و طیور و درندے آپ کے مطیع و فرمانبردار تھے کہ اُنکو اپنی اولاد کی ایذادہی سے منع فرماتے تھے اور جنگل اُنکے چلنے مین کم ہو جاتے تھے اور فن ہندسہ اور علم طب و موسیقی اُنھین کے زمانے مین ظاہر ہوے اور ایک معجزہ یہ تھا کہ جب گیہون زمین مین بوتے اُسی وقت درخت ہو جاتا اور خوشہ لاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ مین ڈالتے اور اپنے ہاتھ اُسکے مُنھ پر رکھدیتے تو وہ بقدرت الٰہی بلا آتش و آب پک جاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لڑکون کو کھلاتے کذا فی عجائب المخلوقات اخبار الدول مین ہی کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ چلتے تھے اور آگ ہاتھ مین لیتے تھے مگر ہاتھ نہ جلتا تھا تنبیہ اِس قصے مین چند نکتے ضروری البیان ہین اول یہ کہ اللہ جل جلالہ نے سکونت بہشت کو بالاصالۃ حضرت آدم علیہ السلام کے حق مین فرمایا اور حوا کو تابع اُنکے کیا چنانچہ ارشاد ہوا اسکن انت و زوجک الجنۃ اور میوہ کھانے مین دونون کو بالاصالۃ حکم دیا کہ وکلا منہا رغدا حیث شئتما اور منع قربت شجرہ مین دونون کو شریک فرمایا کہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین اسمین یہ نکتہ ہی کہ تعین مکان سکونت

فـ تلبیس لباس

فـ رواج زر

فـ حضرت آدم نے چالیس مرتبہ حج کیا

فـ کنیت آدم

فـ معجزات آدم

فـ بیان نکات

مرد کے اختیار مین ہوتا ہی عورت کو کچھ اسمین دخل نہین جہان چاہے وہان لیجاے اور
کھانے پینے اور پرہیز کرنے مین دونون برابر ہین کوئی تابع دوسرے کا نہین ہوتا ہی
دوسرے یہ کہ توبہ کرنے مین حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہی کہ فتاب علیہ انہ ہو التواب
الرحیم اور حضرت حوا کا کہین ذکر نہین اسمین یہ نکتہ ہی کہ حوا کی توبہ آدم علیہ السلام کی
توبہ مین مندرج تھی اسواسطے کہ عورتین اکثر امورمین تابع مردون کی ہوتی ہین اور یہ بھی ہی
کہ حال عورتون کا مقتضی ہی پوشیدگی کا پس سکوت اُنکے ذکر سے اولیٰ ہی بلکہ اسی سبب سے
اکثر جگہ قرآن اور حدیث مین ذکر عورتون کا مستور یعنی پوشیدہ ہی تیسرے یہ ہی کہ لا تقربا
نہی ہی اور نہی دو طرح پر ہے ایک تو اول بطریق تحریم شرعی کہ اُسکے ارتکاب مین
مضرت دینی ہوتی ہی دوسرے ارشادی کہ پرہیز اور احتیاط مضرات دنیوی پر مشعر ہوتی ہی
سو پہلے طریق مین مخالفت بھی کرنا موجب گناہ ہوتا ہی اور مرتکب اُسکا محتاج توبہ اور استغفار
ہوتا ہی اور دوسرے مین کچھ لازم نہین آتا ہی بلکہ ترک اولیٰ اور خلاف مصلحت لازم آتا ہی
سو یہ نہی کس قبیل سے تھی آیا قسم اول سے یا قسم ثانی سے بعضے کہتے ہین کہ دوسری
قسم سے تھی لیکن صحیح یہ ہی کہ پہلی قسم سے تھی کیونکہ لا تقربا نزدیک ہونے سے منع کرتا ہی
چہ جاے اکل اور اسقدر تاکید پرہیز اور احتیاط مین نہین ہوتی ہی ولہذا اس
صیغہ کو محرمات شدیدہ مین استعمال کرتے ہین جس طرح لا تقربوا الزنا و لا تقربوا
مال الیتیم اور لفظ فتکونا من الظالمین بھی مؤید اس قول کی ہی علیٰ ہذا اخراج
بہشت اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کا خوف سے اور تلقین توبہ اور لفظ
فتاب علیہ اسپر دلیل قوی ہی چوتھے یہ کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول ارجح کے
معصیت ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع معصیت لازم آیا اور یہ برخلاف
عصمت ہی اسواسطے بعضے مفسرین کہتے ہین کہ یہ معصیت قبل از نبوت صادر ہوئی ہی
اسواسطے کہ بعد نزول زمین کے حضرت آدم کو مرتبۂ نبوت حاصل ہوا ہی لیکن یہ جواب قوی نہین ہی
اسواسطے کہ حضرت آدم کو مرتبۂ نبوت بمجرد پیدائش کے حاصل تھا باین دلیل کہ تعلیم اشیا بلا واسطہ ہوئی
اور فرشتون کو سجدے کا حکم ہوا اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ابوذر سے روایت کی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکن انت وزوجک
الجنۃ فرمایا تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے ولہذا اکثر محققین کہتے ہین

کہ ارتکاب اِس معصیت کا حضرت آدم علیہ السلام سے بطریق زلت واقع ہوا ہی اور زلت کے
یہ معنے ہین کہ ایک شخص امر مباح یا طاعت کا قصد کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے
خلاف شرع اُس سے ظاہر ہو جاوے پس صورت اِس عمل کی صورت معصیت ہی اور معنے
اُسکے معنے طاعت یا مباح کے ہین سو حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے
ایسا معلوم ہوا کہ مجھکو اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع کیا ہی اور
بر تقدیر کھانے کے اور ہی مرتبہ بالاتر اس سے حاصل ہوگا اِس سبب سے اقدام کیا جب
لباس اور زیور بہشتی اُنسے اُتر گیا تب واقف ہوے کہ یہ فہم میرا خطا تھا اسواسطے توبہ و
استغفار مین کوشش کرنے لگے اور یہ بھی شان کاملین کی ہی کہ تھوڑے گناہ کو بہت بڑا
جانتے ہین اور ترک اولی یا بے احتیاطی کو خطا سمجھکر جزع و فزع کرتے ہین پانچوین یہ ہی کہ
سورۂ اعراف مین مذکور ہی کہ شیطان کو بمجرد انکار سجدے کے بہشت سے نکال دیا تھا
اور حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت مین داخل کیا پس کسطرح شیطان بہشت مین پہونچا
کہ اُسنے حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسے مین ڈالا اور درخت ممنوع کے کھانے مین دلیر
کر دیا جواب اسکا اِس قصے مین ہو چکا ہی کہ بوساطت مار اور طاؤس کے یہ لعین وہان پہنچا
لیکن اہل اسرار اور تحقیق یون فرماتے ہین کہ شیطان کمال کوشش اور سعی کرتا ہی
کہ آدمی کو نیکی سے دور رکھے اور ضلالت مین ڈالے مگر اُسکو یہ مطلب حاصل نہین
ہوتا ہی جب تک کہ قوت شہویہ اور غضبیہ اپنے اختیار مین نکرے اور یہ دونون قوتین
نفس آدمی پر غالب ہین طاؤس مظہر ہی قوت شہویہ کا اور سانپ مخزن ہی قوت غضبیہ کا
جیسا کہ شیطان سبب ہی قوت وہمیہ کا اور راز اِس کہ تسلط شہوات بیشتر خارج بدن سے ہی
اور تسلط غضب داخل بدن سے پس صورت وسوسۂ شیطان نے اسطرح ظہور پکڑا کہ طاؤس کو
باہر سے بھیجا اور سانپ کو دیوار بہشت پر لے آنے کا وسیلہ گردانا تاکہ اشارہ ہو کہ قوت غضبیہ
افق روحانی اور حیز قلبی سے اقرب ہی نہ بسبب قوت شہویہ کے چنانچہ حکیم سنائی اشارہ
کرتے ہین سے خشم و شہوت مار و طاؤس اند در ترکیب تو * دیو را این پایمرد و نفس را
این دستیار * حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب رب العزت مین درخواست
کی کہ بار خدایا مجھے اور آدم سے ملاقات کرا دے تو مین اُنسے پوچھون کہ ہم کو اور

مناظرہ آدم و موسیٰ علیہما السلام

آپ کو کس واسطے بہشت سے نکال کر دار بلا مین ڈالا ہی حق تعالی نے ملاقات کرا دی تب
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطریق اعتراض کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ اللہ نے تم مین روح خاص اپنی پھونکی
اور ہر چیز کے نام تمکو بتلائے اور فرشتون کو تمھارے سجدے کا حکم دیا اور بہشت مین تمکو
رکھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان مین وہی آدم ہون تب حضرت موسیٰ نے کہا
کہ تمکو کیا سبب ایسا واقع ہوا کہ آپ کو اور ہمکو بہشت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا حضرت
آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ مین موسیٰ ہون حضرت آدم علیہ السلام نے
فرمایا کہ تو وہی موسیٰ ہی کہ اللہ نے تجھ سے کلام کیا اور تجکو رسول بنایا اور مرتبہ مناجات مین
ممتاز کیا اور توریت عطا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہان مین وہی موسیٰ ہون
حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سچ کہو توریت میری خلقت سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا دو ہزار سال پیشتر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا آیا
توریت مین موجود ہی وعصیٰ آدم ربہ فغوی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہان موجود تھا
تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر مجکو کیون ملامت کرتے ہو اس امر پر جو قبل میری
خلقت سے دو ہزار برس پیشتر لکھا گیا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام ساکت ہوئے یہ بعینہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہی تنبیہ قصہ حضرت موسیٰ
و آدم علیہما السلام مین عوام الناس کو ایک بڑا شبہہ ہوتا ہی کہ اگر اس قسم کی گفتگو
صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ ہر ایک بدکار ناصح کو ساکت کر دے اور باب امر بالمعروف ونہی
عن المنکر مطلقاً مسدود ہو جائے کس لیے کہ جو امر شدنی نیک و بد سے ہر قبل پیدایش سے
لکھا ہی اور تقدیر نیکی و بدی موجب مجبوری صدور اس فعل مین نہین ہی بلکہ تقدیر
تابع وقوع کی ہی جو واقع ہوتا ہی مقدر کیا ہی خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار جواب اس
شبہہ کا یہ ہی کہ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام گناہ سے
انکار کرین اسلیے کہ تکلیف کا وقت وقت انکار ہی اور حضرت آدم علیہ السلام اس وقت مین
نہ مکلف تھے نہ مرتکب گناہ اور نہ راضی بر گناہ صادر شدہ اور نہ عزم اپنا اسپر رکھتے تھے
اور وجوہ انکار انھین امور مین منحصر ہی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض اس سوال سے
محض تفسیر تھی کہ تم سے یہ گناہ کسطرح صادر ہوا سو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سوال کے

تفسیری کو تقدیر پر چھوڑ کر دفع کیا اور یہی ہی طریقہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تائب کو
گناہ شدہ سے پھر تعبیر کرنا بھیان نہ چاہیے بلکہ جو گناہ اُس سے صادر ہو چکا ہی تقدیر پر
حوالہ کرے اور ظاہر ہی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اوقات تکلیف مین ہین نہ بعد
از موت اور بھی سرزنش وتعبیر لائق اُس گنہگار کے ہوتی ہی کہ اُسنے گناہ پر ندامت وخجالت
حاصل نہ کی ہو اور اگر مقدور پاوے پھر مرتکب اُس گناہ کا ہوا اور جہان کوئی امر ایسا
متحقق نہین تو تعبیر وسرزنش اُسکی خطا ہی کیونکہ جب وہ خود نادم وشرمندہ ہی تو پھر غیرت
دلانے سے کیا فائدہ اور سرزنش وتفضیح سے کیا نفع حضرت قدوۃ المحققین عمدۃ المحدثین
اُستاذ الاستاذ مولانا عبد العزیز الدہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ایک عارف سے
سماعت مین آیا کہ زلات انبیا علیہ السلام ہرچند کہ صورت مین ہمرنگ گناہ ہوتے ہین لیکن
معنی مین بحکمت واسرار پیچیدہ ہین پس غیرت دلانا وسرزنش کرنا اُسی شخص کا کام ہی
جو اسرار الٰہی سے واقف نہین نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام نے
اُنکے مدائح واوصاف بیان کرکے یہ الزام دیا کہ اتلومنی علی امر قد قدر من قبل ان اخلق
کیا ملامت کرتا ہی مجھکو اس بات پر جو لکھی گئی قبل پیدا ہونے میرے کے
اور حاصل کلام حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہی کہ تم سا شخص کہ مراتب عرفان کے مرتبہ اعلیٰ کو
پہونچا ہو اُس سے نہایت بعید ہی کہ اس زلت سراسر حکمت کو مجھ سے نسبت کرے اور فعل
حکیم سے کہ سراسر حکمت تھا غافل ہو جاے معلوم کرو کہ خلقت میری خلافت زمین اور جریان
کن مکن کے لیے ہوئی ہی اگر مین مرتکب احکام اُس گناہ کا نہوتا تو یہ کارخانہ کسطرح صورت
پکڑتا ونعم ما قیل ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ＊ گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام پر اس جنس کے مواخذات اکثر ہین مگر یہ بھی مقتضاے کمال معرفت
وایقان ہی نہ دلیل نقصان عرفان از انجملہ تین حکایتین حضرت خضر علیہ السلام کی ہین
کہ آخر سورۂ کہف مین مذکور وموجود ہین اور اس کتاب مین بھی انشاء اللہ تعالیٰ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے قصے مین بالتفصیل مذکور ہونگی فائدہ مشہور مورخین مین یہ ہی کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہین تو قد مبارک اُنکا اتنا بلند تھا کہ جب
پہاڑ پر جاتے تو تسبیح ملائکہ سنتے اللہ تعالیٰ نے ساٹھ گز کا کر دیا مگر یہ سخن مخالف ظاہر حدیث
صحیح بخاری کے ہی جو کہ حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہی خلق اللہ آدم وطولہ ستون ذراعاً
یعنے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور قد شریف اُنکا طول مین ساٹھ ہاتھ کا تھا

شراح حدیث کو اختلاف ہی کہ ذراع سے ذراع آدم مراد ہی یا ذراع متعارف بعض قائل
باول ہین اور بعض مائل بثانی مگر قول اول ارجح ہی کذا فی فتح الباری صحیحین مین ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے
آدم کو اور اُسکا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے کہا آدم سے کہ جا ان فرشتون کو سلام کر پھر سُن
کیا جواب دیتے ہین کہ وہی سوال وجواب تیرا اور تیری اولاد کا ہی آدم نے فرشتون سے
کہا کہ السلام علیکم فرشتون نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرشتون نے رحمۃ اللہ کی لفظ
زیادہ کی اور جو کوئی بہشت مین داخل ہوگا آدم کی صورت ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہوگا
حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگون کے قد کم ہوتے گئے اب تک یعنی حضرت آدم سے جتنا زمانہ
بعید ہوتا گیا آدمیون کے قد بھی گھٹتے گئے بہشت مین سب برابر ہوجائینگے ہرچند ساٹھ ہاتھ کا
قد اسوقت خوشنا نہین کیونکہ ہمارے قد چھوٹے ہین مگر بہشت مین خوشنا ہونگے اسلیے کہ سب
برابر ہوجائینگے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک کرنا اور جواب مین وعلیک السلام و
رحمۃ اللہ کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہی جو سلام علیک چھوڑکر بندگی اور مجرا یا آداب
یا کورنش کرتے ہین درحقیقت ناخلف ہین اس لیے کہ اُسنے اپنے خاندان کی راہ چھوڑی
ہکذا فی ترجمہ مشارق الانوار بالجملہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہند مین قیام فرمایا اور اولاد
ہونے لگی معالم مین ہی کہ دستور پیدائش یون قرار پایا کہ حضرت حوا ایک بیٹا دوسری
بیٹی بطن واحد مین جننے لگین کہ بیس بار مین چالیس اولاد ہوگئی اول قابیل مع اقلیما بالکسر
بلا ہمزہ پیدا ہوے اور آخر عبدالمغیث توام امۃ المغیث اور مقام تولد قابیل اور اقلیما اور
ہابیل اور لبوذا مین اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ جب زمین پر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام
سو برس بعد ملے تب قابیل با اقلیما پیدا ہوے پھر ہابیل مع لبوذا پیدا ہوے اور نزدیک
محمد اسحٰق کے قبل صدور زلت بہشت ہی مین قابیل اور اقلیما ظاہر ہوے تھے اور کچھ رنج
والم نہ ہوا بلکہ خون نفاس بھی نظر نہ پڑا تھا اور جب زمین پر آگئے تو ہابیل مع لبوذا ہوے
اور درد زہ کی تکلیف ہوئی اور نفاس مین تخفیف نہوئی اور تفسیر زاہدی مین ہی کہ جمیع اولاد
آدم علیہ السلام کی صلبی توام ہوئی ہی مگر حضرت شیث اور کلبی سے روایت ہی کہ فصل
بین الحملین دو برس کا ہوتا تھا فائدہ تفسیر حسینی مین بقول ضعیف لکھا ہی کہ جب حضرت
حوا کے آثار حمل ظاہر ہوے تو شیطان نے حوا کو بصورت مجہول آکر ڈرایا کہ تیرے پیٹ مین

کوئی بلا ہی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی سنا دونون خوفناک دعا مین مشغول ہوے تب
اُسنے کہا کہ تم غمگین نہو مین اسم اعظم جانتا ہون دعا کرونگا یہ بلا بدل جائیگی اور تم سا بشر پیدا ہوگا
بشرطیکہ نام عبدالحارث رکھو اور نام ابلیس کا فرشتون مین حارث تھا جب بیٹا ہوا تو عبدالحارث
نام رکھا شاید اسی کا اشارہ سورۂ اعراف مین ہو فلما تغشٰہا حملت حملاً خفیفاً فمرت بہ فلما اثقلت دعوا للہ
ربہما لئن اتیتنا صالحاً لنکونن من الشاکرین فلما آتاہما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما اتاہما فتعالی اللہ
عما یشرکون یعنے جب مرد نے عورت کو ڈھانپا حمل رہا ہلکا سا پھر چلتی گئی اُس سے پھر جب
بوجھل ہوئی دونون نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو بخشے چنگا بھلا تو ہم شکر کرین پھر جب دیا
اُنکو چنگا بھلا ٹھہرا لیے اُسکے شریک اُسکی بخشی چیز مین سو اللہ اوپر ہی اُنکے شریک بنانے سے
پس اس حکایت سے جو تفسیر حسینی مین بقولے کرکے لکھی ہی پیغمبرون سے شرک ثابت ہوتا ہی
اور حل اس شبہہ کا یہ ہی کہ اولاً یہ قصہ غلط ہی اور یہ روایت ضعیف ہی مفسرین کا اسپر
اتفاق نہین اور ظاہر ہی کہ آیۃ مین ایک مرد و عورت کا مذکور ہی نہ کہ آدم اور حوا کا گو اول ذکر
اُنکا ہو چکا ہی ثانیاً بر تقدیر تسلیم یہ کہہ سکتے ہین کہ جو کچھ بنی آدم مین مقدر کیا تھا وہ حضرت
آدم علیہ السلام مین ظاہر ہوا اسمین وہ نمونہ تقدیر تھا کہ اولاد کے گناہ اُنمین نظر آئے جسطرح
آئینہ مین صورت نظر آتی ہی چنانچہ نفس کی خواہش اور حکم الٰہی کا وجوبی نہ سمجھنا اور بات
کہکر بھول جانا اور دیکر منکر ہونا یہ سب اولاد کی اوضاع اُنمین نظر پڑچکی ثالثاً تفسیر بیضاوی
اور کشاف مین لکھا ہی کہ یہ آیت قصی بن کلاب کی شان مین وارد ہی یعنے جب اُسنے عورت
قریشیہ عربیہ سے نکاح کیا تو باہم یہ شرط کی کہ اگر لڑکا شائستہ پیدا ہوگا تو خدا کا شکر کرینگے
سو اللہ نے چار بیٹے عنایت کیے اُنھون نے ناشکری کی اور خدا کا شریک پیدا کیا اور
عبدالعزّیٰ اور عبد مناف اور عبد قصیّ اور عبدالدار نام رکھا بالجملہ اہل تفسیر کو شان نزول
اس آیت مین اختلاف ہی بعض کے نزدیک حضرت آدم اور حوا نے فریب کھایا اور سہواً نہ عمداً
اور قصداً مصدر شرک فی الاسم ہوے یعنی لفظ عبداللہ کے مقام مین عبدالحارث نام رکھدیا
اور اگر یہ سمجھے ہون کہ حارث خدا کا نام ہی تو بھی عجب نہین اور بعض نے کہا یہ خطاب بنی آدم
سے ہی یہ قول عکرمہ اور اُسکے توابع کا ہی اور بعض کے نزدیک مخاطب قصیّ بن کلاب ہی اور
اُسکی عورت یہ قول ابن کیسان اور اُسکے توابع کا ہی اور بعض کہتے ہین کہ نسبت شرک
آدم و حوا سے بطریق مجاز ہی اور مراد اُنکی اولاد ہی اور تحقیق یہ ہی کہ محاورۂ اہل عرب

کل ریجنبہ

یون جاری ہی کہ اولاد کو وقائع اجداد سے اور اجداد کو سوانح اولاد سے نسبت کرتے ہین
چنانچہ کلام ربانی مین بھی ایسا محاورہ واقع ہی سورۂ بقرہ مین اکثر جسطرح ثم اتخذتم العجل
اور یسومونکم سوء العذاب اور یذبحون ابناءکم حالانکہ یہ تینون واقعے بنی اسرائیل کے اجداد
کے ہین اسی طرح اور آیات بھی ہین اور کاتب کے نزدیک ... تو یہ ہی کہ قرآن شریف اس
امر کو ارشاد فرماتا ہی کہ مراد اس سے شرک اولاد ہی کیونکہ اللہ صاحب جعلا له شرکاء فرماتے ہین
بلفظ جمع اور اگر قصہ حارث مراد ہوتا تو جعلا له شریکا نازل ہوتا کیونکہ اس قصہ مین ایک شریک سے
زیادہ نہ تھا پھر شرکا کہان سے کود پڑے اور ما بعد اس کلام کا بھی ایسا ہی ہے ... فتعالی الله
عما یشرکون اسلیے کہ اگر شرک آدم و حوا مراد ہوتا تو ارشاد ہوتا فتعالی الله عما یشرکان
اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ قصہ صحیح ہی تو ہرگز کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو
معلوم تھا کہ یہ شیطان ہی اور نام اسکا آسمان مین حارث ہی بلکہ الفاظ حکایت مذکورہ
واضح ہوتا ہی کہ نام شیطان کا زمین مین حارث نہ تھا پس ممکن ہی کہ بصورت مرد ... بدل کر
صورت بنا بر فریب وہی آیا اور یہ کہا کہ عبد الحارث نام رکھنا تو حضرت آدم علیہ السلام نے
جانا ہو کہ یہ نام خدا کا ہی لہذا عبد الحارث رکھدیا قطع نظر اس سے عبد کی لفظ کئی معنون مین
مستعمل ہی ایک معنی مملوک از روے خلق و تکوین دوسرا غلام کہ بالک مین تیسرے کے معنی
نیازمند و حاجت روا و منت پذیر اہل عرب بولتے ہین فلان عبد الضیف یعنی ... چاکر
مہمان اور الانسان عبید اهل الاحسان یعنی انسان منت پذیر اہل احسان ہی اور شاگرد کبھی
اپنے استاد سے کہتا ہی انا عبدک یعنی مین تیرا نیازمند ہون پس معنی اول سوا
خدا کے دوسرے کی نسبت تصور کرنا عین شرک ہی نہ اور معنی اور ظاہر ہی کہ حضرت آدم
اور حوا نے شیطان کو بہ تبدیل صورت از قسم خواص جانا اور نام بیٹے کا عبد الحارث رکھا
یعنی نیازمند حارث اور منت پذیر حارث تو کیا قباحت ہوئی اور عتاب جو ہوا سو ترک
آداب پر ہوا اور یہ عتاب ترک ادب پیغمبرون سے موجب نقصان نہین بالجملہ جب
حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد ہوئی تو شریعت بضرورت یہ جاری ہوئی کہ آنجناب
ایک بطن کے مرد کو دوسرے بطن کی عورت سے نکاح کر دیتے تھے چنانچہ اقلیما کہ
خوبصورت تھی اور قابیل سے توام پیدا ہوئی تھی ہابیل کے واسطے تجویز کی اور لیوذا که
یہودا جو کریہ منظر تھی قابیل کے لیے ٹھہرائی قابیل نے کہا مین اقلیما کو لونگا حضرت آدم نے

فرمایا جو حکم الٰہی ہوا ہی مین اُسکو بجا لاتا ہون تو اسے قبول کر قابیل نے کہا مین نہین مانتا تم ہابیل کو زیادہ پیار کرتے ہو اِس باعث سے یہ بات کہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونون قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہو وہ اقلیمیا کو پاوے چنانچہ ہابیل ایک بکری نہایت اچھی لایا اور پہاڑ پر چھوڑ گیا اور کہا کہ اگر میری قربانی قبول نہوگی تو مین اقلیمیا کو نہ لونگا اور قابیل زراعت پیشہ تھا وہ ایک دستہ گیہون کا لایا کم دانہ اور اُسکو پہاڑ پر رکھکر یہ عہد کیا کہ میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو اقلیمیا کو ضرور لے لونگا اور اُس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ قربانی رکھدیتے تھے آگ آسے لیجاتی تھی اِسی سے دریافت ہوتا تھا کہ فلان شخص کی قربانی قبول ہوئی سو اس معرکہ مین یہ ہوا کہ جب قابیل اور ہابیل اپنی اپنی قربانیان رکھ آئے تو ایک آتش بلا دود آسمان سے نازل ہوئی اور ہابیل حق شناس کی قربانی کو کہ ایک بکری بہت اچھی تھی اُٹھا لے گئی اور قابیل ناحق شناس کی قربانی کو جو ایک دستۂ گندم بلا دانہ تھا نہ لے گئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ای قابیل تو نے دیکھا خبردار ہو کہ اقلیمیا ہابیل کا حق ہی اور اُسی کی روزی حلال ہی تجکو تعرض کرنا نہین جائز اِس بات سے آتش حسد قابیل کے دل مین بھڑکی اور دود حسرت نے چشم بصیرت کو تیرہ و تاریک کردیا تو کہنے لگا واللہ ای ہابیل تجھے مارڈالونگا اسلیے کہ تیری قربانی مقبول ہوئی اور میری مردود ہابیل نے کہا پرہیزگارون کی قربانی خلوص نیت سے قبول ہوتی ہی اگر تو ہاتھ چلاویگا مجھپر مارنے کو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھپر مارنے کو مین اللہ سے ڈرتا ہون کہ وہ سارے جہان کا صاحب ہی مین چاہتا ہون کہ تیرے گناہ عمر کے ثابت رہین اور میرے خون کا گناہ اور چڑھے اور میری عمر کے گناہ اُترین سبحان اللہ کہ وہ اگرچہ ہابیل قابیل سے زور مین دونا تھا لیکن اُسنے خوف رب العالمین سے تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور بسبب حق برادری کے کہا کہ تو اگر ماریگا تو مین نہ مارونگا مگر قابیل نے بشرارت نفسانی ارادۂ قتل مین مضبوطی پیدا کی اور فکر مین پڑا کہ جب موقع ملے مارون الا طریق قتل مین متحیر تھا کیونکہ اُس وقت تک کہین یہ معاملہ واقع نہ ہوا تھا ایک روز ابلیس پر تلبیس علیہ اللعن والعذاب بصورت انسان آیا اور ایک مار خوارہ مرغ ہاتھ مین لایا اور اُسکو ایک پتھر پر مارکر دوسرے پتھر سے کچل ڈالا قابیل نے یہ طریق اپنے ذہن مین محفوظ رکھا یہان تک کہ ایک روز ہابیل جنگل سے سیر کرکے آیا

قتل ہابیل

اور درخت بید کے نیچے لیٹ کر سو گیا قابیل اپنے وقت کی راہ دیکھتا تھا سو اٹھ ایک
سنگ گران لیکر سر ہابیل پر مارا کہ سر پھٹ گیا بعض کہتے ہین کہ پیشتر درخت بید ثمردار تھا
اُسی دن سے اُسمین ثمر نہین لگتا بعضے کہتے ہین کہ عمر ہابیل کی بیس برس کی ہوئی بالجملہ
جب یہ واقعہ ہوگیا تو اب قابیل متحیر ہوا کہ لاش ہابیل کو کیا کرون وضع تدفین سے
واقف نہ تھا ناچار اپنے کندھون پر لیے پھرتا رہا بعضون کے نزدیک چالیس دن گھوما
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک برس کہ اس عرصہ مین نہایت پریشان ایذا
تنگ حال ہوا اور درندہ دن پرندون نے تعلیہ کیا تب خداوند عالم نے ایک کوا بھیجا اُسنے
اپنی چونچ سے زمین کریدی اور ایک کوا مردہ اُسمین چھپایا چنانچہ قابیل نے لاش ہابیل
یہی معاملہ کیا اور سبب یہ ہوا کہ اس سے پیشتر کوئی انسان مرا نہ تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ
بدن مردے کا کیا کرنا چاہیے قابیل نے خیال کیا کہ اگر بدن ہابیل کا پڑا رہیگا تو مجکو لوگ
گرفتار کرینگے ناچار پوشیدہ باندھے پھرتا رہا جب کوے نے یہ معاملہ کیا تو اُسنے ایک بھائی کی
خیرخواہی دوسرے بھائی کے حق مین دیکھی اور پشیمان ہوکے کہنے لگا کہ افسوس مجھسے
یہ بھی نہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے پھر چھپاؤن عیب اپنے برادر کا اور یہ احوال
اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ مین مفصل نازل فرمایا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو ارشاد ہوا کہ یہ قصہ اہل کتاب کو سناؤ کہ تم حسد نہ کرو کیونکہ حاسد مردود ہوتا ہے
دیکھو ہابیل کمال نیاز سے اچھی سی بکری قربانی کو لایا اور غیب سے آتش بے دود نے
آکر کھایا اور قابیل ایک دستہ گندم ناقص رکھ گیا آگ نے قبول نہ کیا تب حسد مین گرفتار
ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا اگرچہ ہابیل کو قابیل کے مارنے مین رخصت تھی مگر ناچار
بطمع درجۂ شہادت مارنے سے انکار کی کہ مین نہ مارونگا اور یہ بھی خیال کرلو کہ ہابیل جو پیغمبر
حکم پر تھا اُسکی نیاز قبول بارگاہ الٰہی ہوئی اور قابیل کہ نافرمانبردار تھا اُسکی قربانی
کسی نے نہ پوچھی اور ایسی بلا مین پڑگیا کہ جب جہان مین خون ہوتا ہے اُسپر بھی ایک
وبال چڑھتا ہے کیونکہ رسم قتل ناحق کی قابیل نے اس جہان مین جاری کی ہے اور اول
بڑا گناہ روے زمین مین یہی ہوا ہے لہذا حدیث شریف مین آیا ہے کہ من سن سنۃ سیئۃ
کان لہ کفل منہا یعنی جو کوئی طریق بدخلاف شرع ایجاد کرے اور اُسپر کوئی عمل کرے تو عامل
و موجد دونون شریک شمار کیے جاتے ہین اور توریت مین بھی فرمایا ہے کہ ایک کو مارا جیسے

سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیر ہوتے ہین تو سب کے گناہ ہین وہ اول بھی
شریک ہی اور جیسا ایک کو جلایا سب کو جلایا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا کما قال اللہ فی سورۃ
المائدۃ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض
فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاہا فکانما احیا الناس جمیعا تفاسیر معتبرہ مین وارد ہی کہ جب
قابیل ہابیل کو زمین مین دفن کرکے چلا تو حکم ہوا کہ ای زمین اسکو پکڑ سو زمین نے پکڑا اور
تا زانو اُسکو نگلا اُسوقت قابیل نے کہا یا آلہی شیطان مردود نے بڑی نافرمانی کی اور آدم
میرے باپ نے درخت ممنوع عنہ کا پھل خلاف حکم کے کھایا وہ دونون اِس بلا مین نہین
پڑے میرا ایسا قصور کیا ہی ارشاد ہوا کہ شیطان لعین نے کوئی خون ناحق نہین کیا اور
آدم تیرے باپ نے صلۂ رحم کو قطع نہین کیا تھا جو اُنکو یہ سزا دیجاتی اور تجھسے دونون
گناہ صادر ہوے ہین اسواسطے تو ایسی سزا کا مستحق ہی پھر حکم ہوا ای زمین اسکو پکڑ یہ ملعون
جانے نپائے تب زمین نے تا سینہ خوب دبا لیا تو قابیل نے کہا یا آلہی بحرمت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنکا نام مبارک تیرے نام پاک کے ساتھ لکھا ہوا ساق عرش پر
مین نے دیکھا تھا رحم فرما حکم ہوا کہ ای زمین اب اسے چھوڑدے کہ زمین نے بلا تامل رہا کیا
اور ایک روایت ہی کہ حکم آلہی صادر ہوا قصاص کا تو قابیل اقلیما کو لیکر جانب یمن بھاگا
اور اُسکی اولاد کثرت سے ہوئی اور آخرکار اپنے پسر صلبی مسمی ماشیا کے ہاتھ سے مارا گیا اور
نصف عذاب دوزخ بروایت صحیحہ قابیل پر ہوگا اور بعض کہتے ہین کہ ہر روز زندہ کیا جاتا ہی
اور مارا جاتا ہی تفسیر زاہدی مین ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اِس حال سے معرفت حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے اسطرح اطلاع ہوئی کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بنابر
ادائے مناسک حج بیت اللہ تشریف لیگئے تو اُسوقت قابیل باوصف تلاش نہ ملا اور راہ مین
عجیب انقلاب وتغیر پایا گیا کہ بعض درخت ثمردار بے ثمر تھے اور بعضون مین تھے مگر نہایت کم
اور اشجار خاردار راہ مین نہایت کثرت سے موجود تھے حالانکہ پیشتر اُنکا وجود نہ تھا اور وحوش
وطیور جو کہ انسان سے الفت وموانست کرتے تھے وہ آدمیون کو دیکھکر بھاگتے تھے
پھر ایک آندھی ایسی آئی کہ عالم تاریک نظر آنے لگا اور قلوب بنی آدم مین ہول وخوف ایسا
طاری ہوا کہ ہر شخص متحیر وحیران ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی گھبرائے اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ ای امین خدا یہ تغیر وانقلاب جو نظر آتا ہی اول کبھی نہ تھا

ذکر اطلاع یافتن آدم

اِسکا سبب جو تم جانتے ہو بیان فرماؤ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب تغیر و انقلاب
شومی معصیت قابیل پسر نالائق و نافرمانبردار تمہارے سے ہوئی ہے کہ اُسنے ناحق ہابیل
اپنے بھائی کو مار ڈالا یہ حال سُنکر حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا غم و الم دامنگیر ہوا کہ پانسو برس تک
نہین ہنسے اور ایک روایت ہے کہ دو برس تک قبر ہابیل پر قیام پذیر رہے اور ایک مرثیہ بھی
نظم فرمایا گویا مضمون یہ تھا آہ حزن کاندرین لوح دو رنگ * حرف ثابت شد بسان
نقش سنگ * از ہمان غم ہر غم عالم بود * آدم غمہا غم آدم بود * بالجملہ حضرت آدم و حوا کو شدت
غم و رنج کی اُسوقت تک رہی جب تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام دیا کہ یہ نعم البدل تمکو عنایت ہوا ہے
اب غم و الم دل سے دور کرو اُسوقت حضرت آدم و حوا کو فی الجملہ تسکین ہوئی روایت ہے
کہ جب ایام موت قابیل کے قریب پہونچے تو شیطان لعین نے بصورت انسان آکر کہا
کہ ہابیل آتش پرست تھا اِسی سبب سے اُسکی قربانی آتش لے لیگئی جو تم بھی آگ کو
سجدہ کرو تو سب دیو و پری تمہارے مسخر ہوں اور مثل آدم تمہاری قدر ہو اور آگ تمہاری
معین و مددگار رہے چنانچہ قابیل آتش پرست ہوا اور اُسی وضع پر مرا اور اولاد اُسکی
یمن مین رہی اور شیوۂ آتش پرستی بوضع پدر جاری رکھا اور مانند حیوانات لایعقل
ماں بہن اور بہو بیٹی سے وطی کرتے رہے یہان تک کہ حضرت ادریس نے انپر جہاد کیا
فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ مادہ خلقت قابیل اُس لقمہ سے ہوا تھا جسکو حضرت آدم و حوا نے بہشت مین
کھایا تھا اور اِس وجہ سے ایسی نافرمانیاں اُس سے صادر ہوئین کہ آتش پرست ہو گیا
اور وہی اثر اُسکی اولاد مین ظاہر ہوا اور ہر چند حضرت آدم علیہ السلام نے بحکم الٰہی دعوت
فرمائی اور معجزے دکھلائے کسی نے نہ مانا فائدہ شریعت حضرت آدم علیہ السلام مین پچاس
وقت کی نماز اور روزے ایام بیض فرض تھے و غسل جنابت لازم تھا و خون و گوشت خوک و مردار و خمر
ممنوع تھے اور حضرت آدم علیہ السلام جملہ احکام اپنی شریعت کے اولاد پر جاری فرماتے تھے
اور جب وفات کے دن قریب پہونچے تو اپنی اولاد کو جمع کرکے احکام شریعت کی وصیت
فرمائی اور اطاعت شیطان سے نہی کی اور حضرت شیث علیہ السلام کو امیر و وصی گردانا
اور ارشاد کیا کہ دنیا مین آرام سے نہ رہنا اور عورت کے کہنے پر عمل نکرنا اور ہر ایک کام کا
انجام سوچ لینا اور جس کام مین تردد واقع ہو اُسمین تامل کرکے چھوڑ دینا اور جو کوئی کام

پیش آوے اُسمین اپنے دوستون سے مشورہ کرنا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باحسن وجوہ حفاظت کرنا فائدہ قصۂ حضرت آدم علیہ السلام مین بنی آدم کو عبرت و پند ہی کہ ایک زلت کے حضرت آدم علیہ السلام کو اسطرح ماخوذ کیا کہ بہشت سے نکالا جو لوگ اولاد آدم علیہ السلام سے گناہون مین گرفتار رہتے ہین اُنکا حال دیکھا چاہیے کیا ہوگا پس بنی آدم کو لازم ہی کہ صغیرہ وکبیرہ گناہون سے حتی المقدور اجتناب کرین اور اپنے باپ کا حال یاد کرکے نصیحت پکڑین فائدہ قصۂ حضرت آدم علیہ السلام مین جو سورۂ بقر مین مذکور ہوا ہی ارشاد فرماتے ہین اہبطوا بصیغۂ جمع حالانکہ اطلاق جمع کا تین سے کم پر نہین ہوتا اور اِس مقام مین سوائے حضرت آدم وحوا کے اور کوئی قابل اخراج از بہشت نہ تھا تو ایسے مقام پر اہبطا چاہیے تھا دوسرے جب ایک مرتبہ اہبطوا فرما چکے پھر قلنا اہبطوا منہا جمیعا کا کیا فائدہ ہی حل اس اشکال کا یہ ہی کہ صیغۂ جمع کا اطلاق اِس سبب سے ہی کہ تمام نوع بنی آدم کی مراد ہی اور منظور سارے نوع کا اخراج تھا لہذا صیغۂ جمع لائے یا اِس سبب سے کہ مار وطاؤس وابلیس لعین بھی اِس خطاب مین شریک ہین اور جو مکرر اہبطوا ارشاد ہوا ہی اُسکا فائدہ یہ ہی کہ اول حکم تھا اخراج کا جنت سے اور دوسرا حکم ہی استقرار کا زمین پر اور بھی اس بات پہ اشارہ ہی کہ رجوع بہشت کی امید فی الفور نرکھو یعنے اِسکا خیال نکرو کہ قبولیت توبہ سے فوراً بہشت مین جاکے وہان کی نعمتون سے متمتع ہونگے بلکہ زمین پر وقت موعود تک رہنا پڑیگا فائدہ میر سید علی ہمدانی کتاب ذخیرۃ الملوک کے پانچوین باب مین لکھتے ہین کہ ایام حیات حضرت آدم علیہ السلام مین چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ حضرت اپنی اولاد کو فرمان حق پہونچاتے رہے اور ضبط قانون ودستور انکی معاش کا علی التسویہ تھا یعنی برابر انہین اوقات بسر کرتے تھے اور کھانا پیٹ بھر نہ کھاتے تھے اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات بلا ضرورت نکرتے تھے اور غایت ضعف وبڑھاپے اُنکے پہلو کی ہڈیان سیڑھی کی طرح ہوگئی تھین اکثر اوقات کہ مراقبے مین بیٹھتے تو مرد وعورت انکی اولاد مین سے آتے اور اُنکی پسلیون پر سے کاندھون پر چڑھکر سر پہ بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اُتر آتے تھے اور حضرت آدم اپنا سر نہ ہلاتے تھے اور بعضے انکو جب ملامت کرتے تو حضرت کہتے تھے کہ جو کچھ مین نے دیکھا ہی تم نے نہین دیکھا اور جو کچھ رنج مین نے اُٹھائے ہین تم نے نہین اُٹھائے دیکھو مجھکو ایک حرکت کے واسطے

نعیم جنان سے از رو سے عتاب عالم پریشان مین ڈال دیا سو مین خوف کرتا ہون کہ مبادا دوسری حرکت مجھ سے ہو وے تو اسفل السافلین مین قید ہو جاؤن فائدہ کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث کو وصی فرمایا تو ایک صندوق نکالا اور اسکا قفل کھولا اور اسمین سے ایک صحیفہ نکال کر دکھلایا اسمین صفات و علامات و معجزات پیغمبرون کے لکھے ہوے تھے اور انکی زبانون و بلاؤن و عطاؤن کا بیان تھا سو سب بیان فرماتے یعنے اول اپنا ذکر کیا پھر حضرت شیث کا بیان تک کہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا بعد اُسکے صفات حضرت ابو بکر صدیق کے پھر حضرت عمر فاروق کے پھر حضرت عثمان ذی النورین کے پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ذکر کیے پھر حضرت حسنین علیہما السلام کے صفات بیان فرمائے بعد ازان اُس صحیفے کو لپیٹا اور اسی صندوق مین رکھکر کہا اے جان پدر قصر خلافت کو تقوی اور پرہیزگاری سے زینت دینا اور میری شریعت پر عمل کرنا پھر ایک انگوٹھی عنایت فرمائی اور ابن عساکر خطیب رضی اللہ عنہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آخر عمر مین سکوت و قلت کلام اختیار فرمایا اس عرصہ مین اولاد انکی قریب چالیس ہزار کے تھی وہ سب جمع ہو کر آئے اور کہا اے پدر مہربان کیا وجہ ہے جو تم ہم سے نہین بولتے اگر ہم لوگون سے کچھ قصور یا گناہ ہوا ہے تو آگاہ کیجیے کہ توبہ و استغفار کرین فرمایا اے جان پدر سنو اللہ تعالی نے شامت گناہ سے مجکو جنت فردوس سے خارج فرما کر زمین پر ڈالا کہ تمام عمر میری حزن و اندوہ و تب و تاب مین گذری اور اس اندیشہ و فکر مین رہا کہ ایسا حیلہ کہان سے پیدا کرون جس سے پھر بہشت مین پہونچون سو اس وقت وحی ہوئی کہ قلت کلام اختیار کرتا میری ہمسائگی پھر نصیب ہو اسلیے مین نے سکوت اختیار کیا ہے اور ابن صلاح نے اپنی کتاب امالی مین محمد ابن النضر سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو البشر علیہ السلام نے جناب حق مین عرض کیا کہ الٰہی مین درخواست کرتا ہون کہ انفاس باقیہ میری زندگی کے حمد و تسبیح مین گذرین مگر اے خدا تو نے مجھے زراعت و حرفت مین ایسا مشغول و مشعوف فرمایا ہے کہ مجھسے کچھ بھی نہین ہو سکتا سو مجکو ایسی چیز تعلیم فرما جو کہ تحمید و تسبیح تمام خلائق کا جامع ہو خالق عالم نے وحی بھیجی کہ صبح و شام تین مرتبے پڑھا کر الحمد للہ رب العالمین حمداً یوافی نعمہ و یکافی مزیدہ کرمہ اور ابن عساکر

ذکر وفات آدم

اور حاکم وغیرہ اہل حدیث رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہین کہ جب ایام وفات حضرت ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قریب ہوئے تو اُنکو خواہش میوہ ہای جنت کی پیدا ہوئی چونکہ خود بسبب ضعف و نحافت و سقوط قوت کے حرکت سے معذور تھے بیٹون سے ارشاد کیا کہ تم میرے واسطے بہشت کا میوہ اللہ سے طلب کرو اور اُس ایام مین طلب حاجت و استجابت دعوت کا یہ دستور تھا کہ زمین کعبہ مکرم پہ جا کر دعا کرتے تھے حاجت روا ہوتی تھی سو ابنا ے آدم علیہ السلام بحکم پدر ذی الاکرام دعا کرنے کو جانب کعبہ روانہ ہوئے چند گام چلے تھے کہ حضرت جبرئیل امین مع دیگر فرشتگان ملاقی ہوئے اور مقصود حرکت سے استفسار کرنے لگے انھون نے ماجرا ے فرایش آدم علیہ السلام ظاہر کیا فرشتون نے کہا کہ تم سب لوٹ جاؤ ہم فرایش تمھارے باپ کی لائے ہین سو وہ لوگ ہمراہ فرشتون کے واپس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اُسوقت حضرت اُم البشر گھر مین بیٹھی تھین اُنکو ملائکہ موت کے دیکھنے سے خوف دامنگیر ہوا کہ دم بدم حضرت آدم کے پاس آنے جانے لگین آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے زجر و توبیخ سے فرمایا دور ہو میرے پاس سے کہ جو کچھ مجھپر گذرا ہی صرف تیرے سبب سے ہی اب تو مابین میرے اور خدا کے رسولون کے حائل نہو الغرض فرشتون نے قبض روح شریف آدم علیہ السلام کی میوۂ جنت کی خوشبو سے فرمائی اور بولے کہ اے بنی آدم دیکھ رکھو اور یاد کرلو کہ اِسوقت جو معاملہ کہ ہم تمھارے باپ کے ساتھ کرین اُسی طرح تم اپنے موتون سے کرنا بعد ازان حضرت جبرئیل نے

ذکر تجہیز و تکفین حضرت آدم

ایک خوشبو مرکب ہیچو ارگجہ اور ایک کفنی بہشتی اور چند برگ کنار جنتی نکالے اور غسل دیا پھر کفن پہنایا اور حنوط ملا اور نعش اُٹھا کر کعبہ مین لے گئے اور نماز پڑھکر مسجد خیف کے متصل دفن کیا و بروایتے کوہ ابوقبیس مین جسکو غار الکنز بولتے ہین دفن کیا تا زمانہ طوفان قبر اسی جگہ تھی وقت طوفان نوح علیہ السلام نے جسد مبارک کو ایک تابوت مین رکھکر کشتی پر رکھ لیا تھا جب طوفان ہوگیا ابوقبیس پہ دفن کیا اور ایک روایت ہی کہ بیت المقدس مین یا نجف کوفہ مین دفن کیا اور بعض کے نزدیک سراندیپ مین دفن کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے

نام شہرے کہ دران مرقد علی مرتضی است ۱۲

اور بروایت صحیح وفات حضرت آدم علیہ السلام کی مکہ شریف مین ہوئی اور ابوالشیخ نے خالد بن معدان سے نقل کیا ہی کہ ہبوط آدم ہند مین ہوا اور وفات بھی ہند مین ہوئی مگر بعد وفات دو ہزار ڈیڑھ ہزار مرد اولاد آدم سے جنازہ انکا اُٹھا کر کعبہ شریف کے متصل

حنوط بفتح اول خوشبوئے کہ در کفن مردہ اندازند ۱۲

ابوقبیس بضم قاف و فتح باء نام کوہی است در مکہ معظمہ ۱۲

نعم

لائے ہین وہو الاصح اور یہ بھی نقل کیا ہی کہ وقت وفات آدم چالیس ہزار بنی آدم تھے لیکن
فرزند بیواسطہ اکتالیس نفر تھے اکیس مرد اور بیس عورتین خواہ اُنیس عورت اور بائیس مرد
اور دار قطنی نے اپنے سُنن مین ابن عباسؓ سے روایت کی ہی کہ امام صلوٰۃ جنازہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام تھے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت شیث علیہ السلام امام ہوئے اور چار
تکبیرین فرمائین اور قبلہ کی طرف سے لحد مین رکھا اور قبر کو بغلی کھودا تھا بعد ازان ہیچ کو ہان شتر
بنایا اور ابن عباسؓ نے ابی ابن کعب سے روایت کی ہی مرفوعا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بعدد
طاق غسل دیا تھا اور ابن عساکر نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہی کہ بعد وفات آدم علیہ السلام
اُم البشر نے سات دن غم و ماتم کیا تھا اور صحیح یہ ہی کہ عمر حضرت آدم علیہ السلام کی نہصد شصت
سال کی ہوئی اور ایک روایت مین ہزار سال لکھا ہی اور تطبیق بین الروایتین یون ہو سکتی ہی
کہ جو لوگ قائل باول ہین وہ قیام عالم دنیا مراد لکھتے ہین اور جو ہزار برس کی کہتے ہین
وہ چالیس برس مابین ہبوط و ولادت کے بھی شامل کرتے ہین اور حدیث شریف مین ہی
کہ عمر آدم الف سنۃ قمریۃ روایت ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے تھے اور
ایک روایت مین اکیس دن ہین اور آخر مرض مین حضرت شیث کو وصی کیا تھا اور حضرت
حوا کی وفات تین دن بعد وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی و بروایتے ایک برس بیوہ
رہین و بروایتے سات برس اور حضرت آدم کے پہلو مین مدفون ہین اور خواجہ عبد الکریم
مؤلف نادر نامہ لکھتے ہین کہ مین نے قبر حضرت حوا کی جدّہ مین سے ہموار دیکھی ہی مقابل ناف
ایک گنبذ کوچک واقع ہی اور طول قبر یکصد و نود و ہفت قدم ہی مولانا رفیع الدین محدث
رسالہ تقویم التواریخ مین لکھتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام تاریخ ہشتم شہر نیسان مطابق
دہم محرم روز جمعہ بہشت سے جزیرۂ سراندیپ مین اُترے اور یہی مبدء تاریخ قرار پایا چنانچہ
وفات نوسو تیس شمسی مین ہوئی اور تفاوت شمسی و قمری کا تیس برس کا ہوتا ہی تو بحساب
قمری نوسو ساٹھ برس دنیا مین رہے اور چالیس برس بہشت مین بسر ہوئے پس تمام عمر
ہزار برس کی ہوتی ہی اور از روے تحقیق فقیر کو ثابت ہوا کہ ابتداے پیدایش آدم علیہ السلام سے
اب تک سات ہزار ایک سو اکسٹھ برس شمسی گذرے ہین نفیسۃ الاخبار مین لکھا ہی کہ حضرت
آدم علیہ السلام کے ریش مبارک نہ تھی تا آخر عمر بصورت امرد رہے مگر اُنکی اولاد مین اول
حضرت شیث علیہ السلام کے ڈاڑھی نکلی ہی اور حضرت ام البشر حوا نہایت مشابہ حضرت

ابوالبشر آدم علیہ السلام سے تھین لیکن حیرت الفقہ مین لکھا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے
حوا کو انواع تزئین سے مزین دیکھا تو کہا یا آلہی مجکو کس زینت سے مزین فرما ویگا تو خالق
ذوالجلال والاکرام نے ریش سے زینت بخشی وہذا القول اقرب الی الصواب روایت ہی کہ
دارالمقام مین کسی پیغمبر کے ریش نہوگی مگر آدم و نوح و ابراہیم و محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور صحیح یہ ہی کہ حضرت ابوالبشر اور ابوالارواح علیہما السلام کے ڈاڑھی ہوگی اور بعض حضرات
ابراہیم علیہ السلام کو بھی شریک اس تفضیل مین کرتے ہین وہب ابن منبہ سے منقول ہی
کہ حضرت حوا کو خالق عالم نے بصورت آدم علیہ السلام پیدا کیا لیکن چند امور مین فرق
رکھا تھا یعنی پوست بدن انکا نازک تھا اور رنگ صاف وشفاف وخوشتر اور آنکھین نرگین
سیاہ تر اور بینی مبارک خرد اور دندان شریف ہیچو گوہر صاف تر اور ہتھیلیان نرم و
نازک تر اور فرق نورانی پر ساٹ سو گیسو مرواریدو یواقیت سے گندھے ہوے تھے جنمین
مشک وعنبر و زعفران کی خوشبو آتی تھی اور جس دم کھل جاتے تھے تمام مکان معطر و معنبر
ہوجاتا تھا **فائدہ** جمہور علماء اسلام اتفاق رکھتے ہین کہ عالم ملکوت نافرمانی وعصیان سے
محفوظ و معصوم ہین چنانکہ آیات قرآنیہ مثلاً لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون مایؤمرون
(نہین بیحکمی کرتے اللہ کی جو انکو حکم دے اور کرتے ہین جیسا حکم ہوتا ہی)
وبل عباد مکرمون لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون سے واضح ہی مگر یہ قصہ کئی وجہ سے
(لیکن بندے ہین جنکو عزت دی اس سے بڑھکر نہین بول سکتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہین)
برخلاف اس عقیدے کے صاف وصریح معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرقہ حشویہ بہین وجوہ
معصومیت فرشتون سے منکر ہین ازانجملہ اول کہنا فرشتون کا اتجعل فیہا من یفسد
فیہا کہ یہ طریق اعتراض ہی اور اعتراض خداوند تعالیٰ پر گناہ ہی دوسرے
فرشتون نے بنی آدم کی غیبت کی ہی کہ ویسفک الدماء اور غیبت گناہ کبیرہ ہی تیسرے
خودستائی کہ نحن نسبح بحمدک کہ یہ حقیقت مین عجب ہی اور عجب امور خسیسہ سے ہی
چوتھے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ان کنتم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کاذب تھے
پانچوین الم اقل لکم انی اعلم ما لاتعلمون اس سے واضح ہی کہ فرشتون کو علم الٰہی مین
شبہہ تھا چھٹے لاعلم لنا الا ما علمتنا کہ توبہ اور عذر ہی اور توبہ دلیل ہی صدور گناہ کی
جواب اسکا محققین یون دیتے ہین کہ اتجعل فیہا اعتراض نہین ہی بلکہ بیان اس امر کا ہی
کہ ہمکو وجہ حکمت اس ارادے کی معلوم نہین ہوتی ہی ہماری تشفی کردی جاے
اور بیان اشکال واسطے طلب جواب کے بے ادبی نہین ہی چنانچہ اکثر تلامذہ

سراپای حضرت حوا

درمیان معصومیت فرشتگان از عصیان

اساتذہ سے یون ہی کیا کرتے ہین غرض عقلا کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کسی کی نسبت حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتے ہین اور اُس سے کوئی ایسا امر صادر ہو کہ وجہ اسکی ظاہر مین پوشیدہ ہو تو از راہ تعجب پوچھتے ہین کہ ایسا کیا ہی اور غیبت بنی آدم کے سوال مین واسطے تعرض محل اشکال کے ہی نہ بقصد تحقیر اور اہانت اور یہ قسم غیبت کی حلال ہی اور خود ستائی فرشتونکی بقصد عجب نہ تھی بلکہ اس طور تھی کہ ہمکو مراتب علم اور کمال حکمت مین تیری کچھ شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ ہم ہمیشہ تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر مین مشغول رہتے ہین بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب وجہ حکمت کے ہی تاکہ یہ ستر ہمپر منکشف ہو جاوے اور فرمانا خدا وتعم کا انکنتم صادقین دلیل کذب صریح کی نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ تم اپنی تقدیس و تحمید کو کامل جانتے ہو حالانکہ ایسا نہین ہی اور انی اعلم غیب السموات دلالت و تعریض شبہہ پہ نہین کرتا ہی بلکہ یاد دلاتا ہی اُس چیز کا جسکو جانتے تھے اور وقت سوال کے بھول گئے تھے اور عرض کرنا فرشتون کا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار اور توبہ ہی دلالت نہین کرتا ہی مگر ترک اولی پر اسواسطے کہ سوال وجہ حکمت سے افعال الٰہیہ مین اہل کمال کی شان نہین ہی کذا افادہ مولانا استاذ الاستاذ بل استاذ الکل حضرت شاہ عبد العزیز الدہلوی فی تفسیر العزیزی فائدہ اس قصے سے معلوم ہوا کہ افعال تعظیمی مین جو شان سجدے کا ہی کسیکو نہین ہی اسواسطے کہ ایک سجدے کے ترک سے ابلیس ملعون ابدی ہوگیا حالانکہ ایک سجدے کے واسطے حکم دیا تھا پس جو پہلے واسطے حکم سجدے کا فرمایا ہی اسکے ترک مین دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہی الا انہ غفور رحیم حدیث شریف مین آیا ہی کہ روز حشر عرصات قیامت مین بلائی جاویگی اُسوقت بنا بر تمیز مسلمان و کافر و مخلص و منافق کے حکم سجدے کا فرماوینگے مسلمان خالص سجدے کرینگے اور منافق اور کافر جب سجدے کا ارادہ کرینگے تو پشت انکی مثل تختۂ آہن کے سخت ہو جاویگی اور خطاب ہوگا وامتازوا الیوم ایہا المجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہی کہ دوست و دشمن اور مومن و کافر کے امتحان میں مقرر کیا ہی ابتدا مین بھی اسی سے امتحان کیا اور انتہا مین بھی اسی سے امتحان کیا جاویگا فائدہ ممتاز ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتون سے محض بسبب تعلیم اور تعریف حقائق اشیا کے نہین ہی کیونکہ قبل خلقت آدم بھی فرشتون سے خطاب الٰہی ہوتا تھا کہ فلان چیز کو یہ کرو اور فلان چیز سے ایسا کرو چنانچہ اسی قصے مین گذرا ہی کہ پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو [illegible] لانے کا حکم صادر ہوا پس اگر فرشتون کو علم حقائق اشیا اور اسما نہوتا تو سمجھا اونکو

احکام الٰہی کی کسطرح ہو سکتی تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دو وجہ سے امتیاز اور تفوق
حاصل تھا ایک یہ کہ قبل آدم علیہ السلام کے فرشتون کو علم سب اسما کا حاصل نہ تھا بلکہ علم انکا
انھین حقائق و اسمار مین منحصر تھا جسکی خدمت انسے متعلق تھی نہ اُنکے غیر سے بخلاف ابو البشر کے
کہ انکو بلحاظ عہدۂ خلافت کے تعلیم عام واقع ہوئی تھی تاکہ ہر ایک چیز کی منفعت اور مضرت سے
واقف و آگاہ ہو جائین حاکم اور ابن عساکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہین
کہ حق تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسمار کے ضمن مین ہزار حرفتین اور طرح طرح کی
تعلیم فرمائین اور ارشاد کیا کہ اپنی ذریت کو کہہ کہ اگر تم دنیا پر صبر نہین کر سکتے تو انھین حرفتون سے
اُسکو طلب کرو مگر دنیا کو دین سے نچا ہو کیونکہ دین خالص میرے واسطے ہی افسوس ہی اس
شخص پر جو دنیا کو دین سے طلب کرے دوسرے یہ کہ تعلیم عام بھی ابتداءً مخصوص حضرت
آدم علیہ السلام کو تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتون کو ہر چیز کے
نام سے خبردار کیا اور فرشتون نے ہر چیز کا نام آدم اور آدمیون سے سُنا تو بعضے انمین سے
جسطرح حضرت جبرئیل علیہ السلام و دیگر اکابر ملائکہ ہر چیز کے نام سے واقف ہو گئے کیونکہ
شرائع سے بالیقین ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وغیرہ اکابر ملکوت انبیا علیہم السلام کی
خدمت مین آتے تھے اور ہر امر مین بحث و تفتیش کیا کرتے تھے اور اکثر امور مختلفہ کا مذکور
آیا کرتا تھا لیکن گفت و شنید مین عاجز نہین ہوتے تھے اور کبھون استفسار نہ کرتے تھے
کہ فلانی چیز کا نام کیا ہی یا یہ لفظ کس معنے مین ہی اور اسکی کیا حقیقت ہی آرے یہ تعلیم عام
ابتداءً حضرت آدم کو بالخصوص واقع ہوئی تھی تاکہ افزونی اُنکے علم کی فرشتون پہ خصوصاً
وہ علم کہ متعلق بسیاست اور خلافت ہی ظاہر ہو و لہذا محض انکی تعلیم پر اکتفا نہین فرمائی
ملائکہ سے بھی پوچھا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے (فضیلت علم بر مال)
روایت ہی کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہی اول یہ کہ علم پیغمبرون کی میراث ہی
اور مال فرعون و ہامان و شداد و نمرود کی دوسرے یہ کہ علم صرف کرنے سے زیادہ ہوتا ہی
اور مال کم تیسرے یہ کہ مال کو نگہبان درکار ہی اور علم خود نگہبان ہی چوتھے یہ کہ جب آدمی
مرتا ہی تو مال چھوڑ جاتا ہی اور علم قبر مین ہمراہ جاتا ہی پانچوین یہ کہ مال مومن و کافر دونون کو
حاصل ہوتا ہی اور علم نافع سوا ایمان دار کے کسی کو حاصل نہین ہوتا چھٹے یہ کہ سب
لوگ امور دینیہ مین عالم کے محتاج ہین اور اکثر فرقے آدمیون کے مالدارون کے محتاج نہین

ساتوین

ساتوین یہ کہ قیامت کو علم پل صراط پر گذر جانے کی قوت عطا کریگا اور مال ضعیف کر دیگا۔
مستطرف مین حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رض سے منقول ہے فرمایا علم کو اسی قدر شرف کفایت
کرتا ہے کہ اگر جاہل کو عالم کہیے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جہل کو اتنی مذلت کافی ہے کہ جاہل بھی
جہالت سے بیزار ہے اور اگر جاہل کو جاہل کہیے تو خفا ہوتا ہے اور فقیہ ابو اللیث
سمرقندی نے کہا ہے کہ عالم کی مجلس مین حاضر ہونے سے سات بزرگیان حاصل ہوتی ہین
بے اِسکے کہ عالم سے کوئی مسئلہ پوچھے یا اُس سے فائدہ اُٹھاوے اول یہ کہ متعلمین مین شمار
کیا جاتا ہے اور اُنکے ثواب مین شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک مجلس عالم مین حاضر
رہتا ہے گناہون سے بچ جاتا ہے تیسرے یہ کہ جو کوئی طالب علم کے واسطے گھر سے نکلتا ہے وہ
طالب علمون کے ثواب مین داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ رحمت الٰہی مین جو حلقہ علمی پر نازل
ہوتی ہے شریک ہوتا ہے پانچوین یہ کہ جب تک مذکورات علیہ سُنتا ہے عبادت مین رہتا ہے
چھٹے یہ کہ جب کوئی مسئلہ سنتا ہے اور اُسکے فہم مین نہین آتا تو شکستہ اور تنگدل ہوتا ہے پس
منکسرۃ القلوب مین شمار کیا جاتا ہے ساتوین عزت علم کی اور ذلت فسق اور جہل کی اُسکے
ذہن مین جم جاتی ہے کہ جاہلون اور فاسقون سے متنفر ہو جاتا ہے بعضے حکما کہتے ہین کہ اللہ
جل شانہ نے اپنے کلام مین سات چیزین فرمائی ہین کہ باہم برابر نہین بلکہ ایک دوسرے سے
بہتر ہے اول ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون دوسرے قل لایستوی الخبیث
والطیب تیسرے لایستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ چوتھے مایستوی الاعمیٰ والبصیر
یعنی الجاہل والعالم اور بعضے کہتے ہین اعمیٰ عن الہدیٰ والبصیر بالہدیٰ یعنی مومن ومشرک
پانچوین ولا الظلمات ولا النور یعنی کفر وایمان چھٹے لا الظل ولا الحرور یعنی الجنۃ والنار
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حرور ہوا سے گرم جو رات کے وقت چلتی ہے اور سموم
دن کو اور بعضے کہتے ہین کہ حرور دن مین چلتی ہے آفتاب کے ساتھ ساتوین وما یستوی الاحیاء
ولا الاموات یعنی مومن وکافر اور بعضے کہتے ہین علما وجہال مراد ہین فائدہ اِس سے
معلوم ہوا کہ ہر ایک فضیلت راجع ہے طرف فضیلت عالم کے جاہل پر لہذا حدیث شریف مین
عالم کی فضیلت عابد پر بعبارات مختلفہ مذکور ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم
علی العابد کفضلی علی امتی اور آیات قرآنیہ کہ فضیلت علم اور عالمون مین وارد ہین بہت ہین
چنانچہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے خوف اپنا مخصوص نصیب عالمون کے رکھا ہے

اسیطرح قدر کثیر ہی اگر بیان کرون تو یہ کتاب اُسکی گنجائش نکرے فائدہ ایک جماعت مفسرین کی اِس قصے سے دلیل پکڑتی ہی کہ حضرت آدمؑ سب فرشتون علوی و سفلی سے افضل تھے کیونکہ فرمانا فرشتون کو سجدے کے واسطے بلا تفضیل حضرت آدم کے خلاف حکمت ہی لیکن یہ استدلال اُسوقت صحیح ہی کہ سجدہ حقیقۃً حضرت آدم کو ہوا اور اگر غرض سجدے سے حضرت آدم کا قبلہ گردانا ہی تو یہ استدلال صحیح نہین ہی کیونکہ قبلہ کو لازم نہین کہ مستقبل سے افضل ہووا لا کعبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا جاتا ہی اور یہ بات خلاف ہی اجماع کے فائدہ حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ قبلہ گردانا ایک مخلوق کا واسطے دوسرے مخلوق کی حکمت الٰہیہ مین دو شرطے مشروط ہی ایک یہ کہ وہ قبلہ ہم جنس مسجود کے نہو بلکہ غیر اُسکے ہو اِسلیے کہ ہم جنس کے قبلہ کرنے مین اعتقاد اشراک و استقلال کا توہم ہوتا ہی جسطرح صلحا کی تصویرون کا سجدہ کہ آدم و جنہ کی جنس سے گذرے ہین اور آدم و جن اِس امر مین شریک و ہم جنس ہین بسبب احکام تکلیفیہ کے دوسری شرط یہ ہی کہ قبلہ کرنا بامر الٰہی و باستحسان عقلی ہو کیونکہ وسیلہ تقرب الی اللہ سبحانہ کسی شی کا موقوف ہی شان الٰہی کے ظہور پر اسیطور خاص مین اسوقت مین اور علم تطورات متجددہ کا اِس قبیل سے نہین ہی کہ عقل بشری از خود دریافت کرسکے پس جس جگہ کہ دونون شرطین متحقق ہون تو اُسکو قبلۂ توجہ گردانا شرع مین جائز ہی بلکہ واجب جسطرح کعبہ معظمہ و صخرۃ اللہ یعنی بیت المقدس جنہ و انسان کے حق مین اور مثل حضرت آدم ملائکہ کے حق مین اور اس سے لازم نہین آتا کہ قبلہ مستقبل سے افضل ہو اور غیر جنس کے قبلہ کرنے مین یہ نکتہ ہی کہ صورت جنسیہ مین فضیلت تامہ نہین حاصل ہوتی اور بدون افضلیت تام کے یہ بات خلاف حکمت الٰہیہ ہی اور شاید کہ تماثیل جو اشیا ارثویہ مین حرام ہی اُسمین یہی نکتہ ہی فائدہ حقیقت سجدے کی یہ ہی کہ پیشانی کو زمین پر پہونچا دے اور یہ بات شرع مین کسیکو سوا ے خدا کے جائز نہین اور ظاہر ہی کہ فرشتون کو سجدے کا حکم ہوا ہی پس وجہ اِسکی کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ پیشانی کو زمین پر پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہی ایک توبحق عبودیت اور یہ قسم سب دینون مین واسطے غیر خدا کے منع ہی کبھون جائز نہین ہوا کیونکہ یہ امر محرمات عقلیہ مین ہی اور محرمات عقلیہ بہ تبدیل ابدان و ادیان بھی متبدل نہین ہوتے اسلیے کہ یہ قسم تعظیم کی غایت تذلل پر مشعر ہی و غایت تذلل اُسی کو لائق ہی جو نہایت عظمت رکھتا ہو اور نہایت عظمت یہ ہی کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتیہ خاص حضرت حق کو ہی اور کسیکو لائق نہین ہی دوسرا سجدہ بطریق تحیہ ہی جسکو سجدہ تکریم و تحیہ بولتے ہین

جسطرح سلام کرنا و سرجھکانا یہ بات البتہ تفرق رسوم وتبدل ازمنہ سے متبدل ہوئی ہی یعنی گاہے جائز وگاہے حرام مثلاً امم سابقہ مین ایسا سجدہ جائز تھا چنانچہ قصۂ یوسف ع مین ہی وخروا لہ سجداً اور ہماری شرع مین یہ قسم بھی حرام ہی پس سجدہ فرشتون کا اسی قسم مین تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتون پر بسبب تعلیم اسما کے ایک نوع کا تفوق حاصل ہوا تھا اور فرشتون سے قبل پیدایش آدم ایک طرح کی بے ادبی بھی صادر ہوئی تھی سو واسطے مکافات اُس احسان اور کفارہ اس بے ادبی کے ایسی تعظیم وتکریم پر مامور ہوے اور جو بعض نصاریٰ کفار اِس سجدے کو بت پرستی کہتے ہین سو اُنکی حماقت ہی یہ لوگ سجدۂ عبادت وتحیہ مین فرق نہین جانتے بلکہ عبادت وسجدے کو مترادف گمان کرتے ہین حالانکہ عبادت مین معبود کی نسبت یہ تصور ہوتا ہی کہ یہ بڑائی کی بات مین ماسوا سے مستغنی ہی سو اِس قسم کی تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا سواے واجب الوجود کے بت پرستی ہی یا اُس غیر خدا کی نسبت اعتقاد ایسا رکھنا کام ناپاک ہی جیسا اہل تثلیث کرتے ہین کہ تین شخص اِس مرتبے کے ٹھہراتے ہین اور ہنود دس قرار دیتے ہین اور سجدہ مطلق یعنی سر کو زمین پر رکھدینا بت پرستی نہین ہی ہان اگر اُس قسم کی تعظیم کی نیت سے ہو جو بیان ہوئی تو البتہ بت پرستی ہی اور فرشتون کا سجدہ ایسا تھا جیسا خواب یوسف وتعبیر یعقوب باب ستائیس وچھتیس سفرالتکوین توریت مین ہی پوشیدہ نرہے کہ اکثر فوائد اِس قصے کے ضمن قصے مین بیان کیے گئے اور جو کسیکو زیادہ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر معالم وجواہر وکبیر ومجمع مواج وعزیزی ملاحظہ کرے اور ذکر حضرت آدم کا سورۂ بقر واعراف وطٰہٰ وحجر وصاد مین ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دوم دراحوال شیث علیہ السلام

یہ نام سریانی ہی بمعنی ہبۃ اللہ اور بعض کے نزدیک عجمی ہی اور کتب بنی اسرائیل مین بمعنی بدلہ آیا ہی یعنی بدل ہابیل ولادت انکی پانچ برس بعد قتل ہابیل کے واقع ہوئی اور عمر حضرت آدم کی دوسوتیس برس کی تھی ابن قتیبہ نے معارف مین ذکر کیا ہی کہ حضرت شیث اجود واحسن اولاد آدم مین تھے اور حضرت آدم سے اشبہ اور برخلاف اور اولاد کے تنہا پیدا ہوے تھے روایت ہی کہ جب حمل مین تھے تو بسبب صفائی چہرہ کے حضرت حوا آپ کو دیکھا کرتی تھین اور روانت بھی پیٹ مین جم آئے تھے اور جب پیدا ہوے تو ملائکہ اُٹھا لے گئے اور چالیس روز اپنے پاس رکھکر تمام زبانین سکھلائین کذا فی اخبار الدول اور طبری مین ہی کہ انساب

بنی آدم بعد طوفان انھین پر منتہی ہوتے ہین اور ولی عہد ووصی اپنے باپ کے ہوے ہین اور وقت قرب موت حضرت آدم نے طوفان نوح سے اطلاع بخشی اور ساعات یوم ولیلہ بنابر عبادت تعلیم کین اور تاکید فرمائی کہ اپنے علم کو اولاد قابیل سے مخفی رکھنا یہ بھی مثل حضرت آدم کے نبی ہوگئے اور پچاس صحیفے انپر نازل ہوے اور کلام عبرانی اول انھین نے کیا اور اول داڑھی انھین نے رکھی اور اول نعلین او قلنسوہ انھین نے پہنا اور اخبار الدول مین ہی کہ اول طین وحجر سے کعبہ انھین نے بنایا وہذا القول ضعیف اور صحائف نازلہ مین علوم حکمت اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور ریاضی اور علم الٰہی وصنائع مشکلہ تھے بہ لہذا حکماے یونان انکو اوریا اول کہتے ہین اور بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت شیث کی ایک کتاب زبور اول اکیس تیس فصل کی تھی اور قبلۂ نماز انکا بیت المقدس تھا اور رہاک شام یا مصر مسکن لیکن یہ روایت ضعیف ہی کیونکہ بیت المقدس قبلہ انبیاے بنی اسرائیل ہوا ہی نہ اور پیغمبرون کا انھین کے مقالات مین ہی کہ مومن مین سولہ خصلتین چاہئین اول معرفت حق حاصل کرنا دوم حسن وقبح اشیا کا پہچاننا سوم بادشاہ کی اطاعت وفرمان برداری کرنا چہارم مادر وپدر سے نیکی کرنا اور کسیطرح کی تکلیف انکو ندینا کما قال اللہ وبالوالدین احسانا پنجم تمام خلق سے برسر خیر رہنا چنانچہ ہماری شرع مین ہی وقولوا للناس حسنا ششم محتاجون ومسکینون کی دلجوئی کرنا ہفتم مسافرون کی عزت وخاطرداری کرنا ہشتم خالق کبریا کی عبادت مین کوشش وسعی کرنا نہم اپنے نفس کو شرور وقبائح سے دور رکھنا دہم مصیبتون وآفتون مین صبر کرنا فان الصبر وسیلۃ الظفر یازدہم ہمیشہ سچ بولنا دوازدہم عدل وانصاف سے کام کرنا سیزدہم شکر نعماے الٰہی مین نذر اور قربانی خدا کے واسطے ادا کرنا چہاردہم قناعت کی عادت کرنا پانزدہم علم اور بردباری اختیار کرنا شانزدہم ہر دم شکر الٰہی بجالانا اور نخبۃ الاخبار مین ہی کہ ازجملہ نصائح حضرت شیث علیہ السلام ایک نصیحت یہ ہی کہ دوست وبیگانہ اُس بھائی وقریب سے بہتر ہی جو کہ آرزوے میراث رکھتا ہو اور زین القصص مین لکھا ہی کہ حضرت شیث کو اللہ نے مال بہت دیا تھا کہ اُس سے تجارت کرتے تھے اور اکثر مال اپنے اقارب پر بعد اُسکے یتیمون ومسکینون مسافرون پر صرف کرتے تھے اور بعض اہل تحقیق نے شرح فصوص الحکم مین لکھا ہی کہ جب حضرت آدم مریض بمرض موت ہوے تو اُنکو میوۂ جنت کی آرزو ہوئی سو حضرت جبرئیل ایک طبق مین میوے جنت کے لائے اور وہ طبق ایک حور کے سر پر تھا حضرت آدم نے میوے کھا کے دعا کی کہ یا الٰہی یہ حور شیث کی نکاح مین دے تو اللہ نے دعا

قبول کی کہ وہ حور اُنکے نکاح مین آئی اور فرج الدر مین ہی کہ نام اُس حور کا جو حضرت شیث کے
نکاح مین آئی محوائلہ تھا اور مجلس عقد نکاح مین روح القدس حاضر تھے اور عمر اُنکی نوسو تیرہ برس کی
ہوئی کذا فی اخبار الدول و بقول حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی وقت وفات بارہ سو بیالیس
ہبوط آدم سے گذرے تھے بعضے کہتے ہین کو اپنے والد کی قبر مین مدفون ہین اور بعضے کہتے ہین کہ قریہ عین
اعمال بعلبک مین مدفون ہین اور وہان زیارت ہوتی ہی قال صاحب اخبار الدول وتذکرۃ
اور جو بعض لوگ لکھتے ہین کہ قبر شریف شہر اودھ مین ہی قابل وثوق نہین اور جب حضرت
شیث ایکسو پانچ برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب بمعنی صادق ہی اور انکو انس بھی
کہتے ہین پیدا ہوے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی عہد ہوے انھین نے اول علم کتابت
و علم حساب و حساب ماہ و سال و طریقے حسن عبادت و وضع فرمان روائی عالم مین جاری کیے
عمر انکی بقول یہود و نصاری نوسو پینسٹھ ۹۶۵ برس کی ہوئی و بقول ابن جوزی نوسو پچاس ۹۵۰ کی
و بقول بیضاوی چھ سو برس کی و بقول صاحب اخبار الدول سات سو برس کی ہوئی اور

اپنے جد کے پاس مدفون ہین قال صاحب اخبار الدول وہو اول من غرس النخلۃ و نطق
بالحکمۃ روایت ہی کہ نوّے برس کی عمر مین روبروے حضرت آدم قینان یا قنین کہ بلسان عرب
بمعنی مستولی و غالب ہی پیدا ہوے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھین نے اپنے باپ کی اولاد کو
جمع کیا اور اشرار جن سے یہان تک لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توابع کو بچایا شہر
سوس و بابل انھین کا آباد کیا ہوا ہی عمر اُنکی سات سو برس کی ہوئی اور ستر برس کے تھے جب
مہلائیل بمعنی ممدوح پیدا ہوے نہایت حسین و جمیل و با اخلاق تھے اور بڑے عابد و متقی تھے انھون نے
وصایاے آدم علیہ السلام بخوبی نافذ کیے انکے عہد مین بعض اولاد آدم جبل مقدس پر آئے اور
لہو و لعب مین مشغول ہوے اور بنات قابیل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوے
انھین کے زمانے مین بنی آدم اطراف عالم مین متفرق ہوے اور ایک نوع کا فساد شروع ہوا
مگر اولاد شیث اکثر صلاح و تقوی سے ممتاز رہی عمر انکی نوسو پچاس ۹۵۰ برس کی یا نوسو ساٹھ ۹۶۰ برس کی ہوئی
اور بعد وفات انکی ریاست بنی آدم یارد یا الیارد بالتحتیۃ بعد الموحدۃ اُنکے بیٹے سے جنکو بعضے برد
بفتح الموحدہ و سکون الراء المہملہ کہتے ہین اور بعضے نارد بالنون لکھتے ہین اور شمس العلوم مین
یاذر یا الیاذر بالتحتیۃ و فتح الذال و سکون الراء المہملہ لکھا ہی متعلق ہوئی انھین کے عہد مین ود و سواع
یغوث یعوق نسر پانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرد نے اولاد قابیل سے ہم صورت اُنکے

پانچویں پشت مین شیث سے آنکے فرزندون سے بنوائے اور بت پرستی شروع ہوئی اگر صحیح یہ ہے یہ پانچین
امام حضرت شیث کے بیٹون سے تھے اور اول یارد نے اولاد قابیل پر جہاد کیا اور انکے فرزندون کو
لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور ندیان اور نالے انکے عہد مین ظاہر ہوئے ہین اور شہر بلاد
آباد ہوئے اور حدیقے اور باغ جاری ہوا منکوحہ انکی برزورہ یا اشوب تھین انھین سے حضرت
اخنوخ یعنی ادریس پیغمبر پیدا ہوئے عمر یارد کی نوسے باسٹھ [۹۶۲] یا سرسٹھ برس کی ہوئی اور بعد موت
انکے حضرت ادریس وصی ہوئے

دوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام

زبان سریانی مین انکو اخنوخ کہتے ہین بفتح خاء معجمہ و نون مضمومہ قبل الواو و خاء المعجمہ ہے اور بعض کے
نزدیک اول حاء مہملہ ہے اور بعض کے نزدیک اخنوخ بزیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے
نزدیک دونون نام عجمی ہین اور بعض کے نزدیک دونون عربی ہین لیکن صاحب قاموس نے
لکھا ہے کہ ادریس عجمی ہے اشتقاق اسکا درس سے نہین ہوسکتا اور مدارک و معالم مین ہے کثرت
درس کتب اسلام و صحف آدم علیہ السلام سے ادریس مشہور ہوئے تولد انکا دیار مصر مین ہوا ہے
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ سو برس بعد وفات آدم کے دیار شام مین پیدا ہوئے اور بعض کے
نزدیک جب ادریس تین سو ساٹھ برس کے ہولیے تب حضرت آدم نے وفات پائی اور اخبار مین
ہے کہ تھے حضرت ادریس طویل القامت ضخیم البطن بدن مین بال کم اور سر مین زیادہ اور ایک کان
دوسرے سے بڑا تھا اور سینہ شریف مین ایک نکتہ سفید غیر برص کے تھا اور آواز باریک تھی اور
بعض کتب مین صفت حلیہ مبارک مین لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو نیکو روانبوہ ریش
متناسب الاعضا دراز بازو بزرگ استخوان و کم گوشت روشن چشم سیاہ مژہ تھے اور اکثر خاموش رہتے
اور کلام بتامل فرماتے اور چلنے مین نظر نیچے رکھتے تھے اور جمہور قائل ہین کہ اول پیغمبر بعد حضرت
آدم حضرت ادریس ہوئے اور ایکسو پانچ برس نبی رہے اور تیس صحیفے انپر نازل ہوئے اور بارہا
حضرت جبرئیل انکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر و انس الجلیل اول عالم مین انھین نے
جہاد سیفی و سنانی جاری کیا اور اولاد قابیل کو مخالفت شریعت آدم و شیث سے منع کیا اور
بحکم رب جلیل مقاتلہ کرکے عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہمگین ہزار آدمی انکا ایمان لائے
اور اول قلم سے انھین نے لکھا اور اول کپڑے سیئے ہوئے انھین نے پہنے قبل انکے کھال
پہنتے تھے اور صنعت حدادی و جولاہگی اور علم نجوم و حساب و منطق و طبیعی و الٰہی و اسرار افلاک

وعلوم ریاضیہ وحکمت کے مروج ہوئے اور بعضے میزان وکیال کی بھی ابتدا انھین سے بیان کرتے ہین کذا فی المعالم واخبار الدول اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول انھین نے خداپرستی کی دعوت فرمائی ونماز وروزے کا حکم پہونچایا اور زکوٰۃ و اعانت ضعفا کا فرمان جاری کیا اور غسل جنابت وحیض کا امر کیا اور گوشت خوک وسگ وخر وسیر وپیاز وباقلا وغیرہ اشیا سے جو مضر دماغ ہین نہی فرمائی اور خود صائم النہار وقائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت وخیاطت سے حاصل کرتے تھے وہ فقرا ومسکینون کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سیتے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے

معالم التنزیل مین وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ عبادت حضرت ادریس کی ہر روز آسمان پر وزن ہوتی تھی اور عبادات جمیع اہل ارض سے جو اس زمانے مین تھے برابر پڑتی تھی یہ احوال دیکھکر فرشتون کو تعجب ہوا اور ملک الموت نے مشتاق ملاقات ہوکر جناب الٰہی مین درخواست زیارت گذرانی بعد منظوری درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادریسؑ کی مصاحبت مین رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادریسؑ نے کھانے کو پوچھا انھون نے انکار کی تب حضرت ادریسؑ نے ان سے پوچھا تم کون ہو بولے مین ملک الموت ہون قابض ارواح تمہارا مشتاق ہوکر بحکم الٰہی آیا ہون حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مین قبض روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہون چنانچہ حضرت ملک الموت نے بحکم الٰہی قبض روح فرمائی اور پھر بحکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادریسؑ نے کہا کہ ذائقہ موت سے پیش از موت آگاہ ہوگیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب مین دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہون تو حضرت ملک الموت اپنے پرون پر اٹھاکر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلواکر طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادریس طبقات دوزخ کے دیکھنے سے بیہوش ہوگئے اور ملک الموت نے گود مین لیکر کہا یہ کیفیت تم نے اپنی درخواست سے حاصل کی ہے مین مجبور ہون جب ہوش آیا تو کہنے لگے اب بہشت کی سیر کیا چاہتا ہون سو ملک الموت نے اپنے پرون پر بٹھلایا اور باغ بہشت مین لے گئے حضرت ادریس باغ بہشت کو خوش فضا دیکھکر کہنے لگے اب مین یہان سے نہ جاؤنگا ملک الموت نے مکرر کہا کہ زیادہ توقف کی اجازت نہین ہے مگر حضرت ادریس نے کسیطرح نہ مانا جب حجت وتکرار فیمابین حد سے گذری تو حضرت حق نے ایک اور فرشتہ بطور حکم بھیجا اُسنے ملک الموت کا دعویٰ سنکر حضرت ادریس سے جواب لیا آنجناب نے فرمایا کہ خداوند مالک جنت فرماتے ہین کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے اور مین موت کا مزہ

چکھ چکا ہون اور بھی اللہ نے فرمایا ہی وان منکم الا واردہا یعنی نہین ہی کوئی تم سے مگر گذرنے والا
دوزخ کا سومین دوزخ پر گذر چکا ہون وراے اسکے وماہم منہا بمخرجین اہل جنت کی شان ہی یعنی
نہین ہین وہ لوگ بہشت سے نکلنے والے یعنی جب آدمی بہشت مین گیا تو ہمیشہ رہا کبھی نہ نکلیگا
سومین بہشت مین داخل ہو چکا ہون اب تو واللہ مین بہشت سے نہ نکلونگا جب تک مالک بہشت
مجھے نہ نکالے اسی وقت آواز آئی کہ اس سے تعرض کرنا نچاہیے باذنی دخل وباذنی یخرج اہل تفسیر
کہتے ہین کہ رفعناہ مکانا علیا کے یہ معنے ہین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ چار نبی زندہ ہین
ادریسؑ وعیسیٰ آسمان پر وخضر والیاسؑ زمین پر اور کل مرینگے مگر ادریسؑ کہ انکو بعد موت
مخلوقات کے ایک نوع کی دہشت لاحق ہوگی سو داخل کیے جاینگے اموات مین حالانکہ زندہ
ہونگے کذا فی مراۃ الزمان واخبار الدول بعض اہل سیر نے لکھا ہی کہ جب خالق لایزال فرماینگے
لمن الملک الیوم تو حضرت ادریس جواب دینگے للہ الواحد القہار اور معجزہ حضرت ادریس کا یہ تہا کہ
ہوا مین فرشتون کو اڑتے ہوے آنکھون سے دیکھتے تھے اور جب ابر کو پکارتے تو وہ جواب
دیتا تہا کہ سب لوگ سنتے تھے اور اکثر اوقات ابر سے باتین کرتے تھے اور عجائب الدنیا مین ہی
کہ ادریس کو مثلث کہا کرتے تھے اسواسطے کہ نبی وملک وحکیم تھے اور کتاب سر الملکوت انکے
پاس تھی یہ کتاب عزرائیل سے حضرت آدمؑ کو دی تھی اور بعد شیثؑ کے سواے ادریسؑ کے
کسی نے نہین کھولی ہمیشہ مختوم رہا کی فائدہ بعض تفسیرون مین ہی کہ رفعت مکان سے
جو کریمہ رفعناہ مکانا علیا مین ہی مراد علو مرتبہ وشان دنیا کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ عروج
بطور معراج تہا اور بعد ادراک احوال افلاک وخواص اشیا وطبائع کواکب پھر زمین پر تشریف فرما
ہوے اور فتح الباری مین لکہا ہی کہ کعب احبار نے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ ادریس کا
دوست ایک فرشتہ تہا اسنے بدرخواست ادریس چوتھے آسمان پر پہونچایا وہان ملک الموت
سے اس سے پوچھا ادریس کی عمر کس قدر باقی ہی ملک الموت نے کہا ان ہذا لشئ عجیب مجکو
حکم اسکی قبض روح کا ہی مگر جملہ روایات ضعیف ہین رفع ادریس مین کچھ شک نہین اور اسکے
زندہ ہونے مین ہرگز شبہہ نہین ہی اخبار الدول مین ہی کہ حضرت ادریس اول بنی آدم ہین
جنکو مخالطہ ملائکہ وارواح مجردہ ومعراج انسلاخ بشریۃ حاصل ہوئی ہی اور کبھی آسمان چہارم
عبادت خدا کرتے ہین اور کبھی نعماے بہشت سے مشغول رہتے ہین تنبیہ اقوال انکے
کلیات نصائح کے ہین ازانجملہ فرماتے تھے کہ شریرون سے صحبت نرکھو و بدخواہون سے پرہیز کرو

و حلف دروغ سے بچو راستی پر اعتماد کرو و مغروری و خود نمائی سے دور رہو و حتی المقدور لفظ نہین کا
زبان پر نہ لاؤ نعم و بلے اختیار کرو اور جھوٹی قسم نہ لو اور شرع و حکمت کے دوست بنو اور اپنے نفس کو
آداب پسندیدہ سے آراستہ رکھو اور کامون مین جلدی نکرو بالخصوص اشرار کے سزا دینے مین
اور حیا و خداپرستی و توبہ اپنا وتیرہ کرو اور خواہش اپنی نیک کامون مین صرف کرو اور سب
لوگون سے جہان تک ہوسکے باحسان پیش آؤ اور حیات کو تحصیل علم و ہنر مین صرف کیا کرو اور وضع
منافقانہ نرکھو جس سے ملو ظاہر و باطن سے یکسان ملو اور قول و فعل اپنا مطابق رکھو اور اپنے بزرگون کی
اطاعت اختیار کرو اگر خلاف دین و ایمان نہو اور سلطان عہد کے فرمان بردار و مطیع رہو اور دانشمندون سے
مشورہ کیا کرو اور ہزل و ظرافت بے محل نہ کیا کرو اور عیب دار کو ملامت نہ کیا کرو اور اسکو ہنسی مین
نہ ڈالو بلکہ اس سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے پناہ مانگو کہ وہ عیب تم مین کبھی نہ ہو جاے
کیونکہ بشریت مین تم اور وہ یکسان ہو اور جب کسی شخص کو کسی مرض مین مبتلا دیکھو تو اسکے
صحت کی دعا کرو اور جب امور دینیہ مین کچھ بحث واقع ہو تو سخت کلامی نکرو اور جب کسی
محفل مین بیٹھو تو خاموش رہو بے ضرورت نہ بولو اور جو کام نیک پیش آئے اسکو جلد کر ڈالو
کہ شاید زمانہ فرصت نہ دے اور اولاد کو جوانی سے پہلے علم و حکمت کی تعلیم مین مشغول کرو
اور عبادت کا صلہ رضاے الٰہی چاہو یعنے بخوف دوزخ و امید جنت عبادت نکرو اور نماز
و دعا مین بدل حاضر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو اور غمزدون کی غمخواری اور مسافرون کی مہمانی
کیا کرو اور مال کو قیدیون کی رہائی اور بیمارون کے تداوی مین اکثر صرف کیا کرو اور بھوکونکو
کھلاؤ اور پیاسون کو پانی دو اور ماتم زدون کی تعزیت کرو اور مصیبت پر ثابت قدم رہو
اور دوست کو اول آزمایش کرو تب اسپر اطمینان و اعتماد کرو اور حالت غضب و غصہ مین
بیہودہ گفتگو نہ کیا کرو از انجملہ حضرت ادریس نے فرمایا ہی کہ بادشاہ نیک وہ ہی جسکے عہد
سلطنت مین شریرون کو نیکی کی ہدایت کیجاے اور بدتر وہ ہی جسکے عہد مین شر و فساد کا
رواج ہو اور کریم وہ شخص ہی جو کہ حالت تنگدستی مین کرم کرے اور حلیم وہ ہی جو حالت
غضب مین حلم کرے یہان تک کہ دشمن سے بھی انتقام نہ چاہے اور بڑا ماتم زدہ وہ ہی
جسکو حکمت نہ آتی ہو از انجملہ فرماتے ہین کہ جس کسی نے اپنے نفس کو مطیع و فرمان بردار
کرلیا پھر وہ محتاج اور کسی کی اطاعت کا نہین رہا اور بھی فرمایا کہ جو آدمی ایسی باتین
کرے کہ اسکے کام کی نہ ہون یعنے نہ اس سے دنیا کی منفعت نہ دین کی تو اوسنے

کارآمدنی چیز فوت کی از انجملہ فرماتے ہین کہ بہترین دوست وہ ہی جو دوست کی تقصیران کو
فراموش کرے اور اُس شخص سے خبردار رہنا چاہیے جو کسی شخص کی تعریف و توصیف خلاف
واقع کرتا ہو کیونکہ وہ آخر کسی وقت ایسی مذمت و بدی کریگا جو اُسمین نہین ہی از انجملہ
فرماتے ہین کہ بادشاہ کو لائق ہی کہ خلق و رعایا پر ایسے شخص کو حاکم و متولی کرے جو مفت
شفقت رکھتا ہو اور جس مقام مین کہ حاکم عادل و طبیب حاذق و بازار معمور جسمین چشمہ
و آب روان نہ ہو اُسمین سکونت اختیار کرنا چاہیے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جاہل آدمی کے پاس
مال کا ہونا ایسا ہی ہی جیسا مزبلہ مین سبزہ اور کاذبون کی مصاحبت ایسی ہی جیسے سراب بے حقیقت
روایت ہی کہ حضرت ادریس کے وقت مین آمون نام ایک بادشاہ تھا اُسنے حضرت سے
التماس کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خالق لایزال کی پرستش کر اور اپنے
نفس کو پاکیزہ رکھ اور بے ایمانون سے جہاد کیا کر اور غیر کے مال کی خواہش دل مین نہ رکھ
اور خوب یاد رکھ کہ ملک بے رعایا آباد نہین رہتا پس رعیت پر احسان کیا کر اور اُنکے حال سے
غافل نہ رہا کر ہمیشہ اُنکی خبرگیری کیا کر اور تجھپر واجب و لازم ہی کہ دنیا کے کامون پر آخرت کا
کام مقدم کر اور جب کسی دشمن سے لڑائی پیش آئے تو ہر کام مین تدبیر کو ہاتھ سے نہ دے
اور لازم ہی کہ حالت لڑائی مین بھاگنے سے احتیاط رکھ کیونکہ فرار مین بھی وہی اندیشہ رہتا ہی
جو لڑتے مین ہی بلکہ نامردی کا سبب اور علاوہ ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ دشمن کی خبر لانے کو
جاسوس مقرر کر مگر اُنکا معتمد ہونا ضرور ہی اور واجب ہی کہ مکر و حیلہ سے اجتناب رکھ نقصان
اُسکا تجھی پر عائد ہوتا ہی اور جب کوئی حکم لکھوا کر جاری کرنا منظور ہو تو اول خوب غور کر لے
کہ وہ حکم لائق اجرا ہی یا نہین اگر ہو تو لکھوا کر جاری کر دو مگر اُس حکم کو اول سے آخر تک بخوبی
پڑھ لے لکھنے والے پر اعتماد کلی نہ رکھ کہ اسمین خطا پائیگا اور تجکو چاہیے کہ اہل فلاحت زراعت
غفلت نکر کیونکہ آبادی زمین کی سبب ہوشیاری نہین ہوتی ہی اور اسی کی آبادی سے
لشکر کی کثرت ہوتی ہی اور اسی سے خزانہ جمع ہوتا ہی اور بادشاہی قرار پاتی ہی گویا کہ یہ
نسخہ کیمیا ہی از انجملہ حضرت فرماتے ہین کہ تمامی حسنات سے تین باتین احسن ہین ایک
راستی بحالت غضب دوسرے بخشش بوقت تنگدستی تیسرے عفو باوصف قدرت انتقام ایسے
اقوال حکمت آمیز سے حکماے یونان حضرت ادریس کو اوریاے اول یا ثانی کہتے ہین
اخبار الدول مین ہی کہ اول رسم عمارت و آبادی و قصبات و قریات و بلدان انھین نے

جاری فرمائی اور قواعد سیاست مدن انہین نے منضبط فرمائے چنانچہ ہر فرقے نے اپنی زمین میں قصبے وشہر آباد کیے چنانچہ ایک سو اسی مدینے آباد ہو گئے اور بعض تواریخ مین دیکھا گیا ہو کہ سو شہر خود حضرت ادریس نے آباد فرمائے انہین سے چھوٹا شہر مدینہ زہا رتھا کہ ہلاکو خان کے وقت مین ویران ہوا روایت ہو کہ گنبد ہرمان جو اطراف مصر مین مشہور ہین حضرت ادریس نے بنوائے تھے اور انہین یہ کام کیا ہو کہ تمام صنعتون کی تصویرین اور انکے آلات کی تصویرین کھچوائی ہین تاکہ بوقت ذہول وفراموشی انہین دیکھ لین اسی کا ذکر کتب تواریخ مین ہو کہ بنی الہرمان ثمان الف سنۃ فی السرطان اخبار الدول مین ہو کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر گئے ہین تو عمر انکی تین سو بیاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک تین سو پچاس برس کی اور باپ حضرت ادریس کے بعد الارتفاع پانسو برس اس عالم مین رہے اور حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی فرماتے ہین کہ جب حضرت ادریس آسمان پر گئے ہین تو سنہ ایک ہزار چار سو چونسٹھ ہبوطی سے اور عمر انکی چار سو پانچ برس کی تھی اور بعض کہتے ہین کہ آٹھ سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہین اور بعض کہتے ہین کہ تین سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تواریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ جب عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی پینسٹھ برس کی ہوئی تو انہون نے مساۃ بروخام سے نکاح کیا انسے متوشلخ کہ بلسان عرب بمعنی منشرح ہو پیدا ہوے اور اسوقت عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی تین سو برس کی تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بحکم الٰہی قبل از رفع آسمان انکو اپنا ولی عہد وخلیفہ کر دیا تھا اور اول عالم مین انہین نے گھوڑے پر سواری کی تھی اور نو سو بیاسی برس اس عالم مین رہے اور ایلول مین وفات پائی روایت ہو کہ جب متوشلخ ایک سو ستر برس کے ہوے تو انہون نے مساۃ عربا سے نکاح کیا کہ ان سے لمک جنکو لامک بھی کہتے ہین پیدا ہوے اور انکے وقت مین اولاد قابیل کے اشرار و جبابرہ بکثرت ظاہر ہوے لمک کی عمر آٹھ سو برس کی ہوئی اور جب ایک سو ستاسی برس کے ہوے تو حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوے ابو المعز بلخی نے اپنی کتاب مین لکھا ہو کہ ہرامسہ بہت ہین لیکن افضل واعلم تین شخص ہین اول ہرمس الہرامسہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کہ انکو اہل فارس نبیرۂ کیومرث قرار دیتے ہین دوسرا شخص ہرمس بابلی ہو کہ اسنے بعد وقوع طوفان حضرت شیخ الانبیاء

نوح علیہ السلام کے شہر بابل کو ازسر نو آباد کیا اور جو علوم و فنون کہ مندرس ہوگئے تھے
پھر اُسنے ازسر نو جاری کیے اور خود مدینہ کلدائین مین مقیم ہوا اِس سبب سے وہ مقام
مدینہ فلاسفہ کہلایا فیثا غورث اُسی کا شاگرد ہی تیسرا ہرمس مصری کہ فن طبابت
وکیمیا مین بیعدیل تھا حکیم اسقلیوس اُسکا شاگرد تھا فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی خبر
حضرت ادریس علیہ السلام نے یون دی ہی کہ خدا آویگا فرشتون کے ساتھ تو سب آسیون کی
حکومت کرے اور منافقون کو زجر و توبیخ کرے بسبب اعمال نفاق کے اور خطا کارون کو
بسبب اقوال درشت کے انتہی اِس قول کو یہودا حواری نے اپنے مکتوب کے باب
چہاردہم مین اور نصاری اِسکو حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت پر دلیل گردانتے ہین
حالانکہ یہ قول کسی طرح اُنپر صادق نہین آتا کیونکہ منصوص اِس قول کا تیغ زن اور قہرمان
اور موبخ اور مخوف اور رہبر دو چاہیے سو یہ صفات حضرت عیسی علیہ السلام مین بالاتفاق
اصلا نہ تھے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جملہ صفات مذکورہ موجود کمال کے
ساتھ تھے اور نبی الملاحم آپ کا نام تھا کما قال انا رسول اللہ بالسیف اور خدا کے
آنے سے خدا کا جلال مراد ہی یعنے مضاف محذوف ہی اور حذف مضاف عند
وجود القرینہ جمیع السنہ مین شائع اور ذائع ہی اور اکثر نصاری اِس قول کو باینہمہ تاویل
حضرت عیسی علیہ السلام پر حمل کرین تو چاہیے کہ جتنے نبی ابتدا سے آج تک تیغ زن
اور رہبر دو گذرے ہین اُنکی خدائی کے قائل ہون حالانکہ اِسکے قائل نہین ہین پس
حضرت عیسی علیہ السلام پر صادق نہین آتا قصۂ ہاروت و ماروت یہ قصہ متعلقات
احوال حضرت ادریس علیہ السلام سے ہی کیونکہ یہ واردات انہین کے زمانہ مین ہوئی ہی
لہذا اِس مقام پر بیان اسکا ضرور ہوا پوشیدہ نرہے کہ ابن جریر و ابن حاتم و حاکم وغیرہ
مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضی
شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ جب اعمال بد اولاد آدم علیہ السلام کے
آسمان پر جانے لگے تو ملکوت السموات مین قیل و قال شروع ہوا اہانت و تحقیر انکی
ہر ایک کے زبان زد ہوئی خواہ یون ہوا کہ جب قابیل نے ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا
تو معترضان ملکوت جو کہ میدان تصلف مین لاف اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدما
مار چکے تھے دلیری کرکے بولے کہ یہ قوم خاکی اپنی بیبا کی سے فرمانبرداری مین تقصیر کرکی

قصہ ہاروت و ماروت

اور حکم الٰہی سبحانہ لائیگی بہرہ و تقریر و تقدیر جناب مالک الملک خالق کبریا سے ارشاد ہوا کہ
اے غرہ شدگان زوایاے عبادت و اے باریافتگان درگاہ جلالت اپنی طہارت اور
عصمت پر فریفتہ اور عزت اور کرامت پر شیفتہ نہ ہو اور زبان ملامت گنہگاران بنی آدم پر
مت کھولو اور کلمات بد اُنکی نسبت زبان پر نہ لاؤ نہیں جانتے کہ اگر ایک شمہ بھی شہوات
نفسانی اور تعلقات جسمانی کا جو کہ بنی آدم مین رکھا گیا ہے اگر تم مین ہوتا تو تم بدتر
اُس سے کرتے تب فرشتون نے کہا معاذ اللہ اے رب اعتقاد ہمارا ہے کہ ہم با وجود قواے
شہوانیہ اور غضبیہ کے بھی خلاف نکرین ارشاد ہوا کہ تم لوگ اپنے گروہ سے ایک کسی کو
منتخب کرو تو حقیقت کار دکھاؤن سو فرشتون نے عزرا و عزایا اور عزرائیل کو تجویز کیا
اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ اُنکو عطا کی اور فرمایا تم زمین پر جا کر فرمان روائی کرو مگر شرک
اور قتل اور زنا اور شرب خمر سے بچنا اور فیصلہ مقدمات بانصاف کرنا اور جب شام ہو جاے
تو اسم اعظم جو تمکو سکھلایا جاتا ہے پڑھ کر آسمان پر اپنی جگہ اور مقام پر حاضر ہوتا اور دوسرے
دن پھر صبح کو بدستور زمین پر جانا فائدہ اس مقام پر تحقیق اسم اعظم کی جو اہل تحقیق نے
فرمائی ہے لکھنا ضرور ہے پس واضح ہو کہ حضرت نجم الدین کبری فرماتے ہین کہ اسم اعظم لفظ اللہ
ہے اسلیے کہ مومن کافر مشرک موحد سب کی زبان پر یہ اسم دائر ہے مومنین اور موحدین کہتے ہین
کہ امرنا اللہ اور مشرکین کافرین کہتے ہین خلقنا اللہ قال اللہ تعالی لئن سألتهم من خلقهم
ليقولن الله یعنی اگر تو پوچھے اُنکو کس نے پیدا کیا تمکو تو کہینگے اللہ نے مومنین کو اعتقاد ہے
کہ انبیا علیہم السلام اللہ پاس ہماری شفاعت کرینگے کافرون کو اعتقاد ہے کہ اشقیا و اصنام کو
اللہ پاس ہم حمایت لاوینگے قال اللہ تعالی يقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله یعنی کہتے ہین
یہ ہمارے سفارشی ہین اللہ پاس بحر العلوم مین ہے کہ ہذا ہو الحق الصریح اسواسطے کہ یہ
اسم ذات ہے اور اسماء اسم صفات ہین اور ذات اشرف صفت سے ہے اگر یہ اسم اعظم
نہ ہوتا تو اللہ رحیم اپنے حبیب کریم کو اثبات وحدانیت اور نفی الٰہیۃ مین اُسکو تعلیم نہ فرماتا
کہ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ و قل اللہ ثم ذرہم یعنی تو جان رکھ کہ بندگی کسی کی نہین سوا
اللہ کے اور تو کہہ اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے اُنکو و معہذا ایمان کی صحت مین کیون
دخل ہوتا اور جملہ اسما کی طرح یہ اسم غیرون پر کسواسطے بولا نجاتا اور دعا اور ندا مین
کسطرح مقدم آتا قال اللہ تعالی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن یعنی کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو

وقال علیہ السلام احب الاسمار الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن اور حضرت امام زین العابدینؑ
فرماتے ہین کہ مین ہر نماز کے بعد دعا مین کہتا تھا کہ الٰہی مجکو اسم اعظم کی تعلیم فرما ناگاہ ایک دن
نماز فجر کے بعد آنکھ لگی دیکھتا ہون کہ ایک مرد باعزت و وقار نے مجھسے کہا کہ لے تیری دعا قبول ہوئی
اب تو پڑھا کر اللھم انی اسالک باسمک اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم
جناب امام فرماتے ہین کہ قسم بخدا پھر جو دعا مین درخواست کرتا تھا وہ ملتا تھا اور علامہ قونوی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسماء اللہ کلہا اعظم لیکن اسم اعظم کے وجود مین شک نہین ہاں اُسکے
تعین مین اختلاف ہی بعضے ہو الحی القیوم کہتے ہین اور کوئی یا بدیع السموات والارض
فرماتے ہین اور بعضے یا ذا الجلال و الاکرام خواہ یا قریبا غیر بعید یا یا حنان یا منان یا مجیب
دعوۃ المضطرین خواہ یا صمد اور بعضے ہو الاول ہو الآخر یا الم یا کہیعص اور بعض بسم نعدین
مضمر بتلاتے ہین اور اکثر اہل تحقیق کا اتفاق ہی کہ یہی اسم اعظم ہی اور تفاسیر معتبرہ مین بھی
مرقوم ہی کہ لفظ رب کا اسم اعظم ہی تفسیر تبیر مین حضرت خضرؑ سے منقول ہی کہ جس اسم سے اللہ کو
سارا جہان پکارے وہی اسم اعظم ہی قرطبی وغیرہ مین ہی کہ الحق بیشتر اسی اسم سے مخلوقات نے خالق
کائنات کو پکارا ہی حملۂ عرش نے ندا کی ربنا وسعت کل شئی رحمۃ و علما آدمؑ نے دعا کی ربنا ظلمنا
اور نوحؑ نے رب لاتذر علی الارض ابراہیمؑ نے رب اجعل ہذا البلد امنا یوسفؑ نے رب آتیتنی
الی شعیب علیہ السلام نے ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق حضرت صالحؑ نے ربنا ہب لنا من
ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین حضرت ایوبؑ نے و ایوب اذ نادی ربہ حضرت یونسؑ نے رب
انی ظلمت نفسی حضرت سلیمانؑ نے رب اغفرلی وہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی حضرت
زکریاؑ نے رب انی وہن العظم منی حضرت عیسیٰؑ نے ربنا انزل علینا مائدہ ہمارے حضرت شفیع الامۃ
محمد مصطفیٰ صلعم نے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا اور اصحاب کہف نے ربنا آتنا من لدنک
رحمۃ فرزندان صالح رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا حواریون نے ربنا آمنا بما انزلت مادر مریم نے
رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا آسیہ امراۃ فرعون نے رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ بلقیس نے
رب انی ظلمت نفسی و اسلمت اور ہمارے حضرت کے اصحاب باصفا نے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ اور
تابعین نے ربنا اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان مومنین نے ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی
للایمان اہل علم نے ربنا ما خلقت ہذا باطلا اور شیطان نے رب انظرنی الی یوم یبعثون اہل حج
ایماندار اور صلحا حسب درجات اور مواعید لطف و برکات کو چاہینگے عرض کرینگے ربنا اتمم لنا نورنا

ربنا آتنا ما وعدتنا اور کفار اور اشقیا جب درکات سے نجات چاہینگے ہاتھ اٹھائینگے دعا کو ربنا اخرجنا منہا ربنا غلبت علینا شقوتنا اس سے معلوم ہوا کہ ہر کسی کی دعا اور ندا اسی اسم کے ساتھ ہی اور معہذا وعدہ بشارت اور قبولیت کے ساتھ بھی اسم مخصوص ہی کما قال اللہ تعالی ادعو ربکم تضرعا وخیفۃ وربکم ادعونی استجب لکم فاستجاب لہم ربہم فائدہ اول ہمنے بیان کیا کہ بالاتفاق اللہ کا لفظ اسم اعظم ہی اور یہان ظاہر ہوا کہ رب کا لفظ اسم اعظم ہی سو اِن دونون بات مین منافات نہین اسواسطے کہ محققین کے نزدیک اسماء ربانیہ ذات موجودات کی نسبت دو قسم ہین اعیان ثابتہ وحقائق علمیہ کے اعتبار سے اسماء الوہیت کہلاتے ہین جیسے قادر مرید اِن مین اصل اسم اللہ ہی اور اکوان خارجیہ وحقائق کونیہ کے امتیاز سے اسماء ربوبیت کہلاتے ہین جیسے رزاق حفیظ اِن نامون مین اصل اسم رب ہی پس یہ دونون اسم اِن دونون حیثیتون سے اسم اعظم ہین پس جس طرح اسم اللہ اسمائے الوہیت کا مرجع ہی ویسا ہی اسم رب اسماے ربوبیت کا مرجع ہی اگرچہ اسم اللہ کہ رب الارباب ہی اسکے تحت تربیت مین سائر موجودات واقع ہی لیکن ہر جنس اور ہر نوع اور ہر شخص کے لیے مطلق ربوبیت سے ایک حصہ خاص ہی کہ وہ انکا مربی اور مقوم ہی اِسی واسطے قرطبی مین ہی کہ اسم رب مین ایک خصوصیت خاصہ بین الرب والمربوب مفہوم ہوتی ہی کہ وہ خصوصیت رب کی جانب سے رافت اور رحمت پر شامل ہی علی الاتصال اور مربوب کی جانب سے فقر اور احتیاج کو کیوف اور حال مین تناول ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ یہ تینون فرشتے مکتب افلاک سے مرکز خاک پر نازل ہوے اور بنی آدم مین مختلط ہوکے دن بھر مسند حکومت پر فصل خصومات کرتے اور شب کو بقوت اسم اعظم آسمان پر اپنے صوامع عبادت مین بسر کرتے یہان تک کہ ایک مہینا اِس حال پر گذرا اور عدل اور انصاف انکا شہرۂ آفاق ہوا عزائیل نے اختلاط بنی آدم سے اپنی حقیقت ملکیہ مین فی الجملہ تغیر پایا اور سمجھا کہ نتیجہ اسکا بہتر نہین ہی پس درگاہ الٰہی مین بزاری اور نیاز کہنے لگا ؎ الٰہی ظلم کردم بر تنِ خویش * درین غم خجلتے دارم ز حد بیش * رہائی دہ ز زندان غرورم * بسہر با عرصۂ دار السرورم * حضرت ربانی نے گریہ اور زاری اُسکا قبول فرمایا اور طبیعت آدمی کی اُس سے زائل کی کہ اپنی جگہ پر جاکر سجدۂ شکر مین گرا اور چالیس برس سجدے مین پڑا رہا اور عزا اور عزایا بدستور حکومت رانی زمین پر

مشغول رہے یہان تک کہ صیاد قضا نے دام بلا مین مبتلا کیا ب اول کہ بے پر
بال و پر بکشادیم * گفتیم کہ از قید بلا آزادیم * صیاد ازل کرشمۂ کرد بما * مانیز چو دیگران
بدام افتادیم * روایت ہی کہ ایک روز بنا سے استعمال رفع مہمات اور فصل خصومات مین
ایک عورت زہرہ نام اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ
ملکہ اہل فارس ملقب بہ بیدخت تھی اور بعضے کہتے ہین ستارۂ زہرہ تھا کہ بصورت
ایک عورت کے متمثل ہوکے امتحان کے واسطے آیا بالجملہ ایک عورت جمیلہ بحسن تدبیر
و لطف تقریر آراستہ اور زیور حسن و جمال سے پیراستہ ہوکے مجلس عام مین آئی
اور اپنے شوہر پر دادخواہ ہوئی ب ازین عابد فریبی دل ربائی * ازین زاہد کشی
شوخی بلائی * نہال نوبر از باغ جوانی * لبے خوشتر ز آب زندگانی * ملاحت را جنسش
رنگ بر رو ے * حلاوت را ز لعلش آب در جو ے * معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اسکی
شیرین بیانی اور حسن کلامی نے دونون فرشتون کو بیتاب کردیا کہ دل ہاتھ سے
جاتا رہا ب بدانگونہ عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن * خوب روے کا نچنین
باشد بلا سے جان بود ب یکے را پا ے در گل ماندہ از عشق * دگر را دست بر دل ماندہ
از عشق * القصہ دونون نے باتفاق اسکے مقدمہ کو تاخیر مین ڈالدیا جب مجلس عام
خلوت ہوگئی مافی الضمیر اپنا ایک نے دوسرے سے کہا دونون کو معلوم ہوا کہ آتش
عشق مین حریق اور دریاے شوق مین غریق ہین ب نیست یکساعت دل ما خالی
از سوداے عشق * تا چہ آرد بر سر ما عاقبت غوغاے عشق * دوسرے دن وہ حسینہ
دلبر پھر آئی کہ دونون نے اسکو خلوت مین طلب کرکے راز نہفتہ اپنا بمقتضاے ع
عاشق روے تو ایم از تو چہ پنہان داریم * بلا تکلف آشکارا کیا اُسنے بکرشمۂ خوبی و غنج و
دلال محبوبی جواب دیا کہ تم مجھ سے دین مین مختلف ہو اور باوجود تخالف مذہب یہ معاملہ
نہین ہوتا ہی قطع نظر اس سے شوہر میرا نہایت غیور ہی اگر وہ سنیگا کہ مین تمہارے ساتھ
نشست و برخاست کرتی ہون تو بیشک مجھکو مار ڈالیگا پس اگر تمکو طواف کعبہ مجاورت
میری کا منظور ہی تو میرے بت کو کہ قبلۂ پرستش میرا ہی سجدہ کرو اور جو سرچشمۂ وصال سے
سیراب ہوا چاہتے ہو تو میرے خصم کو کہ اُسکے خار آزار سے دل پر خون رکھتی ہون قتل کرو
فرشتون نے کہا معاذ اللہ عبادت غیر حق گناہ عظیم ہی اور قتل ناحق فعل شنیع ہم سے یہ دونون

امر نہو سکا ن سگے ناچار وہ معشوقہ دلربا یون طعنہ کرکے چپ ہوئی ہے گر تھین تھا تصور انجام
کیون ث عشق کو کیا بدنام ✤ چونکہ اسکے دل مین قلق الفت اور اضطراب محبت غالب ہوگیا تھا
دوسر ے دن اسکو پیغام بھیجا ہے گذشتی برمزارم شورشے انداختی رفتی ✤ کف خاک مرا
صحرا ے محشر ساختی رفتی ✤ گرفتی شیشۂ دل را شکستی تاختی رفتی ✤ صدا ہا می شنیدم
جابجا را ختی رفتی ✤ اور کہا ہم ناچار تیرے گھر مین مہمان ہونگے ہے بخانہ اش روم وا ین کنم
بہانہ بہ بتش ✤ کہ مست بودم و کردم خیال خانہ خویش ✤ اوسنے کہلا بھیجا بے تکلف تشریف
لائیے مین راضی ہون اور اپنے مکان خلوت کو آراستہ اور خود بنفاست زیور و لباس
سے آراستہ ہوکر بیٹھی اور حسب عادت دو چار شیشے شراب کے سامنے رکھکے مستعد
قریب ہوئی جب یہ دونون دل تفتہ از خود رفتہ مکان معشوقہ مین پہونچے تو یہ کہا ہے میسر کے
شود وصل تو اے آرام جان مارا ✤ کہ از خویشان ترا بیم است و از بیگانگان مارا ✤ اور از بسکہ
آتش شوق سے سوزان اور طپش عشق سے پریشان تھے وقت خلوت غنیمت جانکر
کہنے لگے ہے بیا اے جان بنشینیم با تو ✤ کہ فردا من کجا باشم کجا تو ✤ ندانم با تو کے گردد ملاقات
زمانہ من ترا بینم مرا تو ✤ اسنے کہا کہ مین چار چیزون مین تمکو اختیار دیتی ہون یا تو میرے بت کو
سجدہ کیا یا میرے شوہر کو قتل کرو یا مجھکو اسم اعظم تعلیم کر دیا ایک قدح شراب نوش فرماؤ
ان دونون نے باہم مشورہ کیا کہ شرک و قتل نفس گناہ شدید ہے اسکو کرنا نچاہیے اور اسم اعظم
سر الٰہی ہے اسکو بتلانا نچاہیے مگر شراب پینا گناہ سہل ہے لا باس بہ ہے آن تلخ وش کہ صوفی
ام الخبائث خواند ✤ اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذارا ✤ اور یہ نہ سمجھے کہ خمر مجمع الفساد ات اور
ام الخبائث ہے ہے کس بہشیاری نگردیت پرست ✤ پیش بت مصحف بسوزد مرد مست
غرض نہ بزم عیش مین بیٹھکر جام می نوش فرمایا اور محتسب عدل کو فراموش کیا اور
حسب حال اونکے زبان حال بنی آدم یون مترنم ہوئی ہے کل شیخ بن کے مجتہد عصر
سا تو نیا ہ دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا ✤ کہنے لگا ز راہ تجسس مجھے بطنز ✤ معلوم
ہوگا حشر مین پینا شراب کا ✤ مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا ✤ پر کیا کرون
کہ ہوا ہی عالم شباب کا ✤ تقصیر ہو معاف تو ایک عرض مین کرون ✤ گر آپ مجھکو بھیجے
نہ مورد عتاب کا ✤ تقوی ہمارے آگے ہو تب آپکا درست ✤ اور تب یقین ہو آپکے پاس
اجتناب کا ✤ مے ہو و کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش ✤ اور کوئی وان مخل نہو باعث

حجاب کا ÷ گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیچیا ÷ یہ ریش جسپر جلوہ ہی رنگ خضاب کا
کھینچ اسکو اور منھ سے ملا کر کے اپنا منھ ÷ دی ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا ÷ منت
سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیجے ÷ گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا ÷ اسوقت مین سلام
کرون قبلہ آپکو ÷ گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا ÷ اور امتحان بغیر تو یہ آپکا غلام ÷
قائل نہین ہی قبلہ کسی شیخ و شاب کا ÷ الحاصل شراب پی کے دونون بیہوش ہوے ع
زبادہ چنان آتشے بر فروخت ÷ کہ می خوارگان را در ورخت سوخت ÷ بعد اسکے بت کو
سجدہ کیا اور اوسکے شوہر کو بھی مارا اور اسم اعظم بھی تعلیم کیا ع عشق ازین بسیار کردست و
کند ÷ سبحہ را زنار کردست و کند ÷ بعض روایات مین آیا ہی کہ وہ عورت اسم اعظم کو پڑھ کے
آسمان کو گئی اور حق تعالی نے اوسکی روح کو ستارہ زہرہ کی روح سے متصل کر دیا اور
بصورت زہرہ مسخ ہو گئی اور یہ دونون فرشتے اوسکے ساتھ نجا سکے اور اسم اعظم انکو بھول گیا
جب مستی شراب سے ہوش مین آئے تو ندامت سے افسوس کرنے لگے اور گویا کہنے لگے
ع گئے دونون جہان کے کام سے ہم ÷ نہ ادھر کے ہوے نہ اودھر کے ہوے ÷ نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم ÷ نہ ادھر کے ہوے نہ اودھر کے ہوے ÷ حق سبحانہ تعالی نے اس حال سے ملائکہ
آسمان کو مطلع کیا کہ یہ دونون فرشتے باوجود سے کہ میری تجلی سے غائب نہ تھے بلکہ شہود دائم انکو
نصیب تھا محض بغلبہ شہوت اس معصیت مین گرفتار ہوئے بنی آدم کہ میرے حضور
سے غائب ہین اور شہوت انکی طبیعت مین مخمر ہی اگر مصدر معاصی ہو جائین تو کیا عجب ہی
سب ملائکہ منفعل ہوے اور اوسوقت سے واسطے اہل زمین کے استغفار کرتے ہین
چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین والملائکۃ یسبحون بحمد ربہم ویستغفرون لمن فی الارض آخر کار
ان دونون فرشتون نے اپنا حال متغیر پایا اور زار زار روئے اور حضرت ادریس علیہ السلام
کی خدمت مین آئے اور حال زار اپنا بیان کر کے شفاعت کی درخواست کی حضرت
ادریس علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ جمعہ آئندہ مین تمہارے واسطے جناب باری مین التماس
کرونگا جب وہ جمعہ گذر گیا تب حضرت ادریس نے کہا کہ اس جمعہ کو دعا تمہارے حق مین
مقبول نہ ہوئی تامل کرو جمعہ آئندہ تک جب جمعہ دوسرا آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے
فرمایا کہ حق تعالی نے تمکو عذاب دنیا اور آخرت مین اختیار دیا ہی اگر چاہو عذاب دنیا اختیار کرو
اور اگر چاہو عذاب آخرت پر آمادہ رہو دنیا مین کچھ مواخذہ نہوگا تکملۃ القصص مین لکھا ہی کہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام بفرمان ربانی انکے پاس آئے اور خبر دی کہ نام تم دونون کا تغیر
ہوگیا یعنے عزا کا ہاروت اور عزایا کا ماروت ہوا اور تمکو اختیار ہی محنت اس جہان اور مشقت
اوس جہان مین اُنھون نے باہم مشورت کرکے باین خیال کہ عذاب دنیا فانی ہی اور عذاب
عقبیٰ باقی عذاب اس جہان کا اختیار کیا حق تعالی نے فرشتون کو حکم دیا کہ انکو زنجیرہاے آہنین مین
کس کے اور بدن کے بال باندھ کے چاہ بابل مین کہ آتش تیز سے شعلہ زن ہی اُلٹا لٹکا دو
اور ایک ایک فرشتہ نوبت بنوبت قیامت تک انکو تازیانہ آتشین سے مارتا رہے اور اُنپر تشنگی
باین مرتبہ غالب کی ہی کہ شدت عطش سے زبانین منھ سے باہر پڑی ہین اور طرفہ عذاب یہ ہی
کہ بمقدار ایک بالشت کے پانی سرد خوش گوار لبون کے مقابل رکھا ہی اور پینے نہین پاتے ہین
والعیاذ باللہ من غضب اللہ **فائدہ** واضح ہو کہ اس قصے کو تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور مسند
امام احمد مین بروایات متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعضے اونکے صحیح ہین اسیطرح بیان کیا ہی لیکن
متکلمین مفسرین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصے کی انکار کرتے ہین اسطرح سے
کہ نظم قرآنی مین کوئی بات ایسی کہ مشعر اس قصے پر ہو نہین پائی جاتی ہی پس ایسی روایتین کہ مخالف
اصول اور قواعد دین کے ہون قابل اعتبار کے نہین کسواسطے کہ اس قصے مین چند باتین
اصول عقائد کے خلاف ہین اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہین گناہ کبیرہ اُنسے صادر ہونا
منافی عصمت کے ہی دوسری یہ کہ اس عورت فاجرہ کو باوجود خباثت کے کسطرح ممکن ہوا کہ
بزور اسم اعظم آسمان پر چلی گئی کسواسطے کہ دعوت اسما کے واسطے بہت شرطین ہین عمدہ اونمین
تقویٰ اور طہارت بھی ہی تیسری یہ کہ مسخ اور تبدیل صورت گویا عقوبت ہی اور عقوبت تحقیر اور
اہانت کا سبب ہی اور ستارہ درخشندہ ہونا دلیل کمال عظمت اور بزرگی پر ہی چوتھی یہ کہ زہرہ
ایک ستارہ ہی مشہور کہ قبل از خلقت حضرت آدم مخلوق ہوا تھا اور اس قصے سے معلوم ہوتا ہی
کہ یہ ستارہ بعد از واقعے کے ہوا ہی پانچوین اس قصے مین فرشتون کی زبان سے نقل کیا ہی
کہ فرشتون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ ہم باوجود شہوت اور غضب کے گناہ نکرینگے
حالانکہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم مین بھی شہوت اور غضب ہوتا تو تم بھی معصیت مین
مبتلا ہوجاتے پس صریح تکذیب خدا لازم آتی ہی اور یہ فعل شنیع منافی ایمان کے ہی چہ جائے
ملکیت پس سبب نازل کرنے ان دونون فرشتون کا یہ تھا کہ علم سحر جو کہ علوم الٰہیہ سے ہی
نوع انسان مین باقی رہے اور انبیا علیہم السلام کی یہ شان نہین تھی کہ ایسے علوم سراسر

بیان انکار قصہ ہاروت و ماروت نسبت امام رازی و بیضاوی

ضرر کو کہ اس سے تاثیرات مخلوقات کا اعتقاد اور تاثیرات خالق سے غفلت ہو جاسے تبلیغ
فرماوین جیسے علوم فلسفہ اور طبیعیہ کہ ضرر اونکا نفع سے زیادہ ہے بیان نہین کرتے بلکہ دیدہ و
دانستہ اوس سے سکوت کرتے ہین اسواسطے کہ حقیقت نبوت دعوۃ الخلق الی الحق
ہوا اور یہ علوم اس غرض مین مخل ہوتے ہین پس ضرور ہوا کہ دونون فرشتون کو واسطے
تعلیم سحر کے نازل فرماوین اور تعلیم سحر مین کچھ قباحت نہین ہی اسواسطے کہ نہایت کار سحر کفر ہے
اور جو چیز مؤدی بکفر ہو تعلیم اوسکی مضایقہ نہین ہی مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر فلان ستارہ کی کوئی
پرستش کرے تو یہ اثر بخشیگا اور اگر فلان شیطان کی عبادت کرے تو یہ مطلب حاصل ہو جائیگا
اور دوسرا شخص اس کلام کو سنکے یہ کام کرے تو کفر یہ عبادت و اعتقاد ہی نہ کہ بیان کرنا اسکا
اور سحر کے فائدے بھی بہت ہین جیسے امتیاز کرنا معجزات انبیا اور کرامات اولیا اور سحر
جادوگرون مین اور اسیطرح فرق کرنا طلسمات اور نیرنجات اور شعبدون مین بھی اسی علم سے
حاصل ہوتا ہے بلکہ جو لوگ اس علم سے ناواقف ہین ایسی چیزون مین اصلا فرق نہین کرتے ہین
حتی کہ ساحر اور شعبدہ باز کو مثل انبیا اور اولیا کے جانتے ہین اور بعضے اعمال سحر کہ واسطے
ہلاک کرنے دشمن خدا اور الفت مرد و زن کے اور دفع کرنے شر ظالم کے ہین درحقیقت مستحسنات
شرعیہ مین داخل ہین اور یہ بھی ہی کہ جب کوئی شخص قواعد سحر کو جانکے محل ناپسند مین صرف
کرنے سے احتراز کرتا ہی تو مستحق ثواب ہوتا ہی کہ باوجود قدرت گناہ کے گناہ سے باز رہا اور یہ بھی ہے
کہ شہر بابل مین آدمیون کو سحر کا کمال شوق تھا کہ عجیب و غریب چیزین سحر سے استخراج کرتے تھے
اور اسی سبب سے کمال خود بینی اور غرور انکو پیدا ہوا تھا کہ خدا سے غافل ہو گئے تھے اس واسطے حکمت
الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ اوسوقت مین دقائق اس علم کے غیب سے بواسطہ ان دونون فرشتون کے
کھولے جائین تا کہ یہ لوگ بھی معلوم کرین کہ علم الٰہی سے کبھی مستغنی نہونا چاہیے چنانچہ آیۃ قرآنیہ
ماانزل علی الملکین دلیل صحیح ہی کہ یہ علم جناب الٰہی سے نازل ہوا ہی اور فرشتون کے حال
سے بھی خبر دی ہی وما یعلمان من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر یعنے وہ دونون فرشتے نہین
سکھلاتے ہین کسی کو یہان تک کہ کہدیتے ہین کہ ہم ہین آزمانے کو پس تو مت کافر ہو اور یہ نصیحت
اور وعظ دلیل ہی کہ یہ دونون فرشتے آپ سے تعلیم سحر نہین کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ منظور
محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع دونون تھے بالجملہ تمام متکلمین اسیطور سے گفتگو کرتے ہین لیکن
اگر تتبع روایات کہ اس باب مین وارد ہین کیا جاسے تو ثابت ہوتا ہی کہ اس قصے کی بھی اصل ہی

اسواسطے کہ جو کچھ اس باب مین بطریق موقوف یا مرفوع یا خبر یا اثر کے وارد ہوا ہی قدر مشترک
اوسکی متواتر ہی گو خصوصیات واقعہ مین کچھ اختلاف بھی ہو اور انکار قدر متواتر بہتر نہین ہی اور
جو کچھ کہ وجوہ مخالفت مین قواعد دینیہ سے متکلمین نے بیان کیا ہی بحسب ظاہر قابل تسلیم ہین
لیکن بنظر تعمق اوسمین توجیہ ہو سکتی ہی تا کہ انکار روایات اور تکذیب قصہ حضرت یوسف
اور حضرت داود علیہما السلام وغیرہ کی لازم نہ آوے مثلاً کہہ سکتے ہین کہ فرشتے گناہ سے
اوسیدم تک معصوم ہین کہ اپنی صفت ملکیت پر باقی رہین اور جب شہوت اور غضب
اونمین دونون ہوئین تو اوس صفت سے خارج ہوگئے پس مقتضاے ملکیت کہ عصمت
اور طہارت تھا منتفی ہوگیا اور ظاہر ہی کہ جب موثر بدلا اثر بھی بدل جائیگا اور وہ عورت اگرچہ
فاجرہ تھی لیکن اسم اعظم کا شوق رکھتی تھی الا اوسکے عوض مین فرشتون سے وعدہ یا قول
کیا تھا اس باعث سے اس فعل مین حسن اور قبح مخلوط ہوگئے تھے حسن نیت اور باعث و قبح
صورت عمل پس صورت مجازات مسخ ہوگئی اور بحسن نیت ستارہ سے متصل ہوگئی اور سر یہ ہی
کہ اوس عورت نے اپنے حسن و جمال کو وسیلہ قرب الٰہی گردانا تھا لیکن بیجا اور بے محل
پس اوسکو حسن اور جمال دایمی عنایت ہوا کہ روح اوسکی ستارہ زہرہ کی روح سے متصل
ہوئی اور صعود ارواح مین کچھ تعجب نہین ہی چنانچہ اچھے نیک مردون کی روح ساتون آسمان
سے گذر جاتی ہی اور ہر چند کہ صورت کوکبیہ کو نسبت اور مخلوقات کے شرافت اور بزرگی ہی
لیکن بہ نسبت صورت انسانیہ کے محقر ہی پس تعظیم بالنسبہ اور تحقیر بالنسبہ دونون متحقق ہوئین
اور فرشتون کے کلام مین تصمیم عزم طاعت اور عدم عصیان کا بیان ہی نہ تکذیب اور
تجہیل الٰہی پس معنی کلام کے یہ ہین کہ ہم اپنی طرف سے عزم مصمم رکھتے ہین گو واقع خلاف
اوسکے ہو ظاہرا ملائکہ کلام الٰہی سے یہی سمجھے ہونگے کہ شہوت اور غضب جس مخلوق مین
ترکیب دیا جاوے مستلزم عصیان ہی اگرچہ با اختیار ہو لیکن اپنی طرف سے عرض کیا کہ ہمسے
باختیار خود معصیت نہوگی پس اس کلام سے تکذیب لازم نہین آتی ہی اور مسخ کر دینا عورت کا
بصورت زہرہ جو بیان ہوا ہی معنی اوسکے یہ ہین کہ روح اوسکی زہرہ کی روح سے متصل ہوگئی
نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی تھا پس خلاف واقع نہین لازم آتا ہی زبیر ابن بکار اور ابن مردویہ
اور دیلمی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورتین مسوخہ کسقدر ہین فرمایا کہ تیرہ ہاتھی ریچھ خوک

ف جواب از دلائل عصمت

بندر مارماہی سوسمار طوطا بچھو جولانہ کہ دریاؤن مین ہوتا ہی اور عربی مین اوسکو دعیوص کہتے ہین
عنکبوت خرگوش سہیل زہرہ تب مین سنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کسطرح مسخ ہوسے فرمایا
کہ فیل مرد سرکش اور دولت مند تھا خوگر بلواطت اور خرس ایک شخص تھا مخنث کہ آپکو مانند
عورتون کے آراستہ کرکے مردون کے پاس جاتا تھا اور خوک ایک جماعت تھی نصاری کی
کہ کفران نعمت نزول مائدہ اون سے صادر ہوا تھا اور بندر یہودی لوگ تھے کہ شنبہ کو شکار مچھلی کا
کرتے تھے اور مارماہی ایک مرد تھا دیوث کہ اپنی عورت کی دلالگی کرتا تھا اور سوسمار ایک گنوار
تھا بادیہ نشین کہ حاجیون کا اسباب چوری کر لیتا تھا اور طوطا ایک شخص تھا کہ درختون سے
میوہ چراتا تھا اور کژدم ایک مرد تھا سخن چین وزبان دراز کہ کوئی شخص اوسکی زبان سے محفوظ
نہین رہتا تھا اور دعیوص ایک مرد تھا چغل خور کہ درمیان دوستون کے جدائی ڈالتا تھا اور
عنکبوت ایک عورت تھی جسنے اپنے شوہر کو سحر کرکے مار ڈالا تھا اور خرگوش بھی عورت تھی جو حیض
و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی اور سہیل چوکیدار تھا مین کہ ہر کسی سے بجبر کچھ لیا کرتا تھا اور زہرہ
دختر بادشاہ تھی کہ اوسنے ہاروت و ماروت کو فریفتہ کیا تھا اور نافع المسلمین مین ہی کہ تعداد ممسوخات
مین اختلاف ہی بعضے اونتیس کہتے ہین اور بعضے ستائیس چنانچہ بارہ باستثناء دعیوص لکھے گئے
اور سترہ یہ ہین ایک روباہ کہ مرد چور تھا اور مال و اسباب کاروانیون کا غارت کر لیتا تھا دوسرا
سرطان کہ مرد کفن چور تھا جسکو نباش کہتے ہین تیسرا فاختہ ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہمبستر
رہتی تھی چوتھا زنبور ایک مرد عابد تھا مگر علما کی تحقیر کرتا تھا پانچوان کصحر ایک مرد مالدار تھا کہ اپنی لونڈیون
سے دریا مین کھڑے ہوکر جماع کرتا تھا چھٹا زاغ ایک مرد تھا فتنہ انگیز و متکبر اسی نے طریقہ سوداول جاری
کیا ہی ساتوان فاختہ ایک مرد تھا کہ قسم کھا کر وفائے عدہ نہ کرتا تھا آٹھوان لقلقہ ایک مرد تھا کہ اپنی لونڈیون سے
زنا کرا کر خرچی لیتا تھا نوان کنجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا اور رقص و ہزل کو بلاح کہتا تھا دسوان موش
ایک مرد تھا جسنے مذہب قدریہ ایجاد کیا گیارھوان چغد ایک شخص یہودی تھا جسنے اپنی ہمشیر کو خرچی
بھیجا تھا بارھوان کتا تیرھوان شیر چودھوان باز پندرھوان بط کہ ان چارونکے افعال معلوم نہین ہوتے
سولھوان طاوس سترھوان شپرک ایک مرد آفتاب پرست تھا اور تفسیر عزیزی مین دو حکایتین
عجیب لکھی ہین ایک یہ کہ حاکم و بیہقی سنے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہی کہ ایک عورت دومۃ الجندل
کی حضرت صلعم کو تلاش کرتی آئی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے کچھ پوچھنا تھا افسوس آنجناب رحلت فرما گئے
جب میرے پاس آئی تو مین سنے پوچھا تیری کیا حاجت ہی اوسنے کہا میرا خاوند بدمزاج تھا

اس سبب سے مین رنج مین رہتی تھی اسی عرصہ مین ایک ضعیفہ میرے پاس آئی اوس سے
مین نے خاوند کی شکایت کی اوسنے کہا اگر میرا کہنا کرے تو خاوند مطیع ہو جاسے مین نے کہا ضرور
کرون گی سو وہ چار چھ گھڑی رات باقی رہے دو کتے لائی کا لے ایک پر آپ چڑھی دوسرے پر
مجھے چڑھایا اور ایک لمحہ مین زمین بابل مین پہونچی وہان دو شخص اولٹے لٹکے نظر پڑے انھون نے
مجھ سے پوچھا تو کیون آئی ہے مین نے اوس ضعیفہ کے سکلانے سے کہا مین سحر سیکھون گی
وہ بولے سحر حرام ہے اوسکے سیکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو یہان سے چلی جا مین نے کہا
بے سیکھے ہوئے نہ جاؤن گی الغرض وہ دونون منع کرتے تھے اور مین مصر تھی آخر کار مجھسے کہا کہ
اس تنور مین پیشاب کر سو مین تنور پر گئی مگر خوف سے پلٹ آئی اور مین نے کہدیا کہ پیشاب کر آئی
ہے تو نے کچھ دیکھا مین نے کہا کچھ نہین انھون نے کہا تو جھوٹی ہے اب بھی تیرے حق مین بہتر ہے
یہان سے چلی جا مین نے قبول نہ کیا پھر کہا پیشاب تنور مین کر پھر مین تنور پر گئی اور خوف سے
واپس آئی اسیطرح تین بار وقوع مین آیا چوتھی مرتبہ مین نے دلکو مضبوط کر کے تنور مین پیشاب
کیا تو اوسیوقت ایک سوار زرہ پوش مسلح اوس تنور سے نکلا اور جانب فلک چلا گیا یہانتک کہ
میری آنکھون سے غائب ہو گیا تب مین اون دونون کے پاس گئی اور تمام واردات بیان کی
وہ کہنے لگے درست ہے یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھسے جدا ہو کے چلا گیا اب تو رخصت ہو کہ
تو مین کامل ہو گئی سو مین سخت مراسیمہ ہوئی اور اوس ضعیفہ سے کہا کہ تو مجھکو سحر سکلانے کو لائی تھی
سو تو کچھ نہوا میرا ایمان مفت گیا اوسنے کہا کہ یہان کا طریق تعلیم یہی ہے اب تو ساحرہ ہو گئی جو کچھ زبان
سے کہے گی وہی ہوگا مین نے کہا کیونکر یقین ہو اوسنے کہا ایک دانہ گندم لیکر زمین پر ڈال اور کہہ
نکل آ سو مین نے دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالا اور کہا نکل آ بمجرد کہنے کے وہ دانہ درخت ہو گیا الغرض
میرے کہنے سے وہی دانہ درخت بھی ہوا اور خوشہ لایا اور پختہ ہو کر طیار ہو حتی کہ روٹی پکی پکائی موجود
ہو گئی جب کہ یہ کیفیت مین نے دیکھی تو مجھکو اپنے ایمان کا نہایت افسوس ہوا مین قسم کھاتی ہون
خدا کی اے ام المومنین کہ مین نے آج تک ہرگز ہرگز کسیکے حق مین بدی نہین کی ہے اور نہ میرے
دل مین کسیکے ساتھ بدی کا ارادہ ہے اور مین حضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ سنکر یہان حاضر ہوئی
ہون اون سے تدبیر ایمان پھر آنے کی دریافت کرون گی وہ نہ ملے اسکی نہایت حسرت ہے ام المومنین
نے فرمایا کہ حضرت کے اصحاب موجود ہین اون سے پوچھ وہ سب یارون کے پاس گئی کسی نے
کچھ نہ فرمایا مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے مان باپ دونون زندہ

ہون خواہ ایک ہوا اونکی خدمت کر کہ ایمان پھر آوے دوسری حکایت یہ ہی کہ ابن منذر نے اوزاعی سے روایت کی اور وہ ہارون بن رباب سے روایت کرتا ہی کہ ایک روز مین عبدالملک بن مروان کی ملاقات کو گیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص تعظیم و تکریم تکیہ لگائے مجلس مین بیٹھا ہی حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون ہی لوگون نے کہا کہ یہ شخص ہاروت ماروت کو دیکھ آیا ہی اس باعث سے اسکی تعظیم ہوتی ہی سو مین نے اوسکو سلام کیا اور قصہ پوچھا اوسنے رو کر کہا کہ میرا معاملہ یہ ہی کہ مین نوجوان تھا میرا باپ مجھکو لڑکا چھوڑ کر مر گیا تھا اور مال و اسباب میری مان کے قبضہ اختیار مین تھا جو کچھ چاہتا تھا مین صرف کرتا تھا جب ایک مدت گذری اور مجھکو شعور ہوا تو میرے دل مین گذرا کہ اپنی مان سے کثرت مال کی علت دریافت کرون مین نے باصرار پوچھا اوسنے کہا اسکا حال مت پوچھ عیش و عشرت سے بسر کر مال بہت ہی کئی پشتون کو کافی ہوگا مین نے نہایت الحاح و زاری کی آخر مجبور ہو کر وہ مجھکو گھر کے اندر لیگئی اور تمام مال و اسباب دکھلایا تو فی الحقیقت ایک بڑا خزانہ تھا اب مجھکو زیادہ تر شوق ہوا کہ اسقدر مال کسطرح جمع ہوا تا چار اوسنے کہا کہ تیرا باپ ساحر تھا اوسنے یہ سب مال سحر سے جمع کیا ہی مین نے کہا کہ باوصف تندرستی باپ کے مال پر تکیہ کرنا پست ہمتی ہی مین بھی سحر سیکھون گا اور مال جمع کرون گا سو مین نے اپنی مان سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی آدمی ہی جو میرے باپ کے اسرار سے واقف ہوا اور وہ سحر جانتا ہوا اوسنے کہا ایک شخص فلان شہر مین ہی چنانچہ تہیہ سفر کیا اور اوسکے پاس گیا اور بموجب سلام کر کے بیٹھا اوسنے نہین پہچانا اور میرا حال پوچھا مین نے التماس کیا کہ فلان شخص کا بیٹا ہون تو اوسنے گلے لگایا اور مرحبا مرحبا کہا اور مزاج پرسی کی بعد از ان مطلب مستفسر ہوا اور کہا کہ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہی کہ تیری کئی پشتون تک کو کافی ہوگا مین نے کہا کہ مجھکو مال کی احتیاج نہین ہی مین تو سحر سیکھا چاہتا ہون اوسنے کہا کہ اسکا خیال نہ کر کہ اسمین ہرگز فائدہ نہین ہی مین نے نہایت اصرار کیا اور بہت خوشامد کی تب اوسنے ایک دن مقرر کیا کہ اوسدن حاضر ہوا اور ایفائے وعدہ کا مستدعی اوسنے کہا کہ مین تجھے ایک مقام پر لیچلون گا وہان خدا کا نام نہ لینا چاہیے اپنے ہمراہ ایک نقب مین جو نیچے زمین کے تھی لیگیا خیال کرتا ہون تو تین سو کئی زینے اوترنا پڑے اور آفتاب کی روشنی مطلق نہ تھی جب یہ مرحلہ طے ہوا تو دیکھتا ہون کہ ہاروت ماروت لوہے کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہوا مین لٹکے ہین آنکھین بڑی بڑی اور پیر بھی نہایت بڑے کہ مجھکو نہایت خوف ہوا تو مین نے کہا لا الہ الا اللہ یہ کلمہ سنتے ہی اسپنے پرون کو جنبش دینے اور چلانے لگے بعد اوسکے خاموش ہوئے امتحاناً مین نے پھر کہا لا الہ الا اللہ تو انھون نے پھر اپنے پر

پچھتاکر غل کی اب مین خاموش ہوکر کھڑا ہوا وہ دونو مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ تو آدمی ہے مین نے کہا آدمی ہون بیان کرو کہ لاالہ الااللہ کے سننے سے تم کیون پریشان ہوے کہنے لگے کہ جسدن سے ہم اس بلا مین پڑے اور اپنے مقام اصلی سے جدا ہوے ہین یہ کلمہ کسی کی زبان سے نہین سنا آج تیری زبان سے سنا تو ہمکو مقر اصلی اپنا یاد آیا کہ ہم بے اختیار ہوگئے اب ہم پوچھتے ہین کہ تو کس امت مین ہے مین نے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہون کہنے لگے کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوے مین نے کہا پیغمبر آخرالزمان ہوے اور وفات بھی پائی بعد اونکے چار خلیفہ ہوے وہ بھی رحلت کر گئے تب کہنے لگے کہ امت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہے یا گروہ گروہ علاحدہ ہین مین نے کہا کہ تابع ایک شخص کے ہین جسکو بادشاہ کہتے ہین یہ سنکر ناخوش ہوے پھر کہا باہم اتفاق ہے یا نفاق مین نے کہا ظاہر مین اتفاق باطن مین نفاق اس کلام سے خوش ہوے پھر پوچھا کہ عمارت بحیرہ طبریہ تک پہونچی ہے یا نہین مین نے کہا نہین اسپر بہت ملول ہوے اور خاموش ہو رہے مین نے کہا کہ اول کلام سے ناخوش اور دوسرے سے خوش اور تیسرے سے ملول کیون ہوے کہا جب تک امت موصوفہ تابع ایک بادشاہ کی ہے قیامت دور ہے اور جو ظاہری اتفاق اور باطنی نفاق ہے قیامت نزدیک ہے اور نہ پہونچنا عمارات کا بحیرہ طبریہ تک موجب بعد قیامت ہے اور ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہین کیونکہ میعاد قید کی منقضی قیامت پر ہے تب مین نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو کہا سو یامت کر اگر ممکن ہو کیونکہ کام مشکل درپیش ہے پھر مین وہان سے بھاگا اور سحر نہین سیکھا حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ متکلمین ایسے تصون کے بھی منکر ہین اور کہتے ہین کہ دونون فرشتے عذاب شدید مین مبتلا ہین باوجود اسکے انکو فرصت تعلیم سحر کی اور اختلاط و ارتباط بنی آدم سے کہ سلسلہ تعلیم و تعلم کیواسطے پر ضرور ہی ممکن نہین جواب یہ ہے کہ اگر حوصلہ انسانی پر قیاس کیا جاے تو البتہ مستبعد ہے مگر گفتگو فرشتون مین ہے کہ اونکے حوصلے کی فراخی ظاہر ہے اور جائز ہے کہ باوجود گرفتاری عذاب کے قوت فکریہ اور نطقیہ برقرار رہے چنانچہ بارہا تجربہ ہوا ہے کہ اصحاب ملکہ باوصف گرفتاری اوجاع مولمہ وامراض شدیدہ کے تعلیم کرسکتے ہین اور اوس علم کا مالہ وما علیہ طالب علم پر القا کرنا نہایت آسان ہوتا ہے اور ادنی التفات مین وہ کام کرتے ہین کہ اور لوگون کے تعمق نظر سے بھی سرانجام نہین ہوتا پس ان دونون فرشتون کو القاے علم سحر مین اسی قسم کا ملکہ ہوگا خصوصًا جب تسلیم کیا جاے کہ نزول انکا واسطے تعلیم سحر کے ہوا ہے تو جانب غیب سے بھی مدد کا پہونچنا ممکن ہے اور عدم اختلاط آدمیون کا قابل

[illegible]

طلسمات حکماے بابل

تسلیم ہی لیکن جائز ہی کہ شیاطین وجنات افادے واستفادے مین واسطہ ہوتے ہون چنانچہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر سال ایک شخص شیطانون سے ہاروت ماروت کے پاس جاکر سحر سیکھ آتا ہی اور آدمیون مین پھیلاتا ہی اور زمان سابق مین آدمی بھی اونسے ملتے تھے اور علم سحر سیکھ کر لکھتے تھے چنانچہ حکماے بابل نے زمانہ نمرود مین کئی طلسم ایسے بنائے تھے کہ وہ کسیکی سمجھ مین نہین آتے تھے ایک طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض کے کنارے سنگ مرمر خواہ تانبے کی ایک بط بناکر کھڑی کر دی تھی اوسکا یہ حال تھا کہ جب شہر مین کوئی جاسوس خواہ چور یا اور کوئی مخالف جانے لگتا تو وہ ایسی غل مچاتی کہ تمام شہر والون کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آج شہر مین کوئی نیا آدمی آیا ہی آخر گرفتار ہو جاتا دوسرا طلسم ایک ڈھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز چوری جاتی تو وہ اپنے اون آدمیون کو جن پر چوری کا گمان ہوتا تھا اوس ڈھول کے پاس لاکر کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا کہ اسپر ہاتھ مارو جب چور کا ہاتھ لگتا تو پتہ ونام صاف معلوم ہو جاتا اور جو وہ چور نہ ہوتا تو کچھ بھی آواز نہ نکلتی اور تفسیر بحر مواج مین ہی اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہی کہ ایک طبل ایسا بنایا تھا کہ جب کسیکی کوئی چیز چوری جاتی تو اوس طبل کو بجاتے اوس سے یہ آواز نکلتی کہ فلان کی چیز فلان کے پاس ہی مثلاً زید کا دوشالہ بکر کے پاس ہی تیسرا ایک عجیب وغریب آئینہ بنایا تھا کہ جب کسی کا کوئی عزیز یا دوست سفر کو جاتا اور مدت تک اوس مسافر کا حال دریافت نہوتا اوسکے دیکھنے سے مسافر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی تھی اور طریق اوسکے دیکھنے کا یہ تھا کہ سال بھر مین ایکدن مقرر کیا تھا کہ اوس یوم معہود پر جو کوئی اوس آئینہ کو بغرض دریافت حال دیکھتا تھا تمام حال مسافر کا کھل جاتا تھا چوتھا ایک حوض نمرود مردود کے جشن کے واسطے بنایا تھا کہ سال مین ایکبار تمام اعیان واشراف جمع ہوتے اور مشروب ومطعوم کے قسم سے جو کچھ لاتے تھے اوس حوض مین ڈال دیتے تھے اور خود عیش وطرب مین مشغول ہوتے جب فراغت کرکے گھر چلتے تو حوض کے ساقی بطور تبرک اوسکی روٹی یا شربت یا شیرینی نکال کر دیتے تھے مثلاً جب آدمیون نے دودھ شربت شہد بتاسے شکر وغیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہو گیا جب پیالے مین نکالا دیکھا تو جسنے شہد ڈالا تھا اوسکے پاس شہد آیا اور جسنے شربت ڈالا تھا اوسکو شربت ملا وعلی ہذا القیاس پانچوان طلسم ایک تالاب بنایا تھا کہ اوس پر مقدمات دیوانی فوجداری کا فیصلہ ہوتا تھا مثلاً دو شخص باہم تنازعہ کرتے اور حق باطل سے کسیطرح جدا نہو سکتا تو اوس تالاب مین وہ دونو گھستے جو حق پر ہوتا اوسکی ناف تک پانی پہونچتا اور جو باطل پر ہوتا ڈوب جاتا مگر یہ کہ حق کو قبول کرے اور باطل سے

آوسے تو محفوظ رہے کذا فی العزیزی چھٹوان طلسم ایک چشمہ کے گرداگرد اون شہرون کے
شے بناسے تھے جو نمرود کے زیر حکم تھے اوسمین عجب بات تھی کہ جب حاکم کسی شہر کا نافرمانی کرتا
نمرود اوس نقشہ شہر پر نہر کو جاری کر دیتا تھا کہ وہ شہر اوسی سال مین غرق ہو جاتا تھا ساتوان طلسم
رود کی بارگاہ مین ایک درخت عجیب بویا تھا کہ جتنے آدمی چارون طرف سے آوین اون سب کو
سکا سایہ پہونچ جاے اگر لاکھ آدمی ہون تو بھی اوس ایکدرخت کا سایہ کافی ہو اور جب لاکھ سے
یک آدمی زیادہ ہو جاے تو سایہ بالکل نرہیگا آٹھوان طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک ایسی شکل
مرکی بنائی تھی کہ وہ درندون گزندون کو شہر کے اندر نہین آنے دیتی تھی یہ طلسم تواریخ سے بحوالہ
ر تفسیر عزیزی مین نقل کیے ہین اور حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ تفسیر عزیزی مین ارقام
یاتے ہین کہ نمرود مردود بھی ایسے امور مین کمال توغل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے جبدیت سے
کار کرتا تھا اور یہ قسم سحر کی مشکل ترین اقسام سحر مین ہی اور جو کوئی اس قسم کے سحر پر قدرت
رکھتا ہو وہ جو چاہے کرے مثلا معالجہ امراض کا جسمین اطبا عاجز ہون کر سکتا ہی اس سبب سے
وہ شخص باستعانت روحانیات تدبیر کیا کرتا ہے باستعانت جسمیات اور کنہ اس صنعت کی یہ ہی
ہر جسم کو فلک سے عناصر تک ایک روح ذی ہمت مدبر اوسکی ہی اور تاثیرات اجسام جملہ بطفیل
ارواح ہین اور جب ارواح تمام عالم کی مسخر ہوگئین تو گویا یہ شخص مالک جہان ہوگیا پس بے محاربت
ماس وقتال قہر دشمنون کا اوس سے ممکن ہی چنانچہ ارسطو نے نقل کیا ہی کہ حکیم برہماطوس اور
بدا غوس سے شہر بابل مین مناظرہ ہوئی بیدا غوس نے کہا کہ تو مجھسے طاقت مقابلہ نہین رکھتا
دیکر مریخ و زحل میرے مقابلے سے عاجز ہین برہماطوس نے یہ بات سنی اور مریخ مخرف بنایا اور
مریخ کی اعانت روحی سے بیدا غوس کو جلا دیا کہ بے جنگ وقتال شر دفع ہوا اس قسم کی
حکایات مورخین نے اکثر اسی تواریخ مین بیان کی ہین چنانچہ بعض طلسم و شعبدے
کاتب الحروف کی نظر سے گذرے ہین اور عجیب غریب ہین لکھتا ہون کہ شہر داین کے ضلع مین
ایک پہاڑ کی چوٹی پر نوشیروان عادل کا مزار بنا ہی وہان حکیمون نے بادشاہ کے حکم سے کئی
طلسم بناے ہین پہلا طلسم یہ ہی کہ اوس مدفن کے گرد چار مسلح سوار ننگی تلوارین لیے کھڑے ہین
جب کوئی آدمی اونکے سامنے آتا ہی وہ چارون سوار حملہ کرتے ہین اگر ہٹ گیا تو بچ گیا ورنہ قتل
کر ڈالتے ہین دوسرا یہ ہی کہ اوس گور کے تہخانے پر چار تلوارین برہنہ آویزان ہین اونکو شب و روز
گردش مانند چاک کوزہ گران رہتی ہی اور اس زور سے پھرتی ہین کہ اگر کوئی شخص اونکے نزدیک

آجائے تو گردن اوسکی کٹ جاے اس باعث سے وہان کوئی جا نہین سکتا ہو مگر کتب تواریخ
سے واضح ہو کہ ماموں رشید نے ایک مجاور کے ذریعہ سے جسکو دفیعہ طلسم مذکور کا یاد تھا اور اوسکے
بزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا اوس دخمہ کی سیر کی ہو اور اوس تہ خانے مین مجاور کے ساتھ گیا تو
اوسنے دیکھا کہ نوشیروان ایک تخت زرین مرصع پر زندون کی طرح بیٹھا ہو اور تمام اعضا صحیح وسالم
ہین حکیمون نے شاید اوسپر روغن سلے ہون گے صرف لباس جابجا بوسیدہ ہوکر پارہ پارہ ہو گیا تھا
ماموں رشید نے ایک پوشاک جدید عمدہ معطر اپنے ہاتھ سے پہنائی کہ ناگاہ نوشیروان کے زانو کے تلے
ایک لوح طلائی نظر آئی اوسکو دیکھا اور پڑھا تو اوسمین لکھا تھا کہ خلفاے عباسیہ مین سے ایک حاکم
میری زیارت کو آویگا اور میری پوشاک بدلواکر معطر کریگا مجھے یہ افسوس ہو کہ اوسوقت میری جان قالب مین
نہوگی جو مین اوسکی دعوت وضیافت حسب دلخواہ کرون مگر خیر اب بھی مین نے اس تہ خانے کے
بائین پہلو پر کئی خزانے اوسکے واسطے امانۃً رکھوائے ہین وہ ان خزانون کو لیکر اپنے تصرف مین
لاوے اور مجکو معذور رکھے کہ مین زندون مین نہین ہون جو مہمان نوازی کی شرط بجا لاؤن ماموں رشید
اس لوح کو پڑھکر سخت متعجب ہوا اور جب اوس مقام کو کھودا تو سب کچھ نکلا اور بہت نقد وجنس
ہاتھ لگا کہ بنی عباس مین اوسیوقت سے دولت بڑھی اور تزک جہانگیری مین کئی تماشے جہانگیر بادشاہ
نے اپنے دیکھے ہوئے ایسے لکھے ہین کہ عقل اوسمین حیران ہو وہ بھی ایک قسم کا سحر ہو
ازانجملہ ایک تماشا یہ تھا کہ بازیگرون نے دس قسم کے تخم بوئے اور کچھ اسم پڑھتے ہوئے اونکے
گرد گھومتے اوسکی تاثیر سے درخت اوگے اور طرفۃ العین مین دس گز کے قریب بڑھ گئے اور دفعۃً
پھول لگے پھر پھول جھڑے سیب کے پھل لگے اور آم کے درخت مین کیریان آئین اور بڑے بڑے
آم ہوئے اسیطرح سب قسم کے پھل ہوئے بادشاہ نے بھی کھائے اور امیرون نے چکھے تو
نہایت خوش مزہ وخوش رنگ تھے پھر دفعۃً اونپر خزان آئی اور وہ درخت زمین مین غائب ہو گئے
ازانجملہ ایک تماشا یہ لکھا ہو کہ بازیگرون نے ایک بڑی دیگ مین آدھا پانی بھرا اور اوسمیں من چاول
ڈالے کہ وہ پکنے لگے حالانکہ اوسکے نیچے آگ کا نشان نہ تھا اور لکڑیان جلتی تھین تھوڑی دیر بعد
سو برتنون مین کھانا خوشبودار نکلا اور اوسی دیگ سے ایک ایک کباب بھی نکال کر رکھدیا تھا جسنے
کھایا تمام عمر اوسکا مزہ نہین بھولا اور ایک تماشا یہ کیا کہ ایک فوارہ نکالکر رکھا اور بازیگر اوسکے گرد گھوما
دفعۃً اوسمین سے پانی دس گز تقریبًا بلند ہوا اور رنگ برنگ پانی برسنے لگا اور زمین تر نہوئی پھر اوسکو
اوٹھاکر دوسری مرتبہ رکھا تو انار آتش بازی کے چھوٹنے لگے ازانجملہ ایک تماشا کیا کہ گلستان کتاب

منگائی اور اوسکو جزودان مین رکھا۔ یا پھر نکالا تو دیوان حافظ تھا اور پھر جو اسیطرح کیا تو دیوان اہلی شیرازی تھا غرض جتنی بار اوسکو گردان کر نکالا نئی کتاب تھی اس قسم کے تماشے کچھ مشکل نہین ہین اور طلسمات عجائب مین نہین ہین جس کسیکو علم سیمیا حاصل ہو وہ کرسکتا ہی اور علم سیمیا عبارت اوس علم سے ہی کہ روح کو اپنے بدن سے دوسرے کے بدن مین اوس علم کے زور سے ڈال دین اور جس شکل کی چاہین صورت بناکر دکھلادین اور موہوم چیزون کے دکھلانے پر بھی قادر ہوتے ہین حکماے اشراق نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے نکالے تھے کہ سیکڑون کوس پر جست پڑجاتے تھے اور طرفۃ العین مین لاکھون کوس چلے جاتے تھے یہ علم تصفیہ دل اور تزکیہ باطن سے حاصل ہوتا ہی مگر یہ تماشے وشعبدے اون طلسمون کے مقابل مین واہیات ہین اور یہ قسم سحر کی شرک اور کفر ہی اسواسطے کہ اس سحر مین اول شرط یہ ہی کہ ارواح کو قلوب پر مطلع جانے اور ہرگز اونکے عجز اور جہل کا اعتقاد نہ رکھے ورنہ وہ ارواح اجابت سحر نہ کریگی اور مطلب کو نہ پہونچایئنگی چنانچہ کیفیت دعوت روحانیات مین ابتدا دعوت قمر کرتے ہین اور اوسکے وسیلے سے دعوت عطارد وعلی ہذا القیاس اور دعوت قمر مین یہ الفاظ ہین یَا اَیُّھَا الْمَلِکُ الْکَرِیْمُ السَّیِّدُ الرَّحِیْمُ مُرْسِلُ الرَّحْمَۃِ وَمُنْزِلُ النِّعْمَۃِ اور دعوت عطارد مین یہ مقرر ہی کُلُّ مَا حَصَلَ لِیْ مِنَ الْخَیْرِ فَھُوَ مِنْکَ وَکُلُّ مَا یَنْدَفِعُ مِنَ الشَّرِّ عَنِّیْ فَھُوَ مِنْکَ اور ظاہر ہی کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید کے ہی **فائدہ**

اب بیان ضرور ہی اس امر کا کہ حقیقت سحر کی کیا ہی اور اسکی قسمین کتنی ہین اور کون قسم موجب کفر ہی اور کون موجب فسق اور کون مباح اگرچہ تفصیل اس بحث کی نہایت طویل ہی لیکن مجملاً بطور خلاصہ استاذنا مولانا بل استاذ الکل مولوی عبد العزیز محدث دہلوی کی تفسیر سے اور بھی تفسیر کبیر سے نقل کیا جاتا ہی کہ حقیقت سحر کی لغت مین یہ ہی کہ سحر عبارت ہی اوس چیز سے جسمین دقت ہو اور سبب اوسکا پوشیدہ ہو اور تفسیر انوار مین تعریف سحر کی یہ ہی کہ آدمی افعال عجیبہ خلاف عادت پر بزاولہ اسباب پوشیدہ قادر ہوجاے اور اس امر مین دعا اور اسمار الٰہیہ سے توسل نہچاہیے اور نسبت افعال کی قدرت الٰہیہ سے نکرے خلاصہ یہ کہ آدمی اوسکے اظہار اور انجام مین مستقل نہین ہی بلکہ اوسکی تحصیل مین تقرب شیاطین کا محتاج ہی لہذا یہ کام اوسی شخص سے بخوبی سرانجام ہوتا ہی جو کہ شرارت اور خبث نفس مین شیاطین سے مناسبت رکھتا ہو کیونکہ تعاون مین تناسب شرط ہی اور چونکہ اسباب

پوشیدہ عالم مین بہت ہین سحر بھی کئی قسم ہوا اور ضبط اقسام اسطرح ہوتا ہی کہ سبب خفی یا بتاثیر روحانیات ہی یا بتاثیر جسمانیات اور روحانیات یا روحانیات کلیہ مطلقہ ہین مثل روحانیات کواکب اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جزئیہ خاصہ ہین جسطرح روحانیات امراض اور جنات اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کہ اوسکو بعد از تسخیر لغت ہندی مین بیر بکسر البا الموحدہ وسکون الیا التحتانیہ کہتے ہین اور جسمانیات یا بسبب ترکیب اور اجتماع کیفیت کے تاثیر عجیب دکھلاتے ہین یا بمقتضاے صور نوعیہ بلے توسط کیفیات جسطرح مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہی پس طریقہ تحصیل مناسبت کا روحانیات سے یہ ہی کہ اونکے نام شرایط کے ساتھ پڑھے یا اونکی تصویرین بنا کے رکھے اور جو عمل اوسکے مرغوب اور مناسب ہی کرے یا کوئی کلام ایسا کہ اوسکی مفردات سے بلا ملاحظہ ترکیب اوس روح کی بزرگی نکلتی ہو یا کسی کام کی تعریف پائی جاتی ہو جو اوس سے صادر ہوا اور زبان خواص اور عوام اوسکی مدح مین جاری ہوئی تھی اور معتزلہ کہتے ہین کہ سحر نام ہی شعبدہ اور تخیلات کا اور فی نفس الامر کچھ اسکی حقیقت نہین ہی بلکہ نمود بی بود ہی اگر ایسا ہو تو معجزہ سے مشتبہ ہو جاے اور انکی دلیل سحرہ فرعون کا قصہ ہی کہ عصا اور رسی اونکی نظرون مین چلتی تھی اور ہمارے نزدیک اسکی اصل اور حقیقت ہی ظہور آثار سے اور وہ آثار آفریدہ الٰہی ہین کہ عقب افعال سحرہ ظاہر ہوتے ہین اور بنقل صحیح تاثر آنحضرت کا لبید ابن عصم کی بیٹی کے سحر سے ظاہر ہی اور معوذتین کا نازل ہونا واسطے دفعیہ کو موید اسکا ہی پس اقسام سحر کے باین شقوق بہت ہوتے ہین لیکن جو کہ جاری اور رائج ہین آٹھ قسم ہین ایک قسم سحر کلدانیین اور سحر بابلی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکے باطل کرنیکو مبعوث ہوے تھے اور یہ قسم عمدہ اقسام سحر مین ہی اور اصل اسکی ماخوذ ہاروت اور ماروت سے ہی کہ اہل بابل نے اونسے سیکھ کر جاری کیا تھا اور انہین کی تعلیم سے طریقہ تسخیر و استعانت روحانیات کلیہ و جزئیہ و علویہ و سفلیہ و فلکیہ و عنصریہ و بسیطہ و مرکبہ دریافت ہوا تھی کہ روحانیات امراض و مذاہب بھی مسخر کرتے تھے اور اونسے اتصال پیدا کرکے اعمال عجیبہ حادث کرتے تھے لیکن یونانیین نے صرف طریق تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کی اور یہ سمجھے کہ جب روحانیات علویہ مسخر ہوئی تو روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی کچھ حاجت نہین کسواسطے کہ روحانیات سفلیہ کو سواے قبول کے اور کوئی منصب نہین ہی اور فاعلیت تاثیر مخصوص بعلویات ہی اور قدما اہل ہند سب روحانیات کی تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے اوسکا کام لیتے تھے وللناس فیما یعشقون مذاہب پس سحر بابلی آج ہندیون مین موجود ہی اور یونانیون نے بعضون پر اکتفا کی ہی اور یہ سحر کفر ہی دوسری

قسم سحر تسخیر جن اور شیاطین کی خاصہ ہی اور یہ سہل الحصول وکثیر الرواج ہی پس اس تسخیر مین کبرا ہ
جن سے التجا اور تضرع اور زاری کرنا ضرور ہوتا ہی جیطرح بھوانی اور ہنومان وغیر ذلک کہ انکی التجا
کروانا اور نذور اور قربان گذرانا اور عطریات مناسبہ مواضع حضور مین رکھنا واجب ہوتا ہی اور
یہ طریق بھی کفر صریح ہی تیسری قسم بیر پیدا کرنا ہی اس طریق مین پہلے یہ ہوتا ہی کہ جو کوئی انسان
قوی القلب اور جثہ مرا ہوا وسکو تلاش کرتے ہین بعد اوسکے اوسکی روح کو بعض الفاظ مقررہ سے کہ
اون سے تعظیم اور تکریم بھوانی اور ہنومان وغیرہ کی نکلتی ہو پڑھکر اپنی طرف متوجہ کرتے ہین
کہ وہ نفس قوت الفاظ سے اور نذر اور ہدیہ گذراننے سے غلام ہو جاتا ہی پس جس کام پر متعین
کر دیتے ہین اوسکو سر انجام دیتا ہی پس یہ عمل بھی باستلزام کفر ہی یا قریب بسرحد کفر اور اغلب
اس قسم کی ارواح کہ امور شہوانیہ اور غضبیہ کی اعانت سے متوجہ ہو جاتی ہین نہین ہوتین مگر
از جنس خبائث مثل ہنود یا فساق پس مخالطت خباث بھی اسی قسم مین لازم آتی ہی چوتھی
قسم افساد تخیل ہی کہ بعض آدمی ارواح خبیثات کو واسطہ کرکے کسی شخص کے خیال مین تصرف
کرتے ہین کہ اوسکو وہ چیز نظر آتی ہی جو خارج مین موجود نہین ہی یا کچھ ایسی صورتین خیال مین
دیکھتا ہی کہ اوس سے خوف کھاتا رہتا ہی یا حرکات غیر واقعہ کو واقع سمجھتا ہی اس قسم کو خیال
بندی اور نظر بندی کہتے ہین اسکی بنا غلط ابصار پر ہی جیطرح قطرہ نازلہ کا خط دیکھنا اور نقطہ مشتعلہ
جوالہ کو دائرہ تصور کرنا اور سحرہ فرعون اسیطرح کا سحر کرتے تھے پس یہ قسم سحر کی اگر معجزہ انبیا یا کرامات
اولیا کے مقابلے مین واقع ہو تو حرام اور کبیرہ ہی اور اسیطرح اگر اس خیال بندی سے کسیکو دغا
دیکر مال واسباب اوسکا خیانت کر لین تو بھی کبیرہ ہی لیکن یہ قسم سحر کی کفر نہین ہی اگر التجا ارواح
خبیثات سے بتعظیم مفرط نہو والا کفر ہی پانچوین قسم سحر اصحاب اوہام ہی کہ سابقا ہنود مین بہت
رواج تھا اب اسکا نام ونشان بھی نہین ہی اسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہین اور اسکا طریق یہ تھا
کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو مصور کرکے پیش نظر رکھتے اور وہم کو اوسکی تحصیل پر متعلق کرتے تھے
اور اس تعلیق مین تقلیل غذا اور گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے کہ مطلوب حاصل ہو جاتا تھا اور
حکم اسکا یہ ہی کہ اگر امر مباح اس سے مقصود ہی مثلاً جدا کرنا دو حرام کار دونکا یا اہلاک ظالم اور کافر کا تو
مباح ہی اور اگر غرض ممنوع مقصود ہی جیسے جدائی ڈال دینا جورو اور خصم مین یا اہلاک کسی بے گناہ کا
تو حرام ہی بالجملہ آلات کا حکم رکھتا ہی اور فی نفسہ قبیح نہین ہی چھٹوین قسم وہ سحر ہی کہ خواص اشیاسے
افعال عجیبہ صادر کرتے ہین اور وہ خواص ہر ایک کو معلوم نہین ہوتے جیطرح بعضے شخص الکلیوں سے

آگ جلاتے ہین کہ تھوڑا سا نورہ کابلی سرکہ مین ترکرکے اور قدرے کف دریا اوسمین ملا کے انگلیون پر
مل دیتے ہین اور لب سے ترکر دیتے ہین اور چراغ سے روشن کرتے ہین انگلی نہین جلتی ہو اور
اسیطرح بہت صورتین ہین کہ رسالہ سحر العیون اسکا جامع ہو جسکو شوق ہوا وسمین دیکھے اور اسی
قسم سے نیرنجات اور سموم قاتلہ بھی ہین ساتوین قسم سحر حیل ہو کہ استعانت الآت عجیبۃ الصنعت سے
امور غریبہ حادث کرتے ہین جیسے گھڑی اور دوربین اور آلہ ہوا اور آلہ آگ کہ نصارائے فرنگ نے ایجاد
کیا ہو یہ از قسم طلسم ہو کہ اسکا حدوث ترکیب الات پر یا نسب ہندسیہ یا ضرورت خلا پر یا پانی یا ہوا پر
ہوتا ہو چنانچہ جالوس حکیم نے ایک ہیکل اورشلیم مین اتحاد رہبون کے واسطے بنائی تھی آٹھوین
قسم سحر شعبدہ بازی اور دست چالاکی ہو اور سبب خفی اسمین حرکات خفیہ اور جلدی ہو جسطرح
بھانمتی کیا کرتے ہین یہ تینون قسمین سحر کی نہ حرام ہین نہ کفر لیکن اگر اس سے غرض فاسد ارادہ کرین
تو البتہ حرمت پیدا ہو جاتی ہو اور مکر اور فریب بھی اسی قسم مین ہو کہ وجوہ خفیہ سے دوستون
مین دشمنی پڑجاتی ہو واللہ اعلم بالصواب خلاصہ اس تقریر کا یہ ہو کہ اگر سحر مین کوئی بات یا کوئی
کام ایسا کہ موجب کفر ہو مثل اسکے کہ نام بتون کا اور ارواح خبیثہ کا اوس تعظیم سے لیا جاے کہ
مقتضائے شان رب العزت کے ہوتا ہو جسطرح اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکل کشائی
یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ عمل مین آئے تو بیشک وہ سحر کفر ہو اور کرنیوالا اوسکا مرتد یا کوئی شخص
ایسا سحر اپنے مطلب کیواسطے دیدہ و دانستہ کسی اور سے کرائے تو کرنیوالا اور کرانے والا دونون
مرتد ہین اور احکام ارتداد کے اوس پر جاری پس اگر مرد ہو تو اوسکو تین روز مہلت دینا چاہیے
تاکہ توبہ کرے بعد اوسکے اگر توبہ نکرے تو قتل کیا جاے اور مقابر مسلمین سے علاحدہ دفن کیا جاے
اور آئین مسلمانون پر اوسکو تجہیز اور تکفین نکرین اور فاتحہ اور درود اور صدقات اوسکے واسطے نچاہیے
اور اگر عورت ہو تو نزدیک شافعی رح کے اوسکو بھی بعد مہلت سہ روزہ کے قتل کرنا لازم ہو اور نزدیک
امام صاحب کے دائم الحبس کرنا چاہیے تاکہ توبہ نصوح کرے اور اگر سحر مین ایسا قول اور فعل کہ موجب
کفر ہو نہو لیکن فاعل اوسکا دعوی کرتا ہو کہ مین اپنے سحر سے کار خدائی کرسکتا ہون مثلاً آدمی کو جانور
بنا سکتا ہون یا پتھر کو لکڑی کرسکتا ہون یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہون یا پیغمبرون کے کام جیسے ہوا مین
اوڑنا قطع مسافت ایک مہینے کی ایک لحظہ مین کرنا کرسکتا ہون وہ بھی کافر ہو لیکن نہ نفس سحر سے
بلکہ اس دعوی سے اور اگر وہ شخص کہتا ہو کہ اس اعمال کی خاصیت ہو کہ اوسکی باعث سے قتل
نفس یا بیمار کرنا صحیح کا یا مریض کا صحیح کرنا یا ڈرانا یا فساد تخیل ہو جاتا ہو اور مین کرسکتا ہون تو یہ

بیان احکام

سحر کرا اور فسق ہی اور فاعل اوسکا مزدور اور فاسق ہی اور جو کوئی شخص سحر سے قطاع الطریقی یا خناقی کرتا ہو تو اوسکو بھی قتل کرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہی اور اس بات مین درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہین ہی اسیطرح امام فخرالدین زاہدی وغیرہ علماء حنفیہ نے تنقیح کی ہی اور ایک روایت حضرت امام اعظم سے اسطرح آئی ہی کہ جب کسی شخص کو معلوم کرین کہ سحر کرتا ہی اور اقرار یا بینہ سے بخوبی ثابت ہو جاے تو اوسکو بھی قتل کرنا لازم ہی اور طلب توبہ اوسے ضرور نہین اور اگر کہے کہ مین سحر سے توبہ کرتا ہون تو اوسکا توبہ قبول نہ کیا جاے لیکن اگر یون کہے کہ پہلے سحر کرتا تھا اب مدت سے چھوڑ دیا ہی اس مقام مین ایک شبہہ ہی کہ افعال خارقہ عادت کہ محض بقدرت قادر مطلق صادر ہوتے ہین اکثر اولیا سے بھی ظہور پکڑتے ہین جسطرح تبدیل صورت و احیاء موتی و قطع مسافت طویلہ وغیرہ امور کہ شبیہ معجزات سے ہین اور کتب تصوف اور سیر اولیا مین مذکور ہین پس ہرگاہ کہ نسبت فعل الٰہی بطرف غیر کفر ہی تو یہ بھی کفر ہو سکتا ہی پھر کیونکر ساحر کے حق مین حکم کفر کا کرتے ہین حالانکہ حال دعوتیون اور تعویذ خوانون کا بھی ایسا ہی ہی بلکہ اونکو ساحرون سے مشابہت کاملہ ہی حل اس شبہہ کا یہ ہی کہ افعال خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات ہون یا اور سب مقدور قدرت الٰہی کے ہین اور بایجاد و ارادہ الٰہی صادر ہوتے ہین تو اس صورت مین درحقیقت افعال اولیا اور ساحرین مین کچھ فرق نہین ہی لیکن اہل دعوت نسبت اوس فعل کی غیر حق سے نہین کرتے بلکہ قدرت الٰہی یا خواص اسمای الٰہی سے کہ اوسمین کچھ شرک لازم نہین آتا ہی اور ساحر اونھین افعال کو نسبت بغیر خدا یعنے ارواح خبیثہ اور اسماے اصنام سے کرتے ہین کہ موجب شرک ہی ولہذا یہ لوگ اون افعال کو اپنے قابو مین جانتے ہین اور اونپر نذور و حلوان وغیرہ لیتے ہین مثلاً افعال الٰہیہ کو جسطرح لڑکا دینا و رزق دینا و بیمار کا اچھا کرنا مشرک لوگ ارواح خبیثہ سے نسبت کرتے ہین و موحد اسماے الٰہیہ کی تاثیر سے یا خواص کسی مخلوق الٰہی سے یا دعاے صالحین سے پس مشرک کافر ہین و موحد اپنی توحید پر واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی

تفریح چہارم دراحوال حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء و نجی اللہ ہی باپ اونکے لمک بفتح لام و سکون میم اور مان انکی سمخا بنت انوش یہ انوش سواے اونکے ہین جو اجداد حضرت نوح مین تھے اور

بعض روایات مین مادر نوح قینوس بنت کامل ابن محرائیل ابن کیان ابن اخنوخ تھین اور عطا مفسر نے لکھا ہو کہ تمامی آبا واجداد حضرت نوح کے آدم علیہ السلام تک مومن وموحد تھے اور مان بھی مومنہ تھین اور بعض کے نزدیک اصلی نام نوح کا یشکر تھا وبقول عبدالغفار وبقول ساکن وبقول سکن وبقول ساکت اور بسبب کثرت گریہ ونوحہ کے نوح نام ہوگیا اور سبب نوحہ نوح کے مین مورخین نے لکھا ہو کہ اسی قوم کے حال بد پر رویا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایکدن حضرت نوح راہ چلے جاتے تھے ایک کتا ملا اوسکو آنجناب نے کہا ای ناپاک دور ہو اوسنے کہا اگر تمکو قدرت ہو تو اس سے بہتر پیدا کرو خواہ حضرت نوح پر اوسیوقت وحی نازل ہوئی کہ خالق کو برا کہتا ہو یا مخلوق کو یہ سنکر حضرت نوح سجدہ مین گرے اور رونے لگے اور بعضے کہتے ہین کہ سبب نوحہ یہ تھا کہ جب حضرت نوح نے کنعان کے واسطے نجات مانگی تو ارشاد ہوا کنعان تیرا بیٹا نہین ہے یہ تو عمل ناقص ہو اس خطا پر آپ کو نوحہ ہوا کاتب اوراق کہتا ہو کہ یہ سب وجوہ اوسوقت قابل لحاظ ہین جب لفظ نوح کو عربی قرار دین اور جو عجمی مقرر کرین تو ان اسباب کو ہرگز مناسبت نہین ہوتی اور حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی بولتے ہین کیونکہ انساب بنی آدم انھین پر منتہی ہوتے ہین اور دعوت حق مین بھی سب کے پیشوا وامام ہین کیونکہ قبل حضرت نوح کے بنی آدم حضرت آدم سے انکے وقت تک کہ آٹھ واسطے ہوتے ہین محتاج دعوت نہین ہوے تھے اور شرک وکفر مین کما ینبغی گرفتار نہ تھے بلکہ ترتیب وتعلیم حضرت آدم وشیث وادریس پیغمبرون کی نسبت آدمیون کے ایسی تھی جسطرح ترتیب آبا اولاد کو اور تعلیم بزرگ خرد کو اور کوئی مقابل اور طرف اصلا نہ تھا اس زمانے مین اولاد قابیل آتش پرست اور بت پرست ہوکر مقابل ہوئی اور رفع ادریس سے اوسوقت تک کوئی پیغمبر نہ آیا تھا سو اللہ نے یہ رسول ولوالعزم بھیجا کہ اوسکی معرفت پیغام اپنے بندونکو پہونچاوے اور برخلاف معتقدات تکلیف دے ولہذا تمام اہل ارض پر مبعوث فرمایا حدیث شفاعت مین ہو کہ نوح اول رسول بعثہ اللہ ہے حضرت اول نبی ہین جنھون نے آدمیون کو شرک سے ڈرایا اور اول رسول ہین کہ اونکی دعا سے امت پر عذاب نازل ہوا اور اول اولوالعزم ہین کہ اونکی شریعت نے شریعت آدم علیہ السلام کو منسوخ کیا اور حالت رسالت مین ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرے منہ سے آگ نکلی اور تمام خلق جلگئی اور منجملہ معجزات باہرہ کے ایک یہ معجزہ تھا کہ ہزار برس دنیا مین رہے اور کوئی بال سفید نہوا نہ کوئی دانت گرا نہ کسی قوت مین نقصان آیا دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ قوم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ پہاڑ فارس کا اوٹھکر عرفات مین آوے

انجناب سنے دعا کی کہ پہاڑ مذکور عرفات مین چلا آیا تیسرا یہ کہ جب کشتی سے اوترے تو کچھ بھی کھانا نہ تھا آنجناب سنے ریگ اوٹھاکر قوم کو دی لوگون نے تنور مین ڈالی تو شربت شہد ہو گئی چوتھا ایک درخت اوسیوقت جمایا اور فوراً اوسنے میوہ دیا عرائس ثعلبی مین لکھا ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام مین بنی آدم دو گروہ تھے ایک کوہنشین کہ بنی شیث تھے دوسرا بادیہ نشین کہ بنی قابیل تھے سو بنی شیث سکے مرد نہایت خوش رو ہوتے تھے اور عورتین بدصورت اور بنی قابیل کی عورتین پریزاد اور مرد بدصورت ایک روز ابلیس مردود بصورت بشر ایک شخص بنی قابیل سکے پاس آیا اور خدمتگاری مین نوکر ہوا بعد چندے اوسنے ایک مزمار بنایا اور علی العموم بجانے لگا کہ اوس قوم کے لوگ جمع ہو کر سننے لگے اور ابلیس سکے معتقد ہو گئے ابلیس نے ایک دن سال مین بطور عید معین کیا کہ اوس قوم مین اوسدن بہت لوگ عورت و مرد جمع ہوتے اتفاقاً ایک مرتبہ اوس مجلس عام مین ایک مرد بنی شیث کا بھی آیا اور عورتین اوس قوم کی نظر پڑین تو والہ و شیدا ہو گیا جب اپنی قوم مین آیا تو اوسنے سب ماجرا وہان کا بیان کیا کہ اوس شوق مین اکثر لوگ بنی شیث کے جمع ہو کر آئے اور عورتین خوش منظر پری پیکر دیکھکر فسق و فجور مین مبتلا ہوتے تب اللہ جل شانہ سنے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب بت پرستی قوم مین علانیہ ہونے لگی تب حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہوسے اور سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ پانچ حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے اولیا تھے اور بعض کے نزدیک پانچ شاگرد رشید تھے اور ایسے عابد و متقی کہ ہر ایک سنے واسطے عبادت کے ایک مسجد جداگانہ تعمیر کی تھی کہ اوسمین شب و روز عبادت مین مشغول رہتے اور قوم کے لوگونکو بھی عبادت و طاعت پر دعوت فرماتے چنانکہ اکثر لوگ عبادت مین شریک ہوتے اور ان اولیاءون کی برکت سے عبادات مین کمال لذت اٹھاتے یہ معاملہ ایک مدت دراز تک جاری رہا یہان تک کہ اون اولیاؤن سنے وفات پائی اس واردات سے آدمیون کو نہایت حسرت سنے پکڑا اور بڑا افسوس ہوا کہ جب مجالس و محافل مین بیٹھتے تو ذکر کرتے کہ ہم لوگونکو اب عبادت و طاعت مین ویسا لطف نہین ہوتا جیسا اولیاؤن سکے حضور مین تھا ابلیس ملعون کہ تاک مین لگا ہوا تھا فرصت کا وقت غنیمت جان کر بشکل بزرگی عمامہ بر سر عصا در دست ایک مرتبہ مجلس مین آیا اور تاسف کر کے کہنے لگا کہ تم لوگ کیون فکر مین پڑے ہو لذت عبادت کی تدبیر مین بتلاتے دیتا ہون تم ایک کام کرو کہ ان بزرگون کی تصویرین پتھر یا آہن

یا زر و نقرہ سے بناؤ اور لباس تصویرون مین پہنا کر حجرات مسجد مین مقابل اپنے منھ کے قائم کرو اور
اونکو اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو اور خیال کرو کہ اولیا کی شان مین ہی اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ
پھر وہی لذت جو اونکی زندگی و حضور مین حاصل ہوتی تھی ملنے لگی چنانکہ اہل محفل نے اس تدبیر
کو پسند کیا اور تصویرین اون بزرگون کی بنائین اور باہم یہ قرار داد اقرار ہوا کہ بعد ادا سے نماز
جو شخص مسجد سے نکلے وہ دست بوسی اور قدمبوسی ان تصویرون کی کرکے جایا کرے تاکہ
حاضری اوسکی اون بزرگون کے نزدیک ثابت ہو تاکہ وہ خداوند کبریا کے حضور مین گواہی
دین الغرض یہ وضع بخوبی جاری ہوئی آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ عبادات اور اذکار کا ذکر نرہا صرف
دست بوسی اور قدمبوسی کرکے مسجد سے نکلنے لگے یہان تک کہ بعد چندے بجاے قدمبوسی
سجدے و خاک بوسی نے رواج پکڑا یہ احوال دیکھکر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ آدمیونکو
سرزنش کرنے لگے مگر اونکا کہنا کون مانتا ہی لہذا حضرت مالک الملک نے نوح علیہ السلام کو
برسالت و دعوت مبعوث فرمایا کہ حضرت نوح نوسو پچاس برس برابر آدمیون کو دعوت حق فرماتے
رہے کما قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا اور بعضے
کہتے ہین کہ سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت ادریس کا بڑا دوست تھا جب ادریس
آسمان پر گئے تو یہ شخص مضطرب ہوا اوسحال مین ابلیس نے غمخواری کرکے کہا کہ اگر تو درخواست
کرے تو تجھکو صورت ادریس کی لادون اوس فراق رسیدہ نے قبول کیا ابلیس نے ایک
پتھر کی صورت بناکے حوالے کی اور بعد مرنے اوسکے اور لوگونکو اغوا کرنے لگا کہ یہ صورت
خداے زمین کی ہی اسی پر عامہ خلق بت پرست ہوگئی اور طبقات قریش مین لکھا ہی کہ جب
قابیل بخوف حضرت آدم جنگل مین بھاگا تو سجدہ تحیہ حضرت آدم سے محروم ہوا تب ابلیس نے
صورت آدم بناکے دی کہ قابیل اوسکو سجدہ کرنے لگا جب وہ مرا تو اوسکی اولاد اپنے باپ کی
وضع پر بت پرست ہوئی اور وہی رسم ہندوستان مین فی الحال جاری ہی **فائدہ** واضح ہو
کہ اس قوم نے پانچ بت قوی الجثہ بتصاویر مختلف پتھرون سے تراشے تھے اور اونکے نام حضرت
ادریس کے بیٹون کے نام پر رکھد یے تھے اول وَدّ کہ مظہر محبت ذاتیہ خدا کا ہی اور یہی محبت
مبدء ظہور عالم کا سو اس ہئیکل کو بصورت مرد بنایا تھا اس لیے کہ اصل مبدء ظہور عالم انسانی کا
محبت مرد و میلان بسوے زن ہی اور ہنود کی زبان مین اسکو بشن کہتے ہین دوم سُوَاع کہ مظہر ثبات
و استقرار و تقرار الٰہی ہی اور سبب بقاء عالم یہی ہی کہ عرف شرع مین اسکو قیومیت اور زبان

احوال بت پرستی

اندہ مین برہما کہتے ہین قوم نوح نے اس مظہر کو بصورت عورت بنایا تھا اسواسطے کہ کتخدائی
ورخانہ داری اور بقا و ثبات خاندان عورت کی تدبیر سے ہوتا ہی اور لغت عرب مین مادہ سوع
اسطے سکون و استقرار کے ہی اور معنی سواع برپا دارندہ جہان سوم یغوث کہ مظہر دادرسی اور
شکل کشائی خداوند کبریا ہی اسکو قوم نوح نے بصورت اسپ بنایا تھا کہ دوڑنے اور جلد پہونچنے مین
ب سے گھوڑا زیادہ ہوتا ہی اور اس صفت کو عرف شرع مین غیاث المستغیثین ومجیب دعوات المضطرین
سے تعبیر کرتے ہین اور اہاندہ اس مظہر کو اندر کہتے ہین چہارم یعوق کہ مظہر منع وحمایت و دفع بلا ہی
س صفت کو شرع مین کاشف الضر ودافع البلا اور بزبان ہنود شیو بولتے ہین اسکو قوم نوح
نے بصورت شیر بنایا تھا کہ مقاومت مین مناسب تر تھا پنجم نسر کہ مظہر قوت الٰہی ہی اور لغت مین
بمعنی کرگس چونکہ یہ جانور پرندون مین زبردست وسریع الطیران تھا اس مناسبت سے قوم نوح نے
بصورت کرگس بنایا اور اہل شرع اسکو لطیفہ غیبیہ الٰہیہ کہتے ہین اور ہنود ہنومان ہرچند کہ یہ
پانچون نام حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹون کے تھے اور پانچون مرد تھے مگر بسبب
طول زمان اور غلبہ وہم کے عابدون نے انکی صفات عالیہ کی ایک ایک صورت ذہن مین
قرار دے لی اور اوسکے مطابق اجسام مختلفہ بناے تھے اور قوت وہمیہ تو اس جنس کے عجائب
بہت پیدا کرتی ہی چنانکہ بعضے جہال اسلام شبیہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی بصورت
شیر اور شبیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصورت باز سفید بناتے ہین کذا حققہ مولانا استاذ
الاستاذ فی العزیزی حضرت اوستاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ اس مقام مین دو مقدمون کا جاننا بہت
ضرور ہی تاکہ معنی اکثر آیات قرآنیہ کے جو بہ نسبت قوم نوح اور دعاے بد آنجناب کے وارد ہین
منکشف ہو جائین مقدمہ اول یہ ہی کہ جب حضرت حق اپنے بندگان خاص سے کسی بندے کو
ما بر دعوت خلق الی الحق مبعوث فرماے تو اسکو لازم ہی کہ اول عقائد اوراعمال اور اخلاق اور
حالات قلبیہ اوس قوم کے دیکھے اور اصل مرض دریافت کرکے جملہ اوامر ونواہی پر فکر ازالہ اوس
مرض کی متقدم رکھے پھر مقتضاے طبائع وحوائج وسوانح وقتیہ پر نظر ڈالے کہ یہ لوگ کس چیز سے
خوف کرتے ہین اور کس چیز کی طمع رکھتے ہین جس چیز سے بالطبع یا بحسب حاجات وقتیہ ڈرتے
ہون اوسمین ڈراوے اور جسمین خواہش کرتے ہون اوسمین تطمیع کرے یعنے جسطرح قوت
عقلیہ اور ملکات نفسانیہ کی اصلاح منظور ہی اوسیطرح قوت وہمیہ کی بھی اصلاح با مید و بیم
منظر رکھے کیونکہ عقل ملک روح انسانی کا وزیر ہی اور وہم حاکم اور صاحب الامر مختار مملکت ہی

جب یہ دونون مطیع ہوے تو جملہ ارکان واتباع وحشم وخدم اس سلطنت کے خود بخود مسخر ہو جائینگے اور یہ حالت ہو جائیگی کہ ع از دوست یک اشارت واز ما بسر دویدن ۔ لیکن یہ دونون امر بطریق قاصد وہرکارہ سرسری نہ پہونچاوے کہ ع دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ۔ مختار توئی خواہ رسی یا نرسی ۔ بلکہ پدر مشفق اور طبیب ناصح کی طرح صعوبت امراض سے دلتنگ نہوا ور تدبیرات گوناگون کرے یعنے جیسی استعداد ہو اسیطرح دعوت شروع کرے اور ایک نوع دعوت سے دوسری پر انتقال کر جاے اور جب کہ بطلان استعداد بخوبی منقح ہو جاے اور عضو متعفن کا حکم پیدا کرے تو اوسکے ازالہ کی فکر کرے تاکہ اور اعضا کو فاسد نہ کر دے سو اگر مامور بجہاد وقتال ہی تو لشکر واسباب جنگ مہیا کرے اور اگر مامور بجہاد وقتال نہین ہی تو دعاے بد سے اونکو دفع کرے کہ شر اونکا اور افراد مین سرایت نہ کرے مقدمہ ثانیہ یہ ہی کہ قوم نوح کو اصل مرض یہ تھا کہ لوگ اوسکے طلب قرب حق اور استعانت حاجات مین مظاہر کاملہ اولیا سے گرفتار تھے اور مراتب تنزیہ بالکل اذہان سے محو تھے اور رفتہ رفتہ ارواح اولیا بھی بسبب کثرت حب دنیا اور قصور ادراک مرتبہ روحیہ نظر سے غائب ہو گئین تھین و ارواح شیطانیہ خبیثہ نے بجاے اونکے قائم ہو کے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ فریفتہ تھے یہانتک کہ نام اولیا تھا اور حقیقت مین شیطان اور بھی خاصہ جبلت بشریہ کا ہی کہ جب تسفل اختیار کرتی ہی اور ترقی اوج معرفت سے قاصر ہوتی ہی تو لپست ترین مراتب مین ٹھہرتی ہی اور ظاہر ہی کہ اگر نظر انکی عبادت اور تقرب مین اصل مراتب ارواح اولیا سے متوجہ ہوتی تو اون ارواح سے بھی ہدایت ہوتی اور جبتہ جستہ وہ ارواح منامات اور معاملات مین توجہ الی اللہ پر دلالت فرماتی اور شرک صریح سے باز رکھتی اور قوت وہمیہ انکی ایسی خراب تھی کہ طول عمر اور کثرت مال وبنون اور تکثیر عمارات اور باغات کو بیشتر دوست رکھتے تھے سو حضرت نوح علیہ السلام نے برعایت ان دونون مقدمون کے دعوت فرمائی اور انواع تخویف اور تطمیع فرماتے رہے کہ قریب ہزار برس کے اسی مین منقضی ہو گئے اور اس عرصہ دراز مین کئی قرن گذرے اور حالات متفاوتہ ظاہر ہوے اور استعدادین مختلف ہو گئین تسپر بھی کچھ اثر نہوا اور کسینے نہ مانا بلکہ یہی کہتے انؤمن لک واتبعک الارذلون یعنے کیا ہم تجھکو مانین اور تیرے ساتھ ہو رہین کمینے سے محنتی لوگ مراد ہین کیونکہ ہر پیغمبر کے ساتھ پہلے غریب ہوے ہین غرض یہ سنکر حضرت نوح نے فرمایا کہ مجھکو انکا صدق قبول ہی اونکے کام سے کیا غرض کہ اونکا پیشہ کیا ہی اونکا پوچھنا میرے پروردگار کا کام ہی اور مین نہین دور کرنیوالا مسلمانون کو تب بولے لئن لم تنتہ یا نوح

لتکونن من المرجومین یعنے اگر تو نہ چھوڑے گا ای نوح تو سنگسار ہوگا جب حضرت نوح علیہ السلام کو
یاس انکی اصلاح سے ہوئی ناچار ہلاک عالم کی دعا کی کما قال رب ان قومی کذبون فافتح بینی
وبینہم فتحا ونجنی ومن معی من المومنین اے رب میرے قوم نے مجھکو جھوٹلایا سو فیصلہ کو میرے
اور انکے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھکو اور جو میرے ساتھ ہین ایمان والے حق تعالی نے
اجابت فرمائی اب جاننا چاہیے کہ حضرت نوح قبل نزول آب عذاب یون وعظ ونصایح فرماتے
کہ اے قوم مقتضاے قومیت یہ ہے کہ جس چیز سے مین ڈرتا ہون تم بھی ڈرو اور میری نصیحت قبول
کرو کہ مین سچا ہون اور صاف تمکو ڈراتا ہون کہ اگر حجاب معبودان باطلہ مین رہوگے تو عذاب
سخت تم پر نازل ہوگا مناسب ہے کہ آپ کو اس حجاب سے نکال کے عبادت خدا اختیار کرو کہ یہی
عبادت ازالہ مرض کی دوا ہے لیکن پرہیز مخالفت سے شرط ہے اور اگر تمکو طریق عبادت اور تقوی
معلوم کرنا عقل سے ممکن نہو تو مجھسے سنو کہ دونون کے حاصل کرنیکا یہ طریق سہل ہے کہ میری اطاعت
کرو اور جو احکام الہی بتلاؤن قبول کرو تا عبادت مین خطا واقع نہو اور جب یہ قبول کروگے تو آثار
مجرمانہ سابقہ تم سے کم ہوجائینگے اور جو گناہ کہ ترک عبادت وتقوی ومخالفہ احکام الہی ہین تم سے صادر
ہوے ہین غفور رحیم بخشیگا لیکن وہ گناہ کہ بعد از اسلام تمسے صادر ہون گے یا وہ گناہ کہ حقوق خلق
سے متعلق ہین گو قبل اسلام ہون یا بعد اسلام بخشے نہ جائینگے الا مواخذہ عصیان ہین فی وقت معلوم تک
تاخیر ہوگی مگر باین ہمہ تخویف وانذار کسینے نہ مانا کہ اسی شامت سے چالیس برس تک پانی کا برسنا
بند ہوگیا اور زراعت وباغات واموال ومویشی تلف ہوگئے اور عورتین عقیمہ ہوگئین اور حیض
اونکا بالکل منقطع ہوگیا اور مردون کی منی قابل تولید نہین رہی اور چشمے ونہرین خشک ہوگئین مگر
ایسے کافر سخت دل تھے کہ جو شخص اونمین سے قریب موت کے پہونچتا تو حالت نزع مین اپنے
بیٹون اور قریبون کو وصیت کرجاتا کہ خبردار اس پیر مجنون کے قول پر فریفتہ نہو جیو اور طریق اسلاف
ہاتھ سے نہ چھوڑیو کیونکہ کئی قرن گذر گئے ہین کہ یہ ہمکو ڈراتا اور وعدہ نزول عذاب کرتا ہے پر کبھو وعدہ
پورا نہوا اور پتھرون سے مارنا اور چھوٹے چھوٹے لوگون کو مسخرا پن سے پیچھے حضرت نوح کے دوڑانا
دن رات سے تھا خصوص وعظ کے وقت ایسا مارتے تھے کہ خون نکل آتا تھا اور بیہوش ہوجاتے تھے
اور وہ پتھرون مین دب جاتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر نکالتے تھے پر حضرت نوح
یہی دعا کرتے تھے کہ الہی میری قوم مجھے نبی نہین جانتی ہے اور اسپنے زعم مین بے ادبی تیرے
پیغمبر کی نہین کرتے ہین بلکہ جاہل واحمق ہین غرض بعد طی کرنے مراتب دعوت کے حضرت نوح

مایوس ہو کر کہنے لگے کہ ای پروردگار مین نے امتثال امر مین حتی المقدور قصور نہین کیا کیونکہ مین نے بولایا قوم کو بطریق سرگوشی وخفیہ راتون کو اگرچہ وقت اندیشہ تھا مگر اس لیے کہ غیر کے روبرو فضیحت نہون اور دن کو بھی دعوت کرتا رہا کہ اوسمین بھی خلوت ہو جاتی ہی کما قال رَبِّ انی دعوت قومی لیلاً و نہاراً فلم یزدہم دعائے الا فراراً یعنے ای رب مین بلاتا رہا اپنی قوم کو رات و دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے حالانکہ مین اپنے نفع کے واسطے نہین بلاتا تھا کہ میری ریاست اونپر قائم ہو یا ان سے کچھ مزدوری کی خواہش ہو بلکہ خاص انھین کے نفع کے واسطے کہ تو انکے گناہ گذشتہ بخش وے کہ اس سبب سے مورد عنایت ورحمت ہو جائین اور آثار قہر وجلال سے خلاصی پاوین مگر یہ لوگ نفرت سے انگلیان کانون مین دے لیتے ہین اور اپنے منھ کو کپڑے سے لپیٹتے ہین تاکہ آواز دعوت کان مین نہ پہونچے اور میری صورت نہ دیکھ پڑے اور میری بات دلمین نہ لگ جاے اور اگر باوجود اسکے بھی گناہون سے باز رہتے تو بھی فی الجملہ تیرے غضب سے بچتے لیکن یہ تو گناہون مین اور بھی زیادتی کرتے ہین اور میری اطاعت مین تکبر چنانکہ سورۂ نوح مین حکایت فرماتے ہین وانی کلما دعوتہم لتغفر لہم جعلوا اصابعہم فی اذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکباراً یعنے اور مین نے دعوت کیا انکو تاکہ تو معاف کرے انکو ڈالنے لگے اپنی انگلیان کانون مین اور کپڑے اوڑھنے لگے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا اور اوسپر طرفہ یہ ہی کہ اپنے دلون مین یہ جانتے ہین کہ مین اپنی اطاعت اون سے چاہتا ہون اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ باتین جو ہمسے سرگوشی سے خفیہ کہتا ہی سو محض ہماری فریفتگی کے لیے کرتا ہی اور اگر اسکا کلام پوچ بیمعنی نہین ہی تو مجمع عام اور مجلس انام مین کیون نہین کہتا ہی کہ ہم اور ونکی اعانت سے جواب دہ ہون سو جب مین نے اُنکے وضع قرار سے دریافت کیا کہ خفیہ گوئی اور سرگوشی مین انکو بدگمانی ہوتی ہی تب مین نے برملا ہر مجلس مین دعوت شروع کی اور اسطرح الزام دینے لگا کہ عبادت غیر خدا حجاب دنیا اور آخرت کا سبب ہی اور عبادت خدا موجب حصول ثواب ہی چنانچہ فرمایا ثم انی دعوتہم جہاراً یعنے پھر مین نے بلایا انکو بآواز بلند تو اسپر یہ گمان کیا کہ یہ شخص پہلے تو ہمسے پوشیدہ کہتا تھا جب ہمنے نہ مانا تب از روے انتقام مجلسون مین خفیف کرنے لگا اور ہماری تفضیح پر مستعد ہوا ہی پھر ناچار ہو کے مین نے تیسرا طریق اختیار کیا جو کہ مابین اعلان اور اسرار کے ہی تاکہ دونون گمان انکے مضمحل اور منکسر ہو جائین چنانچہ فرمایا ثم انی اعلنت لہم واسررت لہم اسراراً یعنے پھر مین نے انکو کھول کر کہا

اور ب کر کہا چکے ہے پھر مین نے دیکھا کہ تینون طریق دعوت مفید نہوئے تب مین نے
یہ تج ز کیا کہ چالیس برس سے انپر بسبب پانی نہ برسنے کے عذاب ہے کہ کھیتیان اور درخت
اور ویشی وغیرہ سب ضایع ہوگئے ہین اور شامت اعمال سے انکی نسل بھی منقطع ہے اب
شا منافع دنیا کی طمع مین راہ خدا اختیار کرین تب ایک تقریر اور ہی انکی دعوت مین مین نے
شر ع کی اسطرح سے کہ اگر عبادت اور تقویٰ باشرایط ضروریہ ادا کر نہین سکتے ہو تو خدا سے
اس گناہون کی آمرزش چاہو اسواسطے کہ پروردگار آمرزگار ہے اگر سب گناہ نہ معاف کریگا تو بھی
اکثر روبال گناہونکا کم کردیگا کہ دنیا کی بلاؤن سے نجات ملیگی یعنے پانی برسادیگا اور مال
اور ولاد مین امداد کریگا اور باغات اور زراعت کو سرسبز کردیگا اور تالابون اور نہرون کو
جو مک پڑی ہین پر آب فرمادیگا چنانچہ فرمایا سورۂ نوح مین فقلت استغفروا ربکم انہ کان
غفا را یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انہارا یعنے
پہ مین نے کہا کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہی بخشنے والا چھوڑدے آسمان کی
تم دھارین اور بڑھتی دے تمکو مال اور بیٹون سے اور دیوے تمکو باغ اور ظاہر کرے تمہارے
وا سطے نہرین سو اسکو بھی انھون نے نمانا اور نافرمانی مین سرگرم ہین اب مجھکو انسے امید نہین ہے
اس واسطے کہ اگر باوجود گناہ کے بھی مخالفت کے تابع نہوتے تو احتمال تھا کہ رد باصلاح لائینگے اور
رف رفتہ اطاعت کرینگے لیکن یہ تو میرے مخالفون کی طرف مائل رہتے ہین اور حب مال اور
تکث ولاد مین ایسے مشغول ہین کہ رب الارباب کے ذکر سے اور سامان آخرت کے فکر سے
باا ک غافل ہوگئے ہین اور عمر عزیز اپنی اسی شغل خسیس اور دنی مین برباد کرتے ہین اور یہی
و سے میرے مخالف ہین اول اتباع اہل امارت و دول اور ارتباط ارباب کثرت اولاد و
اہا کہ یہ بات میری وضع کے نہایت مخالف ہے دوسری کثرت مال اور اولاد کو علت وجوب
اتب ع جاننا گویا انکار اتباع ہے اسواسطے کہ مین اس سے پرہیز رکھتا ہون بلکہ سب پیغمبر کثرت
ما اور اولاد سے مجتنب ہین تیسرے اصحاب کثیر الاموال وغیرہ سے اول لوگون کو اپنا
تد ع گردانتے ہین کہ وہ بعوض مال و اولاد کے آخرت کو برباد کرتے ہین کاش ایسے
لو ون کی اطاعت کرتے جو کثرت مال سے آخرت کماتے ہین تو بھی مضائقہ نہ تھا بلکہ یہ
ما ارون کا کہا مانا جنکو اموال و اولاد سے خسارا بڑھا اگرچہ ابتدا اسکی راہ حق سے دور رکھتی ہے
کہ ن جب مال جمع کرکے اور اولاد کی پرورش کرکے اونکو وسیلہ ثواب آخرت گردانتے تو بھی

راہ حق سے قریب ہو جاتے تاکہ انتہا بہتر ہوتی گو ابتدا بد تھی وانما العبرۃ بالخواتیم سوبھی انسے نہوا وراسے اسکے ایک بڑا ہی مکر کرتے ہین کہ بمقابلہ دعوت حق کہتے ہین کہ ہم تو خدا کی عبادت مین ثابت قدم ہین اور تم سے زیادہ مصروف ہین کیونکہ ہم مظاہر کاملہ حق کی عبادت کرتے ہین اور تم مرتبہ تنزیہیہ کی عبادت کرایا چاہتے ہو حالانکہ وہ مرتبہ تمھارے بیان سے موہوم معلوم ہوتا ہی تو یہ سخن تمھارا درحقیقت دال ہی منع عبادت پر اور طرفہ تر یہ ہی کہ اسی مکر کو مجلسون مین سفلون کے روبرو بیان کرتے ہین اور اپنے تابعین سے سمجھاتے ہین کہ اگر تمکو عبادت خدا کی منظور ہی تو مظاہر آلہیہ کی عبادت نچھوڑو ورنہ ترک عبادت حق لازم ہو جائیگا بالخصوص ودّ وسواعٌ ولغیوث ویعوق ونسر کو اصلا نچھوڑیو کہ تجلی آلہی ان پانچون پر بطریق اصالت ہوئی ہی کما قال اللہ فی سورۃ نوح ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا یعنے داؤ کیا ہی بڑا کہ سب کو سمجھا دیا اسکی بات نہ مانو اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکرون کو اور نچھوڑیو ودّ کو ونہ سواع کو ونہ یغوث ونہ یعوق ونسر کو پوشیدہ نرہے کہ منکران دین تین قسم کا مکر کرتے ہین ایک یہ کہ نفس رسالت واستحقاق نبوت مین شبہات لگاتے ہین جسطرح کفار مکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے رہے مگر یہ مکر سہل ہی کہ تدارک اسکا معجزات باہرہ سے ہو سکتا ہی دوسرا یہ کہ ربوبیت خدا کی انکار کرتے ہین اور رسول کے ارسال مین شبہات رکیکہ واہیہ پیش کرتے ہین اور اپنے نفس کو مستقل ومستغنی عن الرب جانتے ہین یا وجوب اطاعت احکام خدا ورسول اپنے ذمہ سے ساقط سمجھتے ہین جسطرح فرعون ملعون ومارب العالمین و انا ربکم الاعلی وما علمت لکم من الہ غیری ازروے تکبر کہا کرتا تھا سو یہ مکر پہلے مکر سے بھی اسہل ہی کیونکہ دلائل الوہیت ظاہر تر ہین رسالت سے تیسرا یہ کہ ربوبیت خدا ورسالت رسول کو تسلیم کرکے کہتے ہین کہ علم پیغمبرون کا بنا بر تفہیم عوام وتخویف اراذل واجلاف کے ہی واقفین حقایق اشیا کو احتیاج ایسے مقدمات خطابیہ کی نہین ہی کیونکہ درجہ ان علوم کا علوم تدبیریہ سے بالاتر ہی بلکہ معرفت حقیقت ربوبیت ورسالت جیسی ہمکو ہی رسولون کو نہین ہی اسواسطے کہ نظر رسولون کی سطحی وسرسری ہی اور حکیمون کی نگاہ تعمق واممعانی ہی سو یہ قسم مکر کی اشد ہی علاج اسکا دشوار چنانکہ اکثر فلسفی مذہب ویونانی مشرب اسی مکر وکفر مین گرفتار ہین اور اللہ صاحب نے سورۂ مومن مین انہین کا ذکر کیا ہی فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون یعنے جب آئے اونکے پاس پیغمبر اونکے کھلے معجزات لیکر خوش ہوسے

اوسپر جو اونکے پاس تھی وانش سے اور الٹ پڑی اونپر جس چیز پر ہنسا کرتے تھے پس قوم نوح
علیہ السلام اسی مکر مین مبتلا تھی لہذا ارشاد ہوا ومکروا مکرا کبارا **فائدہ** اس مقام سے معلوم ہوا
کہ پانی کا نہ برسنا ومال واولاد وکھیتی وباغات کا ضایع ہونا کبھو شومی عصیان سے بھی ہوتا ہی
اور استغفار اوسکے دفع کی علاج ہی لہذا ہمارے دین مین صلوۃ الاستسقا مقرر ہوئی اور اسمین
استغفار کا حکم ہوا شعبی سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ عہد خلافت عمر فاروق مین قحط پڑا تو حضرت
امیر المومنین عمر خطاب نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر نماز استسقا پڑھی اور منبر پر کھڑے
ہوکر سوا استغفار اور کچھ بھی نہین پڑھا جب فراغت ہوکر گھر آئے تو لوگون نے پوچھا یا امیر
آپ نے پانی برسنے کیواسطے دعا نہ کی فرمایا کہ مین نے پانی کی درخواست استغفار سے کی ہی اور
کریمہ استغفروا ربکم تا آخر پڑھی راوی کہتا ہی کہ پانی بہت برسا اور قحط دفع ہوا اور امام حسن بصری
سے روایت ہی کہ ایک شخص نے آپ سے قحط کی شکایت کی دوسرے نے فقر وافلاس کا گلہ
کیا تیسرے نے لاولد ہونیکا شکوہ کیا چوتھے نے نقصان زراعت وباغات کا ذکر کیا حضرت
حسن بصری نے فرمایا استغفروا ربکم حاضرین نے پوچھا کہ یا حضرت حاجات ان لوگون کے
مختلف ہین اور آنجناب نے صرف استغفار کا امر فرمایا فرمایا مین نے اپنی طرف سے تجویز نہین
کیا خود اللہ صاحب نے ان آفتون کی علاج استغفار فرمائی ہی اور کریمہ استغفروا ربکم پڑھنے لگے
اسی آیت سے حضرت امام اعظم نے استدلال کی ہی کہ حقیقت استسقا دعا واستغفار ہی اور نماز و
خطبہ وغیرہ ضرور نہین ہی اگر ہو تو بہتر ہی ورنہ اصل مقصود دعا سے استغفار ہی بالجملہ حضرت نوح
علیہ السلام نے ایمان قوم سے مایوس ہوکر اللہ صاحب سے پوچھا کہ اس قوم سے کوئی ایمان
بھی لاویگا یا نہین ارشاد ہوا سورہ ہود مین لن یومن من قومک الامن قد آمن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون یعنے
ہرگز ایمان نہ لاویگی تیری قوم مگر وہ جو ایمان لاچکا ہی سو تو غمگین نہو ان کے کامون پر جمہور اہل
تفسیر فرماتے ہین کہ اس مدت دراز مین نہین اسی آدمی ایمان لائے تھے القصہ جب ایمان سے
حق سے دریافت ہوا کہ ایمان قوم مقدر نہین ہی تب حضرت نوح نے کہا رب انی مغلوب فانتصر
یعنے ای پروردگار مین ناچار ہون اب تو ہی مددگار ارشاد ہوا سورہ ہود مین واصنع الفلک
باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون یعنے بنا تو کشتی ہمارے سامنے وہمارے
حکم سے اور نہ بول مجھسے ظالمون کے لیے یہ البتہ غرق ہونگے بعد اس وحی کے حضرت جبرئیل
ساج یا زیتون کی شاخ لائے اور حضرت نوح کو دی اونھون جمایا کہ چالیس برس مین درخت

دعای حضرت نوح علیہ السلام واسطے ہلاکت قوم

کامل طیار ہوا اور مدارک مین ہو کہ دو برس مین کشتی بنائی گئی اور اس عرصے مین حضرت نوح نے دعوت سے ہاتھ اٹھایا اور قوم نے تکلیف دینی موقوف کر دی جب درخت کاٹا گیا اور لکڑی خشک ہو کے قابل بنانے کشتی کے ہوئی حضرت جبرئیل نے ایک نقشہ بنا دیا اوسکے موافق حضرت نوح نے بنانا شروع کیا پھر وحی ہوئی کہ کشتی جلد طیار کر تب دو کاریگر بڑھی مزدوری پر بدد کو لیے اور سام و حام و یافث کو بھی شریک کام رکھا اس حالت مین اشراف قوم دیکھکر مسخرا پن سے کہتے کہ یہ مرد دیوانہ ہو اول پیغمبر بنا تھا اب بڑھی ہوا ہی چنانچہ سورۂ ہود مین فرماتے ہین

ویصنع الفلک وکلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون یعنے وہ تو کشتی بناتا ہی اور جب گذرتے اوسپر سردار قوم کے ہنسی کرتے اوس سے کہا اوسنے اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہین تم سے جیسے تم ہنستے ہو حاصل یہ کہ وہ ہنستے تھے اسپر کہ زمین خشک پر پانی کا بچاؤ کرتا ہی اور حضرت ہنستے تھے اسپر کہ موت سر پر کھڑی ہی اور یہ بیوقوف ہنستے ہین اخبار الدول مین ہو کہ طول کشتی کا چھ سو گز اور عرض تین سو بیس گز تھا اور بعضے کہتے ہین کہ طول تین سو گز کا اور عرض پچاس گز اور بلندی تیس گز کی تھی یہ قول تراجم تورات سے ماخوذ ہو اسقدر فرق ہو کہ ترجمون مین گز کی جگہ ہاتھ ہو اور بعضے کہتے ہین کہ طول ایکہزار دو سو گز کا و عرض چھ سو گز کا یا تین سو گز کا تھا یہ قول ماخوذ ہو اوس روایت سے جسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کعب ابن حام سے دریافت کیا ہو اور اونکو اندعا کرکے پوچھا ہی تب اوسنے بیان کیا اور تفسیر مدارک و معالم مین ہو کہ وہ کشتی ساج کی لکڑی کی تھی اور طول تین سو گز کا یا ایک ہزار دو سو گز کا اور عرض پچاس گز کا یا چھ سو گز کا اور بلندی تیس گز کی تھی اور یہی روایت ہو کہ اسی گز کا طول پچاس گز کا عرض تیس گز کا ارتفاع مگر معارج النبوۃ مین ہو کہ صحیح و مختار یہ ہو کہ طول چھ سو ساٹھ گز کا اور عرض تین سو ساٹھ گز کا تھا اور جسطرح طول و عرض مین اختلاف ہو اسیطرح طبقات مین بھی اختلاف ہو بعضے کہتے ہین کہ تین طبقے تھے اول انسانونکا معہ زاد و مایحتاج مدارک مین ہو کہ جسد آدم علیہ السلام بھی اسی طبقہ مین رکھا تھا مابین رجال و نساء تاکہ ایک ہو جاے دوسرا وحوش و طیور کا تیسرا چارپایون و درندون کا اور بعضے کہتے ہین طبقہ اوسکے پرندون کا و اوسط آدمیونکا و اسفل دواب و وحوش کا اور بعضے کہتے ہین سات طبقے تھے اول آدمیون کا دوسرا تابوت آدم کا تیسرا طیور کا چوتھا درندون کا پانچوان چارپایون کا چھٹوان دواب کا ساتوان دانہ و کاہ و غلہ وغیرہ کا روایت ہو کہ کشتی کا سر مثل سر مرغ

وسینہ اوسکا مثل سینہ بط و دم مانند دم کبوتر اور بعض مفسرین کے نزدیک صورت کشتی کی مثل مرغ و سر مانند سر طاؤس وسینہ مثل سینہ کبوتر و دم مثل دم خروس الغرض اسطرح کی کشتی تیار ہوئی تھی کہ صدمہ آب سے کچھ نہو اور آب آسمانی کے بچاؤ کے لیے ایک سرپوش لکڑی کا رکھا تھا اور رفع ظلمت کے واسطے روزن کہ اوس سے روشنی تھی یا حضرت حق نے دو موتی بجائے آفتاب و مہتاب بھیجے تھے کہ آپ انسے شب و روز مین تمیز ہوتی تھی یہ روایت ابن عباس کی ہے محققین کہتے ہین کہ اونھین سے اوقات عبادت پہچانے جاتے تھے اول حضرت نوح نے مواقیت صلوٰۃ کا تعین کیا ہے اور لیل و نہار کی چوبیس ساعتین مقرر فرمائی ہین آور اخبار الدول مین حضرت ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک چشمہ زال کا جس جگہ کشتی بنتی تھی جاری فرمایا کہ اوسنے جوش مارا اور تختہاے زیرین کو سطلا کر دیا تجلہ اونیسوین ۱۹ ماہ آذار روز جمعہ کشتی تیار ہو گئی تو حضرت نوح نے علامت نزول عذاب دریافت کئے ارشاد ہوا کہ جب جوش مارے تنور تب معلوم کر کہ ہمارا حکم آیا اوسوقت کشتی مین ڈال لے ہر جنس کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسکے حق مین آگے حکم ہو چکا ہے اور نہ کہہ مجھسے ان ظالمون کے واسطے کہ اونکو ڈوبنا ہے چنانچہ فرماتے ہین فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیہا من کل زوجین اثنین واہلک الا من سبق علیہ القول منہم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون جمہور مفسرین قائل ہین کہ تنور سے تنور آدم پر مراد ہے جو مسجد کوفی مین تھا اور بعضے کہتے ہین موضع عین الوردہ متعلقات شام ہے ... بعلبک سے متصل واقع ہے اور ابن عباس کے نزدیک ہند مین تھا اور بعضے کہتے ہین کہ فار التنور ... مراد یہ ہے کہ پانی زمین سے جوش مارے گا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث فرماتے ہین کہ تنور سے مراد تنور غضب الٰہی ہے اور بعضے کہتے ہین تنور لوہے کا تھا اور بعضے کہتے ہین پتھر کا تھا کذا فی اخبار الدول اور من سبق علیہ القول سے کنعان و مان اوسکی والدہ مراد ہین القصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال سام و حام و یافث اور انکی بیبیان اور لونڈی غلام اور اسی آدمی کہ ایمان دار تھے لیکر منتظر آمد طوفان بیٹھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر جنس کا جوڑا پکڑ لائے اور حضرت نوح نے بموجب وحی ایک سال کا کھانا پانی بھی جمع کر رکھا یہانتک کہ اہلاک قوم کا حکم پہنچا اور بیٹے حضرت نوح کے کشتی بنانے والون کے واسطے کہ سب ستره آدمی تھے تنور مین روٹی پکانے لگے دفعۃً اسفل تنور سے پانی نے جوش مارا کہ اُسنے دوڑ کر اپنے باپ سے اطلاع کی اوسیوقت حضرت نوح مع توابع کشتی مین جا بیٹھے اور حضرت جبرئیل نے ہر جنس کا جوڑا داخل سفینہ فرمایا اور اللہ جل شانہ نے چند فرشتے واسطے حفاظت کشتی کے متوکل فرمائے

اور آسمان سے بلا ابر پانی کی دھارین چھوڑنی شروع کین اور زمین سے اپنے چشمے جاری کر دیے کہ جو کچھ زمین پر تھا نیست و نابود ہو گیا کذا فی اخبار الدول اور اللہ صاحب سورۂ ہود مین فرماتے ہین ترجمہ یہ ہے کہ وہ کشتی بہتی ہی لہرون مین جیسے پہاڑ کسواسطے کہ کھولدیے تھے اللہ نے دہانے آسمان کے پانی کی ریل سے اور بہا دیے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اس حال مین حضرت نوح نے اپنے بیٹے کنعان کو کہ ایک کنارے پر تھا پکارا کہ اس کشتی مین چڑھ آ کافرون کے ساتھ نہو اُسنے کہا مین کسی پہاڑ سے لگ رہونگا جو مجھکو بچا لیگا حضرت نوح نے کہا آج کے دن کوئی قہر الٰہی سے نہین بچا سکتا مگر جس پر وہ رحم کرے اس رد و بدل مین ایک موج آئی اُسنے کنعان کو کھینچ لیا تب حضرت نوح نے کہا ای پروردگار یہ میرا بیٹا ہی میرے گھر والون مین اور تیرا وعدہ سچا ہوتا ہی ارشاد ہوا کہ وہ نہین ہی تیرے گھر والون مین اسکے کام ناشایستہ ہین فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاہلین یعنے مت پوچھ مجھسے جو تجھکو نہین معلوم مین نصیحت کرتا ہون تجھکو تا کہ تو احتراز کرے جاہل ہونے سے حضرت نوح نے التماس کیا کہ مین پناہ مانگتا ہون اس سے کہ پوچھون تجھسے جو معلوم نہو مجھکو فائدہ اگرچہ آدمی پوچھتا ہی وہی بات جو معلوم نہو لیکن مرضی معلوم ہونا چاہیے اور یہ کام جاہلون کا ہی کہ مرضی سے بے مرضی وقت بیوقت پوچھ بیٹھتے ہین و لہذا حضرت نوح نے پناہ مانگی مگر یہ نہ کہا کہ ایسا نہ کرونگا کیونکہ اسمین دعوی نکلتا تھا اور بندے کا مقدور کیا ہی جو اسطرح کہیگا اِس سے پناہ مانگی کہ مجھسے کبھی نہو مدارک مین ہی کہ کنعان پسر صلبی حضرت نوح کا بقول جمہور تھا و بقول غیر مشہور مسماۃ والعہ کا بیٹا تھا یہ قول مطابق ترجمۂ توریت ہی اسلیے اوسمین لکھا ہی کہ یہ شخص پسر نوح نہ تھا یعنے ربیب تھا تفسیر حسینی مین ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کوفے سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گانون سے جو کہ جزیرے مین واقع ہی کشتی پر سوار ہوے اور مدارک مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیٹھنے والے کشتی کے آٹھ نفر تھے حضرت نوح و زوجہ مومنہ آنکی و حام سام و یافث اور تینون کی بیبیان روایت ہی کہ زوجہ مومنہ حضرت نوح کی مسماۃ عمدہ مادر سام تھین اور مدارک مین ہی کہ بعض کے نزدیک پانچ مرد اور پانچ عورتین اور بعضے کہتے ہین کہ دس مرد تھے چار نفر مذکور اور چھ اور دس انکی عورتین کہ سب بیس ہوتے ہین اور بعضے اکثر بیان کرتے ہین ستر مرد و عورت اور اولاد نوح سام و حام و یافث اور عورتین انکی اور صحیح اسی نفر ہین سواے اہل و عیال کے حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ چالیس روز پانی آسمان سے برسا و چالیس روز زمین سے نکلا اور بعد چھ مہینے کے پہاڑونکے سر کھلے اور پانی اسقدر بلند تھا کہ پہاڑ والے درخت بھی ڈوب گئے تھے اور پرندون کو بھی نجات نہ تھی

بعض روایات مین ہی کہ چالیس گز پانی پہاڑون سے بلند تھا اخبار الدول مین ہی کہ دسوین رجب سے طوفان شروع ہوا اور دسوین محرم کو رفع ہوا اور کشتی پانی مین ایکسو پچاس دن رہی اور آب طوفان گرم تھا جب وہ پانی رال کو جو زیر کشتی لگی ہوئی تھی پہونچا تو رال پگھلنے لگی حضرت نوح متردد ہوے جناب الٰہی سے دو اسم اپنے تبلاے کہ حضرت نے اُس سے دعا مانگی کہ رال کا پگھلنا بند ہوا اور جسقدر پگھلی تھی منجمد ہوگئی وہ اسم اہیا اشراہیا ہی بعد اُسکے یہی اسم وقت القانار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم کیے یہ دونون اسم اعظم توریت مین ہین اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہی کہ اول کشتی پر دائرہ یعنے بندہاے کشتی چڑھاے گئے اور آخر کو حمار یعنے گدہا کیونکہ ابلیس گدہے کی دم پکڑے تھا ہر چند حضرت نوح نے کھینچا نہ آیا تب فرمایا چڑھ آ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو سو وہ بھی گدہے کے ساتھ کشتی مین آیا حضرت نے پوچھا تو کسطرح آیا اُسنے کہا آپ ہی نے بلایا ہی فرمایا لعنت ہی تجھپر کہ تو نے اس قوم کو ہلاکت مین ڈالا ابلیس نے کہا یہ آپ کے فرمانے کی بات نہین ہی حضرت نے کہا اگر اب بھی توبہ کرے تو خدا رحم کرے اُسنے کہا اگر توبہ قبول ہو تو کرون سو حضرت نوح نے دعا کی ارشاد ہوا کہ مرقد آدم کو سجدہ کرے یہ بات سنکر ابلیس نے انکار کیا بعضے روایت کرتے ہین کہ عوج ابن عوق بھی حضرت نوح کے پاس آیا تھا کہ مجھکو بھی کشتی مین چڑھا لیجیے حضرت نوح نے دفع کیا تفسیر زاہدی مین ہی کہ بعض کے نزدیک نام اسکا عج تھا اور بعضے عاج ابن عوج اور بحر مواج مین ہی کہ نام اوسکی مان کا عوق تھا یا عناق معالم التنزیل مین درازی اسکے قد کی تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز کی لکھی ہی اور زاہدی و عرائس مین تیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز ہی اور صحیح یہ ہی کہ بڑا طویل القامة تھا اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہی کہ پانی طوفان کا بلند پہاڑون سے بلند تھا لیکن عوج کی زانون تک تھا اور بعضے قائل ہین کہ تمام روے زمین مین عوج باقی رہا تھا تاکہ مردم آیندہ کو خبر کرے اور بعضے کہتے ہین کہ اسنے کشتی کیواسطے لکڑی لانے مین اعانت کی تھی اس سبب سے نہین ڈوبا روایت ہی کہ یہ شخص نواسہ آدم تھا اوسکی مان سے اول فعل زنا کا عالم مین صادر ہوا تھا کہ اوسکی شامت سے اسکو سانپ و بچھو و کرگس نے مارکر کھایا القصہ جب غضب الٰہی بصورت آب جوش مین آیا اور حضرت نوح کشتی مین سوار ہوے اور سرداران کفار ڈوبنے لگے تو بعضے مکار مکانات بلند و پہاڑون کی اور بعضے شیشے کے محلون مین جنکو باصفاے خبر طوفان تعمیر کرائے تھے جا بیٹھے اور حضرت نوح نے یہ حال دیکھکر خوف کیا کہ مبادا کوئی کافر بچ رہے لہذا دعا کی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنے نہ چھوڑ زمین پر منکرون کا ایک گھر بسنے والا یعنے عموماً کوئی کافر بسنے والا زمین کا

اسم اعظم در توریت اہیا اشراہیا

مرقد آدم

باقی نرہے خواہ میرے ملک مین ہویا غیر مین خواہ اصحاب مکر وتلبیس سے ہو یا تابع و مقلد خواہ میری
قوم واصل سے ہو یا اجنبی و غیر قوم اور اس مقولے مین کیا ہی معقول تعلیل فرمائی کہ انک ان تذرہم
یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا آ یعنے اگر تو چھوڑ دیگا اونکو بہکا وینگے تیرے بندون کو اور
نہ جنینگے مگر بدکار ناشکر **فائدہ** لفظ دیارا اسواسطے فرمایا کہ ابلیس و ذریت اوسکی خارج رہے
کیونکہ سکونت انکی زمین پر نہین ہی بلکہ سطح زمین پر اکثر دربہی نہین کرتے ہوا مین رہتے ہین اور
بقاے ابلیس تا قیامت حضرت کو معلوم تھی تو اگر ہر کافر کی ہلاکی روے زمین سے چاہتے تو تقدیر
مبرم کے خلاف تھا اور حضرات انبیا تقدیر کے خلاف دعا نہین کرتے اور جو تعلیل اپنی دعا کی حضرت
نوح نے فرمائی سو اسواسطے کہ بعض اوقات مین کافرون کے باقی رہنے مین کچھ حکمت ہوتی ہی
گو بالفعل گمراہی مین مبتلا ہون جسطرح حضرت صلعم کے عہد کرامت عہد مین اکثر لوگ شدید الکفر
تھے آخرش ایمان لاے اور جہادات کفار مین معین و مددگار رہے یا گاہ گاہ ایسا بھی ہوتا ہی کہ
کافرون سے امید اولاد نیک بخت کی ہوتی ہی سو یہ فائدہ حضرت نوح کے نزدیک بالکل منتفی
ہوگیا تھا لہذا فرمایا کہ انک ان تذرہم یضلوا عبادک الخ کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی
فائدہ اس تعذیب مین حضرت میکائیل بھی مع توابع شریک تھے یعنے بحکم الٰہی آنھون نے کائنات جو
کو واسطے استمالے آب کے اور روح ارض کو واسطے تفجیر عیون کے اور حیوانات بریہ
و وحشیہ و سباع و حشرات کو بنا بر عمل کشتی اور آب و ہوا کی روح کو فعلا و انفعالا مسخر کیا تھا
حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہین کہ تغریق آب پر اس معرکے مین اکتفا نہین فرمائی بلکہ عقوبت
بر تنبیہ بھی مد نظر ہوئی چنانچہ سورۂ نوح مین ارشاد ہوتا ہی فادخلوا نارا فلم یجدوا لہم من دون اللہ
انصارا آ یعنے پھر بٹھلائے گئے آگ مین پھر نہ پایا اپنے واسطے اللہ کے سواے کوئی مددگار
خلاصہ یہ کہ بعد غرق بلا فاصلہ آگ مین چلیگئے نہ کہ آتش دوزخ مین جو دور ہی چنانچہ ضحاک سے
روایت ہی کہ قوم نوح کے لوگ ایک طرف سے غرق ہوتے تھے دوسری طرف سے جلاے
جاتے تھے **فائدہ** یہ آیۃ عذاب القبر پر دلیل صریح و کافی ہی اور یہ بھی مستنبط ہوتا ہی کہ گنہگار
کسیطرح سے مرے خواہ دریا مین ڈوبے یا آگ مین جلے یا درندہ پھاڑے عذاب قبر مین گرفتار
ہوتا ہی جسطرح مقبور کیونکہ معذب روح ہی نہ بدن تا کہ بقا اسکی شرط تعذیب ہو پوشیدہ
نرہے کہ مین طوفان غضب الٰہی مین حضرت نوح نے اس خوف سے کہ یہ مواخذہ عامہ نمونہ
قیامت ہی ایسا نہو کہ ترک اولی پر جو مجھسے ہو جاتا ہی اور معاصی فرعیہ پر جو کہ مومنون سے

واقع ہوتے ہین سو خاتمہ ہو یہ دعا فرمائی کہ رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین و
المومنات ولاتزد الظالمین الا تبارا یعنے اے رب معاف کر مجھکو اور میرے مان باپ کو اور جو آدمی داخل
ہو میرے گھر مین ایماندار و سب ایمان والے مردون و عورتون کو اور گنہگارون پر رکھو برباد ہونا اس
آیہ مین گھر سے مراد کشتی ہی اور ایمان کی قید اسلیے لگائی کہ ابلیس خارج ہو جاسے کیونکہ وہ استحقاق
مغفرت نہین رکھتا اور ایمان دارون کی مغفرت اسواسطے چاہی کہ مبادا کسی گنہگار کے شامت گناہ
سے کشتی ڈوب جاسے اور بیگناہ مارے پڑین اسواسطے کہ عقوبات عامہ دنیویہ مین امتیاز و تفرقہ نہین
ہوتا چنانچہ عذاب قوم مین اطفال و مجانین بھی ہلاک ہو جاتے ہین بلکہ لایعقل کو بھی تکلیف پہونچتی اور
اس دعا مین مسلمانون کو بڑی بشارت ہی قیامت تک اسواسطے کہ حضرت نوح کی دعا اہلاک کفار مین
بالیقین قبول ہوئی تو دعاے مغفرت مومنین و مومنات بھی سب تک مقرون اجابت ہوئی ہوگی روایت
صحیح ہی کہ سفینہ نوح سات روز حرم شریف کے گرد طواف کرتا رہا مگر زمین حرم مین نہین گیا اور بعضے
کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے بیت اللہ پھر ایک پہاڑ کا سرپوش کر دیا تھا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور
بعضے کہتے ہین کہ بیت المعمور کو آسمان پر اٹھوا لیا تھا و ہوالاصح روایت ہی کہ جب کشتی جانب شام چلی
تو پہاڑون نے اپنے سر اونچا کیے مگر وہ بحکم خدا جودی پہاڑ پر ٹھہری اور ارشاد ہوا یا ارض ابلعی ماءک
ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین یعنے اے
زمین نگل جا اپنا پانی وا ای آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور
حکم ہوا دور ہون قوم بے انصاف تراجم توریت مین جو بالفعل نصاری کفار کے پاس ہین لکھا ہی کہ سال
طوفان کے دوسرے مہینے دسوین کو نوح کشتی پر سوار ہوے اور سترھوین کو طوفان شروع ہوا اور
ایکسو پچاس دن کے بعد پانی کم ہونے لگا اور سترھوین روز ماہ ہفتم کے کشتی پہاڑ پر ٹھہری اور دسوین
مہینے کے پہلے دن چوٹیان پہاڑون کی دکھلائی دین اور چالیس دن کے بعد حضرت نوح نے کھڑکی
کشتی کی کھولی تو پانی زمین پر موجود تھا پھر چودھوین دن حال دریافت کیا الغرض دوسرے سال
کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کشتی کی چھت اوٹھوائی تو زمین سوکھی نظر پڑی اور دوسرے مہینے کی
ستائیسوین کو خدا کے حکم سے مع ہمراہیون کے کشتی سے اترے بالجملہ طوفان کی تمام مدت تین
سو پینسٹھ دن کی ہوئی اور صحیح یہ ہی کہ مدت طوفان چھ مہینے کی ہوئی اور دو ہزار دو سو بیالیس برس ہبوط
آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور دسوین یا گیارھوین رجب سے دسوین محرم تک طوفان رہا
الغرض بعد ٹھہر جانے کشتی اور خشک ہونے پانی کے ارشاد ہوا یا نوح اہبط بسلام منا و برکات

علیک و علی امم ممن معک وامم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم یعنے اے نوح اُتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتون کے ساتھ تجھپر اور کتنے فرقون پر تیرے ہمراہیون مین اور کتنے فرقون کو فائدہ دینگے پھر پہونچے گی ہماری طرف سے اونکو دکھ کی مار اس مقام مین حقتعالی نے تسلی فرمائی کہ پھر تمام نوع انسان پر ہلاک نہ آوے گا قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہونگے **فائدہ** ارباب تواریخ سواے اس طوفان کے دو طوفان اور بھی لکھتے ہین ایک طوفان قبل پیدایش حضرت آدم کا دوسرا طوفان عہد موسی علیہ السلام کا لیکن اول طوفان اور طوفان زمانہ حضرت نوح علیہ السلام عالمگیر تھا اور طوفان زمانہ موسوی خاص اہل مصر کے واسطے تھا اور جو بعضے کہتے ہین کہ کئی ہزار برس کے گنبد جسطرح گنبد ہرمان اور بعض بت خانہاے ہنود باقی تھے سو یہ بات دلیل نفی طوفان کی نہین ہوسکتی کیونکہ جائز ہی کہ امکنہ مذکورہ بسبب استحکام و مضبوطی بنا کے آب طوفان سے منہدم نہوے ہون اور دوسرے حضرت نوح مین مکانون کی خرابی بھی مندرج نہ تھی صحیح بخاری مین قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کشتی نوح اوائل اسلام تک باقی تھی اور اہل زمان نے اوسکو دیکھا تھا معالم التنزیل مین ہی کہ وقت طوفان قوم نوح مین کوئی لڑکا نہ تھا بلکہ سب لوگ جوان یا بوڑھے تھے القصہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اُترے اور حکم ہوا کہ ایک شہر آباد کرو چنانچہ اوسی جزیرے مین جہان پہاڑ پر کشتی ٹھہری تھی ایک قصبہ آباد کیا اور سوق ثمانین اسکو نام زد کیا اسواسطے کہ اسی نفر کشتی مین تھے بعد چند روز کے سب لوگ مرگئے حضرت نوح علیہ السلام اور اونکے بیٹے سام و حام و یافث اور انکی بیبیان کہ اونھین سے آبادی عالم دنیا کی ہوئی کما قال اللہ تعالی وجعلنا ذریتہم الباقین احوال اونکا آگے بیان کیا جائیگا ولادت باسعادت حضرت نوح علیہ السلام کی بعد گذرنے ایک سو چھبیس برس وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ایکہزار چھسو بیالیس سنہ ہبوطی تھے اور جب پچاس برس کی ہوے تو نبی ہوے اور نو سو پچاس برس دعوت قوم فرمائی کما قال اللہ تعالی فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما اور چھ سو برس کے تھے جب کشتی پر سوار ہوے اور اخبار الدول مین توریت سے نقل کیا ہی کہ تین سو پچاس برس بعد طوفان زندہ رہے لیکن صحیح یہ ہی کہ قبل بعثت و بعد طوفان کا حال تحقیق نہین معلوم ہوتا ہی معالم مین حضرت ابن عباس سے منقول ہی کہ چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی و بعد طوفان ساٹھہ برس تک زندہ رہے و بقول مقاتل دو سو پچاس برس کے تھے تب مبعوث ہوے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی کل عمر ایک ہزار چار سو تیس برس کی

ہوئی وبقول وہب ایکہزار چارسو برس[۱۴۰۰] عمر ہوئی اور عین المعانی مین ہی کہ تین سو برس[۳۰۰] کی عمر مین
مبعوث ہوے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی اور تین سو پچاس برس بعد طوفان اس عالم
مین رہے اور معارج النبوۃ مین ہی کہ ایکسو پچاس برس کی عمر مین مبعوث ہوے اور نو سو پچاس برس
تبلیغ رسالت فرمائی اور طوفان کے بعد تین سو برس زندہ رہے اور کل عمر ایک ہزار چارسو برس
ہوئی اور ایک ہزار پانسو برس بھی روایت مین آئے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مگر صحیح تر از روے
تحقیق یہ ہی کہ ولادت حضرت نوح کی سنہ ایک ہزار چھہ سو بیالیس ہبوطی مین ہوئی اور واقعہ
طوفان سنہ دوہزار دوسو بیالیس مین ہوا اور وفات سنہ دوہزار پانسو بانوے ہبوطی مین ہوا تو
اس حساب سے عمر حضرت نوح نوسو پچاس برس کی معلوم ہوتی ہی کذا قال مولانا رفیع الدین الدہلوی
روایت ہی کہ جب وفات حضرت نوح قریب تر پہونچی تو حضرت جبرئیل یا عزرائیل علیہما السلام نے
پوچھا یا اطول الانبیاء عمراً تمنے دنیا کو کسطرح دیکھا فرمایا جسطرح دو دروازے کا گھر کہ ایک سے
در آیا دوسرے سے نکل گیا روایت ہی کہ آخر عمر مین حضرت نوح نے سام اپنے بیٹے کو وصی
و ولیعہد قرار دیا اور فرمایا کہ تجکو دو باتین کرنا واجب ہین اور دو ترک کرنا لازم اول لا الہ الا اللہ
وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر کو اپنا ورد کر کہ انکی شان عظیم ہی اگر آسمان و
زمین سے یہ کلمات وزن کیے جاتے تو زیادہ نکلین دوسرے سبحان اللہ بحمدہ ہمیشہ پڑھا کر کہ یہ
کلمے کل مخلوق کے واسطے وظیفہ ہین پڑھنے والا اسکا محتاج نہین ہوتا اور جو دو باتین واجب الترک
ہین وہ شرک و کبر ہین کہ انسے ہمیشہ دور رہنا فرض ہی اور بعد ان وصیتون کے حضرت نوح نے
وفات پائی اور فرشتون نے غسل دے کر نماز پڑھی مقام قبر مین اختلاف ہی بعض مسجد الکوفہ
مین اور بعضے جبل الاحمر مین اور بعضے مدینہ کرک مین زیر جبل لبنان بیان کرتے ہین وہو الاصح
صاحب اخبار الدول لکھتے ہین کہ مدینہ کرک مین مزار شریف واقع ہی کہ اسکی زیارت ہوتی ہی **فائدہ**
ابن عساکر اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ وہ پانچون بت جنکو قوم نوح نے مظاہر حق ٹھہرایا تھا حالت
طوفان مین مٹی کے نیچے دب گئے تھے سو ابلیس مردود نے کہ اوسنے پوشیدہ کیے تھے عرب کے
لوگون کو نکالکر سپرد کیے اونھون نے اپنے معبود قرار دیے چنانچہ ود کو بنی قضاعہ نے
دومۃ الجندل مین قایم کیا اور اوسکی پرستش مین مصروف ہوے پھر بنو قضاعہ سے بنو کلب
کو پہونچا کہ زمانہ حضرت صلعم مین اونھین کے پاس تھا اور یغوث کو بنی طے نے اپنے ملک مین
خدا بنا کر رکھا پھر اوسے بنو مراد عاریتہ لیگئے اور اوسکی عبادت کرتے رہے یہانتک کہ بنو خاصہ

نے اون سے زبردستی لینا چاہا سو بنو مراد اوسے لیکر بنو جرت کے ملک مین چلے گئے اور یعوق کو بنو کہلان
نے لیا پھر اونسے بنو حارث قبیلۂ ہمدان مین آیا اور نسر کو بنو خثعم نے لیا کہ ابتدا سے اسلام مین وہ
قوم ناپاک اسیکی عبادت مین مصروف تھی اور سواع کو اولاد بنی الکلاع حمیری نے لیا کہ اونسے
تمام گروہ حمیر کو پہونچا مگر سوا ان بتون کے عرب مین ایکسو ساٹھ بت اور بھی تھے جسطرح
لات بنی ثقیف مین اور عزیٰ بنو سلیم و بنو غطفان مین اور بنو نضیر و بنو سعد و بنو بکر مین منات اور
آساف و نائلہ و ہبل مکے مین کہ اہل مکہ نے آساف کو مقابل حجر اسود کوہ صفا پر رکھا تھا اور نائلہ کو
مقابل رکن یمانی اور ہبل کو اندرون بیت اللہ مگر یہ بت سب بتون سے قد و قامت مین بڑا تھا
اور آٹھ گز کا لنبا تھا اور قریش وقت لڑائی کے اسی کا ورد رکھتے تھے چنانچہ ابو سفیان نے کفر کی
حالت مین عقب غزوہ احد سے پھرا ہی تو اسی ہبل اپنے ٹھاکر کی مدح کیا کرتا تھا اور قدما اور مدینہ
سورہ مین سلسل اہل تحقیق فرماتے ہین کہ یہ پانچون بت جو قوم نوح مین تھے ہر شخص کے پاس موجود
ہین اور ہر آدمی اوسکی عبادت و پرستش مین مبتلا ہی الا ان حفظہ اللہ باحسانہ اسلیے کہ بدن ہر شخص کا
ودہی جو کہ روح کا محبوب ہی اوسکی الفت مین جملہ احباب و اصحاب سے حقیقت محض مین دائما
اسیکی پرورش و پرداخت و تزئین و تسمین و خوراک و پوشاک و ریاضت و صلاح و دلک و حمام و سرمہ
و شانہ مین بلا لحاظ خویش و بیگانہ مصروف رہتا ہی اور سواع ہر آدمی کا نفس ہی کہ قیام جان و تن
اوسکی سبب سے جانتا ہی لہذا ہمیشہ مشتاق لذات و احتراز مضرات مین ساعی رہتا ہی اور عبادت
خدا و اطاعت انبیا علیہم السلام مین قاصر اور یغوث ہر آدمی کے مان باپ اور بیٹا بیٹی اور بھائی
بہن ہین کہ فریادرسی و اعانت و امداد کا اونسے متوقع ہوکے ایسی کوشش و سعی اونکی رضاجوئی و استرضا
مین کرتا ہی کہ فرمودہ قادر مطلق و نبی برحق سے آنکھین چرا جاتا ہی اور یعوق ہر شخص کا مال ہی کہ ادائے
زکوٰۃ و صدقات و اعانت ذوی الحقوق و عبادت معبود و صلاح و تقویٰ سے منع کرتا ہی اور یہ شخص
دفع بلیات و آفات کی اوس سے توقع و امید رکھتا ہی اور نسر ہر ایک آدمی کا شیطان ہی کہ حرص و طمع
و غصہ و غضب کے وقت دفعۃً کردہ ناکردہ برابر کر دیتا ہی اور وساوس فاسدہ و اعتقادات باطلہ
ایسے سکھاتا ہی کہ ایمان ہی جاتا رہتا ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو اب خوب آگاہ رہنا چاہیے کہ جبتک
انسان ان پانچون بتون سے خلاصی حاصل نہ کرے گا دعاے مغفرت حضرت نوح علیہ السلام
مین داخل نہوگا اور سوا اسکے ایک نکتہ اور بھی جاننا ضرور ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے
جناب باری مین التماس کیا ہی کہ میری قوم کے کافر پیدا نہ کرین گے مگر بدکار و ناشکر گذار حالانکہ

کافرون سے اکثر لوگ نیکبخت وسعادت مند پیدا ہوے ہین جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر بت تراش سے پس ظاہر مین یہ قول مخالف واقع ہی اس شبہہ کے جواب مین اہل تفسیر کو اختلاف ہی علماے ظاہر کہتے ہین کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کا حال وحی سے معلوم ہوگیا تھا سو یہ حکم علی العموم نہ تھا بلکہ خاص اوسی قوم سے تھا اور بعضے قائل ہین کہ قبل آمد طوفان وحی ہوئی تھی کہ تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لاوے گا سواے اونکے جو ایمان لائے ہین اس کلام سے حضرت نوح نے استنباط کیا کہ اب میری قوم سے سواے کافر کے اور کوئی پیدا نہوگا کیونکہ اولاد قوم بھی داخل قوم ہی لہذا حضرت نوح نے اس شرط وجزا کو جناب الٰہی مین التماس کیا اور حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ اس دعا مین حضرت نوح پر بسبب تنگ دلی واستیلاے غضب خدا کے غلبہ حال طاری ہوا کہ حضرت نے بحال ظاہر یون حکم کیا اس دلیل سے کہ جو نطفہ کہ نفوس خبیثہ مظلمہ سے ظاہر ہوگا اور بتدبیر اوس نفس تاریک کے ترتیب پاویگا البتہ مستعد قبول نفس خبیثہ کا ہوگا جسطرح مولود کا بدن کہ صفت مین والد کے بدن سے موافق ہوتا ہی یا مسترشد کہ نوع کمال مین شیخ کے مطابق ہوتا ہی ولہذا بولتے ہین کہ الولادۃ الروحانیہ مثل الولادۃ الجسمانیہ پس یہ مقولہ حضرت نوح کا منجملہ زلات غلبہ حال سے تھا کہ اور انبیاؤن سے بھی ہوا ہی جسطرح قتل قبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زلت عمل تھی لاجرم اس عرض کے مقابلے مین کنعان کے کفر سے مطلع فرمایا جسطرح حضرت داؤد علیہ السلام کو بمقدمہ زن اوریا دو شخصون کو شریک گروان کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھیجا اور متنبہ فرمایا فائدہ زلت انبیاؤنکے معنی یہ ہین کہ فعل مباح کا ارادہ کیا اوسمین فعل حرام صادر ہوگیا مگر اوس فعل پر استقرار نہین ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہوگیا جیسا قتل قبطی موسیٰ علیہ السلام سے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہی کہ حال غالب والدین کے باطن کا بلاشبہہ نفس اولاد مین سرایت کرتا ہی لیکن غیر غالب پس لازم نہین کہ وہ بھی اولاد مین سرایت کرے اسیواسطے کہتے ہین کہ الولد سر لابیہ یعنے اولاد حالت پوشیدہ ہی باطن پدر کی اور جب یہ فرق ظاہر ہوا تو پوشیدہ نرہے کہ بعض اوقات کا فر حسب استعداد فطری وجبلی اصل مین پاک ہوتا ہی مگر ظاہر مین اوسپر عادات قوم واوضاع واطوار آبا واجداد غالب ہوگئے کہ اونکے دین سے متدین ہوگیا الا باطن اوسکا آفت سے سالم ہی تو اس سے اولاد با ایمان اوس حالت نورانیہ مین پیدا ہوتی ہی جسطرح حضرت ابراہیم آزر سے اور حضرت علی مرتضی ابوطالب سے اور حضرت عمر خطاب سے سو حضرت نوح علیہ السلام کہ ہزار برس دعوت قوم کرتے رہے وہ بلاشک اپنی قوم کی

کیفیت ظاہری و استعداد باطنی سے بخوبی واقف ہو رہے تھے اور بالیقین جان چکے تھے کہ اب استعداد فطری سالم نہین ہو بلکہ حالات ظلمانیہ مستولی ہو گئے ہین اور انکا اصرار کفر پر تقلیدی اور باعتقاد آبائی نہین ہو اسلیے ارشاد کیا انک ان تذرہم الی آخرہ اور یہ التماس مقبول بلا تامل و تکلف و بلا عتاب ہو گیا اور تولد کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام سے منافی اس تعلیل کے نہین ہو کہ اسکو کوئی متقشف تنبیہ و عتاب پر حمل کرے اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حصر تولید فاجر کفار مین علت وجوب اہلاک گردانی تھی نہ اصل تولید کا فرد فاجر کیونکہ نیکبختون سے بدبخت بھی پیدا ہوتے ہین اور سعادتمند بھی پس خیریت بعض اولاد کی شرارت بعض اولاد سے معارض ہو کر علت افنا نہین ہوتی ہو اور کچھ بعید نہین ہو کہ وقت تولد کنعان ہئیتہ ظلمانیہ بعض زلات و ترک اولی کی قائم ہو گئی ہو کہ اوسکو کنعان نے اوٹھا لیا اور بھی تعجب نہین ہو کہ اوسکی مان مسماۃ والعہ کہ منافقہ تھی فساد استعداد کا سبب پڑ گئی ہو اس سے لازم نہین آتا کہ فساد استعداد کو حضرت نوح علیہ السلام سے نسبت کرین بالجملہ عدم تولید بجز کافر و فاجر مین اور تولید کافر و فاجر مین بڑا فرق ہو اثبات ایک کا دوسرے کو نفی نہین کرتا تا کہ تنبیہ و عتاب صورت پکڑے اور ایک شبہہ اور بھی ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر اولوالعزم تھے گمراہی کی دعا اپنی قوم کیواسطے کسطرح فرماتے حالانکہ انبیا کا کام ہدایت کی دعا کرنیکا ہو نہ ضلالت و گمراہی کی جسطرح حضرت ابراہیم و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اللہم اہد قومی جواب اس شبہہ کا یہ ہو کہ یہ دعا اوسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور توقع ہدایت بالکل قطع ہو گئی کما حاء فی القرآن لن نومن لک الا من قد آمن لہذا حضرت نوح نے چاہا کہ قوم سے انتقام لین تب دعا زیادتی گمراہی کی فرمائی تا کہ عذاب بھی سخت نازل ہو اور بخوبی ذلیل و رسوا ہون اور جان لین کہ پیغمبر کا دل کڑھایا اوسیکا ثمرہ پایا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون و فرعونیون کے ایمان سے مایوس ہوے تو اسی قسم کی دعا مانگی کہ آخر سورۂ یونس مین اللہ صاحب زبان کلیم اللہ سے حکایت فرماتے ہین وقال موسیٰ ربنا انک آتیت فرعون وملاءہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلک ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم یعنے اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تو نے دی ہو فرعون کو اور اوسکے سرداروں کو رونق و مال دنیا کی زندگی مین اے رب اسواسطے کہ بہکا دین تیری راہ سے اے رب مٹا دے اونکے مال و سخت کر اونکے دل کہ نہ ایمان لاوین جب تک دیکھین عذاب سخت اس مقام سے

فائدہ بیان شبہہ

فائدہ جواب شبہہ

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو اپنے لوگون سے بھی سچے ایمان کی امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانین گے اسمین عذاب تھم جاتا اور کام فیصل نہوتا تھا اسواسطے دعا فرمائی کہ یہ لوگ جھوٹا ایمان نلاوین بلکہ قلوب انکے سخت رہین تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہوجاے **فائدہ** حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے مناسبت ہی کہ اور پیغمبرون کو نہین ہی اول تو یہ کہ قوم نوح کا عذاب موعود وقت انذار و تخویف سے بہت بعید واقع ہوا کہ ہزار برس کا فاصلہ پڑا اسیطرح عذاب موعود کافران امت مرحومہ کا بھی بہت بعید ہی کہ قیامت کو ہوگا جو کچھ کہ ہو بخلاف اور پیغمبرون کہ اونکی قوم کو دنیا ہی مین بفاصلہ قریب ہلاک فرمایا ہی چنانچہ فرعون چالیس برس بعد غرق ہوا اسیطرح اور کافر جیسے نمرود و شداد و قوم صالح و قوم عاد کہ عذاب دنیا مین بفاصلہ قریب مبتلا ہوے ہین اور یہ امت مرحومہ عذاب دنیا سے محفوظ ہی بلکہ تعذیب کفار و فساق و منافقین و کاذبین قیامت پر رکھا گیا ہی اور دنیا مین قتل و گرفتاری سے بعض وقت عبرت و تنبیہ کیجاتی ہی دوسرے یہ ہی کہ مدت دعوت حضرت نوح علیہ السلام اور ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہی فرق اتنا ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام بذات خاص اوس مدت تک زندہ رہے اور دعوت فرمایا کیے اور ہمارے حضرت نے اپنے نائب چھوڑے اور خود عالم قدس کو تشریف لیگئے کہ انھون نے ہزار برس یہ دعوت قائم رکھی اور بعد گذرنے ہزار برس کے ادیان باطلہ مثل نانکی و ہنودی وغیرہ پیدا ہوے کہ انھون نے اپنی طرف بلانا شروع کیا اوسوقت سے توحید دعوت برہم ہوگیا مگر عہد کرامت مہد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مین تفرد اسکا تجدید قائم ہوگا اور از سرنو دوسری بار منکرون پر الزام حجت کیا جاسے گا تاکہ مستحق عذاب و نکال ہون تیسری یہ کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی تمام عالم پر عام تھی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عام ہی فرق اتنا ہی کہ بعثت حضرت نوح کی اہل عصر پر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر کہ بعد اوسکے موجود ہوے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل عصر و آئندہ پر تا قیام قیامت عام ہی حدیث شریف مین ہی بعثت علی الناس عامۃ وکل نبی بعث الی قومہ خاصۃ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تمام موجودین تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ موجودین اور جو پیدا ہوتے جائینگے تا انقراض عالم اور سر یہ ہی کہ حضرت نوح کے وقت مین جمیع اہل الارض شرک مین گرفتار تھے اور اسیطرح حضرت کے وقت بعثت مین اور بھی وہ عذاب جو دعاے

حضرت نوح پر موعود تھا جملہ اہل زمین کو عام تھا اگر اونکو سب لوگون پر مبعوث نکرتے اور اتنی عمر عطا نہ فرماتے تو ہلاک عام بگناہ خاص لازم آتا اور یہ بات قاعدہ عدل وحکمت کے خلاف تھی چنانچہ وہ عذاب کہ اسوقت کے کافرونکے واسطے موعود ہی بھی عام ہی یعنے تخریب عالم اگر بعثت انجناب کی عام نہوتی تو بھی وہی قباحت لازم اتی چوتھی بعثت حضرت نوح علیہ السلام متصل قیامت وسطے کے ہوئی اور بعثت ہمارے پیغمبر خدا کی متصل قیامت کبرٰی سے ہوئی برخلاف اور پیغمبرون کے پانچوین بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلہ تقرب الی اللہ بجز ذات بابرکات آنجناب اور کوئی نہ تھا اور عبادت ومعرفت حق مین سواے انکی امت کے اور اتباع امت کے دوسرا نظر نہ آتا تھا تو ایک تفرد عجیب اس کارخانہ مین انکو نصیب ہوا سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداے بعثت سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ جملہ ادیان منسوخہ لائق تقرب نرہے اور وسیلہ عبادات ومعارف اونکے باطل وبے اثر ہوگئے اور بعد نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام بقرب قیامت پھر وہی تفرد حقیقۃً وحکماً ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جلوہ گر ہوگا اور کوئی دین سواے دین اسلام کے عالم مین نرہےگا اور توجہ الی اللہ اسی شان مین منحصر ہوجائیگا کذا حققہ شیخنا استاذنا مولانا عبد العزیز المحدث الدہلوی فی تفسیرہ العزیزی فائدہ اللہ جل شانہ نے اس حالت مین کشتی بنانیکا حکم صادر فرمایا اوسمین طرح طرح کے منافع خلق کے واسطے رکھے ہین کما قال فی سورۃ الحاقہ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیۃ یعنے تاکہ رکھین اسکو تمھاری یادگاری کو اور سنے اوسکو کان سننے والا یعنے کان اسکو سنکر یاد رکھین کہ جب خوف غرق دلون پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا بنابر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے سے دوسرے کنارہ کو یا پیمایش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانۂ روان اجسام نباتیۂ خشبیہ سے طیار کرلو اور بلا تامل وبے تکلف بآرام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جاؤ اور عقل سے دریافت کرو کہ باوصف شدت آب طوفان جو کہ مادہ عذاب تھا اللہ تعالی نے کسطرح اس کشتی کی ذریعہ سے ہمکو بچایا اور باوجود شرکت عذاب کے ہمکو عذاب سے محفوظ رکھا اسیطرح لازم ہی کہ بنابر نجات از ثقل طبعی گناہان کہ مانند بحر زخار تند موج تیرہ وتہ دار قعر ہاویہ دوزخ مین غرق کنندہ ہین توسل اون لوگون سے حاصل کرنا چاہیے کہ ظرف الطف سے ہون جسطرح کشتی کی لکڑی ہواے لطیف کا ظرف ہوگئی تھی سو اس امۃ مرحومہ کے لیے وہ ظرف لطیف اہل بیت ہین کہ اونکی محبت ومتابعت موجب محبت حضرت صلعم ہوجاتی ہی اور ثقل طبعی گناہون کے دفعیہ مین

تریاق کا حکم رکھتی ہی بیت مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد * دست در پاے کبوتر زد وناگاہ رسید * لہذا حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ مثل میرے اہلبیت کی تم مین مثل کشتی حضرت نوح کے ہی جو کہ اوس کشتی مین سوار ہوا وسنے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا اور وجہ تخصیص حضرات اہلبیت کی یہ ہی کہ حضرت نوح کی کشتی کمال عملی کی صورت تھی اور حضرات اہل بیت کو بھی حقتعالی سنے کمال عملی خاتم المرسلین کا نمونہ بنایا تھا کہ اسکو طریقت کہتے ہین کیونکہ کمال عملی حضرت کا کسی شخص کو حاصل نہین ہوسکتا جب تک کہ وہ شخص قواے روحیہ آنجناب سے مناسبت نرکھتا ہو جیطرح عصمت و حفظ وقوت وسماحت اور یہ مناسبت بدون ولادت وعلاقہ اصلی و فرعی کے غیر ممکن ہی سو اس کمال کو تمامہ اسیطرف سے جاری فرمایا اور امامت کے معنی یہ ہین کہ جسکا وصی ایک سنے دوسرے کو کیا اور یہی ہی سر اسکا کہ یہ بزرگ مرجع سلاسل اولیا ہوسے ہین اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہی چارناچار اوسکا استفاضہ ان بزرگون پر منتہی ہوتا ہی اور اس کشتی مین سوار ہوتا ہی بخلاف کمال علمی آنجناب کے کہ وہ بیشتر صحابہ مین جلوہ پذیر رہا ہی اسلیے کہ انطباع اس کمال کا استداد صحبت تلمیذ واستاد پر موقوف ہی اور حل مشکلات واستخراج مجہولات مین اوسکی ضرورت ہی لہذا ارشاد ہی کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور جو کہ قطع دریاے حقیقت بدون بازوے علمی وعملی ممکن نہین ہی تو مرد مسلمان کو دونون سے تمسک واجب ہی جسطرح قطع سفر دریا بدون سواری کشتی کے اور بلارعایت حال نجوم کی محال ہی ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے متمیز نہوگی اور جو حضرت صلعم سنے بعد نزول کریمہ وتعیہا اذن واعیہ جناب امیر سے فرمایا کہ مین سنے اللہ سے سوال کیا ہی کہ کردے ایسے کان تیرے ای علی سو وجہ تخصیص کی یہ ہی کہ اہلبیت نبوت کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا اسلیے کہ اوسوقت مین اہلبیت رسول مقبول کہ قابل امامت اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور اونکی تربیت وتعلیم دوسرے پر محول فرمانا شان آنحضرت صلعم کے خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کے حضرت امیر کو تعلیم فرماکر امام اوسکا قرار دیا اور اپنے کمال عملی کو اونکی صورت مین متصور کرنا ضرور ہوا کہ آنجناب بحکم ابوت اوس کمال کو اپنے صاحبزادون کو پہونچادینگے تاکہ یہ سلسلہ تاقیام قیامت اونکے توسط سے جاری رہے اسواسطے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بخطاب یعسوب المسلمین مخاطب فرمایا بعہذا جناب امیر صغر سن سے حضرت کی خدمت مین رہے اور علاقہ دامادی بھی رکھتے تھے اور جملہ امور مین رفیق تھے اس سبب سے حکم فرزندی بھی آنپر صادق آتا تھا اور اونکو بسبب قرابت قریبہ کے مناسبت

کلیہ تامہ قواے روحانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی پس جناب امیر گویا ظل اور صورت کمال علمی آنحضرت تھے کہ عبارت ولایت وطریقت سے ہی اور یہ استعداد انکی روز بروز دعاے آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی اور غایۃ مرتبہ کمال کو پہونچی کہ آثار اوسکے جملہ سلاسل کے اولیاؤن مین ظاہرا اور باطنا ہویدا اور پیدا ہین حاجت بیان نہین ہذا ما حققہ مولانا استاذنا سے فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ** مخفی نرہے کہ مناسبت حضرت نوح علیہ السلام کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب رسالت عامہ من وجہ ہی ورنہ رسالت ہمارے رسول رب العالمین کی تمام ذرات عالم کو شامل ہی جسطرح ربوبیت رب اور بعثت ہمارے حضرت کی سواے افراد انسانیہ کے جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات وجمادات پر بھی ہی کما قال اللہ تعالی وما ارسلناک الا کافۃ للناس وتبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا یعنے بڑی برکت ہی اوسکی جسنے اوتارا فیصلہ اپنے بندے پر تاکہ رہے جہان والون کو ڈر پس علماء امت متفق ہین کہ مراد بندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جن عالمین مین داخل ہین اور بقول سبکی رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ بھی عالمین مین معدودہ ہین وہوالاصح عند المحققین مگر رسالت آنحضرت ملائکہ پر بجمیع احکام شرعیہ نہین ہی بلکہ بمجرد توحید واقرار نبوت اور بعضے عبادات کہ اللہ تعالی نے فرشتون سے مخصوص فرمائے ہین اور بیہقی اور حلیمی نے عدم رسالت آنحضرت فرشتون پر بیان کی ہی اور فخرالدین رازی اور برہان نسفی وعلامہ جلال الدین محلی نے اجماع نقل کی ہی سو بعضے اعیان علما مثل علامہ کمال الدین ابن ابی شریف وغیرہ اس نقل پر راضی نہین ہین بلکہ فرماتے ہین کہ رازی اور نسفی اس نقل اجماع مین منفرد ہین اور کسی نے نقل نہین کی اور مدار نقل اجماع کا کلام حفاظ امت پر ہی مثل ابن المنذر وعبدالبر اور مواہب لدنیہ مین ہی کہ لایق اس مقام پر توقف ہی کیونکہ دلیل قطعی کہ مستلزم یقین ہو موجودہ نہین ہی اور شیخ عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ اہل تحقیق کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی اجزاء عالم وجمیع اقسام موجودات پر ہی و اسلام احجار وسجدہ اشجار وشہادت حیوانات رسالت آنحضرت پر چہ معنی دارد مگر جن وانس کو مرید ومختار پیدا کیا ہی انسے کفر وعصیان صادر ہوتا ہی اور ان سے بجز ایمان وطاعت کچھ سرزد نہین ہوتا جسطرح ملائکہ سے اور نص قرآنی کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اسپر مشعر ہی کیونکہ یا اور نون عالمین مین اپنی حقیقت پر ہین جیسے کہ رب العالمین مین اور اسیطرح ابن حجر مکی نے درمنضود مین شیخ الاسلام مازری سے نقل کیا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ مراد ناس سے کریمہ وما ارسلناک الا کافۃ للناس مین جن وانس ہین نظر اشتقاق ناس نواس بمعنی حرکت سے اور بعضے

مخصوص بانس کہتے ہین بلحاظ اشتقاق انسان انس ضد وحشت سے وہو الاصح مگر اس سے
تخصیص عالمین کی بنی ادم پر لازم نہین آتی ہی کذا فی المواہب اور تکمیل الایمان مین حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت مبعوث بکافہ جن وانس ہین و اہذا رسول الثقلین
کہلاتے ہین اور اجنہ کا حضور آنحضرت مین اور ایمان لانا اور قرآن سننا اور اپنی قوم کو خبر پہونچانا
اور دعوت کرنا منصوص قرآن ہی اور اکثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص آنحضرت
بیان کرتے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی کہتے ہین اسمین شک نہین کہ جن زمرۂ مکلفین مین ہین
اور تکلیف نہین ہوتی جب تک کسی پیغمبر سے نہ سنے یا کسی صادق سے جسنے کسی پیغمبر سے روایت
کی ہو سماعت نکرے اور یہ بات متفق علیہ ہی کہ جنس جن سے کوئی پیغمبر مبعوث نہین ہوا اور قرآن مجید
مین جن سے منقول ہی کہ انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی
صراط مستقیم اور ظاہر اس آیت سے یہ ہی کہ جن شریعت موسی کا ایمان رکھتے تھے اور مہتدی بہدا
موسی تھے پس خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوئی کہ اور انبیاؤن کی دعوت بالمشافہہ
نہین تھی بلکہ بسماع کتاب اللہ کہ اوسکو سنکر عمل کرتے تھے اور آنحضرت سے بالمشافہہ پوچھتے تھے
اور ایمان لاتے تھے قال السیوطی وہذا ما ذہب الیہ الضحاک وہو الظاہر اور جو ضحاک اور اوسکے
توابع کہتے ہین کہ رسل جن موافق کریمہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم قوم جنات سے معلوم
ہوتے ہین سو ظاہر آیۃ سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی لیکن قائلین اس قول کے اس امر کے قایل نہین
کہ یہ امر مستمر رہا ہو بلکہ یہ اختلاف ملل سابقہ مین تھا اور اس ملت مین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تو جنات اور غیر جنات پر بھی مبعوث ہوے ہین اور ضحاک نے یہ سخن کہ رسل جن اونھین سے
ہوے ہین مطلق نہین کہا ہی بلکہ مقید کہا ہی کذا فی المواہب تتمہ بعض اہل تاریخ سام و حام و یافث کو
پیغمبرون مین شمار کرتے ہین لہذا احوال مختصر ان حضرات کا بھی لکھنا مناسب معلوم ہوا اب پوشیدہ
نرہے کہ روضۃ الصفا وغیرہ تواریخ مین لکھا ہی کہ جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور ایک نوع کا اطمینان
حاصل ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ربع مسکون اپنے بیٹون پر تقسیم فرمایا یعنے حضرت سام کو
عراق و فارس و خراسان و شام عنایت کیا اور دیار مغرب و زنگبار و حبش و ہندوستان حام کو اور
چین و ماچین و ترکستان یافث کو چنانچہ مدارک مین ہی کہ عرب و روم و فارس اور مخلوقات وسط
معمورۂ عالم سام کی اولاد مین اور اہل ہند و زنگ و حبش حام کی اور ترک و یاجوج و ماجوج یافث
کی بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو بنظر فراست و دیانت و صلاح و تقوی اپنا

ولیعہد خلافت قرار دیا اور اسرار نبوت انکو تفویض فرمائے اور اپنی اولاد کو تاکید کر دی کہ انکے تابع رہیں
یہ حضرت پانسو برس تک بعد طوفان زندہ رہے اور وقت وفات حضرت نوح علیہ السلام چار سو
اڑتالیس برس کے تھے اکثر انبیا و اولیا و حکما و سلاطین انھین کی نسل مین ہین اللہ جل شانہ نے انکو
نو بیٹے عطا کئے ارفخشد ابو الانبیا کیومرث ابو السلاطین اشود یفن یورح لاد علم یا عیلام ارم نور چنانچہ
اکثر خوزستان عیلام کی اولاد ہین اور اکثر اہل شام و دیار بکر و عراق اشود کی اور شہر مداین و رحبہ
و نینوی اشود کے آباد کیے ہین اور اہل ارمن نسل ارم مین ہین عاد و ثمود و جرہم و عملیق انھین مین
ہین چنانچہ عاد یمن مین رہا اور ثمود مابین شام و حجاز اور بعض اولاد جرہم بھی حجاز مین رہے و قحطان
ابن عاد و یعرب ابن قحطان انھین کی نسل ہین یعرب نے اول عربی زبان بولی ہے وارض یمن مین بادشاہ
ملوک یمن کا باپ ہے اس کے عہد مین زبانین متفرق ہوئین کہ اولاد سام مین انیس زبانین ہوئین و
اولاد حام مین سترہ و اولاد یافث مین چھبیس عمر سام کی چھ سو برس کی ہوئی و وفات بروز جمعہ ہوئی کذا
فی اخبار الدول اور حام ابن نوح ساحل بحر محیط پر جانب جنوب مقیم ہوے رنگ انکا سیاہ تھا انکے
بھی نو بیٹے ہوے ہند سند زنج نوبہ کنعان کرش قبط بربر حبش اور اولاد انکی سودان مغرب و بلاد حبش
و زنگبار و ہندوستان مین منتشر ہوئی اور سترہ اٹھارہ قسم کے لغت مین کلام کرتے تھے یعنے
ہر فرقہ ایک لغت بولتا تھا جسکو دوسرا نہ سمجھتا اسی سبب سے پریشان ہوے اور ہر گروہ نے
ایک شہر آباد کیا چنانچہ مشہور ہے کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک عمارات واقع ہین
وہان بعض اولاد مقیم ہین اخبار الدول مین ہے کہ پہلے رنگ حام کا گورا تھا بسبب دعاے حضرت
نوح سیاہ ہو گیا اور موافق باپ کے اولاد بھی سیاہ رنگ ہوئی اور حضرت نوح نے یہ بھی دعا کی تھی
کہ حام کی اولاد لونڈی و غلام اولاد سام و یافث کے ہون چنانچہ ویسا ہی ہوا عمر حام کی پانسو چھبیس
برس کی ہوئی اور یافث ابن نوح جانب شمال و مشرق رخصت ہوے اور حضرت نوح نے ایک
اسم اعظم بتعلیم حضرت جبرئیل ایک پتھر پر نقش کر کے عنایت کیا جسکو حجر المطر کہتے ہین اونکے گیارہ
بیٹے ہوے ترک خزر صقلاب کمار چین منسج خلج روس سدسان عربان رح اور وفات یافث
بمرگ مفاجات دریا مین ڈوب کر ہوئی اور ترک ولیعہد ہوا اور مقام اسبلوک مین مقیم ہوا یہ آدمی ہوشیار
اہل دانش مین تھا اول اسنے گھاس پھوس کے مکان بنائے پھر خیمہ و خرگاہ ایجاد کیے اسی کا
بیٹا تودک ہے اسکے وقت مین نمک ظاہر ہوا اتراک اصلی اسیکی اولاد ہین اور خزر نے جانب شمال
کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کیا اور اسکی اولاد مین رسم روباہ گیری جاری ہوئی آونھون نے

لومڑی کی کھال کا اپنا لباس بنایا بعد چندے ایک بیٹا اوسکا مرا اور طریق تدفین سے واقف نہ تھا
چندے متحیر رہا آخر یہ خیال مین آیا کہ ہمارا باپ دریا مین ڈوب کر مرا ہی اور آگ پانی کے مخالف ہی مناسب ہے
کہ ہم اپنے مردے کو آگ مین جلاوین چنانچہ خزر نے بمشورہ بعض اہل شور سے گاتے بجاتے اوس
مردے کو لیگئے اور جلا دیا کہ یہ رسم ابتک اون شہرون مین جاری ہی اور ظہور غسل اسی کے عہد مین
ہوا اور صقلاب بسبب کثرت عیال کے دیار روس مین گیا اور اوسنے تھوڑی زمین اپنے بھائی
سے ... ہی اسنے انکار کیا تب کماری دخزر کے پاس آیا اونھون نے بھی جواب صاف دیا لاچار ہوکر
تینوں بھائیون سے لڑا اور بھاگا اور اقلیم سابع کے ڈر سے زمین کے نیچے مکان بنا کے مقیم ہوا
اور کاری مرد عیاش وشکار دوست تھا سو حدود بلغار مین اقامت پذیر ہوا بلغار و برطام دو بیٹے
اسکے ہوے سمور وسنجاب وقاقم کے لباس انھون نے نکالے اور چین مرد عاقل تھا صورت گری
ونقاشی وجامۂ ابریشمی اوسی نے ایجاد کیے اور چین کا بیٹا ماچین ہوا اوسنے باجازت پدر ماچین
آباد کیا جسطرح یافث نے بنام پسر چین آباد کیا تھا نافہ مشک ماچین نے نکالا ہی باقی اولاد کا حال
مفصل کسی کتاب مین نظر نہین آیا لیکن اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ بسبب اختلاف السنہ متفرق ہوگئے
اور اطراف عالم مین آباد ہوے اور بعضے جنگلون مین جا رہے اور یہ بھی تتبع کتب سے واضح ہوتا ہی
کہ نسبت جمیع اتراک ومغول وتاتار وقبچاق یافث ابن نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہی **فائدہ** ظہور
شراب قرار واقعی حضرت نوح علیہ السلام کے عہد مین ہوگیا تھا مگر شہرت اسکی یافث کے عہد مین
ہوئی در نکاح بھائی بہن کا حضرت نوح کے عہد مین حرام ہوگیا تھا ذکر انکا سورۂ اعراف وہود و
یونس وقمر وعنکبوت وشعرا ونوح مین ہی **فائدہ** مؤلف مرآۃ المخلوقات نے لکھا ہی کہ اولاد قابیل
ہندوستان مین بادشاہ ہوے تھے انھون نے جنات سے طریق مناکحت جاری کیا تھا کہ اولاد
مرکب نے کتب جنات پڑھے اور متشرع بشریعت جنہ ہوگئے آخرکار اپنا نسب مہادیو و برہما سے
ملانے لگے فقیر مؤلف اس کتاب کے نزدیک یہ سخن اسکا مطابق تواریخ معلوم ہوتا ہی کیونکہ تواریخ
مین آیا ہے جب حضرت نوح نے ربع مسکون اپنے بیٹون مین تقسیم کیا تو حام کو دیار مغرب جانب جنوب
حصہ ... ام کا مشرق سے تانہایت مغرب عنایت کیا زنج وحبش وہند وسند بھی نام اونکی اولاد و
احفاد کے ہین ازانجملہ ہند کہ پسر کلان تھا مع اپنے بھائی سند کے ایک مقام پر گیا اور ایک شہر آباد
کیا او ... سند کے دو بیٹے بروایت بعضے ہوئے نام انکے ملتان وٹھٹھہ ہین اور ہند کے چار بیٹے ہوے ازانجملہ
ایک پو ... ب بھی ہی اوسکے بیالیس بیٹے ہوے سو اوسنے ممالک ہند آباد کیے اور کشن نام ایک شخص کو

اسپنے بھائیون سے بادشاہ کیا یہ شخص جسیم طویل القامت تھا اوسنے اودہ آباد کیا مگر یہ کرشن کنہیا نہین ہی جسکی پرستش ہنود کرتے ہین جب کشن مرا تو مہاراج اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا اس عرصہ مین بادشاہ فارس ضحاک ماران تھا پھر بعد سات سو برس کے ہنو نامی بچا مہاراج سنے خروج کیا مہاراج سنے ضحاک سے مدد چاہی ضحاک سنے گرشسب بن نریمان کو جوا جداد رستم مین تھا معین کیا کہ اوسنے ہنود کو مارا و براہ سراندیپ پھر گیا اور جب مہاراج مرا تو کیشوراج راجہ ہوا اوسنے سنگلدیپ کو ضبط کیا آخرکار دکھن کے راجاؤن سنے غلبہ کیا تب کیشوراج سنے منوچہر سلطان فارس نبیرہ ایرج ابن افریدون سے مدد چاہی اوسنے سام نریمان کو بھیجا تو کیشوراج سنے غلبہ پایا اسوقت دیار پنجاب سام نریمان کو انعام مین ملا بعد ازان فروز رائے ابن کیشوراج راجہ بھی افراسیاب والی توران کا مطیع ہوا اوسنے دیار پنجاب سام نریمان کے نائب سے بجبر لے لیا اسوقت سام نریمان مرگیا تھا بعد ازان رستم ابن زال پوتا سام نریمان کا عہد کیقباد مین آیا اوسنے فروز رائے کو قتل کیا اوسورج رائے فرمان روائے سند کو کہ اولاد سند ابن حام سے تھا اوسکے قائم مقام کیا اسی عرصہ مین ایک ساحر نے آپ کو بلفظ برہمن مشہور کیا تو سورج رائے مع توابع اپنے اسکا تابع ہوا تب شریعت جنات کہ طوفان نوح مین معدوم ہوگئی تھی پھر رواج پذیر ہوئی و سلسلۂ انساب اہل سند و ہند و اکثر احفاد حام و یافث رام و لچھمن و مہادیو و برہما وغیرہ سے شامل ہوا یہ لوگ اقوام جنہ و شیاطین سے زمانے ست جگ و ترینتا و دواپر و کل جگ مین گذرے تھے اور اوسی برہمن سنے بعد تنسیخ و ترمیم کتب مندرسہ جنات سورج رائے وغیرہ کو تعلیم کیے اور یہ قرار دیا کہ یہی مذہب و دین تمہارے اسلاف کا ہی کہ ابتک اوسی کے خرابی ڈالی ہوئی ہنود مین موجود ہی

تفریح پنجم در احوال حضرت ہود علیہ السلام

اہل سیر کے نزدیک نام ہود علیہ السلام کا عابر تھا حضرت سام ابن نوح کے پروتے تھے باین ترتیب کہ عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام اور شالخ بمعنی رسول و تقولی وکیل و ارفخشد بمعنی چراغ روشن اور عابر اسم عربی ہی اور ہود عبرانی لقب حضرت ہود کا بنی اسعد اور نام اونکی عورت کا میشا صبا تھا اور درج الدرر مین ہود ابن ارفخشد لکھا ہی اور مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مین یون تصحیح کی ہی کہ ہود ابن عبد اللہ ابن رباح ابن جاور ابن عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام مگر اس ترتیب مین قبیلۂ عاد مین داخل ہوتے ہین حالانکہ تحقیق اہل تاریخ کی یہ ہی کہ بنی اعمام

عاد سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ہود کے باپ کا نام عابر تھا چنانچہ حسان ابن ثابت فرماتے ہین
سا ابونا نبی اللہ ہود ابن عابر الغرض حضرت ہود علیہ السلام گندم رنگ کثیر الشعر حسن الوجہ اشبہ آدم
علیہ السلام سے تھے اور شریف القوم و سخی و عابد و رحیم تھے پیشہ اونکا تجارت تھا سو اونکو اللہ
صاحب نے قبیلہ عاد اولی پر برسالت و شریعت نوح مبعوث فرمایا اور اس قوم مین تیرہ گروہ تھے
اور بادشاہ انکا عاد تھا مہتاب پرست ایکہزار دو سو برس کی اوسکی عمر ہوئی اور نسب اس عاد کا اسطرح
پر تحقیق ہوا ہی کہ عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام پوشیدہ نرہے کہ عاد کے دو فرقے دنیا مین ظاہر
ہوے ایک عاد اولی جسکو عاد قدیم و عاد ارم بولتے ہین مساکن انکے عدن کے متصل واقع ہین
دوسرا عاد دوم کہ زمین احقاف مین جو حضرموت سے قریب ہو رہتے تھے اور یہ لوگ اوس شخص کی
اولاد مین کہ اوسکا نام بھی عاد ہی مگر یہ بھی عاد اولی تھا اور اخبار الدول مین ہی کہ قوم عاد ارض یمن
مین درمیان عمان و حضرموت و احقاف مقیم تھے اور عاد اولی کا ذکر کلام الٰہی مین دو جا پر واقع ہی
ایک سورہ نجم مین کہ واہلک عاد ن الاولی دوسرے سورہ والفجر مین کہ الم ترکیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد
اور عاد دوم کا ذکر کئی مقام پر ہی جسطرح سورۂ احقاف و ہود و شعرا و اعراف و مومن مین اس قوم پر
حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے ہین القصہ قوم حضرت ہود کے آدمی بڑے طویل القامت و زور آور تھے
حتی کہ طویل اونکا سات سو گز کا اور کوتاہ تر ساٹھ گز کا اور بعض روایات مین بلند بالا اکیس بیس گز کا
و متوسط سو گز کا و کوتاہ اسی گز کا ہوتا تھا اور اخبار الدول مین ہی کہ ابن عباس فرماتے ہین کہ اس قوم
کے آدمی اسی گز کے ہوتے تھے اور کلبی کے نزدیک اطول چار سو گز کا و قصیر ساٹھ گز کا اور سر
اونکا ہیچو قبہ عظیم و اسوا اسکے اونٹ مگر اس زمانے کے اونٹ سے نہایت بزرگ تھے اونھین پر
سواری کرتے تھے اور گوشت بھی اونکا کھاتے تھے چنانچہ ایک آدمی ایک اونٹ صبح کو کھاتا اور ایک
شام کو اور کثرت اس قوم کی بدینمرتبہ ہوئی تھی کہ تمام عالم مین اونکی برابر کسی کا گروہ نہ تھا اور بسبب
تن آوری و قوت کے پہاڑون کو کاٹ کاٹ کر قلعے و حویلیان اور باغ و باغچے ایسے تعمیر کر لیے تھے
کہ تمام عالم مین کسینے نہ بنائے تھے اور سات سو برس سے اس قوم مین حضرت عزرائیل علیہ السلام نے
بحکم الٰہی اپنا قدم نہین پھیرا تھا اور صنعت بت پرستی مین بڑے شاطر و پوجے بات مین خوب ماہر کسی بت
کو ساقیہ کہتے کہ وہ پانی برساتا ہی اور کسیکو حافظہ بولتے کہ وہ سفر مین محافظ رہتا ہی اور کسیکو رازقہ اور
کسیکو سالمہ بولتے تھے سو حضرت ہود علیہ السلام نے اونکو دعوت بحق فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ
مالکم من الٰہ غیرہ ان انتم الا مفترون یعنے اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہین سواے

اوسکے تم سب جھوٹ کہتے ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس قوم مین مینار و نخے بنانے کا بڑا چرچا تھا اور جانتے تھے کہ ہم پر موت نہ آویگی بلکہ اسی خیال سے نہایت مستحکم قلعے وحویلیان و منارے بنا لیئے تھے اور اول مناروں پر بیٹھکر راہ چلتوں سے مسخراپن کرتے تھے اور کبوترا وڑاتے تھے اوسپر حضرت ہود فرماتے کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا اور کیا کاریگریان کیا کرتے ہو کیا تم ہمیشہ جیتے رہو گے یہ سنکر کہتے کہ ہمکو نصیحت کرنا و نکرنا برابر ہو یہ تو طریق اگلے لوگون کا چلا آیا ہو اور جو تو آفت آسمانی سے تخویف کرتا ہو سو ہم پر آفت ہرگز نہ آویگی یہ جواب عوام لوگون کا ہو اور سردار و رئیس قوم یہ جواب دیتے تھے کہ تمھارے پاس کیا ایسی سند ہو جس سے ہمکو پرستش بتون سے روکتے ہو ہم اپنے ٹھاکرون کو ہرگز نہ چھوڑینگے ہماری دانست مین تجھکو عقل نہین ہو بلکہ تو اپنے دعوی مین جھوٹا ہو تب حضرت ہود نے فرمایا ای قوم مین بیوقوف نہین ہون جہان کے مالک نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہو تاکہ اوسکے پیغام تمکو پہونچاؤن اور مین تمہارا خیرخواہ ہون اور اسکا تعجب کرو کہ تمہارے درمیان نبی اللہ نے ایک شخص بھیجا کہ تمکو بدکامون سے باز رکھے یاد کرو کہ بعد قوم نوح کے تمکو آسنے سردار بنایا اور تن آور اور پہلوان کیا سو اللہ کا احسان یاد کرو شاید تمہارا بھلا ہو مگر وہ لوگ ایسے کافر تھے کہ ایسی باتین کب خیال مین لاتے تھے بلکہ کہتے تو کیا اسواسطے خدا کی طرف سے آیا ہو کہ ہم تیرے اللہ کی بندگی کرین اور انکی بندگی چھوڑین جنکو ہمارے باپ دادے پوجتے رہے تو لے آوہ آفت جسکا وعدہ کرتا ہو آسوقت حضرت ہود نے فرمایا کہ اب تم پر غضب الٰہی ثابت ہوگیا کیون لڑتے ہو چند نامون پر کہ تمنے اور تمہارے باپ دادون نے مقرر کیے ہین اور کوئی دلیل اللہ کی طرف سے آنکی صحت پر نہین رکھتے ہو بلکہ محض سب بے اصل ہین سو اب راہ دیکھو مین بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہون یعنے اگر حق ظاہر ہوا اور تم اسی مجادلے مین ثابت قدم رہے تو دیکھ لوگے جو کچھ آفت آویگی اور مین گواہ کرتا ہون اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ مین سخت بیزار ہون اونسے جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو اور اب تم مل کر مجھسے بدی کر لو جو کچھ کرتا ہو کہ مین نے اپنے اللہ پہ بھروسا کیا ہو تم کچھ بھی نہ کر سکوگے اور مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا بعد ازان حضرت ہود نے ہاتھ اوٹھاکر دعا فرمائی کہ یارب العالمین اس قوم ناپاک کو ہلاک کر وحی ہوئی کہ ای ہود تو اپنے ساتھ ایمان وارون کو لیکر اس قوم سے نکل جا کہ مین آنپر عذاب بھیجتا ہون چنانچہ بحکم الٰہی حضرت ہود علیہ السلام مع مومنین کہ سب ستّرہ آدمی تھے ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور علی روس الاشہاد ارشاد کیا کہ خبردار مع عذاب الٰہی بصورت ہوا نازل ہوگا اہل تحقیق فرماتے ہین کہ فرقہ عاد درحقیقت کشتی بازو پہلوان

تھا سو اوسی زعم باطل مین خم ٹھونک کے تکذیب و انکار مین روبرو ہو جاتا تھا اور کہتا تھا من اشد منا قوۃ یعنے ہم سے کون قوت مین زیادہ ہی جس سے ہمکو ڈراتے ہین بالجملہ مالک الملک نے نزول عذاب موعود سے پیشتر اس قوم پر قحط سہ سالہ مسلط فرمایا اور پانی کا برسانا بند کر دیا اس آفت مین بھی رحم کر کے حضرت ہود نے فرمایا یا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین یعنے ای قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اوسکی طرف چھوڑ دے تم پر آسمان کی دھارین اور زیادہ دے تم کو زور پر زور اور نہ پھر سے جاؤ گنہگار ہوکر۔ مگر تاہم اوس قوم ناپاک نے کہنا اپنے پیغمبر کا نہ مانا اور اوس عہد مین یہ دستور تھا کہ جب کسیطرح کی آفت یا بلا نازل ہوتی تو اوسکی دفع کیواسطے اوس موقع پر جہان اب کعبہ معظمہ واقع ہی جاتے تھے اور وہان ایک ٹیلہ برنگ سرخ نمودار تھا کہ پلہ مسلمان و کافر وہان جاکر اپنی اپنی حاجتین مانگتے تھے سو قوم ہود نے مضطرب و مضطر ہوکر قیل ابن عروہ یا ابن عنتر و مرثد ابن سعد و لقمان ابن عاد و لقیم ابن ہزال و رحلہ ابن الخیبری کو جو نانا لو معاویہ ابن بکر کا تھا معہ اور ستر آدمیون کے اُس مقام کو روانہ کیا تا کہ یہ لوگ وہان حاضر ہوکر دعا کرین تو پانی برسے اور قحط دفع ہو لیکن بسبب نخوت و غرور کے اپنے پیغمبر کی التجا نہ کی کہ اسی قبالہ مقصود سے حاصل ہو جاتا اور اس سفر کی حاجت نہ پڑتی چنانچہ لقمان و مرثد دونون مسلمان مع دیگر کافران اونٹ و بکریان قربانی کیواسطے لیکر موقع مقصود مین پہونچے اُس زمانے مین وہ مقام تحت حکومت عمالقہ تھا اور معاویہ ابن بکر جسکی مان مسماۃ گلہچرہ قبیلہ عاد سے تھی وہان کا حاکم تھا سو یہ سب لوگ اول اُسکے پاس حاضر ہوے اور تمام سرگذشت اپنی کہنے لگے کہ مرثد مومن نے یہ ماجرا کہا کہ تم لوگون کو اس مقام کی دعا سے کچھ فائدہ نہوگا اسواسطے کہ تم لوگ اپنے پیغمبر سے پھرے ہوے ہو اگر اب بھی اوسکی اطاعت قبول کرو اور گناہون گذشتہ پر ندامت اختیار کرو تو اس بلا سے نجات حاصل ہو دعا کی حاجت نہ پڑے بلکہ پیغمبر کی دعا کافی ہو جاوے اور مؤید اس تقریر کے بعض عمالقہ نے بھی کہا کہ تم لوگون کے بیان سے صاف مترشح ہوتا ہی کہ یہ قحط جو ہوا اُس قسم کا نہین ہی جو دعا سے استسقا سے دفع ہو بلکہ یہ قہر خدا ہی اسمین دعا کام نہ آوے گی تب کہا اگر ہم بلا حصول مراد واپس جائینگے تو قوم مین سبکی ہوگی اسلیئے جسطرح ہوسکے کام کو سرانجام کر کے پھرنا چاہیے اور لقمان و مرثد دونون ایمان دارون کو الگ کیا اور قیل کو ہمراہ لیکر اُس ٹیلے پر گئے اور مرثد ابن سعد سے طریق دعا مانگنے کا پوچھا تھا اوسنے بتلایا تھا کہ تم لوگ ننگے سر برہنہ پا مانند حاجیان کوہ صفا پر جو کعبہ شریف کے محاذی واقع ہی حاضر ہو اور

مقابل کعبہ شریف کے کھڑے ہو کر یون دعا کرو کہ یا الٰہی اگر ہود اپنے دعوی رسالت مین سچا ہی
تو ہم کو ابر باران عنایت فرما کہ ہم تیرے گھر مین اسلیے آئے ہین معالم التنزیل اور تحجر مواج مین ہی کہ
لقمان نے درازی عمر کی دعا کی اوسکو سات کرگسون کے برابر عمر عطا ہوئی اور ہر کرگس اسّی برس
کا ہوتا ہی یعنے پانسو ساٹھ برس اوسکی عمر ہوئی اور مرثد نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی مجھکو بھوک کی تاب نہین ہی
سو دنیا مین مجھے ناز و نعمت مین رکھنا اوسکو آواز آئی کہ ایسا ہی کرونگا اور کافرون نے جو دعا
موافق تعلیم مرثد مومن کے مانگی تو اونکو تین ٹکڑے بڑے بڑے ابر کے ملے ایک سفید دوسرا سیاہ تیسرا
سرخ اور منادی غیب نے آواز دی کہ انمین سے جسے چاہو قبول کرو تب سب نے مشورہ
کیا تو یہ قرار پایا کہ ابر سیاہ مین پانی خوب ہوتا ہی اوسیکو لینا مناسب ہی سو اوسیکو قبول کیا اور بہت
خوش خوش پھولے ہوے نعلین بجاتے کودتے پھاندتے روانہ ہوے اپنی ولایت کو چلے ابر بھی
ساتھ ہوا جب مغیث العیث مین کہ ملک عاد کی حد قریب ہی پہونچے تو چند لوگ پیش پیش ہچو مقدمۃ الجیش
قوم کے لوگون کو خوشخبری دینے تشریف لانے اور بڑے دھوم دھام سے پکارے کہ بدلی برسانے
لائے ہین حوضین اور تالاب اور چھتر اور گڑھے صاف کر رکھو اور پھاوڑے کدارین وغیرہ آلات قلبہ رانی
اور سامان اور اسباب تخم ریزی باہر نکال رکھو کہ یہ ابر موافق مراد کے پانی برساویگا اور سب کے
دلون کو سیراب کریگا جب یہ خبر قوم مین مشہور ہوئی تو ہر ایک شخص گلی کوچے مین خوش اور خرم پھرنے لگا
کوئی کہتا ہمارے رسولون کی دعا قبول ہوئی کوئی کہتا تھا یارو یہ ابر چشمک زن ہر طرف کو پسارا ان
مینہ برسیگا سامان ساغر کرو کہ باران مینہ برسیگا کوئی لن ترانیان کرکے کہتا تھا کہ واللہ کیا ہی
گھٹا امنڈی ہوئی چلی آتی ہی خوب برسے گی ہود پیغمبر جھوٹا تھا جو کہتا تھا کہ بلا آویگی اور بعضے یہی کلمہ
حضرت ہود علیہ السلام کے روبرو جا کر کہتے تھے سو حضرت ہود فرماتے تھے مین سچا ہون دیکھیو
یہی بلا موعود ہی اب بھی کچھ نہین گیا ہی میرا کہنا مانو لیکن کون سنتا ہی یہان تک کہ وہ ابر آ پہونچا کما قال اللہ

فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب الیم تدمر
کل شیٔ بامر ربہا یعنے پھر جب دیکھا اوسکو ابر سامنے آیا اونکے نالون کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا
کوئی نہین یہ وہ ہی جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہی جسمین عذاب سخت ہی اکھاڑ مارے گی اپنے رب
کے حکم سے تب کافرون نے کہا اے ہود بھلا بتلا تو ابر مین کیا بلا آویگی فرمایا ایسی ہوا چلیگی جس سے
تمہارے مکانات اور تم برباد ہو جاوسگے وہ قہقہہ مار کے بولے تو ہمارے زور سے واقف ہی
اور ہوا کی تندی سے ڈراتا ہی اسی رد و بدل مین تھے کہ ابر سیاہ اندر دولت شہر داخل ہوا اور باد عقیم کو

جسکا معدن طبقہ چہارم زمین کا ہی ارشاد ہوا کہ اس قوم ناپاک سے آگاہ پہلے موکلون نے روکا اس خیال سے کہ شاید بیگناہ بھی پس نہ جائین مگر وہ قبضہ اختیار سے نکلی وہ لوگ گھبرائے اور سنگین مکانون مین گھسے اور جانور اپنے لوہے کی زنجیرون سے جکڑے اور عیال اطفال ستونون مین باندھے اور لنگین باندھ خم ٹھونک کشتی کے لیئے مستعد ہوئے اور بعض نے اپنی عورتونکو دو بھالے آہنی مین ٹھلا اونٹون پر چڑھا دیا مگر ہوا نے وہ داؤ پیچ کی ایک لنگیان اڑی ماریان مارین کہ مکان تو زمین سے اکھڑ گئے اور ہودج اور اونٹیان تنکے کی طرح اوڑ گئے اور کشتی باز تو ہاتھ ملاتے ہی زمین سے آشنا ہو گئے کہ چت گرے اور جو لوگ تہ خانون مین تھے اونکو نکال کر ہوا نے زمین پر مارا سردار قوم ایک گڈھے مین مع بعض قوم کے پوشیدہ تھا چارون کرا بچا پانچوین دن حضرت ہود نے اوسکو دعوت کی اوسنے نہ مانی چھٹے دن اوسی ہوا نے ایک دوسرے سے سر ٹکرا دیا کہ مر گئے رئیس قوم باقی رہا ساتوین دن پھر حضرت ہود نے دعوت فرمائی اوسنے قبول نہ کی اوسی جگہ ہوا نے دے ٹپکا کہ خاک مین مل گیا اور حضرت ہود علیہ السلام مومنون کو ہمراہ لیکر کسی پہاڑ خواہ جزیرے مین جا بیٹھے اور خط محیط کھینچ لیا تھا کہ ہوا سے عذاب اندرون خط سرد و خوشگوار تھی اور بیرون خط آتش پر شرار اور یہ سب احوال قوم کا حضرت ہود علیہ السلام اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے سبحان اللہ حکیم علی الاطلاق کی تدبیر کوئی خالی حکمت سے نہین ہوتی دیکھو کیسے پہلوانون کے مقابلے مین ہوا جو ظاہر مین نہایت ضعیف نظر آتی ہی قائم فرمائی کہ اوسنے ایک جھونکے مین سب کو برباد کر دیا کما قال فاہلکوا بریح صرصر عاتیۃ یعنی کھپائی گئی ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے ہاتھون سے نکل جاتی حدیث شریف مین آیا ہی کہ مالک حقیقی نے جہان مین ہوا کو نہین بھیجا مگر باندازہ اور کسی قطرۂ آب کو آسمان سے نازل نہین فرمایا الا بمقدار مگر بروز طوفان نوح و عذاب قوم ہود کہ طوفان مین آب باران قبضہ اختیار موکلین سے نکل گیا تھا اور عذاب قوم عاد مین ہوا ید قدرت محافظین سے باہر جاتی رہی تھی اور یہ بھی صاف و روشن ہی کہ یہ شدت دنیاوی ہوا کی آثار اتصالات فلکیہ سے نہ تھی ورنہ قوم عاد پر خصوصیت نہ رکھتی بلکہ حضرت ہود علیہ السلام کے تابعین کو بھی پہونچتی سو ایسا نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ منتقم کبریا نے اپنے غضب و قہر سے انھین پر مسلط فرمائی تھی اور یہ تسلط ایک ساعت یا دو ساعت کا نہ تھا بلکہ از بست و دوم شوال روز چہارشنبہ تا بست نہم یوم چارشنبہ تا غروب آفتاب رہا یعنے سات رات آٹھ دن کما قال فی الحاقۃ وسخرہا علیہم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فہل تری لہم من باقیۃ یعنے معین کیے اونپر سات رات آٹھ دن نہایت نحس پس تو دیکھے لوگ

اونہین بچھڑ گئے جنجیسے وہ ڈھنڈ ہین کھجور کی کھو کھری پھر تو دیکھتا ہی کوئی اونکا بچ رہا اور معالم التنزیل مین ہی کہ ہوا مردون کو قبور سے نکال نکال باہر پھینکتی تھی اور سبب تعین ایام کا یہ ہوا کہ قوم عاد مقام لاف مین کہتی تھی کہ یہ قحط جو ہمپر مسلط ہوا ہی کیا اوسکی حقیقت ہی ہم کو ایسی طاقت اور قوت ہی کہ اگر سات برس اسیطرح کا قحط پڑے تو اوسکو بھی ہم کاٹ دین اسی وجہ سے مقابلے مین ہر سال کے ایک ایک دن مقرر کیا اور ایکدن بڑھایا اسلیے کہ ایک دوسرے کا احوال دیکھے اور عذاب الحسرت مین مبتلا ہوا ور ہر ایک اپنی اور اپنے ہم چشم کی بیطاقتی دیکھکر واویلا کرے چنانچہ ابن جریح وغیرہ مفسرین راوی ہین کہ باوجود ایسی آفت کے ہم کے چار شنبہ کے آخر وقت تک سب معذبین زندہ رہے تھے بعد ازان ہوا نے قالبون کو اوٹھا دریاے شور مین ڈال دیا اہل عرب انھین ایام کو عجوز بولتے ہین اور برد العجوز ضرب المثل ہی اور اسما انکے عرب مین یہ مقرر ہین اول صن دوسرا صنبر بکسرتین وسکون الباء مع تشدید النون وفتح النون افصح تیسرا وبر بفتح الواو وسکون الباء چوتھا آمر بالمد وکسر المیم وسکون المھملہ پانچوان موتمر بضم وفتح التاء علی اسم الفاعل من الافتعال چھٹوان معلل ساتوان مطفی الجمر مع الظاء المعجمۃ اور بعضے پانچ کہتے ہین صن صنبر وبر معلل مطفی الجمر اور برد العجوز کی اضافت مین عوام کہتے ہین کہ ایک ضعیفہ قوم عاد کی تہ خانے مین چھپ رہی تھی آٹھوین دن اوسکو بھی ہوا نے نکالکر ہلاک کیا لیکن صحیح یہ ہی کہ عجوز غلط العام اصل مین عجز تھا کہ یہ مقام جانورون مین متصل دم کے ہوتا ہی اور یہ ایام اخیر زمستان مین ہوتے ہین بکمال برودت اخبار الدول مین ہی کہ اول تصفیق یعنے تالی بجانا عالم مین اسطرح جاری ہوا کہ اس عذاب مین جسدم ابر آیا تو اول ایک عورت مسماۃ مہد نے آگ کی چنگاریان ابر مین دیکھین سو اوسنے بنا بر اظہار مصیبت تالیان بجائین اور شور کیا اور نالے اور بکا سے پکار پکار قوم سے کہا کہ اے اولاد عاد یہ عذاب ہی جسکا وعدہ ہود پیغمبر نے فرمایا تھا مین نے ابر مین خوب دیکھا ہی سو تم لوگ ایمان لاؤ اور اپنے پیغمبر سے رجوع کرو نہین تو کوئی بھی محفوظ نرہیگا لیکن اوسکی بات کسینے نہ مانی سب نے جانا دیوانی ہی آخر سب مارے گئے **فائدہ** اس عذاب مین اکثر فرشتے مثل حضرت میکائیل علیہ السلام وتوابع اونکے شریک تھے وروح کلی عنصر ہوا کی تسخیر عمل مین آئی تھی صحیحین مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ مین نے حضرت کو کبھی اسطرح ہنستے نہین دیکھا کہ حضرت کا خوب منھ کھل جاوے مگر مسکراتے تھے اور جب آندھی اور بدلی آتی تو گھبراتے اور دعاے خیر کرتے خوف سے کبھی اوٹھتے کبھی بیٹھتے یہی حالت حضرت کی رہتی جب تک پانی نہ برستا تو مین نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا ای عائشہ کون چیز نڈر کرتی ہی مجھکو شاید اس آندھی اور بدلی مین عذاب الٰہی ہو مقرر ایک قوم یعنے عاد پر عذاب ہو چکا ہی آندھی سے

اور البتہ قوم نے عذاب الہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ یہ بدلی ہماری پانی برسانے والی ہے یہ حضرت نے اوسوقت فرمایا جب حضرت عائشہ نے کہا تھا یا رسول اللہ مین دیکھتی ہون لوگون کو جب بدلی دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین اس امید سے کہ اسمین مینہ ہوگا اور مین آپ کو جو دیکھتی ہون تو مضطرب پاتی ہون پیچ ہے کہ نزدیکان را بیش بود حیرانی اخبار الدول مین ہے کہ بعد ہلاکی قوم کے حضرت ہود علیہ السلام مکے مین تشریف لائے اور بعد چند روز کے وفات پائی عمر آپ کی ایک سو پچاس برس کی ہوئی قبر شریف مکے مین ہے اور معالم مین ہے کہ قبر مبارک مابین رکن و مقام و زمزم واقع ہے اوسی مقام مین سو نبی اور بھی مدفون ہین و بروایت وہب ابن منبہ قبر جناب مابین صفا و مروہ کے ہے اور روضۃ الصفا مین ہے کہ قبر شریف مابین دار الندوہ و باب بنی سہم کے واقع ہے و بقول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرموت مین ہے و بقولے جامع دمشق مین کہ بیت المقدس سے دس منزل ہے مگر صحیح روایت یہ ہے کہ مزار مبارک حضرموت مین ایک منار کے سامنے واقع ہے وہان تابوت شریف ایک تخت پر رکھا ہے اور لوح طلائی پہ اسقدر عبارت کندہ ہے

بسم اللہ العلی الاعلی انا ہود النبی رسول رب الارض والسماء الی الملا من عاد فدعوتہم الی الایمان وخلع الاصنام والاوثان فعصونی فاہلکہم الریح العقیم فاصبحوا کالرمیم یعنے بنام خداے بزرگ شروع کرتا ہون کہ مین پیغمبر ہون ہود بھیجا ہوا پروردگار زمین و آسمان کا ایک جماعہ بنی عاد پر سو مین نے انکو دعوت کی ایمان و ترک بت پرستی پر اونھون نے نافرمانی کی تب ہلاک کیا اونکو ہواے عقیم نے پس ہو گئے جسطرح بڑی پرانی **فائدہ** حکایت شداد و شدید دونو بادشاہون کی بھی متعلقات اس قصے سے تھی اسلیے اس جگہ بیان اوسکا مناسب ہوا پس پوشیدہ نرہے کہ شداد و شدید بروایت اکثر اہل تاریخ اولاد عاد سے تھے کہ اکثر ربع مسکون اونکے قبضہ اختیار مین تھا اور صحیح یہ ہے کہ دونون بادشاہ تھے اور شرق سے مغرب تک اونکی حیطہ اقتدار مین تھا اور اونکے پاس لشکر و خزانہ بے انتہا تھا علی الخصوص شداد کو بعد فوت شدید ایسی قدرت حاصل ہوئی کہ چار سو سلطان صاحب فرمان اوسکے مطیع و فرمان بردار تھے بلکہ سلاطین روے زمین سے کسیکو اوسکے مقابلے کی تاب و طاقت نہ تھی اسی سبب سے اوسنے دعوی خدائی کیا عالمون اور واعظون اور دانشمندون نے بہت نصیحت فرمائی مگر اوسنے خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون جاہ اور حشمت مجکو ملیگی جسکے واسطے مین خدا کی عبادت کرون میرے بھائی نے وہ نعمت چھوڑی ہے کہ اللہ کی عبادت مین بھی حاصل نہوتی ہر چند واعظون نے کہا کہ یہ دولت دنیا کی فانی ہے جو تجھکو حاصل ہے اگر اللہ کی عبادت کر تو نعمت جاودانی حاصل ہو شداد نے کہا وہ کون نعمت ہے واعظون نے کہا بہشت کہ پیغمبرون نے

اوسکے اوصاف بیان کیے ہین شداد نے پوچھا اوسکا وصف بیان کرو واعظون نے اوصاف جمیلہ
اوسکے بتفصیل فرمائے شداد نے کہا کہ اس بہشت کی مجکو حاجت نہین ہی کیونکہ مین بھی اوسکے
مثل بنا سکتا ہون چنانچہ اوسنے بہشت بنائی اور اخبار الدول مین ہی کہ شداد برادر عاد تھا جب وہ مرا
تو ملک و دولت نے اوسکی طرف انتقال کیا اور سات سو برس اوسکی بادشاہت رہی اور حضرت
ہود علیہ السلام اوسی پر برسالت و دعوت مبعوث ہوے اور اوسنے دعوت قبول نہ کی اور بعض
مفسرین لکھتے ہین کہ شدید قوم عاد مین ایک بادشاہ تھا مین اوسنے ایک بت شیشے کا بنایا تھا
اوسکی پرستش کرتا تھا مین سو برس کامل اسی بلا مین مبتلا رہا جب وہ مرا تو شداد بادشاہ ہوا اور اوسنے
بھی اوس بت کی پرستش اختیار کی اور دونون نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی
اور غلبہ اونکا بعد ہلاکت قوم عاد ثانی کے واقع ہوا اور ہلاکت اوسکی اور اوسکے لشکر کی آواز سخت سے
تین سو برس بعد ہلاکت قوم عاد کی ہوئی ہی اور صحیح یہ ہی کہ غلبہ شداد بعد حضرت ہود علیہ السلام کے
ہوا اوس عرصے مین کوئی پیغمبر نہ تھا اور بعضے جو حضرت داود علیہ السلام کے عہد مین بیان کرتے ہین
وہ غلط ہی القصہ شداد نے بہشت کی تعمیر شروع کی اول ایک سو آدمی معتمد علیہ معین کرکے اطراف
عالم مین بھیجے اور اونکو تاکید کردی کہ ہزار ہزار مرد ہر ایک سردار اپنے ساتھ لیجاے اور معدن طلا
و نقرے سے چاندی اور سونا لیکر اینٹین گنگا جمنی بنا کر بھیجین چنانچہ وہ لوگ اس کام مین بدل مصروف ہوے
اور بجا آوری حکم مین سرگرم جب سامان عمارت مہیا ہوگیا تو شداد نے کوہ عدن کے متصل ایک مکان
مربع یعنے چوکھونا دس کوس کا لنبا اور دس کوس کا چوڑا بنانا شروع کیا کہ اول بنا اوس مکان کی عمیق کھودکر
سنگ سلیمانی سے بھر وادی اور گنگا جمنی اینٹون سے چار دیواری مقدار پانسو گز اوسوقت کے تعمیر
کرائی کہ آفتاب کی روشنی مین آنکہ نہ ٹھہرتی تھی اور اوسمین ہزار محل اور ہر محل مین ہزار ستون مرصع
بزمرد و یواقیت اور اون محلون مین دریچے موزون رکھے اور نیچے اوسکے باروش خوش اسلوب
اور چمن مرغوب ایک خانہ باغ ترتیب دیا اور وسط شہر مین ایک نہر اسطرح جاری کی کہ پانی اوسکا
ہر ایک محل مین بے تکلف پہونچتا تھا اور اسکے چند نہرین اور بھی جاری کرائین کسیمین آب شیرین
و زیت قند کسیمین شراب ارغوانی کسیمین دودھ کسیمین شہد بھر وادیا اور اون نہرون کے سامنے
سنگریزے یاقوتی و زبرجدی چھڑکائے اور اوسکے کنارون پر انواع اقسام کے درخت لگائے کہ تنے
اوسکے طلائی اور ٹہنیان زمردی اور پھول اور پھل یاقوتی اور جانور خوبصورت خوش الحان طرح طرح
کے جواہرات سے بناکے درختون پر بٹھلائے اور در و دیوار جمیع مکانات کو مشک و زعفران و عنبر

حکایت شداد

وگلاب سے کہگل کرائی اور گرد شہر کے ہزار منارے طلائی قائم کرائے اور اون پر چوکیدار معین کیے کہ نوبت بنوبت اوس شہر کی پاسبانی مین مصروف رہین اور دروازے شہر پر چار میدان ترتیب دیے اور سایہ کیواسطے درخت میوہ دار لگائے اور لاکھ لاکھ کرسیان طلائی اور نقرئی اون میدانون مین رکھوا دین بالجملہ جب اسطرحکا شہر بارہ برس مین مرتب اور آراستہ ہوگیا تو بحکم شداد تمام شہر مین فرش حریری و زربفتی بچھایا گیا اور دروازون اور دوکانون مین زرتاری پردے لٹکائے گئے اور ظروف طلائی و نقرئی و زمردی ہر ایک مکان مین بقدر ضرورت از قسم پیالی و پیالیان و آبخورے و تھیلیان بہ ترتیب موزون چن دیے گئے اور لڑکیان خوبصورت اور لڑکے امرد خوبرو جو اطراف عالم سے جمع ہوئے تھے بجائے حور و قصور و غلمان مخلّی بالطبع وہان چھوڑے گئے اور ہر ایک صنعت و حرفے و پیشے کے لوگ دوکانون مین بٹھلائے گئے اور مطابخ شہر مین طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے حلوے طیار و مہیا ہوئے اس سے یہ مطلب تھا کہ تمام اہل شہر کو بطریق انوش سرکار شاہی سے طعام عنایت کیا جائے تفسیر عزیزی مین ہے کہ اسطرحکا شہر بارہ برس مین تعمیر ہوکر آراستہ ہوا تو شداد با تجمل تمام مع امرا و وزرائے عظام تخت بادشاہی پر نہایت تبختر و تکبر مین اوسکے دیکھنے کو روانہ ہوا اور راستے مین واعظون سے بطریق چہل و تمسخر کہتا گیا کہ تم ایسے ہی بہشت کی تعریف و توصیف کرکے مجھکو تکلیف دیتی تھے کہ مین باین قدرت و ثروت سر تکبر اپنا غیر کے آگے خم کرون اور ذلیل ہون اب تم چلو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو اور میری استغنا و بے نیازی کو بامعان نظر ملاحظہ کرو کہ جس مکان کے واسطے تمنے مجھے نصیحت کی تھی اوس سے بہتر مین نے مکان بنایا الغرض یہ مردود چلتے چلتے متصل شہر ارم کے پہونچا تو وہان کے لوگون نے باہر نکل کر استقبال کیا اور زر و سیم اور جواہرات نثار کیے اور تحائف وہان کے بطور نذر گذرانے بادشاہ کو اور بھی کبر و نخوت نے گھیرا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کامل ہوا آخرکار اوس شہر کے دروازے پر آیا اور چاہتا تھا کہ اندرون شہر داخل ہون ایک قدم بیرون دروازہ تھا دوسرا اندرون دفعتہً آواز تند جانب آسمان سے ہوئی کہ تمام باشندے اوس شہر کے مرگئے اور بادشاہ اوسی جگہ دروازے پر گر کر فی النار و السقر ہوا اور عذاب حسرت دیدار دل مین لیگیا واعظون نے شکر الٰہی ادا کیا اس مقام مین حضرت مولانا مقتدانا استاذ الاستاذ مولوی عبد العزیز قدس سرہ العزیز تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ بعض کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سے حضرت جناب کبریا نے پوچھا کہ تجکو قبض روح کسی مخلوق مین کبھی رقت نے بھی پکڑا ہے یا نہین عزرائیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ یا الٰہی کبھو نہین مگر دو شخصون کے قبض روح مین مجھکو رقت آئی ہو اگر تیرا حکم نہوتا تو ہرگز مین قبض روح

نکر یا ارشاد ہوا کہ وہ بیچارے کون تھے اوسنے عرض کیا کہ ایک تو لڑکا نوتولد تھا جو ہمراہ اپنی مان کے
تختہ کشتی پر دریاے شور مین رہ گیا تھا اور مجھکو حکم ہوا کہ اسکی ماں کی روح قبض کر اوسوقت مجھکو
اوس بیچارے طفل نوزاد پر رونا آیا کہ یہ شخص تنہا بلا یار و مددگار رہا جاتا ہے پرورش اسکی کون کرے گا
دوسرا ایک بادشاہ قوم عاد کا تھا کہ اوسنے نہایت آرزو سے ایک شہر بنایا اور وہ شہر اس شان کا تھا
کہ تمام عالم مین اوسکا نظیر و عدیل نہین ہے سو جب اوسکو دیکھنے گیا اور دروازے شہر پر پہونچا اور
ایک قدم اوسنے دروازے مین رکھا تھا کہ مجھے قبض روح کا حکم صادر ہوا اوسوقت بھی مجھکو اوسکی
حسرت دیدار پر خیال آیا اور نہایت رقت پیدا ہوئی کہ اوسنے کس محنت و جانفشانی سے ایک مدت
دراز مین ایسا شہر تعمیر کرایا اور تو نے دیکھنے کی فرصت نہ بخشی حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ
وہی لڑکا تھا جسکو مین نے بیواسطے مادر و پدر کے پرورش کیا اور ایسی قوت و ثروت عطا فرمائی کہ بادشاہ
با اقتدار ہوا مگر اوسنے میرا حکم نہ مانا تب اپنے جزاے اعمال کو پہونچا روایت ہے کہ وہ تختہ جسپر طفل نوزاد
رہ گیا تھا حرکت ہوا سے کنارے دریا کے پہونچا اوس کنارے چند گازر اپنے کام مین مصروف تھے
وہ یہ معاملہ دیکھکر یعنے طفل نوتولد و والدہ مردہ معاینہ کر کے دریا مین گھسے اور تختہ کشتی باہر نکالا عورت کو
تجہیز تکفین کر کے دفن کر دیا لڑکا چودھری کے نذر کیا اوسنے خوبصورت و باجمال سمجھکر نہایت خوشی سے
پرورش کیا اور اپنا متبنیٰ بنایا جب وہ سات برس کا ہوا تو آثار زیرکی و فطانت اوسکے بشرے سے
نمودار ہوے جو کوئی دیکھتا مانند تصویر حیران ہو جاتا ایک دن کھیلتا کودتا بیرون دیہ اور ہم عمرون کے
ہمراہ چلا گیا دفعۃً غل ہوا کہ سواری سلطان وقت کی آتی ہے اور لشکر کی بہیرو بنگاہ نظر آئی اور کچھ سوار بھی
دیکھ پڑے جملہ اطفال بخوف و خطر اپنے اپنے گھرون کو بھاگے یہ لڑکا اپنی جرأت و بہادری سے ایک جانب
کو کنارے لگ رہا کہ سواری بادشاہ کی آگئی یہ تماشائی رہا اور ہر ایک سوار و پیادے کو دیکھا کیا یہانتک کہ
تمام لشکر کے لوگ نکل گئے سب کے پیچھے پیادے بادشاہی کہ بھولے بسرے اسباب و آدمی کی نگہبانی کو
معین تھے نکلے ایک سپاہی نے ایک کاغذ پیچیدہ سر راہ افتادہ پایا اوسنے کھولا تو سرمہ نظر آیا اپنے
ساتھیون سے کہنے لگا کہ اس کاغذ مین سرمہ ہے اور مجھکو ضعف بصارت مدت سے لاحق ہے اگر کہو تو لگالون
شاید نفع بخشے وہ بولے کہ پڑی چیز کا اعتبار کیا آنکھ کا مقدمہ بہت نازک ہے ایسی ویسی چیز کا لگانا نہین چاہیے
الا بعد امتحان سوا اول کسی اور کے لگاؤ اگر اوسکو ضرر نہ کرے تب مضائقہ نہین تم بھی لگا لینا اوسنے
آگے پیچھے غور کیا تو سواے اس طفل فطین کے کوئی شخص نظر نہ پڑا اسوا اوسیکو بلا کر کہا تیری آنکھ مین
سرمہ لگا دین اوسنے کہا اچھا کچھ مضائقہ نہین آنکھون کی تو بیالیش ہو جاے گی اوسنے خود کاغذ پیچیدہ

بیان حقیقت شداد

ہاتھ مین لیکر انگشت شہادت سے سرمہ آنکھ مین کہینچا بمجرد استعمال خزانہ معمورہ زمین بالکل ظاہر
ہوگیا جسطرح تہ آب سے کوئی شی دیکھ پڑے اور نکل پڑے اوس طفل ہوشیار نے ازراہ عیاری
اور فطانت اور زیرکی شور کیا کہ ای ظالمو ستنے میری آنکھ پھوڑی مین بادشاہ کی حضور مین فریاد
کو جاتا ہون تمکو سزا دلواون گا سپاہیوان نے دیکھا کہ یہ بات بہت بے موقع ہوئی وہ او سیم
بہاگ اوٹ وہ کا تنہا اپنے قبضہ اختیار مین کیا اور اپنے گھر آیا چودھری سے کہنے لگا کہ یہ معاملہ
پیش آیا ہی وہ خوش ہوا اور بیل وخراسپ وخچر اپنے سب نیابات کیے اور زمرد ورستمد علیہ جوکہ
سالہاسے درازسے رفیق وغمگسار تھے ہمراہ کیے اور کہا یہ سب تیرے مطیع وفرمان بردار ہین
انکو لیجا جہان کہین خزانہ نظر آوے کھود لا اوسنے ہر روز یہ وتیرہ کیا کہ وقت شب باہر جاتا اور روپیہ اشرفی
گدھون بیلون پر بھرلاتا حتی کہ اموال کثیرہ وبیشمار جمع ہوا اور اہل موضع کا چھوٹا بڑا تابعدار ہوا اول اوسی
گانون کے زمین دار کو قتل کیا اور خود نمبردار بن بیٹھا رفتہ رفتہ حکام شاہی کو خبر ہوئی وہ سب درپے
انتقام ہوے اوس چھوکرے نے بھی سپاہی نوکر رکھ کے جمعیت کثیر مقابلے پر مستعد ہوا جب نوبت
قتل اور قتال آئی تو حکام شاہی مغلوب ہوگئے اور اوسنے فتح پائی یہانتک کہ بادشاہ نے سفر آخرت
کیا تب اوسنے خروج کیا اور سلطان ہوگیا پھر تو بغلبہ وقہر ربع مسکون کا مالک ہوا اور جمیع سلاطین
روے زمین اوسکے زیرنگین ہوے اور دعوی انا اللہ لا الہ الا انا کرنے لگا اوسی نے بہشت بنائی اور
دیکھنے نپایا حسرت وافسوس دل مین لیگیا جیسا کیا تھا ویسا پایا معائنہ کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہی
کہ بعد مرنے بادشاہ اور ہلاک لشکر وسپاہ وہ مکان جسکو ارم بولتے ہین نظرون سے غائب ہوگیا کہ نشان
اوسکا باقی نہین رہا مگر بعض کتب مین لکھا ہی کہ حوالی شہر عدن تابش ودرخشندگی کچھ کچھ نظر پڑتی ہی
اوسکو لوگ کہتے ہین کہ یہ چمک دمک اوسی مکان کی ہی اور عبد اللہ بن قلابہ بکسر القاف وفتح اللام
الموحدہ مع اللام المدورہ کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین سے تھے ایکدن اوسطرف وارد ہوے
تو اونٹ اونکا بھاگ گیا وہ تلاش مین دوڑے صحراے عدن مین سرگردان تھے یہانتک کہ پھرتے پھرتے
قریب اوس مکان کے پہونچے جسکو شداد نے بنایا تھا سو بمجرد دیکھنے دیوار ودر مکلل بیواقیت وجواہر
بیہوش وازخود فراموش ہوگئے اور دل مین اندیشہ کیا کہ اس شہر کی صورت بعینہا صورت بہشت
ہی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہی شاید عالم خواب مین مجھکو وہ مکان دکھلایا ہی
جب دروازے شہر پر پہونچے اور اندر مکان کے داخل ہوے تو دیکھا کہ جملہ مکانات اور اشجار اوس شہر کے
مانند بہشت موعود کے ہین بوسے ہذہ الجنۃ التی وعد بہا المتقون لیکن کوئی شخص اوس شہر مین نظر نہ آیا

تب کچھ جواہر جو کہ صحن مکانات مین مفروش تھے اپنی چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی کے سبب سے باہر شہر کے آئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوے تو شہر کے لوگون نے جواہرات دیکھکر یہ معلوم کیا کہ عبد اللہ نے کہین خزانہ پایا ہی تب عبد اللہ سے پوچھنے لگے اوسنے کہا مین اسکو بہشت شداد سے لایا ہون پھر قصہ انکا عوام مین مشہور ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر معاویہ بن ابی سفیان کو کہ اوس عرصے مین حاکم شام تھے پہونچی معاویہ نے عبد اللہ کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین عبد اللہ نے کہا کہ مین نے بیداری مین دیکھا اور علامات اوس شہر کے میرے ذہن مین بخوبی موجود ہین یعنی کوہ عدن سے اوس طرف اسقدر فاصلہ پر ہی اور دوسری طرف فلان درخت ہی اور طرف ثالث مین فلان چاہ اور یہ جواہرات کہ مین اوٹھا لایا ہون میرے پاس موجود ہین معاویہ نہایت متعجب ہوے اور جملہ کیفیت وہانکے مکانات کی پوچھی اور اپنی مجلس مین بٹھلا کر کعب احبار اور دیگر علماء عالی مقدار کو کہ اوس زمانے مین موجود تھے طلب کر کے کہا کہ دنیا مین ایسا بھی کوئی شہر ہی جسکی بنا سونے چاندی سے ہو اور اشجار اوسکے مکلل بجواہر اور صحنون مین جواہرات چھٹکے ہوے ہون علمانے عرض کیا کہ لاریب ایک شہر عالم مین اسطرح کا شداد نے بنوایا تھا جسکا ذکر قرآن شریف مین موجود ہی کہ ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد اور اب یہ شہر نظرون سے غائب ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہی کہ ایک مرد میری امت سے اوس شہر مین اونٹ اپنا تلاش کرتا ہوا پہونچیگا اور عجائبات اوس شہر کے مشاہدہ کریگا اور وہ شخص سرخ رنگ کوتاہ قد سبز چشم ہوگا اور اوسکے چہرے پر خال اور گردن پر ایک علامت اور بھی ہوگی پس معاویہ نے عبد اللہ ابن قلابہ کو پھر دیکھا تو علامات سے مطابق پایا اور کہا واللہ وہ مرد سرخ رنگ یہی ہی بالجملہ اوصاف اوس شہر مین زیادہ اس سے بیان کرنا فضول ہی کہ خود حضرت رب العزت جل شانہ باوجود احاطۂ علمی کے اوس شہر کے اوصاف مین اور اوسکے بانی کے حق مین ارشاد کرتے ہین الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلها فی البلاد یعنے نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے عاد سے وہ جو ارم تھی بڑے ستونون والی جو بنی نہین ویسی سارے شہرون مین یعنے کسطرح ہلاک کیا اونکو حالانکہ فرقہ عاد بڑے زور آور اور طویل العمر تھے کہ بعضے مفسرین شداد کو نوسو برس کا بیان کرتے ہین اور تین سو برس مین یہ شہر اوسنے تعمیر کیا تھا معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ ارم مین اختلاف ہی سعید ابن مسیب فرماتے ہین ارم ذات العماد دمشق ہی اور عکرمہ بھی اسیکے قائل ہین اور قرطبی کے نزدیک اسکندریہ مراد ہی اور مجاہد فرماتے ہین امتہ قدیمہ مراد ہی اور قتادہ و مقاتل کے نزدیک ارم بذات العماد ایک قبیلہ ہی عاد کا اونمین بادشاہ تھا اور عاد اوس قبیلے کے باپ کا نام تھا کہ ارم بن عاد بن شیم بن سام بن نوح اور محمد بن اسحاق فرماتے ہین کہ ارم جد ہی عاد کا یعنے عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور کلبی فرماتے ہین کہ ارم عاد اور ثمود کا جد ہی اور بعضے کہتے ہین

ذات العماد بسبب طول قامت کے کہلاتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ طول اونکا مثل عماد تھا اور مقاتل سے روایت ہی کہ قصیر اونکا بارہ گز کا ہوتا تھا اور لم یخلق مثلہا فی البلاد سے یہ مراد ہی کہ مثل اس قبیلہ کے طول قامت اور زور آوری مین پیدا نہین ہوا اور بعض محققین نے لکھا ہی کہ ذات العماد لقب اس وجہ سے ہوا کہ شداد بن عاد نے ایک شہر بلند ستونونکا ایسا بنایا تھا کہ دنیا مین بے مانند تھا اور سکے دیکھنے کو گیا تھا ایک رات ودن کا فاصلہ باقی تھا وبروایتے دروازے پر پہونچا تھا اور قدم راست دروازے مین بخوشی وخرمی رکھا تھا کہ خالق عالم نے صیحہ نازل کیا کہ سلطان بافوج وحشم ہلاک ہوا و ہذا اصح واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح ششم دراحوال حضرت صالح علیہ السلام

اہل تحقیق لکھتے ہین کہ نسب حضرت صالح کا پانچوین پشت مین حضرت نوح سے ملتا ہی یعنے صالح ابن عُبَیْد بن عابر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور بعض مفسرین کے نزدیک اصح یہ ہی کہ صالح ابن عبید بن اصف ابن ماسخ بن حاذق ابن ثمود بن عابر ابن ارم ابن سام بن نوح علیہ السلام اور اس ترتیب مین آٹھ واسطے ہوتے ہین اور حضرت صالح قبیلۂ ثمود مین معدود ہوے جاتے ہین اخبار الدول مین ہی کہ مابین ثمود وصالح علیہ السلام کے سو برس کا فاصلہ واقع ہوا تھا اور بعض روایات مین ارفخشد بن سام بھی داخل نسب ہین بالجملہ قبیلۂ ثمود بعد ہلاک ہونے قوم عاد کے عرب مین منتشر ہوا اور ثمود نام ایک چاہ کا ہی جو کہ زمین حجر مین واقع ہی یہ قبیلہ اُسیکے نام سے مشہور ہوا ہی اور مسکن اونکا مابین شام وحجاز کے واقع تھا اور وہ دو شہر تھے ایک حجر کہ اتصال اوسکا سرحد شام سے تھا مگر حجاز سے دوری طول نجومی اوسکا ستر درجہ تیس دقیقہ تھا اب ویران افتادہ ہی دوسرا وادی القریٰ کہ سرحد حجاز سے ملصق ہی طول وعرض اُسکا شہر مکہ سے دوچند ہی اور طول اوسکا بہتر درجہ کا ہی اور مابین ان دونون شہرون کے سات سو دیہات وقصبات تھے اور سب پر اس قوم کا قبضہ تھا سو عمائد قوم نے بڑے بڑے قلعے ہر ایک قصبے مین کمال استحکام سے بنوائے تھے اور دریا کے نہونے سے کنوئین کھود کر پانی نکالتے اور زراعت کرتے تھے اور چونکہ زمین سخت تھی اس سبب سے بدشواری کنوئین کھودتے تھے کہ اکثر مال اخراج عیون واحیاض وتعمیر مکانات اور اجرت سنگ تراشون مین صرف ہوتا تھا کیونکہ وہ لوگ تعمیر مکانات مین ایسے مشغوف تھے کہ دور دور شہرون سے معمارون ومہندسون کو طلب کرکے عمارات منقش ومنبت بکمال لطافت ونفاست بنواتے تھے انھین کے شان مین وارد ہوا ہی وثمود الذین جابوا الصخر بالواد یعنے کیا معاملہ کیا ثمود سے جنھون نے تراشے پتھر وادی مین یعنے پہاڑ کرید کر گھر بناتے تھے آخر کار اسی شوق مین مورتین ترشوانے لگے اور پوجنے لگے اور خدا سے غافل ہوے اور مراتب تنزیہہ یک قلم قلوب سے محو ہوگئے تب اللہ تعالے

نے حضرت صالح کو نبی کیا اور تاریخ مراۃ الزمان مین ہی کہ قوم ثمود بقایائے قوم عاد سے تھی جسیم و قوی الجثہ اونکے پاس ایک بت آہنی تھا اوسمین ہرسال ایک شیطان گھس کر بولتا تھا اور باپ حضرت صالح کے منع کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اسکو کسیطرح توڑدون ایک روز اوس بت کے پیٹ سے آواز نکلی کہ اسکو مارڈالو کہ میرا دشمن ہی چنانچہ چند کافرون نے اونکو قتل کیا اور ایک گڑھے مین ڈلوادیا اندنون حضرت صالح پیٹ مین تھے جب پیدا ہوے اور بروایت ابن عباس چالیس برس کو پہونچے تو اللہ نے اونکو نبی کیا اور اخبار الدول مین لکھا ہی کہ قوم ثمود کے گھرون کا نشان پہاڑ پر موجود ہی مگر وہ گھر ہمارے گھرون کے برابر معلوم ہوتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قد و قامت اونکے مطابق ہمارے قد و قامت کے تھے نہ موافق عادیون کے مگر مخالفت حکم خدا مین عادیون کے مانند تھے اور بت پرستی مین کامل تر سوانکی ہدایت کے واسطے حضرت صالح ابن عبید کہ نہایت حسین و جمیل و صالح و متقی تھے مبعوث ہوے اور ارشاد الٰہی ہوا کہ اس قوم کو عبادت اصنام سے منع کرو اور میری عبادت کراؤ اور سمجھادو کہ یہ سب نعمتین خدا ہی نے عنایت کی ہین اوسکا شکر کرو اور سرکشی و غرور سے باز آؤ نہین تو بلا سخت مین مبتلا ہو جاؤ گے چنانکہ حضرت صالح نے دعوت قوم شروع فرمائی کہ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ ہو انشاکم من الارض واستعمرکم فیہا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریب مجیب یعنے ای قوم میری بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہین تمہارا اوسکے سوا اوسنے بنایا تمکو زمین سے اور بسایا تمکو زمین مین سو بخشواؤ گناہ اوس سے اور اسکی طرف رجوع کرو کہ میرا پروردگار نزدیک ہی قبول کرنیوالا جب یہ گفتگو حضرت صالح نے فرمائی تو کہنے لگے ای صالح تجھپر ہمکو امید تھی اس سے بھلی کما جاء فی سورۃ ہود قالوا یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ہذا یعنے ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تو ہونہار ہی اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرے گا سو تو برعکس اونکے ہم کو منع کرتا ہی اوس فعل سے جسکو بزرگ ہمارے کرتے تھے کما قال اللہ تعالے اتنہانا ان نعبد ما یعبد آباؤنا واننا لفی شک مما تدعونا الیہ مریب یعنے تو منع کرتا ہی ہمکو اون کی پرستش سے جنکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور اسی سبب سے ہمکو شبہہ ہی اسمین جس طرف تو بلاتا ہی حضرت صالح نے فرمایا کہ مجھ پر اللہ کی عنایت و مہر ہوئی ہی سو مین اوسکی بیچکی نہین کرسکتا اور تم وڈرو اللہ سے کہ مین تمہارے پاس اوسکا بھیجا ہوا لایا ہون اور میرا کہنا

مانو مین کچھ مزدوری تم سے نہین چاہتا ہون میری اجرت اللہ پر ہی اور یہ باغ وچشمے
و درخت اور کھیتیان اور عمارات سب فانی ہونے والی چیزین ہین ان پر دل لگانا
عبث ہی تب کہنے لگے کہ تجھ پر کسینے جادو کیا ہی تو بھی ایک آدمی ہی جیسے ہم
اور اگر سچا پیغمبر ہی تو کچھ نشانی دکھلا حضرت صالح نے فرمایا کہ مین نشانی
دکھلاتا ہون اگر اوسپر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب مین پڑو گے تب بولے کہ
مضائقہ نہین ایک دن سال مین عید کا اس قوم مین مقرر ہی اور اس روز
ہم لوگ باہر شہر کے جاتے ہین اور اپنے ٹھاکرون کو زر و زیور و لباس سے
آراستہ کرکے رکھتے ہین اور تمام سال کی حاجتین ایک مرتبہ مانگ لیتے ہین تم بھی ہمارے
ساتھ چلو اور اپنے خدا سے حاجت اپنی مانگو اوسوقت دیکھین گے کہ تمکو کیا ملتا ہی
پھر ہم نشانی طلب کرین گے بالجملہ وہ روز آیا اور شہر کے لوگ بیرون شہر چلے
حضرت صالح بھی اونکے ساتھ ہوے اور جو لوگ ایماندار تھے وہ بھی حضرت صالح کے
ہمراہ گئے یہانتک کہ عیدگاہ مین جلوہ فرما ہوے دیکھا کہ اصنام قوم بڑے تکلف سے تختون پر
رکھے ہین اونکے روبرو شہر کے لوگ دست بستہ حاضر ہوے اور اپنی حاجت مانگنے لگے
تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تو گلو سوزی و نالہ و زاری کرچکے اور کچھ
حاصل نہوا اب جو کچھ کہو مین اپنے خدا سے طلب کرون اور تمکو تماشا دکھلاؤن جندع ابن عمرو
کہ سردار قوم تھا اپنے لوگون سے بولا کہ اس قسم کی چیز طلب کرنا واجب ہی جسکا وجود محال
ہو اور یہ شخص اوسکے اتیان مین عاجز رہے اور ہمارے ٹھاکرون کی آبرو و عزت
نبچے والا بڑی خفت و سبکی ہوگی سب نے ملکر کہا تو ہی ہم مین مرد پختہ کار ہوشیار ہی کوئی
چیز محال تجویز کرکے بیان کر جندع نے غور و تامل سے کہا کہ اس پشتہ پہاڑ سے جسکو ہماری
اصطلاح مین کاثبہ کہتے ہین اور عیدگاہ کے برابر ہی حضرت صالح ایک ناقہ نکالین جسکی پیشانی
سیاہ اور تمام بدن سفید ہو اور بڑے بڑے بال رکھتی ہو اور حمل دہ ماہہ سے حاملہ ہو اور اس پشتہ
کے برابر نظر پڑے اور بعد خروج فی الفور اپنے قد کے برابر بچہ جنے حضرت صالح علیہ السلام نے سنکر
فرمایا کہ اگر تمہاری فرمایش کے مطابق مادہ شتر نکالون تو ایمان لاؤ گے اور میری فرمان برداری
کرو گے سب لوگون نے کہا کہ اگر یہ امر واقع ہوجاے تو ہم بیشک ایمان لاوین گے پھر اس بات کا
عہد و پیمان موکد و قول قرار مضبوط ہوگیا اور حضرت صالح اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر متصل پشتہ

پہاڑ کے تشریف لیگئے اور دو رکعت نماز ادا کرکے دعا فرمائی مومنون نے پس پشت سے آمین کہا اوسوقت اکثر عمائد قوم ثمود مع فوج وحشم تماشائی ہوے کہ دفعتہً قدرت حق نے یہ تماشا دکھلایا کہ پشتہ پہاڑ سے آواز دردزہ شروع ہوئی اور وہ پھٹ گیا اور ناقۃ اللہ فرمایشی کہ چار ہزار برس سے بنا ایک معجزہ رسول خدا پیدا ہو رہی تھی نکلی اور فی الفور اوسی جنگل مین چرنے چگنے لگی پھر ایک ساعت کے بعد اوسکو دردزہ ہوا اور بچہ پیدا ہوا کہ قد وقامت وصورت ووجاہت مین برابر نظر آتا تھا اور بعد ایک ہی ساعت کے چشمہ آب ومرغزار بھی ظاہر ہوا کہ دونون اوسمین چرنے لگے **فائدہ** اس معجزہ کی تخصیص اس قوم کے ساتھ اسلیے فرمائی گئی کہ انکو سنگ تراشی ومصوری مین دخل کامل تھا گویا اس اعجاز مین یہ اشارہ ہی کہ تم لوگ پتھر سے عجیب وغریب تصویرین تراشتے ہو لیکن جان نہین ڈال سکتے اور ہم پتھر سے ایک جانور جاندار ایسا نکال سکتے ہین کہ تم حیران ہوا ور یہ اشارہ ہی کہ حق تعالی شانہ کی ہدایت پتھر کے قلوب بھی نرم کرسکتی ہی اور اونمین اوصاف روح پیدا پیدا کرسکتی ہی اور وہ کام لے سکتی ہی جو روح سے علاقہ رکھتے ہین بالجملہ اس معجزے کا بڑا شور پڑا اور قوم ثمود نے جانا کہ صالح علیہ السلام کے خدا کو بڑی قدرت ہی اب اوسپر ایمان لانا لازم ہی چنانچہ جندع ابن عمرو مع چھ ہزار نفر تابعین کے مشرف بالایمان ہوا اور استغفار سے تقصیرات کرنے لگا لیکن اور عمائد شامت نفس وشیطان مین گرفتار ہوکر اپنے تابعین سے کہنے لگے کہ یہ سحر کامل ہی ہرگز فریفتہ نہونا اور اپنا مذہب وملت چھوڑنا یہی وقت امتحان ہی سو باوصف قول وقرار کے جمیع اشقیا رئیسون کے اغوا سے پھر گئے اور صالح علیہ السلام کو جادوگر ٹھہرانے لگے تب حضرت صالح نے کہا کہ تمنے خلاف عہد وپیمان کے عمل کیا ہی مضائقہ نہین مگر یہ کہے رکھتا ہون کہ یہ دونون جانور تمہارے امن وامان کے باعث ہین جب تک تم مین موجود رہین گے خیر ہی اور جب تکلیف دہی سے چلے جائین گے عذاب آئے گا تمہارے حق مین بہتر ہی کہ ان دونون کو نہایت خاطرداری سے رکھو اور کسیطرح کا رنج انکو نہ پہونچاؤ وما علینا الا البلاغ چونکہ اونٹنی ازبس قوی ہیکل وبزرگ جثہ تھی اس سبب سے کل جانور اہلی ووحشی اسکو دیکھکر بھاگتے تھے نہ چارہ کھا سکتے تھے نہ پانی پی سکتے تھے کیونکہ اونٹنی کھلی ہوئی بچہ سمیت پھرا کرتی تھی جس چشمہ یا تالاب پر پانی پینے کو جاتی سب جانور الگ ہو جاتے اور وہ سب پانی پیجاتی اور جب جنگل مین چرنے کو متوجہ ہوتی تمام جانور بھاگتے اور وہ سب گھاس پھوس چرلیتی اور جب شام کو شہر مین آتی تو شہر کے لوگ اپنے اپنے باسن

فائدہ تخصیص معجزہ [illegible]

ہو رہ سے بعد لینے التجا عمی اسی شہر وادی فرود سے یہی کا دیر شہر حجر بہت بیا تو مین نے دیکھا کہ اکثر آدمی گشت کرتے ناقہ کی زیارت
کو جاتے ہیں مسلمین نے وہ تمام اپنے ہاتھ سے ناپا ساٹھ گز ہوا اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ طول وعرض اسکا ایک سو گز کا تھا
اور ایسی تحریر تھی کہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک ایک تیر کی پرتاب تھا افغان تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس قسم کا معجزہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ ایک مرتبہ جناب پیغمبر خدا نے انگلیوں مبارک سے ایک خشت حجرہ کے کا نکلا اور فوراً
پھل لایا خاص بیعانہ نے اسکے پھل کو کھاتے تعریف اس شخص کا ایمان علاوہ اسکے تعزیر تھا اسکو وہ خرمہ شیرین نکلوا
ہوئے اور اسکی قسمت میں کفر تھا اسکے نصیب میں ہے ہو سکتے العیاذ باللہ ناقہ صالح مع اپنے بچے کے جب بات مدت
دراز تک قوم ثمود میں رہی تو ان مواشیوں کو چارہ و پانی کی تکلیف ہونے لگی اور ارباب مویشی عاجز ہو کر حضرت صالح سے
نالشی ہوئے اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس قوم میں سات گروہ تھے انکے پانی پینے کا کنواں ایک ہی تھا
سو ایک روز اونٹنی نے تمام پانی کنوئیں کا پی لیا تب اہل قوم فریادی ہوئے تو حضرت صالح نے فرمایا هذه ناقة لها شرب
ولكم شرب يوم معلوم یعنی یہ اونٹنی ہے اسکو پانی پینے کی ایکباری اور تمکو باری ایکدن کی مقرر ہے بہ آیت قرار پائی کہ
ایک روز ناقہ پانی پیا کرے اور ایک روز قوم کے مویشی جایا کریں اور ایکبار چارے کو جایا کرے دوسرے دن اور ان
مویشی جایا کریں مگر یہ شرط ٹھہری کہ اسکو کوئی شخص بری طرح نہ چھیڑے کہ قال اللہ تعالی لا تمسوها
بسوء فيأخذكم عذاب يوم عظيم یعنی نہ چھیڑیو تم اسکو بری طرح کہ پکڑے تمکو آفت بڑے دن کی چنانچہ ایک مدت تک
یہ تقسیم جاری رہی اور بعض کہتے ہیں جب ستر برس گذرے تو وہ لوگ جنکو مویشی کا شوق تھا اور انکی پرورش
میں ذوق رکھتے تھے اس تقسیم سے ناراض ہوئے اور بدل چاہنے لگے کہ اس ناقے کو کسی حیلہ و
فریب سے نکالیں تاکہ ہمارے مویشی بفراغ خاطر رہیں مگر نقض عہد و تخالف قول و قرار سے کنارہ کرتے تھے
اس عرصہ میں ایک نوجوان بانکا شورہ پشت کوتہ اندیش شوخ زبان مادر آزار بد نژاد قدار ابن سالف نام
ظاہر ہوا اور اسکو ایک عورت مسماۃ عنیزہ سے کہ حسن و جمال ظاہری اور غنج و دلال قبحگی و فاحشگی میں ضرب المثل
اور ظرافت طبع و نزاکت وضع میں عدیم البدل تھی عشق پیدا ہوا کہ پسر دوست مصدع ابن دہر اس کا برادر
عم زاد یا ہمشیرہ زادہ اپنے کے اسکے گھر جایا کرتا تھا اور سات نفر اور بھی منع اسکے ہمراہ جاتے تھے
اور شراب پیکر حظوظ نفسانیہ میں مشغول رہتے تھے یعنی قدار ابن سالف اس صحبت سے ملتفت
رہتا تھا اور ساتھی اسکے لونڈیوں سے اور ایک روایت ہے کہ وہ عورتیں اس قسم کی تھیں ایک عنیزہ دوسری
صدوقہ کہ مصدع ابن دہر کی آشنا تھی اور یہ دونوں صاحبہ مویشی تھیں الغرض ایک روز عنیزہ نے قدار ابن سالف
نے کہا کہ مجھسے نکاح کر لے کہ بلا خوف و خطر بسر کریں اسنے کہا کہ ایک فرمائش میری بجا لاؤ تو میں
نکاح کروں یعنی اس اونٹنی کو جس سے قوم کے لوگوں کو تکلیف ہے اور مویشی بھی رنج پاتے ہیں

مار ڈالیں چنانچہ یہ مردود شہوت خسیسہ کی آرزو میں اس قسم کے سرانجام پر مستعد ہو گیا اور مصدع ابن دہر بھی صدوق کے ایما سے آمادہ ہوا پھر ایکدن قدار ابن سالف کوچہ تنگ میں جسطرف سے وہ اونٹنی آتی جاتی تھی راستہ روک کر گھات میں لگ رہا اور اپنے یارون کو مع مصدع ابن دہر بھی اُسی کوچہ میں بٹھلایا کہ وہ پوشیدہ بیٹھ رہے جبکہ اونٹنی چراگاہ سے پھری اور اُس کوچہ ناپاک میں داخل ہوئی تو اول مصدع ابن دہر نے ایک تیر اُسکی پیشانی پر مارا اور اُسکے ساتھیوں نے تلوارین میانون سے لین مگر اونٹنی باوصف مجروحی کسی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیتی تھی آخرکار قدار مردود نے پیچھے سے آکر کونچون میں تلوار ماری کہ وہ زمین پر گر پڑی اور سب لوگون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور اہل شہر نے راضی ہوکر گوشت اسکا باہم تقسیم کر لیا اور اس حال میں بچہ اونٹنی کا پیچھے تھا اُسنے یہ حال دیکھا اور بھاگ کر پشتۂ پہاڑ کی پناہ میں جا بیٹھا یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو ہوئی اُنھون نے نہایت افسوس کیا اور باہر مکان کے تشریف لائے اور اہل شہر سے خطاب کرکے فرمایا کہ تم لوگون نے بہت برا کیا اب عذاب آویگا لیکن تدبیر بچاؤ کی اب بھی ہے کہ جسطرح ہوسکے میرے ساتھ چلکر منت وزاری بچہ ناقہ کو شہر مین لاؤ کہ شاید اُسکے سبب سے آفت نہ آوے مگر قدار وغیرہ کافرون نے اسکا خیال نہ کیا اس سبب سے کوئی ایک بھی شہر کا آدمی ہمراہ نہ گیا صرف اہل ایمان آنجناب کے ہمراہ گئے جب پشتۂ پہاڑ سے مقابل ہوئے تو بچہ ناقہ نے حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا اور تین مرتبہ چلایا اُسی وقت پہاڑ کا پشتہ پھٹا اُسمین جا بیٹھا ناچار حضرت صالح علیہ السلام واپس تشریف لائے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تین آوازین بچہ ناقہ نے کی ہین اُسکی تعبیر یہ ہے کہ تین دن کی تمکو مہلت ہے عذاب سے پھر عذاب شروع ہوگا کما قال اللہ تعالے

تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام ذالک وعد غیر مکذوب یعنی رہو اپنے گھرون مین تین دن یہ وعدہ سخت ہے بلکہ واقعہ عقر ناقہ سولھوین ربیع الثانی یوم چارشنبہ آخر وقت واقع ہوا اور روز پنجشنبہ علی الصباح ہر ایک کافر کا چہرہ زرد تھا سب نے جانا کہ جو کچھ صالح علیہ السلام نے کہا ہے کہ پہلے دن منھ زرد ہوگا دوسرے دن سرخ تیسرے دن سیاہ سو سچ معلوم ہوتا ہے یہ امر واقع ہونے والا ہے مگر قوت غضبیہ نے قوت عقلیہ کو معزول کر دیا کہ قدار ابن سالف اور آٹھ نفر یعنی دعمی زعیم ہرمن ہریم داب صواب ذیاب مصدع باہم قسمیہ ہوئے کہ قبل آنے روز سوم کے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا لازم ہے چنانچہ رات کے وقت وہ سب ملکر حضرت صالح کے مارنے کو چلے اُسوقت آنجناب اپنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے وہان ایک درخت تھا اُسنے کہا کہ اے صالح قدار ابن سالف مع آٹھ نفر مفسدین تمھارے قتل کو آتا ہے خبردار ہو اور اپنے گھر جاؤ اور دروازہ بند کر کے مستور ہو یہ خبر سنکر حضرت صالح اپنے دولتخانہ مین آگئے اور دروازہ

بند کرکے سو رہے بعد اُسکے قدار وغیرہ مسجد مین آئے تو حضرت صالح نہ ملے تب گھر پر آئے اور چاہا دروازہ توڑین
اُسی وقت فرشتون نے بحکم خدا اُن کافرون کو اپنے پرون سے مارا کہ سب کے سب اندھے ہوگئے اور حیران و
پریشان گرتے پڑتے بے تحاشا بھاگے کہ اس حال مین کسی کا سر دیوار مین لگ کر پھٹ گیا اور کوئی چاہ مین بغفلت
گر کر مر گیا دوسرے دن جمعہ کو جب اہل شہر خواب غفلت سے چونکے تو چہرے اُنکے سُرخ تھے اور قدار ابن سالف
وغیرہ نو شخصون کا نشان نہ تھا سو اُنکے وارثہ تلاش کو نکلے یہانتک کہ حضرت صالح کے گھر پر آئے اور سبکو
سر شکستہ لت خوردہ مُردہ پایا کہ یہ حال عمائد قوم سے بیان کیا وہ لوگ مع جمیع اہل شہر بلوے کرکے حضرت صالح
کے گھر پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ اونٹنی کے بدلے تمنے ہمارے نو آدمی رات کے وقت مار ڈالے ہین اب ہم
تمکو اور تمھارے گھر والون کو مار ڈالینگے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ مین کسی کے گھر نہین گیا اور
نہ مین نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی پر ہاتھ چلایا غالب یہ ہے کہ یہ چند مفسد وقت شب میرے گھر پر چڑھ کے آئے
اور اراداہ بد رکھتے تھے حافظا عالم نے میری حفاظت کے واسطے غیب سے اُنکو سزا دی سو اللہ کی طرف سے
اُنکو پہونچا ہر چہ دیکھتے ہو وہ سب اس زد و بدل مین تھے کہ رئیس قوم جندع ابن عمرو کہ مع اپنے توابع کے
ایمان لایا تھا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر کار صلح اس بات پر ٹھہری
کہ حضرت صالح اس شہر سے نکلجاوین آنجناب نے یہ بات مغتنمات سے سمجھی اور مع جندع ابن عمرو وغیرہ
توابع و لواحق کے از روے شمار چار ہزار نفر تھے اس شہر سے نکل گئے اور اہل قوم خواب غفلت مین پاسنا بسا
سوئے صبح کو تیسرا روز موعود پنجشنبہ نمودار ہوا اور سب لوگون کے مُنہ سیاہ ہوگئے تب تو تشویش مین پڑ گئے
اور قلعے و حویلیان مضبوط سنگین خالی کرائین اور یہ مشورہ کیا کہ اگر عذاب خدا آسمان سے آوے جسطرح
پانی برسے یا اولے پڑین خواہ زمین سے آوے جیسے زلزلہ آوے یا زمین اُلٹے دونون حال مین انھین
مکانون مین گھُسینگے کہ انھین نہ زلزلہ اثر کریگا نہ پانی و ژالہ الحاصل شنبہ کا دن گذرا اور جو رات آئی وہ بھی
کٹ گئی صبح کو یکشنبہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مابین ارض و سما بصورت ہولناک تشریف
لاکر ایک آواز مہیب و تند اسطرح کی فرمائی کہ بڑے بڑے پہاڑ ہلنے لگے اور ہوا سے تیز و تند چلنے لگی
اور تمام اہل ثمود انھین مکانون مین گھسے اور حضرت جبرئیل نے دوسری بار آواز فرمائی کہ ہر ایک کافر کا
زانو پر جھکا اور سب کے سینے پھٹ گئے یہانتک کہ اس فرقہ ملعونہ کا کوئی شخص باقی نہ رہا کما قال اللہ تعالے

واما ثمود فاہلکوا بالطاغیۃ فہل تری لہم من باقیہ یعنی فرقہ ثمود کھپائے گئے بھونچال سے پھر تو دیکھتا ہے
کوئی انکا بچ رہا حکمت اس آواز مین یہ ہوئی کہ یہ لوگ انکار و تکذیب پیغمبر بر حق مین سگ دیوانہ کا حکم
رکھتے تھے کہ ناقہ خدا کو مار کر حضرت صالح کی قتل پر مستعد ہوے اور گوشت اسکا کتون کی طرح

کاٹ کاٹ کر کھا گئے اور ہڈیاں اسکی توڑ ڈالیں اور اُسکے نالہ و فغان پر ہرگز رقت نہ کی اور اُسکے بچہ کو ایسا ڈرایا
کہ وہ بھاگ کر شیشہ پہاڑ سے چھپا اور تین آوازیں کر کر غائب ہو گیا سو حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ ان کتوں کو
اسطرح کی آواز سے عذاب کرنا چاہیے جو اُنکے مناسب حال پڑے لہذا حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ مابین آسمان و
زمین کھڑے ہو کر آواز کرو کہ اُسی آواز سے ہلاک ہوں اگرچہ آواز تند و تیز جسطرح شیر کا ڈہکنا اور رعد کا گرجنا
اور بڑی بڑی توپوں کا چھوٹنا موجب استرخاء مفاصل و اعصاب ہوتی ہے اور عمارات و اشجار اور حمل عورات کو
گرا دیتی ہے اور بعض اوقات آدمی کو ہلاک بھی کر دیتی ہے لیکن ایسی آواز جس سے کانوں کے پردے پھٹ جائیں
اور ہر ایک شخص کی روح بدن سے مفارقت کر جائے اور گھر سے گھر تہ خانوں میں گھس جائے سوائے
آواز غضب حق کے اور کوئی آواز نہیں حضرت استاد الاستاذ قدس سرہ العزیز اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں
کہ یہ حادثہ ناقہ تھا نہ ابتلا و الا اجماع واقع ہوتا اور کفر و ایمان میں تمیز نہ ہوتی دونوں برابر رہتے اور متصل عذاب
برزخ سے ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ سوائے اس فرقہ کے اور کسی کو اذیت نہیں پہونچی اور جو مومن تھے صاف بچ رہے
اور حادثہ ناقہ اسی کا نام ہے کہ حق کو باطل سے جدا کرے کہ ہرگز التباس باقی نہ رہے **فائدہ** حقیقت یہ ہے کہ جب
شہوت و غضب غالب ہوتے ہیں تو حکم شرع و عقل دونوں خیال سے نکل جاتے ہیں چنانچہ اس قصہ سے ظاہر ہے
کہ قدار ابن سالف کو اس شہوت و غضب نے برخلاف مقتضائے عقل و شرع ناقۃ اللہ کے ذبح کرنے پر کس
بے مہرگی و جرأت سے کھڑا کیا حالانکہ زبان صالح علیہ السلام سے حکم خدا بخوبی دریافت کر چکے تھے یعنی حضرت
نے کئی بار کہہ دیا تھا کہ یہ ناقہ خدا ہے اسکو چھوڑ دو جہاں چاہے چرے اور جس تالاب میں چاہے پانی پیئے اسکے
تعرض نہ کرو اور عقل کی بات یہ ہے کہ یہ باتیں نزد ہمارے بھی بعقل ناقص جانتے ہیں کہ جانور زور آور و قوی الجثہ کو
جاری پانی سے روکنا بہتر نہیں اور یہ تو خدا کا جانور ہے اس سے کون زیادہ قوی ہوگا پھر اسکو ذبح کرنا برخلاف عقل ہے
اور اس بات میں مغلوب الشہوۃ ہونا نہایت سفاہت ہے اور طرفہ تر یہ کہ یہ بھی تو اقرار ہو گیا ہے کہ ایک دن
تمھارے جانور پانی پئیں اور ایک دن یہ اور انہیں نقض عہد کرتے ہو کہ یہ بات تمامی ملل و شرائع میں حرام و
ممنوع ہے لیکن باوصف اس فہمایش کے اُن نابکاروں نے کچھ بھی نہ خیال کیا اور ناقۃ اللہ کو ذبح کر ڈالا

چنانچہ ارشاد ہوا اذ انبعث اشقٰیھا فقال لھم رسول اللہ ناقۃ اللہ وسقیٰھا فکذبوہ فعقروھا فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوّٰھا
ولا یخاف عقبٰھا یعنی جب اٹھا بدتر فرقہ ثمود کا پھر کہا انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی ہے
اور اسکے پینے کی باری ہے پھر اُنہوں نے اسکو جھٹلایا اور کاٹ ڈالا پھر اُلٹ مارا اُن پر اُنکے رب نے
اُنکے گناہ سے پھر برابر کر دیا اور وہ نہیں ڈرتا کہ پیچھا کریگا خلاصہ یہ کہ جیسا اُنہوں نے اونٹنی کو اُلٹ
مارا تھا اُسی طرح اللہ نے اُنکو اُلٹ مارا اسواسطے کہ اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ اسواسطے دی تھی

کہ انکو عقل وشرع کے تابع کرین سو ان لوگون نے برعکس کیا یعنی شرع کو تابع عقل اور عقل کو
تابع شہوت وغضب گویا حکمت ترتیب کو باطل کرکر اُسکی ضد کیا جسطرح کوئی شخص اپنے غلام کو بولا
دے کہ ہمارے دشمن کو مارو وہ اسی کے بیٹون کو مارے اِس جگہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ یہ حرکت قدار
ابن سالف اور اُسکے یارون نے کی تھی تمام فرقۂ ثمود کیون برباد کیا گیا تو رفع اِسکا یون ہوتا ہے کہ
اِس حرکت مین تمام قوم کی صلاح تھی اور سب راضی سے تھے چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہین فنادوا
صاحبہم فتعاطی فعقر یعنی پھر پکارے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ سب
لوگون نے بعد عقر ناقہ گوشت باہم تقسیم کر لیا حدیث شریف مین وارد ہے کہ جب کوئی گناہ زمین پر صادر
ہوتا ہے تو جو کوئی شخص اُس مجلس مین حاضر ہے اور بدل بیزار وکارہ ہے وہ شخص ایسا ہے جیسے دور کی
راہ پر اور جو شخص اُس مجلس مین نہین ہے اور بدل راضی ہے وہ شخص ایسا ہے جیسے اُس گناہ مین شریک ہے
فائدہ اللہ جل شانہ نے اِس کریمہ مین نام حضرت صالح کا نہین لیا اسلیے کہ معلوم ہو کہ یہ فرمانا حضرت
صالح کا خدا ہی کا فرمانا تھا اور تخویف اور تحذیر انکی خدا ہی کی تخویف اور تحذیر تھی کیونکہ رسول حکم
مرسل مین ہوتا ہے اور زبان اُسکی عین زبان بھیجنے والے کی ہے القصہ بعد اس واقعہ کے حضرت صالح نے
مومنون سے فرمایا کہ یہ شہر غضب الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے یہان رہنا مناسب نہین اب اسکو چھوڑو
اور مکہ معظمہ مین چلکر رہو چنانچہ سب لوگ حضرت صالح کے ساتھ وہین گئے اللہم ارزقنا اتباع
نبینا محمد صلعم حدیث شریف مین ہے کہ حضرت صلعم سفر تبوک مین شہر حجر پر گذرے تو یارون سے
فرمایا کہ اِس شہر مین نہ جاؤ اور یہان کا پانی نہ پیو اور اِس گروہ معذب پر نہ گذرو مگر روتے و ڈرتے
ہوئے کیونکہ ارواح اشقیا پر اِس شہر مین عذاب ہوتا ہے اور جس جگہ تعذیب وقہر الٰہی ظاہر ہو اُس
مقام سے دور رہنا بہتر ہے اور بھی حدیث شریف مین وارد ہے کہ فرقۂ ثمود کے کافرون سے کوئی شخص
باقی نہ رہا تھا مگر ایک شخص ابو رغال کہ وہ کسی تقریب سے حرم شریف مین گیا تھا سو وہ بھی جب تک
حرم مین رہا عذاب سے بچا جب کہ حرم سے طائف کو چلا راہ مین وہی عذاب پہونچا جو فرقۂ ثمود پر
پہونچا تھا کہ ہلاک ہو گیا چنانچہ حضرت صلعم جب ہم طائف مین جبرا پر پہونچے تو وہان ابو رغال کی
قبر تھی اور اُسکو ہر شخص پتھرون سے مارتا تھا یہ احوال دیکھ کر حضرت رحمۃ للعالمین سید المرسلین
خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یارون سے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ قبر کس
آدمی کی ہے صحابہؓ نے التماس کیا یا رسول اللہ ہم نہین جانتے فرمایا کہ یہ قبر ابو رغال ہے قبیلہ ثقیف
کی ہے اور میرے صدق کلام پر دلیل یہ ہے کہ اس مقبور کے پاس ایک چھڑی سونے کی تھی سو وہ بھی

قبر مین موجود ہے یاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر اُسکی کھودی اور چھری نکالی اور بدستور بند کر دی روایت ہے کہ آواز ناقہ اُس کوہستان مین نہایت زور و شور سے آتی ہے اور جب قافلہ حجاج وہان سے گذرتا ہے تو اہل قوافل توپین و بندوقیں سر کرتے ہین اور بعضے نقارے بجاتے ہین اور شور و غوغا مچاتے ہین وہان کے لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرین تو قافلے کے اونٹ آواز ناقۂ صالح علیہ السلام سے ہلاک ہو جاوین کذا ذکرہ خواجہ عبدالکریم فی نامہ راست و دروغ بر گردن راوی صاحب تہذیب علیہ نے تفسیر سورۂ صاد مین لکھا ہے کہ تکذیب حضرت صالح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُنکی قوم نے دعوت ثانیہ مین کی تھی اسلیے کہ اول مرتبہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے دعوت فرمائی تو سب لوگ ایمان لائے تھے اور جب اُنکی وفات ہوئی تو سب مرتد ہو گئے حق سبحانہ تعالے نے پھر حضرت صالح علیہ السلام کو زندہ کیا اور اُسی قوم کا پیغمبر قرار دیا مگر کسی نے نہ پہچانا اور تکذیب کر کے معجزے طلب کرنے لگے کہ اخراج ناقۃ اللہ ایک معجزۂ عظیم الشان ظاہر ہوا اُسپر بعض لوگ اُس قوم کے ایمان لائے اور اکثر قوم نے تکذیب کیا اور بسبب پے کرنے ناقہ کے ہلاک ہوئے بالجملہ بعد اس واقعہ کے حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار آدمی مسلمان اپنے ہمراہ لیکر ممالک مین تشریف فرما ہوئے اور بعض منازل مین ہین وفات پائی اُس مقام کا نام حضر موت ہوا اور بعض روایات مین ہے کہ جانب شام تشریف لیگئے اور شہرستان حجر مین اقامت فرمائی جب آنجناب کی وفات ہوئی تو مسجد جامع مین دفن کیے گئے و بروایت بعضے حرم شریف مین جلوہ فرما ہوئے وہا مین صفا و مروہ خواہ حجر مین دفن ہوئے عمر حضرت صالح علیہ السلام کی حسب روایت کعب احبار دو سو اٹھارہ برس کی ہوئی اور بروایت صحیحہ دو سو اسی برس کی معلوم ہوتی ہے اور بعضے اہل سیر دو سو چالیس برس کی لکھتے ہین اور بعضے صرف دو سو برس کی قرار دیتے ہین اعلام اخبار الدول مین ہے کہ ہمگی بیس برس حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم مین رہے ہین اور بروز یکشنبہ قوم سے نکلکر جانب رملہ کہ متعلقات فلسطین سے ہے تشریف لیگئے اور وہین وفات پائی حدیث شریف مین وارد ہے کہ بروز قیامت حضرت صالح پیغمبر ناقہ پر سوار اُٹھائے جاوینگے **فائدہ** مسند امام احمد وغیرہ مین وارد ہے کہ حضرت رسول الثقلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مرتضی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ سے کہ تمکو معلوم ہے بدبخت ترین اُمت پیشین کا اور زشت ترین اس اُمت کا کون ہے عرض کیا کہ اللہ و رسولہ اعلم فرمایا کہ بدبخت تر اگلی اُمتون کا مرد سرخ رنگ قدار ابن سالف تھا جسنے ناقۃ اللہ کو پے کیا یعنی اُسکی کوچین کاٹی اور اِس اُمت مین وہ شخص ہوگا جو کہ تیرے محاسن کو خون آلودہ کریگا

آواز ناقۂ صالح اب تک آتی ہے

فائدہ ابن ملجم ملعون

تشہیر روایات صحیحہ ثابت ہو کہ ابن ملجم خارجی نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا ہو حال مفصل اس مقام کا
جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حال میں لکھا جائیگا معالم التنزیل میں لکھا ہو کہ جب
حضرت صالح علیہ السلام کی وفات ہوئی تو مومنون نے جلا ابن سوید کو وزیر بنا دیا جلیس ابن جلاس کو
امیر کیا اور مخاریب ابن سوادہ کو وزیر ت اردیا اور سب نے ملکر ایک محل کندھیتا پر بنایا اور اسی مقام پر
مقیم ہوئے تو اولاد کی کثرت ہوئی مگر جو پیدا ہوا بدکار و ناشکر گذار و بت پرست نابکار ہوا اور
افعال بد مثل مساحقۂ زنان و اتیان بہائم و لواطت و زنا اُن لوگوں نے اختیار کیے تب اللہ
جل شانہ نے حنظلہ ابن صفوان حمال قوم کو پیغمبر کیا کہ انھوں نے دعوت شروع فرمائی اس قوم
ناپاک نے حضرت حنظلہ کو بازار میں قتل کیا اس جرم میں خداوند منتقم نے تمام قوم کو ہلاک فرمایا
اور چاہ کو معطل و خراب کر دیا اسی قوم کا خطاب اصحاب الرس ہو اور وہب ابن منبہ کے نزدیک
اصحاب الرس قوم شعیب علیہ السلام کا خطاب ہو اور مقاتل و سدی کے نزدیک اصحاب الرس وہ
ہیں جنھوں نے حبیب نجار کو قتل کیا ہو اسکا ذکر سورۂ یٰس میں ہو اور صحیح یہ ہو کہ بقیۂ قوم ثمود
و قوم صالح علیہ السلام سے تھے کذا فی المعالم اور بعض اہل تفسیر نے لکھا ہو کہ قوم رس حضرت
حنظلہ علیہ السلام کی زندگی میں ہلاک ہوئی ہو یعنی اُنکی دعا سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
کوہ سنگ اُنکا جسمیں وے رہے تھے اُلٹ دیا ہو کہ سب آدمی اُس صدمے سے نیست و نابود ہو
مگر کتب معتبرہ و تفاسیر سے صاف واضح ہو کہ بعد وفات حضرت حنظلہ کے اُنکی قوم پر عذاب نازل
ہوا ہو اور اسی کا اشارہ کلام الٰہی میں ہو فکاین من قریۃ اہلکناہا وہی ظالمۃ فہی خاویۃ علیٰ عروشہا وبئر
معطلۃ وقصر مشید یعنی کئی بستیاں ہمنے ہلاک کی ہیں اور وہ گنہگار تھے سو وہ ڈہی پڑی ہیں
اپنی چھتوں پر اور کئی کنوئیں نکمے پڑے ہیں اور کئی محل گچ گیری کے خراب ہیں ذکر حضرت
صالح کا مذکورہ ہود و شعرا و نمل و اعراف و قمر میں ہو

تفریح ہفتم دراحوال حضرت ابراہیم علیہ السلام

... ابن اول یہ نام اُنکا ہوا ہو کذا فی نزہۃ النواظر اہل سیر کو عدد و اشخاص
... حضرت ابراہیم و نوح علیہما السلام کے درمیان میں اتفاق ہو لیکن کیفیت نطق و ضبط
اسما میں اختلاف ہو کذا فی القول البدیع للسخاوی بعضے کہتے ہیں ابراہیم ابن آزر ابن ناحور
ابن شاروغ ابن رعو ابن فالغ ابن عیبر یا جابر ابن سام ہیں اور بعضے شاروغ ابن جابر
ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام کہتے ہیں اور بعضے ابراہیم ابن تارح ملقب بآزر کہتے ہیں

اور بعضے بالعکس اور امام رازی اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ آزر عم ابراہیم تھا نہ پدر کیونکہ پدر ابراہیم علیہ السلام
مومن موحد تھا اور تارخ نام کذا ذکرہ السیوطی فی المقاصد السنیہ کاتب الحروف کہتا ہے کہ نص صریح ہے واذ قال
ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلہۃ دال اس بات پر ہے کہ آزر پدر ابراہیم تھا مگر یہ کہا جاوے کہ چچا کو باپ کہنا
متعارف ہے جسطرح خالہ بمنزلہ مادر ہے اور نام ابراہیم کی ماں کا متالی یا اوفی بنت نمر تھا اور تولد حضرت کا کوثی
متعلقات بابل میں یا شہر سوس متعلقات اہواز میں عہد نمرود میں ہوا سجاوندی نے نمرود بضم نون لکھا ہے
اور حرف اخیر بالاتفاق دال مہملہ ہے کذا فی حاشیۃ عصام علی البیضاوی تیسیر میں ہے کہ نمرود ابن کنعان ابن
سنحاریب ابن نمرود ابن کوش ابن سام ہے مجاہد کے نزدیک یہ شخص تمام روے زمین کا بادشاہ تھا اور یہی
قول ابن اسحاق کا ہے یہ نمرود دعوی الوہیت کرتا تھا اور لوگوں کو اپنی عبادت میں بلاتا تھا اور بعض کے
نزدیک خدا کا انکار نہ تھا صرف دعوی جباری بطریق حلول باری کرتا تھا جسطرح نصاری حضرت عیسی کے
حق میں اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک شمس و قمر و کواکب کی پرستش کرتا تھا اور اپنی رعایا کو اپنی
عبادت پر دعوت کرتا تھا مگر امام جعفر سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق ہے کہ نمرود وہ شخص ہے جسنے دعوی خدائی
بیہودہ کیا اور باطل ٹھہرا اور بابل میں قلعہ بنایا اور خالق کبریا سے لڑنے کو آمادہ ہوا آسمان پر جانے کا قصد کیا
کاہنوں اور نجومیوں کا اسکے عہد میں بڑا دربار تھا آخر کندۂ دوزخ ہوا معالم میں ہے کہ نمرود پسر کنعان سلطان
جہان تھا شہر بابل پایہ تخت کا مکان تھا ایک مرتبہ شب کو سوتا خواب دیکھا کہ ایک ستارہ افق مغرب میں طالع ہوا
اسکی روشنی نے ماہ و خور کو تاریک کیا جب بیدار ہوا تو کاہنوں نجومیوں نے تاویل میں کہا کہ ایک انسان
خجستہ بنیان خلوتگاہ عدم سے میدان وجود میں آئیگا کہ قاطع بنیان سلطان و شاہ ہوگا اور اسی کے ہاتھ سے
تمام لشکر و سپاہ تباہ اور بعض کے نزدیک بلا استفسار شاہ نجومیوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد التماس کیا
کہ اس سال میں ایک مولود سراسر جود تیری مملکت میں موجود ہوا چاہتا ہے کہ جس سے دین و آئین حال میں تغییر
و زوال نظر آتا ہے و مبروا سیئے اہل تنجیم نے شاید یہ حال صحائف انبیاے سابقین و پیغمبران پیشین میں لکھا تھا
اسی کو ظاہر کیا الغرض نمرود نے نجومیوں سے کہا کہ وہ مولود موعود صلب پدر سے رحم مادر میں آگیا یا نہیں
وہ بولے ہنوز وہ مولود مقصود مہر سپہر کرم وجود مستقر صلب سے مستودع رحم میں نہیں آیا اور ابتک علم پر نور سعادت
ظہور میں قائم نہیں کیا ہے تب نمرود نے مطمئن ہوکر منادی کرائی کہ اب کوئی مرد گرد عورت کے نہ جاوے
اور کوئی عورت قریب مرد کے نہ بیٹھے اور دس دس نفر ایک ایک مرد و عورت پر معین کیے کہ خبرداری میں
مصروف رہیں آپ کارخانہ الہی دیکھنا چاہیے کہ آزر پدر ابراہیم علیہ السلام کو مقربان بارگاہ سلطانی و معتمدان
خاص درگاہ ظل سبحانی سے تھا ایک رات میں مسماۃ متالی بنت نمر اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوا اور کلالی شاہی سے

کوئی بھی خبر نہ ہوا وہ حامل و باردار ہوئی اور امیدوار بحسب اختر علامہ صدیقی کہ اکابر علما تفسیر سے ہیں تحریر فرماتے ہیں
کہ بعد تاویل آنحضرت بروایت صادقہ نمرود مردود اپنا لشکر بہ ترتیب تمام لیکر بیرون شہر مسافر ہوا اور یہ حکم ہوا کہ تمام
رجال باہر شہر کے رہیں اور جماعت نسا اندرون اور یہ تاکید ہوئی کہ زنہار کسی کی عورت مرد سے نہ ملے اور کوئی
شکل سے نہ ملے مگر اس تدبیر میں تحریر کاتب تقدیر سے غافل تھا اور باوجود دانائی مقتضائے ازلی سے بعض
غافل رہا ایک مدت اسی حالت میں گذری کہ وہ ساعت مسعود [illegible] نزدیک آئی اور مقتضائے ارادہ الٰہی
شبا ہنیا لہ اسبابہ یعنی نمرود کو ایک کار ضروری اور مقصد لابدی شہر میں درپیش آیا اور چاہا کسی عاقل و
ہوشیار کا اندرون شہر جانا لازم ہوا آزر پدر ابراہیم خواص بادشاہی [illegible] تھا طلب ہوا اور
اس سے فرمایش کی گئی کہ ہم تجھکو بجائے خود اعتماد شہر کو بھیجتے ہیں اور قسم دلاتے ہیں خبردار اپنی عورت کے پاس
نہ جانا اور جب وہ منظور ہو جاوے تو اس سے علیحدہ و بیگانہ رہنا چنانچہ آزر بعد قول و قرار حال [illegible] شہر کو گیا اور
کار بادشاہی باحسن وجوہ سرانجام کرکے پھر اپنے محل میں آیا کہ بہت دن ہوا جورت میں گذرے گھر والی کو دیکھ لینا
ضرور ہے یہ سمجھا کہ اسمیں کچھ قصور ہے آخرکار گھر گیا عورت مقابل ہوئی اور طبیعت نے باشہرت مائل کیا بہت
تفضل قضا برت ہلایا اور ہو گیا شہوت نے محبت کو بستر آرام پر کھینچا [illegible] نور ابراہیم [illegible]
مادر میں آگیا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ دوسرے دن نجومیون نے نمرود مردود سے کہا کہ آج وہ مولود
صلب پدر سے بطن مادر میں جلوہ فرما ہوا اور علم ظہور کتمان عدم سے عالم وجود میں قائم ہو گیا نمرود نے کہا
ہر عورت پر ایک موکل رہے کہ پیدا ہوتے قتل کرے اور ابراہیم کی والدہ پر آثار حمل نمودار نہ ہوئے موکل اپنا
منہ لیکر پھر آئے یہانتک کہ آثار وضع حمل ظاہر ہوئے والدۂ حضرت نے یہ سوچا کہ اگر یہان بیٹا ہوگا تو
مقتول ہوگا آخر ایک گڑھے میں باہر وضع حمل فرمایا اور ایک پارچے میں لپیٹ کر غار میں رکھدیا اور
منہ اسکا پتھرون سے بند کیا پھر گھر آئین اور شوہر سے وقت استفسار فرمایا کہ بیٹا جنی تھی فوت کر آئی یا کہا مردہ
پیدا ہوا تھا سو مین نے چھپا دیا آزر کو بھی اطمینان واقعی ہو گیا اور بعضی روایت میں ہے کہ جب عورت نے
یہ حال بیان کیا تو آزر نے کہا خاموشی بہتر ہے نہیں تو غضب سلطانی میں گرفتار ہوگی آخر وہ دم بخود و
خاموش ہو رہی لیکن جبکہ آزر کسی کام کو گھر سے باہر جاتا تو وہ بسبب شفقت کے ابراہیم کی خبرگیری کو جاتی
اور دودھ پلایا کرتی اور جب کبھو کسی وجہ سے دیر ہوتی تو دیکھتی کہ آنجناب اپنا انگوٹھا چوستے ہیں
اور اس سے دودھ ٹپکتا ہے الغرض اسی طور سے بروایت بعض مفسرین نو مہینے تک حضرت ابراہیم غار میں
رہے اور تفسیر میں ہے کہ ایکدن ہر ہفتہ میں جایا کرتی تھی چنانچہ ایک دن دیکھتی ہے کہ ایک انگلی
سے پانی اور دوسری سے دودھ تیسری سے شہد چوتھی سے شراب پانچوین سے روغن ٹپکتا ہے

ہو سخت متحیر ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنجناب ایک دن مین ہفتہ کے برابر بڑہتے
اور ہفتہ مین مہینے کے برابر اور یہ سب علتیہ مین ہو کہ حضرت ابراہیم کی بالیدگی خالق کبریا نے اسطرح
رکھی تھی کہ ایک دن مین ایک ماہ کے اور ایک ماہ مین ایک برس کے نظر آتے چنانکہ پندرہ مہینے مین
پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے اور گاہ بگاہ غار سے باہر نکلنے لگے اقامت آنجناب دربیان غار بعض
روایات مین تین برس اور بعض مین سات برس اور بعض مین تیرہ برس اور بعض مین سترہ برس مین القصہ
جب ہوشیار ہوئے تو آنکی والدہ نے آزر سے کہا کہ لڑکا جو پیدا ہوا تھا وہ زندہ ہو اور نہایت خوبصورت و
خلیق لائق دیارت ہے تو بھی اسکو دیکھ چنانچہ آزر بھی حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا اور بولا کہ اسکو گھر
لیچل تاکہ مین نمرود کے پاس لیجاؤن اور حضرت ابراہیم نے بھی اپنی والدہ سے فرمایا کہ اب مجھکو غار سے
باہر نکال سو آسنے رات کے وقت غار سے نکالا اہل تحقیق کے نزدیک قبل غروب آفتاب باہر نکالا تو
آنجناب نے آسمان و زمین و جبال و اشجار دیکھے اور اپنے دل مین سوچے کہ بیشک انکا بھی کوئی
خالق ہوگا تب اپنی ماں سے پوچھا کہ مجھکو کسنے پرورش فرمایا ہو وہ ہی انکا بھی پروردگار رہو اور متصل غار کے کچھ جانور چرتے تھے
انکو دیکھ کر والدہ سے کہا یہ کیا ہو اُسنے ہر ایک کے نام بتلائے حضرت نے فرمایا انکا پیدا کرنے والا
بھی ہو اُسنے کہا کوئی مخلوق بلا خالق نہین ہو فرمایا ہمارا خالق کون ہو بولی مین فرمایا تیرا رب کون ہو
کہنے لگی آزر کہا آزر کا پروردگار کون ہو بولی نمرود پوچھا نمرود کو کسنے پیدا کیا تب وہ ناراض ہوئی
اور بعض روایت کرتے ہین کہ اُسنے کہا نمرود کا پروردگار ستارے ہین اور جب آنجناب نے کواکب کا
خالق پوچھا تو اُسنے سکوت کیا اور صحیح یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب تقریر غار کے اندر
فرمائی تھی اور اُسوقت پیالہ بھر کے تھے تب آنکی والدہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا ایسی باتین کیا کر
اور اس بحث کو اُسنے اپنے شوہر سے اعادہ کیا وہ بھی آیا حضرت ابراہیم نے بجنسہ وہی تقریر
آزر سے تفصیل فرمائی کہ وہ ناراض ہو کر چلا آیا اور بروایت صحیح تین برس کے تھے وبروایتے سات
برس کے جب شہر مین جلوہ فرما ہوئے آسی دن رات کے وقت ستارہ زہرہ یا مشتری افق مغرب سے
طالع ہوا تو ستارہ پرست سجدے مین گرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حرکت کو ملاحظہ فرماکے
کہا بسبیل استفہام یا اس قوم کے زعم باطل پر کہ یہ ہو پروردگار میرا پھر جب وہ غائب ہوگیا تب
ارشاد کیا کہ مجھے خوش نہین آتے چھپ جانے والے اور جب رات بڑہی تو چودھوین رات کا
چاند نمودار ہوکے چمکا اور مہتاب پرست سجدے مین گرے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
فرمایا کہ یہ ہو میرا پروردگار جب وہ خط نصف النہار سے دوسری طرف کو گذر گیا تو فرمایا

کہ اگر ہدایت نہ کرے مجھکو میرا رب تو البتہ رہون بہکنے والون مین پھر جب صبح ہوئی اور آفتاب
افق مشرق سے جھلکا اور آفتاب پرست سجدے مین چلے تو فرمایا یہ ہی پروردگار میرا کہ بہت
بڑا ہی جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا کہ اے قوم مین بیزار ہون اُس سے جسکو تم شریک
کرتے ہو مین سنے اپنا مُنہ کیا اُسی کی طرف جسنے آسمان اور زمین بنائے ہین اور غالب مین
میلان کرنے والا ہون سب دینون سے سوا سے دین توحید کے اور مین نہین ہون شریک
کرنے والا چنانچہ سورۂ انعام مین ارشاد ہوا فلما جن علیہ اللیل راے کوکبا قال ہذا ربی فلما
افل قال لا احب الافلین فلما راے القمر بازغا قال ہذا ربی فلما افل قال لئن لم یہدنی
ربی لاکونن من القوم الضالین فلما راے الشمس بازغۃ قال ہذا ربی ہذا اکبر فلما افلت
قال یا قوم انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا
من المشرکین چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان اور
زمین کا اللہ کو کہتے ہین اور اپنی حاجت ومراد کے واسطے کوئی ستارہ پرست اور کوئی مہتاب پرست اور کوئی
آفتاب پرست ہو گیا ہی تب جانا کہ مین بھی اپنا رب ٹھہراؤن پھر کوئی ستارہ ٹھہرایا جب وہ
غائب ہوا تو جانا کہ ایک حال پر نہین ہی کوئی اور ہی اُسپر حاکم ہی اگر آپ مستقل ہوتا تو
اعلی مرتبے سے ادنی مرتبے پر نہ آتا پھر چاند اور سورج مین بھی یہی عیب پایا سبکو چھوڑکر
اُسی ایک کو پکڑا جسکو سب مانتے ہین کہ سب سے بڑا ہی غرض کہ اسمین عقل سلیم چاہیے
کہ جب ایک کو مانا اُس سے کون کام نہین ہو سکتا ہی کہ دوسرا درکار ہو **تنبیہ**
مفسرین کو ہذا ربی کے معنی مین اختلاف ہی بعضے ظاہر پر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ حضرت ابراہیم اول حال مین طالب توحید تھے یہانتک کہ اللہ تعالے نے انکو توفیق
دی اور اوائل مین ایسا کلام ضرر نہین کرتا ہی بالخصوص مقام استدلال مین اور
بعضے کہتے ہین کہ یہ قول قابل اعتبار نہین ہی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبری پر بھیجا جاتا ہی
وہ معصوم اور مطہر اور عارف بخدا ہوتا ہی اور خداوند تعالے اُسکا نگہبان رہتا ہی چنانچہ
ارشاد ہوتا ہی کہ ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین ایسا نہین مقدمات
سے نص قرآنی مین کئی وجہ سے تاویل کرتے ہین ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنی قوم سے وہم باطل کو بتدریج دور کرتے تھے کہ سراسر تمہاری خطا ہی جو تم تعظیم
اور تکریم کواکب مین مصروف ہوا اسواسطے کہ جو قابل تغیر ہو لیاقت

دوسرے یہ کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا از قبیل استفہام انکاری سمجھنا چاہیے پس
اس صورت مین آیت قرآنیہ مین حرف استفہام محذوف ہو یعنی اہذا ربی یعنی نہین ہو
یہ پروردگار میرا اور یہ طریقہ توبیخ اور انکار قوم مین ابلغ ہو اس سے کہ فرماتے لیس ہذا ربی
تیسرے یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بطریق احتجاج واقع ہوا ہو یعنی یہ پروردگار
میرا ہو تمھارے زعم مین اور جب غائب اور غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر یہ معبود ہوتا تو غائب
نہوجاتا چوتھے یہ کہ آیۃ کریمہ مین ایک فعل محذوف ہو یعنی یقولون ہذا ربی اور محمد ابن علی حکیم
ترمذی کہتے ہین کہ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اور روح سے نہ تھا بلکہ اپنے
نفس سے تھا اسواسطے کہ روح اور دل کو دلیل ہدایتی اور فطری دونون حاصل تھین
اور نفس کو صرف دلیل فطری ہو پس نفس نے روح اور دل سے مخاصمہ کیا یعنی جب ستارہ
وغیرہ دیکھے تو نفس نے دل اور روح سے کہا کہ ہذا ربی روح اور دل نے کہا کہ اس طرف
مشغول مت ہو بلکہ مشغول ہو اپنے پروردگار سے جو کہ ہمیشہ اور ایک ہو جسطرح ہم
مشغول ہین اور بعض روایات سے واضح ہو کہ مشاہدہ ستارون کا غار مین واقع ہوا تھا
اور گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مان باپ سے بھی غار مین ہوئی تھی والصحیح ماذکرنا
سابقاً نقل ہے تفسیر مین لکھا ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مین تشریف لائے
تو باپ وہان آپ کے نمرود کے پاس لیگئے یہ مردود نہایت کریہ منظر اور بدصورت بد
تھا حضرت ابراہیم نے اسکو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور غلام و کنیز بڑی ہیبت سے
وباہ منظر گرد تخت کے دست بستہ ملاحظہ کیے باپ سے کہا یہ کون لوگ ہین جو
گرد تخت کھڑے ہین اور یہ کون ہو جو تخت پر ہو اسنے کہا تخت پر خدا ہو اور گرد تخت
اسکی مخلوق ہو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے مخلوق اپنی آپ سے بہتر پیدا کیے
چاہیے تھا کہ خود انسے بہتر ہوتا کہتے ہین کہ آزر پتھرون سے مورت تراشتا تھا اور حضرت کو
دیتا کہ بازار سے بیچ لاؤ سو آپ بتون کی گردن مین رسی باندھ کے گھسیٹتے بازار مین
لیجاتے اور پکارتے کہ کوئی لیتا ہو اس چیز کو کہ جسمین نہ کچھ نفع ہو نہ ضرر اس آواز سے
کوئی بھی نہ لیتا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر بقصد استہزاے قوم یون کہا کرتے
کہ بتون کو کنارے دریا کے لیجاتے اور پانی مین غوطہ دے کے کہتے کہ پانی پیو ایکدن
آپ کے باپ کو یہ خبر پہنچی تو نہایت غصہ ہوا اور منع کر دیا تب حضرت نے فرمایا

کہ سو یہ تمام آیتین ارشاد ہوا اذ قال ابراہیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلهة انی اراک وقومک فی ضلال مبین
یعنی جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے تو پکڑتا ہی مورتون کو خدا مین دیکھتا ہون تجھکو اور
تیری قوم کو صریح گمراہی مین اور فرمایا کہ اے باپ میرے کیون پوجتا ہی اسکو جو نہ سنے نہ دیکھے
اور نہ کام آئے تیرے کچھ کما قال یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا اور کہا کہ اے
باپ آتا ہے مجھ تک علم کہ تجھکو نہین آتا ہے سو میری راہ چل کر بتلاؤن تجھکو راہ سیدھی کما قال
یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا اور اے باپ میرے مت
عبادت کر شیطان کی کہ شیطان خدا کا نافرمانبردار ہے کما قال ان الشیطان کان للرحمن عصیا
اے باپ میرے ڈرتا ہون ایسی بات سے کہ کہین آ لگے تجھکو ایک آفت رحمان سے پھر تو
ہو جاوے شیطان کا ساتھی کما قال یا ابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون
للشیطان ولیا یعنی شاید وبال کفر سے آفت آوے اور تو شیطان سے مدد مانگنے لگے اور
بتون سے اعانت چاہے تو خراب و ذلیل ہو جاویگا جب اسطرح کے نصائح حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کیے تو آزر نے ناراض ہو کے کہا اراغب انت عن آلهتی یا ابراہیم لئن لم تنته
لارجمنک واهجرنی ملیا یعنی تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکرون سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا
تو تجھکو پتھرون سے مارونگا اور مجھسے دور جا ایک مدت تک یہ سنکر فرمایا سلام علیک
ساستغفر لک ربی انه کان بی حفیا یعنی تیری سلامتی رہے مین بخشواؤنگا گناہ تیرے اپنے
رب سے کہ بیشک وہ ہے مجھپر مہربان مفسرین کہتے ہین کہ یہ سلام ہے رخصت کا **فائدہ**
اس آیت سے مفہوم ہوا کہ اگر دین کی بات مین مان باپ ناخوش ہون اور گھر سے
نکالنے لگین اور بیٹا کوئی بات میٹھی کہکر نکلے تو وہ بیٹا عاق نہین ہے اور حضرت نے
گناہ بخشوانے کو کہا تھا لیکن جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی موقوف کیا اور اخبار مین مذکور ہے
کہ جب حضرت ابراہیم ہجرت کر کے چلنے لگے تو آزر نے کہا رنجیدہ نہو خدا تمہارا بہت بڑا ہے
تمکو تنہا نہ رکھیگا تب حضرت نے امیدوار ایمان ہو کے فرمایا ساستغفر لک ربی قطع نظر
اس سے استغفار کفار کے واسطے استدعاء توفیق ایمان ہے اللہ سے کہ سبب حضرت ثنا ہے
صحیح بخاری مین ہے کہ جب حضرت ابراہیم قیامت مین آزر کو عذاب مین گرفتار دیکھینگے
تو کہینگے کیون مین نے نہ کہا تھا بت پرستی نہ کر میرا کہنا مان تو نے نہ مانا آزر کہیگا جو ہوا
سو ہوا اب مین تمہارا کہنا مانونگا تب حضرت ابراہیم جناب الٰہی مین عرض کرینگے کہ اے میرے

رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھکو قیامت میں فضیحت نہ کرونگا اور اس سے زیادہ کونسی رسوائی ہے
کہ میرے باپ کا یہ حال ہے کہ عذاب میں گرفتار ہے ارشاد صاحب فرماوینگے اے ابراہیم میں نے بہشت کو
کافرون پر حرام کیا ہے یعنی یہ ممکن نہیں کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت میں جاوے پھر حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے پاؤن کے تلے دیکھو تو دیکھینگے کہ آزر ایک خاک آلودہ جانور ہوگیا پھر
فرشتے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دینگے یعنی تبدیل صورت سے عار دور ہوگی کہ کوئی نہ پہچان سکیگا
اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایمان ناتا رشتہ کام نہ آئیگا سبحان اللہ جسکا ابراہیم سا بیٹا ہو وہ دوزخ
میں رہے تفسیر بحر البحور میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے کوہستان فارس میں آکر
سات برس رہے کہ اس عرصہ دراز میں آزر باپ ابراہیم علیہ السلام کا مر گیا اور بتخانون کی آبادی
اور تمام اہتمام انکا انکے چچا سے متعلق ہوا پھر بابل میں تشریف لائے اور وہی مذمت اور نکوہش
بتون کی شروع کی اور مجادلہ و مقابلہ قوم سے جاری فرمایا اور درپے اس بات کے ہوئے کہ
قوم کو دعوت ایمان فرماوین تب سب نے جمع ہو کر کہا تو کسکو پوجتا ہے فرمایا پروردگار عالم کو قوم نے
کہا نمرود کو پروردگار کہتے ہو یا کسی اور کو ارشاد کیا میں اپنے خدا کو کہتا ہون جسنے نمرود و جمیع
عالم کو پیدا کیا پھر حضرت نے قوم کے لوگون سے فرمایا ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون یعنے
یہ کیا شکلین ہین جسکے تم مجاور بنے ہو معالم میں ہے کہ بہتر تعداد میں تھیں بعض سونے و چاندی کی اور
بعض لوہے و رانگے کی بعض لکڑی و پتھر کی مگر ایک بت طلائی مرصع بجواہر جسکی دو آنکھون میں
یاقوت جڑے تھے سب میں بڑا تھا اور تفسیر تیسیر میں ہے کہ نوے بت تھے اور ایک بہت بڑا تھا
جسکی آنکھون میں دو موتی جڑے تھے اور تبیان میں ہے کہ درندے و طیور و دواب و آدمیون کی
تصویرین تھیں اور بعض کے نزدیک ستارون کی بہر تقدیر کافرون نے جواب دیا کہ ہمنے اپنے
باپ دادون کو اسی طرح دیکھا ہے اور ہم مقلد ہین فرمایا تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں
رہے ہین قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین یعنی کافرون نے کہا کہ تو سچی بات لایا ہے
یا بازی کرنے والا ہے کہ بسبیل مزاح و مطایبہ بات کرتا ہے تب حضرت ابراہیم نے فرمایا میں ٹھٹھا نہیں کرتا
گواہی دیتا ہون کہ پروردگار تمہارا وہ ہے جسنے آسمان و زمین اور ان تصویرون کو پیدا کیا ہے قسم ہے
اللہ کی علاج قرار واقعی کرونگا تمہارے بتون کی جب تم پیٹھ پھیر کر جاؤگے کما قال اللہ تعالیٰ
فی سورۃ الانبیاء بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرہن وانا علی ذلکم من الشاہدین وتاللہ
لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین علامہ بغوی سدی مفسر سے روایت کرتے ہین کہ سال میں

ایکدن عید کا قوم نمرود مین مقرر تھا کہ اسدن سب لوگ شہر مین جمع ہو کر باہر جاتے تھے اور قریب سے پیدل
سیر و تماشے مین رہتے بعد ازان بتخانے مین آتے بتون کو زیور و لباس سے آراستہ کر سجدے کرتے تھے
اور پرشاد لیکر گھر آتے تھے سو وہ دن آیا تو ابراہیم کا چچا بولا کہ اگر تم ہمارے ہمراہ عیدگاہ کو چلو تو ہمارے
دین کی خوبی معلوم ہو کر حضرت تھوڑی دور چلے چلا کر رک رہے فرمایا کہ میرے پیر دکھتے ہین مین تو آہستہ
آہستہ چلونگا تم لوگ چلو جب اکثر لوگ نکل گئے اور بعضے ضعیف باقی رہتے تو حضرت نے چپکے فرمایا
تاللہ لاکیدن اصنامکم ایک شخص نے سن لیا جب سب شہری چلے گئے تو حضرت نے تبر ہاتھ مین لیا اور
بتخانے مین تشریف فرما ہوے دیکھا کہ ایک بت بڑا بڑی تعظیم سے تخت پر بیٹھا ہے اور گرد اسکے چھوٹے چھوٹے
بت کھڑے ہین روبرو کھانا رکھا ہے نہ کوئی کھاتا ہے نہ پیتا صرف اسواسطے تھا کہ عیدگاہ سے پھر کر تبرک و
پرشاد لینگے حضرت نے بطریق استہزا فرمایا کیون نہین کھاتے یہ کھانا کوئی نہ بولا فرمایا کیون نہین بولتے
پھر بھی کوئی نہ بولا تب تو حضرت ابراہیم نے سب بتون کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بڑی مورت کو باقی رکھا تبر اسی کی
گردن مین لٹکا دیا یا اسکے ہاتھ مین باندھ دیا اور خود بدولت بتکدے سے باہر تشریف لائے کما قال اللہ
تعالے فجعلہم جذاذا الا کبیرا لہم لعلہم الیہ یرجعون یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انکو مگر ایک بڑا انکا تاکہ اسکی
طرف شاید پھرین اور بعضے محدث و مفسر یون لکھتے ہین کہ جب قوم نے حضرت ابراہیم سے کہا تم عیدگاہ کو
ہمارے ساتھ چلو تو حضرت نے ستارون کو دیکھ کر فرمایا مین بیمار ہون تمہارے ساتھ نہین چل سکتا ہون
کما قال فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم یعنی پس نگاہ کی ایکبار تارون مین پھر کہا مین بیمار ہون
مراد نظر سے دیکھنا مقامات و اتصالات کواکب کا ہے خواہ دیکھنا علم نجوم یا کتاب نجوم کا ہے کہ یہ بات
واسطے توہم کفار کے ممنوع نہین ہے اور مراد بیماری سے یہ کہ وہ لوگ معلوم کرین کہ ابراہیم نجوم سے استدلال
مرض پر کرتے ہین تاکہ انکے ہمراہ نہ جاوین کیونکہ اغلب مرض انہین طاعون تھا اور اس سے یہ لوگ نہایت
ڈرتے تھے یا یہ مراد تھی کہ مین تمہاری ضلالت و گمراہی سے سقیم ہون اس صورت مین صاف ہو گیا کہ حضرت
ابراہیم نے عذر کیا جب دوسرے دن قوم کے لوگ عیدگاہ کو چلے تب فرمایا لاکیدن اصنامکم اہل تفسیر کو
ضمیر الیہ مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم کی طرف پھرتی ہے یعنی بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ
قوم کے لوگ حضرت کی جانب رجوع کرین اور بعض کے نزدیک بڑے بت کی طرف پھرتی ہے یعنی اس سے
استفسار کرین کہ شکنندہ بتان کون ہے جب جواب نہ پاوینگے فضیحت ہونگے اور بعض کے نزدیک اللہ کی
طرف پھرتی ہے یعنی بت پرستی ترک کرین اور جانب خدا رجوع لاوین اور یقین کرین کہ بت اپنے ضرر کو بھی دفع
نہین کر سکتے الحاصل جبکہ قوم کے لوگ عیدگاہ سے پھرے اور بتکدے مین آئے تو بتون کو خراب و برباد دیکھا

تو کہا من فعل ہذا بآلہتنا انہ لمن الظالمین یعنی یہ کام کسنے کیا ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے
اور کچھ لوگ بولے ظن غالب یہ ہے کہ ابراہیم نے کیا ہے کیونکہ ہمیشہ طعن کیا کرتا تھا اور کوئی بولا ہمنے ایک جوان کو کچھ
کہتے سنا تھا یعنی تاللہ لاکیدن اصنامکم وہ ابراہیم تھا جب اس واردات کا چرچا ہوا تو نمرود مردود کو بھی اطلاع
ہوئی تو غصے ہوا اور اسکے ندیموں نے کہا کہ ابراہیم کو سب کے روبرو لاؤ کہ سب اسپر گواہی دیں اور میں سزا دوں
چنانچہ حضرت ابراہیم گرفتار ہو گئے اور نمرود نے پوچھا انت فعلت ہذا بآلہتنا یا ابراہیم یعنی تو نے کیا ہے یہ کام
ہمارے معبودوں سے اے ابراہیم فرمایا بل فعلہ کبیرہم ہذا فسئلوہم ان کانوا ینطقون یعنی اس بڑے بت نے
کیا پوچھو پوتوں سے اگر وہ بولتے ہیں یعنی میں نے تو نہیں کیا بلکہ اسنے کیا ہے جو کہ تمہارے زعم میں بڑا ہے
اور انہیں سے استفسار کرو اگر بولتے ہیں کیونکہ قوت ناطقہ شرط ہے فعل کی اگر بولیں تو دریافت کرلو کہ اسنے
توڑا ہے اور جو نہ بولیں تو معلوم کرو کہ میں نے توڑا ہے محققین کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم سے بسبیل استہزا
واقع ہوا ہے نہ بطریق جد فرجعوا الی انفسہم فقالوا انکم انتم الظالمون ثم نکسوا علی رؤسہم لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون
یعنی سوچے کفار اپنے جی میں اور بولے البتہ تم ہی بے انصاف ہو جو ایسے کو پوچھتے ہو کہ نہ سنے نہ بولے
نہ دیکھے پھر اوندھے ہو رہے سر ڈالکے تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں یعنی پہلے کہا کہ تجھ پوچھنے سے کیا فائدہ پھر
شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ تو جانتا ہے یہ نہیں بولتے پھر کسطرح کہتا ہے کہ اسنے توڑا جب کافر قائل ہوئے
اور دلیل حضرت کی تمام ہوئی تو فرمایا افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون
من دون اللہ افلا تعقلون یعنی پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا نہ کچھ بھلا کرے
نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو سوا خدا کے کیا تمکو عقل نہیں ہے تب کفار بہت جلے
اور بولے اسکو جلا دو اور اپنے ٹھاکروں کی مدد کرو بعض کے نزدیک یہ کلمہ نمرود نے کہا تھا اور ابن عمر سے
روایت ہے کہ قائل اس قول کا ہیون تھا کہ اسی وقت زمین پھٹی اور وہ سیدھا نار جہنم میں داخل ہوا آخرکار
نمرود نے آنجناب کو قید کیا پھر ایکدن مجلس عام میں بلا کر پوچھا کہ تو ہمارے ٹھاکروں کو برا جانتا ہے جو انکو توڑ ڈالا
بیان کر تیرا خدا کونسا ہے اور پروردگار تیرا کون ہے حضرت نے فرمایا میرا خدا ایسا ہے کہ عنان اماتت و احیا اپنے
قبضۂ اختیار میں رکھتا ہے اور تمام اعزاز و اذلال اپنے زیر اقتدار میں ٭ ہر چہ آن کردنی تواند بود ٭
قدرتش آرد از عدم بوجود ٭ کما قال اللہ قال ابراہیم ربی الذی یحیی ویمیت اسکے جواب میں نمرود بولا
انا احیی وامیت یعنی میں بھی مارتا جلاتا ہوں چنانچہ ایک دائم الحبس قیدی کو چھوڑ دیا اور کہا میں نے
مردے کو زندہ کیا اور دوسرے قیدی بیگناہ کو قتل کروایا اور کہا زندے کو مردہ کیا شاید اس بیوقوف کا
اعتقاد یہ تھا کہ احیا نام عفو کا ہے اور اماتت قتل کا حالانکہ اماتت و احیا سے کچھ مناسبت نہیں یا شاید

ایسا نہو کہ حاضرین مجلس پر تلبیس ابلیسی کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ تمام موعظت و نصیحت میں
سمجھے نہ محل مجادلہ و نصیحت میں مطلقاً شرائط جدال کی رعایت نہ کی اور اصلاً تعرض نہوے بلکہ ساتھ خوبی
با جملہ کے اعتراض سے اعراض فرما کر ایسی حجت بروے کار لائے کہ سواے خدا کے کوئی جواب نہو سکے
کما قال اللہ تعالیٰ قال ابراہیم ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب یعنی کہا ابراہیم نے کہ
اللہ تعالیٰ لاتا ہے آفتاب کو ہر روز جانب طلوع سے پس تو اسکو لے آ جانب غروب سے ع خدا ز مشرق اپنے (المشرق)
راند مرکب پس تو مشرق رو شش کن ز مغرب ع فبہت الذی کفر پس مبہوت ہو گیا جو منکر تھا یعنی نمرود
اور حجت اسکی منقطع ہو گئی اور یہ انقطاع حجۃ بیہینہ تھا اسلیے کہ اگر نمرود کہتا کہ میں آفتاب کو شرق سے
جانب مغرب لاتا ہوں تو قوم پر پوشیدہ رہتا اور جو بالفرض نمرود کہتا کہ اپنے خدا سے کہو کہ مغرب سے
نکالے تو قبل قیام قیامت واقع ہو جاتا اور خلیل اللہ علیہ السلام کا دعوی باطل ہوتا چنانچہ روایت ہے کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا تھا کہ تم حاضر رہو کہ اگر نمرود ابراہیم سے کہے کہ تو آفتاب کو غرب سے
نکال تو آفتاب پھیر کر مغرب سے نکال دینا ع عجز با ثبوت تو پرشش رہ نیست ع ہیچ دانا بحکمش آگہ نیست
اہل تحقیق کہتے ہیں کہ عدول حضرت خلیل کا ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف عاجزی نہیں ہے بلکہ جب
حضرت نے دیکھا کہ نمرود خواص کے نزدیک ملزم ہوا مگر عوام اسکے فعل کو اماتت و احیا سمجھتے ہیں لہذا
دلیل بیّن پر انتقال کیا تاکہ الزام زیادہ ہو اور عوام کے روبرو بھی رسوا ہو و موجز ابوالفتوح سے تفسیر
جواہر میں منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ ایک قیدی کو رہائی دیکر بولا یہ احیا ہے اب بے گناہ کو
مار کر کہیگا یہ اماتت ہے سو قبل قتل اسکے بیگناہ کے ازراہ شفقت دوسری دلیل پیش کی اور بعضوں کا
مستقیم نہیں ہے کہ حضرت نے جانا یہ سخن مناسب فہم نمرود نہیں ہے تب بمقتضاے کلموا الناس علی قدر عقولہم
یوں ارشاد کیا کیونکہ اکثر قوم کے لوگ نجومی تھے اور حرکت خاصہ کواکب سیارہ مغرب جانب مشرق
معلوم تھی اور حرکت شرقیہ مرئی و محسوس تھی تو مناسب انھیں کے علم سے حجت لائے اور کہا کہ رب
ہمارا آفتاب کو بر خلاف اسکی سیر کے حرکت دیتا ہے کہ وہ دشوار ہے پہلا تو موافق اسکی سیر کے کہ مغرب سے
جانب شرق ہے حرکت دے کہ حرکت قسریہ سے آسان ہے یا یہ کہ اہل مجلس تعظیم شمس کرتے تھے سو فرمایا
کہ جو تمہارا معبود ہے وہ میرے رب کا منقاد ہے اور اگر کوئی خیال کرے تو حضرت ابراہیم نے کیا خوب قیاس
استثنائی معقولی بنا کر پیش کیا تھا کہ نمرود ساکت ہو گیا یعنی معبود حق کو قدرت جمیع ممکنات پر لازم ہے
اور وہ لازم تجھ میں منتفی ہے پس تو معبود نہیں ہے اور قیاس استثنائی منطق میں وہ ہوتا ہے کہ نقیض
تالی کی مستثنیٰ ہو پس نقیض مقدم کی نتیجہ واقع ہو اور حضرت نے قول اسطرح شروع میں اپنے

نفس کو بھی معقول کیا تھا فلما افل قال لا احب الافلین یعنی افول اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتا چنانکہ
مجتمع ہوا ہے قمر کے ساتھ پس نہیں ہے اللہ مرجع اسکا ثابت کرنا عناد کا ہے وہ چیزون مین یعنی الوہیت و افول
اور امام رازی فرماتے ہین کہ یہ کلام تتمہ دلیل اول ہے کیونکہ آنجناب نے باحیا و اماتت حجت پکڑی تو نمرود کہ
قواعد فلسفہ سے واقف تھا کہنے لگا اگر ادعاے اماتت و احیا بلا واسطہ ہے تو میرے خیال مین نہین آتا اور
اگر بواسطہ حرکات افلاک و نظرات کواکب ہے تو نظیر اسکا یا قریب اسکے امکان بشری سے خارج نہین ہے
اسکے جواب مین حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ حرکات کواکب و افلاک ہمارے خدا کے اختیار و تقدیر سے ہے پس
بشر کو اسکے تغیر کی قدرت نہین ہے دیکھو آفتاب مشرق سے مغرب کو اسکے حکم سے جاتا ہے بھلا تو خلاف
اسکے حرکت دے سو نمرود حیران ہوا اور ایک روایت ہے کہ ان دنون شدت قحط تھا و نمرود نے غلات
مطلق اپنا کر رکھا تھا جب کوئی غلہ لینے جاتا اس سے اسکو خدا کہلا کر سجدہ کراتا تب غلہ دیتا قضاے کار
حضرت ابراہیم کو بھی ضرورت ہوئی آپ بھی آئے نمرود نے کہا مین کون ہون فرمایا تو ایک خدا کا بندہ ہے
کہنے لگا کہ مجھے سجدہ کرو تو غلہ ملے فرمایا مین سواے اپنے خدا کے کسی کو سجدہ نہین کرتا اسنے کہا تیرا خدا
کون ہے کہا ربی الذی یحیی و یمیت اور تفسیر کبیر مین ہے کہ جب حضرت نے احیاے نمرود تسلیم نہ کیا تو نمرود نے
کہا کہ تو اپنے خدا سے درخواست کر کہ وہ مردہ زندہ کرے اور اس بات پر نہایت مصر ہوا اور کہا اگر ایسا نہ کریگا
تو قتل ہوگا آنجناب نے تاکید دعا مانگی رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنی اے پروردگار مجھے دکھلا اپنی قدرت
کاملہ سے کیسے زندہ کرتا ہے مردہ کو ارشاد ہوا او لم تؤمن یعنی کیا تو یقین نہین لایا اور مقابل نمرود کے
بول اٹھا کہ ربی الذی یحیی حضرت نے عرض کیا بلی و لکن لیطمئن قلبی یعنی یقین کیون نہین لیکن
یہ تمنا دل سکے اطمینان کے واسطے ہے یعنی مین قدرت کاملہ احیاے موتی کا گرویدہ ہون اور مجھے کچھ بھی شک
نہین لیکن بنا بر آن دل مین یقین چاہتا ہون اصل یہ ہے کہ یہ علم میرا استدلالی ہے اب درخواست
ضروری کی رکھتا ہون اور صاحب تلخیص کہتے ہین کہ سماعت موقوف خبر پر ہے و الخبر یحتمل الصدق و الکذب
اور باصرہ جس چیز کو دیکھتا ہے باطل نہین ہوتا ؎ کرد مردے از سخندانے سوال * حق و باطل چیست
اے نیکو خصال * گوش را بگرفت و گفت این باطل ست * چشم حق ست و یقینش حاصل ست * جہد کن
گر گوش در چشمت رود * آنچہ باطل بودہ است آن حق شود * گوش دلال ست و چشم اہل وصال * چشم
صاحب حال و گوش از اہل قال * ہر چہ آید کان ز گوش آید دل * چشم گفت از من شنو آمیزا بہ بسل *
سو حضرت ابراہیم نے چاہا کہ جو کچھ کان سے سنا ہے آنکھ سے بھی دیکھون اہل عرفان کہتے ہین کہ یہ سوال
محض واسطے خاطر جمعی تھا نہ بنا بر رفع شک جسطرح رویت الہی و نعماے بہشت کی یقین کامل ہے مگر

آرزو سے دیدار مین یقین بڑھتا جاتا ہے تفسیر بصائر مین ہے کہ رتبہ ایمان اور ہے اور درجہ ایقان اور سو
حضرت کو احیاء موتی کا ایمان کامل تھا اب مدعا کی کہ یہ ایمان زیور ایقان سے آراستہ ہو جاوے اور
سو وعدۂ حق آنجناب مین ایقان تھا کہ ولیکون من الموقنین اور محمد اسحاق کا یہ قول ہے کہ جب نمرود سے
مناظرہ ہوا تو اسنے دعویٰ یعنی احیاء و اماتہ کیا اور دکھلایا تو حمقاے مجلس نے قبول کیا حضرت نے
اللہ سے درخواست کی کہ مجھکو کیفیت احیاء دکھلا تاکہ حمقا و جہلا کہ تزویر نمرود مین گرویدہ ہوے ہین معلوم
کرین کہ احیاء و اماتہ نمرود کی باطل ہے اس صورت مین اطمینان قلب قوم مقصود تھی یعنی لیطمئن قلب
قومی اور تفسیر تبیان مین ہے کہ جب نمرود نے مارنا جلانا دکھلایا تو حضرت ابراہیم نے کہا یہ احیا نہین
لانہ اعادۃ الروح فی الجسد و ہو محل الخالق تب نمرود بولا تو نے دیکھا ہے یا دکھا سکتا ہے حضرت نے
جواب نہ دیا اور دوسری دلیل پر انتقال فرمایا بعد اسکے اللہ سے درخواست کی کہ مردے کو زندہ کر
تاکہ وقت مناظرہ اپنے مشاہدے سے خبر دون اور تفسیر کبیر مین ہے کہ جسطرح پیغمبر کی امت محتاج
معجزہ ہوتی ہے اسی طرح پیغمبر بھی وقت نزول ملک الوحی مشتاق معجزہ ہوتا ہے تاکہ اطمینان ہو جاے
کہ یہ فرشتہ ہے نہ دیو سو تعجب نہین کہ حضرت ابراہیم نے وقت نزول فرشتے کے اسی معجزے کی طلب
کی ہو اور معالم مین ہے کہ جب خداوند تعالے نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنانا چاہا تو آوازہ خلت زمین و
آسمان مین پہنچا کہ حضرت عزرائیل نے منادی سنکر التماس کیا کہ یہ بشارت حضرت ابراہیم صلعم کے
پاس مین لیجاؤنگا چنانچہ حضرت عزرائیل دولتخانہ خلیل پر تشریف لاے اسوقت آنجناب قفل
بند کرکے کہین باہر تشریف لیگئے تھے تھوڑی دیر بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص اجنبی گھر کے
اندر بیٹھا ہے بسبب تقاضاے غیرت انکو غصہ آیا چاہا کہ اسے گرفتار فرما کر سزا دین حضرت عزرائیل
علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا کہ اے خلیل [illegible] مین فرشتہ رب جلیل ہون موافق حکم کے
اُسکے خلیل کے گھر مین آیا ہون اگر مجھے اذن الٰہی نہوتا تو ایسی گستاخی نہ کرتا آنجناب نے کہا
تمھارا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے فرشتے ہو کہا مین عزرائیل ہون تمکو بشارت خلت لایا ہون
کہ رب العالمین نے بسبب خلوص نیت آپ کے خلعت خلت پہنایا اور کوس بعنایت بجایا یا
و ترانۂ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا گوش ساکنین ارض و سما مین پہونچایا ہے حضرت ابراہیم
علیہ السلام یہ مژدہ سنکر مراسم حمد و ثنا بجا لاے پھر پوچھا کہ اس بشارت کی دلیل کیا ہے حضرت
عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے دعوی پر گواہ یہ ہے کہ تم مستجاب الدعوات ہوے تمھاری
دعا سے خدا مردے کو زندہ کر دیگا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غایت شوق سے دعا مانگی

رب ارنی کیف تحیی الموتی اور بعضے عقلا کہتے ہین کہ قوت وہمیہ اشیاے غیر محسوسہ کے ادراک مین
مقصر ہو مگر قوت عقلیہ البتہ اشیاے غیر محسوسہ کو سمجھ سکتی ہو اور اس سبب سے جب عقل و وہم مین
مخالفت واقع ہوتا ہو تو طبع انسانی شورش و متردد ہو جاتی ہو اور دل مضطرب و مضطر اسلیئے حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام نے خداوند عالم سے یہ سوال فرمایا تا کہ قوت حساسہ اس احیا کی
مشاہدے سے شورشات طبع کو دفع کرے اور دل ساکن و مطمئن ہو جاوے پس درحقیقت نفس احیا مین
مطمئن القلب تھے لیکن کیفیت مین تامل تھا کسواسطے کہ صورت احیا مختلف ہوتی ہو پس رویت
احیا کے سوال سے گویا کیفیت احیا مراد ہو یعنی حضرت نے چاہا کہ جسطرح نفس احیا سے مطمئن القلب ہین
ہون اسکی کیفیت سے بھی مطمئن ہو جاون اور اسی واسطے ارنی احیاء الموتی نہین فرمایا بلکہ
کیف تحیی الموتی کہا اور اسی قول سے قریب قریب فتوحات مین حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ طریق احیا مختلف ہو جسطرح وجود خلق اسواسطے کہ بعضے مخلوقات کلمہ کن سے
موجود ہوئی ہین اور بعضون کو ایک ہاتھ سے اور بعضون کو یدین سے اور بعضون کو ابتداءً اور
بعضون کو بسبب اور مخلوقات کے پیدا کر دیا ہو جب اسطرح سے حضرت ابراہیم نے دیکھا تو جانا
کہ احیا خلق بعد از موت قسم دوسری ہو اور یہ بھی مختلف ہو گی پس درخواست کی کہ کون قسم کی ہو
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ ایک روز حضرت
ابراہیم علیہ السلام بحیرۂ طبریہ سے عبور فرماتے تھے ایک مردار کنارے دریا کے پڑا ہوا دیکھا کہ وقت
مد دریا کے مچھلیان مگر سوس وغیرہ جانور دریائی اپنا رزق اُس سے لیتے ہین اور وقت جزر
دریا کے مچھلی و مگر چلے جاتے ہین حیوانات جنگلی اُسپر متوجہ ہوتے ہین اور کھاتے ہین بعد اُسکے
مرغ ہوا شکاری غیر شکاری اپنا حصہ لیتے ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہان ٹھہر کر
کمال تعجب سے دیکھا اور اپنے دل مین تصور کیا کہ مجھکو یقین ہو کہ خداوند کبریا قادر ہو کہ اس
مردے کو زندہ کرے کیونکہ قدرت بیزوال اور قوت بیکمال اُس پروردگار کی شائبہ نقصان
اور زوال سے پاک ہو ع چو قدرتش علم کن مکان برافرازد ٭ ز نیستی سوے ہستی کشند
جہانے را ٭ لیکن یہ مردہ کہ اسکے اجزا متفرق دریائی جانورون اور صحرائی درندون اور
ہوائی مرغون کے جزو بدن ہو گئے ہین کسطرح زندہ ہوگا لہذا سوال کیا کہ رب ارنی
کیف تحیی الموتی اور ایک جماعت مفسرین اسطرف گئی ہو کہ ایک روز ابلیس بہ تلبیس
کنارے کسی دریا کے گذرا وہان ایک قبر دیکھی کہ مردہ اسکا باہر پڑا اور مرغ ہوا جانور

دریا حیوانات صحرا اُس سے اپنا حصہ لیتے جاتے ہیں ایکساعت کامل وہاں توقف کرکے خوب دیکھا
اور دیکھکر کہا یہ خوب حیلہ مجھکو ہاتھ لگا اب میں بے عقلوں اور کوتہ نظروں کو دام فریب میں
پھانسونگا کہ قیامت کو خالق ذوالجلال ایسے اجزائے متفرقہ کو اطراف عالم سے کسطرح جمع
کریگا اور ایسے اعضائے پراگندہ کو جو اصل طیور اور اجواف سباع سے کیونکر یکجا کریگا اسوقت
حکم الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہونچا کہ فلان دریا کے کنارے جلد جا کہ میرے دشمن نے
مکر اور فریب کا جال پھیلا رکھا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندوں کو پھانسے حضرت خلیل علیہ السلام
بحکم رب جلیل دریا پر تشریف لائے ابلیس علیہ اللعنۃ کو متحیر کھڑا ہوا دیکھا حضرت نے
ارشاد کیا کہ اے ملعون کیا تامل کرتا ہے اور کون نقشہ مکر کا اپنی لوح فکر پر کھینچتا ہے ابلیس نے
جواب دیا کہ اس مُردے کی کیفیت سے متحیر ہوں کون معمار اس خانہ خراب کو بنا سکتا ہے اور
کون مہندس اس نقشے کو از سر نو کھینچ سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مردود
کیا محل تحیر ہے وہی معمار قدیر جو اسکو کتمان عدم سے صحرائے وجود میں لایا تھا قادر ہے کہ دوسری
مرتبہ زاویہ تفرقہ سے ساحت جمعیت میں پہونچا دے ع کوزہ گر کوزہ را بشکند *
چون بخواہد باز قائم میکند * آنکہ مانند کوزہ کرد دن از نخست * چہ عجب گر سازد اشکستہ بہست *
پس ابراہیم علیہ السلام نے زبان سوال کھولی کہ الٰہی دکھلا مجھکو کسطرح مُردے کو زندہ
کرتا ہے تا کہ یہ علم ملزم ہوا اور دل میرا اسکے الزام سے اطمینان پکڑے اور اہل تصوف
فرماتے ہیں کہ مراد موتی سے وہ قلوب ہیں کہ انوار مکاشفات سے محجوب ہوں اور احیا
عبارت ہے تجلی انوار الوہیت سے اور زمانہ حضرت ابراہیم میں آدمی اس نعمت سے بے بہرہ تھے
اسواسطے حضرت نے فرمایا کہ رب ارنی الخ یعنی قلوب کا زندہ ہونا مجھکو دکھلا تا کہ دل
میرا اس تجلی کے حاصل ہونے سے آرام پاوے اور معلوم ہو جاوے کہ یہ لوگ بعد سے قرب
پہونچے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح
اسمعیل علیہ السلام کا حکم دیا اور حضرت نے بامتثال حکم ربانی مقدمات ذبح پیدا اقدام کیا
تب آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی تو نے حکم دیا کہ زندہ کو بے جان کر میں نے اسپر اقدام کیا
اب میں درخواست رکھتا ہوں کہ مُردے کو زندہ کر تا کہ میں دیکھوں اور ایک وجہ اور
بھی ہے کہ تمام خلق پر بروز قیامت حقیقت حشر اور نشر بخوبی روشن ہو جاویگی ۔ الا
حضرت نے چاہا کہ آج دنیا میں مجھکو احیاء موتی دکھلا دیجے کہ مجھکو اطمینان حاصل ہووے

اور قبل از قیام قیامت اِس اختصاص سے مخصوص ہو جاؤن اور یہ بھی وجہ ہی کہ اغلب آیات
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقلی تھے اور انبیا کو آیات حسّی بھی ہوتی ہین جیسے ید بیضا اور
عصا وغیرہ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ مین جامع آیات حسّی اور
عقلی ہو جاؤن لہذا درخواست کی کہ رب ارنی کیف تحی الموتی اور امام جمال الدین سباحی
اپنے عشرات مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہین کہ خداوند تعالے نے
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری اولاد مین ایک پیغمبر ذی شان آخر الزمان
پیدا ہوگا اور نام اُسکا محمدؐ ہی اُسکی برکت سے میری خلت کی تاثیرات عجیب ظاہر ہونگی تب
حضرت خلیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی وہ شخص کس زمان اور وقت مین ظاہر ہوگا
اور علامت ایجاد اِس خلت کی بعد نشان وقوع اِس دولت کا کیا ہی حکم ہوا کہ جب تیری
دعا سے مُردے کو زندہ کرون مین تب جان لے کہ مین نے تجھکو خلیل اپنا کیا چونکہ مدت انتظار
دراز ہوئی بزبان نیاز دعا مانگی کہ رب ارنی کیف تحی الموتی اور فصول مین حضرت حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ سے نقل کی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صحف مین
ملاحظہ فرمایا تھا کہ مُرغان ہوا ہواے بہشت مین طیران کرینگے اور اہل بہشت باشارہ
ولحم طیر مما یشتہون اُس سے گوشت لیکر تناول کرینگے اور پھر دوسری مرتبہ وہ ہڈیان مجتمع
لباس لحم مین ملتبس ہو کے بال پر دم بھر سے ملکر بدستور فضاے بہشت مین پرواز کرینگی
اِسواسطے حضرت ابراہیم نے درخواست کی کہ اِس عالم مین بھی اُسکو ملاحظہ کرون پس
عرض کیا رب ارنی کیف تحی الموتی اور بعضون نے لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
اپنی صحف مین دیکھا تھا کہ حق سبحانہ تعالے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مُردے کو
زندہ کریگا اِسواسطے آپ نے بھی دعا مانگی کہ یا اللہ مُردے کو زندہ کر تا دل میرا مطمئن ہوجاے
اور مرتبہ میرا کمتر مرتبہ لڑکے سے جو عیسیٰ ہوگا نہو اور اہل تحقیق بعد اعتقاد وقوع اِس قصے کے
ظاہر مین باطن آیۃ مین خوض کرکے فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل عاشق
بیتاب کے عشق الٰہی سے بے آرام تھے اور نہایت جلال اور دلال معشوقی سے اُنکو طاقت
رویت جمال الٰہی نتھی اِسواسطے نعرہ ارنی انظر الیک دہان حالی سے نکالا ھ تبرقع
فرو گذاشتہ بگذار کہ دیدہ را ✤ با نور آفتاب جمال تو تاب نیست ✤ مثلاً کسی کا محبوب کاتب ہو
اور عاشق چاہے کہ اُسکو دیکھے اور کہے کہ ارنی کیف تکتب پس اِس مقام مین عرض رویت

کاتب کی ہے یہ مشاہدہ کتابت اور خیال عاشق کا یہ ہو کہ شاید محبوب دلنواز مجھ سے تو نامہ آخط کر
فرماوے کہ النظر کیفیت الکتب. یہاں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی گویا بشاہدہ
شہود وجمی تھا اور چونکہ طلب لقاء رمز اور اشارہ سے واقع ہوئی تھی جواب بھی پوشیدہ
بلاکہ اولم تؤمن اور ارباب وجدان فرماتے ہیں کہ باعث سوال کا صرف استماع لذت
کلام کا تھا اسواسطے کہ معائنہ دوست میں عاشقوں کو ایک ذوق ہوتا ہے اور جسکو حاصل
نہیں ہوتا وہ اصلا نہیں جانتا ہو سکتی سکتے ہیں کہ جب خطاب باعتاب اولم تؤمن
حضرت خلیل علیہ السلام کو پہونچا آپ نے جواب دیا کہ بلی ایمان رکھتا ہون لیکن مشتاق
جمال تھا باوجود یقین کامل کے میں نے آپ کو بباس اہل گمان میں پوشیدہ کیا تھا
تاکہ یہ جواب سنون اور دل میرا آرام پائے ؎ مصرعہ ویبقی الود ما بقی العتاب
بالجملہ جب حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ مین اسکا ایمان لایا ہون کہ تو مردون کو زندہ
کرنے والا ہے اور تیری قدرت کا ماننے کا گرویدہ ہون لیکن یہ سوال اسواسطے مین نے کیا ہے کہ
مجھکو اطمینان ہوجائے اور میرا قلب آرام پائے یعنی عین الیقین حاصل ہو تو ارشاد ہوا
فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل على كل جبل منهن جزءا ثم ادعهن ياتينك سعيا
یعنی پس پکڑ تو چار جانور اڑنے والے پھر انکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر ایک پہاڑ پر
انکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو پکار کہ آوین تیرے پاس دوڑتے چنانچہ حضرت ابراہیم نے
چار جانور لیے مور کوا کبوتر مرغ انکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا اور
ایک پہاڑ پر چارون کے سر رکھے دوسرے پر انکے پر تیسرے پر دھڑ چوتھے پر پیر کاٹ کر
اور بامین جبال کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اسکا سر اٹھکر ہوا مین کھڑا ہوا پھر دھڑ آ ملا
پھر پر لگے پھر پانون کہ وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چارون آ گئے اور بعضی روایت میں
بجائے کوے کے کرگس ہے اور بجائے کبوتر کے بط اور عطا مفسر کہتے ہیں کہ بط سبز
تھی اور کوا سیاہ کبوتر سپید مرغ خروس سفید اور بعضے محققین مفسرین یون روایت
کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانورون کو ذبح فرمایا اور سر انکے
ہاتھ مین لیے اور تمام اجزا کو خوب کوٹکر ملا دیا پھر اسکے چار حصے کیے ہر ایک حصے کو
ایک ایک پہاڑ پر رکھدیا اور آواز دی کہ اے مرغ آؤ اپنے سرون کی طرف بس حکم
خدا سے چارون جانور اپنے سرون کی طرف اجزا سے متفرقہ سے ملکر دوڑے

لہ یعنی ویسا کوئی دوسرا نہ کیا جا سکتا ہو ۱۲

لہ یعنی باقی رہتا ہو کام کرنا سبب جوڑ کے باقی رہنے کا سبب ہو ۱۲

اول حکمت دوڑنے مین یہ تھی کہ کسی طرح کا شبہ باقی نرہے اسواسطے کہ توہم اس امر کا ہوتا تھا کہ شاید اور ہی جانور ہون یا شاید خیال کیا جاے کہ پانون اُنکے درست نہین ہوے ہین دوسرے یہ کہ جانور کے دوڑنے مین جو حال معلوم ہوتا ہے وہ اڑنے مین نہین دریافت ہوتا ہے تفسیر انوار مین لکھا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کو حیات ابدی سے زندہ کرنا چاہے اسکو ضرور ہے کہ قواے صفات بدنیہ کو تیغ ریاضت سے بسمل کرے اور ایسا کوٹے کہ تندی اُنکی جاتی رہے اور فرمانبرداری پر قرار واقعی مستعد رہین پھر اُنکو عقل اور شرع کی طرف بلاوے تاکہ بطریق متابعت اور مطاوعت جلدی کرین اہل معانی علیہم الرحمۃ فرماتے ہین کہ چار جانور کے ذبح کرنے مین یہ اشارہ ہے کہ کبوتر پیوستہ آدمیون کے انس سے نسبت رکھتا ہے اُسکے رشتۂ الفت کو توڑے اور خروس ہمیشہ مائل شہوت رہتا جو اُسکو ذبح کرے کہ بند شہوت سے نکلے اور کوا منبع حرص اور طمع ہے اُسکو قتل کرے کہ صفت حرص اور طمع دور ہو جاے اور طاؤس مجمع زینت ہے اُسکا سر کاٹے تاکہ آرائش دنیا سے آنکھین اُسکی بند ہو جاین تب حقیقت معنی پر پہونچے حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ آرائش ظاہر ویرانی باطن کا سبب کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تیغ مجاہدہ سے ان چارون صفتون کو ذبح کر ڈالے حیات ابدی اور زندگانی سرمدی اُسکو حاصل ہو اور حکیم سنائی فرماتے ہین ع چار مرغ ست چار طبع بدن * جملہ را بہر دین بزن گردن * پس بایمان عشق و عقل و دلیل * زندہ کن ہر چہار را چو خلیل * یعنی آگ نمونہ ہے قہر کا اور شہوت ثمرہ ہے ہوا کا اور حرص خاصہ ہے پانی کا اور تیرگی و تیرہ ہے خاک کا پس انہین ارکان کا تیغ ریاضت سے ذبح کرنا لازم ہے اور تخصیص پرندون کی وجہ یہ ہے کہ نوع مرغ الطف حیوانات مین ہے اور حیات الطف اشیا ہے اور سائل لطیف نے خداوند لطیف سے مشاہدہ الطف اشیا کا سوال کیا الطف حکیم نے اقتضا کی کہ یہ صورت الطف حیوانات پر ظاہر کیجاے تاکہ وجہ مناسبت بھی بخوبی پیدا ہو تفسیر کبیر مین لکھا ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ ایک حیوان کے زندہ کرنے سے بھی مطلب حاصل تھا چار کی کیا ضرورت تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موافق عبودیت کے درخواست کی خداوند کبریا نے بقدر ربوبیت دکھلایا مصرع تو لائق خود خواہی من درخور خود بخشم * اور تفسیر جواہر مین لکھا ہے کہ شاید یہ وجہ ہے کہ

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طلب حیات سے تھا اور حیوان کے ارکان چار ہین آگ
پانی خاک ہوا اور ہر ایک حیوان کے بدن مین چار خلطین ہین خون بلغم سودا صفرا اور
اعضاے رئیسہ بھی چار ہین دل دماغ کبد انثیان اور ہر حیوان مین چار قوت طبیعیہ ہین
غاذیہ نامیہ مولدہ مصورہ اور چار قوتین انکی خادمہ ہین جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ اور یہ چارون
محتاج ہین چار کیفیت کی حرارت یبوست رطوبت برودت پس مدار ہر کام کا حیوانات مین
مختص ہو چار سے لہذا ایراد اس عدد کا مناسب ہوا اسواسطے کہ یہ وقت وقت اظہار
آثار حیات کا تھا اور ارباب تذکیرہ وجہ بیان کرتے ہین کہ اے ابراہیم طاؤس کو دیکھ اور
زیب اور زینت حضرت آدم علیہ السلام جو بہشت مین تھی یاد کر اور کوے کو گرفتاری
اور رغبت اور حرص حضرت آدم کی اکل شجرہ مین مشاہدہ کر اور کبوتر کو دیکھ اور الفت
اور وابستگی حضرت آدم کے ریاض فردوس سے پہچان اور خروس کو دیکھ اور شہوت
وصال آدم علیہ السلام کو جو حضرت حوا سے ہوئی تھی دل مین خیال کر اور جس وقت انکو
ذبح کرتا ہو حال آدم علیہ السلام مین بخوبی فکر کر کہ بوستان بہشت سے کسطرح زندان دنیا
مین گرفتار ہوے اور زینت رضوان کو محنت اس کلبۂ احزان سے بدل ڈالا اور
سرانجام زینت اکل مین زحمت جوع حاصل کی اور بجاے نور الفت کے ظلمت وحشت
ملی اور نعمت وصلت مہاجرت اور فرقت سے بدل ہوئی اور جس وقت انکو زندہ کرے تو
اس نکتۂ دلپذیر کو لوح ضمیر پر تصویر کر کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مین نے بعد غربت
اور وحشت کے زیور توبہ سے مثل عروس آراستہ کیا اور لباس قربت اور وصلت جسم
اس جسم زار پر پہنایا اور فائدہ اس فکر کا یہ ہی کہ جب حال آدم علیہ السلام کا معلوم ہو گیا
تو تجھ پر پوشیدہ نہ رہیگا کہ احوال آدمیون کا بھی منقلب اور متفاوت ہوتا ہی نہ عشرت
اور مسرت کو دوام ہی اور نہ حسرت اور نکبت کو مقام مصرعہ ہر چہ بر سر فرزند آدم
ہر چہ آید بگذرد * پس شکر کر اور محنت اور شدت مین صبر اختیار کر بیت اے کہ می نالی
ز محنت راہ خرسندی طلب * کین ہمہ اندوہ و غم در نیم ساعت بگذرد * وے کہ می بالی
بدولت بیش ازین شادی مکن * چشم تا برہم زنی اقبال و دولت بگذرد * امام عبد الوہاب
فصول مین بیان کرتے ہین کہ چارون طیور مین ایک ایک صفت بہت تھی کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو تا با اکتساب ان صفات کے بھی اشارہ ہوا ہی یعنی اے خلیل

طاؤس مین حسن خلق ہی تو بھی حسن خلق اختیار کر ۲ اور خروس بیدار سحر خیز ہی تو بھی رات کو وظیفۂ ذکر اور مناجات کر ۳ اور بط صفت طہارت سے موصوف ہی تو بھی ظاہر اور باطن اپنا پاکیزہ رکھ ۴ اور غراب عزلت گزین اور گوشہ نشین ہی تو بھی اپنے دل کو اندیشۂ اغیار سے دور رکھ ؎ مناسب نیست یکجا جمع کردن * ہوائے یار با سودائے اغیار * تفسیر کنز العلوم مین لکھا ہی کہ حکمت اس حکم مین یہ ہی کہ طاؤس حسن اور جمال مین سب مرغون سے پیشقدم ہی اور انسان جمال اور نکوئی مین سب حیوانات سے افضل ہی کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سو طاؤس مشابہ ہی آدمی سے اور خروس مشابہ ہی فرشتے سے یعنی جسطرح فرشتہ تمامی اصناف موجودات سے ذکر خدا مین بیشتر رہتا ہی خروس بھی تمامی انواع طیور سے طریقۂ ذکر مین اکثر ہی اور بط کو جنات سے مناسبت ہی اسواسطے کہ جن کبھی ظاہر ہوتا ہی اور کبھی مخفی اسی طرح بط کبھی اوپر آتی ہی کبھی نیچے اور زاغ کو سیاہی رنگ اور طول عمر اور قباحت فعل کے سبب دیو سے مشابہت ہی سو حکمت باری بزبان اشارت ارشاد فرماتی ہی کہ اے خلیل وقت ذبح ان جانورون کے فنائے انسان اور ملک اور جن اور شیاطین سے خبردار ہو اور جب یہ چارون میری قدرت سے زندہ ہون تو ان چارون کے زندہ ہونے سے مطلع ہو کہ مین اول اور آخر کا مختار ہون **فائدہ**

آیۂ قرآنیہ مین واقع ہی کہ ہر پہاڑ پر ایک جزو رکھدے یہ امر بظاہر محال معلوم ہوتا ہی اسواسطے مفسرین نے کہتے ہین کہ اس جگہ ایراد عام اور ارادۂ خاص ہی جسطرح اوتیت من کل شیء مین واقع ہی یعنی جس پہاڑ پر رکھنا ممکن ہو اور تیرے نزدیک ہو اسپر رکھدے وجہ تخصیص پہاڑون کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدرت حق کا اظہار اپنی امت پر چاہا تھا اور پہاڑ تمام اجزائے زمین سے اظہر ہین اور ایک وجہ اور بھی خیال مین آتی ہی کہ اکثر انبیاء اولوالعزم کو پہاڑون پر خلعت فیض عنایت ہوا ہی جسطرح حضرت آدم علیہ السلام کو ثمر توبہ شجر عرفات سے ملا اور سفینہ باسکینہ حضرت نوح علیہ السلام کا قرارگاہ کوہ جودی مستقر ہوا اور عہدۂ تکلیم موسی کلیم اللہ کا کما قال اللہ وکلم اللہ موسی تکلیما طور سینا سے عنایت ہوا اور زمزمۂ نغمات داؤدی کوہ یہود سے بلند ہوا اور نور شریعت حضرت عیسی روح اللہ اوج ساعیر سے چمکا اور آفتاب عنایت ابدی اور کوکب فضل ایزدی ازلی حضرت احمدی صلی اللہ

لیہ وسلم کوہ حرا سے طالع ہوا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیر اجابت دعوت و اذن
الناس بالحج کوہ ابو قبیس سے نشانہ پر لگا اور فدا سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہار رضا
سر ہوا ایسی ہرگاہ کہ پہاڑ کو ایسی برکتین عنایت ہوئی تھین اظہار معجزہ احیا اور روح
جزا کا بھی حکم پہاڑون پر پہونچا کہ حضرت نے اجزاے متفرقہ کو پہاڑون پر رکھ کر گویا ارشاد
باس ع بیا ئیدا ہی گرفتاران کہ مفتاح نجات آمد ٭ حجاب مرگ بیکسو رفت و ہنگام حیات
مد ٭ چنانچہ بمقاران اس آواز کے اجزاے متفرقہ باہم ملکر اپنے سرون سے ملصق ہوے
ہایۃ القصص مین لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوے کا سر طاؤس کو دکھلایا اُسنے
نی گردن کو پھیر لیا اور قبول نہ کیا تب حضرت نے اُسی کا سر اسکو عنایت کیا اِسی طرح
لہ طیور اپنے اپنے سرون سے ملکر اُڑنے لگے ع مرغان آشیانہ قدسی بصد نیاز ٭ ہر دایم
رد کوے تو پرواز می کنند ٭ تفسیر طبری مین لکھا ہی کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
خر عمر مین واقع ہوا ہی کہ اسکے بعد ایک برس دنیا مین رہے ہین اور شفا مین ہی کہ اُس
ت مین حضرت ابراہیم علیہ السلام پچانوے ۹۵ برس کے تھے اور سو برس کی عمر مین حضرت
حق علیہ السلام پیدا ہوے تھے اور ابو مسلم اصفہانی کہتے ہین کہ یہ قصہ احیا تمثیل ہی نہ یہ کہ
ح و احیا خارج مین واقع ہوا ہو یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حی قیوم سے
سب احیا کی تو حق سبحانہ تعالےٰ نے ایک مثال دکھلائی کہ اُس سے کیفیت احیا سے
قف ہون وہ یہ ہی کہ چار مرغ پکڑ اور اُنکو مطیع کر کہ جب بلاوے حاضر ہون اور صرہن
عنی املہن کے آیا ہی اور عصفور و صفوار وہ گنجشک ہی جو کہ بلانے والے کو قبول کرے
ں معنی کہ یہ یہ ہوے کہ چڑیون کو سکھلا اِسطرح کہ جب بلاوے حاضر ہون تو گویا ایک
مال محسوس ابراہیم کو دکھلائی کہ ارواح جسد مین بر سبیل سہولت پھر آتے ہین جسطرح
یے مبالغہ مرغ آموختہ چلے آتے ہین اسطرح طیور ارواح کہ دست آموز قدرت ہین بلانے
ے وقت بلا تمرد و تردد جانب قفص تن متوجہ ہوتے ہین ع مرغ دست آموز را چندانکہ س
و پر فگنند ٭ با فشاطا بال آید باز چون گویدبیا ٭ مفاتیح الغیب مین تصریح سے لکھا ہی کہ یہ
کلام ابو مسلم کا درحقیقت انکار اجماع ہی کیونکہ جمیع ارباب تفسیر وقوع ذبح وغیرہ پر متفق ہین
وسے اسکے دلیل اُسکی ناقص ہی اول اس وجہ سے کہ سکھلانا مرغون کا ہر شخص کو ممکن و
آسان ہی ابراہیم کی کیا تخصیص ہی دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم نے مشاہدہ کیفیت احیا کی

درخواست کی ہو اور ظاہر آیت سے اجابت دعا واضح ہو اور اس قول سے اجابت دعا کا تحقق
نہیں ہوتا تیسرے یہ ہو کہ آیۂ منہن جزءً اس سے ثابت ہوتا ہو کہ طیور متجزی ہوئے اور تجزیہ بعد قطع
و خلط کے ہو سکتا ہو اگرچہ احتمال ہو سکتا ہو کہ اجزا ارجع سے ارادہ کیا جاوے لیکن حمل خبر و ابدان پر
انظر ہو مخفی نہ رہے کہ اس قصہ کے وقوع میں کسی طرح کا تردد نہیں ہو کاتب اوراق نے موافق
تحقیق امام رازی و سیاق و سباق آیات ربانی کے اس مقام پر لکھا القصہ جب اتفاق حضرت
ابراہیم علیہ السلام موافق کہنے ایک مرد جنگلی فارسی مسمی ہیزن کے قرار پایا تو حظیرہ کی تجویز ہوئی
قالوا ابنوا له بنيانا فالقوه في الجحيم یعنی بناؤ اسکے لیے ایک عمارت پھر ڈالو اسکو بڑی آگ میں چنانچہ
نمرود نے حظیرہ پہاڑ کے سامنے بنوایا بلندی اسکی ساٹھ گز کی بعضے کہتے ہیں کہ وہ مکان قصبۂ
کوثی میں تھا اور بعضے بلدۂ عرفی کے متصل کہتے ہیں اور سب رعایا کو حکم ہوا کہ لکڑیاں اسمیں جمع
کریں چنانچہ مردم شہر و دیہات و گنج و قصبات لکڑیاں جمع کرنے لگے اور یہ شوق دامنگیر ہوا کہ
جب کوئی کافر بیمار ہو جاتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ اگر صحت پاویں تو لکڑیاں لاویں بلکہ ایک مرد اور عورت
سوت اپنا بیچتی اور روپیہ کی لکڑیوں کے مول لیکر آگ میں ڈالتی تھی یہ بھی حطب جہنم زن ابولہب کے
ہمنام تھی اور جو شخص قریب بمرگ ہوتا تھا اپنی اولاد سے وصیت کر جاتا تھا کہ تم بھی لکڑیاں
لاکے ہماری اور اپنی طرف سے ڈالیو معالم التنزیل میں ہو کہ ابن اسحق فرماتے ہیں کہ ایک مہینے
کامل اس حظیرے میں لکڑیاں جمع کی گئیں جب حد معینہ پر پہونچی تو آگ دی اور سات دن تک
اس آگ کے مشتعل کرنے میں مصروف رہے سیکڑوں کپّیاں گھی کی ڈھلکائی گئیں پھر تو ایسی
بلند ہوئی کہ اگر پرندہ اوپر ہو کر نکلتا تو جلجاتا تھا اب سب لوگ حیران ہوئے کہ ایسی آگ میں
حضرت ابراہیم کو کسطرح ڈالیں متصل اسکے جانا محال تھا اور طاقت بشری سے خارج اس
حیص بیص میں ابلیس علیہ اللعن آیا اور اسنے منجنیق بنانا تعلیم کیا کہ فوراً بنایا گیا خواجہ عبد الکریم
مؤلف نادرنامہ نے لکھا ہو کہ پائیں کوہ مکان آتش تھا اور بالاے کوہ منجنیق قائم کیا تھا
کہ علامت اسکی اب تک موجود ہو بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سواے
پائجامے کے اتاری اول حضرت ابراہیم راہ خدا میں برہنہ کیے گئے ہیں اخبار الدول میں ہو
کہ ایک سفیہ احمق نے پائجامہ اتارنا چاہا دونوں ہاتھ اسکے شل ہو گئے بعد ازاں طوق و
زنجیر سے آراستہ کرکے منجنیق میں بٹھلایا ہنوز آگ میں نہ پھینکا تھا کہ ارض و سماوات و
ملائک و حیوانات و اشجار و جمادات و ہر گل و نباتات یعنی جملہ مخلوقات سواے انسان و جنات کے

قصہ بنانے حظیرہ

سب نے پکارا کہ اے پروردگار جہان و جہانیان اپنے خالص دوست کیلیے جلائے دیتا ہے یا اللہ کوئی شخص
زمین پر ایسا نہیں ہے جو تیری عبادت کرے اگر ارشاد ہو تو ہم اسکی مدد کریں ارشاد ہوا کہ ابراہیم مجھے
میرا دوست ہے اور فی الحقیقۃ اسکے سوا کوئی خلیل میرا نہیں ہے اور یہ بات اسکا معبود ہوں اور کوئی میرے
سوا کوئی معبود اسکا نہیں ہے لیکن تم سب اسکی مدد پر حاضر ہو جس کسی سے مدد چاہے ہو بلا تامل
مدد کرے ہماری درگاہ سے اجازت عام ہے اور اگر کسی سے اعانت نہ چاہے تو میں اسکا بہترین و
ناصر و ولی و مددگار ہوں چنانچہ ملک السحاب نے حاضر ہوکر التماس کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ایک قطرہ
ابر سے اس آگ کو پانی کر دوں فرمایا لاحاجۃ لی الیک پھر فرشتہ ہوا کا آیا اسنے عرض کیا کہ اگر
مجھے حکم ہو تو میں اس آگ کو ہوا کر دوں کہ تمام آگ [illegible] میں منتشر ہو جاوے حضرت ابراہیم نے
فرمایا لاحاجۃ لی الیک حسبی اللہ و نعم الوکیل [illegible] آسمان کے فرشتے آئے مگر حضرت خلیل نے ایک ہی
جواب سب کو سنایا کہ لاحاجۃ لی الیک ابن کعب سے روایت ہے جب کفار نے آگ میں ڈالنے کو مستعد ہوئے
تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا الہ الا انت سبحانک لک الحمد و لک الملک لا شریک لک
منجنیق اٹھایا اور آنجناب کو آگ میں ڈالا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے استقبال
کرکے کہا ہل لک حاجۃ قال ابراہیم اما الیک فلا یعنی بندہ ہر حال میں محتاج ہے لیکن تجھ سے کہ
تو بھی بندہ خدا ہے مجھے حاجت نہیں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اپنے خدا سے سوال کرو فرمایا
علمہ بحالی یکفی من سوالی یعنی حاجت سوال نہیں ہے اسکو میرا حال خوب معلوم ہے اور ابو المنصور
ساج کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہو کہ تمکو کچھ حاجت ہے تو آنجناب نے
ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچا تھا مگر منتظر تسلیم تھا اب کہ وقت اسکا آیا تو
اب حاجت نہیں ہے مگر یہی کہ جو میں نے بیچا ہے اسی مشتری کو تسلیم کروں اور ایک روایت ہے کہ جب
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے اپنی حاجت مانگئے تب فرمایا اگر دوست دوست کا
جلانا چاہے تو پھر جینا درست نہیں ہے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مخلوق آگ کو
بجھاتی تھی مگر وزغ بفتحتین و آخرہ الغین المعجمۃ فی الفارسی آفتاب پرست و فی الہندی گرگٹ
کہ وہ ناپاک بمقتضائے طبیعت بد آگ کو اپنے منہ سے پھونکتا تھا اور تیز کرتا تھا فائدہ معالم التنزیل
میں علامۃ الوقت محدث الزمان محی السنۃ بغوی نے باسناد صحیح سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے
کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا ہے بقتل وزغ اور اسکے سبب میں فرمایا ہے
کہ یہ آتش نمرود کو دم سے پھونکتا تھا بانجا جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے تجاوز ہوا

تو حضرت حق جل جلالہ نے آگ سے فرمایا یانار کونی برداً وسلاماً علی ابراہیم یعنی اے آگ تو ہوجا ٹھنڈی اور
سلامتی ابراہیم پر یعنی جسطرح ابراہیم اپنی طبیعت سے نکلا ہی تو بھی اپنی طبیعت سے نکل کر سرد ہوجا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ارشاد نہوتا سلاماً تو مرجاتے حضرت ابراہیم
علیہ السلام برودت سے اور تمام دنیا میں آگ کا نام ونشان باقی نرہتا اور نفع اُس سے بالکل منتفی
ہوجاتا اور اگر نفرماتے علی ابراہیم تو سارے عالم پر آگ ٹھنڈی رہتی باینہمہ سات دن تک
آتش دنیا میں مطلقاً حرارت محسوس نہیں ہوئی اور کعب احبار سے اخبار الدول میں نقل کی ہی
کہ جسوقت یہ حکم صادر ہوا ہی تمام عالم کی آگ بجھ گئی معالم التنزیل میں ہی کہ جسوقت حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں پھینکا تو فرشتوں نے دونوں بازو تھام کر نہایت نرمی و
آہستگی سے بٹھلا دیا اور اُسی وقت روبروے حضرت ابراہیم ایک چشمہ آب شیرین وشفاف جاری
ہوگیا اور گلاب ونرگس سنبل غنچہ پھول اُٹھے گویا ایک گلشن عجیب و بوستان غریب ظاہر ہوا
اور خواجہ عبد الکریم مولف نادرنامہ لکھتا ہی کہ ابتک وہ چشمہ جاری ہی اور اُسپر ایک مسجد وسیع
واقع ہی اور وہ چشمہ وسط مسجد میں ہی اور خارج المسجد ایک حوض کبیر طولانی نہایت مستحکم بنا ہوا ہی
کہ آب چشمہ اُسمیں جمع ہوتا ہی اور کعب احبار سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات رات
وسات دن اُس آگ میں جلوہ فرمارہے تھے اور سواے طوق وزنجیر کوئی چیز آنجناب کی نہیں جلی
اور ابن یسار سے معالم میں نقل کی ہی کہ خدا نے ہمزاد فرشتے کو پہلو سے حضرت میں ظاہر کردیا کہ
وہ حالت تنہائی میں انیس تھا بعد اُسکے حضرت جبرئیل ایک قمیص حریری بہشت سے لائے اور
جسم شریف میں پہنایا اور ایک تخت جنت کا بچھا کر بٹھلایا اور باتیں کرنے لگے پھر کہا اے ابراہیم
اللہ صاحب سچ فرماتے تھے کہ میرے دوست کو آگ ضرر نہیں کرتی اِس عرصہ میں شاید ایک ہفتہ بعد
نمرود نے وزیروں سے کہا خوب دیکھو ابراہیم جلا یا نہیں وزیروں نے کہا یہ آگ ایسی ہی کہ اگر
پہاڑ بھی اُسمیں ڈالا جاتا تو خاک ہوجاتا ابراہیم تو انسان تھا وہ بولا میں نے خواب دیکھا ہی کہ
ابراہیم صحیح وتندرست برآمد ہوا آخرکار خود نمرود مردود مع بعض خواص ایک بلند مکان پر
چڑھا تو دیکھتا ہی کہ حضرت ابراہیم خوش وخرم بیٹھے ہوے باتیں کرتے ہیں اور آگ علاحدہ
شعلہ زن ہی اُسنے پکار کر کہا اے ابراہیم تیرا خدا بڑا ہی کہ تجھمیں اور آگ میں حائل ہوگیا اے ابراہیم
تو باہر آسکتا ہی فرمایا ہاں اگر اللہ چاہے پھر آنجناب بیرون آتش تشریف لائے اُسنے پوچھا
وہ دوسرا آدمی کون باتیں کر رہا تھا فرمایا یہ ساتھ کا فرشتہ ہی نمرود نے کہا میں تیرے خدا کی

کچھ نذر کرونگا چنانچہ چالیس ہزار گائین قربانی کین حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ نذر قبول نہین ہوگی
جبتک تو ایمان نہ لاوے نمرود نے کہا مین ملک وسپاہ چھوڑ نہین سکتا بعض قصص مین ہے کہ نمرود کا
میلان جانب ایمان ہوا تھا کہ ہامان بے سامان بول اٹھا اے نمرود ابراہیم آتش پرست ہے اور
آگ فرشتہ ہے سو اسنے بسبب محبت کے ضرر نکیا اسی وقت ایک چنگاری آگ سے نکلی اور ہامان پر
گری کہ وہ جلکر خاک ہوگیا مگر فسادڈال گیا کہ اسکے کہنے سے نمرود ایمان سے باز رہا اور بعضے
پھر توفت آتش پرست ہوگئے اور بعض روایات مین وارد ہے کہ مسماۃ رعفہ بنت نمرود بھی اس مکان
رفیع پر اپنے باپ کے ساتھ گئی تھی اسنے جب حضرت ابراہیم کا یہ حال دیکھا تو نمرود سے کہنے لگی
کہ اب کیون ایمان نہین لاتا اسنے جھڑک دیا وہ حضرت کے پاس حاضر ہوکر ایمان لائی جب
وہان سے نمرود کے پاس آئی اور اسکو دعوت ایمان کرنے لگی تب نمرود نے اسکے قتل کا حکم دیا
اسی وقت ہوا نے اسکو کوہ قاف مین پھینک دیا کہ اسی دم سے نماز مین مشغول ہے اور تا نفخ صور
قائم رہیگی اور بعضے کہتے ہین کہ مسماۃ رعفہ حضرت ابراہیم کے ساتھ رہی اور حضرت ابراہیم نے
اپنے بیٹے مدین سے اسکا عقد فرمایا کہ اسسے بیس مرد بیٹے پیدا ہوے کذا فی البحر الزخار و اخبار الدول
مین کہتا ہون کہ یہ روایت ضعیف ہے الغرض نمرود نے بعد ادا سے نذر و قربانی حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو رہا کیا عمر شریف سولہ برس کی تھی منہال ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم
جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ ان دنون نعمت وصل آلہی ایسی حاصل ہوئی اگر ہمیشہ ہوتی تو
بہت خوش ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ پھر وہ لطف کبھی حاصل نہوا کذا فی اخبار الدول اور
معالم التنزیل مین ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نجات پائی تو کئی شخص ایمان لائے
اول حضرت لوط اور بعضون کے نزدیک اول حضرت سارہ ایمان لائین اور وقت لانے
ایمان کے کہا کہ اے ابراہیم مین ایمان لائی اس خدا کا جسنے آگ کو سرد کردیا ابن اسحق کے نزدیک
حضرت لوط بھتیجے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور انکے باپ کا نام ہاران تھا اور
ہاران بیٹا تھا تارخ کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیم کا ناحور بھی تھا اور اخبار الدول سے
واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی چچیرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور
بعض مفسرین نے اسی کو صحیح لکھا ہے اور اسی طرح اہل سیر کو پدر سارہ مین بھی اختلاف ہے
بعضے قائل ہین کہ حضرت ابراہیم کی بھتیجی تھین اور شریعت ابراہیم علیہ السلام مین نکاح
جائز تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سارہ ہاران اکبر کی بیٹی تھین اور ہاران مذکور حضرت

ف ایمان رعفہ بنت نمرود

ف ایمان بعض حضرت

ابراہیم علیہ السلام

ف ایمان لانیوالون

حضرت لوط

ابراہیم کا چچا تھا اور ہاران دوسرا بھائی حضرت کا تھا کذا فی المعالم و اخبار الدول اور بعضے کہتے ہین کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھین اور نکاح بعد ہجرت ہوا ہو اور صورت اُسکی یون غائب ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جانب شام ہجرت فرما ہوے تو شہر حران مین پہونچے دیکھا کہ اکثر لوگ آراستہ بلباس دروازۂ سلطانی پر جاتے ہین آنجناب نے پوچھا تم لوگ کہان جاتے ہو انھون نے کہا بادشاہ کی بیٹی نہایت حسینہ ہو ایک مدت سے شہزادے اطراف و جوانب سے پیغام نکاح بھیجتے ہین وہ قبول نہین کرتی اور یہی فرماتی ہو کہ جسے مین پسند کرونگی اُسی سے عقد کرونگی ہم لوگ بھی ایک ہفتہ سے دروازۂ سلطانی پر جاتے ہین کہ شاید کسی کو پسند کرے اور وہ ہر روز نقاب چہرہ پر ڈالے آتی ہو اور دیکھ کے پھر جاتی ہو اب تک کسی کو پسند نہین کیا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین چنانچہ آنجناب بھی اُسکے ساتھ گئے اور سب سے الگ کھڑے ہوے وفعتہً وہ شہزادی نقاب ڈالے ترنج زرین ہاتھ مین لیے ہوے ہمراہ سہیلیون کے ایک ایک شخص پر نظر ڈالتی حضرت ابراہیم تک آئی تو انکی پیشانی مین نور حضرت صلعم نظر آیا بزبان حال بولی

روے خوبان را حسن خود تماشا کردہ ✣ عالمے در جستجوے خویش شیدا کردہ ✣

اور بے اختیار ترنج زرین حضرت ابراہیم پر ڈالکر دولتخانہ کو آئی ملازمان سلطانی نے حضرت ابراہیم کو قلعہ مین پہونچایا بادشاہ نے بھی اُس نور کو دیکھا اور کہا اے سارہ تو نے بہتر شوہر تجویز کیا ہو اگرچہ غریب ہو لیکن روے زمین کے سلاطین سے افضل ہو بعد ازان بمواجہہ رؤساے شہر عقد کر دیا کذا فی قصص الانبیا لیکن اہل تحقیق نے علامۂ بغوی کے قول کو ترجیح دی ہو اور جسطرح اسمین ایک نوع کا اختلاف ہو اسی طرح مدت مناکحت مین بھی اختلاف ہو بعضے کہتے ہین کہ جسدن حضرت سارہ ایمان لائین اُسی دن نکاح مین آئین اور بعضے کہتے ہین کہ بعد ہجرت نکاح کیا ہو اور یہ قول از روے احادیث صحیحہ اعتماد کے قابل ہو اور قصہ یہ ہو کہ جب حضرت ابراہیم نے آتش نمرود سے نجات پائی تو اب نمرودیون نے چاہا کہ حضرت کو اور طرح سے تکلیف دین کہ اس حال پر حضرت لوط علیہ السلام مطلع ہوے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو متنبہ کیا ناچار حضرت نے مع حضرت لوط کے ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لیگئے اور حاران اکبر اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی اُسنے اپنی بیٹی سارہ کو اُنسے عقد کر دیا اور استمالت

تھا سب مروت جوئی و خاطرداری میں سرگرم ہوا اور غرض اُسکی یہ تھی کہ شاید طمع زن و فرزند اور حرص مال و متاع سے اپنا عقیدہ اللہ کی طرف سے اُٹھاوین اور بتون کی پرستش فرماوین مگر یہ تدبیر کارگر نہوئی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو روز بروز دین حق مین ترقی ہوتی رہی اور ہر دم و ہر لحظہ یہ دونون بُت پرستون مشرکون کو عیب کرتے اور دین و ایمان کی خوبیان بیان فرماتے اور بے تکلف کافرون کو اُنکے عقائد باطلہ پہ الزام دیا کرتے تب باران منسطرب ہوکر غصہ مین آیا اور سخت پژمردہ و دل شکستہ ہوکر کہنے لگا کہ تم دونون میرے مکان سے دفع ہو اور سب مال و اسباب لیلیا اور زیور و لباس حضرت سارہ کا چھین لیا اور گھر سے نکال دیا آنجناب حضرت سارہ کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین کسی وقت کسی امر مین تمھارے خلاف حکم نہ کرونگی بشرطیکہ تم بھی میرے کہنے مین رہو سوگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حران سے روانہ ہوے اُسوقت سوا سے حضرت لوط علیہ السلام کے اور کوئی ہمراہ نہ تھا الغرض اول مصر مین آئے اِس عرصہ مین یہان ایک سلطان فرعون وش جابر و شہرش فرمانروا تھا اور اُسکی عادت یون جاری تھی کہ جو عورت حسینہ باجمال مع شوہر اُسکے شہر مین وارد ہوتی اُسکو بجبر و قہر چھین لیتا تھا اور اُسکے شوہر کو قتل کراتا اور اگر بھائی عورت کا یا کوئی اور وارث اُسکے ساتھ ہوتا تو صرف عورت کو لے لیتا اور وارث کو جانے دیتا یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کان مین پہونچی تو سخت پریشان خاطر ہوے اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اُسوقت مین ایسی خوبصورت تھین کہ عالم مین اُنکا نظیر نہ تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حُسن سے نصف حضرت یوسف عم کو ملا اور حصہ ششم اُسکا حضرت سارہ کو اور باقی سب آدمیون کو اور ایک روایت مین نصف تمام آدمیون کو اور ثلث حضرت یوسف علیہ السلام اور سدس حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ملا اِسی خیال سے حضرتؑ نے حضرت سارہ سے کہا کہ جب تمکو بادشاہ بجبر طلب کرے اور تجھکو پوچھے تو کہنا میرا بھائی ہے اور از روے دین کی بیشک بھائی ہون اور خاطر جمع رکھنا اللہ تعالے ہر طرح سے محفوظ رکھیگا الغرض خبر مشہور آوری حضرت سارہ بدین حُسن و جمال لوگون نے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے فوراً سپاہی بھیجے کہ حضرت سارہ کو لیگئے اور حضرت ابراہیم سے پوچھا تم کون ہو

فصل احوال ورود ابراہیم در مصر نزد سلطان مصر ۱۲

آپ نے فرمایا کہ بہن دینی بھائی ہون اُنکو چھوڑ دیا بادشاہ نے دیکھا اور فریفتہ ہوا اور قصد
بے ادبی کیا حضرت سارہ نے کہا مجھکو مہلت اِس قدر ملے کہ مین غبار راہ دفع کرون اور
رسم عبادت بجا لاؤن پھر تجھکو اختیار ہی اُسنے اپنے روبرو طاس اور آفتابہ طلب کیا
حضرت سارہ نے وضو فرمایا اور مشغول بہ نماز نیاز ہوئین پھر دعا مین مصروف ہوئین جب
دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے مکان کو خلوت کر دیا اور بارادۂ فاسد اپنا ہاتھ دراز
کرنا چاہا کہ دونون ہاتھ اُسکے شل ہوگئے اور غش کھا کر گرا حضرت سارہ نے اِس
خوف سے کہ یہان کے لوگ مجھے تہمت قتل کی لگا کر مار ڈالینگے خدا سے دعا کی کہ بادشاہ کو
صحت ہوئی مگر اِس ظالم نے تین مرتبہ ارادہ کیا اور ہر بار مبتلاے بلا ہوا آخر توبہ
کرکے حضرت سارہ کی کرامات دیکھکر معتقد ہوا یہ سب حالات اللہ جل شانہ نے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آئینہ دار دکھلا دئے کہ آنجناب کو اطمینان ہوا پھر بادشاہ نے
حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کو با عزت رخصت کیا اور وقت رخصت اپنی بیٹی مسماۃ
ہاجرہ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اِسکو اپنی خادمہ بنائیے اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ
یہ لونڈی آپکی خدمت مین رہے تو بہتر ہی اِس سے کہ اور کہین ملکہ ہو حضرت سارہ
اور حضرت ابراہیم نے قبول کیا اِس بادشاہ کا نام رقیون تھا اور یہی شخص اول
ملقب بہ فرعون ہوا ہی حکیم دانشمند رہنے والا بابل کا تھا بسبب افلاس کے بابل سے
مصر مین آیا اور درارکین سلطنت مین منسلک ہوا بعد چندے بادشاہ مصر ہو گیا اُسی کے
عہد سلطنت مین حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ مصر مین آئے ہین اور اِسی نے بسبب
شہرۂ حسن اور جمال سارہ کو گرفتار کر لیا تھا اِسکی ایک بیٹی مسماۃ ہاغار جسکا ترجمہ عربی مین
ہاجرہ ہی سو بادشاہ نے بسبب ظہور کرامات اور خوارق عادات کہ بوجہ حضرت سارہ ظاہر ہوئے
اپنی بیٹی کو وقت رخصت حضرت سارہ اور ابراہیم کے روبرو لاکر بانکسار تمام عرض کیا
کہ آپ اِسکو لونڈی سمجھکر خدمت مین رکھین اور خادمہ بناوین جیسا سفر النسا و تاریخ معتبر
یہودیون مین موجود ہی اور ربی سلومہ اسحاق نے باب سولہ پیدایش ورس اول مین
لکھا ہی کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی جب اُسنے اُن کرامات کو دیکھا جو بوجہ سارہ ظاہر ہوئین
تو اُسنے ہاجرہ کو پیش کرکے کہا کہ یہ خدمت مین رہے حضرت ابراہیم اور سارہ نے قبول کیا
اور رخصت ہوئے کتاب اسماء الرجال مین نام والدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آجر

برعوض فاعل لکھا ہے مگر ایک روایت میں ہاجرہ بھی ہے بالجملہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دست تطاول بادشاہ مصر سے محفوظ رکھا اور ویسا معتقد کر دیا کہ اسنے اپنی بیٹی ہاجرہ کو بنابر خدمت وقت رخصت تفویض کیا پھر حضرت ابراہیم مع سارہ و ہاجرہ و لوط روانہ ہوے اور زمین فلسطین میں کہ وسط شام میں ہے اقامت اختیار کی اس عرصہ میں وہاں ابی مالک بادشاہ تھا مقدم شریف سے وہاں کے آدمی بہت خوش ہوے اور انکے قیام کو غنیمت سمجھے اور بہت زمین معاف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے نہایت وسعت حاصل ہوئی کہ آپ نے اکثر غلام خرید کیے اور بہت کاشتکار آباد فرمائے اور مویشی وغیرہ بکثرت جمع کیے بلکہ ایک لنگرخانہ بہ رسم ضیافت جاری فرمایا کہ کوئی مہمان وہاں سے پھر نہ جاتا اور اولاد حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی جو اس نواح میں رہتی تھی تشریف آوری حضرت سے نہایت مسرور ہوئی سب نے اپنے اپنے گاؤں آباد کیے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکو شریعت تعلیم فرمانے لگے بعد اسکے حکم ہوا کہ پھر بابل میں جا اور نمرود اور لشکر نمرود کو دعوت اسلام کر چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر بابل میں تشریف لائے اور نمرود سے ملاقات کی پہلے کلام یہی فرمایا کہ اے نمرود کہہ اللہ ایک ہے اور ابراہیم رسول ہے نمرود نے کہا مجھکو تمہارے خدا کی حاجت نہیں بلکہ میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تیرے خدا سے ملک آسمان بھی لے لوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان پر کسطرح جا سکیگا اس مردود نے کہا کہ میں اسکی تدبیر کرتا ہوں معالم التنزیل میں حضرت امیر مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمرود نے اپنے ندیموں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر جاؤں اور ابراہیم کے خدا کو دیکھوں تب اشراف قوم نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور وہاں کا جانا سخت مشکل ہے نمرود نے کچھ بھی نہ سنا اور حکم دیا کہ ایک کوشک کہ بلندی اسکی پانچہزار گز کی اور عرض دو فرسنگ کا ہو تعمیر کیا جائے چنانچہ اسی طرح کا کوشک تین برس میں تعمیر ہوا اور نمرود واسطے مقابلے کے اسپر چڑھا وہاں سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسے ہی معلوم ہوا جیسا زمین سے نظر آتا تھا ناچار اترا دوسرے دن ایسی ایک ہوا آئی کہ وہ مکان بیخ و بن سے گر گیا امام ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ ہوا نے پہلے اس مکان کا اوپر اوٹھاکے دریا میں ڈال دیا اور بنا اسکی زمین پر گرا دی کہ ایک آواز مہیب ہوئی اور زبان آدمیوں کی متبدل ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہو گیا محمد ابن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبان سب لوگوں کی زمانہ نمرود میں سریانی تھی

ہجرت حضرت [illegible]

سبب سے کوشش کے گرا تب سے زبانوں میں اختلاف پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان علٰحدہ ہو گئی کہ کوئی
شخص ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتا تھا جب ایسا اتفاق ہوا تو نمرود مردود علیہ اللعنۃ غصہ ہوا
اور کہا کہ اب تو ضرور آسمان پر جا کے حضرت ابراہیم کے خدا سے لڑونگا لہذا چار کرگس پرورش
کیے اور انکو خوب ہی طیار کیا بعد اسکے ایک صندوق چار گوشے کا بنوایا اور اسمیں دو دروازہ
اوپر کے اور ایک دروازہ نیچے کا رکھا اور بڑے بڑے نیزے اسطرح اسمیں باندھے کہ جب چاہیں
اوپر کو کھینچ لیں اور جب چاہیں نیچے کو بعد ازاں کرگسوں کو چند روز بھوکا رکھکر چاروں
کرگسوں کو پایوں میں باندھ دیا اور نیزوں میں ایک ایک جانور مردہ لٹکایا اور ایک شخص کو اپنے
ساتھ لیکر اسمیں بیٹھا اور کرگسوں نے گوشت کی طمع سے اوپر کا ارادہ کیا تو صندوق کو لیکے
اڑ چلے ایک رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھولکر دیکھا تو آسمان اسی طرح
جیسا تھا نظر پڑا تب اپنے رفیق سے بولا کہ نیچے کا دروازہ کھولکر تو دیکھ اسنے دیکھا کہا کہ سوا
پانی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا تو بھی آسمان کا
وہی حال تھا اور نیچے کا دروازہ کھولا اسکے رفیق نے عرض کیا کہ بالکل دھواں نظر پڑتا ہے
اب نمرود مردود کو نہایت خوف ہوا ناچار نیزوں کو نیچا کیا کہ کرگس بطمع گوشت اسی طرف
متوجہ ہوئے اور زمین پر اتار لائے کہ انکے پروں کی آواز ایسی ہوئی جسطرح کوئی پہاڑ گرا
پھر نمرود نے کہا کہ اے ابراہیم میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا سے اسکا لشکر
جمع کروا کہ مجھسے لڑے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر جمع کرلے میرے خدا کا لشکر
بہت ہے آخر نمرود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہندوستان اور حبش وغیرہ
کا لشکر جمع کیا کہ نوسے ہزار فرسنگ میں پڑا اور ساٹھ برس تک وہاں جمع رہا ایک روز حضرت
ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو مالک الملک اور خالق ارض و
سما سے شرم نہیں کرتا ہے تجھکو لازم ہے کہ ایمان اسکا لاتا کہ جسطرح تجھکو اللہ تعالے نے
دنیا میں مرتبہ دیا ہے عقبیٰ میں بھی عنایت کرے نمرود نے کہا کہ مجھکو تمھارے پروردگار سے
کچھ حاجت نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند اس مردود طاغی
نے بہت خروج کیا ہے اسکو ہلاک کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند کریم
نے آپکی دعا قبول فرمائی قریب تر اس باغی پر عذاب آتا ہے خاطر جمع رکھیے چنانچہ بعد چندے
فرشتہ موکل ہوا کو حکم پہونچا کہ پہاڑوں کے سوراخ کھول دے فرشتے نے عرض کیا کہ

اے خداوند اگر سب شتر اسپ کھول دونگا تو پشّے اسکے تمام دنیا مین بھی نہ سما سکینگے تب ارشاد ہوا
کہ ہر ایک سوار کے حساب سے ایک ایک پشہ چھوڑ دے کہ اُسنے ویسا ہی کیا تو پشّے ابر کے مانند
ہوا مین اُڑتے ہوے چلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نمرود سے فرمایا کہ اے
نمرود اب خدا کا لشکر آ پہونچا نمرود نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ ہوا مین چلا آتا ہے لشکر کو حکم
دیا کہ اپنے حملے کرے اور نقارا بجاؤ کہ یہ پشّے بھاگ جائین پشّون نے ایک آواز کی
کہ انکی آواز سے تمام عالم پریشان ہوگیا اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک پشہ آ بیٹھا کہ
سارے بدن مین گھستا ہوا چلا گیا جو کچھ گوشت اور پوست اور رگ اور ہڈی اور خون بدن مین
پایا سب کا سب کھا لیا کہ لشکریون مین ایک شخص بھی باقی نہ رہا الا گھوڑے اور سلاح
اور آدمیون مین نمرود مع اپنے عیال کے اسوقت تک بچ رہا جب اسکا بھی وقت آیا
تو ایک پشہ لنگڑا اسکا آرزو مند بدن نمرود و حضور خداوندی سے مستدعی ہوا کہ یا الٰہی اس
ملعون کی ہلاکت میرے ہاتھ سے ہو کہ یہ کافر اپنی قوم مین سردار ہے اور مین اپنی قوم کا
سردار ہون اجازت ہوئی اور نمرود اس امر کے سے نہایت متحیر تھا اور سبب حیرت
یہ تھا کہ ایسے جانور نزار اور ضعیف اسطرح کے لشکر قوی اور بزرگ کو مار گئے اور میرا
کسی ایک پر دسترس نہوا اس خیال مین سراسیمہ اور پریشان گھر مین آیا اور اپنے
گھر والون سے حال بیان کیا اسی خیال پر ملال مین تھا کہ وہ پشہ لنگڑا ابھی آ پہونچا
نمرود نے اپنی جورو سے کہا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے کہ جنسے میرا لشکر ہلاک ہوا پس
چاہا کہ اُس پشّے کو گرفتار کرے جونہین ہاتھ بڑھایا وہ پشہ نمرود کی ناک مین گھس گیا اور
قحف دماغ مین پہونچکر مغز سر کھانے لگا کہ چالیس دن تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا
اس سبب سے ایسی تکلیف اسکو ہوتی تھی کہ اپنے سر کو تہار کے گھن سے پٹوا تا تھا
تب فی الجملہ قرار پاتا تھا ورنہ بے آرام رہتا تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا
کہ اس حالت مین نمرود کو دعوت اسلام کرنا چنانچہ حضرت تشریف لائے اور نمرود سے کہا
کہ کہہ لا الٰہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ نمرود نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تیرا حق ہے
اور تو رسول برحق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملعون جو کچھ تیرے
گھر مین ہے سب گواہی دینگے کہ خدا ایک ہے اور مین رسول اسکا ہون چنانچہ سب اشیا
از قسم رخت و شجر سواے آدمیون کے بول اُٹھین کہ ان اللہ ہو الحق المبین نمرود نے کہا

کہ سب کو جلادو اور دو ستون کو بیخ سے گرادو پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ اب دیوار اور ستون تیرے گھر کے گواہی دینگے چنانچہ دیوارون اور
ستونون سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق المبین نمرود نے سنکے کہا کہ انکو بھی گرادو
پھر کہا اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے بدن کے کپڑے گواہی دینگے
چنانچہ کپڑون سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق المبین نمرود نے اپنے کپڑے بھی اتار
ڈالے اور سیدھے پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف
لاکے اور یون فرمانے لگے کہ اے ابراہیم خلیل اللہ سب کافر موت کے وقت کہ نزع پاس
ہوتا ہے ایمان لاتے ہین اگرچہ مقبول نہین ہوتا لیکن یہ مردود بڑا کافر سخت دل ہے اور
قیامت مین اس سے بھی زیادہ ہوگا **فائدہ** حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب عبداللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابوجہل ملعون کا سر کاٹا تب اُس مردود نے کہا کہ اے عبداللہ
مین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمن رکھتا تھا اب اور بھی دشمن رکھونگا خدا کی قسم
تمہارے جب قیامت کو مردون کو قبر سے اٹھاویگا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان
کہینگے تب اشہد ان محمدا رسول اللہ یہ نمرود کہیگا کہ ابراہیم رسول خدا نہ تھے اور
ابوجہل ملعون کہیگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے نہین ہین بالجملہ پھر حضرت
جبرئیل نے فرمایا کہ اے ابراہیم اس مردود کے چند نفس اور باقی ہین چنانچہ بعد ایک لحظے
نمرود شامد فی النار ہوگیا پس حشم اور خدم نمرود کے جو باقی ماندہ تھے سب نے حاضر
ہوکے عرض کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اب تو ہمارا بادشاہ ہے اور یہ مال و ملک تیرا ہے
اور ہم تیرے ہی فرمانبردار ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو ملک سے
کچھ کام نہین ملک اللہ کا ہے اور ہم سب اُسکے بندے و تابعدار ہین اور بھی فرمایا
کہ عجم جگہ ہے بادشاہون کی اور شام محل ہے انبیا کا اب مین شام مین جاتا ہون چنانچہ
ارشاد ہوا وارادوا بہ کیدا فجعلناہم الاخسرین ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا
فیہا للعالمین یعنی چاہنے لگے کافر لوگ فریب کرنا پس انہین کو ہمنے ڈالدیا
نقصان مین اور خلاصی دی ہمنے اُسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جسمین برکت
رکھی ہمنے جہان کے واسطے یعنی زمین شام جسمین آسودگی بہت خوب ہے معالم التنزیل مین
اراد و بہ کیدا کی تفسیر مین لکھا ہے وقیل معناہ ان اللہ تعالے ارسل علی قوم نمرود البعوض

فاکلت سحو لحمہم وشربت دماءہم ودخلت واحدۃ فی دماغہ فاہلکتہ یعنی اللہ نے بھیجے نمرود پر پشّے پس
کھا لیا پشّون نے گوشت نمرودیون کا اور پی لیا خون اُنکا اور داخل ہوا ایک پشہ نمرود کے دماغ مین
پس ہلاک کر ڈالا اُسکو اور بعضی معالم مین لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے شام کو برکت دی ہے بسبب فراخی
و بکثرت اشجار و اثمار و انہار کے اور اُسی سے اکثر انبیا مبعوث ہوئے ہین اُبیّ ابن کعب کہتے ہین
کہ اللہ تعالےٰ نے نام اُسکا مبارک اسواسطے رکھا ہے کہ کل پانی شیرین صخرہ سے جسکو بیت المقدس
کہتے ہین جاری ہوا ہے بالجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ارض عراق سے
تشریف لیگئے یہانتک کہ فلسطین کی زمین پر پہونچے جہان حضرت سارہ کو چھوڑ گئے تھے اور حضرت
لوط علیہ السلام موتفکات مین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بفاصلۂ ایک رات دن کے
یا قریب تر اس سے تھا ٹھہرے اللہ جل شانہ نے پانچ شہرون کا نبی کیا اور روایت صحیح
یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو واسطے ہدایت اور دعوت
اسلام کے سدوم[1] اور عامورا[2] اور دادوما[3] اور صبرائیم[4] اور زغر[5] کی طرف کہ وہان کے لوگ
سخت بدکار اور بدفعل عادی بلواطت تھے روانہ کیا اللہ صاحب نے اُنکو بھی نبوت عطا کی
اور وقت ہجرت کے عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معالم التنزیل سے پچھتر[75] برس کی معلوم
ہوتی ہے چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین مین پہونچے تو وہین اقامت
اختیار کی اور اہل اس کے بادشاہ اور باشندے وہان کے حضرت سے بکمال رعایت پیش
آنے لگے کہ حضرت کو بہت وسعت و فراغت حاصل ہوئی جب اِس اقامت پر دس برس گذرے
تب ایک دن حضرت سارہ کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگین
کہ مین عقیمہ ہون مجھے اب سبب کبرسن کے امید اولاد نہین تم حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کو
اپنے تصرف مین لاؤ کہ شاید اُسی سے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ میرا غم غلط ہو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے مزاج مین غیرت و رشک غالب ہے اگر اِس خادمہ سے
کوئی لڑکا پیدا ہوگا تو تمکو گران گذریگا اور تم اُسپر ناحق ظلم کروگی حضرت سارہ نے باشتیاق
اولاد اپنے مدعا پر کمال اصرار کیا کہ ناچار حضرت ابراہیم نے تصرف اپنا جاری فرمایا اور
بعد چند سے اُنسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اُسوقت مین عمر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی چھیاسی[86] برس کی حسب روایت صاحب اخبار الدول معلوم ہوتی ہے الغرض
حضرت اسمٰعیل حضرت سارہ کی گود مین پلنے لگے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا صرف دودھ پلاتی تھین

اور کچھ کام اُنسے نہ لیتین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بخوف حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے
ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک مکان خالی مین
حضرت ہاجر کی گود مین دیکھا تو بمقتضائے بشریت شفقت پدری نے جوش مارا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنی گود مین لیکر کئی بوسے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لبون پر دیے
قضا کار حضرت سارہ اِس پیار پر مطلع ہوگئین اور رشک نے اِنکے قلب پر غلبہ کیا
تو فرمانے لگین کہ اِسی وقت دونون مان بیٹون کو میرے گھر سے نکال دو اور ایسے
جنگل مین چھوڑ آؤ کہ جہان نہ پانی ملے نہ گھاس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا
کہ اللہ جل شانہٗ تمکو بھی بیٹا عنایت کریگا کہ اکثر انبیا علیہم السلام اُسکے صلب سے ہونگے
لیکن کچھ نہ سمجھین سچ ہے کہ تریاہٹ سے خدا پناہ مین رکھے آخر کار حضرت ابراہیم
علیہ السلام جناب الٰہی مین ملتجی ہوئے اُس درگاہ لاابالی سے بوسیلۂ جبرئیل حکم ہوا کہ
جسطرح سارہ کہتی ہین ویسا کرو ارباب سیر اور تواریخ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پیشانی مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے چمکتا تھا اِس باعث سے حضرت سارہ کو
رشک ہوا کہ ہرگز دیکھ نہ سکین اور یہ بات محض اِسی طمع سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو
حامل اِس نور کا ہوتا بلکہ یہ مرتبہ رشک کا یہانتک پہونچا کہ اسی حالت مین قسم کھا گئین کہ ہاجرہ کے
اعضا سے تین عضو کاٹ ڈالونگی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِس بات مین کمال
شفاعت کی کہ اگر تمکو یہ منظور ہے تو ہاجرہ کے دونون کانون مین ایک ایک سوراخ کرو اور محل
مخصوص سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمھاری ادا ہو جاوے حضرت سارہ نے قبول کیا اور
اُسی طرح عمل مین لائین اُسوقت سے کان چھیدنا اور عورتون کا ختنہ کرنا سنت ہوا
لیکن اِس جور و جفا کا ذکر محققین مفسرین نے نہین کیا ہے تاکہ محل اعتراض ہو اور اہل سیر
اور تواریخ کا قول سند نہین ہوسکتا فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد مین کان
چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت صلعم کے زمانے مین بھی کانون مین زیور پہنتے تھے
کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید عورتین بھی تھین تو حضرت نے صدقے کے
واسطے فرمایا تو عورتین اپنے کانون سے زیور اُتارنے لگین اور کتب فقہ مین ہے کہ عورتون کے
کان چھیدوانے مین کچھ مضائقہ نہین چنانچہ در مختار مین ہے لاباس بثقب اذن البنت والطفل

استحسانا و فی الحمادیۃ لاباس بثقب اذن الطفل من البنات لانہم کانوا یفعلون ذالک فی زمن رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم من غیر انکار و فی نصاب الاحتساب لاباس بثقب اذن الطفل من النساء و فیہ دلیل

علی ان ثقب اذن الطفل من الذکور مکروہ فیحتسب علی من فعلہ لیکن ناک چھیدنا جو ہندوستان میں جاری ہے اسکی اصل شرع میں پائی نہیں جاتی یہ وضع خاص ہندوستان کی ہے بالجملہ حضرت سارہ کو روز بروز رشک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الٰہی ہو چکا تھا کہ اسمٰعیل اور ہاجرہ کے حق میں جو کچھ سارہ کہیں اسپر عمل کرو ناچار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور لیچلے اور بعد طی منازل و مراحل ایک میدان میں کہ بالفعل کعبہ مبارک اسی مقام پر واقع ہے پہونچے اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ براق پر سوار کرا کر بہت جلد وادی مکہ میں نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ انکو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ آنجناب نے ایک درخت کے تلے کہ ظہر چشمہ زمزم اور طرف اعلی مسجد کے واقع ہے دونوں کو چھوڑا وہ مکان اس عرصے میں ایسا تھا کہ متنفس کسی قسم کا وہان سکونت پذیر نہ تھا اور نہ پانی تھا کھانے کی چیز کا تو کیا ذکر ہے اور عمر حضرت اسمٰعیل دو برس یا تین برس کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام چند کاک نان اور ایک مشک پانی اور ایک تھیلی خرمون کی حضرت ہاجر کے پاس رکھکر چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دودھ پلاؤ اور اسی مقام میں رہو حضرت ہاجر نے پیچھے دوڑکر پوچھا کہ یہان مجھے کسپر چھوڑتے ہو نہ یہان پانی ہے نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم پیٹھ پھیرے ہوسے جاتے تھے اور انکی گفتگو پر اصلا التفت نہ تھے تب ہاجر نے کہا کہ یہ کام تم بحکم خدا کرتے ہو یا اپنے حکم سے ارشاد کیا بحکم خدا حضرت ہاجر نے کہا اب کچھ پروا نہیں اللہ میرا حافظ ہے وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کریگا ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ اپنا درد خیال کرکے بخاطر جمع اپنے مولود مسرا ہم جود کے پاس آئین اور دودھ پلانے میں مصروف ہوئین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ثنیۃ پہاڑ سے گذرے اور خوب انکو یقین ہوا کہ اب حضرت ہاجر کی نظر سے غائب ہون وہ اصلا نہ دیکھتی ہونگی لہٰذا جانب کعبہ متوجہ ہوسے اور دونون ہاتھ اٹھائے اور دعائین کین از انجملہ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم یعنی اے پروردگار میرے مین نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان مین جہان کھیتی نہین ہے نزدیک تیرے بڑے گھر کے دوسری یہ ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم یعنی اے رب ہمارے تا قائم رکھین نماز سو کردے بعضے لوگون کے دل رجعت کرنے والے انکی طرف تیسری یہ وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون یعنی

روزی دے انکو میوون سے شاید یہ شاکر رہین اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہین کہ اگر من تبعیضیہ
افئدۃ من الناس مین نہوتا تو جمیع مردم فارس وروم وہند وترک و یہود ونصاری حرم شریف
ازدحام کرتے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ ملتی پھر بکمال تضرع وزاری التماس حق مین کیا

ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شئی فی الارض ولا فی السماء یعنی اے پروردگار
ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپاوین اور کھولین اور پوشیدہ نہین تجھپر کچھ زمین و آسمان مین
الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائین مانگ کر روانہ ہوے اور حضرت ہاجر کا حال یہ ہوا کہ
جبتک پانی کھانا رہا کھاتی پیتی دودھ پلاتی رہین اور ہر وقت شدت عطش اسمعیل کو پانی بھی پلایا کین
بعد چندے کھانا پانی چک گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا ایک حضرت اسمعیل مثل بسمل تڑپنے لگے اور ہاجر
سخت سراسیمہ وپریشان ہوئین نہ کوئی معین ومددگار جس سے پانی کا نشان دریافت کرین نہ
کہین آبادی واشجار کہ وہان جا کر مقام کرین آخر کار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع تھا تشریف
لیگئین اس خیال سے کہ شاید کوئی نظر آجاے جس سے پانی کا نشان پوچھون یا پانی مانگون یا
کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اس سے پانی کا نشان ملے مگر اسی قدر پہاڑ پر چڑھتین کہ حضرت اسمعیل
علیہ السلام نظر سے غائب نہوتے لیکن ہر چند داہنے بائین دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑا تب مایوس
ہوکے اس پہاڑ سے نیچے اترین اور جانب مروہ متوجہ ہوئین تو میدان کی فضا مین یہ خطرہ دل مین
آگیا کہ اسقدر اپنے صاحبزادے سے غائب ہون مبادا کوئی درندہ وقت فرصت پاکر اٹھا لیجاے
تو کہین کی نرہے اسی خطرے مین نشیب میدان مین جسکو بطن وادی بولتے ہین دوڑین اور دامن
سمیٹ کر ایسی سعی وکوشش کی کہ جلد تر زمین ہموار پر آگئین کہ اس جگہ سے حضرت اسمعیل نظر
آنے لگے جب متصل مروہ پہونچین تو بھی اسی قدر جانب بالا گئین کہ مقام اسمعیل نظر آتا تھا اور
راستا چپا خوب نگاہ ڈالی الا کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئین اسی طرح سات مرتبہ سعی
بین الصفا والمروہ عمل مین لائین اسلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج مین یہ سعی بین الصفا
والمروہ مقرر فرمائی تاکہ لوگون کو حالت بیکسی وبیچارگی وبیتابی وعاجزی حضرت ہاجر وفریاد رسی
حضرت حق قادر یاد آوے اور بصورت بیچارہ وبیکس حضور خداوندی مین عرض کرین تاکہ مورد
رحمت الہی ہون حضرت استاذ الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ صفا ومروہ کا شعائر اللہ
ہونا حضرت اسمعیل کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی معیت خاصۃ انکے حق مین
انھین دو پہاڑون کے درمیان ظاہر ہوئی اور اسنے انکی مشکل کو حل کیا بعد اسکے شعائر اللہ

ف وجہ سعی بین الصفا والمروہ ۱۲

ہونا اُنکا بمنزلہ جوہر ذاتی کے ہوگیا اس سے مین کہتا ہون کہ اِس مقام سے ظاہر ہوا کہ انبیا اور اولیا کے تبرکات و آثارون کی تعظیم و تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتون مین اُنسے توسل کرنا شعار دین ہی اور جو منکر ہی وہ خراب ہی الحاصل جب مرتبہ سابعہ مین حضرت ہاجرہ مروہ پہاڑ پر پہونچین تو ایک آواز کان مین آئی کہ جو وُنھون نے کہا صہ یعنی اندیشہ نہ کر آواز کی طرف کان لگا اچھی طرح سُن تب ساکت ہوئین تو آواز کان مین آئی کہنے لگین اے منادی کنندہ کاش میری حاجت روائی ہوسکے تو کر اور نہایت جلد دوڑین اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائین دیکھا کہ ایک فرشتہ زمزم کے مقام پر اپنا پر خواہ پاشنہ مارتا ہی اور پانی دودھ سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیرین جاری ہی حضرت ہاجرہ نے چاہا کہ پانی جاری کو ایک حوض مین جمع کرین اِسلیے مٹی جمع کی اور مینڈھ باندھی کہ صورت حوض ہوگئی یہ حرکت اِسواسطے کی تھی کہ پانی جاتا رہیگا اور ہم پیاسے رہ جائینگے حضرت صلعم بعد اتمام اِس حکایت کے فرماتے ہین کہ اللہ تعالے بخشے والدۂ اسمعیل کو اگر عجلت نہ کرتین اور اُس پانی کو تخلی بالطبع چھوڑ دیتین تو چشمہ جاری ہوجاتا زمزم اور ایک روایت ہی کہ ہر مرتبہ اِس سعی بین الصفا والمروہ مین حضرت ہاجرہ اپنے صاحبزادے اسمعیل علیہ السلام کے پاس ہو جاتی تھین مرتبہ سابعہ مین جب تشریف لائین تو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی حالت متغیر قریب بہلاکت دیکھی بڑی پریشان اور مضطر ہوکے مروہ پہاڑ پر تشریف لائین تو ایک آواز کان مین سُن پڑی وہ آواز تھی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس موضع زمزم پر کھڑے تھے اُنھون نے والدۂ اسمعیل کو آواز دی تھی کہ تو کون ہی وہ بولین مین ام ولد ابراہیم علیہ السلام ہون جبرئیل علیہ السلام نے کہا اُسنے تجھے کسطرح یہان تنہا بے یار و مددگار کسپر چھوڑا ہی فرمایا اللہ حفیظا علیم قدیر جبرئیل نے فرمایا وہو حسبک ونعم الوکیل پھر کیون پریشان و سرگردان ہی بعد اُسکے اپنا پاشنۂ پا زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت بانعمت آثار ظاہر ہوا اُسوقت حضرت ہاجرہ اپنے صاحبزادے کے پاس تشریف لائین اخبار الدول مین ہی کہ حالت سعی مین والدۂ اسمعیل کی زبان پر یہ دعا جاری تھی اللہم انا ودیعتک وودیعۃ نبیک وخلیلک عندک فلا تفجع ودیعتک ماسن مودع لا یضیع ودیعتہ یا ارحم الراحمین الغرض وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُنکی تسلی اور تسکین کردی کہ ہرگز ہرگز خوف نہ کرو حافظ حقیقی تمکو کبھی ضائع نہ کریگا اِسلیے کہ یہ مکان اُسی حافظ کا گھر ہی اور یہ لڑکا تمھارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوکر

اسکی تعمیر کریگا اور دستور مالک اس مکان کا یہ ہی کہ یہان کے باشندون کو کبھی ضائع نہین کرتا
اب یہان ٹھہرو اطمینان سے بسر کرو پانی پیو اور صاحبزادے کو پرورش کرو اور کارخانے
خدائی کے دیکھو اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ چشمہ وہ ہی جس سے خالق لایزال
اپنے مہمانون کو سیراب کریگا حضرت ہاجر نے کہا بشرک اللہ بخیر اور خانۂ کعبہ اُندنون مانند ایک
ٹیلے کے تھا الغرض پانچ دن والدۂ اسمعیل اُس وادی مین تنہا رہین بعد ازان اتفاقیہ
ایک قافلہ قوم جرہم مین سے آوارہ ہو براہ کدا کہ اعلاے مکہ ہی آیا اور ثنیۂ سفلی مین فروکش
ہوا تو انکو کبوتر وغیرہ طیور کعبۂ پُرنور پر اکثر بازیان کھیلتے اُڑتے نظر آئے قافلے والے
سخت متحیر ہوے اس وجہ سے کہ جانور وہان ہوتے ہین جہان آبادی ہو خصوص جس مقام مین
پانی بھی ہو اور ہم لوگ اکثر سفر کرتے رہے ہین اور اس طرف بیشتر وارد ہوے ہین کبھی ایسا
نہین دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سنا یہ معاملہ کیا ہی اور اسمین نکتہ کیا لاجرم خبر لانا ضرور ہی
چنانکہ ایک شخص بنا بر تفحص و تجسس حال بھیجا اُسنے پلٹ کر ظاہر کیا کہ وہان عجیب ماجرا ہی
کہ چشمۂ آب زور شور سے جاری ہی اور اللہ نے ایک عورت مع فرزند وہان اُتاری ہی سو وہ
قافلہ اور ہمراہ اُسکے سردار بہ نیت اقامت اور سکونت اول حضرت ہاجر کے پاس آئے
اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئین اور معیت آدمیون کی غنیمت سمجھین
مگر شرط کرلی کہ پانی مین شریک نہ کرونگی اُن لوگون نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے
اہل و عیال طلب کیے اور اخبار الدول مین ہی کہ پانچ دن کے بعد وہ غلام عمالقہ کے اونٹ
تلاش کرتے ہوے بوقبیس پہاڑ پر گئے بعض نے پانی کی سفیدی دیکھی اور اپنے سردارون کو
جو عرفات مین فروکش تھے خبر کی چند سردار وہان آئے اور ہاجر و اسمعیل کو دیکھکر متحیر ہوے
بعد ازان باجازت حضرت ہاجر مع اہل و عیال مقیم ہوے اس عرصہ مین ایک دن
حضرت ابراہیم کو آرزو ہوئی کہ اسمعیل کو دیکھین حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولین
اس شرط سے اجازت ہی کہ شتر سواری سے نہ اُترنا چنانچہ آنجناب سوار ہوکر وہین تشریف
لائے جہان چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد پایا ہاجر نے دور ہی سے پہچانا اور مکان پر
لائین اور اسمعیل سے کہا یہ تمھارے والد بزرگوار ہین اسمعیل مسرور ہوے پھر ہاجر نے
التماس کیا کہ اُترو تو سر و ریش دھو ڈالون فرمایا مین نے سارہ سے شرط کی ہی کہ اونٹ
سے نہ اُترونگا ناچار ایک پتھر لائین اور پاے مبارک حضرت کا اُسپر رکھکر دھویا

ف بیان آمد قافلۂ جرہم

ف آمد حضرت ابراہیم نزد اسمعیل علیہ السلام

اور آدھا سر مونڈا اسی طرح دوسری طرف عمل کیا چنانچہ دونون قدم شریعت پتھر مین درآئے کہ اب مصلی سب مسلمانون کا ہی اور و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اسی کا اشارہ ہی بعد اوا رخصت ہوئے اور معالم مین محمد ابن اسحق سے نقل ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے براق پر تشریف لے گئے مین لاتے دن بھر قیام فرماتے رات کو پھر جاتے حتیٰ کہ حضرت اسمعیل اس لائق ہوئے کہ اپنے باپ کے ہمراہ چل سکین چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا فلما بلغ معہ السعی یعنی جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے بعض کے نزدیک تیرہ برس کے اور بعض کے نزدیک سات برس کے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھوین ماہ ذیحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی اللہ صاحب حکم دیتے ہین کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو صبح کو اُٹھے شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطان ہی یا حکم حضرت رحمان اُسی دن سے ترویہ نام ہوا پھر نوین تاریخ خواب دیکھا تب جانا کہ فی الحقیقۃ حکم خدا کی طرف سے ہی اسی مقام سے عرفہ نام ہوا مقاتل روایت کرتے ہین کہ دسوین ذیحجہ پھر وہی خواب نظر آیا تب حضرت سارہ سے اجازت حاصل کرکے گئے مین تشریف فرما ہوئے اور حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ اسمعیل کو نہلا کر کنگھی کرو اور آنکھون مین سرمہ کھینچکر میرے ساتھ کرو چنانچہ حضرت ہاجرہ نے نہلا دھلا کپڑے پہنا سرمہ لگا ساتھ کر دیا کہ آنجناب علیہ السلام حضرت اسمعیل کو لیکر منا کی طرف چلے اور سدی سے روایت ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ رب ہب لی من الصالحین انکو بشارت ہوئی تو حضرت نے خوش ہوکے نذر کی کہ اگر لڑکا ہوگا تو مین ذبح کرونگا بہ نیت تقرب جب پیدا ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور باپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تب ارشاد ہوا کہ نذر ادا کرو سو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے فرمایا کہ ایک چھری اور رسی لیکے میرے ساتھ چلو کہ مین نزدیکی چاہتا ہون اللہ سے چنانچہ حضرت اسمعیل علیہ السلام باپ کے ساتھ چلے جب پہونچے بیچ مین پہاڑ کے تو عرض کیا کہ کہان ہی قربان کا مقام حضرت نے فرمایا کہ یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک یعنی اے بیٹے میرے دکھلایا گیا ہون مین خواب مین کہ تجھکو ذبح کرون حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ چھری اور رسی لیلو اور میرے ساتھ ثبیر پہاڑ تک آؤ کہ تمھارے گھر کے واسطے لکڑیان لائین

حضرت اسماعیل موافق حکم کے چلے اس اثنا میں ابلیس نے یہ تجویز کیا کہ اگر ایسے وقت میں
آل ابراہیم کو بہکا وُنگا تو پھر کبھوں میرا دسترس انپر نہوگا سو پہلے حضرت ہاجرہ کے پاس آیا
اور کہا کچھ جانتی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمعیل کو لیکر کہاں گئے ہیں فرمایا کہ دونوں
لکڑیاں لینے گئے ہیں کہنے لگا واللہ اسکو ذبح کرینگے فرمایا کہ وہ تو اسمعیل کے باپ ہیں
ایسی بات خلاف عطوفت کبھی نہ کرینگے کہنے لگا یہ تو درست ہے لیکن اُنکو یہ زعم ہے کہ اللہ نے
مجھکو ایسا حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر حکم الٰہی ہے تو پھر اُسکا بجالانا ضرور ہے تب وہاں سے بھاگا
اور حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور بولا کہ اے لڑکے تو جانتا ہے کہ تجھکو تیرا باپ کہاں
لیے جاتا ہے فرمایا کہ اس شعبۂ پہاڑ میں اپنے کام کو لیے جاتا ہے کہنے لگا کہ واللہ اس خیال میں
نہ پڑ تجھکو ذبح کرینگے فرمایا کسواسطے کہنے لگا کہ اُنکے زعم میں یوں ہے کہ مجھکو اللہ نے
حکم دیا ہے فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہے تو بجالانا اُسکا واجب ہے اور میں راضی ہوں تب پھر
سر دو بھاگا اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا
کہ یا شیخ آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اس شعبۂ پہاڑ میں اپنے کام کو
جاتا ہوں پھر بولا کہ میں دیکھتا ہوں شاید تمھارے پاس شیطان آیا تھا کہ بہکا گیا ہے
کہ تم اپنے لڑکے کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیم نے پہچان لیا کہ یہ خود ابلیس ہے
تب فرمایا دور ہو میرے پاس سے اے دشمن خدا واللہ میں تو بجالاؤنگا حکم اپنے خدا کا
ابو الطفیل ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریف لیچلے
تو آگے سے ابلیس آملا حضرت نے ہانکا بعد اُسکے جمرۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات کنکریاں
ماریں پھر جمرۂ وسطیٰ میں آیا پھر ماریں پھر جمرۂ کبرے میں آیا تو پھر ماریں یہانتک
کہ دور ہو گیا چنانچہ اب بھی حاجیوں کا یہ دستور ہے غرض کہ دونوں پیغمبر علیہما السلام
شعبۂ پہاڑ میں پہونچے وہاں حضرت اسمعیل علیہ السلام نے کہا یا ابت افعل ما تؤمر
ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین یعنی اے باپ میرے کر ڈال جو حکم دیا گیا ہے تجھکو
تو مجھکو پاویگا اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے اسمعیل کو زمین پر پچھاڑا پیشانی کے بل کہ منھ اُنکا سامنے
نظر نہ آوے کہ شاید محبت جوش کرے بعد اُسکے ذبح کا ارادہ کیا اُس وقت
حضرت اسمعیل نے فرمایا کہ اے باپ میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیجیے تا کہ اضطراب

نہ کرون اور اپنے کپڑے کو بچائیے تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگ جاسکے کہین ایسا
ایسے روبی سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤن ع اگر خوشم بریزی غم ندارم زان ہمی ترسم
کہ ناگہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ * اور یہ بھی خیال ہو کہ اگر میری مان داغ خون
دیکھیگی تو بہت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو خوب تیز کرلیجیے اور جلدی اور کسال
چستی سے چلاسئیے کہ مجھکو جان دینا آسان ہو جائے اور جب گھر کو تشریف لیجاسیے تو
میری والدہ کو سلام کہیے گا اور اگر اس وقت مناسب ہو تو کچھ میرا کپڑا انھی آنکو
عنایت کیجیے گا کہ شاید اسی سے تسلی اور تسکین پاوسے اور پیشانی میری خاک پر
رکھیے تاکہ آپکی نظر شفقت مجھپر نہ پڑے کہ مبادا امر الٰہی مین تقصیر واقع ہو جائے ع
حضرت ابراہیم نے اسی طرح جیسا حضرت اسمعیل نے تبلایا تھا کیا اور اس حالت مین
دونون پر عجب حالت تھی کہ قلم کو ہرگز طاقت تحریر نہین بلکہ اللہ صاحب نے بھی
مفصل نہین فرمایا کہ اس وقت کیا معاملہ گذرا القصہ حضرت ابراہیم نے چھری
تیز کرکے گردن مبارک اسمعیل پر چلائی تو چھری نہ چلی تین مرتبہ یا دو مرتبہ پھر پر
تیز کرکے بھی گلے پر چلائی مگر ایک رگ انکی نہ کٹی سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا مس کا حضرت اسمعیل کی حلق پر رکھدیا تھا کہ چھری اسپر
نہین چلتی تھی اور بعضے روایت کرتے ہین کہ گردن کٹ کے پھر درست ہو جاتی تھی
اس حالت مین حضرت اسمعیل نے عرض کیا کہ مجھکو چیت لٹا دیجیے کہ آپکی نظر شفقت
جب میرے منھ پر پڑیگی تو رونا آویگا اور مین چھری کو دیکھکر خوف سے روونگا یہ رونا
حکم الٰہی مین اور تمہین حائل ہو جائیگا اور ارحم الراحمین مجھپر اور تمپر رحم فرماویگا
حضرت ابراہیم نے اسی طرح کیا تب بھی چھری نہ چلی الا حکم آیا کہ بس تھمو جا
اے ابراہیم تونے سچا کردکھایا خواب کو ونادینٰاہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا
انا کذلک نجزی المحسنین یعنی پکارا ہمنے کہ اے ابراہیم تونے سچ کردکھایا خواب اور
البتہ ہم اس طرح بدلا دیتے ہین احسان کرنے والون کو اگر کوئی اس آیت مین
شبہہ کرے کہ خواب مین حضرت نے ذبح کرنا دیکھا تھا اور ذبح نہین کیا پھر
کس طرح یہ قول درست ہے بعضون نے جواب دیا ہے کہ مطلب خدا کا امتحان تھا
کہ حتی الامکان دونون سے قصور نہین ہوا اور مارنا اور خون کا بہا دینا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے اختیار مین نہ تھا علاوہ اسکے حضرت نے ذبح کرنا خواب مین دیکھا تھا اور وقت دم ذبح مین دیکھا تھا سو بیداری مین وہی کیا جو خواب مین دیکھا تھا پس یہ قول صادق ہے بالجملہ جب خالق کبریا نے دونون پیغمبرون کو اپنی راہ مین عاشق صادق پایا اور ہر طرح سے فرمانبردار دیکھا تو ایک دنبہ بہشتی کہ چالیس برس تک مرغزار بہشت مین چرا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ سے بھیجا اور فرمایا کہ یہ دنبہ فدا ہے اسمعیل کا اسکو ذبح کرو پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور دنبہ نے بھی تکبیر کہی بعد ازان حضرت ابراہیم نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور حضرت اسمعیل نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب فدا حضرت اسمعیل علیہ السلام آسمان سے لاتے تھے تو بایں خوف کہ مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح مین تعجیل کرین پکار پکار کر فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تا کہ حضرت ابراہیم آگاہ ہو جائین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ دنبہ وہ تھا کہ جسکو ہابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا وفدیناہ بذبح عظیم یعنی بدلا دیا ہمنے ایک جانور ذبح کو بڑا اسی پر اشارہ ہے اور اکثر محدثین فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھون مین پٹی باندھے چھری زور سے چلاتے تھے مگر اللہ کے حکم سے چھری نہ چلتی تھی جب حضرت نے پٹی کھول تو دنبہ کو ذبح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمعیل کو محفوظ تب شکر کیا اخبار الدول مین مرآۃ الزمان سے نقل کی ہے کہ جب ہاجرہ نے ذبح اسمعیل کا حال سنا تو پتہ انکا پھٹ گیا اور تیسرے دن مر گئین موضع حجر مین مدفون ہین عمر انکی نوّے برس کی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل بیس برس کے ہو گئے تب ہاجرہ نے وفات پائی **فائدہ** اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحق علیہ السلام ہین یا حضرت اسمعیل علیہ السلام بعضے صحابہ مثل حضرت عمر اور علی مرتضی و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین و اتباع تابعین سے مثل کعب احبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطا و مقاتل و زہری و سدی رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ حضرت اسحق کو شام سے حضرت ابراہیم منا مین لائے اور دنبہ کو ذبح کر کے ایک ساعت مین چلے گئے اور عبداللہ ابن عمر و سعید ابن مسیب و شعبی و حسن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب قرظی و کلبی و عطا ابن ابی رباح و

یوسف ابن مالک فرماتے ہیں کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور دلیل جماعۂ اولیٰ کی یہ ہے
کہ خداوند عالم اس قصہ میں فرماتے ہیں فبشرناہ بغلام حلیم فلما بلغ معہ السعی قال یا
بنی الآیہ یعنی پھر خوشخبری دی ہمنے اسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا پھر جب پہونچا
اُسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹے میرے میں نے خواب دیکھا ہے کہ تجھکو ذبح کرتا ہوں
اس سے ظاہر ہے کہ مبشر و ذبیح واحد ہے اور قرآن مجید میں جہان کہیں ذکر بشارت ہے
تبصریح یا باشارہ وہان بشارت اسحٰق ہے چنانکہ سورۂ ہود میں فبشرناہا باسحٰق یعنی ہمنے
بشارت دی سارہ کو اسحٰق کی اور دلیل جماعۂ ثانیہ کی اول یہ ہے کہ سورۂ والصافات میں
بعد قصۂ ذبیح کے ذکر بشارت اسحٰق کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبوح کوئی اور ہی ہے
دوسرے اسواسطے کہ سورۂ ہود میں ہے فبشرناہا باسحٰق ومن وراء اسحٰق یعقوب یعنی پھر ہمنے خوشخبری
دی اسکو اسحاق کی اور بعد اسحٰق یعقوب کی پس جسطرح بشارت حضرت اسحٰق کی ہے
اسی طرح بشارت حضرت یعقوب کی بھی ہے اور ظاہر ہے نبی ہونے کی پھر کیونکر اسحاق
علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا جب کہ وعدہ یعقوب علیہ السلام کے ظہور کا ہو چکا تھا
علاوہ برآن اگر ذبح ہونے کی خبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ہوتی جیسا یہود و
نصاریٰ کہتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیشک پوچھتے کہ یا الٰہی تو نے مجھکو
اسحٰق و یعقوب کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے سو اسحٰق تو پیدا ہوا مگر یعقوب نہیں پیدا
پھر اسحٰق کسطرح ذبح ہو جب تک یعقوب نہولے دوسرے اصمعی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ
ابن ابی سفیان کے پاس دمشق میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا ذبیح کون تھا
اسحٰق یا اسمٰعیل معاویہ نے کہا کہ میں ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حضور میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے کہا
یا ابن الذبیحین حضرت مسکرائے کسی نے پوچھا یا حضرت وہ ذبیح کون تھے فرمایا
میرے باپ عبد اللہ اور دادا میرے اسمٰعیل و لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمایا کرتے تھے انا ابن الذبیحین اور قرطبی کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد العزیز نے ایک
عالم یہودی سے کہ اسلام لایا تھا پوچھا کون بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبح
ہوا تھا اسنے کہا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیسری یہ کہ شاخین دنبے کی کعبے شریف
میں بنی اسمٰعیل کے پاس عہد عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تک آویزان تھیں

یہانتک کہ حجاج ثقفی ظالم نے جب کعبہ جلایا تو وہ جل گئیں چنانچہ شعبی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دونوں شاخیں کعبہ شریف میں آویزاں اپنی آنکھوں سے
دیکھی تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ باللہ میں نے دونو
شاخیں کبش کی بیچ سراول اسلام میں آویزاں کعبہ میں دیکھی تھیں یہانتک کہ حجاج نے
جلایا اور اصمعی کہتا ہے کہ میں نے ابو عمرو ابن العلا سے پوچھا کہ ذبیح اسمعیل علیہ السلام
تھے یا اسحق علیہ السلام اُسنے کہا اے اصمعی تیری عقل و دانش کہاں گئی ہے اسحق
ابن ابراہیم علیہما السلام کعبے میں کب تھے وہاں نہ تھے مگر اسمعیل کہ انھیں نے
کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور مکے میں رہتے تھے اور جلال الدین سیوطی
فرماتے ہیں کہ حضرت اسحق کو ذبیح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہے کذا قال الشیخ فی
شرحہ للمشکوٰۃ اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکے میں اسوقت تک
تشریف نہیں لائے جبتک حضرت اسمعیل علیہ السلام جوان و خانہ دار نہیں ہوے
پھر کسطرح ذبح کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں ایک مرتبہ
براق پر سوار ہوکر صبح کے وقت آتے تھے اور اسمعیل و ہاجرہ کو دیکھکر چلے جاتے تھے
اور قیلولہ شام میں کرتے تھے سو یہ قصہ بعض زیارات میں واقع ہوا ہے کذا فی اخبار الدول
نقلاً عن نزہۃ النظار اور تتمہ اخبار الدول میں ہے کہ اس مقدمے میں توقف
واجب ہے اسواسطے کہ دلائل دونوں متعارض ہیں اور ترجیح اس امر کی کہ ذبیح
حضرت اسحق تھے بس متعذر اور حضرت مولانا عبد العلی لکھنوی شرح مثنوی کے دفتر
سوم میں باتباع قول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اسحق
مذبوح تھے اور دلائل اس قول کے اکثر بیان کیے ہیں جو چاہے شرح مذکور ملاحظہ
کرے اور کاتب الحروف کے نزدیک اگر دونوں پیغمبروں کو ذبیح کہیں تو کچھ قباحت
نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں وارد ہے کہ مذبح اسحق علیہ السلام بیت ایلیا تھا
اور مذبح اسمعیل منیٰ فلا محذور و فیہ در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ
میں اپنے بیٹے کو ذبح کرونگا تو اسپر ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے بدلیل اس
قصہ کے اور لغو کہا ہے اسکو امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ تعالے نے کیونکہ
وہ نذر لغو ہے جیسا نذر ذبح اپنے نفس یا غلام کے اور واجب ہے امام محمد کے

نذر ایک بکری اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ مین اپنے باپ یا دادا یا ماں کو ذبح کرونگا تو یہ بھی منعقد ہو اور جماع کا اسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہو ف فائدہ معالم التنزیل مین علامہ بغوی نے لکھا ہو کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وجہ تسمیہ کی یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند تعالےٰ سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھکو اولاد دے اور دعا اس طرح مانگی کہ اسمع یا ایل یعنی قبول کر اے خدا سو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوے تو انکا نام یہی کہا اور عبرانی مین اشمعیل ہو القصہ ابراہیم بعد واقعۂ ذبح شام مین جا وارد ہوے اور مہمانداری مین مصروف ہوے عادت حضرت کی یہ تھی کہ مہمان کی حد سے زیادہ خاطر کرتے کہ اسکا ذکر انکی صفات مین آگے آتا ہو غرض کہ اس اثنا مین ایک دن حضرت خلیل علیہ السلام اپنے مکان پر بیٹھے تھے کہ آٹھ یا گیارہ یا بارہ اور بروایت صحیح تین شخص بصورت جوانان سادہ رو مہمانون کی طرح آئے اور سلام علیک کرکے بیٹھ گئے حضرت ابراہیم جواب سلام دے کے جلدی سے گھر مین گئے اور ایک بچھڑا تلا ہوا انکے واسطے لے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورۂ ہود مین ارشاد ہوا ہو

لقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشریٰ قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ یعنی آئے ہمارے بھیجے ابراہیم کو بشارت لیکے بولے سلام وہ بولا سلام ہو پس جلدی کی لا یا ایک بچھڑا تلا ہوا بعضے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہو کہ حضرت اسحٰق کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ قوم لوط کے ہلاک کی خوشخبری لائے تھے اور حقائق سلمی مین لکھا ہو کہ دوام خلت اور محبت کی بشارت لائے تھے اور کشف الاسرار مین بھی اسکے قریب قریب لکھا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ مژدہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ تھا اور بعضے محققین فرماتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو واسطے ہلاک قوم لوط کے تشریف لائے تھے اور میکائیل علیہ السلام واسطے محافظت حضرت لوط اور انکی اولاد کے آئے تھے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری لائے تھے اور یہی قول اصح الاقوال مین ہو غرض کہ حضرت ابراہیم نے انکو نہ پہچانا اور کھانا حسب عادت آگے رکھا مگر کسی نے نہ کھایا تب حضرت خلیل علیہ السلام نے جانا کہ شاید انکو انکار ہو اور اپنے دل مین ڈرے اسوجہ سے کہ اس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جو کوئی شخص کسی کے

گھر جاتا تو اُسکے گھر کھانا کھاتا تھا جب اِن لوگون نے نہ کھایا اور ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت
نے جانا کہ شاید یہ لوگ دشمن ہین یا چور مبادا مجھکو کچھ ضرر پہونچاوین اِسپر ڈر سے کراہیت
ہوا فلما رای ایدیہم لاتصل الیہ نکرہم واوجس منہم خیفۃ یعنی جب دیکھا اُنکے ہاتھ نہین آتے
کھانے پر اُوپری سمجھا اور دل مین اُنسے ڈرا جب فرشتون نے دریافت کیا کہ حضرت
ابراہیم ڈر گئے ہین تو بولے لاتخف انا ارسلنا الی قوم لوط یعنی مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین
قوم لوط پر اور اُسوقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی آڑ مین کھڑی ہوئی باتین
سن رہی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بنظر مہمانداری
مہمانون کی خدمت مین حاضر تھے اور حضرت سارہ دروازے پر کھڑی تھین تب
حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کھڑی نہ رہو حضرت سارہ نے عرض کیا کہ تم
کھڑے ہو مہمانون کے واسطے اور مین کھڑی ہون پروردگار مہمانون کے واسطے
اور مہمان آپکو دیکھتے ہین اور مہمانون کا خدا مجھکو دیکھتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
مہمانون کے پاس کھڑی تھین اور بسبب پیری اور بڑھاپے کے کسی سے پردہ
نکرتی تھین اور یہی روایت صحیح ہے اِسواسطے کہ سورۂ ذاریات مین واقع ہے فاقبلت
امراتہ فی صرۃ یعنی پھر سامنے سے آئی اُسکی عورت بولتی بالجملہ فرشتون کی باتین
سنکر ہنسین اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
ڈرنے پر اُنکو ہنسی آئی یا کہ فرشتون کو بصورت آدمیون کے دیکھکر متعجب ہوئین
اور ہنس پڑین یا قوم لوط کی ہلاک سے خوش ہوئین کہ وہ لوگ اہل فساد تھے
یا غفلت قوم لوط پر تعجب کرکے ہنسین ہر تقدیر جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگین
تو فرشتون نے حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری کہی چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ ہود مین
وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناہا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب یعنی اُسکی عورت
کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہمنے خوشخبری دی اُسکو اسحق کی اور بعد
اسحاق کے یعقوب کی تخصیص بشارت کی حضرت سارہ کو یہ معلوم ہوتی ہے کہ لڑکے
ہونے سے عورت زیادہ خوش ہوتی ہے بخلاف مرد کے اور بعضے کہتے ہین کہ
حضرت ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہو چکے تھے مگر حضرت سارہ سے
اولاد نہ تھی لہذا اُنکی تخصیص ہوئی اور باتفاق مفسرین حضرت سارہ کی عمر ننانوے ۹۹

یا اٹھانوے ۹۹ برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سو بیس ۱۲۰ یا ایک سو بارہ ۱۱۲ برس کی
تھی سو اس باعث سے عادةً نہ از روے انکار حضرت سارہ نے کہا کہ اے خرابی میں کیا
جنونگی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہے تو عجب ایک چیز ہے قالت
یا ویلتی ءالد و انا عجوز و ھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب اور سورۂ ذاریات میں واقع ہے
فصکت وجہہا و قالت عجوز عقیم یعنی پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہا کہیں بڑھیا بانجھ بھی
جنتی ہے نقل ہے کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئیں تو حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اپنے
گھر کی چھت تو دیکھو تو دیکھتی ہیں کہ خرما کی لکڑیاں سبز اور میوہ دار ہو گئی ہیں
تب فرشتوں نے کہا کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے قالوا اتعجبین من امر اللہ
یہ بات کہکر وہ فرشتے قوم لوط پر چلے گئے اسوقت میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی عمر
چودہ ۱۴ برس کی ہوئی اور قوم جرہم میں ایک سردار نے بکمال آرزو اپنی لڑکی کو
حضرت سے عقد کر دیا اور زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوے اور
حضرت ہاجرہ نے وفات پائی اور حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوے کہ حضرت
سارہ انکی پرورش میں مصروف ہوئیں اور فی الجملہ رشک اُنکے دل سے کم ہوا
ابن قتیبہ اپنی معارف میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوے
تو کنعانیوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کی زیادتی عمر سے اولاد کی یقین
نہ تھی اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم سے کمال مشابہ تھے بلکہ جب جوان ہوے
تو دونوں میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اسواسطے خداوند کبریا نے حضرت
ابراہیم کے محاسن شریف کو سفید کیا تاکہ باپ بیٹے میں فرق ہو جاوے غرض کہ
بعد پیدا ہونے حضرت اسحاق کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے
اجازت چاہی کہ اگر کہو تو اسمعیل کو دیکھ آؤں حضرت سارہ نے خوشی سے
اجازت دی الا بدین شرط کہ گھوڑے سے نہ اترو اور شب باش نہو جیو اور
توقف بھی زیادہ نہ کریو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہمین شرط روانہ ہوے
جب مقام معہود پر پہونچے تو دریافت ہوا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جوان ہو گئے
خانہ دار ہوے ہیں اور حضرت ہاجرہ نے وفات پائی ہے اور اسوقت حضرت اسمعیل
علیہ السلام شکار کو گئے تھے اور معیشت انکی یہی تھی کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

اور آب زمزم ستے پکا کر کھاتے تھے اور رزق ہمال سنے اِسی پر قناعت عطا کی تھی جب
حضرت ابراہیم سنے انکو نیایا تو اُنکی بی بی مسماۃ عمارہ بنت سعد جرہمیہ کو دروازے پر بلا کے
پوچھا کہ تمھارا شوہر کہاں گیا ہی اور کب آویگا اُسنے کہا کہ جنگل کو تلاش معیشت گئے ہین
شام تک آوینگے حضرت ابراہیم سنے کیفیت معاش سے استفسار کیا اُسنے کہا بہت
خراب ہی اور نہایت تنگی اور مشقت سے ایام گذرتے ہین اِسی طرح بہت شکایت کی
کہ حضرت کو برا لگا اور اندیشہ کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہون تو خلاف وعدہ ہوتا ہی اور
مقصود صرف احوال پرسی تھا سو معلوم ہوگیا لہذا باگ پھیر کر چلے اور فرمایا کہ
جب تمھارا شوہر آوے تو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ اپنے دروازے کی
چوکھٹ یا مرول کو بدل ڈالو کہ تمھارے لائق نہین ہی اور روانہ ہوئے اِستنے مین
حضرت اسمعیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھتے ہین کہ دروازہ پر انوار نبوت چمک
رہے ہین اپنی بی بی سے پوچھا کوئی شخص یہان آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ایک بوڑھا
سوار اِس شکل اور شمائل کا یہان آیا اور دروازے پر کھڑے ہوکے تمھارا حال پوچھتا تھا
تب حضرت اسمعیل سنے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم تھے اور اُس بی بی سنے سارا حال
بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین سنے اپنی تنگی معاش کی شکایت کی تھی حضرت اسمعیل نے فرمایا
کہ پھر اُس بزرگ سنے کیا کہا اُسنے کہا کہ یہ بات کہ گئے ہین کہ جب تیرا شوہر آوے تو میری
طرف سے سلام کہنا اور پیغام دینا کہ چوکھٹ یا مرول اپنے دروازے کا بدل ڈالو پس
حضرت اسمعیل سنے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے باپ تھے اور تیرے نکال دینے کا حکم
دے گئے ہین سو مین نے تجھکو طلاق دی تو اپنے ماں باپ کے گھر جا مجھسے کچھ سروکار
نہین اور اُسی وقت رخصت کردیا بعد اِسکے دوسرے شخص سنے قبیلہ جرہم سے اپنی
لڑکی دی درج الدرر مین ہی کہ حرث نامے سردار جرہم سنے بیٹی دی اور اخبار الدول مین ہی
کہ مضاض ابن عمر رئیس سنے مسماۃ رعلہ سے نکاح کیا اور صحیح نام اُنکا یا لہ تھا کہ وہ کتخدائی
کرنے لگی بعد مدت دراز کے حضرت ابراہیم سنے پھر سارہ سے اجازت مانگی اور کہا پہلے
جو مین گیا تھا تو اسمعیل سے ملاقات نہین ہوئی اب پھر میرا جی دیکھنے کو چاہتا ہی اگر کہو
تو دیکھ آؤن حضرت سارہ سنے بشرائط سابقہ اذن دیا چنانچہ حضرت ابراہیم تشریف
لے گئے پھر بھی ملاقات نہوئی اور دروازے پر بی بی کو بلا کے حال پوچھا اُسنے عرض کیا

کہ آپ اتر لیے اور تشریف رکھیے تو مین آپکا سر دہو ڈالوں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجھکو اجازت
اترنے کی نہین ہو ناگزیر اُسنے ایک پتھر ڈالا اسکے رکاب کے نیچے رکھا اور سر شریف کے بال مبارک
خوب مل کے دھویا اور کنگھی کی اس حالت مین آپ احوال پرسی کرتے تھے اور وہ شکرگذاری
زائد موافق اور اخلاق کی کرتی تھی یہانتک کہ نوبت معاش پر نوبت آئی تو اسنے بہت شکر کیا
اور کہا الحمد للہ کہ بیحال بسرت گذرتی ہے تب حضرت نے دعائے خیر فرمائی اور کہا حق تعالے تمکو
گوشت اور پانی مین برکت دیگا حدیث شریف مین وارد ہے کہ خاصیت اس دعا کی یہ ہے کہ جو کوئی
شخص ملک حجاز مین گوشت اور پانی پر اکتفا کرتا ہے اسکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلا نہین ہوتی
اور طاقت اسکی بدستور برقرار رہتی ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام بات کے رستے سے
فراغت کرکے رخصت ہوئے اور راضی ہو ہوئے فرما گئے کہ جب اسمٰعیل آوے تو میرا سلام کہدینا اور پیغام
دینا کہ یہ چوکھٹ دروازے کا بہت خوب ہے اسکو غنیمت سمجھکر رکھیو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
حسب عادت تشریف لائے پہونچتے ہی خوشبو محسوس ہوا تو اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی یہان
آیا تھا بولی ہان کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انکی صورت ایسی تھی سو مین نے بہت اخلاص کیا
اور انکا سر دھویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے نہین اترے اور میرے واسطے دعا کر گئے تب
حضرت نے پوچھا اور کیا فرمایا بولی ہان کہ تمکو سلام کہکے یہ فرما گئے ہین کہ یہ چوکھٹ دروازے کا
بہت خوب ہے اسکو غنیمت جان کے اچھی طرح سے رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے
باپ تھے تیرے حق مین سفارش کر گئے ہین اور چوکھٹ دروازے کا تو ہے چاہیے کہ مین تجھسے
حسن سلوک سے کرون پھر جب اس معاملہ پر ایک مدت گذری پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
حضرت سارہ سے فرمایا کہ مین دو مرتبہ گیا اور اسمٰعیل سے ملاقات نہوئی اگر اب اجازت ہو تو اسکو
دیکھ آؤن اور چند روز اسکے پاس رہون کہ میرے دل کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت دی
کہ حضرت ابراہیم تشریف لائے اور اسی مکان پر پہونچے جہان اسمٰعیل رہتے تھے دیکھتے ہین
کہ حضرت اسمٰعیل ایک درخت کے نیچے زمزم کے قریب بیٹھے اپنے تیرون کو درست کر رہے ہین
بمجرد دیکھنے کے حضرت اسمٰعیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور بے اختیار
اٹھ کھڑے ہوے اور معانقہ کرکے جو کچھ سعادتمند بیٹے کو باپ سے چاہیے سو بجا لائے
اور دونون باپ بیٹا ایسا روئے کہ انکی آواز سے پرندے بھی رونے لگے بعد اسکے حضرت
ابراہیم نے فرمایا کہ مجھکو خالق لایزال نے اس جگہ عبادتخانہ بنانے کا حکم فرمایا ہے

اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کرونگا اگر تم بھی سعین ہو تو بہتر ہے کہ یہ بھی گویا میرا ہی کام ہے حضرت
اسمعیل نے کہا کہاں بنائیے گا فرمایا کہ اس تودے پر جہاں بیت المعمور تھا حضرت اسمعیل نے
کہا کہ تمہارا فرمانا اور اللہ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے میں بیشک اعانت کرونگا چنانچہ
غرۂ ذی قعدہ کو بنا رکعبہ شروع کی اور پچیسویں کو تمام کی اور بناتے اس طرح سے تھے کہ حضرت
اسمعیل پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اس وقت عمر حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی تیس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سو تیس کی تھی حاکم نے
بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت متردد تھے کہ کسطرح بناؤں مبادا
کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تب حق تعالے نے سکینہ کو بصورت ہوائے تیز بھیجا کہ اسکے
دونوں طرف سر تھا سو وہ ہوا مانند بدلی کے خانہ کعبہ پر سایہ افگن ہوئی اور ٹھہر گئی اور
حضرت کو حکم ہوا کہ اس سایہ کے موافق زمین کو معین کرکے کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول
شارح حیرۃ الفقہ کے طول میں تیس گز اور عرض میں بیس گز اور ارتفاع میں نو گز تھی
اور تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ وہ ہوا کڑی کے جالے کی طرح اس مکان کے گرد تھی اور
ایک مرغ نے آسمان سے آواز دی کہ میرے برابر گھر بنائیے اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا
ابر کا مقدار اس مکان کے ہوا میں کھڑا ہوا اور اس سے آواز نکلی کہ میرے برابر کعبہ بنائیے
اور یہی روایت کلبی سے معالم التنزیل میں لکھی ہے اور ابوالشیخ نے تاریخ ازرقی اور
کتاب العظمۃ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
بہشت سے زمین پر گرے تو جناب الٰہی میں گزارش کی کہ میں اب تسبیح اور تہلیل فرشتوں کی
نہیں سنتا ہوں تب حکم ہوا کہ ایک گھر جہاں تجھکو نشان دیا جاتا ہے بناؤ اور گرد اسکے طواف
کیا کر اور اسی کی طرف نماز پڑھا کر اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ بتلادو
چنانچہ یہ حال مفصل قصۂ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام میں بیان ہو گیا ہے حقیقت یہ ہے
کہ یہ خانہ طوفان نوح علیہ السلام تک بیت المعمور تھا طوفان میں آسمان ہفتم پر اٹھا لیا گیا
اور اب مقابل کعبہ کے رکھا ہے اور فرشتے اسکے طواف میں مشغول ہیں کہ حدیث معراج سے
معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعد اٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلہ بلند سرخ رنگ ممتاز تمام
زمین سے رہگیا تھا اور کچھ نشان اسپر باقی نہ تھا اہل آفاق اسی مکان پر آتے اور دعا

کرتے تھے یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُسی مکان کی تعمیر کا حکم ہوا اور اُنکے ساتھ سکینہ
بصورت ابر آیا اُس سے حد کعبہ مقرر ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُسی کے مطابق
ایک خط کھینچ دیا کہ اُس خط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہانتک
کہ بناء آدم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونوں صاحبوں نے بنانا شروع کیا اور خالق لایزال نے
سات فرشتے بھی اُنکی مدد کو بھیجے تھے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام دن کو کوہ
حرا کے پتھروں سے اٹھایا اور فرشتوں نے کوہ سینا اور زیتا اور جودی اور لبنان پہاڑوں سے
پتھر لاکے حضرت اسمعیل کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہونچائے کہ حضرت نے
دیواروں پر جمائے ابو بکر قطان فرماتے ہیں کہ اُسوقت حضرت ابراہیم زبان سریانی
بولتے تھے اور حضرت اسمعیل بزبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیم
فرماتے تھے ہب لی کیبا یعنی پتھر دے اور اسمعیل کہتے تھے خذ الحجر اور بعضے کہتے ہیں
کہ پانچ پہاڑوں سے پتھر آتے تھے طور سینا و طور زیتا و لبنان و جودی و حرا مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت
اسمعیل گارہ بناکے ابو قبیس و حرا و لبنان سے پتھر لا لاکے دیتے تھے یہانتک کہ دیواریں
قد آدم سے بلند ہوگئیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اُسپر کھڑے ہوکر
بناء دیں سو حضرت اسمعیل علیہ السلام جانب جبل ابو قبیس چلے راستے میں حضرت جبرئیل نے کہا کہ
یہاں بڑے بڑے دو پتھر آپکو بتلاتا ہوں اور یہ وہ پتھر ہیں جنکو حضرت آدم بہشت سے لائے تھے
اور وقت طوفان حضرت نوح نے اِس پہاڑ میں رکھ دیے تھے اُنکو لیجائیے ایک ابراہیم کے
کھڑے ہونے کو دیجیے اور دوسرا اپنی طرف دروازے کے لگا دیجیے کہ جو کوئی اِس گھر میں آئے
اول اُسکو بوسہ دے چنانچہ حضرت اسمعیل نے دونوں پتھر لیے اور چلے حضرت جبرئیل علیہ السلام
آپکے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیم کو دوسرے پتھر کے جمانے کی تدبیر بتلا گئے کہ حضرت
ابراہیم نے اُسی طرح رکھا وہی پتھر حجر اسود مشہور ہے اور اب تک اُسی جگہ ہے اور ایک پتھر پر
کھڑے ہوکر بنانے لگے وہ پتھر ایسا نرم ہوگیا کہ حضرت کے پیروں کی انگلیوں کے نشان بنگئے اور
یہ کرامت ہوئی کہ تا اتمام تعمیر کعبہ دوسرے پتھر کی حاجت نہوئی وہی بڑھتا رہا اور
حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ چاروں طرفیں کعبہ کی روشن ہوگئیں بلکہ اُسی روشنی تک
حد حرم معین ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حد حرم کا ایک نشان کردیا کہ
عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے مقام ہیں نور انکا جاتا رہا ہو اور اگر نہ جاتا تو مشرق سے
مغرب تک روشن ہوجاتا اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہو کہ حجر اسود بہشت سے نازل ہوا ہی
اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنہگاروں کے ہاتھوں سے سیاہ ہوگیا ہو رواہ احمد
والترمذی **فائدہ** اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہو اگر کامل الایمان ہو بے تردد
و بلا تامل قبول کرتا ہو اور ضعیف الایمان تردد کرتا ہو اور کافر انکار کرتا ہو حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں ہو جو مخالف
دلیل قاطع کے ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل ضلالت کا ہو کہ بہشت
اور جو کچھ اسمیں ہو جواہرات وغیرہ سے مخالف ہیں اُن چیزوں کے جو اس عالم فانی میں
مخلوق ہوئی ہیں یعنی جو بہشت کی چیزیں ہیں انکو زوال و فنا نہیں ہو اور حجر اسود کو خود
انہیں قرامطہ و ملاحدہ کے ہاتھ سے پہونچیں کر ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اسکا باقی ہو جواب
اسکا یہ ہو کہ حجر اسود بعد آنے اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہوگیا ہو جسطرح
حضرت آدم علیہ السلام پر بعد آنے بہشت سے گرسنگی و تشنگی وغیرہ امور خلاف
دار الجنان کے ظاہر ہوئے ہیں اسی طرح حجر اسود میں ظاہر ہوئے پس اعتراض نادرست ہو
اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشتی ہونا حجر اسود کا یہ ہو کہ اسمیں برکت و شرافت ہو گویا بہشت سے
آیا ہو اور سفید ہوجانا اور سیاہ ہوجانا آدمیوں کے گناہوں سے گویا عبرت کے واسطے ہو
کہ گناہوں کا اثر پتھر میں پہونچتا ہو چہ جائے قلب انسان اور یہ سب تردد و تامل تاریکی
باطن سے ہو راستی سے کم و کاست تو یہ ہو کہ ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقت حال کو
علم الٰہی پر چھوڑے اور کہے کہ ان اللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر تکملۃ القصص میں حضرت امام جعفر
صادق رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہو کہ جب اللّٰہ جل شانہ نے ذریات آدم سے عہد لیا
تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیریں اور مسکہ سے زیادہ نرم جاری فرمائی اور قلم کو ارشاد کیا
کہ لکھ پس قلم نے اُسی روشنائی سے اقرار ذریت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب
نے اس نوشتے کو حجر اسود میں رکھکر اس عالم میں بھیجا تو گویا یہ عہد دنیا آدمیوں کا
اس پتھر کو نشان قرار کا اقرار ہو اور حجۃ الہند میں لکھا ہو کہ رب العزت نے
اس اقرار نامہ کو ایک فرشتے کے منہ میں رکھا اور فرمایا اُنگل جسوقت وہ فرشتہ پتھر
ہوگیا اور وہ پتھر جنت میں تھا اب رکن یمانی میں رکھا گیا قیامت کو پھر فرشتہ کردینگے

ف بیان بہشتی بودن حجر اسود

۱۷۱

اور عہدنامے کو نکالکر دکھلادینگے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قائم ہوگا اُسے بہشت ملیگی اور جو
برخلاف ہوگا اُسکو دوزخ ملیگی اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود مین کچھ سفیدی باقی ہے جب
وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہو گی سو حضرت شیخ المحدثین محقق
دہلوی شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ فقیر اِس بات مین متحیر تھا یہانتک کہ مین نے
تاریخ مکہ مین دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہین کہ مین نے حجر اسود مین کئی نقطے سفید چھوٹے
چھوٹے دیکھے تھے اور ابن جبیر نے سنہ پانسو اناسی مین وفات پائی اور خفیہ سلیمان
عسقلانی نے اپنی مناسک مین بیان کیا ہے کہ مین نے حجر اسود مین تین جگہ سفیدی
دیکھی بعد اُسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی اور یہ معاملہ سنہ ہفتصد وہشت مین تھا
فائدہ واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے
کعبۂ شریف بنایا ہے تو ارتفاع اُسکا نو گز کا تھا اور دور حجر اسود سے رُکن یمانی تک
تینتیس گز کا اور رُکن شامی سے رُکن غربی تک بائیس گز کا اور رُکن غربی سے
رُکن یمانی تک اکتیس گز کا اور رُکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا اِس سے
معلوم ہوا کہ شکل کعبہ اُسوقت مین مستطیل تھی کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی
اور غربی مین بھی تفاوت الاغیر محسوس اور دروازہ کعبے کا زمین سے ملا ہوا بے
کیواڑون کے تھا تبع حمیری نے دروازے مین کیواڑ او قفل اور زنجیرین لگائین
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک حفرہ بطور خزانہ کھودا تھا تا کہ
از قسم نذور اور ہدایہ جو کچھ آوے اُسمین رکھا جاوے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری
اور سقف حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین سوائے
بنیاد کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اُس بنیاد پر ایک خیمہ یاقوت مجوف کا جسکو بیت المعمور
کہتے ہین رکھا تھا اور یہ مکان قبل حضرت آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور
ما فیہا مقام تعظیم تھا چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ مین مع اسناد بیان کرتا ہے کہ حضرت
امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چالیس
برس پیش از خلقت آسمان اور زمین کعبۂ شریف کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور
کف کے پانی پر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ہزار برس پیشتر خلقت
زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کسطرح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا

حالانکہ وہ خود زمین ہے اور ابوہریرہ سے فرمایا کہ مانند برف اور ہوا کے ٹھہرا ہوا تھا سو جب
اللہ تعالے نے اُس نے خلقت زمین کا ارادہ کیا تو بچھایا اُسکو کعبے کے تلے سے اور کعبہ کو
رکھا وسط میں پس یہ بات نہایت غلط مشہور ہے کہ اصل کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
وقت سے ہے اور یہ جو اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکون نے
بھی مٹی اور پتھر سے کعبہ بنایا تھا سو قابل اعتماد نہیں ہے اسواسطے کہ منتہا سے
سند انکی وہب ابن منبہ تک ہے اور یہ شخص اکثر روایات اسرائیلیون سے نقل کرتا ہے
پس تحقیق یہی ہے کہ قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی شخص نے اس گھر کو
کبھی نہیں بنایا اور کلام الٰہی اور احادیث نبوی بھی اسی پر مشعر ہیں ہذا ما قال الشیخ
عماد الدین ابن کثیر الدمشقی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لم یرد عن معصوم ان البیت کان
مبنیا قبل الخلیل لیکن بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے العبۃ عمالقہ اور جرہم نے
بنایا اور بعد اُسکے قصی ابن کلاب نے بنایا اور چھت کو گولر کی لکڑیون سے
پاٹا اور خرمے کی لکڑیون کے تختے بنا کے بعد اُسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے وقت میں قریش نے بھی بنایا چنانچہ جب قریش بناتے تھے تو حجر اسود کے
رکھنے میں بڑی نزاع ہوئی تھی کہ ہر ایک فرقہ چاہتا تھا کہ ہم اپنے ہاتھ سے
رکھیں آخر کو یہ قرار پایا کہ اول جو شخص بنی ہاشم سے دروازہ بنی شیبہ سے
یہاں آوے اُسکو اس بات میں حکم بناویں اور اُسکے ارشاد کے مطابق بجا لاویں
چنانچہ اول دروازہ بنی شیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف
لائے سب نے حضرت کو حکم بنایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک چادر بچھاؤ میں
حجر اسود کو اُسمیں رکھدون غرض کہ حسب الحکم بجا لائے اور حضرت نے
حجر کو چادر میں رکھ کر فرمایا کہ ہر فرقے کا ایک ایک سردار اس چادر کے گوشے
پکڑ کے اٹھاوے سو چادر سبھون نے اٹھائی جب چادر محاذی موضع حجر اسود کے
پہونچی تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو
موضع معہود پر رکھدیا اور پتھرون سے وصل فرمادیا اُس وقت میں حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر پینتیس برس کی تھی اور سبب اس بنا کا یہ واقع
ہوا تھا کہ ایک عورت ہمیشہ کعبہ شریف کی پوشش کو خوشبودار چیزون سے

دھوان دیا کرتی تھی ایک روز آگ جو اٹھی تو لکڑیاں چھت کی جل گئیں اور قبل اسکے سیل آب
بھی آیا تھا کہ اُسکے صدمے سے دیواریں گر گئی تھیں تب اکثر سرداران قریش نے
مصلحت کی کہ اِسکو بنانا چاہیے چنانچہ ولید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی
قول و قرار ہوگیا کہ سوا ے مال حلال کے اور کچھ اِسمیں صرف ہونے پاوے غرض کہ
سر نو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح کی تغیر اِس بنا میں واقع ہوئی اوّل یہ کہ کعبے کے
عرض سے کئی گز زمین حطیم میں داخل کر دی گئی دوسرے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت
بلند کر دیا تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو صفیں ستونوں کی قائم کیں کہ ہر صف میں تین تین
ستون بنائے تھے چوتھے یہ کہ بلندی کعبے کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھا دی پانچویں یہ کہ کعبے کے
اندر رکن شامی کے متصل ایک زینہ بنایا ہے کہ اُسی سے سقف کعبہ پر جاتے ہیں حیرۃ الفقہ کی
شرح میں لکھا ہے کہ مقدار طول و عرض کعبہ معظمہ کا نوبت قریش میں یہ تھا یعنی طول
ستائیس گز اور عرض اٹھارہ گز کا اور آج اِسی اندازہ پر ہے کہ طول دیوار شرقی و
غربی کا باہر سے چھبیس گز اور دیوار شمالی کا بائیس گز اور دیوار جنوبی کا اکیس گز و چار
انگل اور درمیان رکن یمانی اور شمالی کا انیس گز ایک بالشت اور درمیان اِن
دو رکنوں کا عرض چودہ گز اکیس انگل اور رکن حجر اسود سے تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور
ایک دروازے سے تا دروازہ دیگر طول پانچ درعہ اور عرض چار درعہ اور بلندی خانہ شریف کی
سوا ستائیس گز اور اندر اُسکے تین ستون ہیں دو صنوبر کی لکڑی کے اور درمیان کا
ستون ساج کا اور چھت اُسکی اٹھارہ کڑیوں ساج سے پٹی تھی صحیح بخاری وغیرہ
کتب حدیث میں روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصل کعبے کے لیجا کر فرمایا کہ دیکھو تمھاری قوم نے جب کعبے کو
بنایا تو قواعد ابراہیمی میں اختصار کر دیا ہے حضرت عائشہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
آپ اِسکو تمام کریں فرمایا کہ تمہاری قوم نو مسلم ہے اگر میں اِسکو گرا کر پھر بناؤں
تو بھی کہینگی اور طعن کرینگی کہ اِسنے اپنی طرف سے زمین اور داخل کر دی ہے اگر یہ خوف
نہ ہوتا تو میں بناتا اور اُسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دو در کر دیتا ایک در
جانب شرقی اور ایک در جانب غربی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں
نوبت اِسکی نہ پہونچی مگر اِسی حدیث کے مطابق عبد اللہ ابن زبیر نے پھر بنایا اور بنا

ابراہیمی قائم کی اور بدعات جاہلیت سب مٹا دین اور حطیم کو خانۂ کعبہ میں داخل کیا اور دو دروازہ
کر دیا اور طول دیوار سو ستائیس گز کا کر دیا اور سب جا سے گلاب سے دھو کر خوشبودار چیزین جو کام مین
لایا اور عبیر اور سارا مشک اور عنبر سے کہگل کی اور دیبا کی پوشش پہنائی اور بنا مذکور مین
تاریخ رجب سنہ ۶۴ ہجری مین بنا تمام ہوئی بعد اسکے حجاج نے اپنے وقت مین عبدالملک
ابن مروان کے اشارے سے جانب شامی کو گرا کے بنیاد قریش پھر قائم کی اور زمین کعبہ
پتھرون سے بھر دی اور دروازۂ شرقی کو بلند کیا اور دروازۂ غربی کو بند کیا اور کچھ نہین
زیادہ کیا یہ بنا سنہ چوہتر ہجری مین تمام ہوئی اس وقت سے تا وقت سلطان مراد ابن
احمد خان تجدید نہین ہوئی مگر ملوک اور سلاطین نے کچھ ترمیم اور اصلاح بنا حجاج مین
کی تھی سلطان مراد نے پھر بنایا اور سوا سے حجر اسود کے باقی سب گرا دیا اور یہ عمارت
سنہ ایک ہزار چالیس مین مرتب ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن یہ عمارت حجاج
کے طریق پر ہے کہ حطیم باہر ہے اور ایک دروازہ ہے **فائدہ** حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
رسالۂ فضائل مکہ مین ارشاد فرمایا ہے کہ کعبۂ معظمہ زمانۂ سابق مین ہر طرف سے بے دیوار تھا
اور گرد حرم کے گھر تھے کہ وہ مانند دیوارون کے محیط تھے اور گھرون مین راہین تھین
کہ انھین راہون سے حرم مین آتے تھے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین
وہ سب گھر خرید کرکے گرا دئے اور اسکی کچھ زمین حرم مین داخل فرما کے حرم شریف کو
فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے تو حضرت نے اٹھائیسوین برس
ہجرت سے جسقدر اور گھر باقی تھے انکو بھی خرید کرکے حرم مین اسکی زمین کو داخل کیا
کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر سنہ پینسٹھ ہجری مین عبداللہ ابن زبیر نے بہت گھر
ارزان قیمت اور گران قیمت کہ بعضے سات سات ہزار دینار کو لے خرید کرکے انکی
زمین مسجد حرام مین داخل کی بعد اسکے عبدالملک ابن مروان نے مسجد الحرام کو
بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اسنے کچھ زیادہ نہین کیا صرف دیوارون کو بلند
کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے پٹوا دیا اور قندیلین اسمین لٹکائین پھر بعد اسکے
ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنوا دئے پھر
منصور ابن جعفر نے کچھ کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ مہدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کرکے
حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ایک سو ساٹھ ہجری مین دوسرے سنہ ایک سو سرسٹھ مین

اور سنہ ایک سو انہتر ۱۶۹ میں اُسنے وفات پائی اُسکی عمارت آج تک قائم ہی کذا ذکرہ الفاسی
فی مناسکہ اور بحر العمیق میں لکہا ہی کہ بیت مہدی مشہور بباب الندوہ ہی اور طول
دروازہ کعبہ کا چہہ گز اور ثلث اور نصف سدس گز کا ہی اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ
دیوار شرقی میں ہی اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور تختہ نقرہ کے اُسکے اوپر ہیں اور تختین
نقرئی اُسپر جڑی ہین کہ اُس سے کمال مضبوطی ہی اور آستانہ کعبہ کی بلندی زمین سے
ساڑھے چار ذرعہ اور ناودان کعبہ کا جسکا میزاب الرحمۃ کہتے ہین درمیان رکن عراقی اور
شامی کے واقع ہی اور حجرہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہی اور حجر اسود کی
بلندی زمین سے دو گز اور نصف و سدس گز سے چیزے زیادہ اور عرض اُس مقدار کا
جو اُس سے ظاہر ہی ایک وجب چار انگل ہی فائدہ حافظ ابو الحجاج تقی الدین فاسی تاریخ
مکہ مین لکہتے ہین کہ دس بار کعبہ بنا ہی اول بناے ملائک دوسرے بناے آدم تیسرے
بناے بنی آدم چوتھے بناے ابراہیم پانچوین بناے عمالقہ چھٹوین بناے جرہم
ساتوین بناے قصی آٹھوین بناے قریش نوین بناے عبد اللہ زبیر دسوین بناے حجاج
قتادہ سے روایت ہی کہ قبل از اسلام عادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام سے کوئی
ہاتھ نہین لگاتا تھا اِس وقت مین یہ بات رائج ہی اور جو لوگ قبل از عہد اسلام مقام کو
دیکھے چکے تھے وہ نقل کرتے ہین کہ دونون پانون کی انگلیون کے نشان اُسمین موجود
تھے اب ہاتھون کے لگانے سے یہ نشان بخوبی ظاہر نہین ہین اور ابن ابی شیبہ نے
عبد اللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہی کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگون کو دیکہا کہ مقام
ابراہیم کو ہاتھ سے چہوتے ہین منع کیا اور کہا کہ تمکو اللہ تعالے نے یہان نماز
پڑھنے کو فرمایا ہی نہ مسح کرنے کو اور بیہقی نے اپنے سنن مین روایت کی ہی کہ یہ پتھر جو
مقام ہی زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبر تک کعبے
متصل تھا حضرت عمرؓ کے وقت مین بسبب سیل ام نہشل کے بہکر اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا
تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور اُسکو اُٹھا کر جہان تھا پھر رکھا
اور گرد اُسکے اور پتھر رکھوا دیے تا کہ جنبش نہ کرے چنانچہ اب تک اُسی جگہ پر ہی
فائدہ واضح ہو کہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ
خانہ کعبہ کے چار کنج ہین یعنی ایک مین حجر اسود ہی اور وہ جانب شرقی مین واقع ہی

دوسرا بمقابلہ گنج یمانی جو کہ جانب مغرب واقع ہے اور دو گنج کو جو رکن شامی کہتے ہیں ایک جانب مشرق بمقابلہ رکن عراقی دوسرا جانب مغرب موجود ہے رکن غربی بسبب تعمیر قریشیوں نے دونوں رکن شامی کو قواعد ابراہیمی سے ہٹا کر دیا ہے اور کچھ زمین کعبے کی بھی چھوڑ کے داخل حجر اندر کی ہے اور پیچھے دیوار جو کہ حجر اسود کے گنج سے تا رکن عراقی تھی بھی کم کر ڈالی ہے اور حضرت ابراہیم کی بنیاد سے بھی کچھ کوتاہ کر دیا کہ مثل چبوترہ دکان کے زمین سے بلند رہ گیا ہے اور اسی کو شاذروان کعبہ کہتے ہیں بعد اسکے عبداللہ ابن زبیر نے اپنی ولایت میں حسب موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اسکے بصورت جاہلیت کر دیا لہذا ہارون رشید نے اپنی سلطنت میں حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو میں پھر موافق بناے عبداللہ ابن الزبیر کے کعبہ بناؤں حضرت امام مالک نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور عمل مطابق اسکے عین اتباع ہے الا مصلحت نہیں ہے کہ بار بار کعبہ کو گرا کے تغییر اور تبدیل دیجائے اسواسطے کہ کعبہ بازیچہ سلاطین ہو جائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے وقت میں ایسا ہی کیا کریگا پھر رسم پڑ جائیگی اور مفسدہ عظیم ہوگا انتہی اور جس جگہ مصلحت مفسدہ پیدا کرے تو رعایت دفع مفسدہ کی مقدم رکھنا اور مصلحت سے دست بردار ہونا چاہیے **فائدہ** جو بعض جگہ کلام الٰہی میں نسبت اس گھر کی اللہ کی طرف واقع ہے جسطرح طہر بیتی اسکے معنی کیا ہیں اگر نسبت خالقیت مراد ہے تو سب مکانوں سے یہ اضافت ہو سکتی ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود و باش کا خیال ہے تو ذات پاک الٰہی اس سے پاک ہے اور اگر اس لحاظ سے ہے کہ اس مکان میں عبادت کرتے ہیں اور شان معبودیت اس مکان میں ظاہر ہوتی ہے تو خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہردوار وغیرہ برابر ہوئے جاتے ہیں اسواسطے کہ سب جگہ شان معبودیت ظاہر ہے اور ہر جگہ طالب حق اپنے شوق کو لباس صورت میں ظاہر کرتا ہے جواب یہ ہے کہ سبب اختصاص کا یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے عبادت اور شوق طلب کے واسطے یہ مکان بنایا گیا ہے اور کسی طرح کا علاقہ مخلوقات سے نہیں رکھتا اور معابد کفار بحکم خدا نہیں اور علاقہ مخلوقات سے بے علاقہ نہیں بلکہ جیسا معابد رام اور کرشن وغیرہ سے نسبت رکھتے ہیں اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ حکم خدا سے ہو اسواسطے کہ نسبت ظہور الٰہی ہر جگہ برابر ہے متعین نہ یہ ظہور عام عقلاً یا بالاجماع توجہ عبادت کا

صحیح نہیں ہوتا پس ظہور خاص ضرور ہوا اور سر اس ظہور کا عقول بشر سے خارج ہو بدون
اطلاع شریعت کے سمجھا نہیں جاتا پس نص شارع بھی ضرور ہوئی دوسرے یہ کہ مکان کو
کسی طرح کا علاقہ مخلوق سے نہ ہو ورنہ توجہ کے وقت شائبہ شرک شامل ہو جائیگا اور
توحید باقی نہ رہیگا و لہذا قبور انبیا اور اولیا اور درختون اور آگ اور پانی اور ستارون کا
قبلہ کرنا ممنوع ہی اور معابد کفار ان دو صفتون سے عاری ہین مثلاً ہردوار اسی سبب سے
واجب التعظیم ہی کہ کرشن اسی راہ سے اوپر گیا ہی اور اجودھیا اس سبب سے کہ
رام چندر وہان رہتا تھا اور سیتا کی وہان رسوئین تھی علی ہذا القیاس اور معابد
کو ایک ایک مخلوق سے نسبت رکھتے ہین اور سے یہ فرقہ کہ حلولی مذہب ہی رام چندر
وغیرہ کو مظہر ذات پاک جانتا ہی اور اُنکے منسوبات کو عین منسوبات حق سمجھتا ہی لیکن چونکہ
حلول باری محض باطل ہی تو یہ خیال از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اور اگر بالفرض
معابد کفار کو اصل مین ہم شعائر الٰہیہ سمجھین اور کہین کہ مخلوقات سے نسبت کرنا
اس فرقے کی تصحیفات سے ہی اور ابتدا مین سوا ذات پاک کے کسی طرف نسبت
نہ تھی اور کوئی نص بھی شرائع سے پیدا ہو جاوے تو بھی خانہ کعبہ مین اور ان مکانا
مین بڑا فرق ظاہر ہی اسواسطے کہ تعبد انکا منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی متابعت
کرنا خدا کی مخالفت ہی کسواسطے کہ مدار قبلہ کرنے کا موقوف ہی قبول عبادت پر اور
قبول عبادت منحصر ہی اُس مکان مین جسکا نام رکھا گیا ہو پھر اُسکے غیر مین عبادت کرنا
گویا اپنی سعی کو باطل کرنا ہی بلا تشبیہ ایسا ہی کہ جیسے بادشاہ ایک مکان کو اپنی مملکت
سے دار الخلافہ قرار دیکر رعایا سے حکم دے کہ اپنی حاجتین اُس مکان سے رفع کرو
اور نذور اور ہدایا اور مالگذاری وغیرہ اُس مکان مین پہونچاؤ اور بعد چندے
دوسرے مکان کو دار الخلافہ قرار دے اور اسی طرح کا حکم ناطق صادر کرے تو
پہلے مکان کو وہ بزرگی نہین رہتی ہی جو پہلے تھی جسطرح اکبرآباد اور دہلی بلکہ اگر کوئی
شخص پہلے مکان مین نذور اور ہدایا پہونچاوے تو قبول نہین ہوتی اور وہ شخص قابل
تنبیہ ہوتا ہی اور اگر کوئی شخص قاصدین معابد کفار سے تفتیش کرے کہ تم کہان کسواسطے
جاتے ہو تو بخوبی کھل جاتا ہی کہ یہ لوگ اس مکان کے جانے سے تقرب کسی مخلوق کا
روحانی ہو یا جسمانی منظور رکھتے ہین اور توجہ ذات پاک سے بالکل غافل ہوتے ہین

پس سوائے بیت المقدس اور خانہ کعبہ کے کوئی مکان پایا نہین جاتا کہ محض واسطے توجہ
الٰہی کے ہوا سے معابد کفار قبور اولیا اور صلحا وغیرہ سے البتہ فی الجملہ مشابہت رکھتے ہین
نہ صخرہ اور کعبہ سے و لہذا حدیث شریف مین قبور انبیا کے مسجد کرنے سے منع ہوا ہی
اور مدعا یہ ہی کہ اس عمل مین اکثر جاہلون کو وہ اعتقاد ہو جاتا ہی جو مشرکون کو اپنے بتون
سے ہوتا ہی اور توجہ صرف الی اللہ نہین رہتا ہی اور اگر کوئی بت پرست کہے کہ ہم خدا
جانکر پرستش نہین کرتے ہین بلکہ مخلوق سمجھکر پرستش کرتے ہین جسطرح بعضے اہل اسلام
اہل قبور سے مدد اور اعانت چاہتے ہین اسی طرح ہم بھی صورت کنہیا اور کالکا سے
اعانت اور شفاعت کی درخواست کرتے ہین اور اگر وہ اللہ سے مانگ دیتے ہین
تو یہ بھی اللہ سے دلا دیتے ہین جواب اول یہ ہی کہ بت پرست مدد بھی چاہتے ہین اور
پرستش بھی کرتے ہین پرستش یہ ہی کہ اسکو سجدہ کرے یا طواف کرے یا نام اسکا
بطریق تقرب ورد کرے یا ذبح جانور اسکے نام سے کرے یا آپکو بندۂ فلانی کہے اور جو
شخص مسلمان ہوکے ایسی حرکت کرتا ہی لاریب دائرۂ اسلام سے خارج ہی دوسرے
یہ کہ مدد چاہنا دو طرح کی ہوتی ہی ایک تو مدد چاہنا مخلوق کا مخلوق سے جسطرح فقیر
اور نوکر بادشاہ اور امیر سے مہمات مین مدد چاہتے ہین اور عوام الناس اولیا سے
کہتے ہین کہ ہماری مطلب برآری کے واسطے خداوند کبریا مین عرض کرو پس یہ قسم مدد
شرع مین زندہ اور مردہ سے درست ہی دوسرے یہ کہ بالاستقلال کسی مخلوق سے
کوئی مخلوق وہ چیز جو مخصوص جناب الٰہی سے ہی جیسے لڑکا دینا یا پانی برسانا عمر کا بڑھانا
امراض کا دفع کرنا مانگے اور کچھ اسمین دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہی
مردہ سے ہو یا زندہ سے اور بت پرست اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہین
اور اسکو درست جانتے ہین بلکہ بت پرست تو شفاعت کے معنی بھی نہین جانتے ہین
واسطے کہ شفاعت بمعنی سفارش ہی اور یہ لوگ وقت درخواست کے ہرگز نہین کہتے ہین
کہ ہمارے مطلب کو پروردگار عالم سے عرض کرو بلکہ انھین بتون سے درخواست کرتے ہین
قطع نظر اسکے صورت کنہیا اور بھوانی کو اہل قبور سے مناسبت دینا خطا در خطا ہی اسواسطے
کہ ارواح کا تعلق اپنے ابدان سے جو قبر مین مدفون ہین لاریب ہوتا ہی بسبب اسکے
کہ مدتہائے دراز اسمین رہی ہین اور بقاے ارواح بعد فنائے ابدان کے اتفاقی ہی

تمام اہل ملل اور نحل اسپر اتفاق رکھتے ہین اور بت پرست قبور معبودان باطل کی تعظیم نہین
کرتے ہین بلکہ اپنی طرف سے صورتین تراشتے ہین اور درخت اور دریا قرار دے لیتے ہین کہ
مبادا ایسا کہ ان قبرون کو کچھ بھی تعلق انکی ارواح سے ہوتا ہو یا وہان جلائے گئے ہون
پس اس قرارداد افترائی کو کیا اثر ہو اسواسطے کہ شہدا اور اولیا کا وجود معلوم ہے اور استیلا
اور ہجوانی کا موہوم اور بر تقدیر تسلیم از قبیل ارواح خبیثہ ہین کہ ہمیشہ ایذا رسانی خلق پر
مستعد ہین انکو ارواح طیبہ سے کیا مناسبت ہے مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤
تنبیہ تخصیص حکمت اس مکان کی بنا سے کعبہ کے واسطے بظاہر معلوم نہین ہوتی الا یہ
تخصیص خالی از حکمت نہ ہوگی اسواسطے کہ حکیم علی الاطلاق کسی امر کی تخصیص بلا حکمت
نہین فرماتا پس وہ حکمت کیا ہے جواب حکمت اس تخصیص مین تین وجہ سے ہے اول یہ کہ
اصل آدمی کی خاک سے ہے اور اصل کرۂ خاک کی اسی نقطہ سے ہے جہان کعبہ ہے پس اصل جسم
آدمی کی اسی نقطہ سے راجع ہوئی تو چاہیے کہ جب آدمی اپنے جسم کو مشغول بعبادت کرے
تو اپنی اصل ترابی سے رجوع لاوے یعنی جیسا اصل قریب تر کہ ہر جگہ میسر ہے سجدہ کرتا ہے
اصل بعید سے وقت عبادت کے متوجہ ہو اور اپنی عمر مین ایک مرتبہ اسکی زیارت بھی کرے
تاکہ توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ جلوہ گر ہو جاسکے دوسرے یہ کہ آدمی وقت
عبادت کے فرشتون کا خلیفہ ہے جیسا وقت غصہ اور غضب کے درندون کا اور وقت
شہوت کے بہائم کا اور وقت تکبر اور مکر کے شیاطین کا اور عبادتگاہ ملکوت بیت المعمور ہے
اور کعبہ بیت المعمور کے مقابل واقع ہے تیسرے یہ کہ اس مکان عظیم الشان مین ربوبیت
الٰہی حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کہ اکبر اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور جد وجود
خاتم المرسلین کے تھے عجب رنگ سے ظاہر ہوئی ہے پس اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور انکے توابع کو چاہیے کہ اس مکان کو واسطے توجہ
ذات پاک کے اختیار کرین اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو شکر اس
نعمت کا مقتضی ہوا ہے کہ اس مکان پر ایک مکان معین کرین تاکہ جب وہان مشغول
ہون تو ربوبیت الٰہی بوجہ عیان ملحوظ نظر ہو جاسے اسواسطے کہ دیکھنا مکان کا تذکیر وقائع
گذشتہ مین دخل عظیم رکھتا ہے پس یہ تینون باتین کہ اوپر بیان ہوا اسواسطے تخصیص بنا کے
اس مکان کے وجوہ حکمت سے ہین ہر شخص کو معلوم ہین لیکن جدا اسکے کہ یہ مکان مسجد

خلائق اور قبلۂ عبادات اور مرجع عاشقان صادق اور مطاف محبان واثق ہوا پس عمدہ وجہ
تخصیص اس مکان کی ظہور تجلی الٰہی ہے کہ یہ سب تعظیمات اور محبت اسی تجلی پر واقع ہوتی ہین
اور اسی تجلی کا انبیا سابقین کے کلام مین اشارہ ہے کہ اسکو کتب بنی اسرائیل مین ذکر کرتے ہین
جسطرح سے کہ پاک ہے وہ صاحب کہ اسنے تجلی فرمائی کوہ طور پر اور روشن ہوا نور اسکا ساعیر سے
کہ پہاڑ ہے بیت المقدس کا اور بے پردہ ظاہر ہوا کوہستان فاران سے اور فاران نام ہے
کعبۂ معظمہ کا اور اسی تجلی کی یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی زائرین سے زکی ہو یا پلید جب اس
بیت مکرم پر نظر ڈالتا ہے عجب عظمت اور وقار مقرون بجلال پاتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ یہان
ایسی شان عظیم ہے کہ دوسری جگہ نہین اور محبوبیت اور انجذاب قلوب خاصہ اس تجلی کا ہے
ازرقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جب کسی امت پر امم پیشین سے
کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے رجوع لاتے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت
ہوتے تھے اور مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام واسطے حج کے
اونٹ پر سوار تشریف لائے تو روحا سے احرام باندھا اور ایک کمل سے لانگ باندھی اور
دوسری کملی کو چادر کر کے طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان مین لبیک کہتے ہوے
دوڑے کہ ناگاہ ایک آواز کان مین پہونچی کہ لبیک عبدی انا معک حضرت موسیٰ علیہ السلام
بے اختیار زمین پر گرے اور سجدے مین جاتے رہے **فائدہ** عجائبات اور واقعات اس
بیت شریف کے شمار سے باہر ہین لیکن بعض انمین سے بیان کرنا ضرور ہے حضرت ابن عباس
اور مجاہد وغیرہ مفسرین کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل مین اسکی زیارت کا
شوق ایسا ڈالا ہے کہ اسکے دیکھنے سے دل سیر نہین ہوتا اور جو کوئی وہان جاتا ہے پھر اسکا
دوبارہ جانے کو جی چاہتا ہے چنانچہ بہ تجربہ معلوم ہوا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور
پھر آیا تو مدت العمر مشتاق رہا اگرچہ راہ مین قسم قسم کے شدائد اور مصائب راہ بھی اٹھائے
ہون نیز تعظیم اور تکریم اس گھر کی گویا اضطراری ہے کہ تہ دل سے جوش مارتی ہے بلکہ یہ تعظیم
جبلی ہے کہ خصوصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہین اور یہی سبب ہے کہ حیوانات بھی اس گھر کی
تعظیم کرتے ہین ازرقی نے بروایت طلق ابن حبیب بیان کیا ہے کہ مین عبداللہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایۂ کعبہ مین بیٹھا تھا یہانتک کہ آفتاب بلند ہوا اور دھوپ
آگئی سایہ جاتا رہا کہ اہل مجلس اٹھ چلے یکایک ایک چمک دروازۂ مسجد الحرام سے

ظاہر ہوئی تو مین نے دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہی پھر سب لوگون نے اُسکو دیکھنا شروع کیا وہ
سانپ سیدھا خانہ کعبہ مین آیا اور سات مرتبہ اُسنے طواف کیا بعد اُسکے مقام ابراہیم
علیہ السلام کے پیچھے اُسنے دو رکعتین نماز کی ادا کین عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کبراے مجلس نے
اُس سانپ کے پاس جا کے کہا کہ ای عزیز تیرا طواف اب ہو چکا یہان شہر کے لوگ تجھسے
ناواقف ہین شاید تجھکو ضرر پہونچاوین اور غلام اور خدمتگار بھی یہان بہت ہین بہتر ہی کہ
آپ کو اُنسے پوشیدہ رکھ ورنہ ایذا دینگے بعد اس کلام کے وہ سانپ اپنا سر زمین پر دبا کے
آسمان کو اڑا اور نظر سے غائب ہو گیا اور شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
ستائیسوین ذیقعدہ سنہ دوسو چھبیس ۲۲۶ ہجری مین ایک دریائی مرغ مین نے دیکھا کہ وقت طلوع
آفتاب کے بیت اللہ مین آیا اُس وقت بہت لوگ طواف کر رہے تھے جب یہ مرغ دریائی
مقابل رکن حجر کے پہونچا تو ایک شخص خراسانی کے کندھے پر بیٹھا اور وہ پھرنے لگا
بعضے لوگ تو یہ ماجرا دیکھکے متحیر تھے اور بعضے روتے تھے اور بعضے اُسکو اڑاتے تھے مگر
وہ نہ اٹھا یہانتک کہ طواف ہو گیا تب اڑ گیا اور ابو الطفیل نے نقل کیا ہی کہ ایک نوجوان
ذی طوی کا رہنے والا سانپ کی صورت بنکے ہمیشہ طواف کو آتا اور مقام ابراہیم پر نماز
پڑھتا ماں اُسکی جنیہ تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع کرتی اور کہتی کہ ایسا نہو تجھکو
آدمی مار ڈالین لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخرکار جماعۃ ابو سہم نے اُسکو مار ڈالا بعد اسکے ایک
غبار عظیم اُٹھا اور جماعۃ قاتلہ ساری مر گئی اور تواریخ مکہ مین ایک حکایت اونٹ کی مشہور ہی
خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ سنہ اٹھ سو پندرہ ۸۱۵ ہجری جمادی الثانی کے مہینے مین ایک اونٹ فاروقی
اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد الحرام مین سات مرتبہ طواف کر کے حجر اسود کو
چوما بعد اسکے مقام حنفیہ پر ٹھہرا اور میزاب الرحمۃ پر کھڑا ہو کے رونے لگا پھر زمین پر
گر کے مر گیا آدمیون نے اُسکو صفا اور مروہ کے درمیان مین دفن کر دیا **فائدہ** جذب اور
میلان قلوب کی چار وجہین ظاہر مین معلوم ہوتی ہین ایک تو یہ کہ اخذ میثاق بطن نعمان مین
ہوا ہی کہ موضع عرفات سے ہی اسی جگہ ذریات آدم علیہ السلام کو ظاہر فرما کے خطاب
الست بربکم سے مخاطب فرمایا ہی اور ذریات آدم نے اقرار کیا ہی کہ وہ اقرار صحیفہ
حکمت پر لکھا گیا اور حجر اسود مین امانت ہوا ہی گویا وطن اول آدمیون کا وہی ہی
اور کشش طبع جانب وطن اگرچہ اُسکو نہ پہچانتا ہو جبلی ہی و من الایمان حب الوطن

اور بعد ویکہ کہ شیتہ شہر ہین مطابق ہین حدود وطن کے لیس مکہ درحقیقت وطن ہی دوسری یہ کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ قلوب خلائق کو اہل اس مکان اور اس مکان سے
منجذب کردے کما قال فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم تیسری یہ کہ احجار بیت المقدس
مقناطیس ارواح ہین کہ جذبۂ شوق سے ارواح کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور جملہ اجسام
تابع ارواح ہین چوتھی اخبار صحیحہ سے واضح ہی کہ شب نیمۂ شعبان اس گھر پر نظر عنایت
حق ہوتی ہی اور قلوب مومنین بھی منظور نظر آلہی ہین پس بسبب جنسیت کے میلان
حاصل ہوتا ہی اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہی کہ کئی جگہ کعبہ مین دعا قبول ہوتی ہی
اہل تحقیق نے لکھے اور اُسکے اطراف مین دعا کی مقبولیت کے مقام بہت لکھے ہین اول
جب کعبہ پر نظر پڑے دوسرا حجر اسود کے پاس خصوصاً دوپہر کے وقت تیسرا مطاف مین
باب کے سامنے چوتھا ملتزم کے قریب خصوصاً آدھی رات کو پانچوان حطیم مین چھٹا میزاب
رحمت کے نیچے خصوصاً صبح کے وقت ساتوان رکن یمانی کے پاس خاصۃً صبح کو
آٹھوان مابین رکن یمانی اور باب مسدود کے کہ پشت کی جانب خانۂ کعبہ کے سامنے
اس دروازے کے تھا اس مقام کو مستجاب کہتے ہین نوان درمیان رکن یمانی اور
حجر اسود کے دسوان مقام ابراہیم کے پاس خصوصاً صبح کو گیارھوان زمزم پر خصوصاً غروب کے
وقت بارھوان خانۂ کعبہ کے اندر چارون کونے مین اور ستونون کے درمیان خصوصاً
زوال کے وقت تیرھوان وچودھوان صفا مروہ پر خصوصاً بعد عصر کے پندرھوان بین المیلین
سولھوان وسترھوان عرفات پر دو مقام ہین ایک بیری کے درخت کے نیچے زوال کے
وقت مگر اب درخت کا نشان باقی نہین ہی دوسرا جبل رحمت کے بائین طرف سورج
ڈوبتے اٹھارھوان مشعر الحرام قبل طلوع انیسوان وبیسوان منی مین دو جگہ مسجد خیف
کے پاس اور جہان کنکریان مارتے ہین خصوصاً چودھوین تاریخ آدھی رات کو یہ مقامات
مشہور ہین سوا اسکے اور بھی لوگون نے بیان کیے ہین اور بہتر دعا یہ ہی کہ
اللھم ادخلنی الجنۃ بغیر حساب اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب الدعوات ہونے کی
دعا مانگے اور صفا پتھر بہت صاف اور سفید کو کہتے ہین اور مروہ سنگ سیاہ و زرد رنگ کو
بولتے ہین اخبار مین وارد ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا وہان پہونچے تو
حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر اقامت فرمائی پس بسبب نزول صفا کے

مقامات مجربہ

صفا ہوا اور حضرت حوا نے مروہ پر سکونت کی سو بسبب سکونِ مرأۃ کے مروہ ہوا ابن عباس سے
روایت ہی کہ صفا پر ایک بُت تھا مسمی بہ آساف بصورت مرد اور مروہ پر ایک بُت تھا نائلہ
بصورت عورت دراز بالا اور خوبصورت اہل کتاب کہتے ہین کہ ان دونون نے خانہ کعبہ مین
زنا کی تھی کہ حضرت محول الاحوال نے اُنکو پتھر کر دیا پس اُس زمانے کے لوگون نے
عبرت کے واسطے ایک کو کوہ صفا پر رکھا اور دوسرے کو مروہ پر جب ایک مدت اسپر
گذری تو مردم جہلا اور سفہا آساف اور نائلہ کو خدا اعتقاد کرکے پوجنے لگے اور زمان
جاہلیت مین اجلاف عرب اِنکا طواف کرنے لگے اور موسم حج مین اُنکی تعظیم اور اہل مدینہ
قبل از اسلام جو وہان جاتے تو پہلے منات کی زیارت کرتے اور رسم جاہلیت یہ ہو گئی تھی
کہ جو کوئی منات کی زیارت کرتا صفا او مروہ کا طواف اُسکو حلال نہ ہوتا جب دولت
اسلام کی نوبت آئی تو مسلمانون کو اس سبب سے صفا اور مروہ کے طواف مین عار و ننگ
ہوا کہ اُنپر بت رکھے تھے لہذا یہ آیت نازل ہوئی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور
بعضے کہتے ہین کہ سبب کراہت اہل اسلام کا یہ تھا کہ راتون کو دیو اور شیاطین مابین صفا
اور مروہ جمع ہوکے مزامیر بجاتے گاتے اور لوگون کو فریب دیتے کہ اس سے اکثر لوگ
گمراہ ہو گئے اور آساف او نائلہ کی پرستش و عبادت کی خواہش کرنے لگے اور ازرقی نے
حویطب ابن عبد العزی سے روایت کی ہی کہ مین ایک روز ایام جاہلیت مین کعبے کے
سایہ مین بیٹھا تھا یکایک ایک عورت آئی اور پردہ کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرنے لگی کہ یا الٰہی
مین اپنے شوہر کے ہاتھون سے تنگ ہون کہ مجھے بے سبب مارا کرتا ہی بمجرد اس دعا کے
ہاتھ اسکے شوہر کے شل ہو گئے چنانچہ مین نے اُسکو اسلام مین شل دیکھا تھا جب
اُسی نے اپنی تاریخ مین بسند صحیح بیان کیا ہی کہ ایک عورت عقیمہ نے ایام جاہلیت مین
ایک لڑکا اپنے اقارب سے لیکر پرورش کیا اور آپ اکثر اوقات اُسکو تنہا چھوڑ کر کسب
معاش کے لیے جاتی ایک روز اس لڑکے نے تنہائی کی شکایت کی تب اُسنے کہا اے
لڑکے اگر کوئی ظالم تجھپر بحالت تنہائی کچھ ظلم کرے تو بے تامل خانہ خدا مین جاکر فریاد
کرنا کہ مالک خانہ تیری فریاد کو پہونچیگا اتفاقیہ ایک ظالم نے ایک دن اُسکو تنہا پاکر اُٹھا لیا
اور لے بھاگا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا ایک مرتبہ تقریباً کعبہ شریف مین آیا تو
وہ لڑکا بھی اُسکے ساتھ تھا چنانچہ اُسنے جونہین کعبہ کو دیکھا تو آدمیون سے پوچھا کہ

یہ کیا مکان ہے سب نے کہا خانۂ خدا ہے اسنے اپنی ماں کی بات یاد کرکے کعبے کے طرف ارادہ کیا اور دوڑکر
پہونچ گیا اور پردے کو مضبوط پکڑ کے کھڑا ہو رہا اور وہ غاصب بھی اسکے پیچھے دوڑتا ہوا
اسی کے ساتھ کعبے مین پہونچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ بڑھا کے پکڑوں ہاتھ شل ہو گیا پھر
بایان ہاتھ بڑھایا وہ بھی شل ہو گیا جب اسنے یہ معاملہ دیکھا تو سرداران قریش سے اپنا
حال کہا اور یہ بھی کہا کہ مین اس لڑکے سے دست بردار ہون جہان چاہے چلا جاوے
مگر میرے ہاتھ درست ہو جائین سو تم اسکے علاج جو کچھ جانتے ہو بتلاو اکا بر قریش نے
کہا کہ دونون ہاتھوں سے ایک ایک اونٹ قربانی کر چنانچہ اسنے قربانی کی اسکے ہاتھ
اچھے ہوے اور ازرقی نے عبد المطلب ابن ربیعہ ابن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص سا
بنی کنانہ کا اپنے چچازاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ بیچارہ ہر چند خدا سے پناہ مانگتا تھا کہ
یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا ناچار مظلوم نے خانہ کعبہ سے پناہ پکڑی اور دعا کی کہ یا الٰہی
فلان شخص مجھپر ظلم کرتا ہے سو تو اسکو ایسے درد مین مبتلا کر کہ لا دوا ہو اور یہ دعا کرکے اپنے
گھر چلا آیا تو اس ظالم کا پیٹ پھول گیا ہر چند بہتا سچہ کیا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو پیٹ پھٹ گیا
عبد المطلب کہتا ہے کہ مین نے یہ قصہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا حضرت ابن عباس نے
کہا کہ مین نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ مین کھڑا ہوا اپنے ظالم پر فریاد
کر رہا تھا کہ یا الٰہی وہ اندھا ہو جاوے فی الفور اندھا ہو گیا چنانچہ لوگ اسکا ہاتھ پکڑ لیے
لیے جاتے تھے اسی طرح کے کرشمہ اور عجائبات اس مکان کے بہت ہین اور ہمیشہ
ظاہر ہوتے رہتے ہین اور اسی سبب سے ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصئون رہا ہے اسواسطے
کہ کوئی آدمی بخوف عقوبت عاجلہ ساکنان مکہ سے تعرض نہین کرتا اور سب لوگ ہتک
حرمت اس مکان سے پرہیز رکھتے ہین اور اصلا اس مکان مین باہم مناقشہ نہین کرتے
تنبیہ واضح ہو کہ کعبہ کو کئی وجہ سے بیت المقدس وغیرہ معابد اور مساجد پر تفضیل ہے
اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع
للناس للذی ببکۃ سے واضح ہے یعنی اول گھر کہ بنایا گیا ہے واسطے آدمیون کے تا کہ اسکی
زیارت کرین اور اپنا معبد گردانین وہ گھر ہے کہ مکہ مین واقع ہوا اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے
کہ آدم سے بھی پہلے تھا دوسرے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سلیمان
علیہما السلام سے نسبت دیتے ہین اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا ہے

ف ابراہیم نخعی فرماتے ہین کہ موضع بیت مکہ تو ایک جگہ سے ... مسجد ... اور ... عبیدہ ... اور ... بیان ... ۱۴

اور وجہ حضرت خلیل کا کثرت مناقب اور رفعت مراتب مین حضرت سلیمان اور داود علیہما السلام سے
ارفع ہے پس بنا انکی بھی افضل ہے تیسرے یہ ایسا مبارک مقام ہے کہ کبھی طائفت اور عاکفت اور زائر
اور ناظر سے خالی نہین رہتا تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ زمین کروی الشکل ہے پس جس وقت اور آن
زمین پر فرض کرین ایک قوم کی صبح ہوگی اور ایک قوم کی ظہر اور ایک کی عصر اور ایک کی مغرب
اور ایک کی عشا پس کعبہ کسی وقت توجہ نمازیون سے خالی نہین رہتا ہے وابستگی تمام دائم
باقی ہ یکدم نہ علی الدوام دائم باقی + چوتھے اس گھر مین ایسی نشانیان روشن ہین کہ ہرگز اور
کہین نہین ہین سو بعض انمین سے وہ ہین کہ خاص کعبہ سے علاقہ رکھتی ہین اور بعض وہ ہین کہ
برکت کعبہ سے حرم مین ظاہر ہین پس قسم پہلی دو قسم ہے ایک تو وہ کہ خواص اور عوام پر ظاہر ہے دوسری
وہ کہ ارباب وحی ملک علام اور اصحاب کشف اور الہام پر ظاہر ہے پس قسم اول کی چند باتین بیان
کرتا ہون اول یہ کہ خار اور درخت اس مکان کا نہین کاٹتے اور شکار وہان کا نہین پکڑتے اور
درخت اس گھر کی یہان مرتبہ ہے کہ ہرگز پانی کا سیل حل سے حرم مین نہین آتا تاکہ خاک غیر حرم
انمین نہ ملے چنانچہ حضرت ابن عباس اور امام شافعی کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف
حل مین لیجانا مکروہ ہے دوسری یہ کہ پرندہ کسی قسم کا اسپر نہین بیٹھتا مگر شاذ و نادر روایت
صحیح ہے کہ جب کوئی طائر بیمار ہوتا ہے تو بالہام الٰہی اس گھر سے پناہ پکڑتا ہے اور اس سے استشفا
کرتا ہے اور چنگا ہو جاتا ہے تیسری یہ کہ جب اڑنے والے جانور صفین باندھ کے مکہ پر اڑتے ہوے
آتے ہین تو مقابلہ بیت الحرام کی صف بیچ سے نکل کے داہنے بائین ہو جاتے ہین چنانچہ یہ بات
بارہا تجربہ ہوئی ہے چوتھی یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر بیحیا نے اس مکان کا قصد کیا تو
صدمہ صولت جباری اور سطوت ہیبت قہاری حضرت باری نے گردن تجبر اور تکبر اسکی توڑ دی
چنانچہ قصہ ابرہہ کا اسیر و ذلیل ہوے کج روے کو رخ بتابد از شہ ما در بساط + مات یابد چون پیادہ
خویش را در پاے پیل + پانچوین یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیرہ چشم تیرہ روزگار اسکی زیارت
سے مشرف ہوا البتہ دل اسکا نرم ہو گیا اور دیدہ و دل سے اشکبار ہوا بلکہ ایک جماعت نے
قساوت قلبیہ سے انکار بھی کی تھی اور بعد مشاہدہ کے مقر ہوئی اور خاصہ یہ ہے کہ جو شخص وہان
گیا یا تو ہنسا یا رویا چھٹوین یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہین رہتا بلکہ سلف کے لوگون نے
مدتہا اسکا انتظار کیا تاکہ خلوت مین اپنا راز دل عرض کرین لیکن خالی نہ پایا اگر آدمی نہ ملا تو
سانپ ہی ملا کہ طواف مین مشغول تھا ساتوین یہ کہ خاک کعبہ رشک آب حیات ہے اور ازالہ

امراض کی دوا آٹھوین جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بلا تکلف ملتے ہین کہ باز اور تیہو ایک
آشیانہ مین بسر کرتے ہین اور بترہ اور گرگ ایک چشمے سے پانی پیتے ہین بیت در ملک تو باز
اگرچہ بیمار شود ✽ از بیم تو آرزوے تیہو نکند ✽ نوین[۹] جو کوئی جانور شکاری حل مین کسی شکار پر
ارادہ کرے اور وہ صید حرم مین بھاگ آوے تو شکاری پلٹ جاتا ہے تفسیر حدادی مین لکھا ہے
کہ ایک آیات بینات سے یہ ہے کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہین اور اگر کوئی اُنسے تعرض
کرتا ہے تو حرم مین آکے استغاثہ کرتے ہین اور اپنی داد کو پہونچ جاتے ہین دسوین[۱۰] آب زمزم
سے استشفاء امراض احادیث صحیحہ مین وارد ہے اور گرسنہ سیر ہوتا ہے اور تشنہ سیراب وہب
ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ مین آب زمزم کی بہت تعریف لکھی ہے طعام طعیم وشفاء سقیم
مصرعہ چشمہ حیات روان آب زمزم ست ✽ اور ایک عجیب تر بات یہ ہے کہ چاہ زمزم
شب برات کو ایسا جوش مارتا ہے کہ لب تک پانی آجاتا ہے کہ سب لوگ اُسکو جانتے ہین
فائدہ زمزم ایک کنوان ہے کہ بفاصلہ اٹھتیس[۳۸] ذراع کعبے سے واقع ہے عرض منہ اُسکا تحقیق زمزم ۱۲
چار در چار ہے اور عمق ننانوے[۹۹] گز کا وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ پانی اُسمین بہت ہے یقال ماء زمزم
ای کثیر اور بعضے کہتے ہین کہ مشتق ہے زمۃ سے وہی الغمز بالعقب فی الارض اور یہ کنوان
ایک گنبد مین ہے جسکو سقایۃ الحاج بولتے ہین اور اُسکے عقب مین ایک گنبد ہے جسکو
قبۃ الفراشین کہتے ہین اور موذن اُسی پر کھڑا ہوکے اذان کہتا ہے رسالہ فضائل مکہ مین
لکھا ہے کہ یہ گنبد جسکو سقایۃ الحاج کہتے ہین ابتداءً حضرت عباس نے بنایا تاکہ حاجی لوگ
وہان کھڑے ہوکے آب زمزم پیئین اور میزاب الرحمۃ کے نیچے سفید اور سیاہ اور سرخ
سبز وزرد رخام پتھرون سے فرش ہو گیا گیارھوین[۱۱] ہر سال لاکھون آدمی منٰی مین سنگریزے
ایک موضع پر ڈالتے ہین اور وہ موضع سیل آب اور ہبوب ریاح بھی نہین ہے مگر دوسرے
برس اُسقدر نہین ملتے تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جسکا حج مقبول ہوا جمرات اُسکے آسمان پر
اُٹھائے جاتے ہین بارھوین[۱۲] یہ ہے کہ رکن یمانی پر دو فرشتے معین ہین کہ حاجیون کی
دعا کے امین ہین اور اُسمین ایک دروازہ ہے دروازے بہشتی سے چنانچہ ابن عمر اور
حسن بصری سے منقول ہے اور حجر اسود کو روز قیامت دو آنکھین اور زبان عنایت
ہونگی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے تیرھوین[۱۳] یہ ہے کہ مقام ملتزم پر کہ میان در اور حجر کا
نام ہے جو کوئی دعا کرے مقبول ہے اور اس اجابت دعا کے عجائبات مین منجملہ اُسکے یہ ہے

کہ عبداللہ ابن زبیر نے ملک حجاز اور مصعب ابن زبیر نے تولیت عراق اور عبدالملک نے
بادشاہی شام اور مصر اقلیم اور خراسان کی دعا مانگی سو قبول ہوئی چودھوین تحت المیزاب
محل اجابت دعا ہو چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ انھون نے اپنے
اصحاب سے فرمایا کہ یہ مین بہشت [illegible] کیطرف کھلا ہوا ہو جب تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ
تحت المیزاب ایستادہ تھے اور عبداللہ ابن عباس اور عطا ابن ابی رباح سے بھی اسی
طرح کی حکایات منقول ہین پندرھوین مابین رکن و مقام کے تا حجر اور زمزم تک انیسوے
پیغمبر مدفون [illegible] ستر [illegible] سے بھی بیان کرتے ہین اور حضرت
اسمعیل علیہ السلام بھی مابین میزاب اور باب غربی کے مدفون ہین سولھوین ہر روز
بہشت کی خوشبو یہان نازل ہوتی ہو جسکا مشام [illegible] خوش [illegible] اور غل سے پاک ہو
اسکو استشمام نصیب ہوتا ہو [illegible] اور عالم معطر ہو رہے [illegible] آشنا با دید کہ بوسے
آشنائی [illegible] ہزار نماز کے برابر ہو اور حضرت جابر
رضی اللہ عنہ [illegible] لاکھ نماز کے برابر ہو مین کہتا ہون کہ
حرم [illegible] ایک برس کے [illegible] جو کہ
[illegible] وہان رکھنا برابر لاکھ
روزون کے [illegible] لاکھ درم کے ہو اور حاکم نے
ابن عباس سے [illegible] لاکھ نیکی کے برابر ہو اور حدیث مین
آیا ہو کہ [illegible] انیسوین قبلہ ہو تمام عالم کا
[illegible] ستر ہزار فرشتے اپنے بازؤن سے صاف
کرتے ہین [illegible] استغفار مین مشغول رہتے ہین بیسوین
حق تعالے [illegible] ایک سو بیس نظر رحمت کی کرتا ہو ساٹھ واسطے طائفین کے
اور چالیس واسطے [illegible] ہین کے اور بیس واسطے ناظرین کے اور حدیث مین آیا ہو کہ
النظر الی الکعبة عبادة اکیسوین ابن مردویہ اور اصبہانی اور دیلمی جابر ابن عبداللہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے
کہ قیامت کے دن کعبے کو دولھن بنا کے فرشتے میدان مین لائینگے اتنا سے راہ مین
میری قبر پر گذریگا اور کہیگا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مین جواب دونگا

[illegible] علیہ السلام یا بیت اللہ میری امت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو کیا سلوک
کریگا وہ جواب دیگا کہ یا رسول اللہ تیری امت سے جسنے میری زیارت کی ہے میں اسکا
شفیع ہونگا [illegible] حاجت سے آپ خاطر جمع رکھیے اور جو یہاں نہ پہونچ سکا اسکے واسطے
آپ شفیع ہونگے [illegible] سمجھا شہرت فضائل اور محامد اس گھر کے قوت ناطقہ اگر لاکھ
برس تک بیان کرے تو تمام نہیں ہوسکتی اور طوطی ناطقہ اگر ہزار برس تک
[illegible] ہوسکتی فائدہ اہل عرفان آیۃ ان اول بیت وضع
للناس [illegible] تاویل کرتے ہیں کہ پہلا گھر جو مکہ صدر انسانی میں واسطے
مظہریت کے [illegible] ہوا خانۂ دل ہے اور جیسا کعبۂ معظمہ قبلۂ عالمیان ہے اسی طرح
دل [illegible] زیارتگاہ [illegible] کا اور خانۂ دل منظر نظر
رب العالمین [illegible] کا اور بیت باطن کا رابطہ ہے [illegible]
[illegible] لکھا ہے کہ اپنے دل کو اس گھر سے جسکو ظاہر میں بیت
[illegible] اول اور آخر دونون ہوا اسواسطے کہ
[illegible] ہے اور اول تو وہ راسے اول
[illegible] فیہ آیات بینات مقام ابراہیم اس
[illegible] ہیں کہ عقلاً اسکی وحدانیت حق ہے دلیل
[illegible] اور انھین آیات سے ایک مقام ابراہیم ہے
[illegible] ہیں کہ مقام ابراہیم یہی تھا کہ نفس اور رفت زند
[illegible] جلال مین بدل کیا پس جو شخص کہ نظر اس ہو جنت ہے
[illegible] آراستہ نہو اسکا سفر اور سعی سب باطل ہے اور حضرت شبلی
[illegible] ہیں کہ مقام ابراہیم خلعت ہے اور جو کہ مقام خلعت مین پہونچا سب
[illegible] حضرت شاہ میر محمد قاسم قدس سرہ فرماتے تھے کہ مقام ابراہیم
علیہ السلام کا تسلیم ہے ومن دخله کان آمنا سو جو شخص قدم اپنا حرم تسلیم مین رکھے
[illegible] اختیار قبضۂ اقتدار پروردگار مین دے دغدغہ ہواجس شیطانی اور
وسوسہ علائق نفسانی سے امین رہیگا ع یک قدم از خودی خویش برون نہ تاکہ
تا بہ بینی [illegible] اندر حرم دوست روی ✦ خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے بصدق ادب

قدم اپنا مقام نیاز اور خدمت مین رکھا آفات صوری اور معنوی سے محفوظ ہوا اور حقیقت یہ ہی کہ جب سالک نے قدم صدق دار محنت مین قائم کیا تو ضرر التفات کونین سے اور فتنہ تعلق منزلین سے امین ہوا انتہی قولہ الصحیح اور کشف المحجوب مین لکھا ہی کہ حرم کو اسواسطے حرم کہتے ہین کہ اسمین مقام ابراہیم اور محل امن ہی اور ابراہیم کے دو مقام ہین ایک تن دوسرا دل پس جو شخص قصد تن کا کرے افعال حج ادا کرے اور جو کوئی عزم دل کا کرے مالوفات اور لذات اور راحات سے اعراض کرے اور اغیار کو اپنے دل مین جگہ نہ دے پس مقام محبت پر پہونچ گیا اور اِس مقام کا داخل ہونا موجب امن ہی فائدہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی رب اجعل ہذا بلدا آمنا یعنی اے خداوند پروردگار میرے بنا دے تو اِس صحرا کے تئین اور روق کو کہ اسمین سوا اسے چند خانہ داروں کے اور کوئی نہین رہتا ہی ایک شہر آبادان تاکہ فائدہ اِسکے بنانے کا حاصل ہو اسواسطے کہ اگر اِسکے قریب کوئی شہر آباد اں نہ ہوگا تو طواف اِسکا کون کریگا اور اعتکاف کون بیٹھیگا اور نماز کون پڑھیگا لیکن با امن ہو اسواسطے کہ ورود آفات سے شہر ویران ہو جاتا ہی قطع نظر اِسکے قافلے حاجیوں کے جو دور دراز سے آئینگے پہونچ نہ سکینگے اور بھی یہ صحرا نہ قابل زراعت ہی اور نہ قابل گیاہ کہ اِسمین مویشی اور آدمی بسر کرسکین اِسواسطے اِس مکان مین امن ہوا فرجاہیے کہ تاجر لوگ ہر طرف سے غلہ وغیرہ اجناس یہان لاوین اور فروخت کرین تاکہ یہان کے رہنے والون پر روزی فراخ ہو اور جو آدمی اُس جگہ واسطے تحصیل ثواب دینی اور فوائد دنیوی کے آوین خوف سے امین رہین والا اجتماع واختلاط ممکن نہوگا اِسواسطے کہ صورت خوف مین انسان بھاگتا ہی اور دفع ضرر کو جالب منفعت پر مقدم جانتا ہی اگر کوئی کہے کہ امن تو ہر مقام مین واجب ہی وجہ تخصیص اِس مکان کی کیا ہی تو جواب یہ ہی کہ ہر چند امن ہر جگہ تمام روے زمین مین شرعاً واجب ہی اور تعرض بلا سبب جانی ہو یا مالی جائز نہین لیکن اِس مکان کو خصوصیت ہی کہ دوسرے مقام کو یہ خصوصیت نہین ہی کیونکہ یہ قلعہ خاص بادشاہی ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ سلطانی کو بہ نسبت اور ممالک کے تخصیص ہوتی ہی و لہذا شکار کرنا وہان حرام ہی اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اگر مرتکب کسی حد کا یا قاتل نفس کا حرم مین داخل ہو تو تعرض کرنا

جائز نہین ہے بلکہ اُسکو تنگ کرنا چاہیے کہ یہان سے نکلجائے بعد اُسکے اُسپر سزاے شرع جاری کیجائے اور دوسری دعا یہ کی وارزق اہلہ من الثمرات یعنی روزی دے اِس شہر کے باشندون کو طرح طرح کے میوون سے تاکہ اشتیاق سے اور شہرون مین نہ جاوین پس مجیب الدعوات نے اول دعا اِس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم غریب آزار کا اُس مکان جلیل الشان مین دسترس نہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی الفور ہلاک ہوا چنانکہ قصۂ اصحاب فیل اور حکایت مشہور ملعون نائب یزید پلید اِسپر دو گواہ ہین اور جو کوئی بافہم یہ سمجھے کہ حجاج ثقفی شہرۂ آفاق بہ ظلم و ستم کسطرح وہان غالب آیا جب کہ وہ سنہ بہتر خواہ سنہ تہتر ہجری مین محاصر کعبہ ہوا اور عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو جواب یہ ہے کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب تہ یا ایذا دہی اہل مکہ ہرگز نہ تھی و لہذا اُس شہر کے لوگون سے مزاحم و متعرض نہین ہوا اور جو جور و ستم اُس مردود مطرود سے واقع ہوے اور عمارت کعبے کی اُس صدمے سے شکست و ریخت ہو گئی اُسنے پھر بکمال زیب و زینت اصلاح دیدی پس معلوم ہوا کہ غرض اُسکی صرف قتل عبد اللہ ابن زبیر سے تھی اور دعا دوسری اِس طور سے قبول ہوئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شہر طائف کو زمین فلسطین اور شام سے اپنے پرون پر اُٹھا کر لائے اور سات مرتبہ گرد کعبہ طواف کرا کے تین منزل پر بالاے جبل رکھدیا کہ اتبک موجود ہے اور اللہ جل شانہ نے محض عنایت و کرم سے اُسکی آب و ہوا ایسی تھی قائم رکھی اِس غرض سے کہ ایام تابستان مین گرمی کی شدت مکے مین ہوتی ہے اور حاجیون کو تکلیف ہوتی ہے سو بعد فراغت طائف مین آوین چنانکہ جب حجاج بیت اللہ و مناسک و فرائض حج سے فراغت پاکر طائف مین آتے ہین اور وہان ہوا سے سرور و خوش پاتے ہین اور میوۂ طائفی اور انار وغیرہ میوۂ سرد سیر کھاتے ہین تمام حرارت رفع ہو جاتی ہے اور دوسری طرح اور بھی یہ دعا قبول ہوئی کہ مصر و ہند و سندھ و فارس و بصرہ کے رہنے والون کے دل ایسے اِس طرف مائل ہوے کہ انواع غلات اور فواکہ کے جہاز بھر کر وہان لاتے ہین اور یہی سبب ہے کہ اِس شہر مین ہمیشہ ہر ایک مقام کے تحائف و فواکہ دستیاب ہوتے ہین **فائدہ** سبحان اللہ بحمدہ خدا کی درگاہ عجب لاابالی ہے کہ سب پیغمبر اولوالعزم ہر دم اپنے قول و فعل مین

کا پہنچتے رہتے سمجھتے تھے کہ دیکھیں ہمارا قول و فعل قبول ہوتا ہے یا نہیں چنانچہ حضرت ابراہیم
و اسمعیل علیہما السلام وقت تعمیر عمارت کعبہ یون دعا فرماتے تھے ربنا تقبل منا انک
انت السمیع العلیم یعنی اے پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس محنت و
خدمت کو قبول کر کہ تو سننے والا ہے دانا سب دیکھنا چاہیے کہ اس مقام میں کیا ہی لطف
اور فصاحت ہے کیونکہ لفظ تقبل دلالت تکلف قبول پہ کرتی ہے اور تکلف قبول اسی جگہ
ہوتا ہے جہان وہ شئے قابل قبول نہو اور قابل قبول میں تقبل بولتے ہیں چنانچہ ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بھی وقت افطار صوم فرماتے تھے اللہم لک صمنا و علی
رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم رواہ الدارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ
عنہ یہ بھی وہی مضمون نفس ہے جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی دعا میں تھا
اور سوا اس دعا کے یہ بھی فرمایا ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک
یعنی اے پروردگار ہمارے کر دے تو ہمکو منقاد و فرمانبردار اپنے احکام کا اور ہماری
اولاد سے ایک امت حکم بردار اپنی اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں پیغمبرون کو از روے
فراست صادقہ نبوت یہ معلوم ہوا کہ ہرگاہ خداوند کبریا نے ہمکو بنا کعبہ کا حکم دیا ہے
تو البتہ اس تقرب سے کوئی اور رنگ عالم میں ظہور پکڑیگا اور عبادت کی اور ہی طرح
کی شبیہ بصورت پرستی اور عشق مجازی ہو قرار پائیگی اور اسی وسیلے سے آدمی
ہر رنگ مایت نعمت مشاہدہ پائینگے اور اسرار اس حکمت کے بادی النظر میں مبتلا
عقل جلوہ گر ہونگے تو ایسا نہو کہ ناواقفیت اسرار اور بے اطلاعی احوال سے بھی
صورت پرستان احکام الٰہی میں جیسے یا میری اولاد سے کسی طرح کا تہاون
یا تغافل واقع ہو لہذا حکم بردار ہونا اپنا اور اولاد کا مانگا تاکہ جس رنگ میں اور جس
وضع میں وہ احکام نازل ہون بلا طلب اسرار قبول کرلیں اور مقصود اس بیت سے
معرفت بندگی مالک بیت کی ہو نہ عبادت و بندگی اس گھر کی اور اور سے مناسک میں
کہ تنبیہ مشتمل آبروریزی اور اختیار وضع مستانہ و مجذوبانہ پیرہن اور ظاہرا و تکرار
منافی ہیں کسی طرح کی مخالفت واقع نہو بلکہ اطاعت احکام ان عبادت کا
جو اس گھر سے متعلق تھی بدون معرفت احکام ممکن نہیں تھی عہد دعا سے اولی میں
شامل کر کے یہ دعا فرمائی وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم

یعنی دکھلا دے ہمکو اور ہماری اولاد کو دستور حج کرنے کے اور معاف کر ہمکو کہ تو ہی ہے
معاف کرنے والا مہربان یعنی دستورات و حکمتیں عبادت کی جو متعلق اس گھر کے ہوں
اور زمانہ عبادت اور کیفیت اسرار جو اسمیں پوشیدہ ہیں دکھلا تاکہ بعیان بصری یہ سب
چیزیں منکشف ہو جائیں کہ ہم اسکے مطابق عمل کریں اور اپنی اولاد کو بتلا دیں
فائدہ یہ کلام حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کا ربنا واجعلنا مسلمین محل
خدشہ ہے کیونکہ مسلمان ہونا ان صاحبوں کا بالیقین ثابت ہے پس تحصیل حاصل کی لازم
آتی ہے اور تحصیل حاصل بے فائدہ محض ہے اور رفع اس خدشے کا ہمارے استاذ الاستاذ
تفسیر عزیزی میں اسطرح فرماتے ہیں کہ اس کلام سے ثبات و استقرار اسلام پر
مقصود ہے نہ حصول اسکا اور اکثر یوں واقع ہے کہ دوام اور ہمیشگی ایک شی کی بلفظ
اسی شی کے طلب کرتے ہیں لیکن یہ توجیہ اس حال میں درست ہے جب مراد اسلام سے
دین مسلمانی اور اعتقاد ہو اور اگر انقیاد تام مراد ہو تو طلب اسکی ہر شخص کو مفید ہے
نبی ہو یا غیر نبی کیونکہ تکلیفات الہیہ کا انحصار نہیں ہے اور جب تکلیفات منحصر نہوے
تو انجام اسکا بدون عنایت دائمی ممکن نہیں ہے بخلاف اعتقاد دینی کے کہ یہ ایک امر
مضبوط ہے اور توفیق ایک بارہ اسمیں کافی اور وافی ہے پس اس مقام میں انقیاد
مراد ہے نہ دین اسلام و اعتقاد **فائدہ** حضرات انبیا علیہم السلام گناہ سے
معصوم ہیں پھر ان حضرات نے کسطرح فرمایا تب علینا انک انت التواب الرحیم
کیونکہ جب عصمت ہے تو گناہ نہیں ہوگا اور جب گناہ نہوا تو توبہ کی ضرورت نہیں
اور حل شبہ یوں ہوتا ہے کہ بمقتضاے حسنات الابرار سیئات المقربین اکثر امور
ایسے ہیں کہ حق انبیا میں حکم گناہ رکھتے ہیں اور حقیقۃً گناہ نہیں ہیں اور یہ مقتضا
منصب کا ہے لہذا حدیث میں آیا ہے یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب
الی اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے
توبہ ذریت کی تھی کیونکہ ضمیر متکلم مع الغیر دعا میں واقع ہے یعنی تب علینا گو آپ
گناہ سے معصوم تھے جسطرح اسلام اولاد کے ساتھ ملایا تھا اور جب اکثر لوگ
مرتکب ایک فعل قبیح کے ہوکر محتاج توبہ ہوتے تو استدعاے توبہ واسطے
انکے لیے صحیح ہوا چنانچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے تفسیر ابن جریر میں روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو حج تعلیم کر چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حج کرایا اور احرام سے حلق سر تک جتنے واجبات و سنن و آداب وغیرہ تھے سب سکھلائے بلکہ ادا کرائے یعنی اول احرام باندھا پھر طواف قدوم کیا پھر صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے اور آٹھویں ذی الحجہ کو منا میں قیام کیا پھر عرفات میں کھڑے ہو کر لبیک لبیک کہا اور نویں تاریخ مزدلفہ میں تشریف لائے اور شب باش ہوئے پھر دسویں تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو پھرے اور رمی و ذبح و نحر کیا اور موئے سر ترشوائے اور احرام سے نکلے اور کپڑے بدل کر طواف الزیارۃ کو تشریف لیگئے اس آنے میں جمرۂ عقبہ پر کہ منا کی حد میں واقع ہے ابلیس ملا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بموجب اشارۂ جبرئیل علیہ السلام سات کنکریاں ماریں کہ وہ مردود بھاگا پھر دوسرے تیسرے دن بھی ابلیس ملا تو اسی طرح سات سات کنکریاں ماریں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بھی اس حج میں شریک تھے اس قصے کو بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دونوں پیغمبران علیہما السلام نے پیادہ پا حج ادا کیا تھا بالجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے تو حکم حق ہوا کہ آدمیوں کو حج کے واسطے ندا کر التماس کیا کہ یا الٰہی میری آواز سب لوگوں کو کہاں سے پہونچیگی ارشاد ہوا کہ تو آواز کر اور پہونچانا ہمارا کام ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سنگ پر جس پر چڑھ کر کعبہ بناتے تھے کھڑے ہوئے اور وہ پتھر اتنا بلند ہوا کہ ابو قبیس پہاڑ سے بلند ہو گیا اور بقولی پہاڑ ہی پر چڑھ کر دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور جانب راست و چپ تین تین بار باواز بلند پکارے کہ اے آدم کی اولاد خدا نے زمین پر اپنا گھر بنایا ہے اور تمکو حج کا حکم دیتا ہے پیادہ آؤ یا سوار اللہ نے یہ آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان میں ڈالی حتی کہ جو صلب پدر اور رحم مادر میں تھا اسنے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لبیک کہا اور کسی نے دو بار اور بعض نے اجابت نہ کی پس جسنے اجابت نہ کی اسکو حج نصیب نہوا اور جسنے ایک مرتبہ لبیک کہا اسکو ایک حج نصیب ہوا اور جسنے دو مرتبہ کہا اسکو دو مرتبہ و علی ہذا القیاس

اور اسی ندا سے عام کا حکم سورۂ انبیا میں یوں ارشاد ہوا ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق یعنی پکار دے لوگوں میں حج کیواسطے

کہ اونمین تیری طرف پیرون چلتے اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے
ابن ابی حاتم نے تفسیر مین اور ازرقی نے تاریخ مین لکھا ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہین کہ اول اہل یمن نے لبیک کہا ہو اور یہی
سبب ہو کہ اہل یمن حج بہت کرتے ہین اور مراد اوناس سے اہل قبا ہین اور حسن نے زعم
کیا ہو کہ مامور اس تاذین کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین چنانچہ حجۃ الوداع مین فرمایا
ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا روایت ہو کہ جب دونون پیغمبر عظیم القدر حج سے فارغ
ہوے تو خیال کیا کہ مناسک حج احرام سے تعلق بہت ہین جسکی ادا مین ایک مدت
دراز گذرتی ہو اغلب ہو کہ تقصیر و سہو بھی واقع ہو اسلیے یون دعا فرمائی ہو وتب علینا
انک انت التواب الرحیم کما ذکر پیا بقا غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسک
حج مین مجھسے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر پڑ جائے تو اُسکے کفارہ سے بھی آگاہ کر
تاکہ تدارک مافات کرون مثلاً حالت احرام مین کوئی سیاہ کپڑا پہنے یا ناخن ترشوالے
یا خوشبو لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا چاہیے جس سے تدارک
مافات ہو جائے چنانچہ اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا طریق مسلمانون مین
شروع ہوا کہ قصہ مین مذکور ہو فائدہ اس مقام مین مجملاً کفارہ جنایات
لکھا جاتا ہو اگر احرام والا کسی عضو مین خوشبو لگاوے خواہ مہندی کا خضاب
کرے یا تیل لگاوے یا سیاہ کپڑا پہنے یا دن بھر سر سے اوڑھے یا چوتھائی سر یا ایک
بغل یا ناف کے نیچے کے بال مونڈے یا ناخن کاٹے دونون ہاتھ یا دونون پیر کے
یا ایک ہاتھ ایک پیر کے مجلس واحد مین خواہ طواف القدوم یا طواف الصدر ناپاکی مین
روا کرے یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے یا طواف الزیارۃ سے تین شوط خواہ
کم ترک کرے یا منا اور حرم کے سواے کہین اور حلق کرائے یا عورت کو بہ شہوت
چھووے یا بوسہ لے یا حلق و طواف الزیارۃ کو قربانی کے دنون سے تاخیر کرے یا کسی
عبادت مین تقدیم و تاخیر روا رکھے جسطرح کنکریان مارنے سے پیشتر حلق راس
کرائے تو اسپر ایک بکری یا گاے ذبح کرنا واجب ہو اور جو ایک عضو سے کم مین
خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی سر سے
کم منڈاوے یا پانچ انگلیون سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور محرم یا حلال کا

سر مونڈے یا طواف القدوم بے وضو کرے یا طواف الصدر بعینہ تین شوط کرے یا تینون مقامون سے کسی مقام کی کنکریان مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ وزن انگریزی لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر آدھی چھٹانک تخمیناً ہوتے ہین صدقہ دے اور اگر بیماری کے باعث سے یا کسی اور عذر سے خوشبودار چیز کا استعمال کرے یا اپنے سر کو حلق کرے تو بکری یا گاے ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ فقیرون کو صدقہ دے خواہ تین دن روزہ رکھے اور اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہوا اور اسکو لازم ہے کہ ذبح کرے اور دوسرے سال قضا کرے اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور کو شکار بتلا دے قصداً یا سہواً تو اسپر عوض ہے خواہ صید درندہ ہو یا اور اور بدلہ یہ ہے کہ جو کچھ دو شخص عادل ساکنین شہر سے قیمت اسکی ٹھہراوین اس قیمت کا جانور ہمراہ لیکے مکے مین ذبح کرے خواہ گیہون صدقہ کرے ہر مسکین کو نصف صاع اور اگر شکار کو مجروح کرے یا اسکے بال نوچ ڈالے یا اسکا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ دے اور اگر جانور کے پر اکھاڑے یا اسکے پیر کاٹے تو اسکی قیمت دے اور اگر انڈا توڑے تو اسکی قیمت دے اور اگر اس سے بچہ نکلے مردہ تو زندہ بچے کی قیمت ادا کرے اور جو حرم شریف کی گھاس کاٹے یا خودرو درخت کاٹے جو کسی شخص کی ملک نہین ہے تو اسکی قیمت دے اور اگر خشک درخت ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور وہان کی گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے مگر اذخر کو کاٹنا درست ہے اور اگر جون مارے یا کپڑا جون کی تکلیف سے دھوپ مین ڈالے کہ جون مرجاے یا ٹڈی کو مارے تو کسی قدر صدقہ دے جتنا اسکا جی چاہے اور جو کوا یا چیل اور بچھو اور سانپ اور چوہا اور باؤلا کتا مارے تو مضائقہ نہین اور مچھڑ اور پسو اور چچڑی اور کچھوا اور درندے جانور کو جو حملہ کرے مارنا اسکا درست ہے اور محرم کو ذبح کرنا گاے بکری اونٹ یا مرغی بطکا درست ہے اور اگر غیر محرم نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اسکے تو محرم کو گوشت اسکا کھانا درست اگر احرام باندھ کر بیماری کے سبب یا دشمن کے خوف سے حج نہ کر سکے تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ قربانی مکے مین روانہ کرے اور ذبح کا دن مقرر کر دے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک قربانی اور جو قران کی نیت کی ہو تو دو قربانی پھر جسدن قربانی ذبح ہو اسی دن اپنا احرام اتارے اور اگر قربانی نہ بھیجے

اور گھر پھر آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی درست ہے پھر دوسرے برس قضا
کرے اور اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد صحت پاوے یا خوف دور ہو جائے تو حج
کرنے کو روانہ ہووے **فائدہ** اگرچہ فرائض و واجبات حج کے کتب فقہ و حدیث میں
بتفصیل تمام کتاب الحج میں مذکور ہیں لیکن بمقتضائے ضرورت بقدر ضرورت کسیقدر
بالاجمال بیان کرنا ضرور ہے پس فرائض حج تین ہیں احرام[1] اور وقوف[2] عرفہ اگرچہ ایک
ساعت ہو اور طواف الزیارۃ[3] ان میں سے اگر ایک بھی ترک ہوگا حج ادا نہ ہوگا اور
واجبات میں اختلاف ہے بعضے چھبیس کہتے ہیں اور بعضے اٹھارہ وقوف[1] مزدلفہ
سعی[2] بین الصفا والمروہ رمی[3] جمار طواف[4] الصدر یعنی طواف رخصت مسافر کو کرنا
سر[5] منڈانا یا کتروانا میقات سے احرام[6] باندھنا عرفات[7] میں غروب تک
ٹھہرنا طواف[8] حجر اسود سے شروع کرنا طواف[9] داہنے طرف سے کرنا طواف[10]
پیادہ کرنا اگر عذر نہو دوڑ[11] میں پیادہ ہونا اگر عذر نہو ایک[12] بکری ذبح کرنا قران
اور تمتع کرنے والے کو ستر[13] عورت کرنا طواف میں دوڑ[14] صفا و مروہ کی صفا سے
شروع کرنا سات[15] مرتبہ طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھنا[16] کنکریاں مارنا ترتیب[17]
ذبح میں کرنا یعنی قربانی کے دن اول کنکریاں مارے پھر ذبح کرے پھر سر
منڈائے اور عورت صرف بال کترا دے طواف الزیارۃ[18] صرف قربانی کے
دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرنا اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ ہے
کہ جسکے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہے اور سوا سے فرض و واجب کے
اور جو کچھ کام ہیں سنت ہونگے یا مستحب جسطرح خرچ[1] میں کشایش کرنا اور باطہارت[2]
رہنا اور گالی و غیبت[3] سے باز رہنا اور والدین[4] و دائین و ضامن سے اجازت سفر کی لینا
اور مسجد[5] میں دو رکعت نماز پڑھکر دوستوں سے رخصت ہونا اور انسے قصور معاف
کرانا اور اپنے حق میں استدعا کرنا اور بروز[6] پنجشنبہ سفر کرنا اور چلتے[7] وقت کچھ خیرات
کرنا پوشیدہ نرہے کہ ایام حج کے شوال و ذیقعدہ و عشرۂ ذیحجہ ہیں ان دنوں سے
پیشتر احرام باندھنا مکروہ ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کرنا سنت موکدہ ہے اور تعریف
عمرہ یہ ہے کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے اور عمرہ تمام سال
درست ہے مگر عرفہ سے تیرھوین[13] ذیحجہ تک مکروہ تحریمی ہے اور موافقت احرام کی پانچ ہیں یعنی

ف بیان فرائض و واجبات حج

ف مستحبات و سنن حج

ف بیان اشہر حرام

ف عمرہ

ف موافقت احرام

وہ مکان جہان سے مکہ جانے والے کو بدون احرام جانا درست نہین سو مدینہ والون کا
میقات ذوالحلیفہ ہی اور عراق والون کا ذات عرق اور شام والون کا جحفہ اور نجد والون کا
قرن اور یمن والون کا یلملم اور ہند والون کا بھی پس ان مکانون سے تاخیر احرام حرام ہی
لیکن تقدیم درست ہی اور مکہ والے احرام حرم سے کرین اور احرام عمرہ تنعیم ہی اور طریق
احرام یہ ہی کہ وضو کرے اور جو غسل کرے تو مستحب ہی اور سر کا منڈانا اور مونچھ کترانا
اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی ادب ہی اور اگر سر پر بال ہون تو کنگھی کرے پھر تہمد
جدید باندھے اور چادر اوڑھے اور اگر تہمد و چادر پرانی ہو تو دھو ڈالے پھر بدن مین
خوشبو لگاوے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا
یون کہے اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی اور اس طرح لبیک کہے لبیک اللهم
لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک
اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہین مگر زیادہ مضائقہ نہین جب یہ کہا تو محرم
ہوا اب بچنا چاہیے جماع سے اور عورتون کے روبرو جماع کی بات چیت سے اور
گناہ سے اور رفیقون سے لڑنے جھگڑنے نہین اور شکار خشکی مین نہ کرے نہ اشارہ
کرے نہ بتاوے بلکہ صید بحر اور خوشبو نہ لگاوے اور ناخن نہ کاٹے اور سر و رو نہ چھپاوے
اور موے ریش و سر خطمی سے نہ دھووے اور موے بدن نہ کترے نہ اکھاڑے
نہ کترواوے نہ مونڈے اور کرتہ پائجامہ قبا پگڑی موزے اور رنگین خوشبودار کپڑے
نہ پہنے لیکن حمام کرنا اور سایہ عماری و خانہ مین ہونا درست ہی اور ہمیانی دوخیتہ
کمر سے باندھنا جائز ہی اسی طرح ہتھیار باندھنا انگشتری پہننا فصد لینا مرہم پٹی کرنا
سرمہ بلا خوشبو لگانا اور سر و بدن کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹے نہ جون جھڑے درست ہی
اور محرم کو لازم ہی کہ دائما لبیک کہا کرے جب نماز پڑھے اور بلندی پر چڑھے
اور پستی مین آوے اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فجر ہو اور جب مکہ مین داخل ہو
تو دن کو باب السلام سے لبیک کہتا ہوا نہایت عاجزی سے مسجد حرام مین جاوے
اور سنت ہی کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر کہے
اور کلمہ توحید پڑھے پھر سید ھا حجر کی طرف جاوے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے
اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنی دونون ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کف دست سے

ملے یا چومے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہو ورنہ کسی چیز سے اسکو چھووے اور اسکو بوسہ دے اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی میسر نہو تو صرف حجر اسود کے روبرو ہوکر اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور حمد الٰہی کرے اور درود پڑھے پھر طواف القدوم شروع کرے کہ مسافر کو سُنت ہی اس طرح کہ حجر اسود سے اپنی داہنی طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ ہی طواف شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو بغل راست کے نیچے سے نکال کر بائین مونڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرے سات بار اور اول تین طوافون مین اکڑکے دوڑے اور دونون مونڈھے ہلاوے جسطرح غازی صف جنگ مین چلتے ہین اور جب طواف کرتا حجر اسود پاس آوے تو اسکو ہاتھ لگاوے یا چومے اور طواف ختم کرے اور رکن یمانی کا چھونا طواف مین مستحب ہی پھر دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کعبہ مین اور حرم مین کہ یہ نماز واجب ہی نزدیک ہمارے امام کے اور شافعی کے دو قول ہین ایک سُنت دوسرا فرض لیکن پڑھنا اس دوگانہ کا اسطرح کہ پتھر امام ہو اور نمازی مقتدی بالاجماع مستحب ہی تاکید حتی المقدور اسکو ہاتھ سے نہ دے اور اگر ازدحام مانع ہو تو اور جگہ مسجد الحرام مین پڑھے **فائدہ**

حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ بعد طواف خانہ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقرر ہی تا کہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تا قیام قیامت جاری رہے اور بھی اُسی پتھر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اذان حج دی تھی پس بعد رحلت اُنکے اُس پتھر کے پاس حاضر ہونا اور عبادت کرنا گویا حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہونا ہی اور اُنکے آگے عبادت بجالانا ہی مین کہتا ہون کہ اس کلام سے وہابیہ فرقے پر رد صریح ہوتی ہی کما لا یخفی علی المتدبر اور سنن ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب ٹھہرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس بروز فتح مکہ تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے التماس کیا یا رسول اللہ مقام ابراہیم ہی اسکی شان مین اللہ صاحب نے فرمایا ہی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم اور صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین گرد کعبے کے تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے

فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آئے اور دو رکعت نماز
اُسی مقام میں ادا فرمائیں اور پڑھا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی اور تمامی کتب صحاح
میں وارد وموجود ہو کہ آیت کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی بموافق رائے حضرت
امیر المؤمنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی انتہیٰ ۔ حاجی کو چاہیے کہ اس
نماز کے بعد حجر اسود کو چومے اور مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کے
سامنے ہو کر اللہ اکبر اور کلمہ کہے اور درود پڑھے اور جو دل چاہے سو دعا کرے
اور رفع الیدین کرے پھر مروہ کو چلے راہ میں دو سبز میناروں کے درمیان میں
دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صفا پر کر چکا سو وہاں بھی کرے اسی طرح سات بار
کرے صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہو کہ اسکے بعد مسجد الحرام میں
جا کر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکے میں جا کر رہے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کرے
جتنا اُسکا جی چاہے مسافر کے حق میں نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا افضل ہو
اور جو تفصیل زیادہ منظور ہو کتب فقہ میں دیکھ لے اور مولوی محمد اسحاق محدث
دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کرے **تنبیہ** صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے
گناہوں کو مٹاتا ہو اور مقبول حج کا تو سوائے بہشت کے کوئی بدلا نہیں اور
صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
جو کوئی بیت اللہ میں آیا اس طرح کہ نہ اُسنے عورت سے صحبت کی اور نہ گناہ کیا
تو ایسا بے گناہ ہو جاتا ہو جیسے کہ اُسکو ماں نے جنا اور بھی صحیح مسلم میں عمرو ابن
عاص سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسلام اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو
اور ہجرت اگلے گناہوں کو ڈھاتی ہو اور حج اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو اور حج
فرض ہو جو اُسکو نہ مانے کافر ہو مگر حج اُس مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہو جو آزاد
اور تندرست اور مقدور والا ہو یعنی آتے جاتے اہل وعیال کے خرچ کے
سوائے اُسکے پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ میں امن ہو اور عورت پر
اُس وقت فرض ہو کہ اُسکے ساتھ خاوند یا محرم ابدی ہو اور تمام عمر میں
ایکبار در صورت مقدور فوراً فرض ہو اور اگر باوصف اسکے سستی کرے تو

سخت گناہگار ہے تشبیہ کعبے کا اشارہ کتب انبیاء سابقین مین بہت کثرت سے باوجود تحریف اب تک موجود ہے اُنمین دو انسب ہین آگی سب اشارات کا بیان کرنا تطویل لاطائل ہی لہذا دو اشارے اُسمین سے ضروری البیان بیان ہوتے تاکہ مشتے از خروارے ونمونہ از انبارے باشد اول یہ کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے دوسرے صحیفے مین لکھا ہے کہ (آخری دنون مین ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑون کی چوٹیون پر بنایا جائیگا اور ساری قومین اُسکی طرف روانہ ہونگی اور کہینگی آؤ ہم خدا کے پہاڑ پر چڑھین اور اُسکے گھر مین جاوین وہ ہمکو اپنی راہین بتاویگا ہم اُنپر چلینگے کیونکہ شریعت صیہون سے اور خدا کی بات اورشلیم سے نکلجائیگی اور وہ اُمتون کے درمیان عدالت کریگا اور بہت لوگون کو ڈانٹیگا انتہی بعبارتہ) واضح ہو کہ روانہ ہونے والی قوم حاجی لوگ ہین اور خدا کا پہاڑ عرفات ہی اور اُسکا گھر کعبہ ہے جو پہاڑون سے گھرا ہوا ہے اور صیہون بیت المقدس کی پہاڑی کو کہتے ہین اور اورشلیم بیت المقدس کا نام ہے سو فرمایا کہ وہان سے عیسوی شریعت موقوف ہوگی دوسرا یہ کہ حضرت اشعیا کے ساٹھوین صحیفے مین موجود ہے کہ (اُٹھ اور روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خدا کے جلال نے تجھپر طلوع کیا بعد ازان کہ جہان مین تاریکی زمین پر چھا جائیگی خدا تجھپر طالع ہوگا اور اُسکا جلال جلوہ گر ہوگا عوام اور بادشاہ تیری روشنی مین چلینگے سب کے سب جمع ہو کر دور دور سے تیرے طواف کو آوینگے اونٹون کی قطارین اور دریائی اور اںفائی سانڈنیان تیرے گرد بے شمار ہونگی قیدار کی ساری گلے اور نباوت کے سارے مینڈھے تیری خدمت کرینگے اور مین اپنی شوکت کے گھر کو ستودگی بخشونگا جزیرے اور ترسیس کے جہاز ابتدا مین میری راہ تکینگے کہ تیرے بیٹون کو سونے روپے سمیت دور سے خدا کے نام کے لیے لاوین کیونکہ اُسنے تجھے ستودہ کیا اجنبیون کے بیٹے تیری دیوارین اُٹھاوینگے اور اُنکے بادشاہ تیری خدمتگذاری کرینگے کیونکہ مین نے تجھے قہر سے مارا تھا پھر آخر رحم کیا سو تیرے دروازے نت کھلے رہینگے تاکہ لوگ عوامون کی فوجون کو تیرے پاس لاکر حاضر کرین جو گروہ اور مملکت تیری خدمتگذاری نہ کریگی برباد ہوگی لبنان کا جلال تیرے پاس آویگا اور صنوبر اور شمشاد اور تقبس اکٹھے ہو کے تیرے پاس آوینگے تا مین اپنی گذرگاہ کو آراستہ اور جلیل کرون سب تیری حقارت کرنے والے تیرے

سامنے آپ کو خم کرینگے اور خدا کا شہر اور اسرائیل کی قدوس کا صیہون تیرا نام رکھینگے
اسکے بدلے کہ تو متروک اور مبغوض رہی ہے میں تجھے شرافت دائمی دونگا اور بہت سی
بستیون کا سرور بناؤنگا اسکے کو کبھی تیری سرزمین مین ستم کی صدا نہ سنی جائیگی اور
تیری سرحدون مین خرابی اور بربادی نہ ہوگی تو اپنی دیوارون کا نام نجات اور دروازون کا
نام ستودگی رکھیگی تیرے تمام لوگ صدیق ہونگے اور ابد تک زمین کے وارث ہونگے
میری لگائی ہوئی ٹہنی اور میرے ہاتھ کا کام تاکہ مین ستودہ ہون ایک چھوٹی سی
ایک ہزار ہوجائیگی ایک حقیر سے ایک قوی گروہ ہونگے مین خدا اسکے زمانے مین یہ سب
جلد کرونگا انتہیٰ) واضح ہو کر یہ خطاب مکہ کی طرف ہے اور دلیل روشن ملاحظہ کرو کہ
کچھ کم چھ سو برس وحی کا آنا موقوف ہوگیا تب خداوند کریم نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرکے اپنے نور سے مکے کو درخشان کیا وہی نور عوام اور خواص کا
رہنما ہوا کہ کعبہ قبلہ حاجات بن گیا چارون طرف سے خلق سمٹکر اسمین آئی اور آنحضرت پر
ایمان لائی اب دور دور ملکون سے ہر قسم کے آدمی ہر سال حج کے واسطے آتے ہین
یہ رتبہ اور فضیلت کب حاصل تھا اور مدیان ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے کا نام تھا جو قطورا
سے پیدا ہوا تھا اور ایفا مدیان کا بیٹا تھا اور نبایوت حضرت اسمعیل علیہ السلام
پہلے بیٹے کا نام تھا اور قیدار دوسرے کا اور یہ سب کتاب پیدایش کی پچیسوین
باب پیدایش مین توریت کے مذکور ہے سو ان دونون کے سارے گلے اور مینڈھے
مکے مین اکر جمع ہوے اور اُسکے خادم اور مجاور بنے اور ستودہ کرنے سے یہ مراد ہے
کہ لوگ تیرے واسطے انتظار کرینگے کہ خدا نے تجھے محمد کیا ہے یعنی ایک مرد ستودہ
اور محمد تجھمین پیدا ہوگا اس سبب سے تو بھی ستودہ ہوگا گویا تیرا نام بھی ہے اور تیرا
مالک محمد ہے جسطرح شہر مداین مداین کے آباد کرنے سے مداین کہلایا اور غالب یہ ہے
کہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہو کیونکہ بستی کے پکارنے سے بستی کے لوگ مراد
ہوتے ہین چنانچہ اسی صحیفے مین جا بجا ہے کہ اے اورشلیم نافرمان نہو اے صیہون تو
ایسا کر وغیر ذالک اور مکے کے سب ساکنون سے افضل وہ ہے جنکے باعث مکے نے
شہرت اور بزرگی اور ہدایت پائی سو وہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یعنی اے محمد
لوگ اس سبب سے تیرے انتظار کرینگے کہ خدا نے تجھے ستودہ اور محمد کیا ہے یہانتک

کہ خلق اور خالق سب تجھے محمد محمد کہکر پکارتی ہی اور اجنبی سے مراد بنی اسمٰعیل ہین اسواسطے
کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے وقت مین متروک اور بیگانہ تھے یا بنی اسرائیل ہین اسواسطے
کہ مکہ قدیم سے اسمٰعیلیون کا مسکن تھا پس اسمٰعیلی آشنا ہوے اور اسرائیلی اجنبی اور
پہاڑ جو اسکے گھیرے ہین وہ دو ہین ایک تو قبیس اور دوسرا قعیقعان اور قہر سے مارنے کے
یہ معنی ہین کہ اگلے زمانے مین بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے
تو متروک رہا اور تجھمین مدتین رکھی رہین تجھپر نبوت کا آفتاب نہ چمکا خدا کی توجہ اورشلیم کی
طرف رہی لیکن آخر خدا نے تجھپر مہر کی اور اورشلیم سے تجھے افضل بنایا اور ہمیشہ
تیرے دروازے کھلے رہتے ہین کہ کروڑون عورت اور مرد شب و روز تیرا طواف
کرتے ہین اور لبنان ایک پہاڑ ہی شام مین اور شام کو اللہ نے متبرک کیا ہی کیونکہ
اسرائیلی پیغمبرون کا مسکن رہا ہی سو اشعیا پیغمبر فرماتے ہین کہ ای مکہ جو عظمت اور
بزرگی لبنان کو حاصل تھی تجھکو ملیگی یعنی نبوت شام سے اٹھکر تجھمین آویگی اور قول
اسکا اسرائیل کے قدوس کا صیہون یعنی خدا کا پہاڑ مراد جبل عرفات ہی یعنی اورشلیم مین
تو صیہون مقرر ہی لیکن ای مکہ تیرا پہاڑ خدا کا صیہون ہی اور اسرائیل کا لفظ عظمت ظاہر
کرنے کو ہی یعنی وہ خدا جسکی اسرائیل نے تقدیس کی ہی سو وہ جب تجھے نوازیگا تو بھی
اسکی تقدیس کریگا اور یہ جو فرمایا کہ تو مبغوض اور متروک رہی سو یہ اسپر دال ہی
کہ خطاب مکے کی طرف ہی کیونکہ اورشلیم مبغوض نہ تھے اور نہ رہے تھے خصوص حضرت
اشعیا علیہ السلام کے وقت مین کہ نہایت محبوب تھے اور کعبے کے ایک دروازے کا
نام باب السلام ہی اور اونٹون کی افراط مکے مین اسقدر ہی کہ اور ملکون مین نہین عرب کے
لوگ انھین کا گوشت کھاتے ہین اور انھین کا دودھ پیتے ہین اور انھین کے
بالون سے قبائین اور نمدے اور قالین وغیرہ بناتے ہین اور انھین پر سوار
ہوتے ہین اور بوجھ بھی لادتے ہین اسی سبب سے اصحاب تجربہ کہتے ہین کہ عرب کا
کام سب اونٹ سے ہی اور ہند کا بیل سے اور ایران کا خچر سے اور یہ جو کہا عوام کی
فوجون کو لاوینگے یعنی غازی لوگ عوام کی فوجون کو تیغ کے زور سے مسلمان کرکے
تیرے پاس بھیجتے ہین اور عالم و واعظ خلق کو سمجھا سمجھا کر حج کے واسطے تیری طرف
روانہ کرتے ہین اور عشق اور محبت عاشقون کو اور رواج اور طالب حاجیون کو

خواہی نخواہی تیری طرف گھسیٹ لاتے ہین جو کہ وہ تیری خدمت سے منہ موڑتے ہین برباد
ہوتے ہین چنانچہ ابرہہ یمن کے حاکم نے چاہا کہ اپنے ہاتھیون سے ڈھا دے سو حق تعالے
نے چھوٹے چھوٹے پرندون سے اُسے ہلاک کر دیا اور صنوبر اور شمشاد سے یہ مراد ہی کہ
مکے مین درخت اور سبزہ کثرت سے ہوگا سو فی الواقع قسم قسم کے نباتات اُسمین ہین
وہان کے درخت و سبزہ کوئی کاٹتا اُکھاڑتا نہین اور درختون کی پتی بھی کوئی توڑتا نہین
مگر اذخر وسنا کو بضرورت دوا اور شاید کہ صنوبر اور شمشاد سے قسم قسم کے آدمی مراد ہون
اور اس قول کے الفاظ صریح دلالت کرتے ہین حاجت بیان نہین **فائدہ**
تشویق السامعین مین لکھا ہی کہ مکے کے چودہ نام ہین آٹھ اُسمین سے کلام الٰہی مین
موجود اول مکہ قال اللہ تعالے ببطن مکۃ اور وجہ تسمیہ کی یہ ہی کہ مکہ لغت مین بمعنی زائل
کرنا اور پستان سے دودھ پینا اور کم ہونا پانی کا ہی پس گویا کہ برکت اس شہر کی
زائل کر دیتی ہی حاجیون کے گناہون کو اور خلق کو اطراف عالم سے اپنی طرف جذب
کرتی ہی اور کھینچتی ہی جسطرح لڑکا دودھ کو پستان مادر سے کھینچتا ہی یا زمین نے تمام
پانی اُسکا اپنی طرف کھینچ لیا ہی اسواسطے کہ وہ سطح زمین مین واقع ہی اور چشمے اُسکے
نیچے سے جاری ہوتے ہین اور قلت پانی کا یہی سبب ہی دوسرا بکہ قال اللہ تعالے
للذی ببکۃ اور بکہ لغت مین توڑنے والے کے معنی مین آیا ہی پس یہ شہر بھی سرکشون کی گردن
توڑ ڈالتا ہی مشہور ہی کہ مکہ اور بکہ دونون لفظ واحد ہین اور قلب با و میم بسبب قرب مخرج
کلمات عرب مین شائع و معلوم ہی جسطرح لازم اور لازب اور راتم و راتب اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ فج سے حجر تک مکہ ہی اور بیت اللہ سے بطحا تک
بکہ پس اس قول سے بکہ تمام حرم شریف ٹھہرتا ہی اور مکہ یہی شہر ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ بکہ بالبا زمین خانہ اور حوالی مسجد الحرام کا نام ہی ماسوی اُسکے سب مکہ ہی بالمیم
اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مکہ بالمیم اسی موضع کا نام ہی جس موضع مین کعبہ
واقع ہی اور ایک روایت ہی کہ جب قریش نے کعبہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنا مین
نکلا اُسپر لکھا تھا بکہ بحرمت بار معہدہ تیسرا البلد کما قال اللہ تعالے لا اقسم بھذا البلد
چوتھا بلد امین یعنی شہر امان دہندہ یا امان یافتہ کما قال اللہ وھذا البلد الامین سو اس بلد
سے شہر مکہ مراد ہی اسواسطے کہ ہر ایک شہر مین سپاہی اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد

اور بادشاہ اور حاکم اور امکنۂ متبرکہ اور مشاہد شہدا اور قبور انبیا و اولیا اور مساجد اور معابد اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے ہین لیکن کسی شہر مین خانہ خدا اور بیت حضرت کبریا کہ مہبط تجلی دائمی اور کعبہ عبادت خلائق ہو نہین ہی مگر اس شہر مین کہ اس سبب سے اُس شہر کو جامعیت اتم میسر ہی اور باینہمہ خاتم الانبیا و المرسلین کا مقام بعثت ہی اور اسرار محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جامع ہی کہ انوار نبوت و ولایت اُسمین ساطع ولامع ہین اور یہ نبوت و ولایت جامع ترین نبوات اور ولایات ہین اور شہر مکہ شہر مستطیل ہی کہ طول اُسکا عرض سے زاید ہی اور مثل قلعہ پہاڑون سے محیط ہی اور باوصف اسکے تین طرف دیوار شہر پناہ کی بھی ہی چنانچہ دیوار شرقی کو دیوار باب المعلات بولتے ہین اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب شمال مقابل مدینۂ باسکینہ واقع ہی سور باب الشبیکہ کہتے ہین اور دیوار جانب یمن کو سور باب الیمن اور یہ دیوارین سید حسین ابن عجلان شریف مکہ کے حکم سے سنہ ہشت صد و شانزدہ ہجری مین تعمیر ہوئی ہین اور طول و عرض شہر کا یون ہی کہ باب المعلات سے سور باب یمن تک چار ہزار چار سو بہتر درعہ ہی اور باب الشبیکہ تک بھی اِسی قدر باز یادت دو صد ہشت درعہ اور دو پہاڑ اسکو گھیرے ہین یہ قبیس اور قعیقعان بضم قاف اول و ثانی و فتح عین مہملہ اولے و ثانیہ اِن دونون کو اخشبین بفتح ہمزہ و شین و سکون خا منقوط بولتے ہین اخشب شرقی بو قبیس و اخشب غربی قعیقعان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہی جو مابین شام و عراق و مصر و یمن کے واقع ہی اور حجاز کے کتنے شہر ہین ازانجملہ ایک مکہ دوسرا مدینہ ہی اور عمل مکے کا بعض جوانب سے دس کوس تک ہی چنانچہ سرحدین عسفان واقع ہی اور بعض اطراف سے کم اور آسکے گرد حد حرم ہی مخفی نرہے کہ حد حرم کتب مشہورۂ فقہ مین مندرج نہین ہی الا حواشی کتب فقہ مین ہی کہ حرم مکے کے گرد کو بولتے ہین جانب مشرق چھ میل اور جانب مغرب چوبیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل و ہو الصحیح اور جانب شمال اٹھارہ میل اور جانب جنوب چوبیس میل اور حضرت استاذ الاستاذ نے تفسیر عزیزی مین لکھا ہی کہ دور حرم کا کوسون کے حساب سے سینتیس کوس لکھا ہی اور حساب درعہ یون ہی کہ باب بنی شیبہ سے دو منارون تک جو کہ جانب عرفات حد حرم ہین سی و ہفت ہزار و دو صد و دہ درعہ اور باب سلام سے سی و پنج ہزار

بیان طول و عرض مکہ ۱۲

حد حرم ۱۲

دیست اور پنج درجہ اور جانب تنعیم سے کہ جانب مدینہ ہی دو ہزار و چار صد بست و ہشت درجہ
اور جانب یمن دیوار باب الماجن سے بست و دو ہزار ہشت صد ہفتاد و ہشت درجہ ہی انتہی
فائدہ جسطرح حرم مکہ ہی اسی طرح حرم مدینہ ہی اور حرمین کی حرمت مساوی ہی میر سید
شریف نے شرح مشکوٰۃ میں توریشتی سے نقل کی ہی کہ حرم مدینہ سے حرم تعظیمی مراد ہی
نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ حرام ہی عیر سے ثور تک اور یہ دونوں مدینے کے
دو طرف میں پہاڑ ہین پانچوان قریۃ آمنۃ کہ اپنے بیچ کے رہنے والوں کو لوٹ مار سے
امان میں رکھتا ہی چھٹوان قریۃ مطمئنۃ کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور ارتحال سے
ساکن رہتے ہین اور یہ دونوں نام اس آیت میں ہین ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت
آمنۃ مطمئنۃ ساتوان ام القری ولتنذر ام القری ومن حولہا آٹھوان بلدۃ حرام
رب ہذہ البلدۃ التی حرمہا نوان صلاح بمثل قطام کہ معدول ہی صالحہ سے یعنی
بقعہ شائستہ دسوان باسۃ یہ نام اسواسطے ہوا ہی کہ جو کوئی وہان بے ادبی کرتا ہی
ہلاک ہو جاتا ہی گیارھوان حاطمہ یعنی توڑنے والا گردن جباران اور ہلاکت افگنندہ
ستمگاران بارھوان کوثا لیکن بعضے کہتے ہین کوثا نام ہی کوفے کا تیرھوان کوسا
یہ نام تحفہ کبیر مین لکھا ہی اور اغلب کہ یہ لغت غیر عربیہ ہی معنی اسکے معلوم نہین
چودھوان ام الرحم معالم التنزیل میں لکھا ہی کہ ام رحم اسواسطے کہلاتا ہی کہ اسمین
رحمت نازل ہوتی ہی طائفین اور عاکفین پر کہ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفہ افلاس
روے نیاز اس مامن اناس پہ لایا خازن خزائن لطف و عنایت نے اسقدر
نقد و جنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ دامن امید میں گنجایش نہ رہی کون مفلس
بے سر و پا اس درگاہ میں آیا کہ نقد مراد اسکے دامن افلاس میں نہ رکھا گیا اور کس
حاجتمند بیکس نے سر بندگی اور نیاز اس عتبہ مکرمہ پہ گھسا کہ در مقاصد اسکے منہ پہ
مکشوف نہ ہوا اسیکو ہم بندہ برین آستان نہادہ سر * کہ لطف خدا بسے
نہ بر روے او ایستادہ است * **تنبیہ** اہل عرفان فرماتے ہین کہ حضرت خلیل نے
ظاہر میں کعبہ بنایا اور حضرت رب جلیل نے باطن میں کعبہ خلیل احجار سے ہی
اور کعبہ جلیل اسرار سے وہ کعبہ مشابہ ناس ہی اور یہ کعبہ محل استیناس ہی وہ کعبہ
قبلہ مومنان ہی اور یہ نشانہ نظر رحمان وہ طوافگاہ خلائق ہی اور یہ مطاف الطاف خالق

وہ مقصود خلق ہی یہ منظور حق وہ قبلہ مکاشفہ ہی یہ سجدہ گاہ شاہدہ وہ بیت الحرام ہی
یہ بیت الاکرام وہ کعبہ مختصہ اشرار سے مامون ہی اور یہ اندیشہ اغیار سے مصون وہ
بنایا گیا ہی وادی غیر ذی زرع میں یہ گلستان و بوستان شرع میں اوس کعبے
کے ایک طرف دریائے زخار ہی یہاں ہر طرف ہزار دریائے اسرار وہان میقات ہی
یہاں تصفیہ اوقات وہان احرام ہی یہاں فیض الہام وہان تجرید از لباس ہی
یہاں تجرید از ملاحظۂ اجناس وہان مسجد حرام ہی یہاں مشہد کرام وہان کوہ
وعرفات ہی یہاں سنجات وکرامات وہان مروہ اور صفا ہی یہاں مروت و وفا وہان
قدم خلیل ہی یہاں کرم جلیل وہان سقایۂ حاج ہی یہاں ہدایۂ حجاج وہان چشمۂ
زمزم ہی یہاں الطاف دمادم وہان حطیم ہی یہاں رحمت رحیم وہان میزاب ہی
یہاں توبۂ اواب وہان حج مبرور ہی یہاں سعی مشکور وہان عاکف اور رعایت
یہاں معارف و لطائف وہان رکوع و سجود ہی یہاں شہود وحدت وجود وہان رکن
یمانی ہی یہاں گنج معانی وہان حجر اسود ہی یہاں سر سویدا سے مدد وہان اعلام
مناسک ہی یہاں اعلام ملائک وہان نعرۂ لبیک ہی یہاں ولولۂ سلام علیک
وہان استلام حجر ہی یہاں احترام نظر وہان کوہ منا ہی یہاں نفی من وما وہان مزدلفہ ہی
یہاں سر عرفہ وہان مسجد خیف ہی یہاں نیاز و ضعیف وہان افاضت ہی یہاں
ریاضت وہان قربانی ہی یہاں قرب ربانی وہان حلق ہی یہاں ترک خلق وہان
تقصیر موے سے یہاں تقصیر نکردن یکسر موسے وہان طواف وداع ہی یہاں ذوق
سماع ؎ کعبہ ہر چند سے کہ خانہ بر اوست * این دل من نیز خانہ سر اوست *
پس عاشقان قبلۂ عشق کو نوید مسرت ہی کہ محراب دل انکا قبلۂ اہل جمال ہی
اور مقصد جاودان انکا دونون جہان میں حسن وجمال ؎ عرفات عشق
یاران ہر کوے یار باشد * طواف کعبہ زمین در خور ہم کہ حاجت باشد * چو ہست
ترا تماشش بر صفا نہادی * بصفا و مروہ اے دل دگرت چہ کار باشد * یہ جو
لکھا گیا کلام راست و درست ہی مگر عارفین کاملین اور عاشقین صادقین کا ہی کہ ظاہر
حال انکا پیرایۂ شرع سے آراستہ ہی اور باطن زیور طریقت سے پیراستہ **فائدہ**
سورۂ بقر میں اللہ صاحب نے فرمایا ہی واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات یعنی

یاد کرو اُس وقت کو جب اِبتلیٰ یعنی آزمایش فرمایا ابراہیم کو اُسکے پروردگار نے
چند سخن کہ اُسکی بجا آوری سے فرشتگان علوی و سفلی پر کھلجاے کہ یہ شخص
لائق اِس مرتبے کے تھا جو اللہ نے عنایت کیا سو وہ کلمات چند حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کئی باتوں سے متعلق تھے اوّل قوت علمیہ اور عملیہ حضرت
ابراہیم سے کہ اُنکو اُسی کے سبب سے مناظرۂ بت پرستان پر مامور کیا اور
آنجناب نے اُسکو باحسن وجوہ سرانجام کیا کہ اوّل آفتاب اور ماہتاب اور
کواکب کو بحکم حدوث و تغیر لیاقت معبودیت سے گرا دیا دوسرے بتوں کو
تبر تیز سے توڑ ڈالا اور اُنکی عاجزی بمقابلۂ قوت انسانیہ باوجود اسکے کہ
انسان اضعف المخلوقات تھا ظاہر فرمائی تیسرے واسطے الزام آتش پرستوں کے
آگ میں گر پڑے اور اثر نار قوت الٰہیہ سے باطل فرمایا کہ خداے تعالےٰ نے اُسکے
اثر طبعی کو تبدیل کر دیا اور ایسی ترتیب معقول سے روحانیات علویہ اور سفلیہ کو
لیاقت معبودیت سے گرایا کہ زبان مبارک پر گذرا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین پھر واسطے امتحان صدق اِس دعوی کے
اللہ جل شانہ نے اور کئی باتوں میں مبتلا کیا اوّل تبری از قوم بلکہ تبری عن
کل ماسوی اللہ کما قال انی بری مما تشرکون وانی براء مما تعبدون اور یہ
کیفیت آخرکار نتیجہ عداوت ہو گئی کہ ارشاد کیا فانہم عدو لی الا رب العالمین
دوسری رفع وسائط اور وسائل سے حتی کہ حالت شدت غم میں کہ القاء
نار تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا اما الیک فلا حاجۃ لی تیسری تسلیم
لامر اللہ و لرضاء اللہ سے حالانکہ اِسمیں جان و مال کا نقصان بھی ہوا کہ ہجرت
وطن اور ذبح ولد اور ضیافت مہمانوں اور ایثار فقیروں میں ظاہر ہوا اور
یہ ظاہر ہے کہ انسان کے نزدیک چار چیزیں عزیز ترین اشیا ہیں جان اور مال
اور فرزند اور وطن کہ مجمع اقارب و عشائر ہوتا ہے اور اُنکے محافظے میں کیسی کیسی
بیقراریاں انسان سے ظاہر ہوتی ہیں سو حضرت ابراہیم نے اِن چاروں کو رضاے
الٰہی میں نثار کیا کہ صدق محبت اور کمال خلت اسی سے ثابت ہوئی حضرت
ابن عباس نے تفسیر کلمات میں انھیں چار چیزوں کو بیان کیا ہے اور جو کچھ معاملہ

حضرت ابراہیم نے والدہ حضرت اسمٰعیل اور خود اسمٰعیل علیہ السلام سے بحکم خدا کیا اگر
تامل کیا جائے تو مقدور بشریت سے خارج ہے باجملہ ایسی تکلیفات سے جو دلت حال تو یہ
عاقلہ تھا کہ بھلا جواب خطاب اسلم میں بجائے اسلمت لرب العالمین التماس کیا تھا
بعد ازاں سید شریعت کو بھی واغدار محبت و عشق فرمایا جسطرح ختنہ کرنا موئے لب و
زہار لینا ناخن کتروانا وغیرہ ذالک بیت بعض عبادات و اذکار و اخلاق کے التزام پر
تاکید فرمائی اور وہ تیس خصلتیں ہیں جنکو سہام الاسلام کہتے ہیں منجملہ اُسکے دس
سورہ برارت میں مذکور ہیں تو بہ عبادت حمد سیاحت رکوع سجود امر معروف نہی منکر
حفظ حدود خدا ایمان اور دس سورہ احزاب میں اسلام ایمان قنوت صدق صبر
خشوع صدقہ روزہ اور زنا لواطہ سحاق نظر اجنبی سے بچنا اور ذکر الٰہی قلباً و لساناً
و بسیار کرنا اور دس سورہ مومنون میں ہیں ایمان تصدیق روز جزا خوف از عذاب
خدا اور اُسکا رکھنا اور خشوع فی الصلوٰۃ اور محافظہ آداب سنن میں اور لغو و غیبت
و ہزل و لعب سے احتراز کرنا اور ادائے زکوٰۃ خمس شئی سے کرنا اور حفظ شرمگاہ
غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ سے رکھنا اور امانت کے اداء میں وفا کرنا اور قیام شہادت
یعنی جس بات کو جانتا ہو وقت شہادت ظاہر کردینا اگرچہ بعض خصائل انمیں سے
متداخل ہیں لیکن محتمل ہے کہ بہ تقیید و تخصیص و انضمام مقارنات حکم مباینت
پیدا کریں اور ہر سہ مقام میں جدا شمار کیے جائیں پھر ارشاد الٰہی ہوا کہ ہر سال
ایک مرتبہ والدہ و شیدا ہو کر دیوانہ وار عاشق کہ وار بنا بر طواف خانہ محبوب کردگار
کے برہنہ مہر عریان تن پابرہنہ ژولیدہ مو پریشان حال گرد آلود شام سے
صبح تک میں جاگو اور گاہے پہاڑ اور کبھی زمین پر کھڑے ہو کر خانہ محبوب کی طرف
دیکھو اور گاہے اپنے دشمن کو تصور کرکے لعنت کی کنکریاں اُسپر مارو اور
اپنی جان کے عوض میں قربانی کرو اور اُسی گھر کا جو کہ آشیانہ تجلی ربانی ہے طواف
کرو تا کہ معنی عشق و محبت جو باطن میں ہیں ظاہر میں جلوہ ظہور پکڑیں اور خاص و
عام میں مشہور ہو جائے اور ہر شخص عشق سے آگاہ ہو جائے اور اس اثنا میں
لبیک لبیک کہکر نعرہ زنی کرو اور آتش محبت قلبیہ کو روشن کرو جیسا اسی
کیفیت کی نمود کے واسطے مناسک حج معین فرمائے اور اُن سب امور کو حضرت

تنبیہ
تیس خصائل
سہام الاسلام

ابراہیم علیہ السلام نے بخوبی ادا کیا کہ اسمین اصلا تغافل و تہاون و افراط و تفریط واقع نہوا کما قال اللہ فی
سورۃ والنجم و ابراہیم الذی وفی یعنی اور ابراہیم جسنے پورا اتارا اللہ کا حق **فائدہ** بروایت صحیحہ ثابت ہو
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر مین اپنا ختنہ کیا ہو چنانچہ ابو الشیخ نے کتاب العقیقہ مین
لکھا ہو کہ جب حکم ختنہ صادر ہوا تو عمر ابراہیم کی اسی برس کی تھی سو حضرت نے نہایت جلدی چھری سے
ختنہ کر ڈالا اور درد کی شدت ہوئی تو آنجناب نے دعا کی وحی ہوئی کہ تو نے جلدی کر کے اپنے نفس کو
معرض ہلاک مین ڈال دیا انتظار کرنا لازم تھا تا کہ طریق ختنہ و آلہ قطع سے نشان دیا جاتا عرض کیا اے رب
مین نے توقف کرنا بیجا اور حکم مین تاخیر مکروہ سمجھا **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے کہ ختن بفتح خا نقطہ دار و
سکون تا و بتنا و ختنہ کرنا اور جو خا و تا کو زبر دے کر پڑہیے تو داماد و خسر وغیرہ رشتہ دار جانب زوجہ
اور ختان بکسر خا مرد اور عورت کی پیشاب کی جگہ کاٹنا ہو کذا فی القاموس اور صحیح بخاری و مسلم مین
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلعم نے اختتن ابراہیم النبی بالقدوم یعنی
ختنہ کیا ابراہیم پیغمبر نے قدوم مین کہ نام ایک مکان کا متعلقات شام سے ہو اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہین کہ آلہ
و مسند مین عمر شریف ننانوے سال کی تھی مگر صحیحین مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمر شریف اسی
برس کی معلوم ہوتی ہو و ہو الصحیح اور بیہقی نے نقل کی ہو کہ حضرت ابراہیم نے ختنہ اسمعیل علیہ السلام کا
تیرھوین برس فرمایا اور اسحاق علیہ السلام کا ساتوین دن اور حضرت خاتم المرسلین صلعم نے حضرات
حسنین علی جدہما و علیہما السلام کا ساتوین روز فرمایا اور بیہقی نے روایت کی ہو کہ فرمایا حضرت
صلعم نے کہ جو کوئی اسلام لاوے لازم ہو کہ ختنہ کرے الغرض اول رسم ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
جاری کی ہو اور قبل ابراہیم علیہ السلام انبیا علیہم السلام مختون پیدا ہوتے تھے حقیقت یہ ہو کہ
اللہ نے انکے بدن کو داغدار محبت بولا کیا تھا جسطرح معشوق کے واسطے عشاق داغ و گل
کھاتے ہین تا کہ دعوی عشق کا ثبوت کافی ہو جائے اور عمدہ ترین داغون مین ختنہ ہو کہ محل شہوت
رذیلہ بہیمیہ ہو گویا یادگار گردانا ہو تا کہ اس عضو داغی کو مصرف نامرضی مین صرف نکرین لہذا توریت
مین ہو ترجمہ فارسیش اینست خدا ابراہیم را فرمود کہ تو عہد مرا نگہدار و اولاد تو بعد وفات تو ہر یک در عصر خود
رعایت بکند عہدیست کہ میان من و تو و نسل تو بعد از تو مرعی باید داشت اینست کہ ہر ذکری کہ از شما مختون
شود و گوشت قلفہ خود مختون سازد کہ این علامت عہد میان من و شما باشد از شما ہر کہ عمرش ہشت روز
باشد مختون شود ہر ذکری در طبقات شما خانہ زادہ و زر خریدہ از ہمہ بیگانگان کہ از نسل تو نباشند خانہ زاد
و زر خرید تو البتہ لازم است کہ مختون شود و عہد من در جسم شما بعہد ابدی خواہد ماند و ذکر نامختون کہ گوشت قلفش

مختون نشد وآن نفس از قبیلۂ خود منقطع گردد کہ عہد مرا فسخ نمودہ است انتہی اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی ختنہ نکرے ملت ابراہیمی سے خارج ہی اور گویا اسنے نقض عہد کیا ولہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مختون تھے پس نصاریٰ کہ ختنہ نہیں کرتے ملت ابراہیمی وعیسوی سے لاریب خارج ہین واضح ہو کہ ہمارے دین مین بھی ختنہ سنت ہی امام اعظم اور مالک واحمد اور اکثر علما اور بعض شافعی مذہب اسی کے قائل ہین اور یہ ختنہ منجملہ شعائر اسلام ہی جسطرح جمعہ وجماعات یہانتک کہ اگر کسی شہر کے لوگ اسکے ترک پر اتفاق کرین تو امام وحاکم کو محاربہ لازم ہی فی فتاوی قاضی خان اذا اجتمع اہل مصر علی ترک الختان قاتلہم الامام کما یقاتلہم فی ترک سائر السنن وفی خزانۃ الفتاوی ختان الرجال سُنۃ واختلفوا فی ختان المرءۃ قال فی ادب القاضی مکرمۃ قال بعض اخر سُنۃ کذا فی شرح شرعۃ الاسلام واکثر شافعیہ وجوب ختان کے قائل ہین اسی طرح بعض مالکیہ بھی اور وقت ختان مین اختلاف ہی امام صاحب وصاحبین سے مروی ہی لاعلم لی بذلک یعنی وقت ختان کا علم مجھکو نہین ہی اور نہ کوئی دلیل قطعی اسپر قائم ہی اور شمس الائمہ سے روایت ہی کہ جب لڑکا متحمل ہو اور طاقت ختنہ قابل ہو وہ وقت ہی تاہنگام بلوغ فی فتاوی قاضی خان وابو حنیفۃ رح لم یقدر وقت الختان قال شمس الائمۃ الحلوانی وقت الختان حین تحمل الصبی ذلک الالم ان یبلغ اور بعضے کہتے ہین کہ ساتوین دن ولادت سے ختنہ کرنا چاہیے اور بعضے بعد سات برس کے اور بعض نو برس کے بعد فی فتاوی قاضی خان وینبغی ان یختن الصبی اذا بلغ لتسع سنین فان ختنوہ وہو اصغر من ذلک فحسن ان کان فوق ذلک قلیلا قالوا لاباس بہ اور بعضے بعد دس برس کے بارہ برس تک تجویز کرتے ہین اور مختار بعض شافعیہ کا یہ ہی کہ قبل بلوغ ختنہ کرنا لازم ہی وفی مجمع البرکات والصحیح ما قالہ ابو حنیفۃ انہ لاتوقیت ولکن ینظر الی حال الصبی اور اگر کہ مسلمان بالغ ہو اور غیر مختون تو وہ اپنے ہاتھ سے ختنہ کرے اگر ممکن ہو والا نہ کرے یا عورت ختانہ سے نکاح کرے یا لونڈی اس صفت کی خرید کرکے ختنہ کرائے فتاوی عالمگیری مین اسی طرح ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ختنہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہی اور ستر عورت فرض لہذا فقہائے حنفیہ مسلم بالغ کو ختنہ کرانے سے مانع ہین والتفصیل فی کتب الفقہ مواہب لدنیہ مین ہی کہ امام فخر الدین رازی نے مشروعیت ختان کی حکمت مین ایک نکتہ لکھا ہی کہ جبتک ختنہ نہین ہوتا اور سر ذکر کھال ہی مین پوشیدہ رہتا ہی آلہ مجامعت نرم رہتا ہی اور صحبت کے وقت اذیت زیادہ ملتی ہی اور جب وہ چمڑا کٹ جاتا ہی اور سر ذکر ظاہر ہو گیا تو اسمین کچھ کرختگی آجاتی ہی تب وہ لذت کم ہو جاتی ہی حاصل یہ کہ جو عضو پوشیدہ رہتا ہی اسمین حس ولمس زیادہ ہوتا ہی بہ نسبت کھلے عضو کے چنانچہ زبان اور لبون سے یہ تجربہ ظاہر ہی اور شریعت کے حکمون مین توسط ہی نہ افراط و تفریط

فائدہ ختنہ سنت ہی

ہی واسطے نہ ایسا چھوڑتے ہیں کہ لذت زیادہ ہو اور نہ ایسا کہ بالکل نہ ہو بلکہ ختنہ کر ڈالتے ہیں تاکہ اعتدال ہاتھ سے نہ جائے
اور سواے اس نوع محبت کے اور بھی انواع حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے جسطرح بدن کے بال لینا اور
موے زیر ناف دفع کرنا و ناخن درست کرانا و بغل کے بال دور کرنا اور بول و براز کے مقام کو بوقت استنجا
دھونا اور مضمضہ اور استنشاق وضو میں کرنا اور نماز و ذکر کے وقت مسواک کرنا اور بالون کو شانہ سے فرق
کرنا یعنی مانگ نکالنا اُسکو جسکے سر پر بال ہون اور خوشبو کا استعمال کرنا اور جامہ و بدن کا پاک رکھنا اور
ہر جمعہ کو بندگاہون کا دھونا اور تفسیر احمدی میں ہے کہ کلمات تامہ دس تھے پانچ سر میں یعنی بال منڈانا
یا کترانا اور مونچھ کترانا اور منہ میں پانی ڈالنا اور ناک میں اور مسواک کرنا اور پانچ تمام جسم میں بغل کے
بال اکھاڑنا ناخن کٹانا ناف کے نیچے کے بال مونڈنا پانی سے استنجا کرنا ختنہ کرنا پس یہ دس باتین
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھیں اور ہمارے دین میں سنت یعنی سر کے بال منڈانا یا کترانا علی السبیل التخییر
سنت ہے اور عورت کو نہیں جائز مگر حج میں کترانا درست ہے اور مونچھ کترانا اوپر کی ہونٹھ کے مقابلہ
سے سنت ہے اور اُسکے چھوڑنے میں عذاب اور منہ میں پانی ڈالنا اور ناک میں اور مسواک کرنا ہر وضو میں
زن و مرد کو سنت ہے اور بغل کے بال اکھیڑنا اور موے زہار مونڈنا سنت ہے اور چالیس دن بعد مکروہ
اور ناخن کٹانا ہر جمعہ یا پندرھوین بلا تعیین یوم مستحب ہے اور پانی سے استنجا کرنا اُسوقت سنت ہے کہ نجاست
مخرج سے درم کے برابر سے زیادہ نہو ورنہ واجب ہے بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ آدمی کی پیدایشی چیزین پانچ ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ دس ہیں اور مطلب اس حدیث کا یہ ہے
کہ ہر ایک آدمی جسمین آدمیت ہے وہ ان دس چیزون کو جو اوپر بیان ہوئین پسند کرتا ہے گویا کہ یہ پیدایشی اور
خلقی بات ہے اسمین تعلیم کی حاجت نہیں کیونکہ اولاً ان باتون میں پاکی و لطافت اور ستھرائی ہے مثلاً موے
زیر ناف کے مونڈنے سے میل نہیں جمتا اور جو کچھ ہوتا ہے وہ نکل جاتا ہے اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی ہے
اور مونچھون کے کترانے سے اول مجوس اور یہود کی مناسبت دور ہوتی ہے دوسرے اکل و شرب میں ناک
نہیں رہتی اور ناخن کٹانے میں سوا میل و نجاست دفع ہوتا ہے دوسرے دیکھنے والون کو کراہت نہیں آتی
علی ہذا القیاس جا بجا ان میں فوائد ہیں کہ عاقلین اور اہل تجربہ پر پوشیدہ نہیں ہیں فائدہ بعض امور
ایسے ہیں کہ اول ظہور انکا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا چنانچہ بالون کا سفید ہونا قبل حضرت کے نہ تھا
اور جب حضرت کے بال سفید ہوے تو حضرت نے تعجب کر کے حضرت حق سے عرض کی کہ یہ کیا بات ہے ارشاد
ہوا کہ یہ وقار ہے فرمایا رب زدنی وقارا اور ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہے کہ جب حضرت اسحق پیدا
ہوے تو کنعانیون کو بلحاظ تشخیص زن و مرد کے شبہ پڑا اللہ نے حضرت اسحق کو حضرت ابراہیم

مشابہ کر دیا کہ یہ بھی ایک وجہ رفع شک کی ہو سکتی ہے مگر جب حضرت اسحٰق کی ڈاڑھی نکلی تو ہرگز باپ بیٹے میں فرق نہ تھا اسلیے حضرت ابراہیم کے بال سفید کر دیے تاکہ فرق ہو جاوے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اسی طرح مانگ نکالنا اور مونچھ کترانا اور ناخن کٹانا اور بغل کے بال دفع کرنا اور موئے زیر دور کرنا اوّل حضرت ابراہیم نے جاری کیا اور پاجامہ اوّل آنجناب نے پہنا قبل حضرت کے لانگ باندھتے تھے تہ بند جس میں ہو کر ایجاد سراویل یوں ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے ابراہیم تو افضل اہل ارض ہے تجھکو چاہیے کہ جب سجدہ میں جاوے تو عورت تیری زمین کو نظر نہ آوے اسی وقت آنجناب نے سراویل ایجاد کیا اور اول خضاب وسمہ وحنا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہے اور اوّل خطبہ منبر پر چڑھکر حضرت ابراہیم نے پڑھا طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر میں بھی منبر بناؤں تو مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ اول جہاد باسیف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے جب کہ حضرت لوط کو رومیوں سے چھینا ہے اور اوّل حضرت ابراہیم نے فی اور غنیمت تقسیم فرمائی ہے غنیمت وفی میں فرق ہے جو مال لڑائی سے ہاتھ آوے وہ غنیمت ہے اور جو بلا لڑائی ملے وہ فی ہے اور فی بیت المال میں جمع رہتا ہے اور بوقت ضرورت مسلمانوں کے خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ حکم اسکا سورۂ حشر میں بتصریح موجود ہے اور اول ہجرت حضرت ابراہیم نے فرمائی ہے اور اول طریقہ ضیافت مہمانی حضرت ابراہیم نے جاری کیا چنانچہ بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ مہمانداری کی کثرت سے حضرت ابراہیم ابو الضیفان کہلاتے تھے اور وضع یہ رکھی تھی کہ مکان کے چار دروازے رکھے تھے کہ جہاں سے چاہے مہمان داخل خانہ ہو اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام طعام چاشت کے وقت ایک ایک کوس تک مہمان کو ڈھونڈھتے تھے اور جبتک مہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ صاحب نے اپنے کلام معجز نظام میں کئی جگہ آنجناب کے مہمانوں کا ذکر فرمایا ہے اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حق میں التماس کیا کہ یا الٰہی زمین پر کوئی عبادت کرنے والا تیرا ہمیں نظر آتا جو میرے ساتھ شریک عبادت ہو خداوند عالم نے ہزار فرشتے ملکوت اعلیٰ سے بھیجے کہ وہ تین دن برابر شریک عبادت رہے اور حضرت ابراہیم آنکی امامت کیا کیے اور عادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ ضعیفوں اور مسکینوں کو بکمال بشاشت ومسرت کھانا کھلاتے تھے اور کسی وقت مہمانداری میں پہلو تہی نہ کرتے اور کثرت مہمانوں سے عین تجبین ہوتے تھے ایک مرتبہ بسبب کثرت اخراجات کے محتاج ہوگئے اور غلہ کچھ باقی نہ رہا تو ایک دوست مصری کے پاس غلاموں کو بھیجا اور ساربان اونٹ باربرداری کے واسطے ساتھ کر دیے اور فرمایا کہ اس آشنا سے کہدینا کہ جب ہمارے پاس غلہ

ہوگا تھا اور تو صیف اوا کرتے تھے چنانچہ غلاموں نے جا کر یہی کہا اُس آشنا نے کہا میرے گھر غلہ نہین ہے ناچار غلام اونٹون کو خالی لیکر پہرے جب حوالی کنعان مین آگئے تو غلامون کو شرم آئی کہ اونٹ خالی کس طرح لیجائین بڑے شرم کی بات ہے ہمارے آقا کو خفت ہوگی ہر سور سیلے اونٹون کے تھیلے ریگ بیابان سے بہر لیئے ایک غلام ان منجملہ پیش پیش آیا تھا اُسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تمام قصہ بیان کر دیا تھا اور حضرت کو ملال ہوا تھا اس سبب سے گھر مین جا کر سو رہے تھے اسی حالت مین اونٹ و بیل اور غلام ہو پہنچے کنیزون نے تھیلے کہولے اور غلہ نکالا اور میسکر روٹیان پکائین جب حضرت ابراہیم کے روبرو لیگئین تو آنجناب نے فرمایا یہ کہان سے ہے لونڈیون نے کہا خلیل مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ خلیل سماوی سے ہے اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت مال و خدمت حاصل تھی اول ثرید حضرت ابراہیم نے بنایا ہے اور تثنیہ مال آنجناب ہی نے مہمانون کو کہلائی ہے اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول طریق معانقہ آنجناب نے جاری فرمایا ہے چنانچہ خطیب نے اپنی تاریخ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ در باب معانقہ اصحاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معانقہ درست ہے انبیاء سابقین مین بھی تھا اور خلوص محبت و الفت کی نشانی ہے اور اول معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا ہے اور قصہ اس معانقے کا تفاسیر معتبرہ مین یون لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس کے قبرستان مین بتلاش چراگاہ سیر کرتے تھے کہ ایک آواز حزین و رقیق کان مین آئی دریافت ہوا کہ ذاکر الٰہی اور صفات تقدیس و تنزیہ الٰہی بیان کرتا ہے اس آواز کے سننے سے اپنا مطلب چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہوے تو دیکھا ایک دراز قامت آدمی کثیر الشعر کھڑا ہے اور توحید الٰہی مین مصروف حضرت نے اس سے جا کہ فرمایا اے شیخ تیرا خدا کون ہے جسکو یاد کرتا ہے اُسنے کہا میرا خدا آسمان پر ہے فرمایا زمین مین بھی وہی خدا ہے یا کوئی اور اُسنے کہا وہی ایک ہے دوسرے کو گنجایش نہین ہے فرمایا تیرا قبلہ کون ہے اُسنے کہا کعبہ فرمایا تو کہان سے کہاتا پیتا ہے اُسنے کہا کہ جب جنگل مین درخت پہلتے ہین تو خرمہ موسم گرما مین اپنے مکان سے نکلتا ہون اور کسی قدر حسب لیاقت جمع کر رکہتا ہون کہ زمستان مین کام آتے ہین اور اسی سے ایام بسر ہوتے ہین فرمایا تیرے عیال و اطفال بھی ہین کہ تیری خدمت کرین کہا مین تنہا ہون نہ آل نہ اولاد ایک غار مین اس پہاڑ کے رہتا ہون فرمایا ہم تیرے مکان پر چلینگے اور سمت قبلہ دیکھینگے اُسنے کہا میرے مکان کو جاتے ایک نہر عمیق ملتی ہے کہ اُس سے کوئی آدمی وہان نہین جا سکتا مگر مین بطریق

خرق عادت چلا جاتا ہون کہ صرف کف پا میرا بھیگتا ہو فرمایا مجبکو شاید اللہ تعالے نے میرے واسطے بھی پانی کم کر دیا
الغرض آنجناب اُس بزرگ کے ساتھ تشریف لیگئے اور ندی سے بلا تامل دونون پار ہوے مگر اُس بزرگ کو
حضرت ابراہیم کے پار اُترنے سے سخت تعجب ہوا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام غار کے اندر گئے
تو سمت قبلہ موافق مراد دیکھکر خوش ہوے پہر حضرت نے پوچھا سب دنون سے کون دن بہت
سخت ہی اُسنے کہا وہ دن جسمین رب الارباب کرسی حساب پر بیٹھیگا اور میزان عدل رو برو
رکھی ہوگی اور دوزخ تیز کیجائیگی اور پیغمبر و ملکوت خوف سطوت قہاری سے گریہ کنان
مُنھ کے بل گر پڑینگے تب حضرت ابراہیم نے فرمایا اے نیکبخت میرے اور اپنے واسطے دعا
کر تاکہ حق تعالے اُس دن کے ہول سے اطمینان نصیب کرے اُسنے کہا میری دعا مین کچھ اثر
نہین ہی فرمایا کیونکر جانا کہا تین برس سے ہر وقت ایک دعا مانگتا ہون لیکن ابتک قبول
نہین ہوئی فرمایا کس بات کی استدعا ہی کہا ایک روز اِس جنگل مین کھڑا تھا کہ ایک نوجوان
پریشان مو پراگندہ رو مویشی لیکر آیا مین نے پوچھا تو کہان سے آتا ہی اور مویشی کسکے ہین اُسنے کہا
ایک دوست الٰہی کے ہین جسکا نام ابراہیم ہی سو مین اُسی دن سے ملاقات جسمانی کی دعا مانگتا ہون
ابتک قبول نہین ہوئی فرمایا تیری دعا تو قبول ہوئی آؤ معانقہ کرین سو اُسنے معانقہ
کیا ہمارے حضرت صلعم فرماتے ہین کہ اُسی دن سے معانقہ جاری ہو گیا پیشتر اُس سے
اسکا رواج نہ تھا باقی حال معانقہ ذکر حضرت یوسف علیہ السلام مین لکھا جائیگا فائدہ
بخاری اور مسلم مین ہی کہ بروز حشر تمام خلق عریان تن سر برہنہ اور پابرہنہ اُٹھائی جائیگی
مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پوشیدہ اُٹھینگے کاتب الحروف کے نزدیک سبب اسکا
یہ ہی کہ اوّل حضرت ابراہیم علیہ السلام راہ حق مین برہنہ کیے گئے تھے جب آگ مین ڈالے گئے
اور دوسرے وقت ختنہ بھی ایک نوع کی عریانی ہوئی تھی سو اِس فضیلت سے اُنکی
افضلیت خاتم المرسلین پر لازم نہین آتی کیونکہ بروز حشر آنحضرت کو انواع فضائل خاص
سے سربلند کرینگے کہ اُسمین کسی نبی کو شرکت نہوگی بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ بعد
ابراہیم علیہ السلام کے بلافصل جناب خاتم المرسلین جامہ مخطط پہنکر اُٹھینگے اسی طرح فضائل
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت ہین چنانچہ صحاح مین وارد ہی کہ ایک شخص نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا خیر البریہ فرمایا لائق اِس خطاب کے حضرت ابراہیم ہین
اور مصنف ابن ابی شیبہ مین بطریق صحیح روایت ہی کہ ایک مرتبہ قحط پڑا اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام غلے کے واسطے دوسری جگہ گئے مگر غلہ نہ ملا ناچار مایوس ہو کر پھر سے اور
ریگ سرخ ایک میدان کی خرجیون مین بھروائی اور شہر مین تشریف لائے لوگون نے
پوچھا کیا غلہ لائے غلامون نے کہا گندم سرخ جب گھر مین داخل ہوے تو خرجیون مین سرخ
گیہون نکلا خلاصہ یہ کہ اللہ نے نہ چاہا کہ ابراہیم کے غلامون کا قول بھی جھوٹھ ہو اور عجائبات
اللہ نے یہ پیدا کردی کہ جو کوئی دانہ اُسکا بویا جاتا تو درخت مین از سرتا پا گیہون دیکھ پڑتا تھا
اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا مین اور امام احمد نے کتاب الزہد مین لکھا ہی کہ ایک مرتبہ کافرون
نے دو شیر کاٹ دینے کے حضرت پر چھوڑ دیے انھون نے آنجناب کو دیکھ کر سجدہ کیا اور قدم
مبارک چاٹنے اور بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ابراہیم پیغمبر نے
کبھی ایسی بات نہین کہی جو حقیقت مین سچی ہو اور ظاہر مین جھوٹھی سوا سے تین باتون کے
دو خدا کے مقدمے مین تیسری اپنی بی بی کے باب مین اول یہ کہ مین بیمار ہون یہ سخن عید کے
دن فرمایا تھا جب کافرون نے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارون کو
دیکھ کر فرمایا مین بیمار ہون یعنی موافق تمھارے عقائد کے گردش آسمانی مقتضی ہی کہ مین
بیمار ہونگا اور دوسری بات بلکہ انکے بڑے نے توڑا یہ اُس وقت کہی جب بتون کو تبر سے توڑا
اور تبر کو بڑے بت پر رکھدیا جب کافرون نے پوچھا کس نے ہمارے بتون کو توڑا فرمایا
اس بڑے بت نے توڑا اسلیے کہ اُسکی تعظیم وہ لوگ بہت کرتے تھے گویا وہ بت سبب
شکستگی واقع ہوا اور تیسری بات اُسوقت فرمائی جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا اور
یہ جانے لگین تو حضرت نے فرمایا اگر بادشاہ تجھے پوچھے تو کہیو کہ یہ میرا بھائی ہی یعنی دینی
بھائی یہ تینون باتین حقیقۃً سچی تھین اور ظاہراً دروغ **فائدہ** پوشیدہ نرہے
کہ جسطرح خاتمیت خواص حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
معلوم ہوتی ہی اسی طرح امامت اور پیشوائی مطلقہ خواص حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہی
ولہذا جس جگہ کسی وقت بعد حضرت ابراہیم کے حق نے ظہور پکڑا اور پیغمبر مرسل آیا اور کتاب
نازل ہوئی وہ سب باتباع ابراہیم علیہ السلام ہوا بلکہ تمامی یہود و نصاری و صابئین
تعظیم و اتباع اور اقتدا حضرت خلیل اللہ ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام مین
کوشش کرتے ہین اور افعال اور اقوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بوجہ کلی قانون
شرع اور سلسلہ تدین جانتے ہین اگرچہ جزئیات متغیرۃ الحکم مین بظاہر حسب مصالح وقتیہ

کچھ مخالفت کرتے ہین لیکن وہ بھی قانون کلّی مین داخل اور حکم موافقت مین معدود ہی جیسے حکماے یونان قاطبۃً طب مین بوعلی سینا کو امام جانتے ہین اور قواعد کلیہ اُس سے اخذ کرتے ہین اور اگر مخالفت بھی کرتے ہین تو بھی قواعد مقررہ کے موافق کرتے ہین علے ہذا القیاس حنفی المذہب امام اعظم کو اپنا امام جانتے ہین اور اگر کسی وقت قول صاحبین پر فتوی دیتے ہین تو اُسکو بھی قانون حنفی سے خارج نہین جانتے بلکہ قواعد عامۂ حضرت امام مین مثل قول بالاستحسان یا اعتبار عموم بلوی مین درج کرتے ہین پس اس تقریر سے فرق ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین مصطفوی صلعم مین پیدا ہوا کہ ملت ابراہیمی ہر حال مین بوجہ کلی واجب الاتباع ہی اور دین مصطفوی بعد از نسخ یہودیۃ و نصرانیۃ بروجہ خبر بھی لازم القبول ہی اور یہ اشکال کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حق عامۂ ناس مین واجب الاتباع ہون تو عموم دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مین فرق نہین رہتا اور بھی یہودیۃ اور نصرانیۃ اپنے وقت مین حق تھی حالانکہ اکثر امور مین مخالفت ملت ابراہیمیہ اُسمین ظاہر تھی پس اگر امامت مطلقہ حضرت ابراہیم کی مراد تھی تو یہ مخالفت کسطرح ظاہر ہوئی اسی تقریر بالا سے بالکل زائل ہوگیا ہی اور اِس امامت اور پیشوائی مطلقہ پر کلام الٰہی بھی بہ نص قطعی ناطق ہی کہ انی جاعلک للناس اماما یعنی مین کرنے والا ہون تجھکو سب آدمیون کا امام کہ بعد تیرے آوین کہ ہر چیز مین تیری اقتدا اور متابعت کرین گویا کہ تیری اتباع اور اقتدا و پیل آنکی حقانیۃ کی ہوگی اور مخالفت تیری علامت بطلان **تنبیہ** اِس قصے مین چند باتین ضروری البیان ہین کہ اُسکو گذارش کرتا ہون اول یہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اصول اور فروع مین ملت پیغمبر آخر الزمان ہی یا کہ صرف اصول مین جیسے توحید و نبوت و معاد و غسل جنابۃ و ختنہ و اصول مکارم اخلاق و صبر و رضا بالقضا و تسلیم لامر اللہ وغیرہ ہین اگر شق اول اختیار کیجیے تو لازم آتا ہی کہ پیغمبر آخر الزمان صاحب شریعت جدیدہ نہون بلکہ مثل انبیاے بنی اسرائیل کے جو محض مروج دین موسوی علیہ السلام کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مروج دین ابراہیمی ہون اور یہ امر صریح البطلان ہی اور اگر شق ثانی اختیار کرین تو اتباع ملت ابراہیمی جسکا جابجا کلام الٰہی مین حکم ہی کیا معنی ہونگے اِسواسطے کہ یہودیۃ و نصرانیۃ اور اسلام آپس مین متفق الاصول ہین بدلیل شرع کم

در بیان آنکہ ملت ابراہیم در اصول و فروع با دین مصطفوی ...

من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا
الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنی راہ ڈالدی دین مین وہی جو کہدیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا
ہمنے تیری طرف اور وہ جو کہدیا ہمنے ابراہیم کو وموسیٰ کو وعیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور
پھوٹ نہ ڈالو اسمین بلکہ جمیع شرایع وملل کے اصول باہم متفق ہین اور یہ بھی اس واسطے
صورت مین لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر و یہ امت بھی فروعات مین ملت ابراہیمی سے منحرف ہو اور
کہ اعتراف کسی ملت کے اصول کا موجب اعتراف تمام اس ملت کا نہین ہوتا والا یہود
ونصاری بھی تابع ملت ابراہیمی کے ہوان اس شبہ کے جواب مین محققین نے دو مسلک
اختیار کیے ہین اکثر کہتے ہین کہ اتفاق ان دونون ملتون کا فقط اصول مین ہے لیکن
اصول جسطرح عقائد کو کہتے ہین اسی طرح قواعد کلیہ شریعت کو جس سے مسائل جزئیہ
مستخرج ہون بھی بولتے ہین پس اصول ملت ابراہیمی باین معنی بعینہا شریعۂ مصطفویہ
مین محفوظ ہین کہ اصلاً تفاوت نہین اور جو کچھ فروع مستخرجہ مین بسبب اختلاف
زمان کے کسیقدر تفاوت واقع ہوگیا ہو تو کچھ مضائقہ نہین مثلاً سہولت اور
سلوک راہ معتدل تہذیب نفس مین بے افراط وتفریط اور رعایت مصالح نظام معاش
اور رسوم منزلی ومدنی وغیرہ مین اور احتراز ابطال کسی قوت کا قواے طبعیہ سے
اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرۂ بنی نوع سے کہ ہرایک حکم کے ساتھ ہمارے
دین مین مرعی ہین اور معنی اتباع ملت کے یہی ہین نہ یہ کہ فروع جزئیہ بھی بعینہا
باقی رکھین بلکہ عند التحقیق ملت نام انھین قواعد کلیہ کا ہے نہ کہ فروع جزئیہ کا ولہذا
ہم کہتے ہین کہ ملت ما مرم ملت ابراہیم ہے اور یہ نہین کہتے ہین کہ دین اور آئین ہمارا
بملاحظہ فروع دین اور آئین ابراہیم کا ہے اسواسطے کہ فروع اس دین کے تمام کمال
محفوظ نہین ہین اور مثال عام فہم اس اتباع کی یہ ہے کہ دونون شاگرد حضرت
امام اعظم کے بلاشک روش اجتہاد واستنباط مین اپنے امام کے تابع ہین اور
استخراج مسائل مین قواعد امام کی رعایت کرتے ہین ولہذا انکا اجتہاد حضرت
امام شافعی کے اجتہاد سے ممتاز ہے لہذا امام شافعی کو کوئی تابع ابوحنیفہ کا نہین کہتا ہے
باایں ہمہ امام ابویوسف اور محمد فروع مستخرجہ مین اپنے استاد کی مخالفت کرتے ہین
اسی طرح شارع شریعت مصطفویہ نے وقت انفاذ اس شریعت کے قانون

ابراہیمی کے رعایت کی ہے گو بعض فروع منسوخہ اسوقت کے مخالف فروع منسوخہ اسوقت
کے واقع ہوئے ہون ولہذا سورۂ آل عمران مین وارد ہے ان اولی الناس بابراہیم
للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین آمنوا یعنی لوگون مین زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو
تھی جو ساتھ اسکے تھے اور اس نبی اور ایمان والون کو حاصل اِس جواب کا یہ ہے کہ ملت
اور شریعت مین فرق ہے پس یہ ملت تو ملت ابراہیم ہے اور شریعت شریعت محمدیہ ہے اور
ہم ماسور شریعت محمدیہ ہین اور یہود اور نصاری کو بحسب استعداد انکے اور شرائع
عنایت ہوئے ہین کہ ملت ابراہیمی کی روش پر ہے مگر قواعد اِس ملت کے اول شریعتون
مین بسبب قصور استعداد کے بخوبی مرعی نہ تھے گو اصول عقائد موافق ہون پس
توافق جمیع ملل اور ادیان کا اصول عقائد مین ایسا ہے جیسے ائمہ اربعہ کا تمسک کتاب
اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور توافق اِس شریعت کا ملت ابراہیمی سے
ساتھ اِس طریق کے ہے جسطرح توافق صاحبین کا قواعد استنباط امام سے ہے مثل الزیادۃ
علی الکتاب نسخ فلا تثبت الا بالخبر المشہور ومثل اعتبار عموم بلوی واستحسان وغیرہ
جب فرق ملت اور شریعت مین ظاہر ہو گیا اور معنی اتباع کے کھل گئے تو اب اختلاف
شریعت کو انحراف نہ کہنا چاہیئے انحراف یہ ہے کہ اصول اور قواعد مین فرق اور تجاوز ہو
سو یہان نہین ہے اور بعض محققین کہتے ہین کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہ شریعت
ابراہیمی ہے اور شریعت اور ملت مین کچھ فرق نہین بلکہ اصول اور فروع اِس
شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہین بلا تفاوت یعنی
کو سب احکام اسکے اِس شریعت مین محفوظ ہین گو بہت باتین اِسمین زیادہ ہوئی ہون
سو وہ بھی مخالف احکام اِس ملت کے نہین ہین بلکہ شرح اور بسط اور تتمیم اور تکمیل
انھین احکام کی ہے یعنی ملت ابراہیمی متن ہے اور شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم شرح اور یہ مین معنی شارح کو ماتن کے تابع کہتے ہین مثلاً صاحب مشکوٰۃ کو
صاحب مصابیح کا تابع جانتے ہین مگر تفصیل ان احکام کی سوا اسکے اِس شریعت کے
ہمکو اور کسی طرح سے معلوم نہین ہوئی اور اِس شریعت مین وہ احکام اور حکمون کے
ساتھ ملے ہوئے نازل ہوئے اِسی سبب سے تمیز دشوار ہو گئی اِسقدر البتہ کتاب و سنت سے
متیقن و ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت ابراہیمی لائے ہین کما

قال اللہ تعالےٰ وملۃ ابیکم ابراہیم ہو سماکم المسلمین یعنی دین تمھارے باپ ابراہیم کا ہے اُسی نے
نام رکھا تمھارا مسلمان وقال تعالیٰ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً یعنی پھر ہمنے وحی کی تیری طرف
کہ تابع ہو دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور حدیث شریف مین ہے اتیتکم بالحنفیۃ السمحۃ
البیضاء یعنی مین لایا ہون تمھارے لیے راہ ایک طرف کی صاف روشن اور نیز احادیث سے
ثابت ہے کہ جہاد[1] کفار و کسر[2] اصنام و ختنہ[3] و عقیقہ[4] و آداب[5] ضیافت و لبس[6] ثیاب و اتخاذ[7] بیت
وقت عبادت و شرع[8] مدین نماز مین و تکبیر[9] ہر بلندی و پستی مین و نماز[10] چاشت چار رکعتی
و تحریم[11] اشہر حرم و حرمت[12] محرمات و ایجاب[13] شہود و مہر نکاح مین و رکوع[14] قبل سجود
و وجوب[15] زکوۃ و ستر[16] عورت و حرمت[17] زنا و لواطۃ و سحاق وغیرہ گناہ کبیرہ و نماز[18] جانب کعبہ
و مناسک[19] حج تمامہا و خصال[20] فطرت سبہا و آداب[21] قربانی و ہدی و احکام[22] نجوم کا معتقد
نہ ہونا و ساعت[23] نیک و بد نہ پوچھنا و سعد[24] و نحس ساعتون کا نہ تفحص کرنا و ایام[25] و شہور و تواریخ
کے درپے نہ ہونا و شگون[26] بد نہ لینا و کاہن[27] و جادوگر کا اعتقاد نہ لانا و جنات[28] و شیاطین کی
نذر نہ ماننا و ذبح[29] سوا غیر خدا تقرباً نہ کرنا و رزق[30] و شفا سے امراض و موت و حیات و تولد
اولاد مین سواے خدا کے دوسرے کو سبب نہ جاننا و وقت[31] مصیبت صبر کرنا اور موت[32] احباب
و اصحاب مین جزع اور فزع نہ کرنا اور[33] اپنی جان کو راہ حق مین نثار کرنا اور[34] باپ کو بیٹے
کے گناہ مین اور بالعکس گرفتار نہ کرنا اور[35] جامہ و بدن و خانہ و مسکن کو پاکیزہ و معطر رکھنا
اور[36] لہو و لعب سے احتراز رکھنا اور تصویر[37] بنانے و پاس[38] رکھنے سے مجتنب رہنا اور ترک[39]
نکاح نہ کرنا اور لذائذ[40] اطعمہ و نفائس البسہ سے پرہیز نہ کرنا اور عزلت[41] اور گوشہ نشینی مفرط
سے دور رہنا اور جو کوئی یہ بات اختیار کرے اُسکو معتبر نہ جاننا اور ریاضت[42] مفرطہ کو جس سے
حق دار کا حق تلف ہوتا ہو بہتر نہ جاننا اور کسب[43] معاش کرنا اور سوال[44] بلا ضرورت سے
احتراز کرنا اور امثال ان امور کے سب ملت ابراہیمی کے احکام ہین کہ اس شریعت مین
جیسے تھا باقی ہین بلکہ یہ سب احکام اصول اس شریعت کے ہین اور انھین سے صدہا
فروع نکلتے ہین کہ اس سے کل شریعت کا احاطہ ہو جاتا ہے اتنی بات ہے کہ احکام ابراہیمی
بسبب اسکے کہ نشان انکے مٹ گئے اور کتابون مین مدون نہین ہوے اور جاہلون
کے ہاتھ پڑے اور اکثر اُس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے عہد مین منسوخ
ہوے اور ایک مدت دراز ایسی گذری کہ گویا عالم سے مخفی ہو گئے اس وجہ کہ بدون

وحی کے اطلاع کسی بشر کو ممکن نہ تھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھین احکام کو
بواسطۂ وحی ارشاد کیا اور جس مقام سے حضرت ابراہیم پر نازل ہوئی اُسی جگہ سے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آئی اِس سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت
جدیدہ ہوے اِسلیے کہ جدید ہونے شریعت مین یہ ضرور نہین ہو کہ احکام اُس شریعت کے
کبھی کسی قوت ظاہر نہ ہوے ہون بلکہ احکام شریعت مندرسہ کا عالم غیب سے از سر نو
ملنا تجدید شریعت مین کافی ہو اور اِسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناسخ
ادیان کے ہوے کہ ناسخات اُس شریعت منسوخہ کو پھر اُسی شریعت منسوخہ سے
منسوخ فرمایا لیکن کتاب کے جدید ہونے مین یہ بھی ضرور ہو کہ قبل اِسکے وہ کتاب کسی
نبی پر نازل نہ ہوئی ہو و لہذا حضرت عُزیر علیہ السلام کو صاحب کتاب جدید نہ کہنا چاہیے
یا یہ کہ توریت اِنپر نازل ہوئی نہ سمجھنا چاہیے اور اِس فرق کو خوب سمجھکر یقین رکھنا چاہیے
کہ اکثر احادیث اور آیات صراحۃً دلالت کرتی ہین اتحاد شریعتین پر اور انبیاے
بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کے مُروّج تھے اُنھون نے اُس شریعت کو از روے
کتب اور محفوظات بشریہ کے معلوم کیا تھا نہ از راہ وحی پس یہ بھی صاحب شریعت
جدیدہ نہین ہین اور علاوہ اِس وجہ کے ایک وجہ اور بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی ہو وہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے احکام ملت ابراہیمی پر قدر کثیر زیادہ کیا ہو مثل تحدیدات صلوٰۃ اور صوم اور
زکوٰۃ اور مسائل جہاد اور نصب قضات اور محتسب اور تقسیم لوٹ اور غنیمت کہ عبارت
خلافت کبریٰ سے ہو اسی طرح اور مسائل اعیاد و جمعہ اور جماعات کے اور مسائل
فرائض اور ترکات کے عبادات مین کہ حضرت نے بڑھائے ہین اور معاملات مین بھی
تعمق نظر سے آداب قضا اور طریق فیصل خصومات بہ کمال شرح و بسط بیان فرمائے ہین
اِس سبب سے بھی صاحب شریعت جدیدہ ہوے اور ظاہر ہو کہ انبیاے بنی اسرائیل
سواے احکام توریت کے کوئی حکم تازہ نازل نہین ہوا پس فرق میان خاتم المرسلین
اور انبیاے بنی اسرائیل کے بہ کمال انجلا واضح ہو گیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اِسی شریعت کے لانے مین مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے کہ حضرت
موسیٰ بھی فی الجملہ قواعد ابراہیمی کو منظور رکھتے تھے اور اُن قواعد پر تفریع کرتے تھے

پس آج کے روز شریعت مستقلہ دو شریعتین ہین موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی
مین جمیع قواعد ملت ابراہیم کی رعایت نہین ہو اور شریعت مصطفویہ مستوفی جمیع احکام ملت
ابراہیمی کی ہو بلکہ اور اسپر زیادہ کیگئے تکمیل اور تتمیم شریعت ابراہیمی کی کردی ہو اور شریعت
عیسوی امر ہی شریعت موسوی ہو لیکن فی الجملہ بہ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود پس
حقیقت مین گویا شریعت عیسوی ارہاص نزول شریعت مصطفوی ہو اور ابتدا اسے یا
رجوع شریعت ابراہیمی ہو جس وجہ چنانکہ ارہاصات اور تمہیدات کی شان ہو کہ قبل از
مطلب کچھ نشان مطلب سے دیتے ہین اور ایک راہ اسی طرف کھول دیتے ہین یہی ہو
مذاق اہل تحقیق کا اس بحث مین کہ ہمارے استاذ الاستاذ مولانا عبد العزیز دہلوی نے
لکھا ہو اور بعضے مفسرین کہتے ہین کہ مراد ملت ابراہیمی کی اتباع سے جو کلام الٰہی مین
جا بجا واقع ہو یہ ہو کہ اعتقاد کو اس ملت کے عقائد سے مطابق کرے پس اسواسطے
کہ عقائد اس ملت کے جمیع طوائف کے عقائد سے ممتاز ہین جسطرح معبود واحد ہو
اور کواکب اور عناصر وغیرہ کا قبلہ کرنا نہین جائز ہو اور کسی صورت کو وقت عبادت
کے تصور کرنا نہین درست ہو وغیرہ امور کلیہ جیسے سجدہ اور ذبح لغیر اللہ حرام ہو
اور اصول ملت ابراہیمی یہ بھی ہو کہ حق تعالے آخر زمانہ مین ایک رسول بھیجیگا کہ دین اسکا
واجب القبول ہوگا پس اعتقاد نبوت اسکا اور اتباع دین اس نبی کا بھی منجملہ
اصول ملت ابراہیمی کے ہو جیسے اعتقاد نزول عیسیٰ اور خروج مہدی کا شریعت
مصطفویہ مین واجبات سے ہو اور منجملہ اصول عقائد کے ہو و لہذا کتب عقائد مین
ان دونون امر کو بہ دلائل اور براہین ثابت کرتے ہین اور مؤید اسکا ہو جو کہ تفاسیر
معتبرہ مین آیۃ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ کی شان نزول مین
لکھا ہو یعنی اور کون پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا مگر جو موقوف ہوا ہو جی سے وہ یہ ہو
کہ عبد اللہ ابن سلام نے سلمہ اور مہاجر اپنے بھائی کے لڑکون سے کہا کہ تم جانتے ہو
کہ اللہ صاحب نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ہو کہ مین پیدا کرنے والا ہون اولاد
اسمعیل سے ایک نبی مسمی باسم احمد پس جو کہ ایمان اسکا لاویگا ہدایت پاویگا اور
جو نہ لاویگا وہ ملعون ہوگا چنانچہ سلمہ اسی وقت ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا
کہ اسی کے حق مین یہ آیۃ نازل ہوئی لیکن اس تقدیر مین ایک خدشہ ہو کہ نبوت

ف بیان اصول ملت ابراہیم [illegible]

انبیا کا اعتقاد جمیع شرایع اور ادیان مین تا طبقہ اصول عقائد سے ہی اور جسطرح متاخرین پر
ایمان بہ نبوت انبیاے سابقین فرض ہی اسی طرح متقدمین پر ایمان بہ نبوت انبیاے
لاحقین واجب ہی جس مقام مین تفصیلی چاہیے وہان تفصیلی اور جس جگہ اجمالی درکار ہی وہان
اجمالی پس یہ معنی کچھ خاص ملت ابراہیمی سے نہین ہی سب پیغمبرون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہی اور اپنی امت کو آپکی نصرت اور اعانت پر تاکید کرتے اور عہد
اور پیمان لیتے رہے ہین سو اس اعتبار سے نبوت خاتم المرسلین کا اعتقاد جمیع ملل
اور ادیان کے اصول مین داخل ہی کچھ مخصوص ملت ابراہیمی سے نہین ہی جواب اس
خدشے کا یون ہوسکتا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول آخر الزمان کے بعثت کی
درخواست کی تھی اور نزول کتاب بھی چاہا تھا اور امت کی بھی استدعا کی تھی تو
حقیقت مین ایک نوع کمال کا اس ملت مین باقی تھا اور یہ درخواست طلب ملت
ابراہیمی مین داخل تھی اسواسطے مخصوص اصول ملت ابراہیم سے ہوا پس رسول
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیم کے ہوے
اور امامت حضرت ابراہیمؑ کی رسالت آنحضرتؐ سے تمام ہوئی اور احکام اس دین کے
گویا احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہین بخلاف اور انبیا کے کہ اس بات کے
طالب نہین ہوے ہین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اس کمال کو خود سے اپنی امت کو
ہمیشہ بشارتین دیتے تھے اور نصرت اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
تاکیدین فرماتے تھے اس جگہ سے فرق باتین نکل آیا لیکن با این ہمہ آیات
قرآنیہ کے الفاظ سے جیسے ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم اور الفاظ احادیث سے
جسطرح آتیتکم بالحنفیۃ السمحۃ البیضاء کچھ فرق اس تقریر سے جو بعضے مفسرین کرتے ہین
باقی رہتا ہی اسواسطے کہ صرف اپنے عقاید کو کسی ملت کے عقائد سے موافق کرنا
اتباع ملت مین داخل نہین ہی بالفرض اگر یہی معنی ہین تو پیغمبر آخر الزمان
علیہ السلام کو اس اتباع کا حکم کرنا خالی از تکلف نہین اسواسطے کہ اس اتباع
کے جمیع انبیاے بنی اسرائیل مامور تھے خصوصیت آنحضرت کی کچھ نہین ہی پس
رفع اسکا یون ہوتا ہی کہ ہر ایک شریعت تین چیز پر مشتمل ہی اول اصول عقائد
جسطرح توحید و نبوت و معاد اور یہ باتین تمامی ملل اور ادیان مین جو حق ہین

مشترک ہین اور جملہ انبیا اور رسل اسپر متفق ہین اسواسطے کہ یہ باتین اختلاف
اعصار اور ازمان سے مختلف نہین ہوتین اور اسی سبب سے ہر ایک ملت متاخرہ کو
ملت متقدمہ کے تابع کہہ سکتے ہین کچھ خصوصیت ایک نبی اور ایک امت کی نہین ہے
دوسری قواعد کلیۂ شریعت کہ مسائل فرعیہ اور احکام جزئیہ اُس سے نکلتے ہین
اور ہر حکم مین رعایت اُن کلیات کی ملحوظ رہتی ہے اور درحقیقت ملت انھین قواعد
کلیہ کا نام ہے پس اتباع اِس امت اور اِس پیغمبر کا ملت ابراہیمی سے اِسی معنی
خاص سے ہے کہ یہ بات اور نبی اور امت مین بہ نسبت ملت ابراہیمی کے ہرگز نہین
پائی جاتی ہے تیسری جمیع اوضاع مقررۂ شرع کلیات اور جزئیات اور قواعد
اور فروع سے پس باین معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت
جدیدہ ہین اور انبیا سے بنی اسرائیل ہمین معنی تابع شریعت موسویہ ہین ہذا ما حققہ
المحدث الدہلوی فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ** اکثر کلام الٰہی مین جہان اتباع
ملت ابراہیمی کا ذکر ہے وہان ارشاد ہوا ہے وما کان من المشرکین حالانکہ احتمال
شرک کا حضرت ابراہیم علیہ السلام مین کسی کو مخطور نہ تھا پس غرض اِس کلام سے
یہود اور نصاری وغیرہ جاہلان قریش پر طعن ہے کہ تم اپنے تئین تابع حضرت
ابراہیم کا کہتے ہو اور شرک ظاہر تمسے صادر ہوتا ہے مثلاً یہود تشبیہ کے قائل
تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے اور نصاری تثلیث کے
قائل تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ بولتے تھے اور مکے کے جاہل
صریح بت پرستی مین مشغول تھے گویا فرماتے ہین کہ تم اتباع ابراہیم علیہ السلام
سے نہایت دور ہو اسواسطے کہ اول سخن اور اصل کلام ابراہیم علیہ السلام سے
کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوے جاتے ہو پھر اور احکام اور عقائد
و اخلاق کو کیا پوچھنا ہے **فائدہ** سورۂ بقر مین اول سے آخر تک
بنی اسرائیل سے خطاب ہوتا جاتا ہے یعنی اول مین ارشاد ہوا ہے یا بنی اسرائیل
اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علے العالمین یعنی اے بنی اسرائیل
یاد کرو احسان میرا جو مین نے تمسے کیا اور وہ جو مین نے تمکو بڑا کیا جہان کے
لوگون سے اور آخر مین ہے ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت یعنی کیا تم

حاضر تھے جس وقت پہونچی یعقوب کو موت اور درمیان خطاب کے قصہ امامت حضرت ابراہیم اور بناے کعبے کا ذکر ہی حالانکہ یہ خطاب قریش سے چاہیے تھا جو کعبے کے مجاور اور حضرت اسمعیل کی اولاد تھے اسواسطے کہ جو نعمتین کہ متعلق بناے کعبہ اور تفضیل حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ہین انھین کے حق مین وقعت رکھتی ہین نہ بنی اسرائیل کے حق مین پس سبب اسکا یہ ہی کہ اس قصے کے بیان سے مقصود تعداد نعمتون کا بیان نہین ہی جیسا قصص سابقہ مین ہی بلکہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وجوب انقیاد دین محمدی کا بنی اسرائیل پر مطمح نظر ہی گو کہ بنی اسرائیل اولاد حضرت اسمعیل سے نہ تھے الا ولدیت ابراہیم علیہ السلام اپنا فخر جانتے تھے اور معتقد تھے کہ بناے کعبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے ہاتھون سے ہوئی ہی اور اس وقت مین ان دونون پیغمبرون نے اپنی اولاد کے لیے دعائین بھی کی ہین اور وہ دعائین مقرون باجابت بھی ہوئین پس اس قصے کے ذکر مین چار غرضین عمدہ منظور ہین کہ وہ چارون بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی ہین اول یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالے نے اول تکلیفات شاقہ سے آزمایش فرمائی جب اُسکے عہدے سے بوجہ احسن نکلے تو انکو منصب اقتدا اور امامت عنایت کیا پس معلوم ہوا کہ حصول مناصب دینیہ اور معارف یقینیہ اسپر موقوف ہی کہ تمرد اور عناد کو یکسر موقوف کرے اور جو احکام الٰہیہ کسی پیغمبر کے ذریعہ سے آوین اُسکا مطیع اور منقاد بنے اگرچہ نخوت اور کبر سے نفس پر شاق ہو دوسری یہ کہ جب حضرت ابراہیم نے منصب امامت طلب کیا تو حکم ہوا کہ ظالمون کو تمھاری اولاد سے یہ منصب نہ پہونچیگا کما قال ولا ینال عہدی الظالمین پس جو شخص کہ طالب منصب امامت یا اور کسی عہدے کا عہدہاے دینیہ سے مثل ولایت اور ارشاد اور افتا اور احتساب وغیرہ کا ہو تو اُسکو مجادلہ اور مکابرہ اور تعصب اور سخن پروری اور کج بحثی سے الگ رہنا ضرور ہی تیسری یہ کہ اگر قبلہ کو بیت المقدس سے پھیر کے کعبے کے طرف ہم قرار دین تو ہرگز تمکو جائز نہین ہی کہ تم زبان طعن کھولو اور اس پیغمبر آخر الزمان کی نبوت مین شبہات واہیہ کرو کسواسطے کہ کعبہ بھی قدیم سے محل تعظیم ہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے عبادت کی جگہ ہو اور اسی مسجد شریف میں مقام ابراہیم
کہ وہ تمام باتوں کا مخزن ہو چوتھی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے
کعبہ بناتے وقت تمہاری دانست کے موافق بھی دعائیں کی ہیں کہ میری اولاد میں
ایک امت منقاد حکم الٰہی پیدا ہو اور اسمیں پیغمبر ہو صاحب کتاب معلم دین
اور مرشد طریق یقین اور یہ دعائیں ایسے وقت کی یقینی مقرون باجابت ہیں
پس تمہارے زعم پر بھی وجود امت اور پیغمبر بنی اسمعیل میں ضروری ہوا سو اگر
تم اس پیغمبر اور اس امت سے انکار کرتے ہو تو اعتقاد عظمت ابراہیم علیہ السلام
اور انکی دعا کی مقبولیت سے دست بردار ہو اور اسکا حال سترھوین باب پیدایش
توریت میں موجود ہے کہ قریب تر میں بھی بیان کرونگا ابھی تو نص قرآنیہ سے پیغمبر
آخر الزمان کی نبوت اور انکی امت کا ثبوت درپیش ہے واضح ہو کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے یون دعا فرمائی ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ
لک وابعث فیہم رسولاً یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک
انت العزیز الحکیم یعنی اے رب اور کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد
میں سے ایک امت فرمانبردار اپنی اور اٹھا اسمیں ایک رسول انھیں میں کا
جو پڑھے انپر آیتیں اور سکھاوے انکو کتاب اور پکی باتیں اور انکو سنوارے
تو ہی ہے اصل زبردست حکمت والا اور اس دعا میں دستورات حج کی بھی درخواست
کی ہے پس بعض مفسرین کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کی نسل اور اولاد ہے کہ مدت تک توحید اور اسلام پر
قائم رہی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر وقت میں ایسے مومن گذرے ہیں جس طرح زید
ابن عمرو ابن نفیل اور عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن یہ
قول ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ مصداق اس امت مسلمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے اصحاب اور اولاد اصحاب ہیں کہ اہل قریش وغیرہ سے تھے اسواسطے
کہ وابعث فیہم رسولا حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بیٹون اور اولاد قریب پر
صادق نہیں اور اسیطرح زید ابن عمرو ابن نفیل اور قس ابن ساعدہ
وغیرہ پر بھی درست نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کلام الٰہی سے صاف واضح ہے کہ وہ

رسول انپر کتاب منزل پڑھیگا اور تعلیم کتاب وحکمت فرمائیگا اور باطن کو غفلت و
حجاب سے پاک کریگا سو یہ اوصاف سوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اصحاب کے اور کسی اولاد میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کے متحقق نہیں ہوسے
ولہذا آخر سورۂ حج میں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہوتا ہے
کہ ملة ابیکم ابراہیم ہو سماکم المسلمین من قبل یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا
اسنے نام رکھا تمہارا مسلمان اور حکم بردار پہلے سے خلاصہ یہ کہ کتب سابقہ میں
بھی انکا نام یہی ہے جیسا یہ بیان دونوں نشیب جلیل الشان کی نعت قطعی صریح ہے
اس بات پر کہ پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام ابن عبداللہ مبعوث ہے
اور امت اسکی امت مسلمہ ہے تو پس یہ ضرب ہے کہ اس نص صریح سے الزام یہود و
نصاری کا جو منکر نبوت آنحضرت میں بخوبی ہوسکتا ہے اور محققین کے نزدیک
تخصیص بالصفات تو ہی تخصیص بالاسما اور القاب سے ہے اور اسے بعد البتہ
شرط ہے کہ کلی فرد واحد میں منحصر ہو تاکہ احتمال شرکت جاتا رہے ولہذا اس جگہ
اہل تحقیق یہ بھی فرماتے ہیں کہ خلافت خلفاے اربعہ کی ایسی ہی نصوص سے
منصوص ہے جیسے آیت استخلاف سورۂ نور میں اور آیت مخلفین رکوع سیکلم مقصد ربیت
سورۂ فتح میں کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی **فائدہ**
حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بعثت رسول کی اس امت میں
اپنی اولاد سے کیوں درخواست کی اگر اور ہی قوم سے رسول ہوتا تو کیا قباحت
لازم آتی تھی اور رسول کا ہونا اس امت میں کیا ضرور تھا کیا انکا طریقہ بعد
انکے کافی نہ تھا پس توضیح اور تحقیق اس مسلک کی یہ ہے کہ دونوں صاحبوں نے
اپنی امت کا تمام رہنا باوجود اختلاف عقول و تفاوت اذہان ایک وتیرہ پر
ہونا کسی طرح بجز ہادی کامل کے خلاف قیاس و عادت سمجھا لہذا درخواست کی
اور اسکے ساتھ ہی مانگا کہ وہ پیغمبر بھی میری اولاد سے ہو تاکہ وہ پیغمبر
اور اسکی امت مسلمہ دونوں میری ذریت میں محدود ہوں اور مجھکو
شرافت عظیمہ و خلافت فخیمہ حاصل ہو کیونکہ اگر امت میری اولاد
سے ہوئی اور محتاج ایسے پیغمبر کی ہوئی جو میری اولاد سے نہیں ہے تو مجھکو

کیا شرافت باقی رہیگی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر وہ رسول اسی امت سے ہوگا تو اہل امت
اُسکے مولد و منشا و نسب و حسب و اخلاق و اوضاع و صدق و دیانت و عہد و
امانت سے بخوبی واقف ہونگے اور اُسکی متابعت میں سرگرم اور مستعد رہینگے
بلکہ کسی طرح سے اُسکی مطاوعت اور فرمانبرداری میں ننگ و عار نہ کرینگے کیونکہ
ریاست اپنے فرقے والے کی ایسی شاق نہیں ہوتی ہے جیسے سرداری اجنبی اور
غیر قوم کی و نیز بحکم قرابت اُسکی رعایت و اعانت اور نصرت میں سعی و کوشش
قرار واقعی کرینگے اور اجراے احکام شریعت میں تہ دل سے جہد بلیغ بجالاینگے
اور اس نبی کی شفقت و عنایت اُمت پر بوجہ کامل ہوگی کہ تعلیم و تفہیم میں
مبالغہ کریگا کیونکہ محبت اقارب و عشائر بہ نسبت اجانب کے بہتر ہوتی ہے
اور شفقت و حرص بحکم جبلت بشریہ اپنی قوم و قبیلہ پر بہ نسبت اغیار کے
اکثر ہوتی ہے لہذا احادیث شریف میں وارد ہے کہ اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی
ثم بنو ہاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش یعنی پہلے میں شفاعت اپنے
اہل بیت کی اور پھر اولاد کی کرونگا پھر بنو ہاشم کی پھر قریب تر کی
فرقہ قریش سے اور حضرت امیر المومنین امام الاورعین جامع آیات قرآن
حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے
کہ اگر اللہ جل شانہ کلید بہشت میرے ہاتھ میں دے تو کسی شخص کو بنی امیہ
سے بہشت سے خارج نہ رکھوں اور شک نہیں ہے کہ اس قسم کا رسول
کہ مجموع اولاد ان دونوں پیغمبروں سے مبعوث ہوا ہو سواے ذات
پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں ہے کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
کی اولاد میں اس زمانے تک کوئی رسول نہیں ہوا اور اگر کوئی زید ابن عمر
ابن نفیل اور قس ابن ساعدہ کے حق میں احتمال نبوت رکھتا ہے تو احتمال
رسالت نہیں رکھتا اور اگر کوئی بالفرض رسول بھی ہوگئے تو دعوت انکی
دعوت مسلمہ نہ تھی اور بالفرض امت مسلمہ بھی ہوتی تو یہ اوصاف انمیں
خود متحقق نہ تھے کہ یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ کیونکہ پیشتر
کتاب کا بے نزول کتاب کے ہو نہیں سکتا بلیں چاہیے کہ کتاب بھی نازل

ہوئی ہو تاکہ اُسکے معانی تعلیم کرے اور اسرار اُسکے جو ہر ایک حکم مین پوشیدہ ہین کھولے کہ علم ظاہر و علم باطن کے جامع ہون اور امر نبوت کہ ولایت ہے ہمیشہ اس امت مین باقی رہے تاکہ بقدر امکان فیض نبوت سے بے بہرہ نرہین سے

چون کہ گل رفت و گلستان شد خراب ✤ بوے گل را از کہ جوئیم از گلاب ✤ گویا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بنور نبوت جان لیا تھا کہ یہ پیغمبر خاتم الانبیا والمرسلین ہوگا بالجملہ اس مقام سے ثبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نص صریح ان دونون پیغمبرون کی اور بھی مقبول ہونا حضرت کی امت کا مثل آفتاب روشن ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل سر ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام ہین اور اس جگہ سے لازم آیا کہ ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ملت ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو اکثر احکام اُس دین کے مانند مناسک حج و قربانی کہ یہودیون کے حق مین بسبب قصور استعداد و بے نصیبی اسرار باطنیہ سے اور عدم معرفت محبت اور رضا کے منسوخ ہوگئے تھے وہ سب وقت ظہور اہل کمال و صاحب ذوق و حال کے پھر قائم ہوے اور ملت ابراہیمی سے نئے از سر نو بلا تغیر ظہور پکڑا تو اب انحراف ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت انحراف ملت ابراہیمی سے ہے کما قال ومن یرغب عن ملة ابراہیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی الآخرة لمن الصالحین یعنی کون ہے کہ پسند نرکھے دین ابراہیم کا مگر جو بے وقوف ہو اپنے جی سے اور ہمنے اُسکو خاص کیا دنیا مین اور وہ آخرت مین نیک ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ملت ابراہیم اُس قبیل سے نہین ہے کہ اس سے کوئی شخص عدول کرے اور اگر یہود اور نصاریٰ کہین کہ فی الحقیقة ملت ابراہیم علیہ السلام اکمل ملل ہے لیکن اُنھین کے واسطے جو اوج کمال پر پہونچے تھے اور مقام خلت سے مشرف ہوے تھے یا اور انبیا سے عالیقدر کے واسطے جو اُنکی اولاد مین تھے ہم لوگ عوام اُسکی متابعت نہین کر سکتے کیونکہ وہ کمال عوام کے دائرۂ استعداد سے خارج ہے مثلاً عوام امت کو جائز نہین ہے کہ ایک وقت مین

رد قول یہود و نصاریٰ

چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کریں پس اسکا جواب یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جسطرح
خود بنفس نفیس اس ملت کے احکام پر عمل کرتے تھے اپنے توابع اور اولاد کو بھی انپر
تکلیف دیتے تھے چنانچہ خود توریت میں جسکا ترجمہ فارسی اور ہندی اب نصاری کے ہاتھ میں
موجود ہو اسکی کتاب پیدایش میں ملاحظہ کر لے کہ بہت باتیں نکل آوینگی پس اس سے واضح
ہوا کہ وہ ملت مخصوصات ابراہیم سے نہیں بلکہ وصی بہا ابراہیم بنیہ و یعقوب یعنی وصیت
فرما گئے ہیں اس دین کی ابراہیم اپنے بیٹوں کو کہ سب آٹھ تھے اور سب میں بڑے حضرت اسمعیل
علیہ السلام حضرت ہاجرہ سے تھے اور دوسرے حضرت اسحاق سارہ سے کہ بالاتفاق دونوں
پیغمبر تھے اور یہ امر بھی خاص بیٹوں سے نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی تھا جو بیٹے حضرت
اسحاق کے اور نواسے حضرت لوط علیہ السلام کے تھے اخبار میں وارد ہو کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل و
سارہ بعد از فراغ عمارت و ادائے مسالم طواف و زیارت باتفاق آستانہ حرم میں دعا کرتے تھے
یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے امت محمدیہ کے دعا فرماتے تھے کہ یارب جو کوئی پیروان امت
حبیب تیرے سے اس گھر کا طواف کرے آتش دوزخ سے محفوظ رہے خطاب ہوا کہ میں نے قبول
کی اور حضرت اسمعیل نے بھی ہاتھ اٹھا کے امت مذکورہ مرحومہ کے واسطے دعائے بہشت فرمائی کہ
یہ بھی دعا قبول ہوئی اور حضرت سارہ نے اس امت کی عورتوں کے واسطے دعا کی وہ بھی مقبول
ہوئی چونکہ حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام نے اسطرح سے کیا اسواسطے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انکی امت کو حق تعالے نے ارشاد کیا کہ تم بھی بعوض اسکے
ابراہیم اور آل ابراہیم کو درود و تحیات میں شامل کرو چنانچہ پڑھتے ہیں کہ اللھم صل علے
محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم **تنبیہ** حضرت ابراہیم اور
حضرت اسمعیل علیہما السلام نے اپنی دعا میں بعض ذریت کے اسلام کی درخواست کی ہو
کہ ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک و من ذریتنا سے واضح ہو حالانکہ دعا میں عموم چاہیے چنانچہ بعض
احادیث میں وارد ہو کہ ایک اعرابی یوں دعا کرتا تھا کہ اللھم ارحمنی و محمدا و لا ترحم معنا احدا
یعنی اے اللہ مجھپر اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہربانی کر اور ہمارے ساتھ کسی کو نہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر منع کیا اور فرمایا کہ دعا میں وسعت چاہیے پس
سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعائے امامت میں یہ معلوم
ہو چکا تھا کہ میری ذریت میں بعضے ظالم و فاسق ہونگے اور اسی طرح دعا سے رزق میں

سن چکے تھے کہ بعضے کافر ہونگے سو اُنکے عندیہ مین بالیقین ثابت ہو گیا تھا کہ ارادۂ الٰہی بعض اولاد کے کافر ہونے سے متعلق ہو چکا ہی اور دعا کرنے والے کو چاہیے کہ خلاف ارادۂ الٰہی کے دعا نہ کرے لہذا اس تبعیض سے دعا مین تخصیص فرمائی لیکن ایک خدشہ اور ہی کہ جب دعاے امامت اولاد کے حق مین مقبول ہو چکی پھر دعاے اسلام کی کیا حاجت تھی کیونکہ مرتبۂ امامت درجۂ اسلام سے بالاتر ہی اور امامت موقوف ہی اسلام پر جب امامت حاصل ہوئی تو اسلام بے شبہہ و شک ہوگا رفع اس خدشے کا یون ہوتا ہی کہ مقصود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ ایک جماعت کثیرہ جسکو امت کرکے بولتے ہین وہ ایک مدت مدید تک مسلمانی پر قائم رہی اور مقبولیت دعاے امامت اگر دلالت کرتی ہی تو اسیقدر پر کہ بعض اولاد حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ ایک شخص ہو یا کہ دو شخص ہون منصب امامت حاصل کرین گو کہ تابعین اُنکے قوم اجنبی ہووین پس دعاے امامت کافی نہ تھی اسواسطے اسلام کی بھی دعا فرمائی یہ سب تحقیقات اول سے آخر تک اکثر ہمارے مولانا استاذ الاستاذ کی ہی جو تفسیر عزیزی مین فرمائی ہی

فائدہ

جو بعضے نصاری کفار کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر کسی نبی نے نہین دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر آدم کے وقت سے ہی سو یہ قول محض غلط ہی کیونکہ اثبات نبوت کے واسطے خبر دینا اگلے پیغمبر کا ضرور نہین والا معجزہ بے فائدہ ہوتا ہی قطع نظر اس بات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سیکڑون پیغمبر ہوے جیسے داؤد اور اشعیا و حزقیال و دانیال و حموئیل و ارمیا وغیرہم علیہم السلام حالانکہ توریت مین کسی ایک کا بھی ذکر نہین اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نام تصریح کہین پایا نہین جاتا بلکہ اسی باعث سے یہود ملزم نہین ہوسکتے تو اس سے دریافت ہوتا ہی کہ پچھلے پیغمبر کی خبر اگلے پیغمبر کی کتاب مین ہونا ضرور نہین والا یہ سب پیغمبر نہ ہون بلکہ جائز ہی کہ ہو اور جائز ہی کہ نہو لہذا بعضون کی ہی اور بعضے کی نہین ہی چنانچہ حضرت انبیا کی صراحۃً اور حضرت عیسیٰ کی ضمناً و کنایۃً ہی لیکن آنحضرت کی خبر تو اگلی کتابون مین دونون طرح سے تھی تحریف کرنے والون نے نکال ڈالی با این ہمہ صدہا اشارات اور بشارات موجود ہین بلکہ بعضے صحیفے تو ایسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خبر سے بھرے ہوے ہین کہ اگر انمین سے کچھ بھی نکالینگے تو تمام صحیفہ ساقط ہو جائیگا چنانکہ

ف ثبوت نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کتب قدیمہ مین

کتاب استثنا و توریت کے اٹھارھوین باب مین ہو کہ بنی اسرائیل کے واسطے اُنکے بھائیون سے تیرے مانند ایک نبی قائم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منھ مین ڈالونگا اور جو کچھ مین اُس سے فرماؤنگا وہ اُنسے کہیگا اور جو کوئی اُس نبی کا حکم نہ سُنیگا تو قوم سے کاٹ ڈالا جائیگا اور مین اُس سے انتقام لونگا اور یہ خبر اعمال الحوارین کے تیسرے باب مین بھی ہو سو اُس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل کے بھائیون سے یعنی بنی اسمٰعیل سے نبی ہوگا اور وہ بطور اجماع مرکب سواے حضرتؐ کے کوئی نہین ہوا کیونکہ ہمارے حضرت صلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند آدمی تھے اور انھین کے مانند ناسخ تھے اور وہ دونون کی شرع جبروانتقام مین موافق ہو بلکہ اتنی وجہون سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت موسیٰ سے مماثلت ہو ۱-صاحب والدین ہونا ۲-صاحب زن و فرزند ہونا ۳-صاحب سیاسات مدنیہ ہونا ۴-صاحب جہاد ہونا ۵ عبادت کے وقت وضو کا حکم دینا ۶-جنابت وحیض ونفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷-زناکارون کی سزا تجویز کرنا ۸-بدن و کپڑے کو بول و براز سے پاک کرنے کا حکم دینا ۹ جس جانور پر نام خدا کا نہ لیا ہو وقت ذبح کے اُسکے کھانے سے منع کرنا ۱۰-عبادات وریاضات بدنیہ کا مقرر کرنا ۱۱ فیصل خصومات کے لیے قاضی مقرر کرنا ۱۲ مہمات مین مشورہ کرنا ۱۳-سود کھانے سے منع کرنا ۱۴ حادثات کے معبود قرار دینے یا معجزات دکھلانے والے کو کاذب جاننا ۱۵ دشمن کے ہاتھ سے اکیلے مخفی نہونا بلکہ اسیے یارون کو بھی بچانا ۱۶-خدا کی عبادتگاہ مقرر کرنا ۱۷ بیماری سے مرنا ۱۸-دارالعمل سے وفات پاکر پھر نہ آنا ۱۹-آدمیون کی نجات کے واسطے ملعون نہ ہونا اور نہ تین دن دوزخ مین رہنا ۲۰-اپنی امت مین عبداللہ ورسول اللہ کہلانا نہ اللہ وابن اللہ اسی واسطے ہمارے حضرت کی شان مین ہو انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً یہ لفظ کما کا ایسا ہی جیسا لفظ مثلک نسخہ قدیمہ توریت ترجمہ ۱۶۲۵ء کے درس اٹھارہ مین ہو سوف اقیم لہم نبیاً مثلک من بین اخوتہم واجعل کلامی فی فیہ الخ یہ کلام تعالیٰ اللہ مین داخل ہو بحسن تعال موسیٰ یہودی کہتے ہین کہ جتنے انبیا بنی اسرائیل بعد موسیٰ ہوئے اُنہین سے کوئی مصداق اس خبر کا نہین ہو اسلیے کہ مثل موسیٰ کوئی نہین ہوے اور موسیٰ سب سے افضل تھے اور بنی اسرائیل کے بھائیون سے بنی اسمعیل مراد ہو سکتے ہین یا بنی عیص کیونکہ دو چار جگہ توریت مین جہان ابراہیم سے خطاب بنی اسمعیل کے حق مین ہوا ہو مثلاً وہ اپنے بھائیون کے سامنے بودوباش کریگا بالحضرۃ جمیع اخوتہ یسکن یا اما م بحضرۃ جمیع اخوتہ بالاتفاق بنی عیص و بنی اسمٰعیل مراد ہین اور بنظر دعاے حضرت اسحاق علیہ السلام کہ

اُنھون نے آخر وقت اپنے دونون بیٹون عیص اور اسرائیل کے حق مین فرمائی اور از روے تواریخ
سومایئون اور عیسائیون اور اہل اسلام کے ثابت ہی کہ بنی عیص خالص ہین کوئی صاحب نبوت
نہین ہوا رہگئے بنی اسمٰعیل اُنہین بطور اجماع مرکب سواے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مصداق اِس قول کا کوئی نہین ہوتا اور اگر خود بنی اسرائیل کے بھائیون سے بنی اسرائیل
مراد ہون تو حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا ہی حضرت موسیٰ کے بعد بہت نبی انہین گذرے ہین اور
یہ ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل کے بھائیون سے بنی اسرائیل مراد ہونا محض لغو ہی قطع نظر ان سب
باتون سے اگر حضرت عیسیٰ مراد ہون تو بڑی قباحت لازم آتی ہی اِسلیے کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہین
کہ میرے مانند پیغمبر ہوگا اور حضرت عیسیٰ نصاری کے نزدیک پیغمبر نہ تھے بلکہ ابن اللہ تھے اور
موسیٰ کے مانند نہ تھے بلکہ خداوند موسیٰ تھے اور اِس تجویز مین نبی اللہ ہوے جاتے ہین
اور یہ بھی ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام جدید تو آپ کے تھے مگر احکام اُنکے جبری
و انتقامی نہ تھے اور اگر ایسا ہو تو جو نصرانی یہودی ہو جاے اُسپر قتل واجب ہو اور
جو زنا کرے اُسپر رجم لازم ہو اسواسطے کہ حق تعالے فرماتے ہین کہ جو اِس
نبی کا حکم نہ مانیگا کاٹ ڈالا جائیگا حالانکہ حضرت عیسیٰ نے یہودی بننے سے
اور زنا کرنے سے منع کیا ہی لیکن نصرانی یہودی بھی ہوجاتے ہین اور زنا بھی
کرتے ہین نہ حد اُنپر پہونچتی نہ واجب ہوتی ہی بخلاف محمدی دین کے کہ یہ سب
امور جاری تھے اور صحیفۂ حضرت اشعیا کے تیرھوین باب مین ہی کہ اے بابل مین
ہین نے اپنے بہادرون کو جو میری خداوندی سے سرور ہین بلایا ہی پہاڑون
مین ایک قوم کی آواز ہی جیسے ایک بڑے لشکر کا شور یہ اُنکی استون کے ڈنکے کی
آواز ہی وہ ملک دور سے آتے ہین یعنی خدا آتا ہی اور اُسکے قہر کے ہتھیار تو ساری
زمین کو ہلاک کرے اب تم واویلا کرو کہ خدا کا دن نزدیک ہی وہ قادر کی طرف سے
وبا کے مانند آویگا سو سارے ہاتھ اُسکے نیچے ہو جاوینگے اور ہر ایک آدمی کا دل گداز
ہو جائیگا اور اُنکے چہرے شعلے کے مانند ہونگے ظالمون کا غرور گھٹاؤنگا
اور ایک مرد کو چوکھے سونے سے گران بہا کرونگا بابل جو مملکتون کی حشمت ہی
سدوم اور عاموراہ کے مانند ہو جاویگی جنکو خدا نے اُلٹ مارا
وہ ہمیشہ ویران رہیگی وہان عرب کے لوگ اپنا خیمہ ایستادہ نہ کرینگے

اِسکا وقت نزدیک پہونچا ہی اور زبور داؤد علیہ السلام کے باب یکصد وسی وہفتم مین ہی کہ ای بابل مبارک بندہ وہ ہی جو تیرے سلوک کا جو تو نے ہمسے کیا ہی انتقام لے اور تیرے لڑکون کو پکڑ کر پتھ سے پچھلے اور صحیفہ اشعیا علیہ السلام کے باب اکیسوین مین ہی کہ خواب مین دو سوار نظر آئے ایک گدھے پر دوسرا اونٹ پر سو ایک اُنمین سے کہتا ہی بابل گر گیا گر گیا اور اُسکے تمام بت توڑے گئے

مبعوث ہی ادوم اور ساعیر مین مبعوث ہی عرب اور بنی قیدار مین اور صحیفہ ارمیا علیہ السلام کے باب ستائیسوین مین ہی کہ مین نے سب زمین بخت نصر بادشاہ بابل کو دی سو وہ اور اُسکا بیٹا اور اُسکی بیٹی کا بیٹا گروہون کو اپنا مطیع بناوینگے اُسوقت تک کہ اس زمین کا عقاب آوے اور گروہ بسیار اور ملوک بسیار اس عقاب کے مطیع ہون اور اُسی صحیفہ مین ہی کہ صف باندھو بابل پر ای کماندارو اور تیر اندازی کرو اُسپر لڑائی کی اور ٹوٹنے کی بری آواز ہی کلدانیون کی زمین پر خدا کلدانیہ اور بابل پر تلوار رکھیگا اور بابل تا ابد آباد نہوگا امت عظیم آخر زمین سے آویگی اُنکے پاس کمانین اور چھریان ہونگی اور وہ رحم نہ کرینگے دریا کا سا شور ہوگا وہ فرس کی سواری مین فراست کا ملہ رکھنیکے اور مشاہدات کے باب ہجدہم مین یوحنا حواری فرماتے ہین کہ مین نے ایک ملک دیکھا کہ آسمان سے اُترا اُسکے ساتھ سلطان عظیم ہی سو زمین اُسکے چہرے کے نور سے چمک اُٹھی اور اُسنے للکار کر کہا کہ مین نے بابل کو جو بڑا شہر تھا ڈھا دیا اسواسطے کہ وہ بہت ہی خراب ہو گیا تھا سو اب کبھی اُسمین چراغ نہ جلیگا اور سطیح کاہن نے نوشیروان عادل کو خبر دی کہ جب ظاہر ہو تلاوت اور پیغمبر بنایا جاوے لاٹھی والا اور جاری ہو جھیل سماوہ کی اور سوکھ جاوے تالاب ساوہ اور بجھ جاوے آتشکدہ فارس تو نہ رہے بابل فارسیون کا مقام اور سطیح کا خوابگاہ انتہی اب دعاقل کو اخبار مسطورہ مین اندکتامل درکار ہی دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے بابل کے ٹوٹنے کی خبر دی ہی سو وہ حضرت شعیا کے عہد تک نہ ٹوٹا پھر فرمایا کہ قریب ٹوٹیگا سو حضرت ارمیا علیہ السلام کے عہد تک نہ ٹوٹا بلکہ اُنھین کے عہد مین بخت نصر بادشاہ بنی اسرائیل کو شاہ بابل پکڑ لیگیا تب حضرت ارمیا نے پکار کر کہا کہ ای بابل کے توڑنے والو آؤ تاکہ لوگ جانین کہ انبیا علیہ السلام کی خبر جھوٹھی نہین ہوتی وہ ضرور ٹوٹیگا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت گذرا اور نبوت اسرائیلی کا انقطاع بھی ہو گیا لیکن بابل نہ ٹوٹا لہذا لوگون کو شبہہ پڑا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوحنا سے خواب مین فرمایا کہ انبیا کا قول جھوٹھ نہوگا ضرور وہ دن آنیوالا ہی اور جب یوحنا کے قول پر بھی قریب پچھ سو برس کے گذرے تو سطیح کاہن نے نوشیروان کو جو فارس اور بابل کا بادشاہ تھا خبر دی کہ اب بابل کے ٹوٹنے کی نشانیان ظاہر ہوتی ہین کیونکہ آتشکدہ فارس بجھ گیا اور

سماوہ ندی جو سوکھی پڑی تھی جاری ہوئی اور تالاب ساوہ سوکھ گیا اور پیغمبر صاحب عصا اور تلاوت پیدا ہوا
سو وہ مبعوث ہوگا اور تمام فارس میں اُسکا عمل ہوگا اور بابل ٹوٹ جائیگا اور جو بارہ شخص تیری اولاد سے
ابھی اور سلطنت کرینگے سو چھتیر یا ستر برس کے عرصے میں اُنکی بھی سلطنت ہوگئی اور ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رحلت فرمائی سے چھٹے برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابل و سیوس و ساباط و بیت المقدس
فتح کیا چنانچہ تواریخ الغنیہ وغیرہ میں مسطور ہے سو خدا کے بہادر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکے
تابعداروں کا خطاب اسد اللہ اور سیف اللہ ہے اور لشکر ظفر پیکر خدا کے وہ ہیں پہاڑوں سے انھیں کے
جہاد کا ڈنکا بلند ہوا اور مسافت بعیدہ سے وہی تشریف لائے کیونکہ حجاز اور بیت المقدس وغیرہ سے
ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے اور اجنبی بھی تھے کہ بنی اسرائیل میں نہ تھے سب باتھ اُس سے نیچے ہوئے
وہ سب پر غالب آیا ہر ایک آدمی کا دل ذوق و شوق یا ہیبت و رعب سے گداز ہوا ظالموں کا غرور
ڈھایا گیا وہ بنی زر مغربی سے زیادہ عزیز ہوا اور بابل کے بُت اُسکے تابعداروں نے چور چور کیے اور عرب نے
اُسمیں سکونت اختیار نہ کی کہ اب تک ویران ہے سوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور سوا حضرت عیسیٰ
علیہ السلام عرب دینی قیدار میں آنجناب نبی ہوئے اور ادوم و ساعیر میں حضرت عیسیٰ وہ عقاب جسنے
زمین بابل کی چھینی اور اکثر سلاطین کو مطیع بنایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سوا آنجناب کے کسی اور پر
یہ لفظ صادق نہیں آتا اور کمانداز تیرانداز محمدی ہیں جیسا کتاب پیدایش توریت میں ہے کہ اسمعیل
تیرانداز تھا اور گھوڑے عربی مشہور ہیں اور ہمارے حضرت گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور عصا
رکھنا اسی امت میں مستحب ہے اور کہانت آنجناب ہی کے عہد میں موقوف ہوئی پس ثابت ہوا کہ اول جسنے
بابل کو ویران کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس ویرانی کے بعد پھر آباد نہوا اب تمام تعریفیں جو بابل
کے توڑنے والے کی شان میں تھیں حضرت پر صادق ہوئیں اور تعریف جہاد کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی بھی نکلی اور انجیل یوحنا کے باب چہاردہم و پانزدہم و شانزدہم میں خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاف
صاف ہے خلاصہ اُن سب خبروں کا یہ ہے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں میرا جانا سودمند ہے اور فارقلیط
بھیجتا ہوں وہ آکر جہان کو توبیخ کریگا اور از روے عدالت کے الزام دیگا اور تمھیں آیندہ کی خبریں
بتلاویگا اور میری ستایش کریگا اور میری چیزوں سے پاویگا اور اُسکی بات میں کوئی چیز نہیں اور اپنی طرف سے
کچھ نہ کہیگا اور وہ دلیل شافع ہے اور وہ وکیل تمھارے ساتھ رہیگا اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے انتہی مضمونًا
پس خارج میں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص آدمیوں سے اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو خلق کو
راہ نیک سکھلاوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی باتیں یاد دلاوے اور نبوت اُسپر ختم ہوجاوے

کہ اس سبب سے دین اُسکا ابد تک رہیگا اور وہ آیندہ کی خبرین کہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف کرے اور اُنکو
پیغمبر برحق بتاوے اور آپکے دشمنون کو الزام و سزا دے اور جہان کو زجر و توبیخ کرے اور عدالت جاری کرے
مگر ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس معلوم ہوا کہ روح قدس اور روح صدق اور فارقلیط موعود آنجناب ہین
نہ کوئی اور شخص فرضی کہ باپ بیٹے سے نکلا کیونکہ اُسنے جہان کو توبیخ نہین کی اور سرکشون کے جہاد پر مستعد نہوا
اور عدالت کا کارخانہ جاری نہین کیا اور کسیکو سزا نہین دی اور جہان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
ایمان نہ لانے پر الزام نہ دیا حالانکہ آنجناب فرما گئے تھے کہ وہ جہان کو الزام دیگا اور عدالت کریگا اور سرداری
اِس جہان کی بھی اُسپر صادق نہین آئی کیونکہ خدا دونون جہان کا سردار ہوتا ہی علاوہ برآن باپ بیٹا
روح قدس تینون متحد ہین اور درجہ او جلال مین برابر و یکسان حالانکہ اس مقام پر بیٹے نے اتحاد سے
قطعاً انکار فرمائی کہ اُسکی کوئی چیز مجھمین نہین نہ ذاتی نہ صفاتی اِس مقام پر اسیقدر بیان اِس قول کا
کافی ہی اگر تفصیل کسیکو درکار ہو تو صولۃ الضیغم اور استفسار ملاحظہ کرے اور اگر کوئی شخص کہے کہ عبارت
انجیل مقدس مین نام کی تبدیل ہی کیونکہ اسم مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم محمد تھا نہ فارقلیط تو
کہا جائیگا کہ اگر ایسی تصریح مطلوب ہی تو خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اگلی کتابون مین نہین
پائی جاتی اور نام آنحضرت بتصریح کسی کتاب مین پایا نہین جاتا بلکہ اگلی کتابون مین حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا نام عموائیل تھا یعنے خدا ہمارے ساتھ سو جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام مین
تبدیل ہی اسی طرح حضرت محمد مصطفے خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مین تبدیل ہی **فائدہ** بعضے علما
رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین صفتون کے جامع تھے اوّل عرفان کما ورد لئن لم یہدنی
ربی لاکونن من القوم الظالمین یعنے اگر نہ راہ بتلاتا مجھکو میرا رب تو مین ہوجاتا قوم گنہگار سے حاصل یہ کہ
ایسی نعمت غیر مترقبہ محض فضل ایزدی و عنایت سرمدی سے حاصل ہوئی تھی نہ اپنی سعی سے دوسری خوف
عاقبت کہ اُسنا ارتقابل مین قوم سے فرمایا ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا یعنی مین ڈرتا نہین
اُنسے جنکو تم شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر یہ ہی کہ میرا رب کچھ چاہے اہل تاویل کے نزدیک مراد یہ بھی کہ الا
ان یشاء ینزع المعرفۃ من قلبی تو پوشیدہ نرہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم مامون العاقبۃ تھے لیکن خوف خدا
ایسا غالب تھا کہ یون فرمایا کیونکہ جو شخص اللہ کو زیادہ پہچانتا ہی وہ ڈرتا بھی بہت ہی تیسری دعا مین کوشش
چنانچہ رب ہب لی حکما و الحقنی بالصالحین یعنے اے رب دے مجھکو حکم اور ملا نیکون مین ولا تخزنی یوم
یبعثون واجعل لی لسان صدق فی الآخرین واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم یعنی رسوا نکر مجھکو جسدن لوگ
جی کر اٹھین اور رکھ میرا بول سچا پچھلون مین اور کر مجھکو وارثون مین نعمت کے باغ کا اس سے یہ مراد ہی

کہ آخر زمانے مین میری اولاد سے نبی و امت ہو اخبار الدول مین ہی کہ بعد وفات حضرت سارہ کے ابراہیم نے
قنطورا کنعانیہ سے نکاح کیا اُس سے سات لڑکے ہوئے اور کل اولاد حضرت کی تیرہ نفر تھی اور ابن سعد نے
کلبی سے روایت کی ہی کہ اسمعیل کو مکے مین رکھا و اسحاق کو کنعان مین و مدین کو مدین مین کہ حضرت شعیب انھین کی
اولاد مین و کدان وغیرہ کو بلاد شام مین متفرق کیا لیکن آخر کار اولاد نقبان مکے مین آئی اور جب حضرت ابراہیم
نے اپنی اولاد کے قیام مین یہ طریقہ جاری فرمایا تو بعض نے التماس کیا کہ آپنے اسمعیل کو بیجا در خانہ خدا فرمایا اور اسحاق کو
اپنے ساتھ رکھا اور ہمکو غربت مین ڈال دیے ہو اسکی علت و لم کیا ہی فرمایا کہ حکم الٰہی اسی طرح ہوا مین مجبور ہون مگر ایک
ایک اسم سب اولاد کو بتلا گئے کہ وہ لوگ ایام قحط مین اور مقابلے عدو مین پڑھتے تھے کہ پانی برستا تھا اور دشمن پر غالب
آتے تھے اہل تفسیر لکھتے مین کہ حضرت ابراہیم پر دس صحیفے مشتمل بر مواعظ و امثال نازل ہوئے تھے ازجملہ مواعظ چند
باتین لکھی جاتی ہین اول دانشمند کو چاہیے کہ زبان کو کلام غیر ضروری سے بند رکھے دوسرے تلاش معاش و فکر معاد کرے
تیسرے گناہون سے بچارہے چوتھے جب کسی منصب عالی پر ہو و امور عدل و انصاف اُس سے متعلق ہون تو
رعایت اِس بات کی ضرور کرے کہ کوئی کلمہ زبان سے نامناسب عہدہ و خلاف داد خواہ نہ نکلے پانچوین جاننا چاہیے
کہ رزق مقسوم ہی حریص محروم و بخیل مذموم و رازق حی و قیوم و دنیا و ما فیہا معدوم چھٹے فقیر و مسکین و غریب کو بزرگ
جانے ساتوین جو کوئی آپ سے قطع کرے اُس سے ملجائے ای بنی آدم جو کوئی ظلم کرے اُسپر رحم کر اور جو گناہ کرے
بخشدو اور جسکا تم گناہ کرو اُس سے عفو چاہو آٹھوین عاقل کو جب تک عقل رہے تو اُسکو چند ساعتین ضروری درکار ہین
ایک بنا بر مناجات خدا کہ اُسمین طاعت حق بجا لاوے دوسرے بنا بر نفس کہ اُسمین اپنی صنعت مین تفکر کرے تیسرے
ساعت مین اپنے نفس سے مواخذہ کرے چوتھے ساعت مین حاجت نفس بجا لاوے مگر وہ حاجت خلاف حکم خدا و رسول نہو
اور معجزات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت تھے ازانجملہ ایک یہ تھا کہ جسم شریف سے مشک اذفر کی بو آتی تھی حتیٰ کہ جس
گھر مین تشریف لیجاتے وہ خوشبودار ہمیشہ کے واسطے ہوجاتا تھا اور مجوسی لوگ اُس گھر کو اپنا معبد قرار دیکر اُسمین
آگ جلاتے تھے ازانجملہ آواز دور کی بخوبی سنتے تھے چنانچہ روایت ہی کہ حضرت اسمعیل نے مکے مین شکایت کھانے کی گرانی
اور شام مین حضرت ابراہیم نے آواز سنی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ وسعت رزق عطا کی ازانجملہ جسوقت حضرت ابراہیم
کسی طرف کو تنہا تشریف لیجاتے تو درندے جانور جس طرح شیوہ ہی ساتھ چلتے تھے کذا فی اخبار الدول عمر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی ایک سو پچھتر برس کی بقول اہل کتاب معلوم ہوتی ہی اور عند التحقیق بھی ایسا ہی واضح ہوتا ہی کیونکہ تولد حضرت
ابراہیم کا تین ہزار تین سو تئیس ۳۳۲۳ سنہ ہبوطی مین ہوا اور وقت القاء نار پینتالیس برس کی تھی اور وقت وفات تین ہزار ۳۴۹۸
چارسو اٹھانوے ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے پس بلا کم و کاست ایک سو پچھتر کی عمر ہوتی ہی کما حققہ الامام احمد
الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی بعض التقریرات مگر بعض کہتے ہین کہ وقت تولد تین ہزار ۳۳۸۸ تین سو اٹھاسی ہبوطی تھے مگر تاریخ قدس سے

واضح ہو کہ وقت القاء نار حضرت ابراہیم چھبیس برس کے تھے تو اس صورت میں وقت تولد تین ہزار تین سو انتالیس ۲۳۳۹ سو چلی ہوتے ہیں اور اسی سن میں ہجرت جانب فلسطین فرمائی ہو اور تقویم التواریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ وقت تولد تین ہزار تین سو ترانوے ۳۳۹۳ تھے اور آفریدون بادشاہ بھی اُسی وقت میں تھا تو اس صورت میں عمر حضرت ابراہیم کی وقت ہجرت ستر برس کی ٹھہرتی ہو اور کعب احبار کے نزدیک دو سو برس ۲۰۰ کی عمر ہوئی اور قدس خلیل میں آپکا مزار ہو اور صاحب اخبار الدول نے بھی اسیکے موافق لکھا ہو مگر قبر شریف مزرعہ حبیرون میں قرار دی ہو اسی جگہ حضرت سارہ بھی مدفون ہیں اور خیر العزام میں ہو کہ حضرت ابراہیم نے وفات نہیں پائی جب تک کہ حضرت اسحاق ارض شام میں اور اسمعیل قوم جرہم میں اور یعقوب کنعان میں اور لوط سدوم میں نبی نہیں ہو گئے اور جامع اعظم میں ہو کہ پچیس روز حضرت ابراہیم بیمار رہے اور نویں محرم بروز پنجشنبہ وفات پائی مگر یہ روایت روایات صحیح کے خلاف ہو کیونکہ روایت صحیحہ ثابت ہو کہ حضرت ابراہیم و حضرت داؤد و حضرت سلیمان نے وفات مرگ مفاجات پائی ہو اور اکثر انبیا کی موت بھی اسی طرح ہوئی ہو اگر کوئی ناواقف علم حدیث سے کہے کہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ موت الفجاءۃ اخذۃ الاسف یعنی موت ناگہانی گویا غضب کا ہو یعنی آثار غضب الٰہی سے ہو تو جواب یہ ہو کہ بدکاروں کے واسطے غضب آفت ہو اور نیکوکاروں کے واسطے رحمت کما قال رسول اللہ صلعم موت الفجاءۃ راحۃ المؤمن ولا تعارض بین الحدیثین کیونکہ محمل حدیث اول کے گنہگار ہیں اور حدیث ثانی کے نیکوکار اور صحیح یہ ہو کہ قبر شریف خلیل الرحمان میں جوار اقصی مقدسہ سے متعلق ہو واقع ہو اور عمر حضرت سارہ کی ایک سو ستائیس برس کی معلوم ہوتی ہو اور ذکر حضرت ابراہیم کا سورۂ انعام و بقر و مریم و برات و حجر و صافات و شعرا و نجم و ابراہیم و ممتحنہ میں ہو

تفریح ہشتم دراحوال حضرت لوط علیہ السلام

نام انکا لوط اسواسطے ہوا کہ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہایت میلان تھا قال الثعلبی انما سمی لوطا لانہ لاط قلبہ الی ابراہیم و کان ابراہیم یحبہ حبا شدیدا ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا کہ حضرت ابراہیم نے جہاد کرکے چھوڑایا یہ حضرت چچا زاد بھائی حضرت ابراہیم کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ بھتیجے تھے اللہ جل شانہ نے انکو پانچ شہروں کا نبی کیا سدوم و عمورا و دادما و زعورا و صبویم یہ پانچوں شہر الواح اردن میں کہ متعلقات بلاد شام یا کرمان سے ہو واقع ہیں اور ان شہروں میں لاکھ لاکھ مرد شمشیر زن رہتے تھے اور عمدہ گناہ انکے یہ تھے بت پرستی لواطت تھے فنا قی مساحقہ اور انپر حرکات و بدعات اسطرح کے جاری تھے کہ جسکی انتہا نہیں مثلاً کبوتر بازی کرنا سیٹی بجانا زلفیں کھولنا تنبیر اڑانا پتھروں سے لڑنا گولی کھیلنا شراب پینا مزامیر بجانا مہمان کو گھر میں جگہ نہ دینا مسافر کو غلہ نہ دینا مزاح میں فحش بکنا راہ چلتوں سے مسخرا پن کرنا لوگوں کے روبرو برہنہ ہو جانا مسی لگانا مہندی سے ہاتھ پیر

سرخ کرنا ونحو ذلک اور بعضون نے گوز کرنا بھی داخل کیا ہی اور تمام قبائح اٹھارہ لکھے ہین ازانجملہ داڑھی منڈوانا بھی ہی
بالجملہ ان کیفیات کو دیکھ کر حضرت لوط نے بہت سمجھایا کہ اسطرح کی بیحیائی کے کام تم سے پہلے عالم مین کسی نے نہین کیے
تم کیا مردون پہ دوڑتے ہو اور مسافرون کی راہ مارتے ہو اور مجالس مین بد کام کرتے ہو مگر کسی نے نہ سنا بلکہ اوڈر
ناکردنی بھی کرنے لگے اور یہہ کہتے کہ اگر تو سچا ہی تو ہمپر آفت لے آ مگر حضرت لوط نے بمقتضاے شفقت دوبارہ سمجھایا
اور عذاب خدا سے ڈرایا چونکہ وہ لوگ بڑے شریر بدذات تھے یہی کہتے تھے کہ ہم پر بلا لاؤ ناگزیر حضرت لوط نے بعجز
وانکسار درگاہ حضرت قہار مین عرض کی کہ اے رب مجکو اور میرے اہل کو اس قوم سے اور اُنکے عمل سے نجات دے اور
میری مدد کر یہ قوم بلا مانگتی ہی چنانچہ بقول مقاتل رضی اللہ عنہ بارہ فرشتے بصورت امرد کہ اُنمین حضرت جبرئیل بھی تھے
ارسال ہوئے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور اسحاق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دی اور
ارشاد کیا کہ ہم موتفکات پر حکم عذاب لیے جاتے ہین چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم نے موتفکات مین بھیجا تھا
اس سبب سے اُنھون نے زبان سفارش کھولی ارشاد ہوا یا ابراہیم اعرض عن ہذا انہ قد جاء امر ربک وانہم آتیہم
عذاب غیر مردود یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آچکا حکم تیرے رب کا اور اُنپر آتا ہی عذاب جو پھیرا نہ جاے
اہل تفسیر نے لکھا ہی کہ جب فرشتون نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اُس موضع کو ہلاک کرنے
آئے ہو جسمین سو آدمی مسلمان ہون فرشتے بولے ہرگز نہین فرمایا اگر نوے ہون فرشتون نے کہا تو بھی نہین
اسی طرح دس دس کم کرکے کہتے گئے یہان تک کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ایک شخص بھی ایمان دار ہو تو بھی عذاب کروگے
فرشتے بولے نہین تب آنجناب نے کہا کہ لوط اور اُسکی بیٹیان وہان موجود ہین اور وہ مومن ہین پھر کس طرح عذاب
کروگے فرشتون نے کہا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط انا لمنجوہم اجمعین الا امرأتہ قدرنا انہا لمن الغابرین
یعنے ہم بھیجے آئے ہین ایک قوم گنہگار پر مگر لوط کے گھر والے ہم اُنکو بچا لینگے سب کو مگر ایک اُنکی عورت ہمنے ٹھہرالیا وہ ہی
رہ جانیوالیون مین اس مجادلے کا ذکر سورۂ ہود مین ہی کہ فلما ذہب عن ابراہیم الروع وجاءتہ البشری یجادلنا فی
قوم لوط ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب یعنی جب گیا ابراہیم سے خوف اور آئی اُسکو خوشخبری جھگڑنے لگا ہمسے قوم لوط
کے حق مین تحقیق ابراہیم تحمل والا آہ کرنے والا رجوع کرنے والا سبب خوف کا یہ تھا کہ فرشتے حکم عذاب لیے ہوئے تھے کہ اُسکا
اثر باطن حضرت ابراہیم پہ پڑا اور سبب مجادلہ یہ ہوا کہ آنجناب بڑے رحیم ورقیق القلب تھے اس گفتگو سے چاہتے تھے
کہ عذاب مین کسی طرح توقف ہو جاے اور قوم لوط توبہ وندامت سے پیش آوے **فائدہ** اسامی موضع مین اختلاف ہی
اخبار الدول مین ہی سدوم عامر دارا دعما صبعوہ ضبنیوہ اور بعضے کہتے ہین لعب صفدہ عمرہ دوما سدوم اور بعضے
کہتے ہین سدوم عمودا اردما صغر واصوایم اخبار الدول مین ہی کہ ان شہرون کو موتفکات اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل نے اُٹھاکر اُنکو پلٹ دیا ہی فلذلک سمیت الموتفکات ای المنقلبات القصہ بعد مجادلہ حضرت ابراہیم سے

فرشتون سے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے فرشتون نے کہا تمکو طاقت مشاہدہ عذاب کی نہین ہی مگر حضرت ابراہیم اونٹ پر
سوار ہو کر تشریف لیچلے آدہ کوس پر فرشتون نے عرض کی کہ بس اب آگے جانے کا کام نہین ہی لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام
اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا مین مشغول ہوے مگر روایت صحیح یہ ہی کہ فرشتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
رخصت کیا اور خود جانب موتفکات چلے گئے جب شہر قوم مین پہونچے تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہ اسوقت کار
زراعت کر رہے تھے ملاقات ہوئی اور بعض روایات مین ہی کہ حضرت لوط کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر پر آئے
اسوقت ملاقات ہوئی بیٹیان انکی موجود تھین انھون نے مسافر جان کر خاطر داری سے ٹھہرایا اور کہا ہمارا باپ
آتا ہوگا تم لوگ ٹھہرو بعد ساعتے حضرت لوط علیہ السلام گھر مین تشریف لائے فرشتون نے سلام علیک کیا حضرت
لوط نے جواب سلام ادا کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک بد فعل شریر ہی تم خوبصورت لوگ کہان آئے آج کا
دن مجھپر سخت ہوا کما قال اللہ فی سورۃ ہود ولما جاءت رسلنا لوطا سیئ بہم وضاق بہم ذرعا وقال ہذا یوم عصیب یعنی آئے جب
ہمارے بھیجے لوط کے پاس ناخوش ہوا انکے آنے سے اور رک رہا جی مین اور بولا آج بڑا سخت روز ہی پوشیدہ نرہے کہ
یہ سخت کراہت مہمانداری سے نتھی بلکہ اس سبب سے تھی کہ فرشتے بصورت امرد خوبصورت تشریف لائے تھے اور
انکو عادت اپنے قوم کی معلوم تھی اسپر خوف ہوا کہ اب فتنہ برپا ہوگا مجکو انکے واسطے لڑنا پڑیگا بعضے کہتے ہین کہ
اسی دن جب حضرت لوط نے کہا تم لوگ نا آشنا محض ہو کیونکر یہان آئے تو فرشتون نے کہا ہم فرشتے ہین اس قوم پر
عذاب لائے ہین نا آشنا نہین ہین تب آنجناب کو فی الجملہ تسکین ہوئی اور اصح یہ ہی کہ فرشتون نے آپ کو اسوقت
ظاہر کیا ہی جب قوم نے گھر گھیرا ہی اہل تحقیق لکھتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے فرشتون سے کہدیا تھا کہ جب تک
لوط علیہ السلام چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نہ کرلے تب تک عذاب نہ کیجیو سو اسکا معاملہ یون واقع
ہوا کہ جسوقت کھیت پر فرشتون سے ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا تم لوگ شاید اس قوم کی حرکات سے
واقف نتھے کہ بے تکلف باینہمہ شکل وشمائل داخل شہر ہوے فرشتون نے پوچھا یہان کے لوگون کی کیسی
وضع ہی حضرت لوط نے نہایت شرم سے فرمایا یہان کے لوگ تمام عالم کے لوگون سے بد وضع ہین اسوقت حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے اشارہ کیا کہ ایک شہادت ہوگئی اور جب
فرشتون کے ساتھ کھیت سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہونچے تو وہی بات پھر فرمائی اور جب
شہر مین داخل ہوے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر مین آئے تو بھی وہی شکایت فرمائی
فرشتون نے چار دن شہادتین سن لین اور خاموش ہو رہے روایت ہی کہ حضرت لوط کی بی بی نے
جو اسی قوم کی تھی شہر کے لوگون کو اطلاع کر دی اور بروایتے خبر آمد مہمانون کی مشہور ہوگئی خواہ شہر
مین آتے ہوے بازاریون نے دیکھ لیا تھا بہر تقدیر شہر کے باشندون نے دولتخانہ لوط علیہ السلام

گھیرا کما قال اللہ تعالےٰ فی سورۃ ہود وجاءہ قومہ یہرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیئات
یعنے آئی قوم حضرت لوط کی جمع ہوکر اُسکے دروازے پر دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہی تھی
بد کام جب یورش ہوا تو حضرت لوط کیواڑ سے بھیر کر اندر ڈیوڑھی سے بولے یا قوم ہٰؤلاء بناتی
ہن اطہر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید یعنے اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہین
یہ پاک ہین تمکو اُنسے سو ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجکو میرے مہمانوں مین کیا تم مین ایک مرد بھی
نہین ہی نیک راہ اہل تفسیر لکھتے ہین کہ اُسوقت مین نکاح مومنہ کا کافر سے درست تھا جس طرح ابتدا
مین ہمارے دین مین جائز تھا چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیون کو عتبہ بن ابی لہب
اور ابی العاص سے تزویج فرمایا تھا اور یہ دونون کافر تھے یا یہ کلام بشرط ایمان تھا اور بعضے کہتے ہین
کہ بیٹیون سے مراد اُنکی زوجات ہین اور نبی من حیث الشفقت کا باپ ہوتا ہی سو فرمایا کہ اپنی عورتون سے
صحبت کرو کہ وہ تمپر حلال اور پاک ہین **فائدہ** تفسیر نظم الجواہر کے باب مبہمات مین لکھا ہی کہ
نام حضرت لوط کی بیٹیون کا ریثا رعذنا تھا اور نزدیک بعضون کے ریثہ رعوذ را **فائدہ** اس آیہ سے
شیعہ وطی فی الدبر کا جواز نکالتے ہین چنانکہ تفسیر توضیح المجید مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے امام رضا
علیہ السلام سے سوال کیا دبر زوجہ سے فرمایا کہ حلال کیا ہے اس وطی کو ایک آیہ نے قرآن سے
کہ وہ قول لوط علیہ السلام کا ہی ہٰؤلاء بناتی ہن اطہر لکم اسلیے کہ لوط جانتے تھے کہ وہ خواہش زن نہین
رکھتے تھے باوجود اسکے ترغیب کرتا قوم اپنے کو ساتھ نکاح بنات کے دال اسپر ہی کہ وطی دبر زن حلال ہی
انتہٰی اور تہذیب اور استبصار مین بھی حلت اس فعل بد کی مسطور ہی اور تذکرہ مین اس فعل کے جواز پر
امامیہ کا اجماع نقل کیا ہی اور مجمع البیان مین ہی کہ ان النساء وان کن حرثا فقد ابیح لنا وطیہن بلا خلاف
فی غیر موضع الحرث کالوطے فیما دون الفرج وما اشبہہ یعنے عورات اگرچہ حرث ہین پر غیر موضع
یعنے دبر وغیرہ مین اُنکے ساتھ مباشرت درست ہی اور شیعہ اخباریہ کہتے ہین کہ جو وطی دبر کا منکر ہی
مدبر ہی اور سُنی نزا دیا امام کذاب کی اولاد اور علم الہدےٰ تا سی اور ابو جعفر طوسی وغیرہما اس فعل
بد کی اباحت پر چار طرح پر استدلال مزعوم وارد کرتے ہین ایک یہ کہ حق تعالےٰ نے عورتون کو حرث
فرمایا ہی کہ نساءکم حرث لکم یعنے عورتین تمھاری کھیتی ہین تمھارے واسطے پس حرث تمام ذات
ٹھہری نہ مقام مخصوص پھر جب اسکے بعد فاتوا حرثکم انی شئتم یعنے پس آؤ اپنی
کھیتیون مین جس مکان مین چاہو ارشاد ہوا تو تعمیم دونون مقام کی نکلی یعنے قبل اور
دبر دوسری یہ کہ انی مکان کے واسطے آتا ہی جیسے انی لک ہذا پس انی شئتم کے معنے

این شئتم ٹھہرے اور یہ مثبت تعدد اور تخییر مکان ہی پوشیدہ نرہے کہ بہر دونون استدلال بخوبی
وہا ہین اس وجہ سے کہ اسنے مشترک ہی این اور متی اور کیف کے معنون مین کہ اول کو انی مکانی
اور ثانی کو زمانی اور ثالث کو جہتی بولتے ہین سوانی مکانی کی وضع اگرچہ معنی مکان مین ظاہر ہی
اور تعدد اور تخییر مکان کو مستلزم لیکن ظہور اس معنی کا مکان دیگر مین غیر مسلم ہی اسلیے
کہ جائز ہی کہ مکان سے دیگر مراد نہو بلکہ بالاخانہ یا تہ خانہ یا صحن سرا مراد ہو نہ یہ کہ ہر عضو عورت
مین دخول کرو خواہ دبر خواہ گوش خواہ بینی پس جب یہ معنے نسبت اس احتمال کے باطل ہوے
تو باقی رہے دو معنی اخیر اور یہ عین مذہب اہل سنت ہی اور تفاسیر فریقین سے اسکی تائید
ہوتی ہی یعنے انی زمانی کی تصریح فریقین کی تفسیرون مین موجود ہی فی الجلالین انی کیف شئتم
من قیام وقعود واضطجاع واقبال وادبار وفی المفاتیح الجابین انی شئتم معناہ متی شئتم من لیل ونہار
وفی الصافی عن الصادق انی شئتم معناہ متی شئتم فی الفرج وفی روایۃ اخری ای ساعۃ شئتم
کہین یہ معنی مختار نہین فی الکبیر فاما الاوقات فلا مدخل لہا فی ہذا الباب لان انی لا تکون بمعنی
متی وانما تکون بمعنی کیف پس جمہور محققین شیعہ اور سنی کے نزدیک انی بمعنی کیف ہی نہ بمعنی
این فی منہج الصادقین انی شئتم ہر گونہ کہ خواہید خواہ روی زنان بجانب شما باشد یا پشت یا غیر آن
از ہیات جماع او. توضیح المجید مین ہی انی شئتم جس طرح چاہو مقاربت کرو خواہ از طرف رو و خواہ از
طرف پشت یا غیرہ اسکے اشکال مجامعت سے اور مراد حرث سے بالاتفاق موضع حرث ہی فی الجلالین
نساءکم حرث لکم ای محل زرعکم للولد فاتوا حرثکم ای محلہ وہو القبل وفی المدارک نساءکم حرث لکم ای مواضع
حرث لکم وفی الصافی نساءکم حرث لکم مواضع حرث لکم وفی المنہج نساءکم حرث لکم زنان شما موضع کشت شما اند
کہ آن جاے پیدا شدن ولد ست اس تقدیر پر مراد حرث سے تشابہ تخم المپس بعض حضرات شیعہ
جوانی سکے بھروسے وطی فی الدبر تجویز کرتے ہین وہ حرث کو بھولے ہین اسواسطے کہ دبر نہ موضع
فرش ہی نہ موضع حرث کیونکہ فرش زمین اوسر کو کہتے ہین جسمین تخم اگنے کی امید نہین ہوتی
اور کھیتی موضع حرث ہی مین ہوتی ہی نہ فرش مین تیسرے یہ کہ آیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم بعمومہا
اسپر دلالت کرتا ہی کہ وطی قبل مین ہو یا دبر مین تا آنکہ اگر بواطۃ غلام کی حرمت پر اجماع منعقد نہوتا
وہ بھی اس کریمہ سے جائز ٹھہرتا اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ یہ آیۃ عام ہی لیکن
دلائل اہل سنت خاص ہین والخاص مقدم علے العام پھر خاص ہی پر عمل چاہیے کہ بنا بر عموم عام پر
نہ عام پر کہ ہمہ تن تیرہ و تار ہی چوتھے یہ کہ بین الفریقین یہ مسئلہ متفق علیہ ہی کہ اگر کسی نے بہ نیت طلاق

اپنی زوجہ کو کہا کہ تیری دبر مجھپر حرام ہو طلاق پڑ جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ وطی فی الدبر حلال اگر
ہوتا تب بہی گو لفظ مذکور واسطے طلاق سے کنایہ ہوا کہ وہ مقام لامست اور رضاجعت ہی کیونکہ
جب مرد عورت کے ساتھ خفت وخیز کریگا البتہ مس فیما بینہما متصور ہوگا تو یہ اسی قسم سے ٹھہرا کہ
اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا ہاتھ مجھپر طلاق ہی یا تیرا ہاتھ مجھپر حرام ہی اور طلاق کی نیت کی
تو طلاق پڑ جائیگی الغرض یہ مسئلہ یعنے لواطہ عورت سے اہل التشیع مین مختلف فیہ ہی اور اہل سنت مین
بالاتفاق ممنوع امر ہی اب دلائل حرمت لواطہ مرد سے ہو خواہ عورت سے ہو از جانب اہل سنت
بلا انکار سننا لازم ہی اول آیہ کریمہ سورہ اعراف و لوطًا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بہا
من احد من العالمین انکم لتاتون الرجال شہوۃ من دون النساء بل انتم قوم مسرفون یعنے اور لوط کو
بھیجا جب کہا اُسنے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو بیحیائی تمسے پہلے نہین کی یہ کسی نے جہان مین تم تو
دوڑتے ہو مردون پر شہوت کے مارے عورتین چھوڑ کر بلکہ تم لوگ حد پر نہین رہتے اور اسی
مضمون کو سورہ نمل اور عنکبوت مین بھی ارشاد فرمایا پس از روے ضوابط اصول فقہ اس سے
حرمت لواطہ بخوبی ثابت ہوئی اسطرح سے کہ جو شرائع سابقہ کے امر و نہی اللہ صاحب اور اُسکے
رسول نے بلا انکار بیان فرمائے ہون وہ ہمپر لازم ہین اور اللہ صاحب نے مکرر اسکو قرآن مین
فرما دیا ہی تو ہمپر اُسکی اتباع لازم ہوئی اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اقتلوا الفاعل والمفعول بہ وفی روایۃ فارجموا الاعلے والاسفل یعنے فاعل اور مفعول دونون
مقتول ہون اور ایک روایت مین دونون سنگسار کیے جائین اور فتاوے حمادیہ مین ہی
کہ اغلام زنا نہین ہی اور تعزیر مین اختلاف ہی حضرت صدیق اکبر سے منقول ہی کہ دونون کو
آگ مین جلاوین اور حضرت علی مرتضٰے سے روایت ہی کہ دونون کو تازیانہ مارین یا سنگسار
کرین اور حضرت عباس سے منقول ہی کہ بلند مکان سے نیچے ڈالدین اور رجم کرین اور
حضرت زبیر سے روایت ہی کہ سند اس مین دونون کو قید کرین کہ شدت بدبو سے ہلاک ہون
اور بعض کے نزدیک دونون پر دیوار ڈھا دین اور بھی تفسیر احمدی مین ہی کہ ہمارے نزدیک
دونون پر حد نہین ہی لیکن تعزیر فقیل بالاحراق وقیل بالاغراق وقیل بالالقاء من الاعلے
واتباع الاحجار من فوقہ وکذا اختلف الصحابۃ فیہ اور صاحبین اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما
فرماتے ہین کہ لواطہ مین حد زنا لازم ہی لانہا مثلہ فی الحرمۃ والشہوۃ وسفح الماء انتہی یہ لواطہ کبری
ہی اور لواطہ صغرے اسلیے کہ عبارت ہی دخول دبر زن سے یہ بھی اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق

ازروے آیات واحادیث وآثار صحابہ وتابعین اخبار وفقہا ومحدثین کبار حرام ہی اور بخوبی حرمت اسکی علی سبیل الاشتہار ہی فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ بقر مین نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المومنین یعنے تمھاری عورتین کھیتی ہین تمھاری جیسے کھیت مین تخم ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہی فرج مین نطفہ ڈالنے سے لڑکا پیدا ہوتا ہی سو آؤ اپنی کھیتی یعنے فرج مین جس طرح سے چاہو کھڑے خواہ بیٹھے خواہ لیٹے خواہ سوکی جانب سے خواہ پشت کی طرف سے اور آگے کی تدبیر کرو یعنے اس آنے مین نیت چاہیے اولاد کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے امر ونہی مین اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی جزا اعمال اور سزاے افعال کے واسطے اور خوشخبری سنا ایمان والون کو جنت کی اس آیۃ سے صاف نکلتا ہی کہ وطی فی الدبر کی اصلا اجازت نہین اور اس آیت سے پہلے یہ ارشاد ہی ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یعنے اللہ دوست رکھتا ہی توبہ والون اور طہارت والون کو اور ظاہر ہی کہ طہارت اجتناب مستقذر کا نام ہی خواہ وہ ناپاکی حدث ہو یا جنب یا جماع حائض یا وطی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیۃ سے اشارۃً نکلی اور جو کوئی غافل دین دار کریمۂ نساؤکم الخ مین غور کرے تو سیاق سے اُسکی حرمت اتیان فی الدبر نکلتا ہی کیونکہ انی شئتم کے بعد قدموا لانفسکم ارشاد ہی یعنے جب تمکو اتیان موضع حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث مین آؤ اور منافع راجعہ الے الدین جیسے فرج کے حفظ اور تحصین کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو کہ تمھارے لیے دعا اور استغفار کیا کرے کیونکہ امور مباحہ نیت صحیحہ کے سبب عبادت مین شمار ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ حصول اولاد سواے موضع حرث کے موضع خرث مین ممکن نہین اور جو کوئی کہے کہ وطی مطلقا مستقذر ہی خواہ ادبار رجال مین ہو خواہ ادبار یا اقبال نسا مین اسی باعث سے واطی اور موطوہ پر غسل واجب ہی پھر ادبار کی تخصیص کیا ہی تو ہم کہتے ہین کہ یہ سخن قابل تسلیم ہی لیکن وطی فی القبل بضرورت ابقاے نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم محرمیت اور اباحت اور طہارت از حیض وغیرہ اور دبر مرد یا زن مین یہ ضرورت نہین ہی اس سبب سے استقذار کی علت سے حرمت اصلیہ باقی رہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ہرگاہ ادبار رجال کی حرمت بنصوص قطعیہ اور باجماع سنی اور شیعہ معلوم ہی اور قوم لوط کا اہلاک اسی باعث سے متیقن ہوا اسی قیاس پر ادبار نسا کی حرمت متصور ہی اور اہلاک فاعلین کا بنصوص

احادیث مسلم اسیواسطے اتیان النساء فاتوھن من حیث امرکم اللہ کے ساتھ تقیید پایا کہ باتفاق مفسرین محققین اس حیث مکانیہ سے فرج زن مراد ہی نہ شرح قاذورات کا معدن عقبہ بن عامر نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اُسپر لعنت ہی جو عورتون کی مقعد مین جماع کرتا ہی اور ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ بنظر رحمت اُسکو نہین دیکھتا جو مرد یا عورت کی دبر مین جماع کرتا ہی اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم نے جسنے مرد یا عورت کی دبر مین جماع کیا بےشک کافر ہوا یعنے حلال جانکر اور کسی نے طاؤس سے ادبار کا مسئلہ پوچھا فرمایا کفر ہی قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتون کی دبر مین جماع کرتے تھے رفتہ رفتہ مرد مرد سے مبتلا ہوسے اور تفسیر در منثور مین شان نزول اِس آیۃ کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہی کہ انصار کا معمول تھا کہ جماع کروٹ سے کرتے تھے اور قریش چت لٹاکر ناگاہ کسی قریشی نے ایک انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی عادت کے موافق پیش آئے انصاریہ نے کہا یون نہین ہمارے طور پر پیش آ یہ قصہ حضرت صلعم پاس پہونچا نساءکم الخ نازل ہوا کہ تمھاری عورتین کھیتی ہین جس طرح چاہو کھڑے خواہ بیٹھے خواہ چت بشرطیکہ سوراخ ایک ہو اور ابن عباس فرماتے ہین کہ کچھ لوگ بنی حمیر کے حضرت کے حضور مین حاضر ہوے بہت باتین پوچھین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین عورتون کو دوست رکھتا ہون اور اوندھا کرکے صحبت کرتا ہون آپ کیا فرماتے ہین تب سورۂ بقر مین اُسکا جواب نازل ہوا اور اُس شخص کے حق مین یہ آیۃ نازل ہوئی پھر حضرت نے بتایا کہ اپنی عورت سے تجکو صحبت چت اور پٹ درست ہی بشرطیکہ فرج ہی مین ہو اور بھی حضرت جابر سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جسنے مباشرت کی فرج مین پیچھے سے اور عورت کو حمل ہا تو لڑکا احول پیدا ہوگا اسکے رد مین یہ آیۃ نازل ہوئی اور تفسیر صافی مین امام رضا علیہ السلام سے بھی مروی ہی اسی طرح سے یہود کہا کرتے کہ اگر مرد عورت کی پشت کی جانب سے وطی کریگا لڑکا احول پیدا ہوگا اسپر اللہ نے برخلاف قول یہود آیت نازل فرمائی کہ تمھاری عورتین کھیتی ہین اُن اس کھیتی مین جیسے چاہو پشت کی جانب سے یا روکی جانب سے اور نہین ارادہ کیا اللہ نے دخول فی الدبر کا یہ ترجمہ بلفظہ عبارت صافی کا ہی من شاء فلیطالعہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند مین ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا کہ اُنکی خدمت مین ایک عورت عرض کرنے لگی کہ میرا شوہر مجھسے اوندھے اور چت جماع کرتا ہی مجکو

ناگوار ہوتا ہے یہ خبر حضرت صلعم کو ہوئی فرمایا کیا مضائقہ اگر مقام واحد ہے یعنی سوراخ
ایک ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ام میں خزیمہ بن ثابت سے طور پر اخراج
کیا ہے کہ ایک سائل نے حضرت صلعم سے مسئلہ اتیان النساء فی ادبارہن کا پوچھا فرمایا
حلال ہے یا فرمایا لاباس جب وہ یہ سنکر چلا آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ کیونکر کہا تو نے
آیا اتیان جانب دبر سے قبل میں تو ٹھیک ہے اور دبر سے دبر میں تو نہیں اللہ شرم
نہیں کرتا بیان حق میں خبردار جماع دبر عورتوں میں نہ کرنا اور امام احمد نے طلق بن
برید سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا اللہ شرم نہیں کرتا بیان حق سے جماع نہ کرو
عورتوں کے سرین میں اور تمامی فقہا و محدثین اہل سنت متفق ہیں کہ اتیان جانب
دبر سے دبر میں حرام ہے نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حلال نہیں کسی حال
میں نہ انسان کے ساتھ نہ حیوان کے اور مسوّی شرح موطا میں لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے
جو کوئی نادانستہ مبتلا ہوگا اسکو باز رکھینگے نہ مانیگا تو تعزیر دینگے اور ہدایہ میں ہے کہ
جو کوئی عورت کے موضع مکروہ میں یعنے دبر میں وطی کرے یا قوم لوط کا عمل بجا لاوے
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسپر حد نہیں تعزیر پاویگا اور صاحبین کے نزدیک
زنا کی طرح حد ماری جائیگی جامع صغیر میں ہے کہ اسکو یہانتک قید رکھینگے کہ توبہ کرے اور
جو بعضوں نے دھوکا کھا کے جواز اس فعل مذموم کی نسبت حضرت امام مالک رح کی طرف
کی ہے وہ سرتاپا غلطی ہے اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ مالک نامے احد الرواۃ شیعہ گذرا ہے کہ حلت
اور اباحت دخول فی الدبر کا قائل تھا وہ باعث اتہام کا امام موصوف پر ہوا حالانکہ امام
صاحب ان دونوں کے فاعلوں پر حد تجویز فرماتے ہیں اور یہ تو قوم روافض میں دستور ہے
کہ آپ کو کسی ایک مذہب میں مذاہب اربعہ سے متصف کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں
کشف الغمہ فی احوال الائمہ میں موجود ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ گنجا بتقیہ و تزویر آپ کو شافعی
المذہب ٹھہرا کے اہل سنت کو فریب میں لاتا تھا اور کتب اسماء الرجال ناطق ہیں کہ اجلح نامے
شیعی نے تمام عمر بتقیہ و تزویر اہل سنت بسر کی تا آنکہ معتمد علیہ ہوا کمبختی کا مارا جب
آخر عمر میں کچھ حدیثیں اپنے مذہب باطل کے موافق روایات کرنے لگا من ذلک ما رواہ
عن بریدۃ مرفوعاً ان علیاً ولیکم بعدی سے کھل گیا کہ رافضی ہے اور جنہوں نے امام مالک کی نسبت
وطی فی الادبار کا جواز ٹھہرایا وہ حوالہ دیتے ہیں کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السر میں لکھا ہے

حالانکہ کتاب السیر کتاب مجہول ہے کہ اُسپر اعتماد نہیں ہو سکتا بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ
مالک بری ہے اس سے کہ اُسکی کتاب کتاب السیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقل اباحت
وطی فی الدبر کا امام مالک سے کاذب اور دروغ باز افترا پرداز ہے بالجملہ یہ فعل اہل سنت کے
نزدیک قطعاً حرام ہے اور مذہب شیعہ میں حلال پھر جو کوئی اہل سنت سے حلت کو نقل
کرے منقول عنہ حقیقت میں سُنی نہیں چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس مشہور حرمت وطی ادبار
نسا پر یہ ہے کہ حق تعالے نے کریمہ یسئلونک عن المحیض قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض میں
نجاست حیض کے سبب وطی قبل حرام کی پھر نجاست براز کے باعث سے وطی فی الدبر
کیون حرام نہوگی کہ ہر وقت یہ ناپاکی امعاے متصلہ بالدبر میں موجود ہے بخلاف قبل کہ
جز ایام حیض کبھی ناپاک اور گندہ نہیں ہوتی اسی واسطے تا بقاے این مدت مباشرت
حرام ہے نہ بعد انقضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس پر شبہہ کرتے ہیں
کہ اگر یہی نجاست براز حرمت وطی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت
وطی فی القبل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز من حیث النجاسۃ اخوان ہیں پھر جس طرح
دبر نجاست براز سے کبھی خالی نہیں ہے ایسا ہی قبل نجاست بول سے عاری نہیں رفع
اس شبہہ کا یہ ہے کہ علم تشریح میں مشرح ہے کہ عورت کی فرج میں تین تجویف ہیں اعلے
اوسط اسفل اعلے مثانے سے متصل ہے بدستور ما و وان بول اسی تجویف سے جاری
ہوتا ہے اور اوسط والی تنگ ہے کہ اُس سے ریح نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے
رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر اسی تجویف میں داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور
جنین اسی تجویف سے خارج ہوتا ہے پس فرج میں یہ تجویف کبھی گندہ اور
ناپاک نہیں ہوتی الا ایام حیض میں اور ان ایام میں جماع حرام ہے بخلاف
دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعا سے کہ معدن براز اور جاے نجاسات
غلیظہ ہے اور یہ فعل اطبا کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون میں
لکھا ہے کہ امردون سے مبتلا ہونا جمہور کے نزدیک قبیح اور شریعت میں حرام
اور اس فعل میں ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے کم پس
اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہے تا خروج منی متصور ہو تو
اس صورت میں ضرر بیشتر ہے اور اس وجہ سے کہ منی میں دفق کثیر نہیں ہوتا چاہیے

[illegible]

وطی ادبار نساء مین تو اس ہنگام مین ضرر کمتر ہی اور عمدہ ضرر اتیان النساء فی ادبارہن کا
یہ ہی جو کتاب موجز اور سدیدی وغیرہ مین لکھا ہی کہ دخول فی الدبر والی سے کے
گھر مین اگر بیٹا پیدا ہو بیٹا سے علت ابنہ مین گرفتار ہوگا اسواسطے کہ زن معتادہ
جب اس فعل سے لذت بردار ہوگی تو اسکی تاثیر لڑکے مین سرایت کریگی اس سبب سے
کہ بنابر مذہب اطبا ہر عضو ماباپ سے جو منی منفصل ہوتی ہی اُس سے ہر عضو مولود
مخلوق ہوتا ہی اور تبصرہ طبیہ مین ثابت ہی کہ مفعولہ فی الدبر جب حاملہ ہو اگر بیٹا جنے
اُسکو علت ابنہ ہوگی لامحالہ لہٰذا اسی واسطے اللہ صاحب نے اپنے حبیب کریم کی امت پر
اس فعل رذیل کو ناپسند فرمایا اور پیغمبر انھین قباحتون کے شارع نے فاعل پر تعزیر کا
حکم دیا الحاصل اس تحقیق اور تدقیق سے بخوبی واضح اور لائح ہوا کہ حرمت دخول
فی ادبار النساء جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت کے نزدیک یقینی ہی جیسا کہ قسطلانی مین
ہی ومذہب احمد والشافعی ومالک وابی حنیفہ وصاحبیہ والجمہور التحریم لورود النہی عن فعلہ
وتعاطیہ یعنی چارون امام اور صاحبین سے امام ابو یوسف ربانی وامام محمد ابن الحسن الشیبانی
اور جمہور اہل سنت اس فعل کو حرام بتاتے ہین اسواسطے کہ اسکے فعل اور تعاطی مین
نہی وارد ہی بلکہ بشہادت استبصار خلاصہ تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے بابلغ
وجوہ وضوح واضح ہوا کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضہ فسقہ اور انکے ائمہ [illegible]
ہین اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت
فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر درمنثور سے بیان کرتے ہین وہ ابن ادریس شیعی کا مناظرہ
محمد ابن حسن سے ہی اور محمد بن حسن خود ایک شخص شیعہ گذرا ہی اور اسی طرح ایک ابی حنیفہ
نامے ہوا ہی چنانچہ لسان المیزان مین ہی کہ ابو حنیفہ نام سیہ کی کنیت ہی اور ایک شخص ابو حنیفہ
ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہی کہ جسکا حال کشی مین بروایت ابو بصیر یون مروی ہی کہ قال قلت
لابی عبد اللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم قال اعاذنا اللہ وایاک یا ابا بصیر من ذلک
الظلم ذلک ما ذہب الیہ زرارہ واصحابہ وابو حنیفہ واصحابہ یعنی ابو بصیر کہتا ہی مین نے
اس آیت کو ابو عبد اللہ امام صادق کے حضور مین پڑھا فرمایا اے ابو بصیر حق تعالے
تجکو اور مجکو پناہ دے اس ظلم سے یعنی زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونون کے
توابع کا مذہب ہی شامی شستری کافی مین ہی کہ مراد اس ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ المشرقی ہی

منجملہ قوم بنی عامر فقہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون رشید کی
مجلس میں حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں
جھوٹھا پڑا خلیفہ کے حکم سے اپنے اتباع کے ساتھ مارا گیا بالجملہ اہل سنت کی کتابوں میں
جہاں ابوحنیفہ کی کسی نے برائی لکھی ہے یا جسنے انکو مرجیہ بتایا مراد اُس سے یہی ابوحنیفہ
نادسیہ یا ابوحنیفہ بصری ہے نہ امام ابوحنیفہ کوفی علیہ الرحمہ اور جو حضرت سید نا غوث الثقلین
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوحنیفہ کو خارجی جہنمی مرجی بتلایا ہے وہ اسی ابوحنیفہ کو
بتلایا ہے مگر کسی رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نعمان ابن ثابت کا
لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ زیادتی نہیں ہے فانہم ولا تکن من الغافلین القصہ
قوم کے لوگوں نے کہا اے لوط تو یہاں سے دور ہو تو ہمارے پاس اوقات بسری کو
آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہمکو تیری بیٹیوں کی خواہش نہیں
ہمارا مطلب تجھے خوب معلوم ہے فرمایا لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید یعنی
کاش مجھکو تمہارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا بیٹھتا کسی محکم آسرے میں خلاصہ
یہ کہ مجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تمکو دفع کرتا یا عشیرا ور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی اعانت سے
منع کرتا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ اخی لوطا یاوی الی رکن شدید
یعنی اللہ رحم کرے بھائی لوط پر کہ اُسنے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے مدد فرمائی
اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے کہا دروازہ کھولدو اور ظالموں کو
آنے دو حضرت لوط نے دروازہ کھولا کہ سب بیباک گھس پڑے اور چاہا کہ مہمانوں پر
ہاتھ ڈالیں حضرت جبرئیل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہو گئے اسی کا اشارہ
سورہ قمر میں ہے ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینہم فذوقوا عذابی ونذر یعنی
اُس سے لینے لگے اسکے مہمانوں کو پھر ہمنے مٹا دیں انکی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب
اور ڈرانا اکثر اہل تفسیر کے نزدیک آنکھ ناک منہ سب برابر کر دیا اور ضحاک کی صرف آنکھیں
مٹا دیں کہ مہمان نظر نہ آئے سب واپس ہوئے جب قوم کے لوگ خائب و خاسر گئے
تو فرشتوں نے کہا کہ ہم پروردگار کے بھیجے آئے ہیں ہمپر کسی کی دسترس نہوگی
اپنے گھر والوں کو لیکر کچھ رات رہے نکل جاؤ اور منہ موڑ کر نہ دیکھے کوئی تم میں سے
مگر تمہاری عورت کہ اسپر پڑتا ہے جو انپر پڑیگا جیسا سورہ ہود میں مذکور ہے مطلب یہ ہے

کہ اپنی بیٹیان اور گھر کا اسباب لیکے جس مقام کا حکم ہو مصر یا شام یا زعرات کو چلدو مگر عورت کو ساتھ نہ لو اور سب کو آگے دھر لو اور آپ پیچھے رہو تاکہ یہ لوگ چلنے مین جلدی کرین اور سمجھا دو کہ پیچھے پھر کر نہ دیکھین تاکہ ہول عذاب سے بچے رہین چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کچھ رات باقی رہے نکلے چودہ آدمی ہمراہ اور گھر کا اسباب تھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ابھی ساتھ تھے اُنسے مضطر بانہ پوچھا عذاب کب آویگا کہا صبح کو فرمایا صبح تو دور ہے حضرت جبرئیل نے کہا صبح نزدیک ہے کچھ دور نہین کما قال اللہ تعالے ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب یعنے وعدہ عذاب اُنکا صبح ہے کیا نہین صبح نزدیک الغرض حضرت لوط علیہ السلام مع ہمراہیان آفتاب نکلتے زعرا مین پہونچے اور حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ ان چارون شہرون کو اُلٹ دو کہ حضرت جبرئیل نے مطابق فرمان الٰہی عمل کیا چنانچہ سورۂ ہود مین فرماتے ہین فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک یعنی جب پہونچا حکم ہمارا کر ڈالی ہمنے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائین پتھریان کنکر کی تہ بتہ صاف بنائین تیرے رب کے پاس کی حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوت وامانت کا حال ہمارے سامنے بیان کرو حضرت جبرئیل نے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ حق تعالے نے مجکو واسطے تخریب مجرمین قوم لوط کے کہ چار شہرون مین رہتی تھی اور ایک شہر سدوم آئمین ایسا تھا کہ وہان باستثناے اطفال ونسا چار لاکھ آدمی سلح پوش تھے بھیجا سو مین نے اُن شہرون کو ساتوین زمین کی تہ سے ایک پر کے اوپر اُٹھا کر اتنا آسمان کے نزدیک لیگیا کہ آسمان کے رہنے والے اُن شہرون کے مرغون وکتون کی آواز سنتے تھے پھر مین نے اُن شہرون کو اُسی غار مین اوندھا ڈال دیا اور مجکو کچھ تکلیف وبوجھ معلوم نہوا تفسیر زاد المسیر مین ہے کہ پتھریان مُہر کی ہوئین برنگ مختلف تھین بعض سفید اُنپر نقطے سیاہ اور بعض سیاہ اُنپر نقطے سفید اور ہر ایک پر مجرم کا نام لکھا تھا تفسیر زاہدی مین ہے کہ بڑا پتھر شتر کے برابر اور چھوٹا گھڑے یا آبخورے کے مقدار تھا پوشیدہ نرہے کہ یہی حادثہ حاقہ ہے کیا ماندار بچ نکلے اور کافر مارے گئے حتے کہ حضرت لوط کی بی بی مسماۃ والہہ یا ہالکہ بھی نہ بچی کیونکہ یہ عورت ظاہر مین موافق اور باطن مین مخالف تھی لیکن خداے تعالے بلا تقصیر ظاہر عذاب نہین فرماتے ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہوسکا اُس گناہ مین ماخوذ کیا یعنے یہ حکم ہوا تھا کہ کوئی منہ پھیر کر نہ دیکھے

سو عورت حضرت لوط نے منھ پھیر کے پوچھا قوم کا کیا حال ہی اُسیوقت ایک پتھر اُسپر گرا کہ داخل نار ہوئی اور بعضی تفسیر زاہدی مین ہی کہ نمک کا ستون ہوگئی ہی کذا فی تراجم التوراۃ الغرض یہ حادثہ اسطرح کا محیط تھا کہ اُس قوم ناپاک کا آدمی جہان کہین تھا وہین اسی عذاب مین مبتلا ہوا چنانچہ ایک شخص حرم شریف مین کسی کام کو گیا تھا سنگ عذاب چالیس دن تک ہوا مین ٹھہرا رہا جب وہ حرم سے نکلا اُسی سنگ عذاب نے سر توڑا اہل تفسیر نے لکھا ہی کہ بروز حشر اس قوم کی آواز آویگی اور اہل حشر استفسار کرینگے کہ یہ کیسی آواز ہی ارشاد ہوگا کہ شہرستان لوط کے ساکنین کی آواز ہی دوزخ مین چلاتے ہین بعد اُسکے اُسیوقت قوم لوط کو طلب کرینگے اور اُلٹا کر کے جہنم مین پھینکینگے روایت ہی کہ جس جگہ یہ عذاب نازل ہوا ہی وہان اب سمندر ہی اور پانی وہان کا ایسا شور ہی کہ مچھلی جاتے ہوے مرجاتی ہی اسی وجہ سے اُسکو سمندر مردہ بولتے ہین اور اطراف کی زمین سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس جگہ عذاب نازل ہوا تھا اگر کوئی ناواقف شبہہ کرے کہ جب شہرستان لوط اُلٹ گیا تو سب قوم کے لوگ ہلاک ہوکر زمین مین دب گئے و بالضرور نظر خلائق سے غائب ہوے پھر پتھریان برسانے سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ وہ پتھریان تو وہ خاک پر پڑی ہونگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اُن پتھریون مین بسبب حدت مادے کے گوگرد کی خاصیت پیدا ہوئی تھی اور حرکت ہابطہ کی قوت سے طبقہ بالاے زمین کو پھاڑ کے کافرون کے بدن مین داخل ہوتی تھین اور جلاتی تھین ہرچند کہ حالت تقلیب مین احتمال یہ نہین ہی کہ ارواح نے فی الفور مفارقت کی ہو لیکن تعلق روح کا بدن سے بعد مفارقت رہتا ہی وہی موجب عذاب برزخ ہی و لہذا حدیث شریف مین وارد ہی کہ مردے کی ہڈی توڑنا یا حرکت سخت دینا نہ چاہیے پس پلٹ دینا شہرستان لوط کا عذاب دنیوی تھا اور جلانا پتھریون سے عذاب برزخی اور یہ بھی احتمال ہی کہ حالت تقلیب مین پتھریان برسائی ہون یعنے قبل پہونچنے تہ زمین کے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ بعد اس واقعے کے حضرت لوط علیہ السلام شہر زعرا سے نکلکر مع اپنی لڑکیون کے حضرت خلیل اللہ کے پاس تشریف لائے اور سات برس تک زندہ رہے مورخین لکھتے ہین کہ دہم ربیع الاول بروز چہارشنبہ انتقال جنت فرمایا مدت دعوت چھتیس ۳۶ برس تھی شریعت انکی عین شریعت ابراہیم علیہ السلام کی تھی مزار شریف قریب مزار حضرت ابراہیم کے واقع ہی اور آخبار الدول مین ہی کہ قریہ کفر مین جو ایک فرسخ مسجد خلیل سے واقع ہی مدفون ہین اور مغارۂ غربیہ مین ہی کہ مسجد عتیق کے نیچے ساٹھ نبی مدفون ہین انمین بیس ۲۰ مرسل ہین بعض مورخین نے عمر حضرت لوط کی پچاس برس کی

لکھی ہی مگر یہ سخن خلاف قیاس ہی کیونکہ وفات حضرت لوط بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوئی
فائدہ باب نوزدہم سفر التکوین توریت مین لکھا ہی کہ جب لوط شہر زغر مین رہنے ہوے ڈرے تو اپنی بیٹیون کو لیکر
غار مین چھپے وہان بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا ہی اور زمین پر کوئی مرد ایسا نہین
ہی ہمارے پاس آوے صلاح یہ ہی کہ اپنے باپ سے نسل لین تب حضرت کو شراب پلائی اور حالت نشے مین اول
بڑی بیٹی ہم بستر ہوئی پھر چھوٹی اور دونون حاملہ ہوئین اور حضرت نے نہ جانا انتہی اسی طرح تحریر
مذکور مین ہی کہ اول سے جو بیٹا ہوا اسکا نام مواب رکھا اور دوسری سے جو پیدا ہوا اسکا بن عمی
پوشیدہ نرہے کہ پیغمبر جلیل الشان پر ایسی تہمت کرنا قانون عقل سے بعید ہی اور بڑی قباحت یہ ہی
کہ راعوت موابیہ جدات حضرت عیسیٰ سے ہی کیونکہ آنجناب اولاد داؤد مین اور راعوت مادر عابد پدر یسا
پدر داؤد ہی معجزات حضرت لوط علیہ السلام کئی تھے ازانجملہ ایک مرتبہ قوم نے پانی مانگا تو
حضرت لوط نے دعا کی کہ بادا بر پانی برسنے لگا بعض اسلام لائے اور بعضے منکر ہوے ازانجملہ ایک مرتبہ
ایک کافر کا بیٹا غائب ہو گیا اسنے کہا کہ آپ بتلا دین میرا بیٹا کہان ہی حضرت لوط نے دعا کی اللہ نے
قبول کی کہ حضرت نے اُس کافر کے بیٹے کو دکھلا دیا حالانکہ وہ بیٹا یہ ہی ہے سو فرسخ کا فاصلہ تھا ازانجملہ
سنگ سخت آپ کے ہاتھ سے موم ہو جاتا تھا چنانچہ جب کبھی آنجناب پتھر پر سر رکھکر سوتے تو نشان
سر مبارک پتھر مین ہو جاتا تھا پوشیدہ نرہے کہ اسطرح کے کرامات بلکہ اس سے اعلیٰ اولیاء امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام سے صادر ہوئے ہین

تفریح نہم دراحوال حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجمی ہی اور دو طرح سے تکلم مین آتا ہی اسمٰعیل و اسمعین معنی اُسکے عربی مین مطیع اللہ
و لقب شریف بقول اعراق الثری آدر وجہ تسمیہ معالم التنزیل مین یون لکھی ہی کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی
دعا مانگی اور کہا اسمع یا ایل یعنے قبول کر اے خدا جب اسمٰعیل پیدا ہوے تو حضرت ابراہیم نے نام
اسمٰعیل رکھا اور عبرانی مین اسکو یشمعیل کہتے ہین ولادت باسعادت انکی حدود شام مین ہاجرہ قبطیہ سے
ہوئی اور صغر سن مین مبتلاے بلاے ہجرت و رنج ہوے انھین نے اولاً بزبان عرب کلام فرمایا ہی
اور انھین نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے انکو اہل یمن و حضر موت پر بعد
حضرت ابراہیم اور صحیح یہ کہ روبروے حضرت ابراہیم کے نبی کیا اور اپنے کلام مین انکی شان مین
وارد کیا واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیا مجاہد سے روایت ہی کہ حضرت
اسمٰعیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے اور کلبی سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے

وعدہ کیا کہ جبتک تو نہ آویگا مین اسی جگہ حاضر رہونگا سو وہ سال بھر نہ آیا مگر حضرت اُسی مقام پر
کھڑے رہے اور برگہاے درخت کھایا کیے اور عادت حضرت کی یہ تھی کہ ہمیشہ قوم کو ادا ے نماز
و ادا ے زکوۃ کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ نماز عبادات بدنیہ مین اشرف العبادات ہے اور عبادات
مالیہ مین زکوۃ کما قال تعالیٰ وکان یامر اہلہ بالصلوۃ والزکوۃ وکان عند ربہ مرضیا حضرت ابن عباس
فرماتے ہین کہ حنفیت آنجناب پر فرض تھی جس طرح ہم لوگون پر ہے اور شریعت انکی مین شریعت حضرت
ابراہیم کی تھی اور از جملہ معجزات ایک معجزہ یہ ہے کہ اہل بادیہ نے کہا کہ خشک پستان سے دودہ نکالو
سو حضرت نے بچہ ناقہ سے کہ لائق دودہ دینے کے نہ تھا دودہ نکالا از انجملہ اہل بادیہ نے کہا کہ درخت
شوکت مین اگر پھل لگین تو ہم ایمان لاوین حضرت نے دعا کی کہ درخت مذکور مین پھل لگے مدت دعوت
پچاس برس تھی اور عمر یک صد و سی و ہفت سالہ مرقد شریف بین المیزاب والحجر واقع ہے اخبار الدول
مین ہے کہ جب ابن زبیر نے بنا ے کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے اُسکا
حال علما ے عہد سے پوچھا اُنھون نے کہا یہ قبر ہاجرہ و اسمٰعیل کی ہے بروایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت نے
قوم جرہم مین دو مرتبہ نکاح کیا پہلی بی بی کو باعما ے والد بزرگوار مطلقہ فرمایا اُنسے کوئی اولاد نہین ہوئی
مگر مسماۃ رعلہ بنت مضاض زوجہ ثانیہ سے بارہ ۱۲ بیٹے پیدا ہوے اگرچہ تمام اولاد قوم مین
سردار تھی لیکن قیدر و ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضرت صلعم بنی قیدر مین ہین فرح الدر
مین ہے کہ نور محمدی حضرت اسمٰعیل سے قیدر مین آیا اور اُنسے عہد نامہ حفاظت لکھوا یا گیا اور اُسکو
حضرت اسمٰعیل نے تابوت سکینہ مین رکھ کر قیدر کے سپرد کیا پھر حضرت اسمٰعیل نے وفات پائی اور قیدر نے
قوم جرہم مین اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیراندازی و چابکسواری مین
مشہور ہوے بعد چندے یہ خیال دامن گیر ہوا کہ حسب نسب کا کمال اولاد اسحٰق علیہ السلام مین منحصر ہے
اسلیے اُس قوم کی عورتون سے کمر نکاح کیے مگر اُس نور سراسر سرور نے انتقال نکیا آخرکار یہ خواب
دیکھا کہ یہ نور مجازی عربیات مین جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیرین کرتا ہے تب مسماۃ
غاضرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُس سے منتقل ہوا بعد ازان قیدر نے چاہا کہ تابوت سکینہ
کھولے ہاتف غیب سے آواز آئی کہ تمکو اجازت نہین ہے یہ امانت کنعان مین جاکر یعقوب ابن اسحٰق کے
سپرد کرو چنانچہ قیدر نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوے
متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سنکر مع اپنے بیٹون کے بنا
استقبال روانہ ہوے اور قیدر سے ملاقی ہوکر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاضرہ سے

ایک بیٹا پیدا ہوا ہے اور آفتاب نبوت محمدی برج حمل سے طالع ہوا جب کہ قیذر گھر آئے تو دیکھا کہ بی بی تحقیقت
حمل نامے بیٹا انکے گھر مین پیدا ہوا ہے اور نور محمدی اسکی پیشانی مین چمکتا ہے پھر جب حمل جوان ہوا تو
قیذر اسکو جبل بوقبیس پر لیگئے اور بطریق وصیت نامہ ابطر زکتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اسی
مقام مین مدفون ہین غرضکہ وہ نور مطہر حمل سے نبت مین و نبت سے ہمیسع مین و ہمیسع سے اُود مین
اُس سے اُدد مین اس سے عدنان مین آیا وہ یہ ہوا الصحیح المعتمد علیہ اور جو محمد ابن اسحاق مطلبی نے
سیرۃ النبی مین لکھا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹا ابن اسمعیل کی نسل مین ہین اور صاحب بہجۃ المحافل نے
بھی اسی کو تصحیح کیا ہے اکثر محققین کا اس روایت پر اعتماد نہین ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دہم دراحوال حضرت اسحق علیہ السلام

نام بھی یہی ہے گو عربی ہے لیکن توریت و زبان عبری مین اسحق یعنی ہنسنا حاکایا ہے اسکا اللہ نے نام حسین پیدا کیا تھا حضرت اسمعیل سے
چودہ یا تئیس برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی روبرو سے حضرت ابراہیم کے نبوت عنایت
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و وہبنا لہ اسحق و یعقوب وکلا جعلنا نبیا یعنی بخشا ہمنے ابراہیم کو اسحق و یعقوب
اور دونون کو نبی کیا روایت ہے کہ جب عمر حضرت اسحق کی چالیس کو پہونچی تو حضرت لوط کی بیٹی سے نکاح کیا
اور صحیح یہ ہے کہ ربقا بنت بتوئیل سے عقد ہوا اور ساٹھ برس کی عمر مین اولاد کے واسطے دعا مانگی خداوند تعالیٰ
انکی بی بی کو دو بیٹون سے ایک یعقوب علیہ السلام دوسرے عیصو پر بشارت دیا اور حاملہ فرمایا جب مدت وضع
حمل پہونچا تو یعقوب نے چاہا کہ مین پہلے نکلون عیصو نے کہا اگر تو پہلے نکلیگا تو مین پیٹ مین والدہ کو مار ڈالونگا
سو حضرت یعقوب نے بلحاظ بزرگی والدہ کے توقف فرمایا تب عیصو اول ظاہر ہوئے ولہذا نام اُنکا
عیصو ہوا لانہ عصی المتہ یہ نام قاموس مین بنہایا دشنا دیا ہے اور شمس العلوم مین بیرون واجاز لکھا ہے اور یعقوب
عقب عیصو پیدا ہوئے اسلیے یہ نام ہوا حالانکہ یعقوب پیٹ مین عیصو سے بڑے تھے اور حضرت
یعقوب حالت طفولیت مین موصوف بزحمت ولینت تھے ایام شباب مین صاحب مویشی و زراعت ہوئے اور عیصو
طفولیت سے موصوف بغلظت سختی تھے عنفوان شباب مین صاحب صید و شکار ہوئے اور سماۃ ربقا کو یعقوب سے
بنسبت سعادتمندی محبت زیادہ تھی اور عیصو پر صرف شفقت بعد چندے حضرت اسحق بصیر ہو گئے تب یعقوب کے
واسطے نبوت و ریاست کی دعا کی اور عیصو کے واسطے ملک و دولت کی اور کثرت نسل و بقاے ذریت کی مجیب الدعوات
نے قبول فرمائی یعنے یعقوب کی اولاد مین نبوت آئی اور عیصو کی اولاد مین سلطنت چنانچہ عیصو تمام
روم کے باپ کہلاتے ہین بنی الاصفر انھین کی اولاد ہین اور جو بادشاہ ہوا وہ بنی الاصفر کی اولاد مین ہوا
اور یعقوب کی اولاد سے تمام انبیا ہوئے مگر نوح و ہود و صالح و لوط و ایوب و شعیب و ابراہیم و اسمعیل و

محمد مصطفے علیہم الصلوۃ والسلام عمر حضرت اسحق کی ایک سو اسی برس کی ہوئی اور وفات اسوقت ہوئی ہے جب کہ حضرت یوسف وزیر مصر ہو لیے اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہین کذا فی اخبار الدول معجزہ مشہور انکا یہ ہے کہ ایک کافر چند کھالین مختلف جانورون کی لایا اور بولا کہ اسمین جان ڈالو تو مین ایمان لاؤن حضرت اسحق نے جناب الہی مین دعا کی فی الفور ان کھالون مین جان پڑگئی یعنے جس جانور کی کھال تھی وہی جانور زندہ ہوگیا اخبار الدول مین ہے کہ حضرت اسحق علیہ السلام کو بھی ذبیح کہتے ہین اور ذبح انکا بیت ایلیا تھا **فائدہ** قصص الانبیاء مشہورہ مین لکھا ہے کہ آخر عمر مین حضرت اسحق نے عیصو سے کہا کہ بوقت خاص میرے واسطے کباب لاؤ تو مین نبوت کی دعا تیرے لیے کرون یہ خبر والدہ یعقوب و عیصو کو پہونچی اور وہ یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھین سو انھون نے یعقوب کو عیصو کا لباس پہنایا اور فہمایش کی کہ آواز اپنی مانند آواز عیصو کے بنا کر اسحق کے پاس حاضر ہو اور استدعا کر کہ میرے واسطے دعا کیجیے چنانچہ حضرت یعقوب نے اسی طرح کیا اور حضرت اسحق نے دعاے نبوت فرمائی تھوڑی دیر بعد عیصو کباب لیکر آئے اور دعا کی درخواست کرنے لگے حضرت اسحق نے فرمایا کہ مین ایکبار تیرے واسطے دعا کرچکا ہون عیصو نے کہا مجکو خبر بھی نہین ہے تب حضرت اسحق نے تفتیش فرمائی کہ وہ دعا کون لیگیا معلوم ہوا کہ یعقوب اول مرتبہ آکے وبرکت دعا لیگئے لاچار عیصو کے واسطے یہ دعا فرمائی کہ بادشاہت تیری نسل مین رہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ جعلسازی نصاریٰ کی ہے کہ ایسی تہمت کرتے ہین اور صاحب قصص الانبیا نے بلا لحاظ صحت روایت باب بست وہفتم سفر التکوین توریت سے نقل کی ہے حاطب اللیل اسی کو کہتے ہین ونیز قصص الانبیا مین ہے کہ بعد وفات ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسمعیل نے اپنے چھوٹے بھائی اسحق سے کہا کہ باپ کے ترکہ سے کوئی چیز مجھے بھی ملے حضرت اسحق نے کہا تم لونڈی کی اولاد ہو تمکو میراث پدر نہ ملیگی اس بات سے اسمعیل علیہ السلام کو رنج ہوا دفعۃً حضرت جبرئیل نے اسحق عم سے کہا یہ کلام بس نازیبا تھا تمکو نہین معلوم ہے کہ سید ولد آدم محمد مصطفے صلعم اسکی نسل مین ہوگا اور آخر زمانے مین تمام جن وانس کا رسول اب اس گفتگو کی سزا مین اللہ صاحب نے حکم دیا ہے کہ تمھاری اولاد کو اولاد اسمعیل اپنا مملوک بناوین اور تیری امت مین قوم جہود پیدا ہون کہ پیغمبرون کو ناحق قتل کرین اور یہ بھی فرمایا کہ اس سخن کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یوسف ابن یعقوب تمھارا پوتا غلام بنایا جائیگا اور بکیگا اس پیغام کے سننے سے حضرت اسحق بہت روئے کہ آنکھین جاتی رہین اور دو برس حضرت جبرئیل تشریف نہین لائے اس عرصہ مین حضرت اسحق نے توبہ وندامت مین ایام بسر کیے بعد اسکے اللہ صاحب نے توبہ انکی قبول فرمائی اور حضرت جبرئیل نے پیغام دیا کہ توبہ قبول ہوئی اور تمھاری اولاد مین ایک پیغمبر اولو العزم پیدا ہوگا جو کہ بلا واسطے کسی فرشتے کے اللہ صاحب سے کلام کریگا اس پیغام سے اسحق علیہ السلام کو تسکین ہوئی واللہ اعلم

تفریح یازدہم دراحوال یعقوب علیہ السلام

انکو اسرائیل بھی کہتے ہین یعنی عبداللہ کیونکہ اسرا ازروے لغت عبری بمعنی بندہ ہی اور ایل بمعنی اللہ مگر بروایت ابن حمید اصل نام یعقوب ہی اور اسرائیل لقب
وجہ تسمیہ یعقوب کی ذکر حضرت اسحق مین مندرج کی گئی ہی اور وجہ تسمیہ اسرائیل کی بعض کتب مین یون لکھی ہی کہ جب یعقوب
جوان ہوے تو ایک دن انکے باپ نے خلوت خانے کا دربان مقرر کیا اور فرمایا کہ اس جگہ کوئی نامحرم نہ آوے
اسی دن ایک فرشتہ بصورت انسان آیا اور زیارت حضرت اسحق کا مستدعی ہوا حضرت یعقوب نے منع کیا اسنے
بزور جانا چاہا آخرکار حضرت یعقوب سے کشتی ہونے لگی مگر فرشتہ مغلوب ہو گیا دفعتہً حضرت اسحق خلوت خانے سے
باہر نکلے اور اس معاملے کو دیکھ کر متحیر ہوے اور فرشتے کو پہچان کر معذرت پیش آئے تب اسنے کہا کہ ہماری طرف سے
اسکا نام اسرائیل رکھو کیونکہ اسرا ہماری زبان مین مقبول کو کہتے ہین اور ایل بمعنی خدا ہی سو یہ لڑکا اپکا مقبول خدا ہی کہ
لحاظ و پاس کسی کا تمھارے حکم کے سامنے نہین کرتا اسی وقت سے نام یعقوب کا اسرائیل ہوا مین کہتا ہون
کہ اس روایت کی کچھ اصل نہین ہی غالبًا کتب محرفۂ بنی اسرائیل سے ماخوذ ہی کیونکہ ترجمہ توریت مین ہی کہ ایک
شخص یعقوب سے رات بھر کشتی لڑتا رہا جب وہ یعقوب کو مغلوب نہ کر سکا تو چپکے سے یعقوب کی ران کے پاس
پیچ کر ٹانگ کی نس چڑھا دی اسکے بعد یعقوب نے اس سے برکت مانگی اسنے برکت دی اور کہا آج سے تیرا نام
اسرائیل ہوگا اور یعقوب نے اس مقام کا نام فنوایل رکھا کہ مین نے خدا کو روبرو دیکھا اور میری جان بچ گئی اور
برخلاف اسکے کتاب پیدائش کے پینتیسوین [۳۵] باب مین ہی کہ خدا یعقوب کو پھر دکھائی پڑا اور اسکا نام اسرائیل رکھا
اسیطرح یہ ہی کہ پادری فنڈر مفتاح الاسرار مین لکھتا ہی کہ کشتی کرنے والا عیسی مسیح تھا بالجملہ اس بات کی
حقیقت اسی قدر ہی جو مین نے بیان کر دی اور صحیح وجہ تسمیہ کی یہ ہی کہ جب حضرت یعقوب بخوف عیصو اپنے
ماموں کے پاس جانے لگے تو رات کو چلتے دن کو مقام کرتے تھے اس سبب سے اسرائیل نام ہو گیا چنانچہ عرائس مین
لکھا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ نے تمھارا صبر دیکھا او
بعوض نور بصر دعا تمھاری اعزا اولاد کے حق مین قبول کریگا جو چاہو سو دعا کرو چنانچہ حضرت اسحق نے دعاے
نبوت عیصو کے حق مین کرنا چاہی مگر بمقتضاے تقدیر نام حضرت یعقوب کا زبان مبارک سے نکلا
کہ وہ نبی ہوسے اس بات سے عیصو کو یعقوب سے کدورت و رنجش پیدا ہوئی کہ انکی والدہ کو جان کا
خوف لاحق ہوا تب انھون نے کہا کہ تم میرے بھائی کے پاس فلسطین مین چلے جاؤ ناچار یعقوب
علیہ السلام نے ہجرت فرمائی و بخوف برادر رات کو چلتے دن مین کسی جگہ قیام کرتے اسی سبب سے نام انکا
اسرائیل ہو گیا الغرض سفر فلسطین مین ایک رات سرہانے اپنے پتھر رکھ کر سو رہے تو خواب دیکھا
کہ ایک زینہ میرے سرہانے سے دروازے آسمان تک لگا ہی اور اسپر فرشتے آتے جاتے ہین اور

اُسی وقت کوہ سے ندا آئی کہ انا اللہ لا الہ الا انا الٰہک والٰہ آبائک وقد اورثتک ہذا الارض المقدسۃ ولذریتک من بعدک وبارکت فیک وفیہم وجعلت فیکم الکتاب والحکم والنبوۃ القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام لایان اپنے ماموں بن بتویل کے پاس فلسطین مین پہونچے اُسکی دو بیٹیان تھین ایک لایا خواہ لیا یا دینا دوسری راحیل سو اُسنے دونون بیٹیون کو یعقوب کے نکاح مین دیا کیونکہ اُسوقت تک جمع بین الاختین درست تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین منع ہوا اور تفسیر سراج المنیر مین لکھا ہو کہ بھائی یوسف علیہ السلام کے گیارہ تھے یہوذا اور روبیل وشمعون ولادی و زبلون بقول بقاعی بزاے معجمہ و بار موحدہ و یسخر یہ چھ سماۃ لیا دختر لیان سے کہ ماموں حضرت یعقوب کا تھا پیدا ہوے اور فران ونفتالی بنون مفتوحہ وفا ساکنہ وثناۃ فوقیہ ولام بعد ازان یا دجاد و اسر چار نفر دو لونڈیون سے بعد اُسکے لیا نے وفات پائی تو راحیل اُسکی بہن سے نکاح ہوا اُنسے حضرت یوسف و بنیامین ہوے اخبار الدول مین ہو کہ لیا و راحیل کے پاس ایک ایک لونڈی تھی وہ بھی دونون حقیقی بہنین تھین چنانچہ دونون کو دونون بیبیون نے ہبہ کیا کہ حضرت یعقوب نے اُنپر بھی اپنا تصرف جاری فرمایا کہ اُنسے چھ بیٹے ہوے یاخر و دیبول و دان ونفتال وکال واشار اور بعض مورخین نے لکھا ہو کہ اول حضرت یعقوب کا نکاح لیا سے ہوا جب وہ مری تو لایان نے دوسری بیٹی مسماۃ یالیا سے نکاح کر دیا اُس سے پانچ بیٹے پیدا ہوے دان ونفتالی یا نغالی یا نفتالی وجاد و یاکاو اور اشیر وبتجر کہ ساخا و یشجور و نساجر و نسا چار بھی انکو بولتے ہین جب وہ بھی مرین تو زلفا سے نکاح کیا کہ اُس سے زبالون یار و بون لیسرو دینا خواہ دینۃ دختر متولد ہوئی جب وہ مرین تب راحیل سے نکاح ہوا کہ اُن سے ملک شام مین یوسف علیہ السلام وکنعان مین بنیامین پیدا ہوے اور بنج حمل کے ابعد راحیل نے وفات پائی لیکن اصح یہ ہو کہ لیا و راحیل سے ایک وقت مین نکاح ہوا چنانچہ مذکور ہوا اسیکا اشارہ قرآن مجید مین ہو لا تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف اور زلفا و بلہا خواہ بلقا لونڈیان تھین جیسا کہ کتب بنی اسرائیل مین ہو بالجملہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوے انھین کو اسباط بولتے ہین اور سبط کلام عرب مین وہ درخت ہو جسکی شاخین بہت ہون سو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارھون بیٹون کی اولاد کثرت سے ہوئی ہو روایت ہو کہ جب عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہونچی تو وحی ہوئی کہ تم کنعان کے نبی ہوے آپ یہان سے جاکر دعوت حق کرو اور شریعت ابراہیمی پر وہان کے لوگون کو بلاؤ چنانچہ حضرت یعقوب نے اپنے ماموں لایان سے بیان کیا اُسنے نقد وجنس دے کر با اہل وعیال رخصت کیا متصل کنعان کے

عیصو برادر یعقوب نبا بر استقبال آئے اور بغل گیر ہوئے حضرت یعقوب نے بنظر دفع شر دسوان حصہ مواشی کا انکو دیا وہ جانب روم چلے گئے اخبار الدول میں ہے کہ سدی فرماتے ہیں جب یعقوب علیہ السلام نے پانسو پچاس راس عیصو کو دیے تو وحی آئی اے یعقوب تونے ناحق اپنا مال ضائع کیا اور مجھپر توکل نہ کیا اسکی سزا یہ ہے کہ اسیقدر آدمی تیری اولاد کی اولاد عیصو کے مملوک ہونگے سو جب سلطان روم نے بیت المقدس پر غلبہ پایا تو ظہور اس وحی کا ہوا اور بعض اہل سیر نے اس مقام پر لکھا ہے کہ خبر تشریف آوری حضرت یعقوب علیہ السلام جب عیصو کو معلوم ہوئی تو اول جوش و خروش میں آکر مقابلہ کرنے کو مستعد ہوئے مگر بفحوائے شیں عقا آخر بحسن سلوک پیش آئے اور ملاقات کر کے ملتمس ہوئے کہ تمکو اللہ تعالی نے ازروے نبوت بزرگی عطا کی ہے سو تم میرے حق میں اور اولاد کے حق میں دعا کرو چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور عیصو روم کو روانہ ہوئے روایت ہے کہ عیصو نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا اُسسے پانچ بیٹے پیدا ہوئے از انجملہ ایک روم نام تھا کہ اسکی نسل سے سب رومی ہیں اور تمام سلاطین روم اُسی کی نسل میں ہوئے ہیں عمر عیصو کی ایک سو پینتالیس برس کی ہوئی جس دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سفر آخرت فرمایا اُسی دن عیصو نے بھی وفات پائی اور اپنے والدین کے متصل مقام حبران میں مدفون ہوئے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ایوب پیغمبر عیصو کی اولاد میں ہیں و ہو الصحیح اور بعض کہتے ہیں کہ عوص بن ناحور کی اولاد میں ہیں لیکن بنی اسرائیل سے خارج ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوط کے نواسے تھے اور تحقیق اسکی حضرت ایوب کے حال میں کیجائیگی القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں دعوت ایمان شروع فرمائی اول یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ شہر کنعان بین الجبلین واقع تھا رہنے والے وہاں کے تنگی جگہ کے شاکی تھے سو بدرخواست قوم آپنے انکی جنبش کے واسطے دعا فرمائی و باسمائے خداوند حقیقی دونون ہاتھون سے اشارہ کیا کہ دونون پہاڑ ہٹ گئے اور مقام وسیع ہو گیا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ یہودا نے قوم عمالقہ سے مقابلہ کیا اور حالت مقابلے میں برچھا ٹوٹ گیا یہودا نے حضرت یعقوب کو آواز دی کہ آنجناب نے ستر فرسنگ سے آواز سنی اور برچھا دوسرا پھینک دیا کذا فی اخبار الدول تیسرا معجزہ یہ ہوا کہ اُس وقت میں سلیم ابن دارا کنعان میں بادشاہ تھا وہ مع لشکر اپنے حضرت یعقوب کے پاس آکر بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ آپ کس طرح بلا اجازت یہاں مقیم ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یعقوب نبی اللہ پوتا ابراہیم خلیل اللہ کا ہوں اور بحکم خدا یہاں آیا ہوں تاکہ تجھے اور تیری قوم کو دعوت ایمان فرماؤن اگر تو قبول کرتا ہے تو تیرے حق میں بہتر ہے ورنہ تجھپر جہاد کرونگا اُسنے غیظ میں آکر کہا تمھارے ساتھ لشکر کہاں ہے جو مجھ سے لڑو گے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے

شمعون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انشاء اللہ مین اس بادشاہ پر باعانت خدا و ملائکہ و اولاد جہاد کرونگا اُسوقت بادشاہ اپنے قلعہ مین جا بیٹھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوت ایمان فرمائی مگر اُسنے قبول نکیا ناچار اولاد کو جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ شمعون بن یعقوب تن تنہا اُس قلعہ کے دروازے پر جا بیٹھے اور یون دعا فرمائی اللہم افتح لنا ہذا وانت خیر الفاتحین بسم اللہ الٰہ ابراہیم و اسحٰق و یعقوب اور ایک پیر داہنا اپنا دروازے قلعہ مین مارا کہ تمام قلعہ مین زلزلہ پڑگیا اور دیوارین اُسکی گرگئین کہ اکثر لوگ دب کر مرگئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام داخل قلعہ ہوے اور بادشاہ منہزم ہوا اور تمام لشکر غائب ہوگیا ہمراہیان یعقوب علیہ السلام نے مال و متاع خوب لوٹا عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک سو ۱۴۷ سینتالیس یا سینتالیس برس کی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مدفون ہین اور باقی احوال انکا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال مین لکھا جائیگا

تفریح دوازدہم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف بعض کے نزدیک عبرانی ہے لہذا ممنوع الصرف ہوا الخلوہ عن سبب آخر سوے التعریف و مفتوح السین و مکسور السین بھی پڑھا گیا کذا فی توضیح التنزیل ملا باسط القنوجی اور بعض کے نزدیک عربی ہے خود سف یا سف سے کما فی قولہ تعالیٰ فلما آسفونا انتقمنا یعنے جب ہمکو جھل دلائی ہمکو بدلہ لیا ہمنے اور خیار الدول مین ہے کہ یوسف مشتق اسف سے ہے وہو فی اللغۃ بمعنی الحزن و اسیف بمعنی العبد والعبد کہ یہ دونون معنی یوسف علیہ السلام مین جمع ہوے تھے کذا قال الترمذی فی تفسیرہ وہکذا فی معالم التنزیل اور عین المعانی مین ہے کہ قصۂ یوسف علیہ السلام اس سبب سے احسن القصص ہے کہ صاحب قصہ احسن تھا اور بحر الحقائق مین یہ ہے کہ اس وجہ سے احسن ہے کہ احوال انسان سے اشبہ ہے یعنے یوسف دل یعقوب روح و راحیل نفس و اخوان قوی و جوارح اور اللہ صاحب فرماتے ہین ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ وجہ احسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبرون کے قصے قرآن شریف مین متفرق ارشاد ہوے ہین اور انکا قصہ ایک ہی سورہ مین ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بارہ سورتون مین ہے اور نوح علیہ السلام کا چھ سورتون مین اور ابراہیم علیہ السلام کا اٹھارہ مین اور لوط کا نو مین اور موسیٰ علیہ السلام کا انتیس مین اور شعیب علیہ السلام کا تین سورتون مین اور عزیز علیہ السلام کا دو مین اور سلیمان علیہ السلام کا چار مین اور داؤد علیہ السلام کا پانچ مین اور زکریا علیہ السلام کا تین مین اور عیسیٰ علیہ السلام کا نو مین اور بعض کہتے ہین کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو یکتائے زمانہ فرمایا تھا تین امر مین اول حسن صورت کہ نو حصے حسن کے یوسف کو عنایت کیے اور ایک حصہ اور آدمیون کو اور مخزن اسرار مین ہے کہ اللہ نے حسن کے

ہزار حصے فرمائے ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف کو اور اخبار الدول مین ہے کہ
تھے یوسف علیہ السلام سفید رنگ حسن الوجہ اور بال اُنکے گھونگھر والے اور آنکھین سیاہ
نہایت شیرین نہ چھوٹی اور مابین دونون آنکھون کے ایک خال سفید گویا ماہ شب چہاردہم اور
بینی بلند اور رخسار سے پر گوشت اور رخسارہ راست پر ایک خال سیاہ اور دندان مبارک
روشن و تابان جب ہنستے تو نور کی چمک سی روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم ثنایا سے ایک نور
دکھلائی دیتا اور شکم مبارک باریک اور ناف چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پر گوشت اور
نزاکت کا یہ مرتبہ کہ جب فواکہ و بقول تناول فرماتے تو سبزی اُسکی حلق و سینے مین نظر آتی اور روشنی
چہرۂ مبارک کی ایسی کہ جب کسی کوچے مین گذرتے تو در و دیوار مین عکس روشنی کا نمودار ہوتا
کما یری الشمس والماء علی الجدران قال عکرمۃ کان یوسف علی سائر الناس فی الفضل کفضل القمر
لیلۃ البدر علی سائر النجوم وروی عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت
لیلۃ اسری بی فی السماء یوسف کالقمر لیلۃ البدر وقال اسحق ابن قرۃ کان یوسف اذا سار
فی ازقۃ مصر تلالا نور وجہہ علی الجدران کذا فی المعالم اور نظم الجواہر مین ہے کہ یہ قصہ مشتمل حاسد
و محسود و مالک و مملوک و عاشق و معشوق پر ہے اس سبب سے احسن القصص ہے اور معالم مین ہے
کہ اسمین احکام و نکات و فوائد مفید دین و دنیا کے مثلاً سیر ملوک و ممالیک و علما و مکر نسا و صبر
بر ایذا ئے اعدا وغیرہ لہذا احسن ہے ابن عطا فرماتے ہین کہ نہین سنتا قصہ یوسف کو محزون
مگر یہ کہ دفع ہو جاتا ہے اُسکا غم اور تفسیر سراج المنیر مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلعم حضرت یوسف کی شان مین فرماتے ہین الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب
بن اسحق بن ابراہیم اور انیس العاشقین مین ایک روایت غریب ابن عباس سے لکھی ہے کہ
ایک گنوار نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم فرمایا یوسف مین آدم کا
نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ نے دو نعمتین دی تھین حسن و انگشتری کہ برکت حسن سے حورون کے
مخدوم و ہیبت خاتم سے فرشتون کے مسجود ہوے جب زینت عصیان سے ہوئی تو نوبت بخشش پر گیا
اور خاتم شاخ طوبے پر جب آنکی ذریت ہوئی تو حسن یوسف کو ملا و خاتم سلیمان کو اور یہ بھی
ارشاد کیا کہ یوسف متوسط القامت تھے اور بال اُنکے بہت سیاہ کہ شب تار کو اُس سے نسبت
نہین اور چہرہ ایسا نورانی و روشن کہ آفتاب و روز کو کچھ مناسبت نہین اور آنکھین ایسی پیاری
گویا دو چشمہ بہشت جاری اور ایک رخسارہ پر خال گویا اختر بے زوال اگر صورت اُنکی ہیوکھا دیکھتا

سیر ہو جاتا اور جو بیگانہ دیکھتا تو یگانہ ہو جاتا حالانکہ اللہ تعالے نے یوسف کو بھی خاک ہی سے
بنایا تھا اس اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسا جلوہ دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہ
یہ کس طرح ہوا تب حضرت صلعم نے عبد اللہ ابن عمر سے جو کہ نہایت خوش آواز تھے فرمایا تو پڑھ
ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الی قولہ تعالے فتبارک اللہ احسن الخالقین عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی
طرف دیکھتا اور ہنسا اور ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا
تب حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ابتک یہ اعرابی آپ کی بساط پر تھا اور اب بساط
الٰہی پر ہے سو اس حال مین اعرابی نے جان بحق تسلیم کی اور حضرت صلے اللہ نے اسکا سر اپنی گود مین
رکھ لیا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یوسف کا دیکھنا رویت الٰہی کا نمونہ ہے روایت ہے کہ ایک دن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سورۂ یوسف پڑھتے تھے جب آیت نحن نقص علیک احسن القصص پر پہونچے
تو ایک صحابی نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ خدا وند کبریا نے اور کسی قصے کو احسن نہین کیا اسمین کیا
حکمت ہے جو اسکو احسن فرمایا فرمایا کہ متکلم فصیح اور صاحب قصہ حسین ہے تب اور اصحاب بولے کہ اور
پیغیبر کیا حسین نتھے فرمایا کہ حسین کیون نتھے لیکن نہ مانند یوسف کیونکہ حضرت یوسف نمونہ بہشت تھے کہ انکو
اللہ نے واسطے دکھلانے اپنی خلق کے دنیا مین بھیجا تھا تاکہ اُنکے دیکھنے سے تمام خلق جانے کہ بہشت
مین مسلمانون کی ایسی ہی صورتین ہونگی تب صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ حضرت یوسف نے ایسا کیا
کام کیا جو ایسی صورت عنایت ہوئی فرمایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی مین بلا سبب عنایت ہوا تھا اور فتنہ
یہ خبر مدینہ منورہ مین فاش ہوئی اور عورتون مین اسکا چرچا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کو اسکی غیرت دامنگیر ہوئی جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دولتخانہ مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
عائشہ صدیقہ کو متغیر پاکے سبب پوچھا صدیقہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے یہ بات سنی ہے
حضرت نے فرمایا کہ تو مگین نہو مین یوسف سے احسن ہون کیونکہ یوسف کا حسن چہرے مین تھا کہ فتنہ
ہوا اور موجب رنج و کلفت اور میرا حسن خوش خوئی اور خلق سے ہے کہ خلق اللہ کو باعث راحت و مسرت ہے
چنانکہ میری شان مین ہے کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور میری صفت ہے انک لعلی خلق عظیم
یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا یا رسول رب العالمین یہی مباحثہ
اسوقت آپ کے نور اور یوسف مین آسمان پر درپیش تھا آخر کار حسن صورت ظاہری یوسف کو ملا
اور شجاعت و سخاوت و تقویت و ہمت و حمیت و سیادت و شفاعت و عزت و اجابت و قناعت

و امانت و مسکنت و خلت و محبت و شریعت و خلافت و صبر و شکر و خلق و تادیب و تکبیر
و تہلیل و تسبیح و تحمید و سیف و جہاد و آیات مفصلات و کمالات منزلات و ازواج طاہرات و معراج
و مقام محمود و حوض مورود و محبوبیت مطلقہ و اصطفاء مطلق و رویت الٰہی و قرب اتم و علم وسیع و عرفان اتم
و قضا و فتویٰ و اجتہاد و احتساب و قرات آپ کو عنایت ہوئی جب حضرت عائشہ صدیقہ نے
یہ سنا تو انکی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث مین کہ بخاری و مسلم نے روایت کی ہی صاف وارد ہی
کہ فرمایا حضرت نے کہ مین نے یوسف کو تیسرے آسمان پر دیکھا اور انکو حسن کا ایک حصہ
ملا تھا پھر یوسف نے مجکو مرحبا کہا اور دعاء خیر فرمائی اور براء ابن عازب سے روایت ہی
کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ مین ازار و ردا سرخ پہنے ہوئے
دیکھا سو مین ایک نظر حضرت کے چہرے مبارک پر کرتا تھا اور ایک چاند پر پس بخدا چمک
حضرت کے چہرے کی روشنی چاند پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شمائل ترمذی مین لکھتے ہین
کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین مجتمع ہوئے تھے کبھو کسی انسان مین جمع
نہین ہوئے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہین اور کوئی
شخص حضرت سے کامل تر نہین ع کہ معنی بود صورت خوب را * اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین
مین ہین بعض علما سے نقل فرماتے ہین کہ تمام حسن حضرت کا اصحاب پر ظاہر نہین ہوا کیونکہ وہ
لوگ طاقت دید کی نہ رکھتے تھے جس طرح خورشید کو قریب سے نہین دیکھ سکتے اور جو دیکھتا ہی
تو آنکھین جھپک جاتی ہین اور دیکھ نہین سکتا اسی طرح حسن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کوئی یار
نزدیک سے مشاہدہ نہ کرسکتا تھا ؎ این حسن چہ حسن ست نہ حد بشر ست این * از جنس بشر
نیست صفائے دگر ست این * ای صبح سعادت ز جبین تو ہویدا * این حسن چہ حسن ست تقدس
و تعالیٰ * اور ربیعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اگر دیکھتی مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مقابل آفتاب کے کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب و مضمحل ہوجاتا تھا اور حضرت
عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے
دیکھنے سے اپنے ہاتھ چھوری سے کاٹ ڈالے اگر حسن و جمال میرے محبوب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو مشاہدہ کرتین تو اپنے دلون کو کاٹ ڈالتین اور یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ اگرچہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہی ولیکن حسن و جمال و ملاحت حضرت

حسن وجمال یوسف اور جمیع انبیا علیہم السلام سے زیادہ ہے ۵ حیران شدہ در حسن تو قصہ
یوسف مصری + شرمندہ ز لعل لب تو چشمہ حیوان + اور یہ تو پر ظاہر ہے کہ حسن وجمال جمیع انبیا
شکوہ جمال حضرتؐ سے مقتبس ہے پس حضرتؐ گویا آفتاب ہین اور جمیع انبیا گویا ستارے اور جو ابو ہریرہ سے
حدیث معراج مین روایت ہے کہ حضرتؐ فرماتے ہین مین نے دیکھا یوسف کو کہ فضیلت دیے گئے ہین
آدمیون پر از روے حسن کے مانند لیلۃ القمر سو قسطلانی فرماتے ہین کہ مراد آدمیون سے غیر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرتؐ نے کوئی نبی مبعوث نہین ہوا
مگر خوبصورت اور خوش آواز ونبیکم احسن وجہا واحسن صوتا اور جو مسلم کی روایت مین ہے کہ ناگاہ یوسف
نظر آئے اور انکو ملا تھا پارہ حسن سے سو مراد اسی پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شیخ
ابو الحسن اشعری فرماتے ہین کہ بہترین نعماے بہشت رویت الٰہی ہے بعد اسکے رویت حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم ۵ بے جمالت حشمت فردوس ہمچون دوزخ ست + با جمالت آتش دوزخ ز جنت خوشتر ست
دوسرے نسب کہ سواے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی پیغمبر کی تین پشتین برابر نبی نہین ہوئین
لہذا حضرت یوسف اسی خط پر لکھتے تھے من یوسف صدیق اللہ ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق
نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ تیسرے محنت ومشقت ومصیبت کہ اور پیغمبرون کو فقر مین ہوئین اور
حضرت یوسف کو عین بادشاہت مین یعنی حضرت یوسف نے چالیس برس تک مصر مین ظاہر نہین فرمایا
کہ مین یعقوب پیغمبر کا بیٹا ہون اور شب وروز روتے رہے **فائدہ** مخفی نرہے کہ اس قصہ کا سبب
نزول کلام اللہ مین یہ ہوا کہ نضر ابن حارث قریشی کافر عدو رسول تیرا الدار تھا اُسنے عجمیون کے قصے
اور حکایتین خرید کرکے عربی مین ترجمہ کیے اور مکہ معظمہ مین قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش جمع ہوکے
سُننے لگے تب اس مردود نے یہ اختیار کیا کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ مین اچھے قصے کہتا ہون
یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب مین وہ جاہل بد بین کہتے کہ تو اچھے قصہ گوئی کرتا ہے محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کچھ بھی نہین کہتے ہین سو اول اُس کافر مردود کے حق مین بقول بعض مفسرین سورہ لقمان مین
یہ ارشاد ہوا کہ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا
ہزوا اولئک لھم عذاب مہین یعنے اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کی باتون کے تا کہ گمراہ کرین
اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراوین اُسکو ہنسی وے جو ہین اُنکو ذلت کی مار ہے اور جب کہ مقولہ وکلام اس
کافر کا مشہور ہوا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین گلہ کیا ارشاد ہوا کہ نحن نقص
علیک احسن القصص یہ ارشاد الٰہی جواب ہے اُس کافر کے کلام کا کہ انا احسن حدیثا ام محمد اور بعض

مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش نے یہود سے مشورہ کیا کہ ایسی کوئی بات تجویز کرکے نکالو تو آزمائش کے
طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جسکا جواب نہ آوے یہود نے کہا محمد سے جاکے دریافت کرو
کہ ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا وطن تو شام مین تھا پھر اُنکی اولاد بنی اسرائیل مصر مین کس طرح آئی
جو موسیٰ پیغمبر فرعون سے جھگڑے تب یہ سورۃ حضرت پر نازل ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا قصہ صحیح و درست راست بے کم و کاست بیان کیا اور
بعض کہتے ہین کہ یہ قصہ اسلیے نازل ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کردین کہ اگر تمھاری قوم
حسد کرے اور برا کہے تو کچھ خیال نکرو اسلیے کہ یوسف کے بھائیون نے یوسف پر ایسا حسد کیا
کہ کنوئین مین ڈال دیا اور حضرت خداوند جل شانہ نے حضرت یوسف کو بادشاہی اور نبوت
عطا فرمائی اور بعضون نے کہا ہے کہ یہودیون نے کہا کہ ہمنے یوسف علیہ السلام کا قصہ توریت مین
پڑھا ہے اگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کرین تو ایمان لاوین حضرت نے فرمایا کہ کل انشاء اللہ
تعالیٰ اُسی رات کو حضرت جبرئیل نے سارا قصہ یوسف کا حضرت کو سُنایا تو آپنے صبح کو یہود کے
سامنے بیان کیا اور بعض کہتے ہین کہ پوچھنے والے اس قصے کے گنہگار تائب لوگ تھے کہ
اُنھون نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارے گناہون گذشتہ پر کیا نوبت ہماری ہوگی
ہم سخت متردد و حیران ہین اور توبہ کرچکے ہین اُسپر قصہ یوسف علیہ السلام نازل ہوا اور وحی
ہوئی کہ اس قصے کو تم انہین پڑھو اور سمجھا دو کہ دیکھو حضرت یوسف نے اپنے بھائیون کے واسطے
بعد توبہ و ندامت کے آمرزش چاہی کہ قبول ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ تمکو بھی توبہ و ندامت سے بخشیگا
مین کہتا ہون کہ یوسف اور اُنکے بھائیون کے قصے مین نشانیان ہین پوچھنے والون کو کما قال تعالیٰ

لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین مثلاً اگر کوئی بلاکشیدہ فراق رسیدہ بھی اس قصے کو
پڑھے تو اُسکو بھی تسکین ہوگی اور جو کوئی قیدی اپنے حال پر نظر کرکے اسکو دیکھے تو اُسکو تشفی
ہوگی اور جو کوئی محتاج ہے وہ اسپر لحاظ کرے تو اُسکو بھی حاصل اطمینان ہو اور جو کوئی حاسدون کے
ہاتھ سے تنگ ہو اُسکو بھی رنج کرنا نچاہیے کہ بھائیون نے حسد کیا ہے اور قریش کو یہ نشان ملا
کہ اُنھون نے بھائی کا حسد کیا اور [illegible] قبول نہ کی اُسی کی طرف محتاج ہوے اور جو ہمین وطن سے
نکالا وہ ہمین نصیب ہوا کہ اکثر قریش کی جان گئی اور یہود کیا جسہی سے خراب و برباد ہوے اور آجتک
ذلیل و خوار ہین **فائدہ** چونکہ اکثر امور حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدا سے انتہا تک خواب مین
ہوئے ہین اسلیے حقیقت خواب کی بیان کرنا واجب ہوا مخفی نرہے کہ اللہ جل شانہ نے جوہر نفس کو

بیان حقیقت خواب

یہ رتبہ عطا کیا ہی کہ لوح محفوظ دیکھ سکتا ہی اور آسمان پر جا سکتا ہی مگر بسبب موانع و عوائق بیداری مین مجبور رہی اور اس ادراک سے قاصر ہی اور جب خواب مین یہ موانع کہ منجملہ اُنکے اعلے تدبیر بدن ہی زائل ہوے تو نفس کو قوت اُس ادراک کی بہم پہونچی پھر جب نفس کسی حال پر مطلع ہوا اگر صورت اُسکی بعینہٖ خیال مین قائم ہو رہا جب تعبیر نہین اور تاویل کی ضرورت نہین اور اگر آثار اُس ادراک سے کے خیال مین نازل ہو گئے تو تعبیر و تاویل سے چارہ نہین پھر اس صورت مین بھی اگر آثار ادراک روحانی کے منتظم ہین تو معبر کو انتقال متخیلات حقائق رسانی سے حاصل ہوتا ہی اور جو اضطراب و اختلاط سے دخل کیا ہی تو انتقال مشکل سے ہاتھ آتا ہی اور اسی کا نام اضغاث احلام ہی اور سبب اختلاط کا یہ ہوتا ہی کہ فساد قوی بدنیہ سے قوت متخیلہ مین پریشانی پڑ جاتی ہی کذا قال مولانا نظام الدین نیشاپوری فی تفسیرہ اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ فرماتے ہین کہ مابین عالم اجسام و ارواح کے ایک برزخ ہی کہ اُسمین ہر ایک چیز کی صورت شبیہ باجسام من حیث المقداریۃ اور شبیہ بارواح من حیث النورانیۃ موجود ہین اُسی کو عالم مثال و خیال منفصل و ارض حقیقت بولتے ہین اور حکماء اشراق اقلیم ثامن و مثل معلقہ اور مولانا سعد الدین شرح مقاصد مین قدمائے حکما سے نقل فرماتے ہین کہ ہر موجود کی ایک مثال ہی قائم بذات خود اور معلق لا فی المادۃ والمحل کہ اُسکو حس باعانت مظہر مشاہدہ کرتی ہی مانند آئینہ و خیال اور یہ عالم وسیع و لا انتہا ہی اور فعل و انفعال مین اِس عالم کے مانند ہی مگر عجائب و غرائب سے پر ہی جابلقا و جابلصا اُسکے دو شہر ہین کہ ایک ایک مین ہزار ہزار دروازے ہین اور جو کچھ کہ خواب مین یا بیداری مین بحالت لحوق مرض و غلبۂ خوف خیال مین آتا ہی اور خارج مین موجود نہین ہی اسی عالم سے ہوتا ہی علے ہذا القیاس متعدد مکانون مین جانا اور مسافت دور و دراز کا طی کرنا اسی عالم سے ہی اور حسین میبذی فواتح مین فرماتے ہین کہ مثال مقید کہ خیال ہی نمونہ مثال مطلق ہی جس طرح ذرہ و آفتاب و جدول و دریا پس ہرگاہ کہ سالک اپنے سلوک مین مثال مطلق مین پہونچے تو جو کچھ مشاہدہ کرے حق و صواب ہی کیونکہ یہ عالم مطابق حق ہی اور جو امر خیال مین آتا ہی کبھی صواب ہوتا ہی کبھی خطا اور اسباب صواب دید کے یہ ہین اول توجہ تام بخدا و عالم ارواح دوم راستی و طہارت و اعراض اغراض و نیویہ اور علائق بدنیہ سے سوم اعتدال مزاج و قیام بطاعات و عبادات و دوام وضو اور یہ تینون شرائط کاملین مین پائی جاتی ہین لہذا یہ طائفہ بیداری مین بھی عالم مثال کو دیکھتا ہی اور کبھی عوام کو یہ بھی ہوتا ہی کہ جو کچھ پیشتر از خواب دیکھتے ہین مثال اُسکے خواب مین نظر آتی ہی اور انکار امر رویا تعنت و مکابرہ ہی اور اس سے انکار آیات و احادیث لازم آتا ہی صحیح بخاری مین انس ابن مالک سے روایت ہی کہ خواب آدمی نیک کا ایک جزو ہی چھیالیس اجزاء نبوت سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا سے صحیح بخاری مین مروی ہے کہ اول آثار وحی مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رویا صالحہ دیکھتے تھے
حدیث صحیح مین وارد ہے کہ رویاء صالحہ خدا کی طرف سے ہے سو جو کوئی تم مین سے اچھی خواب دیکھے اُسکو
کسی سے نہ کہے اور جب بُرے خواب دیکھے تو تھکتھکا دے بائین طرف اور کہے اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم ومن شر ما رایت اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے کہ خواب نہ بیان کرے مگر اپنے دوست سے
یا عاقل سے بیان کرے پوشیدہ نہ رہے کہ ارباب رویا کے کئی گروہ ہین اول انبیا علیہم السلام اُنکے
خواب سب راست ہوتے ہین اور بعض مین حاجت تعبیر پڑ جاتی ہے دوم صلحا کہ اکثر رویا اُنکے بھی سچے
ہوتے ہین اور کبھی غلط بھی ہو جاتے ہین سوم مستور الحال کہ صدق وکذب اُنکے خوابون مین برابر
ہوتا ہے چہارم فساق کہ صدق اُنکے خوابون مین کم ہوتا ہے پانچوین کفار کہ صدق اُنکے خوابون مین نادر ہے
صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ خواب اُس آدمی کا سچ ہوتا ہے جو سچا ہو اور ابوسعید خدری سے مروی ہے
کہ خواب صبح سچا ہوتا ہے اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جلد تر رویا تعبیر مین خواب قیلولہ ہین اور محمد
ابن سیرین کہتے ہین کہ خواب روز مانند شب ہے اور عورت مثل مرد ہے القصہ حضرت یوسف نے پہلا خواب
دیکھا کہ مجھکو لوگ گھسیٹتے ہین اور پانی مجھسے لیکے مشک مین بھرتے ہین اور مین کہتا ہون کہ واسفاہ
اور زمین مجھکو اپنی طرف کھینچتی اور جگہ دیتی ہے جب بیدار ہوے تو یہی خواب حضرت یعقوب سے
بیان کیا کہ اُنکو سنکر رنج ہوا پھر ایک روز اپنی بہن کے ساتھ کھیلتے کھیلتے سو گئے تو خواب
دیکھا کہ بھائیون کے ساتھ جنگل مین گیا وہان جا کے سب نے لکڑیون کے گٹھے باندھے
سوا اورون کے بشتارے سیاہ ہین اور میرا روشن اس عرصہ مین ایک شخص آیا اُسنے
مجھے سلام علیک کیا اور بولا اے یوسف مین اسلیے آیا ہون کہ لکڑیون کے بوجھ وزن
کرون اور دیکھون کہ کون اسمین سے وزن مین زیادہ ہے سو میرا بوجھ ایک پلے
مین رکھا اور ایک بھائی کا دوسرے مین میرے بھائی کا بوجھ زیادہ ہوا اور میرا
کم پھر اُسنے اور بوجھ بھی وزن کیے بعد اسکے جاگے تو یہ بھی خواب حضرت یعقوب
علیہ السلام سے بیان کیا اُنکو اس خواب کے سننے سے بھی رنج ہوا پھر دوسرے
برس ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام آرام مین تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام
کُل مع اپنے اور لڑکون کے اُنکے پاس بیٹھے تھے کہ یکبیک حضرت یوسف ع
چونک پڑے ہنستے کہتے ہوے کہ میری لکڑی میری لکڑی حضرت یعقوب نے فرمایا
کیا ہے حضرت یوسف ع نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے

جیسے کہا اپنی چھڑی بھی دوسے سو مین نے حوالہ کی اُسنے لکڑی کو زمین مین گاڑ دیا اور سب
بھائیون نے بھی اپنی اپنی لکڑیان اُسی طرح گاڑین میری لکڑی بڑھی کہ آسمان تک پہونچ گئی
اور نہایت سبز ہوئی اور ایسی پھیلی کہ ایک شاخ اُسکی مغرب کو اور دوسری مشرق کو
گئی اور جڑ اُسکی چارون طرف پھیل گئی تب مین نے اُس سوار سے پوچھا کہ یہ کیا ہی
اُسنے جواب دیا کہ یہ ملک زمین شہرون کی ہین جسکا تو بادشاہ ہوگا اور تیرا ملک وہان تک
پہونچیگا اور سب رہنے والے وہان کے تیرے غلام ہونگے بعد اُسکے اُس لکڑی مین
پھل لگے کہ سب آدمی اُسسے توڑ کے کھانے لگے اور جو لکڑیان میرے بھائیون نے
بوئی تھین جیسی تھین ویسی ہی رہین نہ بڑھین نہ گھٹین سو مین اس سبب سے لکڑی لکڑی
کرکے پکارا حضرت یعقوب نے اس خواب سے دریافت کیا کہ انکو مرتبہ عظیم ہوگا
اور دل مین بہت ہی خوش ہوے لیکن اَور بھائی سُنکر حسد مین گرفتار ہوے
اَور درپے ہلاکت پڑے یہان تک کہ ایک مرتبہ بعضے کہتے ہین دن تھا اور بعضے
کہتے ہین روز پنجشنبہ شب لیلۃ القدر تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بارہ برس کی
عمر مین بروایت ابن عباس اور موافق تحقیق مؤلف اخبار الدول سات برس کی عمر
مین حسب معمول کنار پدر مین آرام کرتے تھے یکایک پریشان ہوکر چونک پڑے حضرت
یعقوب نے پوچھا کیا ہی بولے کہ مین نے معاملہ عجیب دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر
کھڑا ہون اور میرے گرد نہرین جاری اور باغ لگا ہی اتنے مین آسمان سے
گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب نے اُتر کے میرا سجدہ کیا یہ سُنکر حضرت
یعقوب نے دریافت کیا کہ اسکو بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوگا اور گیارہ ستارے اسکے
بھائی ہین اور آفتاب باپ اور ماہتاب اسکی خالہ ہی سو یہ سب اسکو سجدہ کرینگے لیکن
حضرت یعقوب کو سخت تشویش ہوئی اس سبب سے اگر یہ واقعہ اسکے بھائیون پر
ظاہر ہوگا تو دشمن جانی ہوجائینگے لہذا ازروے شفقت فرمایا کہ لا تقصص رؤیاک
علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین یعنے مت بیان کر
خواب اپنا اپنے بھائیون سے کہ وہ بناوینگے کچھ فریب اسواسطے کہ شیطان انسان کا
صریح دشمن ہی یعنے یہ مردود حسد ڈالنے پر مستعد رہتا ہی اور اسکے ساتھ ہی فرمایا
وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب

کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراہیم واسحاق ان ربک علیم حکیم یعنے اسی طرح
نوازے گا تجکو تیرا رب اور سکھاویگا تجکو خوابون کی تعبیر اور پورا کریگا اپنا انعام
تجہپر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہی ابراہیم اور اسحاق پر ہر آئینہ تیرا رب ہی
خبردار حکمت والا فائدہ نوازش اللہ کی حضرت یعقوب نے سجدہ سے جانی اور تعبیر
خوابون کی رسائی ذہن سے کیونکہ چھوٹی عمر مین ایسا خواب موزون دیکھا اور بسبب
ہضم نفس کے اپنا نام نہین لیا صرف ابراہیم اسحاق کا نام لیا اور مراد اتمام نعمت سے
ابراہیم پر خلت ہی و لیقولے نجات آتش نمرود سے اور اسحاق پر نجات ذبح سے و لقولے
ظہور یعقوب و اسباط صلب اسحاق علیہ السلام سے کذا فی المعالم حضرت امام غزالی اپنی تفسیر مین
فرماتے ہین کہ حضرت یوسف نے یہ خواب دن کو دیکھا تھا اور اسوقت کیفیت یہ تھی کہ
حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کا سر اپنے زانو پر رکھے تھے اور چہرہ مبارک
نظر کرکے فکر کرتے تھے کہ یہ چہرہ اچھا ہی یا آفتاب اور ماہتاب کہ دفعتہً حضرت
یوسف علیہ السلام بیدار ہوے اور عرض کیا کہ میری صورت سے آفتاب و ماہتاب
کو کیا نسبت ہی مین نے تو انکو اپنا سجدہ کرتے ہوے آج دیکھا ہی اور جو بعض عوام
کہتے ہین کہ دن کا خواب صحیح نہین ہوتا محض غلط ہی حضرت امام فخر الاسلام فرماتے ہین
کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر
رایتہم لی ساجدین تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے حضرت یوسف نے
کہا یہ بات خوشی کی ہی نہ رنج و ملال کی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جسنے ایسا کلمہ کہا
وہ محنت و مشقت مین پڑا ہی سو وہ راحت کس کام کی جسکے بعد غم ہو اصحاب
اشارات فرماتے ہین کہ جسنے انا اور لی اور عندی اور نحن کہا دام محنت و
مشقت مین پھنسا دیکھو ملائکہ نے نحن نسبح کہا بلا مین پڑے ابلیس نے انا خیر منہ
کہا ملعون ابدی ہوا قارون نے عندی خزائن اللہ کہا سارا خزانہ جاتا رہا
فقیر ہوگیا فرعون نے لی کہا غرق کیا گیا تنبیہ اس آیت سے
واضح ہوا کہ صاحب اسرار کو اغیار سے اپنا بھید کہنا درست نہین کیونکہ حضرت
یعقوب نے بھائیون تک بھی پوشیدگی کا امر فرمایا چہ جائے اجنبی فائدہ
سعید ابن منصور و ابی یعلے و بیہقی جابر ابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک

یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو گیارہ ستارے یوسف نے دیکھے اُنکا نام کیا ہی حضرت نے سکوت کیا دفعتہً حضرت جبریل نے تعلیم کی فرمایا جربان طارق ذیال قابس مصبح فروح ذو الکتفین قرع فیلق وثاب عمودان کذا فی نظم الجواہر و ثواقب التنزیل اور اسی روایت مین ہی کہ آفتاب ماہتاب آسمان سے نازل ہوئے اور سجدہ کیا یہودی نے کہا کہ یہی نام اُنکے ہین اور مسلمان ہوا **تنبیہ** حضرت یوسف نے اپنے بھائیون کو کوکب سے نسبت دی نجم سے نسبت نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ نجم اُس ستارہ کو کہتے ہین جسکو طلوع اور ہبوط ہو اور کوکب بالعکس ہی سو حضرت یوسف کے بھائیون نے گو کہ جور و ظلم حد سے زیادہ کیا لیکن علاقہ برادری سے باہر نہین ہوئے بلکہ حضرت یوسف نے خود فرمایا کہ جور و ستم سے نسبت برادری منقطع نہین ہوتی **تنبیہ** عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ دو چیزین عجیب خالق لایزال نے پیدا کی ہین ایک دانائی دوسری خوبروئی اول فرشتون کو دی اور حضرت آدم کو مسجود اُنکا بنایا اور دوسری ستارون کو عنایت کی اور حضرت یوسف کو اُنکا کعبہ گردانا **القصہ** جب یوسف نے خواب کہا اور یعقوب نے تعبیر کہی تو حضرت یوسف کی خالہ یعنے والدۂ شمعون نے چھپکر تعبیر و خواب دونون سُنے جب رات کو صاحبزادے حضرت یعقوب کے گھر آئے تو شمعون کی مان نے یہ احوال کہا اور طعنہ دیا یا اپنے لڑکون کی عورتون سے تذکرہ کیا اُنھون نے اپنے شوہرون سے بیان کیا اور طعنہ دیکر بولین کہ مشقت و محنت ساری تمھارے واسطے ہی اور راحت و نعمت یوسف کے واسطے اُسی وقت سے بھائیون کو حسد پیدا ہوا کہ درپئے ہلاک ہوئے اور پہلے اِس تدبیر مین پڑے کہ یوسف علیہ السلام سے خواب کا حال پوچھین چنانچہ ایک دن اپنے ساتھ سیر کو لیچلے راہ مین کہا کہ ہم تجکو سب سے زیادہ پیار کرتے ہین اور باپ بھی تجکو بہت چاہتا ہی سچ بتلاؤ تو نے کیا خواب دیکھا اب حضرت یوسف گھبرائے کہ اگر کہتا ہون تو باپ کے خلاف ہوتا ہی اور جو نہین کہتا ہون تو جھوٹھا ہوتا ہون اور جھوٹھ میری شان صدیقیت سے بعید ہی جب حضرت یوسف نے زیادہ تامل کیا تو

بھائیون نے کہا اے یوسف کچھ آبا و کرام ابراہیم و اسحق و یعقوب علیہم السلام
اپنے خواب سے ہمکو مطلع کر یا چاہو جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تب تو بھائیون کو
حسد نے ایسا کر دیا کہ دشمن جانی ہو گئے اور بیخواب و بیقرار رہنے لگے اور اسی
فکر و تردد مین پڑے کہ کسی طرح یوسف کو یعقوب سے جدا کرین یہ تو معاملہ
واقع ہو چکا تھا کہ بعد ایک سال کے پھر حضرت یوسف نے یہ خواب دیکھا کہ
میری انگلیون سے آب زلال ٹپکتا ہے بعد اسکے وہی پانی سوا ہو کر بھائیون کے
سر پر برسنے لگا یہ بھی خواب حضرت یعقوب نے سنا اور دریافت فرمایا کہ نشان
قحط کا ہے کہ اس حالت مین حضرت یوسف دریاے فیض شاخہٗ دست احسان سے
بھائیون کو سیراب کرینگے مگر تاویل اس خواب کی موقوف رکھی اور حضرت یوسف سے
فرمایا کہ اسکو بھائیون سے نہ بیان کرو مگر بھائیون کو خبر ہو گئی کہ در پے
ہلاکت و غربت ہو گئے اور حسد نے یہ زور پکڑا کہ کوئی بات اپنی دانست مین اُٹھا
نہین رکھی **فائدہ** یہ صفت حسد کی ایسی ہے کہ اسکی مذمت اور قباحت مین آیات
اور احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہین چنانچہ سورۂ بقر مین ہے وَدَّ کَثِیْرٌ مِّن
اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسکم من بعد ما
تبین لہم الحق یعنے دل چاہتا ہے بہت کتاب والون کا کہ تمکو کسی طرح پھیر کر
بعد ایمان کے کافر کر دین بسبب حسد کے اپنی اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا
اُنپر حق اور حدیث صحیح ہے الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب یعنے حسد نیکیون کو
کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ بنی آدم
خدا کی نعمتون کے دشمن ہین جب حضرت نے یہ فرمایا صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ کون ایسا شقی ہوگا جو نعمت خدا کا دشمن ہوگا فرمایا کہ وہ لوگ
جو حاسد ہین اور نعمت اور فضل ایزدی کو مکروہ جانتے ہین اور اشد قبح اس
خصلت ذمیمہ کا یہ ہے کہ علما اور صلحا مین زیادہ ہے اس باعث سے کہ یہ لوگ
بہ نسبت جہلا کے قدر نعمت خوب جانتے ہین پس ہر گاہ اپنے نفس مین وہ نعمت نہین
پاتے تو دوسرے کو دیکھ کر متاذی ہوتے ہین اور حسد کرتے ہین لہذا اہل تجربہ فرماتے ہین
کہ چھ فرقے بے حساب دوزخی ہونگے امرا ظلم سے اور عرب تعصب اور حمیت سے

وہاقین کبر و نخوت سے تاجر لوگ خیانت سے صحرائی اور پہاڑی جہالت سے اور علما
حسد سے اور غرض اس گوینده کی یہ ہے کہ یہ خصلتین ان فرقون مین مطرد اور
کثیرالوجود ہین کوئی شخص انمین سے کمتر خالی ہے الا ماشاء اللہ پس حساب اور پرسش
احوال کی حاجت نہین اور یہی حدیث مین وارد ہے کہ الحاسد مشرک ولہ وزرالمشرکین
لانہ یجحد عطاء مولاہ یعنے حاسد مشرک ہے اور اسکے واسطے مشرکون کا ثمرہ ہے کیونکہ
اُسنے انکار کیا بخشش خدا کو اور بھی حدیث مین وارد ہے کہ حاسد عیش کرتا ہے غمگین
اور مرتا ہے غمگین اسی طرح حدیث مین وارد ہے کہ حاسدون کو بوسے جنت نصیب نہو گی
اور قیامت کو بخشے نجائینگے اور ہمیشہ خلق کے نزدیک محتاج اور اللہ کے نزدیک
حقیر ہین اور بعض کتب بنی اسرائیل مین لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے
اپنے معراج روحانی مین سایۂ عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا کہ تجلی ربانی سے
نہایت قریب ہے تو جناب الہی مین عرض کیا کہ یا الہی یہ کون شخص ہے اور کس عمل سے
اس مرتبہ کو پہونچا ہے ارشاد ہوا کہ نام اسکا تجکو نہ بتلایا جائیگا لیکن تین چیزین
اسکے اعمال سے مقبول درگاہ ہوئی ہین کہ اسی سے یاین مرتبہ پہونچا ہے اول یہ کہ کسی
نعمت پر کسی سے حسد نہین کرتا تھا دوسری یہ کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتا تھا
تیسری یہ کہ چغلخوری اور سخن چینی سے مجتنب تھا اور عبد اللہ ابن عون کہتے ہین
کہ ایک روز مین فضیل ابن مہلب کی مجلس مین گیا اور یہ فضیل اُس عرصہ مین
واسط کا صوبہ دار تھا سو اُسنے بطور نصیحت کہا کہ خبردار تکبر نکر کہ اول
گناہ عالم مین یہی ہے اور ابلیس اسی سبب سے ملعون ابدی ہوا ہے ابی واستکبر
وکان من الکافرین اسی طرح حرص اور طمع سے پرہیز رکھنا کہ اسی نے حضرت
آدم کو بہشت سے نکال کر محنت سراے دنیا مین ڈالا ہے اور حسد سے بہت دور
رہنا کہ اسی ذمیمہ نے ہابیل ابن آدم کو قابیل کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہے
عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہین کہ حسد کسی پر نچاہیے کیونکہ اگر وہ محسود بہشتی ہے
تو مال اور منال اور جاہ اور جلال اور اولاد اور احفاد مقابلہ اس نعمت کے
محض بے حقیقت ہین جب بہشت ہی عنایت ہوئی تو یہ بھی مرحمت ہوا اُسپر
حسد کیا ہے اور جو وہ شخص دوزخی ہے تو بھی حسد کرنا فضول ہے کیونکہ مآل ان نعمتون کا

دوزخ ہی اہل علم فرماتے ہین کہ حسد کے چار مرتبہ ہین اوّل یہ کہ زوال نعمت کسی سے چاہے
گو وہ نعمت اِسکو حاصل نہو پس یہ مرتبہ اعلیٰ ہی کہ مسلمان صالح کے حق مین ایسا حسد گناہ کبیرہ ہی
اور کافر کے حق مین مباح دوسرا یہ کہ انتقال اس نعمت کا اپنی طرف چاہے مثلاً کسی کا باغ
مجھے ملجائے یا کسی کی عورت خوبصورت مجکو ملجائے یا کسی کی ریاست مجھے حاصل ہو تو
اُسمین حصول نعمت مقصود بالذات ہی اور زوال اُسکا دوسرے سے مقصود بالتبع پس یہ قسم
بھی مسلمان کے حق مین حرام ہی تیسرے یہ کہ زوال نعمت تو نہین چاہتا الا جب اُس نعمت کی
تحصیل سے عاجز ہی تو آرزو کرتا ہی کہ یہ نعمت دوسرے کے پاس بھی نہ رہے پس یہ بھی ممنوع ہی
چوتھا یہ ہے کہ حصول اُس نعمت کا اپنے واسطے چاہے لیکن زوال اُسکا غیر سے خیال مین بھی
نہین اِسکو غبطہ کہتے ہین سو یہ مرتبہ اگر امور دینیہ مین ہو جیسے ایمان اور نماز اور زکوۃ اور
انفاق فی سبیل اللہ اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور ولایت تو محمود ہی بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہوجاتا ہی
وفی ذٰلک فلیتنافس المتنافسون یعنے اُسیر چاہین رغبت کرین رغبت کرنے والے
اور صحیحین مین وارد ہی کہ لاحسد الا فی اثنین رجل آتاہ اللہ مالاً فانفقہ فی سبیل اللہ ورجل آتاہ اللہ
علماً فہو یعمل ویعلم الناس یعنے دو شخصون مین حسد نہین ہی ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے مال دیا
اور اُسنے خدا کی راہ مین صرف کیا اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے علم دیا اور اُسنے اُسپر عمل کیا
اور لوگون کو سکھلایا اور اسی طرح عبد اللہ ابن مسعود سے مشکوۃ مین روایت ہی کہ لاحسد الا
فی الاثنین رجل آتاہ اللہ مالاً فسلّطہ علی ہلکتہ فی الحق ورجل آتاہ اللہ الحکمۃ فہو یقضی بہا ویعلمہا
یعنے نہین حسد ہی مگر دو کے حق مین یعنے اگر ہوتا حسد بہتر تو دو آدمیون مین ہوتا ایک وہ شخص
جسکو اللہ نے مال دیا اور مسلط کیا اُسکو اُسکے صرف پر کہ اطاعت الٰہی اور فرمودۂ خدا مین خرچ
کرے اور نامرضیات مین صرف کرنے سے محترز رہے اور ایک وہ جسکو اللہ نے حکمت اور
علم دین اور شریعت دیا پس اُسنے عمل کیا ہی درمیان آدمیون کے اور سکھلایا ہی اور اکثر
روایات مین لا فی اثنتین بتاء تانیث بھی وارد ہی یعنے حسد نہین ہی مگر دو خصلتون مین ایک
مال دوسرا علم اور یہ حدیث باب العلم مشکوۃ مین موجود ہی متفق علیہ اور عند التفتیش اسباب
حسد کے سات معلوم ہوتے ہین اوّل عداوت اور بغض کیونکہ آدمی مجبول ہی اس امر پر کہ جب
اُسکو کسی کی طرف سے ایذا پہونچتی ہی تو بالطبع اُسکو دل مین دشمن رکھتا ہی اور درپے عدم چاہتا ہی
کہ اُس سے کسی طرح انتقام کرے پس جب قدرت نہین پاتا تو یہ چاہتا ہی کہ گردش زمانہ

اُس سے انتقام لے اور اُسکا جان اور مال تلف ہو جائے چنانچہ اللہ صاحب حاسدان کفار کی شان میں فرماتے ہیں ان تمسسکم حسنۃ تسوءہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا یعنے اگر پہونچے لوگون کو بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے اور اگر پہونچے تجکو کچھ برائی تو اُس سے بہت خوش ہون اور یہی حسد باعث تنازع اور سبب تقاتل پڑ جاتا ہی دوسرا تکبر اور تعزز کہ اپنے ہم چشم کو منصب اعلےٰ اور مرتبہ اقصےٰ پر دیکھ نہین سکتا اور یہ خواہش رکھتا ہی کہ یہ مرتبہ اور یہ منصب اُس سے کسی طرح زائل ہو جائے تاکہ مین اور وہ برابر ہو جاؤن اور اسی حسد سے کافر کہتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علےٰ رجل من القریتین عظیم یعنی کیون نہ اُترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے یعنے مکے اور طائف کے سردارون پر تیسرا یہ کہ یہ شخص دائما اپنے ہمچشمون سے خدمت لیتا رہا ہو اور یہ استخدام اور استتباع بدون زوال نعمت کے اُورون سے صورت پذیر نہین ہی پس ناگزیر زوال نعمت چاہتا ہی جس طرح کافر لوگ مسلمانون سے کہتے تھے کہ اہولاء من اللہ علیہم من بیننا آیا یہ وہ ہین کہ احسان کیا اللہ نے اُنپر ہم مین سے چوتھا تعجب اس بات کا کہ یہ شخص لائق اُس نعمت کے نہ تھا اور اسکو مل گئی سو یہ تعجب باعث ہوتا ہی کہ اگر یہ نعمت اِس سے زائل ہو جائے تو تعجب رفع ہووے جس طرح سے کافر پیغمبرون کے حق مین رکھتے ہین اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علےٰ رجل منکم لینذرکم کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمہارے رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈراوے پانچوان بعض مقاصد کے فوت ہو جانے کے خوف سے کوئی شخص آرزو کرتا ہی کہ یہ نعمت اُس سے زائل ہو جائے جس طرح ایک صناع کو دوسرے سے یا ایک شوہر کی عورتون کو آپسمین ہوتا ہی یا ایک مسجد کے واعظون کو یا ایک شہر کے طبیبون کو باہم ہوا کرتا ہی چھٹوان حب ریاست متقاضی ہوتا ہی کہ اُور کی ریاست نرہے کیونکہ بے نظیر اور متفرد ہونا کمال مین ہر آدمی کی خواہش جبلّی ہی گو کہ یہ بات اصلا حاصل نہین ہوتی بلکہ تفرد بکمالات خاصہ ذات کبریا ہی جل شانہ ساتوان خباثت نفس اور بخل بیجد کہ فیضان الٰہی اور نعماے باری مشاہدہ کرکے بالطبع ملول ہوتا ہی اور مصیبت اور بدحالی ملاحظہ کرکے خوشدل اور مسرور پس یہ حسد بدترین انواع مین ہی والعیاذ باللہ من اکل اور جب یہ چند چیزین اسباب سے مجتمع ہوئین تو حسد کو ترقی ہوئی جس طرح یہود مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اتباع آنحضرت کی

نسبت کہی سبب ان اسباب سے جمع ہوئے تھے کہ اسی جہت سے انکا حسد جو ہر نفس مین راسخ ہو گیا تھا اور بعض انہین سے حضرت یوسف کے بھائیون مین مجتمع تھے کہ باعث عداوت واقع ہوئے اور یہ حسد مرض عالمگیر ہے کم کوئی آدمی اس سے خالی ہے بلکہ حدیث شریف مین وارد ہے وما منا احد الا ویحسد یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی شخص مگر حسد کرتا ہے اور علاج اس مرض روحانی کے دو نسخے ہین ایک علم دوسرا عمل لیکن علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر ایک چیز قضا اور قدر پر چھوڑے اور اس عقیدہ کو بخوبی مستحضر رکھے کہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن اور یہ سمجھ لے کہ مکروہ جاننا کسی کا اور خواہش کسی کی دفع تقدیر مین کارگر نہین ہوتی اور تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایمان کی آنکھ کا خاشاک جانے کیونکہ حسد موجب کراہت حکم الٰہی اور نارضامندی تقسیم باری کا ہے اور اپنے برادران نوعی کی بدخواہی اسکا لازمہ ہے اور عذاب دائمی اور رنج مستمر اور وسواس خاطر اور تکدر حواس اسکا خاصہ ہے بدلے اسکے کہ محسود کو کسی طرح کا ضرر دنیا یا دین کا پہونچتا ہو اسواسطے کہ دنیا مین سبب حسد کے نعمت نہین زائل ہوتی اور دین مین تو کسی طرح کا نقصان ہی نہین آتا بلکہ اجر عظیم ہوتا ہے اور محسود مظلوم شمار کیا جاتا ہے اور حاسد ظالم اور حدیث مین آیا ہے کہ ظالم کی حیات پر مظلوم کو قدرت تصرف آخرت مین دینگے اور حکما واسطے تفہیم ضرر حاسد کے ایک مثال بیان کرتے ہین حقیقت مین یہ بات انکی درست ہے وہ یہ ہے کہ حاسد مثل اس کے ہے کہ دشمن پر پتھر پھینکے اور وہ پتھر دشمن کے نہ لگے بلکہ پھر کے اسکی ایک آنکھ پھوڑ دے تسپر بھی یہ سفیہ پھر پتھر مارے کہ دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے علے ہذا القیاس یہ احمق مارتا جائے اور دشمن محفوظ رہے اسی مارنے والے کو ضرر پہونچے اور تماشائی اسکی حرکات پوچ دیکھکر ہنستے رہین پس یہ سب وبال حسد کا تو دنیا مین ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی اشد ہے لیکن عمل پس طریق اسکا یہ ہے کہ محسود کی نسبت ایسے فعل کرے کہ جو مقتضاے حسد کے مخالف ہون مثلاً اگر حسد بدگوئی کا باعث ہو تو مقام بدگوئی مین مدح شروع کرے اور اگر باعث تکبر ہو اس مقام مین تواضع اختیار کرے اور فروتنی سے پیش آوے یہانتک کہ محسود رفتہ رفتہ محبوب ہو جائے اور از خود حسد زائل ہو کیونکہ محبت مادۂ حسد کی قاطع ہے اور اس مقام پر ایک بات اور جاننا چاہیے وہ یہ ہے کہ حاسد کے دل کو ایک نفرت محسود سے ہوتی ہے اور یہ نفرت وہ چیز ہے کہ مقدور بشری سے خارج ہے پس اس نفرت پر عقاب اور عذاب بھی نہین ہوتا لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا یعنے اللہ تکلیف نہین دیتا ہے کسی شخص کو مگر

جو اُسکی گنجایش ہی اور تکلیف شرع اِس نفرت سے متوجہ نہین بلکہ حاسد مکلف ہی اسپر کہ
اِس نفرت کو مکروہ سمجھے اور درپے ازالہ ہوا ور اُسکے ارتکاب سے بتکلف باز رہے تا بتدریج
یہ تکلف طبعی ہوجاے پس برادران یوسف کو دوسری قسم کا حسد تھا یعنے انتقال محبت
حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی طرف چاہتے تھے کہ اُسکا ثمرہ دنیا مین یہ ہوا کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے محتاج ہوے اور اُنھین کی شفاعت سے آخرت کے عذاب سے
محفوظ رہے اور تائب ہوے **فائدہ** اِس قصہ مین اہل خرد کو عبرت آتی ہی کہ حضرت
یوسف علیہ السلام باوصف اُس محبت کے جو حضرت یعقوب کو اُنکے ساتھ تھی تھوڑے
خلاف مین چالیس برس تک خدمت پدری سے دور پڑ گئے اور خلاف اسقدر ہوا تھا
کہ خواب بھائیون سے کہدیا پس معلوم ہوا کہ جس کام کو باپ منع کرے اُسکے خلاف مین
ایسی بلا آتی ہی اور جس بات کو اللہ اور رسول منع فرماوے اُسکے کرنے مین اُنسے دور
پڑجاتا ہی **فائدہ** کیا وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو
بہ نسبت اور لڑکون کے زیادہ چاہتے تھے بعضے کہتے ہین کہ وقت موت کی راحیل نے
وصیت کی تھی کہ یوسف کو بہت پیار سے رکھیو ایسا نہو کہ اُسکے بھائی تکلیف دین اور
حال اُنکی مرگ کا یہ ہوا کہ بنیامین پیدا ہوے اور درد نہ گیا تب وفات پائی اور
وجہ تسمیہ بنیامین کی یہی ہی کیونکہ یامین سریانی مین دردزہ کو کہتے ہین اور بعضے
کہتے ہین کہ یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے اور دستور ہی کہ چھوٹے لڑکے کو آدمی
دوست رکھتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوابون سے حضرت
یعقوب علیہ السلام نے عظمت شان اُنکی بخوبی دریافت کی تھی اِس باعث سے دوست
رکھتے تھے اور بعض اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین تھے
اور طبع انسانی مقتضی ہی اِس امر کی کہ رویت حسین سے خوش ہو کیونکہ حسن صورت
نشان ہی عنایت احسن الخالقین کا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی حسین کو
دیکھتے خوش ہوتے تھے اور حدیث مین وارد ہی النظر الی حسان الوجوہ عبادۃ اور ارباب
اوراق کے نزدیک محبت کے واسطے کچھ سبب درکار نہین نہ حسن صورت کو اسمین دخل ہی
نہ وصیت کو اثر اور نہ صغر سنی پر کچھ نظر بلکہ یہ سب مؤید محبت الٰہیہ ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام مراقبہ مین بیٹھے ہوے اِس انتظار مین تھے

کہ دیکھون آفتاب جمال محبوب حقیقی کس روزنہ سے تابان ہوتا ہی اور کوکب وصال مطلوب اصلی کس مطلع سے طلوع کرتا ہی ناگاہ حسن جمال حقیقی آئینہ کمال یوسفی سے طالع ہوا کہ حضرت یعقوب شیفتہ و فریفتہ ہوگئے و ہذا اقرب الی الصواب ایکدن حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کو یہ خدشہ دل مین پیدا ہوا کہ درجہ انبیا کا اولیا سے مقدم ہی اور جملہ اولیاء اللہ اس بات پر متفق ہین کہ جسکو عشق خدا ہوتا ہی اُسکے دل مین غیر کی گنجایش نہین ہوتی پھر باوصف اس مرتبہ نبوت اور قرب منزلت کے حضرت یعقوب کس طرح فریفتہ حسن یوسف ہوے کہ اُسکا شور پڑگیا حضرت سری سقطی فرماتے ہین کہ اسی تردد مین سوگیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام خواب مین نظر آئے مین نے اُنسے یہ اشکال اپنا نقل کیا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے سری یہ ایک سر ہی اسکو کسی سے بیان نہ کر اور زبان ملامت بند کر اور دل کی آنکھ کھولکر مشاہدہ کر تو معلوم ہو کہ اس مقام مین گنجایش ملامت نہین ہی مین نے آنکھ کھولی تو جمال یوسفی مجھپر مکشوف ہوا ایک قسم ہی عزت اور جلال خداوندی کی جو اُس ایک نظر مین حقائق غیبیہ مجھپر مکشوف ہوے اصلا خلوات متعاقبہ اور طی مقامات متعالیہ سے حاصل نہوے اور غایت بیخودی سے مین نے نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا اور سترہ شبانہ روز بیخبر رہا بعد اُسکے ہوش مین آیا تو ایک آواز آتی تھی کہ یہ سزا ہی اُسکی جو عاشقان درگاہ کو ملامت کرے پس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آثار تجلیات ربانی لوح پیشانی یوسف علیہ السلام مین مشاہدہ کرتے تھے گویا معانی پوشیدہ فتبارک اللہ احسن الخالقین جبین یوسف علیہ السلام مین مشروح تھے اور ابواب مغلقہ خلق اللہ آدم علی صورتہ جمال حضرت یوسف مین مفتوح ع بشگفت بہ بوستان رازش * گلہاے حقیقت از مجازش چشمہ ز شگاف سنگ جوشید * دریا شد و سنگ را بپوشید * عاشق کہ ز مہر دوست کاہد * گویند و روے دوست خواہد * فائدہ حکما اور عقلا ماہیت عشق اور محبت مین متنزل ہین فلاطون کہتا ہی کہ عشق ایک مرض ہی شبیہ بمالیخولیا کہ لوندا اور بیکار کو بسبب کثرت اخلاط اور اختلاط امارد و نسا کے عارض ہوجاتا ہی اور جالینوس لکھتا ہی کہ عشق ماخوذ ہی عشقہ سے اور عشقہ ایک گھاس ہوتی ہی کہ جب درخت سے لپٹ جاتی ہی تو وہ درخت خشک ہوجاتا ہی سو یہ مرض وسواسی ہی کہ جسم مریض کو لاغر کردیتا ہی اور

ارسطاطالیس بھی اسی کے قریب قریب بیان کرتا ہی لیکن اتنا زیادہ کہتا ہی کہ عشق
عبارت ہی استغراق سے خیال حسن وشمائل مین اور یہی سبب ہی کہ عاشق ادراک
عیوب معشوق سے اندھا ہوجاتا ہی اور فرزانگان اہل وجد اور دیوانگان وادی تجرید
فرماتے ہین کہ عشق ایک کیفیت ہی وجدانی جس طرح درد کہ بجز اہل درد دوسرا نہین جانتا
یا ایک حالت ہی نفسانی جس طرح غم اور سرور کہ دوسرا شخص اسکے ادراک سے
قاصر ہی اور جو کچھ بیان مین آجاتا ہی وہ احکام اور عوارض عشق ہین نہ ماہیت و
حقیقت ۔ عشق را ہرگز ندا ند ہیچکس * عشق راہم عاشقان دانند وبس * اور
عشق دو قسم ہی ایک حیوانی کہ اسکو جسمانی بھی کہتے ہین منشا اسکا افراط شہوت جماعیہ
اور غلبۂ اخلاط بدن ہی اور یہ قسم از قسم رزائل ہی دوسرا نفسانی کہ اسکو روحانی بھی کہتے ہین
منشاء اسکا تناسب روحانیات اور شرافت نفسانیات ہی سو یہ قسم از قسم فضائل ہی ملا جلال
دوانی فرماتے ہین کہ طبائع لطیفہ کو شمائل جمیلہ سے بحکم الجنس یمیل الی الجنس ایکطرح کا میلان
ہوتا ہی پھر جسقدر اعتدال مزاج الطف اور اشرف ہی میلان خاطر بھی زیادہ ہی سو حضرت
یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف سے اسی طرح کی محبت تھی اور حضرت امام غزالی
رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ عشق بہیمی اور نفسانی مین تفرقہ بہت مشکل ہی تھوڑی بات مین
دونون ایک ہوجاتے ہین لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ عشق نفسانی مین حرکات اور کلمات پر
زیادہ تر میلان ہوتا ہی اور اعضا پر بہت کم کیونکہ نفس کا میلان جانب روحانیات جسمانیات
سے بہت ہی دوسرے یہ کہ عشق حیوانی کو ثبات اور قرار نہین بخلاف عشق نفسانی کہ یہ فنا کہ
زوال سے مصئون اور محفوظ ہی ۔ عشقے کہ عشق جاودانی ست * بازیچۂ شہوت جوانی ست
عشق آن باشد کہ کم نگردد * تا باشد ازان قدم نگردد * تنبیہ حضرت یوسف کے بھائیون نے
کسی طرح سے جانا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام انکو بہت پیار کرتے ہین ایک تو حضرت اسحاق
علیہ السلام کے کمربند سے اور حال اسکا بروایت صحیحہ یہ ہی کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک
پٹکہ حضرت یعقوب کی بہن کو جو ایک برس انسے بڑی تھین میراث مین پہونچا تھا اور اسکی بندی
بڑی تعظیم تھی اسلیے حضرت یعقوب کی بہن اسکو نہایت عزیز رکھتین بلکہ اس سبب سے
کنعانی انکی بھی توقیر اور تعظیم کیا کرتے اور جب کوئی بیمار ہوتا اسی پٹکے کے چھوتے اچھا ہوجاتا
جب راحیل نے وفات پائی تو حضرت یعقوب کی بہن نے کہا کہ اس لڑکے کو مین پرورش کرونگی

حضرت یعقوب نے کہا کہ مجکو اسکی جدائی مین آرام کہان تب یہ قرار پایا کہ دن کو پھوپھی کے
پاس رات کو حضرت یعقوب کے پاس رہتے غرض کہ یوسف کو اپنے گھر لے گئین اور پرورش
کرنے لگین جب حضرت یوسف علیہ السلام فی الجملہ ہوشیار ہوے تو حضرت یعقوب نے مانگا
انکو مفارقت یوسف ناگوار تھی انھون نے یہ حیلہ کیا کہ رخصت کے وقت وہی پٹکہ انکی کمر سے
باندھ دیا اور کپڑون سے چھپا کے دن مین رخصت کردیا اور اُس دین مین یہ حکم تھا کہ چور سال بھر
مالک مال کے پاس بطور سزا رہے غرض حضرت یوسف اپنے باپ کے گھر آئے آپ کی پھوپھی بھی
پیچھے سے گھبرائی ہوئین تشریف لائین اور کہنے لگین کہ اسحاق کا کمر بند نہین ملتا ہی آخر تلاش
کرتے کرتے یوسف کی کمر مین نکلا اب حضرت یعقوب نے مجبور ہو کے سال بھر کے واسطے پھر
یوسف کو اُنکے سپرد کیا کہ رات دن اُنھین کے پاس رہنے لگے اور حضرت یعقوب ہر روزہ
دیکھ آیا کرتے جب انکا انتقال ہوا تو حضرت یوسف باپ کے پاس آ گئے اور وہ پٹکہ حضرت
یعقوب کو ملا اُنھون نے عید کے دن حضرت یوسف کی کمر سے باندھا دوسرے عصا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے اُسکا حال یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون کے
ہاتھ مین چھڑیان دیکھین تو کہنے لگے اے باپ مجکو بھی ایک عصا عنایت ہو چنانچہ وہ عصا
عنایت کیا جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت ابراہیم سے حضرت
اسحاق کو بعد ازان حضرت یعقوب کو میراث مین پہونچا تھا تیسرے پیراہن ابراہیم علیہ السلام
سے اُسکا یہ حال ہوا کہ سب لڑکون نے عید مین کپڑے پہنے حضرت یوسف علیہ السلام نے
حضرت یعقوب سے عرض کیا کہ مجکو بھی کپڑے پہنائیے آپ نے وہ کُرتا بہشتی پہنایا جسے
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وقت القا نار حضرت ابراہیم کو پہنایا تھا اور حضرت ابراہیم نے
اسمعیل علیہ السلام کے گلے مین ذبح کے وقت ڈالا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
پیراہن خلیل اور وہ جبرئیل سنوثہ رب جلیل پہنا اور کمر بند اسحاق نظر استحاق کمر سے
باندھا اور عصا ابراہیم علیہ السلام لیکے الکریم پیدا کیئن لیا ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ عجب زیب
و زینت ہو گئی اور بھائیون نے جانا کہ یوسف کو ہمارے باپ بہت پیار کرتے ہین اسی طرح
اور بھی علامات و اسباب محبت روز بروز ظاہر ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ خواب یوسف اور
تعبیر پدر سے کمال قوت ہوئی تو اب حسد نے اوٹھایا فکر مین پڑے کہ کسی طرح یوسف کو باپ سے
علیحدہ کرین ابلیس مردود ایک بوڑھے آدمی کی صورت بنکر آیا اور بولا کہ اے فرزندان یعقوب

یوسف تمکو اپنا غلام بنا دیگا یہ بولے ای شیخ پھر ہم کیا کرین اسنے کہا اقتلوا یوسف او اطرحوہ
ارضا یخل لکم وجہ ابیکم وتکونوا من بعدہ قوما صالحین یعنے مار ڈالو یوسف کو یا پھینکدو
کسی ملک مین کہ اکیلا رہے تب تمپر توجہ ہو تمھارے باپ کی اور ہو رہو اسکے پیچھے نیک لوگ
غرض یہ کہ توبہ کرکے اچھے ہو جائیو بعضے کہتے ہین کہ کہنے والا اس قول کا شمعون تھا اور بقولے
دان اور بقولے روبیل وہوا صحیح یعنے قائل یہ تھا اور سب بھائی راضی تھے لہذا سب بھائی آمر بالقتل ہوے
خدا نے صیغہ جمع فرمایا الغرض یہ کلام سنکر بقول صاحب معالم یہودا نے کہ سب مین فطین اور صاحب الراے اور
قوی تر تھا اور حضرت یوسف سے محبت رکھتا تھا کہا لا تقتلوا یوسف والقوہ فی غیابۃ الجب یلتقطہ
بعض السیارۃ ان کنتم فاعلین یعنے مت مارو یوسف کو اور پھینکدو گمنام کنوئین مین کہ اٹھا لیجاے
اسکو کوئی مسافر اگر تم کرنے والے ہو وبقول قتادہ قایل اس قول کا روبیل تھا کیونکہ وہ خالہ زاد
بھائی بھی تھا اور عمر مین سب سے بڑا اور عقلمند تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہودا نے منع کیا اور کہا کہ قتل گناہ
عظیم ہے ڈالدو اسکو کنوئین مین کذا فی المعالم اور غیابت لغت مین اس چیز کو کہتے ہین جو نظر سے
پوشیدہ کرلے اور مراد غیابت جب سے قعر چاہ ہے کہ جو چیز اسمین گرے نظر سے پوشیدہ ہو جاے
اور فائدہ غیابت کا یہ ہے کہ اگر القوہ فی الجب فرماتے تو احتمال ہو سکتا تھا کہ ایسے موضع مین
سوا قعر چاہ سے ڈالین جسمین نظر سے غائب نہو اور جب غیابت الجب فرمایا تو اس قید سے
معلوم ہوا کہ قعر چاہ تاریک مین ڈالین کہ نظر بھی نہ آوے اور لام الجب کا واسطے عہد کے ہے یعنے
وہ چاہ معین ہے جو انکو معلوم تھا اہل عرفان فرماتے ہین کہ یہ مثال ہے گنہگار کی بروز قیامت کہ حق سبحانہ
تعالے فرماوینگے کہ ای مالک خازن دوزخ یہ بندہ میرا گناہ کے سبب سے مستوجب عذاب
ہو گیا ہے سو اسکو داغ بیزاری اور مفارقت پروردگاری سے عقوبت نکر چاہ دوزخ مین ڈالدے
کہ گاہ والت انبیا و اولیا اور علما و شہدا اس چاہ پر ہو گذرین اور شفاعت کرکے نکالین کہ مین
گنہگار بخشدون اور نجات دون عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ جب یوسف کے بھائیون نے
اپنے ذہن مین ٹھہرا لیا کہ ہمارے باپ یوسف کو بہت چاہتے ہین تب یہ قصد کیا کہ یوسف کو
باپ سے مانگین اور جنگل مین لیجا کے کسی کنوئین مین ڈالدین چنانچہ ایک روز رات کو جنگل سے
پھر کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یوسف کو کیا لڑکیون کی طرح گھر مین
بٹھلا کے رکھتے ہو ہمارے ساتھ جنگل مین بھیجا کرو کہ باہر نکلنے کی عادت ہو روایت ہے کہ ہفتہ مین ایک روز
حضرت یعقوب علیہ السلام خلوت مین رہتے تھے اور اس حالت مین کوئی شخص انکے پاس نہین جا سکتا

مگر یوسف علیہ السلام اُس روز یہ سب کے سب لڑکے جنگل سے آکے بے محابا عین خلوت میں چلے گئے
تب حضرت یعقوب نے پوچھا آج کیا ہے بولے کہ ہمارے دل مین یہ آتا ہے کہ آپ یوسف کو بھی ہمارے
ساتھ جنگل مین بھیجا کریے کیونکہ یہ لڑکا ہے اور لڑکون کا جی کھیل کود سے زیادہ خوش رہتا ہے اور
آپ اسواسطے نہین جانے دیتے مین ہم تو اُسے تمھارے برابر پیار کرتے ہین اور جو یہ خیال ہو
کہ جابجا ہو جائیگا تو ہم اُسکے نگہبان رہینگے اور نصیحت کرتے رہینگے بڑے شرم کی بات ہے کہ اکثر
لوگ کہا کرتے ہین کہ یعقوب نے یوسف اور بنیامین کو لڑکیون کی طرح گھر مین بٹھلا رکھا ہے باہر نہین
نکلنے دیتے ہین مگر اِس تقریر دلفریب سے بھی حضرت یعقوب نے نہ مانا کہ شرمندہ ہوے بعد اسکے
پھر ایک دن جنگل مین بیٹھے ہوے حضرت یوسف کے مار ڈالنے کی فکر کر رہے تھے اور تدبیر
سوچتے تھے کہ اُسوقت مردود ابلیس آدمی کی صورت پر ظاہر ہوا اور بولا کہ ای فرزندان یعقوب
تم کیون تفکر مین ہو اپنا حال تو کہو اُنھون نے بیان کیا تب اُس ملعون نے کہا کہ جلدی مت کرو
ایام بہار جب شروع ہون اور جنگل سبزہ و ریاحین سے شاداب ہو اور آدمیون کی طبع سیر پر
مائل ہو تب یوسف کے باب مین اپنے باپ سے کہو تو البتہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور
نہین تو نہین غرض اُس صلاح کو پسند کرکے ایام بہار تک توقف کیا جب وہ دن آئے تو ایک روز
آپسمین مشورت کرکے رات کو حضرت یعقوب کے پاس حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ اب فصل
بہار ہی ہے اور سبزہ و ریاحین جابجا جنگل مین اُگے ہین اگر یوسف کو ہمارے ساتھ جانے دیجیے
تو یہ بھی وہان خوشی مین کھیلے کودے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ مین یوسف کی جدائی مین بسر
نہین کر سکتا نا گزیر پھر آئے اور مجبور ہو کے حضرت یوسف علیہ السلام کو گانٹھا کہ ؎ بیوم
گل دو سہ روز ست غنیمت دارید ٭ کہ دگر نوبت تاراج خزان خواہد بود ٭ یہ تو لڑکے نادانف تھے
دم مین دم بازون کے آگئے اور کھیل کی طرف نہایت مائل ہوے اور بولے کہ کل ہم بھی
تمھارے ساتھ چلینگے بھائیون نے کہا باپ سے اجازت لے لو کیونکہ ہمارا کہنا نہ مانینگے
بلکہ منع کرینگے الغرض یہان تک آمادہ کیا کہ حضرت یوسف اجازت مانگنے حضرت یعقوب کے
پاس گئے اور عرض کیا ؎ زین تنگنائے خلوتم خاطر بصحرا می کشد ٭ کز بوستان باد سحر
خوش میدہد پیغام را ٭ اور بکمال اصرار اجازت چاہی حضرت یعقوب علیہ السلام سخت متحیر ہوے
کہ اگر اجازت دیتا ہون تو میرا مطلب فوت ہوتا ہے اور نہین تو محبوب کی دل شکنی ہوتی ہے
اسی خیال ہی مین تھے کہ لڑکون نے موقع پاکے عرض کیا کہ ای باپ ہمارے کیا ہے کہ تو اعتبار

نہین کرتا ہمارا یوسف پر ہم تو اُسکے خیر خواہ ہین ارسلہ معنا غداً یرتع ویلعب وانا لہ لحافظون
یعنے بھیج دے اُسکو ہمارے ساتھ کل کہ میوے کھاوے اور کھیلا اور ہم اُسکے نگہبان رہینگے رتع
بمعنی فراخی در صحرا اور بولا جاتا ہے رتع فلان فی مالہ جب صرف کرے اُسکو اپنی شہوات مین بطریق تنعم
وتنشط ولہو اس کلام مین کئی خطائین ہوئین اول تو امر کرنا باپ کو ایسی بات کا جسمین اُنکو رنج
ہوا دوسرے یہی لفظ معنا کہ دلیل نخوت ہے تیسرے یہی یلعب کہ پیغمبر زادون سے بعید ہے چوتھی لفظ
انا کہ جبارون کا کلام ہے پانچوین حافظون حالانکہ حافظ سب کا خدا ہے چھٹوین فرد اپر اعتماد کرنا ساتوین
آخر کلام مین انشاء اللہ نہ کہنا ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غداً الا ان یشاء اللہ اور سب
خطائین حضرت یعقوب کو معلوم ہوگئی تھین لیکن الطاف پدری سے پوشیدہ رکھکر فرمایا کہ
انی لیحزننی ان تذہبوا بہ یعنے مجکو غم پکڑتا ہے اس سے کہ لیجاؤ اُسکو کیونکہ اول تو مفارقت
یوسف مجھپر شاق ہے کہ مین ہرگز صبر نہین کر سکتا دوسرے اخاف ان یاکلہ الذئب وانتم
عنہ غافلون یعنے ڈرتا ہون کہ کھا جاوے اُسکو بھیڑیا اور تم اُس سے بیخبر رہو واسطے کہ
اُس زمین مین بھیڑیے بہت ہوتے ہین مبادا کوئی بھیڑیا اُسکا ارادہ کرے اور تم تماشا دیکھتے ہو
یا اُسکی محافظت مین اہتمام نہ کر سکو ❊ ازان ترسم کہ در غفلت نشینید ❊ ز غفلت صورت
حالش نہ بینید ❊ درین بیشہ دشت محنت انگیز ❊ کمین گرگے برو دندان کند تیز ❊ یہ تو حضرت
یعقوب کو بہانہ کرنا تھا اُسی وقت سے انکے دل مین کھٹکا ہو گیا بعضے اہل تحقیق کہتے ہین کہ
اللہ نے حضرت یعقوب کو مطلع کر دیا تھا کہ یوسف محفوظ رہیگا مگر بہانہ کر دیا تا کہ یہ لوگ امرار نہ کرین
اور یہ بہانہ زیادہ تر موجب حرص واقع ہوا کہ الانسان حریص علی ما منع غرض اس کلام کے
جواب مین لڑکون نے کہا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ انا اذاً لخاسرون یعنے اگر کھا گیا اُسکو
بھیڑیا اور ہم یہ جماعت ہین قوت ور تو تو ہم نے سب کچھ کھو دیا یعنی عشق خلاصہ یہ کہ اگر ایسا ہو تو ہم گنہگار ہین
جب حضرت یعقوب نے بیٹون کا مبالغہ دیکھا اور حضرت یوسف کا دل سیر اور تماشے سے
مائل پایا تب اپنے صدمہ دلی کو گوارا کر کے راضی بقضا ہوے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے
ہاتھون سے نہلایا اور بالون مین کنگھی کر کے کپڑے پہنائے یعنے ایک جامہ صوف سفید کا
جسم مبارک پر پہنایا اور عمامہ ولیکا حضرت اسحاق سر و کمر سے باندھا اور چادر حضرت شعیب کی
کندھون پر ڈالی اور نعلین حضرت آدم صفی اللہ کی پاے مبارک مین پہنائین اور ایک عصا جو
حضرت جبرئیل خاص حضرت آدم کے واسطے لائے تھے ہاتھ مین دیا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے پیراہن لطیف بہشتی کو تعویذ کر کے بازوے لطیف پر باندھا اور فرمایا کہ ای یوسف میرے باپ نے ایک دن مجھسے کہا تھا کہ تیرے ایک لڑکا بصورت آدم اور حکمت خلیل اور بکا نوح پیدا ہوگا اور اُسکو اسمعیل کی سی غربت نصیب ہوگی اور تجکو اُسکی مفارقت مین شرا رنج ہوگا لہذا یہ تعویذ باندھے دیتا ہون کہ شاید مدت تک تجکو نہ دیکھون ای یوسف کسی حال مین خدا کو نہ بھولنا اور کسی بلا مین سواے اُسکے کسی سے پناہ نہ مانگنا اور ہمیشہ یہ پڑھنا حسبی اللہ ونعم الوکیل جس طرح حضرت ابراہیم پڑھا کرتے تھے اور بذات خود شجرۃ الوداع تک کہ دروازہ کنعان پر تھا تشریف لیگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو گود مین لیکر بہت روئے اور رخصت فرمایا ۔ روز وداع گریہ ندز خود دیدہ بود ٭ طوفان اشک ناگہ بیابان رسیدہ بود ٭ حضرت یوسف علیہ السلام بھی باپ کو روتے دیکھکر روئے اور عرض کیا کہ سبب اس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ ای یوسف تیرے جانے سے مین بہت غمگین و حزین ہون معلوم نہین کہ انجام اسکا کیا ہے بار بار سے یہ کہے دیتا ہون کہ مجکو نہ بھولنا کیونکہ مین تجکو نہ بھولونگا لا تنسانی فانی لا انساک ع فراموشی نہ شرط دوستان ست ٭ اور مین نے ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجکو نہ دیکھون تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکون سے کہا مجھسے عہد کرو کہ تم قول و فعل مین یوسف پر رحم کرینگے اور کسی طرح کی خشونت و درشتی نکرینگے اور جب کھانا پانی مانگے تو اسکو دیجیو اور میرا حق جو تمپر ہے اسکے ساتھ اُسکا لحاظ رکھیو اور اُسکے رنج و راحت کو میرا ہی رنج و راحت سمجھیو اسواسطے کہ یوسف میری راحت کا سبب ہے چنانچہ سب لڑکون نے عہد کر کے عرض کیا جو آپ فرماتے ہین اسمین سر مو فرق نہ پڑیگا اور ایک ظرف مین زاد راہ بھر کر لادی کے سپرد کیا اور ایک مطہرہ مین پانی بھر کر شمعون کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسف کے واسطے ہے اور یہوذا سے کہا کہ یوسف کو تیرے سپرد کرتا ہون اسکی محافظت مین بہت کوشش کرنا اور پہلا منزل دو کوس کا چالیس قدم اور بھی چلے تا کہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائین القصہ روبیل نے حضرت یوسف کو اپنے دوش پر اُٹھا لیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھینگے جب لیچلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اُسی طرف دیکھتے رہے تا آنکہ آثار مین وارد ہے کہ حضرت احدیت جل جلالہ نے اُسی وقت وحی بھیجی کہ ای یعقوب تو نے جانا کہ تجھ مین و یوسف مین مفارقت پڑگئی یعقوب نے عرض کیا کہ خداوندا مین نے نہین جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیڑیے سے ڈرا اور مجھسے نہ ڈرا اور بھائیون کی غفلت پر نظر ڈالی اور مجکو بھول گیا اور میرے سواے غیر کو محافظ سمجھا اور علامہ ترمذی نے اپنی تصنیفات مین لکھا ہے کہ جس آن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے اجازت مانگی

تو حضرت یعقوب نے کمر باندھی اور عمامہ سجا اور عصا ہاتھ مین لیا اور یوسف علیہ السلام کا ہاتھ
پکڑکے شجرۃ الوداع تک جہان سے مسافرون کو رخصت کرتے تھے تشریف لائے اور اند کے
توقف فرما کے حضرت یوسف کو گود مین لیا اور روئیل سے متوجہ ہو کے سفارش فرمائی کہ مین اسکو
تیرے سپرد کرتا ہون اسکو اچھی طرح رکھنا پیادہ پا نہ لیجانا نہین تو اسکے پیرون مین حرارت زمین سے
آبلے پڑجائینگے اور آفتاب مین نہ جھلانا کہ رنگ بدن بدل جائیگا اور غصے سے نہ پکارنا کہ یہ لڑکا ہر
تھوڑی سی بات مین دل شکستہ و پراگندہ ہوگا سب لڑکون نے کہا اگر آپ باپ ہین تو ہم سب اسکے بھائی ہین
حضرت نے بارہ تیرہ برس آرام سے رکھا کیا ہم ایک دن بھی نہ رکھ سکینگے اور حضرت یوسف سے
فرمایا کہ ای جان پدر مجکو طاقت نہین ہو ورنہ مین تیرے ساتھ چلتا اب تو میری وصیت سن لے
اول یہ کہ اللہ کو کسی وقت اور کسی حال مین نہ بھولنا اور جو کچھ بلا آوے تو سوا اللہ کے کسی کے
دامن سے دست امید نہ لگانا اور التجا نہ کرنا دوسرے یہ کہ پدر فراق رسیدہ کو فراموش نہ کرنا کہ
وہ بھی تجکو کسی وقت نہ بھولیگا بعد اسکے بہت روئے اور رخصت فرمایا اور بیہوش ہوگئے
نوادر القصص مین لکھا ہو کہ فرزندان یعقوب تھوڑی دور چل کر پلٹ آئے جب حضرت یعقوب کو ہوش آیا
تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کھڑے ہوے روتے ہین آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بولے یا راحۃ
الفراق اور روے مبارک حضرت یوسف کا کندھے پر رکھ کر اتنا روئے کہ پیراہن مبارک انکے
آستین تا دامن تر ہوگیا بعد اسکے راضی بقضاے الٰہی ہو کر بھائیون کے ساتھ روانہ فرمایا اور
سر راہ تاکتے رہے یہان تک کہ یوسف علیہ السلام نظر سے غائب ہوے تو روئیل نے اپنے
کندھے سے اتارا اور کہا اب اپنے پیرون چل ہم کہان تک ناز برداری کرین ناچار حضرت یوسف
علیہ السلام اپنے پیرون چلے تو یہ لوگ آگے بڑھ گئے حضرت یوسف نے آواز دی کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ
کہ مین بھی تمھارے ساتھ ہو لون بولے ہم تو نہین ٹھہرتے پھر تھوڑا چلے جب بہت تھکے اور
پیرون مین آبلے پڑنے لگے فرمایا کہ براے خدا ذرا ٹھہرو اب مجھسے چلا نہین جاتا میرے پیرون مین
آبلے پڑگئے ہین اسپر بھی کسی نے جواب ندیا اتنے مین ہواے گرم چلنے لگی اور حضرت یوسف
پیاسے ہوے پھر پکارا کہ مین پیاسا ہون مجھے تھوڑا پانی عنایت کرو تسپر بھی کوئی نہ بولا آخر
تھک کر بیٹھ گئے اور رونے لگے تو ان مین سے ایک شخص نے پلٹ کر ایک طمانچہ مارا اور کہا کب تک
تیری ناز برداری کرتے رہینگے تب حضرت یوسف نے فرمایا کہ ای بھائیو مین نے کیا قصور کیا ہے
جو تم مجپر ظلم کرتے ہو بولے کہ تو اپنا قصور نہین جانتا ہے پھر حضرت یوسف علیہ السلام شمعون سے

پاس دوڑ کے آئے اور فرمایا کہ ای بھائی مین پیاس سے مرتا ہون شمعون نے پانی ندیا بلکہ وہ گھڑا
جسکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پانی و دودہ سے بھر دیا تھا زمین پر ڈال دیا اور کہا دو رہو
تو اپنے خواب والے ستارون سے پانی مانگ اور ابھی تو پیاس سے روتا ہی تھوڑی دیر مین بہت ہی
روئیگا کیونکہ ہم تیرے قتل کی فکر مین ہین اس کلام سے حضرت یوسف کی جو نکہ پیاس جاتی رہی
اور دعا مانگی کہ یا عالم الغیب والشہادۃ و یا غیاث المستغیثین اغثنی بعد اسکے فرمانے لگے کہ
ای روئیل تو میرا قریب و بزرگ ہی میری خردی اور پیر کنعان کی ضعیفی پر رحم کر اور مجکو پانی عنایت کر
روئیل نے بھی ایک طمانچہ مارا اور کچھ رحم نکیا پھر حضرت یوسف نے یہودا سے متوجہ ہو کے کہا کہ ای
یہودا تو عالم ہی اور بعد وفات پیر کنعان کے تو ہی جانشین ہی تو میری حفاظت مین سعی فرما اور
میری ضعیفی و پیر کنعان کی محبت کا خیال کر ۔ یاری کنید کز در او در گذشتہ ایم ٭ رحمی کنید
کز غم او زار ماندہ ایم ٭ تب یہودا کو رحم آیا کہ اسنے اپنے دامن حمایت مین چھپایا اور کہا
ای جان برادر جب تک میری جان باقی ہی تجکو مارنے نہ دونگا اس حالت مین حضرت یوسف نے
فرمایا کہ مین جانتا تھا کہ اہل بلا و محنت سے ہون اور میرے خاندان پر ہمیشہ غم رہا ہی مگر یہ
سمجھتا تھا کہ بیگانون سے رنج پہونچیگا بھائیون سے یہ گمان نہ تھا ۔ من از بیگانگان ہرگز
ننالم ٭ کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد ٭ اور بھائی کہتے تھے کہ اب آفتاب و ماہتاب کہان گئے
اور گیارہ ستارے کس طرف ہین کہ تیری دستگیری نہین کرتے اور حضرت یوسف سنتے تھے
اور صبر کرتے تھے آخر کار یہودا کی حمایت دیکھ کر بولے کہ جو تیری صلاح ہو سو اسکے ساتھ
کرین یہودا نے کہا مصلحت یہ ہی کہ یوسف کو باپ کی خدمت مین جس طرح سے لائے ہو
پہونچاؤ اور مین ضامن ہوتا ہون کہ جو کچھ بدی تمنے اسکے ساتھ کی ہی ہرگز باپ سے نہ کہیگا
تب بولے تو اس سے چاہتا ہی کہ اس بات سے میری سرخروئی باپ کے سامنے ہو
پر اگر کہنا ہم نہین مانتے تو چیکا رہ نہین تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے اور تو جانتا ہی کہ ہمکو یہ وقت
بہت مشکل سے ہاتھ لگا ہی اگر اب بھی ہم یوسف کے ساتھ کچھ ظلم نہ کرینگے تو کب کرینگے
ناگزیر یہودا ساکت ہوا لیکن یہ کہا کہ مارنا یوسف کا میری دانست مین کسی طرح بہتر نہین
اگر یہی تمھین منظور ہی تو کنوئین مین ڈال دو کہ اسمین آخر مر جائیگا اسواسطے کہ بیگناہ کا
مارنا خصوص اپنے بھائی کا بڑا گناہ ہی اسپر کہنے لگے مضائقہ نہین پر تو اسکے پاس سے
الگ ہو جا یہودا نے کہا جب تک تم مجھسے عہد و اثق نکرو گے ہرگز نہ ہٹونگا ناچار سبنے

قسم کھائی کہ ہم جان سے نہ مارینگے تب یہودا نے اُٹھنے کا ارادہ کیا حضرت یوسف نے کہا کہ تجکو بھی اِنھون نے باتون مین لگا لیا یہودا نے کہا مین مجبور ہون یہ لوگ میرے مارنے پر مستعد ہوتے ہین اور اگر کنوئین مین ڈالینگے تو کیا عجب ہو کہ حافظ حقیقی تجکو سب بلاؤن سے محفوظ رکھے اور شاید کوئی مسافر بچاوے تب حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ پہلے شمعون نے چھوری مارنے کو نکالی تو یوسف علیہ السلام روبیل کے دامن مین جاکر چھپے روبیل نے اپنے پاس سے الگ کیا اور مارا اسی طرح سب بھائیون نے ظلم کیا تب یوسف علیہ السلام ہنسے یہودا نے کہا یہ وقت ہنسنے کا نہین ہو فرمایا کہ اسوقت میرے اور اللہ کے بیچ مین ایک سِرّ ہو یہودا نے پوچھا کیا سِرّ ہو ارشاد کیا کہ مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ میرے بھائی پہلوان و زور آور ہین کسی دشمن کو مجھپر دست رس نہوگا سو اللہ نے مجکو ادب دیا اور تمکو مجھپر مسلط فرمایا یہ بات سُنکر یہودا کو بہت رحم آیا اور اُسنے اپنے دامن مین چھپا لیا اور کہا تو خوف نکر تب اَور بھائی کہنے لگے کہ ای یہودا شاید تو اپنے عہد سے پھر گیا ہو یہودا نے کہا جس عہد مین خدا کی رضامندی نہو وہ عہد قابل شکست ہو اگر تم ارادہ قتل رکھتے ہو تو پہلے مجکو قتل کرو پھر یہ قرار پایا کہ کنوئین مین ڈالو غرض کہ شمعون نے حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کنارے کنوئین کے جاڑون مین تھا لیگئے اس حالت مین حضرت یوسف فرماتے تھے اگر تجکو میرا باپ نہ دیکھیگا مر جائیگا سو اگر تمکو مجھپر رحم نہین آتا ہو تو اُس ضعیف بیچارے پر رحم کرو لیکن کسی نے التفات بھی نکیا اور کوئین مین لٹکایا تو کُرتے کا دامن ایک پتھر سے اُلجھ گیا تب کُرتا اُتار لیا اور ہاتھ پیر باندھے حضرت یوسف نے کہا کہ ای بھائیو یہ کُرتا مجکو عنایت کرو شاید اگر زندہ رہونگا تو اسی پر نماز پڑھونگا ورنہ میرا یہی کفن ہوگا اور تم جانتے ہو کہ غریب کو امیر لوگ کپڑا دیتے ہین اور مین غریب ہون اور اچھے لوگ مُردے کو کفن دیتے ہین اور مین مرنے والا ہون تب بولے کہ اپنے خواب والے ستارون سے کہہ کہ پیراہن جنت سے لاکر پہنا دین اور آفتاب ماہتاب سے کہہ کہ تاج جنت سے لاکر سر پر رکھین اس حالت مین حضرت یوسف فرماتے تھے ؎ کجائی ای پدر آخر کجائی ✣ زحال من چنین غافل چرائی ✣ غرض کہ بھائیون نے ایک رسّی کمر سے باندھی اور کنوئین مین ڈالا یا بعض ڈول مین رکھکر لٹکایا جب آدھی دور ڈول پہونچا تو چھوڑ دیا اس ارادہ سے کہ ہلاک ہو جب کنوئین مین پہونچے توحکم الٰہی ہوا کہ ای جبرئیل اس لڑکے کو آرام سے سنگ سفید پر بٹھا دے اور بعضے کہتے ہین

کہ وہ تخت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آتش نمرودی مین بہشت سے لایا گیا تھا وہی تخت حضرت جبرئیل نے لاکر بچھایا اور اسی پر حضرت یوسف جلوہ فرما ہوے اور پیراہن خلیل علیہ السلام جو بازو پر بطور تعویذ بندھا ہوا تھا کھول کر پنھایا اور موذیون سے پکار کر کہا کہ خبردار پیغمبر معصوم یہان مہمان ہوا ہی کوئی گزند نہ پہونچائیو بعد اسکے رخصت ہوے بعضے کہتے ہین کہ یہ کنوان سام ابن نوح نے کھدوایا تھا اور راہ سے کنارے واقع تھا اور اسکا نام جب الاحزان تھا یا جب الاخیار اور بعضے کہتے ہین شداد ابن عاد نے کھدوایا تھا اور جنگل اردن مین جانب غربی دریاچہ طبریہ یا مابین مدین و مصر کنارہ راہ کے بفاصلہ تین فرسخ مقام یعقوب علیہ السلام سے واقع تھا اور بعضے کہتے ہین چراگاہ مین دو فرسخ پر مقام یعقوب سے تھا اور بعضے کہتے ہین قراراولے مین بارہ فرسخ پر کنعان سے واقع تھا وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ یہ کنوان چار سو گز گہرا تھا اور بعضے ستر گز کا کہتے ہین اور کعب احبار سے روایت ہی کہ سات سو گز گہرا تھا اور ایک نیزے کے برابر اسمین پانی تھا اور نیچے سے فراخ اوپر سے تنگ اور بروایت جمہور ستر گز کا گہرا تھا اور بسبب تنگی مُنہ کے جو کوئی اسمین گرتا تھا نکل نہ سکتا تھا القصہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین مین تنہا رہے اور یہ دعا ورد زبان تھی یا صریخ المستصرخین یا غیاث المستغیثین یا مفرج کرب المکروبین قد تری مکانی وتعرف حالی ولا یخفی علیک شئی من امری کذا فی انیس العاشقین اور اخبار الدول مین ثعلبی سے روایت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا تلقین فرمائی ہی اللہم یا مونس کل غریب و یا صاحب کل وحید و یا ملجا کل خائف و یا کاشف کل کربۃ و یا عالم کل نجوی و یا منتہی کل شکوی و یا حاضر کل ملا یا حی یا قیوم اسألک ان تقذف رجاءک فی قلبی حتی لا یکون لی شغل غیرک وان تجعل لی من امری فرجا ومخرجا انک علی کل شئی قدیر و ہذا ہو الصحیح لمناسبۃ المقام بالجملہ بھائیون نے بعد اس حرکت شنیعہ کے گھر جانیکا ارادہ کیا تب یہودا نے کنوئین کے پاس سب سے پوشیدہ جاکے آواز دی کہ ای یوسف زندہ ہی یا مُردہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتلایا حضرت نے ارشاد کیا کہ تو بھائیون سے نہین ڈرتا اور میرا حال پوچھتا ہی مین حال اپنا کیا کہون جو آدمی مان باپ سے علیحدہ گرسنہ تشنہ تن برہنہ ہوتا ہی وہ نہ زندون مین معدود ہی نہ مردون مین خصوص وہ کہ جسپر بھائیون نے ظلم کیا ہو سو یہودا بہت رویا اور کہنے لگا کہ ای یوسف جو کچھ بھائیون نے تیرے ساتھ کیا اُس سے مین تو سخت رنجیدہ ہون اور شرمندگی سے اُسکا عذر نہین کرسکتا حضرت یوسف نے فرمایا تقدیر یونھین تھی تمھارا قصور نہین ہی پھر ارشاد کیا کہ اب کون وقت ہی یہودا نے کہا اب بکریان گھر کو لیے جاتے ہین فرمایا

کہ کئی وصیتین میری یاد رکھ ایک یہ کہ ہمیشہ غریب و بیکس و یتیم بے مادر و پدر پر رحم کیا کرنا اور میرا
حال یاد کرکے اُنسے عنایت و کرم سے پیش آنا دوسری یہ کہ میرے بھائی بنیامین اور دنیا بہن سے
بھائیون کی بدمعاملگی کا حال نہ کہنا کہ شاید یہ خبر اُنکے واسطے سے میرے باپ کو پہونچے تو وہ
بھائیون کے حق مین دعا سے بد فرماوینگے اور مین امیدوار ہون کہ اس بلا سے نجات پاؤن اور
بھائیون کے گناہ بخشون اسپر یہودا اور بھی رویا کہ اُسکی آواز اُور بھائیون نے بھی سنی اور
کنوئین پر آئے اور مستعد ہوگئے کہ حضرت یوسف کو پتھرون سے مار ڈالین یہودا نے کہا اگر یہ
حرکت کروگے تو مین سب حال باپ سے کہونگا ناچار ہوکے ایک پتھر بڑا کنوئین کے منھ پر
رکھدیا اور یہودا کو اپنے ساتھ لیگئے حضرت یوسف علیہ السلام اور بھی روئے کہ اُنکی آواز سے
فرشتون پر ایک حالت مصیبت پیدا ہوئی تو درگاہ لاابالی مین ملتمس ہوئے کہ یا الٰہی یہ
آواز چھوٹے لڑکے کی ہے اور اس سے پیغمبری کی بو آتی ہے ارشاد ہوا کہ یوسف ابن یعقوب اسرائیل
کی آواز ہے کہ بھائیون نے اُسے کنوئین مین ڈالا ہے فرشتون نے عرض کیا کہ یا رحیم اپنے فضل سے اُسپر
رحم فرما اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف کے لیے بہشت سے کھانا
لیجاؤ اور اُسی کے پاس رہو سو حضرت جبرئیل علیہ السلام کئی قسم کا کھانا بہشت سے لائے
اور نہایت پاسداری سے کھلایا اور بشارت دی لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لایشعرون یعنے تو
بتادیگا اُنکو اُنکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے تنبیہ اللہ جل شانہ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ
فلما ذھبوا بہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیابت الجب یعنے پھر جب لیکر چلے اُسکو اور متفق ہوئے
کر ڈالین اُسکو گمنام کنوئین مین اور باقی حال بیان نہین کیا کیونکہ اور حال لائق بیان نہ تھا
الغرض شمعون وغیرہ نے کنوئین سے پلٹ کر ایک بکری ذبح کی اور اُسکے خون سے پیراہن یوسف
علیہ السلام کا آلودہ کیا اور رات کے وقت روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے
کما قال سبحانہ تعالی وجاءوا اباھم عشاء یبکون قالوا یا ابانا انا ذھبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا
فاکلہ الذئب وما انت بمومن لنا ولو کنا صادقین وجاءوا علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولت
لکم انفسکم امرا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون یعنے آئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے
رات کو اور کہا اے باپ ہم سب جنگل مین دوڑنے لگے کہ دیکھین آگے کون نکلتا ہے یا تیر بھی چلاتے
کہ دیکھین کسکا تیر آگے جاتا ہے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تھے سو اُسکو کھا گیا
بھیڑیا لیکن تمکو کاہیکو یقین ہوگا کہ ہم سچے ہون اور لائے اُسکے کُرتے پر لہو لگا جھوٹھ بولا کوئی نہین

بلکہ بنادی ہی تمھارے جیون نے ایک بات اب صبر ہی بنتا آوے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہون
اس بات پر جو بتاتے ہو روایت ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام لڑکون کا شور و غل سن کر نکل آئے
اور پوچھا کیا ہوا تمھاری بکریون مین جو چلاتے ہو بولے کچھ نہین فرمایا کیا آفت ناگہانی ٹوٹ پڑی
اور میرا یوسف کہان ہی چونکہ وقت رات کا تھا اور صورت اندھیرے مین نظر نہ آتی تھی عذرات
دروغ مین جرأت ہوئی اور بیان کر گئے جو کچھ فریب بنا لائے تھے علما کو استباق مین اختلاف ہی
بعضے کہتے ہین مراد تیر چلانا ہی بطور امتحان کہ تیر کسکا آگے جاتا ہی اور بعض کے نزدیک مراد گھوڑا
دوڑانا ہی کہ دیکھین آگے کسکا گھوڑا جاتا ہی مگر مقاتل رضی اللہ کے نزدیک اس جگہ مراد اپنا دوڑنا ہی
اور استباق کا اطلاق اپنے دوڑنے پر حقیقت ہی اور گھوڑے دوڑانے اور تیر چلانے پر مجازا اگر کہا جاے
کہ دوڑنا جوانون کو زیبا نہین ایسی حرکات لڑکون سے البتہ صادر ہوتی ہین پھر مقام عذر مین فرزندان
حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلام کس طرح کیا تو جواب یہ ہی کہ یہ لوگ بکریان چرایا کرتے تھے اسواسطے
دوڑنے کی عادت کرتے تھے کہ مبادا بھیڑیا بکری کو لیجاے تو اسکو دوڑ کر چھین لین اسی سبب سے
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کلام مین اعتراض نہین کیا کیونکہ ان لوگون کو ایسے امور کی
ضرورت داعی تھی اور جو کوئی یہ شبہہ کرے کہ فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح کہا
کہ تم سچا نہ جانوگے سچے کو تو رفع اسکا یون ہو سکتا ہی کہ معنی انکے قول کے یہ ہین کہ تم سچا نہ جانوگے
ہمکو اسواسطے کہ ہمارے صدق پر کوئی دلیل نہین ہی اگرچہ ہم اللہ کے نزدیک سچے ہون اور جھوٹھ تو
صریح کھلا ہوا تھا کہ کرتہ خون سے تر کیا مگر کسی جگہ سے چاک نہین کیا اسی باعث سے حضرت یعقوب
علیہ السلام نے انکا جھوٹھ دریافت کر لیا کیونکہ دلیل ظاہر یہ تھی کہ اگر بھیڑیا حضرت یوسف کو لیجاتا
تو کرتہ کیونکر مسلم چھوڑ جاتا اور بعض کہتے ہین کہ پیراہن رات کے وقت نہین دکھلایا بلکہ صبح کو پیش کیا
اور حال یہ ہوا کہ جسوقت بیٹون نے خبر موحشش کا ذکر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بیہوش ہو گئے
اور تمام رات اسی حالت مین رہے اور فرزندان یعقوب علیہ السلام بھی رات بھر روتے رہے کہ
ہمنے ناحق باپ کو ستایا اور زندہ درگور کر دیا الغرض جب رات کٹ گئی تو صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
لڑکون سے پوچھا کہ مین کسواسطے بدحال و مدہوش ہون بولے آنجناب استغراق مین ہین اور مقر
عزت و منزل کرامت مین جلوہ فرما ہین فرمایا یوسف کہان ہی بولے یوسف غائب ہی کہا پھر حاضر کون ہی
جو یوسف نہین ہی اسوقت روبیل نے بتفصیل تمام حال بیان کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیتاب
ہو گئے اور برادران یوسف نے پیراہن خون آلودہ گذرانا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسے

بیان استباق

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سونگھا اور کہا کہ یہ خون ہرگز یوسف کا نہین ہی سچ بتلاؤ تمنے کیا معاملہ اُسکے ساتھ کیا بولے
اُسکو بھیڑیے نے کھایا ہی ہم جھوٹھ نہین کہتے فرمایا کیا بھیڑیا تمسے بھی زیادہ مہربان تھا کہ یوسف کو
کھا گیا اور پیراہن کو مسلم چھوڑ گیا یہ کلام تمھارا بالکل جھوٹھ اور سراسر خلاف عقل ہی میرا گمان
تمھارے ساتھ ایسا نہ تھا جو تمنے کیا اُسی وقت حضرت جبرئیل نے جناب الٰہی مین التماس کیا
کہ مین حقیقت حال یعقوب سے کہدون ارشاد ہوا کہ ابھی اسکا وقت نہین آیا ہی **فائدہ**
کلام پیغمبر کا کبھی جھوٹھ نہین ہوتا دیکھو حضرت یعقوب کی زبان سے نکلا تھا انی اخاف ان یاکلہ
اللہ تعالیٰ نے ایسا سچ دیا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے اور نیز اکلہ الذئب فرمایا تھا
سو بھی متہم کیا گیا اور گرفتار آپ اس بلا مین ہوے فائدہ یہ ہوا کہ آدمی کو بد بات زبان سے نکالنا
نہ چاہیے کہ بیشتر بلا زبان سے ہوتی ہی ایسے مقام پر خدا سے ڈرنا چاہیے سو بمقتضاے
بشریت بھیڑیے سے ڈرے درحقیقت یہ بلا تنبیہ ہوئی تاکہ پھر سواے خدا کے کسی سے نہ ڈرین
فائدہ حضرت یعقوب کے بیٹون کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ قبل غروب آفتاب کے جنگل سے
چلے آتے تھے اس واردات کے بعد خلاف عادت رات کو آئے اُسکا فائدہ یہ تھا کہ اگر دن کو
آتے تو عذر کرنے مین حیا دامنگیر ہوتی اور رات کو اعتذار مین دلیری ہوتی ہی اسی واسطے
کہتے ہین کہ جب کسی سے حاجت ہو دن کو طلب کرے کہ جب دونون کی آنکھین مقابل ہونگی
تو مسئول عنہ کو شرم آئیگی یا سائل خود ترک سوال کریگا یا مسئول عنہ اُسکی حاجت روا کردیگا
اور جب اعتذار کسی امر کا منظور ہو تو رات کو عذر کرے کہ بے تکلف جملہ مراتب عذر خواہی کے
بجا لا سکتا ہی و لہذا حضرت کے بیٹے رات کو آئے اور روتے ہوے آئے کہ ارشاد ہوتا ہی
وجاءوا اباہم عشاءً یبکون یعنے اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوے آئے اور یہ رونا
دلیل ہو گیا دروغ اور کذب پر اور صاف نفاق اس سے کھل گیا بزرگون نے فرمایا ہی کہ رونا
لوگون کا تخصیص جب متہم بکذب ہون نشان خیر نہین ہی حضرت مجاہد شعبی سے نقل
فرماتے ہین کہ ایک عورت قاضی کے پاس روتی ہوئی آئی قاضی نے کہا یوسف کے بھائیون کا
رونا نہین سنا حال آنکہ بھائی پر ظلم کر چکے تھے اور کنوئین مین ڈال آئے تھے اور روتے ہوے
عذر کرتے تھے اُسی سے کذب اُنکا ظاہر ہو گیا اور بعض کہتے ہین رونا اُنکا حقیقت تھا نہ مجاز
کئی طرح سے اول ضعیفی اور پیری حضرت یعقوب علیہ السلام کی دیکھی اور اندوہ و حزن
اُنکا درجہ اعلےٰ مین مشاہدہ کیا اس سے رو دیے دوسرے بگینا ہی یوسف کی یاد کرکے روئے

تیسرے اپنے فعل پر پشیمان ہوے اور صلاح کار نجات نہ تھے اس سبب سے مغموم و محزون روتے تھے ارباب اشارات کو اس آیت مین انواع لطائف ہین اور چار کلمے سے چار فائدے انکو ہاتھ آئے ہین اول اللہ نے فرمایا جا ذا یعنے از خود آئے بلا کر کوئی نہین لایا اور جو گنہگار آپ سے آوے اسکو امید مغفرت ہی اور جو پکڑ کر آوے اسکو بیم عقوبت ہی مثلاً اگر گنہگار وقت فراغت و عافیت کے توبہ کرے تو گویا خود آیا اور جب بلا دیکھ کر توبہ کی تو گویا گرفتار ہو کر آیا اول مین امید عفو و مغفرت ہی دوسرے مین بیم عذاب عقوبت مثلاً بندہ ایام حیات و صحت مین اپنے مالک کی طرف متوجہ ہوا گویا خود آیا اور جب موکل ملک الموت اسکے سرہانے آگیا اور اب متوجہ بحق ہوا تو یہی حکم ہوتا ہی آلْآنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ نقل ہی کہ ایک شخص زمانہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مین بڑا گنہگار تھا سو وہ بیمار شدید ہوا تو اسنے دعا مانگی کہ یا الٰہی مجکو صحت عطا کر تو مین فسق اور فجور چھوڑ دون شافی مطلق نے شفا عنایت فرمائی پھر اسنے توبہ توڑی پھر سخت بیمار پڑا پھر اسنے وہی لجاجت ظاہری کرکے باقرار توبہ شفا چاہی صحت ہوئی اسنے پھر اپنا فعل بد نہ چھوڑا تیسری بار بیمار پڑا اب اسکے بھائی نے حضرت حسن بصری سے عرض کیا کہ میرے بھائی نے کئی مرتبہ صفدمات توبہ ظاہر کرکے شفا پائی اب ایسا بیمار ہی کہ امید زیست نہین اگر آپ اسکے پاس تشریف لیچلین تو شاید آپکی برکت سے توبہ کرے حضرت حسن بصری نے قبول فرمایا اور تشریف لیگئے جب دروازہ پر پہونچے تو اسکی مان نے استقبال کرکے عرض کیا کہ آپ اس فاسق کے پاس کہان تشریف لاتے ہین وہ تو بڑا ناپاک ہی امام نے فرمایا اے ضعیفہ رحمت خدا کی بیشمار ہی اسکی درگاہ سے نا امید نہو آخر امام بیمار کے سرہانے گئے تو اسنے آنکھ کھولکر دیکھا اور حسرت سے رونے لگا امام نے فرمایا توبہ کا دروازہ بند نہین ہی تو اب بھی توبہ کر جوان نے کہا کہ مین درگاہ خدا سے شرمندہ ہون بارہا مین نے توبہ کی اور پھر ٹوٹ گئی اب مین توبہ نہین کر سکتا ہون مگر یہ کہ آپ شفاعت کرین امام دو رکعت نماز ادا فرمائی اور متوجہ بحق ہوے ہاتف غیب نے آواز دی کہ مین نے اس جوان کو بارہا جانچا اور بیوفا بے مخلص پایا اسی وقت امام اسکے پاس سے چلے آئے وہ بیچارہ کمال حسرت سے اپنی مان کی طرف متوجہ ہوکے بولا اے مان اگرچہ ظاہر میرا معصیت سے آلودہ ہی لیکن باطن خبث شرک اور لوث کفر سے بیزار ہی اور اپنے ایمان مین کامل ہون سو مین یہ وصیت کرتا ہون کہ تو میرے واسطے بخشش کی دعا کرے جب مرون سو بعد وفات اسکی مان نے وصیت اسکی جاری کی دفعۃً آواز آئی کہ اگرچہ بیٹا تیرا سخت بدکار تھا مگر چونکہ تونے تیرے واسطے

بخشدیا اور تذکرۃ الاصفیا مین اصمعی سے منقول ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین ایک مرتبہ رات کو گورستان مین جاتا تھا ایک جنازہ دیکھا کہ تین مرد ایک عورت ضعیفہ کندھون پر رکھے ہوئے لیے جاتے ہین مین بھی چند قدم ساتھ چلا حاملین جنازہ نے کہا حسبۃً للہ اس جنازے پر نماز پڑھ دے مین نے نماز ادا کی اور دفن کیا اس ضعیفہ نے ہاتھ جوڑکر کہا تم یہان سے جاؤ مین توقف کرونگی سو مین ایک قبر کی آڑ مین لگا رہا اور دیکھا کہ وہ ضعیفہ برسر گور گریان ہوئی اور مناجات کہنے لگی کہ یا الٰہی یہ لڑکا میرا گنہگار تھا لیکن تیرے کرم کا امیدوار تھا تو اسکو بخشدے بعد اسکے عین گریہ مین متبسم ہوئی اور چل کھڑی ہوئی مین اسکے پیچھے چلا اور مستفسر ہوا کہ حقیقت حال سے مجھے مطلع کر اسنے کہا کہ اے امام المسلمین یہ میرا بیٹا بڑا گنہگار تھا جب بیمار ہوا تو اسنے کہا اے مادر مہربان کئی وصیتین ہین اسکو بجا لا ایک تو آلات فسق و فجور لاکر میرے روبرو توڑ ڈال دوسرے جب مرون تو میرا سر اٹھاکر منھ کے بل خاک پر ڈال کر روسے گردآلود حضرت حق مین حاضر ہون تیسرے میرے منھ پر طمانچے مارنا اور کہنا کہ جزا ایسے گنہگار کی یہی ہی چوتھے اندھیری رات مین میرا جنازہ گور پر لیجانا کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور میرے گناہ پر گواہی نہ دیوے پانچوین جنازہ میرا تو لیجانا کہ شاید اس سبب سے بخشا جاؤن چھٹوین جب تک تجکو معلوم نہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا میرے قبر سے جنبش نکرنا جب کہ وصیتین کر چکا تو اسنے وفات پائی مین نے حسب وصیت اسکے اپنے قدم اسکے منھ پر رکھے آواز غیب سے آئی ارفعی قدمک عن وجہ المیمون یعنے اپنے قدم میرے دوست کے منھ پر سے اٹھالے جب اسکو دفن کر چکی تو مین نے خدا سے بخشش چاہی آواز سنی کہ قعر لحد سے کہتا ہی کہ یا اماہ فقد سہل اللہ تعالیٰ علی الامر و غفر لی یہ بھی ایک صورت از خود آنے کی نکلتی ہی اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے درگذر کیا اور اللہ نے بھی انکو بعد توبہ بخشا دوسرا ابا ہم اس سے یہ اشارہ نکلا کہ ہرچند حضرت یعقوب کے بیٹون نے قصور کیا لیکن نسبت فرزندی کی قائم تھی وہ انکے باپ تھے یہ انکے بیٹے اسی طرح بندہ گنہگار کا حال ہی کہ ہرچند گناہ و جور کرے لیکن بندہ ہی اور خداوند کریم اسکا خدا ہی نسبت خدائی اور بندگی کی منقطع نہین ہوتی ہی نقل ہی کہ ایک شخص عجمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین بندہ عاجز جاہل محض ہون ایک کلمہ ایسا تعلیم فرمائیے کہ سب دعاؤن سے مجکو مستغنی کر دے حضرت نے فرمایا ہمیشہ کہا کر اللھم انت ربی و انا عبدک سو عجمی شب و روز برعکس کہا کرتا کہ اللھم انت عبدی و انا ربک اور جب یہ کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ولولہ ملکوت مین پڑجاتا اور فرشتے بخوف سطوت جباری لرزان ہوتے تھے ایک دن حضرت جبرئیل نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ عجمی اس کلمہ کو اس طرح کہتا ہی کہ اہل شرع اگر سنے تو اسکی تکفیر کرے

حضرت نے عجمی کو طلب کر کے استفسار کیا اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ جو کلمہ آپ نے فرمایا ہے اُس سے مین بہت خوش رہتا ہون اور ہمیشہ یون پڑھا کرتا ہون کہ اللہم انت عبدی وانا ربک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑی غلطی کی مین نے یون بتلایا تھا کہ اللہم انت ربی وانا عبدک وہ بیچارہ رونے لگا اور بولا کہ یا رسول اللہ نادانستہ اتنی مدت تک کلمہ کفر کہتا رہا ہون اب اسکا علاج کیا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تامل فرمایا حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ بندون سے غلطی ہوجاتی ہے مگر خدا پر غلطی جائز نہین ہے مین تو مالک اور خداوند ہون گو مجھکو کوئی نہ کہے اور مجھکو دل پر نظر ہے نہ ظاہر پر اگر ظاہر مین سہو و خطا بندے سے ہوجائے اور دل اسکا حقیقت پر مستقیم ہو تو مین اُس خطا کو صواب سے بدل دیتا ہون تیسرا کلمہ عشاء آیا ہے اسمین یہ اشارہ ہے کہ فرزند نا سعادت مند بر خلاف فرمان پدر تمام دن لہو و لعب مین مشغول رہتا ہے اور اوامر و نواہی والد پر التفات نہین کرتا اور جب آفتاب غروب ہوا اور تاریکی شب ظاہر ہوئی تو لہو و بازی سے ملول ہو کر اپنے باپ کے گھر آتا ہے اور باپ ہر چند کہ اسکی نافرمانی سے ناراض ہے مگر گھر کا دروازہ مسدود نہین کرتا اور شفقت اور احسان سے ہاتھ نہین اُٹھاتا یہی حال ہے عاصیان تباہ روزگار اور گنہگاران زیانکار کا کہ تمام عمر اپنے عصیان و نسیان و مخالفت فرمان الٰہی مین گذرانتے ہین اور جب آفتاب حیات مغرب ممات مین آتا ہے اور عالم تن و جہان بدن ظلمت فوت مین گرفتار ہوجاتا ہے تب اپنے گناہون سے شرمندہ ہو کر درگاہ کریم کارساز مین حاضر ہوتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ خداوندا ہم گنہگار شرمسار تیری درگاہ مین آئے ہین تیرے دروازے کے سوائے کوئی مقام نہین کہان جائین اور فرشتے کہتے ہین کہ یہ گنہگار نافرمان بردار کس منہ اور کس وسیلہ سے یہان آئے ہین مگر خداوند سبحانہ ارشاد فرماتے ہین کہ تم اس مقام مین دخل نکرو یہ بھی میرے بندے ہین اور مین انکا خدا ہون اگر یہ میری درگاہ مین نہ آوین تو کہان جائین اور چونکہ شرمندہ آئے ہین اسواسطے ابواب سعادت مقبول انپر کھولتا ہون اور دست عنایت پھیرتا ہون کہ نا امید نہون اسی طرح حضرت یعقوب کے بیٹے شرمندہ ہو کر رات کو گئے اور حضرت یعقوب نے اپنی فرزندی سے نہین نکالا چوتھا کلمہ یبکون ہے اسمین یہ اشارہ ہے کہ رونا اگرچہ مشتمل بر دفع ہو مگر خالی از فائدہ نہین ادنےٰ یہ ہے کہ آشنا اور بیگانہ اُسپر رحم کرتا ہے نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس علیہ اللعنۃ کو روتے ہوئے دیکھا آپ کو رحم آیا پوچھا ای بیگانہ کیون روتا ہے اُسنے کہا کئی ہزار مرتبہ مین نے حضرت خالق ذوالجلال کے دروازے پر جاکر چاہا کہ دروازہ کھلے اور مجھکو اجازت داخل ہونے کی ملے کچھ جواب نہ ملا آخر یہی آواز آئی کہ اس بارگاہ مین بار نہین ہے اس باعث سے روتا ہون حضرت یحییٰ کو بہت برا لگا تو مناجات مین مشغول ہوئے کہ یا الٰہی یہ بیگانہ بہ نالہ و زاری روتا ہے اگر اسکی توبہ قبول ہو تو بہتر ہے ارشاد ہوا کہ ای یحییٰ ابلیس جھوٹا ہے اگر مجھکو

امتحان منظور ہو تو اُس سے حکم کر کہ قبر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے سو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
ابلیس سے فرمایا اُسنے کہا کہ جب آدم زندہ تھا تب تو مینے سجدہ نکیا اب کہ مردہ ہوا کیونکر اُسکو سجدہ کرون
اُسوقت ارشاد الٰہی ہوا کہ اب تو نے جانا کہ ابلیس کا رونا سراسر کذب تھا حضرت امام غزالی
اپنی تفسیر مین اور علامۂ قشیری احسن القصص مین ارشاد فرماتے ہین کہ یہ کنوان شداد ابن عاد کا
کھودا ہوا تھا اور ایک ہزار دو سو برس گذرے تھے اور اُسی زمانہ مین ایک شخص عالم یہودا نام
خواہ یہود مومن حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام سے تھا اُسنے صحیفہ حضرت شیث علیہ السلام مین
حسن یوسف علیہ السلام کی ماہیت اور اس قصہ کی حقیقت پڑھی تھی دعا مانگی کہ یا الٰہی میری
عمر ایک ہزار دو سو برس کی ہو چکی ہے مگر مین چاہتا ہون کہ اُسوقت تک زندہ رہون کہ جمال باکمال
حضرت یوسف علیہ السلام سے مشرف ہون ہاتف نے آواز دی کہ چاہ شداد مین اقامت کر
چنانچہ وہ عالم اُس چاہ مین تہ دل سے مشغول عبادت ہوا اور قوت لایموت کے لیے
ایک انار باغستان غیب سے نازل ہوتا تھا اُسی پر اکتفا کرتا تھا اور ایک قندیل نورانی روشن
ہو جاتی تھی اُسی کی روشنی مین بسر فرماتا تھا الغرض بارہ سو برس اُسنے مقدم یوسف علیہ السلام
انتظار کی اب کہ زمانہ جلوہ فروزی یوسف ہو پہنچا وہ آنجناب نے اُس کنوئین کو اپنے نور سے روشن
فرمایا تو اُس عالم نے قدمبوس ہو کر التماس کیا کہ یا نبی اللہ مین صرف آپہی کی زیارت کو اب تک
زندہ رہا ہون حضرت نے اپنے بھائیون کی شکایت نفرمائی میرے واسطے آپکو اللہ نے یہان
بھیجا ہے اور اخوان بعض وسیلہ ہین سو تو دعا اب اللہ یعنے سپرد بخدا کرتا ہون شکو بعد اُسکے
ودیعت حیات سپرد مالک فرمائی اور بعضے کہتے ہین کہ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام
ایک روز آئینہ دیکھتے تھے اور اپنے حسن پر متعجب تھے اور خیال فرماتے تھے اگر مین کسی کا
غلام ہونا چاہون تو کوئی شخص میری قیمت نہ دیسکے اسلیے اللہ تعالےٰ نے چاہ مین ڈلوایا اور
کھوٹے دامون بکوایا فرمایا حضرت صلعم نے من تواضع للہ رفعہ اللہ ومن تکبر وضعہ اللہ فان اللہ
ما رضی من یوسف فی تلک الخطرۃ والکلمۃ وادبہ بالقدر الیسیر یعنے جسنے فروتنی اختیار کی بلند کیا اسکو اللہ نے
اور جسنے کبر وتیرہ کیا گرا دیا اُسکو کیونکہ اللہ نہ راضی ہوا یوسف کے اس خطرے وبات سے اور
ادب دیا چاہ کے گڈھے مین اور بعض کہتے ہین کہ ارادہ الٰہی ہوا کہ یوسف اندھیرے کنوئین سے
واقف ہون تاکہ جب بادشاہ ہون تو قیدیون کی تکلیف سے آگاہ ہون اور بلا وجہ موجب قید
نکرین اور اخبار الدول مین ہے کہ سبب اشتیاق وبیع یوسف یہ ہوا کہ ایک بار حضرت ابراہیم مصر سے نکلے

تو اکثر زاہد و عابد بطریق تواضع چار فرسخ پیادہ پا آئے مگر حضرت نے اُسکا عوض نہ کیا تب وحی ہوئی کہ میرے بندہ خاص تیرے ساتھ آئے اور تو متوجہ نہوا سو تیری اولاد سے ایک غلام بناؤنگا اُسی کا ظہور یوسف علیہ السلام پر ہوا انتہی میں کہتا ہون کہ سیاق اِس روایت کا دلیل ضعف پر ہے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف بھائیون کے ہمراہ تشریف لیگئے تھے ساتھ دینا یوسف کی بہن نے خواب دیکھا کہ یوسف بھیڑیون مین ہے کہ وہ نوچتے ہین سو بیدار ہوئی اور حضرت یعقوب کے پاس آئی اور کہا یوسف کہان ہین فرمایا کہ یوسف اپنے بھائیون کے ساتھ گیا ہے اُسنے کہا تمنے اُنکو اکیلا چھوڑا اچھا نکیا آخر حضرت یوسف کے پیچھے دوڑی تھوڑی دور پر سب بھائی ملے سو یوسف کو لپٹ گئی اور کہا مین تمکو ہرگز جانے نہ دونگی مگر بھائیون نے حضرت یوسف کو چھین لیا اور بھاگے اِسکا زور نہ چلا ناچار روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ سے چمٹ گئی حضرت یعقوب نے فرمایا کیون روتی ہے کہا کہ اِس وقت پر نہین روتی ہون بلکہ اُدہی وقت کا خیال کر کے روتی ہون کہ تم بھی میرے ساتھ بہت مدت تک روتے رہوگے تنبیہ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اُس زمانے مین کوئی شخص واقف نہ تھا کہ بھیڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹون سے فرمایا کہ شاید تم غافل رہو اور یوسف کو بھیڑیا کھا جائے تب اُنھون نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین بھیڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہے حضرت یعقوب نے فرمایا کئی دن ہوے مین نے یہ خواب دیکھا کہ مین ایک پہاڑ پر ہون اور یوسف جنگل مین سو اُسکو دس بھیڑیے گھیرے ہو مارنے کا ارادہ کرتے ہین مین نے چاہا کہ پہاڑ سے اُترکر یوسف کو بچاؤن مگر راہ نہ ملی دفعۃً زمین پھٹ گئی اور یوسف اُسمین جاتا رہا سو مین گھبراکے جاگ پڑا تو دیکھتا ہون کہ یوسف میری بغل مین سوتا ہے مین نے کہا الحمد للہ عبداللہ ابن عباس اِس خواب کی تعبیر فرماتے ہین کہ پہاڑ حضرت یعقوب کا حال تھا اور دس بھیڑیے حضرت یوسف کے دس بھائی تھے اور زمین کا پھٹنا کنوئین کا اشارہ تھا اور یوسف کا اُسمین جانا اشارہ تھا کنوئین مین ڈالے لینے سے یہ تعبیر سنکر بعضون نے عبداللہ ابن عباس سے کہا کیا حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر خواب نجانتے تھے فرمایا اذا جاء القضاء عمی البصیر تنبیہ بعضی روایات مین ہے کہ اول حضرت یوسف کو سب بھائی پیار کرتے تھے خواب دیکھنے سے دشمن جانی ہوگئے جس طرح فرعون حضرت موسیٰ کو دوست رکھتا تھا سبب معجزہ ظاہر ہوا دشمن ہوگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ دوست رکھتے تھے جب آفتاب نبوت چمکا تو ایمان دارون کے چہرے روشن ہوگئے

اور کافرون کے قلوب سیاہ پس دشمن ہوے کہ حضرت کو ہجرت ہی کرنا پڑی اور حضرت آدم
علیہ السلام کو شیطان بھی دوست رکھتا تھا جب سجدے کا حکم ہوا یہ مردود بھی دشمن ہو گیا
القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دوبا ہوا جھوٹھے خون کا لے لیا اور بہت روئے بعد اُسکے
ہنسنے لگے لڑکون نے کہا کہ اِنکا ضحک اور بکا ایک ہی سبب سے آن واحد مین مجنون کا فعل ہی فرمایا ہنستا
اسپر ہون کہ یہ کرتا سچا ہی اور روتا ہون اسپر کہ یہ خون جھوٹھا ہی اگر بھیڑیا کھاتا تو کرتا کیون
چھوڑ جاتا تب بولے کہ ہم بھیڑیا پکڑ لاوین آپ دریافت کر لین کہ اُسنے کھایا یا نہین کھایا فرمایا
لے آو چونکہ بیٹے حضرت یعقوب کے عقلاً جانتے تھے کہ بھیڑیا حیوان ناطق نہین ہی سو جنگل سے
ایک بھیڑیا پکڑ لائے یا کہ پہلے سے باندھ آئے تھے اُسکو لے آئے الغرض جب بھیڑیا آیا تو حضرت
یعقوب نے پوچھا کہ تو نے کیون میرے لڑکے کو کھایا اور مجھ ضعیف پر رحم نہ کیا جلدی اسکا
جواب دے نہین تو بلا مین پڑیگا اُسنے دست بستہ بزبان فصیح عرض کیا کہ السلام علیک
یا نبی اللہ مین تو آپ کے خوف سے کبھون بکریون کے پاس بھی نہین پھٹکتا چہ جائے یوسف
علیہ السلام کہ وہ آپکا جگر گوشہ اور خود نبی ہی اور ہمپر پیغمبرون کا گوشت حرام ہی اور ہمارے
جنس ہر کوئی پیغمبرون کو تکلیف نہین دیتا یا نبی اللہ قسم ہی اپنے رب کی مین اس گناہ سے
بری ہون اب اللہ مجھ مین اور تمہاری اولاد مین حکم ہی کہ انھون نے ناحق مجکو تہمت لگائی ہی
حالانکہ صحف ابراہیم مین پڑھ چکے ہین کہ ان البهتان لذنب عظیم اِس کلام سے حضرت یعقوب
علیہ السلام متحیر ہوے اور انکے بیٹے نادم اور مضطر بعد اسکے پوچھا کہ یوسف زندہ ہی یا مردہ بھیڑئے نے
عرض کیا کہ یہ بات آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کچھ نہین کہتے
کہا پھر مین کس طرح عرض کرون تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تو انکے ہاتھ کس طرح لگا اُسنے کہا
یا نبی اللہ مین مسافر غریب الوطن ہون مصر سے اپنے بھائی رضاعی کو تلاش کرتا دیار شام مین آیا
یہان معلوم ہوا کہ وہ آیا تھا سو گرفتار ہو گیا یا نبی اللہ سترہ دن ہوے کہ فاقے سے ہون اور تمہارا
حال سنکر چاہتا تھا کہ تعزیت کے واسطے حاضر ہون سو ان ظالمون نے پکڑ لیا اِس کلام سے
حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور بھیڑیے نے متوجہ ہو کر اولاد یعقوب سے کہا تم سچ کہو
کہ تمنے مجھے آنکھون سے دیکھا تھا جب مین نے یوسف کو کھایا ہی اولاد یعقوب نے دیکھا کہ
اگر حقیقت کا حال کہتے ہین تو فضیحت و رسوا ہوتے ہین لہذا کہنے لگے کہ ہمنے اپنی آنکھون سے
نہین دیکھا مگر جب جنگل مین بھیڑیے نے یوسف کو کھایا تھا وہان تو سیر کرتا تھا ہمارا گمان ہوا

کہ تو نے کھا لیا ہے حضرت یعقوب نے لڑکون سے مخاطب ہو کے فرمایا دیکھو بھیڑیا اپنے
بھائی رضاعی کی تلاش مین مصر سے کنعان مین آیا اور تم حقیقی بھائی کو ضائع کر آئے ہو تب بولے
کہ ہم دس آدمی کہتے ہین کہ بھیڑیا کھا گیا پر آپ نہین مانتے اور بھیڑیا کے کلام کو تسلیم کرتے ہو
ناچار حضرت یعقوب علیہ السلام چپکے ہو رہے مگر فرمایا کہ اس بھیڑیے کو چھوڑ دو اور یوسف کو تلاش
کر لاؤ تو مین تم سے خوش ہون اور بعضے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے
حضرت یوسف کا حال بھیڑیے سے پوچھا تو بھیڑیے نے کہا کہ مین واقف ہون لیکن غمازی سے
مجکو عار آتی ہے و النمام عوض عند اللہ و عند الناس فلیس للغماز من الرحمۃ نصیب مگر آپ میرے
بھائی کے ملنے کے واسطے دعا کیجیے اور مین آپ کے بیٹے کے ملنے کی دعا کرون چنانچہ دونون نے
دعا کی اور بھیڑیا رخصت ہو کر چلا گیا صاحب تکملہ نے لکھا ہے کہ وہ بھیڑیا ایک بلند مکان پر گیا
اور جا کر اسنے اور بھیڑیون کو آواز دی کہ جلد حاضر ہو کر حضرت یعقوب سے عذر خواہی کرو اگر تمنے
یوسف کو کھایا ہو چنانچہ تمام بھیڑیے اس جنگل کے حضرت یعقوب کی حضور مین آئے اور قدمون پر
گرے اور بزبان حال بولے کہ حاشا للہ یا نبی اللہ ہمنے ہرگز آپ کے فرزند نور العین کو تکلیف
نہین دی ہے اور کوئی بے ادبی ہمسے نہین ہوئی حضرت یعقوب نے عذر انکا قبول کیا اور رخصت
فرمایا حدیث شریف مین ہے کہ بدتر آدمیون کا غماز اور نمام ہے اور شفاعت میری غماز کے حق مین
حرام اور ولید بن مغیرہ کی شان مین قرآن مین کریمہ سورہ نون شاہد ہے ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر
معتد اثیم یعنے طعنے دینا چغلی لیتے پھرتا اچھے کام سے روکتا حد سے بڑھتا گنہگار فائدہ تین پیغمبر نے
تین آدمیون کی امانت رکھی رنج و غم اٹھایا اور تین شخصون نے اپنی امانت اللہ جل ذکرہ کو سونپی
آرام و راحت پائی ایک حضرت یعقوب علیہ السلام ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائی کے
سپرد کیا ایسا رنج پایا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے دوسرے حضرت موسی کلیم اللہ ہین کہ اپنی
قوم کو طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سونپا اور انکو خلیفہ فرمایا
ساری قوم نے گوسالہ پرستی اختیار کی حضرت موسی کو اس حال سے نہایت رنج ہوا اور بھائی
ہارون پر سخت غصہ آیا کہ آہین توریت کا نقصان ہوا تیسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہین
کہ بنا بر رفع حاجت ضروری جانب بیت الخلا چلے انگشتری اپنی بلحاظ ادب برو اپنے اپنی بی بی
خواہ لونڈی کو سپرد کر گئے ایک جن خبیث سے بصورت حضرت آیا اور انگشتری لیگیا اور تخت سلطنت
فرمانروا ہوا اور حضرت سلیمان چالیس روز تک پریشان و سرگردان رہے اور بکمال رنج و غم وہ دن

بسر کیے اور خیال کرنا لازم ہے کہ انھین حضرت یعقوب نے بنیامین برادر یوسف کو فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین پڑھ کے بھائیون کے ساتھ کیا کیسی خوشی اٹھائی کہ بنیامین حفظ الٰہی مین رہے اور حضرت یوسف سے ملے اور حضرت یعقوب اُنکے باعث سے کلبۂ احزان سے نکل شادان و فرحان با اہل و عیال عزت و جلال سے مصر مین جلوہ فرما ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے حضرت موسیٰ کو صندوق مین بند کر کے دریا مین چھوڑا اور خدا کے سپرد کیا حافظ کریم نے دست دشمن مین پہونچا کے کس خوبی سے پرورش کرایا اور مان کی آنکھین ٹھنڈی کین اور اُنھین سے دودھ پلوایا اور پھر حضرت موسیٰ کو نبوت عطا کی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ خلیفتی من بعدی سو حضرت کو بروز قیامت محمود شفاعت اور مقام محمود عنایت ہوگا کہ تمام امت آپکی بحکم ولسوف یعطیک ربک فترضی داخل بہشت ہوگی اور حضرت کے دل کو نہایت مسرت ہوگی اس مقام مین نظر کر کے ابرار کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنا جان و مال و اہل و عیال بلکہ دین و ایمان و افعال و اعمال سب خدا ہی کے تفویض کرتا رہے فائدہ حموی شرح اشباہ النظائر مین لکھا ہے کہ منجملہ حیوانات غیر ناطق دس حیوانات داخل جنت ہونگے ناقہ حضرت سید الانبیا کا ناقہ حضرت صالح کا بچھڑا حضرت ابراہیم کا دنبہ حضرت اسمعیل کا بقرہ حضرت موسیٰ کا ماہی حضرت یونس کی گدھا حضرت عزیر کا نملہ حضرت سلیمان کا ہدہد بلقیس کا کتا اصحاب کہف کا یہ قول ہے مقاتل کا اور بعضون نے بھیڑیا حضرت یعقوب کا بھی شمار کیا ہے اور داؤدی تلمیذ حافظ جلال الدین سیوطی نے دلدل اور براق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر کیا ہے اور مشکوٰۃ الانوار مین کہ شرح شرعۃ الاسلام ہے لکھا ہے کہ یہ سب بصورت کبش متبدل ہو کے داخل بہشت ہونگے انتہی اور بعضون نے فیل اصحاب الفیل کو بھی شامل کیا ہے فائدہ جس طرح پیراہن یوسف علیہ السلام سے اُنکے بھائیون کو شرمندگی حاصل ہوئی ایسے ہی چار پیراہن اور بھی ہین ایک پیراہن آدم و حوا کہ جب بسبب زلت اُتارے گئے تو دونون نادم ہوئے دوسرا پیراہن یوسف کہ زلیخا کو شرمندگی کا باعث ہوا کہ ان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وھو من الصادقین اسی کا اشارہ ہے شرم سے سر گریبان ہے زلیخا اب تک شاہد عصمت یوسف وہین دامن ہے تیسرا پیراہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہ منکر لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبروص ہین جب پیراہن شریف ہوا سے اوڑا تو شرمندہ ہو گئے چوتھا قمیص مبارک ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ ابی ابن سلول منافق لعنۃ اللہ علیہ نے

وقت نزع بطور آزمائش حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قمیص شریف اس حیلہ سے مانگا کہ مین اپنا کفن بناؤنگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اُتارنے کا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ تکمہ کھولا مگر پھر بند ہوگیا اور حاضرین پر ظاہر ہوا کہ یہ شخص منافق ہے اور پیراہن رسول خدا کے لائق نہین ہے لطیفہ قیامت کے دن شیطان رجیم گدایان امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر ایک یوسف وقت ہوگا کہیگا کہ انکو گرگ معاصی اور زلات نے ہلاک کردیا ہے اور پیراہن توحید انکا خون عصیان سے آلودہ ہے اسوقت حضرت عزت سے خطاب ہوگا کہ ای ملعون اگرچہ پیراہن توحید انکا خون عصیان سے آلودہ ہے مگر توحید باقی ہے تو آلودگی گناہ دیکھتا ہے اور رحمت میری توحید پر ناظر ہے یعقوب نے پیراہن یوسف درست دیکھ کر کہا لا تایئسوا من روح اللہ اور میری رحمت نے پیراہن توحید درست دیکھا اور فرمایا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور حضرت یعقوب نے اوّل پیراہن دیکھ کر فریاد کی یا اسفا اور درست دیکھا تو کہا یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف اسی طرح جب بندہ نے اپنے نفس کو آلودہ زلات و معاصی دیکھ کر فریاد کی کہ واحسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ پھر جب توحید و معرفت سے ملا ہوا دیکھا تو امیدوار ہوکر بولا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ القصہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام پر بیٹون کا جھوٹھ ظاہر ہوگیا اور بھیڑیئے نے شرمندہ کیا تو حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو بالکل جھوٹھ ہے کسی موذی نے اسکو نہین کھایا لیکن تمھارے دلون نے یہ بات بنائی ہے جو تمنے ایسے امر خطیر پر قدم رکھا اور مجھکو ناحق رنج دیا پھر کمر باندھی اور کنعان کے جنگل مین سر کھولے ہوے لکڑی ہاتھ مین لیے تشریف لیگئے اور پکارکے کہا کہ ای محبوب میرے یوسف تجھکو کس کنوئین مین ڈالا ہے اور کس دریا مین پھینکا اور کس تلوار سے مارا اور کہان دفن کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مقدسان ملاء اعلے آپکے رونے سے بے آرام ہین اور روتے ہین سو اللہ صاحب فرماتے ہین کہ میرے معصومون کو کسواسطے رولاتا ہے حضرت یعقوب نے کہا پھر کیا کرون حضرت جبرئیل نے کہا کہ صبر اختیار کیجیے سو حضرت یعقوب نے کہا فصبر جمیل یعنی وہ صبر جسمین جزع اور فزع نہین کیونکہ صبر با جزع ثواب کو کھو دیتا ہے پھر جنگل سے چلے آئے اور خاموش ہوکے بیٹھ رہے جیسے مریض دوائی تلخ پیکے بیٹھ رہتا ہے اس عرصے مین ایکدن اپنے زانو پر سر رکھے ہوے سوگئے حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ ای جبرئیل یعقوب نے وہ صبر اختیار کیا ہے جسمین فزع نہین مگر یہ عہد اسکا اور سنت رہیگا تو محبت مین فرق پڑ جائیگا اسواسطے اس عہد کے توڑنے کو باطل کرنا چاہیے سو جبرئیل علیہ السلام سبز کپڑے مین تصویر حضرت یوسف علیہ السلام خواب مین تشریف لائے اور حضرت یعقوب کے پاس ہوکر نکل گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے ہوے جاگے پھر

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا کہ ای یعقوب اللہ صاحب فرماتے ہین کہ تمنے تو جزع فزع سے انکار کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے متنبہ ہوکے اپنے لبون کو مٹی سے بند کیا اور کہا یا رب توبہ کرتا ہون ارشاد ہوا کہ تجکو جزع معاف ہے لیکن مجھی سے نالہ وزاری کر حدیث شریف مین آیا ہے کان یعقوب یبکی و یبکی یبکا یہ حیطان بیتہ یعنے تھے یعقوب روتے اور روتین انکے رونے سے گھر کی دیوارین عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے شہر کے باہر ایک گھر علیحدہ سب سے بنایا تھا تاکہ آواز نالہ وزاری کوئی غیر نہ سنے جب کہ رات ہوجاتی تو اس گھر مین آتے اور دروازہ بند کرکے یوسف کو یاد کرتے اور تڑپتے اور یون پکارتے کہ ای یوسف مین نہین جانتا تو کہان ہے کس کنوئین مین تجکو ڈالا اور کس دریا مین ڈبایا اور کس جنگل مین چھوڑ دیا اور کس زمین مین دفن کیا اور کیا تیری حالت ہے اس حالت مین صبح ہوجاتی تو آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے کہ یا الٰہی میرا بڑھاپا و ضعیفی و حسرت ہر شخص دیکھ کر رحم کرتا ہے فارحمنی یا ارحم الراحمین اور حال اس رونے کی تاثیر کا یہ تھا کہ جب آواز آپ کی جنگل مین پہونچتی تو ہرن اور جنگلی جانور بیت الحزن کے گرد آکے جمع ہوتے اور حضرت کے ساتھ روتے اور رونے کا یہ مرتبہ پہونچا کہ آنکھین جاتی رہین کہ وابیضت عیناہ من الحزن اسی کا اشارہ ہے یعنے سفید ہوگئین آنکھین انکی غم سے **فائدہ** حضرت یعقوب علیہ السلام نے بل سولت لکم انفسکم فرمایا یعنے اسناد اس حرکت شنیعہ کا اپنے بیٹون کی نفس سے کیا نہ کہ دل سے سبب اسکا یہ ہے کہ آدمی کے پاس دو چیزین ہین ایک نفس دوسری روح روح عالم پاک سے ہے اور نفس عالم خاک سے روح نیکی پر دلالت کرتی ہے اور نفس معصیت پر پیرایہ نفس غرور ہے اور سرمایہ روح تجارت لن تبور یعنے کبھون ہلاک نہو نفس متاع پر عیب ہے اور روح گلبرگ گلستان عالم غیب ہے ؎ نفس پیرایۂ خیالات ست ٭ روح سرمایۂ سعادات ست ٭ نفس پابستۂ ہوا و ہوس ٭ روح شایستۂ کمالات ست ٭ سو ہر گاہ کہ نفس بالذات شریر تھا اسواسطے گناہ کو اسکی طرف نسبت فرمایا اور اپنے درد کو صبر جمیل سے ملایا یعنے اگر تمنے کید کا اندیشہ کیا ہے تو مین نے پیشۂ صبر اختیار کیا اسلیے کہ بدون اور شریرون کو بدی اور حرج نصیب ہے اور صابرون کو صبر مین فرج عنقریب واضح ہو کہ اہل تحقیق کو صبر جمیل مین کئی قول ہین ایک حدیث شریف مین وارد ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جسمین شکایت خدا خلق سے نہو اور اگر کچھ شکایت دل مین رکھتا ہو تو حق تعالیٰ سے کہے جس طرح حضرت یعقوب نے فرمایا انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ اور حکیم علی ترمذی فرماتے ہین کہ صبر جمیل وہ ہے کہ صابر زمام اختیار اپنے قبضۂ اقتدار سے نگاہ

رکھے اور مقام رضا و تسلیم مین قائم رہے اور بلا و عطا مین یکسان بسر کرے اور شیخ یحیی معاذ رازی فرماتے ہین کہ صابر بلاے آسمانی مین خندان و شادان رہے خلاصۃ الحقائق مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ جو بندہ میرا مصیبت کی حالت مین صبر جمیل اختیار کرے تو شرط کرم یہ ہے کہ بروز قیامت بیحساب داخل بہشت کرونگا اور امام قشیری فرماتے ہین کہ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحب مصیبت اپنے غیر سے پہچانا نجاوے الغرض حدیث رسول اللہ اور کلام اولیاء اللہ سے یہ منکشف ہوا کہ صبر دو قسم ہے ایک جمیل دوسرا غیر جمیل سو صبر جمیل یہ ہے کہ وقت نزول بلا کے صابر بھیجنے والے بلا کو پہچانے جب بعلم الیقین معلوم ہو جاوے کہ یہ بلا جانب حق سے آئی ہے تو سمجھے کہ حق تعالے مالک الملک ہے اپنی ملکیت مین جو تصرف کرے درست ہو جاوے چون و چرا نہین ہے دوسرے وہ حکیم ہے کوئی کام بے حکمت نہین کرتا ہے تیسرے علیم ہے بے علم و دانش کچھ نہین کرتا چوتھے مشفق و رحیم ہے اگر بندے کی خیر اس بلا مین نہوتی تو بلا کو مقدر نکرتا جب کہ یہ باتین مبتلاے بلا پر منکشف ہوئین تو نور مرسل بلا مین مستغرق ہو جائیگا اور کبھون شکایت نہ کریگا ع بہر بلا کہ تو خواہی بیازماے مرا * کہ در مشاہدۂ تو بلا نمی بینم * ز من بہر چہ کنی یار راضیم بجفا * کہ ہر چہ از تو رسد جز عطا نمی بینم * اور جو صبر کہ ورا اسکے ہے وہ صبر غیر جمیل ہے اور فرق ان دونون صبرون کا اس مثال مین ظاہر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اللہ کو بسبب نعمتون کے جو اسکو عطا فرمائی ہین دوست رکھتا ہے جب بلا نازل ہوئی وہ دوستی زائل ہو گئی اور ایک شخص خدا کو محض از براے خدا دوست رکھتا ہے جب بلا آئی تو محبت و دوستی اسکی زیادہ ہوئی اور یہ ترانہ اسکی زبان پر جاری ہوا ع مائی جو نیم نعمت ما بلا خواہیم و بس * بلکہ ما دائم رضاے دوست را خواہیم و بس * از رضاے دوست ما اگر بلا خواہد رسید * ما ہمیشہ خویشتن را مبتلا خواہیم و بس * خلق از حق نعمت و فضل و عطا جوئیدہ ما * از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم و بس * ہر کسے از تو بقدر خود مرادے خواستند * ما مراد خویشتن از تو ترا خواہیم و بس * اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ صبر تین قسم ہے صبر بر مصیبت و صبر بر طاعت و صبر از معصیت جو کوئی بلا شکایت و جزع مصیبت پر صبر کرے اسکو تین سو درجے ہین اور جو طاعت پر صبر کرے اسکو المضاعف اور جو معصیت سے صبر کرے اسکو نو سو درجے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ جو کوئی شخص جرعۂ صبر خوشی سے نوش کرے اگر زندہ رہے حمید ہے اور جو مرجاوے شہید اور عرفا علیہم الرحمۃ فرماتے ہین کہ صبر دو قسم ہے صبر عابدین اور صبر عاشقین اول یہ ہے کہ مقام صبر مین مضبوط محفوظ رہے اور دوسرا یہ ہے کہ مرفوض رہے یعنی کمال صبر عاشقون کا بے صبری مین ہے جس طرح مراد انکی

نامرادی مین ہی اسی سبب سے حضرت یعقوب ؑ کو وعدہ صبر فرماکر فرماتے تھے فصبر جمیل اور رات کو بیصبری سے فرماتے تھے یا اسفی علی یوسف شیخ یحیی معاذ فرماتے ہین صبر المحبین اشد من صبر الزاہدین اسلیے کہ زاہد مشتہیات نفس پہ صبر کرتا ہی اور محب فراق محبوب پر اور یہ بہت سخت ہی اسلیے کہ عاشق کو سالہا سال گذرجاتے ہین کہ نہ نفس کا خیال آتا ہی اور نہ خواہش نفس کا کیونکہ عاشق کسی وقت محبوب سے غافل نہین ہی نفس کسکا اور ہواے نفس کہان پھر جو چیز سالہا سال یاد نہ آوے اُسپر ثبات اور صبر آسان ہی یا اُسپر جو ایک لحظہ اور ایک ساعت دل سے نہ بھولے

فائدہ اس جگہ صبر کا بیان ضرور ہوا واضح ہو کہ عالمون کے نزدیک صبر کی حقیقت ثبات ہی اور ٹھہری سہار جسکو یہ حال پیدا ہوا اُسکو شہوت اور غضب کا غلبہ ہوگا اسی واسطے یہ صفت نوع انسانی کے واسطے خاص ہوئی ملائکہ اور جانورون مین متصور نہین کیونکہ ملائکہ عقل محض ہین اُنمین شہوت نہین اور جانور شہوت محض ہین اُنمین عقل نہین ہی چنانچہ نوع انسانی ابتدا مین بمنزلہ جانور ہی کہ خور و نوش کے سوا اور کچھ خواہش نہین رکھتا اور ایک مدت کے بعد بازی اور جماع کا شوق پیدا کرتا ہی مگر عقل بھی اُسکے ساتھ ہوتی ہی کہ وہ اُسکو لذائذ دنیوی سے روکتی ہی اور نعماے اخروی کی طرف متوجہ کرتی ہی اور داعیہ شہوت سے سوار منہ پیش آتی ہی اگر عقل غالب آئی اور انسان قابو مین رہا اسی کا نام صبر ہی اگر شہوت غالب آئی اور انسان بے قابو ہوگیا اسی کا نام جزع ہی کہ صبر کا ضد ہی اور یہ صبر دو قسم ہی جسمانی نفسانی پس جسمانی یا فعلی ہی جس طرح اعمال شاقہ کرنا یا انفعالی جیسے آلام پر ثابت رہنا اور نفسانی وہ ہی کہ نفس کو طبع کی خواہشون سے روکے پس یہ رکاوٹ اگر شہوت بطن اور فرج سے ہی تو عفت ہی اور اگر لایعنی طلب سے ہی تو زہد ہی اور اگر فرار اور تزلزل سے لڑائی مین ہوئی تو شجاعت ہی اور اگر عفت و غصے کی حالت مین ضرب اور شتم سے ہوئی تو حلم ہی اور اگر حالت اضطرار مین اظہار اسرار سے ہوئی تو کتمان نفس ہی اور اگر غنا کی حالت مین تکبر اور تعلی با انتظام اور بند و بست مہمات کی حالت مین اضطراب اور تحیر سے ہوئی تو وسعت حوصلہ ہی اور اس صبر کے فضائل کلام الٰہی مین اکثر مذکور ہین اور احادیث صحیحہ مین بہت مسطور کتب تفاسیر و احادیث مین ملاحظہ کرنا چاہیے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ الصبر نصف الایمان حضرت استاذ الاستاد تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ یہ اسواسطے کہ ایمان تمام نہین ہوتا جب تک کہ افعال ناشایستہ کو نہ چھوڑے اور اعمال شایستہ سے دل نہ چرائے اور ان دونون امرون پر مداومت صبر بغیر ممکن نہین سو اس حساب سے صبر تمام ایمان ہوا لہذا حضرت علی مرتضےٰ نے فرمایا الصبر ہو الایمان کلہ لیکن چہ دونون

کبھی رغبت جسمانی اور شہوت نفسانی کے موافق ہوتے ہین اور کبھی نہین پس وہ صبر ہی یہ ضبر نہین
اسی وقت پر نظر فرماکے شارع نے صبر کو نصف الایمان فرمایا آور پوشیدہ نرہے کہ حقیقت صبر یہ نہین کہ
امر مکروہ کبھی روبرو نہ آسکے یا پیش آتے تو اُسکو مکروہ نہ جانے بلکہ اُسکی حقیقت یہ ہی کہ با وجود کراہت
طبعی منافیات عقلی اور شرعی سے آپ کو روکے ہرگز جزع و فزع کا اظہار نکرے اور اگر بے اختیار
آنسو بہا خواہ رنگ چہرے کا متغیر ہوا تو یہ صبر کے منافی نہین حدیث شریف مین آیا ہی کہ جب ابراہیم
فرزند رسول کریم فوت ہوے چشم شریف اشک ریزی پر آئی اور حزن واندوہ کی کیفیت باین عبارت
زبان پر جاری ہوئی کہ واللہ انا لفراقک یا ابراہیم لمحزونون یعنے قسم خدا کی مین تیری جدائی سے اے ابراہیم
اندوہناک ہون جتنے کہ لوگون نے عرض کیا کہا ہی یہ غم یا رسول اللہ ارشاد ہوا کہ اسقدر ملال اور اشک
ریزی مقتضیات رحمۃ الٰہی سے ہی کہ علاقہ ابوت اور بنوت مین ظہور پذیر ہی اور بیشک اللہ رحم کرتا ہی
اپنے اُن بندون پہ جو رحم کرتے ہین لوگون پر اور فرمایا کہ آنکھ روتی ہی اور دل غم مین ہی با وجود
اسکے مین وہی کہتا ہون جس سے اللہ میرا راضی اور خوش ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مگر میری
زبان قید مین ہی کہ نامرضی کا حرف اُس سے صادر نہین ہوتا غرض خلق محمود کا نام صبر ہی حدیث مین ہی
کہ جو مسلمان مصیبت مین انا للہ وانا الیہ راجعون زبان پر لائے بہتر چیز بدلے مین پائے ام المومنین ام سلمہ
فرماتی ہین کہ جب ابوسلمہ میرے شوہر نے وفات پائی مجھے یہ حدیث یاد آئی مین نے بار بار استرجاع کی
اُسکے بدلے حضرت کے نکاح مین آئی شعب الایمان مین ابن جبیر سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ
یہ کلمہ اگلے پیغمبرون کو بھی نہین ملا چہ جائے اُنکی امت کے اسی واسطے حضرت یعقوب نے شدت
حزن مین یا اسفیٰ علیٰ یوسف کہا اور انا للہ نہین فرمایا سعید بن مسیب اور حسن بصری کا معمول تھا کہ جب
جماعت کی نماز نہ ملتی تو باواز بلند استرجاع فرماتے یہان تک کہ لوگ تعزیت کو دوڑتے معدن الجواہر
مین ہی کہ استرجاع کے فضائل کا یہ سبب ہی کہ انا للہ مین عبودیت کا اقرار ہی اور انا الیہ راجعون مین
قیامت وبعث کا اعتراف ہی کہ جو ہم خدا کے ہین تو بے شبہہ ہماری بازگشت خدا ہی کی جانب ہی پس
اِس کلمے کو ہر مصیبت بلکہ ہر مصیبت خصوصاً موت کی خبر پر کہ وہ اعظم المصائب ہی کہنا اور مکرر پڑھنا
مغفرت اور رحمت کا موجب ہی قال اللہ تعالیٰ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون
یعنے ایسے لوگ اُنھین پر شاباشین ہین اپنے رب کے اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر اور حدیث مین ہی کہ
استرجاع کے ساتھ انا الیٰ ربنا منقلبون بھی کہے تا اورون کی موت سے اپنی موت یاد آئے نقل ہی کہ
یوسف سے یہودا کو ایک نوع کی محبت تھی سو یہودا گاہ گاہ تفقد احوال کیا کرتا تھا اور اُس ایام مین کہ

حضرت یوسف کنوئین مین تھے ہر روز بر سر چاہ جاتا اور استفسار احوال کرتا حضرت یوسف بھی اپنا
حال فرما دیتے اور باپ کا مزاج پوچھ لیتے ایک مرتبہ یہودا نے اپنے بھائیون سے کہا کہ ای بھائیو
احوال و اطوار یوسف سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا خواب درست و راست ہوگا وہ بولے اسپر
کیا دلیل ہی یہودا نے کہا کہ وہ کنوان جسمین حضرت یوسف ہین سخت تاریک تھا اب نورانی ہوگیا ہی
اور جب مین بر سر چاہ جاتا ہون تو ایک اور شخص کی آواز سُنتا ہون کہ یوسف سے باتین کرتا ہی
مگر مین اُس شخص کو نہین دیکھتا اب مصلحت یہ ہی کہ یوسف کو کنوئین سے نکال کے باپکے پاس
پہونچاؤ اور عہد و پیمان مضبوط لیلو کہ احوال گذشتہ باپ سے نہ کہے اس کلام سے بھائیون کے
دل مین رحم آیا تو اس ارادے سے چلے کہ یوسف کو کنوئین سے نکالین اور باپ کے درددل کی
دوا کرین اثناء راہ مین ابلیس علیہ اللعنۃ ملا اُسنے کہا کہ ای اولاد یعقوب کہان جاتے ہو انھون نے
احوال بیان کیا کہنے لگا کہ تم سخت بے عقل ہو لینے پہلے تمنے باپ سے کہا کہ یوسف کو بھیڑیے نے
کھا لیا کہ اس بات سے ہر کوئی واقف ہوگیا اور سب لوگون نے رنج و غم اُٹھایا اب اگر اسکو
زندہ باپ کے پاس لیجاؤ گے تو کیا عذر کروگے سوا بدنامی کے اور کچھ فائدہ نہوگا اور تمھارے
باپ کو تمپر اعتبار نرہیگا بلکہ عداوت پیدا ہوگی اب مناسب وقت یہ ہی کہ جو کچھ ہوا سو ہوا دم نمارو
اور گھر کو پلٹ جاؤ سو وہ لوگ ابلیس کی نصیحت سے فسخ عزیمت کرکے لوٹ آئے اب اللہ نے
چاہا کہ بے وضع منت ان لوگون کے یوسف علیہ السلام کو اس بلاسے ناگہانی سے نجات بخشے سو
عجب اتفاق ہوا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا بعد تین یا چار یا سات دن کے مدین سے مصر کو جاتا تھا
اور اُس قافلے مین تین سو گیارہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور رئیس اُنکا مالک ابن زعر خزائی تھا
اُسی میدان مین وارد ہوا اور یہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتون مین تھا چنانچہ اپنے
خطون پر لکھتا تھا ابو دلامہ مالک ابن زعر ابن نوابن عنقان ابن مدین ابن ابراہیم اور اکثر تفاسیر مین
لکھا ہی کہ یہ شخص مصری تھا سو اسنے لڑکپن مین ایک خواب دیکھا کہ مین کنعان مین گیا ہون یکایک
آفتاب میری آستین مین چلا گیا مین نے اُسکو نکال کر موتی نثار کیے اور چُن چُن کر صندوق مین
رکھ لیے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اُسنے کہا کہ ای مالک تجھکو ایک
غلام کہ حقیقۃً غلام نہین زمین کنعان مین ہاتھ لگیگا اُسکی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہوگی
اور قیامت تک تیری اولاد مین رہیگی اور اُس عالم مین آتش دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام
قیامت تک قائم رہیگا جب یہ تعبیر سُنی تو مالک نے تہیۂ اسباب سفر کرکے براہ دمشق جانب

شام چلا اور کنعان مین پہونچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا اسی تحیر مین تھا
کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ افسوس تجھ مین اور اُسمین جسکا تو متلاشی ہی پچاس برس کا فصل ہی
ناگزیر پھر آیا لیکن ہر سال دو مرتبہ بر سبیل تجارت جایا کرتا یہان تک کہ پچاس برس گذر گئے تو ایک
دن مالک نے اپنے غلام سے کہ جسکا نام بُشری تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جسکو معبر نے بتلایا ہی
ملجائے تو مین تجھکو آزاد کرون اور آدھا مال اپنا تجھے دے ڈالون اور اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کر دون
چنانچہ جب یوسف کا واقعہ واقع ہوا مالک مذکور دمشق مین پہونچا تھا پھر وہان سے چلکے تیسرے
دن کنعان مین آیا اور پانی کی طمع سے اُسی کنوئین کے قریب جسمین حضرت یوسف علیہ السلام
جلوہ فرما تھے فروکش ہوا اور معالم التنزیل مین ہی کہ ایک قافلہ مسافرون کا مدین سے مصر کو جاتا تھا
اُسنے راہ گم کی اور متصل اُس جنگل کے جس جگہ کنوان واقع تھا نازل ہوا اور پانی اُس چاہ کا جو
اول شور تھا جب حضرت یوسف اُسمین جلوہ فرما ہوے تو شیرین ہو گیا یا مجملاً اُس مقام پر آنکر
مالک نے پانی مانگا اور ایک روایت ہی کہ چارپایون نے بوے خوش یوسف پاکر وہان سے جنبش نہ کی
ناچار قافلہ وہین اُترا صبح کے وقت مالک دیکھتا ہی کہ پرندے جانور حاجیون کی طرح کنوئین کا
طواف کر رہے ہین اُسوقت مالک نے بشری اور بشیر دونون غلامون کو واسطے پانی کے
کنوئین پر بھیجا بشیر نے ڈول کنوئین مین ڈالا حضرت یوسف نے جانا کہ میرے بھائی مجکو نکالتے ہین
اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اُٹھو فرمایا کسواسطے
حضرت جبرئیل نے کہا کہ تمکو وہ دن یاد ہی جب تمنے کہا تھا کہ اگر مین کسیکا غلام ہونا چاہون تو
میری قیمت کوئی نہ دے سکے فرمایا یاد ہی مین ایک دن آئینہ دیکھتا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا
حضرت جبرئیل نے کہا آج وہی دن ہی اپنی قیمت دیکھو غرض بشیر نے ڈول کنوئین مین ڈال کر
کھینچا اور پکار اُٹھا یا بُشراہُ اغلام یعنے جسکو پچاس برس سے ڈھونڈھتے تھے وہ یہی اور
بعضے کہتے ہین کہ مالک نے دو غلام جو پانی کے واسطے بھیجے تھے اُنمین ایک بشری تھا دوسرا
عامر تھا جب یہ دونون پہونچے تو اُسوقت حضرت یوسف علیہ السلام سجدے مین پڑے ہوے
کہ رہے تھے یاغیاث المستغیثین اغثنی تب حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے یوسف اب غم و رنج گیا اور
وقت فرح و سرور آیا ع دل قوی رکھو نہ جی کو کاہش دے + جل کوئی دم مین داد خواہش دے +
اِس ڈول مین بیٹھ لیجیے آپ ہی کے واسطے اللہ صاحب نے اِس قافلہ کو یہان بھیجا ہی سو یوسف
علیہ السلام ڈول مین بیٹھے پنہارے نے انکا حسن دیکھا تو بہت خوشی سے پکار اُٹھا یا بشری

ہذا غلام اور قافلے والون سے چھپا ڈالا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وجاءت سیارة فارسلوا واردهم فادلی دلوه قال یا بشری ہذا غلام واسروه بضاعة واللہ علیم بما یعملون یعنے آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اپنا پنہارا اُسنے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا اور چھپا لیا اُسکو پونجی سمجھکر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے مین سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہین گئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ واللہ علیم بما یعملون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہود اس مقام پر قصہ کو بدل لیتے ہین چنانچہ توریت مین اور ہی طرح سے بنایا ہے تاکہ ہمارے باپ دادون پر عیب کا حرف نہ آوے اور اللہ اسکو خوب جانتا ہے یا اشارہ ہے اسپر کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے اپنی دانست مین مار ہی ڈالا تھا مگر اللہ صاحب نے بچا لیا اور بادشاہت مصر کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوب کو خوش کیا اور بھائیون کو حضرت یوسف کا محتاج بنایا اور تابعدار کر دیا اس آیت مین اللہ نے لفظ غلام فرمائی تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب لڑکون کو غلام بولتے ہین جس طرح فبشرناہ بغلام حلیم اور اسروہ بضاعة سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپانا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد نہ کرین **فائدہ** انسان کو نہین بولتے ہین جب تک مان کے پیٹ مین رہے اور جب بطن مادر سے جدا ہو تو صبی کہلایا مرد ہو خواہ عورت اور اس سن سے نو برس تک غلام کہلاویگا پھر چونتیس برس تک جوان پھر اکاون تک کہل بعد اُسکے شیخ تا آخر عمر کذا فی اللغة اور شرع مین از وقت تولد تا بلوغ یعنی پندرہ برس تک غلام بعد ازان شاب و فتی تیس برس تک بعد ازان کہل پچاس برس تک پھر شیخ بولا جاویگا کذا فی الاشباہ والحموی

روایت ہے سدی رحمة اللہ علیہ سے کہ بشری نام تھا ایک شخص کا اُسکو پنہارے نے آواز دی کہ یا بشری ہذا غلام سو اس آواز سے اُسکے یار حاضر ہوئے اور بولے کہ اس غلام کو مصر مین بیچینگے اور بڑا نفع اُٹھاوینگے لہذا اُسکو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ وارد نے اور اُسکے یارون نے تصور کیا کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ وارد نے ایک لڑکا پایا ہے اور اُسکے نفع مین اپنے یارون کو شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اسلیے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اُس سے کہدین کہ اہل شام نے ہمکو بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بیچ لادین اور صحیح یہ ہے کہ بشیر نے دوڑکر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے جسکی پچاس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ لگی ہے مالک نے کہا اسکو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے مین لائے اہل قافلہ مطلع ہوکر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ یہ لڑکا کہان سے

ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہی بولے یہ تو غلام نہین معلوم
ہوتا ہی بلکہ طور وطریق وصورت ووجاہت اسکی شہزادون کی سی ہی شاید کہین سے
چورا لائے ہو اور بہانہ کرتے اس رد وبدل مین نوبت مخاصمت پہونچی اور شور وغوغا
ہوا اس عرصہ مین ہوا کہ برادر مہربان یوسف تھا حسب معمول بر سر چاہ آیا سالم
مین ہی کہ یہودا کھانا لیکر آیا اور ہرچند یوسف کو پکارتا رہا جواب نہ ملا اونسے جانا کہ
انتقال جنت فرما گئے سو رونے لگا اور ادھر اودھر دیکھتا تھا دفعۃً ایک انبوہ آدمیون کا
دیکھ پڑا وہان گیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر ایک اژدحام ہی فی الفور وہان سے
لوٹا اور اپنے بھائیون سے احوال کہا انھون نے اس خیال سے کہ حضرت یوسف اپنا
احوال قافلے والون سے کہدینگے اور رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے والد کو پہونچیگی افتان
وخیزان بر سر چاہ پہونچے اور حضرت کو نپایا قافلے کے لوگون پر دعوے کیا اور
عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئین سے
نکالا تو اونکے بھائیون نے اس طرح خبر پائی کہ آفتاب تیرہ وتار یک تھا اور معاملہ یہ تھا
کہ اللہ جل شانہ نے حضرت یوسف کو ایسا نور عنایت کیا تھا کہ جب آفتاب سے
مقابل ہوتے تو نور آفتاب مضمحل ہوجاتا اور اب کنوئین کے رہنے سے اور بھی معاملات
محبوبی پیش آئے تو نور نے دونی جھلک پیدا کی کہ اوسکے مقابلے مین آفتاب سیاہ
نظر آتا تھا بھائیون نے جانا کہ یوسف علیہ السلام کنوئین سے نکلے ہین آخر کار
روبیل نے پہاڑ پر چڑھکر دیکھا تو یوسف علیہ السلام اس قافلے مین نظر آئے
اسنے آواز دی کہ ای بھائیو دوڑو یوسف کنوئین سے نکلا ہی سب بھائیون نے
دوڑکر قافلے کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہی اور ہمکو خبر
ملی ہی کہ اس کنوئین مین کودا تھا تمنے نکالا ہی سو ہمارے حوالے کرو نہین تو ایسی
آوازہ کرینگے کہ تمھارے دل پھٹ جائینگے ناچار اہل قافلہ نے حضرت یوسف کو
ظاہر کیا بعضون نے کہا کہ انسے چھینکر مار ڈالین یہودا نے کہا تمکو وہ عہد وپیمان
یاد ہوگا جو تمنے مجھسے کیا تھا بولے تو ہی بتلا کیا کرین یہودا نے کہا بعد ثبوت
دعوے اسے بیچ ڈالو کہ اس ولایت سے جاتا رہے یہی صلاح پسند آئی تو اول
قافلے والون سے پوچھا کہ تمنے اسکو کہان پایا یہ شخص تو ہمارا غلام ہی اسکو ہم

کئی دن سے تلاش کرتے تھے ایک نے حال گذشتہ بیان کیا اورحضرت یوسف سے
پوچھا کہ تم کیا فرماتے ہو یہ لوگ کیا دعوے کرتے ہین فرمایا کہ یہ لوگ اپنے دعوی مین
سچے ہین روایت ہی جو کہ حضرت یوسف نے چاہا کہ حال کہین لیکن بھائیون سے
زبان عبری مین کہا کہ اگر ہمارے خلاف کہیگا تو ہم اسے لیکر مار ہی ڈالینگے کیونکہ
ہم باپ سے کہہ چکے ہین کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اس خوف سے حضرت یوسف نے
فرمایا کہ فی الحقیقت مین بندہ ہون اور یہ لوگ میرے اہل ہین تب مالک نے کہا
کہ اسکی صورت سے شہزادگی پائی جاتی ہی اور تم لوگ غلام کہتے ہو یہ بات تو غلط
معلوم ہوتی ہی گو کہ تمھارے خوف سے یہ لڑکا تمھارے موافق کہتا ہو کہنے لگے
کہ ہمارے باپ کی ایک خوبصورت لونڈی تھی اُسی کا جنا ہی مگر فرزندون کی طرح
پرورش پاتا رہا اس عرصے مین ایک بڑا قصور کرکے بھاگ آیا تھا تب مالک نے
کہا اگر تمھارا غلام ہی تو لیجاؤ تب بولے کہ ہم اسکو اب نرکھینگے کیونکہ قابل اعتماد
نہین رہا اگر تم مول لے لو تو ہم بیچتے ہین مالک نے کہا کس قیمت کو بیچوگے کہا
ہزار درہم کو اُسنے کہا کہ ہم نہین لیتے پھر کہا پانسو درہم دو تھے کہ سو درہم پر آگئے
مالک نے کہا اتنا روپیہ میرے پاس نہین ہی اور جو روپیہ مین لایا تھا سب خرچ
ہوگیا ہی بیس درہم کھوٹے باقی ہین اگر اسقدر منظور ہون تو مین لیتا ہون جب
دیکھا کہ مالک بے پروائی کرتا ہی کہنے لگے اگرچہ اسکی قیمت زیادہ ہی لیکن اسکے
عیب سے ہم اسی قدر پر راضی ہین مگر تین شرطین کرتے ہین ایک یہ کہ یہ غلام
معیوب بعیب سرقہ ہی اگر چوری کریگا تو ہم واپس نہ لینگے دوسرے بھاگ جایا کرتا ہی
اسکے پیرون مین زنجیر رکھیو تیسرے کمل کی پوشاک پنھائیو اور نان جوین
بقدر قوت کھانے کو دیجیو اور بھی کہے دیتے ہین کہ جھوٹے خواب بہت دیکھا کرتا ہی
اسپر اعتماد نکرنا اور کلام بھیجنی انکے حضرت یوسف سنتے اور روتے اور زبان
عبری مین فرماتے کہ خدا سے ڈرو مجھ بیگناہ کو نہ بیچو اور بیڑی اور زنجیر کی وصیت
نکرو ای ظالمو قیامت کے دن کیا جواب دوگے بولے کہ سکوت کر اور جو ہم
کہتے ہین اسپر راضی رہ بعد اُسکے مالک نے کہا کہ ایک بیعنامہ لکھدو چنانچہ
شمعون یا روبیل نے دوات قلم لیکے اس مضمون سے بیعنامہ لکھا کہ بنام خدا ے

ابراہیم علیہ السلام یہ غلام مول لیا مالک ابن زعر خزاعی نے اولاد یعقوب سے نام اسکا یوسف ہی اور شرط یہ ہی کہ چوری اور گریز پائی اور بد خدمتی کے عیبون سے اسکو واپس نکرین اور دوسری شرط یہ کہ اُسکو سواے نان جوین کچھ اَور کھانے کو نہ دین اور سواے کملی اور ٹاٹ کے لباس نہ عطا کرین اور اپنے احاطے سے نکلنے نہ دین فقط بعد ازان بیعنامہ مالک کو دیا اور قیمت لیکر گھر کو روانہ ہوے

کما قال اللہ وشروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ وکانوا فیہ من الزاہدین یعنے بیچ ڈالے بھائی اسکو ناقص مول پر گنتی کی گئی پاولیان اور رہو رہے تھے اُس سے بیزار

فائدہ چونکہ لفظ بیع دلیل تملیک تھی اور حضرت یوسف آزاد تھے بیع آزاد جائز نہ تھی لہذا اللہ صاحب نے لفظ شروہ ارشاد کیا تاکہ سامعین آگاہ ہون کہ یہ بیع حقیقۃً بیع نہین ہی اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہی کہ اللہ نے یہ کلمہ تشکایۃً فرمایا ہی اور اگرچہ اہل قافلہ نے دوسری بار مصر مین بیچا ہی مگر اُسکی تصریح کلام اللہ مین نہین ہی مگر اشارۃً ہی لیکن بقیمت ارزان اسی جگہ بیچا ہی اَور علما کو اختلاف ہی کہ شرا سے مراد مول لینا ہی یا بیچنا بعضے کہتے ہین مول لینا مراد نہین ہی بلکہ بیچنا مقصود ہی اور شرا بمعنی بیع شائع ہی اور اِس تقدیر پر معنی شروہ بثمن بخس الخ کے یہ ہوے کہ بیچ آئے یوسف کو سب بھائی ناقص مول کو کئی دام کھوٹے لیکر اور وہ تھے اُس سے ناخوش اَور بعضے کہتے ہین کہ شرا بمعنی خریدن ہی یعنے مول لیا سوداگرون نے بھائیون سے یوسف کو دم دیکر اور تھے اُس سے بیزار اس خیال سے کہ بھگوڑا غلام ہی اَور یہ بھی اختلاف ہی کہ بیچنے والے کون تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھائی تھے اور بعض علما کے نزدیک وہ تھے جنہون نے چاہ کنعان سے نکالا تھا پس معنی آیۃ کے یہ ہوے کہ بیچا قافلے والون نے عزیز مصر کے ہاتھ وہ اُس سے بیزار اسلیے کہ یوسف لقیط تھے قافلے والے خوف کھاتے تھے کہ چھین جاینگے اِس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان بیع ثانی کا ذکر ہی اور یہ قول ضعیف ہی اور ثمن بخس مین کئی قول ہین ضحاک اور مقاتل اور سدی کہتے ہین کہ بمعنی حرام ہی اسلیے کہ ثمن آزاد حرام متفق علیہ ہی اَور شعبی اور عکرمہ کہتے ہین کہ مراد ثمن قلیل ہین اور ابن عباس اور ابن مسعود فرماتے ہین کہ مراد ثمن بخس سے ثمن زیوف ہین یعنے کھوٹے اور ناقص کذا فی المعالم اور حقیقت یہ ہی کہ بخس مصدر بمعنی مفعول ہی یعنے ثمن مبخوس اور اصل معنی بخس کے ناقص البرکہ

تحقیق لفظ شرا

بیان بیچنے والون یوسف

بیان معنی بخس

اور لفظ معدودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے کم تھے کیونکہ اُس وقت مین دستور یہ تھا کہ چالیس درم سے جب کم ہوتے تھے تو اُنکو شمار کرتے تھے اور جب چالیس یا زائد ہوتے تھے تو وزن کرتے تھے آب اختلاف ہے کہ دراہم کتنے تھے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بیس درم تھے اور بعضے کہتے ہین بائیس درم تھے اور بعض کے نزدیک اٹھائیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک سترہ اور عکرمہ ابن ابی جہل کے نزدیک چالیس درم تھے مگر صحیح قول حضرت ابن عباس وغیرہ صحابون کا ہے کیونکہ دس بھائیون نے یہ حرکت ناجائز کی تھی اور دو دو درم کا حصہ تجویز کر لیا تھا چنانچہ از روے روایات صحیحہ ثابت ہے کہ قیمت یوسف علیہ السلام کی لیکر دو دو درم باہم تقسیم کیے صرف یہودا نے اپنا حصہ نہ لیا اور کہا واللہ ہم اپنے بھائی کا ثمن نہ لینگے کہ وہ بھی اور بھائیون نے رسدی لیلیے **فائدہ** اس مقام سے علمانے دلیل پکڑی ہے کہ بیع آزاد کی قطعاً باطل ہے کسی طرح جائز نہین آور جو بعض فتاوے مین بلا تامل لکھا ہے کہ اگر مسلمان آزاد حالت مخمصہ اور قحط مین اپنی اولاد کو بیچے تو غلام و کنیز شرعاً ہو جاتے ہین سو اس قول پر فتوے نہین ہے اور نہ معمول یہ ہے اسلیے کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام مین ہرگز آزاد کو مال اعتبار نہین کیا ہے ورا سے اسکے کتب متون بالکل اسکے خلاف ہین اور جب متون خلاف ہون تو قول فتاوے سے پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کذا حققہ استاذ مولانا عبدالعزیز المحدث الدہلوی قدس سرہ آور تفسیر احمدی مین ہے کہ مولانا نظام الدین نے کہا ہے کہ بیع آزاد کی کسی حال مین درست نہین ہے اور جسنے مخمصہ مین بیع حر کی جائز کہی ہے جملہ مجتہدین اس سے بیزار ہین **فائدہ** واضح ہو کہ اللہ صاحب نے تین شخصون کو ایسا نور حسین عنایت کیا کہ اُسکے مقابلے مین نور آفتاب منفعل و مغلوب ہو گیا ایک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کو کہ جب تین دن چاہ مین رہ کر نکلے تو ایسا نور چمکا کہ آفتاب اُسکے مقابلے مین لرزتا کانپتا تھا دوسرا انور جبین و رخسار حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم کہ انکو حضرت ابراہیم نے کئی دن صندوق مین بند کیا تھا جب نکالا تو یہی حال تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب ابراہیم نے ہجرت فرمائی اور چلے تو ایک شہر مین یعنی مصر مین آئے وہان کا بادشاہ مشابہ ہاروت نام بڑا ظالم بدکار تھا اور حضرت سارہ نہایت خوبصورت تھین سو اِس خوف سے کہ وہ ظالم

تحقیق دراہم معدودہ

بیع آزاد ناجائز ہے

بیان سہ کس حسین

گرفتار نہ کرلے حضرت ابراہیم نے سارہ کو تین شبانہ روز یا زیادہ اس سے صندوق مین رکھا تھا
تمیسر انور پیشانی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا کہ جب سے کلیم اللہ ہوے ایسا نور آگیا کہ نور آفتاب
مغلوب ہوجاتا تھا لہذا نقاب چہرہ مبارک پر ڈالے رہتے تھے چنانچہ صفورا آپ کی بی بی نے
ایک مرتبہ بکمال مبالغہ نقاب اٹھوایا جب اُس نور پر نظر پڑی تو اندھی ہوگئین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی دعا سے اچھی ہوئین اسی طرح سات مرتبہ اتفاق ہوا مین کہتا ہون کہ حسن حضرت خاتم النبیین
افضل الاولین والآخرین کا اول قصہ مین مجملاً بیان ہوگیا ہے اور آخر کتاب مین مفصل لکھا جائیگا مگر
اس جگہ تیمناً وتبرکاً واسطے تزئین اس مقام کے گزارش کرتا ہون کہ اگر حضرت موسیٰ کا نور پیشانی
مین تھا تو حضرت خاتم النبیین کے دل مین ایسا نور تھا کہ عرش مجید پر غالب آیا اور نور آفتاب ایک
خبر ہے منجملہ سات سو خبر در نور عرش کے کہ شب معراج مین اُس نور نے ایسی بلندی اور روشنی مقام
قاب قوسین اور اوادنیٰ مین پائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور مین آپ مستغرق ہوگئے اور
ہمیشہ تا دم زیست اُسی نور مین آپ محو رہے اور اسی سبب سے کسی طرف التفات نہ تھا سر اپنا
جھکائے رہتے تھے ایک دن حضرت صدیق اکبر کے دل مین گذرا کہ سبب کیا ہے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہماری طرف التفات نہین فرماتے اور آنکھ سے نہین دیکھتے حضرت نے اس خطرے پر
مشرف ہوکر فرمایا یا ابابکر لو کنت متخذا خلیلا لاتخذتک خلیلا ولکن شغلنی الجبار عن الاعیان ابوبکر نے
عرض کیا یارسول اللہ آپ نے نہین فرمایا تھا کہ تو بمنزلہ سمع وبصر میرے کے ہے فرمایا درست ہے لیکن یہ حدیث
قبل از وصول بقاب قوسین تھی اب سمع وبصر میرا اور ہی ہے فاذا احببتہ کنت لہ سمعاً وبصراً ولساناً و یداً بی
یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے کس نور مین عرش
مجید دیکھا فرمایا غلب نوری نورہ **فائدہ** اسی مقام مین ایک مثال روز قیامت کی خیال
مین آتی ہے کہ روز قیامت جب بندۂ مومن کو چاہ لحد سے نکالکر میدان قیامت مین لاوینگے اور
بہشت کو یوسف وار معرض بیع مین عرض کرینگے تو مفلس لوگ عذر کرینگے کہ ہمارے کیسۂ اعمال مین
سوائے نقد وجنس باقی نہین ہے جو ثمن جنت ہوسکے پھر دل لگانا جنت کی خریداری پر بے فائدہ ہے اسی وقت
خطاب حضرت کریم جل جلالہ وعم نوالہ یون ہوگا کہ اے شرمساران حضرت الوہیت وگنہگاران
درگاہ عزت اپنے کیسۂ اعمال مین دیکھو اگر کچھ نقد شکستگی اور نیاز سے نکلے یا کوئی شعلہ
سوزش سینہ بے کینہ سے ہاتھ لگے یا کوئی قطرہ اشک ندامت دیدۂ فراق رسیدہ کا تلاش
سے نکل آوے تو اسکو پیش کرو کہ ثمن بہشت کے واسطے کافی ہے اور مجکو منظور ہے منقول ہے کہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ شروہ بثمن بخس پڑھتے تو فرماتے کہ سبحان اللہ نادان لوگوں نے پیغمبر خدا کو کیسا ارزان بیچا ہے بعض تفسیرون میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ سے تشریف لاتے تھے کئی لڑکون نے آکر دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ جوز کھیلنے کو عنایت کیجیے حضرت نے فرمایا کہ جوز میرے پاس نہین ہین میرے ساتھ چلے آؤ شاید گھر مین ہون لڑکون نے کہا یا رسول اللہ اسی وقت دیجیے ہمارا وقت کھیل کا گذرا جاتا ہے حضرت نے فرمایا مین مجبور ہون مجھے بیچ ڈالو اور جوز خرید لو اسپر بھی لڑکے دامن پکڑے رہے اور یہی کہتے کہ ہمکو اسی جگہ جوز پیدا کر دیجیے اس حالت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت نے لڑکون کا حال بیان کیا اور خود حضرت عمر نے اپنی آنکھون سے دیکھا معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام انبساط مین ہین اسواسطے لڑکون سے پوچھنے لگے کہ رسول خدا کو بعوض کتنے جوزون کے بیچتے ہو بولے جتنے مل جائین حضرت عمر نے کہا کہ بیس جوز میرے پاس ہین سو مجھسے جوز لو اور حضرت کا دامن چھوڑ دو لڑکون نے بیس جوز لیے اور دامن حضرت کا چھوڑ دیا حضرت عمر نے کہا کیا نادان لڑکے تھے کہ رسول خدا کو بیس جوز کے بدلے بیچ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ یوسف کے بھائیون نے بیس درم کھوٹے لیکر یوسف کو بیچ ڈالا اگر لڑکون نے کہ نابالغ ہین بیس جوز پر مجھے بیچا تو عجب نہین ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر برادران یوسف حقیقت یوسف سے آگاہ ہوتے تو اٹھارہ ہزار عالم کے بدلے بھی نہ بیچتے اسی طرح اگر بندۂ عاصی قدر خداوندی جانتا تو ایک قدم مخالفت مین کبھی نہ رکھتا اور دنیا و آخرت کو بمقابلۂ رضا مین بے حقیقت سمجھتا حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے حضور مین حاضر تھا ایک ضعیفہ اپنے شوہر کو لیے ہوے آئی اور کہا میرا خاوند اور نکاح کیا چاہتا ہے اور مین بہت مدت سے اسکے عقد مین ہون شیخ نے فرمایا کہ مردون کو چار عورتین درست ہین تو ایک ہی عورت مین مخاصمت کرتی ہے اس عورت نے عرض کیا کہ اے شیخ اگر غیر کے سامنے منہ کھولنا درست ہوتا تو مین نقاب اٹھا کر اپنا چہرہ دکھلاتی تب تم میرے حسن و جمال کا تماشا دیکھتے اور انصاف فرماتے کہ ایسی نعمت اور حسینہ عورت پر دوسری عورت لانا مرد کو جائز نہین ہے شیخ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے حضرت شبلی فرماتے ہین کہ بعد ہوش کے مین نے سبب بیہوشی سے استفسار کیا فرمایا کہ اے شبلی یہ کلام اسکا اللہ پر جا لگا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ اے بندہ اگر میرا دیکھنا دنیا مین جائز ہوتا تو مین نقاب حجاب اٹھا دیتا کہ مجھکو دیکھکر تم دوسری طرف التفات نہ کرتے ؎ چیست آن شہریار در پردہ

شہر پر شور و یار در پردہ + ہمہ گلہا از و شگفتہ بناز + رخ او غنچہ وار در پردہ + از پس پردہ جملہ حیرانند
ہیچ رانیست بار در پردہ + از برون کر ہزار بینی نیست + خبر یکی زان ہزار در پردہ + ہم تو ای پردہ
بصیرت تو + خویشتن را مدار در پردہ + پردۂ خویش را بسوز و ببین + دوست را آشکار در پردہ +

حقائق سلمی مین حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہو کہ حضرت فرماتے تھے کچھ تعجب نہین جو
برادران یوسف نے یوسف کو ارزان بیچ ڈالا دیکھو انسان تمامی حظوظ آخرت کو ایک کوڑی برابر
حظ دنیوی سے بیچا کرتا ہو اور اس معاملے کی شامت سے دولت رضاے مالک مطلق اور سعادت لقاے
حضرت حق سے محروم رہتا ہو اور ابن عطا سے روایت ہو کہ فرماتے تھے کہ بھائی یوسف کے حقیقتہً
دشمن یوسف تھے کہ آنکو بیس درم کو بیچا اور بندۂ مومن اپنے نفس کو دوست رکھتا ہو اور ایک مرتبہ
عوض بہشت کے اللہ کے ہاتھ بیچ چکا ہو کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ
اور پھر ہوا و شہوت کے ہاتھ کہ دشمن قوی ہین اقل قلیل پر بیچتا ہو اور خسران و نکال آخرت سے نہین
ڈرتا القصہ یوسف کے بھائیون نے دراہم معدودہ لیا اور دستاویز بیع مالک کو دی اور کہا کہ اسکو
محافظت سے لیجائیو نہین تو بھاگ جاویگا چنانچہ مالک نے ایک زنجیر لوہے کی بھاری بھائیون کے
روبرو حضرت یوسف کے پیرون مین ڈالی اور ایک غلام حبشی بدخلق ابقلوس نامی کے سپرد کیا اور
قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یوسف نے شور کیا کہ انکی آواز مالک کے کان مین پہونچی اسنے کہا میری
سواری کے وقت کون روتا ہو کسی نے کہا وہی عبری غلام روتا ہو اسنے حضرت یوسف کو اپنے
روبرو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو اسنے پوچھا آپ کیون روتے ہین کیا حاجت ہو فرمایا کہ
تھوڑی مہلت ملے تو مین اپنے بیچنے والون سے مل آؤن کہ شاید پھر انکو نہ دیکھون مالک نے کہا
مین نے تمسا غلام باوفا اور ان سا ظالم بیچنے والا نہ سنا ہو نہ دیکھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے
لائق کام کرتا ہو غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام ابقلوس حبشی کے ساتھ
رات کے وقت بہزار دشواری زنجیر کشان و گریہ کنان اس مقام پر جہان بھائیون نے بیچا تھا پہونچے
اسوقت بھائی پہرے پر تھا اور لوگ سوتے تھے یہودا نے زنجیر کی آواز سنکے پوچھا ہے کون آتا ہو
یہ کس کے پاؤن کی آواز ہو + ہر صدا اپنے پاین جیسکے سو طرح کا ناز ہو + حضرت نے فرمایا کہ یوسف
آتا ہو یہودا دوڑ کر لپٹ گیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ اے بھائی دیکھین قیامت مین ہمارا کیا حال ہو
افسوس کہ میرا کوئی شریک نہین اور تن تنہا انسے عہدہ برا نہین ہو سکتا پھر اور بھائیون کو آواز دی
کہ بیدار ہو یوسف علیہ السلام تمسے رخصت ہونے کو تشریف لائے ہین بعضے شرم سے نہ اٹھے

لیتے اٹھ بیٹھے مگر حضرت یوسف نے ایک ایک کو گلے لگا کے فرمایا کہ تمکو اللہ سلامت رکھے گو تمنے مجھے سپرد اغیار کردیا اور اللہ تمکو حفاظت مین رکھے اگرچہ تمنے مجھے ضائع کیا اور اللہ تمپر رحم کرے ہرچند کہ تمنے مجھپر رحم نہین کیا اور اللہ تمھاری مدد کرے گو کہ تمنے میری مدد نہین کی بھائیون نے شرمندہ ہوکے کہا اگر ہمکو باپ کا خوف نہوتا اور اپنے سخن کی حیا نہوتی تو ہم بیشک تجھے پھیر لیتے بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام رخصت ہوے اور قافلہ مین تشریف لائے تو قافلہ چلا اثناے راہ مین مقبرہ اسحاق علیہ السلام کا پڑا اسمین انکی مان کی قبر تھی سو حضرت یوسف اونٹ سے کود پڑے اور قبر راحیل سے لپٹ کے روئے اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی تو ایک آواز حزین قبر سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کان مین آئی کہ اے قرۃ العین تیری حالت دیکھکر سخت بیتاب ہون فاصبر وما صبرک الا باللہ غرض اس مقام مین توقف زیادہ ہوا اور حبشی نکیل اونٹ کی پکڑے ہوے آگے بڑھ گیا تھوڑی دور پر اُسنے منھ پھیر کر دیکھا تو حضرت یوسف اونٹ پر نظر نہ آئے اُسنے جلدی سے دوڑ کے قافلے مین خبر کی کہ غلام بھاگ گیا یہ کہکر تلاش کے واسطے لوٹا دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر سے لپٹے ہوے روتے ہین حبشی نے غصہ ہوکے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تیرے بیچنے والے سچے تھے تو بیشک بھگوڑا ہے اور گھسیٹ کر اپنی سواری کے پاس لایا حضرت یوسف بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ یارب مین گنہگار ذلیل وخوار تیرے در پر آیا ہون میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض نہین سنی جاتی تو ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہ السلام نبی معصوم تھے انھین کے واسطے مجھپر رحم کر اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف کا حال دریافت کر حضرت جبرئیل نے آکے پوچھا فرمایا کہ مین طاقت کلام نہین رکھتا جبرئیل نے کہا اگر حکم ہو تو زمین کو زیر و زبر کر ڈالون آنکو منع کیا اور کہا ان ربی لرحیم مگر اسقدر چاہتا ہون کہ ایسا کوئی معاملہ واقع ہو جس سے اہل قافلہ کو عبرت پیدا ہو اور خدا کے غضب سے ڈرنے لگین تب حضرت جبرئیل نے اپنا ایک پر زمین پر مارا کہ ایک آندھی چلی یا بدلی ایسی آئی کہ اندھیرا ہوگیا اور زمین تھرتھرانے لگی اور سارے اونٹ قافلے کے بھاگ چلے اور ایسی شور شر ہوئی کہ فرشتون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یا الٰہی تو نے کیسے کیسے تازیانہ اس لڑکے کو مارے اور کس کس طرح سے اسکو ذلیل کروایا لیکن کبھی کچھ بھی نہوا اب ایک ہی طمانچے مین جہان کو ویران کیے دیتا ہے ارشاد ہوا کہ اگر مین مارون تو مارون لیکن اور دن کا مارنا مجھے خوش نہین آتا دیکھو تمام حال آدم اور نبی آدم کا لوح محفوظ مین لکھا تھا کہ ظاہر ہوا اور ہوتا جاتا ہے لیکن فرشتون کا

اتجعل فیہا من یفسد فیہا کہنا خوش نہ آیا تب مالک نے تین مرتبہ پکار کر کہا کہ اگر کسی نے قافلے مین کچھ گناہ کیا ہو تو قبل ہلاکت کے توبہ کرے حبشی نے کہا مین نے اس غلام عبری کی خدمت مین گستاخی کی تھی اور ایک طمانچہ مارا تھا کہ ہاتھ میرا خشک ہو گیا ہو اور اُس حالت مین یہ غلام چپکے چپکے کچھ کہ رہا تھا کہ اُسی دم سے یہ آفت برپا ہو تب مالک خود حضرت یوسف کے پاس آیا اور دست بستہ ملتمس ہوا کہ مجکو یہ یقین ہو کہ تو اللہ کے نزدیک بزرگ ہو سو یہ دعا کر کہ یہ آفت جاتی رہے حضرت یوسف علیہ السلام نے تبسم کر کے دعا کی کہ بلا دفع ہو گئی اور اُس غلام کا ہاتھ بھی اچھا ہو گیا مالک نے اُسی وقت بند اور زنجیر دور کر ڈالی اور پوشاک نفیس پہنا کے ایک معقول گھوڑے پر سوار کرایا اور سردار قافلہ بنا کر لے چلا روایت ہو کہ جس وقت حبشی کو زنجیر پکڑائی ہو تو اُسنے مالک سے کہا تھا کہ اے مالک تو شام سے اسی غلام کے واسطے پچاس مرتبہ آیا اور بڑی تکلیفین اُٹھائین مجکو سخت تعجب ہو کہ ایسے شخص سے اسطرح کی بیمروتی کرتا ہو اور مین تو اس غلام کو نہایت ضعیف اور نازک پاتا ہون طاقت ایسے بوجھ کی نہین رکھتا مالک نے کہا یہ سب درست ہو اور معبر نے خواب کی تعبیر بھی اسی کے موافق بیان کی تھی الا فرق اتنا ہو کہ مین نے اسکو بیس درم کو مول لیا ہو اسیر یوسف ع ہنستے اور دل مین کہتے کہ افسوس اب تک میرا احوال پوشیدہ ہو حقیقت یہ ہو کہ سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام اور زلیخا کے کسی نے حضرت کو نہین دیکھا سو حضرت یعقوب کی آنکھین جاتی رہین اور زلیخا کا جو کچھ حال ہوا ہو سو آگے اسی قصے مین معلوم ہوگا اور مالک ابن زعر اگر حضرت کو صورت اصلیہ پر دیکھتا کبھی مول لینے پر مستعد نہوتا اور جو مول بھی لیتا تو پھر کبھی جدا نکرتا اسی طرح حضرت کے بھائیون نے نہین دیکھا ورنہ حضرت یعقوب سے زیادہ پیار کرتے کیونکہ ہمیشہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوا ہو جو یوسف کو اتنا چاہتے ہین ہم لوگ تو اُسسے خوبصورت ہین سبحان اللہ کیا ہی پردہ اللہ نے ڈالا تھا اور مالک کی عقل پر کیا ہی حجاب ہو گیا تھا کہ بیعنامہ کی شرطون پر قائم ہوا حالانکہ بیعنامہ مشروط قابل اعتبار نہین اور جو شرطین بیع مین ہوتی ہین سب فاسد ٹھہرتی ہین مگر تقدیر مین حضرت یوسف کے ریاضت لکھی تھی کسی بات کا خیال نہ رہا اور عادت الٰہی بھی یون ہی جاری ہو کہ جسکو بزرگی و عظمت شان عنایت کرنا چاہتے ہین اکثر ریاضت ہی مین مبتلا کرتے ہین اور منظور نظر یون تھا کہ انکو تمام مصر کا بادشاہ کرین اور مصریون کو لونڈی و غلام بنا دین اسواسطے پہلے سے وہ غلامی مین مبتلا کیا کہ اسکو یاد کرکے اپنے غلامون سے بحسن خلق پیش آوین القصہ حضرت یوسف علیہ السلام قافلے کے ساتھ مدینہ نیسان مین پہونچے وہان کے لوگ انکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور انکی صورت کی

معبد مین بنانے پوجنے لگے وہان سے چلکر مدینہ نابلس مین پہونچے تو وہان کے لوگ بت پرست
تھے وہ سب بتون کو توڑ کے ایمان لائے سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے طاق ابرو اس بت
رنگین ادا کی دیکھکر کتنے کافر ہوگئے کتنے مسلمان ہوگئے + اور تفسیر سجستانی مین لکھا ہے کہ جب حضرت
یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہونچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے
کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک مین آتا ہے چاہیے کہ اسکا استقبال کر اور اپنے مکان پر لاؤ اور اسکے
حکم پر چل امیر قدس جگا اور استقبال کے واسطے شہر سے نکلا اور طعام ضیافت کے واسطے حکم دیگیا
جب قافلہ شام مین پہونچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمھارا امیر و سردار کون ہے بولے مالک ابن زعر
اسکو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر دو تین مرتبہ ہر سال اس طرف سے آتا جاتا ہے کبھی مجکو اسکے
استقبال کا حکم نہین ہوا ہنوز امیر کا کلام تمام نہوا تھا کہ ایک سوار دو سو فرشتون سے حضرت یوسف
کی محافظت کو آسمان سے آیا اسنے امیر کو حضرت یوسف کا نشان دیا وہ دوڑ کے پابوس ہوا اور
عرض کیا تم کون ہو فرمایا مین وہ ہون جسکے استقبال کو تو آیا ہے اسنے متحیر ہوکے کہا کہ آپ کو کسنے خبر دی
فرمایا کہ جسنے تجکو استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کیا کہ مجکو کیا حکم ہے فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دے امیر نے
کہا بدین شرط قبول کرتا ہون کہ آپ اول میرے بت سے ملاقات کیجیے اگر وہ سجدہ کرکے کہے کہ یہ شخص
صادق ہے تو جیسا آپ فرماتے ہین مین بجالاؤن فرمایا ربی یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید غرض کہ امیر قدس
حضرت سے باتین کرتا قافلے کے ساتھ شہر مین داخل ہوا ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے
تھوڑا توقف فرمایا تب امیر قدس نے حضرت کے پیچھے ایک لشکر عظیم دیکھا کہنے لگا کہ اس لشکر کے واسطے
میرا مکان کافی نہین اور نہ اتنا کھانا ہے جو انکو کھلاؤن حضرت یوسف نے فرمایا انکو اکل و شرب کی
احتیاج نہین یہ اللہ کا لشکر ہے پھر امیر قدس اپنے بت کو اٹھا لایا اسنے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گرکے
چور چور ہوگیا تب امیر قدس ایمان لایا اور اپنے مکان پر لے گیا اور طعام ضیافت حضرت کے روبرو
لاکر چن دیا اور خاص حضرت کے واسطے ایک پیالہ شیر برنج کا رکھا حضرت یوسف نے اسمین سے
اول ایک لقمہ اس شخص کو دیا جو حضرت کے پہلو مین بیٹھا تھا بعد اسکے خود حضرت نے تمام محفل کو اسی
ایک پیالے سے کھلایا مگر پیالہ جسطرح بھرا تھا ویسا ہی رہا امیر قدس متحیر ہوا اور اہل قافلہ سے متوجہ
ہوکے کہا کہ یہی شخص تمھارا امیر ہے بولے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے امیر نے کہا سردار کون ہے کہنے لگے کہ مالک
امیر نے کہا عجب تمھارے غلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا معجزہ اس سے زیادہ ہوگا تب سب گھبرا گئے
اور امیر نے کہا العبد خیر من لسید بعد اسکے امیر قدس کا یہ ارادہ ہوا کہ ان لوگون سے حضرت یوسف کو

چھپین لعین مالک ابن زعر اس ارادہ سے مطلع ہوکر جانب عسقلان بھاگا اور امیر قدس بارہ ہزار سوار لیکر پیچھے پڑا یہان تک کہ قافلہ تھوڑی دور رہ گیا دفعتہً حضرت یوسف کی نظر سوارون پر پڑی سب کے سب بیقرار ہوکے اپنی سواری سے گر پڑے اور تین شبانہ روز غش مین پڑے رہے یہان تک کہ مالک مدینہ عربیس مین پہونچ گیا اور وہان سے مصر کی طرف کوچ کیا القصہ مالک بعد قطع منازل حوالی مصر مین دریائے نیل پر پہونچا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ شہر مصر ہے آپ غسل کیجیے اور اپنا سر و بدن خوب دھو ڈالیے اور پوشاک سفر کی اتار دیجیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غسل کیا اور مالک ابن زعر نے ایک تاج طلائی مرصع سر مبارک پر رکھا اور منطقہ نقرئی کمر سے باندھا اور زردوزی کی قبا جسم مبارک مین پہنائی اور گلوبند طلائی مرصع بجواہر گلے مین ڈالا اور کنعانی اونٹ پر محبوب پیر کنعان کو سوار کرا کے لے چلا تو حسن خداداد دیکھکر عالم ملکوت مین ندائے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ بلند ہوئی اور دروازے مصر پر منادی غیب نے پکارا کہ اے ساکنان مصر تمھارے شہر مین ایک جوان صدیق آتا ہے اُسکی ملازمت تمھاری سعادت ہے اور موجب مرتبت مصر کے لوگ شفتہ ہی دوڑ پڑے کہ دیکھین وہ جوان کہان ہے اور مالک حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکر اپنے دولتخانے مین پہونچا شہر کے لوگ تمام شہر مین تلاش کرتے رہے دوسری مرتبہ پھر آواز آئی کہ اُس جوان کو مالک ابن زعر خزاعی کے گھر مین تلاش کرو صبح کو شہر اہل مصر خانہ مالک کا طواف کرنے لگے اور اُسکے دروازے پر مجاذیب کی طرح شور مچایا کہ مالک نے چھت پر چڑھکر پوچھا کیا شور ہے اور کون لوگ ہو اور کیا درخواست رکھتے ہو بولے تیرے گھر مین محبوب صدیق ہے اُسکی زیارت کرینگے مالک متحیر ہوا کہ یہ عجب بات ہے کیا دیکھینگے اور کس بات کے مشتاق ہین کیونکہ یہ شخص بھی ایک آدمی ہے جیسے اور آدمی اُسی وقت فرشتے مصاحب حضرت یوسف نے بصورت آدمی ہوکر فرمایا کہ اے مالک انسے کہدے کہ اگر ایک ایک دینار منھ دکھلائی لاؤ تو دکھاؤن مالک نے یہی درخواست کی سب لوگ راضی ہوگئے اور دروازہ کھلوا کے گھر مین داخل ہوے کہ چھ لاکھ دینار مالک کو منھ دکھلائی مین اُسی دم ملے اور مصریون کا یہ حال ہوا کہ مشاہدہ جمال یوسفی سے مجنون ہوگئے اور جب باہر نکلنے لگے تو گھر کا دروازہ بھول گئے تب مالک نے اپنے غلامون سے ہاتھ پکڑوا کے ایک ایک کو باہر نکالا جب باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے اور اپنے گھر کی راہین بھولے ہوے تھے اور سوائے تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام دوسرے کلام سے زبانین اُنکی ناآشنا ہوگئی تھین بلکہ زبان حال ہر ایک شخص کی یون مترنم تھی ؎

جان بیتاب اسیر خم گیسوی توشد + دل شہادت طلب از خنجر ابروی توشد + چشم آئینہ وگر جلوہ گہ روی توشد + باز حیران زحمت نرگس جادوی توشد + برخت ماہ فلک درچہ حساب ست بلی + بروی خورشید قیامت خجل از روی توشد + فارغ از دور وسر سجدہ محراب شدم + صندل روی جبین خاک سرکوی توشد +
دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف کو ایک بلند مکان پر بٹھلایا اور منادی کروائی کہ جسکو آج دیکھنا ہو وہ دو دینار دیکر دیکھے اُس دن بارہ لاکھ دینار مُنھ دکھلائی مین آئے کعب احبار سے روایت ہے کہ دوسرے یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہوکے آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن مین تخت پر تاج طلائی سر پر رکھے ہوے تنہا بیٹھا تھا اور ایک چھڑی ہاتھ مین تھی تب ہر ایک نے سلام علیک کی مالک نے جواب دیکر تحائف شام ہر ایک کو دیے اور کھانا اچھا کھلایا شراب بہتر پلائی بعد اسکے کہا کچھ تمکو حاجت ہے تو ہم نے کہا حاجت یہی ہے کہ اُسی محبوب کو دکھاؤ اور جو بیچنا منظور ہو تو ہم زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو تیار ہین مالک نے کہا آج کوئی سبیل اُسکے دیکھنے کی نہین ہے پر مجکو بیچنا البتہ منظور ہے اگر اللہ چاہے تو روز جمعہ ماہ آیندہ کو اُس زمین پر جہان غلام بکتے ہین اس لڑکے کو بھی لاؤنگا اگر پسند پڑے لیجیو چنانچہ تو ہم نے وعدہ مضبوط لیا اور رخصت ہوے اور مالک نے اُس مقام مین جہان غلام بیچے جاتے تھے ایک قبہ بنوایا اور اُسمین صندل کی کرسی مرصع بجواہر بچھائی جب یوم معہود آیا تو علی الصباح بتاریخ دہم محرم حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیور ولباس سے آراستہ کرکے بٹھلایا اور منادی نے ندا کی کہ جسکو خریدنا ہو حاضر ہو سو اکثر اہل مصر عورت ومرد چھوٹے اور بڑے عابد وزاہد عالم وحکیم اپنی اپنی پونجیان لیکر حاضر ہوے اور اُس عرصہ مین بادشاہ مصر ابن ولید عملیق تھا مگر اُسنے تھوڑے دنون سے امور سلطنت قطفیر یا اطفیر ابن روحیب مصری کو جسکو عزیز بھی بولتے ہین سپرد کردیے تھے سو عزیز بھی باتزک واحتشام بنا بر مشاہدہ جمال یوسفی حاضر ہوا جب اُس میدان مین کثرت آدمیون کی ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے ہوے اور عورتین دوسری طرف اور حال یہ تھا کہ بعضے صرف نظارے کو آئے تھے اور بعضے خریدنے کو جب صفین عاشقون کی آراستہ ہوئین سب نے صلاح کرکے ایک ایلچی مالک ابن زعر کے پاس بھیجا کہ اب اُس محبوب کو جلد لاؤ کہ زیادہ اس سے تاب نہین ہے ؎ عیدست وموسم گل ویاران در انتظار + ساقی بروی یار ببین ماہ ومی بیار + باد ار بگو کہ اے بت نامہربان بپرس + مارا کہ عاشقان تو مردند ز انتظار + دل دادہ ایم ومہر تو از جان خریدہ ایم + برما جفا مورز ومرافقت روا مدار + تو نازنین حسنی وخلقے نیاز مند + چشمی نیاز جانب اہل نیاز دار + از روزگار ہجر تو روزم سیاہ شد + بر روز من ببین کہ چہا کرد روزگار + جب ایلچی پہونچا تو مالک

نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا کہ اے محبوب ع آج تو گھر
سے نکل اپنے خدا کے واسطے + یک جہان ہے منتظر تیرے لقا کے واسطے + تب حضرت یوسف
علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی عذر نہیں جہان تیرا دل چاہے لے چل ع رشتہ درگردنم
افگندہ دوست + میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست + مالک نے عرض کیا کہ آپ کچھ رنج نہ کیجیے آپ کو
مرتبۂ عظیم حاصل ہوئے والا ہے بعد اسکے نقاب چہرۂ مبارک پر ڈالکر گھر سے باہر لایا اور ایک گھوڑے
مشکین پر سوار کرایا تو اسوقت مالک ابن زعر کے ساتھ دس ہزار آدمی سردار مصر تھے سب
لوگون نے رکاب تھامی ع عرشیان چرخ یہ حیرت سے یہ کہتے تھے بہم + جس گھڑی گھوڑے پہ
آ بیٹھے ہیں یوسف بن ٹھن + دامن ابر سے یہ روے قمر نکلا ہے + یا ہوئی طور پہ ہے شمع تجلی روشن +
الغرض حضرت یوسف سوار ہو کے مقام معہود کی طرف تشریف لے چلے راستے مین آسمان کی
طرف دیکھکر متبسم ہوے اور کہا کہ اللہ اور رسول اسکا سچا ہے ہمراہیون نے عرض کیا کہ آپ کے
پاس خدا کا رسول آیا تھا فرمایا کہ جب مین کنوئین مین تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر
اللہ کا سلام کہا اور فرمایا کہ صبر کر ایک دن مصر کا مالک ہوگا اور عزیز مصر اور بادشاہ مصر تیری خدمت
کی بینگے اور اکثر سردار مصر رکاب پکڑکے دوڑینگے سو مین اسکا اثر پاتا ہون سب کو تعجب ہوا مالک
نے کہا یہ شخص بڑا صادق ہے الغرض سواری حضرت کی متصل قبہ بیع کے پہونچی تو مالک نے آواز
دی کہ اے عاشقان مصر محبوب و مطلوب تمھارا رونق افروز محفل ہوتا ہے اسکا سراپا سنو ع
نسرین بدنے سمن عذارے + درگلشن دلبری بہارے + ہر جا کہ بجلوہ قامت افراخت + قامت
علم قیامت افراخت + رخسارہ چمن کمر رگ گل + آشفتہ زلف زلف سنبل + غارتگر ہوش
نرگس مست + مژگان سیہ پیالہ در دست + انداز نگہ بلاے دوران + ابروی خمیدہ آفت جان +
آن خال سیاہ عنبر آلود + در دیدۂ حسن مردمک بود + بر ماہ رخش نظارہ افتاد + از چشم جہان
ستارہ افتاد + اس آواز سے طالبان مصر نے آنکھین کھولین تو تابش نور یوسفی سے آنکھین
جھپک گئین اور سب بیہوش ہوگئے ع ہوش جا تا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ
کے ساتھ + جب حضرت علیہ السلام قبہ بیع پر پہونچے اور گھوڑے سے اُترکے کرسی پر جلوہ فرما ہوے
تو اہل مصر نے گھیر لیا تب منادی نے آواز دی کون مول لیتا ہے اس غلام کو اور کسکو قدرت ہے مول لینے کی
سب لوگ شرما گئے روایت ہے کہ جسوقت منادی نے ندا کی تو عاشقون نے ایسا ہجوم کیا کہ پچیس ہزار
عورت و مرد ازدحام سے مر گئے اور پانچ ہزار حلاوت لبھر سے اور تین سو ساٹھ باکرہ کی چھاتی پھٹ گئی

سر اسکا یہ تھا کہ اُسوقت اللہ جلشانہ نے صورت اصلیہ حضرت یوسفؑ کی دکھلائی تھی بعد اسکے منادی نے پھر ندا کی کون مول لیتا ہی غلام فصیح بلیغ صبیح کو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یون پکار کون لیتا ہی غلام غریب مسکین حزین کو تب پکارنے والے نے جواب دیا کہ میری یہ طاقت نہین کہ اسطرح پکارون غرضکہ مصریون نے خریداری مین کوشش کی اور حضرت یوسف نہایت غمگین تھے اس حال مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ حضرت رب العالمین فرماتے ہین کہ اے یوسف تو غم نہ کر تجکو اس شہر سے باہر نہ نکالونگا جب تک تمام اہل شہر کو تیرا غلام نہ بناؤنگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اہل مصر اُسوقت تین فرقے ہوگئے تھے مستانہ بیہوش مجنون کشف الاسرار مین لکھا ہی کہ اس حال مین ملک ریان بادشاہ مصر بھی حاضر تھا اُسنے صورت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر کہا کہ یہ لڑکا ہرگز کسی کا غلام نہین ہی مین تو اسکی صورت مین آثار امارت پاتا ہون اسکا خریدنا بہتر نہین ہی اور مین اسکی قیمت نہین دے سکتا ہون یہ کہکر مع حشم و خدم پلٹ آیا تب اور لوگون نے مول لینے کا ارادہ کیا ایک سوداگر نے دو ہزار دینار قیمت کیے اور دوسرے نے بیس ہزار قیمت کی اسی طرح قیمت بڑھ چلی کہ لاکھ دینار پر نوبت پہونچی اور اُسوقت زلیخا کہ باجازت عزیز حاضر تھی بسبب ادب کے دم نہ مارتی تھی یہانتک کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ میرے کوئی لڑکا نہین ہی اگر مصلحت ہو تو اس غلام کو خرید کرون زلیخا نے کہا بہت مناسب میرے پاس بھی نقد و جنس بہت ہی اگر تو اعانت کرے تو مین بھی قدم اس امر عظیم پر رکھون اس گفتگو مین تھی کہ بازغہ بنت طالون عمالقیہ ابن مسعود ابن ریان ابن عاد اکبر بانی ارم کہ اعالیان مصر مین بڑی مالدار اور قوم کی شہزادی تھی ایک ہزار موتی دو دو مثقال کے اور ہزار یاقوت پانچ پانچ مثقال کے اور ایک طبق مین فیروزے وغیرہ جواہرات اور ایک ہزار خچر سونے و چاندی کے بھرے ہوے لیکر آئی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو زبان بلبل حال یون نغمہ زن ہوئی ؎ ای بوی خلعت بلاے جانہا + روی تو بہار گلستانہا + سودای تو دشت کرد آباد + ویران فگند خانمانہا

پھر اُسنے عرض کیا کہ ای لڑکے تو کون ہی اور تجکو کسنے پیدا کیا ہی اور زبان حال سے گویا ہوئی ؎ تو ئی کہ نعل سمندت سر فلک را تاج + بکحل خاک رہت دیدہ ملک محتاج + رخ تو کعبہ و زمزم چہ زنخدانت + تو دلو طوبی و زلفت تو لیلۃ المعراج + تو ئی بکشور دل بادشاہ لشکر غم + رد امدار کہ ملک دلم کند تاراج + ترا ست صورت و معنی کہ صورت و معنی + بمعنی آمدہ از صورتت در استخراج + گزیدہ در یتیمی ز بحر غیب الغیب + کہ از تو گنجہ توحید میشود معراج + دو چشم مست تو آشوب جملہ ترکستان + بچین زلف تو باچین و ہند

داد معراج + بیا نفس ومی تو روشن تر آمد از رخ روز + سواد زلف تو تاریکتر ز ظلمت داج + ای محبوب مجکو اپنی حقیقت اصلیہ سے آگاہ کر تو مین ایمان لاؤن اور یہ سب مال و اسباب تیرے مول لینے کو لائی ہون مگر قیمت تیری تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ مین بھی ایک بندہ ہون بندگان خدا سے جسنے مجھے پیدا کیا اُس نے خاک سے مجھے بنایا ہے تب شہزادی نے کہا آمنت باللہ الذی صوّرک یہ کہہ کر جو کہ مال و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور رخصت ہوکے چلی اور گویا کہ یہ دل سے کہتی تھی سد رہ لعبہ کرشمہ زن بردہ بار دل + بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل + بر روی آتشین تو ہر گہ فتد نگاہ بیرون جہد ز سینہ برنگ شرار دل + جانبازی فدای شعلہ عذار ان کہ میکند + پروانہ دل فریفتہ دل بیقرار دل ہر چند پا ز بزم تو بیرون کشیدہ ام + برجای خود گذاشتہ ام یادگار دل + ہر جا کہ ہست خاک رہ جلوہ گاہ تست بیچارہ دل ستم زدہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر بحر قلزم مین بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول بعبادت خدا ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی ہون سو اپنے خزینہ مین رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ بیچون زلیخا نے ایک دلال بھیجکر پیغام دیا کہ جسقدر نقد و جنس بازغہ دیتی ہے مین بھی دینے کو تیار ہون اور نفیس دانہ مروارید اور ہموزن یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور ہزار جامہ دیبای مصری اور زیادہ کرتی ہون یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا مین سو رطل سونا اسیر زیادہ کرتی ہون اسیا رد و بدل مین زلیخا کے ملازمون نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اُٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہونچایا اور بازغہ حسرت و اندوہ مین مجنون ہوکر مرگئی مگر صحیح یہ ہے کہ بازغہ بنت طالون کے بعد زلیخا نے عزیز سے اجازت چاہی کہ مین بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤن عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی اپنے مکان سے سوار ہوکے محل بیع مین پہونچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیتاب ہوگئی اور زبان حال یون گویا ہوئی ؎ فروغ این رخ تابان بخواب میدیدم + لشب برآمدن آفتاب میدیدم + خیال زلف سیاہت مگر بخاطر بود + کہ داغ سینہ پر از مشکناب میدیدم + سحر بیاد رخت بسکہ گریہ میکردم + بجای اشک بدامن گلاب میدیدم + اور زبان شوق نے یہ کہا ؎ تا پردہ از رخسارہ چو ماہ تو برافتاد + از پردہ لبی راز نہانی بدر افتاد + بود آتش رخسار تو چون میوہ توحید + از مہر کلیم آتش ازان بر شجر افتاد + بالا صبا شرح گل روی تو میکرد + دل سوختہ را آتش جان در جگر افتاد + اور زبان جبیل یون مترنم ہوئی ؎ للہ الحمد کہ این ماہ لقا باز آمد + بخت برگشتہ ما باز بجا باز آمد + باز تا سایہ ازان بال ہمایون افگند + پیر سر وقت من امروز ہما باز آمد + بردای بخبر از چشم کہ وصال آمد باز + بگذر امی درد زجانم کہ دوا باز آمد +

لب شیرین تو ام تلخی ہجران بربود + دل سنگین تو بر مہر و وفا باز آمد + تیرہ بود آئینہ دیدہ نم دیدہ ما + آخر از عکس جمالت بصفا باز آمد + حضرت عبد اللہ ابن عباس اور وہب ابن منبّہ سے منقول ہے کہ زلیخا کی بیتابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال مین نظیر اپنا نرکھتی تھی سو اسکو سات برس کی عمر مین ایک واقعہ عجیب پیش آیا کہ ایک دن بستر عیش پر آرام کرتی تھی خواب مین دیکھا کہ ایک جوان حور وش سیمین عذار چون آب زندگانی لطیف رفتار میرے پاس کھڑا ہے جب خواب سے بیدار اور اس مستی سے ہشیار ہوئی تو محض دیوانی تھی کہ اپنے کپڑے پھاڑتی اور لوگون سے مثل پری بھاگتی مگر اس کیفیت کے اخفا مین کمال کوشش کرتی اور اکثر خاموش اور از خود فراموش رہتی جب رنگ رو زرد پڑگیا اور روز بروز بدن پر ضعف و نحافت نظر آنے لگا تو لونڈیان اور دائیان درپے تحقیقات ہوئین کوئی چشم زخم بتلاتی اور کوئی سحر قرار دیتی اور کوئی نسبت بجنون کرتی مگر جو اہل دل تھے وہ عشق اور محبت قرار دیتے تھے آخر ایک دن زلیخا کی دایہ نے ایک گوشہ مین لیجا کر حال پوچھا زلیخا نے خواب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ وہ جوان جو تو نے خواب مین دیکھا ہے شیطان تھا اور دلبستگی شیطان پر کمال نادانی ہے شیطان کا یہی کام ہے کہ کبھون بصورت خوش نظر آتا ہے اور کبھون بصورت زشت زلیخا نے کہا کہ ابلیس کو ایسی صورت بننے کی ہرگز طاقت نہین دایہ نے کہا بہر حال اس خیال سے دل کو خالی کرنا چاہیے زلیخا نے کہا ع این کار دل است کار من نیست + دل در کف اختیار من نیست + دایہ نے جانا کہ اس درد کی دوا بجز وصل محبوب نہین اور اس زخم کا مرہم سوائے لب معشوق نہین ناچار ہو کر طیموس سے بیان کیا اُسنے اطبا اور منجمین و معبّرین محققین کو طلب کیا طبیبون نے نبض و قارورہ دیکھکر کہا کہ کسی طرح کا مرض اسکو نہین منجمون نے کہا کہ اس لڑکی نے عزیز مصر کو خواب مین دیکھا ہے اُسپر عاشق ہے بادشاہ نے کہا کہ اس سخن کو پوشیدہ رکھنا چاہیے اور چندے امتحان کرنا لازم ہے روایت ہے کہ ایک برس اُسی کیفیت مین گذرا دوسرے برس پھر وہی صورت خواب مین نظر آئی تو اُسنے نزدیک جا کر قسم دی اور کہا کہ مجکو اپنے حال سے خبر دے اور حسب و نسب اپنا بتلا اُس صورت نے زلیخا سے کہا کہ مین انسان ہون اور تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہے پس تو نہ اختیار کرنا کوئی شوہر سوائے میرے جب بیدار ہوئی تو اور بھی بیتاب ہوئی اور صبح تک بیقرار رہی آخر طیموس نے پوچھا کہ اے سکینہ کیا حال ہے زلیخا نے کہا مین نے شب گذشتہ مین پھر وہی جمال باکمال دیکھا اور جو مجھے پوچھنا تھا مین نے استفسار کر لیا طیموس نے کہا کہ اُسنے اپنا مقام بھی بتلایا کہا نہین جب بادشاہ نے زیادہ آشفتہ حال دیکھا تو مقید محبس فرمایا تیسرے برس حالت قید مین وہی خواب دیکھا اور عرض کیا کہ اے محبوب مجھے اپنا مقام ارشاد کر فرمایا کہ مصرع عزیز مصرم و مصرم مقام است + جب بیدار ہوئی تو اپنے

باپ سے کہنے لگی کہ اب مجھے قید سے نجات دے کہ مین مصر مین جاکر اپنا مطلوب حاصل کرون
کیونکہ آج مین نے محبوب کا مکان پوچھ لیا ہے وہ عزیز مصر ہے روایت ہے کہ مصر اُس مقام سے چھ
مہینے کی راہ پر تھا سو طیموس نے زلیخا کو مضطر دیکھکر باضطرار تمام عزیز مصر کو خط لکھا کہ میری
ایک لڑکی ہے بصفات کمال آراستہ اور زیور حسن و جمال سے پیراستہ اکثر ملوک و سلاطین اسکی رغبت کرتے ہین
پر مین بگوشۂ دل تجھسے بیاہا چاہتا ہون عزیز نے اپنا فخر سمجھا اور بلا پایا و تحف ملازمت شریف بادشاہ مین حاضر
ہوا کہ بادشاہ نے زلیخا سے نکاح کر دیا اور ہزار لونڈی اور ہزار غلام اور ہزار خچر اور ہزار اونٹ زیورات سے
آراستہ اور چالیس اونٹ دیبا و حریر کے اور نقد و جنس موافق رسم بادشاہان عنایت کرکے زلیخا کو رخصت کیا
اور بعضے کہتے ہین کہ عزیز مصر بادشاہ کے پاس نہین گیا صرف جوابنامہ بادشاہ لکھ بھیجا تب بادشاہ نے بنظر اضطرار
زلیخا کو دلھن بناکر روانۂ مصر فرمایا جب زلیخا قریب مصر کے پہونچی تو عزیز مصر با تزک و احتشام استقبال کو آیا اور بکمال
اعزاز و تکریم محل شاہی مین لایا زلیخا اپنے دل مین خوش تھی کہ اب محبوب سے ملونگی اور اپنے معشوق کے دیدار سے مسرور ہونگی جب شام
ہوئی تو عزیز مصر نے خیمۂ عروسی مین قدم رکھا اُس خیمہ مین زلیخا اور ایک دایہ اُسکی تھی زلیخا نے دایہ سے
کہا ؎ دل تمنائے وصل او دارد + چہ بلا مشکل آرزو دارد + اب جلدی عزیز کو لاؤ کہ زیادہ اس سے
تاب نہین رکھتی ہون ؎ علاجی کن کہ یک دیدار بینم + کزین پس صبر را دشوار بینم + تب دایہ نے
خیمہ کو پھاڑ دیا زلیخا نے عزیز کو دیکھا اور نہایت غمدیدہ ہوئی ؎ بخاک نشست دست پیچان +
باحسرت و داع و درد حرمان + طاقت ز بدن کنارہ میکرد + جان سوے اجل اشارہ میکرد + اور
بولی کہ ای دایہ یہ شخص وہ نہین ہے جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا ؎ چون غلطید از حسرت نگاہ
واپسین من + ہستم شدہ انتظار مرگ بر جان حزین من + زخاک گشتم نخل حسرت بر نمی خیزد + عجب
تماشے دارد ہوای سرزمین من + بعد اسکے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا اور دایہ سے کہنے لگی کہ یہ کون
شخص نامحرم میرے پاس آتا ہے اُسنے کہا کہ تیرا شوہر ہے سنتے ہی زلیخا بیہوش ہوگئی جب صبح کو فی الجملہ
افاقہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر دل ہی دل مین کہنے لگی ؎ نہ آنست این کہ من
در خواب دیدم + بجست و جوئیش این محنت کشیدم + نہ آنست این کہ عقل و ہوش من برد + عنان
دل بہ بیہوشیم بسپرد + نہ آنست این کہ گفت از خویشش رازم + ببیہوشی بہوش آورد بازم + دریغا
بخت سستم سختی آورد + طلوع اخترم بدبختی آورد + اور دایہ نے غمدیدہ اور رنجیدہ دیکھکر پوچھا
خیر تو ہے اب کس بات کا رنج ہے زلیخا نے کہا ؎ گواہ درد نہان نالۂ حزین من ست + دلیل سوز
درون آہ آتشین من است + اُسی وقت ہاتف نے آواز دی کہ ای زلیخا اصبری لان الصبر وسیلۃ
الظفر

؎ یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور + کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور + پای در میدان عشق ار می نہی مردانہ نہ + از بلای سر مترس وز آفت جان غم مخور + گرچہ جانسوز است درد ہجر جانان صبر کن + کز وصال او رسی روزے بدرمان غم مخور + چون ترا با وصل جانان اتصال سرمدیست + گر بصورت غائب ست از دیدہ جانان غم مخور + آخر زلیخا رونے لگی پھر غیب سے آواز آئی کہ ای غم دیدہ فراق رسیدہ اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کر اور جس عزیز سے تجھے نفرت ہے آخر کار یہی وسیلۂ اتصال محبوب ہو جائیگا اسوقت سے زلیخا نے سکوت اختیار کیا لیکن صبح کو خیال وصل میں یون کہا کرتی ؎ ای صبا نکہت از خاک رہ یار بیار + ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار + نکتۂ روح فزا از لب دلدار بگو + نامۂ خوش خبر از عالم اسرار بیار + اور تصور صورت کر کے کہتی تھی ؎ چشمت ز نگہ در رگ جان نیشتر انداخت + مژگان تو پیکان بلا بر جگر انداخت + عمر یست کہ آوارگی قافلۂ عشق + ما را ز دیار ے بدیار دگر انداخت + حسن است کہ در دست تو شمشیر ستم داد + عشق ست کہ کارم بتو بیداد گر انداخت + گیسوی سیاہت ز جگر دود بر آورد + رخسارہ فروزان تو در جان شرر انداخت + در عشق بر اوجی کہ دلم بال کشا شد + جبریل ز کوتاہی پرواز سپر انداخت + اور رات کو بستر غم پر بیتاب ہو کر خمیازہ کھینچتی اور عاشقانہ اس مضمون کو پکارا کرتی ؎ زین پیش نعانم سرو برگ اثری داشت + آن سنگدل از درد محبت خبرے داشت + خنجر نگہے تحفلے عربدہ جو سے + زین پیش بما سینہ فگاران نظرے داشت + اور اکثر تنہائی کی حالت مین دل سے کہتی کہ افسوس اب میرا خواب مین دیکھنا بھی جاتا رہا اور میری ساری مشقت رائگان ہوئی اور عزیز کو محبت و شوق کی دم بدم شدت تھی اور زلیخا کو روز بروز نفرت مگر اس بات کو کسی نے نہیں جانا جب کبھوں عزیز کو میل مباشرت ہوتا تو پہلو مین ایک جانب پر سو رہتا اور معانقہ اور تقبیل پر اکتفا کرتا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک جسم مابین زلیخا اور عزیز کے ہو جاتا تھا کہ زلیخا صحبت عزیز سے محفوظ رہتی تھی اور صحیح یہ ہے کہ عزیز مصر عنین محض تھا القصہ زلیخا نے ایک مدت دراز اس غم و اندوہ مین بسر کی جب خدا نے یہ دن دکھلایا کہ حضرت یوسف بازار عاشقون مین بوسیلۂ مالک ابن زعر بکنے کو آئے اور مصر کے امیر و سردار سود اسے نقد سمجھکر عاشقانہ خریداری کو حاضر ہوے تو عزیز مصر نے زلیخا کو بھی اجازت دی کہ تو بھی غلام عبری کے دیکھنے کو حاضر ہو اتبک اسکو خبر نہ تھی کہ وہ غلام کون ہے جب بازار عاشقون مین پہونچی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر لونڈی ہو گئی اور خود ہی بک گئی اور بعضے کہتے ہین کہ زلیخا محل ہی مین بیٹھی رہی ایک جھروکے سے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھکر بیہوش ہو گئی اور اپنی دائی سے

بولی کہ یہ وہی شخص ہے جسکو مین نے خواب مین کئی مرتبہ دیکھا تھا اور ایک خادمہ سے کہا کہ تو یوسف کے پاس جاکر میری طرف سے کہدے کہ سواے میرے کسی کو اختیار نہ کرنا اور مین سارا خزانہ اپنا تجھپر صدقے کرونگی اور مین نے تجکو خواب مین اپنا دل دیا ہے اور بہت مدت دراز سے بلاے محنت مین گرفتار رہون ؎ آچند کشم فغان حسرت + آتش افتد بجان حسرت + اور یہ بھی کہدینا ؎ ز خون سرخ دل من شراب ناب خجل + بود ز سینہ بریان من کباب خجل + قمر بدور جبین تو شرمسار نشست + ز پیش روی تو برخاست آفتاب خجل + ز فرط کاہش غم ناتوان ترا زپیرم + شدم بعہد شباب از رخ شباب خجل + اور یہ کہدینا ؎ حدیث درد ہجران ماجرای داغ دل بشنو + ز فریاد حزین من زآہ آتشین من + مپرس از ماجرای خون فشانیہای مژگانم + ببین اینی شوخ گل رنگین کہ دارد آستین من + ازین وحشت فغان آہستہ بردارم درین گلشن + کہ شاید سنگدل صیاد باشد درکمین من + بالجملہ خواص نے حاضر ہوکے زلیخا کا پیغام عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے بھی اُسکو خواب مین دیکھا ہے سو تو میری طرف سے جواب دے کہ مین تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہے لیکن وصال محبوب بے رنج و تعب میسر نہین ہوتا چندے اور صبر کر ✤ فائدہ حقیقت یہ ہے کہ محبت و محنت لازم و ملزوم ہین ایک شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعوی محبت الٰہی کرتا ہے اسکو تازیانہ بلا سے ادب دیتے ہین اور پے در پے محنت و درد مین مبتلا کرتے ہین فرمایا کہ اسواسطے بلا مین ڈالتے ہین تاکہ ہر گدا و سفلہ دعوی محبت نہ کرے ؎ ہزار تیغ بلا برکشیدہ غیرت عشق + کہ مدعی نتواند بلاف نیغ نیغ زد + مخنثان نتوانند لاف مردی زد + نفیر جنگ چو روز مصاف برخیزد القصہ منادی نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہے اس غلام کو جسمین دس صفتین ہین ملاحت صباحت فصاحت شجاعت مروت قوت امانت صیانت فتوت اور کہا چاہتا تھا کہ اور بھی نبوت لیکن رب الکلام نے زبان تکلم بند کردی تاکہ اور کوئی واقف نہو زلیخا نے پھر ایک آدمی عزیز مصر کے پاس جو محل بیع و شرا مین حاضر تھا بھیجا کہ اس غلام کو ضرور لینا گو تمام مال صرف ہوجاے جب کہ خریدارون نے زلیخا کی رغبت یوسف علیہ السلام کی خریداری مین کامل پائی تو قیمت کے بڑھانے سے بند ہوگئے تب عزیز نے مالک سے کہا کس قیمت کو بیچیگا مالک نے کہا ہموزن اسکے سونا اور چاندی اور جواہر دیجیے تو مین بیچون وہ راضی ہوا آخر ایک کفہ میزان مین زر و سیم اور جواہر رکھے اور دوسرے مین حضرت یوسف کو بٹھلایا ہر چند کہ نقد و جنس زیادہ تھا مگر بمقابلہ یوسف علیہ السلام ذلیل و بمقدار نکلا اسلیے کہ یوسف علیہ السلام مہبط وحی الٰہی تھے نقد و جنس دنیا سے ناپاک کی کب انکے برابر ہوسکتی تھی غرض

خازن عزیز نے عرض کیا کہ اے عزیز اب کچھ نقد وجواہر خزینہ مین باقی نہین رہا عزیز نہایت متردد ہوا حضرت یوسف علیہ السلام نے خازن کو طلب کرکے دوات وقلم مانگا اور لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ واسحاق ذبیح اللہ ویعقوب اسرائیل اللہ لکھکر دیا اور فرمایا کہ یہ کاغذ پلہ ترازو پر رکھدے سو اسنے بالاے نقد وجواہر اس کاغذ کو رکھدیا اسکی برکت سے کفہ نقد وجنس غالب آیا عزیز بہت خوش ہوا اور یوسف علیہ السلام عزیز کے ہاتھ آئے نظیر اس قصہ کی یہ ہے کہ جس دن آوازہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض کہ عبارت عشق ومحبت سے ہے معتکفان ملاء ملکوت کی سماعت مین پہونچا تو لاکھون فرشتہ مقرب افتان وخیزان دوڑے اور چاہنے لگے کہ یہ امانت ہمکو ملے مگر نظر عنایت الٰہی جلشانہ متوجہ خاک ودخاک تھی اس سبب سے وہ امانت حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی

شعر
دیکھا کہ مرا یار سوی خویش کشید + دست در گردن من کرد مرا پیش کشید + باوجود ہمہ شاہان کہ گدایان وی اند + رقم عشق بنام من درویش کشید + ہمہ کس طالب یارند ولیکن چہ توان + کہ دلش جانب این خستہ دلان بیش کشید +

فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام بسبب نور نبوت کے خزانہ عزیز پر غالب آئے اسی طرح عرصات قیامت مین جب میزان عدل کھڑی ہوگی تو کلمہ توحید کہ مہبط نور وحدانیت ہے پلہ گناہون پر غالب پڑیگا فائدہ عرصات قیامت مین جب نامہ اعمال گنہگارون کے ایک پلہ مین رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کرینگے اور گنہگار سر خجالت جھکاکے مترصد عذاب ونکال ہونگے اس وقت خطاب حضرت رب الارباب فرشتون سے ہوگا کہ اے مقربان بارگاہ میرے بندون کی امانت زیر عرش رکھی ہے اسے لے آؤ چنانچہ پارہ کاغذ نبشتہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور مین لاوینگے اور اسکو پلہ طاعات پر رکھینگے کہ پلہ معاصی پر غالب ہوجائیگا القصہ عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بعوض نقد وجواہر خرید کیا اور اپنے دولتخانے کو لے چلا اور قبل اس معاملہ سے حضرت نے مالک سے وعدہ فرمایا تھا کہ مین ایک دن تجھسے اپنا حال کہونگا سو مالک نے دست بستہ عرض کیا کہ ایفاے وعدہ فرمائیے حضرت یوسف نے فرمایا بشرطیکہ یہ سر کسی پر منکشف نہو مالک نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ مین یوسف ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہون یہ کلام سنکے مالک مضطرب ہوا اور بولا کہ اے یوسف جس دن آپ قعر چاہ سے نکلے تھے اس دن آپ نے کسواسطے مجکو مطلع نہ فرمایا کہ مین اس حرکت سے باز رہتا یوسف نے فرمایا کہ بخوف برادران اسوقت یہی مصلحت تھی کہ اس حال کو پنہان رکھون مالک نے کہا کہ تو بیٹا اس بزرگ کا ہے جو کنعان مین مجھے نظر آیا تھا اور زار زار روتا تھا اور مناجات کرتا تھا کہ یا الٰہی میرے جگر گوشہ کو میرے پاس پہونچا حضرت یوسف یہ کلام سنکے بیتاب

اور بے طاقت ہوگئے اور فرمایا کہ مین اُسی بزرگ کا بیٹا ہون تب مالک قدمون پر گرکر معذرت
پیش آیا حضرت نے فرمایا کہ رضا بقضا محاسن ابرار سے ہے اور فرمایا کہ قبالہ بیع کا جو میرے بھائیون
نے لکھکر دیا ہے عنایت کر کہ وقت حاجت حجت ہوگا اور بھائیون کو موجب خجالت مالک نے فی الفور
قبالہ بیع واپس کیا اور ملتمس ہوا کہ اے حضرت میرے کوئی بیٹا نہیں ہے آپ میرے واسطے دعا فرمائیے
چنانچہ حضرت یوسف نے دعا کی کہ اُسکے چوبیس بیٹے بارہ بطن سے پیدا ہوے پھر عرض کیا کہ بیچنے
والے آپ کے کنعان مین کون تھے فرمایا کہ میرے بھائی تھے مالک نے عرض کیا کہ کیا سبب ہوا تھا
ارشاد کیا یہ مت پوچھ مین اسکا سِر بیان نکرونگا عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جس دن حضرت
یوسف علیہ السلام معرض بیع مین تشریف لائے ہین اُس دن آفتاب پردۂ سحاب مین مخفی تھا اور
حکمت یہ تھی کہ اگر اُس دن جرم آفتاب روشن ہوتا تو انوار جمال یوسفی مین منعکس ہو جاتا اور شبہہ پڑتا
کہ یہ نور شمس ہے یا نور یوسفی جب آفتاب پوشیدہ تھا تو نور حقیقی نظر آیا کہ آئینہ جمال یوسفی سے چمک رہا
تھا دوسرے کوئی عورت و مرد اُس دن بیمار نہ تھا تاکہ سب محل بیع مین حاضر ہون تیسرے کوئی
شخص اہل مصر سے کہین گیا نہ تھا بلکہ سب چھوٹے بڑے مصر مین موجود تھے چوتھے کوئی لڑکا خوبصورت
ایسا نہ تھا تمام حسن اور کلبی سے روایت ہے کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز کے ہاتھ اُسی
قیمت کو بیچا جس قیمت کو خرید کیا تھا یہ روایت ضعیف ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ جب عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو مول لیا اور سب خزانہ اپنا مالک کو اُنکے عوض مین
دیدیا تو لشکر کے لوگون نے عرض کیا کہ ملک بے سپاہ نہین رہتا اور سپاہ بے مال نہین رہتی
اگر آپ کے خزانہ مین کچھ مال باقی نہین ہے تو سپاہ نرہیگی اس بات سے عزیز مصر کو بڑی فکر ہوئی تب اپنے
خزانچی کو بلا کے کہا دیکھ کو کچھ مال خزانے مین باقی ہے اُسنے دروازہ خزانہ کا کھولا اور دیکھا کہ جسقدر مال
تھا موجود پایا پس خزانچی نے سخت متعجب ہو کر عرض کیا کہ مال تو کچھ بھی خرچ نہین ہوا عزیز نے کہا کہ کیا
سبب ہے خازن نے کہا مین نہین جانتا اگر یوسف سے پوچھو تو شاید بتلا دے اسواسطے کہ وہ بیشک
جانتا ہوگا عزیز نے کہا تو نے کسطرح جانا خزانچی نے کہا کہ یہ شخص دعوی کرتا ہے کہ میرا اللہ جو چاہتا ہے سو
کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اپنے علم سے آگاہی دیتا ہے اور یہ بھی کہا کہ جب عزیز نے اس غلام کو خرید
کیا تھا اُسوقت مین بھی پہلو مین بیٹھا تھا سو مین نے دیکھا کہ ایک سفید جانور آسمان سے اُترا اور
اُسنے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اے یوسف تو اپنا حال دیکھ پہلے تجکو تیرے بھائیون نے نہایت
کم قیمت کو مالک کے ہاتھ بیچا اور مالک کے ہاتھ سے اب اللہ نے سارے خزانہ مصر کے عوض بکوایا ہے

سنکے عزیز بہت متعجب ہوا تب اُسنے حضرت یوسف علیہ السلام کو بُلا کے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ نے صرف میری بزرگی کے واسطے تیرے مال کو پھیر دیا اور اسمین سِتر یہ ہی کہ اگر کبھو نجھسے تیرے فرمان مین کچھ تقصیر ہو جاوے تو مین توبیخ اور سرزنش سے معاتب نہوون اور تو اپنے دل مین خیال کرلے کہ مجھپر تیرا کچھ احسان نہین ہی بلکہ اللہ نے تجھپر یہ احسان کیا کہ تیرا مال بھی تجھے پھیر دیا اور مین بھی تیرے ہاتھ آیا جب عزیز نے یہ کلام سنا تو جانا کہ یہ سب برکت یوسف علیہ السلام سے ہی پھر تو عزیز نے بڑی قدر دانی سے حضرت یوسف کو لیا اور اپنے گھر مین لیجاکے زلیخا سے کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے رکھنا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأتہ اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا یعنی کہا جس شخص نے خرید کیا اُسکو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اسکو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کرلین اسکو بیٹا اس آیہ مین اللہ جلشانہ نے زلیخا کا نام تصریح نہ لیا اسواسطے کہ عورت کے نام سے مردون کو عار آتی ہی بلکہ خداوند تعالی نے سواے مریم کے کسی عورت کا نام اپنے کلام مین نہین لیا ہی اور مریم کا نام اسوجہ سے تصریح فرمایا اس وقت کے کفار جو حضرت مریم کو اللہ کی جورو کہتے تھے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بیٹا نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد وہم باطل مین نہ پڑین اور یہ خطرات شیطانیہ اُنکے ذہن سے دفع ہو جاوین کیونکہ اگر مریم جفت خدا ہوتین تو انکا نام اپنے کلام مین نہ لیتا **فائدہ** اس آیہ مین اللہ جلشانہ نے خریدار کا ذکر کیا اور فروخت شدہ کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ بندہ فروختن عیب ہی اور خریدن ہنر جو کہ عیب بیع سے موصوف تھا وہ شرف ذکر سے محروم رہا اور جو کہ بصفت شرا موصوف تھا وہ دولت ذکر سے سعادت اندوز ہوا اور مصداق اسکا یہ ہی کہ اللہ جلشانہ نے اپنے معاملہ مین ذکر مول لینے نفوس مومنون کا فرمایا ہی اور بیچنے کا ذکر نہین کیا کہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اسواسطے کہ مول لینے مین مواصلت ہی اور بیچنے مین مفارقت خریدن نشان محبت ہی اور فروختن دلیل کراہت **فائدہ** جسطرح عزیز مصر نے کہا عسی ان ینفعنا اسیطرح آسیہ امرأۃ فرعون نے فرعون سے کہا لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا یعنی اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے اور حضرت یعقوب نے فرمایا عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا یعنی شاید اللہ لے آوے میرے پاس سب کو اور اللہ جلشانہ نے ارشاد کیا ہی عسی اللہ ان یرحمکم شاید اللہ رحم کرے تمپر پس ان تینون بندگان خدا کا کہنا کہ از روے شک تھا یقین کو پہونچا اور ثمرہ اسکا ظاہر ہوا یعنی عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی امانت مین ایسی صیانت پائی کہ آدمی سے سخت مشکل ہی اور آسیہ نے حضرت موسی کی برکت سے معرفت خدا پائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو سب لڑکے ملے کہ حضرت نے غم سے نجات پائی پس خداوند جہان کا فرمانا کہ واجب قطعی ہی کسطرح

راست نہ ہوگا **تنبیہ** تین شخصون کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی تینون اپنے مطلب کو
پہونچے عزیز نے شان وجلال کی خواہش کی اُسکو دونون ملے مالک نے مال کی طمع کی اتنے مال کا
مالک ہوا کہ جسکی دھوم ہی زلیخا نے صرف وصال یوسف کی خواہش کی اُسکو وصال جمال جلال مال
سب ملا کہ بوڑھی تھی جوان ہوگئی کافر تھی مسلمان ہوئی اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ پیغمبر کی بی بی ہوئی
اسی طرح جو کوئی شخص دنیا کی طمع رکھتا ہے اُسکو دنیا ملتی ہے مگر آخرت سے دور پڑتا ہے اور جو کوئی عقبی
کی خواہش کرتا ہے صرف عقبی ملتی ہے اور دنیا کی طمع جاتی رہتی ہے اور جو شخص وصال الٰہی کی طمع رکھتا ہے
اُسکو اللہ ملتا ہے اور دنیا وعقبی دونون ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہین کچھ حاجت طلب نہین ہوتی ہے
لطیفہ ایک دن سلطان سعید ہارون رشید نے اپنی ممالیک کو جمع کیا اور نقد وجنس اُنکے روبرو
رکھکر فرمایا کہ جس کسی کو جو چیز لینا ہو اپنا ہاتھ اُسپر رکھے اور اپنی سمجھے ہر ایک نے اپنی خواہش کے
موافق ہاتھ رکھا اور لیا ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ ہارون پر رکھدیا اور ہارون نے کہا یہ کیا بات ہے
اُسنے التماس کیا کہ مین تمھارے سوا کسی چیز کی خواہش نہین رکھتی ہارون رشید نے کہا اے جاریہ مین
تیرا ہون اور میرا تمام مال تیرا ہے اور مین نے تجھکو آزاد کیا اسی طرح سے بندہ جب سوا اسے وصول
الی اللہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے دنیا وآخرت سے اُسکو آزادی ہے اور تمام عالم اور اُسکی نعمتین
اُسکی ہین بلکہ اور کسی چیز کی پروا نہین رہتی **فائدہ** اگر کوئی سوال کرے کہ اکرمی مثواہ کسواسطے کہا
صرف اکرمیہ واسطے اکرام نفس یوسف کے کافی تھا تو جواب یہ ہے کہ تعین ایسے الفاظ کی دلیل تعظیم و
اجلال حقیقی ہے جسطرح صاحب مجلس پر سلام کے وقت کہنا چاہیے سلام علی المجلس العالی آب جاننا چاہیے
کہ عزیز نے اکرمی مثواہ کئی سبب سے کہا ہے ایک یہ کہ عزیز نے تفرس کیا کہ زلیخا یوسف کو چاہتی ہے اسلیے
کہا اکرمی مثواہ دوسرا یہ کہ عزیز نے جس مرتبہ شرافت وعزت وعلم ودانش مین حضرت یوسف کو پایا اس
مرتبہ پر تمام مملکت مصر مین کسی کو نہین دیکھا سو عزیز نے جانا کہ یہ غلام عزیز ہے اور اُسکی خدمت نکریگا
مگر عزیز اور زلیخا کو نہایت عزیز رکھتا تھا لہذا عزیز نے کہا اکرمی مثواہ تیسرا بعض روایت مین
ہے کہ عزیز نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ زلیخا یوسف کی ہے اور یوسف زلیخا کا ہے سو
تو اِن دونون مین جدائی تجویز نہ کر لہذا کہا اکرمی مثواہ چوتھا زلیخا لاولد تھی گویا اُسکے جی لگانے کو
کہا اکرمی مثواہ پانچوان عزیز نے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک انکی قدر ومنزلت بہت ہے اگر مین
انکے اکرام مین کوشش کرونگا تو اللہ مجکو بھی بزرگ کریگا اسواسطے کہ اللہ کریم ہے لہذا کہا اکرمی مثواہ
چھٹا یہ کہ عزیز مصر نے انکی ہوشیاری ولیاقت وفطانت ملاحظہ کرکے فراست سے دریافت کیا کہ یوسف

میرے قائم مقام ہوگا اسلیے کہا اکرمی مثواہ ساتوان یہ کہ مالک نے عزیز سے کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکا بڑا عالی خاندان ہے اسکی تعظیم وتوقیر مین کوشش کرنا اسلیے عزیز نے کہا اکرمی مثواہ آٹھوان یہ کہ یوسف علیہ السلام مین تین صفتین ظاہر تھین صباحت وغربت وعبودیت اور دستور ہے کہ لطیف وپاکیزہ لوگ حسینون کو عزیز رکھتے ہین اور رحیم لوگ غریبون کا اکرام کرتے ہین اور کریم اپنے غلامون کو اچھی طرح رکھتے ہین اور عزیز بھی بصفت لطف ورحمت کرم متصف تھا سنو اُسنے یوسف کو ان صفات سے موصوف پایا لہذا باعزاز واکرام موصوف کیا اور اپنی عورت سے بولا اکرمی مثواہ ارباب اشارات فرماتے ہین کہ بندۂ مومن بھی اُنھین صفات سے جو حضرت یوسف علیہ السلام مین تھین موصوف ہے اول صورت خوش کہ صورکم فاحسن صورکم سے ظاہر ہے دوسرے غربت چنانچہ کن فی الدنیا کانک غریب سے پیدا ہے تیسرے عبودیت کہ قل یا عبادی سے مترشح ہے اور خالق ذوالجلال لطیف ہے کہ اللہ لطیف بعبادہٖ اور بمقتضاے کان بکم رحیما رحیم ہے اور بمنطوق یا ایہا الذین آمنوا ما غرک بربک الکریم کریم ہے پس جب عزیز کہ متصف بدین صفات تھا اور اُسنے یوسف علیہ السلام کو موصوف بصفت حسن صورت وغربت وعبودیت پاکر اکرمی مثواہ کہا اگر حضرت جلال احدیت سبحانہ وتعالی کہ لطیف ورحیم وکریم حقیقی ہے اپنے بندے کو بمقتضاے ولقد کرمنا بنی آدم بزرگ کرکے ذلت رقیت شیطان سے خلاصی بخشے اور خلعت حریت ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سے ممتاز کرے تو کچھ عجب نہین ہے تنبیہ کعب احبار سے روایت ہے کہ جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے سپرد کیا تو زلیخا نے اولاً جملہ وضیع وشریف وفقیر وامیر کی دعوت کی اور سب کو خلعت فاخرہ پہنائے بعد اسکے حضرت یوسف کے واسطے طرح طرح کے کپڑے رنگین وسادے تین سو ساٹھ جوڑے بنوائے کہ ہر روز نیا جوڑا پہناتی اور اپنے دل کو جمال مبارک سے خوش کرتی اور سواے تذکرۂ یوسف دوسرے کا تذکرہ کبھون زبان پر نہ لاتی چنانچہ ایک روز حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوے بیت الصنم مین گئی اور اپنے بت کو سجدہ کرکے کہنے لگی کہ مین نے تیری عبادت سے ایسا مونس پایا ہے اور یہ بت سونے کا تھا اور لوہے کی شلاخون سے میلوا مین جڑا تھا اس کلام کے سنتے ہوے حرکت مین آیا اور زمین پر گرکے مثل بسمل تڑپا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا زلیخا نے کہا کہ ای یوسف یہ کیا ہوا فرمایا کہ تیرے سجدہ کرنے سے میرے رب نے اسکو نظر سے گرادیا زلیخا نے کہا تیرا رب کون ہے فرمایا رب ابراہیم واسحاق ویعقوب علیہم السلام کہ جسنے تجکو اور مجکو پیدا کیا زلیخا نے کہا کسطرح تمھارے رب نے میرا سجدہ دیکھ لیا وہ تو نظر نہین آتا فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی سب کو دیکھتا ہے اور اُسکو کوئی نہین دیکھتا کما قال

خلق السموات والارض بالحق وصورکم فاحسن صورکم والیہ المصیر یعلم ما فی السموات والارض ویعلم
ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور یعنی اسنے بنائے آسمان و زمین تدبیر سے اور
صورت کھینچی تمھاری پھر اچھی بنائی تمھاری صورت اور اسی کی طرف پھر جاتا ہی جانتا ہی جو کچھ ہی
آسمانون مین اور زمین مین اور جانتا ہی جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہی دلون
کی بات تب زلیخا نے کہا کہ مین تیرے خدا کو دوست رکھتی ہون لیکن کیا کرون اگر میرا اللہ نہوتا
تو مین اسی کی عبادت کرتی مگر عبادت دو معبودون کی بد ہی اس سبب سے مجبور ہون حضرت
یوسف تبسم کرکے بتخانہ سے نکل آئے زلیخا نے حضرت کا دامن پکڑا کہ اپنے اللہ سے اس بت کو
درست کرا دو نہین تو لونڈیان بادشاہ سے کہدینگی کہ یوسف کے اللہ نے اسکو توڑا ہی پھر
بادشاہ ناراض ہوگا ناچار حضرت یوسف نے دعا کی کہ وہ بت جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا زلیخا نے
کہا اے یوسف بت بھی تجکو پیار کرتا ہی اور اب مین نے جانا کہ آسمان کا خدا بھی تجکو چاہتا ہی بعد اسکے
حضرت یوسف کو اپنے گھر مین لائی اور کپڑے سفید ہزار مثقال کے پہنائے اور ایک عمامہ جڑا ہوا
موتیون کا اسکے سر پر باندھا تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ پوشاک مجھ غلام کو نہین زیبا ہی زلیخا نے کہا
تو سردار ہی اور عزیز غلام اور تو نہین جانتا ہی کہ عزیز نے کہدیا ہی اکرمی مثواہ سو مین نے تجکو اپنے
دل مین رکھ لیا ہی **فائدہ** اہل تحقیق فرماتے ہین کہ جب عزیز نے زلیخا سے کہا اکرمی مثواہ پھر اسنے
کوئی مکان قابل یوسف نہ پایا مگر اپنا دل پھر اسی مین رکھنے لگی کہ سوائے یوسف کے اور کسی کی جگہ نہ رہی
سبحان اللہ کیا شان محبوبی ہی کہ بیگانون نے قعر چاہ مین ڈالا اور بیگانون نے چاہ سے دل مین رکھا
بھائیون نے کھوٹے دامون بیدلی سے بیچ ڈالا زلیخا نے مالک سے نقد دل دیکر مول لیا مصرعہ
نگر بہرکس بقدر ہمت اوست + الغرض حضرت یوسف کا قدم اللہ نے اسطرح ملک مصر مین جمایا
اور انکے سبب سے تمام بنی اسرائیل کو بسایا کما قال وکذلک مکنا لیوسف فی الارض ولنعلمہ من تاویل
الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اسطرح جگہ دی ہمنے یوسف کو اس
ملک مین اور اسواسطے کہ اسکو سکھاوین علم تاویل احادیث کا اور اللہ غالب ہی اپنی مراد پر لیکن اکثر
آدمی نہین جانتے ہین یعنی یہ بھی منظور تھا کہ سردارون کی صحبت پاکے رمز اور اشارہ سمجھنے کا سلیقہ
سیکھین اور علم خدائی پورا پاوین اور بھائیون نے چاہا تھا کہ اسکو گراوین لیکن اللہ نے چڑھا دیا **تنبیہ**
لفظ مکنا مین کئی قول ہین بعضے نبوت مراد لیتے ہین اور بعضے علم بعضے ملک اور بعضے مالکیت اہل مصر
و بعضے مالکیت ارض مصر یعنی جیسا ہمنے خلاص کیا یوسف کو قتل سے اور نکالا ہمنے چاہ سے اسی طرح

بعضنے جگہ دی انھون نے صحف مین اور مستولی خزاین مصر پر کیا کذا فی المعالم اور سعید ابن جبیر تاویل احادیث سے
تاویل کتب آسمانی اور اسیطرح تاویل بتایا اور وہ میان لغات خلق کہ اس عرصہ مین ترشہ لغت مین آدمی کلام
کرتے تھے سمجھتے ہین اور بعضے ظاہر و باطن و اشارات و عبارات مراد لیتے ہین اور بعضے محققین کہتے
ہین کہ صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کتب آسمانی اور ظلمات ارباب حکمت مراد ہین اور یہ جو فرمایا
اللہ کی مراد غالب ہو سو یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہمیشگی قیام کی بہشت مین چاہی ہنوز
ابلیس نے انسے اہل تقوی چاہی امام بنفرہ ہوا قابیل نے چاہا کہ مین عزیز تر اولاد آدم ہون شریر تر
ہوا قوم نوح نے چاہا کہ حضرت نوح علیہ السلام ذلیل ہون اللہ نے عزیز کیا حضرت نوح نے چاہا کہ کنعان
اعز الاولاد ہو اللہ نے سام کو عزیز کیا ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آزر ایمان لاوے اللہ نے قبول
نہ کیا حضرت موسی نے دیدار الٰہی چاہا لن ترانی ارشاد ہوا فرعون نے چاہا کہ حضرت موسی ظاہر نہون
بلکہ اسی خیال سے ہمین لاکھہا لوگ قتل کرائے اور اللہ نے برعکس اسکے چاہا یعنی موسی کو اسی کے گھر مین
پرورش کرایا پھر انھین کے ہاتھ سے فرعون و فرعونیون کو ہلاک کیا حضرت داود نے چاہا کہ مشا
وزیر نداکبر بادشاہ و رسول ہو اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ خورد تر تھے بادشاہ و نبی کیا ابوجہل نے
چاہا کہ ولید ابن مغیرہ نبی ہو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اسی طرح حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ابوطالب خلعت ایمان سے آراستہ اور نعمت عرفان سے پیراستہ ہون
چونکہ ارادہ الٰہی کے موافق تھا وبان سبب فرمان انک لا تہدی من احببت پہونچا حضرت یوسف کے بھائیون
نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین مین پڑے رہین اللہ نے عزیز کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے
چاہا کہ یوسف اپنا خواب بھائیون سے نہ کہین اللہ نے کہلا دیا حضرت یعقوب نے چاہا کہ یوسف سے
انکے بھائی محبت رکھین اللہ نے عداوت ڈالی بھائیون نے چاہا کہ یوسف کو قتل کرین اللہ نے بچا لیا
اور یہ بھی چاہا کہ یعقوب کو محبت یوسف کی نرہے اللہ تعالی نے روز بروز محبت بڑھائی پھر بھائیون نے
یوسف علیہ السلام کو چاہا کہ ہمیشہ بندہ اور مملوک رہین اللہ تعالی نے مالک و حاکم بنایا زلیخا نے چاہا کہ یوسف
سے گناہ صادر ہو اللہ تعالی نے مطہر پاک رکھا اور یہی زلیخا نے چاہا کہ عزیز مصر کے روبرو خیانت یوسف کی ثابت ہو
اللہ نے اس تہمت سے پاک کیا حضرت یوسف نے چاہا کہ حبس سے جلد تر خلاصی پاؤن اور اسی واسطے
ساقی سے کہا اذکرنی عند ربک اللہ تعالی نے جس وقت چاہا اسی وقت زندان سے نکالا کوئی
تدبیر کارگر نہوئی بلکہ اس سفارش خواہش پر ایام قید زیادہ کردیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یوسف
علیہ السلام کے بھائیون نے چاہا کہ یوسف نظر یعقوب سے غائب ہون تو ہم منظور نظر ہین اللہ تعالی کے

چاہا کہ یہ لوگ نظر بد پر سے محروم رہین چنانکہ یعقوب علیہ السلام کے آنکھین لے لین کہ شاید کبھو ان منظور نظر ہوتے سو بھی موقوف ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ خواست خواست خداست و حکم حکم وہی کسی را با خواست او کار ہی نہ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید عاقل کو چاہیے کہ ارادہ حق مین اپنے ارادے کو فنا کر دے اور مقام رضا بالقضا مین استقامت اختیار کرے تا کہ اپنی مراد کو پہونچے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر مین بیچے گئے تو اسوقت عمر انکی سترہ برس کی تھی جب ایک برس اور گذرا اللہ جلشانہ نے علم و حکمت عطا فرمایا کما قال فلما بلغ اشدہ آتیناہ حکما و علما یعنی جب پہونچا قوت کو دیا ہمنے حکم اور علم کلبی اور مقاتل روایت کرتے ہین کہ اشد سے اٹھارہ برس سے تیس تک مراد ہین اور بعضے پندرہ سے تیس برس تک کو کہتے ہین اور بعضے بیس سے اکیس تک بھی روایت کرتے ہین اور مجاہد تینتیس برس کو کہتے ہین اور سدی تیس کو غرضکہ چالیس سے اندر کو اشد کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ مراد اشد سے حکم و عقل ہے اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہین کہ علم سے اپنی شناخت مراد ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ بعضے کہتے ہین کہ مراد حکم سے اس جگہ حکمت علمیہ ہے اور مراد علم سے حکمت نظریہ اور تقدیم حکمت علمیہ کا سبب یہ ہے کہ علما اول حکمت علمیہ سے واصل ہوتے ہین بعد اسکے ترقی کرکے حکمت نظریہ سے فایض ہوتے ہین مگر اصحاب افکار عقلیہ اول حکمت نظریہ چنگل مارتے ہین پھر حکمت علمیہ پر ترقی کرتے ہین اور چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا طریقہ ابتدا سے ریاضت و مجاہدہ تھا اسواسطے تقدیم علم کی فرمائی اور بعضے کہتے ہین مراد حکم سے نبوت ہے اور علم سے علم دین اور اس تقدیر پر مرتبہ حکم زیادہ ہے علم سے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حکم سے فرمان روائی بر خلق ہے اور علم سے تاویل احادیث بالجملہ جب علم و حکمت عطا ہوا اور جوان نظر آنے لگے تو زلیخا نے عزیز سے پوچھا کہ یہ غلام پری ہے یا آدمی عزیز نے کہا کہ آدمی ہے زلیخا نے کہا کہ میرے نزدیک پری زاد ہے شاید تاجرون نے اسکو پکڑ لیا ہے عزیز نے قسم کھا کے کہا کہ یوسف آدمی ہے تب زلیخا نے کہا کہ اگر آدمی ہے تو اب وہ جوان ہوا مین اسکے روبرو نہین آسکتی لیکن اگر مجکو ہبہ کرو تو مین اپنا لڑکا بناؤن اور اپنے پاس رکھون عزیز نے ہبہ کیا چنانچہ زلیخا نے حضرت کو لیا اور بدستور اپنے پاس رکھا اور ہر روز محبت و الفت کی باتین کرنا شروع کین اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخا سے محبت تھی مگر بعوض شفقت و عطا اور زلیخا کو بشہوت و ہوا اسی سبب سے زلیخا کی باتون پر حضرت یوسف متوجہ نہوتے بلکہ جب زلیخا بطریق انبساط پوشاک و لباس سے آراستہ ہو کر خوش قدمی اور خوش رفتاری اپنی دکھلاتی تو حضرت یوسف ادب سے سر جھکا لیتے اور حرمت عزیز نگاہ رکھتے اور زلیخا نے یہ دستور کیا تھا کہ ہر روز صحف ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسف سے سنا کرتی اور اپنے عشق و محبت کو پوشیدہ رکھتی اور تسلی دل کی صرف دیکھنے اور کلام کرنے سے

کر لیتی یہان تک کہ عشق نے غلبہ کیا اور مرتبہ صبر و شکیبائی کا حد سے گذر گیا کہ اب سوا سے یوسف
علیہ السلام کے کسی چیز سے میلان خاطر نہ رہا اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا اور عجب حالت ہو گئی کہ ہر شے کا
نام یوسف رکھتی اور جب فصد لیتی تو خون سے یوسف یوسف کی آواز آتی اور کواکب آسمان پر یوسف کا
نام لکھا ہوا نظر آتا ولنعم ما قیل ؎ محبت شراب است و پیمانہ دل + محبت چراغ است و پروانہ دل
محبت ز پہلو کشد آہ سرد + محبت کند رنگ رخسارہ زرد + محبت میان باغ حسرت گل است + چنیدن
گلشن او افغان بلبل است + محبت جگر سوز اہل وفاست + محبت ہما نا کہ برق بلاست + محبت کند روز
عاشق سیاہ + برین ماجرا شام ہجران گواہ + محبت بدلہا وطن کردہ است + لباس بدن را کفن کردہ است
محبت دل آہنین آب کرد + رگ سنگ را موج سیماب کرد + ز آہ جگر کار خنجر گرفت + رگ خواب را زیر نشتر
گرفت + محبت کند سینہ را داغ داغ + بگورش بیابان فروزد چراغ + صاحب انیس العاشقین حضرت عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہین کہ سات برس تک زلیخا اسی حال مین مبتلا رہی اور ہر چند
اپنے حال کو چھپاتی تھی مگر رنگ رو نے ظاہر کر دیا ؎ می توان عشق نہان کرد ز مردم لیکن + زردی رنگ
رخ و خشکی لب را چہ علاج + آخر زلیخا کی دایہ نے پوچھا کہ اے سیدہ تیرا کیا حال ہے جو تو روز بروز زرد ہوتی جاتی ہے
و ہر لحظہ و ہر ساعت ضعف و نحافت بدن پر نظر آتا ہے اگر کچھ درد نہین ہے تو آہ سرد کیون بھرا کرتی ہے اور
اگر محبت پر فراق نہین ہے تو یہ غم و اندوہ کس واسطے ہے زلیخا نے کہا اے دایہ میرے درد کا علاج محال ہے
اور اب وہ درد پوشیدہ نہین کہا جاتا ؎ راز نہفتم بسی صبر نمودم کنون + سینہ بر آورد آہ دیدہ فرو ریخت
خون + اے مشفقہ اس غلام عبرانی کو جس وقت دیکھتی ہون بیتاب ہو جاتی ہون اور غایت حسرت سے
درد دل اپنا نہین کہہ سکتی ؎ ہیچ ہم کہ درد دل بگویم + چو او پیش نظر آید زبان کو + اور کہا اے مادر مہربان
تو نے آج میرا حال دریافت کیا حالانکہ مین سات برس سے اس غلام کے عشق مین گرفتار ہون ؎ از داغ
این جوان دل دیوانہ سوختم + خود با این چراغ پیری خانہ سوختم + دایہ بیہر شمع گداز دل حزین + پیش از ظہور
جلوۂ جانانہ سوختم + اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہے کہ اصلا اس درد کو نہین چھپا سکتی اور چارہ کار بجز مرگ نہین
دیکھتی ؎ مرا زندان غم و ز نوجوانی پیر سازد + ز رگہائے بدن ہر عضو من زنجیر سازد + لیکن کیا کرون خوف
رسوائی سے چپکی ہون ؎ بستم ز ننگ غنچہ دہانی کہ داشتم + خوابانده ام بسبزہ زبانیکہ داشتم + الا اس مدت
مین آج تجھ پر یہ حال ظاہر ہوا ہے مگر کہے دیتی ہون کہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اسلئے کہ ابھی تک خوف عزیز مصر
بھی دامنگیر ہے ؎ آہستہ سینجم و تشم و ترسم کہ باغبان + بردارد آشیان من از شاخسار گل + دایہ بولی کہ
یہ عجب بات ہے کہ محبوب خادم و ملازم ہو اور محب مہجور و رنجور رہے زلیخا بولی کہ شاید تو نے چاشنی درد کی

نہیں چھپی اور ملامت عشق نہیں اُٹھائی ہے عذاب قرب عذاب بُعد سے زیادہ ہے اور اگرچہ میرا محبوب ایسی مجھسے نزدیک ہے پر میرے حال پر التفات نہیں کرتا اور جب مین کچھ مطلب کی بات کہنا چاہتی ہون تو صورت دیکھکر زبان بند ہوجاتی ہے ؎ شایستہ ہر سخن نفس ناتوان کجاست + گیرم کہ واکنم سر حرفے زبان کجاست تب دایہ نے کہا اگرچہ کچھہ کلام نہیں کرسکتی تو آپ کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے دکھلاؤ شاید کہ جوش جوانی سے متوجہ ہو زلیخا نے کہا مین تو اسطرح بھی کرچکی ہون لیکن اُسنے توجہ بھی نہ کی اور جو کچھ مین نے کہا تو جواب نہ دیا ؎ شاید یہی ہیکر من زبانی ندارد + میانی کہ وا ارزشانی ندارد + اے شنفتہ طریق نالہ دل ناتوان نمیداند + لب خموش ادائی فغان نمیداند + فتادہ کار من خستہ جان بسنگ و سلے + کہ سیل آب ز اشک روان نمیداند + اب کسی طرح تو میرا حال یوسف سے کہ شاید تیرے کہنے کا اثر ہوجائے سو دایہ نے جاکے حضرت یوسف سے زلیخا کا حال بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دایہ فریب نہ کر مین اُسکا غلام ظاہر ہون اور اُسکے احسانون کا ممنون اور شاکر قطع نظر اس سے عزیز مصر نے مجکو اپنا لڑکا بنا کے اپنے ناموس کا امانت دار کیا ہے سو مجھسے ایسی حرکت کبھون نہوگی ناچار دایہ نے زلیخا کو جواب صاف دیا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بُلا کے بہت معذرت کی حضرت نے فرمایا اے زلیخا مین سوا سے بندگی کے اور کچھہ کام نہیں جانتا سو جو کام بندون کے لائق ہو وہی فرمایا کیجیے اور جو کام مجھسے نہیں ہوسکتا اُس سے شرمندہ کرنا کیا ضرور ہے بلکہ اولی یہ ہے کہ مجکو ایسے کام مین لگا دیجیے کہ اسمین اپنی عمر بسر کرون کیونکہ میرا رہنا تیرے پاس موجب فتنہ ہے زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سمجھایا اور راضی کیا پھر ایک دن بصلاح دایہ حضرت کو باغ مین بھیجا اور خوبصورت لونڈیان زیور و لباس سے آراستہ کرکے پیچھے سے روانہ کین اور کہدیا کہ جب یوسف علیہ السلام باغ مین پہونچکر گل و لالہ سے طبیعت اپنی خوش کرین اور کسی لونڈی پر توجہ فرما وین تو اسلا انکار نہ کیجیو ؎ دلی ہر کہ گرد و بہرہ بردار + مرا باید کہ اول بہرہ بردار + جب رات ہوئی تو لونڈیون نے حضرت یوسف کو گھیر لیا اور انواع غنج و دلال سے پیش آئین مگر حضرت یوسف علیہ السلام متوجہ بھی نہ ہوے بلکہ صبح تک وعظ و نصائح مین مشغول رہے صبح کو زلیخا باغ مین پہونچی تو دیکھتی ہے کہ حضرت یوسف صحف ابراہیم کا وعظ فرماتے ہین اور لونڈیان توحید مین مشغول ہین تب زلیخا نے کہا اے یوسف آج تو نور تیرا اور بھی زیادہ ہے مگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کلام سے کچھہ خوش نہوے بلکہ زیادہ تر رنجیدہ اور نہایت پژمردہ ہوے اور زلیخا ازبس شرمندہ روایت ہے کہ اس وقت زلیخا کو بخوبی متحقق ہوگیا کہ میرا مکر انپر نہ چلیگا تب دایہ کو علیحدہ بلا کر کہا اب کیا تدبیر کرون یہ تو بڑی پرانی ہوشیار تھی اسنے کہا کہ مین ایک تدبیر بہت آسان بتلاتی ہون مگر مال و دولت بہت

صرف ہو گیا زلیخا نے کہا خزانہ کی کنجی تیرے پاس ہے جسقدر منظور ہو صرف کر مین حساب نہ پوچھونگی تب
دایہ کے لیے مطبخ خانہ بنوایا مگر روایت صحیح یہ ہے کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھے یوسف کے حق مین کہا
آا بیوی مستوارہ تو چاہیے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کراؤن کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو سو اول اپنی مان مسماۃ
عنظر لغیہ ملکہ مین کو خط لکھا کہ مین چاہتی ہون کہ اپنے بت کے واسطے ایک تبخانہ نفیس تعمیر کراؤن تو بھی
شیح کی مدد کر اور مہندسون اور کاریگرون اور حکیمون کو میرے پاس بھیجدے چنانچہ عنظر لغیہ ملکہ مین نے
نقد و جواہر مع استادون اور معمارون کے بھیجا سو زلیخا نے عزیز سے اجازت لی اور حکیمون اور
مہندسون سے کہا کہ مین اسطرح کا گھر بنوایا چاہتی ہون کہ یوسف علیہ السلام اُس گھر مین کسی طرف
ہو میری طرف دیکھتا رہے ایک حکیم نے کہا ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا
بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور
چوتھی طرف عقیق کی اور فیروزہ اور عقیق کی دیوار کو قسم قسم کے جواہرات سے مرصع کروایا اور چار
ستون اُسمین چاندی کے کھڑے کروائے اُسپر دو دو تصویرین ایک فیل کی تصویر نقرئی دوسری
گھوڑے کی تصویر طلائی اور مکان کے اندر چڑیون کی تصویرین طلائی اور نقرئی رکھین اور زمین پر
سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اُسمین سات دروازے رکھے صندل
اور دانت کے ہر دروازے پر ایک تصویر طاؤسی جسکا سر زمرد کا اور تمام جسم سونے کا اور پاؤن چاندی کے
اور منقار عقیق کی اور دُم فیروزے کی تھی اور جوف خالی رکھکر مشک سے بھرا جسکی بو سے مکان معطر ہو گیا
اور یہ بھی روایت ہے کہ تمام گھر مین اپنی اور یوسف کی تصویرین رکھوائین کہین تو دست بدست اور کہین
دست در بغل اور کہین دونون لیٹے ہوئے اور اُس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کروایا
اُسمین ایک تخت زرین مرصع بچھایا اُسپر سونے کی طبق مشک سے بھر کے رکھوا دیے اور دیوارون کو مشک
اور گلاب سے چھڑک دیا اور ایک پردہ بھی ڈال دیا اور زلیخا دلہن کی طرح بن ٹھن کے اُس تخت پر بیٹھی
اور دایہ سے ارشاد کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت بلا لاؤ وہ فی الفور گئی تو دیکھتی ہے کہ حضرت
یوسف دو خط زمین پر کھینچے ہوئے بیچ مین بیٹھے ہین اُسنے پوچھا کیا شغل ہو رہا ہے حضرت نے کہا کہ والدین
کی قبرون کی زیارت کرتا ہون بولی کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہین فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کا یہی
طریق ہے تب دایہ نے کہا آپ کی سیدہ بلاتی ہے حضرت یوسف وہان سے چلے ظہر کا وقت تھا کہ حضرت
یوسف علیہ السلام اُس گھر کے دروازے پر پہونچے تو اور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا
تب اُنکے دل مین کھٹکا ہوا کہ شاید آج زلیخا نے اور ہی ارادے سے بلوایا ہے غرضکہ ایک پیڑھی لوڑھی کے

اندر او ر دوسرا باہر رکھکر تو چھپا مجھسے کیا حکم ہوتا ہے زلیخا نے ہاتھ بڑھا کے حضرت کو اپنی طرف کھینچ لیا
اور کہا سے وفای وعدۂ وصل تو در گمان دارم + زدور در آگہ گمان غلط لیقین گردد + حضرت نے
زلیخا کو آراستہ و پیراستہ دیکھکر فرمایا یا الٰہی لا ینجی منہا الا المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین
اور اسوقت لونڈیون نے سب دروازے بند کر دیے تو حضرت یوسف نے کہا یا الٰہی تو مجکو اپنی پناہ
مین لے زلیخا تخت سے اُتر پڑی اور حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی کہ ای یوسف مین تجکو بہت
پیار کرتی ہون اور تیری محبت مین بیطاقت و بیقرار ہون مین نے تیرے واسطے یہ آرایش کی ہے
تب حضرت یوسف نے سر جھکا لیا تو وہی صورت نظر پڑی پھر داہنی طرف دیکھا تو بھی وہی صورت
نظر آئی فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بات سُنکر زلیخا نے باتون مین لگایا اور کہا ای یوسف یہ گھر
مخلی بالطبع ہے ترا ایک نظر میری طرف ڈال سے درچمن پردۂ رخسارہ تنک انداز + آبروی گل شبنم
زدہ بر خاک انداز + حرف شیرین ز لب گر نتوانی گفتن + سخن تلخ بگو زہر بہ تریاک انداز + ای سہی قامت
رعنا ز من آرام بگذر + سایۂ سرو خرامان بسر خاک انداز + شہسوارانہ بہ شبگیر دو سہ تیر ببر دل + کز دل
صید مرا کار بفتراک انداز + حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ای زلیخا میرے باپ نے بھی مجکو
دوست کیا تھا انکی محبت نے مجھے قعر چاہ مین ڈلوایا اور غربت مین گرفتار کرایا دیکھا چاہیے تیری دوستی
مین کیا عذاب ہوتا ہے اور جیسا تو نے میرے واسطے گھر بنایا ہے اس سے بہتر اللہ نے بہشت مین تیار
کیا ہے کہ وہ کہنہ ہو تا ابد نہ ہوگا زلیخا نے کہا اے یوسف تو میری محبت سے آگاہ ہے یہ عجب ہے کہ میرے
حال پر ملتفت نہیں ہوتا سے گل مراد نچیدم ازین چمن گاہی + بحسرتے عجبی رفتم از جہان افسوس +
بسینہ بکید و نفس گرم خون نشد پیکان + کنارہ کرد خدنگ تو از نشان افسوس + حضرت یوسف نے کہا
کہ ای زلیخا میرے والد بزرگوار نے مجھسے وصیت فرمائی تھی کہ کسی حال مین اللہ کو فراموش نکرنا اور حق اپنے
ولینعمت کا نگاہ رکھنا زلیخا نے کہا ای یوسف ایک مرتبہ آنکھین کھولکر میری طرف دیکھ کہ مین تیرے واسطے
آراستہ ہوئی ہون فرمایا کہ عزیز مصر مجھسے سزاوار تر ہے مین اُسکے ساتھ بدی نکرونگا کیونکہ اُسنے میرے ساتھ
احسان کیا ہے زلیخا نے کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہین مانتا تو مجکو قتل کر ڈال کہ اس بلا سے نجات پاؤن سے مگذار
تا بخاک ببرم آرزوی قتل + بگذار بر گلوی من جان نثار تیغ + پھر زبان کھول کے بولی کہ ای یوسف کیسی بہتر
خوشبو تیرے بدن مین آتی ہے اور کیا ہی اچھے لب و دندان ہین سے شکستی از لب نازک بہای لعل نگین را +
ز رشک گوہر دندان گسستی عقد پروین را + شرر در خرمن دل ریختی از چہرۂ تابان + ز رشک تن بہ پیراہن
شکستی خار نسرین را + خط ہندو نژادا از قبلۂ رویت برون آمد + میان کعبۂ اسلام دیدم رہزن دین را +

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا ان سب چیزون کو فنا ہے پھر اسکی تعریف کیا ہے پھر کہنے لگی
کہ اے یوسف ع آنکھین ہین تیری زبسکہ پرنور ✦ صیاد جہان ہین چشم بد دور ✦ حضرت یوسف نے
کہا کہ ان آنکھون سے مشاہدۂ حق کی امید ہے اور اس سے سوال ہوگا قبر مین پھر کہا کیا اچھی تیری صورت ہے
فرمایا اسکو خاک کھالیگی پھر کہا کیا اچھے تیرے بال ہین فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ اول بدن سے جھڑیگی پھر
بولی کہ اے یوسف مین تجھسے قربت چاہتی ہون اور تو مجھسے دور ہوتا جاتا ہے فرمایا کہ اس دوری مین نزدیکی
خدا دیکھتا ہون زلیخا نے کہا کہ یہ فرش حریر اور بستر دیبا تیرے واسطے مین نے بنایا ہے اور اس گھر کو
بیگانون سے خالی کیا ہے تاکہ آرزو سے دل نکالون فرمایا جو کوئی دنیا کی آرزو نکالتا ہے نعمت آخرت سے
بے نصیب رہتا ہے پھر کہنے لگی کہ اے یوسف جس دن سے مین نے تجکو دیکھا ہے اسی دن سے شیفتہ و
فریفتہ ہون اور شب و روز بیقرار رہتی ہون آج تو ایک ساعت اپنا ہاتھ میرے سینہ بے کینہ پر رکھدے
کہ تسکین ہو جاوے فرمایا کہ جو ہاتھ نامحرم پر پہونچتا ہے وہ قابل سوختن ہے اور مجکو اسکا تحمل نہین ہے کہ اپنا ہاتھ
آتش دوزخ مین جلاؤن پھر بولی کہ اے یوسف مین نے تجکو مول لیا تھا اور اب اپنا شوہر بناتی ہون فرمایا
کہ زنا مت کر زنان غیر مین ناجائز ہے تب کہنے لگی کہ اے یوسف تو کسواسطے مجھسے نفرت کرتا ہے فرمایا کہ
مین اپنے خدا سے ڈرتا ہون اور اسی کی رضا چاہتا ہون اے زلیخا تو مجھپر ستم نہ کر اور عرصات قیامت کے
واسطے کہ اولین و آخرین موجود ہونگے طوق شرمندگی میرے گلے مین نہ ڈال زلیخا نے کہا اے یوسف اگر تو
خدا سے ڈرتا ہے تو مین اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہون کہ وہ تجھسے راضی رہیگا فرمایا کہ میرا خدا رشوت
نہین لیتا زلیخا نے کہا مین نے سنا ہے کہ اللہ تھوڑی چیز لیتا ہے اور بہت دیتا ہے فرمایا درست ہے لیکن
نیک لوگون کی لیتا ہے پھر بولی اگر تو کہے تو مین ایمان لاؤن اور اپنا دین بھی تبدیل کر ڈالون حضرت نے
فرمایا کہ ایسا ایمان مقبول نہین اب زلیخا نے جانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے راز سے آگاہ ہو گئے
اور رد و بدل مین مطلب فوت ہوتا ہے اسواسطے ایک پردہ ڈال دیا اور دروازے بند کرا دیے تو شیطان
نے بڑی خوشی سے اپنے لشکر کو پکارا لشکریون نے حاضر ہو کے سبب وجد پوچھا ابلیس نے کہا سبب
ابتہاج یہ ہے کہ مین نے ایک پیغمبرزادے کو ایک کافرہ کے ساتھ اکیلے گھر مین بٹھلایا ہے اب میری مراد حاصل
ہوگی لشکریون نے کہا شاید مراد حاصل نہو شیطان نے کہا کیونکر حاصل نہو گی اگر جوانی درکار ہے تو دونون
مین ہے اور جو خوبصورتی مطلوب ہے تو دونون حسین ہین اور اگر تنہائی چاہیے تو سوا میرے کوئی غیر وہان
نہین ہے اور جو محبت کی حاجت ہے تو مین وسوسے کو حاضر ہی رہتا ہون اور یہی میری معاش ہے پھر حصول
مقصد مین کیا تردد باقی ہے روایت ہے کہ جب ابلیس نے ترتیب مقدمات سے دل اپنا خوش کیا تو حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے آکے فرمایا کہ بھلا یہ تو سب درست ہے لیکن عصمت خداوندی اور محافظت سبحانی
یوسف کے شریک حال ہے اور اُسنے فرمایا ہے کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء اور اسی اثنا مین حضرت یوسف
نے آرزوے زلیخا سے انکار فرما کر کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای تب تو اس مردود کا منھ ٹوٹا اور بھاگا
اور لشکریون سے بولا کہ اب بھاگو یہان کا معاملہ بے ڈول ہے فائدہ نقل ہے کہ جب حضرت موسے
علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل کنارے رود نیل کے پہونچے تو ابلیس نے بہت خوشی کی اسکے توابع نے
سبب مسرت استفسار کیا بولا کہ اگر دریا سے عبور درکار ہے تو آگے ہے اور جو دشمن پیچھے چاہیے تو فرعون
مع لشکر آتا ہے اور قدم موسٰی ضعیف و ناتوان ہین پھر ہلاکت قوم اور موسٰی مین کیا تردد ہے اُسی وقت
حضرت جبرئیل نے ابلیس سے کہا اے ملعون یہ تو سب پیش نظر ہے مگر محافظت الٰہی اور قدرت خداوندی
نے اس مہلکہ سے نجات بخشی ہے وہی موسٰی نے عصا مارا دریا خشک ہو گیا اور حضرت موسٰی بے تکلف مع
لشکر چلے گئے اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہو گیا اسی طرح جب بندۂ مسلمان کی عمر آخر کو پہونچتی ہے
ابلیس خوشی کرتا ہے تو اُسکو ندا کرتے ہین کہ سبب خوشی کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر بندۂ عاصی چاہیے تو موجود ہے
اور اگر تقصیر عبادات و طاعات کی درکار ہے تو ظاہر ہے اب یہ بندہ کافر مریگا یہی سبب خوشی کا ہے پس فرمان
حق آتا ہے کہ اے ملعون یہ تو سب بجا و درست ہے ولیکن اگر رحمت درکار ہے تو مجھ مین ہے اور جو بندہ نوازی کی
حاجت ہے سو بھی ہے اور اگر کارسازی چاہیے تو بھی ہے اور اُسی وقت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اُس
بندہ کی باایمان جان قبض کر تاکہ ابلیس شرمندہ ہو جاسے بالجملہ زلیخا نے کہا اے یوسف تو میرا غلام ہو کے
حکم نہین مانتا اور مین تیرے سبب سے بیمار رہتی ہون اگر تیرا یہی حال ہے تو مین مر جاؤنگی فرمایا حسبی اللہ و
نعم الوکیل اے زلیخا تو نے رقبہ میرا مول لیا ہے مگر خدا کی بندگی سے نہین نکال سکتی ہے بولی اے یوسف مین تجھسے
بہت امید رکھتی تھی کہ تجھسے میری آنکھین روشن ہونگی سو تو سبب محنت و اندوہ ہو گیا پھر بولی سچ بتلا کس
وجہ سے میری طرف توجہ نہین کرتا آیا مکان و فرش مکلف نہین یا کہ تو حسین ہے یا مین خوبصورت نہین
یا میرا حق تجھپر نہین فرمایا کہ مین اپنے خدا سے ڈرتا ہون اور عزیز کی ہتک عزت نہین چاہتا کیونکہ عزیز نے
مجکو خرید کیا اور بیٹے کی طرح سے پرورش فرمایا اور کوئی امر تکریم و تعظیم کا اُٹھا نہین رکھا سو مین اُسکے بدلے مین
ایسی بے عزتی کا روادار ہون یہ بات کبھون میرے لائق نہین بولی کہ اگر عزیز کا خوف ہو تو مین آج ہی اُسکو
زہر دیتی ہون فرمایا کہ اگر میرے واسطے عزیز کو ماریگی تو مین قیامت کو اسکا جواب کیا دونگا اب زلیخا نے
جانا کہ یوسف علیہ السلام کسی طرح نہین مانتے اور میرے مطلب پر نہین آتے تب بارادۂ فاسد پکڑنے کا
ارادہ کیا سو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اُسنے دوڑکر دامن مبارک پیچھے سے پکڑا کہ دامن پھٹ گیا تب

بولی سے دامن کشش ز خاک مزارم کہ دست من + وراز زدہی گو رشتہ امان بلند شد ۔ چنانچہ ارشاد

ہوتا ہے وراودتہ التی ہو فی بیتہا عن نفسہ وغلقت الابواب وقالت ہیت لک قال معاذ اللہ انہ ربی

احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان رای برہان ربہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء

انہ من عبادنا المخلصین واستبقا الباب وقدت قمیصہ من دبر والفیا سیدہا لدی الباب قالت ما جزاء من اراد

باہلک سوءا الا ان یسجن او عذاب الیم یعنی پھسلایا اسکو عورت نے جسکے گھر مین تھا اپنا جی تھامنے سے اور دروازے بند کرد یے

اور بولی شتابی کر کہا خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھتا ہے مجکو البتہ بھلا نہین پاتے لوگ

بے انصاف اور ہے اسنے قصد کیا اسکا ۔ ۔ ت نے اور قصد کیا یوسف نے عورت کا اگر نہو تا یہ کہ دیکھے یوسف

قدرت اپنے رب کی تو ہو جاتا جو کچھ ہونا تھا اسواسطے کہ ہٹا دین ہمنے اس سے برائی اور بیحیائی ہمارے

وہ ہے ہمارے چنے بندون مین اور دونون دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا اسکا کرتہ

پیچھے سے اور دونون ملگئے عورت کے خاوند سے دروازے پاس تو بولی اور کچھ سزا نہین ایسے شخص کی

جو چاہے تیری گھر مین برائی مگر یہی کہ قید ہو یا دکھ کی مار تنبیہ سو اس جگہ یعنی مقدمات زنا ہو جاتا

نظر شہوت وسواس وتقبیل وغیرہ اور فحشا کنایت زنا سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سوء سے مراد خیانت

ہے یعنی ہو اور فحشا سے ارتکاب فاحشہ اور ارباب اشارات فرماتے ہین کہ سوء کنایت ہے خواطر ردیہ سے

یعنی اندیشہ ہاے ناپسندیدہ سے جو دل مین گذرین اور فحشا عبارت ہے افعال نامرضیہ سے جو ارکان سے

ظاہر ہون سو اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے محفوظ رکھا اور اسی کی علامت مین ارشاد

فرمایا کہ انہ من عبادنا المخلصین اور علامت بندۂ مخلص کی چار ہین اول یہ کہ خلق سے علیحدہ رہے یعنی

اگر تمام خلق اسکی مدح اور ثنا کرے تو شاد نہو اور جو تمام خلق اسکو بد کہے ملول نہو اور جو تمام عالم کو عبودیت

اسکے واسطے باندھے تو مغرور نہو دوسری یہ کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نعمتین دنیا کی اسکو دین

تو سمجھے کہ سب مردار ہین اور اگر تمام محنت و رنج دنیا کے اسپر پڑین تو جانے کہ سب گذر جاوینگے غرضکہ محبت

دنیا کی بالکل دل سے دور کرے کیونکہ دنیا مکار ناپایدار ہے تیسری یہ کہ اپنے نفس کو بالکل خیال مین نلاوے

یعنی ہمیشہ راضی بقضا رہے اور جفا و عطا مین مساوی رکھے اور وفا اختیار کرے اور خدا کے سپرد کرے

اور صفائی باطن سے بسر کرے چوتھی یہ کہ سواے ذکر حق اور وصل محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے

یعنی ہمیشہ با او باشد جو کہ چاہے اسی سے چاہے غیر کو درمیان سے اٹھادے اور دل کو صیقل کرکے

صاف کر رکھے اور جب کوئی بلا آوے تو برضا و تسلیم قبول کرے تنبیہ حضرت یوسف علیہ السلام اسلیے

بھاگے کہ زنا بدترین گناہون سے ہے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اعظم الکبائر تین ہین شرک عقوق والدین

زنا پڑوسی کی جورو سے اور کبھی زنا مین دس آفتین کھلی ہین اول نقصان دین دوسرے نقصان
عقل تیسرے نقصان عمر چوتھے نقصان علم پانچوین نقصان ورع چھٹوین غضب الٰہی ساتوین
زوال نور بشرہ آٹھوین غلبۂ نسیان نوین عداوت اور بغض صالحین سے دسوین رد عبادت اور
دعوت اور بغض الٰہی اور اسکی پیشانی پر لکھا جاتا ہے ندا ہے بعید من اللہ و بعید من الناس و بعید
من الجنۃ اور بھی حدیث مین وارد ہے کہ زانی دنیا سے نہین جاتا جب تک فقر اور فاقہ مین مبتلا
ہولیوے فائدہ کریمہ اور تہ الٰہی ہوئی بہتیا سے دریافت ہوتا ہے کہ ابتدا کرنے والی امر زنا مین اکثر عورت
ہوتی ہے ولہذا اسے ورد قرآن مین تقدیم زانیہ ارشاد کرتے ہین کہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ
جلدۃ اور ظاہر ہے کہ جب تک عورت اپنی محاسن نہ کھولیگی نظر کسی مرد کی نہ پڑیگی اور جب نظر نہ پڑیگی دل کو
میلان نہ ہوگا اور جب دل کو میلان نہوا گناہ بھی صادر نہوگا اور حکمت سو تازیانہ کی تجویز مین یہ ہے کہ
ہر سال کی چار فصول ہوتی ہین اور بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور تیس راتین اور ہر شبانروز
کی چوبیس ساعتین ہین کہ ان سب کے جمع کرنے سے سو ہوتے ہین یعنی جو کوئی شخص ایک ساعت
بھی اس فعل حرام سے مشغول ہوا تو اسنے گویا تمام سال گناہ کیا لہذا سو تازیانے اسکو مارنا چاہیے
تاکہ مجموع فصول و شہور و ایام و ساعات اسکی پاک ہوجاوین فائدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ زلیخانے اپنے نفس پر سب دروازے الفت یوسف سے
بند کر لیے کلبی سے روایت ہے کہ دروازے گھر کے بند کیے تھے روایت ہے کہ سات دروازے تھے جب
حضرت یوسف ایک دروازے سے گذرتے تھے زلیخا اسکو بند کرا دیتی تھی اور حضرت یوسف ہر دروازے
پر اور بند مین گرہ دیتے تھے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ابواب سے مراد شدت محبت یوسف سے
اپنے نفس پر بند کر لیے ارباب اشارات فرماتے ہین کہ زلیخانے ساتون دروازے بند کر دیے تاکہ یوسف
علیہ السلام کے ساتھ خلوت مین بیٹھے مثال اسکی یہ ہے کہ آدمی مین ہفت اندام قائم مقام ہفت خانہ زلیخا
ہین اور اسپر سات دروازے ہین آنکھین طریق آمد و شد بینائی و گوش دروازہ آمد و رفت شنوائی
اور زبان محل گویائی اور حلق مورد قوائے غذائی اور ہاتھ آلہ گیرائی اور پانون مرکب مشی و روائی اور فرج
موضع شہوت قوامی جب تک آدمی یہ ساتون دروازے بند نہین کرتا خلوت الٰہی میسر نہین ہوتی سو
زلیخانے ساتون دروازے مکان کے بند کرائے تاکہ خلوت صحیحہ حاصل ہو نکتہ جب حضرت یوسف نے
کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای اللہ تعالی نے بلائے زنا سے محفوظ رکھا یہ معاملہ دلیل ہے اسپر کہ جب
بندہ کسی بلا مین پڑے چاہیے کہ درگاہ حق سے پناہ مانگے تو حق تعالی اسے بلا سے نجات دیتا ہے تفاسیر

معتبرہ مین ہے کہ انبیا المحمد من کید الشیطان علیک بالاستعاذہ بالرحمن اسواسطے کہ جنہنے تعوذ کی عادت
کی دونون جہان کی سعادت لی دیکھو اس استعاذے کی بدولت انبیا علیہم السلام بہرہ اندوز ہوے
اور اولیاے کرام بہرہ ور حضرت نوح نجی اللہ نے کہا اعوذ بک ان اسئلک مالیس لی بہ علم برکت کی دولت
سے مخاطب ہوے کہ یا نوح اہبط بسلام منا و برکات حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا اعوذ بالذی خلقنی
نہ ہذان من شر من عصاہ خلعت کے خلعت سے سرفراز کیے گئے کہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا حضرت یوسف
صدیق اللہ نے کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای عصمت کی کرامت سے مکرم ہوے کہ کذالک لنصرف
عنہ السوء والفحشاء حضرت موسی کلیم اللہ نے کہا انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون مکالمت کی
عزت سے معزز ہوے کہ وکلم اللہ موسی تکلیما حنہ عمران کی بی بی نے کہا انی اعیذہا بک وذریتہا
من الشیطان الرجیم قبولیت کی نعمت سے مشتہر ہوئی فتقبلہا ربہا بقبول حسن مریم بنت عمران نے
انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا تہمت کی منقصت سے بشہادت عیسوی پاک ہوئین انی عبد اللہ
اتانی الکتاب وجعلنی نبیا اور ہمارے حضرت شافع یوم الآخرہ صلعم نے کہا اعوذ بک رب ان یحضرون
حق تعالی نے اپنے فضل و کرم سے دو نعمتین عطا فرمائین دنیا مین محبت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
اور عقبی مین شفاعت کہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اگر خاکساران امت محمدیہ کو جو کہ پانچون وقت کی
نماز مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہا کرتے ہین خلعت رضا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور عماس
نقا روہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ عنایت ہو تو عجب نہین فائدہ کریمہ ولقد ہمت بہ وہم بہا مین
کسی طرح کی توجیہ مین ہین اخیل مجاہد و مقاتل و قیس ابن مرہ و سعید ابن جبیر و عکرمہ ابن ابی جہل و
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ زلیخا نے زنا کا ارادہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے
ازار بند کھول لینے کا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کھولا ازار کو لیکن رخصت
باندھا کپڑے کو تاکہ حرکت زلیخا سے محفوظ رہین یہ قول اکثر متقدمین کا ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ شیطان
حضرت یوسف و زلیخا کے درمیان مین آگیا اسنے ایک ہاتھ گردن یوسف مین ڈالا اور دوسرا گردن زلیخا مین
اور دونون کو ملا دیا اور قاسم ابن سلام کہتے ہین کہ اس قول کی تمام قوم نے انکار کی ہے اور نقل اسکی صحاح
ستہ سے صحیح نہین ہوا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ زلیخا کا عزم تھا اور حضرت یوسف کا حدیث نفس اور
تفصیل ابن قتیبہ کے نزدیک کلام خدا مین تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یون ہے ولقد ہمت بہ لولا ان راے برہان ربہ لہم بہا یوسف
راے برہان ربہ لہم بہا ایضا یعنی زلیخا نے زنا کا قصد کیا اگر یوسف کو قدرت اپنے پروردگار کی نظر نہ آتی
اور وہ آگاہ نگاہ ہوئین نہ رکھتا تو بھی قصد کرتے ساتھ زلیخا کے اور بعضے کہتے ہین کہ قصد حضرت یوسف کا

نکاح تھا اور زلیخا کا سفاح اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام شوہر ہیں اور
حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ ہاتھ میں آویں اور بعضے کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام
کا از روئے طبع بشری ہوا تھا لیکن عقلاً نہ تھا شرعاً کہ ہوا اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت
یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو خواب میں دیکھا تھا اور زلیخا نے خواب میں یوسف کو دیکھا تھا شوہر
سمجھا تھا سو اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خیال آیا کہ یہ عورت میری زوجہ ہے ولیکن حقیقت
قصد گناہ نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ ہم اس بات کا نام ہے کہ دل میں پیدا ہوا اور یہ مقتضائے بشریت
آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہذا آیت میں واقعہ ہوا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها پس اس جگہ
نہ ہم زلیخا تھا نہ قصد یوسف مگر زلیخا اس سبب سے ہوئی گرفتار کہ اس خطرے پر جازم ہوئی اور عزم
از جملہ مکتسبات ہے لہذا ماخوذ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ ہم دو قسم ہے ایک ہم ثابت وہ ہے کہ ساتھ اسکے عزم
و عقد و رضا لگے ہوتے ہیں اور ایسا ہم ماخوذ ہوتا ہے دوسرا ہم خطرہ ہے کہ دل میں خطرہ
نفس ہو بلا عزم و اختیار مثل ہم یوسف علیہ السلام اور ایسا ہم مواخذہ نہیں ہوتا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ نے جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو میں ایک
نیکی اسکی لکھتا ہوں جب تک اسنے عمل نہیں کیا اور جب اسنے وہ عمل کر لیا تو دس نیکیاں لکھتا ہوں
اور جب بندہ میرا بدی کا ارادہ کرتا ہے تو میں نہیں لکھتا ہوں جب تک عمل نہ کرے اسے اور جب وہ کر
بیٹھتا ہے اس عمل بد کو تو مثل اسکے لکھ دیتا ہوں تفسیر حقائق المعانی میں ابو عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصد دل پر بھی مواخذہ ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ
اگر اس ارادہ کے ساتھ عزم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہے اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہم زلیخا مع العزم
والجزم تھا اور ہم یوسف علیہ السلام بلا عزم جس طرح کوئی بھوکا کھانا دیکھے اور بمقتضائے طبع بشری کھانے
کا ارادہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ تصور گناہ گناہ نہیں ہے اور اگر ہو تو اصلی گناہ کرنے سے کمتر ہے سو اسکا
گناہ سے اللہ نے پیغمبروں کو محفوظ رکھا ہے قطع نظر کر کے اس سے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ یوسف
دلیل اپنے خدا کی دیکھتے لیکن جب دیکھی دلیل تو قصد نہ کیا نہ یہ بات کہ اگر نہ دیکھتے برہان خدا تو ضرور ہے کہ
قصد کرتے اور محققین نے طہارت ذیل یوسف پر لوث گناہ سے دلائل قویہ قائم کی ہیں اول یہ کہ زنا
اعظم الکبائر ہے اسناد اسکا ہرگز پیغمبر کی طرف جائز نہیں بالخصوص جب خود حضرت حق فرماتے ہیں ولنصرف
عنه السوء والفحشاء دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا دامن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر اسکا کلام
باری میں بطریق عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہیں ہے کہ کوئی شخص اقدام

بمعصیت کرے اور پھر اُسکو محمدت عظیمہ سے یاد فرماوین کہ انہ من عبادنا المخلصین تیسرے یہ کہ جب کبھون کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف وضع پیغمبری یا زلت یعنی لغزش قدم واقع ہوا ہی تو وہ پیغمبر ایک مدت دراز تک نادم و پشیان رہے ہین اور ہمیشہ توبہ کرتے رہتے ہین اور اس معاملہ مین کوئی بات اس قسم کی قرآن مین مذکور نہین ہی اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ ذات والا صفات حضرت یوسف صدیق نسبت ضلال و اغوا شیطان سے پاک و محفوظ رہی ہی اب جاننا چاہیے کہ وہ برہان کیا تھی جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی قتادہ اور اکثر اہل تفسیر کہتے ہین کہ ایک فرجہ سقف بیت مین پیدا ہوا اُس سے صورت پر نور یعقوب علیہ السلام کی مکشوف ہوئی اُسنے کہا اگر ایسا کام کریگا تو رتبہ نبوت سے گر جائیگا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت حاضر ہوئی اور اُنگلی دانت کے نیچے دابے ہوے باواز بلند فرماتے تھے ای قرۃ العین تیرا نام دفتر انبیا مین مندرج ہی ایسی زلت اختیار نہ کرنا والا ندامت ہوگی تب حضرت یوسف نے ازار خوب مضبوط کیا سعید ابن جبیر و مجاہد اسی طرف گئے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک طائر نے یہ کلام حضرت یوسف کے کان مین آہستہ سے کہا اور بعضے کہتے ہین کہ حالت خلوت مین یوسف علیہ السلام کی نظر ایک پردے پر پڑ گئی تو حضرت نے زلیخا سے پوچھا کہ یہ پردہ کیسا ہی اُسنے کہا اسمین میرا معبود ہی سو مین نے پردہ ڈال دیا ہی تاکہ وہ اس حرکت کو نہ دیکھے حضرت یوسف نے فرمایا کہ ای زلیخا تو اپنے بت سے کہ لا یعلم و لا یعقل محض ہی اسقدر شرماتی ہی اور مین اپنے خدا سے کہ ظاہر و باطن کا دانا ہی کیونکر نہ شرماؤن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اسی بات کے قائل ہین اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہین کہ اُس وقت ایک آواز آئی کہ ای یوسف تیرا نام انبیا مین لکھا ہی اور تو کار سفہا کرتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ایک ہاتھ دیوار سے نکلا اُسمین لکھا تھا لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ اور بعضے کہتے ہین کہ مکان کی چھت مین ایک فرجہ ہو گیا اُسمین ایک صورت نہایت حسین نظر آئی اُسنے کہا ای رسول عصمت تو معصوم ہی ایسا نہ کرنا جس سے تیری عصمت مین فتور پڑ جائے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زمین پر لکھا ہوا دیکھا کہ و من یعمل سوءا یجز بہ اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ صاحب نے ایک فرشتہ بھیجا کہ اُسنے اپنا بازو پشت یوسف پر ملا کہ تمام شہوت جاتی رہی اور بعضے اہل تفسیر سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت یعقوب نے آکر دونون ہاتھ اپنے سینۂ یوسف پر رکھ دیے کہ شہوت اُنگلیون سے نکل گئی اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یوسف کے دو بیٹے ہوے اور اور بھائیون کے بارہ بارہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ زلیخا و یوسف مین ایک پردہ ہو گیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام

بیان برہان حضرت یوسف

ایک جاریہ جواری جنت سے دیکھی کہ اُسکے حسن سے متحیر ہوے اور پوچھنے لگے کہ تو کس شخص کا نصیب ہے
اُسنے کہا جو شخص زنا نہ کرے اس قول کو حضرت ولایت مآب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی
طرف نسبت کرتے ہین اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
یوسف نے جب اپنا ازار بند کھولا اور بیٹھے مع زلیخا کے تو ایک ہاتھ دونون پر ظاہر ہوا اُسمین لکھا تھا
ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون پس دونون کھڑے ہوگئے جب وہ رعب جاتا رہا تو
پھر دونون بیٹھے پھر وہی ہاتھ نکلا اور اُسمین لکھا تھا لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا تب
حضرت یوسف بھاگنے والے ہوے اور زلیخا کھڑی ہوگئی جب پھر رعب جاتا رہا تو دونون بیٹھے
پھر بھی وہی ہاتھ نکلا اُسمین لکھا تھا واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ تب دونون اُٹھ کھڑے ہوے
اور بعد رفع خوف پھر بیٹھے اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ خبر گیری کر میرے بندہ
کی قبل اسکے کہ خطا مین پڑے سو حضرت جبرئیل دو انگلیان چابتے ہوے تشریف لائے اور بولے یا یوسف
تعمل عمل السفہاء وانت مکتوب عند اللہ من الانبیاء روایت ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنا بازو مارا کہ شہوت
اُنگلیون کی راہ نکل گئی کذا فی المعالم لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور کاتب الحروف کے نزدیک کچھ بھی
ان تاویلون کی ضرورت نہین ہے اگر برہان سے جو کلام الٰہی مین واقع ہے برہان عصمت مراد لین تو کیا مضائقہ
ہے یعنی وہ برہان عصمت تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود معلوم کر لی کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام
قطعی ہے اُنکو مشاہدہ امور محسوسہ کی ضرورت نہین جیسا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین البرہان النبوۃ
التی اودعہا اللہ صدرہ حالت بینہ وبین ما یسخط اللہ عز وجل کذا فی المعالم اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ
حین تردد اور تشتت خاطر مین اللہ جلشانہ نے حجاب بطون جمال ظہور سے اُٹھا دی کہ نظر یوسف مشاہدہ
انوار الٰہی سے مشغول ہوئی اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اس بات مین کسی کو خلاف نہین کہ دامن یوسف
لوث گناہ اور فاحشہ سے پاک تھا اگر اختلاف واقع ہے تو وقوع ہم مین ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم بالفاحشہ
اور اتیان بعض مقدمات واقع ہوا اسپر صاحب کشاف نے نہایت تشنیع فرمائی ہے اور بعض مفسرین نے
تنزہ حضرت یوسف ہم سے بھی لکھا ہے وہو الصحیح حضرت امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ اس واقعہ سے
جنکو تعلق ہے وہ یہ ہین یوسف علیہ السلام اور عورت عزیز اور عزیز اور عورات شہر اور شہود اور خداوند عالم
جل ذکرہ اور ابلیس لعین اور ہر ایک نے پاکی جناب یوسف صدیق علیہ السلام گناہ سے ظاہر کی ہے پھر اسمین
توقف کی ہرگز جگہ نہین ہے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہین رب السجن احب الی مما تدعوننی الیہ
اور عورت کہتی ہے لقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم وقالت الآن حصحص الحق اور شوہر نے کہا انہ من کیدکن

ان کیدکن عظیم اور عورتین شہر کی کہتی ہین امرأۃ العزیز تراود فتٰہا عن نفسہ قد شغفہا حبا انا لنرٰہا فی ضلال مبین اور حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء اور بیان شہود شہد شاہد من اہلہا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وہو من الکاذبین وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وہو من الصادقین اور اللہ صاحب فرماتے ہین کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین اور اقرار ابلیس علیہ اللعن کا اس کلام حق پر کہ فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین یعنی ابلیس نے اقرار کیا کہ مین بندگان مخلصین کو اغوا نکرونگا اور اللہ تعالی نے حضرت یوسف کو بندہ مخلص فرمایا اب خیال کرنا لازم ہے کہ وہ لوگ جاہل جو نسبت شر کی حضرت یوسف سے کرتے ہین اگر توابع دین الٰہی ہین تو لازم تھا کہ طہارت یوسف صدیق پر شہادت حق تعالی کی قبول کرین اور اگر توابع ابلیس سے ہین تو اقرار ابلیس طہارت یوسف علیہ السلام پر منظور کرین انتہی کلامہ الصحیح فائدہ مخفی نہ رہے کہ زلیخا نے اپنی نسبت اہل عزیز اسلیے کہا تاکہ وہ اس معاملے مین رعایت کرے اور اپنی تفضیح گوارا نکرے چنانکہ اسنے بے انصافی کی اور حضرت یوسف کو قید کیا اس سے ظاہر ہوا کہ ابتک زلیخا کو محبت کامل تھی ورنہ اپنا عیب محبوب پر نہ ڈالتی جیسا اسوقت کہا انا راودتہ عن نفسہ والآن حصحص الحق عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دو پیغمبر خوف سے بھاگے ہین ایک جانب در دوسرے جانب شجر حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا سے جانب در بھاگے زلیخا نے دوڑکر دامن چاک کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حق مین التماس کیا کہ اگر دامن چاک نہ ہوتا تو کیا نقصان تھا ارشاد ہوا کہ ای یوسف تو جانتا تھا کہ مین ہر حال مین حافظ اور نگہبان ہون پھر کیون بھاگا اب تجھے ادب دونگا اور دامن کو گواہ کرونگا اہل تذکیر کہتے ہین کہ جب دامن یوسف چاک ہو گیا تو کمال غم ہوا دفعتہ آواز آئی کہ ای یوسف ہر شخص کے دو پیراہن ہوتے ہین ایک ظاہری دوسرا باطنی اگر پیراہن ظاہر چاک ہوا تو غم نہ کر پیراہن باطنی کہ عبارت صلاح وتقوی سے ہے درست ہے اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ یوسف علیہ السلام کے دو پیراہن تھے ایک وہ کہ یعقوب علیہ السلام نے پہنایا تھا اور دوسرا پیراہن عصمت کہ اللہ تعالی نے پہنایا تھا زلیخا نے دونون پر ہاتھ ڈالا تھا سو پیراہن ظاہر پہونچا اور باطن بچا اسی طرح مومن کے دو پیراہن ہین ایک پیراہن ظاہر کہ عبارت طاعت سے ہے دوسرا پیراہن باطن کہ عبارت توحید سے ہے شیطان دونون کا قصد کرتا ہے لیکن اسکا ہاتھ ظاہر پر پہونچتا ہے اور باطن پر نہین پہونچتا دوسرے حضرت زکریا کہ ظالمون کے خوف سے جانب شجر بھاگے کہ وہ درخت ارہ سے چیرا گیا جب ارہ سر مبارک پر پہونچا تو حضرت زکریا علیہ السلام نے شور کیا ارشاد ہوا کیون شور کرتا ہے عرض کی کہ بسبب تکلیف درد کے نالہ وزاری

کرتا ہون فرمایا امر کر دیا تو خوب جانتا تھا کہ مین ہر حال مین حافظ اور مددگار ہون پھر تو کیونکر غیرت
کی طرف بھاگا اسی سبب سے تجکو ادب دیتا ہون خبردار اگر پھر تونے شور کیا تو نام تیرا دیوان انبیا
سے نکال ڈالونگا الغرض جب عنایت وحفاظت حافظ مطلق قرین حال یوسف علیہ السلام ہوئی
اور آنجناب مکر زلیخا سے خائف وترسان ہوکر حجرۂ خاص سے بقصد فرار نکلے اور زلیخا یہ جانتی تھی
کہ دروازے سب مسدود ومقفل ہین کہان جاسکتے ہین اسی نظر سے چپکے چپکے پکڑنے کو چلی وہان
حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جاتے تھے سو حضرت یوسف جس
دروازے پر پہونچے اُسکو حضرت جبرئیل نے کھول دیا یہان تک کہ ساتوین دروازے پر آئے
اب زلیخا نے خیال کیا کہ یوسف علیہ السلام تو ہاتھ سے نکلے جاتے ہین اور یہ تمام محنت ومشقت میری
رائگان ہوتی ہے اسی خیال مین دروازہ ہفتم کھلا اور حضرت یوسف چلے زلیخا نے دوڑکر دامن مبارک
پیچھے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا تو دامن چاک ہوگیا اور حضرت چوکھٹ سے باہر ہوئے زلیخا بھی
پیچھے لگی لگی آئی اسی وقت قطفیر عزیز مصر آگیا اور معالم مین ہے کہ عزیز مع ابن عم زلیخا دروازے پر بیٹھا تھا
بہر تقدیر عزیز نے دونون کو مضطر وپریشان دیکھکر جانا کہ کچھ فساد واقع ہوا ہنوز عزیز نے کلام نہ کیا تھا کہ زلیخا
نے پیشدستی سے دلیرانہ کہا اے عزیز مین سوتی تھی یوسف چور کی طرح میرے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ تیری امانت
مین خیانت کی راہ سے دست درازی کرے سو مین چونک پڑی وہ بھاگا مین اُسکے پیچھے دوڑی تو اُسکا
دامن میرے ہاتھ پڑ گیا عزیز نے کہا اس دعوے کا کوئی گواہ ہے بولی گواہ نہین ہے لیکن مین اپنے دعوے مین
صادق ہون بعد اُسکے عزیز نے حضرت یوسف سے کہا مین نے تیرے ساتھ کیسے کیسے احسان کیے اور تونے
اُن احسانات کے بدلے میرے گھر مین ایسا ارادہ کیا اب تیری سزا یہ ہے کہ قید ہو اُسوقت آنجناب نے فرمایا کہ
ہی راودتنی عن نفسی یعنی زلیخا نے خواہش کی مجھسے کہ بدکاری کرون اُس سے ناگزیر مین بھاگا عزیز نے
پوچھا کوئی گواہ ہے فرمایا ایک لڑکا رشتہ دار زلیخا کا گھر مین تھا اُسکا اظہار لیا جاوے معالم التنزیل مین ہے کہ
حضرت یوسف علیہ السلام کو عیب زلیخا کا کھولنا ہرگز منظور نہ تھا لیکن جب زلیخا نے کہا جو کوئی تیرے
گھر مین بدی کا ارادہ کرے وہ قید ہو یا کوڑے مارا جاوے تب مجبور ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ اُسنے
مجھسے فعل بد چاہا تھا کہ مین انکار کرکے بھاگا اور شاہد مین اختلاف ہے حسن وقتادہ ومجاہد کہتے ہین کہ ایک
مرد حکیم تھا مگر صحیح یہ ہے کہ ایک طفل شیرخوار تھا بعضے کہتے ہین کہ اُسکی دایہ کا بیٹا تھا چالیس روز یا تین
مہینے کا اور ابن عباس اور سدی کہتے ہین کہ زلیخا کے چچا کا بیٹا تھا یملیخا کہ اُسکو متبنی کیا تھا اور بعضے
کہتے ہین ماموں یا خالہ کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ جب شور ہوا تو عزیز مصر کی بہن اپنا لڑکا چار یا

ساتھ بہنے کا گود مین لیے ہوے دروازے پر آئی تھی مگر صحیح یہ ہی کہ وہ لڑکا رشتہ دار زلیخا کا تھا
کما قال اللہ وشہد شاہد من اہلہا کیونکہ ایسی قربت کی گواہی واسطے صفائی مدعا علیہ کے زیادہ تر
مفید ہوتی ہی اور بڑی حجت ہو جاتی ہی واسطے صفائی کے لہذا لفظ اہلہا کا کلام باری مین واقع ہوا
وذلک صحیح جید اور جو بعضے کہتے ہین کہ ایک لڑکا کسی شخص کا سات دن کا گہوارے مین تھا یہ قول
شاہد سعید ابن جبیر وضحاک کا ہی اور یہی روایت عوفی کی ابن عباس سے ہی سو ضعیف ہی بالجملہ اسنے
بزبان فصیح و باواز بلند کہا ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وہو من الکاذبین وان کان قمیصہ
قد من دبر فکذبت وہو من الصادقین یعنی اگر ہی پھٹا کرتہ اسکا آگے سے تو عورت سچی ہی اور یوسف
جھوٹھا ہی یعنی اس سے معلوم ہو جاویگا کہ زلیخا یوسف کو دفع کرتی تھی اور اگر ہی پھٹا کرتہ اسکا پیچھے سے
تو عورت جھوٹھی ہی اور یوسف سچا ہی یعنی اس سے معلوم ہو جاویگا کہ یوسف بھاگتا تھا زلیخا نے
پکڑا دامن اسکا کہ وہ چاک ہو گیا چنانچہ عزیز نے دیکھا کرتہ پھٹا ہوا پیچھے سے تو کہا لاریب یہ ایک
فریب ہی عورتون کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہی کما قال اللہ فلما رای قمیصہ قد من دبر قال انہ من کیدکن
ان کیدکن عظیم تفسیر کشاف مین ہی کہ عزیز مرد حلیم تھا سو اسنے بصفت حلم زلیخا کو سزا نہ دی اور بعضے
کہتے ہین کہ بیغیرت تھا اخبار الدول مین ہی کہ اثیر الدین ابن حیان اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ زمین اقلیم
مصر کی مقتضی بے غیرتی کو ہی بعض روایات مین ہی کہ عزیز نے حضرت یوسف سے کہا لڑکا شیرخوار گواہی دیگیا
فرمایا تو پوچھ اللہ قادر ہی سو عزیز نے اس لڑکے سے کہا کہ تو اس مقدمہ مین کیا جانتا ہی لڑکے نے
کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ غمازی مجھے زیبا نہین ہی مگر زلیخا یوسف مین حکم ہوتا ہون
چنانچہ مقولہ اسکا خدا تعالے نے بیان فرمایا فائدہ اکثر محققین فرماتے ہین کہ عورتون کے مکر سے زیادہ
خوف چاہیے اور شیطان کے مکر سے کم کیونکہ اللہ صاحب شیطان کے حق مین فرماتے ہین ان
کید الشیطان کان ضعیفا اور عورتون کے باب مین ارشاد ہوتا ہی ان کیدکن عظیم واضح ہو کہ اللہ
جلشانہ نے بارہ چیزون کو عظیم فرمایا ہی اول اپنی ذات پاک کو ہو العلی العظیم دوسرے عرش کو وہو رب
العرش العظیم تیسرے خلق حضرت پیغمبر صلعم کو انک لعلی خلق عظیم چوتھے ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کو وفدیناہ
بذبح عظیم پانچوین روز قیامت کو انہم لمبعوثون لیوم عظیم چھٹوین زلزلہ قیامت کو ان زلزلۃ الساعۃ
شیء عظیم ساتوین نجات بندۂ مومن نار جہنم سے اور وصول دار نعیم کو ذلک ہو الفوز العظیم آٹھوین شرک کو
ان الشرک لظلم عظیم نوین بہتان کو سبحانک ہذا بہتان عظیم دسوین سحر سحرۂ فرعون کو وجاؤا بسحر عظیم
گیارھوین عرش بلقیس کو ولہا عرش عظیم بارھوین مکر عورتون کو ان کیدکن عظیم اور ان سب چیزونکی

وجہ عظمت اپنے مقام پر سبین مگر وجہ عظمت مکر عورتون کی یہ ہی کہ عورتین وہم ہین شیطان کا کہ انسا
حبایل الشیطان اور عقول انکی ناقص ہین کما جاء ہن ناقصات العقل والدین باوجود اسکے مرد عاقل
انکے وہم فریب مین گرفتار ہوجاتا ہی اور یہ جو اللہ نے فرمایا ہی ان کید الشیطان کان ضعیفاً اسکی وجہ ہی کہ مکر
عورتون کا بلا کید و خدع شیطان نہین ہوتا بلکہ شرکت شیطان کی ضرور ہوتی ہی اور کید شیطان کا شاید
بے مکر عورتون کے بھی ہوتا ہی پس کید عورتون کا بسبب شرکت شیطان کے عظیم ہوگیا سوا اسکے
کید شیطان سے بذکر حضرت رحمان نجات ملتی ہی اور مکر عورتون سے کسی طرح بچاؤ نہین ہوتا اور یہ تو
بین ظاہر ہی کہ شیطان دشمن ظاہری اور عورت بپیرایہ دوستی ہین دشمن ہی لہذا مرد عاقل وہ ہی کہ کسی حال
مین انپر اعتماد نہ کرے اور انکے وہم فریب مین گرفتار نہو کیونکہ انبیا اور اولیا اور علما اور عقلا ہمیشہ
انکی نکوہش بیان کرتے آئے ہین القصہ جب زلیخا کا فریب عزیز مصر پر کھل گیا تو اسنے کہا یوسف
اعرض عن ہذا یعنی یہ قصہ میرے سامنے مت کہہ کہ میری ہتک عزت ہوتی ہی اور زلیخا سے کہا واستغفری
لذنبک انک کنت من الخاطئین یعنی تو بخشوا اپنا گناہ یقین ہی کہ تو ہی گنہگار ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہان تک
اس لڑکے کا کلام ہی اور مراد اسکی بخشوانے گناہ سے یہ ہی کہ اپنے شوہر کی خوشامد کر تا تجھے عقاب
نہ کرے کیونکہ تونے خیانت کی اپنے شوہر کی اور ایک جوان کو تونے اپنے نفس کے واسطے بہکایا
تو خطاوار ہی اور تفسیر زاہدی مین ہی کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ تو یوسف سے معذرت کر کہ یہ غریب ہی
اور تونے اسکو آزردہ کیا اور آزردگی غریب کی بہتر نہین تفسیر تیسیر مین لکھا ہی کہ اگرچہ زلیخا مشرکہ تھی مگر
خالقیت حق کا اقرار رکھتی تھی اور پرستش اصنام بنا بر تربیت حق کرتی تھی اور اسکے دین مین رسم استغفار
جاری تھی اس سبب سے نسبت استغفار بجانب زلیخا درست ہی القصہ اس معاملہ کا چرچا عورتون مین ہوا
کہ زلیخا حضرت یوسف کو پیار کرتی ہی اور اصل یہ ہی کہ اہل مصر مین یہ قصہ مشہور ہوگیا یہان تک کہ عورتین اپنے
گھرون مین بیٹھکر چرچا کرتین کہ زلیخا اپنی مراد غلام سے حاصل کیا چاہتی تھی غلام نے انکار کیا چنانچہ
ایک دن بارہ عورتین اکابر مملکت سے یا چودہ یا چھ یا چار اور بعضے محققین نے پانچ بیان کی ہین
ایک خزانچی کی بیا دار وغہ دواب کی عورت دوسری ساقی کی تیسری نان پز کی چوتھی حاجب کی پانچوین
داروغہ مجلس کی اور مقاتل کے نزدیک یہ پانچون عورتین اشراف مصر کی تھین اور عین الشمس پر
کہ ایک جگہ ہی مصر مین آپسمین بیٹھی ہوئی ادھر ادھر کی باتین کرتی تھین اسی مذاکرہ مین حضرت یوسف
کا بھی ذکر آیا ایک نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی کیا ہی پیاری صورت ہی دوسری نے کہا کیا خوب
بدن ہی تیسری نے کہا کیا اچھی باتین ہین چوتھی بولی کیا خوب وقار ہی پانچوین نے کہا سب ہی بہت

بنام حضرت مولانا ...

افضل ہے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہے اور بالفعل تمام عالم مین حضرت یعقوب علیہ السلام سا باپ پیدا نہین ہے بعد اسکے کہنے لگین کہ اور ایک عجیب بات سنو کہ زلیخا اپنے شوہر کو چھوڑ کر اسکی فریفتہ ہے چنانچہ ارشاد ہوا وقال نسوۃ فی المدینۃ امرأۃ العزیز تراود فتاھا عن نفسہ قد شغفہا حبا انا لنرٰھا فی ضلال مبین یعنی کہنے لگین کئی عورتین اس شہر مین عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے اپنے غلام سے اسکا جی تھامنے سے تحقیق فریفتہ ہوگئی اسکی محبت مین ہم تو دیکھتے ہین کہ وہ بھٹکی ہے صریح یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا جس سے ایسا ارادہ کرتی ہے اور حقیقۃً اس گفتگو سے مقصود یہ تھا کہ شاید ایسی باتون سے دیدار یوسف ہمارے بھی نصیب ہو کیونکہ جب یہ معاملہ پیش آیا اور گواہی شیر خوارہ پاکدامنی یوسف صدیق ظاہر ہوئی تو زلیخا نے حضرت یوسف صدیق سے بہت معذرت کی اور شکایت سے پیش آئی اور حضرت یوسف کو اغیار سے پوشیدہ رکھنا شروع کیا عورتین مصر کی مشتاق جمال ہوکر از روے حسد کلمات ملامت آمیز کہنے لگین کہ زلیخا بڑی بیحیا ہے جو غلام سے اپنی مراد چاہتی ہے اسپر طرفہ تر یہ ہے کہ غلام اس سے نفرت کرکے دمسازی اور ہمرازی سے انکار کرتا ہے کہ اگر زلیخا اپنی صورت دکھلاتی ہے تو وہ آنکھین بند کرلیتا ہے اور جو زلیخا اشتیاق سے روتی ہے تو وہ ہنستا ہے بیشک زلیخا کا حسن وجمال اسکے ناپسند ہے اگرچہ یہ باتین عورتون نے پوشیدہ کی تھین الا زلیخا کو خبر پہونچی تو اسکو بہت ہی رنج ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگی کہ اگر سکوت کرتی ہون تو یہ سب خیرہ ہوئی جاتی ہین اور جو کسی اور طرح سے پیش آتی ہون تو غالباً انکار کرینگی اور جو کچھ سیاست کرتی ہون تو بڑی رسوائی ہے اب مناسب یہ ہے کہ ایسا حیلہ کرون جس سے انکے دل پس جائین اور زبان بند ہو جاے اور ہاتھ کٹ جائین اور اپنی گفتگو سے شرمندگی حاصل کرین لہذا زلیخا نے ایک جشن آراستہ کیا اور ضیافت کی منادی کرائی اور مخدرات اکابر اور اعیان مملکت کو تخصیص ان عورتون کو جو زیادہ تر بر سر ملامت تھین بلوایا اور کہلا بھیجا کہ مین اسواسطے بلواتی ہون کہ یوسف علیہ السلام کو دکھلاؤن اور تم جانو کہ مین تمسے کسی بات مین دریغ نہین کرتی غرضکہ حسب بیان ملا حسین واعظ کاشفی جب عورتین موافق طلب کے حاضر ہوئین تب زلیخا نے ان عورتون کو جو طعنہ دیتی تھین سب کے بیچ مین بٹھلایا اور تکیے لگا دیے اور ایک ایک چھری اور ایک ایک ترنج یا انار یا گوشت بھنا ہوا انکے سامنے رکھدیا چنانچہ ارشاد ہوا فلما سمعت بمکرھن ارسلت الیھن واعتدت لھن متکأً وآتت کل واحدۃ منھن سکینا یعنی جب سنا اسنے انکا فریب بلا بھیجا انکو اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس اور دی انکے ہر ایک کے ہاتھ مین چھری غرض بعد ترتیب مجلس کے زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو

خلوت مین بلا کر عرض کیا کہ آج میرا ایک کہنا مانو پھر کبھو نہ کہنا ہرچند کہ امتثال ایسے امر کا موجب ذلت
تھا الا منتظر اسکے کہ اور گناہون سے بچونگا حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر گناہ نہ ہوگا تو فرمان برداری
کرونگا زلیخا نے کہا کہ عورتین مجکو طعنہ دیتی ہین کہ غلام کیا ایسی لیاقت رکھتا ہے جو زلیخا اسپر فریفتہ
ہوئی ہے سو مین چاہتی ہون کہ تمکو انپر ظاہر کرون تاکہ وہ بھی جانین کہ مین مجبور ہون سو میری
درخواست یہ ہے کہ جب مین تمکو طلب کرون تو آفتابہ او طشت لیکر بلا نقاب نکل آؤ حضرت نے قبول
فرمایا تب زلیخا نے پہلے حضرت کو نہلایا اور بال دھوئے اور انکو جواہرات سے گوندھا اور تاج طلائی
مرصع کو سر مبارک سے زینت اور سرفرازی بخشی اور پیراہن زردوزی تن سراسر نور پر پہنایا اور کمربند
طلائی کمر نازک سے باندھا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہکر بولی ؎ پردۂ شرم دگر از رخ گلگون برداز
بادہ در جام حسن جان شعلۂ بے باک انداز + چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانہ سے عورتون کے
روبرو تشریف لائے تو زلیخا نے کہا ؎ آن گل کہ برافروختہ روی چمن نیست + شمعی کہ زند آتش
بہزار انجمن نیست + گیسوی سیہ نافہ گشا چشم بلاخیز + مشک ختن نیست و بہار ختن نیست + اسوقت
وہ عورتین چھری سے ترنج کاٹ رہی تھین جو نہین آفتاب نور یوسفی سیماے جلالت سے چمکا سب
عورتین بیہوش ہوگئین کہ عقل جاتی رہی اور گویا زبان حال یون مترنم تھی ؎ آتش بدل افتد رخ
تابان اگر اینست + سررشتۂ جان تاب خورد گر کمر اینست + اور اس بیخبری مین سب کے ہاتھ کٹ گئے
ترنج کی مطلق خبر نہ رہی اور اس حال مین حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے تھے یہ کیا کرتی ہو اور زلیخا
ہنستی تھی اور ہر ایک عورت کی زبان اس مضمون سے مشغول تھی ؎ تا بر کشید جنبش ابروی یار تیغ
خوردہ ہم بروی تیغ من دلفگار تیغ + ہرجا سریست در تہ شمشیر ناز تست + محراب سجدہ گشت درین روزگار
تیغ + بیدار کنم زہر سر مو گردنی دگر + ہرجا کہ زیب دست کند این نگار تیغ + اور زلیخا حضرت یوسف سے
مخاطب ہوکے کہتی تھی ؎ شمشیر ناز بر دگران میکشی مکش + آلودہ کن بخون من دلفگار تیغ + جب بعض
عورتون کو فی الجملہ ہوش آیا تو زلیخا نے کہا کیا ہوگیا تھا جو ایک ہی جلوے مین از خود رفتہ ہوگئین واے
بر حال من کہ مین سات برس سے اس صورت کی عاشق ہون اور اب تک تندرست ہون تب عورتین
شرمندہ ہوکے کہنے لگین کہ یہ تو کوئی فرشتہ ہے یا پری زلیخا نے کہا نہ پری ہے نہ فرشتہ یہ شخص وہی ہے
جسکو مین پھسلایا چاہتی تھی اور یہ محفوظ رہا اور وہی ہے یہ غلام جسپر تم ملامت کرتی تھین چنانچہ ارشاد
ہوا فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن وقلن حاش للہ ما ہذا بشرا ان ہذا الا ملک کریم قالت فذلکن الذی
لمتننی فیہ ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم یعنی پھر جب دیکھا اسکو دہشت مین آگئین اسکی اور کاٹ ڈالے

اپنے ہاتھ اور کہنے لگین حاشا للہ نہین یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہی بزرگ تب اولی یہ وہی ہی کہ
طعنہ دیا تمنے مجکو اسکے واسطے اور مین نے چاہا اس سے اسکا جی پھر اسنے تھام رکھا تو عورتون نے
کہا اے زلیخا مجکو بڑی ملامت ہی جو ہمنے تجکو ملامت کی اور ہمنے بڑا گناہ کیا جو تجکو خطا کار سمجھے زلیخا نے
جب عورتون کو اپنا ہمراز اور ہمدم پایا تو اپنا راز دل اُنسے بیان کرکے کہا کہ اس معاملے مین تم
سب میری غمخواری کرو اور اس حادثہ مین مددگاری او رمین دیکھتی ہون کہ اب کام لطف اور
نرمی سے نہین نکلتا ہی لاچار سخت گیری کرونگی چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا ولئن لم یفعل ما آمرہ لیسجنن
ولیکونا من الصاغرین یعنی مقرر اگر وہ نہ کریگا جو مین اسکو کہتی ہون البتہ قید مین پڑیگا اور ہوگا بیعزت
تنبیہ صاحب وسیط جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ صاحب سلام
کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے محبوب الہی یوسف علیہ السلام کا حسن مین نے نور کرسی سے عطا کیا
اور تمکو نور عرش سے و ما خلقت خلقاً احسن منک حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا وجود مین اور
آنحضرت کا کمال تھا شہود مین جمال یوسف سے ہاتھ کٹے کمال محمدی سے کافرون کی زنار ٹوٹے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ زنان مصر نے ایک جلوۂ یوسف مین ہاتھ کاٹ ڈالے اگر
میرے محبوب کو دیکھتین تو دل اپنے کاٹ ڈالتین بالجملہ وہ عورتین دست بریدہ اور گریبان دریدہ
رخصت ہوکر اپنے اپنے گھرون کو گئین دو عورتین جو کہ چرب زبان اور شیرین بیان تھین زلیخا کے
پاس رہ گئین کہ باہم مواصلت کی تدبیر کرینگے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہان سے پھرے تو
عورتین بھی پیچھے لگی ہوئی چلی آئین ایک نے اپنے طور پر حضرت سے زلیخا کے باب مین سفارش کی اور
دوسری نے دھمکایا تو حضرت یوسف نے تنگ ہوکر کہا کہ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ والا تصرف
عنی کیدہن اصب الیہن واکن من الجاہلین یعنی اے رب مجکو قید پسند ہی اس بات سے جس طرف مجکو
بلاتی ہین اگر تو دفع نہ کرے انکا فریب مجھ سے تو مائل ہوجاؤن انکی طرف اور ہورہون بے وقوف
حاصل یہ ہی کہ مین سخت عاجز ہون کہ اسی باعث سے قید مجکو پسند ہی تاکہ محفوظ رہون انکی صحبت سے
اور اگر تو مجکو پناہ عصمت مین نہین لیتا تو مین متوجہ ہوتا ہون طرف انکے اور قبول کیے لیتا ہون
انکا کہنا اور نادان ہوا جاتا ہون ایک روایت ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کلام اسوقت کہا تھا
جبکہ وہ عورتین مجلس مین موجود تھین اور زلیخا بے پروائی یوسف بیان کررہی تھی اور عورتین آنجناب کو
ملامت کرتی تھین کہ تو کس سبب سے اپنی سیدہ کو راضی نہین کرتا اور آرزوے دل اُسکو نکالنے

نہیں دیتا اور اس گفتگو کو کاٹتے یہ لطف و نرمی کہتی تھیں اور گاہے بخشونت سے ہوتی تھی یعنی اگر اپنی
مالکہ کو راضی کریگا تو معزز و ممتاز رہیگا اور قدر و منزلت تیری زیادہ ہوگی اور جو اُسکی موافق مرضی کے
نہ کریگا تو ذلیل و خوار ہوگا اور قید کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار زندان یوسف علیہ السلام نے
اُسی دم سے اپنے دل میں قائم رکھا تھا جب زلیخا نے یہ کہا تھا کہ اگر میرا کہنا نکریگا تو قید کرونگی فعلی
ہذا التقدیر کان الدعاء منہا خاصۃ ولکن انساقہ لہین نزوجا من التصریح الی التعریض اور بعضے کہتے ہیں
کہ سب عورتوں نے حسن یوسف علیہ السلام دیکھکر خواہش کی تھی اُسیو اسطے آنجناب نے نسبت سب کی
طرف فرمائی القصہ اللہ جلشانہ نے دعا حضرت یوسف کی قبول فرمائی اور فریب عورتوں سے بچایا یعنی
جب عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ ہمنے ہر طرح سے یوسف کو سمجھایا پر اُسنے کسی طرح قبول نہ کیا اب مصلحت
یہ ہے کہ چند روز اسکو قید کر شاید ریاضت و محنت سبب تابعداری کا ہو جاوے اور اس نعمت و راحت
کو یاد کرکے اطاعت کرے تب زلیخا نے یہ صلاح پسند کی اور عزیز سے کہا کہ میں اس غلام کے سبب سے
سخت بدنام ہوئی سو تو اسکو قید کرتا کہ لوگوں پر اسکا قصور ظاہر ہو اور میں ملامت خلق سے محفوظ
رہوں عزیز نے اس باب میں اپنے دوستوں سے شورا کیا تو سب نے زلیخا کے موافق کہا چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے ثم بدا لہم من بعد ما راوا الآیات لیسجننہ حتی حین یعنی پھر یوں سوجھا لوگوں کو وہ نشانیاں
دیکھنے پر کہ قید رکھیں اُسکو ایک مدت یعنی جب تک عورتوں کا کہنا سننا بند ہو جاوے اور ابن جبیر کے
نزدیک حین سے مراد چھ مہینے ہیں اور کلبی کے نزدیک پانچ برس اور عکرمہ کے نزدیک سات برس
کذا فی المعالم روایت ہے کہ عزیز نے اپنے ندیموں سے کہا کہ میرے نزدیک اگرچہ خوب ثابت ہے کہ اس
مقدمے میں زلیخا کا قصور ہے لیکن وہ میری زوجہ ہے لہذا چاہتا ہوں کہ گناہ زلیخا یوسف پر ڈالوں ایک
شخص نے کہا کہ پھر آپ کی تجویز کیا ہے بولا کہ میں زلیخا کو سزا دیا چاہتا ہوں اور کوئی سزا سخت تر حجاب
سے نہیں ہے اور حجاب بلا قید نہیں ہو سکتا لہذا یوسف کو قید کرونگا اُسوقت کسی شخص نے کہا کہ یہ
بات تو انصاف سے بعید ہے عزیز نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسف میرا غلام ہے اور غلام کے معاملے میں
انصاف اور غیر انصاف کو کچھ دخل نہیں ہے دیکھو خداوند تعالی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اپنے بندوں کے
ساتھ جو چاہے سو فرماوے یعنی چاہے مطیع کو دوزخ میں ڈالے اور عاصی کو بہشت میں پہونچاوے
کسی کو مقام چون و چرا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عزیز نے کہا کہ یوسف کا دور رہنا زلیخا سے چند
بہتر و مناسب وقت ہے ورنہ آتش شوق زلیخا پھر بھڑکیگی تو بجھانا اُسکا دشوار ہو جائیگا لہذا قید کرنا یوسف
کا مصلحت ہے اور سدی رحمہ فرماتے ہیں کہ زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجکو لوگوں کے روبرو

اس قول سے کہ ہی راودتنی عن نفسی نہایت رسوا و ذلیل کیا ہے سو تو دو باتین کر یا مجکو اجازت دے کہ مین گھر سے نکلکر لوگون سے عذر کرون اور صفائی حاصل کرون یا کہ تو یوسف کو قید کر کہ لوگون پر اسکا قصور ظاہر ہو جاوے کذا فی المعالم اور انیس العاشقین مین یہ روایت لکھی ہے کہ جب زلیخا کا ارادہ ہوا کہ یوسف کو قید کرون تو ملک ریّان کے پاس گئی اور بادشاہ نے ایک مکان آہن و مس کا مرصع بجواہر اپنی نشست کا تیار کیا تھا اسکی چار دیواری پر ایسا صیقل کرایا تھا کہ آنے جانے والون کی صورت دکھائی پڑتی تھی جب زلیخا اس مکان کے قریب تر ہوئی تو اسکی صورت بھی بادشاہ نے دیکھ لی چوبدارون سے فرمایا کہ عورتون کی سردار آتی ہے استقبال کر کے لاؤ بقول بعضے ملک ریان اور زلیخا سے کسی طرح کی قرابت بھی تھی سو ملازمان شاہی نے باعزاز و تکریم زلیخا کو بادشاہ کے حضور مین پہونچایا بادشاہ نے کمال تعظیم سے ایک کمرۂ خاص مین بٹھلایا اور حال پوچھکر سبب پریشانی سے استفسار کیا زلیخا نے عرض کیا کہ شاید موجب سراسیمگی سے آپ کو اطلاع نہین ہے بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہین تو بیان کر زلیخا نے کہا اس غلام عبرانی سے مجکو متہم کرتے ہین بادشاہ نے کہا پھر کیا چاہتی ہے زلیخا نے کہا درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے حکم سے اسکو قید فرماوین بادشاہ نے قبول کیا پھر بعد تامل زلیخا نے کہا کہ اگر بحکم شاہی یہ غلام محبوس کیا جائیگا تو عوام و خواص یہ کہینگے کہ اگر یہ بات سچ نہ تھی تو بادشاہ نے کیون قید فرمایا بہتر یہ ہے کہ مجھے اجازت ہو جاوے کہ مین قید کرون کہ اسمین عوام لوگ جانینگے کہ یہ تہمت محض تھی ورنہ کوئی دوست دوست کو قید نہین کرتا بادشاہ نے فرمایا بہتر اور خوب تو ہی قید کر چنانچہ زلیخا اجازت حاصل کر کے مکان پر آئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو طلب کر کے کہا اے یوسف اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا کہنا کر تا کہ قید سے محفوظ رہے فرمایا اس خیال سے درگذر اور اپنی آرزو کو دل سے دور کر مین ہرگز خلاف مرضی خدا ان شاء اللہ نہ کرونگا ناچار زلیخا نے باطوق و زنجیر محبس مین بھیجا جسوقت حضرت یوسف اس کیفیت سے شہر مین نکلے تو اہل شہر کو نہایت تاسف ہوا اور زبان مبارک پر جاری تھا حسبی اللہ ونعم الوکیل حضرت جبرئیل نے اسوقت پیغام دیا کہ یہ قید تمھاری آرزو سے ہوئی تمنے کیون قید مانگی کہ رب السجن احب الی الخ اس مقام مین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے بھائی یوسف پر کہ آپنے خدا سے قید مانگی سلامتی کی دعا کیون نہ کی فائدہ اس مقام سے واضح ہوا کہ آدمی کو دنیا کے رنج و غم سے صبر کرنا لازم ہے گھبرا کر اپنے حق مین بدبات کی درخواست خدا سے نہ کرے گو وہی ہوگا جو قسمت مین لکھا ہے کشف الاسرار مین ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قدم مبارک اپنا محبس مین رکھا فرمایا بسم اللہ والحمد للہ علی کل

حال روایت ہے کہ مجلس مین ایک درخت خشک مدت دراز سے تھا اسکے نیچے آپ عبادت کرنے
لگے کہ وہ درخت سرسبز ہوگیا قیدیون نے جانا کہ یہ شخص کامل ہے سب معتقد ہوئے اور حضرت کی
تواضع یہ تھی کہ ہر روز صبح کو تمام قیدیون کی خیر و عافیت دریافت کرتے اور جو کوئی بیمار ہوتا
اسکی عیادت فرماتے اور تندرستون کو نصیحت ایک دن قیدیون نے باصرار تمام آپ کا نسب
دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا اس سے اور بھی گرویدہ ہوئے روایت ہے کہ زلیخا نے لوگون کے
روبرو داروغہ سے کہدیا کہ اس غلام کو تکلیف مین رکھنا اور علیحدہ طلب کرکے کہا کہ اسکو تکلیف ندینا
اسکی قید صرف تادیباً ہے نہ تعذیباً داروغہ نے آنجناب کو ایک مکان مکلف مین رکھا اور کمال لطف
و عنایت کرنے لگا قیدیون نے اور بھی مددگارون نے داروغہ سے پوچھا کہ قیدی سے ایسی
باتین کرنا خلاف حکم ہے داروغہ نے کہا مین اس قیدی کی پیشانی نورانی سے ایسا معلوم کرتا ہون کہ
اس سے کوئی جرم لائق عقوبت صادر نہین ہوا ہے بلکہ واسطے تہذیب کے یہان آیا ہے اور جب
صرف تہذیب مقصود ہے تو اسکی تعذیب کیا چاہیے اس اثنا مین چوبدار شاہی نے امیر زندان سے
باواز بلند کہا اے مالک مجلس بادشاہ کا حکم ہے کہ یوسف کو نہایت تعظیم سے رکھنا اسکو تکلیف نہونے پاے
خبردار خلاف حکم مین سزا ہوگی داروغہ نے سب لوگون سے متوجہ ہوکر کہا کہ اب تم لوگ آگاہ ہوئے
یا نہین سب اپنے قصور فہم کے معترف ہوئے اسی طرح مومن عاصی کا حال ہے کہ بعد حساب و کتاب
ملائکہ عذاب اسکو دوزخ مین لیجاوینگے اور خازن سے کہینگے کہ اسکو تکلیف مین رکھ مالک اسکی پیشانی پر
نور ایمان دیکھکر تعذیب مین تامل کریگا زبانیہ دوزخ اعتراض کرینگے مالک فرمائیگا مین اس شخص مین
کوئی علامت دوزخیون کی نہین پاتا کیونکر عذاب کرون مین جانتا ہون کہ یہ دوزخ مین بنا بر تادیب
آیا ہے نہ برائے تعذیب ایسی حالت مین حکم صادر ہوگا کہ مقصود عتاب ہے نہ عقاب اور مطلوب تہذیب ہے
نہ تعذیب لطیفہ ایک عاشق زار کہتا تھا کہ اگر روز حشر نار مین بھیجین اور مین ایسا ہی رہون جیسا ہون
تو وہ کام کرون کہ بہشتی میرا تماشا دیکھنے آوین یعنی پہاڑ پر چڑھکر پکارونگا یا حنان یا منان اے
اہل جنت جہان تم ہو بالکل ناز و نعمت ہے اور جہان مین ہون بالکل جمال و رحمت ہے یہان آؤ تو نعمت
فراموش کرو ﴿ بہشت طلعت آن یار مہوش است مرا + بہشت بے رخ او عین آتش است مرا +
غرض وصال تو باشد بہر کجا کہ روم + اگرچہ آتش دوزخ بود خوش است مرا + اور بعضے کہتے ہین کہ قید
اسوجہ سے ہوئی کہ اس لغزش قدم سے جو ازار بند کھولنے مین صادر ہوئی تھی پاک ہو جاوین اور حضرت
ابن عباس سے معالم مین نقل کیا ہے کہ تین باتین حضرت یوسف علیہ السلام سے صادر ہوئین اسپر

تین سزا تین سے ایک تو یہ کہ زلیخا کہ اسکی سزا قید تجویز ہوئی دوسرے درخواست سفارش ساقی سے کہ
اسیر ایام قید زیادہ ہوگئے تیسرے اپنے بھائیون کے حق مین کہلایا انکم لسارقون اور بھائیون نے
وقت پر جواب دیا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل القصہ جب آنجناب علیہ السلام بحکم زلیخا محبس مین
بھیجے گئے اور زلیخا سے جدا ہوئے تو زلیخا فراق یوسف سے محزون و غمگین رہتی اور اپنے فعل بد پر
نادم و شرمگین کہ اکثر شوق لقا مین زار زار روتی اور حسرت و افسوس کے طمانچے اپنے منھ پر
مارا کرتی چنانچہ بروایت ضعیف مشہور ہے کہ جب زلیخا صعوبت فراق سے بیقرار ہوتی اور تاب زخم ہجران
سے دل افگار تو حضرت یوسف علیہ السلام کو صحن زندان مین نکلوا کر ضربات چوب محبت و اتحاد سے
تکلیف دلواتی اور نالہ و فریاد کی آواز سے دل کو تسکین دیتی تھی اور جب کوئی شخص اس حرکت پر
طعنہ دیتا تو کہتی مجبور و معذور ہون کیونکہ جب دیدار محبوب سے میسر نہین ہوتی تو صدا اسے
نالہ و زاری سے دل بے قرار کو سمجھا لیتی ہون اگرچہ یہ روایت ظاہرا ضعیف و بے اعتبار ہے مگر
ایک مثال بندۂ مومن کے واسطے ہے کہ اسیطرح خالق کبریا جل جلالہ ارواح مومنین کو زندان دنیا مین
رکھکر بمقتضاے یحبہم و یحبونہ اظہار محبت و الفت فرماتے ہین اور جب بسبب حجابات آب و خاک
ملاقات صوری و ظاہری نہین ہوتی تو منشیان قضا و قدر سے فرماتے ہین کہ انکو ہمیشہ غشیات خوف
و جوع اور نقصان نفوس و اموال و اولاد و اثمار سے ادب دو تاکہ بنالہ و زاری میرے حضور مین
حاضر ہون کہ مین انکی نالہ و زاری سے خوش ہوتا ہون کہ انین المذنبین احب الی من تسبیح المقربین
وقال تعالی شانہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات یعنی البتہ ہم
آزما دینگے تمکو کچھ ایک ڈر سے اور بھوکھ سے اور نقصان اموال اور جانون اور میوون سے
ع چون مرغ سحر از غم گلزار بنالد + از غم دل دیوانہ من زار بنالد + آن دوست مگوئید کہ از دوست
برنجید + وان یار مخوانید کہ از یار بنالد + فائدہ آیۃ قال رب السجن احب الی سے کئی فائدے
نکلے اول معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قید بصدق دل چاہی تھی کیونکہ لفظ
قال صریح دلیل صدق ہے اور لفظ زعم دلیل کذب کما جار فی قولہ تعالی زعم الذین کفروا ان
لن یبعثوا قل بلی وربی لتبعثن یعنی کفار کے قول پر جو کذب تھا زعم ارشاد ہوا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کلام مین قال کہ سراسر صدق تھا دوسرا معلوم ہوا کہ قید زندان زنا سے بہتر ہے اگر ایسا
نہوتا تو یوسف علیہ السلام اسکو طلب نہ کرتے تیسرا یہ کہ خدا سے ہرگز بلا و محنت کا سوال نکرنا چاہیے
بلکہ دائما عافیت چاہیے گو اس بلا کو آنجناب چند روزہ سمجھے تھے مگر اپنی سمجھ کام نہین آتی چنانچہ

حضرت یوسف نے بہ نیت خالص رنج اُٹھایا اللہ نے ضائع نہین کیا اسی طرح جو کوئی راہ خدا
مین رنج اُٹھاوے قیامت کے دن راحت پاویگا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دو چیزین عجیب اللہ سے مانگین ایک تو عین نعمت و دولت
مین تمنا موت چاہی دوسرے بحالت سلطنت و بادشاہت مین موت کما قال توفنی مسلما والحقنی
بالصالحین فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام سے پانچ زلتین صادر ہوئین کہ حقیقۃ ترک احسن
واختیار حسن لازم آیا اور معنی زلت کے یہ ہین کہ فعل مباح کا قصد کیا اُسمین فعل ناجائز ہوگیا مگر اُس
فعل پر بعد صدور و وقوع استقرار نہین ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہوگیا جسطرح قتل قبطی
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس زلت و لغزش قدم اول یہ ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
فرمایا تھا لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب
اپنا بھائیون سے فرما دیا اگرچہ خواب کے نہ بیان کرنے مین مفسدہ شرعی تھا یعنی کذب کا عیب
لگتا تھا اور جس مقام مین مفسدہ شرعی پیدا ہوتا ہو وہان اتباع والدین ضرور نہین ہے اور حکم بھی یون ہی
ہے مگر پیغمبرون کا مرتبہ ازبس عالی ہے احکام بھی اُنکے سخت تر ہین کا قیل ہم نزدیکان را بیش بود حیرانی
اب پوشیدہ نرہے کہ احادیث صحیحہ مین طریقہ احسان والدین کے ساتھ یون آیا ہے کہ تہ دل سے اُنکو
دوست رکھے و رفتار و گفتار و نشست و برخاست مین کوئی دقیقہ دقائق ادب سے فروگذاشت نکرے
مثلا رفتار مین آگے اُنکے نہ چلے اور آگے اُنکے نہ بیٹھے اور گفتگو مین نام لیکر نہ پکارے اور نہ بلاوے
بلکہ الفاظ تعظیمیہ اختیار کرے جسطرح یا سیدی و یا ابی و یا امی اور اُنکو گالی نہ دے اور برا نہ کہے مراد گالی
دینے سے یہ ہے کہ جب کوئی کسی کے والدین کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اُسکے والدین کو جو کچھ جی مین آتا ہے سو
کہتا ہے اس صورت مین یہ شخص گویا اپنے ماں باپ کو آپ گالی دیتا ہے اسی طرح خدمت مین نہایت
کوشش کرے جہان تک کہ مقدور ہو اور قول و فعل مین اُنکی خوشنودی کا قصد رکھے اور اپنے مال و
اسباب اور شئی نفیس سے جو کہ اُنکے کام آوے کبھون دریغ نہ کرے اور بعد موت کے وصیت جاری
کرنے مین مصروف بدل ہوا اور دعائے نیک مین یاد رکھے اور اللھم اغفر لی ولوالدی پڑھا کرے اور
ہمیشہ صدقات و خیرات کا ثواب پہونچایا کرے اور ہر جمعہ کو اُنکی قبر کی زیارت کیا کرے اور سورہ یس
پڑھکر ثواب بخشا کرے اور جو لوگ اُنکے دوست یا قریب ہون اُنسے محبت و تفقد اختیار کرے اور جسطرح
والدین اُنکے ساتھ سلوک کرتے تھے یہ بھی حتی الوسع والامکان جاری رکھے کہ اسمین بر والدین تمام
ہوتا ہے چنانچہ اللہ صاحب سورہ بنی اسرائیل مین فرماتے مین فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا

بیان زلات حضرت یوسف علیہ السلام

بیان ادب والدین

کریگا واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا یعنی تو نہ کہو انکو ہون اور نہ جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا لے انکے روبرو کندھے عاجزی کرکے پیار سے اور کہہ اے رب انپر رحم کر جیسا کہ پالا انھون نے چھوٹا مجکو اور اسی طرح سورۂ بقر مین فرماتے ہین ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنی والدین کے ساتھ احسان عظیم بجا لانا چاہیے کہ جامع ہو اور یہ احسان تین طرح کا ہوتا ہی اول ترک ایذا قولاً وفعلاً دوسرے خدمت کرنا مال اور بدن سے تیسرا اسوقت حاضر ہونا جسوقت بلاوین قسم اول واجب مطلق ہی ولہذا اُسکے ترک مین عقوق شنیع لازم آتا ہی چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اور بھائیون سے صادر ہوا بعد اُسکے توبہ نصیب ہوئی اور حضرت یعقوب نے بھی معاف فرمایا قسم دوسری مشروط باحتیاج ہی اور موقوف ہی لڑکے کی قدرت پر پس اگر والدین کو احتیاج نہین یا یہ شخص قدرت نہین رکھتا تو واجب نہین ہی قسم تیسری بھی مشروط ہی وہ یہ ہی کہ حاضر ہونے مین کوئی مفسدہ شرعی پیدا نہ ہوجاے اگر ایسا گمان ہی تو واجب نہین لیکن اگر والدین ترک نوافل کا حکم کرین اور کہین کہ میری خدمت مین حاضر رہ تو ترک نوافل واجب ہی اور اگر فرماوین کہ واجب یا فرض کو ترک کر تو اتباع انکی لازم نہین اور اگر سنت موکدہ کے ترک پر اصرار کرین تو اصح یہ ہی کہ ایک دو بار ترک کرکے اطاعت انکی کرے مگر زیادہ اس سے نہین جائز اسیطرح اگر جھوٹھ بولنے کو یا چوری کرنے کو فرماوین تو اتباع لازم نہین پس حضرت یوسف کا خواب کہدینا بھائیون سے اسی قسم مین تھا اور بظاہر کوئی امر خلاف شرع نہ تھا لیکن حسنات الابرار سیات المقربین بالجملہ حق تعالی نے احسان والدین کو اپنی عبادت کے بعد فرمایا ہی اور انکے حقوق کو ہمدوش اپنے حق کے گردانا ہی چنانچہ ارشاد ہوا ہی وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ بالوالدین احسانا یعنی حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اُسکے سواے اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور یہ بات کئی وجہ سے معلوم ہوتی ہی اول یہ کہ ماں باپ جسطرح سبب پرورش اور تربیت اپنی اولاد کے ہوتے ہین اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہین اور یہ دونون فیض ایجاد الٰہی کا واسطہ پڑے ہین اور سواے ماں باپ کے اور کوئی یہ مرتبہ نہین رکھتا کیونکہ اگر کوئی اور شخص سبب پرورش اور تربیت واقع ہوتا ہی تو سبب وجود ہرگز نہین ہوتا پس کسی شخص کا انعام بعد از انعام خدا انکے زیادہ نہین ہی دوسری یہ کہ انعام والدین کا کمال مشابہ ہی انعام الٰہی سے جسطرح خداوند تعالی عوض نہین چاہتا اسی طرح والدین بھی عوض نہین چاہتے بخلاف انعام اور لوگون کے کہ البتہ مخلوط بالغرض ہوتا ہی تیسری یہ کہ جسطرح خداوند تعالی اپنے بندے پر انعام مین ملال نہین کرتا اگرچہ بندہ گنہگار اور نافرمان برداری ہو اسی طرح والدین انعام فرزند مین ملول نہین ہوتے یعنی

شفقت اور خیر خواہی سے باز نہین آتے اگرچہ اولاد ناخلف ہو چوتھی یہ ہی کہ والدین کو کمال مشابہت ہی جناب واحد حقیقی سے کہ جسطرح مرتبہ خدائی مین سواے ذات پاک الٰہی اور کوئی نہین سما سکتا اسی طرح مرتبہ پدری اور مادری مین کوئی اور سواے ایک ایک شخص کے نہین گنجایش رکھتا پانچوین یہ کہ اولاد کے حق مین جو کمال کہ ممکن ہی ماں باپ اُسکی آرزو کرتے ہین بلکہ اپنے نفس پر ترقی کی خواہش رکھتے ہین اور کسی اچھی چیز پر حسد نہین کرتے سو یہ خاصیت کسی کو نہین ہی مگر خالق لایزال کو کہ وہ اپنے بندون کے واسطے ہمیشہ کمال کی تعلیم کرتا ہی و لہذا جملہ شرائع و ادیان مین الدین کی تعظیم واجب ہی اور یہ تو ظاہر ہی کہ محبت والدین کی ذاتی ہی کہ حیوانات لا العقل مین ہوتی ہی جسطرح محبت خدا و بندہ کے ساتھ ذاتی ہی و لہذا حق کفار مین بھی بارسال رسل و انزال کتب واضح ہی اور کیسا تو والدین کا عظیم ہی کہ جہان کہین اُنکے ساتھ احسان کا مذکور ہی قید ایمان کی ہرگز نہین ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہر چند والدین کافر و منافق و فاجر و فاسق بھی ہون تب بھی اُنسے لطف و احسان کرنا چاہیے اور یہی سبب تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے ارشاد مین تلطف اختیار کیا تھا کہ سورۂ مریم مین مذکور ہی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن ابی عمر صحابی کو اجازت نہ دی کہ ابو عامر راہب کو قتل کرین حالانکہ وہ کافر شدید العناد و واجب القتل تھا کذا فی العزیزی اور جو حسنات و برکات والدین کی خدمت کرنے مین ہین اُنکے ثمرات دنیا مین بھی اسقدر ہین کہ بیان اُنکا دشوار ہی از انجملہ دنیا مین ارجمندی حاصل ہوتی ہی اور گناہ کبیرہ خدمت والدین کی برکت سے موقوف ہوتے ہین اور عمر کی درازی ہوتی ہی اور اسی باب مین وارد ہی کہ برکتہ البر یزید فی العمر یعنی برکت نیکوی کی زیادتی کرتی ہی عمر مین اور منقول ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج روحانی حاصل ہوئی تو اونھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ عرش کا ستون پکڑے کھڑا ہی پوچھا تو نے کس عمل سے یہ مقام پایا اُسنے کہا میرا باپ بیمار تھا اور اُسکے جسم مین زخمون کے غار پڑ گئے تھے اور ریم بہتا تھا سو اُسپر مکھیان بیٹھنے لگین اور بد بو آنی شروع ہوئی لہذا مین مکھیان اُڑایا کرتا تھا اور جو ریم زخم مین جم جاتا تھا اُسکے پوچھنے مین میرے باپ کو تکلیف ہوتی تھی سو مین اُسکو زبان سے چاٹ لیتا تھا خدا تعالےٰ نے یہ عمل میرا قبول کیا اور یہ درجہ عطا فرمایا اسی طرح حضرت استاد الاستاد نے نقل کیا ہی اپنی وعظ کی تفسیر مین جو سواے تفسیر عزیزی کے ہی اور اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ احسان کرنا اہل قرابت سے تابع احسان والدین کے ہی اسلیے کہ جو قرابت عالم مین ہی یا بواسطہ والدین ہی جیسے برادران و خواہران حقیقی یا بواسطہ ایک ان دونون کے ہی مثل جد پدری و برادران علاتی و اعمام و عمات کہ باپ کے

بیان حسنات خدمت والدین

سبب سے قرابت رکھتے ہین اور مانند بھائی و بہن اخیافی اور جد مادری اور اخوال و خالات کہ
والدہ کی سبب سے قرابت دار ہین پس جمیع ذوی القربیٰ قرابت مین والدین کے شریک ہوے
فرق اسی قدر رہا کہ والدین بالاصالۃ سلسلہ وجود مین قریب ہین اور یہ لوگ بالتبع ولہذا اصل
احسان مین شریک ہین اسی کو شریعت مین صلۂ رحم بولتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے ان الرحم
شجنۃ من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہے شعبہای ظہور اسم رحمن سے گویا رحمت الٰہی اسی پردہ مین
ظہور پکڑتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ یعنی جو کہ تیرے ساتھ سلوک
کرے نیک مین بھی اسکے ساتھ سلوک نیک کرتا ہون اور جو بدسلوکی کرے مین بھی بدسلوکی کرتا ہون
فائدہ رحم کے معنی برادر پروری سو فرمایا کہ یہ لفظ رحمن سے نکلا ہے یعنی جو حرف رحم مین ہین وہ رحمان
مین ہین پھر فرمایا جو برادر پروری کریگا اسپر مین کرم کرونگا اور جو برادر پروری نکریگا خدا اسپر کرم
نہ کریگا ہذا ما رواہ البخاری والمسلم فی الصحیحین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مصلحت عقلی بھی متقاضی
ہے کہ آدمی اپنے اقارب سے حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ انسان کو شادی و غم مین ہمیشہ احتیاج
انکی طرف پڑتی ہے بلکہ بلا اعانت و امداد اکثر امور کا سرانجام نہین ہوسکتا نقل ہے کہ ایک شخص حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور اپنے والدین کی شکایت کرنے لگا کہ مجھپر ظلم کرتے ہین فرمایا انکے
ظلم پر صبر کرنا لازم ہے پھر ایک شخص اور آیا اسنے کہا کہ واسطے گناہ کبیرہ کے کیا عمل کرون فرمایا اپنے
مان باپ کی خدمت کیا کر اسنے کہا وہ تو مر گئے فرمایا کوئی شخص تیرے والدین کی طرف کا باقی ہے اسنے
کہا خالہ میری زندہ ہے فرمایا اسی کی خدمت کیا کر کہ الخالۃ بمنزلۃ الام یعنی خالہ بجاے مان کے ہے اب جاننا
چاہیے کہ اہل قرابت دو قسم ہین ایک تو وہ جو قرابت اور محرمیت دونون رکھتے ہین جسطرح چچا ماموں
خالہ پھوپھی و اولاد اخ و اخوات احسان انکے ساتھ فرض ہے تارک اسکا گنہگار دوسرے وہ جو اہل قرابت
ہین جنکو محرمیت نہین ہے جسطرح بنے اعمام و عمات و بنی اخوال و خالات احسان انسے سنت مؤکدہ ہے لیکن
بمعنے امداد و اعانت اور احسان بمعنی ترک ایذا سب خلق کی نسبت فرض ہے بلکہ جملہ مسلمانون اور کافرون
سے کما قال تعالیٰ وقولوا للناس حسنا یعنی آدمیون سے نیک بات کہو جسمین دلشکنی نہو اسواسطے کہ
کل آدمیون کی نسبت احسان فعلی محال ہے میسر نہین ہوسکتا کیونکہ احسان فعلی دو ہین بدنی و مالی اگر خدمت
بدنی ہے تو مشروط بقوت و طاقت ہے اور اتنی قوت کہ عامہ خلق کی خدمت بدن سے کرے آدمی مین
مفقود ہے اور اگر مالی ہے تو موقوف مال پر ہے کہ زائد حاجت سے ہو اور ہر شخص کو اتنا مال کہ عامہ خلائق
کو کفایت کرے میسر نہین ہوتا پس ضرور ہے کہ عامہ خلائق سے احسان قولی پر اکتفا کرے اور اسکے

چند مراتب ہین اول بوقت تحیہ سلام علیک مسنون بجالاوے اور جواب مین رحمۃ اللہ وبرکاتہ
زیادہ کہے دوسرا امر بمعروف اور نہی منکر کرے یعنی برفق ونرمی بدکام سے منع کرے اور
نیکی کی راہ بتلاوے نہ براہ مجادلہ بلکہ بطریق سلوک ونصایح چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ
ایک شخص آداب وضو کی رعایت نکرتا تھا جب اُس بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اسے مرد مین
چاہتا ہون کہ وضو کرون تو متوجہ ہو کر ملاحظہ فرما کہ شاید مجھسے کسی ادب مین قصور ہوتا ہو لیکن
یہ نصیحت بھی خلوت مین اولی ہے نہ جلوت مین تاکہ موجب عار و ننگ نہو تیسرا وقت ملاقات
اظہار محبت و دوستی کا کرے اور حال پرسی اور مزاج پرسی مین سرگرم ہو اور شادی وغم مین شرکت
بیان کرے لیکن اوسی قدر کہ بقدر صدق ہو بسبب مبالغہ نکرے چوتھا وقت طلب تذکیر یعنی
اسما والقاب زبان پر لاوے اور جو نام یا لقب موجب کراہت اُسکے معلوم ہوتا ہو زبان پر نلاوے
لیکن یہان بھی رعایت صدق کی ضرور چاہئے پانچوان جب غائبانہ یاد کرے تو خوبی کے ساتھ یاد
کرے اور اُسکی تعریف کرے اور شمائل راست و درست بیان کرے چھٹا مشورے کے وقت
صلاح نیک و مستحسن بتلاوے ساتوان اگر کسی کو دیکھے کہ نادانستہ مضرت و مہلکہ مین پڑتا ہے
اور جہالت کی جگہ معلوم ہو تو نہایت حسن خلق و رعایت ادب سے تعلیم کرے مثلاً کوئی اندھا
چلا جاتا ہو اور اُس راہ مین کنوان یا گڈھا ہو یا کوئی بھولا ہوا ہو یا اسباب بھول گیا ہو اور بے خبر ہو کر
یا کسی مال و اسباب کی خواہ اوسکی تلاش کا بتلاوے اور طریق وصول سے آگاہ نہین ہے یا مکان بیع و شرا
مین مطلع نہین ہے یا کوئی مسئلہ شرعی کو ڈھونڈھتا ہے یا کسی شبہہ مین پڑا ہو اور یہ شخص اُس سے واقفیت
رکھتا ہو تو فی الفور بتلاوے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ✤ اگر خاموش بنشینم گناہ است ✤
آٹھوان اگرچہ ابتدا قوم کے معاملات کافرون سے بھی موجب اجر و ثواب ہین ولہذا قولوا للناس حسنا
ارشاد ہوا بلا قید ایمان و اسلام یا ابتداء تحیہ سلام علیک مخصوص اہل اسلام سے ہے لیکن اسکا لحاظ رکھنا
چاہیے کہ معنی حسن کے اس آیہ کریمہ مین یہ ہین کہ مخاطب کے نزدیک من جمیع الوجوہ مستحسن ہو
والا ارتکاب مداہنت و ملامت شرعی لازم آویگا اسواسطے کہ اکثر مخاطبین اُس چیز کو دوست
رکھتے ہین جو موافق خواہش نفس کے ہو گو مخالف شرع اور منافی آئین دینداری ہو بلکہ بعضے
یہ ہین کہ فی نفسہ اُسکے حق مین نیک ہو اور بواسطے ادا کیا جاوے کہ موجب دلشکنی و لحوق عار مخاطب کے
واقع ہو تو بس اس آیہ مین مداہنون اور خوشامدگویون کو کوئی سند یا دستاویز نہین ہے کیونکہ انکا
کلام ہرچند مخاطبین نافہم کے نزدیک مستحسن معلوم ہوتا ہے لیکن عنداللہ قبیح و شنیع ہے پھر فی نفسہ حسن

نرما اور اس آیۃ مین لفظ حسن واقع ہے نہ مستحسن و مرضی تاکہ معنی باطل اس سے مفہوم ہون اور اس
مقام پر ایک مغلطہ عظیم واقع ہوتا ہے کہ اکثر لوگ مدارات و حسن خلق مین اور مداہنت مین فرق نہین
جانتے حالانکہ مدارات و حسن خلق ہر مسلم و کافر سے محمود ہے اور مداہنت و خوشامد معیوب و مردود لیکن
امتیاز انہین نہین کرتے مقام حسن خلق مین مداہنت کو استعمال کرتے ہین اور تنقیح فرق کی دونون مین
یہ ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ اپنے نفس کو واجب التعظیم نہ جاننا اور نفسانیت کو دور کرنا اور جو کسی نے
اسکی تقصیر کی ہو اُس سے درگذر نا یہ حسن خلق و مدارات ہے کہ عبارت ہے جوانمردی سے اپنے نفس مین
اور مداہنت و خوشامد یہ ہے کہ ایک شخص حرکت مخالف شرع کرتا ہے یا ترک تعظیم دین کرتا ہے اور شخص
اُس سے موافقت کرتا ہے اور ناخوش نہین ہوتا پس مداہنت عبارت مسامحت سے ہے جو امر
دین مین ہو پس حسن خلق و مداہنت مین امتیاز کلی ہے خلاصہ یہ کہ حسن خلق مین تلف کرنا اپنے حق کا
ہوتا ہے واسطے دلداری دوسرے کے اور مداہنت مین تلف حق شرع ہے بنا بر رضامندی
دوسرے کے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ العزیزی اور غرض کاتب الحروف کی اس تفصیل سے
یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جمیع احسانات اپنے بھائیون سے کیے مگر بھائیون نے
برخلاف حسن خلق کیا دوسری لغزش جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی وہ یہ ہوئی کہ حضرت
نے تماشا دیکھنے کی خواہش کی گو نابالغ تھے مگر شان نبوت کے خلاف تھا اور یہ اُسوقت درست
ہے جبکہ بقول بعض لڑکپن سے نبی ٹھہرین تیسری زلیخا کا عیب کھولا کہ ہی راودتنی عن نفسی
چوتھی عورتون کو اپنا چہرہ دکھلایا کہ اُنکے ہاتھ کٹے پانچوین قید کی درخواست کی عافیت
نہ مانگی القصہ جس روز حضرت یوسف زندان مین جلوہ فرما ہوے اُسی دن دو جوان اور
بھی گئے کہ اسی کا ذکر قرآن مین ہے و دخل معہ السجن فتیان بعض کے نزدیک یہ دونون غلام
ریان کے تھے اور معالم مین ہے کہ ولید ابن مروان عملیقی بادشاہ مصر کے غلام تھے ایک سرپیالہ
خباز دوسرا بہیا ساقی کہ اُنکو بادشاہ روم یا مین نے دم دی کہ بادشاہ کو زہر دو تو تمکو وزیر
کرینگے اور بعضون کے نزدیک ایک امیر مصر نے ساقی اور طباخ کو فریب دیا کہ اگر تم شراب
یا روٹی مین بادشاہ کو زہر کھلاو تو مین تمکو آدھا خزانہ مصر کا دونگا دونون نے قبول کیا
لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ ایک جماعہ اہل مصر نے یہ تدبیر ہلاکت بادشاہ کی نکالی تھی اور دونون
کو زہر دینے پر مستعد کیا بعد ازان ساقی نے انکار کیا اور طباخ نے کہا ہم تو اپنے اقرار سے
نہ پھرینگے سو اُسنے رشوت لی اور کھانے مین زہر ملایا جب بادشاہ کے روبرو کھانا رکھا گیا

ساقی نے کہا اے بادشاہ اس طعام مین زہر ہے اور نان پز نے کہا شراب مین زہر ہے بادشاہ نے اول آدہ شراب ساقی کو پلائی اُسنے بلا تامل پی لی اور کچھ ضرر نہوا جب خباز کو روٹی کھلانی چاہی تو اُسنے انکار کیا تب بادشاہ نے ایک جانور کو وہ کھانا کھلایا کہ وہ جانور کھاتے ہوے مرگیا مگر بادشاہ نے دونون کو قید کر دیا اور یہ دونون غلام خوبصورت با ادب خوش طبع اور باوضع تھے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انکو محبس مین دیکھا تو خوش ہوے اور وہ دونون حضرت کو دیکھکر محظوظ و مسرور ہوے اور نہایت ادب سے خدمتگزاری مین مصروف ہوے فائدہ فتی کا اطلاق نزدیک زجاج محقق کے مملوک پر آتا ہے خواہ وہ جوان ہو یا امرد لیکن مین کہتا ہون اس آیۃ مین نسبت مصاحبت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے انکو جوانمرد فرمایا ہے جسطرح حضرت موسی کی مصاحبت سے یوشع ابن نون علیہ السلام کو یہ لقب دیا کہ اذ قال لفتاہ اس سے معلوم ہوا کہ مصاحبت مردم صالحین کی موجب کرامت اور بزرگی ہے اور قیدیون کو بد کہنا نہین چاہیے اور زندان عاصیون کی سزا کی کا مقام ہے کیونکہ عاصی مستوجب عقوبت ہوتا ہے اور جب عقوبت کا یہ مرتبہ پہونچا کہ عاصی مقید کیا گیا تو زندان محل کرامت ہوا کیونکہ وہان گناہ اترتا ہے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام زندان مین رہنے لگے تمام روز صائم رہتے رات کو قیام بہ نماز فرماتے صبح کو نالہ وزاری کیا کرتے کہ اے میرے حبیب یعقوب تیری مفارقت نے مجکو کیسے رنج والم دیے جنکی انتہا نہین الٰہی مجکو نجات دے یا ارحم الراحمین اور جب ایک مدت گذری تو ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام کی ضعیفی اور ناتوانی اور اپنی بیسر و سامانی و قید پر نظر فرماکے زار زار روئے ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے السلام علیک یا یوسف آنجناب نے جواب سلام دیکر کہا تم کون ہو تمھاری صورت تو لائق اس مقام کے نہین ہے کہا مین جبرئیل امین ہون اللہ تعالی نے مجکو بنا بر بشارت عطائے خلعت نبوت و تاج رسالت لیکر تمھارے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یوسف سے کہ مین نے تمکو جمیع آلائش سے امین کیا کردیا اور مقبول کونین گردانا اور دولت نبوت او نعمت رسالت سے سرفراز فرماتا ہون کیونکہ تمنے ہر ایک بلا مین مجھی سے مدد چاہی اور دامن اعتبار اپنی مجھ پر رکھا ہے اور لذات دنیویہ پر شیفتہ اور فریفتہ نہوے اور دامن عصمت کو معصیت سے ملوث نہین کیا ولہذا تم صابرون اور صدیقون مین معدود ہوے یہ احوال سنکر حضرت یوسف نے شکر کیا اور کہا اے اخی جبرئیل میرے باپ کا حال کچھ معلوم ہے کہا وہ سلامت ہین مگر مبتلائے بلائے فرقت شب و روز رویا کرتے ہین اور موجب اسکا یہ ہے کہ اللہ نے انکا مرتبہ بہشت مین بڑھانا چاہا ہے اور تم تو جانتے ہو کہ جو خدا کی نزدیکی مین ہے انکو بلا و محنت زیادہ ہے اور اب مین تمکو بشارت

پہونچاتا ہون کہ ایام خلاصی کے قریب آگئے ہین اور اسوقت مین تمکو علم تعبیر رُویا سکھلانے آیا ہون سو اب دہن مبارک کھولیے تاکہ مین علم حق کا موتی ڈال دون حضرت یوسف نے مُنھ کھولا حضرت جبرئیل نے وہ لطیفۂ شریفہ کہ بصورت در بیضا تھا ڈالا اُسی وقت باطن شریف علوم غیب سے منوّر ہوگیا اور علم تعبیر مکشوف ہوا کہ بعد اس واقعہ کے جو کوئی شخص اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کرتا آنجناب تعبیر و تاویل اُسکی فی الفور راست و درست بیان کر دیتے و لہذا داروغہ محبس کو بہ نسبت اور قیدیون کے ایک نوع کا اعتقاد پیدا ہوگیا اور محبّت کرنے لگا چنانچہ ایک روز بولا کہ مین آپ کو بدل چاہتا ہون حضرت یوسف نے فرمایا کہ خبردار مجھسے محبّت نرکھنا بخدا انہین دوست رکھا مجکو کسی نے مگر اُسکی محبّت سے مجکو بلا پہونچی یعنی میرے باپ نے مجھسے محبّت کی اور اُسکا یہ ثمرہ ہوا کہ مین کنوئین مین ڈالا گیا اور بیچا گیا پھر زلیخا نے مجھے دوست بنایا اُسکا یہ پھل ہے جو تو دیکھتا ہے سو اگر تو بھی مجکو پیار کرتا ہے تو اب دیکھون کیا بلا نازل ہوتی ہے بالجملہ ایک روز دونون غلام آپسین کہنے لگے کہ یہ شخص خواب کی تعبیر کہتا ہے اگر ہم بھی کچھ خواب دیکھتے تو تعبیر پوچھتے اور اپنے احوال سے مطلع ہو جاتے عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہین کہ اپنے دل سے دونون نے دو خواب اپنے موافق بنائے اور بطور آزمائش حضرت یوسف علیہ السّلام سے تعبیر پوچھی اور بعضے کہتے ہین کہ حقیقۃً دونون نے خواب دیکھے تھے اور صحیح یہ ہے کہ ساقی نے خواب دیکھا تھا مگر مطبخی نے بنایا تھا چنانچہ ساقی نے مطبخی سے کہا کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہے مطبخی نے کہا ہمنے تو دیکھا نہین ہے لیکن خواب بنا کے پوچھین گے پھر دونون حضرت کے پاس آئے ساقی نے اوّل اپنا خواب کہا کہ مین ایک پیالہ مین خوشے انگوری نچوڑ کے بادشاہ کو پلاتا ہون دوسرے نے بنا کے کہا کہ ایک لوہے کا تنور آگ سے بھرا ہے مین نے اُسمین روٹیان پکائین اور خوان مین رکھ کے سر پر لیچلا چڑیان روٹی لے لیکے کھاتی ہین آپ ہمکو اسکی تعبیر بتلائیے چنانچہ ارشاد ہوا قال اَحَدُهُمَا اِنِّیْ اَرٰىنِیْ اَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْ اَرٰىنِیْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی کہنے لگا ایک اُنھین مین سے مین دیکھتا ہون کہ مین نچوڑتا ہون شراب اور دوسرے نے کہا مین دیکھتا ہون کہ اُٹھا رہا ہون اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہین اُسمین سے بتا ہمکو تعبیر اسکی ہم دیکھتے ہین تجکو نیکی والا یعنی تو مریضون کی عیادت کرتا ہے اور بھوکون کو کھانا کھلاتا ہے اور پیاسون کو پانی دیتا ہے اور بیٹھنے والون کو جگہ دیتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے اور مھموم و مغموم کو صبر کرنے کو فرماتا ہے یہ بھی احسان ہے کہ ہمکو ہمارے خواب کی تعبیر بتلا کیونکہ تو

اسکا عالم ہے چونکہ حضرت نے ایک کو بلاحظہ خواب گرفتار بلا پایا تو بیان تاویل سے اعراض کرکے فرمایا
لایاتیکما طعام ترزقانہ الانبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما یعنی نہ آنے پاویگا تمکو
کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہے مگر بتا چکونگا تمکو اسکی تعبیر اسکے آنے سے پہلے بعضے مفسرین فرماتے ہین
کہ حضرت نے یہ کلام بطور علامت صدق قول کے فرمایا کہ جو کھانا تمکو ہر روز ملتا ہے اسکا رنگ اور
مزہ اور بھیجنے والے کا نام قبل آنے کے بتلاؤن سو جب کھانا آیا حضرت نے بتلایا تب
دونون غلامون نے کہا کہ یہ بات آپ کو کہان سے معلوم ہوئی یہ تو ساحرون اور کاہنون کا
علم ہے فرمایا کہ ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة قوم لا یؤمنون باللہ وہم بالاخرة ہم
کافرون یعنی یہ علم ہے کہ مجھکو سکھلایا میرے رب نے مین نے چھوڑ دین اس قوم کا کہ
یقین نہین رکھتے اللہ پر اور یوم آخرت سے وہ منکر ہین اور بھی فرمایا کہ ملت کافرون کی ترک
کرکے مین اپنے آبا و اجداد یعنی ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا مطیع ہوا ہون مجکو لایق نہین ہے
کہ مین کسی کو خدا کا شریک گردانون جسطرح بعضے مشرک بتون کو اللہ کا شریک جانتے
ہین یا بعضے آتش پرست آگ کو اور ستارہ پرست کواکب کو اور بعضے نفس و ہوا کو اور یہ
سب فضل خدا ہے ہم پر اور سب لوگون پر کما قال اللہ تعالے واتبعت ملة آبائی ابراہیم واسحق
ویعقوب ما کان لنا ان نشرک باللہ من شئی ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس پس فضل اللہ کا
یوسف پر یہ ہے کہ انکو نبی و معصوم بنایا اور وحی بھیجی اور تمام آفات سے محفوظ رکھا اور آدمیون پر
یہ ہے کہ انتخاب کو رسول بھیجکر راہ دین سیکھین کہ آخرت مین کام آوے اور دنیا مین غضب سے
بچین اور جب حضرت نے اپنی نبوت ظاہر و ہویدا کردی اور اثبات نبوت مبنی بر اثبات
الوہیت ہے لہذا قبل بیان تعبیر فرمایا اور اللہ نے اسکی خبر دی یا صاحبی السجن أ ارباب متفرقون
خیر ام اللہ الواحد القہار یعنی اے دونون رفیق بندیخانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست
فائدہ بتون کو متفرقون اسلیے کہا کہ انمین کوئی بت سونے کا تھا اور کوئی لوہے کا اور
کوئی پتھر کا اور کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور اسکے مشرکون مین یہ دستور ہے کہ بتون کو بصور گوناگون
مختلف الوضع بناتے ہین کہ انمین تباین کلی پیدا ہوتا ہے لہذا کلمہ متفرقون نہایت چسپان واقع
ہوا ہے بالجملہ جب حضرت یوسف نے اسطرح کلام ہدایت التیام فرمایا تو حسب تحقیق حضرت امام
حجة الاسلام غزالی دونون غلام قیدی ایمان لائے اور جو گواہ سو قیدی اور تائب ہوئے اور
شرک و بت پرستی سے بیزار تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو ایمان

لائے ہو محبس سے نکلو گے یا اسی مقام مین رہو گے منجملہ اُنکے ایکہزار قیدیون نے کہا ہم چاہتے ہین باہر جانا حضرت نے فرمایا بہتر ہے چلے جاؤ وہ بولے کسطرح جائین پیرون مین بیڑیان ہاتھون مین ہتکڑیان پڑی ہین اور ہم لوگ اسی شہر کے ہین جب یہان سے نکلین گے لوگ ہمکو پہچانین گے فرمایا مین اللہ سے دعا کرتا ہون کہ تمہاری صورت تبدیل کر دیگا اور بیڑیان پیرون کی از خود گر پڑینگی بولے اچھا حضرت یوسف نے اُسی وقت دعا مانگی اللہ نے اُنکی صورتین متبدل کر دین اور بیڑیان پیرون سے نکل پڑین کر سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے اور اپنا احوال گھر والون سے بیان کیا اور منجملہ اُنکے چار سو نفر کہنے لگے کہ ہم آپ ہی کی خدمت مین رہینگے اسمین ہماری خوشی ہے حضرت نے منظور کیا انتہی لیکن اکثر مفسرین نے اس قصہ کو نقل نہین کیا ہے بلکہ ساقی و خباز کے ایمان کا بھی ذکر نہین کیا اور ظاہرا کلام اللہ مین بھی کسیطرح کا ایما و اشارہ پایا نہین جاتا ہے باانیہمہ امام صاحب کا لکھا ہمارے واسطے سند ہے الغرض بعد اس واقعہ کے حضرت یوسف نے فرمایا اے دونون رفیق بندی خانے کے ایک جو ہے تم دونون مین سو پلاویگا اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا سولی چڑھیگا پھر کھائینگے جانور اسکے سر سے کما قال اللہ تعالے یا صاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا و اما الآخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تعبیر خواب سنکر دونون غلام رنجیدہ ہوئے اور بولے کہ ہمنے کچھ خواب نہ دیکھا تھا ہم تو کھیلتے تھے فرمایا فیصل ہوا کلام جسکی تم تحقیق چاہتے تھے اور حکم خدا تم پر جاری ہو گیا خواہ تمنے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو کما قال اللہ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان بعد اسکے حضرت نے فرمایا اُس سے جسکو ان دونون مین نجات پانیوالا سمجھتے تھے کہ میرا ذکر اپنے خاوند سے کر کہ فلان شخص ناحق قید ہے چنانچہ ارشاد ہوا و قال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک الغرض تعبیر خواب سے تیسرے روز مقدمہ روبرو سے بادشاہ پیش ہوا اور روٹی والے کا قصور ثابت ہوا اور وہ محبس کے قریب سولی دیا گیا اور چڑیان اُسکے سر کا گوشت کھانے لگین اور شراب پلانے والا اپنے کام پر بحال ہوا

تعبیر خواب

بیان فوائد

فائدہ اس آیہ کریمہ سے کئی فائدے اور کئی حکم نکلے اوّل یہ کہ استدعا و حاجت چاہنا مخلوق سے درست معلوم ہوتا ہے اگر ایسا نہوتا تو حضرت یوسف سعی کے واسطے نہ فرماتے اور سبب عتاب یہ ہوا کہ نالایق رذیل سے حاجت چاہی دوسرے تعبیر خواب یقینی نہین ہے مگر پیغمبر کی اٹکل یقینیات سے ہے لاریب ہوتی ہے تیسرے شفاعت کی لیاقت معلوم ہوا اُسی کو ہے جو رستہ ہے چوتھا حضرت یوسف نے کافر سے اُمید شفاعت رکھی اگر ہم رسول سے یہ اُمید رکھین تو

کیا عجب ہے پانچوان حضرت یوسف نے باوجود تکلیف کے بادشاہ کو دیکھ کر نہ اٹھا اور تعظیم نہ کی پس
ہر مسلمان کو چاہیے کہ نالایق کی تعظیم نہ کرے اور مخدوم نہ بنا دے حدیث شریف مین وارد ہے من
تواضع لغنی لغناہ ذہب من دینہ ثلثاہ چھٹوان یہ انگور خواب مین دیکھنا بہتر ہے ساتوان یہ کہ خواب
بنا کے کہنا اچھا نہین جب تک دیکھا نہو کہے ورنہ بعد تعبیر شرمندگی کام مین آتی آٹھوان
خواب کا دیکھنا حق ہے انکار اسکی جہل و نادانی ہے نوان بد بات کو صاف صاف کہنا نہ چاہیے جیسا
حضرت یوسف علیہ السلام نے روٹی والے سے نہین کہا کہ تو مارا جائیگا معالم التنزیل مین مالک
ابن دینار سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے سفارش کرنے کو کہا
اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے [illegible] اور کہا یا اخ المرسلین و یا المنذرین
آج کیا ہے جو مین تمکو گنہگارون کے گھر مین دیکھتا ہون حضرت جبرئیل نے کہا یا طاہر ابن الطاہرین
یقرء علیک السلام رب العالمین اور فرماتے ہین کہ تو نے حیا نہ کی اسوقت شفیع گردانا ایک آدمی کو
قسم ہے اپنی عزت وجلال کی ہر آئنہ رکھونگا تجھکو قید مین کئی برس تب حضرت یوسف نے کہا کہ
رب العالمین مجھسے راضی ہے حضرت جبرئیل نے کہا راضی ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین اور کچھ اندیشہ
و باک نہین یہ ایام قید بھی گذر جائینگے رضا مندی حضرت حق درکار ہے اور کعب احبار سے روایت
ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین اے یوسف تجھکو کسنے پیدا کیا
فرمایا اللہ نے پھر کہا کسنے تجھکو تیرے باپ کا محبوب کر دیا کہا اللہ نے پھر کہا کسنے قعر چاہ سے
نجات بخشی فرمایا اللہ نے پھر کہا کسنے تعبیر خواب سکھلائی کہا اللہ نے پھر کہا کسنے تجھکو زنا و بدکاری
سے بچایا فرمایا اللہ نے پھر کہا کیونکر تمنے اپنے مثل سے یعنی آدمی سے سفارش چاہی کہا یہ تو بیشک
قصور ہوا حضرت جبرئیل نے کہا اب تو کئی برس اور قید مین اس قصور کے بدلے بسر کیجیے چونکہ
منظور الٰہی یون تھا عجیب اتفاق ہوا کہ ساقی جب قید سے خلاصی پا کر اپنے کام مین مصروف ہوا
تو سفارش کرنا بادشاہ سے بھول گیا کما قال فانساہ الشیطان ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین پس
بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے سو رہے یوسف علیہ السلام قید مین کئی برس
محققین کہتے ہین سات برس اور قید مین رہے اور بعضے مفسرین دونون ضمیرین یعنی ضمیر انساہ و ربہ
راجع یوسف علیہ السلام کی طرف کہتے ہین یعنی اس موقع مین کہ یوسف علیہ السلام نے ساقی
سے سفارش چاہی شیطان نے پروردگار کو خاطر یوسف علیہ السلام سے بھلا دیا و الا یہ
کلام نفرماتے اور ہرگز مخلوق سے التجا نکرتے اگرچہ جائز تھا مگر پیغمبر کی شان سے بعید تھا

ولہذا سات برس قید کے بڑھ گئے اور پانچ برس گذر چکے تھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی حدیث شریف مین وارد ہی کہ رحم اللہ اخی یوسف لولم یقل اذکرنی عند ربک لما لبث فی السجن سبعا بعد الخمس معنے بضع مین اختلاف ہی مجاہد رضی اللہ عنہ کے نزدیک بضع ما بین الثلث الی السبع کو بولتے ہین اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ما بین الثلث الی التسع کو کہتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ادون العشر پر اطلاق کرتے ہین اور اکثر مفسرین کے نزدیک بضع اس مقام مین عبارت سات برس سے ہی اور وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ ایوب پیغمبر علیہ السلام سات برس مبتلاے بلا رہے اور یوسف علیہ السلام سات برس قید رہے اور بخت نصر نے بنی اسرائیل کو سات برس قید مین رکھا کذا فی المعالم حضرت امام غزالی تفسیر سورہ یوسف مین تحریر فرماتے ہین کہ جب یوسف کی قید بڑھ گئی تو آنجناب نے یہ دستور مقرر کیا کہ محبس کی کھڑکی مین بیٹھتے اور مسافرون کو اسطرح دیکھا کرتے کہ مسافر لوگ اونکو نہ دیکھ پاتے چنانچہ ایک روز دیکھتے ہین کہ ایک قافلہ شام کا آتا ہی اسمین شمردل اعرابی کنعانی اونٹنی پر سوار ہی یہانتک کہ قریب تر پہونچا اور اُس اونٹنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر پہچانا اور بزبان فصیح کہنے لگی اے یوسف صدیق علیک السلام تیرا باپ یعقوب علیہ السلام تیری آتش شوق مین جلتا ہی اور وفور اشتیاق لقا مین مرا جاتا ہی اور مین تیرے وطن کی اونٹنی ہون حضرت یوسف علیہ السلام کلام حزین وپُر درد اُسکا سنکر رونے لگے اور شمردل اعرابی کہ اُسپر سوار تھا اُتر پڑا اور ارادہ کیا کہ اونٹنی کو مارے اُسی وقت دونون پانٔون اُسکے زمین مین دھس گئے اور تمام بدن مین اُسکے لرزہ پڑا اور تحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ عجیب پیش آیا یہ حال دیکھکر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی اسکو نہ مار اُسنے اپنی لکڑی پھینک دی تو زمین نے چھوڑ دیا متحیر ہوا کہ یہ آواز کہان سے آتی ہی اور اونٹنی کو قریب تر لایا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اعرابی تجھکو قسم خدا کی ہی مجھکو بتلاؤ کہ تو نے کنعان مین وہ درخت دیکھا ہی جسکی بارہ شاخین تھین اُسمین سے ایک شاخ جو اچھی تھی کٹ گئی کہ اُسپر وہ درخت روتا ہی اس کلام سے اعرابی نے روکر کہا ہان مینے دیکھا ہی یہ صفت ہی یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کی تب حضرت یوسف نے فرمایا تو کیون آیا ہی بولا تجارت کو آیا ہون فرمایا اسکی بابت کتنا فائدہ ہوگا بولا ہزار دینار کا سو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا بازوبند یاقوت سرخ کا پھینک دیا اور فرمایا کہ اسکو لے بیس ہزار دینار کا ہی اور اُس درخت کے پاس جاکر میرا پیغام کہہ کہ اُسکا اجر اللہ پر ہی مگر طریق یہ ہی کہ جب کنعان مین پہونچنا تو شام تک توقف کرنا پھر بیت الاحزان مین جانا کہ

اسی مکان میں وہ درخت ہی سو اُس درخت سے کہنا کہ ایک غلام مسکین غریب مصر میں قید ہی اُسنے سلام کہا ہی اعرابی نے کہا آپ کا نام کیا ہی فرمایا نام اپنا نہیں بتلاؤنگا غرض اعرابی سلام کر کے ناقہ پر سوار ہوا اور جانب کنعان چلا یہانتک کہ کنعان میں پہونچا جب رات ہوئی تو بیت الاحزان کے دروازہ پر کے پکارا کہ اے آل ابراہیم یہ سنکر دنیا یوسف کی بہن دوڑی اور کہا لبیک تب اعرابی نے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام کہاں ہیں دنیا نے کہا تم کیا کہوگے انکا حال یہ ہی کہ رات دن رویا کرتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں اور نہ کسی کی سنتے اعرابی نے کہا کہ میں عزیز مصر کے غلام کا رسول ہوں تب دنیا نے حضرت یعقوب کو پکارا حضرت نماز میں تھے جب سلام دیا تو لڑکی سے پوچھا کیا ہی اُسنے کہا کسی غریب کا رسول تیرے پاس آیا ہی حضرت اُٹھے اور ضعف سے گر پڑے لڑکی نے ہاتھ پکڑ کے دروازہ تک پہونچایا اعرابی نے سلام علیک کی حضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اے قاصد تجھمیں خوشبو آتی ہی اعرابی نے اپنا حال بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تونے اُس بھیجنے والے کا منھ بھی دیکھا تھا بولا میں نے چہرہ نہیں دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اُس شخص نے اپنا نام بھی بتلایا تھا اعرابی نے کہا نام بھی نہیں بتلایا فرمایا کہ اب تو اپنی حاجت کہ اُسنے کہا کہ اُس غلام نے دنیا سے مستغنی کر دیا ہی میری حاجت کچھ نہیں تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تجھپر اللہ تعالی سکرات موت آسان کرے القصہ جب سات برس قید کے جو بطور عتاب بڑھ گئے تھے تب الانقضا ہوے تو ایک رات میں حضرت یوسف علیہ السلام رو رہے تھے اور یہ کلمات زبان پر تھے الٰہی انتَ الرب وانا العبد وانت الخالق وانا المخلوق وانت العزیز وانا الذلیل اسالک بحق ابراہیم خلیلک وبحق اسحق ذبیحک وبحق یعقوب اسرائیلک ان تغیثنی وترحمنی یاغیاث المستغیثین ویاارحم الراحمین اللہم خلصنی من السجن اور بادشاہ ریان ایک خواب دیکھ رہا تھا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سات برسیں گذر گئیں تو ایک دن صبح کو حضرت یوسف علیہ السلام حسب معمول نالہ وزاری میں مشغول تھے کہ ایک جوان خوب صورت نے آکر کہا السلام علیک یا یوسف حضرت نے فرمایا وعلیک السلام تو کسطرح اس مقام میں آیا اُس جوان نے جواب دیا کہ میں جبرئیل ہوں فرمایا کہ منزل خاطئین میں کسطرح آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ منزل خاطئین کسطرح ہی جہاں تم سا طاہر اور صدیق موجود ہی فرمایا میں کسطرح صدیق ہوں جبکہ چوروں اور بدکاروں میں بسر کرتا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے خدا سے سچے اور بلاے مصیبتوں میں صبر کرتے رہے سو خدا تعالےٰ نے تمکو صابروں اور صدیقوں اور مخلصوں میں شمار کیا ہی اور میں آپ کو بادشاہت مصر کا مژدہ لایا ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے جبرئیل

میرے باپ بھائیون کی بھی کچھ خبر ہی کہا باپ تمہارے روتے ہین اور بھائی شرمندہ ہوتے ہین یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام محظوظ ہوئے پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا اے یوسف صدیق اب وقت آیا کہ حق تعالیٰ تمکو زندان سے نجات بخشے اور تخت سلطنت و فرمانروائی پر بٹھلاتے اور جملہ اعزہ و امرا سلطنت تمہارے منقاد و مطیع ہون اور فقرا اور مساکین تمہارے سبب سے عزیز و مکرم اور سبب اسکا قریب تر نظر آتا ہی اور بادشاہ ایک خواب دیکھا چاہتا ہی کہ سب لوگ اسکی تعبیر سے عاجز آئینگے اور تمکو واسطے تعبیر کے باعزاز و اکرام طلب کرینگے اور وہ خواب من اولہ اے آخرہ بیان کردیا اور تعبیر اور تاویل اسکی بھی کہدی اور روانہ ہوئے بعد کئی دن کے بادشاہ مصر نے خواب دیکھا صبح کو معبرون کو بلوایا اور اپنا خواب کہا کہ انی اری سبع بقرات سمان یاکلھن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و اخر یابسات یاایھا الملاء افتونی فی رویای ان کنتم للرؤیا تعبرون قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل الاحلام بعلمین ○ یعنی مین خواب دیکھتا ہون سات گائین موٹی انکو کھاتی ہین سات دبلی اور سات بالی ہری بھی اور دوسری سوکھی اے دربار والو تعبیر کہو مجھسے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر کرنے والے بولے یہ اوڑتے خواب ہین اور ہمکو تعبیر خوابون کی معلوم نہین یعنی ہم سچّے خواب کی تعبیر جانتے ہین اور یہ تو خواب باطل ہی تب بادشاہ کو سخت تحیّر ہوا اور بعضے مفسرین نے یون لکھا ہی کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا صبح کے وقت منجمون اور کاہنون کو بلواکے پوچھا کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا بھول گیا ہون سو بتلاؤ حاضرین نے کہا غیب کی بات ہم نہین جانتے بادشاہ نے کہا اگر نہین بتلاتے تو قتل کرونگا سب نے کہا جھوٹی خواب تھی اور ہم احلام کی تعبیر نہین جانتے اور جس جگہ بادشاہ یہ گفتگو کرتا تھا اسی مقام پر ساقی حاضر تھا اسنے دیکھا کہ نجومی وغیرہ تعبیر خواب سے عاجز ہوئے تو اسنے حضرت یوسف کا نشان بتادیا کما قال اللہ تعالیٰ وقال الذی نجی منھما وادکر بعد امۃ انا انبئکم بتاویلہ فارسلون یعنی اور بولا وہ جو بچا تھا ان دو مین اور یاد کیا مدت کے بعد مین بتاؤن تمکو اسکی تعبیر سو تم مجھکو بھیجو زندان مین کہ وہان ایک جوان نیا خوش خو خردمند و دانا عالم ہی اور کئی برس ہوئے کہ بیگناہ زلیخا کے سبب سے قید ہی وہ جوان خوابون کی تعبیر خوب جانتا ہی سو بادشاہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اتنی برسون سے تونے کیون نہ عرض کیا اور مجھکو تو یاد ہی نہ تھا ساقی نے عرض کیا اے بادشاہ مین بھی بھول گیا جیسا حضور بھول گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے کسطرح جانا کہ وہ شخص تعبیر خوابون کی خوب جانتا ہی اسنے اپنا اور نانوائی کا قصہ بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا اور اسن

خواب کی تعبیر معلوم کر کے میری خاطر جمع کر ساقی نے کہا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ مین اب کیا اُس جوان سے
کہونگا اور عذر اپنی غفلت کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا تو جا وہ جوان اب تجھکو کچھ بھی نہ کہیگا چنانچہ
ساقی سوار ہو کے اپنا منہ آستین سے چھپاتے ہوئے کمال شرمندہ مجلس مین آیا ابن عباس سے
نزدیک مجلس خارج مصر واقع تھا حضرت یوسف نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ تو آستین منہ سے اُٹھا لے
تجھکو شیطان نے بھلا دیا تیرا کچھ قصور نہین تب ساقی نے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور تعبیر پوچھی
چنانچہ ارشاد ہوا یُوسُفُ اَیُّہَا الصِّدِّیقُ اَفْتِنَا فِی سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَاکُلُہُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ
خُضْرٍ وَاُخَرَ یَابِسَاتٍ لَعَلِّی اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُونَ یعنی جا کر کہا یوسف اے سچے حکم دے ہمکو اس خواب
مین سات گائین موٹی انکو کھا دین سات دبلی اور سات بالیان ہری اور دوسری سوکھی کہ مین
لیجاؤن لوگون پاس شاید انکو معلوم ہو تیری قدرت یعنی اہل مصر سے تاویل رویا بیان کرون کہ وہ
تمہاری استعداد علمی سے آگاہ ہو جاوین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِینَ
دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوہُ فِی سُنْبُلِہٖ اِلَّا قَلِیلًا مِّمَّا تَاکُلُونَ ثُمَّ یَاتِی مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَاکُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَہُنَّ
اِلَّا قَلِیلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ثُمَّ یَاتِی مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ عَامٌ فِیہِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیہِ یَعْصِرُونَ یعنی تم کھیتی کرو گے
سات برس لگ کے سو جو کاٹو اسکو چھوڑ دو اسکے بالی مین مگر تھوڑا جو کھاتے ہو پھر آوینگے اس پیچھے
سات برس سختی کے کھا جاوین جو رکھا تمنے انکے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آویگا اس
پیچھے ایک برس اسمین مینہ پاوینگے لوگ اور اسمین رس نچوڑینگے تفصیل یہ ہے کہ حضرت یوسف
نے فرمایا کہ موٹی گائین اور ہری بالیان سات برس ہین کہ اسمین زراعت بخوبی ہو اور خلایق
بخوشی بسر کرے اور گائین دبلین اور بالیان سوکھی برس ہین تنگی کے جسمین اسباب معیشت
منعدم ہو جاوے پھر فرمایا کہ زراعت کرو سات برس حسب عادت اور بعد دا سے محصول وانکو
بالیون مین چھوڑ دو کہ زمین مین گل نجاوے الا تھوڑا کھانے کو رکھ لو پس اِلَّا قَلِیلًا مِّمَّا تَاکُلُونَ استعارہ
ہے کم کھانے سے اور مبالغہ ہے ذخیرہ کرنے مین اور یَاتِی مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ سَبْعٌ شِدَادٌ تاویل بقرات عجاف
اور سنبلات یابسات کی ہے یعنی سات برس سخت با حسرت آوینگے اسکے بعد سات برس با کشایش
وآسایش آوینگے پھر جو غلہ رکھا ہے اسکو گرانی کے سالون مین کھائین مگر تھوڑا بیج کے واسطے
آٹھوین برس کے رکھین پھر فرمایا کہ بعد انکے ایک برس آویگا اسمین پانی برسیگا اور زراعت
بخوبی ہوگی اور میوے اور انگور بکثرت ہونگے کہ لوگ انسے رس نچوڑینگے اسقدر شاید واسطے
ساقی کے فرمایا ہو کہ وہ شراب بناتا تھا اور حضرت ابن عباس فِیہِ یَعْصِرُونَ کی تفسیر مین فرماتے ہین

کہ مویشی آسودہ اور شیر دار ہو جائینگے اور آدمی انکا دودھ آسایش و فراغت سے دوہکر پئین گے اور
ابو عبیدہ فرماتے ہین کہ یعصرون مشتق عصرت سے ہو اور عصرت بمعنی نجات ہو یعنی اس سال مین آدمیون
کو تنگی قحط سے نجات ملیگی روایت صحیح ہو کہ بیان سال ہشتم کا بادشاہ کی خواب مین نہ تھا بلکہ یہ امر
حضرت یوسف نے از روے وحی الٰہی بیان فرمایا بالجملہ حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ساقی
نے آکر بادشاہ کے حضور مین مفصل التماس کی بادشاہ مشتاق ہوا قال الملک ائتونی بہ یعنی کہا بادشاہ
نے لے آؤ اسکو میرے پاس تا کہ مین اپنے کان سے یہ تعبیر سنون اور جو بعضون نے ذکر کیا ہو کہ بادشاہ
خواب کو بھول گیا تھا وہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے خواب بھی بیان کیا اور
تعبیر بھی فرمائی جب ساقی نے یہ حال بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ بہت ہنسا اور بولا گویا اُسنے
یہ خواب دیکھا تھا سو جلد لاؤ میرے پاس اسکو لیکن یہ روایت سیاق آیت کے خلاف ہو کیونکہ
کلام مین صراحۃً مذکور ہو کہ ساقی نے خواب بیان کرکے تعبیر پوچھی تنبیہ تین شخصون نے تین چیزین
فراموش کین حضرت آدم علیہ السّلام نے عہد الٰہی فراموش کیا کہ ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی اور
یوشع ابن نون علیہ السّلام نے کہا انی نسیت الحوت ان دونون مین حکمت الٰہی تھی کہ اُسکا
ثمرہ ظاہر ہوا ہو اور اپنے مقام پر مذکور ہو مگر ساقی جو سفارش یوسف بھول گیا اسمین حکمت
یہ تھی کہ اگر یوسف علیہ السّلام ساقی کی سفارش سے خلاصی پاتے تو نالائق کے ممنون ہوتے اور
پیغمبر کا دل سعی پر ٹھہر جاتا لہذا ملک ریان کو خواب دکھلایا اور حضرت یوسف کو بادشاہ کی معرفت بکمال
حشمت اور شان بلوایا اہل معانی فرماتے ہین کہ جسطرح حضرت یوسف علیہ السّلام اور ساقی
اور نان پز بوضع مختلف زندان شاہی سے نکلے اسی طرح مسلمان زندان دنیا سے نکلتا ہو پس
کسی کو لیجاتے ہین بہ نار اور کسی کو بہ دار القرار اور کسی کو براے دیدار ایک کو حکم ہوتا ہو کہ ہم
تجھسے بیزار ہین دوسرے کو ارشاد ہوتا ہو کہ ہم تیرے خریدار ہین تیسرے کو فرماتے ہین کہ دونو
جہان کی نعمتین تجھپر نثار ہین سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہو القصہ بادشاہ نے ایک اور آدمی کو
یا اسی ساقی کو حضرت یوسف علیہ السّلام کے بلانے کو بھیجا فلما جاءہ الرسول قال ارجع
الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیہن ان ربی بکیدہن علیم یعنی جب پہونچا آدمی بھیجا ہوا
بادشاہ کا فرمایا کہ پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھ اوس سے کیا حقیقت ہو اُن عورتون کی
جنھون نے کاٹے ہاتھ اپنے میرا رب تو انکا فریب سب جانتا ہو خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف
علیہ السّلام نے چاہا کہ پہلے میری براءت اُس گناہ سے جسکے واسطے قید ہوا ہون ظاہر

ہوجاے تب قید سے نکلون اسواسطے وہ قصہ یاد دلایا کہ زلیخا نے عورتون کے سامنے میری عفت ظاہر کی تھی اور عورتون نے وقت پر چھپا ڈالا اسواسطے بادشاہ آنسے بلوا کے پوچھے تو وہ کھول دینگے اور دریافت ہوجائیگا تقصیر وار کون ہر اور مجھکو بادشاہ کی اطاعت مین عذر نہین ہر لیکن خاطر عزیز کی بھی اولی ہر کہ آسنے مجھکو خرید کیا اور یہ اسوقت ممکن ہر جب عزیز راضی ہو اور رضامندی عزیز کی اسوقت ہوگی جب میرا حال عورتون سے دریافت کیا جاے اس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سب عورتون کا فریب بیان کیا اور زلیخا کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ حق پرورش کے خلاف تھا اگر اسکا نام لیتے تو وہ محجوب او شرمندہ ہوتی گو کہ اصلی فریب اس مقدمہ مین زلیخا کا تھا اور یہ سب عورتین اسکی مددگار تھین مگر معین و مددگار مثل فاعل ہر ثواب اور عقاب مین چنانچہ بادشاہ نے زلیخا کو اور آن عورتون کو بلوایا اور کہا ماخطبکن اذراودتن یوسف عن نفسہ یعنی کہا بادشاہ نے عورتون کو کیا حقیقت ہر تمہاری جب پھسلایا یوسف کو آسکے جی سے اسطرح سے بادشاہ نے اسلیے کہا تاکہ عورتین جانین کہ بادشاہ کو خبر ہر اور جھوٹھ نہ بولین عورتون نے کہا حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء یعنی خدا کی پناہ ہمکو معلوم نہین آسپر کچھ برائی جب زلیخا نے دیکھا کہ عورتون نے یوسف علیہ السلام کی براءت ظاہر کی تو یہ سمجھی کہ اب گواہی معتبر گذری جھوٹھ بولنے سے کچھ فائدہ نہین قالت امرأۃ العزیز الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین یعنی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی سچی بات مین نے پھسلایا تھا آسکو آسکے جی سے اور وہ سچا ہر کہ آسنے عزیز سے کہا ہر راودتنی عن نفسی اہل معانی فرماتے ہین کہ جب تک محبت زلیخا کی ضعیف تھی ملامت سے ڈرتی تھی اب قوی ہوئی اندیشہ جاتا رہا ولنعم ما قال الجامی ؎ بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ✤ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ✤ بالجملہ ملک ریان پر طہارت یوسف بگواہی زنان مصر و اقرار زلیخا ثابت ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے مین انکو سزا دون حضرت نے جواب دیا کہ یہ سب طومار اسلیے تھا کہ عزیز مصر میری عدم خیانت سے آگاہ ہوجاسے اور یہ کہ اللہ نہین چلاتا فریب دغابازون کا کما قال اللہ ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب وان اللہ لا یہدی کید الخائنین یعنے یہ سب اسواسطے ہر کہ عزیز مصر معلوم کرے کہ مین نے چھپ کر چوری آس عزیز کی نہین کی اس جگہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس کلام پر جبرئیل نے ہاتھ پہلو سے یوسف پر مارا اور کہا خبر وارہ وہ یاد ہر جو زلیخا سے کیا تھا پھر واسطے

رفع احتمال پندار وغرور کے فرمایا مین پاک نہین کہتا اپنے جی کو جی تو سکھاتا ہی برائی مگر جو رحم کیا میرے
پروردگار نے بیشک میرا رب ہی بخشنے والا مہربان کما قال تعالی وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء
الا ما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم اہل معانی فرماتے ہین کہ حضرت نے جب توفیق حق وعصمت مطلق
دیکھی تو کہا لیعلم انی لم اخنہ اور جب تقصیر خدمت ملاحظہ فرمائی تو کہا وما ابری نفسی یہان بیان عذر
تقصیر ہی اور اول توضیح شکر توفیق فائدہ لفظ امّارہ کہ صیغہ مبالغہ ہے دلالت کرتا ہی کہ نفس
از روے جبلت جانب شر لیجاتا ہی اور وقت فرصت نامرضیات مین ڈالتا ہی بعض اہل تفسیر
کہتے ہین کہ ہر آدمی کے بدن مین تین نفس ہین ایک مقدس جسکو روح الٰہی بولتے ہین یہ دائما زیر فرمان
ہی دوسرا نفس طبعیہ کہ تدبیر بدن اور مقتضیات شہوت وغضب مین مصروف رہتا ہی وہ امّارہ بھی کہلاتا ہی
ہی تیسرا نفس ناطقہ کہ علم وادراک حواس سے لیکر روح پر عرض کرتا ہی اسی کو لوامہ بولتے ہین اور
یہی نفس وقت صدور امر نامشروع امّارہ کو ملامت کرتا ہی اور اسی کو ملہمہ بھی کہتے ہین کہ بوساطت
روح امور حقہ اسپر الہام ہوتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ نفس صالحین وابرار کا ہی حضرت ابن عباس
فرماتے ہین کہ جمیع نفوس بروز قیامت لوامہ ہونگے اسلیے کہ جو لوگ نیک تھے وہ اس سبب سے
ملامت کرینگے کہ ہمنے کار نیک زیادہ کیون نہ کیے اور جو بد ہین بدی پر ملامت کرینگے حدیث شریف
مین ہی کہ اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہوگی مگر اس ساعت کی جو بلا یاد حق گذری
دنیا مین اور حسن بصری کہتے ہین کہ نشان مرد ایماندار کا دنیا مین یہ ہی کہ ہمیشہ اپنے نفس کو
ملامت کرتا ہی اور اہل تفسیر کو نفس لوامہ مین اختلاف ہی اہل تحقیق کہتے ہین کہ اگرچہ نفس واحد
ہی مگر اسکے تین حال ہین یعنے اگر عالم علوی سے متوجہ ہوکے طاعت مین بسر کرتا ہی تو مطمئنہ ہی
اور اگر عالم سفلی سے متوجہ ہوکر شہوات مین مصروف ہی تو امّارہ ہی اور جو کسی وقت سفلی مین آتا ہی
اور کسی وقت علوی مین وہ لوامہ ہی بعض کے نزدیک نفس مطمئنہ انبیا اور اولیاء کاملین کا ہی اور
امّارہ کافرون اور فاسقون مصر فسق کا اور لوامہ گنہگاران تائب وتقصیرواران نادم کا اور بعض
کے نزدیک یہ نفس متقیون کا ہی کہ نفوس عاصیہ کو دنیا مین ملامت کرتے تھے آخرت مین
بھی ملامت کرینگے اور حق یہ ہی کہ نفس آدمی از روے جبلت سلامت وندامت سے موصوف
ہی کیسا ہی ہو کذا احققہ استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی لسورۃ القیامۃ اور کشف الاسرار مین ہی
کہ نفس کے پانچ مرتبے ہین امّارہ مکارہ سحارہ لوامہ مطمئنہ سو امّارہ وہ یہ ہے جسمین صفت حیوانیت
غالب رہے اور تمام عمر خواب وخور مین بسر کرے اور ریاضت ومجاہدہ کے نزدیک نجائے

فائدہ اقسام نفس در تعداد مراتب نفس

اور اپنے صاحب کو دائما حرص وہوا مین مشغول رکھے جانب خیر جانے نہ دے اسی کی مخالفت سے
انسان داخل بہشت ہوتا ہی کما قال اللہ تعالی ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی ابوبکر وراق رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ مخالفت ہوا سے موافقت مولی ہوتی ہی کوئی چیز اللہ تعالی نے دنیا وآخرت مین عزیز تر ہوا سے پیدا نہین فرمائی
واللہ اہل دین کہتے ہین کہ انسان جب ہوائے نفس سے نکلے تب بالغ ہو ورنہ نابالغ ہی جسطرح عرف عام مین جو قوت
جوان کہلاتا ہی جب لہو ولعب سے کنارہ کرے سے خلق اطفال اند جز مست خدا * نیست بالغ جز رہیدہ
از ہوا * اور اپنے مقام مین ثابت ہی کہ جمیع انبیا علیہم السلام اپنی قوم کو اور اولیاء اللہ اپنے مریدون کو
اس نفس کے جہاد کا حکم دیا کیے ہین اور مکارہ اگرچہ خراب ہی لیکن قوت وطاقت مین امارہ سے نہایت
کم ہی اسکو سالک راہ حقیقت سے طاقت مقاومت نہین ہی لیکن دائما تاک لگائے رہتا ہی اگر فرصت
پاؤن تو سیاہ صاحب کو ہاتھ لگاؤن مثلا کوئی مرید مجاہدہ مین مشغول ہی اور ہمیشہ ذکر وفکر مین لگا ہی دفعۃً حج یا
جہاد پیش آیا اسوقت مین نفس مکارہ جو گھات لگائے بیٹھا تھا روبرو آکر بولا کہ سفر جہاد وحج بمراتب مجاہدہ
وریاضت وجمعیت خاطر سے افضل وعالی تر ہے پس اسی کو کرنا واجب ہی اور ذکر وفکر اور ریاضت
اور مجاہدہ کو چھوڑنا فرض ولازم ہی اسمین یہ مکر نکالا کہ مرید مبتدی ہی لاؤ مقام جمعیت سے گراؤن اور پریشان
وسرگردان پراگندہ دل کردون کہ حضور حق سے محروم رہے اس حال مین اگر مرشد غالب ہی
تو مرید کو نفس مکارہ سے خلاص کر دیتا ہی نہین تو گر جاتا ہی اسی واسطے بزرگون نے فرمایا ہی کہ مرید جبتک
صاحب تمکین نہو نفس مکارہ سے امین نہین ہی اور نفس مکارہ کا یہ دستور ہی کہ اہل حقیقت کے گرد
پھرتا رہتا ہی اور ریاضت ومجاہدہ مین دیکھکر کہتا ہی کہ اوقات عزیز اپنی کیون ضایع کرتے ہو اور بیفائدہ
تکلیف اٹھاتے ہو شریعت کے موافق آرام کرو پس اس حال مین اگر صاحب نفس مرد محقق نہین ہی
تو صاف مقام حقیقت سے ظاہر شریعت مین پڑ جاتا ہی اور عزیمت سے رخصت مین آجاتا ہی
اور جب رخصت مین آیا تو آرام نفس پائی گئی اور جب آرام نفس پائی گئی تو نفس قوی ہوا
اور نفس امارہ کہ دبا ہوا پڑا تھا نکل کھڑا ہوا حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ مین چالیس برس
سے منازعت نفس مین تھا کہ وہ روٹی ودہی مانگتا تھا مین نہین دیتا تھا ایک دن مجھکو رحم آیا
تو ایک درم وجہ حلال کا لیکر بازار بغداد مین گیا راہ مین ایک مقام ویرانہ پڑا وہان ایک
بزرگ سیلے کر ریگ گرم پر پڑے تھے اور شہد کی مکھیان انکا گوشت کھا رہی تھین مجھکو بہت
رحم آیا تو مین نے کہا کہ یہ مرد مسکین ہی اسنے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ای فرزند تو نے
کون بات مسکینون کی مجھ مین پائی نہ تاج اسلام سر پر رکھتا ہون نہ گوہر معرفت دامن مین

تو البتہ سکین ہو کہ چالیس برس ہوئے اپنے نفس سے منازعت کرتا ہو اور نفس نہین مانتا آخر مجھکو رحم آیا کہ اُسکی رفع خواہش مین بغداد چلا ہو ابراہیم فرماتے ہین کہ مین نے اُسی وقت توبہ کی اور عزم بالجزم اپنا فسخ کرکے لوٹا حقیقت حال یہ ہو کہ نفس سحّارہ کبھون گناہ کا حکم نہین کرتا ہو بلکہ ہمیشہ طاعت وعبادت کی طرف ہدایت کرتا ہو اور جب اُسکی رہنمائی کارگر ہوتی ہو تو اُسے عبادت وطاعت کو نظر سالک مین بخوبی آراستہ کرکے دکھاتا ہو یہان تک کہ صفت خود پسندی وتعلی پیدا ہو جاتی ہو کہ عُجب وپندار مین پڑجاتا ہو الغرض جب تک سالک طریقت نفس سحّارہ سے خلاصی نہین پاتا نفس مطمئنہ سے محروم ہو اور جب اُس سے رہا ہوا اور اُسکے مکائد کو خیال مین نہ لایا اور پورا اُسنو گیا اور دل سے رغبت نیکی پر رہی اور بیہودہ وبدکام سے بھاگنے اور ایذا پلنے لگا اُسی جگہ سے نفس مطمئنہ نے ظہور پکڑا اور یہ نفس مطمئنہ انبیاء واولیاء کا ہوتا ہو زاہدون اور عابدون کے پاس بھی نہین آتا القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی برات بادشاہ وغیرہ پر ظاہر ہوئی تو بادشاہ نے کہا ائتونی استخلصہ لنفسی یعنی لے آؤ اُسکو میرے پاس مین خاص کر رکھون اُسکو اپنے کام مین اور اپنا مشیر وموتمن اور صاحب راز بناؤن اور تمام امور سلطنت کے اُسکو تفویض کرون چنانچہ ایک شخص مقرب درگاہ شاہی زندان مین گیا اور اُسنے پیغام سلطان حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ پیچھے سے بادشاہ ریان نے ہشتر حاجب اور ہشتر گھوڑے واسطے جلو کے اور اسپ خاصہ اپنا واسطے سواری کے روانہ کیا اور شہر سے تا در زندان تمام لشکر نے صفین باندھین اور ملک ریان ایک میدان مین جو بارگاہ شاہی کے سامنے تھا حسب دستور سلاطین تخت سلطنت پر آکر بیٹھا اور غلام پری پیکر اور خدام لطیف منظر دست بستہ کھڑے ہوئے غرض استقبال کی یہ دھوم دھام ہوئی اُسطرف حضرت یوسف علیہ السلام نے باطاعت فرمان ملک بقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم آمادہ روانگی ہوگئے اور زندانیون کو رخصت فرمایا اور دعاے خیر اُنکے حق مین کی کہ یا الٰہی نیکون اور نیک مردون کے قلوب انپر مہربان کر اور ایام محنت کو تاہ فرما اور کسی چیز کو انپر پوشیدہ نہ رکھ اور گناہون سے انکو پاک کر اور صبر عطا فرما بعد اُسکے زندان سے نکلکر کھڑے ہوئے اور فرمایا ہذا منزل البلویٰ وجہنم الدنیا وقبر الاحیاء وبیت الاحزان پھر غسل فرماکر پوشاک بدلی اور اسپ خاصہ پر سوار ہوکر باتجمل تمام وشوکت مشفوعہ حضرت ملک علام تشریف لیچلے جب متصل دربار شاہی کے پہونچے

یہ دعا پڑھی اللّٰھم انی اسألک بخیرک من خیرہ واعوذ بغیرتک وقدرتک من شرہ وشر غیرہ اور
جسوقت بادشاہ اور ارکان دولت نے دیکھا کہنے لگے کہ یہ شخص حور ہے یا فرشتہ پھر بادشاہ سے ملاقات
ہوئی حضرت نے عربی مین سلام کیا اُسنے پوچھا کہ یہ کون زبان ہے فرمایا یہ زبان ہمارے چچا اسمعیل علیہ السلام کی ہے
بعد اسکے زبان عبرانی مین دعا فرمائی تو بادشاہ نے پوچھا یہ کون زبان ہے فرمایا یہ زبان ہمارے باپ دادون یعنی یعقوب
واسحاق وابراہیم عم کی ہے بعد اسکے بادشاہ نے اپنے پہلو مین بٹھلا لیا اور باتین کرنے لگا روایت ہے کہ بادشاہ زبان
بڑا فصیح وبلیغ تھا اور ایسا زبان دان تھا کہ ستر زبانون مین باتین کرتا تھا سو اُسنے حضرت یوسف عم سے سب
زبانون مین کلام کیا اور حضرت یوسف نے ہر زبان مین جواب دیا چونکہ بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام
کی زباندانی اور لیاقت بہت پسند آئی تو اُسنے کہا انک الیوم لدینا مکین امین یعنے کہا ای یوسف سچ تو نے
آج ہمارے پاس جگہ پائے معتبر ہو کر اور اسی وقت سے بادشاہ نے عزیز کا علاقہ چھڑوا دیا اپنی صحبت
مین رکھا پھر بادشاہ نے اپنا خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو مین خواب
بیان کرون اور تعبیر کہون بادشاہ نے کہا اچھا بیان کیجیے سو حضرت نے فرمایا کہ تمنے صبح کو یہ خواب دیکھا
کہ مین رود نیل کے کنارے کھڑا ہون اور سات گائین سفید رنگ موٹی ایسی دودھاری کہ انکی چھاتیون
سے دودھ ٹپکتا ہے کھڑے ہین اُسی وقت رود نیل خشک ہو گیا اور سات گائین دُبلی جنگل سے اُنکلے
بہت بڑے اور ہاتھ کتون کے سے اور دانت بچھو کے مانند نکلین اور ان ساتون کو پھاڑ ڈالا اور یہ بھی دیکھا
کہ سات خوشے سبز اور سات خشک ایک ہی درخت سے نکلے دفعۃً ہوا ایسی چلی کہ سوکھے خوشون
نے جنبش کھائی اونسے ایک آگ نکلی اُسنے سبز خوشون کو جلا دیا یہ خواب دیکھکر آپ کو خوف معلوم ہوا
بادشاہ نے کہا درست ہے لیکن مین یہ پوچھتا ہون کہ تعبیر سکی ہوگی مگر خواب میرا تمسے کسنے کہ دیا حضرت
نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خواب تمہارا کہ دیا ہے بادشاہ نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام
کون ہین فرمایا اللہ کا فرشتہ ہے بعد اسکے حضرت نے تعبیر خواب زبان مبارک سے ارشاد فرمائی
بادشاہ نے کہا کہ جو حضرت نے بیان فرمایا اسمین فرق نہین ہے پر مین حیرت مین ہون کہ تدبیر اسکی
کیا کرون آپ ہی کوئی تدبیر نکالین فرمایا تدبیر یہ ہے کہ اپنے تحصیلدارون کو حکم دو کہ جملہ اراذل واشراف
واوساط سے کھیتی کرا دین اور جو کاشتکار ہین انپر تاکید کرین اور سات برس مین جو کچھ غلہ ہوا اسکو
کاٹ کر بالیون مین رہنے دین تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے اور وقت سہو و برغلہ آدمیون
کی غذا ہو اور بھوسہ مویشیون کی اور اگر اسطرح نہ کیا جائیگا بالکل ملک کی بدانتظامی ہوگی بادشاہ
متامل ومتفکر ہوا کہ مجھسے کسطرح حالت قحط مین بندوبست ہو سکیگا اور مین تفقد احوال فقرا

ومساکین اس حال مین کسطرح کرونگا اور مجکو کیا معلوم ہوگا کہ نصیب کسکا کتنا ہی اور ما یحتاج ہر محتاج کا کسقدر ہی جب حضرت یوسف نے بادشاہ کو پریشان خاطر دیکھا تو واسطے تسلی دل کے فرمایا اجعلنی علےٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم یعنے مجھکو مقرر کر ملک مصر کے خزانہ پر مین خوب نگہبان ہون خبردار بعضے کہتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ خزاین طعام پر اور ان مواضع پر جہان غلات وعقار جمع ہون والی کردے اور میرے سپرد کر کہ مین حفیظ ہون یعنی غیر مستحقون کو نہ دونگا اور مستحقون کو زیادہ قدر حاجت سے نہ عطا کرونگا کیونکہ مین علیم ہون حاجتمند ومستحق کو خوب پہچانتا ہون اگر کوئی شبہ کرے کہ طلب امارت بادشاہ کا فرسے شان صدیقیت کے خلاف ہی تو رفع اس شبہہ کا یون ہوسکتا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر برحق تھے اور رعایت مصالح امہ بقدر امکان پیغمبرون پر واجب ہی سو اگر طلب امارت اس نظر سے فرمائی تو مضائقہ نہین وراے اسکے حضرت یوسف کو از روے وحی معلوم ہوچکا تھا کہ امر خلافت مصر سپرد تفویض ہوگا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زندان مین بشارت دیگئے تھے اور قحط کا حال بھی کہہ گئے تھے اس سبب سے گویا حضرت یوسف نے طلب امر شروع فرمایا کہ اس سے مستحقون کو نفع پہونچا اور عدل واحسان ظاہر ہوا پس مقصود طلب امارت سے رعونت نفس اور حب ریاست نہ تھا کہ مرضی حق کے خلاف پڑے اور شان صدیقیت سے بعید ہو عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ دو پیغمبرون نے دو سبب سے دنیا کی خواہش کی ہی اول حضرت یوسف علیہ السلام نے کہ انھون نے یہ جانا کہ حالت قحط مین مصر کا بادشاہ خلق خدا پر شفقت قرار واقعی نہ کرسکیگا اور بندوبست نہوسکیگا اسی واسطے سلطنت مصر کی درخواست کی کہ اللہ نے بادشاہ کے دل مین یہ ڈالا کہ سواے انکے اور کسی سے انتظام اسوقت کا نہوگا دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب خبر پائی کہ فرعون ملک مصر کی بادشاہت پر ایسا مغرور ہوا کہ دعوی الوہیت کرکے اور انا ربکم الاعلےٰ کہنے لگا تب حضرت سلیمان نے کہا کہ اگر تمام عالم کی بادشاہت بھی ہوتی تو بھی دعوی خدائی زیب نہین دیتا تھا سو دعا کی رب ہب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے مجھکو ایسا ملک عنایت کر کہ بعد میرے کسی کو نہ ملے تو مین خلق کو دکھلاؤن کہ سواے تیرے کوئی سزاوار الوہیت نہین ہی اور جسکو تو نے سارا ملک اپنا دے دیا ہی وہ بھی تیرا بندہ ہی پھر فرعون کسطرح دعوی باطل کرتا تھا فائدہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس معاملہ مین انشاء اللہ کہا یہ بات خلاف شان پیغمبری تھی چاہیے تھا کہ انی حفیظ علیم انشاء اللہ فرماتے تو رفع اسکا یون ہوتا ہی کہ امام واحدی کہتے ہین کہ اسی سبب سے ایک برس تک حضرت

یوسف علیہ السلام اپنے مطلب کو نہین پہونچے اور امام رازی فرماتے ہین کہ حضرت نے اسلیے
انشاء اللہ نہین کہا کہ اگر مین انشاء اللہ کہون تو بادشاہ جانیگا کہ اسکو حفظ اس عمل کی طاقت
نہین ہے کہ تعلیق بلفظ انشاء اللہ کرتا ہے لہذا ظاہر مین ترک کیا اور دل مین کہہ لیا تھا اگر کوئی کہے
کہ حضرت نے اپنی تعریف فرمائی حالانکہ ایسا نہ چاہیے تھا تو جواب یہ ہے کہ مدح اپنی اسوقت مذموم ہے
جب مقصود اسسے تفاخر ہوا اور یہان مقصود اطلاع حال تھا نہ تفاخر اخفاف مین ہے کہ راستگو کو
راستی کی راہ سے اپنی مدح کرنی منع نہین خصوصا جب کوئی مصلحت داعی ہو اور اس مصلحت کی
مدح حدیث مین بھی وارد ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر کیونکہ مراد اس سے تعلیم
امت اور کیفیت اظہار منزلت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سال بھر حضرت
یوسف بادشاہ کے پاس باعزاز واکرام رہے اور اقامت رسوم بادشاہی اور احیاء مراتب
فرمانروائی مین اعانت شاہ فرمایا کیے جب برس روز گذر گیا تو بادشاہ نے شہر مصر و بارگاہ سلطانی
کو آراستہ کیا اور تخت زرین جسکا طول تیس گز کا تھا مکلل بجواہر حضرت یوسف علیہ السلام کو خلعت
خلعت شاہی پہنا کے بٹھلایا اور منادی کرادی کہ یوسف علیہ السلام عزیز مصر ہوئے انکی اطاعت کرو
اور عزیز مصر کو معزول سمجھو اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے برعایت حق پرورش
عزیز کی حیات تک اسکے کام مین دخل نہین کیا بعد وفات اسکے بند و بست شروع کیا اور ابن اسحق
نے ابن زید سے روایت کی ہے کہ مصر مین خزانہ بہت تھا ان سب پر حضرت کو اختیار دیا روایت ہے
کہ جب امور سلطنت مصر حضرت کے تفویض ہوئی تو اول آپ نے حکم دیا کہ حوالی مصر و موصل مین
ایک میدان معتدل الہوا جسکی زمین تری و نمناکی سے سلامت ہو تجویز کیا جائے جب وہ میدان قرار دیا گیا
تو ایک عمارت وسیع الفضاء اسمین بنوائی اور چوبیس ۲۴ ہزار حویلیان قرار دین بعد اسکے کھیتی کرنیکا
فرمان جملہ اراذل و اشراف و اوساط کو صادر فرمایا کہ جس جگہ زمین خالی تھی جوتی گئی اور جس جگہ
پانی نہ تھا وہان کے واسطے حضرت نے دعا مانگی وہان پانی برسا اور جہان ندی و کنوین تھے
وہان انکے پانی سے کام لیا گیا اور تحصیلدار ذوی اعتبار اور امناے پختہ کار واسطے جمع کرنے
حبوب و غلات کے معین کیے گئے کہ غلہ کاٹ کر بالیون مین رکھوائین چنانچہ سات برس
برابر یہ حکم جاری رہا اسطرف اللہ صاحب ایما فرماتے ہین وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوء
منہا حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین ولاجر الآخرۃ خیر للذین آمنوا وکانوا
یتقون یعنی یون قدرت دی ہمنے یوسف کو اس زمین مصر مین جگہ پکڑے اسمین جہان چاہے

ہم پہونچاتے ہین اپنی مہر جسکو چاہین اور ضائع نہین کرتے نیک بھلائی والون کا اور اجر آخرت کا بہتر ہی انکو جو یقین لائے اور رہے پرہیزگاری مین یہ جواب ہی کافرون کے سوال کا جو حضرت صلعم سے کیا تھا کہ بنی اسرائیل مصر مین کیونکر آئے حضرت ابن عباس اور وہب ابن منبہ محسنین سے اس جگہ صابرین مراد لیتے ہین **فائدہ** اس مقام سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ عالمون کو بادشاہ کے پاس بنابر نفع خلق اللہ جانا درست ہی و بنابر حرص آمد و طلب دنیا ناجائز **دوسرا** درویشون کو سلاطین سے طلب حاجت کرنا درست ہی **تیسرا** مومنون کو کفار سے بضرورت استدعا جائز ہی **چوتھا** کافرون کی ولایت مین رہنا اسلیے کہ احکام ایمان سے خبردار ہون درست ہی **پانچواں** مومنون کو تعریف کافرون کی کرنا ناجائز ہی گو کافر اسکی تعریف کرے چنانکہ ریان نے حضرت یوسف سے کہا الدنیا مکین امین مگر حضرت نے تعریف نہ کی بلکہ فرمایا انی حفیظ علیم **چھٹا** نصیحت کرنا اولوالامر کو عالمون کے لیے درست ہی جسطرح حضرت نے فرمایا تجھسے ایام قحط مین انصاف نہو سکیگا یہ کام مجھے سپرد کر بادشاہ نے قبول کیا کہ بند و بست ہو گیا اور ملک اُسکا باقی رہا اِسی مقام سے کہتے ہین کہ ملک کافر عادل کے پاس رہتا ہی اور مسلمان ظالم سے جاتا رہتا ہی **ساتوان** اس قسم کی نوکری کافرون کی جائز ہی واضح ہو کہ نوکری کافرون کی یہود ہون یا نصاریٰ یا اور کئی قسم ہی مباح و مستحب و حرام و گناہ کبیرہ قریب سرحد کفر پس اگر کوئی کافر مسلمان کو بنابر اقامت رسوم صالحہ و سرانجام امور محمودہ مانند دفع رہزنان و ڈاکوان و دزدان و بنا پل و جادہ و مہمان سرائے و مدارس وغیرہ نوکر رکھے تو بلاشک مسلمان کو درست ہی بلکہ مستحب اِسی طرح اگر مسلمان کو مفتی مقرر کرے بشرطیکہ فتویٰ مطابق شرع شریف کے لکھا دے تو جائز بلکہ مستحب ہی بدلیل قصۂ والدہ موسیٰ و قصۂ یوسف علیہما السلام اور اگر کسی اور کام پر مقرر کرے کہ اسمین اختلاط و ارتباط لازم آتا ہو اور مشاہدہ رسوم و اوضاع منکرہ کا کرنا پڑتا ہو یا اعانت ظلم پر متحقق ہوتی ہو جسطرح منشی گری اور خدمتگاری و سپاہی گری یا تعظیم مفرط کفار اور تذلیل اپنی نشست و برخاست مین ضرور پڑتی ہو تو حرام و گناہ ہی مگر صغیرہ ہی اور اگر بنابر قتل کسی مسلمان کے اور برہم کرنے ریاست مسلمان کے یا ترویج کفر و تلاش مطاعن دین اسلام کے نوکر رکھے تو یہ نوکری کبیرہ ہی کذا حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ مین کہتا ہون کہ نوکری منصفی و صدر امینی بھی ناجائز کیونکہ مقدمات مین خلاف شریعت حکم دینا پڑتا ہی اور سود دلانا ضرور ہوتا ہی و ذلک حرام کما قال اللہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون **فائدہ** حضرت یوسف نے بارہ برس قید مین صبر کیا بارہ نعمتین پائین **ایک** علم کامل ملاکہ

در احوال زلیخا

تاویل رویا پر قادر ہوے دوسرے ملک پر حاکم ہوے کہ عدل و انصاف سے نیکنام ہوے
تیسرے پیغمبر ہوے چوتھے تمام خلق کی محبوب بنے پانچوین مفارقت والد کا رنج تھا سو انکو کنعان
سے بجبر خوبی طلب کیا چھٹے زلیخا کے مکر کے محفوظ رہے ساتوین طہارت دیا کی خود اقرار زلیخا سے
ثابت ہوئی آٹھوین انہنے یہ توفیق عطا فرمائی اور علم کامل دیا کہ اپنے گنہگارون سے عفو کیا نوین
عمر کامل عطا فرمائی کہ اپنی مراد کو پہونچے دسوین اولاد صالح او نیکبخت عنایت کی تاکہ انقطاع نسل نہو
گیارھوین کریم ایسے ہوے کہ آسکی دھوم مچی بارھوین زلیخا جسکے باعث سے بہت فساد برپا ہوے
وہ نکاح مین آئین اخبار معتبرہ مین ہے کہ جب یوسف علیہ السلام امیر و سردار مصر ہوے اور ایام
محنت انکی بعیش راحت سے متبدل ہوئی تو وہ سب رنج و کلفت و محنت و مشقت جو مدت دراز سے
قرین یوسف علیہ السلام تھی زلیخا سے متوجہ ہوے کہ آسکا شوہر مرگیا اور خود ناتوان و ضعیفہ ہوگئی اور
ثروت و غنا نعمت و بلا سے بدل ہوئی اور مال او منال نے صورت انتقال پیدا کی اور عشیرہ
قبیلہ جو مین تھے بعضے دشمنون کے پنجہ ظلم مین در آئے اور بعضے نیست و نابود ہوگئے آرام سے ناکام تنہا
بیچارہ دل غم سے پارہ خلق سے بیگانہ ذلت و خواری سے یگانہ جو بلبل پریشان و گردہ بوستان گم کردہ آشیان
ستم رسیدہ یاران گلستان ایک طرف خانہ خراب پڑی رہتی نہ کسی کے پاس جاتی اور نہ کسی کو بلاتی
مگر یوسف یوسف پکارتی اور روتی یہان تک کہ اندھی ہوگئی یہی خیال ہردم اور یہی غم ہمدم کہ
اے یوسف لیکن باین ہمہ بت پرستی سے تائب نہ تھی اسی حال مین ایک مدت دراز گذری آخر کار
گھر کو اجاڑ بیرون شہر مست و سرشار ایک مقام مین جا پڑی اور نام اسکا بیت الحزن رکھا اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دستور باندھا کہ آخر ماہ سوار ہوکر پرگنات مصر مین جاتے اور فیصلہ
خصومات فرماتے اور جب سواری حضرت کی نکلتی تو زلیخا دھوم دھام سواری کا سنکر بیت الحزن سے
نکل عین شارع عام پر بیٹھتی اور شور مچاتی اور یوسف یوسف پکارتی پیچ ہر نقارہ کے شور مین طوطی
کی آواز کون سنتا ہے اور جو کوئی کبھی سن لیتا تو آنجناب کو بسبب رعب کے یا فضول جانکر اطلاع
نکرتا اور سواری نکل جاتی زلیخا بیحال خود چلایا کرتی ایک مرتبہ نہایت بیتاب ہوکر بزبان حال
گویا ہوئی مثنوی اے فتنہ گر جہان کجائی * وی آفت ناگہان کجائی * جان بازی عاشقانہ بنگر
ای چشم و چراغ جان کجائی * پہلوے دل فگار بنشین * ای ناوک سینہ کمان کجائی * اور بہت
غمدیدہ ہوکر اپنے بت سے بولی کہ ای معبود باطل تجہ سے مجھے کچھ فائدہ نہوا بلکہ سراسر نقصان
پہونچا کہ شوہر میرا عزیز مصر مرگیا اور بسر از خرید قائم مقام ہوا اور لشکر غم مجھپر ٹوٹ پڑا اسکو بیمار

کرتی ہون وہ بھی ہاتھ نہ آیا نزدیک دور ہوا اور دور نزدیک ہوا مین نے جانا کہ یہ سب آفات تیرے باعث سے نازل ہوئی ہین اب اے نابکار تجھسے بیزار ہون لعنت خدا کی تجھپر ہو اور اُسی وقت چور چور کر کے پھینکا اور بولی اب تو یوسف کے خدا کا ایمان لائی ہون وہ میری فریادرسی کریگا اور جانب آسمان ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی کہ اے اللہ کریم کارساز اگر گنہگار کو بخشتا ہے تو مین توبہ کرتی ہون مجھپر کرم کر اور جو عذر قبول کرتا ہے تو مین عذر خواہ ہون منظور کر اور اگر غمزدون کو نجات دیتا ہے تو مین زیادہ غمزدہ ہون میرا غم دور کر اور جو چارہ ساز بیچارگان ہے تو مین تمام عالم کے لوگون سے بیچارہ ہون کہ تو خود جانتا ہے کہ مین کس ناز ونعمت مین تھی اور اب کس بلا ومشقت مین ہون مجھسے زیادہ کوئی بیچارہ نہین ہے یاالٰہی تو جانتا ہے کہ یوسف کے ملنے کے واسطے مین نے کیسی کیسی کوشش کی اور مطلب حاصل نہوا اور اب مین اگرچہ بوڑھی ہون مگر عشق ومحبت یوسف مین جوان تر ہون یاالٰہی تو مجھ ناتوان دل شکستہ بے حیا عاشق بے ریا پر رحم فرما اور یوسف کو میرے پاس پہونچا کہ پندرہ برس سے مین نے اُسکی صورت نہین دیکھی ہے یاالٰہی اس درخواست مین تو رشک نکرنا کہ اُسکا وصل عین تیراہی وصال ہے اور اُسکا نور عین تیراہی نور ہے مجیب الدعوات نے صدق اخلاص ونیازمندی زلیخا پر نظر فرما کے دعاے بااخلاص اُسکی قبول فرمائی اور یوسف علیہ السّلام کے دل مین ڈالا کہ زلیخا کا حال معلوم نہین ہے کہ کس حال مین ہے کسطرح اُسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر اُسکو معاش کی تنگی لاحق ہو تو تدارک کرنا لازم ہے کیونکہ اُسنے میری بہت خدمت کی تھی تو اُس سے زیادہ کوئی حقدار نہین ہے جسدن یہ خیال حضرت یوسف کو آیا اُسدن زلیخا نے یہ کام کیا کہ اپنے بیت الحزن سے نکلکر کملی پرانی اوڑھے لاٹھی پکڑے کمر جھکائے ایک رسّی سے کمر باندھے خراب حال اُس مقام پر کھڑی ہوئی تھی جہان سے سواری حضرت یوسف علیہ السّلام کی نکلتی تھی اور دل مین یہ خیال تھا کہ اگر ملاقات حضرت یوسف سے نصیب مین نہین ہے تو لشکر کا غبار ہی میرے جسم زار پر پڑیگا وہ بھی ایک صورت تسکین ہے اور گویا کہتی تھی ؎ اگر آن طائر قدسی ز درم باز آید ❊ عمر بگذشتہ بہ پیرانہ سرم باز آید ❊ آنکہ تاج سر من خاک کف پایش بود ❊ از خدا میطلبم تا بسرم باز آید ❊ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السّلام کی سواری نکلی تو ظاہر مین حضرت یوسف علیہ السلام کو بہانہ سیر وشکار تھا اور دل مین تفقد احوال زلیخا کیونکہ برخلاف عادت جس کوچے سے نکلتے تھے درویشون اور دردمندون کا حال پوچھتے تھے حتے کہ نوبت بزلیخا رسید اور زلیخا بزبان حال کہرہی تھی ؎ از بسکہ دل ز داغ محبت کباب شد ❊ تا لب ز سینہ سوختہ آمد صداے من ❊ برخاستم ز جنبش پاییت ز خواب مرگ ❊ برتربتم خوش آمدہ دلربای من ❊

اور زبان شوق یون نغمہ زن تھی ؎ برکش زچہرہ پردہ شرم آفتاب من * رحمی بحال شبنم یادر رکاب من * تاکے تغافلی تو کہ در روز من سیاہ * چشمے فگن بصورت حال خراب من * اور دل حزین سے یہ صدا اوٹھتی تھی ؎ نالہ حسرت کشم تا چند در کنج قفس * سنگدل صیاد رحمے بر گرفتاری بکن * ناوکے بشکن بہ بیداد و جگر بشکن سنان * اے جوان ترکانہ کارے بر دل افگاری بکن * اور پکارتی تھی کہ یا الٰہی یوسف مجھکو نظر نہین آتا مگر اُسکے گھوڑے کا سم میرے دل پر پڑتا ہے یا الٰہی اُسکو جلدی میرے قریب کردے دفعتہً کوئی بولا کہ یوسف سامنے آئے اور بہت متصل ہین تو بزبان حال کہنے لگی ؎ بشہر و بادیہ مارا قرار گاہ نیست * گذشتہ ایم غریبانہ از وطن سبب تو * نہ پرتو تیغ ماہی نہ شعلہ شمعی * نشستہ ایم درین تیرہ انجمن سبب تو * رسیدہ تر کنارم تو گا عذار مرا * شدہ است موے بدن خار پیرہن سبب تو * برنگ خار بپاسے نگہ خار برگ گل * اگر نظارہ کنم جانب چمن سبب تو * کجا تجوے نشان تو گم شدم از خویش * بیا بیا کہ مین گر گذشتم ز خویشتن سبب تو * بعد اسکے ارادہ کیا کہ عنان مرکب پکڑلے دورباشون نے روک لیا تو زلیخا نے شور کرکے کہا پاک ہے خدا جسنے برکت طاعت سے غلامونکو عزیز کیا اور بادشاہون کو شامت معصیت سے ذلیل آواز حضرت یوسف کے کان مین پہونچی تو حضرت نے کہا یہ آواز کس عورت ضعیفہ کی ہے خاصون ہمراہ نے گزارش کیا کہ زلیخا پکارتی ہے اور ملازمت کی امیدوار ہے حضرت تو اسی کے خیال مین تھے ارشاد کیا کہ زلیخا کو جلد لاؤ اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا گھوڑے سے اُترکر زلیخا کا حال پوچھو الغرض حضرت گھوڑے سے اُتر پڑے اور زلیخا حاضر ہوئی تو حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے زلیخا نے کہا ؎ یاد روزے کہ بر رخ تو نظرے کردم * شب غم را بوصال تو سحر می کردم * یاد باد آنکہ نہایت نظرے با ما بود * رقم مہر تو بر چہرہ ما پیدا بود * یاد باد آنکہ چو چشمت بعتابم مے گشت * معجز عیسویت در لب شکرخا بود * یاد باد آنکہ چو یاقوت لبت خندہ زدی * درمیان من و لعل تو حکایتہا بود * یاد باد آنکہ صبوحی زدہ در مجلس انس * جز من و یار نبودیم خدا با ما بود * افسوس صد افسوس اب مین ایسی ہوئی کہ تم مجھکو نہین پہچانتے اے میرے محبوب پیارے یوسف مین زلیخا ہون کہ جان و دل سے تجھپر فدا تھی اور وہ ہون کہ جسکو تیرے عشق نے فضیحت و رسوا کیا اب اس حال کو پہونچی ہون مگر ؎ در دل و دیدہ خیال رخ دلدار ہمان * دل ہمان دیدہ ہمان لذت دیدار ہمان * آئینہ سرخ شد از گریہ گلگون لیکن * ہیچگہ خون دل از دیدہ کہ خونبار ہمان * داغ سوداے تو دارد دل شوریدہ ہنوز * پاے سرگشتہ ہمان دشت ہمان خار ہمان * روایت ہے کہ حضرت یوسف نے زلیخا کو کمال حسن و جمال و شوکت و رعنائی مین دیکھا تھا اب پریشان بد حال دیکھا تو آب دیدہ ہو کر متاسف ہوئے اور حیرت

مین ہو سکہ یہی زلیخا ہی جو میری عاشق زار تھی سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا یا رب تعز من تشاء و تذل من تشاء پھر پوچھا کہ اے زلیخا تیری آنکھین کہان گئین زلیخا نے کہا کہ آپکے فراق مین روتے روتے جاتی رہین اور ناز و انداز محبوبانہ سب تمھاری محبت مین صدقے کیا اور مال و دولت میرا سب تمھارے عشق مین فدا ہوا اب محبت کے سوا اور کچھ میرے پاس نہین ہی اور بزبان حال گویا ہوئی سے ہرچند پیر و خستہ دل و ناتوان شدم ✦ ہرگہ خیال روے تو کردم جوان شدم ✦ شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا بر منتہاے مطلب خود کامران شدم ✦ غرضکہ گفت و شنید دوستانہ اور قیل و قال محبانہ کی تطویل ہوئی فوج کی لوگ سخت متحیر ہوے کہ یہ عورت ضعیفہ مفلسہ کون ہی جو عزیز مصر سے ایسے کلام گستاخانہ کہہ رہی ہی اور عزیز اُسے بحسن خلق اور لطف مقال جواب دہ ہین اس خطرے پر حضرت یوسف علیہ السلام نے مشرف ہو کر فرمایا کہ اے ناواقفین اسرار تم مجکو اس مقام مین معذور رکھو اور اس واقعہ کو عجیب نسمجھو یہ ضعیفہ مفلسہ میری عاشق ہی اور اسنے یہ کیفیت میرے عشق مین بہم پہونچائی ہی سے دردِ دل خستہ دردمندان دانند نے خوش منشان و خیرہ خندان دانند ✦ اسرار قلندری چہ داند زاہد ✦ سری است درین شیوہ کہ رندان دانند ✦ جب یہ کلام لشکر کے لوگون نے سنا تب خیال خام سے متنفر ہوئے بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اے زلیخا تیرا مطلب کیا ہی زلیخا نے کہا میری یہ آرزو ہی کہ آنکھون مین روشنی ہو جاتی تو جمال مبارک پیش از موت دیکھ لیتی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے اُسوقت زلیخا کو بینائی عطا کی تو زلیخا نے دیکھکر کہا الحمد للہ علیٰ ذالک ایک دن وہ تھا کہ مین نے تجھکو بندہ دیکھا تھا آج پادشاہ مصر دیکھتی ہون شکر ہی اُسکو جسنے محبوب میرے کو بادشاہ کیا پھر بزبان حال بولی سے خزان گذشت و بہاران رسید اے بلبل ✦ نواے تازہ بکش در گلو فغان بشکن ✦ اور بزبان عشق لگی کہنے سے عشق تو فسانہ کرد مارا ✦ رسواے زمانہ کرد مارا ✦ در کوے تو دیدم انچہ دیدم ✦ چیدم ز غمت گلے کہ چیدم ✦ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چوبداروں سے ارشاد کیا کہ اس عورت کو ہمارے مکان پر لیتے آؤ اور خود بدولت و اقبال جانب محل متوجہ ہوئے پیچھے سے زلیخا بھی پہونچی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا اب تیری حاجت کیا ہی زلیخا نے شرما کے کہا اب کیا کہون وقت گذر گیا اور روتے روتے بیتاب ہو گئی بعض مفسرین کی یہ تحقیق ہی کہ زلیخا نے کہا میری یہ حاجت ہی کہ جوان ہو جاؤن سو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ زلیخا اٹھارہ برس کی نظر آنے لگے اور حجۃ الاسلام نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے کہا تیری حاجت کیا ہی اُسنے کہا مین تمھارے ساتھ نکاح چاہتی ہون

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ضعیفہ مفلسہ کافرہ ہے مین تیرے ساتھ کسطرح نکاح کرون اسی وقت
غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف ارشاد حق یہ ہے کہ زلیخا اگر بوڑھی ہے جوان ہو جب مانگی اور جو محتاج ہے
مالدار کرونگا اور جو کافرہ ہے ایمان دونگا اے یوسف تو دوست نہین بناتا اسکو جو تجھکو بواسطہ دوست
رکھتی ہے اور تو نہین چاہتا اسکو جو تجھکو بے سبب چاہتی ہے یہ آواز سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے
سکوت کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زلیخا پر رکھا سب عیب جاتے رہے اور اللہ
نے ایسا حسن و جمال دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی عاشق ہو گئے مگر جوان ہو جانے کی روایت
صحت کو نہین پہونچی اور اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے درخواست زلیخا
سنی تو متردد ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے زلیخا کی عاجزی و شکستگی سے قصور
اسکا معاف فرمایا اول حیلہ و فریب چاہتی تھی کہ تجھکو دام محبت مین پھانسے مین نے محفوظ رکھا اب چاہیے دل شکستہ ہو کر عاجز ہوئی
اور ایمان بھی لائی اور بکمال عاجزی سے تجھکو مانگا کی تو مین نے اسکی استدعا منظور فرمائی تو بھی حاجت
اسکی روا کر اور نکاح کرلے چنانچہ حضرت نے بحکم خدا مجلس آراستہ فرمائی اور اکابر و اشراف مصر کو جمع کرکے
ملک ریان کے روبرو نکاح کیا اسوقت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھکر کہا سبحان اللہ مین
ہون کہ ایسی مفارقت مین مبتلا تھی اب اسطرح کی مواصلت حاصل ہوئی الحمد للہ مرادی مین مراد ملی ع
ستم کردیدہ بدیدار دوست کردم باز ٭ چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز ٭ اور حضرت یوسف علیہ السلام
کی نظر مین اسوقت زلیخا حور جنت نظر آئی اور داعی شہوت نے تقاضائے طبعی پر غلبہ کیا اور داعیہ میل مباشرت
نے قصد مباشرت فرمایا کہ حضرت علیہ السلام بنا بر عادت حجرہ خلوت خانہ مین تشریف لیگئے اور زلیخا کو طلب
فرمایا حجۃ الاسلام نے اس مقام مین لکھا ہے کہ زلیخا بناز و انداز معشوقانہ انکار فرمانے لگین اور ایک علحدہ
مکان مین ہو بیٹھین اور دروازہ بند کرلیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر جاکر طلب کیا زلیخا
نے کہا آپ یہان تشریف نلاوین اب معاملہ بالعکس ہے کیونکہ مین نے اب اسکو پایا ہے جو تمسے بہتر ہے حضرت
یوسف نے دروازہ توڑ ڈالا اور اندر آئے زلیخا کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ بھاگی حضرت نے پیچھے سے
دامن پکڑ لیا تو دامن پھٹ گیا اسی وقت ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے یوسف اسکو مخالفت نہ سمجھنا
بلکہ محبت ہے مقابلہ محبت کے اور طلب ہے مقابلہ طلب کے اور عشق مقابلہ عشق ہے اور فرار مقابلہ فرار اور چاک
دامن مقابل دامن تست اور یہ سب اسلئے ہوا کہ زلیخا کو تمسے شرمندگی نرہے اور تمہارے اسکو حالات ماضیہ
پر سرزنش نکرو القصہ بعد اس معاملے کے زلیخا سے نوبت ملاقات پہونچی تو زلیخا باکرہ پائی گئی حضرت یوسف
نے پوچھا کہ اے زلیخا اسکا کیا سبب ہے زلیخا نے کہا عزیز مصر میرا شوہر مجھپر دستیاب نہین ہوا اور رانے

قدرت مباشرت نہین پائی پھر حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا اسطرح خواہش نفس و دنیا بہتر ہی یا جسطور سے
تو چاہتی تھی زلیخا نے کہا ان النفس لامارة بالسوء اے محبوب مجھکو ملامت نکر انسان تو بلائے نفس مین گرفتار
ہی جو کچھ نفس چاہتا ہی کرا لیتا ہی اور اکثر برائی کیطرف لاتا ہی مین کیا کہون اپنے زمانے کی عورتون مین صفت
عفت و عصمت سے ممتاز تھی اور پاکدامنی میری شہرۂ آفاق تھی جسطرح تم اپنے زمانے کے مردون مین
عفیف و معصوم مشہور ہوا اور میرا شوہر عنین محض تھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو نے صبر کیون نہ کیا انہون
زلیخا نے جواب نہ دیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ زلیخا کو شرمندہ نکر
اور اکثر مفسرین نے اس معاملہ انکاری کو بعد زفاف یون بیان فرمایا ہی کہ رات گئے وقت حضرت یوسف
اپنے بستر خواب پر بیٹھے ہوئے زلیخا کی انتظار کرتے تھے اور زلیخا عبادت حق مین مشغول تھین حضرت
نے ہر چند بلایا نہ آئین ناچار فرمایا کہ اے زلیخا اسوقت مجھے سخت اضطراب ہی جسطرح ہفتم خانہ مین تجھکو تھا
زلیخا نے کہا مین عبادت خدا کر رہی ہون جیسی تم اسدن کرتے تھے سو مین تمہارے پاس نہین آسکتی اور
اُسی وقت چاہا کہ دوسرے مکان مین جا بیٹھون چنانچہ اُس مکان سے چلین حضرت یوسف علیہ السلام
بھی پیچھے پیچھے تشریف لیچلے جب زلیخا دروازے پر پہونچین قریب تھا کہ باہر نکلین حضرت نے دامن
پکڑا تو کشاکشی مین پھٹ گیا زلیخا نے کہا اے یوسف میرا دامن تمہارے دامن سے برابر ہو گیا اب
نہ تمسے مجھکو شرمندگی و خجالت ہی اور نہ مجھپر آپ کا احسان و منت روایت ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام
نے زلیخا کو عبادت و طاعت مین حریص دیکھا تو ایک عبادت خانہ بہت تکلف سے تعمیر کرایا اور اسمین ونل
ستون سونے کے رکھے اور مابین دو ستونون کے قندیلین لٹکائین اور وسط مکان مین ایک تخت زرین
بچھوایا اور زلیخا کو ارشاد کیا کہ اس مکان مین قیام کر زلیخا نے مکان دیکھ کر پسند کیا اور رہنے لگین حضرت
یوسف نے فرمایا کہ اے زلیخا تو نے اپنی حکومت مین میرے واسطے بیت الکراہة بنوایا تھا اور مین نے
تیرے واسطے بیت العبادة تعمیر کرایا اب تو اس مکان مین عبادت خدا کیا کر چنانچہ زلیخا اُسی مکان مین
مشغول بعبادت رہا کرتین اور حضرت یوسف علیہ السلام فرصت کے وقت تشریف لاتے اور نعماے
الٰہی کا ذکر کیا کرتے اور طریق عبادت کی تعلیم فرمایا کرتے محققین روایت کرتے ہین کہ زلیخا حضرت یوسف
علیہ السلام کے پاس سینتیس برس کامل رہین اور گیارہ بیٹے پیدا ہوتے اور بعضے دو ہی بیٹے اور ایک
بیٹی بیان کرتے ہین افرائیم و منسا و مسماۃ رحمہ و ہو الصحیح روایت ہی کہ جب دامن زلیخا حضرت یوسف ع
کے پکڑنے سے چاک ہو گیا تو زلیخا نے کہا اے یوسف جسطرح محبت الٰہی آپ کو بدرجۂ کمال ہی اسی طرح
مجھکو بھی محبت الٰہی ہی جب تک مین نے خدا کو نہ پہچانا تھا غیر کو دوست رکھتی تھی اب کہ اپنے معبود محبوب

مین سنے پہچانا اور پایا اُسکے غیر سے کسطرح توجہ کرون دل تو ایک ہی ہے دل چونکی بیش نیست دو دوست
یکے بس بود ٭ وان یک سبب اشتراک ذات مقدس بود ٭ خلاصۃ الحقائق مین لکھا ہے کہ فیروز دیلمی
ایک جوان خوبصورت تھا اسپر ایک عورت حسینہ مفتون ہوئی فیروز کو غایت پارسائی سے التفات
نہ تھا ایک دن اُس عورت نے سبب بے التفاتی پوچھا فیروز نے کہا تو کافرہ ہے اور مین مسلمان
اور محبت مین اتحاد مشرب بھی شرط ہے اُسنے کہا پھر کیا کرنا ضرور ہے فیروز نے کہا تو بھی مسلمان ہو عورت
بولی کہ فی الحال تجھسے زیادہ کوئی مسلمان ہو تو بیان کر کہ اُسکے ہاتھ پر ایمان لاؤن فیروز نے کہا حضرت
امیر المومنین عمر ابن خطاب خلیفۂ رسول اللہ موجود ہین اُنکے پاس حاضر ہو عورت نے کہا اُنسے
زیادہ بھی کوئی ہے فیروز بولا کہ اُنسے زیادہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مرقد
مبارک اُنکا مدینۂ منورہ مین ہے چنانچہ وہ عورت قبر مبارک پر آئی اور ایمان لا کے مدینے مین رہنے لگی
فیروز نے قاصد بھیجا اور طلب کیا وہ عورت عبادت خدا مین مشغول تھی قاصد سے ملتفت بھی نہوئی
اور کہا کہ جب تک مین نے خدا اور رسول کو نہ پہچانا تھا فیروز کو چاہتی تھی اب کہ مینے حضرت حق اور
معبود مطلق اور اُسکے رسول برحق کو پہچانا تو اُسکے عشق نے غیر سے مستغنی کر دیا ہے سو فیروز سے کہدینا
کہ آپ خیال محبت اپنے دل سے نکال ڈالیے مجکو اصلا محبت اُسکی نہین ہے اس مقام پر بعین نظر
ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام ایک بندہ مقبول حضرت حق تھے اور زلیخا دشمن خدا تھی مگر
اُسکے دوست کو دوست رکھتی تھی ہر چند کہ یہ دوستی مبنی بر شہوت تھی کہ دوست خدا کو اُس سے
بانواع وجوہ آزردگی حاصل ہوتی تھی آخرکار اُس محبت نے یہ ثمرہ عطا کیا کہ دشمنون سے نکالکر دوستان خدا
پس اگر مومن موحد کہ درحقیقت حضرت حق سے دوستی رکھتا ہے برکت اس محبت سے دشمنی سے باز
رکھا جاے اور وقت مفارقت جان کے قبولیت درگاہ سے مشرف ہو تو عنایت و کرم الٰہی جل جلالہ
سے بعید نہین ہے دیکھو زلیخا کافرہ تھی جب اُسکو یوسف علیہ السلام سے کہ دوست مقبول خدا تھے محبت
ہوئی تو اُسکی برکت سے چار بزرگیان ہشتیون کی حاصل ہوئین اول فقیر تھی تونگر ہوئی دوسرے
بوڑھی تھی بقول بعض جوان ہوئی تیسرے نابینا تھی بینا ہوئی چوتھے فراق مین مبتلا تھی وصال سے
فائز ہوئی پھر جو کوئی اللہ کا ہے واسطے دوست ہے اُسکو امید رکھنا چاہیے کہ کوئی نعمت و کرامت
دنیا اور آخرت مین نہین ہے جو اُسکو نہ ملے القصہ جب سات برس فراخی کے منقضی ہوگئے اور غلہ ہر قسم کا
موافق تجویز حضرت یوسف علیہ السلام کے رکھوا لیا گیا تب حضرت نے بادشاہ ریان سے ارشاد
کیا کہ آج کی رات سے قحط کا سال شروع ہوگا اور بے صبری اور گرسنگی آدمیون پر غلبہ کریگی

بادشاہ نے کہا فقرا و مساکین کو ہوگی یا تمام خلق کو حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے تجھکو بھوکھ کی شدت ہوگی
یہ سنکر بادشاہ نے داروغہ مطبخ سے ارشاد کیا کہ ہمارے واسطے کھانا ہر قسم کا مہیا و طیار رہے چنانچہ موافق
رسم سلاطین طیار کیا گیا اور بادشاہ بانتظار آمد وقت موعود اپنے مقام پر بیٹھا آدھی رات کے گذرنے پہ
بادشاہ نے الجوع الجوع پکارنا شروع کیا اور تفسیر تیسیر مین لکھا ہو کہ اسی رات کی صبح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے محاذی مصر کھڑے ہوکر پکارا یا اہل مصر جوع اشبع سنین اس آواز کے سنتے ہی عورت و مرد صغیر و کبیر
بول اوٹھے الجوع الجوع اور بادشاہ نے ہر چند طعام خاصہ تناول فرمایا پر تسلی نہین ہوئی ناچار حضرت یوسف
سے اس مرض کی دوا پوچھی حضرت نے دست شفا اپنا بادشاہ کی پیٹ پر رکھ دیا کہ اُسکو تسکین ہوگئی
اور حضرت یوسف نے یہ دستور باندھا کہ ہر روز دوپہر کو کھانا خوانون مین لگا کر بادشاہ اور اُسکے ملازمین
کو بھجوا دیتے اور خود سیر شکم نکھاتے تاکہ عاجزون اور مسکینون کے حال سے غفلت نہو حضرت عبداللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ سات برس کامل ایسا قحط پڑا کہ پانی کا برسنا گھاس کا اُگنا ہوا کا
موافق چلنا اور حیوانات کا بچے جننا طائرون کا گھونسلا لگانا بند ہوگیا اور فرحت و سرور کا نام دلون سے
جاتا رہا اور رحم و عنایت قلوب سے یک قلم اوٹھ گیا ملک شام و مصر مین ایسی تنگی پڑی کہ جس جگہ پانی تھا
بالکل خشک ہوگیا اہل مصر سخت متردد و پریشان ہوکے حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور مین حاضر
ہوئے تو حضرت نے نرخ غلہ کا یون مقرر فرمایا کہ مصر کے مالدارون کو مقدار قوت اور محتاج کو مقدار صاع
عنایت فرماتے اور پردیسیون کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے چنانچہ مصریون نے سال اول مین نقدی
سے غلہ خریدا اور سال دوم مین زیور سے تیسرے برس لونڈی و غلام سے چوتھے مین دواب و مواشی سے
پانچوین مین عروض و عقار سے سال ششم مین اولاد و احفاد سے ساتوین مین اپنے نفوس سے جب
تین مہینے اس سال کے گذر گئے تو مصریون نے عرض کی کہ اے عزیز مصر مین مشہور ہو کہ سرکار مین غلہ
باقی نہین رہا اور ابتک سال ہفتم مین نو مہینے باقی ہین حضرت نے فرمایا کہ غلہ تو ہو لیکن قیمت چاہیے
اُن لوگون نے کہا جب ہم اپنے نفوس کو بیچ کر چکے اور تمہارے لونڈی غلام ہوئے پھر قیمت غلہ کیا
حضرت نے فرمایا کہ انکو سرکار بادشاہی سے کھانا روزمرہ ملا کریگا جب سال ہفتم کے چھ مہینے گذر گئے اور
تین مہینے باقی رہے تو اب غلہ اتنا نہ رہا کہ مصریون کو عنایت کیا جاسے حضرت کو نہایت رنج ہوا حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف اللہ صاحب فرماتے ہین کہ آپ تردد نکرین تمہارا دیدار ان لوگون کا
قوت ہو چنانچہ شہر مصر مین منادی ہوئی کہ اب شہر کے آدمی حضرت یوسف کو دیکھا کرین اور حضرت یوسف
علیہ السلام ہر روز سوار ہوکر نکلنے لگے جس کسی کی نظر روے مبارک پر پڑجاتی اُسکو بھوکھ جاتی رہتی فائدہ

اس معاملہ مین یہ حکمت ہوئی کہ حضرت یوسف کو اہل مصر غلام ہمیشہ حقیر جانتے تھے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام معرض بیع مین جلوہ فرماتے تھے تو ہر شخص اپنے مقدور کے موافق چاہتا تھا کہ مین خرید کرون سوا اللہ جل شانہ نے سب مصریون کو غلام و مملوک کر دیا تا کہ کوئی شخص دم نہ مارسکے بالجملہ جب بلائے قحط نواحی مصر و شام مین مستولی ہوئی اور معاش ارازل و اشراف مین خلل پڑا اور خواص و عوام پر خرابی نے غلبہ کیا اور یہ قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام باستداد زمان تطویل لا طائل کو پہونچا اور کنعان کے رہنے والون پر بھی بڑی تنگی و پریشانی ظاہر ہوئی تو اولاد یعقوب علیہ السلام نے خدمت والد بزرگوار مین حاضر ہوکر بیچارگی اطفال اور تہی دستی اہل و عیال ظاہر کی اسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام بسورت فراق اور شدت اشتیاق یوسف علیہ السلام مین لڑکون سے علیحدہ ہو گئے تھے اور براہ شام بیچ نواحی کنعان مین ایک گھر مانند گنبد کا ان تنگ و تاریک بنا کے بیت الاحزان نام رکھا تھا اسمین رہتے تھے اور جب اہل شام تحصیل غلہ کے واسطے مصر کو جاتے تو وہان سے لوٹ کر بیت الاحزان کے قریب آتے اور حضرت یعقوب سے ملازمت حاصل کرتے اور عزیز کی صفات اور عادات بیان کرتے کہ حضرت عزیز مصر کے واسطے دعائے خیر فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ صفات حضرات انبیا اور خصائص و عادات اصفیا عزیز مصر مین کہان سے آئے اور کبھون یہ ظاہر کرتے کہ اے کاش مین عزیز مصر کے پاس جاسکتا تو ضرور جاتا شاید سیر الیوسف مجکو ملجاتا مگر آنکھین نہین ہین کیا کرون اور طاقت نہین ہو کسطرح جنبش کرون انھین دنون مین بیٹون نے تنگی عام اور قلت طعام کی شکایت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت ایک مدت گذری ہو کہ آپ نے ہماری طرف گوشۂ چشم سے نہین دیکھا ہو اور ہمارا حال زار نہین پوچھا روایت ہو کہ بیس برس یا چالیس برس کے قریب گذرے تھے کہ حضرت نے بیٹون سے کلام نہ کیا تھا اور انکی صحبت سے علیحدہ ہو کر بیت الاحزان مین اقامت فرمائی تھی اور ہرگز بیٹون کی طرف متوجہ نہوئے تھے سو بیٹون نے التماس کیا کہ ہم لوگ بے شبہہ گنہگار اور مستوجب عقوبت پروردگار ہین لیکن ہمارے عیال و اطفال نے کیا گناہ کیا ہو کہ بھوکھ سے مرے جاتے ہین فاقون سے حالت انکی تباہ ہو اس کلام سے حضرت یعقوب کو رحم آیا تب طہارت تازہ کر کے ارشاد کیا کہ مصر مین ایک بندۂ خدا مؤید من عند اللہ موصوف بصفات حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ ہو وہ لوگون کو غلہ عنایت کرتا ہو سو تم اسکے حضور مین حاضر ہوا اور جو کچھ ہدیہ تمھارے پاس ہو لیجاؤ اور کھانا اسکے عوض درویشون کے واسطے لاؤ بولے ہم لوگ فقیر و محتاج ہین بضاعت ہماری قابل امیرون اور بزرگون کے نہین ہو پھر ہم ایسے عزیز کی خدمت مین کسطرح حاضر ہون فرمایا مین سنتا ہون کہ وہ عزیز کریم ہو اور کریم لوگ اندک پذیر و بسیار بخش ہوتے ہین چنانچہ مشہور ہو کہ الکریم

یقبل الشئ الیسیر ویعطی الکثیر عرض کیا کہ ہر چند وہ عزیز کریم ہی لیکن ہمکو خود شرم آتی ہی کہ متاع حقیر حاکم کبیر کے
روبرو کیا لیجائین فرمایا مضائقہ نہین گو متاع وضیع ہی لیکن نسب تمہارا رفیع ہی کہنے لگے کہ اگر با این ہمہ وہ عزیز بضاعت
ناقصہ قبول نہ کرے تو کیا کرینگے ارشاد کیا کہ اپنی غربت و مسکنت ظاہر کرنا غرض بیٹون نے باستصواب رای
شریف کمر ہمت سفر مصر پر باندھی اور چند درم سیاہ اور بمقدار اپشم و پٹوا ونٹون پر لاد کر آمادہ روانگی
ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ دس شخص جاؤ گیارہ اونٹ لیجاؤ بنیامین کو میری تسلی کے لیے چھوڑ و اور
فرمایا کہ جب مصر مین پہونچنا تو اول بادشاہ کو خبر کرانا کہ غریب لوگ کنعان سے آئے ہین اگر اجازت احضار
ہو تو حاضر ہونا بلا اذن ہرگز نہ جانا کیونکہ امرا نازک مزاج ہوتے ہین اور جب روبرو پہونچو تو اول ستایش
وثنائے پادشاہی باحسن وجہ بیان کرنا اور کلام کرنے مین باادب رہنا کسی کی طرف التفات نکرنا کیونکہ
سلاطین کے روبرو دوسری طرف دیکھنا خلاف ادب ہی اور جو حکم بیٹھ جانے کا ہو تو بیٹھ جانا ورنہ باادب
کھڑے رہنا اور جب تک اذن کلام کا نہ دے گفتگو نکرنا اور اگر پوچھے تو جواب ضروری باادب دینا
فضول گوئی نکرنا اور جو کھانا کھلاوے تو باادب کھانا اور جب حکم رخصت صادر فرمائے تو فوراً رخصت ہونا
مگر بادشاہ کیطرف پیٹھ کر کے نہ پھرنا اور جب دربار سلطانی سے باہر آنا تو اُس مجلس کی گفتگو کسی دوست سے
بھی نکرنا کیونکہ اگر یہ خبر بادشاہ کو پہونچیگی تو نظر سے گر جاؤ گے اور دربار شاہی مین دوسری مرتبہ جانے نپاؤ گے
القصہ فرزندان یعقوب بعد سماعت وصایائے پدر بزرگوار جانب مصر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت
حوالی مصر مین پہونچے نقل ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشتر سے ایک مکان مضبوط سر راہ مصر پر
کہ جانب کنعان واقع ہی تعمیر کرایا تھا اور اُسپر چند پاسبان معین فرمائے تھے اسواسطے کہ جو کوئی شخص
کنعان کی طرف سے آوے اُسکا حال دریافت کر کے لکھین چنانچہ حضرت یوسف کے دسون بھائی
اُس مکان پر پہونچے اور شب باش ہوئے صبح کو چلنے لگے نگاہبانون نے عرض کیا کہ عزیز مصر کا یہ
حکم ہی کہ جب کوئی شخص یہان آکر فروکش ہو تو نام و نسب اُسکا دریافت کر کے اطلاع کرو جب بادشاہ
اجازت دے تب مصر مین آنے دو والا عذر کر کے واپس کرو سو آپ اپنا نسب و حسب اور ارادہ بیان
کیجیے اور فرمائیے آپ کے پاس بضاعت کس قسم کی ہی بولے ہم کنعان سے آتے ہین حضرت یعقوب
علیہ السلام کی اولاد ہین عزیز مصر کے پاس غلہ لینے آئے ہین اور بضاعت ہماری ناقص ہی سو چاجیون نے
اصل و نسب و بضاعت بقید نام عرضی مین لکھ دیا تو کنعانیون نے پوچھا کہ تمنے بضاعت کا ذکر بھی لکھا
اسمین ہمکو شرم آتی ہی **فائدہ** جب بندہ مسلمان قبر مین داخل ہوتا ہی تو منکر و نکیر باہیبت و جلال
تشریف لاتے ہین تا کہ اُس سے سوال کرین حضرت ارحم الراحمین سے وحی آتی ہی کہ میرے بندے سے

بضاعت اعمال کا سوال نکرو کہ اعمال اُسکے آلودہ و ناقص ہین صرف خدا و رسول اور دین کا سوال کرو
کہ ایمان اُسکا اپنے رب پر درست ہی اور رسول اُسکا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور دین اُسکا دین اسلام ہی
اور جو زیادہ خواہش ہو تو قبلہ بھی دریافت کرلو قبلہ اُسکا کعبہ ہی اور کتاب بھی پوچھ لو کہ قرآن عظیم ہی اسواسطے
کہ مومن گنہگار کا قول کام آتا ہی نہ فعل سو قول اُسکا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی اور کردار اُسکا معصیت
و گناہ بالجملہ عرضی حاجبون کی حضرت یوسف کے حضور مین پہونچی آپ نے پڑھکر جانا کہ میرے بھائی
آئے ہین اس خیال مین دیر تک متحیر رہے پھر رونے لگے مقربان دربار زیادہ تر متحیر ہوئے کہ یہ کیا
معاملہ ہی عرضی کے دیکھتے ہوئے عزیز مصر کو رنج ہوا وزیر اعظم نے کہ محرم اسرار تھا عرض کیا کہ اے
عزیز سبب گریہ کیا ہی حضرت نے خلوت مین جاکر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہین باپ سے مجھے یہانتک
سیر جنگل مین لیگئے اور کنوین مین ڈالا اور جب نکالا گیا تو ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور میرے قتل کا
ارادہ رکھتے تھے لیکن اللہ نے مجکو محفوظ رکھا اب اُنپر قحط کی تکلیف ہی غلّے کے واسطے آئے ہین
مین حیرت مین ہون کیا کرون اور اُنکے حال پریشان پر روتا ہون اور افسوس ہی کہ میرے سبب سے
گنہگار ہوئے وزیر نے کہا اس معاملے مین حاجت تامّل نہین ہی ان لوگون نے عمداً آپ پر ظلم کیا ہی
آپ بھی اُنکے مقابلے مین حکم دیجیے کہ انکی گردن ماری جائے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب میرے
بھائی ہین اگرچہ ان لوگون نے مجھپر ستم کیے پر اُسکے بدلے بدی کرنا اور ایذا پہونچانا مروّت آدمیت
سے بعید ہی بالخصوص میری شان کے خلاف ہی وزیر بولا کہ اے عزیز پھر آپ انکے ساتھ کیا معاملہ کرینگے فرمایا
جو کچھ بھائیون کو بھائیون کے ساتھ واجب ہی اور کریمون کو مستحقون سے کیونکہ جو کچھ ان صاحبون نے
میرے ساتھ کیا ہی وہ انکی خجالت کے لیے کافی ہی وزیر نے اس مروّت و کرم پر آفرین کی اور اپنی گفتگو پر
شرمندہ ہوا بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ضیافت کے واسطے حاجب کو تاکید لکھی اور کئی طرح
کے میوے اور قسم قسم کے کھانے بھیجے اور حکم دیا کہ انکو باعزاز و اکرام مصر تک پہونچا دین اور شہر کو
بزور آمد برادران آراستہ کروایا اور فرش پر تکلّف بچھوایا اور ایک تخت زرین مرصع بجواہرات
فرش کے بیچ مین رکھوایا اور ایک شامیانہ اُسپر کھنچوا دیا اور چند غلام خوبصورت لطیف سیرت سلاح بستہ
نیزہ بازی مین مصروف ہوئے اور اعیان و اکابر مملکت کو طلب کرکے مجلس کو موافق دستور سلاطین
کمال زیب و زینت سے آراستہ فرمایا و خود بدولت و عظمت تخت پر بیٹھے پھر اجازت دی کہ کنعانیون کو
حاضر کرو اسی کا اشارہ ہی وجاء اخوۃ یوسف فدخلوا علیہ فعرفہم وہم لہ منکرون یعنے آئے بھائی یوسف کے
پھر داخل ہوئے اُسکے پاس تو اُسنے پہچانا انکو اور وہ نہین پہچانتے تھے بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف

نے سب بھائیون کو بے تامل پہچان لیا مگر یہودا و شمعون مین کچھ فرق نہ تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پہچنوا دیا القصہ جب سب بھائی سامنے گئے تو حضرت یوسف نے اپنی زبان مین پوچھا کہ تم اس شہر مین کہان آئے بولے ہم اپنے عیال کے واسطے کھانا لینے آئے ہین فرمایا تم لوگ چور ہو یا جاسوس صاحب جلالین فرماتے ہین کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے کہا معاذ اللہ ہم لوگ کنعانی ہین حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد چور نہین ہین حضرت نے فرمایا تمھارے باپ کے اور بھی کوئی اولاد ہی بولے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی چھوٹا ہمارا کہ محبوب پدر تھا سو جنگل مین ہمارے ساتھ گیا وہین مرگیا اب اسکا بھائی اعیانی ہی سو اسکو باپ نے اپنی تسلی خاطر کے لیے رکھ لیا ہی اور اسکا اونٹ ہمارے ساتھ کر دیا ہی اور بعض مفسرین لکھتے ہین کہ جب حضرت نے سکونت پوچھی تو کہا ہم اہل شام ہین غلہ لینے تمھارے شہر مین آئے ہین فرمایا تم چور ہو گویا اشارہ کیا اس حرکت پر جو انسے صادر ہوئی تھی پھر پوچھا تم کتنے آدمی ہو بولے ہم دس ہین فرمایا تم دس ہزار کے برابر ہو پھر کہا کہ ہم بارہ بھائی تھے ایک آدمی صدیق کی اولاد مین انمین جو چھوٹا تھا اسکو ہمارے باپ بہت پیار کرتے تھے وہ جنگل مین مرگیا اور ایک بھائی باپ کے پاس رہگیا ہی حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کو صدیق و سچا کہتے ہو اور پھر بیان کرتے ہو کہ چھوٹے کو زیادہ پیار کرتے تھے یہ تو شان صدیقون کی نہین ہی کہنے لگے کہ اگر تم بھی اس چھوٹے بھائی کو دیکھتے تو پیار کرنے لگتے وہ ایسی لائق تھا کہ جو کوئی دیکھے عاشق ہو جاے اور ہم بھی اسکو بہت پیار کرتے تھے مگر جب سے اسنے چھوٹے خواب دیکھنا شروع کیے تب سے ہمکو نفرت ہو گئی فرمایا اسنے کیا خواب دیکھا تھا بولے اسنے یہ دیکھا کہ مین بادشاہ ہون اور میرے سب بھائی اور والدین تابعدار مجکو سجدہ کرتے ہین فرمایا کہ وہ بادشاہ ہوا یا نہین کہا شاید بہشت کا بادشاہ ہوا ہو کیونکہ وہ مرگیا اور لڑکے نابالغ بہشتی ہوتے ہین ظاہر مین تو بادشاہ نہین ہوا اور اسکو بھیڑیا کھا گیا تھا یہ باتین دریافت کر کے داروغہ مطبخ سے فرمایا کہ انکو دولت خانے مین اتارو اور جو کھانا میرے واسطے پکایا جاتا ہی وہی انکے واسطے تیار ہو اسنے عرض کیا کہ ای عزیز جو لوگ سونا چاندی جواہر لیکر آئے انکو غریب خانے اور مسافر خانے مین اترنے کی اجازت ہی اور یہ لوگ محض مفلس بے بضاعت ہین محتاجون کی طرح چند کملیان لیکر آئے ہین انکو خاص محل مین اترنے کا حکم ہوتا ہی یہ بات البتہ عدل کے خلاف ہی فرمایا اے ناواقف اسرار تجھکو جو حکم ہوتا ہی بجا لا چون و چرا سے کیا کام ہی غرض داروغہ نے انکو دولت خانے مین اتار الیس جب رات ہوئی تو طعام لطیف خوانون مین لگ کر بکمال تکریم لایا اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک طرف کی چیر کچی سے لگ بیٹھے اور زبان قبطی مین غلام سے فرماتے کہ اسطرح ہاتھ ڈھلوا اور اسطور سے

دستارخوان بچھایا جب کنعانیون نے یہ سامان دیکھا تو سخت متحیر ہوئے اور بسبب حیرت اس حالت مین یہ ہوا کہ اسی وقت غریب خانے مین بھی کھانا کھلایا جاتا تھا سو انھون نے ادھر دیکھا تو فی کس ایک نان موافق تنگی زمانے کے دیجاتی تھی حالانکہ انھین لوگون نے بارہ بارہ سو دینار کا غلہ خرید کیا تھا الغرض آپسمین کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری بہت عزت فرمائی حالانکہ ہم سخت بے بضاعت تھے شمعون نے کہا کہ شاید ہمارے آبا و اجداد کا حال سنکر یہ توقیر فرمائی ہو روبیل نے کہا شاید ہماری غربت و مسکنت پر نظر کرکے رحم کیا ہو لاوی نے کہا شاید ہماری صورتین دیکھکر تعظیم کی ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ باتین سنکے روتے تھے جب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے افرائیم یا منشا اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تو خلعت شاہانہ پہن کر پانی پلانے کو کھڑا ہو اور وہ کٹورا جسمین مین پانی پیتا ہون اسی سے پلا اسنے عرض کیا کہ یہ سب کون لوگ ہین کہا میرے بھائی ہین کنعان سے آئے ہین آپنے التماس کیا کہ انھین صاحبون نے آپ کو بیچا تھا فرمایا ہان انھین کے باعث سے اس مرتبے کو پہونچا ہون مجھکو انکے ساتھ احسان کرنا مناسب ہی غرض وہ لڑکا کٹورا لیکر پانی پلانے لگا اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان قبطی مین باتین کرنے لگے مگر کنعانیون نے ہرگز نہ پہچانا **فائدہ** یہ جو ارشاد ہوا امر فہم و وہم لیسکر دن یعنے یوسف نے بھائیون کو پہچانا اور بھائیون نے نہ پہچانا سو عدم شناخت کے سبب مین مفسرین مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ اس سبب سے نہین پہچانا کہ یہ لوگ حضرت کو اسیر و غلام جانتے تھے اور حصول اس مرتبہ کا محال سمجھتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت کو گم شدہ جانکر حیات و ممات سے واقف نہ تھے کیونکہ مصر سے کنعان تک ہمگین آٹھ دن کی مسافت ہی اور ایک مدت مدید گذری اور کچھ خبر نہ ملی تو جانا کہ حضرت یوسف نے انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ان لوگون نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نہین دیکھا بلکہ ادب بادشاہی سے اپنا سر جھکائے تھے اس باعث سے نہ پہچانا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف ترجمان کے ذریعے سے کلام کرتے تھے اور کاتب الحروف کے نزدیک دو وجہین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ بسبب فاقہ کشی اور شدت بھوک کے بصارت مین ضعف تھا اس سبب سے چہرہ مبارک نظر آیا جو پہچانتے اور عادت زمانہ جاری ہی کہ بھوک مین کچھ نہین سوجھتا روایت ہی کہ ایک دن حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین تشریف لیگئے تو یہ تعظیم کو نہ اٹھین یہانتک کہ حضرت نے کلام کیا تب آواز سنکر اٹھ کھڑی ہوئین اور شرمندگی سے رونے لگین اور عرض کرنے لگین کہ یا حضرت میرا قصور معاف کیجیے مین نے آپ کو نہین پہچانا تھا فرمایا اے فاطمہ تیری آنکھون میں

کیا ہوا بولین یا حضرت عنایت الٰہی سے کوئی مرض نہین ہی لیکن تین روز سے مجھے فاقہ ہی اور علی مرتضیٰ
کے گھر مین کچھ بضاعت نہ تھی کہ کھانا لاتے سو مین تین دن سے بھوکی ہون آج مین نے اپنا کپڑا دیا کہ
کہ اسے بیچ کر کچھ کھانا لاؤ جب آپ تشریف لائے تو مین نے جانا کہ علی مرتضیٰ آئے پھر عرض کیا کہ یا حضرت
اگر اپنے واسطے وسعت رزق کی دعا نہین فرماتے تو میرے واسطے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قمیص مبارک کھولکر دکھلایا تو ایک پتھر بطن شریف پر بندھا تھا حضرت فاطمہؑ نے دیکھکر تاسف کیا
حضرت نے فرمایا مین صبر کرتا ہون تو بھی صبر کر اور بروز قیامت اسی حالت مین شفاعت امت
کرینگے تو عورتون کی شفاعت کرنا مین مردون کی دوسری وجہ یہ ہی کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیون نے
بڑا ظلم کیا تھا اور ظاہر ہی کہ ظلم سے آنکھین اندھی ہو جاتی ہین دیکھو گناہ کرنا اور حکم خدا کے خلاف کرنا ظلم ہی سو گنہگارون
کی آنکھون سے ہرگز دنیا مین نہین سوجھتا ہی اور اگر سوجھتا تو عذاب دوزخ و ثواب جنت دیکھکر اور سنکر گناہون سے
باز رہتے القصہ حضرت یوسفؑ نے نہایت خاطرداری سے تین دن عزت کی اور وقت رخصت دس اونٹ غلے سے بھر دیے
اور اسباب بھی اونٹون مین رکھوا دیا کہ بخوبی احسان ہو اور بنیامین کا اونٹ واپس کر دیا اور فرمایا کہ بنیامین کو یہان لاؤ تو اسکو بھی غلہ دون
کیونکہ مین آدمیون کے حساب سے غلہ دیتا ہون نہ کہ اونٹون کے شمار سے سو وہ لوگ روانہ ہوئے
تھوڑی دور چلکر سوچے کہ اگر بنیامین کا حصہ نہین لیجاتے تو ہمارے والد کو بھی خیال ہوگا کہ انھون نے
طلب مین قصور کیا اسلیے پھر دربار مین آئے اور کہنے لگے کہ اے عزیز مصر ہماری عرض ہی اسکو
سن لیجیے کہ ہم اپنا بھائی علاتی بنیامین نام خدمت والدین چھوڑ آئے ہین اور اونٹ اسکا مع اسباب
لے آئے ہین اگر سرکار اسکا حصہ بھی عنایت فرما دے اور بضاعت اسکی قبول کرے تو سراسر
عنایت و تفضلات ہی اور عین احسان ای عزیز اگر ہم اس بھائی کا حصہ نہ لیگئے تو ہمارے باپ ناراض
ہوسنگے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمھارے باپ نے کسلیے بنیامین کو تمھارے ساتھ نہین بھیجا بولے
ہمکو بنیامین کا امین نہین جانتے ہین اور ہم پر انکو اعتماد نہین ہی فرمایا کیا سبب ہوا کہ باپ کو اعتماد
جاتا رہا کہنے لگے کہ ہمارے ایک بھائی تھا یوسف نام اسکو ہم جنگل مین لیگئے اور ہم سب لوگ تیر
چلانے لگے وہ کم سن تھا اسواسطے اسکو اسباب پر چھوڑ گئے جب لوٹ کر آئے تو وہ بھائی نہ ملا
نہین معلوم اسکو بھیڑیا کھا گیا یا چور نے لیکر مار ڈالا یا کنوئین مین ڈال دیا ایک کرتہ اسکا ملا سو ہمنے
باپ کو دکھلایا اسدن سے ہمارے والد کو بڑا رنج ہی دن رات رویا کرتا ہی اور ہمارا اعتماد جاتا رہا فرمایا
تم لوگ کسواسطے میرے روبرو کم و بیش کہتے ہو کیونکہ اگر بھیڑیا لیجاتا تو کرتہ کیونکر مسلم رہتا اور اگر چور
لیجاتا تو کرتہ کسلیے چھوڑ جاتا بقول تمھارے بھیڑیا و چور دونون بڑے مہربان تھے بعد اسکے دربار کے

لوگون سے فرمایا کہ تم انکی باتین سنتے ہو سب نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ یہ بات بالکل جھوٹھ ہی اسی
ہمنے کہا تھا کہ یہ لوگ چور ہین یا جاسوس انکو سزا دینا بہتر ہی فرمایا کہ اگرچہ چور و جاسوس ہون لیکن مجھے
اِنکے ساتھ لطف وکرم چاہیے اسواسطے کہ میرے مہمان ہین روایت ہی کہ اسباب بنیامین کا رکھ لیا اور
فرمایا کہ انکو میرے پاس سے آو چنانچہ ارشاد ہوا ولمّا جہّزہم بجہازہم قال ائتونی باخ لکم من ابیکم الاترون
انّی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون یعنے جب تیار کر دیا انکو
انکا اسباب کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمھارا ہی باپ کی طرف سے تم نہین دیکھتے ہو کہ
مین پوری دیتا ہون بھرتی اور خوب طرح اتارتا ہون اگر اسکو نہ لائے میرے پاس بھرتی نہین تمکو
میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ سفائدہ اِس تاکید کا سبب شاید یہ ہو کہ حضرت یوسف کو اپنے
بھائیون کا حسد معلوم تھا اور جو کچھ فساد اُنکے ساتھ کر چکے تھے یاد تھا سو خیال کیا کہ ایسا نہو کہ بنیامین
کو بھی مار ڈالا ہو بالجملہ اُن لوگون نے کہا کہ ہم اُسکے باپ سے خواہش کرینگے کما قال اللہ تعالے قالوا
سنراود عنہ اباہ وانا لفاعلون یعنی ہم بنیامین کو اپنے والد سے مانگین گے اور بخوبی کوشش کرینگے لیکن
اختیار ہمارا کامل نہین ہی اگر باپ ہمارے آنے دینگے تو ہم ضرور لادینگے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے ایک میعاد آمد و رفت کی مقرر کر دی تھی جب
وہ مدت گذر گئی تو ایک قاصد اجورہ خبر لینے کو مقرر کرکے روانہ فرمایا وہ آدمی ایک فرسخ کنعان سے
جانب مصر گیا تھا کہ صاحبزادے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے اسنے پلٹ کر خبر دی حضرت یعقوب
باہر نکل آئے اور بیٹون سے ملے اُنھون نے مصر کا حال کہا کہ آپکے سبب سے بادشاہ نے
ہماری بڑی تعظیم و تکریم فرمائی اور کھانے کو دیا مگر بنیامین کا حصّہ نہین دیا اور ہمنے جب اصرار کیا تو
فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تو مین حصّہ دون اور جو اُسکو نہ لاؤ گے تو مین تمکو بھی
غلہ نہ دونگا فارسل معنا اخانا نکتل وانا لہ لحافظون یعنے بھیج ہمارے ساتھ بھائی ہمارا کہ بھرتی لادین اور ہم
اُسکے نگہبان ہین قال ہل آمنکم علیہ الا کما امنتکم علےٰ اخیہ من قبل فاللہ خیر حافظا وہوارحم الراحمین یعنے
حضرت یعقوب نے فرمایا کہ مین اعتبار کرون تمھارا اُسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اُسکے بھائی پر پہلے
سو اللہ بہتر ہی نگہبان اور وہ ہی سب مہربانون سے مہربان یعنی تم لوگون نے یوسف کے لیجانے
مین انا لہ لحافظون کہا تھا اور مجھسے عہد و پیمان کیا تھا اور تمنے کچھ بھی حفاظت نہ کی اور وفائے عہد نہ کیا اب
بھی وہی معاملہ کروگے اور جو مین نے اعتبار کیا سو اس سبب سے کہ الگون پر اعتماد انسان کو ہوتا ہی مگر میری بڑی خطا تھی اب
اُس زلت سے توبہ ہی تم کیا نگہبانی کروگے مین اپنے اللہ کو نگہبان جانتا ہون کہ وہ بہتر محافظ و بڑا

مہربان ہو بعد اسکے اونٹون کی خرجیان کھولین اور غلہ نکالا اور بضاعت بھی اُسمین پائی یوسے یا
ابانا ما نبغی ہذہ بضاعتنا ردت الینا ونمیر اہلنا ونحفظ اخانا ونزداد کیل بعیر ذلک کیل یسیر یعنے اے باپ وہی
جو ہم مانگتے ہین یہ پونجی ہماری پھیر دی ہو ہمکو سو پھر جاوین اور غلہ لاوین اپنے گھر کو اور نگہبانی کرین اپنے
بھائی کی اور زیادہ لاوین ایک اونٹ اور جو لائے ہین وہ تھوڑا ہو یعنے حسب دستور مسافرون کے
حضرت یعقوب کے بیٹون نے اوّل حالات سفر بیان کیے پھر خاطر جمعی سے اسباب کھولا تو قیمت غلّہ
کی واپس پائی کمال شاکر و ممنون ہوئے اور کہنے لگے کہ اے باپ ہم سچ کہتے تھے کہ بادشاہ نے
ہمارے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی دیکھو اس سے زیادہ لطف کیا ہو کہ غلّہ دیا اور قیمت بھی پھیر دی اب تو
ہم ایسے کریم کے حضور مین پھر جاوینگے اِس مقام سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السّلام بڑے
عادل و حلیم و کریم و رحیم تھے کیونکہ غلّہ بھی دیا قیمت بھی دی اور باوصف قدرت کے اپنے مجرمون سے
گرفت و گیر نہ فرمائی اور بضاعت کو پوشیدہ رکھدیا کہ گھر مین جاکر دیکھین پھر آوین اگر اُسی وقت دیکھ لیتے
تو ممنون ہو جاتے کرم اسکا نام ہو کہ جو کچھ مفلس یا غریب کو دے اُسپر احسان نہ سمجھے روایت ہو کہ حضرت
یعقوب نے جب دیکھا کہ قیمت غلہ پھیر دی ہو فرمایا کہ تمھاری بضاعت کی حقیقت نہ تھی اِس بات
سے بادشاہ نے واپس کی یہ تو شرمندگی کی بات ہو کچھ خوشی کا مقام نہین کھوٹے داموں کا
یہی حال ہو اسی طرح حضرت مالک الملک جل جلالہ کا دستور ہو کہ جب کسی سے راضی نہین اُسکے
جمیع معاملات قبول نہین فرماتے القصّہ بعد چندے صاحبزادون نے مصر کا ارادہ کیا اور بنیامین
کو باپ سے طلب کیا فرمایا لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا من اللہ لتاتننی بہ الا ان یحاط بکم فلما اتوہ موثقہم
قال اللہ علی ما نقول وکیل یعنی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ مین بنیامین کو ہرگز نہ بھیجونگا جب تک تم
خدا سے عہد مضبوط نکر لوگے کہ ہم اُسکو مع الخیر پہونچا دینگے لیکن اگر تم سب کے سب کہین پھنس جاؤ
تو مجبوری ہو تب سب نے عہد مضبوط کیا فرمایا کہ اللہ کا ذمہ ہو جو باتین کہتے ہین اور ایک نوازشنامہ سوئیل
سے لکھوا کر حضرت یوسف کے نام بنیامین کے سپرد کیا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ تجھکو اللہ بسلامت
رکھے تو نے ہمارے بیٹون سے پوچھا کہ یعقوب کی محنت و اندوہ و ضعف و انحنا کا سبب کیا ہو سو حال
یہ ہو کہ اندوہ و ضعف میرا ہول قیامت سے ہو اور جو مین کمر سے جھک گیا ہون سو فراق یوسف سے
کہ وہ میرا محبوب تھا اور محنت کا یہ سبب ہو کہ اِس خاندان کو اللہ نے محنت کے واسطے مخصوص فرمایا ہو
دیکھو حضرت ابراہیم میرے جد بزرگوار کو آتش نمرودی مین مبتلا کیا اور میرے باپ اسحاق کو ہمیشہ رنج
و محنت مین رکھا اور عم اکرم اسمٰعیل کو ذبح کرایا اور مجکو فراق یوسف مین ڈالا ہو اور مین نے سُنا کہ بادشاہ نے

میرے بیٹوں پر بہت عنایت و کرم کیا سو خدا ے تعالے جزاے خیر دیوے اب میں حسب ایماے سلطانی بنیامین کو بھیجتا ہون چاہیے کہ اُسکو جلد واپس کرو کہ یہ میرا غمگسار ہے والسلام اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سب کلام بنیامین سے زبانی کہلا بھیجا خط نہین لکھا بہر تقدیر گیارہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر کی طرف چلنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ مصر کے چھ دروازے ہین باب الشام باب المغرب باب الیمن باب الروم باب طیلسون باب مصر سو تم سب ملکر ایک دروازے سے داخل نہونا جدا جدا دروازون سے پیٹھو کما قال یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ او سبب اس نصیحت کا یہ ہوا کہ ہر ایک لڑکا حضرت کا موصوف بصفات تھا یعنے خوبصورت و تنومند سپاہی تھا سو حضرت یعقوب کو خوف ہوا کہ نظر نہ لگ جاے مگر یہ بھی فرمایا کہ وما اغنی عنکم من اللہ من شئ ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون یعنے مین نہین بچا سکتا تمکو خدا کی کسی چیز سے حکم کسی کا نہین سواے خدا کے اُسی پر مجھکو بھروسا ہے اور اُسی پر بھروسا چاہیے بھروسا کرنے والون کو **فائدہ** اس مقام سے دو فائدے معمدہ نکلے اول یہ کہ بندہ گناہ سے کافر نہین ہوتا ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام یا بنی نہ فرماتے دوسرے چشم زخم حق ہے جسطرح ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین السحر حق والعین حق ولو کان شئ سبق القدر سبقتہ العین رواہ مسلم یعنے سحر حق ہے اور نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی پس جو لوگ کہتے ہین کہ آدمی کا زہر سانپ سے زیادہ ہے سچ ہے کیونکہ سانپ کا زہر دانتون مین ہے جب تک نزدیک آ کے نہ کاٹے زہر نہ لگے اور آدمی کا زہر آنکھون مین ہے کہ دور سے لگتا ہے اور یہ اثر غیر کے مخصوص نہین ہے بلکہ کبھون اپنی نظر بھی اپنی لگ جاتی ہے اور یہ اثر خالق لا یزال نے سب آدمیون کی نظر مین نہین رکھا ہے بلکہ بعضون مین ہے اور جسطرح نظر آدمی جوان بوڑھے واڑکے پر لگتی ہے اسی طرح جانور اور کھیتی باغ دولت اسباب پر لگ جاتی ہے اور اللہ جل شانہ نے علاج اسکا اپنے رسول مقبول کی زبان سے بیان کرایا ہے تاکہ خلقت کو فائدہ ہو چنانچہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس یا مال پر نظر لگنے کا وہم کرے تو وہ شخص اس آیت کو جو سورۂ نون مین ہے پڑھ کر تین بار دم کر دیا کرے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارہم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ہو الا ذکر للعالمین اور اگر کوئی چیز کسی کو پسند آوے مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان یا باغ یا اسکے سواے اور ہی کوئی چیز ہو تو چاہیے اُسی وقت کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اسکے کہنے سے اللہ تعالے نظر کی تاثیر ہونے نہین دیتا اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر بہت ہی سخت ہے تو اُسکو چاہیے کوئی چیز نہ دیکھا کرے اور اگر نظر پڑ جاوے تو کہے اللہم بارک علیہ اس

بیان ابن ہیتم جوزی

سے کلمے کے کہنے سے نظر اثر نہین کرتی اور صراط مستقیم مین لکھا ہی کہ شیخ ابو القاسم قشیری نے فرمایا ہی کہ ایک مرتبہ لڑکا میرا بیمار ہوا ایسا کہ قریب المرگ ہو گیا اتفاقاً مین نے حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور بیماری کی شکایت کی فرمایا کہ آیات شفا سے غافل ہو رہا ہی سو مین نے وہ چھون آیتین لکھکر پانی مین دھو اور وہ پانی بیمار کو پلایا اچھا ہو گیا اِس جگہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کی راہ چلے اور اپنی عقل کو دخل نہ دے کیونکہ عقل اس جگہ عاجز ہی اللہ و رسول کے اسرار کو معلوم نہین کر سکتی اور اگر کوئی فلسفی مشرب کہے کہ یہ علاج تو عقل مین نہین آتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ تو کیا اور تیری عقل کیا فائدہ اسی کا نام ہی جو عقل مین آوے دیکھ بعض ادویہ کو حکما بالخاصیت مفید جانتے ہین مثلاً سقمونیا کو مسہل کہتے ہین اور عقل کو مطلق دخل نہین دیتے اسی طرح اِس علاج کو بھی بالخاصیت مفید جاننا چاہیے اور بعض احادیث مین وارد ہی کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین دیکھا کہ وہ زرد ہوتا جاتا ہی فرمایا کہ افسون کرو اسکو جن کی نظر ہی اِس سے معلوم ہوا کہ جسطرح آدمی کی نظر لگتی ہی اسی طرح جن کی نظر لگ جاتی ہی اور یہ جو افسون کا ذکر حدیث مین آیا سو اِس سے وہ افسون مراد ہی کہ جسکے معانی معلوم ہون اگر معنی معلوم نہون تو وہ افسون درست نہین بلکہ اسمین خوف کفر ہی اگر کوئی شبہہ کرے کہ پہلی مرتبہ بھی بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصر کو ایک ساتھ گئے تھے سو پہلی مرتبہ کسواسطے نصیحت نہ فرمائی تو جواب یہ ہی کہ اول مرتبہ یہ لوگ مجہول الحال تھے کوئی نہ جانتا تھا کون ہین اب تو مصر کے لوگون نے بخوبی پہچان لیا کہ ایک شخص کے بیٹے ہین اِس سبب سے نظر کا خوف ہوا چنانچہ تفسیر شفقت قرآن القرآن مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ اما فی الکرۃ الاولے کانوا مجہولین تیسرا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ مہر پدری باوصف جور و جفا کے بھی باقی رہتی ہی چنانکہ جفا پر یہ قصہ دلیل ہی اور شفقت پدری نصائح سے ظاہر ہی چوتھا نصیحت کرنا بزرگون کو واجب ہی ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین الا ان الدین نصیحۃ پانچوان معلوم ہوتا ہی کہ ڈرنے مین فائدہ ہی اگر ایسا نہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادون سے نہ فرماتے چھٹوان یہ کہ تاجرون کو شہرون مین پوشیدہ جانا چاہیے اور اپنا کام بھی خفیہ کرنا چاہیے تاکہ محسود خلائق نہون ولہذا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین استعینوا علے حوائجکم بالکتمان و استعینوا علی قضاء حوائجکم بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود القصہ جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کنعان سے بعد قطع مراحل متصل مصر پہونچے تو انکو نصیحت اپنے والد بزرگوار کی یاد آئی اور وہ دو بھائی ایک ایک دروازے سے باتباع حکم پدر داخل ہوتے صرف بنیامین باب الشام پر تنہا رہ گئے انکا دوسرا بھائی کہان تھا جسکے ساتھ ہو کر دروازے سے نکلتے سو بیچارے غربت کے مارے سفر کی تکلیف

اٹھائے بے یار و مددگار متحیر زار زار رونے لگے اور کہنے لگے الٰہی مین کہان جاؤن کوئی میرا کلام نہین سمجھتا جس سے راہ پوچھون اور زیادہ تشویش کا سبب یہ تھا یعنی اوّل ملک غیر مین گئی نہین سفر کبھون کیا نہین دوسرے اپنی بے سرو سامانی کا خیال حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا ملال دیکھو کیا عنایت الٰہی ہوتی ہے اور کسطرح سے اللہ تعالی اپنی پیغمبر کی بات پوری کرتا ہے کہ بنیا مین تو یہان پریشان ہو رہے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ خواب دیکھتے تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیا اُسنے کہا کہ غریبون کا لباس سادہ پہن کر نقاب چہرہ پر ڈالکر ناقے پر سوار ہوا اور باب الشام پر نہایت جلد جا کہ تیرا بھائی بنیا مین وہان تنہا کھڑا ہوا رو رہا ہے فی الفور حضرت یوسف علیہ السلام اسی طرح بھیس بدل کر باب الشام پر پہونچے اور سلام علیک فرمائے زبان عبرانی مین بولے کہان سے آئے اور کہان کا ارادہ ہے بنیامین نے عبرانی مین کہا غلہ لینے آئے ہین کنعان سے اور عرض کیا یہان تو کوئی آدمی ہماری زبان نہین سمجھتا تمکو زبان عبری کہان سے معلوم ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تمھارے شہر مین بہت دن تک رہے ہین وہین یہ زبان سیکھی ہے بعد اُسکے ایک بازوبند یاقوت احمر کا عنایت کیا بنیامین نے لے لیا لیکن یہ نجانا کہ یہ زیور کیا ہے پھر فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تو ہم تمھارے بھائیون کے اُتارے کا مقام بتلادین چنانچہ اُسی دروازے سے دونون بھائی ناقے پر سوار داخل ہوئے سبحان اللہ العظیم کیا ہے اللہ نے اپنے نبی کے قول کا نباہ کیا ہے کہ حقیقی بھائی کو بھیجکر بنیامین کے ساتھ دروازے سے نکالا غرضکہ حضرت یوسف علیہ السلام باتین کرتے ہوئے بھائیون کے قریب کہ دروازے سلطانی پر سوار کھڑے تھے پہونچے اور بنیامین سے کہا کہ اب تم اپنے بھائیون مین جاؤ کہنے لگے کہ مین تمھارا ساتھ نچھوڑونگا کیونکہ میرا دل تمھاری طرف کھینچتا ہے فرمایا مین غلام ہون بلا حکم اپنے مالک کے تمسے موافقت نہین کر سکتا ناچار بنیامین بھائیون مین تشریف لیگئے لیکن بہت ہی خوش اور محظوظ تب بھائیون نے پوچھا کہ اے بنیامین ہمنے تجھکو کبھون خوش نہین دیکھا آج کیا ہے فرمایا کہ مجھسے ایک ناقہ سوار سے ملاقات ہوئی اُسنے عبرانی مین گفتگو کی اور ایک زیور مجھکو عنایت کیا تب یہودا نے کہا کہ وہ زیور میرے سپرد کرکہ اور کوئی نہ لیوے شمعون نے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے ہاتھ مین پہنا فی الفور غائب ہوگیا اور بنیامین کو پہونچ گیا تب شمعون نے کہا کہ زیور تو جاتا رہا بنیامین نے فرمایا کہ یہ ہے پھر اور کسی نے لیا تب بھی بنیامین کے پاس آگیا اسی طرح ہر ایک شخص نے لیا الا ایک کے پاس بھی نہ ٹھہرا **تنبیہ** ہرگاہ کہ عطیہ یوسف علیہ السلام پر کوئی لڑکا یعقوب علیہ السلام کا قادر نہوا تو شیطان مردود کس طرح سلب ایمان پر قادر ہوسکتا ہے کہ وہ عطیہ رحمان ہے روایت ہے کہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان مربع چالیس گز کا لنبا چوڑا نہایت مکلف بنوایا تھا اور اسمین حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیون کی تصویرین معہ حقیقۃ الحال جو کہ بھائیون نے حضرت کے ساتھ کیا تھا کھنچوائی تھین چنانچہ شمعون کی تصویر اسطرح تھی کہ چھری ہاتھ مین حضرت یوسف کا دامن پکڑے پہلو مین ذبح کرنے کو کھڑے تھے اور روبیل کی اسطرح تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام گویا کہ اُسکے دامن کو اپنی پناہ جانکر چھپتے ہین اور وہ مارتا ہی اسی طرح سب بھائیون کی تصویرین باحرکات شنیعہ کھنچی ہوئی تھین جب کہ یہ لوگ مصر مین پہونچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اُسی مکان مین اُتارا روبیل نے دیوار پر نظر ڈالی تو اپنا سارا حال معائنہ کرکے متحیر ہوا بھائیون نے کہا حیرت کا سبب کیا ہی بولا سارا حال ہمارا موجود ہی غرض سب لوگون نے دیکھا تو سب کے چہرے متغیر ہوگئے اور ان کا تغیر خوف سے تھا اور بنیامین کا رنج سے اور یہودا کو خوف و رنج دونون ہوا اور لاوی کو بھی خوف تھا الا بسبب اسکے کہ اسنے حضرت کو سب سے چھپا کے پانی پلایا تھا اُمید عفو رکھتا تھا بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ انکے واسطے کھانا لاؤ جب کھانا گیا تو کسی نے ہاتھ نہ ڈالا خادم شاہی نے سبب پوچھا بولے کہ ہم بہت بھوکے تھے لیکن جب سے اس مکان مین آئے ہین نہ بھوک ہی نہ پیاس اور رونے لگے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے رحم کرکے فرمایا کہ انکو اُس مکان مین لیجاؤ جہان ہم بیٹھتے ہین اور وہین کھانے کو لاؤ جب اُس مکان مین جا بیٹھے تو حضرت نے عنایات اور کرم کا دروازہ کھول دیا کہ خوف وغم جاتا رہا سب نے کھانا کھایا صرف بنیامین نے نہ کھایا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیون نہین کھاتے بولے کہ مین نے اپنے بھائی یوسف کی صورت دیوار پر کھنچی ہوئی اُس مکان مین دیکھی ہی سو اُمید رکھتا ہون کہ اگر بادشاہ مجھے اذن دے تو ایک ساعت وہین بیٹھون اور جی بھر کے روؤن بادشاہ نے اذن دیا اور اپنے خادم کے ساتھ اُس مکان مین بھیجدیا کہ بنیامین روتے ہوئے پہونچے اور تصویر یوسف کے قریب کھڑے ہوکے بہت روئے کہ بیتاب ہوکے گر پڑے اور حضرت یوسف اُسی خلوت خانے مین داخل ہوئے اور افرائیم کو بلا کے کہا تو جا کے اپنے چچا کے روبرو کھڑا ہو جو کچھ استفسار کرین عبری مین جواب دے اور اگر کہین تو کسکا بیٹا ہی تو کہدینا یوسف کا بیٹا حضرت یعقوب کا پوتا ہون اور جو یہ پوچھین کہ یوسف کہان ہین تو کہنا کہ یوسف وہی ہین جسنے تمکو اس مکان مین بھیجا ہی ولیکن یہ سر کسی اور سے ظاہر نکرنا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اسی قدر اجازت دی ہی غرضکہ افرائیم بنیامین کے پاس جاکے بیٹھے سو بنیامین کبھون انکی صورت دیکھنے اور کبھون تصویر یوسف اور سخت متعجب تھے کہ اِس صورت مین کچھ بھی فرق نہین ہی آخر رہا نگیا افرائیم سے کہنے لگے تو نے یہ صورت کہان سے اور کس سے پائی ہی افرائیم نے کہا اُسی صورت سے جسکو تم دیکھتے ہو بنیامین نے فرمایا تو

کون شخص ہے افرائیم نے عرض کیا کہ مین یوسف صدیق کا بیٹا ہون بنیامین نے کہا یہان بھی اس نام کا کوئی شخص ہے افرائیم نے کہا یوسف وہ ہین جو ابھی تمھارے پاس بیٹھے باتین کرتے تھے بنیامین بولے کہ میرا بھائی جو غائب ہے اسکا یہی نام تھا افرائیم نے کہا مین اسی باپ کا بیٹا ہون اور تمھارا بھتیجا ہون تاپان اس بات پر بنیامین خوشی سے اُچھل پڑے اور افرائیم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہا واشوقاہ یا قرۃ عینی وثمرۃ فوادی تو سچا ہے تیرے بدن سے میرے بھائی محبوب کی بو آتی ہے اب جلد جا اور اپنے باپ سے کہہ کہ مجھ تشنہ دیدار کو جلد تر سیراب فرمائین کیونکہ انتظار کی حد گذر گئی اور فرصت غنیمت ہے کہ فرصت وقت نگہدار کہ سود سے نکند * نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند * افرائیم نے سارا حال حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ اُنکو یہان لاؤ اُسی وقت افرائیم بنیامین کو خلوت خانہ مین لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گلے سے لگایا اور بہت روئے اور کہا یا قرۃ عینی یا بنیامین انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون یعنے مین تیرا بھائی ہون سو غمگین نہو اُن کامون سے جو کرتے رہے ہین یہ کلام حضرت یوسف علیہ السلام نے اسواسطے فرمایا کہ اس بھائی کو آرزو سے بلوایا تھا تو اورون کو حسد پیدا ہوا اس سبب سے راہ مین ہر بات پر جھڑکتے اور طعنہ دیتے تھے اسلیے حضرت نے تسلی کردی اور اسوقت بنیامین پر ایک حالت طاری ہوئی کہ غایت فرح اور شادی سے از خود ہوا اور مشاہدہ جمال محبوب مین غائب تھے سے محرم آن لحظہ کہ مشتاق بیارے برسد * آرزومندنگارے بنگارے برسد * قیمت گل شناسد مگر آن فاختہ * کہ خزان دیدہ بود بس بہارے برسد * عزت وصل نداند مگر آن سوختہ * کہ پس از دوری بسیار بیارے برسد * پھر جب بنیامین کو ہوش آیا تو حضرت یوسف نے باپ کا حال پوچھا بنیامین نے کہا اُنکا حال از بس سقیم ہے اور آنکھین روتے روتے سفید ہوگئی ہین اور اب سواے تمھاری ملاقات کے اور کسی بات کی خواہش نہین ہے پھر بہن کا حال پوچھا بنیامین نے قسمیہ کہا کہ اُسنے بائیس ۲۲ برس تک سواے سیاہ کملی کے اور کوئی کپڑا نہین پہنتا اور اب بھی رویا کرتی ہے اور ہر روز شارع عام پر کھڑی ہوکے مسافرون سے تمھاری خبر پوچھا کرتی ہے یہ حالت سنکر حضرت یوسف بہت روئے پھر فرمایا کہ اے عزیز از جان تو نے نکاح کیا ہے غرض کہا کہ ہان تین لڑکے بھی ہین فرمایا کیا نام ہے بولے ایک کا نام دم اور دوسرے کا ذیب تیسرے کا یوسف فرمایا کہ ایسے نام کیون رکھے عرض کیا جب دم کو دیکھتا ہون تو تمھارا خون جو تمھارے کرتے سے لگا کر باپ کو دکھلایا تھا یاد آتا ہے اور جب ذیب کو دیکھتا ہون تو وہ بھیڑیا جسکو پکڑ لائے تھے یاد آجاتا ہے اور جب یوسف کو دیکھتا ہون تم یاد آتے ہو بعد اس گفتگو کے حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے بھائیون کے پاس جاؤ تب بنیامین نے

عرض کیا کہ مجھکو آپ کسلیے اپنے پاس سے جدا کرتے ہین مین تو چالیس برس سے روتا ہون فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہے
کہ تمکو اپنے پاس رکھون اور اُسکی تدبیر یہ ہے کہ تم پر چوری کا حیلہ لگا وون بنیامین نے کہا بہتر مجھکو کسی طرح
عذر نہین ہو افعل ما تشاء پھر بنیامین بھائیون کے پاس گئے بھائیون نے اِنکا چہرہ بشاش دیکھکر منہہ
پہچانا بلکہ اثر نور یوسفی سے آنکھین جھپک گئین اور کہنے لگے کہ تو کون ہے کہا انا اخوکم بنیامین کہنے لگے کسنے
متغیر کر دیا اے بنیامین تیرا البشرہ فرمایا کہ سواے اللہ کے اور بھی کوئی بدلنے والا ہے آج مین نے
اپنے بھائی یوسف کی صورت اس صورتخانہ مین دیکھی تو سب اندوہ و کدورت میرے دل سے جاتی رہی اور
بعض محققین مفسرین اس معاملے کو یون بیان کرتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سوار
خبر کے واسطے کنعان کی راہ پر بٹھلا دیا تھا کہ جب اولاد یعقوب علیہ السلام کی آمد معلوم ہو تو مجھکو خبر کر دینا
چنانچہ یہ لوگ جب مصر کے دروازے پر پہونچے تو خبردار نے حضرت کو خبر کی حضرت نے مکان کو آراستہ
کیا اور خود نقاب ڈال کے بیٹھے اور بنیامین و غیرہ عتبہ علیہ پر آئے کسی نے حضرت یوسف کو خبر نکی ناچار بنیامین
نے دربانون سے کہا کہ اولاد یعقوب کب تک دروازے پر کھڑے رہے دربان نے حاضر ہوکر حضرت
یوسف علیہ السلام سے کہا حضرت نے سب کو طلب کیا جب روبرو آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام
بہت روئے حاضرین کو گمان ہوا کہ بادشاہ انسے ناراض ہین اور یہ لوگ بھی ڈرے تب حضرت نے
بہت عنایت کی اور ترجمان کی معرفت ارشاد کیا کہ تم کنعانی ہو تمھین دعوی کرتے تھے کہ ہمارا باپ
پارسا ہے بولے کہ ہم کنعانی ہین اور اُس بھائی کو ساتھ لائے ہین تب بنیامین نے ترجمان کو عنایت نامہ
حضرت یعقوب علیہ السلام کا دیا اُسنے یوسف کو پہونچایا مہر مبارک صحیفہ عنایت پر دیکھکر بہت روئے
اور محلسرا مین اٹھ گئے اور نوازشنامہ پڑھکر اور بھی روئے اور بیٹیون سے فرمایا کہ یہ عنایت نامہ میرے
باپ کا ہے اور یہ لوگ تمھارے چچا ہین پھر باہر تشریف لائے اور بنیامین کو دیکھا تو اِنکے تمام کپڑون پر
یوسف یوسف لکھا تھا فرمایا کہ تمنے اپنے کپڑون پر یہ نام کیون لکھا ہے بنیامین نے کہا میرا ایک بھائی تھا
یوسف وہ جنگل سے گم ہو گیا سو مین نے اپنی تشفی کے واسطے اُسکا نام لکھ لیا ہے اور سارا قصہ بالاجمال
بیان کر گئے حضرت چپکے رہے اور ارشاد کیا کہ چھ خوان کھانے کے لاؤ جب خوان آئے تو فرمایا دو بھائی
حقیقی ایک ایک خوان پر بیٹھ کر کھائین پانچ پر دس بھائی بیٹھ کر کھانے لگے بنیامین تنہائی سے رونے لگے
بادشاہ نے سبب پوچھا بنیامین نے کہا اے بادشاہ مجھکو اپنا بھائی یاد آتا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو مین بھی اُس سے
ملکے کھاتا حضرت نے فرمایا کہ اِسکا خوان میرے پاس لاؤ اور بنیامین سے فرمایا کہ مین تیرا بھائی ہون
تو میرے ساتھ آ کے کھانا کھا چنانچہ نقاب ڈالے ہوئے حضرت نے اپنے ساتھ کھلایا منتقل ہے کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک تل تھا وہ بنیامین کی نظر پڑ گیا پھر رونے لگے تب بادشاہ نے فرمایا
کیون روتے ہو بولے کہ حضور کے ہاتھ پر ایک تل ہو اسی طرح کا تل میرے بھائی کے ہاتھ مین تھا سو اسکو
دیکھکر مجھے رونا آیا اس بات پر حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت روئے اور فرمایا کہ غم مت کر شاید
اللہ جل شانہ تیرا بھائی تجھسے ملا دے اور کمال تسلی اور دلاسے سے کھانا کھلا کے رخصت فرمایا جب
بھائیون کے پاس بنیامین پہونچے تب حضرت نے ترجمان سے فرمایا کہ انسے پوچھ تمھارا بھائی جنگل مین
کسطرح ضائع ہوا بنیامین نے کہا میرے بھائی کو یہ دسون بھائی جو حاضر ہین باپ سے مانگ کے سیر کے
بہانے جنگل مین لیگئے شام کو کرتہ خون آلودہ باپ کو دکھایا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ کرتہ بھی میرے پاس
موجود ہی ترجمان نے کرتہ لیکے حضرت کو دیا حضرت نے خون دیکھکر فرمایا کہ یہ خون آدمی کا نہین بکری کے
بچے کا ہی بنیامین نے اسکا کچھ جواب نہ دیا مگر اور لوگون نے کہا کہ چالیس برس اس معاملے کو گذرے ہین
خون کا رنگ بدل گیا ہی تب حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا کہ آدمی کو کھا گیا اور
پیراہن سالم چھوڑ گیا بعد اسکے فرمایا کہ مین نے سنا ہی تمھارے گروہ مین ایک شخص کی آواز ایسی ہی کہ اسکے
عورتون کے حمل گر جاتے ہین وہ کون ہی یہودا نے کہا مین ہون اور پھر فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہوا ہی کہ ایک
شخص ایسا ہی جو شیر کو پھاڑ ڈالتا ہی اور بڑے درخت کو اکھاڑ لیتا ہی وہ کون ہی شمعون نے کہا مین ہون
حضرت نے فرمایا کہ تم دونون وہان تھے یا نہین بولے ہم بھی تھے فرمایا کہ بھیڑیے سے حقیقی بھائی نہ چھینا گیا
شرمندہ ہوئے اسی طرح دسون بھائی سے سوالات فرمائے کہ سب ندامت سے سر بگریبان ہو کے
خوف سے کانپنے لگے بعد اسکے بنیامین کو پاس بلایا اور سب سے پوشیدہ چھپا کر گلے سے لگا لیا اور نقاب
اٹھا دی قریب تھا کہ بنیامین خوشی سے نعرہ مارین حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا سکوت کر ابھی تک
وقت نہین آیا ہی کہ مین اپنے آپ کو ظاہر کرون بعد اسکے باپ کا حال پوچھا **فائدہ** جسطرح حضرت یوسف
علیہ السّلام نے بنیامین کو علٰحدہ کر کے سارا حال پوچھا اسی طرح خداوند تعالےٰ قیامت کے دن بندہ
مومن کو علٰحدہ کر کے پوچھے گا تاکہ اور کوئی خبر نپاوے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیون کے
اونٹ غلّے سے بھر دیے اور بنیامین کے اونٹ مین ایک پیمانہ بلوری یا طلائی یا نقرئی پایا قوت احمر کا
بادشاہ کی پیاس کا پیا ہوا تھا یا غلے کے تولنے کا تھا رکھوا دیا جب ان لوگون نے اول منزل کی تو سوار دوڑا کے
بھیجا کہ قافلۂ شام کو روکو اور انکے اسباب مین پیمانہ تلاش کرو سوارون نے پکڑا چنانچہ ارشاد ہوتا ہی

فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية في رحل اخيه ثم اذن مؤذن ايتها العير انكم لسارقون قالوا واقبلوا عليهم ماذا تفقدون

قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعير وانا به زعيم قالوا تالله لقد علمتم ما جئنا لنفسد في الارض وما كنا

سارقین ہیئے جب تیار کر دیا انکو اسباب انکا لدوا دیا پیئے کا باسن بوجھ مین اپنے بھائی کے
پھر کہا پکارنیوالا اے قافلہ والو تم تو چور ہو کہنے لگے منہ کرکے انکی طرف تم کیا نہین پاتے بولے
ہم نہین پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو لاوے اوسکو ایک بوجھ اونٹ کا ملے اور مین ہون
اسکا ضامن کہنے لگے قسم اللہ کی تمکو معلوم ہے ہم شرارت کرنے کو نہین آئے ملک مین اور نہ ہم
کبھی چور تھے محققین کہتے ہین یہ تمام منادی نے اپنی طرف سے کہا تھا اگر اسار قون حضرت یوسف
نے اجازت نہین دی تھی اور بعض کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے یہ سخن تعریضاً منادی سے کہلوایا
اور تاویل یہ تھی کہ تم چور ہو کہ یوسف کو باپ سے چرا کر لیگئے اور بیچ ڈالا اور اسمین کچھ بھی جھوٹ
نہین ہے تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ اس مقولہ کا سبب کہ ہم فساد اور چور نہین ہین یہ ہوا کہ جب یہ لوگ
کنعان سے آئے تھے تو اپنے اونٹون کے منہ باندھ دیئے تھے تاکہ کھیت نہ کھاوین اور شاخ
درخت نہ توڑین اور وہ اسباب جسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے پھیر دیا تھا لیئے آئے تھے
اور کہتے تھے شاید یہ اسباب بھولے سے غلہ مین رہ گیا ہو سو ہمکو حرام ہے اور یہ لوگ ان سب
باتون سے واقف اور انکی امانت اور تقوی سے خبردار تھے سوان لوگون کو مطلع کیا کہ ہر گاہ تم لوگ ہمارے
تقوی اور صلاح سے واقف ہو پھر تہمت چوری کی ہمپر کسطرح لگاتے ہو ہم تو مفسد اور چور نہین ہین غرضکہ سوارون نے کہا
ہم تو تمکو چور نہین کہتے ہین مگر تم سے پوچھتے ہین کہ اگر کسی نے پیمانہ چرایا ہو اور کسی کی خرجی سے نکلے فما جزاءہ ان
کنتم کاذبین یعنی کیا سزا ہے اسکی اگر تم جھوٹے ہو قالوا جزاءہ من وجد فی رحلہ فھو جزاؤہ کذلک نجزی الظالمین
یعنی بولے اسکی سزا یہ ہے کہ جسکے بوجھ مین پایا جاوے وہی جاوے اسکے بدلے مین ہم تو یہی سزا دیتے ہین
گنہگارون کو **فائدہ** شرع ہمارے دین مین چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام
کے یہان چور سال بھر تک مالک مال کے گھر رہتا تھا اور غلامی کرتا تھا اور بادشاہ مصر کا شاید یہ حکم تھا
کہ چور کو مارین اور دو چند مال سے وصول کرین یہ آئین بادشاہ تھا سوان لوگون نے اپنے دین کا حکم
بتلایا تاکہ قتل سے بچ جاوین بالجملہ سوارون نے سب لوگون کو حاضر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام
نے پہلے اور بھائیون کی خرجیان کھلوائے ہمین کچھ بھی نہ نکلا تب ارشاد کیا کہ انکو چلنے دو چنانچہ ارشاد
ہوا فبدأ باوعیتھم قبل وعاء اخیہ یعنی پھر شروع کیا یوسف نے انکی خرجیان دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے
پہلے اسوقت کھولنے والون نے کہا کہ اب اس بیچارہ کی خرجی دیکھنا ضرور نہین ہے کیونکہ یہ معلوم ہوا ہے
کہ انمین ایسی دلیری نہین کی ہوگی یہودا وغیرہ بول اٹھے کہ جو ہمارے بوجھ کھولے گئے ہین تو اسکا
بھی کھلوا جاوے کیا یہ ہم سے بزرگی مین زیادہ ہے ہر چند ملازمین شاہی نے انکار کیا پر یہودا وغیرہ ۲۰

سنے واسطے رفع تہمت کے نہایت اصرار کیا ناچار بنیامین کا بوجھ بھی کھولا گیا تو پیمانہ اسکے غلے میں نکلا
کما قال ثم استخرجہا من وعاء اخیہ تب شرمندہ ہوئے مگر بنیامین خوش تھے فقالوا ان یسرق فقد سرق
اخ لہ من قبل یعنے کہنے لگے اگر اسنے چرایا ہو تو کچھ تعجب نہیں کہ اسکے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی بعد اسکے
سخت شرمندہ اور سرنگون ہوئے بعد ایک لحظے کے بنیامین سے کہنے لگے کہ اے بنیامین تیرا باپ امین
روحانیان اور ہمنشین آسمانیان ہے تجھکو شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسی خیانت رذیلہ سے اپنا دامن عصمت
آلودہ اور خاندان رفیع الشان کو بدنام کیا اور بنیامین ہر چند بمبالغہ فرماتے تھے کہ میں اس حال سے واقف
نہیں ہوں مگر وہ لوگ عتاب و خشم سے باز نہ آتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تو نے نہیں چرایا تو کسنے پیمانہ تیری
خرجی میں رکھا بنیامین نے کہا شاید اس شخص نے رکھ دیا ہو جسنے اول تمہارے بوجھوں میں تمہاری بضاعت
پوشیدہ رکھ دی تھی روبیل نے کہا کہ بنیامین سچا ہے معلوم نہیں کہ عزیز مصر کو اس پردے میں کیا منظور ہے
فائدہ یہ جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا فقد سرق اخ لہ من قبل سو غالباً دو باتوں کا خیال آیا ہوگا
نہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسی حرکت کبھوں نہوئی تھی جسکا طعنہ دیا ایک یہ کہ حضرت یوسف
علیہ السلام کی نانی کے پاس ایک بت تھا سونے کا اسکو حضرت نے لیکے زمین میں دفن کر دیا یا
توڑ ڈالا تا کہ اسکی پرستش سے باز رہے ہذا مروی سعید ابن جبیر سو یہ چوری کاہیکو تھی بلکہ سینہ زوری کہ بچے گناہ سے
نانی کو منع کرتے تھے چوری تو تب تھی کہ اسکو لے کے اپنے صرف میں لاتے جیسا روبیل وغیرہ نے حضرت یوسفؑ کے ساتھ کیا
دوسرے محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرتؑ کو انکی پھوپھی نے پرورش کیا تھا حضرت یوسفؑ فی الجملہ ہوشیار ہوئے تو حضرت
یعقوبؑ نے چاہا کہ اب میرے پاس رہیں پھوپھی کو حضرت یوسف سے محبت زیادہ تھی مفارقت انکی گوارا نکر سکیں
تب حضرت اسحاق کا پٹکہ کمر سے باندھ دیا اور انکے رہنے کے واسطے یہ حیلہ ٹھہرا کے تلاش کرنے لگیں اور
ڈھونڈھتی ہوئیں حضرت یعقوب کے گھر میں چلی آئیں وہیں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس
پہونچے تھے کہ انکی پھوپھی نے آکے پٹکے کی تلاش شروع کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا سو
موافق حکم اس دین کے ایک سال اور پھوپھی کے پاس رہے میں کہتا ہوں بھلا اسمیں کیا چوری
تھی حضرت یوسف علیہ السلام تو اس بات سے واقف بھی نہ تھے پھوپھی نے اپنی خوشی سے آپ
باندھ دیا تھا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فقیر سائل آیا حضرت یوسفؑ نے ایک بیضہ مرغ اپنے گھر
سے لیکر بلا اطلاع یعقوب اسکو دے آیا اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک مرغی حضرت یعقوبؑ کی
سائل کو عنایت کر دی تھی کذا فی المعالم حقیقت یہ ہے کہ ان صاحبزادوں کی باتیں حضرت یوسف کے باب
میں اسی طرح کی ہوتی تھیں یعنے حسد کے سبب سے جو بات کہتے تھے اسکا سر پاؤں نہوتا تھا اور حضرت

یوسف کی طرف دیکھ کر یا یوسف ایسی ایسی تہمت اور ظلم کے ہاتھ سے فرمانے لگے اپنے جی مین اور انکو
نہ جتایا کہ انتم شر مکانًا واللہ اعلم بما تصفون یعنے تم از روے قدر و مرتبہ کے بدتر ہو سب مین اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم باتین
بناتے ہو یعنی تمنے باپ سے چرا کے مجھے مارنے کا ارادہ کیا اور کنوئین مین ڈالا اور جب قافلے کے
لوگون نے نکالا تو فریب کیا اور جھوٹا دعوی غلامی کر کے بیچ لیا اور بیچ ڈالا اور باپ سے وہ فریب کیا
جو کسی نے بھی نہ کیا ہوگا مثل مشہور ہے کہ پرائی پھولی اپنے جی مین اپنا عیب نہین تہارتے تنبیہ اس قصہ
مین کئی فائدے ہین اول یہ کہ حیلہ بیگناہ جائز ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے
ساتھ کیا اور انکی پھوپھی نے انکے واسطے کیا اور ہمارے دین مین بھی بہت حیلے ہین جیسے حیلت ابطال
خلع و استبرا و زکوۃ وغیرہ مین قطع نظر اسکے یہ بات بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے سکھلائی تھی
چنانچہ فرماتے ہین کذلک کدنا لیوسف ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ یعنی یون
داؤ بتایا ہمنے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے انصاف مین مگر جو چاہے اللہ
دوسرا یہ کہ حیلہ کرنا زور اور حکومت سے بہتر ہے کیونکہ حضرت کو قدرت تھی اگر چاہتے تو بنیامین کو
بزور لے لیتے مگر بلحاظ بدنامی ایسا نہ کیا کہ اسمین نام زبان ہوتا گو واقع مین انکو بنیامین سے زیادہ تر قرابت
تھی کہ اورون کو ہرگز نہ تھی تیسرا یہ کہ آدمی کو ملامت زبان سے اتقا اپنا ضرور ہے گو کہ مباح بھی ہو حدیث
مین آیا ہے ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح چوتھا اخیار کو اشرار
کی صحبت سے پرہیز واجب ہے تاکہ تفضحنی واتقوا مواضع التہم وراست اسکے سبب بلا آتی ہے تو اچھے برے مین
دنیا کے مین تمیز نہین رہتی اولاد یعقوب کے ہمراہ اور بھی مردم شام تھے مگر مؤذن نے یہی آواز
دی ایتہا العیر انکم لسارقون حالانکہ اورون کو اصلا بچانے سے واسطہ نہ تھا اگر کوئی کہے کہ جب حضرت
یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھا کہ میری مہاجرت سے یعقوب علیہ السلام کو غم والم از بس ہے تو بانیہ
بنیامین کو قید کیا اور اس جہت سے حضرت یعقوب کو رنج دو بالا ہوا اول یہ بات ظاہرا عقوق والدین
مین داخل ہے دوسرے قطع صلہ رحم اور قلت عنایت و شفقت بھی اس فعل سے ظاہر ہے کیونکہ
ایسی بات حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے اہتمام سے فرمائی جواب یہ ہے کہ جو کچھ واقع ہوا سب
بامر الہی و وحی حضرت باری تھا تاکہ یعقوب کو رنج زیادہ ہو اور اجر و ثواب المضاعف ملے اور درجے
آخرت مین بڑھین دوسرے یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت یوسف بنیامین کو از روے قواعد و ضوابط مذہبہ سلطان مصر
قید نہین کر سکتے تھے مگر خداوند تعالے نے بھائیون کی زبان سے چور کی سزا وہ بیان کرائی جو کہ
موافق مراد و مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑ گئی کہ انکا مطلب حاصل ہوگیا مقام الشہر

مین لکھا ہی کہ کید اس مقام پر جزا ء کید ہو یعنے جیسا بھائیون نے ابتدا ئہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا ہمنے اُنکے ساتھ کیا و قد قال یعقوب فیکید والک کیداً فکدنا لیوسف فی امرہم اور کید جانب خلق سے بمعنی حیلہ ہی اور از جانب خدا تدبیر بالحق اور بعض کے نزدیک کدنا بمعنی الہمنا اور بعضے بمعنی دبرنا اور بعضے بمعنی امرنا اور بعضے بمعنی اردنا بیان کرتے ہین آلغرض جب روئیل وغیرہ کی زبان سے سزاے چور سے علے رؤس الاشہاد غلام بنانا ثابت ہوا تو بنیامین پکڑے گئے تب اولاد یعقوب نے کہا یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیراً فخذ احدنا مکانہ انا نراک من المحسنین یعنے اے عزیز اسکا ایک باپ ہی بوڑھا بڑا سو رکھ لے ایک کو ہم مین سے اُسکی جگہ ہم دیکھتے ہین تو ہی احسان والا ہی کیونکہ غلہ تو نے ہمکو بلا قیمت دیا اور ہماری دعوت بخوبی فرمائی خواہ یہ بات کہ اگر تو ایسا کرے تو احسان ہوگا آنجناب نے فرمایا کہ ہم بے انصاف نہین ہین کہ غیر مجرم کو مجرم قرار دیوین یا کہ مجرم کے مقام پر دوسرے کو رکھین اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین پر تہمت سرقہ لگا کر انکو پاس بلوا لیا کیا تو بھائی اُنکے نہایت متردد ہوئے اور اس خیال مین پڑے کہ باپ سے وعدہ حتمی از روے قسم کر کے بنیامین کو لائے تھے اب کچھ بات بن نہین آتی چلو پھر عزیز کی خدمت مین حاضر ہون چنانچہ صلاح کر کے پھر آئے اور کہا اے عزیز بنیامین کا باپ نہایت ضعیف البدن کثیر الشان عظیم القدر ہی اللہ کا پیغمبر ہی ہمنے اُس سے عہد کیا ہی کہ بنیامین کو صحیح و سالم تمہاری خدمت مین لاوینگے اور خداے تعالے کو اس عہد و پیمان پر کفیل گردانا ہی اگر اسکو ساتھ نہ لیجاوینگے تو قطع نظر خیانت و بے غیرتی کے باپ کو کیا منہہ دکھلاوینگے اور اللہ کو کیا جواب دینگے سو ہمکو یہ امید ہی کہ آپ ہمارے حال پر اختلال پر نظر عنایت مبذول فرماکے بجاے اُسکے جس کسی کو ہم مین سے چاہیے رکھ لیجیے کہ ہمین آپکی غرض کہ خدمت ہی نکل گئے اور ہم دونون جہان مین سرخرو ہونگے فرمایا مین کسی دوسرے کو خلاف قاعدہ بندگی مین نہین رکھ سکتا مین تو وہ کام کرتا ہون جو پیغمبرون کی شریعت مین درست ہی اور جو بات اُسکے خلاف ہی وہ ظلم ہی اور مین نے تمہارے بھائی کو تمہاری شریعت کے مطابق رکھا ہی اور تمکو مین اصلا آزار اور تکلیف نہین دیتا ہون تم رخصت ہو چین سے اپنے وطن کو جاؤ کیون ناحق بلا مین پڑتے ہو ایک بھائی گیا تو گیا تب تو روئیل کہ سب مین بزرگ تھا خفت ہو کر روبرو آیا اور دستور یہ تھا کہ جب اسکو غصہ آتا تو بال بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کپڑون سے باہر نکل آتے تھے پھر اس حالت مین اگر آواز کرتا تو سامعین کے پتے پھٹ جاتے تھے اور غضب کم نہوتا تھا جب تک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے کوئی شخص ہاتھ اُسکی پشت پر نہ رکھے سو جب اُسنے غصے مین آکر کہا اے عزیز مین آواز کرتا ہون

سننے والے مرجاوینگے اور حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کی کیفیت سے واقف تھے اسلیے
آنجناب سنے بمقتضاے الحرب خدعۃ چرب زبانی سے فرمایا کہ روبیل بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا جب اتنی فرصت ملی
تو حضرت یوسف نے افرایم کو اشارہ کیا اُسنے آہستگی سے اپنا ہاتھ پشت روبیل پر مل دیا کہ غصہ اُسکا فرو
ہوگیا اور حضرت یوسف نے فرمایا مین نے تمہارے بھائی کو تمہارے حکم کے موافق لیا ہی ہرگز واپس
نکرونگا جو تمہارا جی چاہے سو کرو روبیل نے ارادہ کیا کہ آواز کرون آواز ہی نہ نکلی سخت متحیر ہوا اور خیال
کیا کہ غالبًا کوئی شخص آل یعقوب سے اِس مجلس مین ہی اور داہنے بائین اپنے بھائیون کو دیکھا کوئی نظر نہ آیا
ناچار باہر آیا اور اپنے بھائیون سے پوچھا تم مین سے کسی نے میری پشت پر ہاتھ رکھا تھا بولے کسی نے
نہین رکھا فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا یعنے جب مایوس اور ناامید ہوئے اُس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو
بڑے بھائی نے کہا ہم تو اس سرزمین سے نہ جاوینگے جب تک ہمارا باپ نہ بلاوے یا اللہ حکم نہ کرے
اور بعضے بولے کہ یہ بادشاہ ہی اہل مملکت اسکے اکثر بت پرست ہین اور ارباب شرک
کو چندان قوت نہین ہوتی ہی سو ہم اُنسے باعانت حق و امداد غیبی محاربہ کرینگے اور اپنے
بھائی کو بغلبہ و استیلا چھین لینگے یہودا نے کہا بادشاہ نے بنیامین کو محبس مین بھیجا ہی اور
مین دروازۂ زندان پر جاتا ہون ہاتھ پکڑ کے لیے آتا ہون جو کوئی مقابلہ کریگا قتل
کرونگا روبیل نے کہا اگر یہ منظور ہی تو مین بادشاہ اور اُسکے اعوان کو کافی ہون
شمعون بولا مین ساری فوج سے مقابلہ کر سکتا ہون یہودا نے کہا مین بازار شہر
مین جاتا ہون تم ہتھیار باندھے تیار رہو جسوقت مین نعرہ مارون اور ساکنانِ
مصر بیہوش ہو جاوین تم لوگ تلوار پکڑو اور جو کوئی مقابلہ کرے اُسے مار لو
چنانچہ یہودا باہر نکلا یہ خبر حضرت یوسف علیہ السلام کو پہونچی آپ نے سب کو طلب
کیا اور اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے اولاد یعقوب تمکو معلوم ہی کہ مین نے تمہارے
ساتھ کچھ برائی نہین کی بلکہ جو مراتب احسان اور تفضلات کے تھے سب ادا کیے مگر تمہارے بھائی
سے خیانت ظاہر ہوئی اُس سے مجبور ہون تسپر بھی بحکم تمہاری شریعت کے اور تمہارے فتوی دینے
سے اُسکو رکھتا ہون اور یہان کے روش کے موافق عمل نہین کرتا ورنہ مار ڈالتا اب مین نے
سنا ہی کہ تم لڑائی کا ارادہ رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ بغلبہ و استیلا اُس بھائی کو لیجاؤ غالبًا
تمہارا گمان یہ ہی کہ قوت و قدرت سواے ہمارے کسی کو نہین ہی اور اُسوقت حضرت یوسف
علیہ السلام بالاے فرش کھڑے تھے کہ وہ فرش تمام سنگ سخت کا تھا آپ نے ازروے

غضب ایک قدم سے ٹھوکر ماری کہ تمام فرش ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پتھر اُسکے زیر قدم ریزہ ریزہ ہو گئے اور فرمایا اے اولاد یعقوب تم اپنی قوت اور جلادت پر مغرور ہو رہے ہو اگر تمکو انبیا اور صلحا سے نسبت نہوتی تو ایک آواز میں خاک برابر کر دیتا اور معالم التنزیل میں لکھا ہی کہ اول روبیل غضب میں آیا اور اُسنے ایک آواز تند حضرت یوسف علیہ السلام پر کی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب سمیت تخت شاہی سے اُٹھکر گردن میں ہاتھ ڈالکر زمین پر ڈال دیا اور فرمایا کہ اے کنعانیون تمکو اپنے زور کا بڑا گھمنڈ ہی اور میں نے ایک اپنا زور تمکو نہیں دکھلایا اور فرمایا کہ میری قوت کے روبرو تمھاری طاقت کی کیا حقیقت ہی جو تم مغرور ہو رہے ہو روبیل نے کہا میں پہاڑ کو اٹھا لیتا ہون اور تین دن تک اپنے ہاتھون پر لیے کھڑا رہتا ہون اور شمعون نے کہا میں ایک دھلے میں شتر شتر شیرون کو پھاڑ ڈالتا ہون اور یہودا نے کہا میں آواز ایسی کرتا ہون کہ پہلی آواز میں حمل گر جاتے ہیں دوسری سے آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں تیسری میں روح بدن سے مفارقت کر جاتی ہی اسی طرح سب نے اپنی اپنی صفات قوت ظاہر کیں سب بیان کر کے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حکایتیں ہیں تمھاری طاقت میرے زور کے سامنے کیا حقیقت ہی اگر میں ایک آواز کرون تم سب غش میں آجاتے ہو بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک آواز تند انپر فرمائی کہ سب بیہوش ہو کے گر پڑے جب ہوش میں آئے تو رونے لگے حضرت یوسف نے کچھ جواب نہ دیا صرف یہ فرمایا کہ انکو باہر لیجاؤ جب باہر آئے تو کہنے لگے اے بھائیو بادشاہ مصر کو یہ شوکت اور جلادت کہاں سے آئی یہ تو مخصوص اولاد یعقوب کو ہی نہیں معلوم کیا معاملہ ہی مگر یہ خوب معلوم ہو گیا کہ غلظت اور درشتی سے کام نہ چلیگا اب کنعان کو چلو روبیل یا شمعون یا یہودا نے کہا اے بھائیو دل میں سوچ لو کہ تمھارے باپ نے عہد خدا اور باپ بنیامین لیا تھا اور جو کچھ قصور یوسف کے حق میں ہوا ہی وہ تو جانتے ہو اور اب بنیامین کو قید میں چھوڑے جاتے ہو میں تو یہاں سے نجاؤنگا جب تک میرا باپ طلب نہ کرے یا اجازت دے کہ مصریون سے انتقام لون یا اللہ حکم کرے کہ بزور شمشیر اپنے بھائی کو لون یا قوت دے بالجملہ یہودا مصر میں رہا اور شمعون نے کہا میں بھی نجاؤنگا وہ بھی رہا **نکتہ** آیہ یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا میں کئی فائدے ہیں اوّل یہ کہ حاجتمند کو چاہیے کہ حاجت روا کی تعریف کرے بعد اسکے اپنی حاجت مانگے دوسرا یہ کہ بوڑھے آدمی کی قدر سب ادیان میں بہ نسبت اورون کے

زیادہ ہی لہذا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے کلمہ عام شیخا کبیرا فرمایا کہ مسلمان
اور کافر دونون قبول کرتے ہین اگرچہ شان نبوت بالاتر تھی سب شانون سے الا کافر ہرگز
نہین مانتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ سلاطین اور امرا کے دربار مین بھی بوڑھون کی منزلت ہی
بلکہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہی تو ملائکہ اسکی شکل پہچانتے ہین چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام
فرماتے تھے کہ اذا بلغ الرجل الی ستین عرفہ الملائکۃ یعنے آدمی جب پہونچا ساٹھ کو ملائکہ نے
اسکو پہچانا اور ایک بات اور بھی ہی کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جو مومن بڑا بوڑھا ہوجاتا
اسلام مین تو خداے تعالے اسکو صبح اور شام بنظر رحمت دیکھتا ہی اور فرماتا ہی کہ
اے میرے بندہ اب تیری عمر بہت ہوئی اور تیرا بدن ضعیف ہوا اور تیرا چمڑا ڈھیلا ہوگیا
سو تیرے عذاب سے مجکو شرم آتی ہی پس اب تو بھی مجھسے حیا کر ؎ نہین ہی اب وقت
شور و مستی قد خمیدہ سے ٹک حیا کر ؎ بتون کا بندہ رہیگا کب تک خدا خدا کر خدا خدا کر
اور بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ بوڑھا آدمی اپنی قوم مین ایسا ہی جیسے
نبی اپنی اُمت مین روایت ہی کہ شب معراج مین ارواح انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین
بصورت اجساد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئین اور سب نے
آنحضرت کو گلے سے لگایا الا ایک پیغمبر تشریف نہ لائے دور سے نظر آتے تھے تب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین بولے کہ
شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام ہین انھون نے بھی درگاہ الٰہی سے اجازت
حضوری چاہی تھی الا انکو حکم ہوا کہ تم نجاؤ اور آپ کو ارشاد ہی کہ آپ تشریف لیجایئے
کیونکہ یہ بوڑھے ہین نہ اس سبب سے کہ آپ سے افضل ہین بخاری اور مسلم مین عبداللہ
ابن عمر سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مجکو خواب مین معلوم ہوا کہ مین ایک
مسواک کرتا ہون پھر دو شخص آئے ایک انمین دوسرے سے بڑا ہی سو مین نے وہ
مسواک چھوٹے کو دی تو مجھسے کہا گیا کہ بڑے کو دے سو مین نے وہ مسواک بڑے کو
دی اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تقدیم ثابت ہوئی جب اسی طرح
کی بزرگیان شیخ کے واسطے ثابت تھین تب حضرت یوسف علیہ السلام کے
بھائیون نے عرض کیا یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا تیسرا یہ ہی کہ اہل حاجت
کو شفیع گرداننا بزرگ کا ضرور ہی چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائیون نے اپنے باپ کو شفیع گردانا اور دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
کہ جس دعا مین درود نہین ہو وہ دعا قبول نہین ہوتی عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تین آدمیون نے بوڑھون کو شفیع گردانا ہے اول حضرت
یعقوب علیہ السلام کو آنکے بیٹون نے شفیع گردانا دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام
کی لڑکیون نے اپنے باپ کو شفیع گردانا ہے یعنے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کنوئین کے کنارے پہونچے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیون کو کنوئین پر
دیکھکر حضرت مین آگئے پوچھا تم بکریون کو پانی کیون نہین پلاتی ہو بولین ہم
اس انتظار مین ہین کہ مرد لوگ اپنی بکریون کو پانی پلالیوین اگر باقی رہیے تو ہم اپنی
بکریون کو پلالینگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمھارے گھر مین کوئی
مرد نہین ہے جو تم اس کام پر معیّن ہو بولین وابونا شیخ کبیر یعنے ہمارا باپ ہے بہت
بوڑھا اسکو طاقت اتنی نہین کہ بکریون کو پانی پلاوے حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے پتھر کو کنوئین سے ہٹاکے پانی پلادیا اور مفصل حال اسکا حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے قصے مین آئیگا تیسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے بوڑھاپے کو شفیع
گردانا یعنے جب حضرت زکریا کی عمر سو برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت زکریا نے داڑھی
مین کنگھی کی کہ سفید بال کنگھی سے لپٹ آئے اسکو دیکھکر روئے حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا الشیب مراحل الموت یعنی بوڑھاپا منزل ہے موت
کی حضرت جبرئیل نے کہا پھر اسپر رونا کیا ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا
مین اسپر روتا ہون کہ محراب میرے بعد خالی رہیگا کاش میرے کوئی لڑکا ہوتا
تو میرے مقام پر کھڑا ہوتا خالق لایزال کی عبادت مین مشغول ہوتا کہ میرا نام
محراب سے نجاتا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا جناب الٰہی مین دعا کرو
چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لاتذرنی فردًا وانت
خیر الوارثین دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے القصہ
آٹھ آدمی کنعان کو چلے اور یہودا اور شمعون باسید عنایت سلطان مصر
مین رہ گئے چلتے وقت ان دونون نے کہدیا ارجعوا الی ابیکم فقولوا یا ابانا
ان ابنک سرق وما شہدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حافظین

واسئل القریۃ التی کنا فیہا والعیر التی اقبلنا فیہا وانا لصادقون یعنے باپ کے پاس جاکے کہو ای باپ میرے بیٹے نے چوری کی اور ہمنے وہی کہا تھا جو ہمکو خبر تھی یعنے جسکے اسباب مین نکلے اُسکے بدلے مین اُسی کو رکھو اور ہمکو غیب کی خبر یاد نہ تھی یعنے ہمنے اپنی شریعت کے موافق حکم تبلادیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ بھائی ہمارا چور ہی اور سوال کر لیجیے بستی والون سے جسمین ہم تھے اور اس قافلے سے جسمین ہم آئے تھے اور بیشک ہم سچ کہتے ہین چنانچہ یہ باتین سیکہ کر چلے اور بعد قطع منازل حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت مین پہونچے حضرت نے سب کو گلے سے لگا لیا جب آٹھ ہی لڑکے ملے تو حضرت نے پوچھا ای یہودا بنیامین کہان ہی بولے یہودا نہین آیا تب فرمایا ای شمعون یہودا اور بنیامین کو کیا کر آیا بولے شمعون بھی نہین آیا تب تو حضرت یعقوب علیہ السلام غم سے بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو فرمانے لگے اگر تمکو میری شرم نہین تو کیا خدا کی بھی شرم نہین ہی تمنے تو چلتے وقت مجھسے عہد کیا اور قسم کھائی تھی کہ ہم بنیامین کو پھیر لائینگے سو تم اُسکو خوب لائے افسوس صد افسوس اگر یہی حال ہی تو کوئی لڑکا نہ بچیگا جب کہین جاؤگے ایک لڑکا کھو آؤگے تب کہنے لگے کہ آپ پہلے حال تو سن لیجیے فرمایا کہو عرض کیا کہ بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا سو وہ قصاص کا ارادہ رکھتا تھا ہمنے اپنے دین کا حکم تبلایا بارے اُسنے قبول کر لیا اور بنیامین کو اُسکی عوض مین رکھ لیا اور شمعون اور یہودا اُسی کی خبر گیری کو رہ گئے ہین اور ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین اور اگر ہمارا کہنا آپ کو سچ نہ معلوم ہو تو جو قافلہ ہمارے ساتھ آیا ہی اُس سے پوچھ لو اگر قول پر اُنکے بھی اعتماد نہو تو اُس بستی کے لوگون سے جہان ہم روکے گئے تھے اور مصر کے لوگون سے جہان اونٹ کھولے گئے تھے دریافت کر لو کہ ہمارا سچ جھوٹھ کھل جائے اور ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ پیمانہ بنیامین کے بوجھ سے نکلا تھا لیکن یہ نہین جانتے کہ پیمانہ اُسی نے رکھ لیا تھا یا کسی اور نے رکھدیا اور ہمکو غیب کی خبر نہ تھی کہ بنیامین چور ہی ورنہ اپنے ساتھ نہ لیجاتے کیونکہ ہم اسمین سخت ذلیل ہوے **لطیفہ** جبتک کہ بنیامین مُتہم بسرقہ نہوے تھے بھائیون نے اپنی طرف نسبت کر کے کہا فارسل معنا اخانا اور جب سرقے کی تہمت لگی تو نسبت برادری قطع کر کے باپ کی طرف اضافت کی

اور کہا ان ابناے سرق سبحان اللہ وقت طہارت مین برادری کی اور وقت آلودگی مین
بیزاری حضرت اکرم الاکرمین جل جلالہ اپنے بندہ سے خلاف اسکے معاملے فرماتے ہین یعنی ارشاد ہوتا ہی
کہ اگر فرمانبرداری از آن منی واگر بدکاری از آن من ای میرے بندے جس طرح تیرا جی چاہے تو کرتا ہی
مین تجھسے کسی طرح منہ نہین پھیرتا ہون اور تجھکو از آن خود جانتا ہون ؏ تو خاصۂ ما باش کہ ما نیز
ترا ایم ۞ در ہر دو جہان مقصد و مطلوب ترا ایم ۞ گر یک قدم از کوی طلب سوی من آئی ۞ ما صد قدم
از راہ کرم سوی تو آئیم ۞ دیکھو ایک دن حضرت موسی کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ بنا بر مناجات طور پر جاتے تھے
ہر ایک شریف و عالم اپنا پیغام اللہ کے واسطے کہتے تھے کہ جواب اسکا لائین اور حضرت موسی سنتے جاتے تھے
اُس حالت مین ایک جوان مجوسی بھی حاضر تھا کسی شخص نے اُس سے کہا کہ تو کچھ اپنا پیغام نہین دیتا اُسنے
کہا مین کیا کہون اگر وہ پروردگار ہی تو مجکو اُسکی ربوبیت درکار نہین اور اگر وہ رزاق ہی تو مین رزق
اُس سے نہین مانگتا اور جو وہ خداوند ہی تو مجکو اُسکی بندگی سے ننگ ہی حضرت موسی کلمات نا ملائم
اُسکے سُنکر غصہ ہوے اور فرمایا ای نادان یہ کیا فضول گوئی کرتا ہی یہ کہکر مناجات کے واسطے تشریف
لیگئے جب مناجات سے فارغ ہوے تو پیغام مومنون کے حضرت عزت مین پہونچائے اور جواب
ہر ایک کے سُنے خیال آیا کہ اُس جوان نے پیغام دیا تھا مگر کیا کرون اُسکے بیان مین شرم آتی ہی ارشاد ہوا
ای کلیم امانت مین خیانت نکرو جو کسی نے کہا ہو اُسکو بیان کرو مین تو پنہان اور آشکار سے آگاہ ہون حضرت
موسی نے مجوسی کا پیغام مفصل کہا ارشاد ہوا کہ ای موسی اُس گنہگار سے کہدے کہ ای عاصی اگرچہ تو میری
ربوبیت نہین چاہتا ہی مگر مین تیری عبودیت چاہتا ہون اور اگرچہ تو رزاقی میری نہین پسند کرتا مگر مین
صبح و شام رزق تجکو پہونچاتا ہون اور اگر تو مجکو نہین چاہتا ہی مین تجکو چاہتا ہون تا کہ تو جانے کہ مین
مین ہی ہون اور تو تو ہی ہی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کوہ طور سے لوٹے تو وہ مجوسی سر راہ منتظر
بیٹھا تھا کہ حضرت موسی نے جواب حق متضمن عنایت و کرم بیان کیا مجوسی اُسی وقت ایمان لایا اور ایک
آہ کھینچ کر جان بحق تسلیم کی حضرت موسی کو سخت تعجب ہوا خطاب ہوا ای موسی تو میری صنعت سے
واقف نہین ہی یہ جوان ایک مدت دراز سے طلب نور حقیقی مین تھا اور ہمیشہ پریشان و سرگردان رہا
اسوقت پردے حجاب کے کھل گئے اور نور جمال اُسکو نظر آیا کہ اُسنے اپنی جان فدا کر دی بالجملہ فرزندان
یعقوب علیہ السلام نے مصر سے آکر سب گفتگو درست و راست حضرت یعقوب سے کی مگر حضرت کے
جی پر وہ باتین نہ بیٹھین فرمایا تمنے وہی بنیامین کے ساتھ کیا ہی جو یوسف کے ساتھ کیا تھا کما قال بل
سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعا انہ ہو العلیم الحکیم یعنے حضرت یعقوب نے

فرمایا کوئی نہین بنائی ہی تمھارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے امید ہی کہ اللہ لے آوے
میرے پاس اُن سب کو وہی ہی خبردار حکمتون والا فائدہ یہ بات حضرت یعقوب نے فرمائی
پہلی سبب بے اعتباری سے ورنہ ایکی مرتبہ لوگ کاذب نہ تھے لیکن نبی اللہ کا کلام کبھی خلاف نہین ہوتا
یہ بھی بات بیٹون کی بنائی ہوئی تھی اسواسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹے تھے اور اُنھین نے
پیمانہ بنیامین کی بوجھ مین رکھوایا تھا بعضے کہتے ہین کہ جب لڑکون نے کہا بنیامین نے بادشاہ کی
چوری کی حضرت یعقوب نے فرمایا شاید ایسا ہو لیکن یہ کسنے کہا کہ ہمارے دین کا یہ حکم ہی انھون نے
کہا ہمسے بادشاہ نے حکم پوچھا تھا تب ہمنے بتلایا اور اُسکی حکومت مین تو قصاص واجب تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے
فرمایا اگر تم نہ کہتے تو وہ نہ جانتا اور یقیناً چھوڑ دیتا اور ہرگز تمسے بنیامین کو نہ لیتا کیونکہ یہ امر انصاف کے
خلاف تھا مگر تمھارے کہنے سے بنیامین کو اُسنے اپنے پاس رکھ لیا بعد اُسکے لڑکون نے پوچھا کیا آثار امید آپ کو
ظاہر ہوے جو آپنے فرمایا عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً حضرت نے ارشاد کیا کہ اب مصیبت کی انتہا ہو گئی ہی
اور بعضے کہتے ہین ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام حسب عادت بیت الاحزان مین روتے روتے
سو گئے دیکھتے ہین کہ دو فرشتے سرھانے آکے کھڑے ہوے اور باہم کہنے لگے کہ اس مسکین کو اگر
یوسف ملجاوے تو یہ رنج دفع ہو جائے دوسرے نے کہا اگر تلاش کرے تو پاوے جب بیدار ہوے
تو گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوے اور ضعف سے گر پڑے کہ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور اُس حالت مین حضرت نے
فرمایا اے حبیب میرے یوسف تجکو کہان تلاش کرون اور کس جگہ ڈھونڈھون نہ میری آنکھین ہین کہ
اُنسے تلاش کراؤن نہ ایسی قوت ہی کہ سفر کرون اور شہر بشہر تلاش کرتا پھرون ان باتون سے
فرشتون کو بڑا غم ہوا تب حضرت عزرائیل کو ارشاد ہوا کہ تو جا کے یعقوب کی تسلی کر دے حضرت عزرائیل
علیہ السلام نے آکے سلام علیک کہا حضرت نے پوچھا تم میری قبض روح کو آئے ہو قبل اسکے کہ اپنی اولاد کو
دیکھون حضرت ملک الموت نے کہا نہین حضرت آپ کی ملاقات کو آیا ہون تب حضرت یعقوب نے فرمایا مین تجکو
قسم دیتا ہون خالق کی کہ تو نے یوسف کی روح ارواح مین قبض کی ہی یا نہین ملک الموت نے کہا
یوسف بادشاہ باحشمت و شوکت ہی حضرت یعقوب نے پوچھا کہان ہی ملک الموت نے کہا مجکو یہ حکم نہین ہی
کہ یوسف کا مقام بتلاؤن مگر تمسے چند روز مین ملاقات ہوگی اس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے
فرمایا کہ عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً اخبار الدول مین ہی کہ ملک الموت نے کہا کہ تمھاری موت بلا ملاقات
یوسف مقدر نہین ہی اور جو تمکو منظور ہو تو سبب ابتلا و فراق بیان کرون حضرت یعقوب نے کہا ضرور فرماؤ
سو ملک الموت نے بیان کیا کہ یاد کرو تمنے ایک لونڈی یوسف کے دودھ پلانے کو مول لی تھی اور اسکا بچہ

دودھ مین شریک تھا سو تمنے اُس لڑکے کو لونڈی سے الگ کر دیا تاکہ یوسف کا شریک نرہے اُس سبب سے اللہ نے تمکو فراق یوسف مین مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب دیکھنے سے جانا تھا کہ یہ امر شدنی ہی اُسی خیال سے فرمایا القصہ بعد اس گفتگو کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹون کی طرف سے مُنھ اپنا پھیر لیا اور فرمایا ہاے افسوس یوسف پر کما قال و تولی عنہم وقال یا اسفیٰ علے یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم یعنے اور اُلٹا پھرا اُنکے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہوگئین آنکھین اُسکی غم سے سو وہ آپ گھوٹ رہا تھا یعنے غم کی بات منھ سے نہ نکالتا تھا مگر اسوقت بے اختیار اتنا نکلا حقیقت یہ ہی کہ ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا سواے پیغمبر کے کسی کا کام نہین ہی قتادہ کے نزدیک یا اسفیٰ یعنی یا حزناہ اور اسف عبارت اشد حزن و اندوہ سے ہی اگر کوئی شبہہ کرے کہ مدت دراز کے بعد تاسف و اندوہ مفارقت یوسف علیہ السلام پر چہ معنی دارد مناسب تھا کہ بنیامین کے واسطے تاسف ہوتا تو جواب یہ ہی کہ مصیبت فراق یوسف سب مصیبتون کی اصل تھی اس سبب سے اور دونکا مصیبت کالعدم ہوگئی اصل سے رجوع واقع ہوئی ور آسے اسکے بنیامین کو یوسف کے سبب سے دوست رکھتے تھے اور یوسف کو بعد کیونکہ بنیامین کو یوسف سے ایک ارتباط تھا کہ دونون ایک مان سے تھے اور صورت و سیرت مین بھی مشابہ تھے سو بسبب بنیامین کے خاطر مبارک یعقوب علیہ السلام مطمئن رہتی تھی اور آتش فراق یوسف فی الجملہ سرد تھی اب کہ بنیامین بھی درمیان سے اُٹھ گئے آتش فراق مین کمال التہاب پیدا ہوا ناچار درون دل سے صداے یا اسفیٰ علے یوسف برآمد ہوئی بعضے اہل تفسیر فرماتے ہین کہ بیاض عین اس جگہ کنایہ ہی کثرت بکا سے اور بعضے کہتے ہین کہ حقیقت مین آنکھین اندھی ہوگئین تھین چنانکہ قتادہ فرماتے ہین کہ چھ برس کامل دیدۂ مبارک یعقوب علیہ السلام حلیہ بینائی سے عاری رہے کہ پیراہن یوسف سے منور ہوے **فائدہ** ارباب محبت فرماتے ہین کہ سپیدی دیدۂ یعقوب مین یہ حکمت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام محبت یوسف علیہ السلام کا دعوے فرماتے تھے اور دلیل صدق دعوے محبت پر یہ ہی کہ عاشق غیر محبوب سے اپنی نظر بند کرے اور حضرت یعقوب نے بعد گم ہونے یوسف کے فی الجملہ بنیامین کو منظور نظر فرمایا تھا سو غیرت محبت نے دیدۂ یعقوب رویت غیر محبوب سے بند کر دیا اسلیے کہ وہ آنکھین کہ دیدار محبوب سے محروم ہون نابینا بہتر

آن دیدہ کہ روئے تو نہ بیند ٭ ور دیدۂ عقل کور بہتر ٭ اور ارباب اشارات فرماتے ہین کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے چاہا تھا کہ یوسف و یعقوب مین مفارقت ہو جائے تو یعقوب ہمکو دیکھا کرین حق سبحانہ تعالے نے چشم زائل کر دی تاکہ غیر یوسف کو نہ دیکھین اور دل کو معمور محبت کیا کہ وہان دوسرے کی گنجائش نہین ہی دیکھو شیطان رجیم نے حضرت آدم علیہ السلام سے مکر کیا کہ وہ بہشت سے نکلے تو مقصود اس مردود کا یہ تھا کہ جب قرب خداوندی سے دور ہونگے تو آدم و اولاد آدم میری اطاعت کرینگے اسی خیال مین تھا کہ غیرت الٰہی نے طمانچہ ذلت مارا اور ارشاد کیا کہ ای مردود تیرا یہ مطلب تھا کہ میرے بندے تیری اطاعت کرین اور تجکو دیکھین اور میرے دیدار سے محروم رہین قسم اپنے عزت و جلال کی کہ مین اپنے بندون کے دل اپنی محبت و شوق سے اسقدر بھر دونگا کہ ہر دم میرا ہی ذکر کرین اور نظرات رحمت سے پردے حجاب کے بالکل اٹھا دونگا کہ میرے سوا کسیکو موجود نہ سمجھین صاحب کشاف نے بیان کیا ہی کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حزن و اندوہ یعقوب کا کس مرتبے مین تھا بولے کہ برابر ستر ماؤن کے جنکے بیٹے مر گئے ہون اور اس غم مین انکو سو شہید کا اجر ملا الغرض جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹون سے منھ پھیر لیا تو کہنے لگے تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتے تکون حرضا او تکون من الھالکین یعنے قسم اللہ کی تو نہ چھوڑیگا یاد یوسف کی جب تک کہ گل جائے یا ہو جائے مردہ قال انما اشکو بثی و حزنی الے اللہ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون یعنے بولا مین تو کھولتا ہون اپنا احوال و غم اللہ ہی پاس اور جانتا ہون اللہ کی طرف سے جو تم نہین جانتے یعنے تم کیا مجکو صبر سکھاتے ہو بے صبر وہ ہی جو شکایت اللہ کی کرے خلق کے روبرو مین تو اسی سے کہتا ہون جسنے یہ درد دیا ہی اور یہ بھی جانتا ہون کہ مجپر آزمایش ہی دیکھون کس حد پر پہونچکر بس ہو

حاجتے را کہ از تو میجویم ٭ با کسے نہ کہ با تو میگویم ٭ راز گویم بخلق خوار شوم ٭ با تو گویم بزرگوار شوم ٭

نزدیک مجاہد کے حرض بمعنی ما دون الموت مراد ہی یعنے موت سے قریب اور ابن اسحق کے نزدیک بمعنی فاسد العقل اور بعض کے نزدیک گل جانا غم سے واصل الحرض الفساد فی الجسم والعقل من الحزن او الھم او العشق اور بث اس غم کا نام ہی جسکا پوشیدہ رکھنا طاقت بشری سے خارج ہو اور آدمی اسکے خفا مین صبر نکرسکے مرتبہ اسکا حزن و اندوہ سے زیادہ ہی تفسیر کبیر مین ہی کہ ایک دوست حضرت یعقوب کا آیا اور اسنے پوچھا کہ ای یعقوب تمکو کس باعث سے

ٹوٹ گئی اور آنکھیں کیونکر جاتی رہیں فرمایا کہ آنکھیں یوسف کے غم میں سفید ہوگئیں اور کمر بیامین کے
فراق سے خم ہوئی اسوقت فرمان الٰہی ہوا کہ ای یعقوب تو میری شکایت غیر کے روبرو کرتا ہی قسم ہی
عزت وجلال کی کہ یہ غم واندوہ تجھسے دفع نکرونگا جب تک مجھسے رجوع نکریگا تب حضرت یعقوب نے
کہا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اور ایک گوشے میں مصروف بمناجات ہوئے کہ یا الٰہی مجھپر رحم کر
اور یوسف و بنیامین کو ملادے ارشاد ہوا کہ ای یعقوب اگر یوسف و بنیامین مرگئے ہوتے تو میں تیری
بیقراری سے دونون کو زندہ کرکے تیرے پاس لاتا اور ارباب اشارات فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب
علیہ السلام ہردم یاد یوسف میں رہتے تھے سو محبوب حقیقی نے عتاب کیا حضرت یعقوب نے عہد کیا
کہ اب یوسف کا نام زبان پر نہ لاؤنگا جب یہ نوبت پہونچی تو دل پر ایک صدمہ عظیم ہوا ناچار یہ دستور
باندھا کہ بیت الحزن کے دروازے ہو بیٹھنے اور گوش برآواز رہتے کہ کوئی یوسف کا نام لے تو مجھے
تسکین ہو ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام الٰہی دیا کہ یہ محل تہمت ہی یہان سے اٹھکر
بیت الحزن کے کونے میں جا بیٹھو کیونکہ اگر زبان نام یوسف سے بندھی تو کان بھی سماعت نام سے
روکنا لازم ہی ناچار کونے میں جا بیٹھے ایک روز کسی شخص نے اپنے بیٹے یوسف کو پکارا سو حضرت یعقوب
بے اختیار پکار اٹھے یا اسفی اور قریب تھا کہ یوسف کا نام لیں عتاب محبوب حقیقی یاد آیا تو فریاد سینہ سے
نہ نکلنے پائی دل ہی میں رہی اسی کی حرارت نے دماغ کو اثر کیا آنکھیں سفید ہوگئیں پھر تو ایک ولولہ شدید
ملکوت اعلیٰ میں پڑگیا اور مقربین ملائکہ نے جناب احدیت میں گذارش کی کہ ای کریم اس ضعیف محنت کشیدہ
کیا منظور ہی ای رحیم جس دن سے تو نے یوسف اسکے محبوب کو جدا کیا تھا اپنی عمر نالہ وزاری وگریہ وبیقراری میں
کاٹتا تھا اور نام یوسف لیکر پکارتا تھا کہ فی الجملہ تسکین رہتی تھی تو نے وہ بھی بند کیا اب کیونکر شب وروز
گذارنے اس سے تو موت ہی بہتر ہی اسی وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ ای یعقوب میں نے بحکم
غیرت محبوبیت نالہ وفغان سے منع فرمایا تھا اب بشفاعت دلسوختگان محبت ارشاد کرتا ہون کہ ہردم
نالہ وزاری کیا کر اور اگر تو فریاد وزاری نکریگا تو بعد تیرے کسی عاشق دلخستہ کو رخصت فریاد معاف
نہ ہوگی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نالہ وفریاد کرنے لگے اور بولے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ حقیقت
یہ ہی کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے واسطے روتے تھے یوسف بعید ہوتے جاتے تھے
اور جب خدا کے واسطے رونے لگے تو اللہ صاحب یوسف کو یعقوب کی طرف کھینچ لائے چنانکہ حضرت
یعقوب ایک دن سوتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام آراستہ بحسن وجمال
نظر پڑے تو حضرت یعقوب نے کمال اشتیاق سے دونون ہاتھ گردن خیال یوسف میں ڈال کر الالم فراق

وکلمات اشتیاق بیان فرمانے لگے اُسی وقت غیرت محبوب حقیقی نے ناپسند کرکے بیدار کر دیا کہ حضرت یعقوب کے دل پر صدمۂ عظیم ہوا کیونکہ حالت اوسکے مین کیفیت فراق کی عادت ہوگئی تھی ایصورت وصال ظاہر کرکے پردۂ حجاب ڈالنا سو جب آفت ہوگیا اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ یعقوب کو اطلاع کر کہ ای یعقوب جب تک تو نے یوسف کو محبوب جانا اگرچہ یوسف زندہ تھا مگر مین نے مردون کے حکم مین رکھا اور اب تو نے یوسف کی طرف سے اُنسیت کم کی اور میری طرف آیا تو مین سماتا ہون کہ اگر یوسف مردہ ہوتا تو بھی زندہ کر دیتا جب ایسا خطاب ہوا تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ یابنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولاتیاسوا من روح اللہ انہ لاییاس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنے ای بیٹے میرے جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اُسکے بھائی کی اور ناامید نہو اللہ کے فضل سے بیشک ناامید نہین اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو منکر ہین فائدہ اس مقام سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ دوستون کی یاد اگرچہ غائب بھی ہون دل سے نہین جاتی اور ذکر انکا زبان جاری رہتا ہی من احب شیئا فہو اکثر ذکرہ دوسرا یہ کہ صاحب مصیبت کو گریہ وزاری جائز ہی قصد کے خلاف نہین تیسرا یہ کہ محبت بے بلا کے نہین ہوتی چوتھا یہ کہ خدا سے نالہ وزاری کرنا درست ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ صبر کرو مراد یہ ہی کہ جزع و فزع اختیار نکرو فائدہ حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ غم واندوہ حضرت یعقوب کا مفارقت جمال یوسف سے نہ تھا بلکہ اسوقت مین جمال حقیقت سے محجوب تھے اُسپر رونا پیٹنا تھا اسواسطے کہ یوسف مابین جمال حق واسطہ تھے کہ اگر یہ واسطہ نہوتا تو یعقوب کو طاقت مشاہدہ نہوتی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ مین اُس نور کی کیفیت کو بلا حجاب دیکھ سکتا ہون عرض کیا کہ ارنی انظر الیک اور حضرت حق کو بعلم قدیم معلوم تھا کہ موسیٰ کو طاقت دیکھنے کی نہین ہی سو ارشاد کیا کہ لن ترانی مگر پہاڑ کو دیکھ کہ اُس پردہ سے دیکھ سکتا ہی اسی طرح حضرت یعقوب کو صورت یوسف پردہ تھی کہ وراء اُسکے جمال حقیقی نظر آتا تھا بالجملہ حضرت یعقوب کے بیٹون نے بحکم پدر مصر کی طرف ارادہ کیا اور حضرت یعقوب سے پوچھا کہ ہم لوگ مصر کی طرف چلے جاوین یا آپ کوئی خط بھی عزیز مصر کو لکھیے گا اگر ایک خط بھی ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ شاید عزیز مصر ہمارا کہنا سچ نہ جانے تب حضرت یعقوب نے فارض بن یہودا سے خط بزبان عبرانی اس خلاصے سے لکھوایا بسم اللہ یہ خط ہی یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو واضح ہو معلوم کرے کہ خاندان عالیشان نبوت و دودمان رسالت پر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ بلائین بھیجی ہین اور انواع عقوبات سے آزمائش فرمائی ہی از انجملہ ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پیر باندھ کر آگ مین ڈالا انھون نے صبر کیا

کہ اللہ نے اُسی آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے ہاتھ بندھوا کر حلق پر چھری
پھلوانی اور فدیہ اُنکا آسمان سے بھیج کر بلاے ذبح سے نجات دی اور مین یعقوب کہ ضعیف و ناتوان ہون
و بہا ہت مین اُنسے کمتر اُنسے بہت و بلا مین اُنسے بزرگتر سو میرے ایک بیٹا یوسف نام محبوب تر اولاد مین تھا
مین اُسکو پیار کرتا تھا ایک روز اُسکے بھائی علاتی جنگل مین لے گئے شام کے وقت کرتا خون آلودہ لاکے
دکھلایا اور کہا کہ اُسکو بھیڑیا کھا گیا اُسی دن سے اتنا رو یا ہون کہ آنکھین جاتی رہین اور سفید ہو گئین
اور اُسی یوسف کا ایک بھائی حقیقی بنیامین تھا کہ فی الجملہ مجکو اُسکے باعث سے تسکین رہتی تھی سو تھوڑے
دن ہوے کہ اُسکے بھائی مصر کو لے گئے تھے اب کہتے ہین کہ بنیامین نے بادشاہ کی چوری کی اور گرفتار ہوا
یہ بات سنکر فقیر کو رنج ہوا اے عزیز مین تجکو اطلاع کرتا ہون کہ اہل بیت رسالت مین کوئی شخص چور نہین ہوتا
سو اُسنے کبھون چوری نہ کی ہوگی کسی نے اُسپر تہمت کی ہی اور تجھپر یہ سر پوشیدہ نہوگا اے عزیز فرزند کے
فراق سے سینہ چاک ہون اور ہر دم اُنکی مفارقت سے غمناک تجکو لازم ہی کہ بنیامین کو رہائی دے اور جلد تر
میرے پاس روانہ کرتا کہ مین تیرے واسطے دعاے خیر کرون والا بد دعا کرونگا کہ اُسکا اثر شامت
پشت تک تیری اولاد مین رہیگا اور کسی طرح دفع نہوگا والسلام **فائدہ** اس جگہ سے کئی فائدے
حاصل ہوے ایک یہ کہ ہر چیز کے حصول مین سعی و کوشش ضرور ہی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے
کوشش فرمائی کہ آخر کار مطلب حاصل ہوا دوسرا یہ کہ ملامت سے محبت زیادہ ہوتی ہی چنانچہ حضرت یعقوب کے
بیٹون کی ملامت اور حضرت کی زیادتی محبت ظاہر ہی حاجت بیان نہین تیسرا یہ کہ باوصف مخالفت کے
جو بیٹون سے حضرت یعقوب کی نسبت صادر ہوئی حضرت نے اُنکو اپنی اولاد سے خارج نکیا اور فرمایا
یا بنی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اپنے خاوند کا قصور کرے تو وہ بھی بمقتضاے رحم و کرم بندگی سے
نہ نکالیگا **فائدہ** اگر کوئی شبہہ کرے کہ بنیامین کی تلاش مصر کی طرف البتہ درست تھی مگر حضرت یوسف
علیہ السلام کو کس طرح تلاش کروایا بعضے جواب دیتے ہین کہ حضرت یعقوب کو ملک الموت نے مصر کی طرف
اشارہ کیا تھا وہی یاد آیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام اک دن کنعان کی راہ پر کھڑے
یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کوئی ملے تو حضرت یعقوب کا حال دریافت کرون دفعۃً ایک اعرابی شتر سوار کنعان کی
جانب سے آیا اور حضرت سے سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر فرمایا کہان جاتا ہی اُسنے عرض کیا کہ مصر مین
ایک کام کے واسطے آیا ہون بعد انجام اس کام کے لوٹ جاؤنگا حضرت رونے لگے وہ بولا آپ کس لیے
روتے ہین جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤن فرمایا کہ اگر حضرت یعقوب سے کنعان مین ملاقات ہو تو کہدینا
کہ ایک شخص دروازے مصر پر کھڑا تھا اُسنے سلام کہا ہی اور یہ کہدیا ہی کہ تمھاری امانت اللہ نے سلامت

رکھی ہے اعرابی نے کہا کچھ نشانی دیجیے تو حضرت یوسف نے ایک نشان کہ متصل ناف کے واقع تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اسکو بوسہ دیا کرتے تھے پیراہن شریف اپنا اٹھا کر دکھایا اور فرمایا کہ اگر نشانی طلب کریں تو یہ مقام دکھلا دینا القصہ وہ سوداگر مصر میں اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے کنعان میں آیا اور بیت الحزن میں چلا گیا اسوقت رات تھی حضرت یعقوب علیہ السلام رونے میں مصروف تھے اعرابی نے تسلیم و کورنش عرض کی اور پیغام یوسفؑ مفصل بیان کیا اور وہ نشانی بھی بیان کی اور کہا کہ شاید آپ کا بیٹا ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ اسکی وضع کیا تھی اعرابی نے التماس کیا کہ کلاہ مرصع بجواہر بر سر و قبا سے دیبا در بر و منطقہ زرین در کمر اسپ تازی پر سوار بادشاہوں کی طرح راہ کنعان پر کھڑے تھے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ یہ پوشاک پیغمبروں کی نہیں ہے بعد اسکے اعرابی نے کہا حضرت میرے اولاد نہیں ہے آپ دعا فرماویں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی استدعا سے اسکی اولاد کے لیے دعا فرمائی اللہ صاحب نے اسکو چالیس بیٹے عنایت فرمائے سو بیچارہ مدت چھتیس یا سینتیس برس بھولا رہا جبکہ وقت موعود آیا یاد پڑا تو جلدی سے ارشاد کیا یا بنی اذہبوا فتحسسوا الغرض وہ دُلُل وغیرہ مع نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانب مصر چلے اور بعد ملاقات مجلس عزیز میں حاضر ہو کے عرض کیا یا ایہا العزیز

مسنا و اہلنا الضر و جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل و تصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین یعنے اے عزیز بڑی ہے ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہمکو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اور اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو روایت ہے کہ اس مرتبہ بسبب قحط کے سارا اسباب گھر کا بک گیا تھا صرف اون و پشمینہ واسطے لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے حال پریشان پر رحم آیا اور عنایت نامہ حضرت والد شریف کا لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور ترجمان کو درمیان سے دور کیا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کے کلام کرنے لگے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبل روانگی اولاد کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نامہ مبارک اپنا ایک قاصد چالاک کے ہاتھ مصر کو بھیجا کہ اسنے بوقت مناسب مصر میں جا کر صدیق علیہ السلام کو دیا حضرت نے پڑھا اور زیر نقاب روتے رہے اور قاصد کو ایک مکان میں باعزاز و اکرام اُتارا اور خود بدولت خلوت میں جا کر منشی خاص سے جواب لکھوایا بسم اللہ یہ نامہ ہے عزیز مصر کا جانب یعقوب علیہ السلام حال یہ ہے کہ عنایت نامہ شریف نے شرف صدور پایا معزز و ممتاز کیا اور محنت و اندوہ سے جو خاندان نبوت و رسالت سے لاحق ہوئے اور رنج و غم سے جو کہ مفارقت فرزندوں سے نسبت بذات شریف پہونچے اطلاع کلی حاصل ہوئی سو التماس یہ ہے کہ چارہ کار ان امور کا صبر ہے آپ صبر فرماویں جس طرح آپ کے آبا و اجداد نے صبر کیا کہ اُسی سے مطلب حاصل ہو گا جس طور سے انکو حاصل ہوا والسلام بعد اسکے عرضی کو مُہر کر کے حوالہ قاصد فرمایا اور اسکو بتشریفات فاخرہ و انعامات وافرہ سرفراز کر کے رخصت کیا اسنے

کنعان مین پہونچکر عریضہ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ مین دیا حضرت نے اُسے پڑھوایا اور
فحواے کلام مین تامل کرکے صبر و تحمل مین کوشش فرمائی اور بیٹون سے فرمایا کہ جانب مصر جاؤ اور بھائیون کو
تلاش کرو **فائدہ** اہل تفسیر کو بضاعۃ مزجاۃ مین کئی قول ہین بعض مزجاۃ بمعنی قلیل بیان کرتے ہین اور بعضے
بمعنی کالاے ردی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ چند درہم کھوٹے تھے کہ اُسکو مہاجنان
مصر ناقص جانکر نہ لیتے تھے اور سبب یہ تھا کہ دراہم مصر منقش بصورت یوسف تھے اور دراہم کنعان مین یہ
بات نتھی اور کلبی و مقاتل کے نزدیک حبۃ الخضراء کہتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ پشم و روغن لے گئے تھے اور بعضے
کہتے ہین کہ کفش و چرم وغیرہ لے گئے تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ اور پیغمبرون کو حلال تھا سواے
ہمارے حضرت صلعم کے سفیان ابن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ سوا ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبرون پر بھی
صدقہ حرام تھا یا نہین سفیان نے کہا کہ تونے سنا نہین وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین ضحاک
کہتے ہین کہ یجزیک اس سبب سے نہین کہا کہ عزیز مصر کو مومن نہین جانتے تھے بالجملہ ہرگاہ کہ برادران یوسف
علیہ السلام نے اپنے گھر والون کی تکلیف و فاقہ کشی بیان کی تو حضرت نے فرمایا ہل علمتم ما فعلتم بیوسف
واخیہ اذ انتم جاہلون یعنی کچھ خبر رکھتے ہو کیا کیا تمنے یوسف سے اور اُسکے بھائی سے جب تمکو سمجھ نتھی
یعنی تم جانتے ہو بدی اُس کام کی جو تمنے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا ہے اور توبہ کر چکے ہو یا نہین
کیونکہ اُسوقت تک بسبب جوانی کے جاہل ہو رہے تھے اور ہواے نفس کے مغلوب تھے عقوق پدر
وقطع رحم کا خیال نہین آیا اب عمر تمھاری کمال کو پہونچی ہے چونکہ یہ کلام حضرت کا بر سبیل اجمال و نصیحت تھا
کہنے لگے کہ ہمنے کچھ برائی اُن دونون سے نہین کی ہے یوسف کو بھیڑیا لیگیا اور بنیامین بعلت دزدی خود
حضرت یوسف نے فرمایا تم لوگ پڑھے بھی ہو بولے ہم سب خواندہ ہین کہا ہمارے پاس ایک کاغذ عبری
زبان مین لکھا ہوا ہے اسکا مضمون پڑھکر سناؤ اور بیعنامہ نکال کر دیا یہودا نے پڑھا اور بھائیون سے کہا
کہ یہ وہی بیعنامہ ہے جو ہمنے مالک ابن زعر کو لکھدیا تھا بادشاہ نے کہان پایا پھر حضرت سے مخاطب ہوکر
کہنے لگے کہ یہ قبالہ ہے ایک غلام کا جسکو ہمنے بیچا تھا ارشاد کیا کہ اُسکی عبارت نکالکر پڑھو یہودا نے پڑھا
حضرت نے سنکر فرمایا اسی مجلس مین تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا لیگیا اب اُسکے خلاف بیان کرتے ہو
کہنے لگے حقیقت یہ ہے کہ یوسف ہمارا خانہ زاد تھا اور ہمارا باپ اُسکو دوست رکھتا تھا سو ہمنے اُسکو
مالک کے ہاتھ بیچا اور باپ کی تسلی کے واسطے کہدیا کہ بھیڑیا لیگیا فرمایا دروغ گورا حافظہ نباشد کیونکہ
پہلے میرے سامنے تمنے یوسف کو بھائی تبلایا پھر کہا غلام خانہ زاد تھا اور اول کہا بھیڑیے نے کھایا اب
کہتے ہو بیچ ڈالا بیشک تم لوگ مجرم ہو تمکو قتل کرنا چاہیے اور مجکو سارا احوال تمھارا معلوم ہے تمنے اپنے

بھائی کے قتل و ہلاک مین بخوبی کوشش کی تھی اور باپ سے بہت جھوٹھ بولے تھے یہودا نے کہا ای بھائیو ہم کہتے تھے کہ یوسف کے مارنے کا ارادہ نکرو ایک روز انتقام لیا جائیگا اور تمنے نہ مانا اور مجھے تمہارے مارے جانے کا اندیشہ نہین ہے اپنے باپ کا خیال ہے کہ جب وہ ایسی خبر سنینگے تو مر ہی جائینگے اگر بادشاہ کو رحم آیا تو بہتر نہین تو سب قتل ہوے تب سب بھائیون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا باپ ایک بیٹے کے کم ہونے سے اتنا رویا ہے کہ اسکی آنکھین جاتی رہین اگر ہم سب مارے گئے تو زندہ نرہیگا ای بادشاہ تو ہمارے باپ پر رحم کر اور ہمنے تو بڑی خطا کی اور سجدہ مین گرکے رونے لگے حضرت کو رحم آیا کہ آپ بھی رونے لگے اسی حال مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے پیغام دیا کہ اب وقت اظہار ہے ان لوگون پر ظاہر ہو اور عتاب کو متبدل بعنایت کرو جو کچھ واقع ہوا سب بحکم تقدیر تھا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پردے سے نکلے اور نقاب چہرۂ مبارک سے اٹھایا ان لوگون نے خوب لحاظ کرکے روے مبارک پر نظر ڈالی تو خال سیاہ کہ رخسارۂ شریف پر میراث حضرت اسحق اور حضرت سارہ تھا نظر پڑا اور اسی حالت مین حضرت کو اس معاملہ پر ہنسی آئی کہ دندان مبارک کھل گئے ان لوگون نے پہچانا اور بولے ائنک لانت یوسف قال انا یوسف وہذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنی سچ مچ تو ہی یوسف کہا مین ہی یوسف ہون اور یہ میرا بھائی ہے اللہنے احسان کیا ہمپر البتہ جو کوئی پرہیزگار ہو اور ثابت رہے تو اللہ نہین ضایع کرتا ہے حق نیکی والون کا حقیقت یہ ہے کہ جب تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہو اور صبر کرتا رہے تو بیشک بلا سے زیادہ عطا اسکو ملتی ہے **فائدہ** قرائت عامہ اس آیت کی ہمزۂ استفہام ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مشاہدۂ علامت ہنوز بھائیون کو یوسف مین تردد تھا یہانتک کہ خود حضرت نے بیان کیا کہ انا یوسف تب بھائیون نے کہا تاللہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین یعنی قسم ہے اللہ کی کہ البتہ بزرگی دی تجکو اللہ نے ہم پر اور ہم تھے چوکنے والون مین یعنے تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد بر غلط پھر چاہا کہ تخت کے قریب پہونچ کر قدمبوس ہون حضرت یوسف نے خود اٹھکر معانقہ کیا اور فرمایا لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وہو ارحم الراحمین یعنی کچھ الزام نہین تمپر آج اللہ بخشتے تمکو اور وہ ہے سب مہربانون سے مہربان **فائدہ** اولاد یعقوب علیہ السلام نے ایکمرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام سے آکر کہا کہ ای عزیز ہمارے پاس بضاعت ایسی ناقص ہے کہ کوئی شخص نہ لیویگا لیکن تو قبول کر کیونکہ تو کریم ہے اور بضاعت معیوب کو کریم ہی لیتے ہین اور اسکی عوض مین شئی کامل دیتے ہین سو تو ہماری بضاعت ناقصہ قبول کر اور طعام کامل لطف فرما حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ متاع ناقص کا بہا سے کامل طلب کرتے ہو بولے تو غنی ہے

اور ہم فقیر تو محتشم ہو ہم حقیر سو اغنیاء کریم فقرا کو صدقات دیتے ہین اور کریم ابن الکریم لضاعت
معیوب لیکر بہاے پسندیدہ عنایت فرماتے ہین اور یہ زمانہ وہ تھا کہ چار سو درم کو بھی ایک صاع
گندم نہ ملتا تھا اور بڑے بڑے سوداگر جو سونا چاندی لاے تھے بے نیل مرام واپس ہو گئے تھے
اور یہ لوگ اسوقت مین چند درم ناقص کھوٹے کے بدلے دس اونٹ بھرکے گیہون مانگتے تھے
لہٰذا ہر حال کچھ امید حصول مقصد کی نہ تھی مگر عاجزی و شکستگی انکی کہ اوف لنا الکیل وتصدق علینا
سے ظاہر ہو اللہ جل شانہ نے پسند فرمایا ہو کہ حضرت یوسف کو رحم آیا انھون نے غلہ عنایت کیا اور
لضاعت ناقصہ قبول فرمائی اور اپنے دیدار سے مشرف کیا اسی طرح حضرت حق عوض نفس خسیس و
مال ذلیل کے مومن کو بہشت پر نعمت عطا فرماتے ہین کہ ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسہم
واموالہم بان لہم الجنۃ اور یہ ظاہر ہو کہ نفس دشمن اور مال فتنہ ہو درگاہ لاابالی کا یہی معاملہ ہو کہ تحفہ
بلقیس قبول نہین ہوتا اور پاے ملخ مور ضعیف سے لیا جاتا ہو دیکھو ایک بندہ نے تمام روے زمین مین
سجدے کیے اور سات لاکھ برس آسمانون مین ناک رگڑی ایک کلمہ انا خیر منہ بول اٹھا آتش
قہر نے سب عبادت خاک مین ملادی اور ارشاد ہوا کہ مجکو تیرا ناز و طاعت منظور نہین ہو اور عبادت متکبر
تیری درکار نہین یہان سے دور ہو اور دیکھو ایک دل ریش درویش شکستہ دل خستہ خاطر نے دو رکعت
نماز ادا کی خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم گواہ رہو مین اس نماز کے بدلے بہشت پر نعمت اسکو
عطا کرونگا اور یہ اسواسطے ہو کہ لوگ جانین کہ اس درگاہ بے نیاز مین کسی کی عبادت وطاعت کی
احتیاج نہین ہو صرف ایک سجدہ نیاز لاکھ برس کی عبادت سے محبوب تر ہو اور اسی کا اشارہ ہو
انین المذنبین احب الی من تسبیح المقربین اور نظیر اس مقام کی یہ ہو کہ عرصات قیامت مین بندے
گنہگار بضاعۃ مزجاۃ کنعان دنیا سے بنا برش بہشت لیجائینگے اور بہشت کا سوال کرینگے حکم ہوگا
کہ میری درگاہ مین کیا لائے ہو عرض کرینگے کہ نماز باغفلت اور زکوٰۃ بامنت اور حج باشہرت
اور طاعت باریا پس منادی عرصات ندا کریگا کہ تم جانتے ہو کہ اس طرح کی عبادت سے بہشت نہین
ملتی ہو بڑے بڑے زاہد خرقہ ہاے عبادت پہنے بیٹھے ہین اور انھون نے صرف بطمع بہشت عبادت
کی ہو نہ بموجب فرمان الٰہی سو انکو حکم ہوا ہو کہ دوزخ مین جاؤ پھر تمکو کیونکر بہشت ملیگی تو وہ غریب فقیر
کہینگے یا الٰہی اگرچہ ہماری لضاعت لائق بہشت نہین ہو لیکن بمقتضاے واما السائل فلا تنہر اگر فقیر و
محتاجون کو بھی ایک لقمہ خوان کرم سے عنایت کرنے تو بعید نہین اسی وقت ارشاد ہوگا کہ متاع قلیل
وناقص تمھاری منظور ہو بہشت مین داخل ہو سبحان اللہ العظیم برادران یوسف نے تخت یوسف کے

ستصل جاکر عرض حال کیا اور اپنی شکستگی ظاہر کی حضرت کو رحم آیا گدایان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جب عرش مجید کے پاس کھڑے ہوکر بعجز وانکسار عرض حال کرینگے ارحم الراحمین کب رحم نہ فرمائینگے ذلک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم **فائدہ** حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے
بھائیون سے معانقہ کیا یہ سنت ابراہیم علیہ السلام تھی کہ ذکر اسکا مفصلاً احوال حضرت ابراہیم مین
کیا گیا ہے اور ہماری شریعت مین بھی معانقہ مسنون ہے اور احادیث معتبرہ مین سے ثابت ہے ترمذی نے
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ زید ابن حارثہ مدینہ مین آئے اور حضرت
میرے گھر مین تھے سو زید حضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت رسول خدا
چل کھڑے ہوئے اسکی طرف برہنہ یعنی بے چادر اوڑھے اور معانقہ کیا اور بوسہ دیا عائشہ فرماتی ہین
کہ واللہ مارایتہ عریانا لاقبلہ ولابعدہ یعنی خدا کی قسم مین نے نہین دیکھا حضرت کو برہنہ ایسے
حال مین کہ کسیکے استقبال کو اسقدر شوق سے تشریف لیچلے ہون نہ قبل اس سے نہ بعد حضرت
شیخ المحدثین محقق دہلوی اشعۃ اللمعات مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث جواز معانقہ اور تقبیل کی دلیل ہے
اور مختار ومفتیٰ بہ بھی ہے کہ معانقہ وتقبیل مسافر سے بلاکراہت جائز ہے اور ابوداؤد نے ایوب ابن
بشیر سے روایت کی ہے کہ کہا ابوذر نے کہ جب مین نے حضرت سے ملاقات کی تو حضرت نے
مصافحہ کیا اور ایک دن آدمی میرے پاس بھیجا مین گھر نہ تھا کہین کو گیا تھا جب مین آیا
تو مجکو خبر ہوئی کہ ایک شخص میرے بلانے کو حضرت کی طرف سے آیا تھا سو مین حاضر ہوا
حالانکہ حضرت بیٹھے تھے تخت پر سو حضرت نے مجھسے معانقہ فرمایا اور تھا یہ معانقہ جید تر اور زیادہ
معانقہ سے افاضہ ذوق وراحت مین اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ غیر مسافر سے بھی
بنا بر اظہار محبت وعنایت جائز ہے اسی طرح مصافحہ بھی سنت ہے بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
امام احمد نے اپنی تصنیفات مین احادیث مصافحہ باسناد متصلہ بیان کی ہین کما ورد ما من
مسلمین یلتقیان فیصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن براء
ابن عازب وکذا تمام تحیاتکم بینکم المصافحۃ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ **فائدہ** محققین
متاخرین فرماتے ہین کہ ہرگاہ سنت مصافحہ ومعانقہ حالت قدوم سفر اور غیر اسکی مین احادیث سے
ثابت ہوا پھر تعین اسکا بروز عید جیساکہ بلاد ہند مین رائج ہے کسواسطے جائز نہین ہے بلکہ جائز ہے
اسواسطے کہ جو حکم کہ اصل اسکی شرع شریف مین ثابت ہے تو تعین اسکا ایک وقت خاص مین
بسبب اسکے کہ وہ وقت اوقات ثبوت اس اصل مین مندرج ہے جائز ہوگا اسواسطے کہ جب

بیان سنت معانقہ

اصل شئی جملہ اوقات مین مشروع ہوئی پس وقت معین بھی ایک فرد اوقات اُس مطلق سے ہوا واسطے تحقق مطلق کے افراد مین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک فرد مطلق سے کہ متحقق ہو باعتبار تعین وتشخص خارجی کے مانع تحقق اُس مطلق کے نہوگی والا تحقق مطلق فرد مین ممتنع ہو جاے اور تعین وقت جو شرعاً ممنوع ہے وہ تعین ہے کہ مانع تعین مطلق کا غیر اُس معین مین ہو کہ شارع سے تعین اُسکی ثابت ہوئی اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مشروع دو قسم ہے مقید و مطلق پس مقید مین رعایت قید کہ شارع نے فرمائی ہے ضرور ہے ہرگز تبدیل اُسکی جائز نہین بخلاف مطلق کہ رعایت اور خصوصیت وقت اُسمین جانب شارع سے مرعی نہین ہوئی بلکہ ہر فرد اُسکی صلاحیت تحقق مطلق کی رکھتی تھی توضیح یہ ہے کہ مثلاً ایک حکم احکام شرع سے مطلق اوقات مین مشروع ہو مثلاً ایصال ثواب عبادات مالی وبدنی بنا بر نفع اموات پس تعین اُسکا بروز سوم اگر بلحاظ اس بات کے ہو کہ میت قرب اوقات موت مین بسبب ظلمت قبر اور توحش و سوال ملائکہ زیادہ تر محتاج بوصول ثواب ہے تو شرعاً مشروعیت اعمال خیر کی مثلاً تلاوت قرآن و ابلاغ صدقات بقید تعین اسوقت کے مضائقہ نہین رکھتا ہے اور اگر بلحاظ اسکے ہے کہ اس دن معین مین اعمال خیر کا بجالانا روا ہے اور سوا اسکے جائز نہین تو ظاہر ہے کہ یہ نیت باطل ہے کیونکہ اس صورت مین تشریع شرع جدید کی لازم آتی ہے اور وہ ممنوع ہے قطعاً پس باعتبار اصل مقرر مذکور ظاہر ہوا کہ معانقہ و مصافحہ بروز عیدین جائز ہے اور مفہوم بدعت سیئہ مین مندرج نہین ہے اور اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ تذکیر و وعظ بنا بر نفع و ہدایت خلق جمیع اوقات مین مستحب و مؤکد ہے اور تعین یوم و تاریخ جائز ہے چنانکہ عبداللہ ابن مسعودؓ نے روز پنجشنبہ کو بنا بر موعظہ مقرر فرمایا تھا اور امام بخاری نے ایک باب علیحدہ اس مسئلہ مین لکھی ہے کذا حققہ مولانا تراب علی لکھنوی سلمہ اللہ العلی

القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نوازش و کرم سے بھائیون کا دل خوش کر دیا تو اب علاج دل فگار پدر بزرگوار عاشق زار سے مصروف ہوئے اور اُنکا حال دریافت کر کے فرمانے لگے

اذہبوا بقمیصی ہذا فالقوہ علے وجہ ابی یات بصیرا واتونی باہلکم اجمعین لیجاؤ یہ کرتہ میرا پس ڈالو منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آوے آنکھون سے دیکھتا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا روایت ہے کہ پیراہن شریف اپنا حضرت یوسف علیہ السلام نے لاکر بھائیون کے روبرو رکھا اور ارشاد کیا کہ جو کوئی چاہے لیجاوے یہودا نے کہا مین اولے ہون اسلیے کہ کرتہ خون آلودہ بھی مین لیگیا تھا کہ اُس سے والد کو رنج ہوا اب خوشی کا کام میرے ہی ہاتھ سے ہونا چاہیے حضرت یوسف نے فرمایا تو ہی لیجا جب یہودا پیراہن لیجانے کو مستعد ہوا تو حضرت

یوسف نے ایک اونٹ آراستہ کرکے حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے اور دو سو اونٹ با خلعتہاے فاخرہ اہلبیت کے لیے عنایت فرمائے اور بھائیون کو ایک ایک گھوڑا مرحمت کیا اور فرمایا کہ جملہ اہلبیت کو کنعان سے مصر مین لاؤ کہ آسایش سے بسر کرین الغرض یہودا پیراہن مبارک سر پر لیکر باشوکت وشان روانہ ہوا اور مصر سے قدم باہر رکھا تو باد صبا نے بوے پیراہن سے مشام یعقوب علیہ السلام معطر کر دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حالت وجد مین آکر گھر سے باہر نکل کھڑے ہوے اور چارون طرف سے بوے یوسف سونگھنے لگے حضرت کے پوتون نے ہاتھ پکڑا کر ای حضرت اس گھبراہٹ مین آپ کنوئین مین نہ گر پڑین فرمایا تم مجھکو چھوڑ دو تو مین دیکھون کہ یوسف کی بو کس طرف سے آتی ہی کہنے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہی حضرت یوسف کا بدن بھی گل گیا ہوگا بو کہان سے آویگی حضرت یعقوب نے فرمایا ؎ نشان یوسف گم گشتہ میدہد بادم ٭ مگر ز مصر بکنعان بشیر می آید ٭ بالجملہ جسقدر یہودا قریب ہوتا جاتا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کیفیت وجد زیادہ ہوتی تھی اور اطفال ناواقف از حقیقت اپنی جہل و نادانی سے اعتراض کرتے تھے یہانتک کہ یہودا نے حاضر ہوکر پیراہن یوسف یعقوب کے منہ پر ڈال دیا کہ آنکھین کھل گئین تو حضرت نے فرمایا کہ مین نہ کہتا تھا انی اعلم ما لا تعلمون یہ روایت مین المفسرین منقول ہی فائدہ واحدی نے تفسیر وسیط مین لکھا ہی کہ جس ہوا نے بوے یوسف یعقوب کو پہونچائی وہ ریح صبا اور اسی سبب سے شعرا اپنے اشعار مین اکثر ذکر اسکا کرتے ہین کیونکہ یہ ہوا مابین عاشق و معشوق سفیر ہی اور بھی روایت ہی کہ باد صبا پیغمبرون کی ہوا ہی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نصرت بالصبا واہلک عاد بالدبور فائدہ بوے پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سونگھی اور اولاد کو اسکا شمہ نہ پہونچا تو سبب یہ تھا کہ بوے پیراہن بوے بہشت تھی کیونکہ پیراہن بہشتی تھا اور حضرت یعقوب اولاد سے خوش نہ ہوے تھے بوے بہشت انکو کس طرح نصیب ہوتی اگر کہا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کو کس سے کس طرح جانا کہ یہ بوے یوسف ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ وہ پیراہن بہشت تھا رائحہ اسکا ہمراہ باد صبا کر دیا گیا کہ اطراف عالم مین منتشر ہوا جب مشام یعقوب علیہ السلام مین پہونچا تو حضرت نے پہچانا کہ یہ رائحہ جنت ہی اور یہ رائحہ منحصر اس پیراہن بہشتی سے ہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرئیل لائے تھے اور وہ پیراہن نہین ہی مگر یوسف میرے محبوب کے پاس جب یہ بات معلوم ہوئی تو بیتاب ہوکر

بول اُٹھے کہ مین بوے یوسف پاتا ہون اور جو لوگ کہتے ہین کہ یہ پیراہن خاص یوسف کا تھا حضرت ابراہیم والا پیراہن نہ تھا تو اس حال مین اتنی مسافت سے بوے یوسف سونگھنا حضرت یعقوب پیغمبر کا معجزہ تھا **فائدہ** اللہ جل شانہ نے جس طرح مرض بنایا ہے اُسی طرح اُسکی دوا بھی پیدا فرمائی ہے دیکھو آنکھین حضرت یعقوب کی یوسف کے فراق سے جاتی رہی تھین اُنھین کے بدن کی چیز سے اچھی ہوئین اگر کوئی کہے کہ یہ بات حضرت یوسف نے کہان سے جانی کہ اس سے آنکھین ہو جاینگی جو پیراہن کو بھیجا جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف کو از روے وحی دریافت ہوا تھا کہ تیرے پیراہن سے یعقوب کی آنکھین ہونگی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت یوسف کی کرامت تھی اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ وغیرہ محققین نے اس مقام کی یون تقریر کی ہے کہ پیراہن یوسف بشیر نام غلام کنعان کو لیگیا تھا اور اُس بشیر کا معاملہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بعد وفات راحیل اپنی بی بی کی ایک لونڈی مع لڑکے کے خرید کی تھی کہ وہ بنیامین کو دودھ پلایا کرتی تھی ایک روز حضرت یعقوب کو خیال آیا کہ اس کنیز کا بیٹا بھی دودھ مین شریک رہتا ہے اس باعث سے بنیامین میرا بیٹا بھوکھا رہ جاتا ہے اسکو لونڈی سے الگ کرنا بہتر ہے سو ایک سوداگر کے ہاتھ چند درہم کو بیچ ڈالا لونڈی مفارقت فرزند مین تڑپنے لگی اور صبح و شام یہ دعا کرتی کہ الہی جیسا یعقوب نے میرے جگر گوشہ کو بے وجہ جدا کر دیا ہے ویسا تو اُسکا بیٹا جسکو بہت پیار کرتا ہو الگ کر دے تا کہ وہ بھی جانے کہ درد جدائی کا ایسا ہوتا ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ دعاے مظلوم جلد تر قبول ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عورت نہایت ستم رسیدہ تھی کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعوذ باللہ من یفرق بین الوالدۃ وولدہا سو مجیب الدعوات نے اُسکے دل مین ڈالا کہ تو صبر کر مین یعقوب سے اسکا بدلا لیتا ہون اور ایسی بلا مین ڈالتا ہون کہ مدت العمر یاد کرے یعنے یوسف کو جو محبوب ترین فرزندان یعقوب سے ہے جدا کرونگا اور وہ نہ ملیگا جب تک تیرا نور العین تجکو نہ ملے الغرض حضرت یعقوب بھی بلا سے فراق مین مبتلا ہوے اور بشیر کو تاجر لیگیا اور اپنے پاس رکھنے لگا جب حضرت یوسف عزیز مصر ہوے تو اُس تاجر نے بشیر کو حضرت کے ہاتھ بیچ ڈالا مگر نہ حضرت کو بشیر کا حال معلوم تھا اور نہ بشیر کو حضرت کا اور چونکہ بشیر آدمی بڑا لیاقت و فطین تھا حضرت یوسف نے اُسکو عہدہ سفارت پر مقرر فرمایا اور اپنا معتمد خاص قرار دیا بلکہ اکثر اوقات خاص امور مین اُسی کو بھیجتے تھے چنانچہ پیراہن اپنا بھی اُسی کے ہاتھ کنعان کی طرف بھیجا تھا

اور میلان حضرت مولانا محدثنا عبد القادر دہلوی قدس سرہ کا بھی اسی قول کی طرف معلوم ہوتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ مالک ابن زعر لیگیا تھا یا جملہ بشیر پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر جانب کنعان روانہ ہوا اور باد صبا نے جناب حضرت خداوندی مین التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت وارشاد ہو تو مین رائحہ یوسف علیہ السلام سے دماغ یعقوب علیہ السلام معطر کرون کہ حالت وجد مین فرمانے لگین ع بوسے خوش یار از در و دیوار بلند ست * حکم ہوا کہ تجکو اذن دیا گیا سو اُسنے ایک دم مین رائحہ حضرت یوسف علیہ السلام سے شام مفارقت التیام حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام معطر کر دیا اسوقت حضرت غمگین وحزین اپنے فرزندون مین جلوہ فرما تھے دفعۃً وجد مین آ گئے اور گویا بزبان حال یون گویا ہوے ؎ مژدہ ای دل کہ مسیحا نفسے می آید * کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید * اور اپنے پوتون سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ای لوگو اب میرا غم جاتا رہا کہ آثار فرحت وسرور نمودار ہوا بوے یوسف چارون طرف سے آتی ہی اور دماغ میرا کہ اُسکی بو سے آشنا تھا معطر ہو گیا اور یہ بوے خوش سواے یوسف کے کسیکی نہین مگر تم لوگ مجکو نسبت بجنون کروگے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم یعنے جب جدا ہوا قافلہ کہا اُنکے باپ نے مین پاتا ہون بوے یوسف اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا بولے قسم اللہ کی تو ہی اپنی اُسی غلطی مین قدیم کی چالیس برس ہو چکے ہین اور ابتک یوسف کی ملاقات کی امید باقی ہی فائدہ اہل حقیقت فرماتے ہین کہ وہ بوے خوش جسنے دماغ یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا وہ نفحۂ الٰہی تھی کہ تمام عالم کے گرد کئی مرتبہ رات و دن مین چلتی ہی اور مومنون اور موحدون کے دردل پر آتی ہی اگر سینہ صافی اور سر خالی پاتی ہی تو اُسمین نزول فرماتی ہی ؎ نفحۂ عشق کز ان سوی جہان می آید * بمشام دلم از عالم جان می آید * تازہ شود ای دل پژمردہ کہ چون آب حیات * بجز جوئیست کہ سوسے تو روان می آید * خیز ای عقل حس از چار سوی پنج حواس * کہ نگارین از ان راہ جہان می آید * ہمچو خورشید نما روسے کہ جان ذرہ صفت * از زمین تا بفلک رقص کنان می آید * حیف کاین بے بصران کور دلان بیخبر اند * تا نجہ در دیدۂ صاحب نظران می آید * سبحان اللہ یہ عجب بو تھی کہ دارندہ پیراہن کو مطلق معلوم نہوئی اور یعقوب علیہ السلام نے اتنی فرسنگ سے سونگھی میرے نزدیک بوے عشق تھی کہ سواے عاشق کے کوئی اُس سے آشنا نہ تھا اور یہ بو ہر عاشق کو ہر وقت نہین آتی مگر جب عشق مین مضبوط ہوا اور عشق کی بلائین اُٹھائے دیکھیے ابتداے حال مین یوسف چاہ کنعان مین نزدیک تر پڑے رہے یعقوب کو خبر نہوئی آخر الامر

جب محبت کامل ہوئی تو بوے یوسف اسّی فرسنگ سے آئی اور فرمانے لگے انی لاجد ریح یوسف
اور یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد اور اتباع کو اُس بو کی خبر نہوئی کیونکہ بوے یوسف آتش افروز
عشق و محبت تھی اور دل یعقوب سوختہ اُسی آتش کا تھا سو اُس بو نے اپنے عاشق کو پہچان لیا اور جنکو
عشق سے بہرہ نہ تھا محروم رہے تنبیہ آثار مین وارد ہی کہ جو ہوا صبح کو چلتی ہی وہ ہوا اذکار ذاکرین
اور استغفار مذنبین کو حضور خالق کبریا مین پہونچاتی ہی اُسی کو ریح عشاق بولتے ہین اور ہوا کئی طرح کی ہی
ایک نصیب محبین ہی جسکو ہواے الفت کہتے ہین دوسری نصیب مجاہدین ہی اُسکو ہواے قربت کہتے ہین
تیسری حصہ مطیعین ہی اُسکو ریح توفیق نام رکھتے ہین چوتھی باد انابت ہی کہ تائبین کو اُس سے فائدہ
پہونچتا ہی پانچوین باد ندا ہی کہ ذاکرین کی چاشنی ہی چھٹوین ہواے وصل ہی کہ عارفون کا لباس ہی ساتوین
ریح النعم ہی کہ عالمون کا اُسی پر مدار ہی نکتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ریح قمیص نفرمایا ریح یوسف فرمایا
اُسکا سبب یہ ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عاشق تھے اور عشاق کا دستور ہی کہ واسطے کو درمیان سے
اُٹھا دیتے ہین اور سواے اپنے کسیکو دیکھ نہین سکتے سو ریح القمیص کہنے مین یہ قباحت تھی کہ قمیص
واسطہ ہوا جاتا تھا القصہ بشیر مع کرتۂ مبارک کنعان کے قریب پہونچا چونکہ ارادۂ الٰہی یہ تھا کہ وفاے
وعدہ فرما دے اور بشیر کی مان کو اول مسرور کرے سو جب بشیر داخل کنعان ہوا مان اُسکی ایک کنوئین پر
لباس حضرت یعقوب پاک کر رہی تھی بشیر نے قریب جا کر دولت خانہ یعقوب پوچھا اُسنے جواب دیا کہ یعقوب
علیہ السلام سے کیا حاجت ہی وہ کسی سے بات نہین کرتا کسیکی حاجت نہین سنتا دن رات سواے
یوسف کی یاد کے اور کام سے کچھ کام نہین رکھتا بشیر نے کہا ای ضعیفہ قصہ سخن کوتاہ کر مین رسول اُسکے
بیٹے کا ہون مجکو جلد مکان اُسکا بتلا دے کہ مین یوسف کا پیراہن لایا ہون اُس عورت نے یوسف کا نام سنا
تو رونے لگی اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا یا الٰہی تو نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیرا بیٹا اول ملیگا سو مین اُس
وعدہ کی منتظر رہی اور یوسف کا باپ یعقوب پیراہن یوسف سے مسرور ہوا چاہتا ہی بشیر نے کہا تو کیون
روتی ہی اپنا حال بیان کر اُسنے تمام قصہ اپنا کہا تب بشیر نے کہا کہ تیرے بیٹے کا کیا نام تھا اُسنے کہا
نام تھا بشیر نے دوڑ کر قدمبوسی کی اور کہا ای مان مین تیرا بشیر ہون اور اللہ صاحب کبھی وعدہ خلاف
نہین فرماتے نکتہ ای عزیز اللہ صاحب نے اُس ضعیفہ سے وعدہ فرمایا اور اُسکے خلاف نہین کیا بندہ
مومن سے وعدہ بہشت و رضا و لقا فرمایا ہی کہ وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات منہم مغفرۃ
و اجرا عظیما پس ہم امید رکھتے ہین کہ انجاز وعدہ فرما دینگے اور مقصود اصلی اور مطلوب دلی کو پہونچا دینگے
غرض وہ عورت شدت مسرت سے بیہوش ہوگئی بشیر نے مان کو اُسی جگہ چھوڑا اور خانۂ یعقوب

علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور خدمت آنحضرت مین پہونچا اور تحیت اور سلام ادا کیا اور پیراہن
یوسف اُنکے منھ پر ڈال دیا حضرت یعقوب نے اُسکو بوسہ دیا اور آنکھون سے لگایا فی الفور
دیکھنے لگے کما قال فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجہہ فارتد بصیرا قال الم اقل لکم انی اعلم من اللہ
ما لا تعلمون یعنی جب آیا بشیر ڈال دیا وہ کرتہ حضرت یعقوب کے منھ پر پس اُلٹا پھرا آنکھون سے
دیکھتا اور فرمایا مین نے نہ کہا تھا تمکو مین جانتا ہون اللہ کی طرف سے جو تم نہین جانتے
یعنے حیات یوسف اور یہ کہ اللہ اُسکو ملاویگا بعد اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام بروایت بعضے
بشیر کے منھ کی طرف دیر تک دیکھتے رہے اور فرمایا تو کون ہے اُسنے کہا مین بشیر ہون دنیا مین کی
والی کا بیٹا جسکو آپ نے بیچ ڈالا تھا فرمایا واحسرتا علی ما فعلت اور بہت روئے اور ارشاد کیا
تیری حاجت کیا ہے اُسنے کہا دنیا کی کچھ حاجت نہین ہے فرمایا ہون اللہ علیک سکرات الموت
کما ہونت علی الغموم والاحزان تب بشیر نے عریضہ حضرت یوسف علیہ السلام کا گذرانا تو اُسکو
آنکھون سے لگا کر فرمایا الحمد للہ علی نظری فی کتابہ اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے والد میرے مین نے
یہ ارادہ کیا تھا کہ خود حاضر ہون لیکن اذن الٰہی یون ہوا کہ آپ ہی مع عیال و اطفال تشریف
لاوین اور مین یہ جانتا ہون کہ آپ سوار ہو کے تشریف لاوین تا کہ قبطی لوگ حضرت کو بنظر حقارت
نہ دیکھین اور کوئی شخص آپ کے فقر کی گفتگو نکرے والسلام بعد اسکے اسباب کی تفصیل لکھی تھی
مین ہے کہ بشیر سے حضرت یعقوب نے پوچھا یوسف کا کیا حال ہے اُسنے کہا بادشاہ مصر ہے فرمایا کس دین پر
ہے کہا دین اسلام فرمایا اب تمام ہوئی نعمت اُسپر فائدہ روایت صحیح ہے کہ پیراہن بموجب ارشاد الٰہی
بھیجا گیا ہے کیونکہ جس دن پیراہن بھیجنے کا ارادہ ہوا ہے اُس دن حضرت یوسف دعا مانگتے تھے
کہ یا الٰہی یعقوب کی آنکھین ہو جائین اُسی وقت حضرت جبرئیل نے آکے کہا اپنا پیراہن بھیجو تو
آنکھین ہو جائین اور پیراہن کے بھیجنے مین یہ سر تھا کہ عادت الٰہی یون جاری ہے کہ جس راہ سے
غم پہونچتا ہے اکثر اُسی راہ سے خوشی دیتا ہے سو یعقوب علیہ السلام کو پیراہن سے غم ہوا تھا کہ
جاءو علی قمیصہ بدم کذب سے ظاہر ہے خوشی بھی پیراہن سے پہونچائی کہ اذہبوا بقمیصی ہذا
سبحان اللہ عجیب پیراہن بہشتی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُسنے آتش سوزان سے
نجات بخشی اور حضرت یعقوب کو نار ہجران سے یہی تاثیر پیراہن ایمان و معرفت مین ہے کہ آتش حرقت
فانذرتکم نارا تلظی اور آتش فرقت کہ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون سے نجات بخشتا ہے مسلمان کو
چاہیے کہ اس پیراہن کو خوب چستی سے پہنے تا کہ مثل خلیل اللہ آتش دوزخ سے نجات پاوے

اور اسکو معاصی سے آلودہ نہ کیا ہے کہ یعقوب وار آتش فرقت و ہجران سے خلاصی ملے نکتہ
حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ القاہ علے وجہ فاتہ بد بصیرا اور علی عینہ نہ فرمایا حالانکہ مقصود
بینائی چشم اور مطلوب نور بصر تھا سر اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف کو چشم پدر سے شکایت تھی کہ
بعد یوسف کے اور بھائیوں کو آنکھوں سے دیکھا تھا اور منھ سے کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ یعقوب نے
روے مبارک اپنا دوسرے کے چہرہ پر نہیں رکھا اور یہ تو ظاہر ہے کہ معشوق کو رشک ہوتا ہے
لہذا فرمایا القاہ علی وجہ دیکھو اللہ جل شانہ کہ محبوب حقیقی بے پرواہی فرماتے ہیں وجوہ یومئذ ناضرہ
الی ربہا ناظرہ یعنی کتنے منھ اس روز تازے ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے حالانکہ ناظر چشم ہے
نہ وجہ اور آنکھ کا ذکر بھی نہیں فرمایا تو گویا فرماتے ہیں کہ اے بندۂ مومن تیری آنکھ سے مجکو شکایت ہے
کہ تو نے میرے غیر کو دیکھا ہے لیکن منھ سے شکایت نہیں کہ اسنے سواے میرے دوسرے کو
سجدہ نہیں کیا فائدہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں بہشت سے پیغمبروں کے
واسطے آئیں ایک عصا کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا حال اسکا یہ ہے کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے تو حشرات الارض اور درندوں نے تکلیف دینا شروع کی
کہ حضرت آدم نے جناب الہی میں نالش کی تب واسطے دفع دشمنوں کے حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے عصا دیا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ سب میرے دشمن کیوں ہوسے فرمایا تمھاری
زلت سے پھر حضرت آدم نے جناب الہی میں التماس کیا کہ میں توبہ کر چکا ہوں ارشاد ہوا کہ
اس زلت کی بو قیامت تک نجائیگی اور اسی بو سے انکو نفرت ہے پھر وہی عصا دست بدست
حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پہونچا کہ معجزہ ہوا دوسری پیراہن ابراہیم علیہ السلام
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہوا میں پہنایا تھا اسی سے آتش نمرود سرد ہوئی بعد اسکے
بطور تعویذ اپنے پاس رکھا جب حضرت اسحاق پیدا ہوسے تو اسکے گلے میں ڈالا کہ نظر بد نہ لگے
اور حضرت اسحاق نے حضرت یعقوب کو دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا
تعویذ کیا اور حضرت یوسف نے وہی پیراہن اپنے باپ کو بھیجا کہ حضرت یعقوب کی آنکھیں ٹھنڈی
ہوئیں اور نظر آنے لگا تیسری انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کہ یہ بھی حضرت آدم کے
پاس تھی بعد ورزلت اتر گئی تھی جب حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوسے تو انکو عنایت
ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو پہنائی چوتھا مائدہ عیسی علیہ السلام کہ ربنا انزل
علینا مائدۃ من السماء پانچواں دنبہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واسطے بہشت سے آیا

وفدیناہ بذبح عظیم فائدہ اللہ جل شانہ نے سات چیزون کو دنیا مین زندہ کیا تاکہ منکرین کے
بعث کا شبہہ زائل ہو جاوے اول چڑیون کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ فرمایا
کہ حال اُسکا حضرت ابراہیم کے حال مین بیان ہو چکا ہے دوسری حضرت یعقوب علیہ السلام کی
آنکھین گئی ہوئین پھر آئین کہ اُس سے حضرت یعقوب زندہ ہو گئے تیسری حضرت موسیٰ کی عاصے
عاسیل کو زندہ کیا چوتھی سامری کے گوسالہ کو خاک سم گھوڑے حضرت جبرئیل سے زندہ کیا کہ
اُسمین جان پڑ گئی ان دونون باتون کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال مین کہا جائیگا پانچوین
مچھلی کو حضرت یوشع کے آب طہارت سے زندہ کیا کہ اُسکا بھی ذکر آگے آویگا چھٹوین حضرت عزیر
علیہ السلام کو سو برس کے بعد زندہ کیا ساتوین اصحاب کہف کو بعد تین سو برس کے زندہ فرمایا
ان دونون کا مذکور بھی انکے احوال مین کیا جائیگا فائدہ دنیا مین تین چیزین حضرت یوسف
علیہ السلام کی سنت ہین اول طعام نمازیشین کہ بادشاہون مین جاری ہے دوسری خلعت دینا
تیسری وقت فراغت کے سفر مین اہل خانہ کو طلب کرنا فائدہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر پڑنے لگا تو یوسف علیہ السلام کا خط پڑھا اور
لڑکون کی طرف دیکھا سب نے سر جھکا لیے اور عرض کرنے لگے کہ یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا
خاطئین قال سوف استغفر لکم ربی انہ ہو الغفور الرحیم یعنے اے باپ بخشوا ہمارے گناہون کو بے شک
ہم تھے چوکنے والے کہا ہو بخشوا دونگا تمکو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان تنبیہ اس سے
معلوم ہوا کہ شفاعت حق ہے اگر درست نہوتی تو یہ لوگ نہ کہتے یا ابانا استغفر لنا اور حضرت یعقوب
علیہ السلام نفرماتے سوف استغفر لکم ربی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن انبیا
علیہم السلام اپنی اپنی امت کی اور اُستاد شاگرد کی اور بوڑھا جوان کی اور عالم جاہل کی شفاعت
کرینگے فائدہ ہر ظاہر ہے کہ باپ کو بہ نسبت بھائی کے شفقت لڑکون پر زیادہ ہوتی ہے سو ہیان عجب ہے
کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عفو کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے توقف فرمایا بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو
حکم ہو گیا تھا کہ تم عفو کر دو سو آپ نے بلا تامل عفو کر دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اب تک اجازت
نہوئی تھی اور شفاعت بے اجازت ہو نہین سکتی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اور بعضے کہتے ہین
کہ حضرت یوسف علیہ السلام خصم تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شفیع اور یہ ظاہر ہے کہ شفاعت
شفیع کی بلا رضامندی خصم کے فائدہ نہین دیتی اس دلیل سے نکلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
شاید حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت پر ملتوی رکھا ہو چنانچہ شعبی رح سے روایت ہے کہ حضرت

یعقوب نے بیٹون سے فرمایا کہ مین یوسف سے دریافت کرون اگر اُسنے عفو کیا ہوگا تو مین بھی خدا سے
دعا سے بخشش چاہونگا کذا فی المعالم اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت
خاص پر دعا کو موقوف رکھا تھا جیسے وقت صبح یا یوم جمعہ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہی کہ حضرت
یعقوب نے تاخیر دعا کی سحر تک فرمائی تھی کہ اسوقت بمقتضائے ہل من داعٍ فاستجیب دعا قبول
ہوتی ہی چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت یعقوب نے بعد نماز صبح یون دعا فرمائی اللہم اغفرلی جزعی
علیٰ یوسف و قلۃ صبری عنہ و اغفر لاولادی ما اتوا علیٰ اخیہم یوسف اُسی وقت وحی ہوئی کہ قد غفرت
لک ولہم اجمعین اور عکرمہ سے روایت ہی کہ تاخیر دعا کی لیلۃ الجمعہ تک فرمائی تھی اور طاؤس کے نزدیک
شب عاشورا کے منتظر تھے اور تحقیق یہ ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وحی الٰہی کے منتظر تھے جب وحی سے
اجازت ہوئی تب دعا فرمائی اور اپنے نفس کو شریک گردانا کہ اللہ نے انجناب کی برکت سے بیٹون سے بھی
عفو کیا اور ایک روایت ہی کہ یہودا وغیرہ حضرت یوسف و یعقوب سے عرض کرنے لگے کہ تمنے ہمارے
گناہ عفو کیے لیکن اگر خدا نے نہ بخشا تو اِس عفو کا کچھ فائدہ نہوا تب دونون پیغمبر ترحم کرکے رو بقبلہ
کھڑے ہوے اِس طرح کہ حضرت یعقوب امام اُنکے پیچھے یوسف اور عقب اُنکے روبیل وغیرہ امام نے مغفرت
مانگی اور مقتدیون نے آمین کہا اس طرح بیس برس دعا کی مگر قبول نہوئی تو سخت بیطاقت ہوے اور قریب
بہلاکت پہونچے حضرت جبرئیل نے مجیب الدعوات کی طرف سے پیغام دیا کہ دعا تمھاری قبول ہوئی اور بعضے
کہتے ہین کہ حضرت یعقوب دیکھتے تھے کہ توبہ لڑکون کی حقیقی ہی یا نہین جب ظاہر ہوا کہ حقیقی ہی تب دعا
مانگی اور آیۂ قرآنیہ سے ظاہر ہی کہ توبہ فرزندان یعقوب کی حقیقی تھی کیونکہ چار طرح سے توبہ حقیقی ہوتی ہی اول یہ
کہ گناہ پر بہت نادم و پشیمان ہونا سو یہ بات انا کنا خاطئین سے ظاہر ہی دوسری اپنے گناہ کا اقرار کرنا
سو لفظ ذنوبنا سے پیدا ہی تیسری استغفار وہ بخوبی ہویدا ہی چوتھی شفیع گرداننا سو استغفر لنا سے روشن ہی
القصہ بعد وصول پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے قصد سفر مصمم فرمایا اور اسباب مسافرت درست کرکے
مع اتباع خالہ یوسف علیہ السلام و دیگر اتباع و اولاد و احفاد کہ مجموع بروایت صحیحہ بہتر و بروایت مسروق
ترانوے ۹۳ آدمی تھے روانہ ہوے جب بعد طے منازل متصل مصر کے پہونچے تو یہودا نے باذن یعقوب
علیہ السلام پیش پیش جاکے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع کی کہ پدر بزرگوار عاشق زار تمھارے مع
اتباع و اولاد تشریف لاتے ہین انیس العاشقین مین لکھا ہی کہ یہ خبر سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے
ملک ریان سے کہا کہ میرے والد ماجد مدظلہ العالی تشریف لاتے ہین اگر اجازت ہو تو مین اُنکے استقبال کو
جاؤن بادشاہ نے اجازت دی اور کہا کہ مین بھی اُنکی پیشوائی کو تمھارے ہمراہ چلونگا اور تمام

و مقربان درگاہ و عظما و دربار بادشاہ تمھارے ساتھ جائیں معالم التنزیل میں ہے کہ چار ہزار لشکریوں نے
حضرت یوسف و ملک ریان بنا بر استقبال برآمد ہوئے تھے لیکن انیس العاشقین میں ہے کہ باذن بادشاہ
حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام فوج مصر کی بنا بر استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام
تیار ہو کے چلے چنانچہ سب سوار و پیادے اور امیر و نواب تیار ہو کے مقام معہود پر قائم ہوئے اول
تیس ہزار سوار با توزک و احتشام حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں باذن حضرت یوسف
علیہ السلام حاضر ہوئے اور سب نے سجدہ تحیۃ و تعظیم ادا کیے حضرت یعقوب نے سمجھا کہ یہ لوگ
بھیجے ہوئے یوسف علیہ السلام کے ہیں چنانچہ اُنکے ساتھ آگے چلے تو تیس ہزار سوار رومی نے
تسلیمات اور کورنش عرض کی حضرت یعقوب نے پوچھا تم کون ہو عرض کیا کہ ہم ملازمان یوسف ہیں
پھر آگے بڑھے تو ایک ہزار سپاہی خاص آراستہ بلباس فاخرہ اُس مقام پر پہونچے جہاں سے
چار کوس مصر رہ جاتا ہے اور وہی پہلا دروازہ مصر ہے وہاں ایک جماعت شیوخ دست بستہ واسطے
استقبال کے حاضر تھی انھوں نے عرض کیا کہ ہم شفیع یوسف علیہ السلام ہیں کہ ہمکو حضرت یوسف
علیہ السلام نے اسواسطے بھیجا ہے کہ آپ یوسف کے خلاف کو جو ذکر خواب میں ہو گیا تھا معاف
فرمائیں ارشاد ہوا کہ معاف ہے جب وہان سے آگے بڑھے تو سواری یوسف علیہ السلام کی
نظر پڑی اسمعیل ترمذی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام صرف تین لاکھ سوار لیے
واسطے استقبال کے چلے تھے اور بارہ ہزار حاجب با خیل و حشم آگے آگے جاتا تھا جب حضرت
یعقوب علیہ السلام پہلے حاجب سے ملے تو اپنے لڑکوں سے پوچھنے لگے کہ یوسف یہی ہیں بیٹوں نے
عرض کیا کہ یہ تو ایک نوکر ہے یوسف علیہ السلام کا ابھی یوسف کہاں ہیں اسی طرح کے گیارہ ہزار حاجب
با توزک و احتشام استقبال کو آئے کہ ہر مرتبہ حضرت یعقوب نے بوفور شوق سے اُنکو یوسف جانا
اور غایت اشتیاق سے جناب الٰہی میں ملتمس ہوئے کہ یا الٰہی یہ حاجب کہاں تک رہینگے میرا
یوسف کہاں ہے کہ میں اُسی کے دیکھنے کو آیا ہوں مجکو ان حجابوں سے دور رکھ اب میرے یوسف کو
دکھلا دے قطعہ اسیرم ہلاکم بزندان ہجر + الٰہی فتد برق برجان ہجر + ز درد جدائی فغان می کشم +
تو گوئی ز پہلو سنان می کشم + یہان تک عنایت الٰہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری
نظر پڑی تو حضرت یوسف کے داہنی طرف ملک ریان اور بائیں طرف وزرا اور پشت پر امرا اور
چتر شاہانہ سر مبارک پر کھنچا ہوا تھا جب نظر حضرت یعقوب کی چتر پر پڑی تو آپ نے پوچھا یہ کون ہے
جسکے سر پر چتر ہے بولے یہ یوسف تمھارا بیٹا ہے کہ حق تعالے نے اس دولت و مکنت کو پہونچایا ہے

سو تمھارے استقبال کو آیا ہی اُسوقت بارہ ہزار نیزہ بردار حضرت یوسف کے تھے
چنانچہ حضرت یعقوب یہ شوکت دیکھکر خوش ہوئے اور فرمایا ؎ آن گل کہ برافروختہ
روے چمن این ست و شمعے کہ زد آتش بزار انجمن این ست ٭ اور مرکب سے اتر پڑے اور اپنا ہاتھ گردن
یہودا پر ڈالکر تشریف لیچلے جب حضرت یوسف نے دیکھا تو یہودا کو پہچانا کہ حضرت یعقوب پیادہ
اور پیادہ پا ہوگئے اور ریان ابن ولید بھی پیادہ ہوا اور یوسف علیہ السلام دوڑکر باپ سے ملے اور
ایک روایت ہی کہ جب دونوں پیغمبرون کی نظر ایکدوسرے سے ملی تو دونوں سواری سے گر پڑے
اور زمین پر لوٹتے ہوے باہم ہمکنار ہوے اور لشکر کے لوگ دور سے کھڑے ہوے تماشا دیکھتے
اور دروازے آسمان کے کھولے گئے اور شادیانہ جبروتی اور لاہوتی بجنے لگے اور لشکر ملکوت اپنی
صف آراستہ کرکے مبارکباد دینے کو کھڑا ہوا تو حضرت جبرئیل نے آکر کہا ای یعقوب بالا نظر کر
نگاہ کر حضرت یعقوب نے آنکھ اٹھاکر دیکھا تو فرشتے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت یعقوب نے
پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کیا معاملہ ہی بولے کہ تمھارے رونے سے عرشیون کو سخت ملال و رنج تھا
آج شادی کی خبر پاکر خوش ہوے ہین او مبارکباد دینے کو آئے ہین اور نظارہ جمال حضرت یوسف
علیہ السلام کے آرزو مند تھے سو حسن و جمال سے حیران اور تم دونون کے ذوق و شوق سے نازان ہین
اور بعض اہل تفسیر روایت کرتے ہین کہ جسوقت دونون پیغمبرون کا مقابلہ ہوا تو حضرت یعقوب
علیہ السلام اپنے مرکب سے اترے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام
کہا کہ تمنے کس طرح اپنے باپ کی تعظیم کی اور کس باعث سے تم اول سواری سے نہ اترے حضرت
یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ای اخی جبرئیل جسوقت مین نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا از خود رفتہ
اور بیہوش ہوگیا اس باعث سے تعظیم و توقیر سے غافل ہوگیا اور معالم التنزیل اور روضۃ الصفا مین
لکھا ہی کہ وقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ تحیۃ و سلام مین سبقت کرون
مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم الہی منع کردیا حکمت اس منع کی ظاہر نہین ہی صرف تاویل ہوسکتی ہی
کہ ہرگاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نزول مرکب مین سبقت نہ کی تحیۃ و سلام سے بھی محروم رہے
مگر امام نجم الدین نسفی تفسیر تیسیر مین فرماتے ہین کہ جو کچھ اس باب مین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے
نقل کرتے ہین محض بے اصل ہی اور فقیر کاتب کے نزدیک اگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اول سلام کیا
تو کیا مضائقہ اور کون محذور لازم آتا ہی اسلیے کہ سلام کا یہ آداب ہی کہ پہلے بڑا چھوٹے پر سلام کرے
اور حاکم رعیت پر اور سوار پیادے پر اور خواجہ غلام پر اور بی بی لونڈی پر اور استاد شاگرد پر اور باپ

بیٹے پیادہ اور ماں بیٹھی پر چنانچہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین بسبب اپنی بزرگی کے اول فرشتون کو سلام کیا اور فرمایا کہ یہ سلام مین نے خداوند سے سیکھا ہی معراج کی رات اول سلام حضرت کو رب العزت نے کیا ہی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کذا فی صلوۃ المسعودی اور مناقب العلوم مین ہی کہ اونٹ کا سوار گھوڑے کے سوار پر سلام کرے اور وہ گدھے کے سوار پر اور وہ پیادہ پا پر اور جوتے والا برہنہ پا پر اور قائم قاعد پر بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام ملازمت حضرت یعقوب علیہ السلام سے مشرف ہوے تو اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا السلام علیک یا مذہب الاحزان اور سفیان ثوری سے روایت ہی کہ دونون معانقہ کر کے روئے اور بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے التماس کیا کہ اے پدر مہربان آپ میری مفارقت مین اتنا روئے کہ آنکھین سفید ہوگئین کیا معلوم نتھا کہ قیامت مین ملاقات ہوگی فرمایا کہ اے نور العین یہ سب مجھے معلوم تھا لیکن مجکو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ شاید تو بیدین ہوجاوے اور اس سبب سے قیامت کے دن ملاقات نہو بعد ازان ملک ریان کی ملاقات کرائی تو وہ قدمبوس ہوا اور حضرت یوسف کے اوصاف حمیدہ وافعال پسندیدہ بیان کرتا رہا پھر التماس کیا کہ یہ تمام فوج کے لوگ تمھارے بیٹے کے غلام ہین اُسوقت حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین یعنی داخل ہو مصر مین اگر اللہ نے چاہا تو خاطر جمع ہی لفظ مصر جب منصرف ہو تو اُسکے معنی شہر کے ہوتے ہین کوئی شہر ہو اور اس مقام مین غیر منصرف ہی بسبب تعریف وتانیث وعجمہ کے اور مراد شہر معین ہی کہ جسکو مصر بن نوح نے آباد کیا تھا اور حضرت یوسف اُسمین عزیز تھے اور یہ جو حضرت یوسف نے فرمایا آمنین اُسکا فائدہ یہ کہ اس شہر مین کوئی شخص بلا وجہ وبلا قحط داخل نہین ہونے پاتا تھا سو فرمایا تمکو بادشاہون سے امان ہی بالجملہ پھر بٹھلایا والدین کو اپنے پاس اور مصر مین داخل ہوے جب دونون باطمینان بیٹھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو طلب کر کے پوچھا تم کسکے لونڈی غلام ہو سب نے کہا تمھارے فرمایا کہ مین تم سب کو شکرانہ نعمت ملازمت والدین آزاد کرتا ہون اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت یوسف نے کس طرح کہا داخل ہو مصر مین حالانکہ داخل ہو چکے تھے اور استثنا کا کیا فائدہ ہی جب دخول حاصل ہو چکا تھا بعض مفسرین جواب مین کہتے کہ حضرت یوسف نے یہ سخن قبل دخول فرمایا تھا چنانچہ جلالین کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ آیت مین تقدیم وتاخیر ہی اور استثنا متعلق استغفار سے ہی یعنے استغفر لکم انشاء اللہ اور بعض کہتے ہین انشاء اللہ متعلق آمنین سے ہی

اور مراد یہ ہی کہ مصر مین کفار رہتے تھے اور مسلمان لوگ وہان بلا امان داخل نہو سکتے تھے اسواسطے کہا کہ انشاء اللہ تم امان مین رہوگے کما قال اللہ لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین اور بعض کہتے ہین کہ حرف ان اس مقام مین بمعنی اذ ہی یعنے اذ شاء اللہ کقولہ تعالے وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کذا فی المعالم فائدہ دو پیغمبرون نے بکلمہ انشاء اللہ تکلم کیا دو فائدے دیکھے اول حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین اونکو اللہ نے بلا سے ذبح سے نجات بخشی اور فدیہ اونکا بہشت سے دنبہ بھیجا دوسرے حضرت یوسف نے ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین فرمایا اسکی برکت سے حضرت موسی دریاے نیل سے صحیح وسلامت پار اترے اور کیفیت یون واقع ہوئی کہ جسوقت حضرت موسی علیہ السلام مع قوم اپنی کے دریا کے کنارے پہونچے دریا نے شورش کی خطاب ہوا کہ یہ اولاد یوسف ہین انھین کے حق مین یوسف نے کہا ہی ادخلوا مصر انشاء اللہ آمنین اور برکت اس کلمہ سے کل عقوبات اور آفات سے مامون ومصون کیے گئے یعنے دریا خشک ہوگیا اور فرعون مع لشکر جو پیچھے آتا تھا وہ ڈوب گیا فائدہ اسی طرح حشر کے دن جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام محمود مین کھڑے ہونگے تو آواز آویگی کہ اے واقفان عرصۂ قیامت تم کسکے مملوکات ہو وہ بیچارے عرض کرینگے کہ پیغمبر آخر زمان کی امت اور اسی کے لونڈی اور غلام ہین تب جناب کریم سے ارشاد ہوگا کہ مین نے تم سب کو عذاب سے آزاد کیا بحرمت النبی آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت پر اپنے والد بزرگوار کو داہنی طرف اور مان کو بائین طرف اور بھائیون کو سامنے بٹھلایا اور سب نے سجدہ کیا اسیکا اشارہ ہی ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا یعنے اونچا بٹھایا اپنے مان باپ کو اور سب گرے اسکے آگے سجدہ مین محققین مفسرین نے لکھا ہی کہ اگرچہ بٹھلانا تخت کا ذکر مین بسبب اعتبار بجال تعظیم مقدم ہی لیکن درحقیقت سجدہ رفع عرش سے اول ومقدم ہی اور یہی طریق بلاغت ہی بعضے کہتے ہین کہ مراد مان سے اس جگہ خالہ حضرت یوسف کی ہین جنکا نام لیا تھا اور بعد راحیل کے نکاح یعقوب علیہ السلام مین آئی تھین اور عرف عرب مین خالہ کو مان کہتے ہین اور جیسے چچا کو باپ بولتے ہین یہ قول سدی مفسر کا ہی اور اکثر اہل تفسیر اسی کے قائل ہین اور امام حسن بصری سے منقول ہی کہ اللہ نے راحیل کو قبر سے اوٹھایا اور زندہ کیا تب اونھون نے سجدہ کیا تاکہ خواب یوسف پیغمبر کا جھوٹھ نہو اور پھر بدستور اثر حیات اوسنے سلب کرلیا کذا فی الکبیر وکشف الاسرار

اگر کوئی کہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اولاً باپ یوسف کے تھے دوسرے پیر اور بزرگ تیسرے پیغمبر جلیل الشان کہ افضلیت انکی یوسف پر از روے نبوت بھی ثابت ہے پھر کس طرح حضرت یوسف نے ایسے بزرگ جلیل القدر کا سجدہ کرنا جائز رکھا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ سجدہ اللہ کو تھا شکراً علے وصال یوسف علیہ السلام دوسرا اشکال اور ہے کہ سجدہ سواے خدا کے دوسرے کو درست نہین ہے پھر کس طرح ماں باپ اور بھائیون نے یوسف کو سجدہ کیا بعضے مفسرین کہتے ہین کہ مراد سجدہ سے انحنا ہے کہ بھائیون نے تعظیماً پشت اپنی خم کی جس طرح رسم اعاجم ہے اور پیشانی زمین پر نہین لگائی اور امام حسن بصری فرماتے ہین کہ سب نے سجدہ حقیقی کیا تھا مگر تعظیماً وتشریفاً نہ عبادۃً اسواسطے کہ مخصوص بحضرت حق ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس زمانے مین سجدہ ایسی کی تعظیم تھی جیسے فرشتون نے حضرت آدم کو کیا تھا اب اللہ نے وہ رواج موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ان المساجد للہ سو اسوقت مین ایسے رواج پر چلنا ویسا ہے جیسے کوئی اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرے اور کہے کہ حضرت آدم کے وقت مین ہوا تھا بالجملہ والدین اور بھائیون نے سجدہ سے سر اٹھایا تو حضرت یوسف نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا ابت ہذا تاویل رویای من قبل قد جعلہا ربی حقاً وقد احسن بی اذ اخرجنی من السجن وجاء بکم من البدو من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی ان ربی لطیف لما یشاء انہ ہو العلیم الحکیم یعنے اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اسکو میرے رب نے سچ کیا اور مجھسے اسنے خوبی کی جب مجھکو نکالا قید سے اور تمکو لے آیا گانوں سے بعد اسکے کہ جھگڑا اٹھایا شیطان نے مجھمین اور میرے بھائیون مین میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے بیشک وہی ہے خبردار حکمتون والا یعنے اے باپ مجھکو کیا قوت اور منزلت تھی کہ تمسا پیغمبر جلیل القدر باعظمت مجھ فرزند ضعیف کو سجدہ کرے مگر یہ امر تقدیری تھا کہ خواب مین نظر آیا اور خواب انبیا کا جھوٹھ نہین ہوتا ہے جس طرح خواب حضرت ابراہیم کا ذبح اسمعیل مین راست تھا اور تفسیر کبیر مین ہے کہ شاید یہ سجدہ از قبیل تشدیدات ہو گویا حضرت یعقوب کو ارشاد ہوا کہ تمنے اوقات عزیز اپنی اضطراب اور قلق مین بفراق یوسف گذرانی اب مقصد حاصل ہوا تو اب سجدہ کرو کما قال الامام وکان الامر بذلک السجدة من تمام التشدید فائدہ عجب کارخانہ الٰہی ہین کہ حضرت یعقوب مع اولاد و احفاد جب داخل مصر ہوے ہین تو بہتر آدمی تھے اور جب حضرت موسیٰ کلیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ خوف فرعون سے باجماع بنی اسرائیل

مصر سے نکلے تو سوا بوڑھوں اور لڑکوں کے چھ لاکھ پانسو آدمی مقاتل تھے اخبار میں وارد ہی
کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عجائب عالم کے بیان کرو
تو جبرئیل علیہ السلام نے بعد بیان عجائبات یہ بھی فرمایا کہ ہمنے عالم میں دو قافلے عجوبہ دیکھے ایک
مصر میں آیا دوسرا مصر سے نکلا جو کہ مصر میں آیا وہ تو دن میں آیا اور جو مصر سے نکلا وہ رات کو نکلا
اور قافلہ سالار روزوالے قافلے کے حضرت لیعقوب تھے اور رات والے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام
لیعقوب بہتر آدمیوں سے آئے تھے اور موسیٰ چھ لاکھ پانسو سے نکلے اور کیا معاملہ عجب ہی کہ جو
دن میں آئے وہ تو قافلہ طلب تھے کہ یوسف کو تلاش کرتے تھے اور جو کہ رات کو گئے کاروان
ہرب تھے کہ فرعون سے بھاگے جاتے تھے **فائدہ** اہل تفسیر کو اختلاف ہی اس امر میں کہ مابین دیدن
خواب تا وقت سجود کسقدر مدت گذری بعضے اسی برس اور بعضے ستر اور بعضے چالیس بیان کرتے ہیں
مگر اتفاق ہی کہ چالیس برس کے بعد خواب یوسف علیہ السلام راست ہوا ہی **فائدہ** حضرت یوسف
علیہ السلام نے اپنے باپ سے تمام احسانات اللہ کے بیان کیے مگر کنوئیں کے رہنے اور نکلنے کا
حال اور دیگر تکلیفات کا ذکر زبان پر نہ لائے سو اسکی کئی وجہیں ہیں اول یہ کہ ذکر چاہ میں
بھائیوں کو بڑی شرمندگی ہوتی یا اگر بیان فرماتے تو حضرت یعقوب کو ملال تازہ ہوتا اور اسکے
اسکے خود حضرت یوسف پردہ لاتثریب علیکم الیوم قبائح اعمال بھائیوں پر ڈال چکے تھے پھر
اس پردے کو اٹھانا اور انکے اعمال کو کھولنا شان نبوت کے خلاف تھا دوسری خلاصی چاہ
مقدمہ بندگی اور عاجزی تھا اور خلاصی زندان بدرقہ سلطنت وحکمرانی سو اظہار اس نعمت کا ظاہر تھا
اسواسطے اسکا بیان کیا اور اسکو بیان نہ کیا کاتب الحروف کہتا ہی کہ ارباب کرم کا یہی قاعدہ ہی
کہ جب گنہگار کا جرم معاف کرتے ہیں تو پھر اسکو زبان پر نہیں لاتے اخبار میں وارد ہی کہ بروز
قیامت اہل بہشت حضرت حق سبحانہ کو سب ناموں سے یاد کرینگے مگر غفور ورحیم وتواب وحلیم
نہ کہینگے اسلیے کہ یہ چاروں نام گناہ کو یاد دلاتے ہیں اگر ان ناموں سے یاد کریں تو گناہ یاد آویں
اور بہشت کی نعمتیں بے لطف ہو جائیں اور حق تعالیٰ جسکو بخشتے ہیں پھر اسکو شرمندہ نہیں
فرماتے اور ایک وجہ اور بھی ہی کہ ابتلائے چاہ بھائیوں کے مکر سے ہوا تھا وہ سہل تھا اور سبب
حبس مکافات زلت تھا اور نجات اس سے نعماے عظیم میں تھی اسواسطے اسکا ذکر کیا سوائے
اسکے زندان میں گنہگاروں اور بدکاروں سے مصاحبت رہتی تھی اور چاہ میں صحبت ملائکہ تھی
اسلیے چاہ کی نالش نہیں کی قطع نظر ان وجوہ سے ایک وجہ بہت خوبصورت ہی کہ چاہ باختیار آسمانی

اور زندان باختیار خود ستوا اپنے اختیار کی شکایت کی اور سبب خواہش زندان زبان پر نہ لانے کہ زلیخا شرمندہ ہوگی روایت ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے زلیخا کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بات بھی آپ ہی کے سبب سے ہوئی فرمایا کس طرح فرمایا کہ عزیز نے مجکو مالک سے خرید کیا اور اپنا لڑکا بنایا زلیخا نے بھی مجکو لڑکا بنایا اللہ جل شانہ نے نہ چاہا کہ تمھارا بیٹا کسی اور کا کہلاوے تب اُسکے دل مین محبت ڈالی اور فساد طبیعت عطا کیا کہ اُسمین سب کچھ ہوا بعد اُسکے پوچھا عزیز نے تمکو کس طرح رکھا تھا فرمایا کہ شہزادون اور بادشاہون کی طرح سے رکھا اور زلیخا کو لونڈیون کی طرح اسواسطے کہ زلیخا سے میرے حق مین کہدیا تھا اکرمی مثواہ اور امیدوار ہوکے میری نسبت بولا تھا کہ عسے ان ینفعنا او نتخذہ ولدا تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ عزیز کو تمسے کچھ نفع ہوا بولے کہ نفع اور ضرر دونون من جانب اللہ ہوتے ہین وہ عزیز مجھسے متوقع منفعت تھا سو توقع منفعت مضرت ہوگئی مگر یہ نفع البتہ ہوا کہ مین نے اُسکی خیانت نہین کی سو بھی لعنایت الٰہی ہوئی ورنہ اُس حالت مین میری طاقت کیا تھی اور ضرر جو اُسکو پہونچا وہ ظاہر ہی کہ میرے سبب سے اُسکا عزل ہوا بالجملہ یعقوب علیہ السلام نے بعد ملاقات حسب دستور محبت وودادسرگذشت فراق وشکر وشکوہ ایام اشتیاق بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ ای قرۃ العین اس مدت دراز مین تمنے اپنا حال مجکو کسلیے نہ لکھا حالانکہ منزل ومسکن میرا معلوم تھا تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب کا ہاتھ پکڑا اور جملہ خزاین اور دفاین ملاحظہ کرائے جب دفترخانے مین تشریف لیگیے تو حضرت یعقوب نے فرمایا ای نور بصر اسقدر کاغذ کی کثرت تھی اور مین ایسا محزون اور غمگین رہا تمنے ایک خط بھی نہ لکھا باوصف اسکے کہ مابین میرے اور تمھارے ہمگین مسافت آٹھ مرحلے کی تھی اور قافلے آتے جاتے ملتے ہونگے پھر کیون نہ لکھا حضرت یوسف علیہ السلام نے کئی صندوق سربمہر کھول کر دکھلائے تو وہ سب عرائض سے پر تھے اور ہرایک کے عنوان پر لکھا تھا کہ من یوسف الی یعقوب حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ای پدر بزرگوار یہ سب عرائض مین نے حضور کو لکھے ہین مگر جب ارادہ بھیجنے کا کرتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر منع کرجاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جلدی نکرو ابتک وقت نہین آیا ہی کہ حضرت یعقوب کا رنج رفع کیا جائے ای پدر اس باعث سے مجبور ہو جاتا تھا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ سبب منع کا معلوم ہی کیا تھا کہا آپکو بہ نسبت میرے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے محبت وموافقت زیادہ ہی آپ ہی استفسار فرمائین چنانچہ حضرت یعقوب نے ایک دن حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ سبب امتناع کا کیا تھا حضرت جبرئیل نے فرمایا

ای یعقوب جب تمنے یوسف کو بھائیون کے سپرد کیا اور کہا کہ اخاف ان یاکلہ الذئب اُسوقت مجکو
ارشاد ہوا کہ یعقوب سے کہدے کہ تو بھیڑیے سے ڈرا اور میرے حفظ وحمایت پر نظر نکی تب مین نے
حکم دیا کہ یوسف اسّی یا چالیس برس تجھ سے جدا رہے اور تو اُسکی جدائی مین روتا رہے روایت ہی
کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم استغراق مین تھے جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ ای
یوسف مین چاہتا ہون کہ حقیقت حال دریافت کرون کہ ہم دونون مین گنہگار کون ہی یوسف نے
کہا عاصی مین ہون کیونکہ مین نے برخلاف حکم آپکے خواب بھائیون سے کہدیا اُسی کی شامت سے
یہ بلا پڑی تمکو بھی اسکا اثر پہونچا حضرت یعقوب رونے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند مین جانتا ہون کہ
گناہ میری طرف سے ہی جو مین بھیڑیے سے ڈرا اور تمھارے بھائیون پر اعتماد کیا اور تمکو اُنکے
سپرد کر دیا سو یہ غم واندوہ اُسی کے سبب سے ہوا ہی اور تمکو بھی اُسکی شامت سے یہ بلائین
پہونچین اُسی وقت حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ای یوسف ویعقوب
اب کہ تمنے انصاف کرکے گناہ اپنے ذمہ لیا مین نے دونون کو بری کرکے سب گناہ شیطان پر
ڈالا کہ وہ دشمن قدیم تمھارا ہی کما قال من بعد ان نزغ الشیطان بینی وبین اخوتی حضرت
عبداللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تفصیل حالات مفارقت کے
حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ میرے پاس قلعے مین تشریف رکھئے حضرت
یعقوب نے فرمایا کہ ای محبوب تیرے باپ کی یہ شان نہین ہی میرے واسطے ایک مکان مختصر
علٰحدہ چاہیے کہ اُسمین عبادت کرتا رہون سو حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان خلوت کا
فرمائشی بنوایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اُسمین رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے رات بھر جاگتے
پھر سب بھائیون کے واسطے علٰحدہ علٰحدہ گھر بنوا دیے صرف بنیامین کو اپنے پاس قلعے مین رکھا
اور زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگین یہانتک کہ افضل
اہل مصر ہوئین تکملۃ القصص مین لکھا ہی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس
مصر مین رہے اور ہر ایک بیٹے کے بارہ بارہ بیٹے ہوے جماعہ صالح اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام
تفسیر مدارک مین ہی کہ حضرت یعقوب مصر مین چوبیس برس رہے بعد اُسکے وفات پائی اور وصیت کر دی
کہ مجکو شام مین حضرت اسحق کے پہلو مین دفن کرنا چنانچہ حضرت یوسف خود تشریف لیگئے اور دفن کرکے
مصر مین آئے اور تیئیس برس اور زندہ رہے اولاد افرائیم سے حضرت نون پیدا ہوے اور حضرت نون کے
حضرت یوشع ہوے بعد اُنکے فراعنہ مصر پر مسلط ہوے اور جو لیفے کہتے ہین کہ سب بیٹے حضرت یعقوب کے

نبی ہوسے اور حضرت یعقوب نے سب کو فقہ سکھلائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر ظنی ہے صرف حضرت
یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بعد ایک مدت حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب تم اپنے اجداد کی زیارت کو ارض مقدس میں
جاؤ کہ انکی ارواح تمہاری مشتاق ہین سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو بلوایا اور
فرمایا کہ اب مجکو یہ آرزو ہے کہ مین اپنے بزرگون کی زیارت کرون یا یہ فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل
علیہ السلام کہہ گئے ہین کہ اب تم بیت المقدس مین جاکر رہو یہان تک کہ موت آئے یہ حال سنکر
حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور اسباب سفر مہیا کرنے مین مشغول ہوئے اور حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو طلب فرماکے وصیت کی جسکا اشارہ سورۂ بقر مین ہے ام کنتم
شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک و الٰہ آبائک ابراہیم
و اسمٰعیل و اسحق الٰھا واحدا و نحن لہ مسلمون یعنے کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا
اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادون
ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہین تفاسیر معتمدہ مین
لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ یہان کے لوگ دین مختلف رکھتے ہین یعنے بعضے بت پرست
بعضے ستارہ پرست بعضے آفتاب پرست بعضے آتش پرست ہین سو اس خوف سے کہ شاید میری اولاد
انکی صحبت مین گمراہ ہوجائے وقت وفات کے سب کو جمع کرکے یہ اقرار لیا کہ ملت حنفیہ کا یہی خاصہ ہے
اور اسلام اسی کا نام ہے بس ادعا اس امر کا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون کو یہودیت اور نصرانیت کی وصیت
فرمائی ہے افتراء محض ہے فائدہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے باپ نہ تھے
انکو کسلیے اپنے باپون مین داخل کیا اور حضرت اسحاقؑ سے مقدم گردانا جواب اول یہہ کہ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام اگرچہ باپ نہ تھے مگر چچا تھے اور چچا کا شمار باپون مین متعارف ہے چنانچہ
خالہ کو بمنزلہ مان کے بولتے ہین ولہذا حدیث شریف مین وارد ہے کہ الخالۃ بمنزلۃ الام اور یہ بھی
حدیث مین آیا ہے کہ چچا بمنزلہ پدر ہے جو سلوک باپ کے ساتھ کرنا چاہیے وہی چچا کے ساتھ چاہیے
باقی رہا یہ کہ دادا کو باپ کہنا حقیقت ہے یا مجاز امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مجاز ہے کیونکہ انکے
نزدیک بھائی اور بہن حقیقی دادا کے ہوتے ہوسے ورثہ پاتے ہین اور امام مالک اور ابو یوسف اور
امام محمد بھی اسی کے قائل ہین اور قول امیر المومنین علی مرتضےٰ اور عبداللہ ابن مسعود اور زید ابن
ثابت رضی اللہ عنہم کا انکی دلیل ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت ہے اسی واسطے

بیان وفات یعقوب علیہ السلام

حضرت اسمٰعیل کے نسبت یعقوب کے چچا ہونے کا بیان

بھائی بہن دادا کے ہوتے ورثہ نہین پاتے اور دادا سب مال لیتا ہی اور قول حضرت صدیق اکبر اور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطا رضی اللہ عنہم کا حضرت امام اعظم کے موافق ہی لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد مین ثابت نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اطلاق آبا اس جگہ پر بلاشبہہ مجازی ہی کیونکہ حضرت اسمٰعیل کا بھی ذکر ہی القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام بعد از وصیت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ تم میرے بعد اپنے بھائیون سے کسی طرح کا کینہ دل مین نرکھیو اور کسی طور سے بدی نہ کیجیو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ معاذ اللہ مین عفو کرکے پھر انکار کرونگا اور بھی وصیت کی کہ ای یوسف جب وعدہ وصل الٰہی قریب تر پہونچے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادون کی قبرون کے پاس پہونچا دین بعد اسکے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدس مین جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہونچے تو دیکھتے ہین کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہی اور اسمین فرش حریر کا بچھا ہی اور ایک طائفہ ملکوت اسپر منتظر کھڑا ہی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کس شخص کی ہی فرشتون نے کہا جو شخص مشتاق بہشت ہی تب حضرت نے فرمایا کہ مین مشتاق ہون اگر اجازت ہو تو اترون فرشتون نے اجازت دی کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام نے قدم مبارک اسی قبر مین رکھا اسی وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا کہ وہی شربت وصال ہوا پھر فرشتون نے غسل دیا اور نماز پڑھی بعضے کہتے ہین کہ اسی وقت اتفاقاً عیص بھائی حقیقی توام حضرت یعقوب کے بھی بیت المقدس مین آئے اور وفات پائی اور دونون ایک ہی قبر مین مدفون ہوئے اور عمر دونون کی ایک سو ستاون یا ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی پچاس برس ابلاغ رسالت اور مراسم دعوت مین مشغول رہے کذا فی العرائس اور کعب احبار سے روایت ہی کہ حضرت یعقوب کی دو سو برس کی عمر ہوئی اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ حضرت یعقوب نے مصر مین وفات پائی حضرت یوسف علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کرکے سال کی لکڑی کے تابوت مین یا صندوق سنگین مین رکھا اور موافق وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیت المقدس ہمراہ افرائیم روانہ فرمایا کہ افرائیم نے بیت المقدس مین حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا کذا فی المعالم اور بعضون نے لکھا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی تشریف لیگئے اور چالیس دن مقبرہ مین رہے بعد اسکے مصر مین تشریف لائے اور اکثر محققین کہتے ہین

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قبور آبا پر پہونچے تو سو گئے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام
ایک کرسی زمردی پر بیٹھے ہین اور حضرت اسمعیل علیہ السلام داہنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام
بائین کھڑے فرماتے ہین کہ ای یعقوب تو بھی آ ہم منتظر ہین اُسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام خوشی سے
بیدار ہوئے اور اپنی اونٹنی سے ارشاد کیا کہ تو یہ خبر یوسف علیہ السلام کو کردے پھر مشغول بذکر الٰہی
مقابر مین پھرنے لگے دفعۃً ایک قبر نظر آئی اور ملک الموت علیہ السلام بصورت آدمی تشریف لائے
حضرت یعقوب نے پوچھا تم جانتے ہو یہ قبر کس شخص کی ہے ملک الموت نے کہا یہ قبر اسکی ہے جو عند اللہ
بزرگ ہے بولے کہ تم اُسکو پہچانتے ہو ملک الموت نے کہا پہچانتے ہین لیکن بیان نکرینگے حضرت یعقوب
علیہ السلام نے فرمایا کہ ای اللہ یہ میری قبر اور میرا آرامگاہ کردے سو آواز آئی کہ فعلنا ذلک
یا ابن اسحاق تب ملک الموت نے اپنی صورت اصلیہ ظاہر کی حضرت یعقوب نے فرمایا تم کون ہو مجکو تمھاری
صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے کہا مین ملک الموت ہون فرمایا کہ ملاقات کے لیے آئے ہو یا قبض
روح کو کہا زائراً و قابضاً فرمایا مرحبا بامر اللہ ولقائہ اور کیفیت نزع روح شروع ہوئی اس حال مین
حضرت یعقوب نے فرمایا کہ ای عزرائیل میرے یوسف کی روح آسانی سے قبض کرنا اور لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ کہکر واصل حق ہوے حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نے غسل دیکر کفن پہنایا اور
دفن کیا پھر حضرت جبرئیل نے بحکم خدا حضرت یوسف علیہ السلام سے سلام الٰہی کہا اور یہ خبر بھی
پہونچائی اور ناقہ کو ایک فرشتہ نے پکڑ رکھا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام خبر کہہ چکے تب ناقہ
پہونچا اور اُسنے بقدرت الٰہی زبان عبری مین سلام علیک یا یوسف کہکر عرض کیا کہ ای یوسف
تمھارے باپ نے سلام کہا ہے قیامت تک کا اور تمسے راضی ہے حضرت یوسف علیہ السلام روئے
اور اونٹنی بھی روئی غرض تین دن حضرت نے غم کیا اور فرشتون نے رسم تعزیت ادا کی اس غم مین
حضرت یوسف نے فرمایا رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض
انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین یعنے ای رب تو نے دی مجکو کچھ حکومت اور
سکھایا مجکو کچھ پھیر باتون کا ای پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا مین
اور آخرت مین موت دے مجکو اسلام پر اور ملا مجکو نیک بختون مین یعنی مین نے علم کامل پایا اور دنیا بھی
کامل پائی اب مجکو شوق ہوا ہے اپنے باپ دادا کے مراتب کا تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب وفات اسرائیل
علیہ السلام پر تیئیس برس گذرے اور نعماے ظاہری اس عالم کے حضرت یوسف علیہ السلام کے
حق مین کمال کو پہونچے تو حضرت یوسف نے بھی حق سبحانہ تعالیٰ سے دین اسلام پر موت چاہی

تاکہ نعمت اس عالم کی تمام وکمال حاصل ہو اور مورخین نے تواریخ میں لکھا ہے کہ جب ریان ابن ولید
کہ بادشاہ مصر تھا بتوفیق الٰہی اور دعوت حضرت یوسف صدیق نبی علیہ السلام با ایمان مرا تو ایک کافر
بنی اعمام بادشاہ سے قابوس ابن مصعب نام تخت سلطنت پر بیٹھا و رسوم فراعنہ و عملیات آ سنے
از سر نو جاری کیے یوسف علیہ السلام نے ہر چند ان افعال و اعمال سے منع فرمائی پر اسنے حکم
یوسف پر عمل نہ کیا اور نبوت صدیق سے انکار کرنے لگا حضرت یوسف اسکے ایمان سے مایوس ہوکے
تب اللہ سے موت کی دعا مانگی اور فرمایا رب توفنی مسلما اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت
یعقوب کو دفن کر کے چالیس دن بعد بیت المقدس سے مصر میں آئے تو فرمایا رب توفنی مسلماً
فائدہ تفسیر ملک میں اختلاف ہے بعضے بادشاہی و حکم مراد لیتے ہیں اور بعضے حسن و جمال خیال کرتے ہیں اور بعضے
ملک النسب تجویز کرتے ہیں کہ فہو الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم اور بعضے ملک قلوب
مراد رکھتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف سے لوگ دل سے محبوب رکھتے تھے یا یہ کہ حاضرین انکی صورت دیکھتے
بیتاب ہو جاتے تھے اور غائب انکے حسن و جمال کو سنکر ترستے تھے اور بعض علما کہتے ہیں کہ ملک احترام
مراد ہے کہ ہر گاہ یوسف جیل خانہ میں ڈالے گئے تو حشرات الارض و ہوام نے عزت و حرمت کی
اور کسی طرح کی تکلیف نہیں دی اور بعضے ملک نفس بیان کرتے ہیں کہ زلیخا کے فریب میں نہیں آئے
اور بعصمت الٰہی محفوظ رہے اور بعضے ملک ہمت بتلاتے ہیں کہ زندان کا رہنا پسند کیا اور نہ تابعی
شہوت نفس پر قبول کی اور بعضے ملک نبوت لکھتے ہیں کہ اٹھارہ برس کی عمر میں نبی ہوئے اور
بعضے ملک آخرت تجویز کرتے ہیں یعنی دیانت و مروت و انسانیت سے اپنے بھائیوں پر فائق ہوئے
اور بعضے ملک الجود بیان کرتے ہیں کہ انکے زمانے میں کوئی شخص انسے زیادہ سخی نہ تھا اور بعضے
ملک شفقت کہتے ہیں کہ باوجود ثروت و غنا ایام قحط میں خود بھوکے رہتے تھے تاکہ فقرا و مساکین
کے حال سے غفلت نہ ہو اور بعضے ملک عدل مراد لیتے ہیں کہ سال قحط میں فقیر و امیر یتیم مسافر
اور قریب و بعید اور اجنبی و آشنا کو برابر جانتے تھے اور امام فخر الدین رازی نور اللہ مرقدہ
فرماتے ہیں کہ مراتب موجودات تین ہیں یا مؤثر محض ہے کہ اصلاً متاثر نہیں ہوتا وہ تو حضرت حق ہے
یا متاثر ہے کہ ہرگز مؤثر نہیں ہوتا وہ عالم اجسام ہے کہ قابل اشکال و تصویرات و اوضاع مختلفہ
اور اعراض متضادہ سے متصف لیکن کسی وجہ سے کسی چیز میں اثر نہیں کرسکتے اور ایک قسم اور ہے کہ
من وجہ مؤثر و من وجہ متاثر وہ عالم ارواح ہے کہ مناسبت جو ارواح کی ہے انوار جناب الٰہی سے
اثر قبول کرتی ہیں اور نور جلال سے متاثر ہوتی ہیں اور عالم اجسام میں تصرف کرتی ہیں اور القدسیہ

تعلق روح کا عالم اجسام مین بتصرف و تدبیر ہے اور تعلق بعالم آلہیات بعلم معرفت پس یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب قد آتیتنی من الملک گویا اشارہ تعلق روح بعالم اجسام فرمایا اور یہ جو علمتنی من تاویل الاحادیث کہا گویا کنایہ ہے عالم آلہیات اور تعلق حضرت خالق لایزال سے اور ہرگاہ ان دونون قسم تعلق کو کمال و نقصان و قوت و ضعف وجلا و خفا مین نہایت نہین ہے پس روح کو بقدر استعداد بمقدار متناہی اس فادہ سے کہ عبارت تاثیر اور تاثر سے ہے حاصل ہوگا نہ کہ مجموع ولہذا بکلمہ من تبعیضیہ ایراد فرمایا کہ قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث اور یہ جو فرمایا انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ سو حاصل اسکا یہ ہے کہ تو وہ خدا ہے کہ تو نے اصلاح امور دنیویہ کی بعرفان فرمائی اور انجاح مہمات آخرویہ کی بغفران اور دنیا و عقبےٰ مین تو ہی متولی کافی و بس ہے اور کسی کی حاجت نہین اور حالت حیات و ممات مین جملہ مہمات کے واسطے تیری ولایت کفایت کرتی ہے اور ارباب تحقیق فرماتے ہین کہ ولی وہ ہے کہ اپنے دوستون کو بے علت دوست رکھے اور بعد ورزلت اپنی درگاہ سے دور نکرے اور بعضے کہتے ہین کہ ولی وہ شخص ہے کہ نفوس دوستون کو سیاست سے ادب دے اور قلوب عارفون کو بحراست تہذیب عطا کرے اور ولایت حق کی اپنے بندے سے دنیا مین یہ ہے کہ مین اپنی اطاعت پر دلالت فرما وے اور آخرت مین ساتھ رحمت مین رکھے اور دنیا مین مشغول نکرے اور عقبی مین مملکت جنت سے معزول نہ فرما وے اور آخرت مین یہ ہے کہ اپنے نور جمال سے سرفراز فرما وے اور بھی دنیا مین دوستی یہ ہے کہ سالک کو ریاضت و مجاہدے مین مصروف کرے اور دوستی آخرت یہ ہے کہ اپنے عاشق کو پرتو انوار سے سرفراز فرما وے اور ثمرہ دوستی کا یہ ہے کہ بندے کو مسلمان مارے اور قاعدہ دوستی آخرت مین یہ ہے کہ اپنے بندے کو بہشت مین داخل کرے اور دوستون سے ملاوے اور یہ جو حضرت یوسف نے اول ثنا سے حق حضرت فرمائی اور پھر کہا توفنی مسلما حقیقت اسکی یہ ہے کہ ارباب معرفت جب حضرت حق سے حاجت چاہتے ہین تو اول ثنا ے الٰہی کرتے ہین پھر اپنی حاجت عرض کرتے ہین سو حضرت یوسف نے اول کہا رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ پھر عرض کیا کہ توفنی مسلما اور یہ طلب وفات مشعر اس بات پر تھی کہ حضرت یوسف کو اشتیاق اپنے باپ دادون کی ملاقات کا ہوا تھا اور لحوق انسے بلا موت بشرط اسلام ممکن نہ تھا اسواسطے اس طرح استدعا فرمائی اور بعضے کہتے ہین کہ طلب موت نہین فرمائی بلکہ یون کہا تھا کہ اذا توفیتنی فتوفنی مسلما یعنے مقصود یہ تھا کہ جب اجل موعود آوے تو اسلام پر وفات ہو القصہ مفسرین و مورخین لکھتے ہین

کہ جب دعا یوسف صدیق علیہ السلام کی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر ہونے والی ہے
تو بھائیون کو بلا کر وصایا فرمائے اور خطبہ وداع پڑھا اور یہودا کو امیر و سردار بنی اسرائیل گردانا
اور بنی اسرائیل کو بانقیاد امر ونہی و اطاعت فرمان یہودا مامور فرمایا جب اولاد یعقوب نے وصیت
قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پر مستقیم رہو گے اور متابعت آبا و اجداد دین ثابت
قدمی کرو گے تم مین برکت رہیگی مگر میرے بعد تھوڑے دنون کے گذرنے پر ایک بادشاہ ستمگار
ظالم قہار اسباط عملاق و قبط سے مصر مین ہوگا اور دعوے ربوبیت کریگا اور چار سو برس تک
اسکو حق سبحانہ فرمان روائی مین فرصت دیگا اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی مین
کھینچیگا پھر جب اسکی شوکت نہایت کو پہونچیگی تب اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک پیغمبر دین پرور
موسیٰ نام مبعوث ہو کر اس بادشاہ کو فنا کریگا یہ اشارہ فرعون کی طرف فرمایا اور بعض اہل تحقیق
نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے موت مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت موت
نہین پہونچا ہے کیونکہ جب تک تمسے اور تمہارے لڑکون و پوتون سے چھ سو آدمی پیدا نہو لینگے
وعدہ وصال ایفا نہوگا لہذا بخاطر جمعی اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی
قریب حضرت کی اولاد اور حضرت کے بھائیون کی اولاد مین ہوئے تب مصر سے دس کوس باہر
نکل کر خیمہ ڈالا اور رہنے لگے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے کہا کہ اسی جگہہ ایک شہر آباد کیجیے
اور اسکا نام مدینۃ الحرمین رکھیے اور اپنی بود و باش یہین پر اختیار کیجیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام
نے ایک شہر آباد فرمایا اور اسمین رہنے لگے اس جگہہ پانی نہ تھا تب لوگون نے عرض کیا کہ پانی
یہان سے دور ہے کس طرح بسر ہوگی لہذا حضرت یوسف نے دعا کی کہ حضرت جبرئیل نے بحکم خدا
ایک نہر دریاے نیل سے مدینۃ الحرمین مین پہونچائی اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب آئی
تو حضرت نے افرائیم فرزند اکبر سے وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا رود نیل مین رکھدینا اور ابن عباس سے
روایت ہے کہ فرمایا کہ جب تک غیب سے آواز نہ آئے دفن نکرنا اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے
کہ جب وفات ہوئی تو افرائیم نے آواز غیب سے سنی کہ یوسف کو بعد تجہیز و تکفین نہر قیوم پر لیجا چنانچہ
افرائیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پر پہونچا تو پانی اسکا دو حصے ہو گیا اور ایک قبر مطیب تیار ہوئی
اسمین تابوت مبارک رکھدیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا اور اخبار الدول مین ہے کہ جب وفات
یوسف علیہ السلام کی ایکسو دس برس کی عمر مین ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض لوگون نے کہا
ہمارے محلے مین مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے اس محلہ مین قریب تھا کہ نوبت قتال پہونچے

آخرکار از روے صلح یہ قرار پایا کہ دریاے نیل میں دفن ہوں تا کہ اُس پانی سے تمام اہل مصر کو برکت ملے
چنانچہ ایک تابوت سنگین میں دھرکر وسط نیل میں جانب مدینہ منیف دفن کیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے
اور ایک روایت ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جنگل میں آیا ہے اُسمیں
والدین آنجناب بھی ہیں اور بیابان میں گشت کر رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ یوسف جلد آ ہم تجھے
تلاش کرتے ہیں اسی وقت آنجناب جاگ پڑے اور دعا کی توفنی مسلما اسی دم حضرت عزرائیل
تشریف لائے آنجناب نے اُنکو دیکھکر تبسم کیا اور فرمایا العجل العجل ذوالی اشتیاق الی ربی اور بھائیوں سے
عذر کیا اور یہودا کو خلیفہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہاں نرکھنا شام میں پہونچا دینا اور جب تمکو
یہاں سے نکلنا پڑے تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبرئیل نے کہا اسوقت معاف
کیجیے ایسا نہو آپ کا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب پوچھا وہ کہاں ہے فرمایا محراب عبادت میں پڑی
روتی ہے اور کہتی ہے الٰہی میری جان یوسف کی جان سے ملا دے کہ مجھکو تاب مفارقت نہیں ہے فرمایا
اگر مجھے ندیکھیگی تو حسرت میں رہیگی حضرت جبرئیل نے کہا اللہ صاحب اُسکو صبر عطا فرماوینگے بعد
اس گفتگو کے حضرت جبرئیل نے سیب جنت دیا اُسکی خوشبو سے حضرت نے وفات پائی تو بھائیوں نے
رونا شروع کیا زلیخا وا اسفاہ دوڑی لوگوں نے کہا صبر کرو یوسف نے وفات پائی زلیخا سنتے ہی بیہوش
ہوگئی تین دن ہوش نہیں آیا یہان تک کہ اہل مصر نے رود نیل میں دفن کیا جب ہوش آیا تو فراق یوسف میں
چند سے گریہ وزاری میں مشغول رہی اور وفات پائی مگر محدثین کے نزدیک زلیخا نے حضرت یوسف کے سامنے
وفات پائی تھی چنانچہ کعب احبار سے روایت ہے کہ بیس روز بعد وفات زلیخا یوسف علیہ السلام نے وفات
پائی اور اُسی وقت سے آنجناب نے تبسم نہیں فرمایا اور تفسیر کبیر میں حضرت امام حسن علی آبائہ و علیہ السلام
سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے تھے کہ یوسف ہفدہ سالہ تھے جب چاہ میں ڈالے گئے اور
اسّی[۸۰] برس رقیت و حبس و حکومت میں رہے اور بعد ملازمت پدر بزرگوار تیئس[۲۳] برس اور زندہ رہے
اس حساب سے عمر شریف ایکسو بیس[۱۲۰] برس کی ہوئی کذافی العرائس اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک
ایکسو اٹھارہ برس کی عمر ہوئی اور توریت میں ایکسو دس[۱۱۰] برس کی لکھی ہے کذافی اخبار الدول اور
بعضے سو[۱۰۰] برس اور بعضے ایکسو پندرہ[۱۱۵] بھی بیان کرتے ہیں اور کلبی کے نزدیک ایام فراق بائیس[۲۲] برس تھے
اور عبداللہ ابن عباس سترہ[۱۷] برس فرماتے ہیں و بقول سدی ابن یحیی ستہتر و بنقل حسن بصری اور ایک
جماعت تابعین اسّی برس مگر سلمان فارسی و اکثر علما فرماتے ہیں کہ زمان ہجران و فراق چالیس برس تھا
اسی قول پر اہل تاریخ کو اتفاق ہے اور روایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے سات برس کی عمر میں خواب

دیکھا اور سترہ برس کے تھے کہ بلاے چاہ مین مبتلا ہوے اور اسّی برس کی عمر مین وحی ہوئی اس طرح
لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لا یشعرون یعنے تو بتا دیگا انکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے معجزات و آنجناب
اکثر تھے ازانجملہ تعبیر رویا و خواب ہے ازانجملہ جب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو وے روا اپنے کسی اور
سردار کو دعوت ایمان فرمائی تو اوسنے کہا اگر یہ درخت خشک سرسبز ہو جاے تو ایمان لاؤن حضرت نے
دعا فرمائی کہ وہ درخت سرسبز ہو گیا اور بروا سطے برگ درخت بھی برنگ گوناگون ہو گئے ازانجملہ ایک
لڑکا کسی امیر کا اندھا ہو گیا یا صحیح یہ ہے کہ اندھا مادرزاد تھا اوسنے وقت دعوت ایمان کہا اگر یہ بینا
ہو جاوے تو ایمان لاؤن حضرت یوسف نے دعا فرمائی وہ بینا ہو گیا اور پیشہ حضرت یوسف کا
کنعان مین تجارت تھا یعنے اپنا مال امینون کو سپرد کرتے تھے اور نفع مین شریک ہوتے تھے اور جب
وزیر مصر ہوے تو سواے اداے مراسم وزارت کسی اور حرفے مین مشغول نہوتے تھے اہل تاریخ لکھتے ہین
کہ بعد وفات آنجناب مصر مین دین و آئین کا فساد برپا ہوا اور سحر و کہانت نے رواج پکڑا اور اسباط
حضرت یعقوب علیہ السلام مین سلاطین مفسدین ظاہر ہوے تب اللہ جل شانہ نے موسی ابن میشا
ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دو سو برس پیشتر از بعثت حضرت موسی ابن عمران واقع ہوا ہے اور اہل
کتاب نے گمان کیا ہے کہ موسی ابن میشا صاحب خضر تھے مگر عامہ علما فرماتے ہین کہ موسی ابن عمران تھے
کذا فی اخبار الدول والعہدة علی الراوی پوشیدہ نرہے کہ اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت یعقوب کو پیغمبر مرسل
کہتے ہین اور لکھتے ہین کہ اسباط تین سو تیرہ ۳۱۳ تھے کہ اپنے اجداد و اعقاب کو ہدایت کرتے تھے مگر
صحیح یہ ہے کہ سواے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئی پیغمبر نہین ہوا اتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے
کہ روبیل ابن یعقوب کی اولاد چار نفر تھے لیکن جب حضرت موسی علیہ السلام نے بیس برس سے اوپر
اور پچاس برس سے نیچے شمار لیا اولی مین شمار کراے تو اونکے ذریات چھیالیس ہزار مرد مقاتل برآمد ہوے
اور سردار قوم اہل صوری بن سدی تھا اور یشجر کی اولاد صلبی بھی اسیقدر تھی لیکن ذریات باسٹھ ہزار
آٹھ سو سپاہی نکلے اور افسر اخی غیر ابن عمی تھا اور زبالون کے تین بیٹے تھے لیکن ذریت چھپّن ہزار
ہزار چار سو مرد جرار اور بزرگ و افسر الی آومی خیلون تھا اور لغثنالی کے چار بیٹے تھے الا ذریت
ترپن ہزار چار سو مرد نکلے رئیس انکا جیراع ابن عینان تھا اور آشیر کے بھی چار پسر ہوے مگر ذریت
اکتالیس ہزار پانسو مرد نکلے اور شریف القوم رعابل ابن عجران تھا اور کاذ کے چھ فرزند مگر ذریت
اکتالیس ہزار چھ سو پچاس مرد ہوے رئیس انکا یاصاف ارغوائیل تھا اور شمعون کے چار پسر لیکن
اعقاب انسٹھ ہزار تین سو مرد ہوے سردار انکا سلوم ابن صوری تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے

دو بیٹے ایک دختر ہوئی مگر ذریت بہتر ہزار پانسو مرد مقاتل نکلے رئیس القوم شلایح ابن ایمہود تھا اور
کمل ابن یراصور شریک رئیس تھا اور بنیامین کے تیرہ بیٹے ہوسے اور ذریت چھتیس ہزار چارسو
مرد نکلے سردار القوم عیمیہور تھا اور یہودا کے پانچ بیٹے ہوسے اور احفاد بہتر ہزار چار سو مرد مقاتل
ہوسے حاکم انکا یخشون ابن امیا تھا اور لاؤی کے ایک بیٹا ہوا ذریت بائیس ہزار ہوسے سردار
قوم الصافان ابن عزایل تھا اخبار الدول مین ہو کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر مین تشریف
لائے تو کل بہتر آدمی تھے لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اولاد انکی مصر سے نکلی تو سواے لڑکون
اور بوڑھون کے چھ لاکھ پانسو پچھتر آدمی تھے اور کل ذریات یعقوب ایک کرور و ایک لاکھ تھی سچ ہی
کہ یہ کثرت اولاد کی تمام عالم مین کسی کے نہین ہوئی واللہ اعلم بالصواب

تفریح سیزدہم در احوال حضرت ایوب علیہ السلام

بعض اہل سیر نے حضرت ایوب کو بعد حضرت شعیب اور بعض نے بعد سلیمان کے ذکر کیا ہی لیکن صحیح
یہ ہی کہ بعد حضرت یوسف کے تھے ابو علی طبرسی نے مجمع البیان مین لکھا ہی کہ ایوب ابن موص ابن راخ
ابن روم ابن عیص و بروایتے عیصو ابن اسحق علیہ السلام اور والدہ شریفہ انکی دختر حضرت لوط علیہ السلام
اور زوجہ مسماۃ رحمہ بنت افرائیم ابن یوسف دہو الصحیح اور بعضے کہتے ہین کہ ایوب ابن تاخور ابن موص اور
زوجہ مسماۃ ماخیر بنت میشا ابن یوسف علیہ السلام اور عند الاکثر ایوب ابن موص ابن عیص اور زوجہ مسماۃ
لیا بنت یعقوب علیہ السلام اور بعض کے نزدیک ایوب ابن موسیٰ ابن رویل ابن یعقوب علیہ السلام
وہو غیر صحیح اور اخبار الدول مین ہو کہ آنجناب تھے طویل القامۃ عظیم الراس جعد الشعر حسن العینین قصیر العنق
علیہ خط الساقین والساعدین ومکتوب علی الجبہۃ الشریفۃ المبتلی الصابر اور زوجہ آنجناب مانند اپنے
جد امجد کے حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھین انھین سے حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ہوئی
نہایت صالح و پرہیزگار رستگار روزگار اللہ جل شانہ نے اہل ثنیہ کا جو کہ متعلقات حوران سے ہو اور حوالی
دمشق و جابیہ واقع ہی دیا اور اکثر زمین زراعت کو بخشی اور غلام و کنیز خدمت کو عنایت کیے بی بی کو
مطیع فرمان بردار کیا اور دواب و مویشی سواری و کشتکاری کو مرحمت فرمائے کہ ہر دم و ہر لحظہ شکر و سپاس مین
بسر کرتے اور معارف مین منزل ایوب شہر ثنیہ اراضی شام مامین دمشق و رملہ لکھا ہی وہب ابن منبہ سے
معالم مین روایت ہی کہ اللہ نے حضرت ایوب کو بکریان اور گائین اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کیے
اور ہر ایک جانور پر ایک ایک غلام چرانے کو دیا اور ہر ایک غلام کے عیال اطفال اور زر و زیور و نقد و جنس
بکثرت تھے اور حضرت ایوب کو ایسا اخلاق عطا کیا کہ تنور مہمانی کا ہمیشہ گرم رہتا کہ ہر یتیم و مسکین

خوان نعمت سے نوالہ فیض حاصل کرتا تھا باینہمہ شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکر منعم مین مصروف
رہتے دنیا کا کام کمتر کرتے عقبے کی طرف متوجہ رہتے تین شخص حضرت ایوب کے یارون مین بڑے
بوڑھے تھے الیفز تیمنی و بلدد و صافر ایک دن ابلیس آسمان پر گیا تو اسنے فرشتون کو استغفار کرتے ہوے
حضرت ایوب کے حق مین پایا آتش حسد اسکی بھڑکی سو اسنے دعا مانگی کہ یا الٰہی ایوب تیرا بندہ صحت و
عافیت و کثرت اولاد کے سبب سے حمد مین مشغول ہے اور وفور اموال و ہجوم دواب و زیادت عبید و اماء سے
شکر مین مشغوف ہے اگر یہ سب نعمتین اس سے چھین لیجائین تو ہرگز شکر و حمد نکرے ارشاد ہوا کہ ایوب میرا
بندہ مقبول ہے اور عبادت و شکر مین مجبول کسی حال مین ہو یا کسی بلا مین مبتلا کیا جائے محک امتحان مین
کامل العیار نکلے ابلیس نے کہا اگر مین اسپر مسلط ہون تو امتحان کامل کرون فرمایا مضائقہ نہین مینے
تجھے اسکے ظاہر بدن پر مسلط فرمایا سو وہ مردود اسی وقت زمین پر آیا اور اپنے اعوان و انصار کو
جمع کیا اور پوچھا تمکو کچھ طاقت و قوت ہو تو مین تمکو اموال ایوب پیغمبر پر معین کرون ایک خبیث بولا
کہ اگر مجھکو معین کیجیے تو اسباب و دواب جلا دون ابلیس نے کہا اول اونٹ اور انکے چرانے والون کو جلا
سو وہ مردود گیا اسوقت اونٹ حضرت ایوب کی چراگاہ مین تھے جسنے گھاس پر منہہ ڈالا مر گیا اور اسکے
چرانے والے مع عیال و اطفال بھی جل گئے صرف ایک اونٹ بچا اسپر ابلیس سوار ہو کر حضرت ایوب کے
پاس آیا اور حضرت کا یہ حال تھا کہ تمام دن تین کامون مین مشغول رہتے تھے نماز پڑھنے مین یا صدقہ
دینے مین خواہ محتاج کے کھلانے مین سو اسوقت نماز مین تھے ابلیس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
اونٹ جلا دیے اور چرواہے مار ڈالے صرف مین باقی رہا ہون حضرت ایوب نے فرمایا الحمد بیدہ
هین اعطانی وهین نزع منی ابلیس بولا اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی کہ اسنے جلا دیا اس بات سے
اکثر حضار مجلس متعجب ہوے اور بعضے عبادت پر طعنہ زن ہوے اور بعضے خدا کو اور بعض ایوب کو
بد کہنے لگے اور بعض بولے جسکی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا تم لوگ خوب جانتے ہو
کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اٹھا دیگا یہان جو کچھ میرے پاس ہے عاریت و امانت ہے
پھر امانت کے دینے مین کیا شکایت ہے بلکہ کمال شکر ہے کہ امانت مین خیانت نہین ہوئی اے شتر بان اگر
تجھمین کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس تو بے نصیب ہے اس بات سے ابلیس
نہایت ذلیل ہو کر پھر آیا اور اپنے لشکریون سے کہنے لگا کہ اب کسیکو طاقت ہے ایک دیو بولا کہ اگر مین
آواز کرون تو ذی روح کی روح نکل جاے ابلیس نے کہا حضرت ایوب کی بکریان چرتی مین انپر جا کر آواز کر
اسنے بکریون کے گلے مین جا کر ایک آواز کی کہ سب بکریان مرگئین اور چرانے والے بھی اسکے

بیجان ہوگئے اور ابلیس حضرت ایوب کے پاس آیا آنجناب نماز مین مشغول تھے اُسنے تقریر
پارینہ پیش کی اور جواب پایا جیسا اول پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت پژمردہ پھرا اپنے
یارون سے کہنے لگا اب بھی کسیکو زور و طاقت ہے ایک عفریت بولا کہ مجھے یہ طاقت ہے کہ جسکے بدن مین
ہوا ہو کر لگ جاؤن وہ جل کر خاک ہوجائے ابلیس نے کہا حضرت ایوب کے کھیت اور مزارعین کو
جلا دے تاکہ اُسکا اطمینان قلب باقی نرہے چنانچہ اُس مردود نے کھیت وغیرہ جلا دیے کہ نہ کھیت کا
نشان رہا نہ کھیت والون کا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر آیا اور حضرت ایوب کو نماز مین مشغول پایا
بعد فراغت اُسی طرح تاسف کرکے احوال کہا حضرت نے وہی جواب دیا جو کہ اول دیا تھا نہایت
شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا کہ ایوب کا مال و اسباب کچھ باقی نہین رہا مگر اولاد سے اُسکو اطمینان حاصل ہے
اگر مجکو اولاد پر تسلط تمام حاصل ہو تو امتحان کرون کیونکہ یہ مصیبت ایسی ہے کہ انسان اسکو اٹھا نہین سکتا
حکم ہوا کہ تو اولاد پر مسلط کیا گیا چنانچہ وہ کم بخت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس نفر اولاد یعنے سات بیٹے
و تین بیٹیان بقول وہب ابن منبہ و بقول صحیح تیرہ یعنے سات بیٹے تھے بقول ابن عباس و ابن یسار اور
چھ بیٹیان سواے اُنکے لونڈیان وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی مین اپنے کام مین مصروف تھین اُسنے
اُس حویلی کو ہلا دیا اور بیخ و بن سے زمین پر گرا دیا کہ سب لوگ اُسمین دب مرے اُسپر یہ ظلم کیا کہ لڑکون کے
پیٹ پتھرون سے پھاڑ ڈالے اور اُنکی ہڈیان توڑ ڈالین مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہین وہ بھی غم
والم سے بیجان تھین اور یہ سانحہ واردات سے پریشان بعد ازان ابلیس بصورت ایک مرد معلم حکمت کے
آیا اور تمام حال واقعہ کہنے لگا جب لڑکون کے مارے جانے کا حال کہا تو بمقتضاے بشریت آنجناب کو
کسیقدر رقت آئی وہ مردود اسقدر بے صبری کو غنیمت سمجھا اور جانب آسمان روانہ ہوا تا کہ فریاد
و فزع کی کیفیت حضرت حق مین التماس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ فرمالی اور فرشتون نے
قبل پہونچنے شیطان سے ندامت و توبہ درگاہ لاابالی مین پہونچا لی ناگزیر وہ مردود طاغی پشیمان ہوا
اور کچھ بھی کہ نہ سکا عرض کیا کہ یا الٰہی ایوب کا دل ہلاکت مال و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا کیونکہ اُسکو تیری عنایت و کرم پر
تکیہ ہے اور جانتا ہے کہ پھر مال و اولاد تیری عنایت سے مل سکتا ہے اب یہ درخواست ہے کہ مجکو ایوب کے جسم مبارک پر تسلط
حاصل ہو ارشاد ہوا کہ سواے زبان و دل کے تمام جسم پر تسلط اپنا ظاہر کر سبحان اللہ جسم کو صابرون کے حق مین عبرت
گردانا اور زبان و دل کو اپنی یاد و انزال رحمت کو بچایا پھر ابلیس زمین پر آیا اور حضرت کو سجدۂ صلوٰۃ
مین پایا اور بکمال سرعت سے زمین مین در آیا اور نفس سمی اپنا آنجناب کے منخرین مین دم کیا کہ تمام
بدن سیاہ ہوگیا و از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور خارش کی شدت سے کھجاتے کھجاتے تمام جسم کی

کھال گر گئی اور تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے اور ایسا تعفن غالب ہوا کہ مردم شہر نے شہر سے نکال دیا کوئی دوست و آشنا نہ رہا صرف بی بی انکی کہ نعمت مین شریک تھی مصیبت مین بھی حاضر رہی بڑے دوست الیفن و بلدد و صافر تھے وہ بھی ملامت کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینون نے ضائع نہین کیا لیکن حضرت کو عاصی جان کر توبہ و ندامت کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت انکو نصائح فرماتے تھے کہ معالم التنزیل مین مذکور ہین اخبار الدول مین ہے کہ اس حال مین آنحضرت فرماتے تھے

اللھم ان کان نہار رضاک فشددہ وان کان من سخطک فاغفر حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات شہر مزبلہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے مسماۃ رحمہ کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ اس بلا مین بھی اوقات بسر کرتی تھی اور دریوزہ گری سے شب و روز کاٹتی رہی جب حضرت ایوب شکر خدا کرتے تو یہ بھی الحمد للہ علیٰ احسانہ کہتی اور حضرت ایوب اس مصیبت مین بھی کسی دم ذکر حق سے غافل نہ تھے جزع و فزع کا تو ذکر کیا ابلیس یہ حال دیکھ کر مضطرب ہوا اور شور مچایا اسکے یاروں نے سبب پوچھا کہا یہ عجب بندہ خدا ہے کہ باوجود اس طرح کی بلاؤن کے صابر و شاکر ہے بلکہ ہر وقت ذاکر ہے سو اب تم میری مدد کرو شاگردون نے کہا وہ مکر و فریب آپ کے کیا ہوئے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا ہلاک ہوئے بولا اس شخص کے روبرو کوئی داؤ نہین چلتا اور سچ تو یہ ہے کہ بعض باتین فراموش ہین ایک شاگرد بولا کہ وہ مکر کہان گیا جو حضرت آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا انکی بی بی کی سازش مین کام چلا تھا کہا کہ اب بھی بی بی موجود ہے سو ابلیس خوش ہوا اور اس عفیفہ کی خدمت مین آیا وہ ستم رسیدہ صاحب دریوزہ گری کو اٹھی تھی ابلیس نے کہا تمہارا شوہر کہان ہے فرمایا یہ ہے اور کیفیت مرض کی بیان کی وہ کم بخت اس کلام کو حمل بے صبری پر کرکے جزع سمجھا اور وسوسے پر مستعد ہوا اور کہا کہ یہ بیماری رفع نہوگی ہمکو ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہے اور مال و اسباب کے فنا ہو جانے پر بڑا رنج ہے ایسا کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اس کم بخت کو امید بڑی سو فی الفور ایک بچہ گوسفند پکڑ لایا اور کہا اگر ایوب اسکو میرے نام پر ذبح کرے تو صحت پاوے اس بلا کشیدہ نے بامید صحت لے لیا اور حضرت ایوب کے پاس آئی اور کہا اب نوبت بجان ہے اس گوسفند کو ذبح کرو تو صحت ہو جائے حضرت نے فرمایا شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا دم دے گیا افسوس اتنی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی اول بیس برس مال و اولاد کے ہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی اے رحمہ اگر صحت ہوئی تو سو تازیانے مارونگا کہ تو نے مجھے ذبح بغیر خدا کا حکم کیا دور ہو میرے پاس نہ آیا کر اور اب مین تیرے ہاتھ کی چیز نہ کھاؤنگا

تا گزر چلی آئین حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی رب انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین یعنی اے پروردگار مجکو لگ گیا ہی ضرر اور تو مہربان ہی ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیرون کی ایڑی زمین مین رگڑ حضرت ایوب نے ایک پیر رگڑا تھا ایک چشمہ آب جاری ہوا اسی مین غسل کیا اور چنگے ہوگئے گویا بیمار نتھے بعد ازان چالیس قدم چلے اور دوسرا پیر بحکم الٰہی رگڑا دوسرا چشمہ جاری ہوا اسکا پانی پیا تمام بیماری پیٹ سے نکل گئی اخبار الدول مین ہی کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ تعالی کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تمکو شفا عطا ہوئی اور مال و اسباب جو فنا ہوگیا تھا عنایت ہوا حدیث شریف مین ہی کہ بعد غسل کے دو جامے جنت سے آئے ایک کو ازار دوسرے کو چادر کیا اور پہنکر کھڑے ہوے تو تمام مال و اسباب و اولاد دو چند نظر پڑا اور ایک مکان نہایت نکاهت و آراستہ نشست و برخاست کو طیار ملا اخبار الدول مین ہی کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہی اور مشہور ہی کہ جو بیمار اسمین غسل کرتا ہی صحت پاتا ہی بالجملہ ان سب خوارق سے مسماۃ رحمہ کو اطلاع نہین ہوئی اب خیال آیا کہ بیماری کی بات لائق اعتماد نہین ہوئی گو ایوب نے مجھے نکال دیا ہی لیکن تنہائی سے خوف ہی کہ درندہ نہ لیگیا ہو خبر لانا ضرور ہی سو مضطر بانہ اس مقام پر آئین تو وہان نہ ایوب نظر آئے نہ جھونپڑا ادھر ادھر تلاش کیا نشان نہ ملا وہان اور ہی کارخانہ تھا نا چار وا ویلا و وا مصیبتا سے آشنا ہوئین حضرت ایوب یہ حال دیکھ رہے تھے آخر کار آنجناب نے پوچھا کیا تلاش کرتی ہی اور کیون رو رہی ہی وہ بولین میرا شوہر اس مقام پر بیمار پڑا تھا اسی کو تلاش کرتی ہون نہین ہاتھ آتا فرمایا اگر دیکھے تو اسکو شناخت کرے کہا جو چیز دیکھی ہوئی ہو اسے آدمی اکثر نہین بھولتا غالب تر یہ ہی کہ پہچان لونگی اگر دیکھونگی فرمایا میری طرف تو دیکھ رحمہ نے دیکھ کر کہا جب شوہر میرا بیمار نہ تھا تو ایسا ہی تھا فرمایا مین ایوب ہون جسکو تو نے ذبح گوسفند کا امر کیا تھا اسے شیطان کا کہنا نہ ماننا لازم تھا لکن روایۃ صحیحہ اور بعض روایت کرتے ہین کہ جب تین برس بیماری پر گذرے تو شیطان حضرت ایوب کی زوجہ کے پاس آیا اور کہا مین کون ہون وہ بولین مین واقف نہین ہون کہنے لگا مین خدائے زمین ہون ایوب تیرا شوہر آسمان والے خدا کی عبادت کرتا تھا اس سے مین ناراض ہوا اسی پر مین نے اس بلا مین مبتلا کیا اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے تو صحت پاوے اور اتنا مال و اسباب و اولاد پاوے اور جو کچھ مال و اسباب وغیرہ فنا ہوگیا تھا دکھلایا اس غمزدہ نے کہا مین ایوب سے کہونگی آخر حضرت ایوب سے یہ حال کہا فرمایا وہ شیطان رجیم تھا قسم خدا کی اگر اچھا ہوگیا تو سو تازیانے تجھے مارونگا پھر اسی وقت دعا فرمائی یہ روایت ہی ابن منبہ کی اور بعض کہتے ہین کہ ابلیس بصورت حکیم ایک صندوق پر از ادویہ مفردہ و مرکبہ سر کیسہ پر باطا

ڈال کر بیٹھا اور ہر مرض کی دوا تقسیم کرنے لگا اور اسی طرف سے مسماۃ رحمہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی
آمد و رفت تھی ایک دن وہ بھی اس حکیم کے پاس تشریف لیگئیں اور اپنے شوہر کا حال بیان کر کے
مستدعی دوا ہوئیں ابلیس نے کہا میں تجھے ایسی دوا دیتا ہوں صرف اسقدر چاہتا ہوں کہ جب تیرا شوہر
صحت پائے تو اپنی زبان سے کہے کہ فلان حکیم نے شفا بخشی رحمہ زوجہ ایوب نے کہا یہ تو کچھ بات
نہیں ہی میں یہ بات کہلا دونگی چنانچہ دوا لیکر ایوب علیہ السلام پاس آئیں اور کیفیت عرض کی حضرت نے
فرمایا وہ شیطان ہی تجھکو فریب دیتا ہی تو نے کیون وعدہ کیا اب اگر اچھا ہونگا تو سو کوڑے مارونگا
قسم ہی خدا کی **فائدہ** رفع تعارض روایات اس طرح ہو سکتا ہی کہ ابلیس مردود نے سب طرح کے مکر کیے کارگر نہوے
فائدہ مفسرین کو اختلاف ہی کہ رب انی مسنی الضر کس وقت آنجناب نے فرمایا وہب ابن منبہ سے روایت ہی
کہ جب زوجہ مطہرہ آنجناب اپنی زلف بیچ کر روٹی لائیں اسوقت فرمایا ہی اور قصہ یہ ہوا کہ وہ بیکس بیچاری
محنت مزدوری سے اور گاہے دریوزہ گری سے اوقات بسر فرماتی تھین جب بلا نے طول کھینچا تو لوگوں نے
مزدوری دینا اور خیرات کرنا موقوف کر دیا چنانچہ ایک روز کسی نے ایک روٹی بھی خیرات نہ دی تب
زلف کاٹ کر کسیکو دے آئیں اور ایک روٹی لائیں حضرت ایوب نے یہ حال دیکھکر فرمایا رب انی
مسنی الضر الخ اور بعض کے نزدیک جب کیڑے زخم کے متوجہ جانب قلب ہوئے تو آنجناب کو خوف ہوا کہ اب ذکر و
فکر سے محروم ہو جاؤنگا اسوقت فرمایا رب انی مسنی الضر الخ اور عشرت حمیدی میں لکھا ہی کہ وہ تین
شخص جو کہ ایمان لائے تھے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ایوب باکمال ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا
اسوقت حضرت نے فرمایا رب انی مسنی الضر الخ اور حقائق سلمی میں امام جعفر صادق سے روایت ہی
کہ چالیس دن وحی کا آنا موقوف ہو گیا تب حضرت نے کہا رب انی مسنی الضر الخ بعضے کہتے ہیں مراد
مسنی الضر سے شماتۃ اعدا ہی کیونکہ حضرت ایوب سے بعد از صحت لوگوں نے پوچھا اس بلا میں کون سا
امر شدید تھا فرمایا شماتۃ اعدا اگر کہا جائے کہ اس آیت سے اور آیت رب انی مسنی الشیطان سے شکایت
و جزع ظاہر ہی پھر انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب یعنے ہمنے پایا اسکو صابر بہت خوب بندہ وہ ہی
رجوع رہنے والا حضرت ایوب کے حق میں کس طرح صادق آتا ہی بعضے جواب دیتے ہیں کہ یہ شکایت
نہ تھی دعا تھی کہ فاستجبنا لہ سے ظاہر ہی علاوہ برآن جزع وہ ہی کہ اللہ کا شکوہ خلق سے کرے نہ یہ کہ اپنا غم
و رنج اللہ پر کھولے حضرت یعقوب نے کہا ہی انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ یعنے میں تو کھولتا ہوں اپنا
احوال و غم اللہ ہی کے پاس سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں جو کوئی شکوہ خلق سے کرے اور قضاے
حق پر راضی ہو وہ بھی اہل جزع سے نہیں ہی تفسیر الحقائق میں ہی کہ بشریت ایوب صبر سے نالان تھی اور

روح شریف نفخہ الوہیت بلا و تکلیف مین شادان و فرحان تھی سو زبان بشری سے مسنی الضر کہا اور لسان روحانی نے
انت ارحم الراحمین اور لطائف قشیریہ مین ہے کہ یہ کلام بر سبیل اعتراض قضا پر نہ تھا بلکہ عجز صفت بشری تھا کیونکہ
ایکدن حضرت جبرئیل نے پوچھا ای ایوب کیون خاموش ہو فرمایا بحر صبر مین مستغرق ہون حضرت جبرئیل نے
کہا خزانہ باری مین بلا بہت ہے کہ تمکو طاقت برداشت نہوگی عافیت کی درخواست کرو اسوقت ربانی مسنی الضر
کہا کما قال اللہ تعالی فی سورۂ انبیا وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین فاستجبنا لہ
فکشفنا ما بہ من ضر واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم رحمۃ من عندنا وذکری للعابدین یعنے اور ایوب نے جسوقت پکارا
اپنے رب کو کہ مجکو بڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والون سے رحم والا پھر ہمنے سن لی پکار اور اٹھا دی
جو اسپر تھی تکلیف اور دیئے اسکو اسکے گھر والے اور انکے برابر ساتھ انکے از روے مہربانی اپنے پاس سے
اور نصیحت عبادت کرنے والون کو وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ تین برس آنجناب مبتلاے بلا رہے
اور کعب احبار سے سات برس سات مہینے سات دن اور حضرت انس سے تیرہ برس اور ابن شہاب نے
اٹھارہ برس روایت کیے ہین اور عبد اللہ ابن مسعود و ابن عباس و قتادہ و حسن و اکثر اہل تفسیر موافق
ظاہر آیہ کے فرماتے ہین کہ اولاد پہلی زندہ ہوئی اور برابر اسکے اور عنایت ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ اولاد
مردہ زندہ نہین کی مگر اور اولاد اسی طرح عنایت فرمائی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اولاد
مردہ آخرت کے واسطے آمادہ رکھی اور دنیا مین اور ملی قول اول صحیح ہے اور ضحاک نے ابن عباس سے
روایت کی ہے کہ زوجہ ایوب پھر جوان ہوئین اور چھبیس نفر اولاد ان سے ظاہر ہوئی اور اسی طرح کی
تونگری و آسایش دوچند بخشی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت ایوب کے دو خرمن گاہ
تھے ایک گیہون کا اور ایک جو کا سو اللہ صاحب نے دو ابر باران بھیجے ایک نے خرمن گندم مین سونا بھر دیا
دوسرے نے خرمن جو مین چاندی اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اسنے حضرت ایوب سے کہا اللہ نے تمکو
سلام کہا ہے سو تم چلو اپنے خرمن گاہ پر چنانچہ آنجناب اسکے ہمراہ ہوے اللہ نے سونے کی ٹڈی برسائی کہ تمام
خرمن گاہ بھر گیا تب فرشتہ بولا اسقدر کافی ہے یا نہین حضرت ایوب نے کہا کہ یہ برکت الٰہی ہے مجکو اس سے سیری
نہین ہوتی اور علامہ بغوی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ایکدن ایوب غسل
کرتے تھے ایک ٹڈی طلائی گری آنجناب نے اسے پکڑا تو غیب سے آواز آئی ای ایوب مین نے تجھے مستغنی نہین کیا
ایوب نے کہا یا رب یہ تو درست ہے مگر تیری برکت سے بے نیازی نہین ہے اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے
یون روایت ہے کہ ایوب برہنہ نہاتے تھے اسپر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا حضرت لپ بھر بھر اپنے کپڑے مین
رکھنے لگے سو انسے کہا انکے رب نے ای ایوب کیا مین نے تجھے مالدار اور اس سونے سے جسکو تو دیکھتا ہے

بے پروا نہیں کر دیا یعنے تو محتاج نہیں ہے پھر کیوں اسکو سمیٹتا ہے ایوب نے کہا کیوں نہیں تیرے عزت کی قسم ہے کہ مجھے مال کی پروا نہیں لیکن تیری برکت و عنایت کی چیز سے کسی حال میں بے پروا نہیں ہو سکتا کہ اسکو سرو مالک کی مہربانی پر ہے نہ مال پر فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ برہنہ غسل کرنا درست ہے اور مالدار کو اگر بے طمع و بے تلاش مال ملے تو اسکو عنایت خدا جانکر لینا توکل کے خلاف نہیں ہے بالجملہ جب اللہ نے حضرت ایوب کو صحت بخشی اور مال اولاد دو چند عنایت فرمائی تو آنجناب نے چاہا کہ اپنی قسم کو سچا کرون اور بی بی کو سو تازیانے مارون چونکہ وہ عفیفہ اس حال پر اختلال کی فریق تھی اور جیسی نعمت مین شاکر تھی ویسی نکبت مین صابر رہی اور محض بے تقصیر صرف اضطراب مین ایک سخن کی تقریر کی تھی اللہ نے فرمایا خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث یعنی لے اپنے ہاتھ مین سینکون کا مٹھا پھر اس سے مارلے اور قسم مین جھوٹا نہو علما کو اختلاف ہے کہ یہ حکم خاص حضرت ایوب کو تھا یا عام ہے امام مالک تخصیص کے قائل ہین اور امام اعظم و شافعی فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ غلام کو تین لکڑیان مارونگا پھر ایک شاخ سے جسمین تین شاخین ہون مارے اگر ضربہ تینون کا مختلف پہونچے تو قسم سے بری الذمہ ہو جائیگا والا لا کذا فی نظم الجواہر حقائق سلمی مین لکھا ہے کہ حکایت بیماری حضرت ایوب پر تفصیلا کوئی دلیل صریح کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ مین نہین ہے بلکہ یہ سب اخبار ہود ہین کہ کعب احبار و ابن منبہ نے بیان کیے ہین صرف اسقدر ثابت ہے کہ انواع غم مین ایوب مبتلا ہوئے اور صابر رہے اور ذکر انکا کلام ربانی مین واسطے تعلیم صبر و شکیبائی و تسلی خاطر آنحضرت آیا ہے بعض کہتے ہین جب حضرت ایوب کو صحت ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل روم کو دعوت کر آنجناب وہان تشریف لیگئے جب یوم وفات قریب ہوا تو حومل اپنی ارشد اولاد کو وصی و ولی عہد کیا وہین وفات پائی بعض کہتے ہین مصر مین مدفون ہین اور بعض بیت المقدس مین اور صحیح یہ ہے کہ موضع ابتلا مین مدفون ہین عمر شریف بقولے دو سو چالیس ۲۴۰ بقولے دو سو ۲۰۰ و بقولے ایکسو چار ۱۰۴ و بقولے ترانوے ۹۳ و مدت دعوت ستائیس برس اور صحیح ستر برس بعد صحت کے ہین

تفریح چہاردہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام

ابن جوزی نے شعیب ابن عنقا ابن ثویب ابن مدین لکھا ہے و ابن اسحق نے شعیب ابن میکائیل تحقیق کیا ہے اور تہذیب الاسما مین شعیب ابن میکیل ابن یشجب ابن مدین ابن ابراہیم ہے اور بعضے اولاد صالح علیہ السلام کہتے ہین اور صاحب شمس العلوم نے قوم حمیر سے شمار کیا ہے اور والدہ آنجناب مسماۃ میکا دیروا تیے تکمیل نبت لوط مین لقب انکا خطیب الانبیا و شیخ الانبیا تھا اور نہایت فصیح اللسان تھے اللہ تعالے نے اہل مدین و اصحاب ایکہ پر نبی کیا اور بعض کے نزدیک تین گروہ پر مبعوث ہوئے مدین ایکہ اصحاب رس اور ابن کثیر کے نزدیک مدین و ایکہ واحد ہین اور سدی و عکرمہ کے نزدیک علیحدہ بلکہ عکرمہ کہتے ہین کہ اول اللہ نے اہل مدین پر نبی کیا جب اہل مدین عذاب صیحہ سے ہلاک ہوئے تب اصحاب ایکہ پر بھیجا کہ وہ عذاب ظلہ سے نابود ہوئے اور اصح یہ ہے

که اصحاب مدین اور ایکه دو گروه تھے اصحاب ایکه بت پرست تھے اور کیل و وزن مین خیانت کرتے تھے اور درہم
و دینار مغلوب و مغشوش چلاتے تھے اور اصحاب مدین انکے شریک جرم تھے اور چند گناه اور زیاده کرتے تھے از انجمله
رہزنی که شام و مصر کی راه مین گڈھیان بنائی تھین اسی مین چھپے رہتے تھے جب کوئی قافله آتا اُسے
لوٹ لیتے دوسرے یه که جو کوئی حضرت شعیب کے پاس جاتا اُسکو تخویف کرتے تھے که وه باز رہتا تیسرے غله
بطریق احتکار جمع کرتے تھے اور عبد الله حلبی سے روایت ہے که اصحاب ایکه کے بڑے بڑے چار موضع تھے شعیب
وبدا و عز و وفا اور ہر ایک گانون کے متعلق ایک جنگل تھا که اُنمین درخت ثمردار بکثرت تھے اور اس قوم مین
کئی بادشاه ہوے ابوجاد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت اور کلمن کی بادشاہت مین حضرت شعیب
مبعوث ہوے ہین سو حضرت شعیب نے دین ابراہیمی پر دعوت شروع کی که ای قوم ناپ تول پورا کرو انصاف سے
اور نه گھٹاؤ لوگون کو چیزین اور زمین مین فساد نکرو اور بت پرستی چھوڑو جو کچھ بچ رہے الله کا دیا
وه بہتر ہے تمکو چنانچه ایک مدت دراز مین ستره سو آدمی ایمان لائے اور باقی جدال و عناد مین سرگرم رہے
اور ایسے خراب ہوے که وقت تخویف و انذار کہتے که ای شعیب تو جادو مین بھر گیا ہے کسی نے تجھپر جادو کیا ہے
کیونکه تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہم جانتے ہین تو جھوٹا ہے اور جو تو سچا ہے تو ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا ڈال
چونکه حضرت شعیب علیه السلام کو جہاد کا حکم نه تھا اس سبب سے خاموش ہو رہتے اور تمام دن دعوت
کرتے رات کو نماز پڑھتے سو کفار کہتے یا شعیب اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد آباؤنا او ان نفعل فی اموالنا
ما نشاء انک لانت الحلیم الرشید یعنی ای شعیب تیری نماز نے تجھکو یه سکھلایا که ہم چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے
ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دین کرنا اپنے مالون مین جو چاہیے تو ہی بڑا باوقار نیک چال والا ہے
حضرت شعیب فرماتے که مین نہین چاہتا ہون که تمسے یه حرکات چھڑا کر آپ اختیار کرون بلکه جس
چیز کو منع کرتا ہون وه مین پہلے سے چھوڑے ہون مین چاہتا ہون تمھارا سنوارنا جہان تک ہو سکے
اور یه بھی سنائے دیتا ہون که میری ضد سے ایسا نه کیجیو که تمپر بھی ویسی آفت آوے جیسے قوم نوح کا طوفان
اور قوم ہود کا صرصر اور قوم صالح کا صیحه اور قوم لوط کا حال تھوڑے دن ہوے ظاہر ہو چکا ہے
بہتر ہے که اپنے گناه بخشواؤ اور عبادت کرو اسکی اور غیر کی پرستش ترک کرو بولے که ہم باتین توحید وغیره
کی نہین سمجھتے اور تو ہم مین ضعیف تن سے کم زور ہے اگر تیرے بھائی بند نہوتے تو ہم تجھکو پتھرون سے مار ڈالتے
تب حضرت شعیب نے فرمایا که یه بھائی بندون کا دباؤ تمپر زیاده ہے الله سے اسکو ڈال رکھا تمنے پیٹھ پیچھے فراموش اور
یاد کرو جب تم تھوڑے تھے الله نے تمکو بہت کیا اور آخر کیسا ہوا حال بگاڑنے والون کا اگر تم مین
ایک فرقے نے مانا تھا خدا کا حکم تو تمکو لازم تھا اُنکے شریک ہوتے لیکن تم شریک نہوے

تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے تب جو لوگ سرکش بدذات تھے بولے کہ ہم تجکو اور تیرے
ہمراہیون کو اپنے شہر سے نکال دینگے یا ہمارے دین مین پھر آوگے اور اپنے دوستون کا فرون سے
کہا اگر تم شعیب کی راہ چلے تو بیشک خراب ہوے کیونکہ نفع تمھارا کمی پیمال ومیزان مین ہے اور
وہ منع کرتا ہے اور ایک جماعت بولی کہ ہمکو قوت وثروت حاصل ہے پس حق ہمارے ساتھ ہے اگر
مومنون کے ساتھ حق ہوتا تو یہ لوگ تونگر و مالدار ہوتے صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ کافرون نے
مومنون کو جمع کرکے کہا تم ہمارے دین مین پھر آو حضرت شعیب نے کہا ہم کسطرح پھر آوین کیونکہ ہم
اُس دین سے کراہت ہے اور اگر پھرین تو اللہ کا شریک کرین اور اُسکا شریک واقع مین نہین ہے
کیا ہم افترا کرین اللہ پر جھوٹھ کا ہرچند حضرت شعیب کبھون اُنکے دین مین نہ تھے لیکن کافرون نے
برسبیل تغلیب اسطرح کہا کہ تجکو اور تیرے ہمراہیون کو شہر سے نکال دینگے اور اُس لحاظ سے انجناب نے
جواب دیا معلوم ہوتا ہے کہ اوعار قوم شعیب یہ تھا کہ اللہ تعالی نے ہمکو اس طریقہ نامرضیہ کا حکم دیا ہے
تب تو اپنے طریق کو ملت سمجھے تھے ولہذا حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ محض افترا ہے اگر مومن لوگ
تمھارے طریق مین پھرین تو وہ بھی مفتری ٹھہرین اور ہمکو اللہ نے اُس سے نجات بخشی ہے مگر یہ کہ
مشیت ازلی اس سے متعلق ہوئی ہو تو مجبوری ہے اور جو تم نکال دینے پر تخویف کرتے ہو سو ہم اصلا
مضطرب نہین ہوتے اللہ پر ہمارا اعتماد ہے اور اپنا سب کام ہمنے اُسی پر چھوڑا ہے بعد ازان حضرت نے
اُنسے منہ پھیرا اور مناجات شروع کی کہ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین یعنی اے رب
فیصلہ کردے ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہے بہتر فیصلہ کرنے والا بالجملہ اول اصحاب ایکہ پر
عذاب نازل ہوا کہ سات شب و روز ایسی شدت گرمی کی ہوئی کہ چشمون اور کنوون کا پانی سوکھ گیا
اور سب لوگ اُس قوم کے سردابون اور تہ خانون مین گھس پڑے جب وہان بھی آرام نہ ملا تو
جانب جنگل روانہ ہوے اور درختون کی جڑون سے چمٹے اور شدت حرارت سے خوب پختہ
ہوے دفعتہً ایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور ہواے سرد چلنے لگی تمام قوم کے لوگ سائبان سمجھکر اُسی
ابر کے نیچے جمع ہوے اور نہایت خوش ہوا سے سرد کھانے لگے آخر کار آگ برسنے لگی اور سب
جلکر خاک ہو گئے اور بعضے کہتے ہین کہ جب حرارت کی شدت ہوئی تو حق تعالی نے ایک پہاڑ سائبان
گردانا اُس سے نہایت سرد پانی خوشگوار ٹپکنے لگا اصحاب ایکہ اُسی کے نیچے جمع ہوے تب وہ پہاڑ
گر پڑا اُنمین سب کے سب دب گئے اسی عذاب کا اشارہ سورۂ شعرا مین ہے قال اللہ تعالی فکذبوہ
فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم یعنے پھر اُسکو جھٹلایا پھر پکڑا اُنکو آفت نے سائبان والے

دن کے بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا کذا فی اخبار الدول نقلا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
یہ عذاب اصحاب ایکہ کی استدعا سے نازل ہوا یعنی اصحاب ایکہ کہا کرتے تھے کہ اے شعیب اگر تو سچا ہی
تو کوئی ٹکڑا آسمان سے طلب کر سو وہی ٹکڑا حضرت شعیب علیہ السلام نے منگایا اور ان پر ڈالا کہ ہلاک
ہو گئے اور حضرت کا دل ٹھنڈا ہوا بعد ازان اہل مدین پر اسطرح عذاب نازل ہوا کہ حضرت جبرئیل ع
ایک دن تشریف لائے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ خدا کا یہ حکم ہوا ہی کہ تم
مع اپنے عیال و اطفال و تابعدارون کے شہر سے نکل جاؤ کہ آج شب کو اس قوم ناپاک پر عذاب
آویگا چنانچہ حضرت شعیب اپنے بیٹون اور مومنون کو لیکر شہر سے نکلے کما قال اللہ تعالی فتولی عنہم و
قال یا قوم لقد ابلغتکم رسالات ربی ونصحت لکم فکیف آسی علی قوم کافرین یعنے پھر الٹا پھرا اُن سے
اور بولا اے قوم پہونچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا تمہارا اب کیا غم کھاؤن کافرون کا اور
صحیح یہ ہی کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے بعد ہلاکت قوم کے یہ تقریر فرمائی تھی جس طرح ہمارے
حضرت صلعم نے کفار و مشرکین قریش سے بعد قتل ارشاد کیا تھا اور تسلی دل کے واسطے فرمایا
کیا غم کھاؤن ایسی قوم ناپاک پر پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ایسی آواز سخت فرمائی کہ
تمام اہل مدین ہلاک ہو گئے چنانچہ سورۂ ہود مین ارشاد ہوا کہ لما جاء امرنا نجینا شعیبا والذین آمنوا
برحمۃ منا واخذت الذین ظلموا الصیحۃ فاصبحوا فی دارہم جاثمین یعنی جب پہونچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے
شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اُسکے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا ظالمون کو چنگھاڑ نے پھر صبح کو
رہ گئے اپنے گھرون مین اوندھے پڑے اور سورۂ اعراف مین ارشاد ہوا ہی فاخذتہم الرجفۃ فاصبحوا
فی دارہم جاثمین یعنی پھر پکڑا اُنکو زلزلے نے کہ صبح کو رہ گئے گھرون مین اوندھے پڑے فائدہ ظاہرا
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ دونون آیتون مین عذاب مختلف ہین کیونکہ سورۂ ہود مین صیحہ ارشاد
ہوا ہی اور سورۂ اعراف مین زلزلہ سو محققین فرماتے ہین کہ صیحہ زلزلے کا مقدمہ ہی کیونکہ زلزلہ
بلا صیاح و ریاح نہین ہو سکتا اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
فریاد کی اور شہر مین زلزلہ پڑا کہ تمام شہر کے مکان زلزلے مین آ گئے اور کلیجے سب کے پھٹ گئے۔
پوشیدہ نرہے کہ یہ عذاب ویسا ہی جیسا کہ قوم ہود علیہ السلام پر آیا تھا فرق اتنا ہی کہ قوم ہود کا
عذاب نیچے سے تھا اور قوم شعیب کا اوپر سے تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ دو امتین کبھون ایک عذاب سے معذب نہین ہوئین الا قوم ہود اور امت
شعیب علیہ السلام بالجملہ اس قوم کا یہ حال ہوا کہ مقابلے کفر و تکذیب پیغمبر کے صیحہ مثل صیحہ

قوم ہود پہونچا اور بمقابل تزلزل پیمانہ ومیزان کے کہ وقت پیمایش کیا کرتے تھے زلزلہ آن پر آیا
سبحان اللہ العظیم کیا حکمت بالغہ ہی کہ انضمام ایک نوع کا دوسرے نوع سے موجب زیادتی عذاب کا
فرما دیا مخفی نرہے کہ اہل تحقیق کا یہی مسلک تھا جو تفصیلاً بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اول
عذاب اصحاب مدین پر آیا پس ازان اصحاب ایکہ پر اور جو بعض بیان کرتے ہین کہ اصحاب الرس پر
بھی حضرت شعیب مبعوث ہوے تھے سو کسوت صحت سے عاری ہی بلکہ بعد تتبع کتب سیر وتفاسیر معتبر
یہ ثابت ہوتا ہی کہ اس قوم پر حنظلہ ابن صفوان مبعوث ہوے تھے اور رس نام کنوئین کا ہی جو
بقیہ آل ثمود کا بنوایا تھا اسی کو بیر معطلہ کہتے ہین کہ ذکر انکا بعد حضرت صالح پیغمبر کے ہو گیا ہی

فائدہ بیان اختلاف در اصحاب رس

فائدہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اصحاب رس ایک قوم تھی جو
صنوبر کی پرستش کرتی تھی سو بددعا کی انکے پیغمبر نے کہ وہ خشک ہو گیا تب ان کافرون نے اپنے
پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئین مین ڈالا انپر ابر سیاہ آگیا اور جلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد یہودا ابن یعقوب
علیہ السلام تھے اور ابن عباس رض فرماتے ہین کہ اصحاب رس ایک قوم آذربیجان مین تھی انکے
ایک کنوان تھا سو انہون نے اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنوان خشک ہو گیا اور درخت کھیت
بھی خشک ہو گئے اور وہ گرسنگی وتشنگی سے مر گئے اور عکرمہ کے نزدیک رس ایک کنوان تھا
ملا ہوا زمین سے اسمین اپنے نبی کو ڈال دیا اور سعید ابن جبیر نے کہا ہی کہ نبی اس قوم کے

فائدہ در بیان عنقا

حنظلہ ابن صفوان تھے اور انکے شہر مین طائر عنقا تھا سو ایک وقت عنقا ایک لڑکے کو اٹھا لیگیا
انکی قوم نے شکایت اپنے پیغمبر سے کی پیغمبر نے بددعا کی کہ عنقا ہلاک ہوا اور نسل اسکی معدوم

فائدہ معجزات حضرت شعیب

ہو گئی اور قوم نے پیغمبر کو قتل کیا اور معجزات حضرت شعیب کے بہت تھے ازانجملہ ایک یہ کہ
ارض مدین ریگستان تھی سو آنجناب کے اشارے سے ریگ دفع ہو گئی ازانجملہ ایک مقام مین
پتھر بہت تھے آپ کی دعا سے سب تانبا ہو گئے ازانجملہ جس پہاڑ پر صعود کا ارادہ فرماتے تھے

فائدہ بیان مدت دعوت حضرت شعیب

وہ از خود سر جھکا تا تھا مدت دعوت ستاون برس یا اٹھاون اور ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
بعد ہلاکی قوم کے ہوئی ہی بعد اسکے سات برس چار مہینے اور زندہ رہے ہین اور عمر شریف

فائدہ اختلاف در عمر حضرت شعیب

دو سو چوبیس برس کی تھی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک ایک سو چالیس کی ہوئی اور
بعض دو سو کہتے ہین اور مزار شریف مابین شام اور طائف یا میان صفا ومروہ واقع ہی اور اصح یہ
کہ حرم شریف مین وسط رکن اور مقام مین مدفون ہین کیونکہ بعد مفارقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
حضرت شعیب علیہ السلام مکے مین تشریف لائے اور اسی جگہ وفات پائی کذا فی اخبار الدول

اور بعض کہتے ہین کہ قریہ حطین متعلقات صفد مین آنجناب کی وفات ہوئی اُس موضع مین مزار مبارک واقع ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذکر حضرت شعیبؑ کا اور اُنکی قوم کا سورۂ اعراف اور ہود اور شعرا اور عنکبوت اور صاد مین ہی

تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب حضرت موسیٰؑ کا چار واسطے مین حضرت یعقوبؑ سے ملتا ہی یعنے موسیٰ ابن عمران ابن یصہر یا یافث ابن لاوی ابن یعقوبؑ اور والدۂ آنجناب کا نام نوخائل اولہ النون ثم الواو ثم الخاء المعجمہ و بعضے یوخاند بیاء مثناۃ تحتانیہ قبل الواو وآخرہ الذال المعجمہ بیان کرتے ہین اور تراجم تورات مین کاتب الحروف نے یوخابذ اول یاء تحتیہ بعد ازان واو وقبل ذال معجمہ باء موحدہ لیکن ان ترجمون کا اعتبار بہت کم ہی کیونکہ اسی مقام مین ایک ترجمہ دوسرے ترجمہ سے خلاف ہی یعنی نسخہ ۱۸۲۲ء مین لکھا ہی قزوج عمران یوحابذ ابنۃ عمہ اور نسخہ ۱۸۲۵ء و ۱۸۳۱ء مین ہی کہ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابذ سے نکاح کیا بالجملہ والدۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے تھین اور تفسیر معالم التنزیل مین علامہ بغوی نے یوخایذ بیاء مثناۃ تحتیہ بیان کیا ہی اور بعضے یوعایذ بالعین بعد الواو و بنت اشمویل بھی کہتے ہین اور بعضے یحانذ بنت مصہر کہتے ہین آلغرض انھین کے بطن سے دو بیٹے مبارک ہیون ایک حضرت موسیٰ دوسرے حضرت ہارون علیہما السلام پیدا ہوے اور ایک بیٹی بھی کلثم یا مریم ہوئین مشہور نام اُنکا مریم ہی مگر صحیح کلثم کسواسطے کہ بعض احادیث سے ثابت ہی چنانچہ زبیر ابن بکار نے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبریٰ سے فرمایا تو جانتی ہی کہ اللہ نے نکاح کیا میرا تیرے ساتھ بہشت مین اور مریم بنت عمران مادر عیسیٰ اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون سے خدیجہ نے کہا یہ بات اللہ نے فرمائی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم خدیجہ نے کہا بالرفاہ والبنین کذا فی نظم الجواہر اور بعض روایت مین ہی کہ مبارک باد و لہذا ملا حسین نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ صحیح نام خواہر موسیٰ کلثم ہی اور زوج اُنکے کالب ابن یوفنا تھے اور بروایت صحیحہ کلثم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عمر مین بڑی تھین ولادت باسعادت حضرت موسیٰ و ہارون فرعون مصر کے عہد مین ہوئی اور نام اسکا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا اور بعضے ولید ابن ریان کہتے ہین اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون ولید ابن ریان کا بھائی چچازاد تھا اور بعضے مصعب ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہین چارسو برس کی عمر اُسکی تھی چہرہ اُسکا چمکتا تھا اسی سبب

یہود و نصاریٰ اسکو قابوس کہتے ہین اور فرعون بادشاہ مصر کا لقب ہی جسطرح قیصر سلطان روم کا
اور کسریٰ بادشاہ فارس کا اور خاقان فرمانرواے ترک کا اور تبع بادشاہ یمن کا اور راجہ
سلطان ہندوستان کا اور بعضے کہتے ہین کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون یوسف تھا جب
حضرت یوسف کی وفات ہوئی تو وہ مرتد ہو گیا اور تا زمان کلیم اللہ علیہ السلام زندہ رہا مگر صحیح
یہ ہی کہ حوالی مصر مین دو گروہ تھے ایک گروہ عمالقہ اولاد عملیق ابن لاوذ ابن ارم ابن سام ابن نوح
علیہ السلام کہ اس قوم کے لوگ بڑے تن آور و بلند بالا و زور آور و درازی عمر مین مشہور تھے
انھین کے سردار کو فرعون بولتے تھے دوسرا گروہ فراعنہ قبط کا تھا کہ یہ بھی منسوب بعمالقہ تھا اول از
سردار الکاسنان بن علوان بن عبید ابن عوج ابن عملیق ہی اسی لئے حضرت سارہ کو ابراہیم ؑ سے
چھین لینا چاہتا تھا دوسرا سردار فرعون ثانی ریان ابن ولید اولاد عمرو ابن عملیق سے تھا اسنے
حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ریان بھی لایا تیسرا رئیس قابوس ابن مصعب ابن ریان تھا
کہ اواخر حیات حضرت یوسف علیہ السلام مین تخت سلطنت مصر پر قائم ہوا اور رگا فرہا مگر حضرت
یوسف کو عہدۂ معینہ پر بحال رکھا یعنے عزیز مصر رکھا بعد وفات اسکے مسمیٰ ولید نامے بھائی قابوس کا
بادشاہ ہوا یہ مردود فرعون عہد موسیٰ علیہ السلام ہی کذا حققہ مولانا ولی اللہ فی تفسرہ نظم الجواہر
اور قصص الانبیاء فارسی مین کہ بالفعل مشہور و رائج ہی لکھا ہی کہ فرعون اصل مین بلخی تھا سو بطریق
سیاحت جانب مصر چلا موضع بوشخنہ مین ہامان مردود سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہو لیا اور
رفتہ رفتہ مصر مین داخل ہوے اور فرعون نوکری کی تلاش مین سلطان مصر کی خدمت مین جا حاضر ہوا
اور اپنا افلاس ظاہر کیا اسنے پوچھا تو کون قسم کی نوکری چاہتا ہی اسنے کہا مجکو مُردون کی چنگی عنایت ہو
بادشاہ نے مقرر کیا سو یہ مردود گورستان کے دروازے پر جا بیٹھا باتفاق قضا و قدر اس سال
شہر مصر مین وبا پڑی فرعون نے ایک درم فی جنازہ مقرر کر دیا اور کہہ دیا جو کوئی ایک درم دیگا اسکو
مُردے کے دفن کی اجازت دونگا ناگزیر بمقتضاے الضرورات تبیح المحذورات مظلومون نے
قبول کیا کہ تھوڑے دنون مین مالدار ہو گیا اور وزیرون کو رشوت دیکر تمام شہر کا شحنہ بنا بادشاہ
اپنی حماقت سے ترقی فرعون مین مصروف ہوا حتی کہ بعد فوت وزیر اعظم کے فرعون کو وزیر کیا
پھر جب بادشاہ فوت ہوا تو فرعون باعانت فوج بادشاہ ہو گیا اور ہامان کو وزیر مقرر کیا اور یہ خیال
نامعقول تا حق دل مین آیا کہ بغیبر زادون کو ذلیل و خوار کرنا ضرور ہی تاکہ انکو دعوے ریاست
نہ ہیے اور بسبب عداوت یہ ہوا کہ بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کی مختاری مین شامت

داخل مصر ہوئے تھے اور بسبب غلبہ و شوکت حضرت علیہ السلام کے مردم مصر اعزاز و اکرام کرتے
بعد وفات حضرت یوسفؑ کے جب فرعون بادشاہ ہوا تو اُسکو اعزاز بنی اسرائیل کا بہت شاق ہوا
تو اُسنے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اہل مصر کی نظرون مین ذلیل کرون تاکہ خیال حضرت یوسفؑ
اُنکو جاتا رہے اور خواہان مداخلت امور سلطنت مین نہ ہون رفتہ رفتہ یہ ظلم کیا کہ بنی اسرائیل کو
گویا چمار قرار دیا بعد تسلط کامل اُسکو یہ خبط سمایا کہ اب دعویٰ خدائی کرے ہامان نے کہا کہ یہ دعویٰ
اُسوقت ممکن ہے کہ جب دین ابراہیم علیہ السلام بالکل مٹ جائے اور یہ نہین ہوسکتا جب تک
علماے واعظین وعظ و نصیحت سے ممنوع نہون اور علم دین کو کوئی پڑھنے نہ پاوے چنانچہ
فرعون نے اس تدبیر سے علم دین کا پڑھنا پڑھانا بند کیا اور عالمون کو وعظ و نصائح سے روکا
آخرکار شریعت یوسفی و ابراہیمی ایک قلم جاتی رہی پھر بیس برس تک قبطیون سے بت پرستی کرائی
جب اس حرکت پر ایک مدت گذر گئی تب اپنی پرستش پر تکلیف دی اور اپنا سجدہ کرانے لگا کہ
چالیس برس اسپر بھی گذرے اور قوم قبط اس فعل مین کامل ہوئے بعد اسکے سرداران بنی اسرائیل کو
طلب کرکے کہا کہ میرا سجدہ کرو اُن سب نے انکار کیا تو اُس مردود نے قتل کرنا شروع کیا کہ اکثر لوگ
شہید ہوئے تب ہامان بے سامان نے کہا کہ انکو آج مہلت دیجاوے شاید سمجھکر قبول کرین لہٰذا
فرعون نے قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور و قوی لوگ پہاڑون سے پتھر لایا کرین
اور پانی بھرین اور بیگار کرین اور کمزور و ضعیف گارہ بناوین اور نجاری و حدادی و خاکروبی
کرین اور جو کوئی معذور ہو وہ ماہ بماہ جزیہ داخل کرے چنانچہ ہر روز ہر شخص مزدوری کرکے وقت
غروب آفتاب تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق و زنجیر قید رہتا تھا اور عورتون کا
یہ دستور کیا کہ سوت کاتین اور پارچہ بافی کرین اور قبطیون کے محلون مین خدمت کو جایا کرین
اور خیاطی بھی کیا کرین کہ ایسے ایسے ظلمون سے بنی اسرائیل عاجز آگئے مگر دین یوسفی و ابراہیمی سے
منھ نہ پھیرا اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجوہ قویہ باطل کیا کیے بالجملہ جب ظلم فرعون حد سے گذرا
تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومین ہوا اور ارادۂ قدیمہ ازلیہ ایجاد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
متعلق ہوا اور مقدمات ظہور انوار نبوت پیدا ہونے لگے از انجملہ ایک دن فرعون نے خواب
دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ شاہی پر گری اور اُسی آگ نے تمامی مصر اور
تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے بعد اسکے ایک روز دیکھا کہ ایک
اژدہا محلہ بنی اسرائیل سے نکلکر دوڑا کہ مین بالاے تخت سے گر پڑا اپنا نچہ فرعون نے نجومیون

و معتبرون سے تعبیر پوچھی نجومیون نے کہا کہ ستارون کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
بنہایت جلد اولاد حضرت یعقوبؑ سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ بادشاہ وغیرہ اُسکے ہاتھ سے
غارت ہونگے اور اِس بات کو تین برس کا عرصہ باقی ہی اور معتبرون نے کہا کہ ایک لڑکا
بنی اسرائیل مین پیدا ہوگا کہ جسکے ہاتھ سے سلطنت مصر کی خرابی ہوگی بعد چندے پھر فرعون نے
ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہوتا ہی کہ تو
اور تیرے لوگ اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تب فرعون نے کوتوال کی معرفت ہزار آدمی محلۂ
بنی اسرائیل مین مقرر کر دیے اور اُنکے ساتھ ہزار دائیان کین کہ گھرون مین جایا کرین جب کہین
بیٹا پیدا ہو قتل کرین دو برس خواہ پانچ برس یہ ظلم کیا کہ بارہ ہزار لڑکے قتل کیے گئے اور
نوّے ہزار حمل بخوف عزت عورتون نے گروا دیے بیت صد ہزاران طفل سر بریدہ شد ٭
تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد ٭ اِس عرصہ مین بنی اسرائیل پر وبا پڑی کہ اکثر جوان اور بوڑھے
اُس قوم کے مرنے لگے قبطیون کے سردارون نے فرعون سے التماس کیا کہ بنی اسرائیل کے
مردون پر وبا ہی اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہی وہ مارا جاتا ہی اگر یہی حال ہی تو نسل بنی اسرائیل
منقطع ہو جائیگی پھر ہمکو خدمتگار و مزدور کہان ملینگے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال قتل ہو اور
دوسرے سال امان سے سال محفوظ مین حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوے جب دوسرا
سال قتل کا شروع ہوا نجومیون نے عرض کیا کہ اِس سال مین آپکا لڑکا پیدا ہوگا جسکو تو نے
خواب مین دیکھا ہی فرعون سخت مضطرب ہوا اور مقابلے مین تقدیر کے یہ تدبیر نکالی کہ آج
کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے تو بہتر ہی پھر شہر مین منادی ہوئی کہ آج بادشاہ قصور
بنی اسرائیل کے معاف کریگا سب مرد بنی اسرائیل کے شہر سے موضع اسکندریہ مین حاضر ہون
اور اپنی عورتون کو گھرون پر چھوڑین چونکہ بنی اسرائیل از بس ستم رسیدہ تھے خوشی سے
اسکندریہ مین حاضر ہوے فرعون بھی آسیہ کو لیکر گیا کہ شاید وہ لڑکا میرے گھر مین پیدا ہو جاے
چونکہ لوح تقدیر مین خامۂ ازل نے یہ نعمت غیر مترقبہ عمران کے حق مین لکھی تھی تو یہ اتفاق ہوا
کہ فرعون نے عمران کو اپنے خاص محل کی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود سو رہا جب سب آدمی
سو گئے عورتین بنی اسرائیل کی تماشے کو آئین اور گشت کرتی ہوئین فرعون کے خیمے تک
پہونچین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں بھی اُنکے ساتھ تھین وہ عمران کے پاس گئین اُسوقت
حضرت موسیٰ علیہ السلام صلب پدر سے رحم مادر مین تشریف لائے اب نجومیون نے شور کیا

فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُسنے کہا شاید بنی اسرائیل حضور کی عنایت و خاوندی سے وجد کرتے ہین اگرچہ فی الجملہ مطمئن ہوا پر تمام رات نہین سویا صبح کو نجومیون نے بیان کیا کہ آج شب کو وہ فرخجستہ اختر اوج فلک سے نازل ہوا فرعون نے کوتوال شہر پر تاکید فرمائی کہ جب کوئی بیٹا بنی اسرائیل مین پیدا ہو بلا اطلاع میری قتل کر کوتوال شہر پھرنے لگا اور جس کسی کے گھر مین احتمال حمل تھا وہان دائیان مقرر کین اور مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھین لیکن آثار حمل پیدا نہ تھے اِلا فرعون کی دائیان اُنکی بھی خبرگیری کرتی تھین بلکہ ایک دائی احتیاطاً آثار کو پاس رہتی جب نو مہینے گذرے درد زہ شروع ہوا وہ دائی خبر پاگئی اُسی کے سامنے حضرت موسیٰؑ پیدا ہوے بمجرد ظہور اُس نور کے وہ دائی عاشق ہوئی اور کہنے لگی کہ مین اس لڑکے سے نہایت الفت رکھتی ہون میرا ہاتھ اسپر نہین اٹھ سکتا لیکن یہ خبر آخر فرعون تک پہونچیگی تو مین ماری جاونگی اب کوئی تدبیر ایسی ہو جسمین یہ لڑکا اور مین ظلم فرعون سے محفوظ رہون حضرت موسیٰؑ کی مان نے کہا کہ پڑوس مین ایک شخص نے آج بکری ذبح کی ہے اُسکا گوشت لا اور ایک ہانڈی مین رکھ جب پیادے فرعون کے آوین اُنکو وہ ہانڈی دکھلا کر کہدے کہ اِس گھر مین لڑکا پیدا ہوا تھا مین نے اُسکو مار اسو جنگل مین پھینکے جاتی ہون دائی نے بھی یہ صلاح مناسب وقت جانی جب صبح کو پیادے آئے تو دائی نے وہی حیلہ پیش کیا پیادون کو دائیون پر اعتماد کلی تھا اِس باعث سے بلا تحقیقات کامل پھر کر چلے گئے صبح کو نجومیون و کاہنون نے فرعون کو خبر دی کہ کل رات مین وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور زبان حال بنی اسرائیلیان بارباب و چنگ یون نغمہ زن ہے قطعہ مژدہ ای دوستان کہ در عالم ✤ لقد شد نسیئہ بہار ارم ✤ خاطر از بس شگفتگی پر کرد ✤ ساغر گل ز بادہ شبنم ✤ فرعون نے کوتوال کو طلب فرما کے تاکید بلیغ فرمائی تب کوتوال نے پیادون پر تشدد کیا اور خود تلاش مین مصروف ہوا بعد چند روز کے پیادون نے کہا کہ ہم نے ایک ایک گھر بنی اسرائیل کا ڈھونڈھا ہے کہین نشان نہین ملا صرف ایک گھر البتہ دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر ارشاد ہو تو پھر دیکھ آئین کوتوال نے کہا جلدی جاؤ اور بے تامل گھر مین گھس کر دیکھو اگر کوئی لڑکا چھپا ہوگا ظاہر ہو جائیگا چنانچہ گئی پیادے بلا تامل عمران کے گھر مین گھسے اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بہن مسماۃ کلثم یا مریم کی گود مین تھے انھون نے پیادون کو دیکھکر یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہوا تو سب لوگ مارے گئے اِسلیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کپڑے مین لپیٹ کر تنور مین کہ آگ سے دہکتا تھا ڈال دیا اور پیادون نے

گھر عمران کا ڈھونڈھا کہین پتا نہ لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ مین کسی طرح کے آثار لڑکے جننے کے نہ پائے اور تنور مین اِس خیال سے نہ دیکھا کہ محل قیام نہین تھا ناچار اپنا سا منھ لیکے چلے گئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان مریم سے پوچھنے لگین کہ لڑکا کیا ہوا اُسنے عرض کیا کہ مین نے گھبراکر تنور مین پھینک دیا ہی تنور دیکھا تو آگ سے دہکتا تھا مایوس ہوئین اور رونے لگین یکایک تنور سے آواز آئی کہ ای ستم رسیدہ غم مت کر کہ حق تعالیٰ نے آتش تنور مجھپر سرد فرمائی ہی جس طرح میرے جد ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دی تھی اب متحیر ہوئین کہ تنور سے کسطرح نکالون پھر آواز آئی کہ ہاتھ ڈال کر نکال تب اُسنے نکالا اور ہاتھ کو کسی طرح کا رنج نہ پہونچا اب عمر حضرت موسیٰؑ کی چالیس دن کی ہوئی اِس عرصے مین کبھون روئے نہین کہ اور کوئی محلے مین خبر پاتا مگر حضرت موسیٰ کی مان کو یہ تردد ہوا کہ مبادا روئین اور فرعون کے پیادے کہ در بدر پھرتے ہین خبر پاوین اور ایک لڑکے کے پیچھے سارے گھر کے آدمی مارے جائین تو اچھا نہین بلکہ یہ بہتر ہی کہ اِس لڑکے کو ایک صندوقچے مین رکھکر دریاے نیل مین ڈال دون شاید جان سے بچ جاے اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہین چونکہ یہ الہام غیبی تھا گھر والون نے بھی پسند کیا حضرت کی مان نے سالوم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا اور کہا کہ مجھکو ایک صندوقچہ اتنا لنبا چوڑا درکار ہی اُسکے تختے ایسے ہون کہ پانی نہ پہونچے اُسنے کہا ایسا صندوقچہ کس لیے مطلوب ہے موسیٰؑ کی مان نے جھوٹھ کہنا اپنی شان کے خلاف سمجھا صاف صاف کہدیا نجار نے کہا کہ ہم کسی سے نہ کہینگے صندوقچہ بنائے لاتے ہین جب گھر پہونچا تو ایک منادی نے پکارا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتا لگا وے بادشاہ اُسکو انعام دے سالوم طمع انعام سے کوتوال شہر کے پاس چلا گھر سے نکلتے ہی اندھا ہوگیا اور پیر اُسکے زمین مین دھس گئے آواز آئی کہ اگر تو نے کبھی یہ حال کہا تو زمین مین غرق ہو جائیگا تب توبہ کرکے پھرا اور صندوقچہ فرمایشی تیار کیا علامہ بغوی معالم التنزیل مین حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان نے ایک بڑھئی سے تابوت کی فرمایش کی وہ جلادون کو خبر کرنے چلا جب پہونچا تو زبان اُسکی بند ہوگئی ہاتھ سے اشارہ کرنے لگا جلادون نے کچھ نہ سمجھا دھکے دلاکے نکال دیا گھر مین آیا پھر بولنے لگا دوسرے مرتبے پھر گیا کہ اب کے ضرور کہونگا پھر زبان بند ہوگئی تب کوتوال نے بہت مارا اور نکلوا دیا جب گھر مین گیا پھر بولنے لگا تیسرے مرتبے پھر گیا زبان بند ہوئی اور اندھا ہوگیا اُسوقت سچے دل سے کہنے لگا اگر میری آنکھین و زبان پھر ہو جائین تو کبھون اِس بات کو ظاہر نکرون اور

ایمان بھی لاؤن اللہ جل ذکرہ نے آنکھین دین اور زبان بھی کھولی اور ایمان دار بنایا کہ
سجدے مین گرا اور مناجات کرتا کہ یارب اُس بندۂ صالح سے ملاقات کرا دے تو مین ایمان لاؤن
اور تصدیق کرون بعد اُسکے صندوقچہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تیار کرکے حضرت موسیٰؑ کی
مان کو دیا اور کئی روپیہ اُجرت مین پائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان ممنون ہوئین تب
اُس بڑھئی نے عرض کیا کہ مین جان و دل سے اس لڑکے کا معتقد ہون سو اِس کام کی مزدوری
نہ لونگا صرف یہ امید رکھتا ہون کہ صاحبزادے کی زیارت کرون چنانچہ حضرت موسیٰ کی مان نے
دکھلایا کہ وہ بڑھئی ایمان لایا اور اپنے گھر گیا بعد اُسکے حضرت موسیٰؑ کی مان نے صبح اُسکے دن بھر
توقف کیا رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہلا کر کپڑے اچھے پہنائے اور عطر لگایا اور
صندوقچے مین رکھا اور روتی ہوئی مریم کے ساتھ رود نیل پر لے گئین کنارے دریا کے ابلیس لعین
اژدہے کی صورت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے عفیفہ اگر تو اِس لڑکے کو دریا مین ڈالیگی تو مین ایک
لقمہ کرونگا باوصف اِسکے کہ حضرت کی مان مضطرب الحال اور غم سے بے عقل تھین مگر معلوم کر گئین
کہ اژدہا حیوانات لایعقل سے ہی بول نہین سکتا شاید کہ یہ ابلیس لعین ہو اِس سبب سے متوجہ
نہ ہوئین اور بلا تامل صندوقچے کو دریاے نیل مین ڈال آئین اور مریم سے بولین کہ اگر میری
زندگی چاہتی ہے تو اِس صندوقچے کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ یہ صندوقچہ کہان جاتا ہے اگر مقابلۂ
شہر سے گذر جائے تو اطمینان سے چلی آنا مریم صندوقچے کے ساتھ دریا کے کنارے بیگانہ وار چلی
یکایک وہ صندوقچہ وسط دریاے نیل سے نہر عین الشمس مین پہونچا اور باغ عین الشمس مین
جلوہ فرما ہوا فرعون اُسوقت مع زن و دختر و دیگر اہل محل سیر باغ مین مشغول تھا کسی شخص نے
صندوقچے کو دریا سے لیا اور فرعون کے پاس پہونچایا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی مان سے کہی
وہ بیتاب ہو قریب تھا کہ روئین اور بے صبری سے باہر گھر کے نکل بھاگین اُسوقت الہام ہوا
کہ اے ضعیفہ غم ست کر اور میری قدرت کا تماشا دیکھ چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہے

واوحینا الی اُمّ موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ
الیک وجاعلوہ من المرسلین یعنی ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجکو
ڈر ہو اسکا تو ڈال دے اُسکو پانی مین اور نہ خطرہ کر نہ غم کھا ہم پھر پہونچا دینگے اُسکو تیری طرف
اور کرینگے اُسکو رسولون مین مفسرین فرماتے ہین کہ یہ باتین حضرت موسیٰؑ کی مان کے دل مین
پڑین یا خواب دیکھا مگر اِس آیت سے واضح ہے کہ ابتداے پیدایش سے جو کچھ حضرت موسیٰؑ کی

مان نے کیا تھا سب اللہ کے سکھانے سے کیا تھا اپنی عقل کی کیا حقیقت تھی اور مراد یم سے
اس جگہ رود نیل ہی فائدہ اختلاف ہی مدت رضاعت مین بعضے آٹھ مہینے اور بعضے چار اور بعضے
تین مہینے بھی بیان کرتے ہین کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر مین چھپے رہے
نہ روئے نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے علامہ بغوی حضرت ابن عباس رضہ سے
اپنی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ ان دنون مین فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے
سوا اُسکو سفید داغ کی بیاری تھی ہر چند دوا ہوئی مگر بیاری نگئی ایک روز حکیمون اور نجومیون کو
جمع کرکے فرعون نے اُسکا حال دریافت کیا نجومیون نے کہا فلان روز و ساعت آفتاب کے
نکلتے دریاے نیل مین ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اُسکے مُنھ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون
بوقت معہود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان مین بیٹھا اور اپنی بیٹی مریضہ کو بھی لے گیا
یکایک آفتاب نکلتے دریاے نیل موجین مارتا تابوت کلیم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے
آلگا فرعون نے خادمون سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادمون نے تابوت لیا اور
ارادہ کیا کہ اُسکو کھولین نہ کھلا پھر توڑنا چاہا نہ ٹوٹا پھر آگ مین ڈالا نہ جلا تب آسیہ خاتون
کہ دل اُنکا نور ایمان سے منور اور مشام جان روائح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگین کہ قفل کشا
اس راز نہفتہ کی اور مفتاح فتوح اس حقہ سربستہ کی مین ہون اور بسم اللہ کرکے کھولا تو
ایک لڑکا حسین وجمیل عنایت ازلیہ سے آراستہ اور لباس جاہ وجلال سے پیراستہ
نظر پڑا کہ آسیہ اُسکی محبت مین شیدا اور بزبان حال گویا ہوئی مثنوی بحسن وخلق ووفا
کس بیار ما نرسد * ترا درین سخن انکار کار ما نرسد * اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اند *
کسے بحسن وملاحت بیار ما نرسد * ہزار نقد ببازار کائنات آرند * یکے بسکہ صاحب عیار ما نرسد
اور اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق داہنے ہاتھ کے انگوٹھے مین رکھا تھا
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسی سے دودھ پیتے اور سیر ہوجاتے جب کہ تابوت سے باہر نکلے
تو فرعون کی بیٹی نے لعاب دہن لیکر سفید داغون پر ملا اُسی وقت برص دفع ہوا بعضے کہتے ہین
کہ وہ لڑکی اندھی بھی ہوگئی تھی مشاہدۂ جمال موسوی سے بینا ہوئی تب اُسنے گلے سے
لگایا اور فرعون نے بھی خوش ہوکر پیار کیا مگر ہامان بولا کہ یہ وہی لڑکا ہی جس سے نجومیون نے
تجھے ڈرایا تھا یہ بھی تیرا اقبال ہی کہ از خود آگیا اب اسکو قتل کر اُسوقت حضرت آسیہ کہ
بنات انبیا مین تھین اور بعضے کہتے ہین کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلۂ لخم سے تھین کہ مین مین

مشہور ہی اور بقولے حضرت موسی علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھین اور یتیمون اور مسکینون پر رحم کرتی تھین کہنے لگین کہ یہ لڑکا مجکو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہی اور تو نے اِس سال کے لڑکون کے قتل کا حکم دیا ہی پھر ایسے بیگناہ کا خون ناحق اپنی گردن پر مت لے اور مجکو بخش دے کہ مین اسے بیٹا بناؤن کہ میرے اولاد نہین ہی شاید مجکو اور تجکو نفع کرے کما قال اللہ فی سورۃ القصص فالتقطہ آل فرعون لیکون لہم عدوا وحزنا ان فرعون وہامان وجنودہما کانوا خاطئین وقالت امرأۃ فرعون قرۃ عین لی ولک لاتقتلوہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا وہم لایشعرون یعنی پھر اُٹھا لیا اُسکو فرعون کے گھر والون نے کہ ہو اُنکا دشمن اور کُڑھانے والا بیشک فرعون اور ہامان اور اُنکے لشکر چوکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھون کی ٹھنڈک ہی مجھکو اور تجھکو اُسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کرلین اُسکو بیٹا اور اُنکو خبر نہین کہ بڑا ہوکر کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل مین کسی نے خوف سے ڈالا ہی پھر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا اور اُسی وقت آسیہ کو ہبہ کیا اور کہا مجکو اسکی حاجت نہین ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اگر فرعون بھی کہتا قرۃ عین لی کما ہو لک لہداہ اللہ کما ہداہا یعنی میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہی جسطرح تیری آنکھ کی ہی تو فرعون کو بھی اللہ ہدایت کرتا جیسے آسیہ کو کیا اور حضرت ابن عباسؓ بھی فرماتے ہین کہ اگر فرعون دشمن خدا بھی کہتا عسی ان ینفعنا لنفعہ اللہ ولکنہ ابی للشقاء الذی کتبہ اللہ علیہ یعنی شاید مجکو نفع کرے تو نفع دیتا اُسکو اللہ لیکن اُسنے انکار کی شرارت سے جو لکھدی تھی اللہ نے اُسپر بالجملہ فرعون نے کہا اے آسیہ اِس لڑکے کا نام رکھ آسیہ نے فرمایا اِسکو مین نے پانی اور درخت سے پایا ہی اور لغت قبط مین مو پانی کو بولتے ہین اور درخت کو شی کہتے ہین اِسلیے نام اِسکا موشی ہی پس لفظ موسی اصل لغت مین عبرانی ہی جب عربی مین نقل کیا تو شین منقوطہ کو مہملہ سے بدل ڈالا کہ موسی ہوا اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا تنبیہ فرعون اِس سبب سے تابوت نہ کھول سکا کہ اُسمین خدا کا دوست تھا اور فرعون دشمن خدا تھا کسطرح دشمن کو دوست پر دسترس ہوتا اور آسیہ دوست خدا تھی اُسنے اُسکے دوست کا تابوت بلاتامل کھول لیا فائدہ جس وقت حضرت موسی علیہ السلام کی مان حضرت موسی علیہ السلام کو دریا مین ڈالنے گئی تھین اُسوقت یہ مناجات زبان پر جاری تھی کہ یا الٰہی فرعون کا مارنا امر ظنی تھا اور دریا مین ڈالدینا اِس کوشش امر یقینی ہی اسمین کیا حکمت ہی جو مجکو ارشاد ہوا ہی اُسوقت

عالم غیب سے یہ آواز کان مین آئی کہ ای فراق کشیدہ اسمین یہ حکمت ہی کہ اِس لڑکے کو
فرعون سے مقابلہ کرنا ہی اِسواسطے مین نے دل مین تیرے ڈالا کہ تو موسیٰ کو دریا مین ڈال
اور میری حفاظت وحمایت پر نگاہ کر کہ مین اُسکو کسطرح دریا کی آفتون سے بچاتا ہون اور
کہان پہونچاتا ہون اور خیال کر کہ بلا حکم میرے ایک ذرہ جنبش نہین کر سکتا اور اپنے دل مین
اطمینان رکھ کہ جب فرعون سے مقابلہ کریگا غالب رہیگا اگر فرعون کا لشکر تابعدار ہی تو مین تیرے
لڑکے کا مددگار ہون غرض کہ آسیہ نے اپنا بیٹا بنایا اور دودھ پلانے والی دایان تلاش ہونے لگین
چنانچہ بروایت بعضے مفسرین چارسو دائیان مصر کی حاضر ہوئین الا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
بمقتضا سے وحرمنا علیہ المراضع من قبل یعنے روک رکھی تھین ہم نے دائیان پہلے سے کسی کا
دودھ نہ پیا یہان تک کہ مریم نے فرعون کے دروازے پر نالہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک
رات دون یا تین شبانہ روز یا آٹھ روز سے دودھ نہین پیا ہی اور دیکھا کہ چوبدار فرعونی
دائیون کی تلاش مین دوڑتے پھرتے ہین تب اسنے بیگانہ وار کہا ہل ادلکم علی اہل بیت یکفلونہ
لکم وہم لہ ناصحون یعنے مین بتادون تمکو ایک گھروالی وہ اُسکو پال دین تمکو اور وہ اُسکی بھلا
چاہنے والی ہین معالم التنزیل مین ابن جریج اور سدی سے روایت ہی کہ جب مریم نے یہ کلام
کیا تو چوبدارون نے گرفتار کیا اور کہا کہ شاید تو اِس لڑکے سے واقف ہی مریم نے کہا مین نے
خیرخواہی کی بات کہی تھی کہ بادشاہ کا تردد رفع ہوا ور مین کچھ بات نہین جانتی تفسیر انوار مین ہی
کہ یہ شرارت ہامان مردود کی تھی کہ اُسنے مریم سے یہ مناقضہ پیش کیا تب مریم نے کہا کہ مین
ایک دائی دودھ پلانے والی کا نشان دیتی ہون کہ آئین پرورش اطفال مین ہوشیار ہی
اور آرزو بھی رکھتی ہی کہ اگر کوئی لڑکا چھوٹا ملے تو اُسے دودھ پلادے کیونکہ اُسکا ایک بیٹا
دودھ پیتا مارا گیا ہی اُسوقت کسی کافر نے کہا اچھا بتلاؤ مریم نے کہا وہ عورت میری مان ہی بولا
تیری مان کے کوئی اور بھی بیٹا ہی بولی ہارون ہی تین برس کا اُسنے کہا سچ ہی اُسیکو لاؤ مریم
اپنی مان کے پاس بلانے آئین مثل مشہور ہی کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھین وہ بلا تامل دوڑین
اور فرعون کے محل مین داخل ہوئین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی گود مین
لے کے کمال شفقت سے پیار کرنے لگین تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھین کھولین
اور ہنسے اور بہت خوش ہوے پھر خوشی سے دودھ پیا بیت بوئے خوش تو ہر کہ ز باد صبا شنید
از یار آشنا نفس آشنا شنید ۔ غرض کہ اللہ نے پہونچایا اُسکو اُسکی مان کی طرف کہ ٹھنڈی رہے

اسکی آنکھ اور غم نہ کھاے اور خیال کرے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہی پر بہت لوگ نہین جانتے کما قال فی سورۃ القصص فرددناہ الیٰ امہ کی تقر عینہا و لا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولکن اکثرہم لا یعلمون بعد اسکے فرعون نے پوچھا کہ ای عورت تو کون ہی کہ یہ لڑکا خوشی سے تیرا دودھ پیتا ہی بولین کہ میرا دودھ میٹھا اور پاک ہی اور مین عورت پاکیزہ ہون کہ جو شیرخوار میرے پاس آوے بے اختیار میرا دودھ پیے چنانچہ ایک اشرفی روزینہ مقرر کرکے فرعون نے حکم دیا کہ یہ عورت ہر روز دودھ پلاوے اور آسیہ نے ایک ہنڈولہ سونے کے تختون کا بنوایا کہ اسمین حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف رکھنے لگے اور آپ کی مان ہر روزہ دودھ پلانے لگیں دو برس کامل دودھ پلوایا بعد دو برس کے دودھ چھوڑایا تو آسیہ نے ایک تھیلا اشرفیون سے اور کئی اونٹ جواہرات سے بھر کر عنایت کیے اور رخصت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت وتعلیم مین مصروف ہوئین اور جو بعض تفسیرون مین لکھا ہی کہ آسیہ نے روزینہ مقرر کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُنکی مان کے گھر بھیجا اور ہفتہ مین ایک مرتبہ طلب کرکے دیکھ لیتی تھین سو محقق مفسرین اسکے اس قول کو ضعیف جانتے مین حدیث شریف مین وارد ہی کہ میری امت کے غازیون کا حال اور موسیٰ کی مان کا احوال ایک طرح کا ہی یعنی جسطرح حضرت موسیٰ کی مان فرعون سے روزینہ لیکے اپنے صاحبزادے بلند اقبال کو پرورش کرتی تھین اسی طرح میری امت کے غازی بادشاہون و وزیرون سے ماہانہ وسالانہ لیکر اسباب جہاد مین صرف کرتے ہین اور نیت خالص واسطے اللہ کے رکھتے ہین اس حدیث شریف مین اشارہ ہی اصل عظیم کا اصول کلیہ فقہ سے یعنے اجرت عبادت پر لینا اُس صورت مین درست ہی جب نیت خالص واسطے خدا کے ہو اور ہونا نہونا اُجرت کا برابر ہو یعنے عبادت کو ضرور جانے خواہ ملے یا نہ ملے اور جو عبادت کہ متعلق اجرت سے ہی اگر ملے تو ادا کرے نہین تو چھوڑ دے وہ مزدوری ہی اُسکا کچھ ثواب نہین بلکہ خوف عقاب ہی کہ دین کے کام کو دنیا کے لیے کیا اور آخرت کو سستے مول بیچ ڈالا معاذ اللہ من ذالک تنبیہ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن وفقہ پر اجرت لینا ممنوع ہی کیونکہ یہ بھی عبادت ہی مگر فرقہ معلم الصبیان کہ واسطے تعلیم لڑکون کے نوکر ہوتے ہین اس منع مین داخل نہین ہین کیونکہ وہ عوض تعلیم کلام الٰہی کے نہین لیتے بلکہ اجورہ محنت ہی کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے جدا اور کسب معاش سے معطل لڑکون کو گھیرے ہوے بیٹھے رہتے ہین لیکن اگر کوئی شخص محض تعلیم قرآن وحدیث وفقہ پر بے مقرر کرنے

مثال غازیان امت محمدیہ

تعلیم قرآن وفقہ پر مزدوری نا درست ہی

مکان و وقت و زمانے کی مزدوری مانگے وہ گناہگار ہے جسطرح معلم دنیا طلب اور واعظین
طمّاع کہ تعلیم احکام شرع و تبلیغ و واعظ پر اجرت لیا کرتے ہیں اور توقع منفعت کی جگہ سائل کے حال پر
متوجہ ہوتے ہیں اور بسبب توقعی میں بدمزاجی کرتے ہیں سو یہ سب لاتشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا میں
داخل ہیں یعنے وہ لوگ آیات الٰہی کے عوض میں قیمت قلیل لیتے ہیں اور اُس نعمت کو برباد
کردیتے ہیں اسی طرح علماے بدقماش کہ واسطے خوشی حکام کے طرح طرح کے حیلے مسائل شرعیہ میں
نکالتے ہیں وہ بھی اِس وعید میں داخل ہیں اور قاضی و مفتی مرتشی اور بادشاہ ظالم و وزیر
اور متصدی بے باک انکے شریک ہیں اور جو لوگ امامت اور اذان و خطبہ پر مزدوری لیتے ہیں
سو اسمیں اختلاف ہے بعضے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی عبادات میں ہیں اور اجرت سے ثواب
عبادت نہیں ملتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مزدوری درست ہے کیونکہ یہ مزدوری عبادت کی نہیں ہے بلکہ ادا
اُسکا مکان خاص اور زمان خاص میں ہوتا ہے اُسکے عوض یہ مزدوری ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت نہیں
اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ زمانۂ سابق میں امام و خطیب و موذن و قاضی و مفتی و محتسب اور تحصیلدار بہ نیت
خالص بلا اجرت کام کرتے تھے جب خلفاے راشدین و سلاطین عادلین نے دیکھا کہ یہ لوگ مشغول ایسی
عبادت میں رہتے ہیں انکی معاش کے لیے مسلمانوں کے مال سے کچھ روزینہ بطور مدد معاش مقرر کرنا چاہیے
نہ بطریق اجرت سو مدد معاش مقرر ہوئی مگر رفتہ رفتہ یہ صیغہ صیغۂ معاش ہوگیا اور اجورہ کہلانے لگا اس زمانے میں
یہ وجوہ معاش مشکوک ہے بلکہ قریب بحرام حتی المقدور احتراز لازم ہے مگر تعویذ و رقیہ بالقرآن میں اجرت لینا
احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور محققین نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کردیا ہے اسمیں فائدے ہیں وہ یہ کہ
عبادت یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت موکدہ جسطرح تعلیم قرآن و حدیث
و فقہ و نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح پس ان چار چیزوں پر اجرت لینا منع ہے اور
جو چیز کہ عبادت نہیں کسی وجہ سے بلکہ مباح محض ہے اُسپر اُجرت لینا درست ہے جیسے رقیہ
بالقرآن یا تعویذ لکھنا اور وہ عبادتیں کہ بسبب تعین مدت یا تخصیص مکان کے مباح ہوجاتی ہیں
جسطرح قرآن پڑھانا کسی کے لڑکوں کو اُسی کے خاص گھر میں کیونکہ صبح سے شام تک حاضر رہنا
اسمیں شرط ہوتا ہے اور یہ خصوصیت ہرگز عبادت نہیں اسپر مزدوری بھی منع نہیں ہے اور جسطرح
عبادات اور طاعات پر اُجرت لینا درست نہیں اسیطرح گناہ نہ کرنے پر اجرت لینا درست
نہیں مثلاً کوئی زناکار کہے کہ جو کوئی ہمکو نوکر رکھ لے تو ہم حرام کاری چھوڑدیں اور بلحاظ عہدہ
اور منصب کا بھی حکم اجرت میں داخل ہے جسطرح اس زمانے کے بعض قاضی و مفتی و صدر اعلیٰ

وصدر امین ومنصب وغیرہ رشوت اور دعوت قبول نہین کرتے یا گانا بجانا نہین سنتے اور امارد
ونساء سے پرہیز کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اُنکی محفل مین اِن چیزون کا نام بھی لے تو ناراض
ہون اور جب عہدے سے معزول ہوے تو بوجہ احسن تدارک مافات فرماتے ہین کذا قال
مولانا استاذ الاستاذ بحر العلوم شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فی تفسیرہ العزیزی القصہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی مان اپنے گھر گئین اور آسیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پرورش
کرنے لگین جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تین برس کے ہوے تو ایک روز فرعون حضرت کو
اپنی گود مین لیکے کھلانے لگا اور کلام لایعنی زبان پر لایا حضرت نے ایک طمانچہ مارا اور داڑھی
پکڑ کے کھینچی کہ یہ مردود نہایت رنجیدہ ہوکر آسیہ سے کہنے لگا مین نہ کہتا تھا کہ یہی لڑکا میرا دشمن ہے
پر تونے مارنے نہ دیا اب بھی اِس سے دست بردار ہو آسیہ نے فرمایا تو کس خیال مین ہے لڑکون کی
بے تمیزی اِس سے زیادہ ہوتی ہے انکی باتون کو عداوت پر حمل کرنا محض بے عقلی ہے فرعون نے
کہا اسکو اور لڑکون پر قیاس مت کر کہ مین اِسکے قیافے سے عقل اور تمیز اِسکی جوانون سے
زیادہ پاتا ہون اور اسنے یہ حرکت سنجیدہ وفہمیدہ کی ہے آسیہ نے کہا اِس عمر مین عقل وتمیز کہان
ہوتی ہے دیکھ مین امتحان کرتی ہون اور دو طباق ایک سونے کا آگ سے بھرا اور دوسرا
چاندی کا موتیون ویاقوت سے پُر اُسی مجلس مین منگوائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
کہنے لگین کہ جو اِن دونون مین تمکو اچھا معلوم ہو اُسے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موتیون کے
طباق پر ہاتھ چلایا تو حضرت جبرئیلؑ نے بحکم الٰہی اُنکا ہاتھ طبق آگ مین ڈال دیا اور ایک انگارا
لیکر مُنھ مین رکھدیا کہ زبان مبارک جل گئی اُسی وقت سے لکنت پیدا ہوئی اور ہاتھ سفید ہوگیا
تب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تو نے اِسکی تمیز ملاحظہ کی فرعون سخت شرمندہ ہوا پھر جب
عمر شریف حضرت کی آٹھ برس کی ہوئی تو ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس
باادب بیٹھے تھے فرعون نے مرغ باز سے کہا کہ جنگی مرغون کو کھول دے اُسنے کھولا تو پہلے ایک
مرغ نکلا اُسنے اپنے بازو جھاڑ کے آواز دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا سچ ہے فرعون نے
پوچھا مرغ نے کیا کہا ارشاد کیا کہ اِسنے کہا پاک ہے وہ خدا جسنے چرواہے کے لڑکے کو اِس
مدت دراز تک دولت وحشمت سے سرفراز فرمایا اور طرح طرح کی نعمتون سے ممتاز کیا باوجود
اِسکے کہ وہ مقابل ہر نعمت کے ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا ای موسیٰ مرغ کو ایسی باتون سے
کیا کام ہے تو نے اپنی طرف سے توطیا باندھا ہے حضرت موسیٰ نے اُس مرغ کو بُلایا اور فرمایا

کہ اب تو زبان فصیح مین بیان کر جسکو ہر خاص و عام سمجھے پھر اُسنے بزبان فصیح اُسی بات کو
کمال توضیح سے کہا فرعون سخت متحیر ہوا اور بہت ڈرا ہامان مردود اُسوقت حاضر تھا اُسنے
التماس کیا کہ یہ مرغ جادو مین آگیا ہو ذبح کیا جاے آخر ذبح ہوا اللہ نے اُسکو زندہ کیا کہ فوراً
اُڑگیا اور نظر سے غائب ہوا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نو برس کے ہوے تو فرعون نے
اپنے تخت پر مہربانی سے بٹھلایا اور وزرا و امرا تخت کے گرد کھڑے ہوے اور فرعون نے کفر
وجہالت کی باتین غرور مین کہنی شروع کین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا تو تخت مین
ایک لات ماری کہ دونون پاے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اوندھا ہوگیا اور فرعون تخت سے
زمین پر گر پڑا کہ ناک ٹوٹ گئی اور خون چلا دربار والے گھبرا گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہان سے
بھاگے اور محل مین جاکر آسیہ خاتون سے لپٹ گئے اور سارا حال کہدیا پیچھے پیچھے فرعون بھی
محل مین داخل ہوا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس تشریف رکھتے ہین یکبار
آسیہ پر غصے ہوا کہ تو نے اِس لڑکے کو مارنے ندیا اب یہ لڑکا شورہ پشتیان کرتا ہو آسیہ نے
کہا تھوڑی عمر کے لڑکے جو کچھ شوخی اپنے ماں باپ سے کرین وہ جاے شکایت نہین ہوتی
بلکہ دلیل ہو اِسپر کہ سن تمیز مین یہ سب شوخی و قوت ماں باپ کے دشمن پر کرینگے اور اُمرا
اُسکے خوف سے لرزان رہینگے بعد اُسکے کھانا آیا فرعون نے کھانا شروع کیا حضرت موسیٰ بھی
کھانے لگے اتفاقاً اُسوقت باورچی نے ایک بکری کا بچہ مسلم تنور مین دم پخت کرکے فرعون کے
آگے رکھدیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قُم باذن اللہ وہ بچہ زندہ ہوکر دوڑنے لگا
فرعون نے سخت تعجب کیا حضرت آسیہ نے فرمایا یہ سب باتین تیری بقاے سلطنت مین
کام آنے کو ہین اِس لڑکے کو بہت غنیمت سمجھ پھر تو فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب
کرنے لگا اور بلا تعرض اُنکو چھوڑا یہان تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کے ہوے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہو فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا یعنے جب پہونچا اپنے زور پر اور سنبھلا دیا
ہم نے اُسکو حکم اور سمجھ کلبی سے روایت ہو کہ اشد اٹھارہ سے تیس برس تک کو بولتے ہین
اور مجاہد وغیرہ تینتیس ۳۳ تک کو کہتے ہین اور علامہ بغوی نے بروایت سعید ابن جبیر ابن عباسؓ سے
چالیس برس نقل کیے ہین اور بعضے انتہا جوانی مراد رکھتے ہین بہرتقدیر ہوشیار ہوے تو
اللہ نے علم و عقل قبل نبوت کے عطا کیا کہ نماز و عبادت مین مشغول رہتے چنانچہ ایک روز کنارے
رود نیل کے وضو کرکے نماز پڑھنے لگے ایک شخص خواص فرعون سے وہان گذرا اُسنے کہا

کہ یہ عبادت کسکے لیے کرتے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے لیے بولا اُنکو آقا و خاوند کی احتیاج نہین تم اپنے باپ فرعون کی عبادت کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھپر و فرعون پر لعنت خدا کی ہو اُسنے کہا مین فرعون سے کہونگا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ امی زمین اِسکو پکڑ زمین نے تا زانو اُسکو نگل لیا اور نہ چھوڑا ناچار اُسنے قسم کھائی کہ مین فرعون سے نکہونگا مگر رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا کہ جب موسیٰ نماز پڑھین تو مجکو خبر کرو چنانچہ ایک خواص فرعون کا منتظر وقت رہا جب حضرت نماز مین مشغول ہوے تو اُسنے فرعون سے کہا فرعون آیا اور کھڑا رہا یہان تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوے فرعون نے پوچھا کہ ای موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت نے فرمایا واسطے اُس آقا کے جو مجھکو تربیت کرتا ہی اور کھلاتا پہناتا ہی فرعون نے کہا سچ ہی کہ مین ہی یہ کام کرتا ہون بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بوڑھون کو اپنی صحبت مین رکھتے اور اُن سے اُنسیت اور الفت کرتے تھے یہ امر فرعونیون پر شاق ہوا اِس عرصہ مین حضرت نے ایک روز بنی اسرائیل کے سردارون کو جمع کیا اور پوچھا تم کب سے عذاب فرعون مین گرفتار ہو بولے کہ مدت دراز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ثمرہ گناہون کا ہی تمکو چاہیے کہ تم نذر کرو کہ اگر حق تعالی یہ عقوبت تم سے دفع کرے تو وہ نذر ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ و نماز و اطعام مساکین بہت کرینگے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک چیز اپنے ذمے مقرر کرو کہ اِن سبکو کافی ہو یعنی اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور گناہون سے دور رہو سب نے کہا کہ ہم نے جان و دل سے قبول کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ مین نے سُنا ہی کہ زمانۂ سابق مین ایک پیغمبر بت پرستون پر خدا نے بھیجا تھا اُن کافرون نے کچھ قدر اُس پیغمبر کی نجانی اور اُسکو آگ مین ڈالا مگر اُس آگ نے کچھ ضرر نہ کیا اسکا قصہ کیا ہی بولے کہ وہ پیغمبر ہمارے اور تمھارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پس تم اپنے دادا کے طریقے پر رہو اور فرعونیون کی ایذا سے خوف نکرو کہ حق تعالی اُنکا شر تم سے دور کریگا اِس عرصے مین ایکدن راہ مین چلے جاتے تھے ایک پیادہ فرعون کا شاید داروغہ مطبخ تھا پشتارہ لکڑی کا ایک اسرائیلی سے زبردستی چھینے لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اِس پشتارے کو فرعون کے مطبخ مین پہونچا وے اسرائیلی حضرت موسیٰ کو دیکھکر پکارا حضرت نے فرعونی کو منع کیا اُسنے نہ مانا تب ایک گھونسا اُسکی پیشانی پر مارا اُسکی موت تھی مرگیا اسرائیلی اپنے گھر چلا گیا یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا غلط ہی

موسیٰ کبھی قبطی کو نہ ماریگا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ودخل المدینة علی حین غفلة من اہلہا فوجد فیہا رجلین یقتتلان ہذا من شیعتہ وہذا من عدوہ فاستغاثہ الذی ہو من شیعتہ علی الذی من عدوہ فوکزہ موسیٰ فقضی علیہ قال ہذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ انہ ہو الغفور الرحیم یعنی آیا شہر کے اندر جسوقت بیخبر ہوے تھے وہان کے لوگ پھر پائے اُسمین دو مرد لڑتے ایک اُسکے رفیقون مین اور ایک اُسکے دشمنون مین پھر فریاد کی اُس پاس اُسنے جو تھا اُسکے رفیقون مین اُسکی جو تھا اُسکے دشمنون مین پھر مُکّا مارا اُسکو موسیٰ نے پھر اُسکو تمام کیا بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح بولا اے رب برا کیا اپنی جان کو سو بخش مجکو پھر اُسکو بخش دیا بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان سدی مفسر فرماتے ہین کہ مدینہ سے مراد شہر منیف ہے ولایت مصر مین اور مقاتل کہتے ہین کہ ایک گانون ہے دو کوس مصر سے اور بعضے کہتے ہین مدینہ سے عین الشمس مراد ہے اور تفسیر نقاش مین لکھا ہے کہ اسکندریہ مراد ہے اور بعضے محققین لکھتے ہین کہ انکی مان کا گھر تھا شہر سے باہر جہان سب بنی اسرائیل رہتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھون وہان جاتے اور کبھون فرعون کے گھر آتے سو اُس دن اپنی مان کے گھر جاتے تھے راہ مین یہ اتفاق ہوا اور وقت غفلت سے وقت قیلولہ مراد ہے اور قرطبی کے نزدیک مابین مغرب اور عشا اور بعضے کہتے ہین کہ سبب مدینہ کے جانے کا یہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو لڑکپن مین مارا تھا اُسنے قتل کرنے کا حکم دیا تھا حضرت آسیہ نے بچا لیا فرعون نے مدینۂ مصر سے نکال دیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بالکل وہان کے لوگ بھول گئے اور غافل ہوے زندگی اور موت سے اور حضرت موسیٰ جوان ہوے تب مدینۂ مصر مین تشریف لائے یہ قول اصح روایت مین ہے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے معالم التنزیل مین روایت ہے کہ فرعونیون مین وہ دن عید کا تھا اور سب غافل ہو رہے تھے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اہل مصر فرعون کا بیٹا کہتے تھے اِس سبب سے حضرت موسیٰ اُسی سواری پر سوار ہوتے تھے جسپر فرعون سوار ہوتا تھا اور لباس و پوشاک بھی ویسی ہی پہنتے تھے جیسی فرعون پہنتا تھا چنانچہ اُس دن فرعون سوار ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسوقت کہین تشریف لے گئے تھے جب تشریف لائے تو کسی نے کہا فرعون سوار ہو گیا حضرت بھی سوار ہوے اور دوپہر کو مدینۂ منیف مین پہونچے کہ لوگ وہان کے غافل تھے فائدہ جو دو شخص لڑائی کرتے تھے

اُسمین ایک سپاہی تھا دوست موسیٰؑ کا نام اُسکا ملیخا اور دوسرا نان وائی فلیشون یا فاتون
فرعون کا نوکر تھا فائدہ یہ جو حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ ہذا من عمل الشیطان اُسکا سبب یہ ہی
کہ فرعونی ظالم اسرائیلی کو دبا دیتا تھا اور شاید اُس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی مگر فرعونی کی
اجل آگئی تھی سو اُسکو مار کر پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور فریادی کا قصور حضرت موسیٰؑ کے
فرمانے سے معلوم ہوتا ہی کہ رب بما انعمت علی فلن اکون ظہیرا للمجرمین یعنی ای رب جیسا تو نے
فضل کیا مجھپر پھر مین کبھو ن نہ ہونگا مددگار گناہگارون کا یعنی تو نے بخشی میری تقصیر پس مین
قسم کھاتا ہون کہ پھر کسی گنہگار کا مددگار نہ ہونگا اور یہ حرکت بلا قصد صادر ہوئی تھی کیونکہ انبیا
گناہ عمد سے محفوظ ہین اور بخشنا تقصیر کا اُنھون نے جانا الہام سے کیونکہ پیغمبر لوگ نبوت سے
پہلے بیشک ولی ہوتے ہین اور حضرت ابن عباسؓ مجرمین سے کافر مراد لیتے ہین اِس سے
دریافت ہوا کہ اسرائیلی جسکی حضرت نے اعانت کی تھی کافر تھا اور قتادہ نے کہا ہی کہ حضرت
موسیٰؑ نے فرمایا کہ مین ہرگز گناہ پر اعانت نہ کرونگا القصہ جب یہ معاملہ گذرا تو حضرت موسیٰؑ
صبح کو اُسی مقام مین جس جگہ قبطی کو مارا تھا ڈر رہے تھے کہ ورثہ مقتول فرعون کے پاس فریادی
گئے ہین دیکھیے کس پر جرم ثابت ہوا اور مجھسے کیا سلوک کرین استنے مین قبطی فرعون کے پاس
فریادی ہوے کہ بنی اسرائیل نے ہمارا آدمی مار ڈالا ہی فرعون نے کہا قاتل ثابت کرو تو مین
سزا دون بہت لوگ تلاش مین پھرنے لگے کچھ نشان نہ ملا یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو
دوسرے دن وہی معاملہ پھر پیش آیا کہ اُسی اسرائیلی پر دوسرا قبطی ظلم کرتا تھا پھر اُسنے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھکر شور کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسکے پاس تشریف
لے گئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ تو ہر روز ظالمون سے اُلجھتا ہی اور مجھکو بھڑاتا ہی
تیرے سبب سے مین نے کل ایک شخص کو مارا کہ اُسکی ندامت اور شرمندگی مجھکو موجود ہی
آج پھر چاہتا ہی کہ ویسی حرکت کرون انک لغوی مبین مقرر تو بے راہ ہی صحیح الا شفقت
نبوت سے چاہا کہ قبطی کو اسرائیلی سے دفع فرمائین اسرائیلی نے جانا کہ مجھکو مارتے ہین اور
حضرت کے غصہ سے واقف تھا و انک لغوی مبین بھی سن چکا تھا سو اُسنے شور کیا کہ ای موسیٰ
آج مجھکو مارا چاہتا ہی جسطرح کل ایک شخص قبطی کو مار ڈالا ہی کما قال فی سورۃ القصص فلما
ان اراد ان یبطش بالذی ہو عدو لہما قال یا موسیٰ اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس ان ترید
الا ان تکون جبارا فی الارض وما ترید ان تکون من المصلحین یعنے پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے

اُسپر جو دشمن تھا اُن دونون کا کہا فریاد کرنے والے نے اے موسیٰ کیا چاہتا ہے خون کرے میرا جیسے خون کرچکا ہے ایک کا کل تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک مین اور نہین چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کرنے والا پس یہ بات اسکی زبان سے مشہور ہوئی اور بازاریون نے فرعون کے پاس گواہی دی کہ قبطی کو موسیٰ نے مارا ہے سو ہمارے حوالے کرو تو ہم قصاص مین مارین فرعون نے قتل کا حکم دیا اور جلاد بتلاش چلے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جلادون نے دور کی راہ اختیار کی اِس عرصے مین حضرت موسیٰؑ کو یہ خبر پہونچی سو وہ بھاگے اور حضرت شاہ عبد العزیز استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہین کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصاص مین توقف ہوا تھا کہ حضرت کو خبر پہونچی چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہے وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یا موسیٰ ان الملأ یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اے موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہین تجھپر کہ تجھکو مار ڈالین سو تو نکل جا مین تیرا بھلا چاہنے والا ہون پھر نکلا موسیٰ وہان سے ڈرتا راہ سے دیکھتا بولا اے رب خلاص کر اس قوم بے انصاف سے اکثر اہل تاویل کہتے ہین کہ حزقیل ایک شخص فرعونیون سے پوشیدہ ایمان لایا تھا اُسنے خبر پہونچائی اور بعضے اُسکا نام شمعون کہتے ہین اور بعضے شمعان یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کہ یہ بھی وطن سے نکالین جان کے خوف سے کافر سب اکھٹے ہوے تھے کہ اُنپر مل کر چوٹ کرین اُسی رات حضرتؐ ہمارے نکلے ہجرت کرکے پس ہجرت کرنا سنت ہے انبیا کی حضرت عیسیٰؑ بھی نکلے ہین جان کے خوف سے غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام محض بے سامان اور پریشان پیادہ پا مصر سے جانب شہر مدین کہ آٹھ روز یا دس روز کی راہ تھا تشریف لے چلے راہ مین ایک چرواہا ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوشاک شاہانہ اپنی اُسکو عنایت فرمائی اور اُسکا کمل وغیرہ لیکر اوڑھا اور روانہ ہوے راہ بھر دو شیر ساتھ ہوے دن کو راہ بتلاتے رات کو موذیون سے محافظت کرتے معالم مین لکھا ہے کہ بسبب ناواقفیت راہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ عسی ربی ان یہدینی سواء السبیل یعنی امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجکو سیدھی راہ تب ایک فرشتہ نیزہ بردار راہ بتلانے کو حضرت کے ساتھ ہوا اور جب مصر سے نکلے تھے کچھ کھانا پینا ساتھ نہ تھا گھاس اور ساگ کھاتے رہے تو اتنا ضعف ہو گیا کہ سبزی گھاس کی پیٹ مین نظر آتی تھی اور

پیادہ روی سے پیرون مین آبلے پڑ گئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہ اول ابتلا تھی حضرت موسیٰ کو جانب خدا سے القصہ ساتوین دن بقول صحیح مدین کے کوئین پر جو شہر کے کنارے تھا پہونچے تو دیکھتے ہین کہ دو عورتین کھڑی ہین اور مرد لوگ بکریون کو پانی پلاتے ہین کما قال اللہ فی سورۃ القصص وجد علیہ امۃ من الناس یسقون ووجد من دونہم امرأتین تذودان یعنی پائے وہان جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے اور پائین اُنکے سوا دو عورتین رُکی کھڑی یعنے وہ عورتین حیا سے رُکی کھڑی تھین اور قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالین اسلیے اپنی بکریون کو پانی پینے سے روکتی تھین کہ مرد لوگ پہلے پلالین اور کنوان خالی ہو جاے تو ہم بچا کھچا پلا لینگے یا اسواسطے رُکی تھین کہ اَورون کی بکریون سے ہماری بکریان مل نجائین یا مَردون کو اپنی بکریون کے پاس آنے سے روکتی تھین یا بکریون کو گھیرتی تھین تاکہ بھاگ نجائین بالجملہ جب یہ حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بسبب شفقت نبوت کے اُنکے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے ما خطبکما تمکو کیا کام ہی کہ تم اپنی مویشی کو پانی نہین دیتی ہو اور رد کے کھڑی ہو قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء یعنی بولین ہم نہین پلاتے پانی جب تک پھیر لیجاوین چرواہے کیونکہ ہم عورت ہین ہمکو طاقت نہین کہ پلائین اور نہ استطاعت ہی کہ مردون سے مزاحم ہون جب مرد لوگ اپنے مویشی پلا کے چلے جائینگے تو ہم بچا ہوا پانی اپنی بکریون کو پلائینگے حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا تمھارے گھر مین کوئی مرد نہین بولین ہمارے گھر مین کوئی مرد نہین ہی صرف ایک باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہی کہ یہان تک آنہین سکتا اِس سبب سے ہم آتے ہین فائدہ یہ دونون بیٹیان بروایت صحیحہ حضرت شعیب علیہ السلام کی تھین بڑی کا نام صفورا اور چھوٹی کا صفیرا تھا اور معالم التنزیل مین چھوٹی کا نام لیّا لکھا ہی اور محمد اسحاق نام چھوٹی کا شرقا لکھتے ہین اور بعضے بڑی کا صفرا اور چھوٹی کا صفیرا بیان کرتے ہین لیکن تحقیق یہ ہی کہ چھوٹی کا نام صفورا تھا کہ اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا ہی بالجملہ اُنکی باتون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا تو ایک کنوان اُسکے قریب اور تھا اُسکے منھ پر ایک پتھر رکھا تھا کہ چالیس آدمی اُسکو اُٹھا سکتے سو اُسکو اُٹھا کے پانی پلا دیا اور ابن اسحاق کی روایت ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مردون کے پاس تشریف لائے اور کہا کیون انکی بکریون کو پانی نہین پلاتے کہ یہ جلد اپنے گھر جائین اور اُنکو کنوئین سے ہٹا دیا اور اُنکی بکریون کو پانی پلایا اور بعضے کہتے ہین کہ اُن لوگون نے اُزروے تحکم جواب مین کہا کہ ہم تو نہین پلاتے ہین اگر قوت ہو تمکو تو پلا دو حضرت موسیٰ ع

علاوہ فرمانے حضرت ابن عباسؓ کی ... پیادہ مین

غصے مین آئے وہ لوگ خوف سے ایک طرف ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر پانی پلاتے ہین
حضرت نے وہ ڈول جسکو دس آدمی نکالتے تھے باوصف ضعف اور نقاہت کے کنوئین مین
ڈال کر کھینچا اور بکریون کو پانی پلایا ایک ڈول مین ایسی برکت ہوئی کہ سب بکریان سیراب
ہو گئین کما قال فی سورۃ القصص فسقیٰ لہما ثم تولیٰ الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر
فقیر یعنے پھر اُسنے پلا دیے اُنکے جانور پھر ہٹ کر آیا چھانو کی طرف بولا اے رب تو جو اُتارے
میری طرف اچھی چیز مین اُسکا محتاج ہون حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اللہ سے سوال کیا
کہ تھوڑا آٹا مجکو ملے تو مین طاقت پاؤن اور سعید ابن جبیر کہتے ہین کہ ٹکڑا خرمے کا مانگا اور
حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کبھون دنیا اللہ سے نہین مانگی
مگر اُس دن بعد اسکے دونون بیٹیان حضرت شعیب کی مردون سے پہلے گھر پہونچین تو بکریون کے
پیٹ بھرے ہوے تھے حضرت شعیب نے پوچھا آج کیا سبب ہے جو تم جلد آگئین ان دونون نے
حال بیان کیا تب اشتیاق سے حضرت شعیب نے ایک بیٹی سے فرمایا کہ اُس مرد کو میرے
پاس لاؤ حقیقت یہ ہے کہ عورتون نے پہچانا کہ سایہ پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا تھکا بھوکا ہوگا
اپنے باپ سے کہا اُنکو درکار تھا ایک مرد نیک بخت کہ بکریان چرائے اور بیٹی کو بیاہ دین آواز
حضرت شعیب نے کہا اسے آؤ میرے پاس چنانچہ مسماۃ صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آئین کما قال فجاءتہ احدٰہما تمشی علی استحیاء یعنی پھر آئی اسکے پاس دونون مین سے ایک
چلتی شرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مُنہ کو چادر سے چھپائے ہوے کمال شرم سے
آئی اور بولی ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا یعنے میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے مین
دے حق اُسکا کہ تو نے پلا دیے ہمارے جانور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب حضرت
موسیٰ نے مزدوری کا نام سُنا تو ارادہ کیا کہ نجاؤن لیکن بہت بھوکے تھے ناچار چلے اور
تحقیق یہ ہے کہ حضرت شعیب کی زیارت کے مشتاق ہو کر تشریف لے چلے صفورا آگے آگے
چلین اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے اتنے مین ہوا چلی صفورا کے کپڑے اُڑنے لگے حضرت
موسیٰ نے مکروہ سمجھکر فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چل راہ بتلاتی باتون مین پھر اسی طرح حضرت
شعیب علیہ السلام کے گھر مین پہونچے اُسوقت حضرت شعیب کھانا کھانے کے تہیے مین تھے
بولے اے جوان بیٹھ جا اور کھانا کھا لے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اعوذ باللہ حضرت
شعیب نے کہا اسکا کیا سبب ہے کیا تو بھوکا نہین ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا بیشک مین بھوکا ہون

لیکن خوف ہی کہ یہ کھانا پانی پلانے کی مزدوری نہو جاسے اور مین اُس گھرانے کا لڑکا ہون
کہ ہرگز آخرت کے کام مین دنیا کی چیز مزدوری نہین لیتے حضرت شعیبؑ نے کہا واللہ یہ مزدوری
نہین ہی یہ تو میری عادت ہی اور میرے باپ دادون کی بھی عادت تھی اور مین خاطرداری
وضیافت وخدمتگذاری مہمان کی عبادت جانتا ہون اور تم میرے مہمان ہو انکار مروت کے
خلاف ہی کیونکہ مہمان بات میزبان کی مان لیتا ہی تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے اور
دعوت کا کھانا کھانے لگے جب قبطی کے مارنے کا ذکر کیا اور فرعون کا احوال کہا تو حضرت شعیب نے
جانا کہ یہ شخص اہلبیت نبوت مین ہی تو فرمانے لگے لاتخف نجوت من القوم الظالمین یعنی مت ڈر
تو بچ آیا اُس قوم بے انصاف سے فائدہ حضرت شعیب نے یہ اسواسطے کہا کہ فرعون کی
بادشاہت مین مدین داخل نہ تھا پھر صفورا نے حضرت شعیبؑ سے عرض کیا کہ اِس شخص کو
آپ نوکر رکھ لیجیے تو بہت اچھا ہی چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ قصص مین قالت احدٰھما یا ابت
استاجرہ اِنَّ خیر من استاجرت القوی الامین یعنی بولی ایک اُن دونون مین سے کہ اے باپ
اِسکو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر ہی جو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت دار و معالم التنزیل مین
لکھا ہی کہ جب صفورا نے یہ کلام عرض کیا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا تو نے قوت
و امانت کیسے جانی اُسنے کہا مین نے زور دیکھا بھاری ڈول کھینچنے سے اور پتھر کے
اُٹھا لینے سے اور امانت اسطرح معلوم ہوئی کہ اسنے مجھسے کہا تو پیچھے پیچھے چل تاکہ ہوا سے تیرا
بدن نہ کھلے کہ میری نظر پڑیگی اور بے طمع ہونا آپ پر خود ظاہر ہو گیا تب حضرت شعیبؑ نے
حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجکو ایک بیٹی اپنی اِن دونون مین سے
اِس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر تو اگر پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے
تبرع ہی نہ کہ واجب اور مین نہین چاہتا کہ تجھپر تکلیف ڈالون کما قال فی صورۃ القصص —
انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ہٰتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرًا فمن عندک
وما ارید ان اشق علیک عین المعانی مین لکھا ہی کہ اگلی شریعتون مین بیٹیون کا مہر باپ
لیتا تھا مگر ہماری شریعت مین منسوخ ہو گیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت شعیب کے قول کے
یہ معنے ہین کہ مہر میری لڑکی کا یہ ہی کہ اُسکی بکریان آٹھ برس چراوے بالجملہ حضرت موسیٰؑ نے
فرمایا ذٰلک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی واللہ علی مانقول وکیل یعنی یہ
ہو چکا میرے تیرے بیچ جونسی مدت ان دونون مین ادا کردون سو زیادتی نہو مجھپر

اور اللہ پر بھروسا اسکا جو ہم کہتے ہین خلاصہ یہ کہ اِن دونون مدت مین جو گذر جاسے مین بیباق
ہو جاؤن پھر مجھپر زیادتی نہو اور اپنی اہل کو لے لون معالم مین لکھا ہی کہ جب یہ قول و قرار
جانبین سے ہوگیا تو حضرت شعیبؑ نے بڑی بیٹی بیاہ دی یہ قول ہی وہب ابن منبہ کا اور بعضے
کہتے ہین کہ چھوٹی لڑکی بیاہ دی کہ وہی بلانے کو گئی تھی اور اُسنے کہا تھا یا ابت استاجرہ یہ روایت ہی
ابی ذر کی آنحضرت صلعم سے مرفوعاً اور نام اُس لڑکی کا صفورا تھا الغرض بعد نکاح حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے
فرمایا کہ ایک لاٹھی موسیٰ کو لا دے کہ بکریان چراوے اور موذیون سے بچاوے اُسنے ایک لاٹھی لا دی
کہ اُس سے بکریان چرانے لگے فائدہ اِس مقام سے شبانی کا مہر ہونا معلوم ہوتا ہی اور جب اللہ نے اِسکا
ذکر قرآن مین بلا انکار فرمایا تو لائق ہی کہ ہماری شریعت مین بھی جائز ہو اور علیٰ ہذا القیاس باپ کو مہر لینا
اور لفظ مستقبل سے نکاح ہونا اور مہر و منکوحہ کا مجہول ہونا بھی واضح ہوتا ہی لیکن شبانی کا مہر
ہونے کے سوا اور باتین ہماری شریعت مین جائز نہین ہین کیونکہ بعض صریح و آتوا النساء
صدقاتہن سے باپ کو مہر لینا درست نہین ہی اور جو لفظ ارید سے کہ بصیغہ مستقبل ہی وعدہ
نکاح نکلتا ہی اور احدی ابنتی سے مجہولیۃ زوجہ سو اغلب کہ وقت نکاح تعین زوجہ و بلفظ ماضی
عمل مین آیا ہوگا اور شبانی کا حال یہ ہی کہ حسینی مین لکھا ہی کہ سواے بکریان چرانے کے اور
منافع مہر نہین ہوسکتا الا عند الشافعی رح اور صاحب کشاف نے لکھا ہی کہ امام اعظم کے نزدیک
کسی روایت مین شبانی مہر نہین ہوسکتی اور یہ تو کتب فقہیہ مین موجود ہی کہ خدمت حر زوجہ کے واسطے
بتعیین زمان و تعلیم قرآن مہر نہین ہوسکتی کیونکہ یہ دونون مال نہین ہین لیکن اگر انکو مہر قرار دین
تو نکاح صحیح ہی اور امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک مہر مثل لازم اور امام محمد کے نزدیک قیمت
مثل خدمت اور اگر زوج غلام ہی تو خدمت اُسکی قابلیت مہر رکھتی ہی اسلیے کہ عبد حکم مال مین ہی
اسیطرح اگر زوج آزاد ہو اور خدمت غیر زوجہ مہر قرار دین تو درست ہی اور جو چرانا بکریون کا مہر
ٹھہراوین تو اسمین دو روایت ہین حنفیہ کہتے ہین کہ قصہ شعیبؑ و موسیٰؑ مین خدمت شعیب
چرائی بکریون کی قرار پائی تھی نہ خدمت زوجہ اور نزدیک شافعیہ کے سب صورتون مین خدمت
مہر ہوسکتی ہی اور کچھ حر و عبد کی قید نہین واللہ اعلم اور یہ بھی اِس قصہ سے نکلا کہ نکاح مین ولی
معتبر ہی اندھا ہونا نکاح کی ولایت مین کچھ قادح نہین ہی اور آیۃ قرآنیہ سے اُسپر رد بھی ہی جو
حیوان کا اجارہ دس برس تک جائز نہین جانتا فائدہ عصاے موسیٰ مین اختلاف ہی عکرمہ کے
نزدیک اسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُنکے حضرت جبرئیل نے لے لیا

اور جب حضرت موسیٰ سے رات کے وقت ملاقات ہوئی تو اُنکو دیا اور بعضون کے نزدیک بعد حضرت آدم علیہ السلام کے بطریق توارث پیغمبرون کے پاس رہا حتی کہ شعیب علیہ السلام کو پہونچا اور معالم التنزیل مین ہی کہ سدی سے روایت ہی کہ ایک فرشتہ عصا کو شعیبؑ کے پاس امانت رکھ گیا تھا وہی لاٹھی صفورا نے لا دی تھی کہ حضرت شعیب نے کہا یہ ایک کی امانت ہی اَور لاٹھی لا دے اسکو رکھ آ وہ تین مرتبہ لائین مگر وہی لاٹھی تھی آخر کار حضرت موسیٰ اُسکو لیکر بکریان چرانے چلے اتنے مین حضرت شعیبؑ کو وحی ہوئی کہ پرائی امانت دوسرے کو حوالے کی وہ بوڈھے واپس کرنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپسی سے انکار کی دونون مین نزاع ہونے لگی آخر یہ قرار پایا کہ جو کوئی اول راہ مین ملے وہ فیصلہ کر دے چنانچہ ایک فرشتہ آیا اُسنے کہا عصا زمین پر رکھو جو کوئی اُٹھالے وہی مالک ہی سو حضرت موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی اول حضرت شعیب نے اُٹھائی تو اُنسے نہ اُٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُٹھا لی یہی فیصلہ ہوگیا اور ایک روایت ہی کہ حضرت شعیبؑ کے ستر لکڑیان تھین پیغمبرون کی اُنمین ایک عصا دو شاخہ دس گز کا لمبا تھا جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت شعیبؑ کے یہ الہام ہوا تھا کہ یہ عصا اُس پیغمبر کا ہی جو اولاد یعقوبؑ اسرائیل مین ہوگا اور خدائے تعالیٰ اُس سے بلا واسطۂ ملک کلام کرینگے جب کہ حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تو حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ انمین سے ایک عصا بکریان چرانے کو لے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کوٹھری مین گئے تو بہشت والا عصا بولا کہ مجھے لو اُنھون نے اُسی کو لیا حضرت شعیبؑ نے ہاتھ سے دیکھکر فرمایا کہ یہ رہنے دو اور لاؤ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سات مرتبے گئے اور وہی ہاتھ آیا اور ساتوین مرتبے وہ بولا خذنی فانی لک یعنی لے لے تو مجکو مین تیرے واسطے مخصوص ہون پھر یہ حال حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت شعیبؑ سے کہا تو حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ پیغمبر وہی ہی جس سے اللہ صاحب بلا واسطہ کلام فرماوینگے تب حضرت موسیٰؑ سے کہا اِس لکڑی سے غافل نہ رہنا یہ مظہر عجائب و غرائب ہی اور مساۃ صفورا اپنی بیٹی سے فرمایا کہ تجکو بشارت دیتا ہون کہ تیرا شوہر انبیاء اولوالعزم سے ہوگا اور بہت قریب وقت آتا ہی کہ خلعت نبوت اُسکو پہنائی جاوے اور شداد ابن اوس سے مرفوعاً روایت ہی کہ حضرت شعیبؑ اکثر رویا کرتے یہان تک کہ آنکھین جاتی رہین پھر خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بصارت عطا کی پھر روئے پھر جاتی رہین اِسی طرح تین مرتبے اتفاق ہوا تب جناب باری سے ارشاد ہوا

کہ اے شعیب تو شوق جنت مین روتا ہی یا خوف دوزخ سے عرض کیا کہ یارب مین تیرے شوق ملازمت مین روتا ہون حکم ہوا کہ صبر کر تجکو ملاقات نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیم کی خدمت کریگا القصہ بعد عنایت کرنے عصا کے حضرت موسیٰ سے وصیت فرمائی کہ مدین کے قریب ایک جنگل ہی وہان ایک اژدہا رہتا ہی اُسکے خوف سے چرائے والے اُس طرف نہین جاتے تم بھی اُسمین نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جنگل کو چلین ہرچند موسیٰ نے روکا نہ روکین ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے گئے اور عصا زمین پر گاڑدیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کے سو رہے بکریان چرنے لگین یکایک وہ اژدہا بکریون کی طرف چلا تو عصا سانپ بن کے اژدہے کو نگل گیا اور اپنی جگہ پر آیا بعضے کہتے ہین کہ اُم المومنین صفورا ایک اونچے مکان سے یہ ماجرا دیکھتی تھین کہ ایسا نہ ہو حضرت موسیٰ اُس جنگل کی طرف تشریف لیجائین جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ اُسی طرف تشریف لے گئے اور سو رہے اور اژدہا آتا ہی تو مضطرب ہوئین اور اپنے باپ سے اجازت لے کے مضطربانہ اُسی جنگل کی طرف چلین تو یہ معجزہ عصا کا نظر پڑا یہ ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا تب حضرت شعیب کو مرتبہ حضرت موسیٰ کا اور معجزہ عصا کا کہ علم الیقین تھا عین الیقین ہوگیا فائدہ حضرت موسیٰ کا قد شریف دس گز کا تھا اور عصا بھی دس گز کا تھا فائدہ اِس لاٹھی کے نام مین اختلاف ہی مقاتل ابن سلیمان اُسکو کعفہ کہتے ہین اور مقاتل ابن حبان غیاث اور بعضے زاہد بھی کہتے ہین لیکن اکثر علما اسپر متفق ہین کہ نام اُسکا علیقہ تھا اور کلام مجید مین اُسکے چار نام ہین اول عصا چنانچہ الق عصاک دوسرا حیۃ فاذاھی حیۃ تیسرا ثعبان فاذاھی ثعبان مبین چوتھا جان کانھا جان عبداللہ ابن عباس سے منقول ہی کہ اُس لاٹھی مین نثر معجزے تھے دو کلام مجید مین مذکور ہین ایک دریاے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا چشمون کا جاری ہونا پتھر سے اور کاتب اوراق نے اٹھارہ معجزے تفسیرون مین دیکھے ہین ایک یہ کہ اُس عصا مین دو شعبے تھے جب حضرت موسیٰ جنگل مین پہونچتے اور رات ہو جاتی تو اُن دونون سے آفتاب و ماہتاب کی سی روشنی پیدا ہوتی تھی دوسرا یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ و شہد کی خواہش ہوتی تو ایک سے دودھ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد تیسرا جب حضرت موسیٰ کو پیاس لگتی یا بکریان پیاسی ہوتین تو اُسکو کنوین مین چھوڑتے پانی بقدر کفایت آجاتا اگر کنوان گہرا ہوتا تو عصا اُسکے برابر ہو جاتا چوتھا جب حضرت موسیٰ کو بھوک لگتی تو اُسکو زمین پر مارتے موافق کھانے کے زمین سے نکلتا پانچوان جب کسی میوے کی

بیان اختلاف در نام عصاے موسیٰ

بیان معجزات عصاے موسیٰ

خواہش ہوتی تو زمین مین گاڑ دیتے سبز ہو جاتا اور شاخین نکال لاتا اور پہولتا پہلتا اور جس قسم کا میوہ چاہتے ملجاتا اکثر بادام ہوتے تہے چہٹا جب مقابلہ کسی دشمن کا ہوتا تو دونون شعبے دو اژدہے ہو جاتے اور دشمن پہ دوڑ پڑتے کہ وہ بہاگ جاتا ساتوان جب راہ مین کوئی پہاڑ یا درخت پڑ جاتا جس سے راہ بند ہوتی اور نکلنا دشوار ہوتا تو حضرت موسیٰ اُسی سے ٹال دیتے آٹہوان جب کسی دریا یا نہر پر پہونچتے اور وہان کشتی اُتارنے کو نہوتی تو اُسکو مارتے شق ہوکہ راہ مین چلے جاتے نوان جب کہین سفر کرتے تو اُسی پر سوار ہوتے اور جلد پہونچ جاتے دسوان جب جنگل مین راہ بہولتے وہی راہ بتلاتا کذا فی اخبار الدول گیارہوان جب کوئی بدبو آجاتی اور حضرت موسیٰ اُس سے متنفر ہوتے تو اُسی کو سونگہتے بوے عطر اُس سے جاتی تہی بارہوان جس راہ مین کچھ خوف ہوتا اُس راہ چلنے سے منع کرتا تیرہوان جب بکریان بہوکی ہوتین درختون سے پتے جہاڑ لیتا چودہوان جب کوئی موذی حشرات الارض سے ظاہر ہوتا دور کر دیتا پندرہوان جب کبہون حضرت موسیٰ سفر فرماتے تو اسباب ضروری اپنا اُسپر رکہکر کندہون پر رکہ لیتے کچھ بوجہ نہ معلوم ہوتا سولہوان جب سوتے تو بکریون کی حفاظت کرتا جب تک کہ حضرت موسیٰ بیدار ہوتے سترہوان پنجشنبہ کو غائب ہو جاتا اور کعبہ کی زیارت کرتا اور طواف کرکے مدینہ منورہ مین آتا اور جہان اب قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہڑا ہوکر درود آنحضرت پر پہونچاتا اور اُنکی امت کے واسطے دعا کرتا اٹہارہوان جب فرعون اپنے لوگون مین کچھ باتین کرتا تو حضرت کو آگاہ کر دیتا القصہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بروایت ابن عباس و ابی ذر رضی اللہ عنہما دس برس حضرت شعیبؑ کی خدمت مین رہے اور حضرت شعیبؑ نے بعد اتمام مدت صفورا کو تسلیم کیا اور بروایت مجاہد رضی اللہ عنہ اور بہی دس برس اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر آیا تو صفورا نے حضرت موسی کے ایما سے کچھ بکریان حضرت شعیبؑ سے مانگین حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ جتنی اِس سال مین بکریان بچے جنین وہ تمہارے ہین اور صحیح یہ ہی کہ حضرت شعیبؑ نے از خود بلا درخواست عوض حسن خدمت کے فرمایا کہ جسقدر بکریان امسال ابلق بچے جنین وہ بچے تمہارے ہین اللہ صاحب نے حضرت موسیٰ کو خواب مین دکہلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی مین مار جہان بکریان پیتی ہین اور اُس سے پانی پلاؤ تو برکت ہو حضرت موسیٰ نے اُسی طرح کیا عنایت الٰہی سے سب بکریان حاملہ ہوگئین اور دو دو بچے ایک نر اور مادہ جنین اور سب ابلق حضرت شعیب لے جانا

کہ یہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور اُنکی عورت کو انعام دیا ہی چنانچہ سب بچے حضرت موسیٰ ع کو
عنایت فرمائے تب موسیٰ نے اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو مین اپنے وطن مین جاکر اپنی
والدہ کی زیارت کرون کیونکہ اب مصر کے لوگ قبطی کا معاملہ بھول گئے ہونگے کچھ میری تلاش
بھی نہ ہوگی حضرت شعیب نے خوشی سے اجازت دی اور بی بی کو ہمراہ اُنکے کیا اور دو غلام
ساتھ کیے تاکہ مستراب پہونچا کے پھر آوین چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایک غلام اونٹ کے
ساتھ جسپر اثاث البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریوں کے ساتھ کرکے آگے آگے روانہ کیا
اور خود سواری زنانی کے ساتھ ہوکے کنارے دریا کے تشریف لے چلے اور راہ شام
بالکل چھوڑ دی یہی خیال کہ مبادا ملوک شام کہ فرعون کے تابع ہین کسی طرح کا تعرض اُس خون کے
سبب سے کرین چنانچہ ایک روز راہ بھولے اور پانچوین دن طور پہاڑ کی طرف جا پڑے ہرچند
میدان مین پھرتے رہے راہ نہ ملی شام ہوگئی اور وہ رات محققین کے نزدیک شب جمعہ
اٹھارھوین ذیقعدہ تھی اُسوقت برف پڑتا تھا رات بشدت اندھیری تھی اتفاقاً بکریان ازخود
بھاگین اور متفرق ہوگئین دونون غلام اُنکے یکجا کرنے پر مصروف ہوئے صرف حضرت موسیٰ
اپنی بی بی کے پاس ٹھہرے اِس عرصے مین حضرت کے گھر مین حمل تھا اور پورے دن سو
اسوقت مین اُنکی بی بی کو دردزہ شروع ہوا اُنھون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر کہین آگ
ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بچتے حضرت نے لوہے کو پتھر سے مارا آگ نہ نکلی اور لکڑی سے
بھی نور طلب کیا ظاہر نہ ہوا پھر غلامون نے اِدھر اُدھر دیکھا تو کہین آبادی کا نشان ہی نہ ملا
تب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اضطراب سے آگ کی تلاش مین تشریف لے چلے تو داہنے
طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی دکھلائی دی خوش ہوئے اور غلامون سے فرمایا کہ تم اسی جگہ
رہو مین نے آگ کا نشان پایا ہی آگ بھی لاتا ہون اور جو کوئی آگ کے پاس ہوگا اُس سے
راہ بھی پوچھے آتا ہون چنانچہ ارشاد ہوا سورۂ طٰہٰ مین واذ رای نارًا فقال لاہلہ امکثوا انی آنست
نارًا لعلی آتیکم منہا بقبس او اجد علی النار ہدی یعنی جب اُسنے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والونکو
ٹھہرو مین نے دیکھی ہی ایک آگ شاید لے آؤن تم پاس اُسمین سے سُلگا کر یا پاؤن اُس آگ پر
راہ کا پتا یہ فرماکر وہان سے چلے تو وہ مکان بعض روایت مین بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا مگر
حضرت موسیٰ بسبب کمال نفسانی کے جلد پہونچے کما قال فلما جاءہا نودی ان بورک من فی النار
ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین یعنی پھر جب پہونچا اُس پاس آواز ہوئی کہ برکت رکھتا ہی

[illegible]

جو کوئی آگ مین ہی اور جو اُسکے آس پاس ہی اور پاک ہی ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اِس آیت کے معنے یہ ہین کہ برکت رکھتا ہی موسیٰ جو طلب آگ مین آیا ہی اور برکت رکھتے ہین ملائکہ جو اُسکے آس پاس ہین آور بعضے نار سے نور مراد لیتے ہین اور ذکر نار صرف اِسواسطے ہوا کہ حضرت موسیٰؑ آگ کی تلاش مین تھے اور اُسکو آگ سمجھے تھے اور من فی النار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰؑ بھی مراد ہین گو آگ مین نہ تھے جسطرح کوئی منزل پر پہونچنے لگتا ہی تب کہتے ہین کہ فلان شخص منزل پر پہونچا اگرچہ نہ پہونچا ہو آور ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیر سے روایت ہی کہ بورک فی النار سے قدس فی النار مراد ہی یعنے یہ لوگ ذات پاک الٰہی مراد رکھتے ہین کیونکہ اُسی نے آگ سے حضرت موسیٰؑ کو پکارا اور اپنا کلام سُنایا جیسا توریت مین ہی کہ اللہ آیا سینا سے اور چمکا ساعیر سے اور بلند ہوا جبل فاران سے پس آنا اللہ کا سینا سے بعثت حضرت موسیٰ مراد ہی اور ساعیر سے بعثت حضرت عیسیٰ اور فاران سے بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے نزدیک اگر اصل آگ بھی مراد رکھتے تو مضائقہ نہین کیونکہ یہ بھی ایک پردہ ہی پردہ ہاے آلٰہی سے پھر تاویل کی حاجت نہین اور یہ بھی کہ سکتے ہین کہ قدوس فرشتہ جو کہ تجلیات آلٰہیہ پر موکل ہی بصورت نار ظاہر ہوا تھا کیونکہ حاملین عرش چار فرشتے ہین ایک کا نام قیوم ہی اُسکو ہیولیٰ اور صورت ظاہری اور مثالی اور زمان اور مکان اور جہات و حرکات پر موکل بنایا ہی دوسرے کا نام مصور کہ موکل صور نوعیہ پر تیسرے کا عدل کہ انتظام عالم پر موکل ہی چوتھے کا قدوس کہ موکل ہی تجلیات آلٰہیہ پر اور علم مظاہر تجلیات اُسکو حاصل ہی اور قائم کرنا شرائع اور عقائد و اعمال کا اُسکے ذمہ ہی اور حفظ مراتب اہل اللہ و میز ملت حقہ و باطلہ وغیرہ اُسیکو مفوض ہی اور تسبیح اُسکی سبحانک حیث ما کنت حدیث شریف مین وارد ہی آور یہی فرشتہ بصورت تجلی متشبہ ہوتا ہی اور یہی فرشتہ جارحہ لسان انی انا اللہ اور آیت ذات حق واقع ہو جاتا ہی پس یہی فرشتہ تھا کہ بصورت نار ظاہر ہوا اور مصداق بورک فی النار واقع ہوا اور کلمہ انی انا اللہ جناب الٰہی سے کلام بے کیف اِس فرشتے کے سینے مین آیا اور آگ سے مسموع ہوا ہو تو عجب نہین واللہ اعلم بالصواب بالجملہ حضرت موسیٰؑ نے جانا کہ آگ نہین ہی بلکہ ایک اعجوبہ ہی عجائب قدرت الٰہی سے کہ برنگ آتش ظاہر ہوا ہی کیونکہ اگر آگ ہوتی تو اُسکی کچھ حد ہوتی اِسکا تو یہ حال ہی کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوسج کو جو کہ مشابہ درخت عناب کے ہوتا ہی اور ملک شام مین بہت پایا جاتا ہی گھیرے ہی اور درخت

بالکل سبز ہے اور روشنی ایسی چمکتی ہو کہ آنکھین جھپکتی ہین اور گرد پیش اُسکے تسبیح ہو رہی ہے
تسبیح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس جنگل سے لیکے ایک دستہ باندھا اور
آگ سے جلانے کو چلے وہ انکی طرف دوڑی یہ خوف سے پیچھے ہٹے آگ ٹھہر گئی کئی مرتبہ
اسیطرح اتفاق ہوا پھر حضرت موسیٰ تحیر مین تماشا دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم الشان آگ سے
اٹھا کہ زمین سے آسمان تک ہو گیا اور تسبیح فرشتون کی بلند ہوئی اور روشنی اُسکی پھیلی کہ
حضرت کی آنکھین جھپکین تب حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ آنکھون پر رکھ لیے تو آواز آئی کہ یاموسیٰ
انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی یعنی ای موسیٰ مین ہی ہون تیرا رب سو اُتار
اپنی پاپوشین تو ہو پاک میدان طوی مین طوی جنگل کا نام ہو خلاصہ یہ کہ ای موسیٰ مین تیرا رب ہون
بصورت آگ متجلی ہوا تو اپنی پاپوشین دور کر کہ یہ مکان میری تجلی اور حضور ملائکہ سے کعبے اور
بیت الحرام کا حکم رکھتا ہی اور جائے مطہر و پاک ہی اسمین پاک ہو کے آنا چاہیے فائدہ عبداللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ پاپوشین گدھے کی کھال سے بنی تھین اور اُسکی دباغت نہین ہوئی تھی
اسلیے اُتارنے کا حکم ہوا معالم مین لکھا ہی کہ جب حضرت موسیٰ کو درخت سے آواز آئی کہ یاموسیٰ
تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہی کہنے لگے ای پکارنے والے تیری آواز سنتا ہون
پر مکان نہین جانتا مجکو نشان دے تو کہان ہی پھر آواز آئی کہ انا فوقک ومعک وامامک واقرب
الیک من نفسک یعنی مین تیرے اوپر ہون اور تیرے ساتھ ہون اور تیرے آگے ہون اور تیری
قریب زیادہ ہون تیرے جی سے تب معلوم ہوا کہ یہ بات سوا اللہ کے اور کسی پر تجویز نہین
ہوسکتی کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہون اور سب بدن کے اعضا کان ہوگئے ہین سو یہ آواز نہین
مگر خدا کی القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشین اُتارین اور کلام شروع ہوا کہ سورۂ طٰہٰ مین
ارشاد ہوتا ہی انا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری
ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ فلا یصدنک عنہا من لا یؤمن بہا واتبع
ہواہ فتردیٰ یعنی مین نے تجکو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو مین ہون مین اللہ ہون کسی کی
بندگی نہین سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آتی ہی
مین چھپا رکھتا ہون اُسکو کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہی سو کہین نہ روک دے تجکو اُس سے
وہ جو نہین یقین رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑا ہی اپنی خواہش نفس کے پھر تو پھینکا جائے سو خدا کی
دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو آوین پیمبری ملجائے ٭ فائدہ حضرت موسیٰ کو بھی

پہلی وحی مین نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی پہلے نماز کا حکم ہوا ہے اور دیکھو بڑے لوگون کی صحبت سے حضرت موسیٰ کو روکا اور منع فرمایا ہے پھر عوام الناس کی کیا حقیقت ہے انکو تو صحبت زہر قاتل ہے حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ اقم الصلوة لذکری کے معنے یہ ہین کہ نماز کو برپا کرتا کہ مجکو یاد کرے اور مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب نماز چھوٹ جاے اور یاد آوے تو اسکو پڑھ لے اسیطرح قتادہ رضہ نے حضرت انس رضہ سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی صلوة فلیصلیہا اذا ذکرہا لا کفارة لہا الا ذلک ثم قال سمعتہ یقول بعد ذلک اقم الصلوة لذکری یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھولے کوئی نماز تو پڑھ لیوے جب یاد پڑجاے کیونکہ اسکا کفارہ نہین مگر یہی پھر کہا مین نے سُنا آنحضرت کو کہ فرماتے تھے بعد اسکے اقم الصلوة لذکری بالجملہ بعد ارشاد حقائق توحید اور آداب عبادت اور خبر قیامت کے پرسش حالات پر توجہ ہوا کہ وما تلک بیمینک یا موسیٰ یعنی یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا ہی عصای اتوکؤ علیہا واہش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اخری یعنی میری لاٹھی ہے ٹیکتا ہون اور پتّی جھاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون پر اور میرے اسمین کئی کام ہین اس استفسار کا یہ فائدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکو معجزہ اپنا سمجھین اگرچہ لاٹھی ہونا اسکا جانتے تھے لیکن معجزہ ہونا اسکا نہ جانتے تھے اور یہ عادت ہے عرب کی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ تو جانتا ہے یہ کیا چیز ہے حالانکہ مخاطب خوب اسکو پہچانتا ہے لیکن متکلم ارادہ کرتا ہے کہ معرفت قلبی اسکی ملجاے اقرار لسانی سے فائدہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس خطاب سے کمال خوف لاحق ہوا کہ محض بے طاقت ہوے تھے اور ہوش جاتا رہا تھا اسواسطے منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ کو اس حالت سے پھیرین اور ایسا کلام فرماوین کہ جس کلام سے حضرت موسیٰ کو انسیت پیدا ہو سو یہ ایسا کلام فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے بیخوف جواب دیا فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عصا داہنے ہاتھ مین رکھنا سنت ہے غرض کہ بعد اس سوال و جواب کے ارشاد ہوا القہا یا موسیٰ فالقہا فاذا ہی حیة تسعی یعنی ڈال دے اسکو اے موسیٰ سو ڈال دیا اسکو کہ دفعةً وہ سانپ ہوا دوڑتا اس حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ لکڑی ناکارہ ہے پھینک دی تو ایک آواز مہیب ہوئی حضرت موسیٰ نے پیچھے پھر کے دیکھا تو ایک اژدہا نظر آیا کالا زردی مائل چار پاؤن کا جیسے اونٹ اور نہایت بدصورت آنکھین ایسی چمکتین جیسے وہ انگارے دیکھکر بہت ڈرے

حکمت عصا داہنے ہاتھ مین رکھنے کی

اور بھاگے لیکن شرمندہ ہو کر تھوڑی دور ٹھہر گئے پھر آواز آئی کہ یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک
من الآمنین یعنی آگے آ اور نہ ڈر تجھکو خطرہ نہین یعنے جس جگہ تھا وہین کھڑا رہ تب حضرت
موسیٰ ڈرتے ہوے پھرے ارشاد ہوا کہ خذہا ولا تخف سنعیدہا سیرتہا الاولی یعنے پکڑ اُسکو
اور نہ ڈر ہم پھیر دینگے اُسکو پہلے حال پر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کملی سے لپیٹ کر
ڈالا حکم ہوا کہ ہاتھ کھول کر ڈال یا اُسوقت کسی فرشتے نے کہا اگر تقدیر مین بلا ہی تو نہین بچ سکتے
حضرت نے کہا یہ درست ہو لیکن مین ضعیف الخلقت ہون ناچار ہاتھ کملی سے نکال کر اژدہے کے
منھ مین ڈالا تو وہ انکی لکڑی تھی اہل عرفان فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا کہ اے موسیٰ
پاپوشین اور لاٹھی کس لیے رکھتے ہو بولے پاپوش اسلیے ہین کہ اگر بچھو آوے تو اُسکو مارون
اور جو سانپ آوے تو لاٹھی سے مارون تو اللہ تعالیٰ نے نعلین کو بچھو بنایا اور عصا کو سانپ
تاکہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو کہ جو چیز بلا سے بچا سکتی ہو اگر اللہ چاہے تو وہی بلا ہو جاتی ہو پس
ضار اور نافع بجز ذات پاک کوئی نہین ہو فائدہ اس قلب ماہیت مین یہ حکمت تھی کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلہ مین لاٹھی سے معجزہ دکھلاوین اور تنہائی مین یہ حکمت تھی
کہ مقابلے کے وقت خوف نہ کھاوین اسیطرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین
سارے حالات دوزخ اور بہشت کے دکھلا دیے کہ قیامت کے دن تمام خلق مع انبیا
اور اولیا خوف سے نفسی نفسی کہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیکھ چکے ہین امتی امتی
فرماوین اور شفاعت پر کمر بستہ ہون تنبیہ اگر کسی کو شبہہ ہو کہ حضرت موسیٰ باوصف اسکے
کہ نبی تھے اژدہے سے ڈر گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے مطلق نہ ڈرے تو اُسکا
جواب یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے نہ ڈرے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ آگ
نمرود کی جلائی ہوئی تھی اور انبیا علیہم السلام کافرون کے فعل سے نہین ڈرتے واللہ یعصمک
من الناس انکی شان مین ہو اور حضرت موسیٰ اس معاملہ کو مکر الٰہی سمجھے اِس سبب سے ڈر گئے
اور ظاہر ہو کہ انبیا مکر الٰہی سے بہت ہی خوف کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کا
اخراج بہشت سے سانپ کے سبب سے ہوا تھا اُسی خیال سے حضرت موسیٰ ڈرے کہ ایسا نہو
کہ مین اسکے سبب سے درجۂ کرامت سے گر جاؤن قطع نظر اسکے اگر ڈر گئے تو کیا عیب ہوا کیا انسان
نہ تھے فائدہ ایک مقام پر لاٹھی کے حق مین ارشاد ہوا ہو کانہا جان اور جان کہتے ہین اُس
سانپ کو جو چھوٹا ہو اور جلد چلتا ہو اور ایک جگہ ارشاد ہی ثعبان کہ نہایت بڑے سانپ کو بولتے

فائدہ حکمت قلب ماہیت عصا

فائدہ وجہ عدم خوف ابراہیم از آتش

اور یہان جو ارشاد ہوا ہی جآنّ سبب اُسکا یہ ہی کہ حیّہ شامل ہی چھوٹے بڑے نر مادہ کو اور بعضے
کہتے ہین کہ حیّہ بزرگی مین مثل ثعبان تھا اور سرعت مین مثل جان بالجملہ بعد اس معاملے کے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ بڑا معجزہ مجکو عنایت ہوا ہی اب کسی اور معجزے کی احتیاج
نہین ہی اسپر ارشاد ہوا کہ یہ ایک معجزہ مقابلے دشمن مین کافی نہین ہی اثبات مدعا پر مدعی کو
دو دلیلین نہایت ضروری ہین سو ایک دلیل عصا ہی اور دوسری دلیل فی الحال اور سے
چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوا واسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوءٍ واضمم الیک
جناحک من الرہب فذانک برہانان من ربک الیٰ فرعون وملائہ یعنی داخل کر اپنا ہاتھ اپنے
گریبان مین نکل آئے چٹا گورا نہ کچھ بُرائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے یہ دو نشانیان ہین
تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اُسکے سردارون پر فائدہ دو بازون کا ملانا کنایہ ہی جمعیت
خاطر سے اور تشویش نکرنے سے جسطرح بازو توڑنا کنایہ ہی تواضع سے اور عطا مفسر نے حضرت
ابن عباس سے روایت کی ہی کہ دو بازو کے ملانے سے یہ مراد ہی کہ سینہ پر رکھ لے تاکہ خوف جو
ظہور خوارق سے لاحق ہی جاتا رہے اور اس قول کی یہ تاثیر ہی کہ کوئی خائف بعد موسیٰ کے
ایسا نہین کہ وقت خوف کے ہاتھ اپنا سینے پر رکھ لے اور خوف نجائے اور حضرت مجاہد فرماتے ہین
کہ جس کسی پر خوف غالب ہو چاہیے کہ وہ اپنا بازو ملاوے تو فزع جاتا رہے اور بعضے کہتے ہین
کہ بازو ملانے سے سکون اور قرار مراد ہی غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب مین
ڈالا اور نکالا تو ہاتھ گویا چاند تھا اور ہر انگلی سے ایک نور علیحدہ چمکتا تھا معالم مین حضرت
ابن عباس رض سے روایت ہی کہ وہ نور رات کو مثل قمر اور دن کو مانند شمس چمکتا تھا اور سوے
سوء کی آیت مین برص کے ہین فائدہ سورۂ طٰہٰ مین یدبیضا کے حق مین ارشاد ہوا ہی
آیۃً اخریٰ لنریک من آیاتنا الکبریٰ یعنے یدبیضا ایک نشانی اور ہی کہ دکھاتے جاوین ہم تجکو
اپنی نشانیان بڑی اب اختلاف ہی کہ آیت کبریٰ کون تھی یدبیضا یا عصا بعضے کہتے ہین عصا تھا
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یدبیضا آیۃ کبریٰ ہی تحقیق یہ ہی کہ دونون
معجزے آیت کبریٰ مین داخل ہین بہ نسبت اور معجزات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
عنایت ہوے تھے بھید اسمین یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام جب مبعوث ہوتے ہین تو اول مخالفون
اور منکرون کے قلع و قمع پر توجہ فرماتے ہین بعد اُسکے ہدایت اور ارشاد پر پس عصا صورت
قہر کی اور یدبیضا نمونہ ہدایت اور یہ بھی ہی کہ عصا مین حیات غیبی بصورت ہولناک ظاہر ہوتی تھی

اور ید بیضا مین نور غیبی بکمال روشنی جلوہ پاتا تھا اور قہر و سیاست متعلق ظاہر نبوت سے ہی
اور نور و تجلی متعلق باطن نبوت سے جسکو ولایت کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ید بیضا
اس سبب سے بڑا ہوا کہ صورت کمال ولایت تھا و ولایۃ النبی افضل من نبوتہ اسی سبب سے
ساحر لوگ ید بیضا کی نقل نہ کر سکے اور نقل عصا کرتے تھے بالجملہ یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ
دونون نشانیان آیات کبریٰ مین ہین اور یہ دونون معجزے اثبات دعوے نبوت مین
دو شاہد عادل ہین کیونکہ زندہ ہو جانا بحیات غیبی اُس چیز کا جو قابل حیات نہین لاٹھی مین
ظاہر تھا یہ دلیل صحیح ہی کہ مُردون کے دل بلاشبہہ زندہ ہو جائینگے اور نفس خبیث کا تو
پاک ہونا کچھ مشکل ہی نہین ہی اسیطرح نور الٰہی ہاتھ سے چمکنا دلیل صحیح تھا کہ اُسکے ہاتھ سے
ارشاد و ہدایت قرار واقعی ہوگا القصہ جب یہ دو نشانیان عنایت ہو چکین تو ارشاد ہوا
اذہب الیٰ فرعون انہ طغیٰ یعنی جا طرف فرعون کے کہ اُسنے سر اُٹھایا ہی اور میری عبادت پہ
اُسکو بلا قال رب انی قتلت منہم نفسا فاخاف ان یقتلون یعنی بولا ای رب مین نے خون کیا ہی
اُنمین ایک جی کا سو ڈرتا ہون کہ مجھکو مار ڈالینگے یعنے فرعون کا لشکر بہت اور بیشمار مال اور میرے
پاس کچھ بھی نہین یہان تک کہ اہل و عیال اپنے بھی مین نے ایسی جگہ چھوڑے ہین کہ اُنکے
حال سے مجھکو خبر نہین اِس لیے خداوند کبریا نے ایک فرشتہ بھیجا اُسنے بکریان تھامی اور ایک
فرشتے نے کیفیت واقعہ حضرت شعیبؑ سے بیان کی حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی مع حوالی
اور مواشی اپنے پاس بلا لی جب فرعون ہلاک ہو لیا تب حضرت شعیبؑ نے اُنکے عیال
اُنکے پاس بھیجدیے اور قصص مین لکھا ہی کہ جس وقت حضرت موسیٰؑ اپنی بی بی کو درد زہ مین
چھوڑ کے روانہ ہوے ہین اسی وقت حق تعالیٰ نے ایک حور بہشتی صفورا کے پاس بھیجی اُسنے
دائی بنکے جنایا غرض کہ اسطرح سے اللہ نے حضرت موسیٰؑ کی تسلی کر دی پھر بسبب تنہائی کے
حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ میری زبان مین لکنت ہی اور میرا بھائی ہارون فصیح ہی وہ میرے
ساتھ ہو چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوا کہ واخی ہارون ہو افصح منی لسانا فارسلہ معی
ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون یعنی میرا بھائی ہارون اُسکی زبان چلتی ہی مجھسے زیادہ
سو اُسکو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھکو سچا کرے مین ڈرتا ہون کہ مجھکو جھوٹھا کرین ارشاد ہوا
کہ سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا انتما ومن اتبعکما الغالبون
یعنے ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے تمکو غلبہ پھر وہ نہ پہونچ سکینگے

تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمھارے ساتھ ہو وہ زبردست ہوگے اور یہ ارشاد ہوا کہ اذہبا
بآیاتنا انا معکم مستمعون یعنی کوئی نہین نہ پایگا تم دونون جاؤ لیکر نشانیان ہماری ہم ساتھ تمھارے
سنتے ہین پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد ہوا رب اشرح لی صدری ویسّر
لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ
ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا یعنی اے رب کشادہ کر
میرا سینہ کہ کسی کا خوف نہ لگے اور آسان کر میرا کام کہ تبلیغ رسالت قرار واقعی کرون اور کھول
میری گرہ زبان سے کہ بوجھین میری بات اور دے مجکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا
ہارون میرا بھائی اُس سے بندھا میری کمر اور شریک کر اُسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا
بیان کرین ہم بہت سا اور یاد کرین تجکو بہت سا تو تو ہی ہمکو خوب دیکھتا فائدہ ایسے بڑے
پیغمبرون کو خلق و فوج کی طرف بہت خیال نہین ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ خلق کو سمجھ مین
سمجھا وے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر صدیق تھے کہ شروع نبوت مین بہت لوگ اِنکے
سمجھانے سے ایمان لائے بالجملہ یہ سوال حضرت موسیٰ کا قبول ہوا کہ سورۂ طٰہٰ مین ارشاد
ہوا ہے قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ یعنے ملا تجکو تیرا سوال اے موسیٰ واصطنعتک لنفسی یعنے
بنایا ہم نے تجکو خاص اپنے واسطے پھر دوسرے مرتبے ارشاد ہوا سورۂ طٰہٰ مین اذہب انت
واخوک بآیاتی ولا تنیا فی ذکری اذہبا الی فرعون انہ طغیٰ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ یعنی
جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیان اور سستی نہ کرو میری یاد مین جاؤ طرف فرعون کے
اُسنے سر اُٹھایا سو کہو اُس سے بات نرم شاید سوچ کرے یا ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ نشانیون سے مراد نو نشانیان ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت
ہوئی تھین عصا ید بیضا طوفان ہفت روزہ ٹڈی چچڑی مینڈک خون مال کا پتھر ہونا
یہان تک کہ انڈے چڑیون کے اور کپڑے اور کھانے کی چیز بھی وبا کہ پہلوٹا بیٹا قبطیون کا
ایک ہی رات مین مرگیا اور بعضے کچھ اور بھی بیان کرتے ہین لیکن حاصل ہر ایک کا واحد ہے
اور بعضے بجاے وبا قحط سہ سالہ لکھتے ہین بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے چلے
اِس عرصے مین حضرت ہارون علیہ السلام مصر مین تشریف رکھتے تھے اُنکو بھی وحی ہوئی
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہین تم استقبال کرو اور ملکر دونون جاؤ فرعون پاس
اور کہو ہم پیغام لانے والے ہین جہان کے صاحب کا فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العالمین

چنانچہ حضرت ہارون ایک منزل مصر سے استقبال کو حاضر ہوئے اور ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جناب باری سے یون ارشاد ہوا ہی کہ اذہبا الی فرعون انہ طغی یعنی جاؤ طرف فرعون کے اُسنے سر اُٹھایا ہی اور فساد مین اس حد کو پہونچا ہی کہ دعوی ربوبیت کا کرتا ہی سو اُسکی اصلاح کی تدبیر کرنا لازم ہی اور حکم ہی کہ جب اُسکے پاس جاؤ تو اُس سے قول نرم کہو اور خشونت سے محترز رہو کیونکہ منکرون کے ساتھ اگر غلاظت کروگے تو جہل انکار بڑھجائیگا اور قول حق مین تمرد کریگا پس چاہیے لہذا اُسکو یا بادشاہ یا ابو العباس یا ابو الولید کہکر پکارو یا یون کہو کہ ہل لک الی ان تزکی واہدیک الی ربک فتخشی یعنے تیرا جی چاہتا ہی کہ تو سنورے اور راہ بتاؤن تجھکو تیرے رب کی طرف پھر تجھکو ڈر ہو یا اسطرح سمجھاؤ کہ میرا پروردگار تجھکو بُلاتا ہی تو قبول کر اور دیکھ تجھکو اُسنے چارسو برس کی مہلت دی کہ اس مدت مین تونے کیا کیا بے ادبیان کین اور اُسنے اپنی نعمت نہین چھینی بلکہ تجھکو صحت و عافیت مین رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ قول نرم یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم فرمایا کہ اے موسیٰ فرعون سے یون کہنا کہ اے فرعون چارسو برس تیری عمر سے گذر گئے اور اس عرصے مین تو انا ربکم الاعلیٰ کہتا رہا کہ اور کسی منکر جبار نے ایسا نہین کہا اب تیری عمر سے ہمکین چالیس برس رہے ہین اور تو زندگی کو دوست رکھتا ہی اور مجامعت عورتون کی تجکو پسند ہی اگر ایک مرتبہ انت ربی الاعلیٰ زبان سے کہدے تو کفر چارسو برس کا جاتا رہے اور سرنو سے تجکو جوان بنادون کہ پندرہ برس کا ہوجاے اور ہزار برس جیتا رہے اور خزانے زمین کے تجھپر کھولون پھر نعمت دنیا کی نعمت آخرت سے ملادون یعنی بہشت بھی عطا کرون فائدہ معلوم ہوتا ہی کہ سبب اس ارشاد کا یہ ہوا ہی کہ فرعون کا حق تربیت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تھا سو اُسکے ساتھ موافق اُس حق کے عنایت اور الطاف سے گفتگو کرنا چاہیے اور بعضے یون بیان کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ وادی ایمن سے رخصت ہوکے جانب مصر روانہ ہوے جب دریاے نیل پر پہونچے تو حضرت ہارون کو ارشاد ہوا کہ اے ہارون تیرا بھائی خلعت نبوت سے آراستہ اور تاج رسالت سے پیراستہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جا اور حضرت ہارون علیہ السلام بروایت صحیحہ چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور اس عرصے مین باپ اور بہن انکی انتقال کرچکے تھے غرض کہ حضرت ہارون علیہ السلام بحکم خدا وقت شام بتاریخ دہم ذیحجہ فی الفور گھر سے باہر نکلے اور رود نیل پر وقت صبح حضرت موسیٰ سے ملے اور بعد از تحقیق احوال فرمان الٰہی فرعون پر لے چلے اور

معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ جب مصر کی طرف چلے ہین تو آنکے پاس ایک جبہ پشمین تھا اور
ہاتھ مین عصا اُسی پر اسباب لٹکائے ہوے رات کو اپنے گھر آئے اور ہارون علیہ السلام کو خبر دی
کہ مجکو اللہ نے تمھاری طرف بھیجا ہی کہ ہم تم ملکے فرعون کو دعوت کرین اُسوقت انکی مان یہ باتین
سُن کے دوڑین اور کہنے لگین کہ فرعون تمھارے مارنے کی فکر مین ہی اگر تم اُسکے پاس جاؤگے
تو دونون کو مارڈالیگا حضرت موسیٰ نے نہ مانا اور رات ہی کو فرعون کے دروازے پر تشریف لیگئے
اور روضۃ الاصفیا مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کو چھپے ہوے اپنی مان کے گھر
تشریف لائے تو مان نے نہین پہچانا حضرت موسیٰ نے کہا مین غریب مسافر ہون رات بھر تمھارے
مکان مین رہونگا اُسنے حق مہمانداری بخوبی ادا کیا اور حضرت ہارونؑ کو اُنکے پاس خدمت گذاری کو
بٹھلا دیا پھر گفتگو مین حضرت ہارونؑ نے پہچانا اور اپنی مان کو مطلع کیا تب انکی مان نے لیکے گلے سے
لگایا اور خوش ہوئین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی عنایت کا سارا حال بیان کیا پس
بروایت اول اُسی دن بلا تامل تشریف لے گئے اور بروایت ثانیہ رات کو اور بروایت ثالثہ
چوتھے دن صبح کو فرعون کے دروازے پہ دونون پیغمبر تشریف لے گئے اور تحقیق صاحب معالم کی
یہ ہی کہ رات ہی کو دروازے فرعون پر تشریف لے گئے اور کواڑون کو دھکا دیا دربانون نے
شور کیا اُن لوگون نے پہلے سے انکا حال دریافت کر لیا تھا پوچھنے لگے تم کون ہو حضرت
موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین اُس چوکیدار نے فرعون سے کہا کہ ایک مجنون دروازے پر
کھڑا ہوا کہتا ہی انا رسول رب العالمین فرعون چپکا ہو رہا جب رات گذر گئی تو صبح کو بلوایا اور
ایک روایت ہی کہ یہ دونون پیغمبر فرعون کے دروازے پر آئے کسی نے سال بھر تک اذن
جانے کا نہ دیا تب ایک دربان نے فرعون سے عرض کیا کہ ایک آدمی دروازے پر ہی اپنے
زعم مین کہتا ہی کہ انا رسول رب العالمین فرعون نے کہا اسکو یہان لاؤ تو ٹھٹھا کرین تب دونون
پیغمبر دربار مین تشریف لائے اور بعضے نقل کرتے ہین کہ فرعون نے اپنے قلعہ مین ستر درجے
رکھے تھے ہر ایک درجے مین ایک جنگل اور ستر ہزار مرد مقاتل ہر صحن مین رہتا تھا اور جس
مکان مین آپ رہتا تھا اُسکے گرد ایک نہر اور بڑا سا جنگل اُسمین صدہا شیر اور چیتے اور اُسکا
ایک دروازہ رکھا تھا کہ اُس سے دربار کے لوگ آتے جاتے اور جو کوئی بھٹک جاتا تو شیر
اُسکو پھاڑ ڈالتے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہلی شہرپناہ پر تشریف لائے
تو دروازہ بند پایا حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی ماری کواڑ کھل گئے اِسی طرح سب دروازے کھلے

جب جنگل مین پہونچے توسب درندے جانور بھاگ بیٹھے آخر خاص محل کے دروازے پر آئے
کسی نے مدت تک خبر نہ پہونچائی وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو دروازے پر
پہونچے اور دسوین تاریخ فرعون کو خبر ہوئی اور محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
دو برس تک دروازے پر مقیم رہے اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ فرعون سے انکی خبر کہے
آخر کار ایک مسخرہ کہ فرعون کی مجلس مین نوکر تھا آیا اور کہنے لگا تم کس کام کو آئے ہو اور جانتے ہو
کہ یہ مکان کس کا ہی حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہین یہ قلعہ ہی
فرعون کا کہ وہ اور اُسکے توابع بلکہ تمام زمین اور آسمان اور جو اسمین ہی اللہ کے بندے اور
مخلوق ہین اور ہم بھیجے ہوے اُسی خداوند عالم کے فرعون کی دعوت کو آئے ہین وہ مسخرہ
فرعون کی مجلس مین آیا اور بولا کہ ای بادشاہ آج مین نے ایک امر عجیب دیکھا ہی کہ شیرون کی
ہیبت مجھے بھول گئی فرعون نے اُسکی کیفیت پوچھی اُس مسخرے نے کہا دو آدمی دروازے پر ہین
اُسکے خوف سے سارے درندے جنگل کے بھاگ گئے ہین شاید ساحر ہین اور جب مین ملے
اُنسے باتین کین تو ایسی بات بولے کہ مین اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہون فرعون نے کہا
بیان کر بولا کہ اُنکو یہ گمان ہی کہ سواے تیرے اور بھی کوئی خالق ہی اس بات سے فرعون کو
غضب آیا اور کہنے لگا کہ جلد لاؤ اُسوقت مجلس مین ہامان وغیرہ اُمرا حاضر تھے اور بہت خلقت
تماشا دیکھنے آئی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام باحشمت موہوبہ ملک جبار و آیات معنویہ
خالق قہار تشریف لائے فرعون نے کہا من انتما حضرت موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین
ان ارسل معنا بنی اسرائیل یعنے مین پیغام لایا ہون جہان کے صاحب کا یہ پیغام کہ بھیج دے تو
ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو فلسطین مین اور جنکو تو نے چارسو برس سے غلام بنا رکھا ہی چھوڑ دے
حقیقت یہ ہی کہ بنی اسرائیل کا وطن حضرت ابراہیم کے وقت سے شام تھا حضرت یوسف کے
سبب سے مصر مین آرہے تھے اب حق تعالیٰ نے اُنکو ملک شام دینا چاہا تب حضرت موسیٰ کو
اسطرح سے بھیجا اور سدی سے روایت ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور پہلے
گفتگو نہایت مہربانی سے فرمائی کہ تو ایمان قبول کر تو جوانی پھر آئے اور تیرے ملک اور مملکت
کبھو نہ چھینی جائے لا ابعد از موت اور جب مرے تو بہشت مین داخل کیا جائے فرعون نے
یہ کلام سنکر یقین کیا ہامان بردود اُسوقت حاضر نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے احوال حضرت
موسیٰ کا بیان کیا اُسنے کہا تجکو یہ بھی عقل ہو کہ خالق سے مخلوق اور رب سے مربوب اور معبود

عابد اور مسجود سے ساجد بنا چاہتا ہی تب فرعون نے تامل کرکے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو پہچانا اور کہا چنانچہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین یعنے ہم نے پالا نہین تجکو اپنے گھر مین لڑکا سا اور رہا تو ہمارے پاس اپنی عمر مین سے کئی برس یعنے تیس برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہی ناشکر علامۂ بغوی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین من الکافرین سے یہ مراد ہی کہ انت من الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یعنے تو میری نعمت اور تربیت کا منکر ہی کیونکہ فرعون کفر بالربوبیہ سے واقف بھی نہ تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا کہ فعلتہا اذًا وانا من الضالین ففررت منکم لما خفتکم فوہب لی ربی حکمًا وجعلنی من المرسلین یعنے کیا تو ہی مین نے وہ اور مین تھا چوکنے والا پھر بھاگا مین تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجکو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجکو پیغام پہونچانے والا وتلک نعمۃ تمنہا علی ان عبدت بنی اسرائیل یعنے یہ نعمت ہی کہ منت رکھتا ہی تو مجھپر کہ بندہ کیا تو نے بنی اسرائیل کو یعنی بندہ کرنا بنی اسرائیل کا نعمت نہ تھا اسی طرح پرورش کرنا میرا کہ اُسکی ضرورت تھی نعمت نہ تھی کہ اُسکا مین ممنون ہون معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اس آیت کی تاویل مین اختلاف ہی بعضے اقرار پہ حمل کرتے ہین یعنے حضرت نے فرمایا کہ اپنا تربیت کرنا اور قتل نکرنا اور غلام نہ بنانا جیسا بنی اسرائیل کے اور لڑکون کو قتل کیا تھا اور غلام بنایا تھا نعمت مین شمار کرکے فرمایا کہ البتہ وہ احسان ہی جو تو مجھپر رکھے کہ غلام کر لیے تو نے بنی اسرائیل اور مجکو غلام بنا لینے سے چھوڑ دیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ قول حضرت کا انکار ہی اور الف استفہام کا محذوف ہی یعنی اوتلک نعمۃ یعنی یہ نعمت ہی کہ بنی اسرائیل کے ساتھ بدمعاملگی تو نے کی اور اُنکو غلام بنایا اور قتل کیا کہ وہ میری قوم بھی اور اہانت قوم موجب ذلت ہی پس اس سبب سے تیرا سارا احسان جاتا رہا بالجملہ فرعون نے کہا یہ رسالت تم کہان سے لائے ہو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا رب العالمین کے پاس سے فرعون نے کہا وما رب العالمین یعنی رب العالمین کیا چیز ہی قال رب السموات والارض وما بینہما ان کنتم موقنین یعنی کہا موسیٰ نے رب العالمین ہی صاحب آسمان اور زمین کا اور جو اُنکے بیچ مین ہی اگر تم یقین کرو چونکہ اُس مردود نے جنس سے سوال کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جنس سے پاک ہی اسلیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے افعال الٰہی کا ذکر کیا جس سے تمام خلق عاجز ہی اب فرعون جواب مین متحیر ہوا اور اپنے امرا سے کہ اُس وقت پانسو آدمی شوکت کے

انکی ہی پینے ہوئے حاضر تھے کہنے لگا الا تستمعون یعنی تم نہین سنتے ہو انکا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا خدا
بادشاہ ہی انکو سنایا کہ یہ کیا باتین کرتا ہی تم بھی سنتے ہو مین حقیقت کا سوال کرتا ہون یہ افعال سے جواب دیتا ہی
پھر حضرت نے زیادہ توضیح فرمائی کہ ربکم و رب آبائکم الاولین یعنے رب العالمین صاحب تمہارا اور
صاحب تمہارے اگلے باپ دادون کا ہی اگرچہ پہلی ارشاد مین واضح ہو گیا تھا کیونکہ آسمان
و زمین کے بیچ مین سبھی داخل تھے لیکن یہ اسواسطے فرمایا کہ فرعون اصل مین دہریہ تھا اعتقاد
رکھتا تھا کہ آسمان اور زمین خالق کے محتاج نہین بلکہ واجبات سے ہین اور سب افلاک متحرک
بالذات ہین اور اس قول مین اُس توہم کی گنجایش نہین اُسپر فرعون نے اپنی مجلس والون سے
کہا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ہر آئنہ تمہارا پیغام والا جو تمہاری طرف پہونچا ہی باؤلا ہی
کہ ایسے کلام کرتا ہی جو سمجھ مین نہین آتے یعنی موسیٰ کے زعم مین سوا سے میرے اور بھی خدا ہی
شاید اُن لوگون کا یہ عقیدہ تھا کہ جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہی وہ عاقل نہین ہی پھر حضرت
موسیٰ نے توضیح فرمائی کہ رب المشرق و المغرب و ما بینہما ان کنتم تعقلون یعنی رب مشرق اور مغرب کا
ہی اور جو اُنکے بیچ مین ہی اگر تم بوجھ رکھتے ہو یعنے اگر عقل ہی تو سمجھو کہ حقیقت ذات کے سوال کا یہی
جواب ہی کہ اُس ذات کے افعال اور صفات بیان کیے جاوین نہ اور کچھ غرض کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہتے جاتے تھے اللہ کی قدرتین بتانے کو اور فرعون بیچ مین
اپنے سردارون کو اُبھارتا تھا کہ انکو یقین نہ آجاوے آخرکار جب شرمندہ ہو کر جواب مین
بند ہوا اور حجت حضرت موسیٰ کی غالب پڑی تو غرور دکھلانے کو کہنے لگا لئن اتخذت الٰہاً
غیری لاجعلنک من المسجونین یعنے اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا سے تو مقرر ڈالونگا
تجکو قید مین کلبی سے منقول ہی کہ قید فرعون کی قتل سے زیادہ تھی یعنے آدمی کو گرفتار کر کے ایک
مکان اکیلے مین ڈال دیتا تھا کہ وہان نہ کچھ دیکھے نہ سُنے اِس کلام کے جواب مین حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے بطریق انصاف فرمایا او لو جئتک بشیٔ مبین یعنی جو لایا ہون تیرے پاس
ایک چیز کھول دینے والی پھر بھی تو قید کریگا یعنے افعل ذلک و ان آتیتک بحجۃ بینۃ تب
فرعون نے کہا فات بہ ان کنت من الصادقین یعنے تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہی تو ہم نہ قید کرینگے
فالقی عصاہ فاذا ہی ثعبان مبین یعنے ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی
تو اُسی وقت وہ ناگ ہو گئی صریح اور ایک میل جانب آسمان بلند ہوا اور آگ اُسکے مُنہ سے اُڑنے لگی
اور دُھوان ناک سے نکلنے لگا اور دونون آنکھین مشعل نظر پڑنے لگین اور دانتون سے آواز

آسنے لگی جسطرف متوجہ ہوا اُسکو خراب وخستہ کیا جسپر پھونک ماری وہ جل گیا
سارے آدمی اُسکے خوف سے تلے اوپر گرنے لگے وہب ابن منبہ سے روایت ہی
کہ پچیس ہزار آدمی اُسدن بیجان ہوا اور بعضی روایت مین چالیس ہزار حلب عنہم ہو گئے
پھر قصد فرعون پر متوجہ ہوا تو فرعون تخت سے گر پڑا اور بھاگا اور امان مانگتا ہو حضرت
موسیٰ سے کہنے لگا کہ مین تمھارا تابعدار ہوجاؤنگا اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دونگا تم اس
بلا سے مجھے بچاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی اُٹھالی تب فرعون نے کہا اور بھی کچھ
حجت ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب مین ڈالکر نکالا تو ایسا روشن اور
نورانی نکلا کہ دیکھنے والون کی آنکھین جھپک گئین اور زمین پر گر پڑے کما قال فی
سورۃ الشعراء ونزع یدہ فاذا ہی بیضاء للناظرین یعنی اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو وہ اُسی وقت
چمکتا ہی آنکھون کے سامنے پھر اُسنے امان مانگی حضرت نے اپنا ہاتھ بند کرلیا بعد اُسکے
قبول ایمان اور تصدیق نبوت اپنی فرعون سے طلب کی اُسنے کہا آج تامل کرو مین اس
بات مین مشورہ کرکے کہونگا پھر سب سے علٰحدہ عرض کیا کہ اے موسیٰ تونے پچیس ہزار آدمی
مارے کیا اسیواسطے تو مبعوث ہوا ہی اور حالانکہ تو کہتا ہی کہ بھیجنے والا میرا رحیم ہی کیا یہی
مقتضای رحمت ہی جو تیرے ہاتھ سے واقع ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا
کہ درحقیقت تونے مارا ہی کہ تو خود کافر ہوا اور ان لوگون کو تونے کفر اور شرک کی
تکلیف دی اور ان لوگون نے تیرا کہنا مانا پس حقیقت مین سبب ہلاکت تو ہی نہ مین پھر
اور کلمات توحید اور نصیحت بھی خلوت مین ارشاد کیے فرعون نے کہا اگر تیری بات
قبول کرون تو اسکی جزا کیا ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وحدانیت خدا کا اقرار کرکے
اُسیکی پرستش کر تو مین دعا کرون کہ اللہ تعالےٰ تجکو چار چیزین عنایت کرے ایک جوانی
موت تک دوسری بادشاہی دنیا تیسری صحت اور سلامتی چوتھی بہشت ہمیشہ فرعون نے
کہا اسمین تامل درکار ہی تاکہ مین بعضے عاقلون سے دریافت کرلون تب اسکا جواب دون
اُسیوقت اپنے گھر مین آیا اور آسیہ خاتون سے حال کہا اُسنے جواب دیا کہ جو شخص عاقل ہی
کبھی اس سخن کے خلاف نہ کہیگا بلا تامل قبول کرلے پھر ہامان مردود سے مشورہ کیا اُس
بے سامان نے کہا کہ اتنی مدت مسند الوہیت پر بیٹھے اب خاک عبودیت پر بیٹھا چاہتے ہو
اب تک لوگون نے تمھاری عبادت کی اب تم اور کی عبادت کروگے کیا عقل جاتی رہی ہی

اور یہ چار چیزون کا موسیٰ علیہ السلام تمسے وعدہ کرتے ہین سو اسمین اول جوانی ہے سو اسکی
بقا اسطرح ہو سکتی ہے کہ سر اور داڑھی کے بالون کو خضاب سے سیاہ کرو جوانی بنی رہیگی
دوسری بادشاہی وہ فی الحال تمکو حاصل ہے کسیکو طاقت نہین کہ چھین لے اور تیسری
صحت ہے سو حسب موافق اطبا کے عمل کروگے صحیح رہوگے چوتھی بہشت ہے وہ سوا اُن
باغون کے میرے خیال مین اور کچھ نہین آتی سو تمھارے قبضہ اختیار مین ہے ان باتون سے
فرعون کی توجہ ایمان سے جاتی رہی اور ارکان دولت سے کہنے لگا تمھاری راے کیا ہے

قال الملاء من قوم فرعون ان ہذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم فماذا تامرون یعنی بولے
سردار قوم فرعون کے یہ بیشک کوئی بڑا جادوگر ہے نکالا چاہتا ہے تمکو تمھارے
ملک سے فرعون نے کہا اب کیا مشورہ دیتے ہو بعضون نے کہا اقتلوا ابناء الذین اٰمنوا

معہ واستحیوا نساءہم یعنی مارو بیٹے اُنکے جو یقین لائے ہین اُسکے ساتھ اور جیتی رکھو
اُنکی عورتین معالم التنزیل مین قتادہ سے روایت ہے کہ یہ ظلم قتل کا دوسرا ہے کیونکہ
فرعون نے بعد پیدا ہونے حضرت موسیٰ کے قتل لڑکون کا موقوف کردیا تھا جب
حضرت موسیٰ مبعوث ہوے تو اُسنے پھر قتل شروع کیا پس معنی آیت کے یہ ہین کہ
پھر شروع کرو قتل اُنکا اور عورتون کو چھوڑدو کہ اپنے مردون کو متابعت موسیٰ سے
روکین فائدہ فرعون کی قوم نے یہ تو صلاح دی مگر حضرت موسیٰ کے مارنے کی صلاح
نہ دی اسواسطے کہ معجزہ اُنکے پاس بہت بڑا ہے ایسا نہو کہ بدلا لے مگر فرعون نے کہا

ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد
یعنی مجکو چھوڑو کہ مار ڈالون موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو مین ڈرتا ہون کہ
بگاڑے تمھاری راہ یا نکالے ملک مین خرابی تب ایک شخص فرعون کے لوگون مین سے

جو پوشیدہ ایمان رکھتا تھا بول اُٹھا کہ سورہ مومن مین ارشاد ہوا اتقتلون رجلا
ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک
صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب یعنی کیا مارے
ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تمپر کھلی نشانیان تمھارے
رب کی جو دلالت کرتی ہین اُسکے صدق پر اور اگر وہ جھوٹھا ہوگا تو اُسپر پڑیگا اسکا جھوٹھ
اور تمکو کچھ ضرر نہین اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑیگا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بیشک اللہ

راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو بے لحاظ جھوٹھا ابو عبیدہ مفسر فرماتے ہین کہ آیت مین اسجگہ
بعض سے مراد کل ہی یعنی اگر تمنے قتل کیا اور مقتول سچا ہی تو سب عذاب تمپر پڑیگا
جسکا وعدہ کرتا ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اس مومن مین اختلاف ہی مقاتل
اور سدی کہتے ہین کہ بھائی چچیرا فرعون کا تھا جسکی شان مین اللہ نے فرمایا ہی وجاء
رجل من اقصے المدینۃ یسعی اور ابن عباس رضی اللہ اور اکثر علما کہتے ہین کہ حزبیل
اسرائیلی تھا اور ابن اسحاق کہتے ہین کہ اُسکا نام جبرل تھا اور بعض کے نزدیک حزبیل تھا اور بعضے
کہتے ہین حبیب نام تھا فائدہ اسیطرح ایک معاملہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین عرب سے
واقع ہوا عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ عمرو بن عاص سے کہا کہ مجکو خبر دے
اُس شدید حرکت سے جو کی ہی مشرکون نے آنحضرت سے تب کہا عبد اللہ نے کہ ایک دن
آنحضرت غنا رکعبہ مین نماز پڑھتے تھے عقبہ ابن معیط نے آکر کندھے آنحضرت کے پکڑے
اور چادر گردن مبارک مین ڈالکر زور سے کھینچی کہ حضرت ابوبکر صدیق آگئے اور اُس
کافر کے کندھے پکڑکے علیحدہ کردیا اور کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم
بالبینات پھر حضرت صدیق کو کافرون نے بہت مارا بالجملہ جب فرعون قتل سے باز رہا
تو اُن لوگون نے کہا ارجہ واخاہ وارسل فی المدائن حاشرین یاتوک بکل سحار علیم
یعنی ڈھیل دے اُسکو اور اُسکے بھائی کو اور بھیج دے پرگنون مین نقیبون کو لاوین
تیرے پاس جو ہو بڑا جادوگر اور حاذق فن سحر مین تاکہ معارضہ کرون محققین مفسرین بیان
کرتے ہین کہ جسقدر ساحر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین تھے اُسقدر کبھی نہین
ہوے یعنی ایک ہزار شہر اور بارہ ہزار قریہ تھا اُنمین سواے ساحرون کے اور کوئی
نہ تھا اُنھین کی طرف نقیب چلے کہ جہان کہین ساحر ہوشیار پاوین حاضر لاوین اور ایک
روایت ہی کہ فرعون نے پہلے سے کئی لڑکے بنی اسرائیل کے جو ذہین اور ذکی تھے سحر
سیکھنے کو ایک ساحر کے پاس کسی گانون مین بھیجدیے تھے سو وہ لڑکے سیکھ کر تیار ہوے
اُنکو فرعون نے بلوایا کہ سورۂ شعرا مین فرمایا فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم وقیل للناس
ہل انتم مجتمعون لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ہم الغالبین یعنی پھر اکٹھے کیے جادوگر وعدے
ایک مقرر دن کے اور کہدیا لوگون کو تم اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی
اگر ہو جاوین وہی غالب فائدہ یوم موعود یوم زینت تھا یا نوچندی سنیچر شروع سال کا

یا فرعون کی سالگرہ کا دن تھا کہ ساحر جمع ہوے فائدہ ساحرون مین اختلاف ہی نزدیک
مقاتل کے بہتر تھے دو قبطی اور ستر بنی اسرائیل اور دونون قبطی سردار تھے اور کلبی کے
نزدیک ستر تھے لیکن سردار وہی تھے اور سب بنی اسرائیل تھے اور کعب احبار سے
روایت ہی کہ ستر ہزار تھے اُنمین سے بارہ ہزار کامل تھے اُنمین سے بہتر کامل تر تھے اور ان بہتر مین
چار رئیس تھے ایک ساطور دوسرا غاز ور تیسرا حطحطہ چوتھا مصفی اور بعضے کہتے ہین کہ
سردار انکا ایک شخص نابینا تھا صحیح تر یہ ہی کہ سب ستر تھے اور دو شخص انمین رئیس تھے
شمعون اور صفر یا سعید و مداین یہ دونون بھائی تھے جب فرعون کے نقیب انکے پاس
پہونچے تب یہ دونون اپنی مان کے پاس گئے اور بولے ہمکو ہمارے باپ کی قبر پر لے چلو
وہ لے گئی ان دونون نے پکارا اُسنے کہا کیا ہی کہنے لگے کہ فرعون کے پاس دو شخص آئے ہین
نہ ہتیار انکے پاس ہی نہ لشکر صرف ایک کے پاس ایک لاٹھی ہی کہ وہ سانپ ہو جاتی ہی
جو چیز اُسکے سامنے پڑتی ہی اُسکو نگل لیتا ہی سو فرعون نے داعیہ کیا ہی کہ ہمکو اُسکے مقابلہ مین
پیش کرے اور بلوایا ہی سو ہمکو تدبیر بتلاؤ کہ ہم مصر مین جاکر کسطرح معارضہ کرین صاحب قبر نے
جواب دیا کہ مصر مین جاؤ جب وہ دونون شخص سو رہین تب اُس لکڑی کو اٹھاؤ اگر تمھارے
ہاتھ آجاوے تو بیشک تم غالب ہوگے اور جو ناگ ہو جاوے تو بیشک معجزہ ہی سحر نہین
پھر کوئی شخص مخلوقات الٰہی سے اُسکا مقابل نہین ہو سکتا کسواسطے کہ سحر ساحر کا
خواب مین بے اثر ہو جاتا ہی سو وہ دونون بھائی سب سے چھپے ہوے مصر مین آئے تو
دیکھا کہ دونون پیغمبر آرام مین ہین اور بچشم ظاہر خواب مین اور لاٹھی رکھی ہی یہ دونون
وقت کو غنیمت سمجھکر لاٹھی کی طرف متوجہ ہوے اُسنے بھی اُنکا قصد کیا کہ یہ دونون بھاگے
اور پھر نہ آئے بالجملہ مہرون چڑھے اور ساحر اپنے اپنے مکر لیکر قلعہ فرعون پر جمع ہوے
اور بہت لوگ تماشائی ہوے اور فرعون بن ٹھن کے بڑے تزک سے ایک کھڑکی سے
لگ بیٹھا اور کہنے لگا انا ربکم الاعلیٰ یعنی مین بڑا خدا ہون اور جو کوئی اور پروردگار تمھارا
کہ اُسنے موسیٰ کو بطور ایلچی بھیجا ہی تو مجھسے مرتبہ اُسکا پست تر ہی اگر موسیٰ اپنی رسالت
ثابت کرے تب بھی قابل اتباع نہین اور ربوبیت اُسکے رب کی اگر ہی تو عام ہی اور
میری ربوبیت خاص اہل مصر پر ہی اور خاص مقدم ہی عام پر یا سرداری اور اہتمام عالمین
اور ربوبیت موسیٰ کے خدا کی پوشیدہ ہی اور میری ربوبیت ظاہر ہی قطع نظر ایلچی اُسکا

میرے کسی ایلچی کے برابر طمطراق نہین رکھتا نہ اُسکے ہاتھ مین رہتا نہ ہین نہ کنگن نہ اُسکے ساتھ
فوج ہے نہ حشم وخدم اور ایلچی سے بادشاہ کی بادشاہی معلوم ہوتی ہے اگر اُسکا رب بڑا
ہوتا تو اُسکا ایلچی بھی بڑا ہوتا چنانچہ سورۂ زخرف مین ارشاد ہے ام انا خیر من ہذا الذی ہو
مہین ولا یکاد یبین یعنی بھلا مین ہون بہتر اس شخص سے جسکو عزت نہین اور
صاف نہین بول سکتا اور دیکھو میرے سامنے فوج پرا باندھے چلتی ہے اور میرے
امیرون کے ہاتھون مین سونے کے کنگن ہین کہ مین نے انعام دیے ہین اور میرے
ہاتھون مین جواہرات سے مرصع کنگن ہین اگر موسی ایلچی خدا کا تھا فلولا القی علیہ اسورۃ
من ذہب او جاء معہ الملائکۃ مقترنین یعنی پھر کیون نہ آ پڑے اُسپر کنگن سونے کے یا آتے
اُسکے سامنے فرشتے پرا باندھکر چنانچہ یہ کلام فرعون کا تماشائی ضعیف الایمان تسلیم
کرتے جاتے تھے اور ہنوز حضرت موسی علیہ السلام تشریف نہ لائے تھے اور ساحر اپنی
صفین باندھے ستر اونٹون پر اسباب اور لاٹھیان شعبدے اور مکر کی لادے فرعون کے
روبرو حاضر تھے کہ دفعۃً حضرت موسی کلیم اللہ مع ہارون وزیر تشریف لائے اور لاٹھی ٹیک کے
ایک طرف کھڑے ہوے اور حضرت ہارون علیہ السلام داہنے پر آئے اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام علم نصرت لیکر آگے ہوے اور موکلین قضا اور قدر منشور نصر من اللہ وفتح قریب
پڑھنے لگے اور ساحرون نے بپیش قدمی کرکے فرعون سے کہا ائن لنا لاجرا ان کنا
نحن الغالبین بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہے جو ہوجاوین ہم غالب قال نعم وانکم اذا لمن المقربین
بولا البتہ اور تم اُسوقت نزدیک والون مین ہوگے یعنی میرے مصاحب ہوگے اور
بے تامل میرے پاس آنے کی اجازت پاؤگے پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اول کلمات
مواعظ اور نصائح ارشاد فرماکے بولے کہ سورۂ طہ مین ارشاد ہوا ویلکم لا تفتروا علی اللہ
کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری یعنی کم بختی تمھاری جھوٹھ نہ بولو اللہ پر پھر کھپا دے
تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہین پہونچا جسنے جھوٹھ باندھا تب بعضے ساحرون نے
کہا یہ کلام ساحرون کا نہین ہے پھر سردار جادوگرون کا کہ شاید نابینا تھا پوچھنے لگا کہ یہ
دونون شخص کچھ لشکر اور فوج بھی ساتھ رکھتے ہین جادوگرون نے کہا ایک شخص لاٹھی
لیے ہے اور دوسرا خالی ہاتھ نہ کوئی یار ہے نہ مددگار تب اُسنے کہا یہ ہرگز ساحر نہین ہین انکی
عزت کرنا چاہیے چنانچہ ساحرون نے باادب عرض کیا یا موسی اما ان تلقی واما ان نکون

نحن الملقین کہ موسیٰ یا تو ڈالے اپنا عصا پہلے یا ہم ڈالتے ہیں اپنی رسیاں اور لاٹھیاں قال القوا
فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاءو بسحر عظیم یعنی کہا موسیٰ نے ڈالو پھر جب
ڈالا باندھ دیں لوگوں کی آنکھیں اور انکو ڈرا دیا اور کر لائے بڑا جادو و معالم ذعیب دہ
تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم ڈالو تو جادوگر متحیر ہو کے بولے کہ
اے موسیٰ اگر ہم مغلوب ہو جائیں تو تیری متابعت کریں اور اگر تو مغلوب ہو جاوے تو
فرعون جو چاہے کرے مگر بعزت فرعون سے ہمکو یہ امید ہے کہ ہم غالب آوینگے یہ کہکر
بڑی بڑی رسیاں پارے کی ملی اور لکڑیاں بانس کی پارہ کی بھری میدان میں ڈالیں
کہ وہ سب آفتاب کی گرمی سے جنبش کرنے لگیں اور سارا میدان سانپوں سے بھر گیا
اور تماشائی بھاگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو میل تک سانپ ہی
نظر آتے تھے قال اللہ تعالے فاذا حبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی کہ یعنی
تبھی ہیں انکی رسیاں اور لاٹھیاں اسکے خیال میں آتی ہیں جادو سے کہ دوڑتی ہیں غرض یہ شعبدہ
دیکھکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی فی الجملہ اندیشہ ہوا فاوجس فی نفسہ خیفۃ یعنی ما خیفۃ
موسیٰ نے اپنے جی میں خوف خواہ طبیعت بشریہ سے ڈرے یا اس سبب سے کہ قوم کے لوگ
شک میں پڑکر متابعت میری نہ کرینگے اسیوقت وحی ہوئی کہ لا تخف انک انت الاعلے یعنی
تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اوپرا اور یہ جادوگر ہیں اور جادوگر کبھی اپنے حیلے میں فلاح نہیں پاتے
تجھی کو غلبہ ہے پھر ارشاد ہوا کہ ان الق عصاک فاذا ہی تلقف ما یافکون یعنی ڈال اپنا عصا
تب ہی وہ لگا نگلنے سوانگ جو وہ بناتے تھے فالقی موسیٰ عصاہ فاذا ہی تلقف ما یافکون
پس ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا اور لگا نگلنے جو سوانگ وہ بناتے تھے فوقع الحق وبطل ما کانوا
یعملون تب داؤ پڑا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے یعنی حضرت موسیٰ سچے ہوئے اور
وہ سب جھوٹھے اور آپس میں بولے کہ اگر یہ سحر ہوتا تو ہمپر غالب نہ آتا فغلبوا ہنالک
وانقلبوا صاغرین تب ہاری قوم فرعون کی اسجگہ اور پھرے ذلیل ہوکر اور وہ اژدہا
رسیوں کو نگل کر خلقت پر متوجہ ہوا ساری خلقت بھاگی کہ اس ازدحام میں تین لاکھ آدمی
یا چھ لاکھ طریق عدم پر سیدھے چلے گئے پھر حضرت موسیٰ نے اسکو اٹھا لیا۔ ساحروں نے
بعلم یقین جانا کہ یہ شخص مؤید بتائید آسمانی ہے فالقی السحرۃ ساجدین قالوا آمنا برب العالمین
رب موسیٰ وہارون یعنی پچھاڑا لے گئے ساحر سجدے میں بولے ہمنے مانا جہان کے صاحب کو

جو صاحب موسیٰ اور ہارون کا ہی اور ہنوز سجدے سے سر نہ اُٹھایا تھا کہ حق تعالے نے درجات بہشت اُنکی نظر مین کھول دیے اور مراتب اُنکے دکھلائے اور دوزخ کے حالات اور فرعونیون کی عقوبتین ظاہر فرمائین جب ساحرون نے سجدے سے سر اُٹھایا اور وحدانیت خدا اور نبوت موسےٰ اور ہارون کا اقرار کیا اور سرداروں نے برملا پکارا لا آلہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور چونکہ اصاغر ہمیشہ تابعدار اکابر کے ہوتے ہین وہ بھی یہی کلمہ کہنے لگے تب فرعون نے کہا آمنتم بہ قبل ان آذن لکم ان ہذا لمکر مکرتموہ فی المدنیۃ لتخرجوا منہا اہلہا فسوف تعلمون یعنی تمنے مان لیا اُسکو ابھی مین نے حکم نہین دیا تمکو یہ مکر ہی کہ باندھ لائے ہو شہر مین کہ نکالو یہان سے اسکے لوگ سو اب تم جانوگے یعنی تم سب ملکر اس فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو سو اسکا نتیجہ پاؤگے فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم فی جذوع النخل یعنی مین کاٹونگا تمھارے ہاتھ اور دوسرے پانون یعنی داہنے ہاتھ اور بائین پیر ہر ایک کے کاٹونگا پھر سولی چڑھا دونگا تم سب کو خرمون کی شاخون مین اس بات سے فرعون نے سب کو اپنا دشمن بنایا پس ساحرون نے کہا تو جو چاہے کرے انا الی ربنا منقلبون وما تنقم منا الا ان آمنا بآیات ربنا لما جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین یعنی ہمکو اپنے رب کے گھر جانا ہی اور تو ہمسے یہی بیر کرتا ہی کہ پائین ہمنے نشانیان اپنے رب کی جب ہم تک پہونچین ای رب دہانے کھول دے ہمپر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان بالجملہ فرعون نے اُن سب کے ہاتھ پیر کٹواکر سولی چڑھائے اور بعض مفسرین کہتے ہین کہ جب ہاتھ پیر اُنکے کاٹے اور بڑی بڑی سولیون پر چڑھایا تو حضرت موسےٰ علیہ السلام دیکھکر روئے حضرت عزت نے منازل قرب اور مقامات انس انکی نظر مین کھول دیے کہ حضرت کو تسکین ہوئی ؎ جادوان کان دست و پا در باختند ٭ در فضاے قرب موسےٰ تاختند ٭ گر برفت آن دست و پا برجاے آن ٭ رست از حق نالہاے جاودان ٭ تا بدان پر ہان بپرواز آمدند ٭ در ہواے عشق شہباز آمدند ٭

بعد اُسکے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن دسترس نہوا مگر چار مسلمانون کو بعد اس واقعے کے چو میخا کیا اور بنی اسرائیل پر زیادتیان شروع کین اُن چارون مین اول جزبیل تھا جسکا اشارہ کلام باری مین ہی وقال رجل مومن من آل فرعون یہ شخص سو برس سے فرعون کا خزانچی تھا اُسکو چو میخا کرکے ہلاک کیا اور دوسرا آدمی

جبرئیل کی عورت تھی کہ فرعون کی بیٹی کے مشاطہ تھی اُسکو بھی مع اُسکے لڑکون کے شہید کیا ماجرا اُسکا یہ ہوا کہ وہ عورت ایک دن فرعون کی بیٹی کے سر مین کنگھی کرتی تھی دفعۃً کنگھی ہاتھ سے گر گئی اُسنے بسم اللہ کہکے اُٹھائی فرعون کی بیٹی نے کہا کہ یہ نام تو میرے باپ کا ہی اُسنے کہا یہ نام میرے اور تیرے باپ کے رب کا ہی اُسنے طمانچہ مارا اور فرعون سے کہدیا اُس مردود نے بلوا کے پوچھا کہ یہ کیا کلام تھا اُس مظلومہ نے کہا کلام حق تھا تب فرعون مارنے پر مستعد ہوا اُسنے کہا کیا اندیشہ ہی اگر ہزار جان ہون تو اس کلام کے صدقے کرون مگر اس بات سے نہ پھرون اور اُسوقت تو مین نے زبان دبا کے کہا تھا اب علانیہ کہتی ہون کہ ربی وربک اللہ تب فرعون نے اُسکو اور اُسکے لڑکون کو قتل کیا کیفیت قتل مین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ اُسکو بھی چو میخا کیا اور دوسری یہ روایت ہی کہ تنور کو آگ سے گرم کرایا اور اُسکو اور اُسکے بیٹون کو بلوایا پہلے کفر کی دعوت کی اُسنے نہ مانا ایک لڑکے کو تنور مین ڈالا وہ جل گیا پھر دوسرے کو ڈالا وہ بھی جلا جب دودھ پیتے لڑکے کا ارادہ کیا تو محبت سے اُسکا دل جلنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلام بے صبری کا زبان سے نکلے کہ وہ لڑکا شیر خوارہ بول اُٹھا کہ ماں صبر کر اور کچھ غم نکر تو سچے دین پر ہی اور دنیا چند روزہ ہی پھر فرعون نے اُسکو اور چھوٹے لڑکے کو ساتھ ہی تنور مین ڈال دیا اور امام ابو مطیع نسفی قصص التنزیل مین بیان کرتے ہین کہ دونون لڑکون نے وقت قتل کے کہا کہ ای ماں زنہار دین حق سے نہ پھرنا کیونکہ عذاب آلہی اس عذاب سے سخت تر ہی جب شیر خوارہ کی نوبت آئی تو اُس مومنہ نے شفقت سے شور کیا شیر خوارہ نے کہا صبر کر جزع اور فزع نہایت ممنوع ہی اُسوقت اللہ جل شانہ نے پردے اُٹھا کے اُسکے دونون لڑکون کو دکھلایا کہ بہشت مین کھیل رہے ہین تب اُسکو خاطر جمع ہوئی پھر فرعون نے اُس شیر خوارہ کو مع اُسکی ماں کے شہید کیا فائدہ حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ چار لڑکے دودھ پیتے بولے ہین اول شاہد یوسف علیہ السلام اور دوسرے حضرت یحیٰی علیہ السلام کہ تنور مین بولے تھے اور تیسرا یہ لڑکا مشاطہ کا چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ اپنی ماں کی گود مین بولے ہین اور بعضے روایت کرتے ہین کہ شب معراج مین جب آنحضرت کو خوشبو آئی تو حضرت نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا بو ہی حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ خوشبو ہی مشاطہ آل فرعون کی اور اُسکے لڑکون کی تیسرا آدمی جسکو فرعون نے چومیخا کیا

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم بین حال آنکا یہ ہی کہ یہ جبرو کھے سے بیٹھی ہوئین فرعون کا
ظلم دیکھتی تھین اور مرتبہ مشاطہ اور اُسکے لڑکون کا عنایت الٰہی سے یہ معائنہ کر رہی تھین کہ
فرشتے اُنکی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہین اور اُنکو تصدیق کامل ہوتی جاتی تھی
جب کہ فرعون ملعون اس ظلم صریح سے فارغ ہو کے گھر مین آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخرت ف وفات آسیہ
اُس مشاطہ کا حال کہنے لگا حضرت آسیہ نے فرمایا الویل لک یا فرعون فرعون نے کہا تجکو بھی
شاید وہی جنون ہی جو مشاطہ کو ہوا تھا حضرت آسیہ نے کہا مین دیوانی نہین ہون دین موسیٰ
علیہ السلام کی حقیت اور تیری وضع کا بطلان مجھپر بخوبی ثابت ہی سو مین اُسکے خدا کا ایمان
لائی ہون تب اُس مردود نے حضرت آسیہ کو چومیخا کیا یعنی دونون ہاتھ اور دونون پانون
پر میخین گڑوادین اور دھوپ مین لٹا کر ایک چکی کا پاٹ اُنکے سینے پر رکھا اُسوقت حضرت
آسیہ نے مناجات شروع کی رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی
من القوم الظالمین یعنی اے رب بنا میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بہشت مین اور بچا مجکو
فرعون سے اور اُسکے عمل سے اور بچا قوم ناانصاف سے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام
تشریف لائے اور اُنکی روح کو بہشت مین لے گئے اور ایک موتی کے گھر مین بٹھلا دیا جب
فرعون نے دیکھا کہ حضرت آسیہ نے انتقال فرمایا تو مایوس ہو کر مخذول ہوا جو تھا ایک شخص ف قصۂ مرد بجام
بڑا بوڑھا وہ بھی بعد ایمان لانے کے مارا گیا ہی قصہ اُسکا محققین یون بیان کرتے ہین
کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ ایک شخص شہر مین فلان مقام پر رہتا ہی
اُسکی دعوت کرو اگر تمسے بدزبانی کرے تو رنجیدہ خاطر نہو اور جو کچھ مال اور دولت مانگے
تو وہ خزانہ مخفی جو اُسکے عین دروازے پر گڑا ہی عطا کرو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اُسکے دروازے پر تشریف لائے دروازہ بند تھا حضرت نے اُس دروازے پر تھپر مارے
صاحب خانہ مطلع ہو کے دوڑا اور دروازہ کھولا تو حضرت موسیٰ کو دیکھکر کہنے لگا اے جادوگر
تو کسواسطے آیا ہی فرمایا کہ ع آمدہ ایم تا بجود گوش کشان کشا نمت + بیدل و بیخودت کنم
در دل محو نشانمت + صید منی شکار من گرچہ زدام جستۂ + ہم سوی دام باز پر ورنہ پری
پرانمت + پھر دعوت ایمان شروع کی اُسنے کہا کہ مین دو سو برس سے فرعون پرستی
کرتا ہون اب مین تمھارے جادو سے خدا پرستی نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اس مدت مین
تجکو کیا حاصل ہوا بولا کہ دنیا کا فائدہ بہت ہوا اگر مین پوچھتا ہون کہ تجکو خدا پرستی مین

کیا ملا فرمایا کہ مین خدا پرستی دنیا کے لیے نہین کرتا بلکہ اسواسطے کہ وہ عبادت کا مستحق ہی
اُس بوڑھے نے کہا مین تو پرستش صرف دنیا ہی کے واسطے کرتا ہون حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ اگر تو دنیا چاہتا ہی تو پروردگار میرا تجکو ایسا خزانہ عنایت کریگا کہ پھر دنیا کی
حاجت نہ رہیگی بولا وہ خزانہ کہان ہی حضرت نے اُسکے دروازے پر نشان دیا اُسنے
اپنے بیٹے سے کھدوایا اور خزانہ پایا اُسیوقت ایمان لایا اور خوشی سے تمام بازار مین
پکارتا پھرا کہ لا الٰہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ یہ خبر فرعون کو پہونچی اُسنے گرفتار کرکے قید کیا
اور کہا شاید تجکو موسیٰ نے میری راہ سے پھیرا ہی اُسنے کہا بلکہ موسیٰ نے سیدھی راہ
دکھلائی ہی فرعون نے کہا توبہ کر ورنہ قتل کرونگا اُسنے کہا مین ہرگز نہ پھرونگا فرعون نے
چاہا کہ دیگ مین ڈال کے جلاؤن حضرت جبرئیل نے اُٹھاکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس ڈال دیا دوسرے مرتبہ شہر مین پھر پکارنے لگا فرعون نے پھر گرفتار کیا پھر وہی
معاملہ ہوا جو پہلے ہوا تھا غرض کہ تین مرتبہ یونہین اتفاق ہوا بعد اسکے اُس ضعیف نے
حضرت موسیٰ سے التماس کیا کہ اگر راہ خدا مین نثار ہون تو نہایت بہتر ہی اب بچانا کچھ
ضرور نہین غرضکہ چوتھے مرتبہ فرعون نے گرفتار کرکے دیگ مین ڈال دیا کہ وہ بھی شہید
ہوا القصہ بعد دیکھنے معجزات کے ایک جماعت کثیر قبطیون کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایمان
لائی چنانچہ روایات سے واضح ہی کہ اکثر قبیلے قبطیون کے شریعت الٰہیہ سے سعادت اندوز ہوئے
اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین رہنے لگے اور فرعون مردود پھر لڑکون کو
مارنے لگا تب بنی اسرائیل مضطرب ہوکے فریادی ہوے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین یعنی
مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو البتہ زمین ہی اللہ کی دیتا ہی جسکو چاہتا ہی اپنے بندون مین سے
اور عاقبت اچھے لوگون کو ہی فائدہ اس کلام مین بنی اسرائیل کو یہ بشارت تھی کہ قبطی
ہلاک ہونگے اور یہ دولت اور نعمت تمھارے ہاتھ لگیگی لیکن بنی اسرائیل ہرگز نہ سمجھے پھر
شکایت کی کہ یا نبی اللہ ہم آپ کے آنے سے پہلے ظلم فرعون مین مبتلا تھے مگر باپ دادون کے
فرمانے سے اپنی خلاصی اور بچاؤ تمھارے تشریف لانے پر جانتے تھے سو بھی زمانہ خدا نے
دکھلایا تب بھی ایذا رسانی قبطیون کی بدستور رہی بلکہ ہر روز زیادہ ہی اب کیا کرین ہمکو جانے
دیجیے تو ہم بھاگ جاوین یا ارشاد ہو تو قبطیون سے لڑین یا اور ہی تدبیر سوچیے کہ ہمکو

خوشی ہو تب حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض یعنی نزدیک ہی کہ رب تمہارا کھپاوے تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تمکو زمین کے یعنی ارض مصر یا ارض مقدسہ مین تنبیہ یہ کلام اللہ جل شانہ نے نقل فرمایا مسلمانون کے سنانے کو کیونکہ یہ سورۃ مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہی اسوقت مین مسلمان لوگ بھی ایسے ہی مظلوم تھے پس یہ بشارت پہونچی تاکہ مطلع ہون بالجملہ حضرت موسی علیہ السلام ایمان فرعون اور فرعونیون سے مایوس ہوکے بیٹھ رہے اور فرعون کے پاس کا جانا ترک کیا ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر مقدمات عذاب کا ظہور شروع ہوا اول تین برس کا قحط پڑا تو کہنے لگا کہ یہ سب حضرت موسیٰ اور اُسکی قوم کی شامت سے ہی نہیں باتون سے ہمپر سحر کرتا ہی لیکن ہم اُسکو ہرگز نہ مانینگے فارسلنا علیہم الطوفان یعنی پھر بھیجا گیا اُنپر طوفان کہ دریاے نیل چڑھگیا اور اکثر کھیت اور باغ اور گھر قبطیون کے بہ گئے اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے طوفان سے مراد ہی طواف کرنے والا مکانون کا جسطرح سیل و باران کہ اُنسے مکانات محفوظ کم رہتے ہین اور بعضے کہتے ہین آسمان سے پانی برسا کہ سات ہفتے آسمان نہین کھلا اور مصر مین ایسا پانی بھر گیا کہ قبطیون کو نشست اور برخاست کی ایسی مشکل پڑی کہ کھڑے کھڑے پھرتے اور لڑکے اُنکے بلندیون پر جا بیٹھے اور جو گھر مین بیٹھا رہا ڈوب گیا اور بنی اسرائیل کے گھرون مین باوصف اسکے کہ سب قبطیون سے ملے ہوے تھے اس پانی سے خبر بھی نہ تھی تب وہ قوم فرعون اسسے نالشی ہوے جب اُنکی نہ چلی تب موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ تمام حویلیان مصر کی گری جاتی ہین اور خلقت مری جاتی ہی اپنے خدا سے دعا کر کہ یہ بلا موقوف ہوجاے تو ہم سب ایمان لاوین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی طوفان موقوف ہوا اور زمین شاداب ہوئی کہ ایسی کبھی نہ تھی فرعون نے کہا یہ بلا نہ تھی بلکہ عطا تھی ہم ایمان نہ لاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ طاعون تھا ماجرا اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی پہونچی کہ آج کی رات فرعونیون پر بلاے طاعون آویگی یہ خبر حضرت کی زبان سے مشہور ہوئی اور فرعون کو پہونچی اُسنے حکم دیا کہ آج رات مین ایک آدمی قبطیون کا اور ایک آدمی بنی اسرائیل کا ملکے رہے کہ اگر بلا آوے تو دونون پر پڑے مگر ظاہر ہی کہ خلاف تقدیر نہین ہوتا ہر چند فرعون نے یہ تدبیر کی لیکن جب بلا آئی تو اسّی ہزار سردار قبطیون کے ہلاک ہوے عوام اور بہائم کا شمار نہین

اور بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے روایت ہے کہ سات روز اسی طرح کا معاملہ رہا اور بعضے
ایک سال بیان کرتے ہین اور اصح روایت یہ ہے کہ پہلے تین برس کا قحط ہوا کہ بالکل
پانی کا برسنا موقوف ہو گیا پھر طوفان نازل ہوا جسکا اشارہ ہے سورۂ اعراف مین ولقد
اخذنا آل فرعون بالسنین اور ہمنے پکڑا فرعون والون کو قحطون مین باین ہمہ عادات
کفر و ضلالت سے نہ پھرے بلکہ قوی ہوتے گئے اور یہ کہنے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور
باغ پانی کے طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہین یہ بلا نہین ہے بلکہ عطا ہے سو بعد ایک
ہفتے کے اللہ جل شانہ نے ٹڈی کو مسلط فرمایا کہ سارے کھیت کھا گئی اور سات روز تک
یہ معاملہ رہا کہ غلہ کا نشان اور درختون کے پتے باقی نرہے تب سب قبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس آئے اور کہنے لگے اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لاوین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی
ہوا نے ٹڈیون کو دریا مین ڈالا تب کہنے لگے جو کچھ غلہ بچ رہا ہے اسکو جمع کر کے سال بھر کھاوینگے
ایمان لانا ضرور نہین چنانچہ غلہ باقیماندہ جمع کر کے رکھ لیا اور اطمینان سے بیٹھے تب اللہ
تعالے نے چچڑیون کو مسلط فرمایا کہ آدمیون کے بدن اور کپڑون مین جمع ہو گئین اور غلہ
رکھا ہوا بھی کھا گئین پھر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ قول و قرار مضبوط کر گئے
کہ بیشک ایمان لاوینگے پھر دعا سے چچڑیان دفع ہوئین ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان
نہ لائے پھر اللہ نے مینڈک بھیجے کہ ہر جگہ مینڈک ہو گئے کوئی شخص نہ کھانا کھا سکے
نہ پانی پی سکے اور نہ سو سکے نہ چل سکے کیونکہ ساری راہین اور گھر اور کپڑے مینڈک سے
بھرے ہوئے تھے جب پریشان ہوئے تو پھر فریادی ہوئے اور اگلی مرتبہ بھی عہد اوثق کیا
کہ لاریب ایمان لاوینگے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ رخصت کر دینگے پھر حضرت نے
دعا فرمائی کہ وہ بلا دفع ہوئی پھر ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے تب خداوند تعالیٰ نے
دریائے نیل کو خون کر دیا اور کوئین اور حوض اور نہرین قبطیون کی خون سے بھر گئین مگر
بنی اسرائیل محفوظ رہے بلکہ رود نیل سے جو پانی بنی اسرائیل لاتے وہ پانی تھا اور قبطیون کے
واسطے وہی پانی خون اس بلا سے فرعون سخت متحیر ہوا اور قبطیون سے بولا کہ اب موسیٰ کے
پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ساری قوم ہماری پیاس سے مری جاتی ہے دعا کرو کہ خون پانی ہو جائے
تو ہم ایمان لاوین چنانچہ پھر حضرت نے حسب استدعا قبطیون کے دعا فرمائی کہ بلا موقوف ہوئی
مگر ان کافرون نے کچھ بھی نہ مانا جیسے تھے ویسے ہی رہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فارسلنا

علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین
یعنی بھیجا اُنپر غرقاب اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک اور لہو کئی نشانیاں جدی جدی
پھر تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار فائدہ یہ سب بلائیں فرعونیوں پر ایک ایک
ہفتے کے فرق سے نازل ہوئیں اور طریق یہ تھا کہ اول حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہہ دیا
کہ اللہ تمپر بلا بھیجیگا وہی بلا آتی پھر مضطرب ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے کہ آنکی
دعا سے دفع ہو جاتی پھر منکر ہو جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی سورۂ اعراف میں ولما وقع
علیہم الرجز قالوا یا موسی ادع لنا ربک بما عہد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک
ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنہم الرجز الی اجل ہم بالغوہ اذا ہم ینکثون یعنی
جس بار پڑا اُنپر عذاب بولے ای موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہی
تجکو اگر تو نے اُٹھایا ہمسے عذاب تو بیشک تجکو مانینگے اور رخصت کرینگے تیرے ساتھ
بنی اسرائیل کو پھر جب ہمنے اُٹھالیا اُنسے عذاب ایک وعدے تک کہ اُنکو پہونچنا تھا
تب ہی منکر ہو جاتے پھر جب فرعون کا عذاب نزدیک پہونچا اور سچے ایمان کی آس سے اور
اُسکی قوم سے امید نرہی کیونکہ جب آفت پڑتی تو جھوٹھی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانینگے ہمین
عذاب تھم جاتا کام فیصل نہوتا اسواسطے پہلے حضرت موسیٰ اور ہارون کو سورۂ یونس میں ارشاد
ہوا ان تبوّا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوۃ وبشر المؤمنین یعنی ٹھہراؤ
اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور بناؤ اپنے گھر قبلہ کی طرف اور قائم کرو نماز اور خوشخبری
دے ایمان والوں کو یعنی اپنی قوم اُنمیں شامل نہ رکھ اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اور اُنپر آفتیں
پڑتی ہیں تمہاری قوم آفت میں شریک نہو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ سورۂ
یونس میں ارشاد ہی ربنا انک آتیت فرعون وملاہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا ربنا لیضلوا عن
سبیلک ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم یعنی اے رب ہمارے
تو نے دی ہی فرعون کو اور اُسکے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں اے رب اسواسطے
کہ بھٹکاویں تیری راہ سے ای رب مٹادے اُنکے مال اور سخت کر اُنکے دل کہ نہ ایمان لاویں جب تک
دیکھیں دکھ کی مار یہ اسواسطے مانگا کہ جھوٹھا ایمان نہ لاویں بلکہ اُنکے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے
اور کام فیصل ہو ارشاد ہوا قد اجیبت دعوتکما فاستقیما ولا تتبعان سبیل الذین لا یعلمون
یعنی قبول ہو چکی تمہاری دعا سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ اُنکی جو انجان ہیں یعنی

شتابی نکرو علم کی راہ دیکھو مفسرین فرماتے ہین کہ اطمس علی اموالہم سے مراد ہی کہ انکے مالون کی صورت
بدل دے اور کثرت مال بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس سبب سے ہوئی تھی کہ حد قسطاط
مصر سے تا زمین حبشہ سونے اور چاندی او زبرجد کی کانین تھین اُن سب پر فرعون کا تبضہ تھا
اس سبب سے اسکی قوم کو تمول اور تجمل حاصل ہوگیا اور یہی سبب اضلال ٹہرا سو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
دعا سے جملہ درہم اور دینار پتھر بیکار ہوگئے اور سدی سے روایت ہی کہ سب نقد اور جنس اور
پھل اور درخت پتھر ہوگئے حتیٰ کہ ایک عورت تنور مین روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہوگئی پھر
قوم فرعون دعا کی ملتجی ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی دعا سے بلا جاتی رہی اور مال وجنس حالت اصلی پر
آگیا پھر کہنے لگے کہ ای موسیٰ اگر ہزار در ہزار معجزے تو دکھلائیگا تو بھی ہم تیرا ایمان نہ لاوینگے
اور تجکو نبی اللہ نہ کہینگے ہر چند فرعون ہر مرتبہ عزیمت درست کرتا کہ ایمان لاؤن لیکن ہامان لعین
یہ کلمہ پھیر دیتا اتریدان تکون عبدا بعدان کنت ربا وتکون مملوکا بعدان کنت مالکا اس عرصہ
مین بعد اس عذاب کے یا قبل اسکے ایک روز فرعون کہنے لگا کہ یا ایہا الملاء ما علمت لکم
من الٰہ غیری فاوقدلی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ
من الکاذبین یعنی ای درباروالو مجکو معلوم نہین تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو آگ دے ای ہامان
میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید مین جہانک دیکھون موسیٰ کا رب
اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹھا ہی کشاف اور معالم مین لکھا ہی کہ ہامان نے پچاس ہزار معمار
استاد سوا مزدورون اور نجارون اور اینٹ پزون کے دور دور سے طلب کرکے مقرر کیے
اور ایک مکان ایسا بلند اور وسیع طیار ہوا کہ جب آفتاب مشرق سے نکلتا تو سایہ اس مکان کا
مغرب مین پڑتا اور جب آفتاب پھرتا تو مشرق مین سایہ پڑتا اور وسیع ایسا کہ اگر ایک قصر سے
کوئی شخص دوسرے قصر پر دوڑتا بھی جاتا تو شاید ڈیڑھ برس مین پہونچتا اور فرعون ہر ازین
پر ہوکے چڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک مکان کئی درجے کا تھا زاد المسیر مین لکھا ہی
کہ جب بنا تمام ہوئی اور فرعون اسپر چڑھا تو آسمان جیسا دور تھا ویسا ہی نظر آیا شرمندہ ہوا
اور ایک تیر پھینک مارا وہ تیر خون آلودہ پھر آیا فرعون نے کہا مین نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر
حضرت جبرئیل نے اسکو ڈھا دیا کہ تین ٹکڑے ہوا ایک قطعہ لشکر پر گرا دوسرا قطعہ دریا مین گرا
تیسرا مغرب کو گیا اور سب استاد و مزدور داخل جہنم ہوئے تب بھی فرعون متنبہ نہوا بلکہ
واستکبر ہو وجنودہ فی الارض بغیر الحق وظنوا انہم الینا لا یرجعون یعنی بڑائی کرنے لگا وہ اور

اُسکا لشکر ملک مین ناحق اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے فائدہ فرعون نے یہ سمجھا تھا کہ حق سبحانہ تعالےٰ جسم ہی اور آسمان اُسکا مکان ہی اور جانا اُس تک ممکن ہی مگر یہ حماقت تھی ؎ بامکان آفرین مکان چہ کند ٭ آسمان گر بآسمان چہ کند ٭ نہ مکان رہ بردبدو نہ زمان ٭ نہ بیان زو خبر دہد نہ عیان فائدہ گارے کو آگ دینے سے یہ مراد ہی کہ پکّی اینٹ بنائی جاوے بعضے کہتے ہین کہ پکّی اینٹ سب سے پہلے عالم مین فرعون نے بنائی ہی القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بعد مقابلہ و مخاصمہ و اظہار معجزات قاہرہ کہ چالیس برس تک بعد عہدۂ نبوت کے مصر مین واقع ہوے فرعون و فرعونیون کے ایمان سے بالکل مایوس ہوے تو جناب الٰہی مین عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی ایسی کوئی تدبیر و حیلہ مجھکو ارشاد کر کہ مین بنی اسرائیل کو قبطیون سے خلاص کرون کہ تجھکو بلا خوف و بے ہراس عبادت کرین تب وحی ہوئی کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا ان اسر بعبادی انکم متبعون یعنی رات کو لے نکل میرے بندون کو البتہ تمہارے پیچھے لگینگے کعب احبار سے روایت ہی کہ جب سے سحرۂ فرعون ایمان لائے اُس وقت سے تا خروج موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے بیس برس گذرے تھے اور آیات تسعہ اس عرصے مین ظاہر ہوگئین اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات گیارہ مہینے مین واقع ہوئین اور اس عرصہ مین عمر حضرت موسیٰ اسّی برس کی پہونچی تھی اور اہل تاریخ مین مشہور ہی کہ مدت ظہور آیات تین برس گیارہ مہینے کی تھی مگر اصح یہ ہی کہ چالیس برس حضرت موسیٰ مصر مین رہے اور اسی عرصے مین یہ سب امور واقع ہوے معالم التنزیل مین ابن جریج سے روایت ہی کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر مین داخل ہون اور بکریون کو ذبح کرکے خون دروازون پہ چھڑک دین اور اپنے گھرون کو چراغ جلتے چھوڑین کہ ملائکہ عذاب آوینگے جس گھر پہ نشان خون کا پاوینگے اُسمین داخل نہ ہونگے اور جسپر نہ پاوینگے اُسمین داخل ہوکے خونریزی کرینگے اور یہ بات بھی سمجھا دی کہ سب آدمی اسباب سفر مہیا کرین اور قبطیون سے زر اور زیور جو کچھ ہوسکے بعاریت مانگ رکھین دریا کے پار جانا پڑیگا اور فرعون مع اپنی قوم کے پیچھے لگیگا لیکن تم سب کو نجات ملیگی اور وہ سب کافر غرق ہونگے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سردارون سے فرمادیا انھون نے اپنے سارے فرقے کو اطلاع دی وہ سب جمع ہوے یہان تک کہ جو کوئی قبطیون کا نوکر یا کہ متبنّے تھا وہ بھی حاضر ہوا اور بموجب وحی چار گھر والے ایک گھر مین جمع ہوے اور نشانیان

خون کی کردین اُسی رات اللہ کے حکم سے وبا پڑی کہ ہر قبطی کا بلوٹھا بیٹا مرگیا وہ لوگ اپنے غم مین پڑے
اور اخبار الدول مین ہے کہ ستر ہزار عورات باکرہ قوم قبط کی ایک رات مین مرگئین کہ وہ لوگ اُنکے
غم و تجہیز و تکفین مین مصروف ہوسے وہوالصحیح بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نوین محرم
روز یکشنبہ مصر سے نکلے اور اہل کتاب کہتے ہین کہ شب پنجشنبہ گیارھوین شعبان تھی اور
یہود اُس سال کے پنجشنبے کو عید الفطر کہتے ہین صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے بموجب
وحی کے سب قوم کو جمع کیا تو فرعون کے لوگون نے یہ خبر اُس ملعون کو پہونچائی اُسنے
متوہم ہوکے اس حرکت سے استفسار کیا بنی اسرائیل کے سردارون نے کہا کل عاشورا یوم تولد
حضرت آدم علیہ السلام ہے ہم سب چاہتے ہین کہ ایک جگہ بیرون شہر جمع ہوکر عبادت کرین
اور اپنی رسوم بجا لائین فرعون نے اجازت دی تب بحرام نے بتقریب نزمین زیور اور
پوشاک قبطیون سے ابلوہ عاریت لیے اور عید کے بہانے سے اپنے خیمے باہر شہر کے ڈالے
یہان تک کہ آخر شب سب وہان جمع ہوگئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسی رات کو وہان سے
کوچ فرمایا جب عین الشمس پہ جلوہ فرما ہوسے تو لشکر کا شمار کیا چھ لاکھ ستر ہزار بروایت صحیح
شمار مین آیا اور بعضے کہتے ہین کہ چھ لاکھ بیس ہزار مرد کامل شمار مین آئے مگر نہین بوڑھے
ستر برس تک اور جوان بست سالہ اور عورات کا شمار نہین ہے بعد ازان مقدمۃ الجیش حضرت
ہارون علیہ السلام ہوسے اور میمنہ و میسرہ اسباط یہودا و لاوی کو ملا اور قلب لشکر مین حضرت
یوشع ابن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام و بنیا مین ہوسے اور سب کے پیچھے
حضرت یونس علیہ السلام خود بذات خاص تشریف لے چلے اثنا رراہ ایک جنگل ملا وہان راہ
بھولے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کہن سال سے استفسار کیا اور سبب پوچھا وہ
بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی
اولاد اور بھائیون سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تمکو مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت
یہان سے ہمراہ لیجانا پھر میرے آبا و اجداد کے قریب رکھدینا سو اب تم لوگ مصر سے جاتے ہو
تابوت ہمراہ نہین اسی سبب سے راہ نہین ملتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تابوت مبارک
کہان ہے نشان دو تو اُسے ساتھ لے چلین سب نے کہا ہمکو اسکا علم نہین ہے صرف وصیت
اُنکے بزرگون سے سنی تھی سو یاد رہی تب حضرت نے باآواز بلند فرمایا کہ اُسکو قسم ہے خدا کی جسکو
حضرت یوسف کے تابوت کا نشان معلوم ہو میرے پاس آوے اور خبر دے کسی نے اقرار نہ کیا

مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی اُسنے کہا کہ مین تابوت حضرت یوسفؑ علیہ السلام سے آگاہ ہون مگر نہ بیان کرونگی جب کہ مجھکو ملے وہ خبر جسکی مین خواہش کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندک توقف فرمایا اُسیوقت وحی ہوئی کہ جو کچھ یہ ضعیفہ درخواست کرے قبول کرو تب فرمایا کہ اپنی درخواست ظاہر کر اُسنے کہا دو چیزین چاہتی ہون ایک دنیا کی دوسری آخرت کی فرمایا جلد بیان کر اُسنے کہا دنیا کا یہ مطلب ہی کہ مین پیرانہ سالی سے پیادہ پا چل نہین سکتی سواری عنایت ہو دوسری یہ کہ بہشت مین تمھارے ساتھ تمھارے درجے مین رہون حضرت موسے علیہ السلام نے قبول کیا تب اُسنے التماس کیا کہ تابوت حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کا دریاے نیل مین فلان مقام پر رکھا ہی چنانچہ بعد دریافت اس حال کے حضرت موسیٰ علیہ السلام خود دریاے نیل پر تشریف لے گئے اور سنگ مرمر کا تابوت نکال لائے اور خود لیکر پیش پیش لشکر کے چلے کہ راہ راست ملگئی بنی اسرائیل بھی افتان وخیزان کنارے دریا کے پیچھے لگے ہوے پہونچے بعضے کہتے ہین اُس ضعیفہ نے تین چیزین مانگی تھین ایک سواری دوسری یکجائی تیسری جوانی چنانچہ تینون درخواستین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرمائین اور بعضے کہتے ہین کہ بنی اسرائیل نے رات کو تین مرتبہ راہ گم کی تھی اور ہر مرتبہ یہ آواز سنتے تھے کہ مجکو دشمنون مین نہ چھوڑ دیجیو تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آواز سنی اور ندا فرمائی اور بعض کے نزدیک عبور دریا کے وقت یہ معاملہ واقع ہوا ہی مگر روایت اولی صحیح ہی القصہ بنی اسرائیل دریا پر نہ پہونچے تھے کہ بروایت صحیح صبح ہو گئی اور فرعون واقف ہوا تو اُسنے غیظ مین آکر نقیب وچوبدار بھیجکر اطراف مقدس سے سوار طلب کیے اور مستعد ہوا کما قال فارسل فی المدائن حاشرین یعنی بھیجے شہرون مین نقیب اور کہدیا ان ہؤلاء لشرذمۃ قلیلون وانہم لنا لغائظون یعنی یہ لوگ جو ہین سو ایک جماعت ہین تھوڑی سی اور وہ مقرر ہمسے جی جلے ہین کیونکہ بھاگے ہین اور زر وزیور قوم کا لے گئے ہین وانا لجمیع حاذرون اور ہم سب سلاح پوشیدہ ہین اور مراسم لڑائی کے جانتے ہین اور اُنکے پاس نہ سلاح ہی نہ لڑائی کا طریقہ جانتے ہین حالانکہ بنی اسرائیل مین بروایتے صرف مرد کاری بیس برس سے ساٹھ برس تک کے چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے الا فرعون نے بسبب کبر ونخوت کے یہ کلمہ کہا بالجملہ اُسدن لوگون پر آفت تھی اور اپنے لڑکون کے ماتم مین گرفتار تھے اس سبب سے بڑی تاکید سے نکلے اور سورج نکلتے فرعون بھی بڑی فوج وحشم سے سوار ہوا کہ ستر ہزار ابلق گھوڑون کے سوار

مقدمۃ الجیش تھے اور ایک لاکھ تیر انداز اور ایک لاکھ نیزہ باز اور اسیقدر گرز بردار ہمراہ رکاب تھے کہ اس شوکت سے آیا سے دریا کے پہونچا اور بعضے مفسرین نے لکھا ہے کہ چھ لاکھ نوسو سوار مقدمہ لشکر کیا اور چھ لاکھ میمنہ اور چھ لاکھ میسرہ اور چھ لاکھ ساقۂ لشکر گردانا اور خود مع لشکر بیشمار قلب لشکر میں ہو کر چلا ۔ یکی لشکر سراپا غرق جوشن * شدہ در موج خون دریاے آہن * چو چشم دلبران پر کین و خونریز * بقتل خون مردم تیغہا تیز * لیکن یہ مبالغہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور چھ لاکھ قبطی فرعون کے ہمراہ تھے کمافی المدارک فی تفسیر سورۂ طہٰ بالجملہ دسوین محرم کو آفتاب نکلتے لشکر موسیٰ علیہ السلام کے قریب پہونچا اور گھوڑون کی ٹاپون کی آوازین سنی گئین معلوم ہوا کہ فرعون لشکر کے پیچھے آتا ہے یکایک مقدمۃ الجیش یعنی ہامان بے سامان پہونچ گیا تب بنی اسرائیل گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اب وہ وعدہ کہان ہے اگر ابکی بار فرعون نے پایا تو قتل ہی کریگا اور اب تو دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہین سکتے کیونکہ اتنی کشتیان کہان ہین اور اب تو پھر بھی نہین سکتے کہ فرعون مع لشکر آپہونچا ہے نہ روے ماندن نہ راے رفتن انا لمدرکون ہمتو پکڑے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کلا ان معی ربی سیہدین کوئی نہین میرے ساتھ ہے میرا رب مجکو راہ بتاویگا فائدہ اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کلام مین معیت کو مقدم فرمایا کہ ان معی ربی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو مؤخر فرمایا ہے کہ ان اللہ معنا تا کہ قلوب عارفین پر روشن ہوجاے کہ کلیم از خود بحق نگریست کہ یہ مقام مریدکا ہے وحبیب علیہ السلام از حق بخود نگریست یہ مقام مراد کا ہے مرید را ہر چہ گویند آن کند و مراد ہرچہ گوید چنان کنند ۔ این یکی دار روے او دررو سے داشت * وان دگر را روی او خود روی داشت * القصہ بنی اسرائیل سخت مضطرب ہوے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ آلہی انکو نجات دے تو یون وحی پہونچی کہ سورۂ طہٰ مین فرماتے ہین فاضرب لہم طریقا فی البحر یبساً لا تخاف درکاً ولا تخشیٰ یعنی پھر ڈالدے انکو راہ سمندر مین سوکھی نہ خطرہ تجکو آپکڑیگا نہ ڈر خلاصہ یہ کہ دریا مین راہ نکال اور عصا مار کہ خشک ہوجاے اور اس بات کا خوف نکر کہ فرعون پیچھے سے آویگا اور نہ ڈر کہ دریا آگے سے غرق کریگا معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور فرمایا کہ ہٹ جا نہ ہٹا پھر وحی ہوئی یون

انفلق یا ابا خالد باذن اللہ حضرت موسیٰ نے اسیطرح کہا فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم یعنی پھر پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ یعنی بارہ گلیان ہو گئین اور بیچ مین پانی سے کے پہاڑ کھڑے رہ گئے حدیث شریف مین وارد ہی کہ اسدن حق تعالے نے ہوا اور آفتاب کو دریا پر مسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی مین در آئی اور اجزاے دریا کو جدا جدا کر کے کھڑا کر گئی اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سہولت سے گذر جاوین جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو بنی اسرائیل ضعف عقیدت سے کہنے لگے دریا پر اعتماد نہین کہ ہمارے گذرنے تک ایک ہی وضع پر رہے مبادا ہم راہ مین ہون اور دریا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو جاے مگر حضرت یوشع ابن نون نے اپنا گھوڑا ڈالا انکے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام چلے اور دونون پار ہو گئے بنی اسرائیل بھی انکو دیکھکر دریا مین آئے مگر بارہ فرقے بارہ راہون سے داخل ہوے اور سب سے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا گروہ لیے ہوے چلے اثناے راہ مین حضرت کے ساتھیون نے کہا کہ اے موسیٰ ہم نہین جانتے کہ ہمارے بھائیون پر کیا گذرا ہم تو تمھارے سبب سے مطمئن ہین مبادا پانی نے انپر زور کیا ہو تب حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یا الٰہی میری مدد کر کہ انکے اخلاق ذمیمہ سے نجات پاؤن تب ہوا کو حکم ہوا اسنے پانی کی دیوارون مین مونکھے مشبک کر دیے کہ ہر ایک گروہ دوسرے گروہ کی کیفیت دیکھتا جاتا تھا جب حضرت ہارون اور یوشع ابن نون علیہما السلام اس کنارے پر پہونچے تب ہامان بے سامان اس کنارے پر آیا اور ٹھہر گیا کہ سب فوج آجاے اتنے مین فرعون بھی مع فوج آگیا اسنے یہ حال دیکھا اور فریب کے لشکریون سے کہنے لگا کہ میرا اقبال ہی کہ دریا میری دہشت سے ہٹ گیا تاکہ ان غلامون کو زندہ پکڑون کیونکہ اگر غرق ہو جاتے تو کار مملکت مین فساد واقع ہوتا باایںہمہ تزویرا و فریب اسکے دل پر بھی یک گونہ خوف تھا کہ مبادا وقت عبور دریا مین تلاطم پڑے اور غرق کر دے تب ہامان نے اشارے سے کہا کہ تم خود جانتے ہو کہ یہ خارق عادت حضرت موسیٰ کی دعا سے ظاہر ہوا ہی ہرگز دریا مین ارادہ نہ کرو مین کشتیان پہونچاتا ہون اسپر سوار ہو کر تشریف لے چلیے اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیجیے فرعون نے تامل کیا بلکہ ارادہ کیا کہ پلٹ جاوے اور اسوقت لشکر فرعون مین کوئی اسپ مادہ نہ تھا بلکہ سب گھوڑے نر تھے ذفعتہً حضرت

جبرئیل علیہ السلام عمامہ سیاہ باندھے ایک گھوڑی پر سوار فرعون کے آگے ہو دوڑے گھوڑا
فرعون کا مست تھا وہ مادیان کی بوسے بے اختیار ساتھ لگا تب جبرئیل علیہ السلام نے
اپنی گھوڑی دریا مین ڈالدی گھوڑا بھی چلا ہرچند فرعون نے روکا نہ رکا ✿ توسن خود
تند مساز آنچنان + کش نتوان بازکشیدن عنان + لشکریون نے دیکھا کہ فرعون دریا مین
پہونچ گیا وہ بھی ہر طرف سے ہجوم کرکے داخل ہوئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام
پیچھے پیچھے ہانکتے آتے تھے کہ بھولا چوکا دریا سے ورے نہ رہجاوے یہان تک کہ سارا لشکر
دریا میں پہونچ گیا اور فرعون مع مقربان لشکر متصل اُس کنارے کے ہوا تب اللہ جل شانہ کا
حکم ہوا کہ یا تو دریا اب انکی کشتی عمر کی گرداب فنا مین ڈالدے فوراً دریا نے تلاطم کیا ✿
آب گیسا کہ بحر تھا زخار + تند مواج تیرہ وتہ دار + موج کا ہر کنارہ طوفان پر + بارے
چشمک حباب جان پر ✿ از عمر روان روان ترآبش + چشمک باجل زنان حبابش +
دریا زحباب کاسہ دردست + از بادہ خون رہروان مست + ہر قطرۂ آب آب پیکان +
ہر موجہ بحر تیغ عریان + فغشیہم من الیم ما غشیہم واضل فرعون قومہ وما ہدی پھر گھیر لیا
اُنکو پانی نے جیسا گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوجھایا یعنی سب لوگ
ڈوب گئے ✿ کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین + ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین + یون جو
ڈوبے کہین تو جانے نکلے + غرق دریائے کفر کیا نکلے + انبیاالدول مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اصحاب سے کہ مین تعلیم کرون تمکو وہ کلمات جو حضرت موسیٰ نے وقت عبور دریا کے
پڑھے تھے بولے ہان یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اللھم لک الحمد والیک المشتکیٰ وانت المستعان ع
بک المستعان وعلیک التکلان ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فائدہ دریا مین غرق
کرنا فرعون کے تفاخر کے مقابلے مین کمال مناسبت رکھتا ہے کیونکہ یہ مردود حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے بار بار کہتا تھا کہ مین نے ملک مصر مین نہرین جاری کی ہین اور انکو اپنی عمارات کے
نیچے لیگیا ہون پس اس تفاخر کے سبب سے یہ ہوا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ اس شہر کی نہرون سے
کیا مزہ ہے تو بادشاہ مصر ہے چاہیے کہ دریا کا تماشا دیکھے اور جیسا آن نہرون کا تماشا دیکھتا تھا
اور زیر عمارات جاری کرکے خوشی کرتا تھا اس بحر وسیع کو تیرے بدن پر جاری کرونگا تاکہ اسباب
لذت ہر طرف سے محیط وشامل ہون بعض محققین وقائع اس قصہ سے ایک یہ بھی واقعہ
لکھتے ہین کہ جب فرعون نے دعویٰ الوہیت کیا اور متابعین اسکے ہر شکل مین اسکو اپنا

مشکل کشا جاننے لگے تو ایک مرتبہ آب نیل کم ہو گیا اور مزارعین کو پانی کی تکلیف ہوئی اور کھیت
سوکھنے لگے تب سب قبطی فرعون سے رجوع لائے اُسنے کہا مین تمسے خوش نہین ہون اس
سبب سے یہ آفت تم پر مین نے بھیجی ہی دوسری مرتبہ پھر وہی آفت پڑی تو اہل مصر نے عرض
کیا کہ ہمارے بہایم اور مویشی مرے جاتے ہین یا اسکا علاج فرمائیے ورنہ ہمکو ارشاد ہو کہ ہم
اور ہی خدا ٹھہراوین فرعون نے جانا کہ الحاح خلائق بھی لوازم الوہیت سے ہی مضطر ہانہ
بولا کہ تم میرے ساتھ شہر سے باہر نکلو تو تمھاری مضرت منفعت ہو جاوے سب اہل مصر ساتھ
ہوے فرعون نے راہ سے سب لوگون کو پھیر دیا اور خود ایک گوشے مین قریب دریا کے
گھوڑے سے اوترا اور بساط تضرع بچھا کے ازروے نیاز زمین پر گرا اور اسطرح عرض کرنے لگا

کہ اللھم انک تعلم انی اعلم انک ربی و الٰہی و انک تعلم انی خرجت الیک خروج العبد الذلیل الی
سیدہ و انک تعلم انی اعلم انہ لا یقدر علی اجراء ماء النیل احد غیرک فاجر خلاصہ یہ ہی کہ ای معبود
تجکو معلوم ہی کہ مین جانتا ہون تجکو اپنا معبود اور پیدا کرنے والا اور مین ذلیل غلامون کی
طرح تیری جناب مین آیا ہون اور یہ بھی مین جانتا ہون کہ تیرے سوا کوئی اب نیل کو جاری
نہین کر سکتا سو تو جاری کر دے اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ای جبرئیل
یہ بندہ منافق ہی ظاہر اور باطن اسکا برابر نہین مگر مین چاہتا ہون کہ حاجت اسکی روا کرون
کہ پھر آواز اسکی نہ سنون تب اور ملائکہ نے التماس کیا کہ ای خداوند جل شانک اس بدبخت کی
حاجت کہ ظاہری عاجزی کرتا ہی روا فرماتا ہی ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ مین اپنے بندون سے
قرار واقعی واقف ہون یہ شخص چند کام ایسے کرتا ہی جس سے خلق کو آرام ہی سو مین چاہتا ہون
کہ مکافات اسکا دنیا مین عطا کرون اور آخرت سے بے نصیب رکھون ملائکہ نے عرض کیا
کہ وہ کام کون ہین فرمایا کہ اپنے حکم مین ظلم نہین کرتا اور عدل اور راستی سے حکم دیتا ہی اور
سخاوت مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تنگی اور گرانی اسکے عہد مین موقوف ہوا اور راہ بھی
صاف ہی پھر مجیب الدعوات نے درخواست فرعون قبول کی اور نیل جاری ہوا اور فرعون کو
اختیار دیا گیا کہ جب چاہے جاری کرے اور جب چاہے باز رکھے چنانچہ جسکے کھیتون پر پانی دینے کا
حکم کرتا وہان پانی پہونچتا اور جس کھیت پر منع کرتا وہان مقدور نہ تھا کہ پانی جاوے اس خارق
عادت سے مصر کے رہنے والے نہایت احسانمند ہوے اور فرعون پلٹ کر مسند سلطنت کو چلا
راہ مین حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت سائل ظاہر ہوے اور عنان مرکب تھام کر کہنے لگے

اے بادشاہ میرا ایک سوال ہے تجھسے ہو اُسکا جواب عنایت فرما فرعون بولا اپنا سوال بیان کر
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میرا ایک غلام ہے غلامون سے کہ اُسکو مین اور رون سے
عزیز رکھتا ہون بلکہ اکثر غلام میرے اُسکی اطاعت مین ہین کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہوتی ہے
اُنھنسے کراتا ہے اور وہ سب اُسکی اطاعت کرتے ہین اور مین اسقدر اُسپر اعتبار رکھتا ہون
کہ خزائن اموال پر بھی اُسی کو اختیار دیا ہے جسکو چاہے عطا کرے با این ہمہ عنایت و کرم
اب وہ میرا حکم نہین مانتا بلکہ عبدیت سے منکر ہے اور مجکو اپنا مالک و خاوند نہین جانتا
اُسپر طرہ یہ ہے کہ اور غلامون کو بھی میری خدمت کرنے سے منع کرتا ہے کہ بعض برضا و رغبت
اسنیے اُسکا کہنا مانتے ہین اور بعض بجبر و کراہت سواے بادشاہ اُس غلام کی سزا کیا ہے
اور اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے فرعون نے کہا سزا اُس بندۂ نالائق کی یہ ہے کہ
ولی نعمت اُسکو قید کرے اور کما ینبغی سزا دے کہ وہ غلام ہرگز لائق احسان نہین ہے بلکہ
سزا اُسکی میرے نزدیک یہ ہے کہ اُسکو دریا مین غرق کرا دے تب سزا موافق اعمال کے ہوگی
حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ میرا سوال اور اپنا جواب دستخط اور مہر سے لکھدیجیے فرعون نے
اُسیوقت لکھدیا کہ ما جزاء العبد الذی خالف مولاہ الا ان یغرق فی البحر یعنی سزا اُس غلام کی جو مخالف
اپنے مالک و ولی سے ہو یہ ہے کہ دریا مین ڈبویا جاوے پھر حضرت جبرئیل نے اُس نوشتہ کو اپنے پاس
با حتیاط تمام رکھا جسدن فرعون غرق ہونے لگا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہ نوشتہ دکھایا
کہ فرعون نادم و پشیمان ہو گے پلٹ چلا تھا مگر بحر فنا نے روک دیا جب ڈوبنے لگا تو کہا یقین جانا
مین نے کوئی معبود نہین مگر جسپر یقین لائے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین جیسا سورۂ
یونس مین ارشاد ہوا ہے اذا ادرکہ الغرق قال آمنت بالله الذی آمنت بہ بنو اسرائیل
وانا اول المسلمین اور جب فرعون نے یہ کلمہ کہا تو ارشاد الٰہی ہوا خواہ حضرت جبرئیل نے کہا
الآن وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین یعنی اب یہ کہنے لگا اور بے حکم و نافرمان ہوا
رہا پہلے اور رہا تو فساد کرنے والون مین حاصل یہ کہ تمام عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھکر
یقین لایا اسوقت کا ایمان معتبر نہین ہے القصہ جب فرعون مع لشکر اپنے کے ڈوب گیا تب حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو اطمینان ہوا اخبار الدول مین لکھا ہے کہ یوم سہ شنبہ ماہ جمادی الاخری یہ معاملہ واقع ہوا مگر صحیح یہ ہے
کہ دسوین محرم کو یہ معرکہ واقع ہوا ہے چنانکہ حدیث صحیح انس ابن مالک سے یون آئی ہے فلق البحر لبنی اسرائیل یوم
عاشورا یعنی پھاڑا گیا دریا بنی اسرائیل کے لیے دسوین محرم کو اور صحیحین مین عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے

کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین تشریف فرما ہوسے تو یہودیون کو
ایک دن روزہ رکھتے دیکھا فرمایا آج کیا ہی جو تم لوگ صائم ہو وہ بولے کہ آج یوم عاشورا ہی اسی دن
اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات بخشی اور فرعون کو خراب کیا ہی اور
حضرت موسیٰ پیغمبر آج کے دن شکریہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی اُنکی متابعت کرتے ہین تب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مین احق باتباع موسیٰ اپنے بھائی کا ہون ان
لوگون سے بعد اسکے روزہ رکھا اور اصحاب کو حکم کیا لیکن آخر عمر مین فرماتے تھے کہ اگر مین سال آیندہ
زندہ رہا تو صوم عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ بھی روزہ رکھونگا تاکہ مشابہت یہود مٹ جاسے
فائدہ دریاے نیل کو بحر قلزم بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ قلزم ایک شہر ہی اُسی کے کنارے
یہ دریا واقع اور اسی کے متصل منتہی ہوا ہی ورنہ بحر نیل ایک نالہ بحر محیط کا ہی کہ مابین بلاد حبش
و عرب کے جاری ہوا ہی اسی کو خلیج[1] احمر بھی کہتے ہین جیسے دوسرے نالے کو جو درمیان فارس
و عرب جاری ہی خلیج اخضر بولتے ہین اور طول خلیج احمر کا جنوب سے تا شمال اُسکے چار سو ساٹھ (۴۶۰)
فرسخ ہی اور عرض ابتدا اُسکا ساٹھ فرسخ و انتہا کم اور فسطاط[2] مصر سے جہان سلطان رہتا ہی دریا تک تین دن کا
فاصلہ ہی اور آب نیل جانب غربی و شرقی مصر کے واقع ہی ضلع غربی پر اکثر بلاد بربر و بعض بلاد
حبشہ ہین اور شرقی پر بیشتر سواحل عرب از انجملہ قرصہ کہ ساحل مدینہ با سکینہ ہی کہ مصر و حبش کے جہاز
اسی سے عبور کرتے ہین اور کنار شرقی پر از جدہ تا عدن سواحل یمن ہی اور وسط مین بعض بلاد بھی
آباد ہین از انجملہ دمیاط[3] کہ مصر کا مجلس ہی جیسے قلعہ گوالیار ہند مین اور طول شہر قلزم کہ منتہی دریا کا ہی
چونسٹھ درجے اور عرض اٹھائیس درجے اور بیس دقیقے ہی اور جس مقام مین فرعون غرق ہوا وہان
عرض دریا کا چار فرسخ تھا کہ نیم روز مین قطع مسافت بمشکل ہوتی ہی فائدہ بعضے صوفیہ علیہم الرحمہ
آیۂ سورہ یونس سے جو مذکور ہوئی ایمان فرعون کا ثابت کرتے ہین چنانچہ حضرت محی الدین
ابن عربی رح فصوص الحکم مین فرماتے ہین مات فرعون طاہرا و مطہرا اور حضرت شیخ عبدالحق
محدث تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ ایمان یاس[4] باتفاق علما مقبول نہین ہی پس لازم آیا کہ
باجماع امت ایمان فرعون کا قبول نہو کیونکہ زمانہ ادراک غرق زمانہ یاس ہی اور وقت اضطرار
نہ محل اختیار اسی وجہ سے فرعون زبان شرع مین ہر جگہ مذموم و ضرب المثل ہی اور اکثر آیات
قرآنیہ ظاہرۃ الدلالۃ بلکہ صریح فرعون کی تقبیح مین وارد ہین چنانچہ آیۂ سورۂ نازعات فاخذہ اللہ
نکال الآخرۃ والاولی یعنی پکڑا اُسکو اللہ نے عذاب آخرت و دنیا مین اور کریمہ سورۂ قصص

[1] خلیج بفتح خا معجمہ و لام مکسور و سکون تحتیہ و جیم دریا و نہر عظیم لفظ عربی ہی کذا فی البرہان
[2] فسطاط بضم فا و سکون سین و کسر فا ایضا و در طا ... شہر جامع کی جگہ ... مصر کو فسطاط بولتے ہین اور کبھی فسطاط یعنی خیمہ بھی آیا ہی اور لغت رومی مین سراپردہ کو بھی کہتے ہین ...
[3] دمیاط بکسر اول ... برہان
[4] یاس بفتح اول و سکون ... ملاس ...

واستکبر ھو وجنودہ فی الارض بغیر الحق وظنوا انہم الینا لا یرجعون فاخذناہ وجنودہ فنبذناہم فی الیم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون

واتبعناہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ہم من المقبوحین یعنی بڑائی کرنے لگا وہ اور اسکا لشکر ملک مین ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے پھر پکڑا ہمنے اُسکو اور اُسکے لشکر کو پھر پھینک دیا ہمنے اُنکو پانی مین سو دیکھہ آخر کیا ہوا گنہگارون کا اور کیا ہمنے اُنکو سردار بلاتے دوزخ کی طرف اور بروز قیامت اُنکو مدد نہین اور پیچھے رکھی اُنکو دنیا مین پھٹکار اور قیامت کے دن برائی ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ جب ابوجہل مرا تو حضرت نے فرمایا مات فرعون ہذہ الامۃ پھر اگر فرعون طاہر ومطہر مرا ہوتا تو ابوجہل سے تشبیہ درست نہوتی کیونکہ ایمان اعمال قبیحہ سابقہ کو زائل کر دیتا ہی پس گمان وخیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہی کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ابتدا ً کافر وعدو اللہ تھے اور پھر ایمان لائے اُنکی شناعت وقباحت کہین مذکور نہین ہی با این ہمہ فرعون کے کلام مین ہرگز ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نہین ہی نہ بتصریح نہ باشارہ بلکہ بنی اسرائیل کا ذکر ہی پس ایمان بالرسول پایا نہین جاتا اور عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہی اور ایمان سحرہ فرعون کا مثل ایمان فرعون نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ سحرہ فرعون نے کہا تھا آمنت برب العالمین رب موسیٰ وہارون مصداً ایمان اُنکا بخدا ومعجزہ پیغمبر خدا واقع ہوا ہی اور ایمان بمعجزہ رسول عین ایمان بالرسول ہی اس مقام مین حضرت عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مسائل اعتقادیہ وفقہیہ مین اگر مخالفت اجماع سے رکھتا ہو تو قابل قبول نہین ہی قطع نظر اس سے حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ مین ارشاد کیا ہی کہ دوزخ کے مراتب ہین کہ بعض اشد وسخت ہین بعض سے اور ایک درجہ خاص اہل عناد واستکبار کے واسطے ہی کہ اشد واغلظ انواع کفر مین ہی جیسے فرعون وامثال اُسکے پس معلوم ہوا کہ فصوص الحکم مین بیان مجمل آیۃ قرآنیہ کا ہی اور فتوحات مین بیان مدت ہی انتہی یہ جو لکھا گیا مسلک جمیع علماء ظاہر کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ قدس سرہم باتباع قول حضرت قدوۃ المحققین محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایمان بأس مقبول ہی یعنی ایمان قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہی مقبول ہی اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ اُسنے وقت غرق ویاس از نجات قبل احتضار کیا تھا آمنت اس گمان سے کہ نجات ہلاکت سے حاصل ہوگی جسطرح بنی اسرائیل نے نجات پائی اور تحقیق اس مسلک کی خضر رکیل لیقوین لیسن

وعمدۃ المتصوفین بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ نے دفتر ششم مثنوی شریف کی
شرح مین بتفصیل لکھی ہو اور اقوال مخالفین شیخ اکبر کو رد کیا ہو جسکا دل چاہے ملاحظہ کرے حاصل
تحقیق کا یہ ہو کہ ایمان یاس وایمان محتضر مقبول ہو اسلیے کہ محتضر وقت احتضار مکلف بایمان ہی
جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس
ایمان محتضر اگرچہ بکشف وشہود ہو البتہ ادا سے فرض ہوا اور وہ مقبول ہوگا اور ظاہر ہو
کہ ملقین وقت احتضار باجماع مستحب ہو اگر اسوقت تکلیف بایمان نہوتی تو یہ تلقین بیکار ہوتا
اور جو شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے دعویٰ عدم قبول ایمان یاس باجماع فرمایا ہو ثبوت اجماع نہایت
مشکل ہو اصل یہ ہو کہ شیخ موصوف نے یاس احتضار اور یاس قبل حصول احتضار مین فرق
نہین کیا ہو اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا اسپر لگایا حالانکہ ایمان قبل یاس علاقہ قبل تحقیق
احتضار مقبول ہو چنانچہ حضرت صلعم نے وقت قرب موت ابوطالب سے فرمایا کہ ای عم تو کہہ
لا الٰہ الا اللہ کہ اس قول سے اللہ تعالیٰ کے روبرو مین حجت پیش کرون روز قیامت حالانکہ
وقت یاس تھا اور سکرات موت عارض تھا یہان سے معلوم ہوا کہ ایمان یاس قبل حصول حقیقت
کہ عبارت احتضار سے ہو مقبول ہو اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا وہ وقت غرق دیاس
از نجات قبل احتضار دل سے ایمان لایا اس گمان سے کہ غرق سے نجات پاونگا جس طرح سے
بنی اسرائیل نے نجات پائی تو یہ ایمان مقبول ہوگا اور شیخ اکبر قدس سرہ کا قول فصوص الحکم مین
اسی پر دلالت کرتا ہو واللہ اعلم فائدہ بحر الحقائق مین اس قصہ کو احوال سالک سے تشبیہ دی ہو
اسطرح کہ جب موسیٰ دل اور صفات محمودہ اسکی کہ اسکی قوم تھی متوجہ مقصد اعلیٰ کی طرف ہوے
تو گنہ انکا دریاے زخار نا پیدا کنار ہوا تو فرعون نفس امارہ مع توابع خود کہ اخلاق ذمیمہ دل کے
تھے بنا بر غارت تعاقب کنان دریا پر پہونچے اسی وقت موسیٰ دل نے عصاے لا الٰہ الا اللہ
دریا پر مارا سو نفی لا الٰہ نے دریا کو خشک کردیا اور الا اللہ نے موسیٰ دل کو دریا کے پار
اتار دیا تب فرعون نفس اور توابع اُسکے آب دریا مین کہ لذات اور شہوات ہین غرق ہوے
اور موسیٰ دل نے باصفات حمیدہ نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوا ؎ بعصا شگاف دریا
کہ تو موسیٰ زمانی ٭ بدر آن قبا سے مرا کہ ز نور مصطفائی ٭ القصہ بعد غرق ہونے اہل ضلال کے
بنی اسرائیل فارغ البال کنار دریا پر ٹھہرے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ
فرعون کیا ہوا فرمایا وہ مرگیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے واقف تھے اور ہیبت اسکی

محال سمجھتے تھے اس سبب سے بولے کہ فرعون نہین ڈوبا اور نہین مرا زندہ ہوگا اب نکلتا ہی
پھر دیکھین ہم لوگون سے کس طرح پیش آوے اسی خیال مین تھے کہ دفعۃً لاشہ فرعون بالائے آب
مردہ ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل نے اسکو پہچان کر شکر کیا نقل ہو کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی
آخر شب دریا سے پانی لینے گئی اور آسنے باسن پانی کا دریا مین ڈالا سو ریش بے نور
فرعون مردود کی ہاتھ آئی چونکہ وہ جواہر سے مرصع تھی آسنے بال اکھاڑ کر جواہرات لے لیے
غیب سے آواز آئی خذی اجرک یعنی لے اپنی مزدوری عورت نے جانا کہ مین نے ایک مرتبہ
فرعون کے محل مین مزدوری نہین پائی تھی سو وہی مزدوری ہی الغرض آسنے یہ حکایت لوگون سے
بیان کی اور جواہر دکھلائے تب سب نے دریافت کیا کہ عاقبت ظلم کی نگونساری ہی اور مآل
مظلوم رستگاری اور بعد اس واقعے کے بدن فرعون کا دریا سے نکالکر اللہ نے ٹیلے پر
ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھکر شکر کرین اگرچہ بدن کے بچنے سے کیا فائدہ ہوا جیسا ایمان
بیفائدہ ہوا اور بے وقت لایا ویسا بدن بھی بیفائدہ بچا مگر عبرت کا مطلب نکلا اور اسی کو
سورۂ یونس مین بنص صریح فرمایا فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ یعنی آج بچا دینگے
ہم تجھکو تیرے بدن سے تا ہو تو اپنے پچھلون کو نشانی مفسرین لکھتے ہین کہ بعد غرق ہونے فرعون کے
دس روز تک دریا مین ٹھاٹھا مارتا رہا اور اس عرصہ مین فرعون اور اسکے توابع سب قعر دریا سے
بالائے آب آئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اسی کا اشارہ سورۂ بقر مین ہی واذ فرقنا بکم البحر
واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون یعنی جب ہمنے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا پھر بچا دیا
تمکو اور غرق کیا فرعون کے لوگون کو اور تم دیکھتے رہے تحفۂ مورخین کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مریرہ مین پہونچے وہان سے
تھوڑی دور عمالقہ کا لشکر یا قبیلہ لخم کا گروہ پڑا تھا اُنکے پاس کئی بت گائے اور
بچھڑے کی صورت پرستش کو تھے سو بنی اسرائیل دیکھکر حضرت موسیٰ سے کہنے لگے چنانچہ
سورۂ اعراف مین ارشاد ہوا یاموسیٰ اجعل لنا الٰہا کما لھم الٰھۃ یعنی ای موسیٰ بنا دے ہمکو بھی
ایک بت جیسے انکے بت ہین قال انکم قوم تجھلون ان ھٰؤلاء متبر ما ھم فیہ وباطل ما کانوا یعملون
یعنی حضرت موسیٰ نے غصہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہین تباہ ہوتا ہی جس
کام مین لگے ہین اور غلط ہی جو کر رہے ہین پھر فرمایا اغیر اللہ ابغیکم الٰہا وھو فضلکم علی العالمین
کہا اللہ کے سوا لا دون تمکو کوئی معبود اور اسنے تمکو بزرگی دی سب جہان پر یعنی اپنے زمانے والون پر

فائدہ حقیقت یہ کہ جاہل آدمی بے صورت کو عبادت کرکے تسکین نہین پاتا جب تک سامنے
ایک صورت نہو اُس قوم کو دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے انکو بھی یہ ہوس آئی آخر
سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونیون کے
پھر بنی اسرائیل مصر مین نہین آئے بلکہ جانب کنعان چلے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ بارھوین دن
غرق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع ابن نون کو مع چھ بیس ہزار بنی اسرائیل کے
جانب مصر روانہ فرمایا سو حضرت نے جاکر متروکہ قبطیون کا ضبط کیا اور جو چیز قابل انتقال تھی
حضرت موسیٰ کے پاس بھیجی اور بعض چیزین بیچ ڈالین اور ایک شخص کو قبطیون سے
حاکم کردانا اور خود مع اور بنی اسرائیل کے واپس تشریف لائے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام
قوم کو لیکر جانب شام روانہ ہوے اس روایت سے دونون باتین معلوم ہوتی ہین یعنی بعضون کا
مصر مین جانا اور انکا متروکہ اپنے قبضے مین لانا اور پھر آنا بخوبی واضح ہوا اور یہ غلط مورخین
مفسرین نے اسواسطے کیا ہی کہ تواریخ اسرائیلیہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جب بنی اسرائیل مصر کے
۵۷ ملک سے نکلے تو وہان پھر نہین گئے بلکہ کنعان مین داخل ہوے اور ظاہر آیۃ سورۂ شعرا
فاخرجناہم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثناہا بنی اسرائیل سے واضح
ہوتا تھا کہ پھر بنی اسرائیل ملک مصر مین گئے اور چشمے اور خزانے اور گھر خاصے اُنکے
بنی اسرائیل کے ہاتھ لگے تھے کہ ملا حسین واعظ کاشفی نے اسی شبہے سے اورثناہا بنی اسرائیل کی
تفسیر مین لکھا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ زمانۂ داؤد وسلیمان علیہم السلام مین بنی اسرائیل کو
ملک مصر پر استیلا حاصل ہوا ہی اور اسی غلط بیجا سے نصاریٰ کفار اعتراض کرنے لگے
کہ تواریخ سے پھر نہ آنا بنی اسرائیل کا مصر مین معلوم ہوتا ہی اور قرآن شریف سے پھر آنا
مصر مین پایا جاتا ہی ہر چند کہ یہ امر متعلق اعتقادیات کے نہین لیکن پھر بھی قول صحیح
اس بات مین لکھنا ضرور ہی تاکہ پھر شبہہ وشک کسی کافر بیدین کا کلام اللہ سے نہ لگ سکے
واضح ہو کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونیون کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی
قوم کو لیکر ملک مصر مین داخل ہوے اور خزاین مصر وسونے وچاندی کی کانین اور
باغات جو کنارے دریاے نیل کے واقع تھے اور مکان اونچے وبلند اور کرسیان
سونے کی جسپر فرعون ملعون بیٹھتا تھا اور جمیع اسباب وزیور متروکہ قبطیون کا سوا اُسکے
اُسکے جو عاریت لے گئے تھے اور سوا اُسکے جو دریا پر لوٹ مین ہاتھ لگا تھا سب

یعنی پس نکالا ہم نے انکو باغون سے اور چشمون اور خزانون اور مکان عمدہ سے اور اسی طرح وارث کیا ہم نے انکا بنی اسرائیل کو

بنی اسرائیل کو ملا اور بخوبی تصرف اُنکا ملک مصر و اطراف مصر پر جاری ہوا چنانچہ علامہ بغوی
کہ افخام محدثین مین ہین تفسیر معالم التنزیل مین صاف بیان فرماتے ہین کہ بعد ہلاکی
فرعون کے بنی اسرائیل مصر مین آئے اور اُسکے اموال و مساکن پر متصرف ہوئے اور
استاذ الاستاذ مولانا حضرت شاہ حافظ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی تفسیر مین
بخوبی تصریح فرماتے ہین کہ جب فرعون اور فرعونی ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر
دستیاب ہوئے تو مظنہ اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز مین رکھ
کارجہاد و قتال اور ریاضات و عبادات سے جی چراوینگے تب حضرت موسیٰ نے حکم
آلہی سہونچایا کہ اللہ صاحب حکم دیتے ہین کہ زمین شام جبارین عمالقہ سے بجہاد و قتال
چھین لو اور وہین توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف مین کہین اس
بات کی تصریح نہین ہو کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر مین نہین گئے اور تاریخون کی ہر بات
صحیح و ثابت ہونا ضرور نہین کیونکہ ہرگاہ توریت و انجیل کا بسبب فقدان اسناد و تخلیط
کلام صاحب کتاب وغیرہ صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت تحریف کے بمقابلہ قرآن بلکہ
بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث کے کچھ اعتبار نہین ہو تو اور تاریخون کا کیا اعتبار رہے
بلکہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ مورخین نے تواریخ اسرائیلیہ سے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل ملک
مصر مین نہین گئے اور بعض مفسرین نے بھی بلا لحاظ اُسی اعتماد پہ لکھدیا اور اگر کوئی ملحد
نصرانی یہ کہے کہ ہم اپنے باپ دادون کے حالات سے بہ نسبت اہل اسلام کے زیادہ تر
واقف ہین اور ہمارے مورخ لکھتے ہین کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر مین داخل نہین ہوئے
بلکہ کنعان مین رہے اور اُسی کے موافق بعض مورخین اہل اسلام بھی لکھتے ہین پس آیت
قرآنیہ واورثنا ہا بنی اسرائیل تناقض واقع ہی جواب اسکا یہ ہو کہ توریت و انجیل و تواریخ
اسرائیلیہ بمقابلہ قرآن مجید اسطرح واقع ہین جیسے مہابھارت اور حاتم طائی اور چار درویش کے
قصے اور جب چھاپہ جدید ہوتا ہو تب دو چار باتین کم و زیادہ ہوتی ہین تو تناقض انکا قابل
لحاظ نہین الا بر تقدیر تسلیم کہا جاتا ہو کہ لفظ بنی اسرائیل کا جو قرآن شریف مین واقع ہو کچھ
ضرور نہین کہ اُس سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قلزم سے پار ہوا تھا بلکہ
جائز ہو کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل ہین وے بھی داخل ہین مراد ہو وین اس
صورت مین تواریخ اسرائیلیہ سے بھی خلاف نہین رہا کیونکہ تمام تواریخ ملک شام و بلاد اسرائیلیہ سے

ظاہر ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑھائی تھی علاوہ برین
یہ محاورہ بھی صحیح ہی مثلاً جو کہین کہ شاہنشاہی اور سلطنت کیانیون سے بلکہ مطلق پارسیون سے
نکل گئی اور اب فرنگیون کو ملی ہی حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ مین
فرنگیونکی حکومت نہین ہی اسیطرح اُس آیت کا مطلب ہوسکتا ہی کہ دنیا کی نعمتین فرعونیون سے
چھین لی گئین اور بنی اسرائیل کو ملین یعنی کچھ یہ ضرور نہین ہی کہ خاص خاص وہی چیزین
دنیا کی جو فرعونیون کے پاس تھین بنی اسرائیل کو ملین اور مطلق نعماے دنیویہ کا ملنا
بنی اسرائیل کو بعد غرق فرعون بالاتفاق مسلم الثبوت ہی اور اگر آیت موصوفہ مین بنی اسرائیل کے
لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ اترا تھا اور از روے تواریخ بلکہ اصل
توریت سے ثابت ہو جاے کہ اُس طبقے والے پھر مصر مین نہین گئے تو بھی آیت مین کچھ شبہہ
نہین رہتا ہی کیونکہ کتاب خروج کے باب سوم نسخہ ۱۸۲۵ء مین بنی اسرائیل کے مصر سے
نکلنے کی حالات کے بیان مین لکھا ہی کہ ہر ایک عورت اپنے پڑوس سے اور اُس سے جو اُسکے
گھر مین رہتے ہین روپئے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیگی اور تم اپنی بیٹون اور بیٹیون کو
پہناؤگے اور مصریون کو غارت کروگے اور باب دوازدہم کے ورس ۳۸ مین ہی کہ اُنھون نے مصریون کو
لوٹ لیا اور یہی توریت سے ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل کے لشکر مین جب قلزم سے اُترے ہین چھ لاکھ صرف
جنگی جوانمرد تھے اور اُتنے ہی اُنکی عورتین تھین اور بوڑھے اور لڑکے اور اَور عورتین اسکے
علاوہ اور ہر ایک مرد اور عورت نے چاندی سونے کا اسباب ہر ایک مرد اور عورت مصری سے
لیا تو لحاظ کیا جاے کہ کرورون روپیہ کی دولت ہوئی اور اسی کو لوٹ لینا بولتے ہین اور
اسیکو کنز اور کنوز کہتے ہین کہ بعد غرق ہونے فرعون اور مصریون کے وہ کرورون کی دولت
اور گنج بنی اسرائیل کے قبضے مین ہوگئے گو مصر مین نہ بھی گئے ہون القصہ بعد ہلاکی فرعون
اور فرعونیون کے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل جو اُنکے ساتھ دریاے قلزم سے
پار اُتری تھی پھر مصر مین تشریف لاے اور ملک مصر پر مسلط ہوے تو چند روز کے بعد
قبطیون کی صحبت سے بعضے بنی اسرائیل جاہل بت پرستی کے شوق مین پڑے اور کہنے لگے
اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ تب حضرت موسیٰ نے اُنکو سمجھایا جسطرح اوپر بیان ہوا اور عبرت کے لیے
پھر دریا کے کنارے تشریف لاے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آوین جب دس مہینے
گذرے تب بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جاہل مردود پشیمان ہوکے

بعذر خواہی سے پیش آئے اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکا گناہ بخشوایا اور یاد دلایا
کہ تمنے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالے ہمکو فرعون اور فرعونیون کی قید اور ظلم سے رہائی بخشے
تو ہم طاعت اور عبادت حق مین کوشش کرینگے اب وہ نذر ادا کرو اس عرصہ تک بنی اسرائیل
شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہمکو تمہارا قول جان ودل سے قبول ہو لیکن احکام الٰہی کی
ہمکو اطلاع نہین ہو کہ ہم اُسپر قائم ہون ہمارے لیے کوئی کتاب خدا کے پاس سے لاؤ تا کہ
موافق اُسکے راہ مستقیم پر چلین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین التماس کیا
ارشاد ہوا کہ پہاڑ پر جو کہ تمہاری عطاے رسالت کا مقام ہو حاضر ہو اور تیس دن روزہ رکھکر
اعتکاف کرو تب کتاب ملیگی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم اپنی حضرت ہارون
علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ رہ میری قوم مین
اور سنوار اور نہ چل بگاڑ والون کی راہ کما قال فی سورۃ الاعراف قال موسیٰ لاخیہ ہارون
اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تو ستر آدمی
قوم کے بروایت بعض ساتھ ہوئے جب قریب کوہ طور کے پہونچے تو قوم کو پہاڑ کے نیچے چھوڑا
اور خود بذات پاک شوق الٰہی مین پہاڑ پر چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ اعتکاف مین
بیٹھے جب اعتکاف کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خوری اور روزہ داری کے منھ کی بو مین
تغیر معلوم ہوا اسلیے مسواک فرمائی اُسیوقت جانب غیب سے ارشاد ہوا کہ بو میرے نزدیک
مشک سے بہتر تھی اسکو کس لیے زائل کیا کما جاء فی الاثر خلوف فم الصائمین اطیب عند اللہ من
ریح المسک والزعفران اب دس روز جرمانہ مین اور روزہ رکھو اور دس رات اعتکاف کرو
کہ دسوین ذی الحجہ کو کتاب وخلعت کلیمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات
اور اعتکاف کیا چنانچہ ارشاد ہوا وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات ربہ
اربعین لیلۃ یعنی وعدہ ٹھہرایا ہمنے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس اور سے تب
پوری ہوئی مدت رب کی چالیس رات مین بالجملہ دسوین ذی الحجہ کو توریت عنایت ہوئی سات
لوحین یا دس یا نو اور زاد المسیر مین لکھا ہو کہ بارہ تھین یہ قول اہل کتاب کے موافق ہو
اور طول ہر لوح کا بارہ یا دس گز کا تھا اور وہ لوحین یاقوت احمر کی یا بیری بہشت کی لکڑی
کی تھین اصح یہ ہو کہ سبز زمرد کی تھین اور اسمین اچھی باتین جسکے کرنے کا حکم ہو اور بُری
باتین جسکے نہ کرنے کا حکم ہو لکھی تھین ینابیع مین لکھا ہو کہ حق سبحانہ تعالے نے بے واسطہ

حضرت موسیٰ سے کلام کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت مین سات لاکھ کلمے ہین اصح یہ ہے کہ چورانوے ہزار کلمے ارشاد کیے آور کشاف مین ہے کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا مدارک مین ہے کہ توریت ایک شتربار تھی کسی نے سواے حضرت موسیٰ اور یوشع اور عزیر اور عیسیٰ علیہ السلام کے تمام نہین پڑھی اور اسمین ہزار سورتین تھین ہر سورت مین ہزار آیات **فائدہ** سورۂ بقر مین ارشاد ہے کہ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ اور سورۂ اعراف مین واعدنا ثلثین لیلۃ تو بظاہر تناقض ہے بالحقیقت مین تناقض نہین کیونکہ سورۂ بقر مین اجمال تمام مدت خلوت کا مع الاصل والزیادۃ ذکر فرمایا ہے اور سورۂ اعراف مین بنظر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس رات تھی مع جرمانہ کہ مقابلہ مسواک کے ہوا تھا جدا جدا ارشاد ہوا ہے پس تناقض کچھ نہین کیونکہ اجمال اور تفصیل مین مخالفت نہین ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی سے چالیس درم قرض لے کے کہے کہ مین چالیس درم کا قرضدار ہون تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر کہے کہ مین نے تیس درم فلانی بابت لی تھین اور دس فلانی بابت یہ تفصیل بھی درست ہے خصوص کہ ختم میقات کا باربعین لیلۃ مذکور ہوا ہے **فائدہ** اربعین یوما اسلیے نہ فرمایا کہ تیس راتین ذیقعدہ کی تھین اور دس اول ذیحجہ کی اور دسوان روز وقت عنایت کتاب کا تھا اگر یوما فرماتے تو روز دہم بھی داخل اعتکاف ہوجاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا حرام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ رات وقت خلوت ہے اہل ریاضت راتہی مین عبادت کرتے ہین لہذا رات کی تخصیص ہوئی اور یہ بھی ہے کہ شمار شہور عرب مین دور قمر پہ ہے ابتدا اسکی رات سے ہوتی ہے آور تفسیر جواہر مین لکھا ہے کہ کشف الاسرار مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصال ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی افطار نہو اگر اربعین یوما فرماتے تو روزہ متعارف مفہوم ہوتا اور بحر الحقائق مین ہے کہ اگر اربعین یوما ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان کرتے کہ دن واسطے عبادت کے ہے رات واسطے آرام کے جب رات ارشاد ہوئی جانا کہ روز و شب حکم عبادت کا ہے اور اہل معرفت کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ سے وعدہ وصل تھا اور میعاد دوستون کی بیشتر رات ہوتی ہے کہ زمان خلوت عاشقان و وقت صحبت دوستان ہے اور رات روندگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سحرگاہ کا کوچہ **فائدہ** تخصیص چالیس رات کی اسلیے فرمائی کہ اس عدد کو کمال اعتبار ہے حدیث شریف مین وارد ہے من اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ وخمرت طینۃ آدم اربعین صباحا اور اسی مدت مین بچہ رحم مادر مین ایک حال سے دوسرے حال

انتقال کرتا ہو یعنی چالیس روز نطفہ چالیس روز خون بستہ چالیس روز گوشت پارہ تب کہین
روح پھونکی جاتی ہو اس سبب سے حضرات صوفیہ قاطبۃً ایک چلہ خلوت و ریاضت کیواسطے
مقرر کرتے ہین اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہین اور یہ بھی ہو کہ اہل حساب کے نزدیک
مراتب اعداد کے چار ہین آحاد عشرات مآت الوف اور عدد کامل کلام الٰہی مین عشرہ ہو
کہ تلک عشرۃ کاملۃ اور جب دس کو چار مین ضرب کرین تو چالیس ہوتے ہین فائدہ یہ معراج
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جسمین اسطرح ریاضت ہوئی بعد ازان کلیم اللہ ہوئے اور
ہمارے حضرت کی معراج بلا تکلیف و ریاضت ہوئی اس سے اور اس سے فرق زمین و آسمان کا ہو
ایک دن حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ الٰہی تو نے مجکو کلیم کیا اور محمد کو حبیب سو ان دونون مین
کیا فرق ہو خطاب ہوا کہ حبیب وہ ہو جسکی رضا جوئی مین کرون اور کلیم وہ کہ میری رضا جوئی کرے
اور کلیم وہ ہو جو مجکو دوست رکھے اور حبیب وہ ہو جسے مین دوست رکھون اور کلیم وہ ہو جو
چالیس دن روزہ رکھے اور چالیس رات برابر عبادت کرے پھر طور پر حاضر ہو کر مجھسے
کلام کرے اور حبیب وہ ہو کہ فراغت سے اپنے گھر مین فرش پر سووے اور مین اسکی
طلب مین جبرئیل کو بھیجون کہ طرفۃ العین مین اپنے پاس بلاؤن اور ایسے مراتب عطا کرون
کہ ہرگز کسی مخلوق کا ادراک وہان تک نہ پہونچے ؎ سیمرغ فہم ہیچکس از انبیا نرفت * آنجا کہ
تو ببال کرامت پریدۂ * ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند * آنجا کہ جائے نیست تو آنجا
رسیدۂ * القصہ حضرت موسیٰ کو توقف ہوا بنی اسرائیل پر ایک حادثہ پیش آیا کہ گوسالہ پرستی
کرنے لگے اور صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ موسیٰ ابن ظفر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے تھا
خواہ قبیلہ سامرہ خواہ کرمان سے صنعت زرگری مین بڑا استاد اور قالب تراشی مین ثانی بہزاد
جسدن فرعون غرق ہوا ہو حضرت جبرئیل ایک اسپ مادہ پر سوار کنار نیل پھرتے تھے اور جس جگہ
نقش سم پڑتا تھا وہ زمین سبز ہو جاتی تھی یہ شخص حضرت جبرئیل کو پہچانتا تھا سو اسنے قدرے خاک
زیر سم لیکر تبرکاً اپنے پاس رکھی اور یہ خیال مین تھا کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہو
کسی وقت یہ کام آویگی چنانچہ بعد تشریف بری حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل نے حضرت
ہارون سے کہا کہ ہم لوگ قبطیون سے زیور عاریت لائے تھے اب کیا کرین حضرت ہارون نے
فرمایا کہ اسکو جلا کر خاک مین دفن کرو سب لوگ مستعد ہوئے سامری نے کہا اگر زیور مجھے ملے
تو مین ایک طلسم عصائے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤن جس سے تم لوگ موسیٰ کی پروا ہی کرنے لگو

بنی اسرائیل اپنی بلادت سے وہم مین آگئے اور سامری نے ایک گوسالہ سونے کا پورا بنا دیا اور
خاک محفوظہ اُسکے جوف مین محفوظ کی کہ اُسکو حرکت پیدا ہوئی اور بولنے لگا بعضون کے نزدیک
گوشت وپوست بھی پیدا ہوگیا حقیقت یہ ہے کہ سونا تھا کافرون کا اُسمین خاک برکت کی پڑی
تو حق وباطل کے ملنے سے ایک کرشمہ پیدا ہوا اور سامری اور اُسکے توابع بولے کہ موسےٰ تلاش
حق مین پھرتا ہے اور وہ یہان موجود ہے شاید وہ بھول گیا ہے کما قال اللہ تعالےٰ ہذا الٰھکم والٰہ
موسیٰ فنسی یعنی یہ صاحب تمھارا ہے اور صاحب ہے موسیٰ کا سو وہ بھول گیا اور دوسری جگہ
تلاش کو گیا ہے بنی اسرائیل ضعیف العقیدہ کہنے لگے سچ تو ہے تیس دن وعدے کے گذر گئے
اور موسےٰ نہین پھرے غالبًا خدا نہین ملا اس بات سے آٹھ ہزار خواہ بارہ ہزار بنی اسرائیل
گوسالہ پرست ہوگئے وبحکم مثل مشہور ع انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم * گرد اُس بچھڑے کے لگ بیٹھے
اور سامری نے ایک خیمہ قائم کیا اور فرش بچھایا اور نوبت بجوائی گانا بجانا شروع ہوا زن ومرد
تماشے کو چلے ابلیس نے عجب زور پکڑا معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت جبرئیل کو سامری اس
سبب سے پہچانتا تھا کہ سال قتل مین سامری پیدا ہوا تو اُسکی مان نے خوف سے دریائے
نیل کے کنارے ایک گڑھے مین ڈال دیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام اُسکی پرورش پر
مقرر ہوے کہ ہر روز اُسکے پاس تشریف لاتے وہ دیکھتا تھا الغرض جب یہ خرابی پڑی تو حضرت
ہارون علیہ السلام نے کہا یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمٰن فاتبعونی واطیعوا امری یعنے
اے قوم اور کچھ نہین تمکو بھٹکا دیا ہے اسپر اور تمھارا پروردگار رحمان ہے سو میری راہ چلو اور میری
بات مانو کہنے لگے ہم تو رہینگے اسپر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہمارے پاس موسیٰ نبی دیکھین
موسیٰ علیہ السلام بھی اسکو پوجتے ہین کہ نہین کیونکہ سامری نے کہا ہے کہ یہ گوسالہ موسیٰ کا خدا ہے
دیکھین اُسکی بات درست ہے یا نہین اور اس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھی
وہ اپنے کام مین مصروف تھے مگر اللہ صاحب نے خبر دی کما قال فانا قد فتنا قومک من بعدک
واضلھم السامری یعنی ہمنے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا اُسکو سامری نے یعنی
تیری قوم نے کفران نعمت عجیب غریب اختیار کیا ہے کہ ہرگز کوئی جاہل بھی نہ کریگا کیونکہ جس بات پر
فرعون بلاتا تھا اُس سے ذلیل تر بات سامری کے کہنے سے اختیار کی ہے حالانکہ فرعون ایک با دبدبہ وشان
دبدبہ وشوکت تھا اور ظاہر مین مالک نفع وضرر اُسکا سجدۂ تعظیمی فی الجملہ معقولیت رکھتا تھا
لیکن یہ گوسالہ لایعقل کہ بلادت وحمق مین ضرب المثل ہے اور کسی وجہ سے لائق تعظیم نہین اسکو

ایک زرگر بے اعتبار کے کہنے سے خدا ٹھہرا کر اُس سے لگ بیٹھے ہین اور دھوم مچا رہے ہین شامیانہ تانا ہی نوبت جھڑتی ہی گانا بجانا ہو رہا ہی یہ احوال سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے اور مضطرب ہوے اور کوہ طور سے غصہ و غضب مین افسوس کرتے ہاتھ ملتے پھرے کما قال اللہ تعالے فرجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا یعنی بعد چالیس دن کے الواح توریت لیکر پھرے قوم کی طرف غصہ بھرے پچھتاتے فائدہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب چالیس کا چلہ کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم مین آئے تو بسبب بریق و لمعان کے کسی کو تاب نہ تھی کہ چہرۂ مبارک دیکھتا اور جس کسی نے دیکھ لیا وہ مرگیا لہذا حضرت نے ایک برقع اپنے چہرۂ نورانی پر ڈالا اور کسیکو صورت اپنی نہ دکھلاتے تھے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ سے رات کے وقت چونٹی کا چلنا زمین پر دیکھتے تھے اور جب غضب مین بھرتے تھے تو ایک شعلۂ آتش تاج مبارک سے نکلتا تھا ہذا فی اخبار الدول ولم یوجد فی التفاسیر الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام مع الواح توریت قوم مین جلوہ فرما ہوے تو اسوقت قوم کے تین گروہ تھے ایک باغواے سامری گوسالہ پرست دوسرا حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع و فرمان بردار تیسرا ساکت و متوقف نہ شریک نہ مانع دفعۃً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی پوچھا یہ آواز فتنہ کہان سے آئی معلوم ہوا کہ گوسالہ پرستی ہو رہی ہی تب قوم سے مخاطب ہوے اور فرمایا سورۂ اعراف مین ہی بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم والقی الالواح یعنی کیا بُری جگہ رکھی تمنے میرے بعد کیون جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دین تختیان تفسیر ینابیع مین ہی کہ لوحین توریت کی جلدی سے زمین پر رکھدین اور جمہور مفسرین کہتے ہین کہ اسطرح رکھین کہ ٹوٹ گئین کہ چھ سبع توریت آسمان پر اٹھگیا ایک سبع ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انکا سر پکڑا اور اپنی طرف کھینچا کما قال اللہ تعالے اخذ براس اخیہ یجرہ الیہ اور فرمایا ما منعک اذ رایتہم ضلوا الا تتبعن افعصیت امری یعنی ای ہارون تجھکو کیا اٹکاؤ تھا جب دیکھا تو نے کہ وہ بہکے تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے روکیا میرا حکم قال لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی یعنی کہا ہارون نے ای میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری داڑھی نہ سر مین ڈرا کہ تو کہیگا پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل مین اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھے کہہ گئے تھے کہ سبکو متفق رکھنا پھر اگر مین

انسے لڑتا تو تم ناراض ہوتے اسلیے مین نے گوسالہ پرستون کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھاتا رہا اور جو مین چھیڑتا تو دو فرقے ہو جاتے کہ بعضے قتل کرتے بعضون کو سو مین تمھارے انتظار رہا اب تم آئے ہو ان لوگون سے دریافت کرو اور یہ تو پر ظاہر ہی کہ قوم نے مجھے تنہا و بیچارہ سمجھا اور میرا کہا نہ مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالین چنانچہ سورۂ اعراف مین نازل ہوا قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعداء ولا تجعلنی مع القوم الظالمین یعنی کہا ہارون نے ای میری مان کے جنے لوگون نے مجھے بودا سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالین سو مت ہنسا مجھپر دشمنون کو اور نہ ملا مجھکو گنہگار لوگون مین فائدہ حضرت ہارون اور آنکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام تھے لیکن جب انکے خلیفہ ہوے تو امت حکم مین نہ رہی خلافت اور کی قسمت مین تھی خلیفہ وہ ہی کہ امت پیغمبر کو دین و دنیا کے بندوبست مین رکھے جسطرح پیغمبر سنوارا کیا تا کہ نصرت حق انکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کے ساتھ بجا لاوے تا کہ برکت و قبولیت حاصل ہو توریت مین بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہین فائدہ ایک عجیب بات توریت کے بتیسوین باب کتاب الخروج مین لکھی ہی معاذ اللہ منہا کہ حضرت ہارون نے بنی اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا ڈھالکر معبود قرار دیا اور آپس مین کہا کہ بنی اسرائیل کو یہی مصر سے نکال لایا ہی اور اسپر نذرین چڑھوائین اور سب لوگون کو برہنہ کروایا کہ انکی ہنسی ہوئی اس بات کی یہوواہ نے موسیٰ کو خبر دی اور ہارون مورد غضب ہوے انتہیٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب رہنمائی کے باب مین بھی عصمت نرہی تو پھر شریعت کا کہان پتا لگتا ہی الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عذر معقول حضرت ہارون علیہ السلام کا قبول کیا اور کہا رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت ارحم الراحمین یعنی معاف کر مجکو کہ مین نے بڑے بھائی اپنے سے بے ادبی کی یا مین نے الواح توریت ڈال دین غصے مین اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنے رحم و پناہ عصمت مین دنیا و آخرت مین کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہی فائدہ اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے برادر اعیانی یعنی لاب و ام تھے لیکن حضرت ہارون نے واسطے ملائمت و رقت قلب رسول خدا کے ابن ام کہا اسلیے کہ جانب ام مقتضی لطف و مہربانی و ہمدردی و غمخواری کا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جیسی مان کو اور اسکے علاقہ دارون اور قریبون کو

ف معنی خلیفہ

ف وجہ قول ابن ام

محبت ہوتی ہی اُسکا عشر عشیر جانب پدر مین نہین دیکھا گیا الا ماشا راللہ جسطرح بعض مقامات مین
واقع ہوا ہی الا ہونا دریا لجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اتنی مدت قلیلہ مفارقت
مین تم گھبرا گئے اور بے ایمان ہوگئے اب دل سے چاہا تمنے کہ غضب اللہ کا تمپر نازل ہو
اسلیے کہ تمنے میرے وعدے کے خلاف کیا بولے ہمنے وعدہ خلافی نہین کی مگر مال وزر
قبطیون کا ہم بعاریت لائے تھے اُس مقدمے مین ہمنے ہارون سے پوچھا اُنھون نے
فرمایا اسے جلاؤ یہ تمھارے لینے کے لائق نہین ہو سو ہمنے گڑھا کھود کر آگ مین ڈالا اور
سامری نے بھی جو اُسکے پاس تھا ڈالدیا سو یہ گوسالہ بن گیا تب اُسنے کہا یہ تمھارا اور
موسیٰ کا خدا ہی فرمایا تم نہین دیکھتے کہ یہ گوسالہ کسی بات کا جواب نہین دیتا اور نہ کچھ اختیار
رکھتا ہو نفع وضرر کا پھر تمنے کسطرح اسکو خدا جانا بولے اسکا حال سامری سے پوچھیے تب حضرت
موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور فرمایا فما خطبک یا سامری قال بصرت بما لم یبصروا بہ
فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا وکذلک سولت لی نفسی یعنی اب تیری کیا حقیقت ہی
اے سامری بولا مین نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا سو بھری مین نے ایک مٹھی پیر کے نیچے سے
اُس بھیجے ہوے کے یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پھر مین نے وہی ڈالدی اور یہی مصلحت دی
مجکو میرے جی نے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چل دنیا مین تجکو یہ آفت ہو کہ کہا کر
لا مساس یعنی نہ چھیڑو اور آخرت کا عذاب جو ہوگا سو دیکھیگا اور نگاہ کر اپنے ٹھاکر کو جسپر تو
لگا بیٹھا ہی کہ مین اُسکو جلاتا ہون اور خاک اُسکی دریا مین ڈالے دیتا ہون چنانچہ اللہ صاحب نے
سورۂ طہ مین فرمایا قال فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول لا مساس وان لک موعدا لن
تخلفہ وانظر الی الٰہک الذی ظلت علیہ عاکفا لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا سو یہ اتفاق ہوا کہ
دنیا مین سامری بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ سب لوگون سے رہتا اگر وہ کسیسے ملتا یا کوئی
اُس سے ملتا دونون کو تپ چڑھتی اس سبب سے لوگون کو دور دور کرتا معالم التنزیل مین حضرت
ابن عباس سے روایت ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لا اسامرک ولا ولدک سو جنگل مین
جانورون کے پاس رہتا آدمیون سے نہ ملتا اور جب کوئی اُسکے قریب جاتا تو کہتا میرے پاس
نہ آؤ اور مجھے نہ چھیڑو بلکہ اب تک قبیلہ سامرہ مین یہ بات موجود ہی کہ جب کسی غیر کا بدن
کسی سے لگ جاتا ہی تو ساری قوم سامرہ کو تپ لاحق ہوجاتی ہی لباب التفسیر مین لکھا ہی کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر حکم الٰہی یہ صادر ہوا کہ سامری مین

ایک صفت سخاوت کی ہی جس سے خلق کو نفع ہی لہذا نفع حیات اُس سے دور کرنا نہ چاہیے
شعر ہر نہالے کہ برگ دارد و بر * باد ز آب حیات تازہ و تر * وانچہ بے میوہ باشد و سایۂ
بہ کہ گردد تنور را مایہ * اس باعث سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے قتل سے باز رہے
اور یہ فرمایا کہ قوم سے دور ہو یہ جو اللہ صاحب نے فرمایا وان لک موعدا لن تخلفہ اس سے
مراد عذاب آخرت ہی یا دجال کا نکلنا کہ وہ بھی یہودی ہوگا اور سامری کا فساد پورا کریگا
القصہ جب حضرت موسے علیہ السلام کا غضب و غصہ فرو ہوا تو اول الواح توریت اٹھالین
پھر اُس گوسالے کو ذبح کیا تو اُسمین بسبب گوشت کے خون نکلا پھر اُسے آگ مین جلوایا اور
خاک دریا مین ڈلوائی تو گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور پانی بطریق تبرک لاکر نوش کرتے
فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک ہر قوم کے واسطے ایک گوسالہ ہی کہ اُسکی پرستش مین مشغول
رہتے ہین گو بظاہر مسلمان و دین دار کہلاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین اسطرف اشارہ
آیا ہی کہ بدحال ہی اس شخص کا جو اشرفی روپیہ و شال و دوشالے و جامۂ زیب کا بندہ ہی اگر اُسکو
خدا کی طرف سے یہ سب چیزین عنایت ہوئین تو خوش ہی نہین تو ناخوش اور شاکی ہی یا الٰہی
تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدق سے مجکو اور سب مسلمانون کو محفوظ رکھ فائدہ
علما کو اختلاف ہی اس بات مین کہ بنی اسرائیل باوجود مشاہدۂ معجزات قاہرہ اور ملاحظہ
خوارق باہرہ کہ وجود صانع مختار اور صدق نبوت موسیٰ علیہ السلام پر دلیل تھی کسطرح اس
نامعقول صنعت پر فریفتہ ہوگئے اور دام فریب مین پھنسے بعضے کہتے ہین کہ سامری نے
پہلے سے یہ شبہات اُنکے دل مین ڈال رکھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بامداد
نیرنجات اور طلسمات خوارق عادات پر قدرت حاصل ہوئی ہی پس تم بھی ایک طلسم بناؤ
کہ حضرت موسیٰ کی برابری کرنے لگو اور جمہور علما قائل ہین کہ اکثر بنی اسرائیل حلولی مذہب تھے
یعنی حلول باری بعضے اجسام مین تجویز کیا کرتے تھے سامری نے اس حیلے سے اُنکو فریفتہ کیا
کہ تمہارے پروردگار نے اس گوسالہ مین حلول کیا ہی اور اُسکی آواز اور حرکت کو شاہد دعوی
قرار دینے لگا جسطرح ہنود بے عقل بلید الطبع جہان کہین امر عجیب دیکھتے ہین وہان حلول
خالق کا اعتقاد کرتے ہین اور پرستش اور تعظیم مفرط بجا لاتے ہین اکثر آیات اور احادیث
اس قول کے موافق ہین اور قول اول سے منافی بالجملہ یہ امر قبیح اور فعل شنیع بنی اسرائیل کا
اقبح انواع کفر مین ہی مقتضی تھا کہ فی الفور اُنکو نیست و نابود کرین اور فرصت توبہ نہ دین

اور گنجایش عذر اور معذرت کی نہ رکھین لیکن حق تعالے نے از روی رافت اور رحمت کہ
بالاصالۃ متوجہ حضرت موسیٰ اور ہارون سے تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے مواخذہ
دنیویہ نفرمایا بلکہ ارشاد ہوا کہ ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون یعنی پھر معاف کیا ہمنے
تمکو اسپر بھی شاید تم احسان مانو یعنی عذاب دنیا کا فی الحال اسواسطے اٹھایا گیا ہی کہ شاید زمانہ
آیندہ مین تم شکر نعمتون کا کرو اور عبادت مین مشقت گوارا کرو کیونکہ استعداد تمہارے
فطرتے کی باطل نہین ہوئی ہی امید ہی کہ اچھے لوگ تمسے پیدا ہون اور کار معرفت اور
عبادت مین مشغولی اختیار کرین بخلاف آل فرعون کے کہ انکی استعداد بالکل زائل ہوگئی تھی
مگر عذاب آخرت سے نہ بچوگے بلا توبہ اس گفتگو سے وہ اعتراض جو لازم آتا ہی کہ
پرستش گوسالہ بلاشبہہ کفر ہی بلکہ اقبح انواع کفر مین ہی اور کفر صلاحیت عفو نہین رکھتا
اور بلا توبہ مغفور نہین ہوتا دفع ہوگیا کیونکہ مراد عفو سے ترک مواخذہ دنیویہ ہی نہ
مواخذہ اخرویہ چنانچہ کفار امت مصطفویہ بھی اس نعمت مین شریک ہین بلکہ بنی اسرائیل
بعد اس حرکت کے پچتائے اور سمجھے کہ ہم بیشک ضلالت مین پڑے تھے اور کہنے لگے
لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لنکونن من الخاسرین اگر نہ رحم کرے ہمکو رب ہمارا اور نہ بخشے تو
بیشک ہم خراب ہونگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال شفقت اور غمخواری سے
کہ آدمی کو نسبت اپنی قوم کے ہوتی ہی اور علاج انکے امراض کا مثل اپنے علاج کے
جانتا ہی اور اگر مرض قلبی سے بیخبر ہوتے ہین تو لطف اور عنایت سے خبردار کر دیتا ہی
فرمایا کہ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل یعنی تمنے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا اپنا لیکر کہ دیدہ دانستہ
اسکو اپنا معبود سمجھے اور حلول باری کے معتقد ہوگئے ہرچند کہ آواز کرنا اسکا بسبب
اس خاک کے امر عجیب وخارق عادت تھا لیکن جب فعل خارق عادت کسی عمل سے
صورت پکڑے تو اسکو امر غیبی جاننا خلاف عقل سلیم کے ہی ولہذا کھیل تماشے ساحرون
اور شعبدہ بازون کے اہل دانش کے نزدیک محض لغو ہوا کرتے ہین اور تم ایسے غافل
کہ فرعون اور ہامان کی تعظیم مین وہ دانائی کرتے رہے اور اس جگہ ایسے حیوان بنگئے
کہ بچھڑے کو معبود سمجھے پس کوئی علاج تمہارے مرض کی نہین ہی الا یہ کہ فتوبوا الی
بارئکم یعنی توبہ کرو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف کہ وہی تمہارا قالب تراش ہی تاکہ تمکو
لوث اس ظلم سے بری کر دے مگر شرط یہ ہی کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ

زبانی دکھلانے کے لیئے ہوتی ہے اور توبہ دلی خدا کے واسطے تب کہنے لگے کہ مجرد عذر سے ہمارا کام بن جائیگا یا نہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم مرتد ہوگئے اور حکم مرتد کا قتل ہے فاقتلوا انفسکم پس مار ڈالو اپنی جان کو کہ اُس گناہ کا بھی کفارہ ہے کیونکہ جو کوئی شخص حق منعم کا نگاہ نہ رکھے تو منعم کو چاہیئے کہ اُس سے اپنی نعمت پھیر لے جب تمنے نعمت حیات کا حق جو فیض باری سے تم مین جاری تھا تلف کر دیا یعنی عبادت خالق حکیم اور علیم کی ترک کرکے گوسالہ پلید الطبع کی پرستش مین جا پڑے تو اب حق تعالے تمسے نعمت حیات کی سلب کرتا ہے اور یہ بات اگرچہ بنظر ظاہر عقل نہایت قبیح اور بد معلوم ہوتی ہے لیکن ذلکم خیر لکم عند بارئکم یہ بہتر ہے تمکو اپنے خالق کے پاس کیونکہ اسکو دلالت ہے کمال محبت خالق پر کہ اُسکی راہ مین اپنی جان دیتے ہو اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمنے قالب پرستی اور جان آفرینی اسکی تسلیم کرلی ہے کہ اُسکے حکم سے اُسکی امانت پھیرے دیتے ہو اور اس محنت کے سبب سے عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہوگے اور ضرر دنیا کا ہر چند کہ سخت تر ہو لیکن عذاب آخرت سے پھر بھی سبک تر ہے بلکہ متناہی کو غیر متناہی سے کچھ مناسبت نہیں ہے اور موت بلا شبہہ آنے والی ہے پس تحمل شدت قتل مین کوئی ضرر نہیں الا تقدیم اور تاخیر وہ بھی وہم اور خیال ہے کیونکہ جسطرح موت مقدر ہے وقت موت بھی مقدر ہے در حقیقت کچھ پس و پیش نہیں پس بنی اسرائیل نے فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کیا فائدہ امت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ ایسے امور شاقہ سے معاف ہے جسطرح قتل نفس بنا بر توبہ اور قطع اعضاے خاطیہ اور قطع موضع نجاست اور عدم جواز نماز غیر مسجد مین اور عدم طہارت بالتیمم اور حرمت اکل صائم بعد نوم اور حرمت جماع لیالی رمضان مین اور منع طیبات بسبب گناہون کے اور چوتھائی مال زکوٰۃ دینا یعنی اگر دو سو کسی کے پاس ہون تو پچاس درہم صدقہ کرے اور مال زکوٰۃ اور غنیمت کو کسی کام مین نہ لانا بلکہ اُسکو رکھدیتے تھے کہ ایک آگ آسمان آکے جلا دیتی تھی اور جزا ایک نیکی کی ایک نیکی نہ کہ دس اور جو کوئی رات کو گناہ کرتا صبح کو اُسکے دروازے پر لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور پچاس نمازین رات و دن مین فرض تھین اور عفو قصاص سے حرام تھا اور حائضہ عورت سے ایام حیض مین مخالطت ممنوع تھی جیسا اب ہنود مین جاری ہے اور چربی اور رگین گوشت کی حرام تھین اور شکار کرنا بروز شنبہ حرام تھا اور رات کو نماز فرض تھی سونا درست نہ تھا وعلے ہذا القیاس اور احکام شدید بھی تھے

کہ وہ سب شدایداللہ صاحب نے اس امت سے اٹھالیے ہین بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ارشاد کیا کہ سب گوسالہ پرست اپنے گھرون سے بے سلاح اور بے خود وزرہ باہر نکلین اور
اپنے دونون زانو توڑ کر دروازون پر بیٹھین اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھین اور سر
اپنے زانو پر رکھ لین اور زخم تلوار سر پر لیتے رہین اور زانو بند کو کبھی نہ کھولین اور جنبش
نہ کرین اور ہاتھ پانؤن سے دفع نہ کرین اور جو شخص کچھ بھی عدول کریگا تو اُسکی توبہ
قبول نہین ہوگی دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بارہ ہزار
بنی اسرائیل کے ساتھ جو گوسالہ پرست نہ تھے روانہ کیا اور فرمایا کہ تلوارین ننگی ہاتھ مین لیے جاؤ
اور انکا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہوکے آواز
دینے لگے کہ اے بنی اسرائیل تمھارے بھائی قتل کرنے کو تلوارین کھینچے ہوے تم پر آتے ہین

فاتقوا اللہ واصبروا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہو کہ تین گروہ بنی اسرائیل مین تھے
دو گروہ کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا کہ باہم کشاکشی کرو جنھون نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو ارشاد
تھا کہ مقتول ہو اور جن لوگون نے نہ پرستش کی اور نہ انکار انکو ارشاد تھا کہ تم قتل کرو اور
جن لوگون نے انکار کیا تھا اور شریک حضرت ہارون کے ہوکے منع کرتے تھے وہ توبہ مین
شریک نہ تھے اور نہ محتاج بتوبہ تھے روایت ہو کہ جب قاتلون نے دیکھا کہ جنکو ہم قتل کرینگے
اُسمین کوئی بھائی ہو کوئی بھتیجا ہو کوئی بہن کا بیٹا ہو کوئی قرابت دار ہو کوئی دوست ہو متردد
ہوسے اور ہاتھ اُنکے شفقت سے قتل پر نہ اُٹھتے تھے اللہ جل شانہ نے ایک دھوان ایسا بھیجا
کہ بالکل اندھیرا ہوگیا اور بے صرفہ مارنے لگے کہ ستر یا اسی ہزار آدمی صبح سے تیسرے پہر تک
مارا گیا ٭ پدر را پور و پور ش را پدر کشت ٭ برادر را برادر بے خطر کشت ٭ تب عورتین اور
بچے بنی اسرائیل کے فریادی ہوکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے حضرت موسے
علیہ السلام نے سر کھولکر دعا مانگی ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولون اور غیر مقتون کی مقبول ہوئی
یعنی جو شخص مارا گیا اُسکو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص زندہ رہا لوث گناہ سے پاک ہوا
لطائف تفسیریہ مین لکھا ہو کہ یہ توبہ منسوخ نہین ہو مگر اسقدر کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ
سب کے سامنے قتل نفس کرین اور توبہ خواص اس امت مرحومہ کی یہ ہو کہ اپنے نفس کو
پوشیدہ قتل کرین آنحضرت نے مشقت قتل یکبارہ اُٹھائی اور نجات پاگئے اس امت کو مخالفت
ہوا مین ہر لحظہ قتل ہو حقائق الحقیہ مین لکھا ہو کہ قتل نفس ظاہر مین مومن و کافر دونون کر سکتے ہین

الا قتل نفس کا باطن مین بلا توفیق آلٰہی میسر نہین ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہے کہ اُسکی آرزو اور
مراد کو قطع کرے کہ مرتبہ اونے سے اوج معنی کو پہونچے ؎ نفس خود را کش جہانے زندہ کن ✤
خواجہ را کشتست اورا بندہ کن ✤ تو طمع داری کہ اورا بے جفا ✤ بستہ داری در وفا ہر ۔ در وفا
ہر خسے را این تمنا کے رسد ✤ موسیی باید کہ اژدر را کشد ✤ بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ
نکالتے ہین کہ بنی اسرائیل آپ اپنے نفس کو قتل کرین اور روایات اس قصے کی قاطبۃً مخالف
اس ظاہر کے واقع ہین پس حقیقت کلام کی مراد نہین ہے یا محمول ہے اسناد مجازی پر القصہ
جب یہ توبہ بنی اسرائیل سے واقع ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ
تمہارا سخت تر تھا گناہ آل فرعون سے کیونکہ تمنے بعد ایمان کے یہ کفر اختیار کیا تھا مگر
قبول ہوئی تمہاری توبہ انہ ہو التواب الرحیم برحق وہی ہے معاف کرنے والا فائدہ حدیث
شریف مین وارد ہے کہ اگر بندہ صدق دل سے توبہ اور ندامت کسی گناہ سے کرے تو
حق تعالےٰ اُسکو قبول فرماتا ہے اور یہ بنی اسرائیل کی ہدایت عمدہ تھی فارق بین الحق
والباطل قدما انکے باوجود ایسی مصیبت کے کمال بشاشت سے قبول کر کے اور معاصرین
ہمارے حضرت صلعم کے جو مخاطب اس کلام کے تھے بمجرد زبان بھی توبہ نہین کرتے تھے
اور عبادات سہل کو باوصف کثرت فضائل کے ادا نہین کرتے تھے یہ بھی کفران نعمت تھا
پوشیدہ نرہے کہ اس آیت مین امت محمدیہ صلعم کو خبردار فرماتے ہین کہ ہرگز توبہ و ندامت سے
منہ نہ پھیرو کہ امت موسویہ نے باوجود ایسی مشقت کے منہ نہین موڑا اور تمسے سوائے
ندامت کے اور کچھ مطلوب نہین ہے پس منہ کا موڑنا تمسے نہایت بعید ہے فائدہ بعضے فقہا
شبہہ کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مصر مین قبطیون کے پناہ مین تھے اور مستامن کو مال حربیون کا
لینا جائز نہین ہے اور بالفرض اگر بنی اسرائیل نے اس گناہ پر اقدام کیا تھا تو حضرت موسیٰ اور
ہارون نے باوصف اطلاع کے کیون منع نہ کیا جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ مستامن ہونا بنی اسرائیل کا
شہر مصر مین مسلم نہین ہے بلکہ بنی اسرائیل مصر مین مقید تھے اور قیدیون کو مال حربیون کا لے لینا
جس طرح سے ہاتھ لگے یعنی دزدی سے فریب سے خواہ گدائی وغیرہ سے بیشک درست ہے و اگر بالفرض
مستامن بھی ہون تو بھی اونکو اُس زر اور زیور کی حاجت تھی اسواسطے بعاریت سے لے لیا اور
وقت فرار استقدر فرصت نملی کہ واپس کرین اور اگر توقف کرتے تو گرفتار ہو جاتے بالجملہ
بنی اسرائیل باوصف معائنہ معجزات باہرہ او رمشاہدۂ آیات قاہرہ اور بملاحظہ عقوبات

متواترہ اور حصول نعماے غیر مترقبہ ہرگز اداے شکر پر مستعد نہوے بلکہ اُسی بے ادبی اور
سخت روئی مین مبتلا رہے اور سخت تر بے آدبی یہ تھی کہ ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
ہدایت کو کافی نہ سمجھے اور بولے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ سے بلا واسطہ
تمھارے سُنین تو البتہ قبول کرین حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص یہ بات چاہتا ہے
یا بعض صالح کہنے لگے کہ اگر ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگون کی جنکی خبر حد تواتر کو پہونچے اور
عقل کے نزدیک اجتماع انکا دروغ بندی پر محال ہو کلام آلہی بلا واسطہ سن آئے تو البتہ ہم
یقین کرین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی قوم سے اچھے اچھے لوگ اس کام کے
لیے چنو انھون نے ستر آدمی کہ صلاح و تقوی مین ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کیے اور حضور مین
حضرت موسیٰ کے لائے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کرکے گناہون سے توبہ کرو اور
تین دن روزہ رکھو اور تسبیح و تہلیل مین مشغول رہو بعد اُسکے میرے ساتھ چلو موافق ارشاد
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُن لوگون نے عمل کیا اور حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور کو
روانہ ہوے جب قریب تر پہونچے تو حضرت موسیٰ نے جناب آلہی مین عرض کیا کہ یارب العالمین
یہ جماعت صالحہ تیری باتون کی مشتاق آئی ہے اُنسے کلام فرما کہ یہ بھی سنین جسوقت
کوہ طور پر پہونچے تو نور سفید رقیق غمک شکل ابر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا کہ
سارا پہاڑ چھپ گیا بنی اسرائیل پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوے دیکھتے تھے اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام اُس دریاے نور مین غرق ہو گئے اور فرمایا کہ ہان کلام آلہی سنو
اُنھون نے بے شبہہ اور شک اپنے کانون سے کلام آلہی سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
خطاب ہوتا ہے اور امر و نہی کا ارشاد ہے تب حضرت موسیٰ کو پکارنے لگے کہ اے موسیٰ تم
مخاطب آلہی ہوے ہم محروم ہین دفعتہً ایک برق نوری انکی طرف آیا اور یہ کلام اُس
برق سے اُنکے کان مین پہونچا کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا اخرجتکم من ارض مصر فاعبدونی
ولا تعبدوا غیری یعنی بیشک ہون مین اللہ کوئی نہین معبود مگر مین مین نے نکالا تمکو زمین
مصر سے پس مجکو پوجو اور میرے غیر کو مت پوجو بعد اسکے کلام منقطع ہو گیا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام اُسی ابر مین مستغرق رہے جب وہ ابر کھلا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے
اور فرمانے لگے کہ تمنے کلام آلہی سن لیا اور اُسکے احکام سمجھ لیے بولے کہ ہم کسطرح سچ جانین
کہ یہ کلام آلہی تھا مبادا کوئی شیطان یا جن اس ابر مین آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام

کلام خدا ہے محض تقلیدی اور تمھارے کہنے سے البتہ ہو سکتا ہی اور حال یہ ہو کہ اگر تمھارے کہنے کا
یقین ہوتا تو حاجت نہ تھی کہ یہان تک آتے اب علاج اسکا یہ ہو کہ ہمکو اللہ کی صورت دکھلاؤ کہ اُس
صورت سے ہم آواز سنین اور یقین لائین کہ یہ آواز خدا ہی کی ہو شیطان اور جن کی نہین ہی
چنانچہ اللہ صاحب حکایت فرماتے ہین لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ یعنی ہم یقین نکرینگے جب تک
نہ دیکھین اللہ کو سامنے بصورت اور شکل جسطرح سے آواز بلند مکان سے سنتے ہین یعنی
ایسا بھی ہم نہین چاہتے کہ مانند درویشون اور عارفون کے شہود اور مشاہدہ مین
دیکھین کہ اسکو ہم مصنوعات خیالیہ جانتے ہین اور نہ ایسا جیسا کہ آخرت مین بعد رویت ہی
کہ بلا کیف دیدار الٰہی میسر ہوگا کیونکہ وہ دیدار بلا کیف ہماری عقول ناقصہ کے نزدیک
دیدار نہین دیدار وہی ہو جو عیانا صورت اور شکل سے محدود الجہات ہو جیسے آواز
کان مین آتی ہو انھین باتون مین تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی وہ سب
جل گئے فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون یعنی پھر لیا تمکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے
بعضے کہتے ہین کہ ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ اسکے ہول سے مر گئے مخفی نرہے کہ اس
کہ اس سوء ادبی پر دو وجہ سے غضب الٰہی نازل ہوا ایک تو یہ کہ ان بیوقوفون نے کمال
بے ادبی سے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تمھارے کہنے کو اعتبار نہین کرتے حالانکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انکو نہ ماننا اور اُنکے قول کا یقین نہ لانا کفر صریح ہو علی الخصوص بمقام حضور اور سماع
کلام مین دوسری وجہ یہ کہ اللہ کو محدود فی الجہات دیکھنے کی درخواست کی اگر یون کہتے
کہ ہم آرزو سے رویت الٰہی رکھتے ہین ہمکو اپنے دیدار سے مشرف کرے تو محل غضب نتھا
کیونکہ رویت الٰہی دنیا مین بھی محال نہین ہو اور اُسکی طلب مین محل غضب اور عتاب
بھی نہین بلکہ اسکا جواب یہی تھا کہ تم قابل اس نعمت کے نہین ہو آخرت مین جب پاک
صاف ہو جاؤگے ہمکو دیکھوگے کیونکہ رویت اخروی عوام مومنون کو ہی اور رویت دنیوی
خواص کو جسطرح جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوات اور الف الف سلام کو ہوئی
لیکن ان لوگون نے صورت اور شکل دیکھنے کی درخواست کی پس ایسے غضب مین پڑے
کہ صاعقہ نے پھونک دیا وہ آگ تھی آسمانی کہ ابدن مین ہوئی ہو از روے غضب اُنپر آپڑی
اور مسامات سے سارے بدن مین پھیل گئی اس سبب سے کمال مناسبت صاعقہ سے

پیدا ہوئی اور بعض مفسرین ساعقہ کو مصدر صعق کہتے ہیں کہ بمعنی بیہوشی اور غشی ہی لیکن روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ برق جہندہ نورا نپر گری کہ بے حس وحرکت ہو گئے پس اگر ساعقہ سے بیہوشی اور غشی مراد ہو تو بھی یہ اثر اسی برق کا ہی کہ اسکو صاعقہ آسمانی سے مشابہت تامہ ہی بلکہ صاعقہ آسمانی سے قوی تر اور سخت تر کیونکہ صاعقہ متعارفہ ایک دفعہ میں بعض اسقدر جماعت کثیر کو نہیں مارتا غالباً دو شخص یا تین شخص کو قتل کرتا ہی اور اس سے بھاگنا اور سایہ اور مکانات مضبوط مین ممکن ہوا اور اس صاعقے سے کہ آسکی حرکت اختیاری تھی فرار ممکن نہوا بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُنپر بجلی گری اور کانپ کر مر گئے تو ڈرے کہ بنی اسرائیل مجکو متہم کرینگے تب عرض کیا کہ اگر یہی منظور تھا تو پہلے میرے نکلنے کے قوم سے انکو ہلاک کرتا جب عبادت گوسالہ کی تھی اور مجکو وقت قتل اُس قبطی کے مارتا اور اب جو عبادت گوسالہ پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہی تو یہ تیری آزمائش ہی یعنی پہلے انکو اپنا کلام سنایا کہ یہ بہتمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے اسی کا اشارہ ہی فلما اخذتہم الصاعقۃ قال رب لو شئت اہلکتہم من قبل وایای اتہلکنا بما فعل السفہاء منا ان ہی الا فتنتک تضل بہا من تشاء وتہدی من تشاء انت ولینا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الغافرین یعنی جب پکڑا اونکو لرزے نے کہا اے رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا انکو اور مجکو کیا تو ہلاک کریگا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقوں نے یہ سب تیرا آزمانا ہی بچلادے جسکو چاہے تو ہی ہمارا تھامنے والا سو بخش تو ہمکو اور مہر کر ہمپر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہی چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو شامل کرکے دعا مانگی تھی اس سبب سے اللہ جلشانہ نے بخشا اور مردوں کو زندہ کیا ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون یعنی پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مرگئے پر شاید احسان مانو یعنی بعد از موت حقیقی کہ قبیل غشی اور سکتے سے نہ تھی تمکو زندہ کیا بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ پرستی کے واقع ہوا ہی بدلیل آیت کہ سورہ نساء میں واقع ہی یسئلک اہل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من السماء فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ بظلمہم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینات یعنی تجھسے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی چیز بولے ہمکو دکھادے اللہ سامنے پھر انکو پکڑا بجلی نے اُنکے گناہ پر پھر بنا لیا بچھڑا نشانیاں بھیجنے پر مگر اکثر مفسر

اہل تحقیق کہتے ہیں کہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے واقع ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پر لےگئے تھے اور انھوں نے عذر متراز گناہ کیا اور سیاق قصہ کا سورۂ بقر اور سورۂ اعراف وغیرہ سورتوں میں کہ ترتیب ذکر قصص میں غالباً ترتیب وقوع زمانی بھی ملحوظ ہوتی ہے اسپر دلیل ہے اور سورۂ نسا میں کلمہ ثم کہ موضوع واسطے ترتیب زمانی کے ہے اور صرف ترتیب بیان اور ترقی ادنےٰ سے طرف اعلےٰ کے مقصود ہے اور اکثر اشعار عربیہ میں فصحا اسطرح کہا کرتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی بہت واقع ہے القصہ بعد زندہ ہونے ان ستر آدمی سردار قوم کے حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ انا ہدنا الیک قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ہم بآیاتنا یؤمنون یعنی لکھدے ہمارے واسطے اس دنیا میں نیکی اور آخرت میں ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جسپر ڈالتا ہوں جسپر چاہوں اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھدونگا انکو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ اور جو ہماری آیتیں یقین کرتے ہیں تنبیہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی مانگی شاید مراد یہ تھی کہ سب امتوں سے مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں اسپر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں عذاب تو اسی پر ہے جسکو اللہ چاہتا ہے اور رحمت سبکو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے انکے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کرینگے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لاویگی تو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہونچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا انکو لگے فائدہ آیۂ کریمہ فاخذتکم الصاعقۃ الخ منکرین رویت دنیا اور آخرت کی دلیل ہے کہ اگر رویت الٰہی ممکن ہوتی تو سوال اسکا موجب ایسے غضب کا نہوتا جواب اسکا یہ ہے کہ مجرد سوال رویت محل غضب نہیں ہے بلکہ کلمہ لن نؤمن لک کہ صریح کفر ہے اور کلمہ نری اللہ جہرۃ کہ سخت بے ادبی ہے غضب کا سبب ہوا اسپر دلیل یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال رویت کیا ہے تو جواب اسکے کہ بنیۂ انسانی طاقت رویت نہیں رکھتی اور کچھ ارشاد نہیں ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لائے اور بدستور کھانا پینا بالکل ترک کر کے چلے میں بیٹھے پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اٹھا دیے اور اپنے کلیم سے کلام کرتے رہے

ف سوال رویت

صرف ایک پردہ حجاب کا باقی رکھا اب انکے دل مین یہ خطرہ آیا کہ حضرت باری سے بانواع الطاف
سرفراز ہون نعمت رویت باقی رہی جاتی ہی لہذا عزم بالجزم کرکے با طہارت کاملہ ملتمس ہوئے
رب ارنی انظر الیک ای رب تو مجکو دکھا مین تجکو دیکھون ـ من فراموش کنم ہرچہ بود الا تو ✤
عشقبازی نکنم در دو جہان جز با تو ✤ گر ذلیل من بیچارہ تو باشی سہل ست ✤ ہم مسافت کہ بود
از من بہ بلا با تو ✤ ساقی از بادہ دیدار چنان ساز مرا ✤ کہ ز مستی نشناسم کہ منم این یا تو ✤
کعب احبار فرماتے ہین کہ مین نے کتب منزلہ مین یون ملاحظہ کیا ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
کوہ طور پر تشریف لے گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ مین رہے اور آئینہ ضمیر
مجلا اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہونچی تو حضرت حق تعالے نے جبرئیل علیہ السلام کو
با مقربین ملائکہ بھیجا کہ وحشیون کو پہاڑ سے دور کرو کوئی باقی نہ رہے اس دن حضرت موسیٰ
علیہ السلام عمامہ سیاہ بر سر اور جامہ پشمینہ دربر اور عصا در دست بصورت غریب کھڑے تھے
فرشتے آئے اور پہاڑ کو محیط ہو گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھپ گئے تب حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ چادر سیاہ اوڑھو اور تمام بدن سوائے آنکھون کے چھپالو
حکمت اسمین یہ تھی کہ اگر جبین مبارک کھلی رہتی تو نور کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار مین کھڑے ہوئے یکایک آثار سلطانی
ظاہر ہونے لگے اور نوبت کلام پہونچی اولین خطاب یہ تھا کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی
حضرت موسیٰ نے عرض کیا انت اللہ لا الہ الا انت اعبدک انت الہی و الہ آبائی بعد اسکے
اور بھی کلام ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب ارنی انظر الیک یعنی مجکو
اپنی رویت سے مشرف کر تا بدیدہ سر تیری طرف دیکھون بیت ترا میخواہم ای دلبر کہ بینم ✤
توئی مقصود من در ہر کہ بینم ✤ ارشاد ہوا لن ترانی یعنی نہ دیکھ سکیگا مجکو دنیا مین کیونکہ حکم
ازلی یون واقع ہی کہ جو بشر مجکو دنیا مین دیکھے مرجاے پس بنیۂ انسانی کو طاقت رویت
نہین ہی مدارک التنزیل مین لکھا ہی کہ عین فانی سے مجکو نہ دیکھ سکیگا الا بدیدۂ باقی وہ بہشت مین
ہوگا فائدہ طلب رویت دلیل جواز رویت ہی کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو حضرت موسیٰ
علیہ السلام سوال اسکا پیش نکرتے کیونکہ طلب اس چیز کا جو کہ محال بالذات ہو انبیا سے جائز نہین ہی صاحب
کشف الاسرار نے لکھا ہی کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اسوقت جب خطاب لن ترانی سنا ہی عالی تر تھا اسوقت سے
کہ ارشاد ہوا ہی ارنی کیونکہ لن ترانی مین عین مراد حق مین تھی اور ارنی کے وقت اپنی مراد مین قائم تھے اور مراد

حق مین ہونا کامل تہا اپنی مراد سے بیت لن ترانی میرسد از طور موسیٰ را جواب + ہر چہ آن از دوست آید سر بنہ گردن متاب + اگرچہ زخم لن ترانی جانب محبوب حقیقی سے پہونچا الا ساتھہ ہی اُسکے مرہم راحت ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی لگا ہوا عنایت ہوا یعنی پس دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو آگے دیکھیگا مجکو کیونکہ یہ پہاڑ ولایت مدین مین سب مین بڑا ہی اور قوت تحمل اُسکی تمسے زیادہ ہی اگر وقت تجلی یہ پہاڑ قرار پکڑے اور ثابت رہے تو بہی دیکھہ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہ ہو پہر تو بہی اس آرزو سے ہاتھ اُٹھا لے وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی تو پہلے ایک ابر مع رعد اور برق ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام ذکر تسبیح مین مشغول ہوے پہر ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ بیٹا عمران کا دیدار مانگتا ہی ملائکہ بحکم الٰہی بصورت مہیب ظاہر ہوے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بہی خوف ہوا مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام داہنے ہاتھہ پر کھڑے ہوے اطمینان کرتے جاتے تھے غرضکہ فرشتے ساتون آسمان کے مختلف صورتون مین ظاہر ہوے کوئی شیر کی صورت کوئی بصورت گاو کہ حضرت موسیٰ نے کبہی نہ دیکھے تھے اور کوئی ایسے کہ ہاتھون مین ایک ستون لیے اور سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پڑھتے ہوے اور کسی کے منہہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ مین اپنے سوال سے سخت پشیمان ہون ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ بلحاظ ضعف بشریت کے مینے تجکو فرمایا کہ لن ترانی لیکن اگر دیکھا چاہتا ہی تو دیکھہ پہاڑ کی طرف کما قال انظر الی الجبل جب ذکر پہاڑ کا آیا تو سب پہاڑون نے اپنا اپنا سر اُٹھایا کہ شاید ہم اس دولت سے سعادت اندوز ہون سب کے پیچھے طور پہاڑ نے کمال فروتنی اور عاجزی سے عرض کیا کہ مین کہان اس لائق ہون کہ اسکی تمنا کرون حق تعالے نے اُسکو یہ نعمت عطا کی اور دولت تجلی سے سرفراز فرمایا کہ اپنا نور یا عرش کا نور بمقدار سرہ سوزن اُسپر ڈالا عین المعانی مین سہیل ساعدی سے منقول ہی کہ خداوند کبریا نے ستر ہزار پردے سے ایک ذرہ نور کا ظاہر فرمایا تھا کہ اُسوقت سارے دیوانے عالم کے ہوش مین آگئے اور جو بیمار تھے اچھے ہو گئے اور عرصۂ زمین سرسبز اور شاداب ہو گیا اور کھاری پانی میٹھا ہو گیا اور سارے بت روے زمین کے زمین پر گر پڑے اور آتش مجوس بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور وہ پہاڑ

ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے کہ پنجشنبہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک
رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ ہی سورۂ اعراف مین فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکا و خرّ موسیٰ صعقا
پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کی طرف کیا اسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش تنبیہ تحقیق
یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کو حق تعالے نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا تب انکو شوق ہوا کہ دیدار
بھی دیکھون اسکی برداشت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالے کو دیکھنا ہوسکتا ہی کیونکہ نمود
ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش
گر پڑے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہان دیکھنا تحقیق ہی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے شب معراج مین بچشم سر دیکھا ہی القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش مین آئے اور
اس سوال سے کہ خلاف تنزیہ تھا نادم ہوکے معذرت کرنے لگے سبحانک تبت الیک وانا
اوّل المومنین یعنی تیری ذات پاک ہی مین نے توبہ کی تیرے پاس اور مین سب سے پہلے یقین لایا
یعنی مین تجھکو پاک جانتا ہون اس چیز سے جسکے تو لائق نہین ہی منجملہ اسکے تیری رویت ہی سبحان اللہ
یہ عجب سر ہی کہ جبل باوصف قوت اور عظمت متحمل دیدار نہوسکا اور قلب انسان باین ضعف و ناتوانی
بحکم ولکن ینظر الی قلوبکم برداشت نظر حق کی طاقت رکھتا ہی اسمین یہ نکتہ ہی کہ تجلی حق پہاڑ پر بنظر ہیبت تھی
اور دل پر بنظر رحمت ہی اسنے چور کیا اور اسنے معمور ۔ دل پذیرفت آنچہ گردون بر نتافت * دل
برانست آنچہ عرش اندر نیافت * جاننا چاہیے کہ چار چیزون نے تواضع اختیار کی انکو چار نعمتین
ملین اولا وقت خطاب انی جاعل فی الارض خلیفہ عناصر اربعہ نے جانا کہ ہم مین سے خلیفہ پیدا ہوگا
تو آب و ہوا و آتش نے سر بلند کیے اور خاک نے بیچارگی اختیار کی اور کہا ع مین کیستم کہ دعوی
سودا ے او کنم * اسکی عاجزی پسند آئی وہی اصل خلیفہ اللہ قرار پائی ثانیا جب کشتی نوح علیہ السلام کو
حکم استقرار پہونچا جملہ پہاڑون نے گردنین بلند کین جودی پہاڑ نے فروتنی اور شکستگی سے کہا مین کب
اس لائق ہون جو سر بلند کرون اسکی عاجزی قبول ہوئی اور کشتی اسی پر ٹھہری کما قال واستوت
علی الجودی ثالثا جب خطاب الٰہی موسیٰ علیہ السلام سے ہوا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل سب
پہاڑون نے سر بلند کیے طور پہاڑ نے کہا مین کہان اس لائق ہون کہ ایسے شرف سے مشرف ہون
اسی پر تجلی ہوئی رابعا خطاب مستطاب ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین گوش سامعین مین پہونچا
تو مطیعون اور زاہدون اور عابدون اور متقیون نے سر اٹھائے کہ شست لا یزال اور رحمت پر کمال
ہمکو ملیگی اور ہماری شان مین ہی اعدت للمتقین اور عاصیون اور گنہگارون اور مسرفون اور

بے نمازیوں نے اپنے منہ چھپائے اور شرمندہ ہوے کہ بھلا ہم کس منھ سے رحمت کے امیدوار ہوں اور دعا مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم تصدق اپنے حبیب کے ہمکو بھی خوان نعمت سے بے نصیب نکر پس خطاب ہوا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ۵ خزینہ بہشت مرا بہ ز نقد علم و ادب * کجاست آہ سحرگاہ و نالۂ دل شب * بباش تشنہ تو اندر بوادی عصیان * کہ بحر رحمت ما موج میزند بر لب * نظر رحمت ما کن مخور فریب عمل * چو شد پدید سبب معطل ست سبب * اور امام رازی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ بعضے جاہل کہتے ہین کہ دیدار خدا کا دنیا مین نہین ہوتا آخرت مین البتہ جائز ہی اور بہشت مین واجب ہی یہ سراسر خطا ہی اور محض بیجا صفت خداے تعالے کی قابل تحویل نہین ہی جو بات صفات الٰہی مین ناجائز ہی وہ کبھی جائز نہین ہوتی اور جو جائز ہی وہ ناجائز نہین ہوتی اور اگر صفات الٰہی مین تغیر ممکن ہو تو حدوث لازم آوے اور خداے تعالے حدوث سے منزہ ہی مگر دنیا مین دیدار کا وعدہ نہین کیا اور عادت اپنی اسپر جاری نہین فرمائی اور جو یہان بھی چاہی اور جلوہ اپنا نصیب کرے تو کچھ مشکل نہین اور بہشت مین وعدہ ہی لیکن واجب نہین اور جو کوئی کہے کہ اگر دیدار خدا کا دنیا مین جائز ہی پھر موسیٰ کو کیون نہوا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت اصرار کیا تھا یہی خطاب آیا کہ لن ترانی تو جواب یہ ہی کہ بہت چیزین جائز ہین لیکن ارادہ الٰہی جس چیز کے ظہور پر نہین ہوتا وہ واقع نہین ہوتی حضرت موسیٰ نے رویت چاہی حکم ہوا کہ رویت جائز ہی ولن ترانی مگر تجھکو دیکھنا نصیب نہوگا اسمین نفی وقوع کی ہی نہ نفی جواز کی اور جو شخص کہتے ہین کہ حرف لن واسطے نفی دائمی کے ہی یہ غلط ہی دیکھو خداے تعالے نے خبر دی ہی کہ موت کی خواہش کافر لوگ نہ کرینگے کما قال تعالیٰ ولن یتمنوہ ابدا اور پھر ارشاد ہوتا ہی کہ کافر اپنے مرنے کی آرزو رکھتے ہین کما قال ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون یعنی پکارا کافرون نے ای خداوند بھیج ہمکو موت حکم ہوا کہ ابھی تمھارے مرنے مین تاخیر ہی پس معلوم ہوا کہ کلمہ لن موقوف اور مقترن ہی ساعت اور وقت پر یعنی ای موسیٰ تو اسوقت ہرگز دیکھ نہ سکیگا اسمین یہ اشارہ ہی کہ دیدار میرا مقرر ہی واسطے محمد کے دنیا مین اور اسیکے واسطے مین نے خاص کر رکھا ہی اور سواے اُسکے دوسرے کو مجال دیدار نہین ہی پس معلوم ہوا کہ سواے اُس وقت کے جسمین موسیٰ نے خواہش دیدار فرمائی تھی اور وقت مین دیدار کا ہونا ممکن ہوا جسطرح مریم کے حال مین ارشاد ہوا انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا یعنی مین نے نذر کیا واسطے خدا کے روزہ سو نہ بولونگی آج کسی آدمی سے پس معلوم ہوا کہ کلمہ لن واسطے نفی ابدی کے نہین ہی اور باقی تحقیق اس مقام کی حصہ معراج خاتم النبیین مین لکھی جائیگی

روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ کی تو واسطے تسلی دل کے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میں نے تجکو اپنی رویت سے منع کیا سو محض بنظر تیری صلاح اور بقاء ذات کے تھا تو غمگین نہو انی اصطفیتک

علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین یعنی میں نے تجکو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا اور اپنے کلام سنانے کا سو لے جو میں نے تجکو دیا اور شاکر رہ مراد یہ ہے کہ بیچ سے تجکو چن لیا بنی اسرائیل میں خواہ سب انھوں سے جو تیرے زمانہ میں ہیں القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اس واقعہ کے اپنی قوم میں تشریف فرما ہوے اور سب لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد کیا کہ احکام توریت کے قبول کرو اور اسکے موافق عمل کرو تب وہ متمردانہ بولے کہ احکام توریت کے سخت اور دشوار ہیں اور یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی ہے لیکن اوامر و نواہی اسکے ہم نہیں مانتے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم نے بہت الحاح اور زاری سے کہا تھا کہ ہمارے پاس کوئی شریعت اور دین نہیں ہے اگر کتاب آوے اور اس کتاب میں قواعد شریعت اور آئین طاعت اور عبادت مفصل مذکور ہوں تو ہم بجا لاویں سو میں کتاب بھی لایا اور اللہ کا کلام بھی تمکو سنا لایا تاکہ تمکو یقین ہووے کہ یہ کتاب الٰہی ہے پھر بھی تم اسکے احکام نہیں مانتے یہ تمھارے حق میں بہتر نہیں اب تمسے بزبردستی احکام توریت قبول کرائے جاوینگے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک پہاڑ فلسطین سے کہ جسکو طور سینا کہتے ہیں اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ یہ پہاڑ منسوب تھا طور ابن اسمٰعیل سے اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ طور عبارت ہے اس پہاڑ سے جسمیں سبزہ و درخت بکثرت ہوں لیکن اسجگہ مراد وہی پہاڑ ہے جسپر اللہ نے حضرت موسیٰ کو توریت عنایت کی تھی اسکو اپنے پر پر اٹھا کے سارے لشکر پر کھڑا کر دیا اسوقت لشکر بنی اسرائیل کا ایک فرسنگ طول اور ایک فرسنگ عرض میں تھا اور پہاڑ بھی اسیقدر تھا اور سامنے بنی اسرائیل کے ایک آگ نہایت شعلہ زن روشن ہوئی اور پیچھے دریاے شور بکمال طغیانی جاری ہو گیا اور حکم ہوا کہ اگر شریعت توریت قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ پہاڑ تمپر گرایا جاتا ہے اور اگر آگے کو بھاگوگے تو آتش غضب میں جلاونگا اور پیچھے چلوگے تو سفینۂ حیات کو اس دریاے خونخوار میں ڈبوا دونگا جب بنی اسرائیل نے یہ معاملہ دیکھا تو نہایت دہشت سے سجدے میں گرپڑے اور ایک طرف سے منہ کی پیشانی سجدے میں اور دوسری جانب سے آنکھ جانب کوہ تھی کہ مبادا پہاڑ گر نہ پڑے چنانچہ بنی اسرائیل میں طریق سجدے کا اسیطرح اب بھی جاری اور رائج ہے یعنی نصف منہ سے سجدہ کرتے ہیں اسلیے کہ وہ حالت اضطراب یاد رہے بالجملہ بنی اسرائیل نے احکام توریت ظاہر میں قبول کیے اور کہتے تھے اگرچہ ہمکو سنا

تو ہم احکام توریت ہملانہ مانتے اسیکا اشارہ ہے سورہ بقر مین ورفعنا فوقکم الطور خذوا ما آتیناکم بقوۃ یعنی اونچا کیا تمپر پہاڑ پکڑو جو ہمنے تمکو دیا زور سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ تکلیفات شاقہ ہمنے توریت مین ارشاد کی ہین اسکو کمال کوشش اور سعی سے حاصل کرو جسطرح کسب دنیا مین انتہاے مرتبہ پر کوشش کرتے تھے اور اسکی شدائد کے تحمل مین کیا کیا مشقتین اور تکلیفین اٹھائے تھے کہ بنظر عقل سلیم یہ شدائد ان شدائد سے مرغوب تر ہین اور ان باتون کو ہردم یاد رکھیو کیونکہ متابعت پیغمبر آخر الزمان کی بھی اسمین داخل ہے پس اگر یاد رکھوگے تو مخالفت احکام آلہی کی جو کسی پیغمبر کی زبان سے سنوگے یا کسی زمانہ مین آوینگے نکروگے فائدہ اس جگہ ایک اشکال ہے قوی کہ بنائے تکلیفات آلہیہ کی بندون کے اختیار پر رکھی ہین اور اکراہ اور اجبار قبول تکلیفات مین مناقض غرض تکلیف کے ہے کیونکہ منظور تکلیف سے مصالحہ امتحانی ہے کہ ملاحظہ کیا جاے کون شخص رضا و رغبت سے عمل کرتا ہے اور کون شخص اپنے اختیار سے راہ عصیان اور نافرمانی اختیار کرتا ہے تاکہ مطابق اسکے جزا دیجاے اور در صورت اضطرار اور اکراہ طوع و رغبت مطلقا مسلوب ہے اور مطیع عاصی سے تمیز نہین ہوتا کسواسطے کہ انسان بخاصہ جبلی وقت خوف جان اور ہلاک خاندان کے ہر ایک چیز طوعًا او کرہًا قبول کرلیتا ہے اور اسیکا اشارہ ہے لا اکراہ فی الدین اور یہ ظاہر ہے کہ رفع طور باین وضع موجب کمال اضطرار ہے اور قبول کرانا احکام توریت کا اس وضع سے کس فائدے کے واسطے تھا کیونکہ در حقیقت یہ قبول نہین ہے دفع اس اشکال کا یون ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل نے قبل از واقعہ بطوع اور رغبت اپنی بارہا حضرت موسے علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب متضمن احکام ہمارے واسطے لاؤ تو موافق اسکے ہم عمل کرین اور اس بات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہود و مواثیق محکم لیے تھے اور جب کتاب نازل ہوئی اور اسکے احکام انپر گہرے لگے تو انکار کرنے لگے اور منھ پھیر لیا پس درحقیقت بنی اسرائیل نے نقض عہد کیا اور قول سابق کی مخالفت کی پس اللہ تعالے نے رفع طور سے انکو اس نقض سے باز رکھا اور بد عہدی کی تخویف فرمائی پس اکراہ نہین ہوئی بلکہ تخویف ایک فعل پر افعال شنیعہ سے واقع ہوئی ہے جسطرح اقامت حدود و تعذیر مسلمان کے حق مین ہوتی ہے کہ اصلا باب اکراہ سے نہین ہے تاکہ صحت تکلیف مین خلل پڑے مثلا کوئی شخص کسی سے عہد کرے کہ جو کچھ اس شادی مین یا اس عمارت مین صرف پڑیگا سب میرے ذمہ ہے اور جب مد خرچ کی ملاحظہ کرے تو پھر جائے اور کہے کہ اسقدر مین اپنے ذمہ نہین لیتا تو یہ بات صریح نقض عہد اور بد معاملگی ہے پس اس شخص کو ایسی بد معاملگی پر تخویف اور تعذیر سے عہد اول پر لانا اور اقرار سابق پر مواخذہ کرنا چاہیے اور بعضے مفسرین اسکے جواب مین کہتے ہین کہ غیر ذمی و معاہد

اکراہ و اجبار ایمان و اسلام پر جائز ہی اور قتال و جدال و محاربت وغیرہ جو بادشاہان اسلام سے اہل حرب کے ساتھہ واقع ہوتا ہی سب ازباب اکراہ ہی پس آیتہ لا اکراہ فی الدین آیت قتال سے منسوخ ہی اور اک ذمیون و معاہدون کا جو حرام ہی سو وہ اس سبب سے ہی کہ نقض عہد لازم آتا ہی اور نقض عہد فی نفسہ حرام ہی علاوہ اسکے لا اکراہ فی الدین مین نفی اکراہ جانب عباد سے مذکور ہی کیونکہ یہ نفی بمعنی نہی ہی کہ لا تکرہو یعنی عدم اکراہ بعضے ہواہی ہوا احداً فی الدین اور رفع طور فعل خدا ہی مخالف اس نفی کے نہین ہو سکتا القصہ بنی اسرائیل احکام توریت پر عمل کرنے لگے مگر پوشیدہ بعض بعض احکام مین اعتراضات کیا کرتے خصوص حشر و نشر و بعث بعد الموت مین نہایت متامل تھے کہ اس عرصہ مین ایک شخص عامیل ابن شراحیل بنی اسرائیل مین بہت بوڑھا بڑا مالدار تھا اور جورو اسکی جوان خوبصورت وضع دار تھی اسکے وارث تھے وہ شخص ایک بھتیجا دوسرا بھائی چچازاد یہ دونون اسکے مرنے کے منتظر رہا کرتے مگر اسکو موت نے ایسا چھوڑا کہ اسطرف کا آنا جانا موقوف کر دیا تھا آخر کار ورثہ اسکے تنگدل ہوکر دعوت کے بہانے عامیل کو جنگل مین لے گئے اور قتل کر کے لاش اسکی رات کو اٹھا کر دوسرے محلے مین ڈال آئے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اہل محلہ ناحق اور بدعوی خون دیت کے متدعی ہوئے بعضے کہتے ہین کہ دو گانون کے بیچ مین وہ لاش ڈالی ایک کا نام اوا دوسرے کا راحت تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر دو گانون خواہ محلے کے لوگون کو طلب فرماکر استفسار کیا سبنے انکار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجرائے دیت و قسامت اور لینے قسم مین کہ طریق شریعت کا تھا تامل فرماکر جناب الٰہی مین مستدعی ہوئے کہ یا الٰہی حقیقت حال کیا ہی یا ان لوگون نے موافق ارشاد حضرت کے دیت دیدی اور التماس کیا کہ دیت تو ہم دے چکے ہین لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہین کہ ہمکو قاتل کا حال معلوم ہو جاسے سو آپ اللہ صاحب سے درخواست فرمائین بہر تقدیر جناب الٰہی سے وحی ہوئی کہ مضمون اسکا حضرت نے روبروئے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ یعنی اللہ فرماتا ہی تمکو کہ ذبح کرو ایک گاے اور اک ٹکڑا اسکے گوشت کا مقتول پر مارو کہ وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا نشان بتلادے یہ طریقہ اسواسطے اختیار فرمایا کہ اگر از راہ وحی نام قاتل کا معین کر کے خبر دیتے تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ پر تہمت کرتے اور کفر صریح مین پڑجاتے کہ پھر انکو چشم نمائی کرنا پڑتی بالجملہ بنی اسرائیل بے ادبانہ بولے تھے کہ اتتخذنا ہزوا یعنی کیا تو ہمکو ٹھٹھا کرتا ہی ٹھٹھے مین یعنی ہم تو اس مقتول کا قاتل پوچھتے ہین اور تم کہتے ہو کہ ایک گاے ذبح کرو سوائے دیگر جوابے دیگر بھلا ایک جاندار کے بیجان کرنے سے قاتل دوسرے بیجان کا کسطرح معلوم ہوگا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین یعنی پناہ اللہ کی اس سے کہ مین ہون نادانون مین یعنی جواب کو مطابق سوال

نہ بیان کرون یا وقت مرافعہ اور محاکمہ وطلب قصاص کے استہزا کرون کیونکہ انبیا سے خوش طبعی واسطے انبساط اور تفریح خاطر کے واقع ہوتی ہے نہ کہ تبلیغ احکام اور قطع خصومات میں اور جاہل آدمی البتہ موقع بے موقع ٹھٹھا کرتے ہیں الغرض بنی اسرائیل نے نہ جانا کہ ذبح بقرہ میں کوئی خاصیت ہوگی کہ اُس سبب سے مردہ زندہ ہوجاوے اور ہر ایک گائے کو یہ خاصیت نہیں ہے اسواسطے تحقیق اُسکے اوصاف کی ضرور ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر بنی اسرائیل اس امر میں بے تامل کسی قسم کی گائے ذبح کرتے تو کافی تھا لیکن ان لوگون نے اپنے ذمہ سخت گیری اختیار کی اللہ نے بھی سخت گیری اختیار فرمائی اور در حقیقت منظور الٰہی یہ تھا کہ مالک گائے کو نفع عظیم پہنچے لہذا بنی اسرائیل کے دلون میں یہ ڈالا کہ انھون نے کہا ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی یعنی پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمکو وہ کیسی ہے کس واسطے کہ تحقیق متعارف اس گائے کی یہ خاصیت نہیں رکھتی ہے اور نہ بیل کا اور نہ گاو کوہی بس ضرور ہے کہ وہ گائے کسی اور قسم کی ہوگی جنابچہ ایسی خاصیت ہے گو نام میں شریک ہون جیسے کنار دشتی اور بستانی کہ آثار اور خواص میں جدا ہیں گو نام میں شریک ہیں لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں انکشاف حال کی درخواست کی اور اُسکا نشان پوچھکر فرمایا کہ انہ یقول انہا بقرة لا فارض ولا بکر عوان بین ذلک فافعلوا ما تؤمرون یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی نہ بن بیائی میانہ ہے انکے بیچ اب کرو جو تمکو حکم ہے یعنی وہ گائے جسکا ذبح ارادہ الٰہی میں ٹھہرا ہے کسی اور قسم کی گائے نہیں ہے جو تمہارے خیال میں جم گئی ہو مگر باعتبار سن وسال کے ایک صورت کمال البتہ اسمیں متحقق ہے کہ پوری اور نوجوانی کے وسط میں واقع ہے نہ ایسی بوڑھی ہے کہ ضعف سے تحمل مشقت نہ کر سکے نہ ایسی ہر سال کہ شوخی کرتی ہو مگر بنی اسرائیل مطمئن نہ ہوے پھر تفتیش میں پڑے اور کہنے لگے کہ جانور کا کمال جیسا سن و سال میں ہوتا ہے ویسا ہی رنگ میں بس ادع لنا ربک یبین لنا ما لونہا پکار اپنے رب کو ہمارے واسطے کہ بیان کر دے کیسا ہے رنگ اُسکا تاکہ ہم جانیں کہ رنگ و صورت میں بھی اُسکو کمال ہے تاکہ سبب خاصیت میں تامل نہ رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انہ یقول انہا بقرة صفراء فاقع لونہا تسر الناظرین یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد ڈہڈہا رنگ ہے اُسکا خوش آتی ہے دیکھنے والون کو مگر بنی اسرائیل باوجود دریافت کر لینے رنگ کے سوال سے باز نہ آئے پھر بولے کہ ہر چند کمال اُس گائے کا باعتبار سن و سال و باعتبار رنگ و جمال کے ہمنے معلوم کیا لیکن یہ کمال مشترک ہے ایک فرد کو ترجیح نہیں ہو سکتی کہ اُسکے سبب سے یہ خاصیت عجیبہ ہمارے ذہن میں آئے اور کہنے لگے ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی ان البقر تشابہ علینا وانا ان شاء اللہ لمہتدون یعنی پکار

ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے ہمکو کہ کس قسم مین ہی گائون شبہہ پڑا ہی ہمکو اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ
جا ہا تو راہ پالینگے یعنی حقیقت شخصیہ اُس گاے کی کیا ہی کہ اورون سے اس خاصیت مین طرح طرح
کیونکہ گائین باہم مشابہ ہین حسن اور جمال مین پس بنظر ظاہر کوئی وجہ پائی نہین جاتی جس سے وہ
مخصوص باین خاصیت ہوا ور اگر مرجح معلوم ہووے اور ہمارے ذہن نشین ہوجاوے تو اگر اللہ
جاہے اُسپر مطلع ہون کہ مبدا اور منشا اس خاصۂ عجیبہ کا اسمین یہ ہی پھر ہم تمھارا حکم بجا لاوین
قال انہ یقول انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ فیہا یعنی کہا وہ فرماتا ہی
وہ ایک گاے محنت والی نہین کہ باہتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری ہو داغ
کچھ نہین اُسمین یعنی وہ مرجح کہ تمھارے ذہن نشین ہوجائے اور موجب ایجاد اس خاصیت عجیب کا ہو
دو ہین ایک یہ کہ اُسنے ذلت بارکشی اور قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ کی نہین اُٹھائی بلکہ اپنی عزت پر ہی
دوسرے آدمیون کا ہاتھ اُسپر نہین پہونچا ہی کہ اُسکو داغا ہو یا چھیدا ہو یا کوئی تصرف اُس مین
جاری کیا ہو جیسا جانورون کے ساتھ کیا کرتے ہین کہ اُس سے نوعے تغیر رنگ مین پیدا ہوجاتا ہی
تب کہنے لگے الآن جئت بالحق یعنی اب لایا تو ٹھیک بات یعنی فی الحقیقہ سبب ایجاد اس صفت
نادرہ کا یہی ہی اور اب تردد ہمارا جاتا رہا کیونکہ فیضان حیات کا عالم غیب سے تمامی حیوانات اور
انسان مین اولا روح حیوانی پر ہوتا ہی اور اُس روح کے واسطے سے تمام اجزاے بدن کو پہونچتا ہی
اور حیوانات دو قسم ہین وحشی اور اہلی حیات وحشیون کی متعدی نہین بلکہ لازم ذات ہی
اُنسے اثر حیات کا انسان مین بسبب مخالفت کے نہین پہونچ سکتا مگر جانور اہلی کی حیات کا
فیض انسان مین پہونچتا ہی اور جانور اہلی سے ایک گاے سامری کی تھی کہ بلا توسط اسباب ظاہر
از قسم نطفہ اور تربیت رحم کے حیات غیبیہ قبول کر گئی تھی پس زندہ کرنا مردے کا بتوسط حیات
فائضہ جسد بقری موافق حکمت الٰہی کے ہی اور حقیقت مین اور گائین کہ استعمال آدمیون کی
ہوجاتی ہین صرافت حیات غیبیہ پر نہین رہتین اور اُنکی روح حیوانی اس قوت پر نہین رہتی
اور یہ بھی ہی کہ ایسی گاے زرد رنگ صاف بے داغ اچھوتی گوسالہ سامری سے کمال مشابہت
رکھتی ہی پس ہمارے ذہن مین اب آگیا کہ اُس مین یہ خاصیت ہوگی جیسا گوسالہ سامری کہ وہ
ہمارے سامنے بولتا تھا فائدہ اس تقریر لایعنی مین بنی اسرائیل کو اپنے اجداد سے نہایت دوری
اور مخالفت ہی باین ہمہ اُسپر فخر کرتے ہین کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالےٰ نے
خواب مین ارشاد کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو حضرت بلا تامل مستعد ہوگئے اور صاحبزادہ سے بھی

ع [illegible]

بلا توقف حاضر ہوے یہ عذر نہ کیا کہ مدار ثواب کا خیال پر ہی اور ان لوگون نے ایک گاے کے ذبح کرنے مین اُسقدر توقف اور تردد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ آگئے اسی جگہ سے اُنکی اطاعت و فرمان برداری بخوبی واضح ہوتی ہی سو انکے مقتضاے حال ہی کہ بیت آن ناکسان کہ فخر باجداد میکنند ٭ چون سگ باستخوان دل خود شاد میکنند ٭ اہل علم اختلاف کرتے ہین کہ اس کلام سے بنی اسرائیل کافر ہوے یا نہین بعضون کے نزدیک کافر ہوگئے اسلیے کہ انکا کلام دو حال سے خالی نہین یا خالق لایزال کو قادر نہین جانتے اور متردد تھے کہ احیار موتی کر سکتا ہی یا نہین یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کاذب اور خائن سمجھتے تھے یہ دونون باتین کفر صریح ہین مگر محققین کے نزدیک اصح یہ ہی کہ ان دونون امر سے کوئی امر باعث اس کلام کا نہین ہُوا تھا بلکہ محض ازراہ تعجب تھا کہ ہرگز جواب کو اپنے سوال سے مطابق نہ سمجھتے تھے لہذا بطریق شبہہ یہ کہہ اُٹھے کہ تم ہمسے تمسخر اور مطایبہ کرتے ہو اور جائز ہی کہ انبیا پر مطایبہ تجویز کر لیا ہو اگرچہ مرتبہ انبیا کا عالی تر تھا لیکن ہنوز انکو علو منصب کی خبر نہوئی ہوگی فائدہ ہر ایک رنگ زرد خالص کو تفریح خاطر اور دفع ہموم مین خاصیت ہی چنانچہ طبرانی اور خطیب اور دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص زرد پاپوش پہنتا رہے اُسکو ہمیشہ خوشی رہتی ہی جب تک کہ اسکے پیر مین ہی اور تفسیرون مین حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؑ سے روایت ہی کہ فرماتے تھے من لبس نعلا صفراء قل ہمہ یعنی جو شخص پہنے پاپوش زرد رنگ کم ہوجاے اُسکا غم اور بعض روایات سے یون واضح ہوتا ہی کہ جو شخص سات جفت پاپوش پے درپے پہنے تو اُسکا غم و اندوہ جاتا رہے بالجملہ الوان خمسہ یعنی سرخی زردی سیاہی سفیدی سبزی خواص مختلفہ رکھتے ہین کہ اہل تجربہ اور قیاس نے اُسکو ثابت کیا ہی چنانچہ عرب مین مشہور ہی کہ الحمرۃ اجمل و الصفرۃ اشکل و الخضرۃ انبل و السواد اہول و البیاض افضل یعنی سرخی مین جمال ہوتا ہی زردی نظر مین خوش آتی ہی سبزی بزرگی و وقار کا سبب ہی سیاہی ہولناک ہی سفیدی فضیلت و خوبی رکھتی ہی یہ فائدہ تھا تسر الناظرین کا کہ حق تعالیٰ نے اس جگہہ فرمایا فائدہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ اگر بنی اسرائیل انا ان شاء اللہ لمہتدون نہ کہتے تو اصلا اُس گاے کو نہ پاتے اور تشفی خاطر انکی نہوتی اسی کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد سے خلاص ہوے ہین اس جگہ سے معلوم ہوا کہ استعانت اس کلمہ کی ہر عمل نیک مین مبارک اور میمون ہی اور کسطرح نہو یہ کلمہ فی نفسہ کلمہ استعانت ہی کیونکہ تفویض ہی امور کی مشیت

خدا پر اور اقرار ہو اسکی قدرت اور نفاذ ارادے کا فائدہ اب واضح ہو کہ وہ بقرہ نر تھا یا مادہ
اگر نر تھا تو لا بکر اُسکے حق مین درست نہین ہوتا کیونکہ ہر نر گاو لا بکر یعنی نازائیدہ ہی اور جملہ ضمائر
کہ اول سے آخر تک تانیث کے ہین بھی نر گاو ہونے سے منع کرتے ہین اور اگر بقرہ مادہ گاو تھا
تو ضمائر سب درست اور لا بکر بھی صادق آتا ہی لا تثیر الارض ولا تسقی الحرث اسکا شخص نہین ہوسکتا
کیونکہ بسبب عادت گاسے قلبہ رانی اور آب کشی نہین کرتی گو امکان عقلی ہو پس ظن غالب
یہ ہی کہ وہ بقرہ بیل تھا اور تانیث ضمائر بلحاظ لفظ بقرہ کے واقع ہی کہ وہ از روے تانیث لفظی
مونث ہی جیسے تمرہ اور حمامہ اور عصفورہ اور عرب کا قاعدہ ہی کہ جب مذکر کو بلفظ مونث تعبیر
کرتے ہین تو ضمائر کو مونث لاتے ہین اور لفظ لا بکر کی جب مونث کے واسطے لاتے ہین تو اس سے
وہ حیوان مراد ہوتا ہی جو مادہ پر جست نہ کیا ہو یہ تحقیق ہمارے اساتذۂ کرام کی ہی اور بعض مفسرین نے
لکھا ہی کہ مادہ گاو تھا بدلیل تانیث ضمائر و وصف بکارت اور باعتبار اختلاف ازمنہ و بلدان کے
یہ بھی ہوسکتا ہی کہ مادہ گاو کو قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ مین رکھتے ہونگے بہر دو تقدیر جب
بنی اسرائیل کو بقدر فہم اور استعداد و اطلاع وجوہ حکمت آلہی پر حاصل ہوئی تو ایسی گاے کی
تلاش مین پھرنے لگے اتفاقاً کوئی گاے سواے ایک گاے کے موصوف باین صفات اس نواح مین
نہ تھی سو اسکا قصہ یہ ہی کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا از بس صلاحیت اور تقوی مین ممتاز
اُسکے ایک لڑکا تھا صغیر سن اور یہ شخص متاع دنیا سے بجز ایک گوسالے کے اور کچھ نہ رکھتا تھا جب
قریب بمرگ پہونچا تو اُس گوسالے کو جنگل مین لے گیا اور کہا یا آلہی ابیات ریختہ دندان امیدم
زکام + آمدہ ایام شبابم بشام + موج مرا موسم رحلت شدہ + دست اجل نوبت رفتن زدہ +
اور یا رب تو میرے حال سے مجھسے زیادہ تر آگاہ ہی اور طفل صغیر پر مجھسے زیادہ مہربان میراث میری
یہی ایک بچہ گاو ہی اُسکو مین تیرے سپرد کرتا ہون کہ جب میرا لڑکا جوان ہو تو یہ امانت میری اُسکو
عنایت کریں بنام خداے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب جنگل مین چھوڑ آیا کہ وہ بچھڑا
جنگل مین چرتا اور پرورش پاتا رہا اور عنایت آلہی سے کوئی درندہ اُسپر دسترس نہ پاتا تھا
اور جب کبھی جنگل سے باہر نکلتا اور کوئی آدمی پکڑنے کا قصد کرتا بھاگ جاتا کسی کے ہاتھ نہ آتا
یہان تک کہ وہ لڑکا جوان اور بمقتضاے مصرعہ میراث پدر خواہی علم پدر آموز + بڑا صالح
اور متقی ہوا اور نیز پرہیزگاری اُسکی یہ تھی کہ رات کے تین حصے کرتا ایک حصہ والدہ کی خدمت مین
مصروف رہتا اور ایک حصے مین سوتا اور ایک حصے مین نماز پڑھتا جب صبح ہوتی تو رستی اور ٹوکرا لیکر

جنگل مین جاتا اور لکڑیان لاکر دو چار گھڑی دن رہے بازار مین بیچتا اور قیمت اسکی تین حصے
کرتا ایک حصہ صدقہ کردیتا اور ایک حصہ اپنی مان کی نذر کرتا اور ایک حصہ اپنے صرف مین لاتا
بہت مدت اسی وضع پر گذری اس عرصہ مین ایک روز اس جوان نے منادی نبی اسرائیل کی
آواز سنی کہ ایسی صفت کی گاے اگر کسی کے گھر ہو تو ہم اُسکے خریدار ہین اور جو قیمت وہ مانگے
ہم ابھی دینے کو تیار اُس جوان نے اپنی مان سے تذکرہ کیا اُسنے کہا کہ تیرے باپ نے ایک بچھڑا
گاے کا فلان جنگل مین اللہ کے پاس تیرے واسطے امانت رکھا ہے اب وہ بچھڑا جوان ہوا ہوگا
اُسمین یہ سب اوصاف جمع ہین تو اُسکو جنگل سے لا اگر بک جائیگا تو بیچ ڈالنا ورنہ اپنے کام بار برداری
مین رکھنا اُسنے کہا کہ پہچان اُسکی کیا ہے مبادا مین اُس جنگل مین جاؤن کسی اور ہی شخص کی گاے
پکڑ لاؤن تو حرام مین گرفتار رہون اُسکی مان نے کہا کہ رنگ اُس گاے کا زرد نہایت صاف ہے
کہ جو کوئی اُسکو دور سے دیکھتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے اور مین اُسکو گو سالۂ زرین
اسی سبب سے کہا کرتی تھی اُس جوان نے کہا ہنوز بالیقین مین نے اُسکو نہین پہچانا مبادا اور
کسی شخص کی گاے اس صفت کی وہان چرتی ہو اور مین پکڑ لاؤن تو خراب ہون تب اُسکی
مان نے فرمایا کہ اور پہچان اُسکی یہ ہے کہ آدمی کو دیکھتے بھاگتی ہے اور کوئی اُسکو گرفتار نہین کرسکتا
سو تو باآواز بلند یہ کہکر پکارنا کہ ای مذہبہ مین تجکو ڈھونڈھتا ہون بنام خداے ابراہیم اور
اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب غرضکہ یہ نشان اپنے دل مین محفوظ کرکے جنگل کو چلا دیکھتا ہے
کہ ایک گاے اُسی صفت کی جنگل مین چرتی ہے اسنے پکارا تو وہ دوڑ آئی اسکی مان نے وصیت
کی تھی کہ اسکی گردن پکڑکے لے آنا سوار نہ ہونا برکت جاتی رہیگی وہ موافق ارشاد مان کے
گردن پکڑکے لے چلا تفسیر عزیزی اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ وہ گاے قدرت الٰہی سے
گویا ہوئی کہ ای جوان نیک بخت یہان سے تیرا گھر ایک دن کی راہ ہے مجھپر سوار ہولے کہ باآسانی
پہونچ جاے اُسنے کہا میری مان کی اجازت نہین ہے گاے نے کہا آفرین شاباش مین نے
امتحان کیا تھا اور جو تو مجھپر سوار ہوتا تو مین تجکو گراکے بھاگتی پھر کبھی ہاتھ نہ آتی اور میری
فرمان برداری کا سبب یہی ہے کہ تو اپنی مان سے احسان کرتا ہے اور اُسکے فرمان سے باہر نہین ہوتا
کشف البیان مین لکھا ہے کہ اُسوقت ابلیس لعین بصورت شبان یا مسافر کے آیا اور کہا کہ ای
جوان صالح اس طرف پہاڑ کے میری گائین چرتی ہین اور مین رفع حاجت کو اس پہاڑ مین آیا تھا
سو میرے پیٹ مین درد ہے کہ چل نہین سکتا اگر تو ارشاد کرے تو مین اس گاے پر سوار ہوکے اپنے

سکتے مین پہونچ جاؤن اور دودوگا مین جوان اور بہتر اجرت مین عنایت کرون اور سہین گائے کا نقصان نہین بلکہ مالک
گائے کو نفع ہی تو سنے کہا میری مان نے سوار ہونے کو منع کیا ہے پھر مین کسطرح کرایہ کرون ابلیس نے کہا تیری مان بے عقل ہے
اور عورتین ناقصۃ العقل ہوتی ہین تجکو اپنی عقل پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ایسا نفع کامل تجھ سے نہ جاے اور مین تیری
خیرخواہی کرتا ہون آئندہ تو مختار ہے اسنے کہا مین ہرگز اپنی مان کے خلاف نہ کرونگا لیکن شیطان
دم دہاگا دیتے ہوے پیچھے لگا تب اس جوان نے باواز بلند پکارا کہ اے خداے ابراہیم
اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب مجکو اس رفیق بد سے خلاصی دے ابلیس نے یہ آواز سنی تو
بصورت ایک جانور کے بنکر جلدی سے اوڑگیا پس گائے نے کہا کہ یہ ابلیس تھا کہ خداے ابراہیم کے
نام سے بھاگا اگر تو اسکے فریب مین آجاتا تو مجھ مین برکت نہ رہتی اور مین تیرے کام نہ آتی
بالجملہ وہ جوان شام کو اپنے گھر پہونچا اور سب احوال و خوارق عادات اپنی مان سے بیان کیے
اسکی مان نے کہا کہ یہ گائے اس لائق نہین ہے کہ اسکو بارکشی مین ذلیل کرون لیکن اسکی تعظیم
اور تکریم بھی ہم سے ممکن نہین ہے بہتر ہے کہ اسکو بیچ ڈال اور اسوقت اس شہر مین نرخ اسکا
تین دینار کا سنا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اس قیمت کو خرید کرنے لگے تو میری بلا اجازت نہ بیچنا
چنانچہ وہ جوان گائے کو لیکر نخاس مین آیا خداے تعالے نے پہلے ایک فرشتہ بھیجا اسنے کہا
کہ یہ گائے کس قیمت کو بیچتا ہے جوان نے کہا تین دینار کو بشرطیکہ میری مان منظور کرے
فرشتے نے کہا یہ شرط نہ کر اور چھ دینار مجھسے لے جوان نے کہا کہ اب بھی وہی شرط ہے فرشتے نے
کہا بارہ دینار لے لیکن بلا شرط اسنے کہا کہ اگر برابر اس گائے کے سونا دے تو بھی بلا رضامندی
اپنی مان کے نہ بیچونگا تو ناحق درد سر کرتا ہے تب فرشتے نے کہا مین آدمی نہین ہون فرشتہ
ہون تیرے امتحان کو آیا تھا کہ دیکھون تو کسطرح اپنی مان کی اطاعت کرتا ہے اب تو اس گائے کو
اپنے گھر لیجا اور بازار مین کسی کو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہے اور حضرت موسیٰ
بن عمران نے انکو فرمایا ہے کہ اس قسم کی گائے ذبح کرو سو بنی اسرائیل اسکی تلاش مین ہین
اور سوا اس گائے کے اور کوئی گائے ان صفات سے موصوف نہین ہے اگر بنی اسرائیل تجھسے لیا چاہین تو ہرگز اسکو نہ بیچنا
جب تک کہ اس گائے کی کھال سونے سے نہ بھروین کہ وہ مال تیری عمر کو کفایت کریگا وہ جوان وہان سے پلٹ آیا
اور یہ حال جو گذرا تھا اپنی مان سے بیان کیا اب رفتہ رفتہ خبر اس گائے کی بنی اسرائیل مین شایع ہوئی کہ بنی اسرائیل
اسکے دروازے پر جمع ہوے اور قیمت گائے کی ٹھہرانے لگے مگر وہ جوان اور اسکی مان راضی نہوئی یہان تک کہ یہ
قرار پایا کہ بعد ذبح کے اسکی کھال کو سونے سے بھر دینگے جب یہ ٹھہری تو حضرت موسیٰ کے خدمتی

گائے بھی اور بنی اسرائیل نے مول لی فذبحوها وما کادوا یفعلون پھر اُسکو ذبح کیا اور لگتے نہ تھے کہ ذبح کرینگے اسواسطے کہ سوال پر سوال استکشاف خصوصیات مین کرتے رہے بعضون کے نزدیک چالیس برس گذر گئے تھے اور گرانی قیمت کا بھی خیال دامنگیر تھا اور تلاش فروشندہ بھی مشکل جانتے تھے اور یہ بھی خوف کرتے تھے کہ شاید مقتول زندہ ہو کسی کا نام بنی اسرائیل سے لے لے تو کمال فضیحتی اور رسوائی ہی مگر خداوند حقیقی نے چارنا چار اُنسے یہ کام کرایا فائدہ بعضے کہتے ہین کہ ذبح بقرہ مین یہ نکتہ تھا کہ گوسالہ پرستی سے محبت اُسکی بنی اسرائیل کے دل مین متمکن اور قائم تھی پس جلال کبریا نے اُنکو دکھلایا کہ سودائے پرستش اس قسم کے حیوان کی اپنے دل سے دور کرو کہ یہ قابل ذبح ہین فائدہ اگر بنی اسرائیل کہین کہ ہمارے اسلاف وحی الٰہی پر معترض نہین ہوسکتے بلکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعین قاتل مین ذبح بقرہ کا حکم صادر فرمایا اور سوال وجواب مین کچھ مناسبت ظاہر نہ تھی تو ازراہ تعجب اسقدر توقف واقع ہوا اگر پہلے سے تعین قاتل فرما دیتے تو ہرگز ہمارے اسلاف اتنا توقف نکرتے اور اعتراض سے پیش نہ آتے جواب اُسکا یہ ہی کہ یہ سب غلط ہی اسواسطے اسلاف اُنکے ابتدائے قصہ سے وحی الٰہی کا اقرار نہ رکھتے تھے اور بعید جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غیب کی بات پر اطلاع جانب خدا سے ہوگی و آلا ایک دوسرے پر تہمت خون کی نہ لگاتا اور قاتل آپ ہی اقرار قتل کر لیتا تو گویا اس قتل مین سب شریک رہے کیونکہ یہی کہتے تھے فلانے نے مارا مین نے نہین مارا اور وہ کہتا تھا اسی نے مارا ہی مین نے نہین مارا حالانکہ قاتل اُنہین موجود تھا پس یہ دلیل قوی ہی کہ اُنکو وحی کا یقین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہ تھا اور یہ ٹھیک جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ قاتل سے مطلع ہونگے سو اللہ نے حال قاتل اور ضعف یقین اور نفاق اسلاف کا بخوبی کھول دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو اس سے علیحدہ رکھا اور اُنکی زبان سے قاتل کا نام ظاہر نہ کرایا کہ مبادا تکذیب کرین اور قاتل جھوٹی قسم کھا جائے اور ثبوت مقدمہ مین اشکال واقع ہو القصہ جب گائے کو ذبح کر چکے فقلنا اضربوه ببعضها پھر ہمنے کہا مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا تاکہ زندہ ہو جائے اور اپنے قاتل سے خبر دے اور قصاص طلب کرے سو بنی اسرائیل نے اُس گائے کا کوئی عضو عامیل مقتول کے مارا کہ وہ زندہ ہوا کہ حلق کی رگون سے فوارہ خون کا جاری تھا پھر اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑ کے بتلا دیا کہ اس شخص نے مجھکو مارا ہی تاکہ میرے مال کا وارث ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل سے اقرار لیا اور بعد از اقرار حد قصاص جاری فرمائی اور عامیل زمین پر گر کے مر گیا اُسی وقت سے حکم شریعت یہ آیا کہ قاتل میراث مقتول سے محروم رہے گو علاقہ پدری اور پسری اور برادری وغیرہ بھی رکھتا ہو کما قال رسول صلی اللہ علیہ

بیان نکتہ

وسلم یا ورثت قاتل بعد صاحب البقرۃ تنبیہ یہ سب کلام متکلم حقیقی نے واسطے تسلیہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ یہودی بنی اسرائیل اگر تکذیب رسالت اس زمانہ مین
کرین تو کچھ محل اندیشہ نہین انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ کو مسخرہ بنایا تھا کہ انواع تہمت سے
پیش آئے تھے اور طرح طرح کی تقریرین نفاق آمیز کرتے رہے تھے لیکن مین نے آخر کو انکے
اصرار سے انکو پشیمان کیا اور ظاہرا عادت مستمرہ الٰہی یون جاری ہی کہ جب کوئی بندہ بندگان الٰہی سے
کسی چیز پر مداومت کرتا ہی خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ اسکو حق تعالیٰ ظاہر کردیتا ہی
کبھی پوشیدہ نہین رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک دو بار تقصیر واقع ہوا اور اُسپر شرمندہ ہوکر چھپا وے
تو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ بھی اُسکو چھپا دیتا ہی پردہ دری نہین کرتا مستدرک حاکم مین بہ سند صحیح
حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر کوئی آدمی
کچھ کام کرے ایسی جگہ کہ وہان نہ دروازہ ہو نہ موکھہ تو بھی کام اُسکا آدمیون پر ظاہر ہوجاتا ہی کیسا ہی ہو
اور ابوالشیخ بہ سند ضعیف حضرت انس ابن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون سے استفسار فرمایا کہ مومن کون ہی بولے خدا اور رسول خدا زیادہ
جانتا ہی ارشاد کیا کہ مومن وہ ہی کہ اللہ تعالےٰ اسکو جہان سے نہین لیجاتا جب تک اسکے کان اسکی ثنا
اور صفت سے کہ محبوب اسکی ہی بھر نہ لے اور اگر کوئی بندہ بندگان خدا سے عمل تقویٰ بجالاتا ہی اُس
گھر مین جو ستر گھرون کے بیچ مین ہوا اور ہر ایک گھر پر ایک دروازہ لوہے کا ہو البتہ چادر رحمت آسکو
پہناتا ہی کہ انکے رہنے والے اُس عمل کا مذکور کرنے لگتے ہین اور زیادہ اس عمل سے بھی بیان کرتے ہین
صحابہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ترویج اور اظہار تو مکافات تقویٰ ہوئی لیکن زیادتی کی کیا وجہ ہی
فرمایا کہ مرد متقی کی یہ نیت ہوتی ہی کہ اگر استطاعت ہو تو جسقدر عمل کرتا ہون اسپر بھی زیادہ کرون
یعنی یہ بیان زیادتی کا مکافات اُس نیت کا ہی پھر آنحضرت نے فرمایا کہ فاجر کون ہی ملتمس ہوے کہ اللہ و رسولہ اعلم ارشاد ہوا کہ
فاجر وہی ہی جو قبل از موت اپنی بدگوئی اپنے کانون سنے اگر کوئی شخص ایک گھر مین جو بیچ مین ستر گھرون کے ہی اور انمین
دروازے لوہے کے لگے ہین کام بد کرے تو چادر عمل بد آسکو پہنائی جاتی ہی کہ جو جو شخص دیکھتا ہی عمل بد کا ذکر کرتا ہی اور اُس سے زیادہ
بیان کرتا ہی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ زیادتی کا سبب کیا ہی ارشاد ہوا کہ فاجر مستعد ہی کہ اگر فرصت پاؤن تو عمل بد مین
زیادتی کرون آسیکا یہ ثمرہ ہی فائدہ بعضے کہتے ہین کہ گائے کی زبان عجامیل پر ماری تھی کہ وہ زندہ ہوا کیونکہ زندہ
کرنے سے منظور گفتگو تھی سو یہ زبان سے مناسب سمجھا اور بعضے کہتے ہین وہ ہڈی جسکو عجب الذنب کہتے ہین جانور کی
دم اُسپر جو ملتی ہی ماری تھی کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ تا یوم حشر سب اجزا بعد یدان سکے فنا ہوجاوینگے

مگر یہ ہڈی اور اسی ہڈی سے ترکیب خلقت معاد یہ شروع ہوگی اور بعضے کہتے ہین ران رست ماری تھی
کیونکہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ گوشت بین الکتفین مارا تھا کیونکہ
بیشتر مسکن روح حیوانی یہی ہے اور اصح یہ ہے کہ وہ بعض معین نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل کو اختیار دیا گیا تھا
جس سے مارتے مردہ زندہ ہوجاتا پس معلوم ہوتا ہے کہ بعد ازذبح کسی نے زبان ماری کسی نے ران کسی نے
کچھ گوشت مارا ہوگا نقل کرنے والون نے جملہ نقل کردیا اور یہ گمان کیا کہ یہ سب بحکم خدا تھا اگر کہا جاے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیون نہ مارا تو جواب یہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ سے
مارتے تو بنی اسرائیل اپنی شرارت وخبث باطنی سے کہتے کہ سحر کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ صرف
ایک مقتول کے کہنے سے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے قاتل کو کسطرح مروا ڈالا ایک شخص کی گواہی مقدمات
حدود وقصاص مین معتبر نہی اور اقرار قاتل اخبار مین وارد نہین ہے کہ اسپر خیال کیا جاے تو جواب یہ ہے
کہ اکثر فقہا کہتے ہین کہ جب مقتول بعد موت زندہ ہوا اور احوال برزخ ونمونہ عذاب اخروی دیکھ آیا تو
قول اسکا بجاے دو شاہد عادل کے ہے بلکہ بالاتر اور جبتک زندہ تھا اور حالات برزخیہ سے اطلاع
نہ رکھتا تھا تب تک اسکے کلام مین صدق وکذب کی گنجائش تھی لہذا اسکا قول تعین قاتل مین
لائق اعتبار نہ تھا اب لائق اعتبار سمجھنا چاہیے لیکن از روے قواعد کلامیہ اس جواب مین
خدشہ ہے کیونکہ اہل کلام بحث معجزات مین تقریر وتحریر فرماتے ہین کہ اگر پیغمبر کی دعا سے کوئی مردہ
زندہ ہوا اور صدق یا کذب نبوت پر گواہی دے تو معتبر نہین ہے بلکہ معجزہ اس پیغمبر کا صرف احیاے
میت ہے مگر اسکی گواہی کو صدق وکذب مین دخل نہین ہے اسلیے کہ جب مردہ زندہ ہوا تو عقل وشعور
وخیال ووہم جو کہ محل خطا ہین جمع ہوگئے اور حکم اسکا مثل اور افراد انسانی کے ہوگیا شہادت اسکی
کام نہین آتی اور جو کوئی جانور یا پتھر یا شجر دعاے نبی سے کلام کرے اور گواہی دے تو البتہ معتبر ہے
کیونکہ نطق جمادات اور حیوانات وہم وخیال سے مبرا ہے بلکہ نطق غیبی ہے احتمال صدق وکذب کی
اسمین گنجایش نہین الغرض مطابق اس قاعدے کے مردے کا کہنا محتمل صدق وکذب ہوا اور تعین
قاتل مین نامعتبر ٹھہرا جب تک کہ اقرار قاتل نہ پایا جاے پس جواب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالے نے بنی اسرائیل کو ذبح بقر کا حکم دیا
اور فرمایا کہ بعض اعضا کے مارنے سے مردہ زندہ ہوجائیگا اور حال قاتل سے خبر دیگا تو درحقیقت صدق شہادت اسکا
جناب الٰہی سے بالخصوص ثابت ہوتا ہے لہذا اسکے قول پر قصاص درست ہوگا حاجت اقرار نہین اور اس مردے کو اور
مردون پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ مردہ اس امر مین بالخصوص مخصوص بالصدق ہے ولو التزاما سو بھی اس
صورت مین کہ اقرار قاتل اس معجزے کے دیکھنے سے متحقق نہ ہوا ہو اور ظن غالب یہ ہے کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت

قائم مقام اقرار کے کہا تھا مگر روایات مین ذکر اقرار ساقط ہو گیا ہی کذا حققہ استاد الاستاذ فی تفسیر العزیزی فائدے اس
قصہ مین کئی فائدے کار آمدنی نکلے ایک یہ کہ جب مارنا اعضاے ایک مردے کا موجب حصول حیات دوسرے مردے کا
ہوا تو بالیقین معلوم ہوا کہ موثر ایجاد عالم مین ذات مسبب ہی نہ سبب ہی دوسرا یہ کہ جو کوئی فیض الٰہی اپنی ذات پر
یا اپنے خاندان پر نازل کرانا چاہے تو اسکو تقدیم ذبح بقر وغیرہ خیرات و مبرات بجالانا لازم کہ اسکی برکت سے مطلب
حاصل ہو تیسرے یہ کہ سخت گیری اپنی جانب سے موجب سخت گیری جانب حق سے ہو جاتا ہی اور جلدی کرنا احکام الٰہیہ مین
موجب سہولیت و آسانی ہوتا ہی چوتھا یہ کہ لاوارثون و یتیمون کو اللہ کریم و رحیم نے مورد رحمت رکھا ہی خلائق کو بھی
اسکا لحاظ چاہیے کہ اُنسے بظاہر و باطن رعایت و مروت و اعانت و شفقت رکھین اور حفظ جان و مال مین کوشش و سعی کرین
پانچوان یہ کہ جو کوئی اپنے عیال و اطفال کو سپرد بخدا کرتا ہی تو خدا اُسکو ضائع نہین کرتا اور نفع بالا نفع بخشتا ہی چھٹوان
بر والدین و خدمت انکی موجب نزول رحمت الٰہی ہی ساتوان جس مال سے تقرب الٰہی منظور ہو لازم ہی کہ وہ شی حرام مال مین سے نہ ہو
جیسا یہ بقرہ تھا لہذا قربانی مین شرط یہ ہی کہ لولی لنگڑی لاغر عیبی نہو آٹھوان یہ کہ بنی اسرائیل کو عبرت و تنبیہ ہی اس بات پر کہ پرستش
گوسالہ کی وہ سزا تھی کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے تب توبہ قبول ہوئی اور یہ گائے جسکو بعوض زر کثیر خرید کیا اور ذبح کیا
اُس سے یہ خارق عادت ظاہر ہوا سو اب معلوم کرو کہ مخالفت حکم خدا مین ہر امر نکبت تھی اور موافقت مین ایک برکت

قصۂ حضرت خضر علیہ السلام

تحقیق یہ ہی کہ بعد ہلاکی قوم قبط ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت فرمائی اور خطبہ منبع پڑھا سننے والے
سخت متعجب ہوے ازانجملہ ایک شخص نے پوچھا کہ اے موسیٰ تمسے زیادہ بھی کوئی عالم ہی فرمایا مجھے اسکا علم نہین ہی اگرچہ یہ بات تحقیق تھی
پر اللہ کی مرضی یہ تھی کہ یون کہتے اللہ کے بندے مجھسے بہت ہین سب کی خبر اسیکو ہی لہذا وحی ہوئی کہ ایک بندہ ہمارا ہی اس مقام
جہان دو دریا باہم ملے ہین اُسکو تجھسے علم زیادہ ہی موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا کہ مجکو اسکی ملاقات میسر ہو حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر
ساتھ لو جس جگہ مچھلی گم ہو جاے اُسی جگہ وہ بندہ ہی معالم التنزیل مین ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن حضرت موسیٰ وعظ کہتے تھے ایک شخص نے پوچھا کون آدمی عالم زیادہ ہی فرمایا مین
اس کہنے پر اللہ صاحب نے عتاب فرمایا اور وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین مین ہی اُسکو تمسے علم زیادہ ہی مراد مجمع البحرین سے
قتادہ رح کے نزدیک دریاے فارس و روم ہی اور محمد ابن کعب کے نزدیک طنجہ اور ابی ابن کعب کے نزدیک افریقیہ سو حضرت
موسیٰ نے درخواست کی کہ مین اس سے ملاقات چاہتا ہون جسطرح ہو سکے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی تلی زنبیل یعنی ٹوکری مین
رکھ لے جہان وہ مچھلی گم ہو جاے ہان وہ بندہ ہی حضرت موسیٰ نے اسیطرح کیا اور یوشع ابن نون اپنے خادم خاص کو
ہمراہ لیکر چلے یہان تک کہ رات کے وقت متصل ایک پتھر کے پہونچے کہ وہ پتھر مجمع البحرین سے ملا ہوا تھا اور اس جگہ
چشمہ حیات تھا اسکی تاثیر کہ جب اُسکا پانی کسی چیز مردہ پر پہونچتا زندہ ہو جاتی اُسی پتھر پر سر رکھکر دونون صاحب سو رہے

وبروایتے حضرت موسیٰ نے آرام کی اور حضرت یوشع وضو کرنے لگے کوئی قطرہ پانی کا مچھلی پر گرا وہ زندہ ہوئی اور زنبیل میں تڑپی اور دریا میں نکل پڑی اور فوراً غوطہ مار گئی سرنگ بناکر جہاں سے مچھلی گئی تھی خدا نے پانی کا بہاؤ بند کر دیا پانی میں ایک طاق سا کھلا رہگیا انکو سخت تعجب ہوا ارادہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جاگیں تو حال کہوں جب وہ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے مچھلی کا حال کہنا بھول گئے شب و روز چلتے رہے جب دوسرا دن ہوا تو حضرت موسیٰ نے اپنے خادم حضرت یوشع سے فرمایا آتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصبا یعنی لا ہمارے پاس ہمارا کھانا کہ ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پہلے نہ تھکے تھے جب طلب چھوٹ رہا اُس چلنے سے تھکے بارے حضرت یوشع نے کہا ارأیت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا قال ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی آثارہما قصصا یعنی وہ دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر پاس سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھکو بھلایا شیطان نے کہ اسکا حال تجھ سے کہوں اور وہ مچھلی عجب طرح سے چلی گئی کہ جس طرف جاتی تھی راہ کھلتی جاتی تھی اور زمین خشک تھا وہی جگہ ہے جسکو ہم ڈھونڈھتے تھے وہیں سے اُلٹے پھرے اپنے پیر پہچانتے اس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مچھلی کو تو راہ ہوئی اور موسیٰ و انکے خادم کو تعجب فائدہ اخبار الدول میں ابو حامد اندلسی سے روایت ہے کہ میں نے مجمع البحرین کے نزدیک ایک مچھلی دیکھی کہ اسکا طول ایک ذراع اور عرض ایک بالشت اور ایک آنکھ اور نصف سر تھا معلوم ہوتا تھا کہ نصف کھائی گئی اور نصف باقی رہی اکثر لوگ اُس سے برکت لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مچھلی اُس مچھلی کی نسل سے ہے جسے حضرت موسیٰ و یوشع نے نصف کھایا تھا اور باقی نصف آب وضو سے زندہ ہوئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع یوشع ابن نون اُس پتھر پاس جو کنار دریا تھا پہونچے تو دیکھا بالکل راہ خشک پڑی ہے اُسی نشان پر آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک مرد کپڑے سے سر لپیٹے ہوئے خضر تھے حضرت موسیٰ نے سلام کیا حضرت خضر نے جواب دیا کہا تیرے ملک میں سلام کہاں یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے کیونکر سلام کیا موسیٰ نے کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا موسیٰ نبی اسرائیل کہا ہاں کہا تم کہاں آئے کہا تمہارے پاس آیا ہوں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں تاکہ اچھی راہ سیکھوں حضرت خضر نے کہا تمکو بنا بر علم و ہدایت نبی اسرائیل توریت کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے حضرت خضر نے کہا انک لن تستطیع معی صبرا یعنی تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیگا اسواسطے کہا کہ مجھسے امور خلاف عادت اور ظاہر شریعت صادر ہونگے اور پیغمبروں کی یہ شان ہے کہ امور منکرہ پر صبر نہیں کر سکتے یعنی تم پیغمبر صاحب شرع و کتاب ہو اور کسی سے کسطرح تعلیم لوگے کیونکہ رسول چاہیے کہ مرسل الیہم سے اعلم ہو اصول و فروع دین میں اور جو علم کہ اس قبیل سے نہو اسکا علم ضرور نہیں بلکہ منافی نبوت ہے پھر میں تمکو کیا سکھلاؤنگا تمہارا حکم ظاہر شریعت پر ہے شاید مجھسے کوئی بات ایسی صادر ہو کہ تمہارے خلاف پڑے اور ظاہر میں [illegible] اسکی حکمت سے آگاہ نہو تو خواہ مخواہ مجھسے معارضہ کروگے کیونکہ پیغمبروں کا یہی

کام ہوا اور اصل بات یہ ہے کہ اللہ کا ایک علم مجکو ہے تمکو نہیں اور ایک علم تمکو ہی مجکو نہیں پھر تم کیونکر صبر کروگے
اُس بات کو دیکھکر جو تمھارے قابو مین نہین اُسکی سمجھ یعنی میر لدنی ہی کہ بلا کسب حاصل ہوا ہوا اور تمھارا علم
کسبی ہی پھر حقائق و دقائق علمیہ مین تمکو اعتراض ہوگا اور صبر کر سکوگے بسبب بے علمی کے اسی قیل و قال مین
ایک چڑیا نظر آئی کہ دریا مین پانی پیتی تھی حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو تمام علوم
خلائق اللہ کے علم مین سے اسقدر ہی جتنا دریا مین سے چڑیا کے منھ مین تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا یعنی تو پاویگا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالونگا تیرا
کوئی حکم قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکرا یعنی کہا خضر نے اگر میرے ساتھ رہتا ہی تو
مت پوچھیو مجھسے کوئی خبر جب تک مین شروع نہ کرون تیرے آگے اسکا مذکور حضرت موسیٰ نے قبول کیا پھر دونون چلے
اور حضرت یوشع بھی پیرو ہوے یہان تک کہ ایک کشتی پاس دریا کے کنارے آئے اور کشتی والون سے کہا ہمکو چڑھا لیجیے
اول اہل کشتی نے انکار کیا پھر حضرت خضر کو پہچان کر بتواضع و فروتنی پیش آئے اور بلا اجرت کشتی پر چڑھا لیا اور
کشتی چلی جب قریب کنارے کے ہوے تو حضرت خضر نے بسولی سے ایک تختہ کشتی کا نکال ڈالا اسکی حرکت سے کوئی
ڈوبا نہیں بلکہ کشتی مین پانی بھی نہین آیا شاید حضرت موسیٰ نے ڈاٹ کپڑے کی لگا دی تھی یا حضرت خضر نے پیالہ
شیشے کا اُس جگہ رکھدیا مگر حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ یہ نقصان خلاف احسان واقع ہوا تو فرمایا اخرقتہا لتغرق اہلہا
لقد جئت شیئا امرا یعنی تونے اسکو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اسکے لوگون کو تونے کی ایک چیز انوکھی حضرت خضر نے کہا
الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا یعنی مین نے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا حضرت موسیٰ نے فرمایا مین بھول گیا
اسپر گرفت نہ کیجیے بعد ازان کشتی سے اُترے اور دریا کے کنارے پیادہ پا چلے راہ مین ایک گانون کے باہر چند لڑکے کھیلتے تھے انمین
ایک لڑکا بہت خوبصورت تھا اُسے حضرت خضر نے مار ڈالا کما قال اللہ تعالیٰ فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتلہ یعنی پھر چلے دونو
یہان تک کہ ملے ایک لڑکے سے اسکو مار ڈالا حضرت موسیٰ نے کہا اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا یعنی تونے
مار ڈالی ایک جان ستھری بن بدلے کسی جان کے تونے کی ایک چیز نامعقول کیونکہ یہ لڑکا بیگناہ تھا اور کشتی مین تو خوف
ہلاک تھا یہان تونے مار ہی ڈالا حضرت خضر نے کہا الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا اور یہ بھی کہا کہ تمنے دو مرتبہ خلاف عہد کیا
حضرت موسیٰ نے کہا اگر اب پوچھون تو مجکو اپنے ساتھ نہ رکھنا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دوسرا
سوال اول سے کڑا ہی فائدہ طفل مقتول کے نام مین اختلاف ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ شعیب جبائی کے نزدیک نام اسکا
جیسور اور بقول ضحاک حیسور و بقول اشمعون اور بعضے جیسور کہتے ہین اور بعضے جیسون کہتے ہین یعنی بجاے حا حطی کے
تحتانیہ و سین مہملہ راء مہملہ کہتے ہین یعنی بعضے بجیم و بار موحدہ اور بعضے بجاے موحدہ کے نون کہتے ہین اور بعضے حرف سوم کو
سین اور بعضے نون اور بعضے حرف آخر کو نون پڑھتے ہین اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ یہ طفل مقتول نابالغ خوبصورت تھا اور لفظ

بیان صحبت موسیٰ و حضرت خضر

زکیتہ سے مراد نابالغ ہی اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ طفل مقتول نوجوان تھا اور کلبی سے روایت ہی کہ مسافروں کی راہ مارتا تھا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یہ لڑکا بڑا مفسد تھا کہ والدین کو اُس سے نہایت ایذا تھی اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسکو حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا کافر پیدا ہوا تھا اگر جوان ہوتا تو اپنے ماں باپ کو گمراہ و کافر کرتا بالجملہ صحیح ازروی روایت و درایت یہ ہی کہ وہ لڑکا نابالغ تھا کیونکہ خداوند تعالی نے لفظ غلاماً فرمایا ہی اور حدیث شریف سے بھی عدم بلوغ اسکا صریح واضح ہی اب دربابِ نام والدین بھی اختلاف پایا جاتا ہی بعضے نام باپ ملاس بیان کرتے ہین اور بعضے کابر اور نام ماں کا بعضے شاہویہ لکھتے ہین اور بعضے رحمی اور اسمین بھی اختلاف ہی کہ حضرت خضر نے اُسکو کس طرح قتل کیا بعضے کہتے ہین ایک دیوار کے نیچے بلا کر لیکئے اور لٹا کر چھری سے ذبح کیا یہ قول سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہی اور بعضے کہتے ہین اُسکا گلا گھونٹ دیا اور بعضے کہتے ہین سر اُسکا دیوار سے ٹکرا دیا اور بعضے کہتے ہین پتھرون سے توڑ دیا کہ وہ مرگیا یہ قول ابن عتبہ کا ہی دلی تفصیل نے المعالم الغرض بعد اس معاملے کے حضرت موسیٰ و خضر آگے تشریف لے چلے تو وقت شام ایک موضع مین پہنچے وہان کے لوگون کی یہ عادت تھی کہ شام دروازے گھرون کے بند کر لیتے اگر کوئی کتنا ہی پکارتا نہ کھولتے اور شام ہی کو حضرت موسیٰ و خضر وہان جلوہ فرما ہوے اور چاہا کہ موضع مین داخل ہون کسی نے دروازہ نہ کھولا تب دونون حضرات نے کہا ہم لوگ مسافر ہین اور بھوکے اگر دروازہ نہین کھولتے اور یہ عادت مستمرہ نہین چھوڑتے تو کھانا ہمارے واسطے بھیجدو اُن لوگون نے قطعاً انکار کیا یہان تک کہ تمام موضع کے آس پاس پھرے کسی نے ضیافت نکی ناچار تمام رات تشنہ و گرسنہ گانون کے باہر پڑے رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ قریہ انطاکیہ تھا اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے قول مین ایلہ قریات روم سے وہو ابعد الارض من السماء اور بعض کہتے ہین کہ موضع باجروان تھا متعلقات ارمنہ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک قریہ تھا قریات اندلس سے بالجملہ وہان کے لوگ بڑے خسیس و بخیل تھے اور مسافر نوازی اور غربا پروری سے محض ناآشنا معالم التنزیل مین حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ بدترین قریہ وہ ہی جسکے رہنے والے مہمان کی خاطرداری نکرین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اول دونون پیغمبرون نے مردون سے کھانا طلب کیا جب مردون نے نہ دیا تب اُنپر لعنت کرکے عورتون سے طلب کیا ازانجملہ ایک عورت بربریہ نے کچھ کھانا کھلایا تب آگے کو چلے وقت صبح کا تھا کہ ایک دیوار اُس قریہ مین نظر پڑی نہایت کج قریب الانہدام حضرت خضر علیہ السلام نے اُسکو مرمت فرماکے سیدھا کیا کما قال اللہ تعالی فانطلقا حتے اذا اتیا اہل قریۃ استطعما اہلہا فابوا ان یضیفوہما فوجدا فیہا جداراً یرید ان ینقض فاقامہ یعنی پھر دونون چلے یہان تک کہ پہونچے ایک گانون کے لوگون تک اور کھانا چاہا وہان کے لوگون سے وہ منکر ہوے کہ اُنکو مہمان رکھین پھر پائی اسمین ایک دیوار گرا چاہتی اُسکو سیدھا کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ وسلم فرماتے تھے کہ

وہ دیوار حضرت علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی آورت ہیں ابن ہبیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ حضرت خضر نے ہاتھ لگایا وہ دیوار سیدھی ہو گئی آمد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار اول گرائی پھر سیدھی بنادی الغرض یہ حال
دیکھکر حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا لو شئت لاتخذت علیہ اجرا یعنے اگر تو چاہتا لیتا اسپر
مزدوری یعنے اس قریہ کے لوگون نے مسافرون کا حق نہ سمجھا اور خاطرداری نہ کی اور مہمانی وضیافت
سے پیش نہ آئے پھر انکی دیوار مفت بنانی کیا ضرور تھی اسکی مرتبہ حضرت موسے علیہ السلام نے
سمجھ لیا کہ انکا علم میرے ڈھب کا نہین ہی سو جان بوجھ کر رخصت ہونے کو پوچھا حدیث شریف مین
آیا ہی کہ اول عہد شکنی جو حضرت موسے سے واقع ہوئی بھول و فراموشی تھی دوسری مرتبہ کی بطور
شرط تیسری مرتبہ عمدًا یعنے پہلے شفقت نبوت سے سہو و بھول واقع ہوئی دوسری مرتبہ اقرار
کرنے کو پوچھا تھا تیسری مرتبہ جدا ہونے کو چاہا اور درخواست فراق فرمائی کیونکہ حضرت
موسیٰ کا علم وہ تھا جسمین پیروی کرنا خلق خدا کو سراسر منفعت تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کا
وہ علم تھا کہ دوسرے کو پیروی اسکی بن نہ آوے القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بسبب شفقت
نبوت تین مرتبہ خلاف عہد و پیمان واقع ہوا تو ناچار حضرت خضر علیہ السلام نے کہا ہذا فراق بینی
وبینک یعنے اب جدائی ہی میرے اور تیرے بیچ سانبئک بتاویل مالم تستطع علیہ صبرًا یعنے
بتاتا ہون اب تمکو پھیر ان باتون کا جسپر تم ٹھہر نہ سکے اور بعض کہتے ہین کہ حضرت موسے
علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا کہ سر ان باتون کا جو تمنے میرے ساتھ کی ہین
بیان کرو اسپر حضرت خضر نے بیان فرمایا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ
انکا ہمکو معلوم ہوتا اور خدا کے کامون کی حکمتین اکثر لوگون کو دریافت ہوتین اور اخبار الدول
مین ہی کہ وقت رخصت موسیٰ علیہ السلام کے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم صبر فرماتے
تو ہزارون ہزار عجائبات سے کہ ان معاملات سے عجب العجائب ہین اطلاع پاتے سو حضرت
موسیٰ نے افسوس کرکے روئے اور انکی جدائی سے سخت ملول ہوئے الغرض حضرت خضر نے
فرمایا اما السفینة فکانت لمساکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها وکان وراءہم ملک
یاخذ کل سفینة غصبا یعنے کشتی سو تھی کئی محتاجون کی محنت کرتے تھے دریا مین سو مین نے
چاہا کہ اسمین نقصان ڈالون اور انکی پرے تھا ایک بادشاہ لے لیتا ہر کشتی چھین کر عیب

ہوتی تھی یعنے مین نے اسلیے توڑ دیا کہ وہ ظالم کیون چھین نہ لے اور یہ غریب مسکین محروم رہ جاتے اور تکلیف اُٹھاتے مین بعض کہتے ہین کہ وہ بادشاہ آگے تھا اور بعضے قائل ہین کہ وہ بادشاہ پیچھے تھا قول اول مطابق ارشاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ قرأت ابن عباس مین وکان امامھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا وارد ہے اور اُنکے نزدیک نام اُس بادشاہ کا جلیدا بن کرکر تھا اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک متولہ ابن جلندازدی ہے اور شعیب ابن جبائی کے نزدیک ہُدد ابن بدد اول بہائے ہوز و دالین مہملتین وثانی ببائے موحدہ و دالین کذا فی القاموس اور شعیب کے نزدیک مالک کشتی کے دس بھائی تھے پانچ لنجے اور پانچ ملاحی کرتے تھے پھر حضرت خضر نے کہا

واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرہقھما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما یعنے وہ جو لڑکا تھا سو اُسکے والدین ایمان دار تھے ہم ڈرے کہ اُنکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کرکے پھر ہمنے چاہا کہ بدلا دے اُنکو اُنکا رب اس سے بہتر ستھرائی مین اور لگاؤ رکھتا محبت مین یعنے اگر وہ جوان ہوتا تو بیدراہ و موذی ہوتا مان باپ اُسکے ساتھ خراب ہوتے اور وہ اپنے دین مین ملاتا یا وہ دونون شفقت سے اُسکے کفر پر راضی ہو جاتے لہذا اسنے بحکم خدا مار ڈالا چنانچہ روایت ہے کہ اُسکے عوض اللہ نے ایک بیٹی بخشی مسماۃ میہ وہ ایک نبی کے نکاح مین آئی کہ اُس سے ایک نبی پیدا ہوا نام نبی کا علی الاختلاف اشمویل یا شمعون تھا و بروایت جعفر ابن محمد اُسکے بطن سے ستر نبی پیدا ہوے اور ابن جریج کی روایت ہے کہ مقتول کی عوض اللہ نے پھر بیٹا مسلمان عنایت کیا والاول ہو الصحیح بعد ازان حضرت خضر نے دیوار کا حال فرمایا کہ اللہ صاحب سورہ کہف مین حکایت فرماتے ہین واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا کنزھما رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری یعنے وہ جو دیوار تھی سو دو یتیمون کی تھی رہتے اُس شہر مین اور اُسکے نیچے مال گڑا تھا اور اُنکا باپ تھا نیک سو چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہونچین اپنے زور کو یعنے اٹھارہ برس کو اور نکالین اپنا مال گڑا اور یہ بات ازروے مہر تیرے رب کی ہوئی اور مین نے نہین کیا اپنی طرف سے ولہذا مزدوری نہین لی معالم مین ہے کہ دونون لڑکون کا اصرم و اصرام نام تھا اور باپ کا کاشح یہ شخص متقی و پرہیزگار تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ آدمیکی پرہیزگاری سے یہ حفاظت ہوئی اور نظم الجواہر مین ہے کہ کاشح ذات کا جولاہہ تھا اور بعض کے نزدیک کاشح پدران دونون غلامون کا نہ تھا بلکہ ان دونون تک سات پشت کا فصل تھا محمد ابن اسکندر فرماتے ہین کہ صلاح و تقوی کا اثر

سات پشت تک رہتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے اور تجربہ اسپر شاہد ہے کہ مرد صالح و متقی کی برکات سے اہل محلہ بلاؤن سے محفوظ رہتے ہین **فائدہ** اختلاف ہے کہ اُس دیوار کے نیچے کیا چیز تھی سعید ابن جبیر فرماتے ہین کتب علمیہ تھین اور حضرت ابن عباس کے نزدیک لوح طلائی تھی ایک طرف اُسکے لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجبا لمن الیقن بالموت کیف یفرح عجبا لمن ایقن بالقدر کیف یحزن عجبا لمن ایقن بالرزق کیف یتعب

عجبا لمن الیقن بالحساب کیف یغفل عجبا لمن الیقن بزوال الدنیا وتقلبیھا باھلھا کیف یطمئن الیھا اور دوسری

جانب لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ انا اللہ لا الٰہ الا انا واحدی لا شریک لی خلقت الجن و الانس فطوبے

لمن خلقتہ للخیر واجریتہ علی یدیہ والویل لمن خلقتہ للشر واجریتہ علی یدیہ یہ قول ہے اکثر اہل تفسیر کا اور نزدیک عکرمہ کے مال وخزانہ گاڑا تھا اور یہی روایت ہے ابی درداء صحابی کی اور ترمذی کی روایت مین بھی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح آیا ہے وہو الصحیح لان سیاق الآیۃ یدل علی ذالک اور اس صورت مین اگر اُس خزانہ مین لوح بھی ہو تو عجب نہین **فائدہ** اس قصہ مین کئی فائدے عمدہ ہین اول یہ کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہے دوسرے طلب علم مین صبر کرنا مصائب و مکروہات لازم ہے بدون اسکے علم نہین آتا جلدبازی سے محروم رہتا ہے تیسرا یہ کہ عالم کو گھمنڈ کرنا نہ چاہیے گو کتنا ہی بڑا عالم ہو کیونکہ جہان مین ایک سے ایک زیادہ موجود ہے چوتھا یہ کہ اُستاد کو چاہیے کہ تین خطائین شاگرد کی معاف کرے بعد اُسکے اختیار رکھتا ہے چاہیے اُسکو ساتھ رکھے اور چاہیے جدا کرے پانچوان یقین کرے کہ خدا کا کوئی فعل خالی حکمت سے نہین ہوتا گو اُسکی حکمت ہماری سمجھ مین نہ آوے جس طرح کشتی کا توڑنا اور غلام کا مارنا اور گرتی دیوار کا بنا دینا سراسر حکمت تھا پس مسلمان کو لازم ہے کہ خدا کے کام مین راضی رہے خواہ اُسکے مرضی کے موافق ہو خواہ مخالف ہو واسطے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ **فائدہ** قسطلانی شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ خضر بفتح خا و کسر ضاد ہے و بکسر خا و سکون ضاد بھی ہے اور اسم مبارک انکا بلیا ابن ملکان ابن فالغ ابن عابر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح ہے اور نظم الجواہر مین ہے کہ نام خضر بلیا ہے بموحدہ مفتوحہ و سکون لام و یاء تحتیہ ہے اور بعض کے نزدیک الیسع اور بعضے الیاس اور بعض عامر اور بعض خضرون اور بعض ارمیا کہتے ہین اور کنیت ابو العباس اور لقب خضر ہے اور جو بیان کرتے ہین کہ اولاد فارس سے تھے یا حضرت الیاس کے بھتیجے تھے یا بنی اسرائیل مین سے تھے جس طرح اخبار الدول مین بروایت ابن اسحاق بعد ارفخشد کے ابن افرائیم لکھا ہے یا کسی بادشاہ کے بیٹے تھے یا اسکندر کے خالہ زاد بھائی تھے جیسا مسعودی نے اخبار الزمان مین لکھا ہے وہ سب ضعیف ہے قابل اعتبار نہین لیکن جو بعض اہل حدیث نے حضرت آدم علیہ السلام کے

مثنوی میں بیان کیا ہے اسکا عجب نہیں ہے اور وجہ ملقب بخضر ہونے کی محققین نے یون بیان فرمائی ہے
کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے وہان سبزہ اُگتا تھا چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ
حضرت خضر جہان نماز میں مشغول ہوتے تو جائے سجدہ اور اطراف حصیر میں سبزہ جم جاتا تھا اور
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انما سمی خضرا لانہ
جلس علی فروۃ بیضاء فاذا ہی تہتز تحتہ خضراء یعنی خضر بیٹھے تھے سفید پر اور اُسی وقت اُنکے نیچے سبزہ
اُگا اور زمانہ حضرت خضر بروایت بعض بعد حضرت صالح پیشتر از ابراہیم تھا اور بعض بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام بیان کرتے ہیں الغرض تعین زمان میں اختلاف ہے بیضاوی میں ہے کہ افریدون کے
وقت میں تھے اور ذوالقرنین اکبر کے ساتھ سیر ربع مسکون میں موجود تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے عہد تک ظاہر رہے معالم التنزیل میں ہے کہ جب ذوالقرنین بطلب آبحیات روانہ ہوا تو خضر
علیہ السلام آگے تھے کہ آنکو وہ چشمہ ملا اُنھون نے اُس سے پانی پیا اور غسل فرما کر دوگانہ شکر ادا کیا
اور درازی عمر پائی اور ذوالقرنین محروم واپس آیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اگر
ہمراہی سکندر اکبر یا سکندر رومی پر مامور ہوئے ہون تو تعجب نہیں ہے لیکن آبحیات سے درازی
عمر کا پانا معتمد نہیں ہے کیونکہ حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ و الیاس علیہم السلام کہان آبحیات
تلاش کرنے گئے تھے زندگی اس گروہ بزرگ کی مشاہدہ حضرت حق ہے کہ تجلی دائمی اسم باقی سے
زندہ جاوید رہتے ہیں اور ملاحظہ کتب صحیحہ حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ والرضوان سے عیان ہے
کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول وحی و بعد نبوت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں
رہا کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے ہیں اور معالجہ اپنا کرتے ہیں چنانچہ ایکبار مدینہ منورہ میں شہر والون نے
آپس میں فساد کیا خضر بھی اُنمین تھے ایک پتھر اُنکے سر میں بھی لگا تین مہینے تک اُسکی تکلیف
رہی تھی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم یا اسّی برس کے بعد دندان مبارک اُنکے از سر نو نکلتے تھے اور
بعد بعثت اکیس بیس برس کے بعد نکلنے لگے تھے اور آنجناب نیک خلق و جوانمرد و مشفق تمام خلائق کے
ہیں اور جود و عطا میں بے نظیر ایثار آپ کی عادت ہے علم کیمیا سے بخوبی آگاہ اور خود قرض لیتے دیتے
اور بازار میں دلالی بھی کرتے ہیں اور اجرت پر کام کرتے ہیں شیخ علاء الدولہ سمنانی عروہ میں لکھتے ہیں
کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں اور اکثر مصاحب ابدال و قطب کے رہتے ہیں صحیح یہ ہے
کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی مستور و محجوب قیامت تک ہیں بعد رفع قرآن شریف وفات پاوینگے اور بعض
کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جانب بنی کنانہ روبامیت برسالت و پیغمبری مبعوث ہوئے تھے اور بعض

حضرت خضر کو ولی کہتے ہین اور بعض فرشتہ اور بعض انکو رجال اللہ امت محمدیہ مین شمار کرتے ہین
حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علما و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہین کہ حضرت
خضر علیہ السلام اب تک بقید حیات ہین اور یہ امر بحو آفتاب روشن ہی مگر اکثر محدثین مثل بخاری و ابن
مبارک و ابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کے انکار کرتے ہین اور دلیل انکی ایک حدیث ہی جسکو حضرت
صلعم نے قریب رحلت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روے زمین پر ہی بعد سو برس کے زندہ نرہیگا لیکن اس
حدیث مین اہل تحقیق فرماتے ہین کہ اسوقت حضرت خضر علیہ السلام دریا مین فرض کیے گئے تھے
نہ زمین پر اور ارشاد جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم مردم روے زمین کے واسطے تھا
نہ اور ون کے واسطے اور تفسیر معالم التنزیل مین کریمہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد دلیل نفی حیات
حضرت خضر علیہ السلام کی لکھی ہی لیکن اس آیہ مین احتمال تاویل ظاہر تر ہی کیونکہ لفظ بشر واسطے
اُن لوگون کے بولی جاتی ہی جو کہ نظر آتے ہین بلا تامل اور ہر ایک سے ملاقات کرتے ہین اور ہر ایک
اُنسے ملاقات کرسکتا ہی اور شبوتت و خانہ داری زمین پر کرتے ہین اور حضرت خضر علیہ السلام کے
احوال ان سب امور کے خلاف ہین قطع نظر اس سے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے اولیا و سے
مرتبہ شہرت کو پہونچی ہی بلکہ بحد تواتر اور قصص و حکایات اُس ملاقات کے حیطہ شمار سے افزون ہی چنانکہ
حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری زر بخش بداونی کے پاس تشریف لانا
وعلی ہذا اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور اعمال خیر کی ترغیب دینا اور وصول
الی اللہ کے حصول پر تحریض کرنا نہایت مشہور ہی اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ مین کو ہی اور شیخ
علاء الدولہ سمنانی کہ قدوہ ارباب کشف و کمال سے ہین فرماتے ہین کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کی
انکار کرتا ہی وہ جاہل ہی چنانکہ فصل الخطاب مین مذکور ہی اور جو محقق فیروز آبادی سفر السعادت مین فرماتے ہین
کہ در باب عمر خضر و الیاس حدیثے صحیح ثابت نشدہ سو غالبًا اس محقق کے طریق پر ثابت نہوئی ہوگی ورنہ محقق جذری
حصن حصین مین مستدرک حاکم سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت رسول ثقلین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم
نے رحلت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبیح الوجہ سفید ریش مجمع اصحاب مین آیا اور رویا پھر تعزیت کرکے چلا گیا بعد ازان
حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب حضرت علی مرتضے ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفید ریش جسیم صبیح حضرت خضر علیہ السلام تھے اسی طرح سیوطی
رحمہ اللہ علیہ نے جمع الجوامع مین ملاقات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت خضر علیہ السلام سے
مفصل بیان کی ہی اور تنزیہ الشریعۃ مین بھی چند احادیث ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت

امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و صحابہ سے نقل کی ہین کہ بسبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو پہنچی ہین اور ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے قطعی یقینی ہی اور ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ لو کان الخضر حیا لزارنی یعنی اگر خضر زندہ ہوتا تو میری زیارت کرتا اول رفع اس حدیث کا بطریق معمول اہل حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ قول اُسی کا معلوم ہوتا ہی جو منکر حیات خضر علیہ السلام کا ہی دوسرے اگر رفع اسکا جیسا کہ چاہیے ثابت بھی ہو جاوے تو محتمل ہی کہ یہ سخن قبل از ملاقات خضر کے ہوگا کیونکہ اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہین کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے اُنکو سنا ہی اور اپنی کتابون مین لکھا ہی تتبع و تصفح کتب حدیث سے واضح ہوتا ہی اور شیخ احمد ابن ابی بکر ابن محمد محدث نے مع سند اپنی اُنھین حدیثون کو ایک کتاب مین جمع فرمایا ہی جسکو ضرورت ہو اُسکو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

قصہ ہلاک قارون تفاسیر مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع خضر و یوشع ابن نون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام سے اسرار علمی سنکر رخصت ہوے اور مصر مین تشریف لائے و بعد چندے قارون ابن یصہر منافق کی ہدایت پر مصروف ہوے معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا یعنی قارون ابن یصہر ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ ابن عمران ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام و بروایت ابن اسحق مطلبی یہ قارون عمران پدر موسے علیہ السلام کا بھائی تھا اور عمران و قارون دونون یصہر کے بیٹے تھے مگر بنی اسرائیل سے نہ تھے اور بعض کہتے ہین کہ حضرت موسے علیہ السلام کا بھانجا تھا یعنے مسماۃ کلثم کا بیٹا تھا لیکن صحیح یہ ہی کہ قارون حضرت موسے علیہ السلام کا بھائی چچیرا تھا او بسبب حسن صورت اور نور بشرہ کے اسکو منور مشہور کرتے تھے بجز حضرت موسے و ہارون علیہما السلام کے یہ مرد کی توریت خوب پڑھتا تھا جب تک فقیر و محتاج و بے مایہ و ذلیل رہا تب تک متواضع اور متخلق باخلاق حمیدہ رہا اور جب مالدار ہو گیا تو ایسا مغرور ہو گیا یہانتک کہ اُسنے کپڑے اپنے اور رون سے ایک ایک بالشت بڑھا دیے تھے تذییل یہ باب دلالت نخوت و کبر پر کرتی ہی حدیث شریف مین ایا ہی ولا ینظر اللہ یوم القیامۃ الیٰ من جر ثوبہ خیلاء یعنے نہ دیکھیگا اللہ قیامت کو اُسکی طرف جو شخص دراز کرے اپنا کپڑا ایسا تکبر کر کے کہ گھسٹتا چلے یعنے بنظر رحمت و عنایت نہ دیکھیگا یہ حدیث بخاری و مسلم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

بیان قارون

روایت کی ہی جاننا چاہیے کہ لفظ ثوب عام ہی خواہ تہبند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکھا یا قبا یا فرغل یہ سب منع مین داخل ہین اسی طرح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یعنے جو چیز نیچی ہو ٹخنے سے از قسم ازار کے وہ آگ مین ہی مراد یہ ہی کہ ٹخنے سے نیچے جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لٹکتی ہی وہ آگ مین ہی یعنی دوزخ مین ڈالا جاویگا اور بعضون نے کہا ہی یہ فعل مذموم ہی اور افعال اہل دوزخ سے ہی اور ذکر درازی کا اکثر حق ازار مین آیا ہی اور وعید شدید اسمین وارد ہوئی ہی حتے کہ ایک شخص نیچے پائنچے والا نماز پڑھتا تھا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعادہ وضو کا حکم دیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ شعبان کی شب پانزدہم مین سب بخشے جاتے ہین مگر نافرمان بردار والدین و دائم الخمر و نیچے پائنچے والا بس او لویت ازار کی نصف پنڈلی تک ہی اور رخصت ٹخنون کے اوپر تک ہی اور حکم دامن قبا و پیراہن کا بھی یہی ہی اور سنت آستینون مین بند دست تک ہی اور اسبال عمامہ کی نصف پشت تک رخصت ہی اور زیادہ بدعت اور یہ فراخی و درازی کہ بعضے شہرون عرب مین متعارف ہوئی ہی خلاف سنت ہی اور جو درازی بطریق تکبر ہی وہ حرام ہی اور جو کہ بطریق عرف و عادت شائع ہو وہ مکروہ ہی مگر عورتون کے واسطے ایک بالشت یا دو بالشت کی زیادتی مستحب ہی بقصد ستر بس قارون کی زیادتی بطریق تکبر تھی نہ کسی اور سبب سے کیونکہ وہ مردود بسبب کثرت مال کے کسیکو موجود نہ جانتا تھا اور کثرت مال اس مرتبہ کو پہونچی تھی کہ اُسکے خزانہ کی کنجیان پندرہ آدمی یا چالیس یا ستر لیکر چلتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی و آتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ یعنے دیے تھے ہمنے اُسکو خزانے اتنے کہ اُسکی کنجیون سے تھکے کئی مرد زور آور عصبہ مجاہد کے نزدیک دس سے پندرہ تک اور نزدیک ضحاک کے تین سے دس تک اور قتادہ کے نزدیک دس سے چالیس تک کو بولتے ہین و ہو الاصح الغرض قارون نخوت و کبر مین بسر کرتا تھا اور کارخانہ قضا و قدر سے غافل تھا ایک دن مومنون نے براہ نصیحت اُس سے کہا لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین وابتغ فی ما آتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنے مت اِترا کہ اللہ کو نہین بھاتے اترانے والے اور بیدا کر اُس سے جو اللہ نے دیا ہی پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور نیکی کر جیسے اللہ نے نیکی کی تجھ سے اور نہ ڈال خرابی ملک مین اللہ کو بھاتے نہین خرابی ڈالنے والے حاصل یہ کہ

موسی سے ضد نکر اور اپنے حصہ کے موافق سے لے اور خدا کی راہ مین صرف کر اور اللہ کا شکر کر صحت و فراغت پر
اُنکے جواب مین بولا کما قال اللہ انما اوتیتہ علی علم عندی یعنے یہ تو مجھکو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے
کچھ خدا نے نہین دیا ہے جو مین شکر کرون اور راہ خدا مین صرف کرون اور حقدارون کا حق دون
مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ اس جگہ کون علم مراد ہے بعضے کہتے ہین کہ قارون نے کہا کہ مین سب سے
زیادہ توریت کو جانتا ہون اس باعث سے اللہ نے مجھکو تم پر از روے مال فضیلت دی ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ مجھکو کئی قسم کے کسب آتے ہین اُس سے یہ مال حاصل ہوا ہے اور بعض کہتے ہین کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے خزانون سے واقف ہو گیا تھا سو اُنکو اُٹھا لایا تھا اور سعید ابن مسیب
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو علم کیمیا تبلایا تھا سو حضرت
نے ایک تہائی یوشع ابن نون کو سکھلایا اور ایک تہائی کالب ابن یوفنا کو اور ایک تہائی قارون کو
مگر قارون نے فریب سے حضرت یوشع اور یوفنا کا بھی علم سیکھ لیا اور زر دار ہو گیا اور جو لوگ
کہتے ہین کہ قارون حضرت موسی علیہ السلام کی بہن کا بیٹا تھا وہ کہتے ہین کہ حضرت نے اپنی بہن کو
یہ علم سکھایا تھا وہی قارون نے اپنی مان سے سیکھ لیا بالجملہ اسی عرصہ مین شنبہ کے دن قارون نے
سرخ کپڑے پہنے اور سفید اونٹ پر سوار ہوا اور ستر یا نوے ہزار سوار گھوڑون کے سب پوشاک ارغوانی
پہنے ہوے ساتھ ہوے اور تین سو یا ہزار عورت خوبصورت سرخ کپڑے سفید موزے پہنے
انواع زیورات سے آراستہ سفید اونٹون پر سوار ہمراہ رکاب سیر کنان قوم بنی اسرائیل کی طرف آیا
تو اُنمین جو لوگ طالب دنیا تھے سب دنیا مین لوٹ اُٹھے کہ سورہ قصص مین ارشاد ہوا قال الذین
یریدون الحیوۃ الدنیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اوتوا العلم
ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن وعمل صالحا ولا یلقٰہا الا الصابرون یعنے کہنے لگے جو طالب تھے
دنیا کی زندگی کے اے کاش کسی طرح ہمکو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اُسکی بڑی قسمت ہے
اور بولے جنکو ملی تھی بوجھ اے خرابی تمھاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے اُنکو جو یقین لائے اور کیا
اچھا کام اور یہ بات اُنھین کے دل مین پڑتی ہے جو سہنے والے ہین حقیقت مین دنیا سے آخرت کو
بہتر وہی جانتے ہین جنسے محنت سہی جاتی ہے اور بے خبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو ہی
کرتے ہین اور نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے کہ اسکی بڑی قسمت ہے مگر اُسکے مکر کو
اور آخر کی ذلت کو اور ہزار جگہ کی خوشامد کو نہین دیکھتا اور یہ نہین دیکھتا کہ دنیا مین آرام ہے
تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹتے ہین ہزارون برس القصہ قارون عیش و عشرت مین

لب کرتا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے دل مین بغض اور حسد رکھتا اول طغیان اور
عصیان قارون سے یہ ہوا کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اپنی قوم کو
کہو کہ چادرون مین چار و طرف آسمانی رنگ کے دو ڈورے لگا دین تاکہ اُنکو دیکھ کر آسمان کو دیکھین
اور معلوم کرین کہ مین نے توریت اسی سے نازل فرمائی ہی تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا
کہ یا الٰہی ساری چادر رنگ لینے کا اگر حکم ہو تو بہتر ہی اسلیے کہ بنی اسرائیل سبز ڈورون مین اپنی
حقارت سمجھینگے اور یہ حکم بھی چھوٹا ہی ارشاد ہوا کہ میرا حکم چھوٹا نہین ہی دیکھو چھوٹے حکم کی اگر تقدیم
کرین تو بڑے حکم مین بھی پہلو تہی نکرینگے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکم دیا کہ اپنی
چادرون مین سبز ڈورے باندھو کہ جب اُسکو دیکھو تو اپنے رب کو یاد کرو بنی اسرائیل نے فرمانبرداری
کی اور قارون نے انکار کر کے اپنا مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ نشانیان غلامون کی ہین مین تو نکرونگا
دوسرے یہ کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ریاست مذبح کی حضرت ہارون کے سپرد فرمائی کہ بنی اسرائیل اپنی قربانی حضرت ہارون کے پاس لیجاتے
اور حضرت ہارون اُسکو ذبح کر کے رکھدیتے آسمان سے ایک آگ آتی اُسکو کھا جاتی یہ ریاست
قارون کو سخت ناگوار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تم پیغمبر ہوے اور
ہارون کو ریاست مذبح ملی ہین کسی مین نرہا حالانکہ توریت کو مین خوب پڑھتا ہون اب مین
صبر نہین کر سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مین نے یہ ریاست ہارون کو نہین دی اللہ کی
طرف سے اُنکو عنایت ہوئی ہی بولا کہ مین نہین مانتا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے
رئیسون کو جمع کر کے فرمایا کہ اپنی اپنی لاٹھیان لاؤ اور اُنکو اپنے قبہ عبادت مین بطریق کھیتی کے
جماؤ جسکی لکڑی آگے اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ سمجھو سب لوگ اپنی اپنی لکڑیان لا کے
بونے لگے حضرت ہارون نے بھی اپنی لکڑی گاڑی صبح کو حضرت ہارون کی لکڑی مین پتے لگے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قارون مرتبہ ہارون کا دیکھ قارون نے کہا واللہ یہ سحر ہی
اور اپنے تابعین کے ساتھ قوم سے نکل گیا اور حضرت موسیٰ سے بگڑ بیٹھا مگر حضرت موسیٰ باوجود
ایسی شرارت کے بلحاظ قرابت ہر ایک امر مین رعایت کرتے پھر اس مردود نے گھر بنایا اُسکا دروازہ
سونے کا لگایا اور دیوارین اُسکی مطلا اور مذہب بنائین ہر روز بنی اسرائیل وہان جایا کرتے اور
دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قارون اُنکو کھانا کھلاتا اور بنی اسرائیل کہ رکابی مذہب تھے شکایتین
حضرت موسیٰ کی کیا کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس عرصہ مین حکم زکوٰۃ

نازل ہوا قارون نے عذر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے یون مصالحہ کیا کہ ہزار درہم پر
ایک درہم اور ہزار بکری پر ایک بکری دیا کرا اسنے شمار کیا تو زر خطیر ہوا تب بخل نے زکوۃ سے باز رکھا
پھر بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تمنے موسیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک حکم مین کی ہر
اب وہ چاہتا ہی کہ تمھارا مال تمسے لے لے بولے تو ہمارا سردار ہی جو تو فرما سو ہم کرین کہنے لگا کہ مین
موسیٰ کو رسوا کیا چاہتا ہون تا کہ پھر کوئی اُسکی بات نہ سنے مسماۃ منیرہ قحبہ کو میرے پاس تک لاؤ
تو مین تدبیر کرون بنی اسرائیل تلاش کر کے حاضر لائے قارون نے اُس سے کہا کہ مین تجکو ایکہزار
درہم یا ہزار دینار یا طاس سونے کا عطا کرونگا یا اپنے محل مین داخل کرونگا تو کل کے دن جسوقت
بنی اسرائیل جمع ہون حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تہمت کر اور دو ہمیانی اشرفی کی اُسی وقت
دے دین اُسنے اقرار کیا دوسری صبح کو قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ بھی تشریف لائے
قارون نے کہا بنی اسرائیل چاہتے ہین کہ آپ وعظ فرمائین حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کے
فرمانے لگے کہ جو کوئی شخص چوری کریگا اُسکا ہاتھ کاٹونگا اور جو کوئی زنا کریگا پس اگر وہ شخص جورو والا
نہین ہی تو سو تازیانے مارونگا اور جو کتخدا ہی اُسکو سنگسار کرونگا یہان تک کہ مرجائے اور جو کسیکو
تہمت لگاویگا اُسکو اسّی کوڑے مارونگا قارون بے ادب نے کہا کہ اگر یہ سب گناہ تمسے ہوئے ہون
تو کیا کرو حضرت نے فرمایا اگر مجھسے ہوئے ہون تو بھی یہی حکم ہی قارون نے کہا بنی اسرائیل کو
یہ گمان ہی کہ تو نے فلانی عورت سے زنا کی ہی حضرت موسیٰ نے فرمایا معاذ اللہ تو اُسکو طلب کر
کہان ہی حاضر ہو کر بیان کرے چنانچہ مسماۃ منیرہ اُسی محفل مین حاضر آئی حضرت نے فرمایا کہ ای
منیرہ تجکو قسم ہی اُس خدا کی جسنے دریا کو پھاڑا اور توریت کو نازل کیا سچ بیان کر کہ مین نے
تیرے ساتھ وہ کام کیا ہی جو یہ لوگ کہتے ہین بولی ہرگز نہین سب افترا اور جھوٹھ ہی اور یہ سب
لوگ جھوٹھے ہین اِس قارون نے مجکو سکھلایا ہی اور رشوت دی ہی کہ تو حضرت موسیٰ کو اپنے
ساتھ زنا کی تہمت کر سو مین باوجود اسکے کہ گنہگار بدکار ہون لیکن ہرگز پسند نہین کرتی کہ آپ پر
تہمت کرون اور یہ دونون تھیلیان اشرفی کی قارون کی دی ہوئی مُہری اُسکی میرے پاس
موجود ہین بنی اسرائیل نے جب مُہر قارون کی دیکھی تو اُسکے مکر سے مطلع ہوے پھر حضرت موسیٰ
علیہ السلام سجدے مین گئے اور قارون کے شاکی ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا الٰہی اگر مین تیرا
رسول ہون تو غضب نازل کر ارشاد ہوا کہ مین نے زمین کو تیرے اختیار مین کر دیا ہی جو مرکوز
خاطر ہو اُس سے ارشاد کر حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے مجکو قارون پر

اسی طرح بھیجا ہی جس طرح فرعون پر بھیجا تھا اب جو شخص اُسکے ساتھ رہا چاہے رہ جاوے اور جو علیحدہ ہوا چاہتا ہو نکل آوے یہ بات سُنکر سب بنی اسرائیل نکل آ گئے مگر دو شخص باقی رہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو ارشاد کیا کہ یا ارض خذیہم ای زمین پکڑ انکو اسوقت قارون ایک تخت پر فرش مخملی بچھائے ہوئے بیٹھا تھا زمین نے اُس تخت کو نگلا وہ تو غائب ہو گیا پھر قارون کو پانون کی طرف سے نگل چلی اس مردود نے شور مچایا اور امان مانگنے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یا ارض خذیہم یہان تک کہ زانو سے سر تک زمین مین غائب ہو گیا اس درمیان مین ستتر مرتبہ قارون نے اور اُسکے یارون نے استغاثہ کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ملتفت نہوے اور مطلق غصہ حضرت کا فرو نہوا اور یہی فرماتے گئے کہ یا ارض خذیہم یہان تک کہ داخل جہنم ہوا اُسوقت وحی آئی کہ ای موسیٰ قارون اور اُسکے یارون نے ستتر بار استغاثہ کیا اور تو نے نہ سُنا قسم ہی اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھسے ایک مرتبہ استغاثہ کرتا تو مین اُسکا استغاثہ سن لیتا اور بعض آثار مین وارد ہی کہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب کسی کے حکم مین زمین کو نکرونگا القصہ بعد اس واقعہ کے سفہاء بنی اسرائیل آپسمین کہنے لگے کہ موسیٰ نے اسلیے دعا مانگی کہ قارون ہلاک ہو تو ہم اُسکا مال اور اسباب تصرف کرین یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سُنا تب واسطے رفع تہمت کے پھر دعا مانگی کہ یا الٰہی یہ مال اور اسباب بھی زمین مین دھس جاوے چنانچہ گھر اور مال ظاہر اور پوشیدہ سب زمین مین جاتا رہا معالم التنزیل مین قتادہ سے روایت ہی کہ قارون ہر روز بمقدار اپنے جسم کے مع مال اور خزانہ زمین مین دھستا ہی قیامت تک یونہین رہیگا جب نفخ صور کا وقت آویگا تب قعر زمین مین پہونچیگا

فر گنج قارون کہ فرو میرود از قہر * خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشان است

چنانچہ سورۂ قصص مین ارشاد ہوتا ہی فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا ویکانہ لا یفلح الکافرون یعنے پھر دھسا دیا ہمنے اُسکو اور اُسکے گھر کو زمین مین پھر نہوئی اُسکی جماعت جو مدد کرتی اُسکی اللہ کے سواے اور نہ وہ بدلا لے سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کہ چاہتے تھے اُسکا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھولتا ہی روزی جسکو چاہے اپنے بندون مین اور روکتا ہی اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہمکو دھنسا دیتا ارے خرابی یہ تو بھلا نہین پاتے منکر بالجملہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر امور سے فارغ ہوے تو حکم پہونچا کہ بنی اسرائیل کو ملک شام مین لیجاؤ اور بیت المقدس کو عمالقہ سے جہاد کرکے چھین لو اور وہان رہیگے تو وطن اختیار کرو

اب مصر مین رہنا مناسب نہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علےٰ ادبارکم فتنقلبوا خاسرین یعنے اے قوم داخل ہو زمین پاک مین جو لکھ دی ہے اللہ نے تمکو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنے پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین فائدہ چہارم سورہ مائدہ مین ہے اسمین یہ حکمت تھی کہ اب بنے اسرائیل کا مصر پر قبضہ ہوگیا اور عیش و طرب کے طریقے انکو بخوبی معلوم ہوے کیونکہ فرعون اور فرعونیون کا تنعم اور تعیش دیکھا کیے ہین ایسا نہو کہین یہ بھی اُس سرزمین مین عیاشی کرنے لگین اور کار جہاد و قتال سے منھ پھیرین اور ریاضت اور مجاہدے مین غفلت اور تساہل اختیار کرین اسلیئے نکل جانا انکا یہان سے بہتر ہے پانچم یہ حکمت تھی کہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت موسیٰ و ہارون کو یہ منظور نتھا کہ فرعون کو مار کر اُسکا ملک اور مال خود لین اور دنیا کی عزت حاصل کرین جیسا فرعون کو خیال تھا کہ بار بار کہتا تھا ان ہذان لساحران یریدان ان یخرجاکم من ارضکم بسحرہما یعنی یہ دونون ساحر ہین چاہتے ہین کہ نکالین تمکو تمھاری زمین سے بزور اپنے سحر کے اور کبھون یون کہتا تھا ان ہذا لساحر علیم یریدان یخرجکم من ارضکم بسحرہ یعنے یہ ساحر پڑھا ہوا ہے چاہتا ہے کہ تمکو نکالے تمھاری زمین مین سے اپنے جادو سے پس مرضی الٰہی یون ہوئی کہ اہلاک فرعون سے کسی طرح کا تمتع حاصل نکرین اور دنیا اور متاع دنیا سے انکی بے رغبتی ظاہر ہو مگر عامہ بنی اسرائیل پر کہ حب دنیا مین سخت مشغوف تھے اور زمین مصر کو لقمہ بے دود سمجھتے تھے مصر سے نکلنا بہت دشوار ہوا اور تعمیل حکم مین ایستادگی کرنے لگے مگر چار و ناچار ہمراہ رکاب ہوے جب چلے تو وحی ہوئی کہ بارہ سبط پر بارہ سردار مقرر کرو تاکہ یہ لوگ اُسکے حکم مین رہین چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ سردار مقرر کیے اُسی کا اشارہ ہوا ہے و بعثنا منہم اثنے عشر نقیبا یعنے اُٹھا کے ہمنے اُنمین سے بارہ سردار غرض کہ چلتے چلتے کنعان مین پہونچے تب حضرت موسی علیہ السلام نے نقیبون کو اطراف شام مین روانہ کیا تاکہ خبر لائین چنانچہ نقیب روانہ ہوے باہر شہر کے عوج ابن عوق لکڑیان چنتا تھا اُسنے سب کو لکڑیون کے گٹھے مین رکھ لیا اور اپنی جورو کے پاس لاکر کہنے لگا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی کو آئے ہین پھر عوج نے چاہا کہ اُنکو پیرون سے پیس ڈالے اُسکی عورت نے منع کیا اور کہا کہ انکو رہا کر کہ اپنے لشکر مین تیری خبر کرین چنانچہ عوج نے اُنکو چھوڑ دیا تو وہ لوگ شہر اریحا مین سیر کرتے رہے اور جبارین عمالقہ کو دیکھتے رہے اور بعد چند سے وہ لوگ پھر آئے تو بڑے بڑے انگور اور انار لائے اور شام کی خوبیان بیان کین

نقبا بنی اسرائیل

عوج بن عوق

اور زور آوری عمالقہ کی بھی کہی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس قوم سے خوبی ملک کی
بیان کرو اور دشمن کا حال مت کہو انہین سے دو شخص اس حکم پر رہے یعنے یوشع ابن نون
اور کالوب ابن یوفنا اور اور لوگون نے زور آوری وقد آوری عمالقہ بھی بیان کر دی تب تو
بنی اسرائیل نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا حتیٰ یخرجوا
منہا فان یخرجوا منہا فانا داخلون یعنے اے موسیٰ وہان ایک قوم ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان
نجائینگے جب تک نکل جاوین وہان سے پھر اگر وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہون قال رجلان
من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون وعلی اللہ فتوکلوا
ان کنتم مومنین یعنے کہا دو مردون نے ڈر والون مین سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ
اُنپر حملہ کر کے دروازے سے پھر جب تم اسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسا کرو اگر
یقین رکھتے ہو یہ دو شخص حضرت یوشع اور کالوب تھے اللہ نے اِنپر نوازش یہ کی تھی کہ انکے واسطے
نبوت بعد حضرت موسیٰ کے ٹھہرائی تھی اور وہ دونون حضرت موسیٰ کے فرمانے پر قائم رہے تھے
اُنھین دونون نے اس طرح سمجھایا کہ تم لوگ بہت ہو اور عمالقہ تھوڑے ہے جب تم ارادہ کروگے اور
دروازے انکی آمد و رفت کے بند کر دوگے تو وہ پریشان ہو کے نکل بھاگینگے بانیہمہ بنی اسرائیل
سخت نامردی سے کہنے لگے یا موسےٰ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا اے موسیٰ ہم ہرگز نجائینگے ساری عمر
جب تک وہ رہینگے اوس مین یعنے تمہارا عجب احوال ہی کہ دو آدمیون کی بات پر خیال کرتے ہو اور
وس کا کہنا نہین مانتے ہم تو نجائینگے تو جا یعنے فاذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون
یعنے تو جا اور تیرا رب اور لڑو دونون ہم اس جگہ بیٹھے ہین اس مقام مین بعضے کہتے ہین کہ رب سے مراد ہارون
علیہ السلام ہین کیونکہ رب بمعنی سید بھی آیا ہی اور ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور کلمہ فقاتلا موید
اس قول کا ہے اور بعضی کہتے ہین کہ رب بمعنی خدا ہی اس صورت مین یہ بدزبانی نسبت خدا اور رسول کے موجب کفر ہی اور
اگر فرض کرین کہ رب سے مراد ہارون ہین تو بھی کمال بے ادبی ہی کہ پیغمبر کی رفاقت سے منھ موڑتے ہین
بالجملہ اسی بے ادبی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوے اور فرمانے لگے رب انی لا املک
الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین یعنے اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان
اور میرا بھائی سو فرق کر تو ہم مین اور بیحکم قوم مین بعد اُسکے خود بنفس نفیس مع حضرت ہارون علیہ السلام
کے جانب شام روانہ ہوے اور یوشع ابن نون کو خلیفہ کر گئے اور قوم بنی اسرائیل رات بھر جنگل مین
جو مابین فلسطین و ایلہ کے واقع ہی پھرتے رہے اور راہ کا نشان نہین ملا جب اسی طرح کئی دن

اتفاق پڑا تب حضرت یوشع علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی جو راہ نہیں ملتی حضرت یوشع نے کہا اب اسی جگہ صبر کرو اور توبہ و استغفار کرکے پاک ہو اور دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ و ہارون کو تمھارے پاس پھر لائے ان لوگون نے دعا شروع کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام عوج ابن عوق کے شہر مین پہونچے وہان کے لوگ عجب بے قد آور مہیب صورت نظر پڑے پہلے حضرت موسیٰ کو خوف معلوم ہوا مگر نبوت کے زور سے آگے بڑھے تو عوج ابن عوق سے ملاقات ہوئی یہ شخص بروایت صحیحہ بڑا قد آور قوی ہیکل شاید کہ حضرت آدم علیہ السلام کا نواسا تھا مسماۃ صفورا کا بیٹا عمر اسکی تین ہزار چھ سو یا پانسو برس کی تھی اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کر کے کہا تو بنی اسرائیل کا سردار ہے قبطیون کو تونے دریا مین غرق کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک عصا مارا کہ وہ کافر داخل نار ہوا اخبار الدول مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت لکھی ہے کہ طول قامت عوج بن عوق تیس ہزار تین سو تیس گز کا تھا اور اسی کتاب مین لکھا ہے کہ مچھلی پکڑ کر آفتاب سے بھونتا تھا اور جب کبھی کسی اہل شہر سے ناراض ہوتا تو انکے شہر کو پیشاب سے بہا دیتا تھا اور کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ پھرتا تھا کاتب اوراق کے نزدیک یہ سب روایات مبالغہ پر دال ہین لائق اعتماد نہین صحیح اسی قدر ہے کہ عوج بن عوق مرد طویل القامت قوی ہیکل تھا اور یہ بھی اسی کتاب مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اراضی کنعان مین مع لشکر نازل ہوے تو بالق ابن صافون سلطان عمالقہ اور جابرہ نے دیکھا اور مقدار لشکر عرضاً و طولاً ایک فرسخ تخمیناً تجویز کر کے ایک پتھر اتنا ہی لمبا چوڑا ایک پہاڑ سے لایا اور چاہتا تھا کہ اس سے تمام اہل لشکر کو ہلاک کرون حضرت منتقم جبار نے ہدہد کو بھیجا اسنے ایک پتھر کہ اسکی منقار مین تھا مارا کہ وہ پتھر ٹوٹ کر مثل طوق بادشاہ کا گلوگیر ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی لیکر سامنے آئے اور عصا حضرت کا دس گز کا تھا اور قد شریف بھی دس گز کا اور دس گز اچھلنے کی طاقت رکھتے تھے سو آنجناب نے دس گز اچھل کر ایک عصا مارا کہ اسکے ٹخنے پر ضرب لگی اور وہ مردود مر کر زمین پر گر کاتب اوراق لکھتا ہے کہ اس روایت کو اکثر اہل تاریخ بمقابلۂ عوج ابن عوق لکھتے ہین اور صحیح یہی قول اکثر معلوم ہوتا ہے جس طرح قصہ بلعم باعور بعضون نے اسی لشکر کے مقابلہ مین بیان کیا ہے حالانکہ اہل تحقیق نے اسکو لشکر یوشع علیہ السلام کے مقابلے مین لکھا ہے اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلا دعوت کس طرح عوج کو مارا تو جواب یہ ہے کہ عوج حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کافر تھا اور بسبب زور و طاقت بہت مغرور و متکبر تھا اسی سبب سے اسنے کسی نبی کو نہین مانا اور حضرت موسیٰ کے

عمد بن حبیب بارہ نقیب خبر لینے کو گئے تو اُسنے اُنکو گرفتار کیا اور گھر لیجا کر زمین پر گرایا اور
چاہا کہ اُنکو پیس ڈالے اُسکی عورت سنے منع کیا اور کہا اِنکو رہا کر تا کہ تیرا حال موسیٰ سے کہین
کر اُسنے چھوڑ دیا اُن نقیبون نے سارا حال بیان کیا لہذا حضرت نے اُسکو مارا اور بعض کہتے ہین
کہ بعد دعوت ایمان کے قتل کیا اور آپ اُسکے دوبارا دہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا
اگر مسلمان بھی ہوتا تو بھی جو کافر ہوگیا اور قتل اُسکا لازم ہوا **فائدہ** ترجمہ توریت سے بھی قد آوری
عمالقہ معلوم ہوتی ہے چنانچہ کتاب استثنا کے باب اول مین موجود ہے کہ ہم کہان چڑھین ہمارے
بھائیون نے یون کہکر ہمین بیدل کر دیا ہے کہ وے لوگ ہمسے بڑے اور لمبے ہین اور شہر اُنکے بڑے
جنکی دیوارین آسمان تک ہین اور ہمنے بنی عناق کو وہان دیکھا ہے انتہی یہ مقولہ بنی اسرائیل کا حضرت
موسیٰ سے بلا شبہہ ہے کہ ہماری تواریخ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے اگر با اینہمہ نصاریٰ اپنی حماقت سے
اعتراض کرین کہ اہل اسلام کی کتابون مین عوج ابن عوق کا قد نہایت طویل لکھا ہے سو غلط ہے
اتنا بڑا قد نہ تھا یہ اعتراض اُنپر ملٹ پڑتا ہے کیونکہ دیوارون کا آسمان تک ہونا کب صحیح ہے کیونکہ
جب قد لمبا ہوگا تب دیوارین بلند ہونگی اگر کہین کہ یہ مبالغہ ہے تو ہم بھی کہتے ہین کہ مورخین اہل
اسلام نے بھی مبالغہ کیا ہے اور توریت والی دیوارون سے یہ خرابی واقع ہوئی ہے الحاصل موسیٰ
علیہ السلام عوج کو مار کر قوم مین تشریف لائے اور فرمایا کہ مین عوج کو مار آیا اب تم باطمینان
تمام میرے ساتھ چلو اور عمالقہ پر جہاد کر کے ارض مقدس لے لو کہ حکم خدا اسی طور سے ہے بولے اے
موسیٰ ہم تو اس جنگل سے نکل نہین سکتے ہر چند ہمنے چاہا کہ آپ کے پیچھے چلین لیکن راہ نہ ملی
حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اب سامان سفر درست کر کے میرے ہمراہ چلو سو بنی اسرائیل جمع ہوکر
چلے مگر ایک شب و روز پھرتے رہے راہ نہ ملی لہذا حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی مین دعا مانگی
کہ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ قوم چلنے پر مستعد ہے مگر راہ نہین ملتی ارشاد ہوا فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ
یتیہون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین یعنے اب تو وہ اُنپر بند ہوا ہے چالیس برس
سرمارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بحکیم لوگون پر یعنے اب چالیس برس تک خراب
رہینگے اسی جگہ اسلیے کہ یہ لوگ نہایت بے ادب ہین کہ انھون نے کہا اذہب انت وربک فقاتلا
انا ہہنا قاعدون یہ سنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہایت رنج ہوا مگر شب آواز آئی لا تاس
علی القوم الفاسقین کیونکہ اُنکی یہی سزا ہے پھر اسی جنگل مین کہ مابین ایلہ واردن و فلسطین واقع ہے
بے آب و دانہ دھوپ مین رہنے لگے یہ جنگل بارہ فرسنگ لمبا اور چھ فرسنگ چوڑا تھا اور گرد

اُسکے شہر آباد تھے لیکن یہ لوگ مقید تھے ہرگز نکل نہ سکتے تھے آخر کار خیمہ اور شامیانہ بوسیدہ ہو کر پھٹ گئے تو زبان درازیوں سے پیش آئے اور حضرت موسیٰ سے شکایت کرنے لگے آنجناب نے دعا مانگی اللہ تعالےٰ نے ایک قطعہ ابر کا سفید وبارد لطور سائبان قائم کردیا کہ دھوپ سے بچاؤ ہوا اور رات کے وقت ایک نور تاباں ظاہر ہوتا کہ تمام اہل لشکر اُسی کی روشنی مین اپنا کام کرتے بعد اسکے اور نعمتیں دعا سے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے نصیب ہوئین کہ جو کپڑا بدن پر ہوتا وہ میلا نہوتا اور جو لڑکا پیدا ہوتا وہ ملبوس بلباس ہوتا اور جتنا بڑھتا وہ لباس بھی بڑھ جاتا اور بال و ناخن ذرا بھی نہ بڑھتے بعد اُسکے کھانا خرچ ہوگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے من ہوکر نازل ہونے لگا کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک من برستا کہ ہر واحد چار چار سیر اپنی چادر پر لے لیتا اور تمام روز مثل شکر کھایا کرتا اور تھوڑا دن باقی رہے باد جنوب سلویٰ جانور کو سواحل دریاے شور سے اوڑا لاتی اور لشکر بنی اسرائیل مین ڈال دیتی کہ وہ لوگ انکو پکڑ کر ذبح کرتے اور کباب بنا کر کھاتے اور بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ وقت شب من آسمان سے برستا اور گرد لشکر کے جمع ہو رہتا صبح کو ہر واحد اپنی خوراک کے موافق چن لیتا اسی طرح چند روز گذرے تو بنی اسرائیل کہ از بس شوخ زبان اور کلہ دراز تھے کہنے لگے واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنے قسم خدا کی اسکی شیرینی نے ہمکو مار رکھا ہے یعنے کوئی چیز سلونی نمکین ملے تو مزہ زبان کا بدلے روز میٹھا کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ سلویٰ جانور نازل ہونے لگے مگر صبح بہر کہ صبح کو من اور شام کو سلوےٰ اُترتا تھا اور یہ بات چھ روز علی التواتر تھی صرف شنبہ کے دن نہین لیکن بروز جمعہ شنبہ کا حق بھی نازل ہوتا تھا کہ دو دن تک کام آوے اور حضرت نے فرما دیا تھا کہ جمعہ کو زیادہ برسے گا اُسکو شنبہ کے واسطے رکھ چھوڑ لو مگر جو ہر روز برستا ہے اُسکو باسی نہ رکھیو الا حریصوں نے سواے شنبہ کے اور دنون مین بھی گوشت رکھ چھوڑا آخر گوشت اُلسا اور بوسے بد شروع ہوئی کہ لشکریوں کا دماغ پریشان ہوا بخاری اور مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہوتی حوا تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی اور جو نہوتے بنی اسرائیل تو گوشت نہ اُلستا معلوم ہوا کہ اول باسی رکھنے کی رسم نہ تھی بنی اسرائیل سے یہ رسم نکلی اگر وہ یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی باسی نہ رکھتا پھر کیونکر گوشت سڑتا اور حضرت حوا نے آدم علیہ السلام سے یہ خیانت کی کہ حوا حضرت آدم کو دل سے چاہتی تھین اور ظاہر مین کہتی تھین مین انکو نہین چاہتی خواہ یون خیانت کی کہ حضرت آدم

بیان نعمہائے الہی

علیہ السلام کو شیطان کے ورغلانے سے انھین نے گیہون کھلایا بالجملہ خیانت کی صفت عورتون مین
اول حضرت حوا سے شروع ہوئی **فائدہ** مَنّ ایک چیز شیرین دانہ دار مثل کشنیز ہی اور حقیقت اسکی
حکما کے نزدیک یہ ہی کہ مرکب ناقص کی تین قسمین ہین بخار یعنے آب و ہوا غبار یعنے خاک و ہوا
دخان یعنے نار و ہوا سو غبار محض سے ہوائین رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہین اور بخار سے پانی
برستا ہی اور جب بخار زیادہ بلند ہوکر طبقۂ زمہریر مین پہونچا اور منجمد ہوا تو ژالہ و برف ظاہر ہوتا ہی
اور دخان سے برق و صاعقہ و شہاب ثاقب اور کواکب دُم دار اور صورتین نیزہ دار اور جب بخار
دخان نیچے اترا اور زمین مین بند ہوا تو زلزلہ پیدا ہوا اور اگر وہ بخار محتبس بقوت ہوا باہر آیا تو چشمے
اور عیون جاری ہوے اور اگر بخار لطیف مابین آسمان اور زمین کے ٹھہر گیا اور برودت
شب سے منجمد ہوکر سطح زمین پر گرا تو اُسی کو شبنم بولتے ہین اور اصل شبنم یہی ہی اور اگر وہ بخار
بصفت منجمد بین الارض والسما پراگندہ اور پریشان رہا اُسی کا نام کُہل ہی اور جب بخار اور دخان
مرکب ہوکر ارض سے سما کو گئے تو اگر ان دونون سے دخان ایک جزو لطیف ہی اور رطوبت
غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے اُسمین عمل کیا ہی تو اُسمین شیرینی پیدا ہو جاتی ہی اور برف کی
طرح زمین پر گرتا ہی اُسکو ترنجبین نام رکھتے ہین اور اگر یبوست غالب ہوئی اور حرارت معتدل نے
عمل کیا تو اُسکو خشک انگبین بولتے ہین اور اگر یبوست اور رطوبت دونون معتدل ہوئین اور
حرارت کا عمل بھی اعتدال پر ہی تو اُسکو شیرخشت کہتے ہین اور اگر بخار اور دخان دونون لطیف الجوہر
ہین اور حرارت معتدلہ نے بھی تاثیر کی ہی تو اُسی کو من بولتے ہین اور جو حرارت اُسمین مغلوب
یا معدوم ہی تو اُسی کا نام شبنم ہی بالکل بے مزہ اور بالفعل اصطلاح اطبا مین لفظ من عام ہی یعنے
ترنجبین اور شیرخشت اور بید انگبین وغیرہ کو بھی شامل ہی اور یہ من درجۂ اول مین گرم اور رطوبت
اور یبوست مین معتدل اور اہل وسواس اور مالیخولیا اور اصحاب اوہام کو نہایت مفید ہی
سوا اُسکے اور امراض کو بھی نافع ہی چونکہ بنی اسرائیل کے دماغ مین نہایت حرارت
ہو رہی تھی سو تجویز ہوئی کہ من استعمال کرین تاکہ شبہات واہیہ جو اُنکے دلون مین بھرے
ہوے ہین دفع ہو جائین گویا انزال من مین یہ حکمت تھی اور عرب مین استعمال من کا ہر ایک
چیز پر جو بلا مشقت اور تعب میسر آوے کہا کرتے ہین لانہ ہو مما من اللہ بہ علی عبادہ اور حدیث
صحیحین مین بھی اشارہ ہی کہ کنبھی از قسم مَنّ ہی اور پانی اُسکا شفا ہی آنکھ کے لیے یعنے کنبھی بھی
بے کاشت اور پرورش پیدا ہوتی ہی اور اسی طرح سے جنگلی پیڑ اور غلہ خودرو جیسے شاماخ اور

کو ورم وغیرہ لیکن مراد حدیث کی یہ نہین ہی کہ کنبھی وغیرہ جنس من بنی اسرائیل سے ہی اسواسطے کہ بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ تراجم تورات وغیرہ مین شکل اور چہرہ اُسکا بہ تشریح مذکور ہی اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ ترنجبین سفیدی مین مانند برف اور شیرینی مین شبیہ قند کے تھی تا وقت طلوع آفتاب آسمان سے برستی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ کسی درخت کا پھل تھا گوند کی صورت نہایت شیرین اور صافی اور پاکیزہ اور بعضے کہتے ہین زنجبیل اور نان تنک تھی واصحیح ان المن ما من اللہ بہ علی عبادہ اور حقیقت سلوی کی یہ ہی کہ سلوے ایک جانور ہی دریائی کہ اُسکو قتیل الرعد بولتے ہین یعنے کنجشک سے بڑا تیہو سے چھوٹا کشف الاسرار مین لکھا ہی کہ رنگ اُسکا سرخ اور گوشت اُسکا مثل گوشت کبک کے ہوتا ہی اور از رعد سی بسبب ضعف قلبی کے مرجاتا ہی اور اطبا نے اُسکا فائدہ سواے اور فوائد کے یہ بھی لکھا ہی کہ دل سخت کو نرم کر دیتا ہی پس اس جانور کے بھیجنے مین یہ حکمت ہی کہ اسکے کھانے سے دل مین نرمی آوے تاکہ اخلاق درست ہون اور بنی اسرائیل بد اعتقاد اور سخت دل تھے اسلیے حکمت الٰہی متقاضی ہوئی کہ استعمال من سے اعتقاد پاک ہو اور گوشت سلوی سے دل نرم ہو بعد اسکے اسی سفر مین پانی نملا اور بنی اسرائیل پیاسے ہوے اور اس قوم مین بارہ گروہ تھے کسی مین لوگ زیادہ کسی مین کم سو حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک پتھر سے بارہ چشمہ نکلے ہر قوم کے موافق ایک چشمہ جاری ہوا چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد ہوا واذ استسقی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربہم کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین یعنے جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہمنے مار اپنے عصا سے پتھر کو پھر بہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی اور نہ پھرو ملک مین فساد مچاتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا یعنی استغفار اور توبہ اور اظہار عجز وقت طلب پانی کے پیغمبرون کی سنت موکدہ ہی اور جو اس طریق خاص سے پانی عنایت ہوا تو سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے خاص اپنی ہی امت کے واسطے پانی مانگا تھا اور ہمارے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کے واسطے درخواست کی تھی کہ آب باران آسمان سے عنایت ہوا کہ عام ہوتا ہی اسی طرح اور پیغمبرون نے آب عام مانگا ہی عام ملا ہی حضرت موسیٰ نے خاص مانگا خاص ملا فائدہ بعضے کہتے ہین کہ الف اور لام حجر پر جنس کا ہی کوئی پتھر معین نہ تھا جس پتھر پر عصا مارتے پانی نکلتا تھا چنانچہ

حسن بصری اور وہب ابن منبہ اسی بات کے قائل ہین اور اس صورت مین یہ معجزہ معجزہ عصا ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ پتھر معین تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اور
وقت احتیاج یہ کام اُسی سے لیتے تھے یہی قول صحیح ہی پر بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر حضرت موسیٰ
علیہ السلام کوہ طور سے اُٹھا لائے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ پتھر اصل مین بہشتی تھا اور
حضرت آدم کے ساتھ دنیا مین آیا اور بطریق توارث حضرت شعیب علیہ السلام کو پہونچا اُنھون نے
جب عصا عنایت کیا وہ پتھر بھی دے دیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ وہ پتھر ہی جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا قصہ اُسکا سورۂ احزاب مین بطریق اشارہ مذکور ہی علامہ بغوی نے
تفسیر معالم التنزیل مین اس طرح تفصیل فرمائی ہی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کریم باحیا تھے اپنے
بدن کو ایسا چھپاتے کہ ہرگز بدن اُنکا دکھلائی نہ دیتا تھا ایکدن کسی منکر نے کہا کہ حضرت
موسےٰ جو چھپ کر نہاتے ہین اُنکے بدن مین عیب ہی یا تو بدن سفید ہی یا خصیہ پھولا ہی یا کچھ
اَور آفت ہی اسواسطے اللہ صاحب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو عیب سے دور رکھین اور گمان
فاسد مفسدون کا دفع کرین چنانچہ اُس عرصہ مین ایکدن حضرت موسےٰ تنہائی مین نہانے لگے
اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے جب نہا چکے اور کپڑے پہننے کو ہوے تو وہ پتھر
کپڑے لیکے بھاگا کہ حضرت موسیٰ لاٹھی لیکے اُسکے پیچھے پڑے اور یہ کہتے جاتے ثوبی یا حجر
ثوبی یا حجر سو وہ پتھر جماعت بنی اسرائیل پر گذرا تب سب تمیزون نے حضرت موسیٰ کو برہنہ
دیکھا اور بے عیب پایا سخت شرمندہ ہوے پھر وہ پتھر ٹھہر گیا کہ حضرت موسےٰ نے کپڑے
پہنے اور لاٹھی سے اُسے مارا تین یا چار یا پانچ نشان اُس پتھر مین ہوگئے اور اُسی وقت
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس پتھر کو رکھو وقت پر کام آویگا سو اُسی پتھر سے یہ کام
نکلا چنانچہ سورۂ احزاب مین ہی یاایہا الذین آمنوا لاتکونوا کالذین آذوا موسیٰ فبرأه اللہ مما قالوا
وکان عند اللہ وجیہا یعنے اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھون نے ستایا موسےٰ کو پھر بے عیب
دکھایا اُسکو اللہ نے اُنکے کہنے سے اور تھا اللہ کی ہان آبرو رکھتا صورت اُس پتھر کی مکعب
یعنے مربع تھی نیچے اوپر چھ سطحین اور چار سطحین اور بھی تھین اُنھین سے تین تین چشمے جاری ہوتے تھے
کہ سب بارہ ہوے بعضے کہتے ہین حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ پتھر پانی زمین سے لیکے ٹپکاتا تھا
اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بارہ مرتبہ بارہ جگہ اپنی لاٹھی مارتے تھے

کہ ہر مقام مین ایک نشان ایسا پڑتا تھا جس طرح چھاتیون کی گھنڈیان اور پسینے عرق لاتا پھر پانی ٹپکتا بعد اسکے پانی بہتا اور بنی اسرائیل بارہ گروہ تھے ہر گروہ کے پانی لیتے اور علیحدہ علیحدہ پیا کرتے اور ہر ایک گروہ کا ایک چشمہ معین ہوگیا تھا کہ وہ گروہ اُس چشمہ کے سوا دوسرے سے نہ پیتا پھر جب لشکر کا کوچ ہوتا پتھر کو اٹھا لیتے بالکل خشک ہوجاتا گویا اُس کی تر ٹ سے اس پتھر مین ایک قوت پیدا ہوئی تھی کہ اُس سے دو باتین عجیب ظاہر ہوتی تھین ایک تو قریب کی ہوا پتھر کھینچتی تھی دوسری وہ ہوا فرط تبرید سے پانی ہوجاتی تھی چنانچہ یہ مین ہے کہ ہر ایک درخت زمین سے پانی لیکر اپنی شاخون تک پہونچاتا ہے اگر واسطے معجزے موسیٰ کے پتھر نے پانی لیکر ٹپکایا تو کیا عجب ہوا نسب تر یہ ہے کہ صحیح بخاری مین انس ابن مالک وغیرہ اصحاب سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلعم مقام زورا مین جلوہ فرما تھے اور وہان پانی نہ تھا ایک چھوٹے باسن مین پانی وضو کو آیا اور حضرت صلعم نے اپنی انگلیان پانی مین ڈالین تو فوارہ وار پانی انگلیون سے جاری ہوا کہ تین ہزار آدمیون نے وضو کیا اور تبرکا اُسکو پیا **فائدہ** اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلعم کو احوال بنی اسرائیل کا سنایا کہ ان جب تو تون کی استعداد فاسد ہوگئی ہو ہرگز شریعت واحدہ پر مجتمع نہونگے کیونکہ با وصف موجود ہونے حضرت موسیٰ کے یہ لوگ ایک مشرب پر جمع نہوسے اور علیحدہ علیحدہ پانی پیا کیے اب کہ وہ صورت ظاہری بھی نہ رہی کب مجتمع ہوسکتے ہین **فائدہ** سوا ان معجزات کے جو اوپر لکھے گئے دو معجزے اور بھی کتب تواریخ مین پائے جاتے ہین ایک مدبیۃ الحکم حقیقت اُسکی یہ تھی کہ ایک وشاح جسکو عربی مین حمائل اور ہندی مین بدھی بولتے ہین زر وصوف وکتان وریشم بافیدہ سے بناکر جواہر نفیسہ اسمین آویزان کیے تھے اور اُنمین تین سطرین برنگ مختلف لکھی تھین کہ اُنکے دیکھنے سے تمام حروف تہجی پیدا ہوتے تھے اور درحقیقت نام تھے حضرت ابراہیم واسحاق واسباط کے اور خاصیت اسمین یہ ہوگئی تھی کہ جب کوئی مہم بنی اسرائیل کو پیش آنے والی ہوتی تو امام اعظم ہارون کے پاس آتے اُس وقت امام پوشاک تفسیر بدل کر اُس بدھی کو گلے مین ڈالتا اور حادثہ کی شرح کردیتا مدبیۃ الحکم سے جواب سن لیتا اور جو کلام ہوتا تو اُسکی کیفیت حروف مفردہ سے پیدا ہوتی اور ترکیب حروف سے سب حال معلوم ہوجاتا جس طرح علم جفر سے دریافت ہوتا ہے دوسرا ایک حوض پانی سے بھرا تھا اور اُسکے گرد ایک احاطہ تھا جسمین دروازہ لگا ہوا اور اسمین قفل پڑا ہوا تھا اور کنجی اُسکی حضرت ہارون کے سپرد تھی اسمین خاصیت تھی کہ جب کسی شخص کو اپنی عورت پر کچھ شبہ ہوتا تو وہ ایک مٹی کے باسن مین اُسکا پانی لیتا اور ایک تختی سے لگا کر چھاڑ دیتا اور کچھ پڑھ کر دم کردیتا صورت حال کھل جاتی بعد اُسکے وہی پانی اپنی عورت کو پلاتا اگر زانیہ و بدکار ہوتی

تو رنگ سیاہ ہوکر مر جاتی تھی اور جو بقصور ہوتی تو اُسی سال مین اپنے شوہر سے ایک لڑکا نیک بخت جنتی
تواریخ مین ہے کہ یہ دونون معجزے ہزار برس تک بعد حضرت موسیٰ کے باقی رہے تھے والعلم عند اللہ القصہ
بنی اسرائیل جنگل مین ایسی ایسی نعمتون سے منتفع رہے جسکا حد و پایان نہین تو شکرگزاری اُسکی بجا لاتے
کر اپنے پیغمبر کی متابعت کرتے اور شیوہ فرمان برداری اختیار کرکے بے تکلف عمر عزیز کو بسر کرتے اور
کھانا پانی جو غیب سے بلا تکلیف و محنت ملتا تھا پیتے کھاتے اور باطمینان تمام عبادت حق واحد مطلق مین
مشغول رہتے وہ تو نہوا بلکہ بسبب قصور استعداد و کم ہمتی و میلان سفلی کے وہ نعمتین اُنکے حق مین موجب
کفر و تفرقہ دائمی ہوگئین اور بے ادبی سے کہنے لگے یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد یعنی اے موسیٰ ہم نہ ٹھہرینگے
ایک کھانے پر اس جگہ طعام واحد سے وحدت تکراری مراد ہے نہ وحدت فردی و جنسی اور عرف مین
رواج ہے کہ طعام مکرر کو گو جنس مختلف سے ہو بلا تبدیل و تغییر ہو طعام واحد بولتے ہین اور وحدت اعتباری کو
بجاے وحدت حقیقی استعمال کرتے ہین **فائدہ** اس کلام مین بنی اسرائیل سے دو بے ادبی صریح
ظاہر ہوئین ایک یہ کہ ایسے پیغمبر اولو العزم جلیل الشان کو نام لیکر پکارا اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ نہ کہا
دوسری معلوم ہوتا ہے کہ صبر کر سکتے تھے لیکن باختیار خود نہین کرتے تھے کیونکہ لن نصبر بنی اسرائیل کے
کلام مین واقع ہے اور اگر ایسا نہوتا تو بولتے لن نستطیع الصبر یا لا یمکن لنا الصبر حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل
کہنے لگے کہ ہم کئی وجہ سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہین کرینگے ایک وجہ یہ ہے کہ منّ اصل مین شبنم ہے
جو ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور سلوے ظاہر ہے کہ ہوا اُسکو ہمارے سامنے لاکر ڈال دیتی ہے اور ہم مخلوق
ارضی ہین ہماری غذا ایسی ہو جسمین حکم زمین غالب ہو اور یہ کھانا آسمانی ہے دوسری یہ کہ ایک طرح کے
کھانے سے بھوک نہین رہتی اور قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تیسری یہ کہ یہ کھانا خلاف عادت ہے
اور طعام غیر معتاد اگرچہ نفیس لطیف بھی ہو چندان مرغوب طبع نہین ہوتا بخلاف طعام حسب عادت کے
گو کہ کثیف خسیس ہو اسی جگہ سے اہل فلاحت کو اہل شہر کا کھانا مرغوب نہین ہوتا بلکہ سیر نہین ہوتے
فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و فومها و عدسها و بصلها سو پکار ہمارے
واسطے اپنے رب کو کہ نکال دے ہمکو جو اُگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور ککڑی اور گیہون اور مسور
اور پیاز یعنی اپنے اللہ سے دعا کرو کہ بے اسباب ظاہری بطریق خرق عادت من اور سلوے کی طرح
ہر منزل مین وہ چیزین مہیا کرے جو زمین سے نکلتی ہین اول وہ چیزین جو بلا انتظار دانہ اور غلہ و
بے جوش و بے نمک مستعمل ہین جس طرح خرفہ پالک پودینہ کشنیز ترہ تیزک گندنا وغیرہ اشیا کہ وقت
نہ ملنے کھانے کی سریع النفع اور [illegible] ہین دوسری وہ چیزین جو قائم مقام غذا ہین اور استعمال

اُنکے ظاہر سے متعلق ہے جیسے ککڑی کھیرا خربزہ وغیرہ تیسری وہ چیزین جنکے باطن سے انتفاع ہو نہ ظاہر سے جیسے گیہون کہ اسمین احتیاج پیسنے پکانے کی پڑتی ہے چوتھی وہ چیزین کہ اسمین تقشیر کی واجبت نہین بلکہ لذت بغیر مقشر قوی تر ہے مقشر سے چنانچہ مسور بخلاف ماش وغیرہ کے پانچوین پیاز کہ اسکی بو سے نان خورش کی اصلاح ہوجاتی ہے اور خود بھی بعض اوقات بجاے نان خورش ہے فائدہ بعضے مفسرین صحابہ فوم کو واسطے مناسبت بصل کے بمعنی ثوم یعنے لہسن کے تجویز کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فوم اصل مین ثوم تھا الا لغت اصل مین فوم بمعنی گندم آیا ہے اور عرب وقت طلب نان گندم کے بولتے ہین فوموا لنا ای اخبزوا لنا خبز الحنطۃ اور یہی انفصال ثوم کا بصل سے اور اتصال اسکا عدس سے دلالت کرتا ہے کہ کلمہ فا اسمین اصل ہے اور فوم بمعنی گندم ہے آرے قرأت عبداللہ بن مسعود مین بجاے فومہا ثومہا واقع ہے اور اس قرأت مین معنی سیر کے متعین ہین ابوبکر بن ابی الدنیا ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے قرأت مختار میری قرأت زید بن ثابت کی ہے مگر سولہ حرف مین قرأ ابن مسعود کی مین اختیار کرتا ہون از انجملہ مین بقلہا وقثائہا وفومہا ہے اور ظاہر ہے کہ اختیار اس حرف کا قرأت ابن مسعود مین بسبب شبہہ کے ہے وہی شبہہ اکثر متاخرین کو بھی واقع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آخرا بتدا مین اطعمہ مطلوبہ بنی اسرائیل کو دنی خسیس ردی فرماتے ہین اور ساگ ککڑی پیاز عدس البتہ اطعمۂ ردیہ ہین لیکن گیہون حبوب اعلیٰ مین ہے اسکو اطعمۂ ردیہ مین کس طرح داخل کرین لہذا یہ تجویز ہوئی کہ فا بدل ہے ثا سے اور اصل کلمہ ثوم ہے بمعنی سیر کہ رداءت اور گندگی اسکی پوشیدہ نہین ہے اور حل شبہہ کا یہ ہے کہ جوہر گیہون کا فی نفسہ بلا شبہہ حبوب اعلیٰ مین ہے لیکن جب ساگ اور پیاز اور عدس اور ککڑی کے ساتھ کھایا جاتا ہے تو ادنیٰ ہوجاتا ہے کسواسطے کہ روٹی جودت رداءت نفاست خساست مین تابع نانخورش کے ہے جس طرح کی ہو لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی کلام کو اپنے کلام مین نقل کیا اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر کیا تم لیا چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے یعنے تم بدلا چاہتے ہو اُس چیز سے کہ از روے قیمت اور قدر اور منفعت اور لذت ادنیٰ ہے بعوض اُسکے جو ہر وجہ سے بہتر ہے اور ہر چند کہ یہ استبدال فی نفسہ گناہ شرعی نہین ہے کیونکہ تقویت حظ نفسانی کی ہے الا میل بسفل اور دنو ہمت تمہارا آخر کو ایسا کردیگا کہ تم دنیا کو آخرت سے بدل ڈالوگے اور ہر موقع و محل مین تسفل و تنزل سے خوگر ہوجاؤگے اور کوئی کام عالی ہمتون کا تمسے نہو سکیگا اسلیے مین تمہارا مطلب جناب الٰہی مین التماس نہین کرسکتا اور جو تم باوصف تنبیہ کے اصرار کرتے ہو تو علاج اسکا یہ ہے کہ اترو کسی شہر مین

تو ملے جو کچھ مانگتے ہو ساگ و پیاز و عدس وغیرہ ملا استدعا کما قال اللہ اہبطوا مصراً فان لکم ما سالتم اس مقام مین مصر سے مصر فرعون مراد نہین ہے بلکہ ایک شہر شام کا ہے بعض کہتے ہین ایلیا اور بعض کہتے ہین اریحا چنانچہ بنی اسرائیل بطمع غلات شہر اریحا کی طرف چلے جب قریب تر پہونچے تو عمالقہ اُس شہر کو خالی کر گئے اور غلات و فواکہ سب چھوڑ گئے اور ارشاد الٰہی ہوا ادخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منہا حیث شئتم رغداً وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین یعنی داخل ہو اس شہر مین اور کھاتے پھرو اسمین جہان چاہو خوش ہو کر اور داخل ہو دروازے مین سجدہ کرکے اور کہو گناہ اترے تو بخشین ہم تقصیرین تمہاری اور زیادہ بھی دینگے نیکی والون کو فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون یعنی پھر بدل لی بے انصافون نے بات سوا اُسکے جو کہدی تھی پھر اُتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر صحاح ستہ مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بنی اسرائیل کو ادخلوا الباب سجداً ارشاد ہوا تو داخل ہوئے سرینون پر پھسلتے اور کہتے تھے گیہون جو ملے گیہون جو سلے یعنے منہ اپنے سے حطہ کے مقام پر حنطہ کہنے لگے اور سجدہ کی جگہ سرینون پر پھسلنے لگے آخر جب شہر مین داخل ہوے تو پھوڑے کی وبا پڑی ستر ہزار بنی اسرائیل مر گئے ایک ساعت یا ایک دن مین اور نزول وبا اس طرح ہوا کہ ہوا سے سمی آسمان سے آئی اور مسام مین ہو کے بدن مین گھسی کہ مزاج روح کا فاسد ہو گیا اور خون مین سمیت پیدا ہو گئی پھوڑے نکلے اور اُسکے اثر سے دل متاثر ہوا مر گئے اور بعض کہتے ہین کہ ایک آگ آسمان سے آئی اُسنے سب کو جلا دیا **فائدہ** اہل عرفان فرماتے ہین کہ قریہ بزبان اشارت مامن شریعت ہے کہ جو شخص اُسمین داخل ہوا امین ہوا یا مراد خانہ دل ہے کہ بیت اللہ ہے اور جو شخص درارادت سے بخضوع و ضراعت اسمین در آوے اپنی مرادین پاوے مگر جو کوئی کسی حکم کو احکام شرع سے قولاً یا فعلاً بدلے یا کسی صفت کو صفات دل سے متغیر کرے مرتبہ وصال سے دور رہیگا اور مستحق عذاب ہوگا **فائدہ** تحقیق یہ ہے کہ بنی اسرائیل قریۂ اریحا مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو داخل ہوے ہین اور یہ دخول بنا بر توبہ و استغفار تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب بنی اسرائیل بعد ہلاکت فرعون جانب شام چلے تو راہ مین فوج عمالقہ پڑی تھی اُنکے ہمراہ بت تھے بصورت گوسالہ اُنھون نے کہا اے موسیٰ ہکو بھی چند بت بنا دیجیے حضرت موسیٰ کو نہایت رنج ہوا صلحا بنی اسرائیل رونے لگے اور جہلا اُنکے نادم ہوے تب حضرت موسیٰ نے اُنکے واسطے مغفرت چاہی تو بنی اسرائیل نے کہا اب کچھ حکم جدید کی طرف کا ہو تو بجا لاوین فرمایا حکم الٰہی ہے کہ ملک شام جا کر فتح کرو اور راہ مین قریہ اریحا ملیگا وہان بخشوع تمام سجدہ کرو اور حطہ توبہ کی دعا کرو حکمت یہ تھی کہ شہر کے

لوگ بت پرست تھے شاید انکا استغفار دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دین چنانچہ بنی اسرائیل چلے اور دروازے اریحا پر پہونچے صلحا بموافق حکم بجا لائے جہلا نے مسخرا پن کیا انپر وبا پڑی تب حضرت نے دعا فرمائی کہ وبا دفع ہوئی اور جو بعض تواریخ مین یہ واقعہ بعد فتح اریحا کے لکھا ہی سو قول ضعیف ہی اسواسطے کہ فتح اسکی حضرت یوشع کے وقت مین ہوئی ہی حضرت استاذ الاستاد تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ یہ جو بعضے کہتے ہین کہ وہ موضع بیت المقدس تھا غلط ہی کیونکہ بنی اسرائیل بعد وفات موسیٰ کے وہان گئے ہین اور منشاء اشتباہ کا یہ ہی کہ باب حطہ بیت المقدس کا ایک دروازہ ہی اور داخل ہونا اسکا موجب کفارۂ گناہان ہی حالانکہ یہ دروازہ بعد تعمیر بیت المقدس کے بنایا گیا ہی اور بیت المقدس حضرت سلیمان کے وقت مین بنا ہی حضرت موسیٰ کے عہد مین نہ بیت المقدس تھا نہ دروازہ مگر عجب نہین ہی کہ حضرت سلیمان یا کسی اور پیغمبر نے اریحا کے دروازے سے بالہام یا وحی مشابہت دیکر لقب بباب حطہ کر دیا ہو انتہی اس جگہ سے بھی دخول قریۂ اریحا حضرت موسیٰ کے عہد مین معلوم ہوتا ہی **فائدہ** صحیح مسلم مین ہی کہ فرمایا حضرت نے طاعون زجری یعنے عذاب کہ بنی اسرائیل پر اور انپر جو تمسے پہلے تھے نازل ہوا سو جب تم اسکو کسی زمین مین سنو تو نہ داخل ہو اسمین اور جو واقع ہو اسمین جہان تم ہو تو نکل نہ جاؤ خلاصہ یہ کہ قصداً ہلاکت مین نہ پڑو اور غضب الٰہی کا سامہنا نہ کرو اور جو واقع ہو جائے تو بھاگو بھی نہین کیونکہ تسلیم و رضا و توکل کے خلاف پڑتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ جب وبا کسی جگہ پڑے اور وہان کے رہنے والے نہ بھاگین اور صبر کرین تو انکو اجر ملتا ہی اور شہیدون کا مرتبہ عنایت ہوتا ہی گو زندہ بھی رہین اس جگہ بعضے ظاہر بین شبہہ کرتے ہین کہ بھاگنا قحط وغیرہ بلاؤن سے شرعاً جائز ہی چنانچہ الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین مشہور ہی اور طاعون اور وبا بڑی بلائین ہین انسے بھاگنا کسلیے منع فرمایا جواب اول یہ ہی کہ اس بلا مین اکثر لوگ گرفتار ہوتے ہین بالخصوص اقارب عشایر احباب معارف اگر اورون کو حکم فرار دیا جاتا تو بیمار انکے پیچھے تباہ ہو جاتے اور بے اجل مر جاتے پس ایسے وقت مین بیمارون کی خدمت اور دلجوئی کرنا حکم جہاد مین ہی اور ایسے موقع پر صبر کرنا ایسا ہی جیسے صف جہاد مین بخلاف اور بلاؤن کے یہ مانع اس جگہ نہین ہی دوسرا یہ کہ توکل اور صبر کرنے والے کو عادت ہو جائے کہ جب بلا آ جائے تو اسپر صبر کیا کرے تیسرا یہ کہ اگر آدمی وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر مین جا رہتا اور اتفاقاً وہان بچ جاتا تو اسکو بھی یقین ہوتا کہ اگر مین وہان سے نکل نہ آتا تو انکے ساتھ مین بھی وبا مین آ جاتا اس عقیدہ سے وہ شرک خفی مین گرفتار ہوتا اور اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جہان کہین ہوگی موت تمکو آگھیریگی پس معلوم ہوا کہ وبا سے بھاگنے مین کچھ فائدہ نہین چوتھا یہ کہ وبا مین حرکت کرنا بھی بہتر نہین ہی کسواسطے کہ اطبا نے لکھا ہی کہ جسکو وبا سے

پرہیز کرنا منظور ہو تو چاہیے کہ ان دنون مین غذا کم کھائے اور رطوبت زائدہ کو کسی طرح کسی تدبیر سے دفع کرے اور ریاضت اور حمام سے پرہیز کیا کرے کیونکہ فضلات ردیہ اس سے جوش کرتے ہین اور لازم ہے کہ ان دنون مین آرام اور سکون اور آسایش اختیار کرے تاکہ اخلاط جوش مین نہ آوین پانچوان

یہ کہ طاعون اور وبا ارواح خبیثہ کے آثار مین ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ فانہا

وخز اعداکم من الجن یعنی وبا کونچا ہے تمہارے دشمنون کا جن سے پس معلوم ہوا کہ یہ بھی جہاد ہے کفار جنون سے لہذا درجہ شہادت ملتا ہے اور جنون مین جو مسلمان ہین وہ ہمکو تکلیف نہین دیتے مگر جو کافر ہین وہ تکلیف دیتے ہین پس بھاگنا انکے مقابلے سے موجب ذلت و انکسار ہے اور ظاہر ہے کہ وبا گناہون کے سبب سے پڑتی ہے اور گناہ آدمیون سے شیاطین کرواتے ہین سو وبا ڈالنے پر بھی شیاطین کو مقرر کیا تاکہ معلوم ہو کہ جنکے کہنے سے گناہ کرتے ہین انھین کو مارنے پر مقرر کیا اور یہ بھی معلوم ہو کہ جو شخص کسی کے کہنے سے گناہ کرے اور اسکو اپنا دوست جان کر اسکا کہنا مانے حق تعالے اسی کو اسپر مسلط کرتا ہے یہان تک کہ اسکو اسکے ہاتھون سے ہلاک کرواتا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ وبا نے کو جنات کیون مقرر ہوے اور کوئی دوسری چیز مقرر ہوتی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وبا اکثر گناہون سے آتی ہے خصوصاً حرام کاری اور زنا سے اور آدمی کا معمول ہے کہ حرام پوشیدہ کرتا ہے سو حکمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ اسپر دشمن بھی چھپے مسلط کرین تاکہ پوشیدہ گناہون کی سزا بھی پوشیدہ رہے اگر کوئی کہے کہ حرام تھوڑے سے آدمی کرتے ہین سارے شہر پر وبا کیون آتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کشتی کو ایک ہی آدمی ڈوباتا ہے مگر اسکے ساتھ سب کی سب کشتی ڈوب جاتی ہے اور چونکہ یہ بیماری بسبب گناہون کی ہوتی ہے اسواسطے

اس بیماری مین توبہ و استغفار کرنا خیرات صدقات براہ خدا دینا سبحان اللہ پڑھنا درود کا ورد رکھنا لاحول ولا قوۃ

الا باللہ اکثر زبان پر لانا نماز و تقوے اختیار کرنا بہتر ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ وبا جنون کا کونچا ہے یہ بات عقل سے باہر ہے لیکن جب مخبر صادق و حکیم حاذق نے اسکی خبر دی تو اسکو عقل سے ملانا کچھ ضرور نہین اور حکیمون کا قول ہے کہ ہوا فاسد ہو جاتی ہے اسکے باعث سے آدمی کے جسم مین زہر پھیل جاتا ہے کبھی پھوڑے نکلتے ہین اور کبھی ورم ہوتا ہے یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ وبا کبھون اس طرح سے آتی ہے اور کبھون جنون کے کونچے سے مگر حضرت صلعم نے جو سبب عقل مین سما نہ سکتا تھا اسکو بیان فرمایا کیونکہ ہر حکیم بیان کرسکتا ہے کہ یہ فساد ہوا کا ہے لیکن یہ بھی خیال مین آتا ہے کہ اگر وبا فساد ہوا سے ہوتی تو کوئی چرند و پرندہ و آدمی ہرگز زندہ نہ رہتا کیونکہ ہوا ایسی چیز نہین کہ ایک کو لگے دوسرے کو نہ لگے قطع نظر وبا و طاعون کبھون ان شہرون مین ہوتا ہے جسکی ہوا صاف و بے کدورت ہے اور گاہے صحیح المزاج و قوی الجثہ کو لاحق ہوتی ہے پس اگر فساد ہوا سے ہوتا تو لازم

کہ کبھون زمین سے منقطع نہو کیونکہ کسی زمانے مین بعض بلا دفساد وبوا سے خالی نہین ہی اور اگر فساد از فرجہ وضعف طبائع پر موقوف ہی تو چاہیے کہ صحیح وقوی لوگ محفوظ رہین حالانکہ یہ امر عام ہوتا ہی بالجملہ کوئی ضابطۂ عقلیہ اس معاملے مین پایا نہین جاتا صرف مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر صادق ہی اور عقل بھی قبول کرتی ہی فائدہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ آیۂ ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ نغفر لکم سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ توبہ مین زبان سے استغفار وبدن سے سجدہ وصلوٰۃ بجالانا متمم توبہ ہی گو حقیقت توبہ یہ ہی کہ تائب اپنے گناہون گذشتہ پر ندامت وگناہ آئندہ کے ترک پر عزیمت پیدا کرے اور یہ بات علاقہ دل سے رکھتی ہی مگر ہر گاہ کہ صفت قلبیہ قوت پکڑتی ہی تو بلا ظہور ظاہر مین نہین رہتی ولہذا احادیث شریف مین صلوٰۃ التوبہ وصیغہ استغفار وقت توبہ مذکور ہوا ہی دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی گناہ مین مشہور ہو تو اسکو لازم ہی کہ توبہ بھی اعلان سے کرے اور لوگون کو مطلع کرے اور استغفار زبانی بجالاوے اور پاکیزہ متقی لوگون کو گواہ کرے اور صدقات وخیرات وصلوٰۃ ادا کرے یہ اس سبب سے کہ بدون ان چیزون کے توبہ تمام نہین ہوتی بلکہ واسطے زوال تہمت کے اطلاع دینا لوگون کو اپنی توبہ سے ضرور ہی تاکہ لوگ غیبت وسوء ظن سے باز رہین کیونکہ توبہ گونگے وجا ماندہ کی بھی مقبول ہی حالانکہ حرکت زبان پر وچلنے پھرنے پر قدرت نہین رکھتا اسی طرح جو شخص کسی مذہب باطل سے متہم ہو پھر اسکو حق ظاہر ہو تو لازم ہی کہ جو لوگ اس حال سے واقف ہین انکو اپنی ندامت وتوبہ سے مطلع کرے تیسرا یہ کہ بعض مواضع متبرکہ مورد رحمت حق ہین وبعض خاندان قدیم اہل صلاح وتقوے ایسے ہین کہ انمین توبہ کرتے ہی توبہ جلد مقبول ہوتی ہی ابن مردویہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ابو سعید ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر مین یا لڑائی مین رات کے وقت جاتے تھے جب رات آخر ہوئی تو ایک پشتہ پہاڑ ملا کہ اسکو ابو سعید دار الحنظل بولتے تھے اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشل ہذہ الثنیۃ الامثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا الی آخر الآیۃ یعنے نہین ہی مثال اس پہاڑ کے مگر ایسی جیسے وہ دروازہ جسکے حق مین اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ہی داخل ہو دروازے مین سجدہ کرکے اور کہو گناہ اترے اور جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ بنی اسرائیل یعنی ہماری مثال کہ ہم اہل بیت رسالت وحامل اسرار ولایت ہین ایسی ہی جس طرح کشتی نوح ودروازۂ حطہ کہ نجات اس امت کی طوفان نفس شیطان سے وتصحیح توبہ عصیان سے بسبب قبول

۳۳

سلاسل اولیاء اللہ مین وابستہ اسی خاندان عالیشان کے ہین چنانچہ فی زمانہ یہ امر ظاہر ہی جو لکھا یہ کہ اس آیۃ سے شافعیہ نکالتے ہین کہ تحریمہ نماز بغیر لفظ اللہ اکبر درست نہین یعنی سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اعظم واللہ اعز سے جائز نہین ہی اور بعض اہل ظواہر کہتے ہین کہ تبدیل لفظی سے نماز فاسد ہوتی ہی اور مجوزین تبدیل پر طعن کرتے ہین لیکن مدار مغائرت بین الکلامین کا عرف مین مغائرت مضمون پر ہی نہ مغائرت لفظیہ پر فقط پس اگر صرف تبدیل لفظی واقع ہوجائے باوجودیکہ معنی مین اتحاد یا تقارب معنی ظاہر ہو تو محل طعن نہین اور اس آیۃ سے تو صاف صاف نکلتا ہی کہ بنی اسرائیل نے صیغہ استغفار کو تمسخر سے بدل دیا اُس کلام سے جو مغائر تھا کلام ارشادی سے کیونکہ کلام ارشادی مین طلب آمرزش ہی اور بنی اسرائیل نے دنیا طلب کی اور غلات و فواکہ کی رغبت ظاہر کی یا محض ٹھٹھا کیا اور جو تبدیل لفظی کرنے اور حطہ کے مقام پر تب علینا خواہ اغفر لنا کہتے تو بھی مضائقہ نہ تھا انھون نے وہ کلام اختیار کیا جو معنی مین مضاد اور مفہوم مین مغائر تھا اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے تبدیل ذائقے کے لیے دوسری قسم کا کھانا چاہا تھا کچھ یہ مطلب نہ تھا کہ من وسلویٰ موقوف ہو اس صورت مین کلام انکا استدلال پر کس طرح حمل کیا گیا تو جواب یہ ہی کہ بنی اسرائیل ملال خاطر اپنا طعام آسمانی سے بیان کرکے کہتے ہین فادع لنا ربک یخرج لنا الخ اس سے ظاہر ہی کہ بعد اسکے طعام آسمانی نہ کھائینگے بلکہ طعام زمین سے سیر ہونگے اور ظاہر ہی کہ آدمی مقدار معین سے زیادہ نہین کھا سکتا ہی بلکہ جسقدر اور قسم کا کھانا کھا لیتا ہی اُسی قدر دوسرا کم کھاتا ہی پس کھانے مین تبدیل ادنیٰ باعلے لازم آئی گو تصریح لفظ تبدیل کو نہین ہی فائدہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان بلتسفل و دنوہمت و رزالت لازم رہا تا وقتیکہ حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع ابن نون علیہم السلام وغیرہم پیغمبران عالی شان موجود رہے انکے حکمون کا غلبہ رہا اور اثر صفات رذیلہ کا پیدا نہوا جب وجود عالی ہمتون کا انمین سے جاتا رہا تو اُسی اثر نے ظہور پکڑا اکر لباس جہاد و قتال سے متنفر او میلان زراعت و فلاحت پیدا ہوا و ہمچو دہاقین سبک و ذلیل ہوگئے اور یہ واقعہ بعد تسلط جالوت وحادثہ بخت نصر کمال راسخ ہوگیا چنانچہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اسپر دلیل ہی ذلت تو یہ ہی کہ ہمیشہ مسلمانون اور نصرانیون کے زیر دست رہے تبک حکومت کسی جگہ نہین رکھتے اور مسکنت و فقر کا یہ سبب ہی کہ بسبب ادائے جزیہ و عشور وغیرہ مواخذات کے خرچ دخل سے زیادہ رہتا ہی اور اگر اتفاقاً کوئی شخص مالدار بھی ہوجاتا ہی تو مصادرات کے خوف سے آپ کو مفلس ظاہر کرتا ہی اور یہ سب خرابیان اس وجہ سے لاحق ہوئین کہ اس قوم ناپاک نے پیغمبرون کو ناحق قتل کیا اور آیات خدا کو اُنکے مقام سے نکال ڈالا اور بدل ڈالا اور احکام پیغمبرون کی اطاعت نہ کی بلکہ اکثر آیات و احکام جو قباحت معاصی پر دلالت واضحہ رکھتے تھے

انکو تاویلات باطلہ سے بگاڑنے لگے القصہ جب بنی اسرائیل کو بیس برس جنگل مین گذرے تو حضرت
ہارون نے وفات پائی اور جب تیس برس گذرے تو حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی اور حال
وفات حضرت ہارون کا یہ ہوا کہ سال چہلم غرۂ شہر ابان ماہ پنجم از ابتلاے بلیہ تیہ یا
تیسرے برس ابتلاسے اور صحیح یہ ہی کہ بیس برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی
ہوئی کہ وفات ہارون قریب ہی فلان مقام پر یہ واقعہ ہوگا چنانچہ ایک دن
حضرت موسیٰ و ہارون کوہ شوبک کی طرف تشریف لیجاتے تو راستے مین ایک مکان پرتکلف و معطر
نظر پڑا اسمین ایک درخت عظیم تھا اسکے سایہ مین ایک تخت بچھا تھا سو دونون پیغمبر اس درخت پر جا بیٹھے
اور حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ مطلع ہوکر بقصد تجہیز و تکفین اُٹھے تو وہ تخت غائب ہوگیا
ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے قوم مین آئے قوم کے لوگون نے یہ تہمت لگائی کہ تم ہارون کو
مار آئے سو حضرت موسیٰ نے بنا بر رفع تہمت دعا مانگی اللہ صاحب نے اس تخت کو مع ہارون علیہ السلام
ظاہر کیا تب حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کی صفائی پر گواہی دی اور بنی اسرائیل نے
العاذار پسر ہارون کو خلیفہ کیا بعد اسکے تخت غائب ہوگیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہی کہ دونون پیغمبر پہاڑ پر گئے وہان حضرت ہارون نے وفات پائی بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ پر تہمت قتل لگائی فرشتون نے ہارون کو روبرو کیا انہون نے خود کہا کہ مین مرگ طبعی
مرا ہون پھر فرشتون نے انکو دفن کیا کوئی شخص انکی قبر سے آگاہ نہین ہوا مگر ایک شخص گونگا بہرا
اور بعضے روایت کرتے ہین کہ دونون پیغمبر غار دن کی طرف گئے حضرت ہارون نے وفات پائی
حضرت موسیٰ نے انکو دفن کیا قوم نے تہمت لگائی خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل
کو ہارون کی قبر پر لیجاؤ جب قبر پر گئے تو اللہ نے ہارون کو زندہ کیا تب بنی اسرائیل نے حال موت
دریافت کیا روایت ہی کہ حضرت ہارون تین یا چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور وقت
موت ایک سو تیئیس ۱۲۳ یا چھبیس برس کے تھے اور بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی
جبل اُحد پر واقع ہی چنانچہ ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ حضرت موسیٰ
اور ہارون علیہما السلام بقصد حج یا عمرہ مکے مین تشریف لائے جب معاودت فرمائی تو مدینہ طیبہ
مین نازل ہوئے وہین حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی مزار شریف انکا جبل اُحد پر ہی
کذا فی جذب القلوب اور مسعودی نے لکھا ہی کہ قبر شریف جبل حران پر واقع ہی متصل کوہ طور سے روایت ہی
کہ حضرت ہارون کے جنازے کے ساتھ چالیس ہزار بنی اسرائیل تھے ہارون سواے اور لوگون کے ...

اخبار الدول مین ہے کہ حضرت موسیٰ وہارون نے بروایت صحیح اسی جنگل مین وفات پائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور جسطرح حضرت ہارون کے موت کے دفتر مین اختلاف ہے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کیفیت وفات مین اقوال مختلف واقع ہین ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ جب وفات آنجناب قریب ہوئی تو جنگل والے بنی اسرائیل مین کوئی باقی نہ تھا سواے حضرت یوشع اور کالوب اور اونکی اولاد و احفاد کے سو آپ نے سب کو جمع کرکے احکام توریت سنائے اور ایک کتاب توریت اپنے دست مبارک سے لکھکر حضرت جبرئیل سے مقابلہ کرکے ائمہ ہارونی کو صندوق الشہادہ مین رکھکر عنایت فرمائی اور قوم کو تاکید فرماکے کہ تم بھی نقلین توریت کی کرلو چنانچہ اور لوگون نے کئی نسخے لکھے حضرت نے انکو اصل نسخے سے مقابلہ کرکے اسباط مین تقسیم فرمائی کہ ہر سبط کو ایک ایک کتاب ملی بعد ازان ساتوین تاریخ ماہ آزار کو پھر قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا اور تسلیم بخدا فرمایا اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا وصی و ولیعہد قرار دیکر فرمایا اے یوشع آج کے دن میری عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی اب غالب ہے کہ مین اس جہان فانی سے عالم باقی کو رحلت کرون اور چند وصایا فرمائے بعد اسکے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ہمراہ لیکر خیمون سے باہر تشریف لیچلے جب ایک مسافت کثیرہ طی کی اور قوم سے غیبت کلیہ ہوگئی تو ہوائے نرم وخوش جسکو باد نسیم بولتے ہین جانب مغرب سے چلنی شروع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام نے جانا کہ اب وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وقت بہت قریب آیا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو گلے سے لگایا اور کلمہ الوداع زبان مبارک پر لائے اور دفعتًہ اپنے پیراہن سے غائب ہوگئے اور پیراہن نبوت حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ مین رہ گیا گویا یہ اشارہ ہوا کہ مین نے تمکو خلیفہ جانشین صاحب خرقہ اپنا کیا بالجملہ حضرت یوشع علیہ السلام بالباس رسالت قوم مین جلوہ فرما ہوئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو پوچھا حضرت یوشع علیہ السلام نے کیفیت نفس الامری بیان فرمائی اُن لوگون نے انکو بھی قتل کی تہمت لگائی اور اسی وہم وخیال مین سوئے تو خواص قوم نے خواب دیکھا کہ یوشع اس تہمت سے پاک ہے تم لوگ تقصیر اپنی معاف کراؤ آخرش صبح کے وقت جماعہ وضیع شریف حاضر ہوکے عذر کرنے لگے اور متابعت ومطاوعت حضرت یوشع مین مستعد ہوئے اور بعضے صورت وفات یون بیان کرتے ہین کہ جب تینتیس برس جنگل مین گذرے تو حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع اپنے بھانجے کو اپنا وصی فرمایا اور قوم سے کہدیا کہ اب میری عمر تھوڑی رہی ہے دوسرے دن حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے بعد سلام علیک حضرت موسیٰ نے فرمایا جئت زایرًا ام قابضًا حضرت عزرائیل نے کہا قبض روح کو آیا ہون فرمایا کسطرح قبض روح کروگے

وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام

بولے منھ سے فرمایا مین نے اس منھ سے بیواسطے اللہ سے باتین کی ہین کہا کانون سے کیا لوگا فرمایا
کہ مین نے کانون سے کلام الٰہی بیواسطہ سنا ہی کہا آنکھون سے فرمایا کہ آنکھون سے مین نے نور الٰہی دیکھا ہی پھر کہا ہاتھ سے
فرمایا کہ مین نے ہاتھون سے توریت اُٹھائی ہی کہا پانون سے فرمایا کہ پانون سے طور پہ گیا ہون تب حضرت عزرائیل لاجواب ہوکے
پھر گئے اور جناب الٰہی مین حضرت موسیٰ کی گفتگو کی کیفیت بیان کی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو میرے
پاس کا آنا نہین چاہتا حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا الٰہی مین دل سے یہ چاہتا ہون پہ آرزو ہی کہ ایک عمر
اور مقام قدس مین حاضر ہوکر مناجات کرون اور کلام شیرین تیرا سنا کرون اور یارب مین اپنی لڑکیان تیرے
سپرد کرتا ہون انکو بد کامون سے محفوظ رکھنا اور حلال روزی انکو عطا کرنا ارشاد ہوا کہ آگے چل چنانچہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے تو ایک قبر نظر پڑی اور پھر چند آدمی نظر پڑے حضرت موسیٰ نے
پوچھا یہ قبر کسکی ہی اُن لوگون نے کہا ایک خاص بندہ خدا کی ہی کہ وہ شخص تمھاری مثل ہی پھر کسی نے
کہا کہ اس قبر مین دراؤ تو ہم دیکھین تمھارے قد کے مطابق ہی یا نہین حضرت موسیٰ قبر مین اترے
اور سو گئے تب حضرت عزرائیل نے سیب جنت سونگھایا کہ انتقال ہوا اور فرشتون نے قبر کو بند کردیا
مگر صحیح تر یہ ہی کہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس مین سرخ ٹیلے پر واقع ہی بخاری اور
مسلم مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آیا اور
کہا کہ اپنے رب کا حکم مان یعنے موت قبول کر موسیٰ نے ایک طمانچہ مارا آنکھ پر کہ آنکھ پھوٹ گئی تب
ملک الموت پھر گیا اور عرض کرنے لگا یا الٰہی تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت نہین چاہتا
اور اُسنے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو خدا نے اُسکی آنکھ بنا دی اور فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے پاس
اور کہہ تو زندگی چاہتا ہی تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ سو جسقدر تیرا ہاتھ بالون کو ڈھانک لیگا جتنے
بال ہونگے اُتنے برس تو زندہ رہیگا موسیٰ نے کہا پھر کیا ہوگا فرشتے نے کہا موت موسیٰ نے کہا
اگر یہی حال ہی تو ابھی سہی اے میرے رب مجھکو قریب کردے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے
پتھر پھینک مارنے کی مسافت کی برابر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر مین اُس
مکان پاس ہوتا تو تمکو موسیٰ کی قبر دکھلا دیتا جو راہ سے کنارے پر سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہی
فائدہ اس حدیث سے دو باتین شبہے کی نکلین ایک یہ کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے
ممکن نہین دوسرے یہ کہ ملک الموت اللہ کے حکم سے آئے تھے حضرت موسیٰ نے کیون مارا اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیائی زندگی پیاری تھی رفع ان دونون شبہون کا اسطرح ہوسکتا ہی کہ جب
فرشتہ بصورت آدمی آیا تو سب صفات انسانیہ اسمین پائے گئے پھر آنکھ پھوٹنا کیا عجب ہوا

اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت نہ جانا تھا بلکہ آدمی سمجھے تھے کہ جھوٹھا دعویٰ روح نکالنے کا کرتا ہی
کیونکہ روح نکالنا فرشتے کا کام ہی کسی اور سے نہیں ہو سکتا اسلیے اُسکو اپنے پاس سے ٹالا کہ ہاتھ
آنکھ مین لگا پھوٹ گئی اور یہ تو ظاہر ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی پیاری نہ تھی ورنہ دوسری تبہ
عمر دراز قبول کرتے اور اخبار الدول مین حافظ ضیاء الدین مقدسی سے منقول ہی کہ وہ قبر جسکو موسیٰ کی
مشہور کرتے ہین شرقی بیت المقدس متصل اریحا سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہی اور اُسکی زیارت ہوتی ہی
ابتک ایک قبہ اُسپر بنا ہوا ہی اور وہان دو امر عجیب ہین ایک تو اس مزار پر کچھ لوگ از قسم شیوخ
برنگ مختلف نظر آتے ہین بعضے بصورت سوار اور بعضے پیادے اور بعضے نیزے کندھون پر رکھے ہوئے
اور جو دریافت حقیقت اُنکی کی گئی تو لوگون نے مختلف باتین بیان کین بعضے کہتے ہین ملائکہ
ہین اور بعضے کہتے ہین صالحین ہین لیکن اُنکو خواص اور عوام سب دیکھتے ہین
دوسری بات یہ ہی کہ جب کوئی عورت حائضہ مسجد مین داخل ہوتی ہی یا کوئی احاطے مسجد مین کچھ گناہ کرتا ہی
تو ایک ہوا جنگل مین چلنے لگتی ہی کہ ایسی خوارق عادات سے استدلال کیا جاتا ہی کہ یہ قبر حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی ہی حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہی کہ ولادت با سعادت حضرت موسیٰ
شہر مصر مین ہوئی اور تین ہزار سات سو اڑتالیس ۳۷۴۸ ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور
وفات کے وقت تین ہزار آٹھ سو اڑسٹھ ۳۸۶۸ منقضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر آنجناب
ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہوتی ہی اور ذکر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کا سورۂ بقرہ و اعراف و آل
عمران و نساء و طٰہٰ و قصص و مریم و نمل و انبیاء و مومنون و زخرف و دخان و ابراہیم و ہود و شعراء
و بنی اسرائیل و یونس و مائدہ و نازعات مین ہی۔

تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام

اکثر اہل تفسیر کہتے ہین کہ یوشع ابن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہین اور والدہ اُنکی مریم
یا کلثم ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین اُنکو اللہ صاحب نے بعد حضرت موسیٰ کے سات برس
خلیفہ رکھا پھر نبی فرمایا کہ ستائیس ۲۷ برس نبی رہے احوال اُنکا یون ہوا کہ جب چالیس ۴۰ برس پریشانی
اور سرگشتگی کے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیے تھے گذر گئے اور حضرت موسیٰ اور ہارون
نے وفات پائی تو سال اول وفات کے چھ مہینے یا دو مہینے کے گذرنے پر شہر نیسان مین ارشاد
الٰہی بطریق الہام حضرت یوشع سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبارین عمالقہ سے
شام کا ملک لیلو اور جہاد کرو اور بعد حصول تسلط معاودت مصر کرو سو حضرت یوشع بن نون مع لشکر

جانب عمالقہ تشریف لیچلے اور نہر اردن پر پہونچے وہان کشتیان بنابر عبور نہ ملین حضرت یوشع نے حاملین صندوق یعنی تابوت سکینہ کو ارشاد کیا کہ تم لوگ صندوق کو نہر کے کنارے رکھو سو حاملین صندوق نے صندوق رکھا آب اردن خشک ہوگیا اور بنی اسرائیل پار ہوئے اور حضرت یوشع نے ایک منار بطور علامت اس خارق عادت کے اُس مقام پر تعمیر کرایا اور جب قریب قریہ اریحا کے جلوہ فرما ہوئے تو دو آدمی بطور جاسوس روانہ کیے اُن دونون نے وہان کا حال مفصل آکر بیان کیا فی الفور حضرت یوشع سوار ہوئے اور نہایت جلد پہونچ کر تین شہرون کو گھیر لیا روایت ہی کہ اریحا بڑا شہر رونق تھا وہان کے قلعے کمال مستحکم اور بُت خانے بہت محکم تھے سو بعض نامرد حالت اضطراب مین کہنے لگے کہ ہم کس بلا مین پڑے خدا نجات دے اس کیفیت سے اللہ جل شانہٗ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو مطلع فرمایا آنجناب نے ساتوین دن محاصرہ سے سرداران بنی اسرائیل اور ائمہ ہارونی کو ساتھ اپنے لیا اور شہر کا طواف سات بار کرکے دعا پڑھی اور جانب شہر دم فرمائی دفعۃً بحکم خدا تعالے ایک جانب سے دیوار شہر پناہ کی ٹوٹی بلکہ فصیل اور دیوارین زمین مین دھس گئین یہ حال دیکھ کر لشکر بنی اسرائیل نے یورش کیا اور شہر کے اندر داخل ہوئے اور ساکنان شہر کو قتل کرکے مال واسباب اُنکا خوب لوٹا کذا نقلہ صاحب اخبار الدول من کتاب اخبار البشر روایت ہی کہ قبلہ بنی اسرائیل کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس مین مرگئے ایک شخص بھی اُنمین کا جنگل مین نرہا تھا صرف یوشع بن نون اور کالوب بن یوقنا زندہ رہے تھے لیکن قدرت الٰہی سے یہ معاملہ ہوا کہ جتنے مرگئے تھے اُتنی اُنکی نسل پیدا ہوئی کہ جس تعداد پر وقت خروج مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ برآمد ہوئے تھے اُسی شمار سے حضرت یوشع بن نون خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ جنگل سے بلا زیادت ونقصان بجانب شام نکلے تھے بعد اسکے دار السلطنۃ بلقا کو محاصرہ کیا وہان بادشاہ عمالقہ رہتا تھا وہ مقابل ہوا اور اُسنے صف جنگ بشرکت رعایا وبرایا آراستہ کی اور اسطرف حضرت یوشع نے اپنی فوج کی صف باندھی اور لڑائی شروع ہوئی ہرچند فوج سلطان نے داد مردانگی میدان کارزار مین از حد دی لیکن لشکر بنی اسرائیل کہ بہت کثرت سے تھا غالب آیا اور لشکر بادشاہ بھاگ کر ایک قلعے مین چھپا یوشع علیہ السلام نے قلعے کا محاصرہ کرلیا تب بادشاہ بلعم بن باعورا کے پاس کہ مرد عابد خدا آگاہ مقبول بارگاہ بنی اسرائیل مین سے خواہ کنعانیون مین سے رہنے والا جبارون خواہ شہر بلقا کا تھا اسم اعظم جانتا تھا حاضر ہوا ملتمس ہوا کہ جو آپ دعا کرین تو یہ لشکر پھرے بلعم کو باطن سے منع ہوا تب اُسنے کہا یہ لشکر جانب خدا سے آیا ہی مین ہرگز دعا نکرونگا تم سب مین سوئی قبول کرو بادشاہ نے کہا مین تو ہرگز قبول نکرونگا اگر تو دعا نہین کرتا تو

مین قتل کرونگا عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہین کہ بلعم باعور نے خدا کے خوف سے بادشاہ کا کہنا نہ مانا
تب بادشاہ نے اُسکی جورو کو کہ نہایت حسینہ تھی اور بلعم اُسپر فریفتہ تھا مال کا طمع دیکر مہربان ایمان کردانا اُسنے
بلعم باعور سے باصرار کہا بلعم راضی ہوگیا الّا پھر بھی خوف خدا کر کے پہلے اُسنے بادشاہ کو ایک حیلہ
سکھلایا کہ بادشاہ لشکر مین فاحشہ عورتین خوبصورت بھیجے کہ لوگ بدکاری کرین اور مرتکب زنا ہوئین
تو انپر ذلت پڑے اور شامت اعمال سے ہزیمت اٹھاوین بادشاہ نے چودہ چودہ برس کی عورتین لشکر
مین بھیجین مگر برکت پیغمبر سے حیلہ نہ چلا اور حافظ حقیقی نے سب کو محفوظ رکھا پھر اُس قحبہ نے کہا کہ اگر دعا
نہین کرتا تو مجھکو طلاق دے ناچار بلعم اپنے حجرہ مین دعا کرنے گیا اُس جگہ دو شیر بیٹھے تھے دوڑ پڑے
بلعم بھاگا اور اپنی عورت کے پاس آکر کہنے لگا کہ پیغمبر ہونگا آنا اچھا ہی مجھسے دعا نہین ہوسکتی بلکہ مجھکو شرم
آتی ہے اُسنے کہا مین ایسی بات نہین سنتی ناچار پھر اپنی عبادت گاہ کو چلا جو ہین قدم اندر رکھا دو سانپ
دوڑے بلعم بھاگا اور پیچھے سے بولا کہ خدا سے ڈر پیغمبرون کے حق مین بد دعا کرنا بد ہے اُسنے کہا ایسی مکر
اور فریب مجھکو پسند نہین آتے پھر باہر نکلا اور ایک گدھے پر سوار ہوکر پہاڑ والے عبادت خانہ مین چلا وہ
گدھا کر راہ چند بار رکا نہ چلا اور بولا کہ اے بلعم یہان سے پھر ورنہ دوزخ مین پڑیگا اس کلام سے
بلعم پھر چلا راہ مین شیطان نے کہا کیون پھرے جاتے ہو بلعم نے کہا کہ میرے گدھے نے منع کیا ہے
اور مین بھی جانتا ہون کہ یہ کام بد ہے ابلیس نے کہا کہ یہ سب وسوسے شیطانی ہین گدہا کہین باتین
بھی کرتا ہے تم بیشک دعا کرو کہ لشکر یہان سے پھر جاوے اور تم قوم کو ہدایت کرو اور اپنے واسطے
دعا مانگو کہ تمکو خدا پیغمبر کرے اور تمہاری جورو تمہارے پاس رہے ایسی جورو پھر نہ ملیگی پھر بلعم باعور
آگے نہ بڑھا لیکن گدہا آگے نہ گیا تب بلعم نے پیادہ پا جاکر پہاڑ پر دعا مانگی اُسی دن بنی اسرائیل کو
ہزیمت واقع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام متحیر ہوکے سجدے مین گرے اور عرض کرنے لگے
کہ یا الٰہی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہان صبر کرتے رہے تاکہ یہ ملک عمالقہ سے لیکر تیرا حکم
بجالاوین اور مال و متاع انکا جو ہاتھ لگے جلادین سو یہ معاملہ درپیش آیا کہ ہمارے لشکر کو ہزیمت ہوئی
اور وہ بھی تیرے حکم سے تھا اور یہ بھی تیرے حکم سے ہے اُسوقت وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم
مین ایک شخص عابد ہے کہ اُسکو اسم اعظم آتا ہے سو اُسکی برکت سے یہ اتفاق پڑا ہے حضرت یوشع علیہ السلام
پھر سجدے مین گرکے دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم اُسکے دل سے بھلایا اور لباس تقوے
اُسکے بدن سے اُتار لیا تب حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اُٹھایا اور بنی اسرائیل سے
قصہ بیان کیا بعد اُسکے اُسی لشکر نے پنجشنبہ کے دن حملہ کرکے سارا قلعہ گھیر لیا بلعم نے ہرچند

دعا مانگی قبول نہوئی دوسرے دن جمعہ کو جہاد و قتال شروع ہوا کہ زمین ہلی اور حصار قلعے کا گر پڑا اور فوج
داخل قلعہ ہونے لگی اِس عرصہ مین شام ہوگئی حضرت یوشع نے بخیال اسکے کہ کل شنبہ ہو اور شنبے
کی تعظیم سے لڑائی منع ہو اگر آج فتح نہوا تو کل عمالقہ حملہ کرینگے اسلیے دعا مانگی اللہ جل شانہ نے آفتاب کو
حرکت سے روک دیا کہ پانچ گھڑی دن بڑھ گیا اور عمالقہ نے شکست کھائی اور سردار لشکر مارا گیا اور
بلعم باعور کا ایمان گیا اور زبان کتّے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ ہو سورۂ اعراف مین واتل
علیھم نبأ الذی آتیناہ ایاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعناہ ولکنہ اخلد
الی الارض واتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث یعنی سنا انکو احوال اُس
شخص کا کہ ہمنے اُسکو دی ہین آیتین پھر انکو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اُسکو شیطان تو وہ ہوا گمراہون سے
اور ہم چاہتے تو اُسکو اُٹھا لیتے اُن آیتون سے لیکن وہ گر پڑی زمین پر اور چلا اپنی خواہش پر تو ہوا
اُسکا حال جیسے کتّا اُسپر تو لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے **فائدہ** حق تعالی نے یہ قصّہ یہود کو
سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اُسکے تابع ہو اور اگر آپ تابع حرص کا
رہے اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہین ہوتا اور شاید ہانپنے کتّے کی مثل اسمین ہو
کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اُسکو باطن سے معلوم ہوا جب دل مین حرص پہنچی تو باطن سے
معلوم نہوا یا اگر مجمل معلوم ہوا تو اُسکو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا نقل ہو کہ جب بلعم باعور دعا کرنے کو
چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو معلوم ہوا کہ جا جب راہ مین پہنچا تو ایک فرشتہ
ملا شمشیر ننگی ہاتھ مین بلعم نے التجا کی کہ اگر حکم نہو تو مین نجاؤن کہا جا لیکن کچھ بد دعا نکرنا پھر بادشاہ
کے پاس پہنچ کر لگا بد دعا کرنے مُنھ سے خود بخود دعاے نیک نکلنے لگی تب ناچار وہ حیلہ سکھایا
کہ عورتین خوبصورت لشکر مین جائین مگر بنی اسرائیل برکت رسول سے محفوظ رہے تب جورو کے
کہنے سے شاید دعاے بد کی ہو کہ دین اور دنیا کی خرابی ہوئی بالجملہ بعد اِس جنگ کے
بلعم باعور حضرت یوشع پاس آیا حضرت یوشع نے تعظیم سے بٹھلایا بلعم نے کہا مین نے تیرے
حق مین دعا کی کہ نہ مرتا ہوئی حضرت یوشع نے فرمایا کہ مین تیرے حق مین دعا کی کہ تیرا ایمان
جاتا رہا لیکن تجھکو یہ بشارت ہو کہ تین حاجتین تیری بر آئینگی بلعم ناخوش ہوکر اپنی جورو کے پاس
آیا اور کہنے لگا کہ مین تجھسے کہتا تھا کہ پیغمبر کے حق مین دعاے بد نچاہیے اور تونے نمانا اب میرا
ایمان بھی جاتا رہا جورو نے کہا تین سو برس تونے خدا کی عبادت کی کیا کچھ بھی اُسکے بدلے
نہ ملیگا بلعم نے کہا تین حاجتین روا ہونگی اُسنے کہا ایک دعا میرے واسطے کر اور دو اپنے لیے

رکھو بلعم نے کہا مین تینون حاجتین قیامت کے دن چاہونگا تاکہ آتش دوزخ سے نجات ملے اُسنے کہا ایک دعا تو میرے واسطے کر کہ مجھکو حسن او رجمال بہتر عنایت ہو اگرچہ بلعم نے کہا تو بہت حسین ہے لیکن اُس مردار نے نہ مانا ناچار بلعم نے دعا کی ایسی خوبصورت ہوئی کہ تمام گھر اُسکے حسن کی چمک سے روشن ہوگیا ؎ آتش بدل افتد رخ تابان اگر این ست ✤ سر رشتہ جان تاب خود گر این ست ✤ تب عورت بلعم کی صورت سے متنفر ہوکے ایک جوان خوشرو پر فریفتہ ہوگئی ایک روز بلعم نے دیکھ لیا کہ دونون ہم بستر ہین اُسی وقت دعا مانگی خدا نے صورت عورت کی بصورت کلب سیاہ تبدیل کر دی جب یہ حال ہوا تو اولاد اُسکی پریشان اور مفارقت مادر مین حیران ہوئی اس خبر کو سنکر بعضے بنی اسرائیل بلعم باعور سے کہنے لگے کہ عورت کے نہونے سے گھر ویران و اولاد سرگردان ہے خدا تعالیٰ سے دعا کر کہ صورت اصلی عورت کی عود کرے چنانچہ اُسنے باصرار اُن لوگون کے دعا کی اُسی وقت عورت اپنی صورت پر ظاہر ہوئی خلاصۂ تقریر یہ ہے کہ تینون حاجتین بلعم کی دنیا مین روا ہوئین آخرت سے بے بہرہ رہا حدیث شریف مین وارد ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بصورت بلعم داخل بہشت ہوگا اور بلعم بصورت کلب دوزخ مین جائیگا القصہ بعد اس واقعے کے حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اراضی مقدسہ مین ایک شہر عالی نام کہ رہنے والے اُس شہر کے بت پرست و مشرک ہین چنانچہ حضرت یوشع مع لشکر بنی اسرائیل اُس شہر مین تشریف لیگئے اور بارہ ہزار بت پرستون کو مع سلطان تہ تیغ فرمایا اسی شہر کی پشت پر دو پہاڑ واقع تھے عما و صیعون نام کہ مابین اُن دونون کے ایک خلق کثیر سکونت پذیر تھی اُنکو دعوت ایمان فرمائی اُنھون نے دعوت قبول کی اُس جگہ ایک پہاڑ سلم واقع تھا وہان خلق کثیر رہتی تھی اُنکو بھی دعوت ایمان فرمائی کہ بطوع و رغبت ایمان لائے جب ایسے ایسے فتوح بعنایت الٰہی ظاہر ہوئے تب حضرت یوشع نے جانب اقصائے مغرب قصد کیا اور بلاد امانیان مین داخل ہوئے وہان پانچ شہر تھے ہر شہر مین ایک سلطان فرمانروا تھا اُن سب نے جمع ہوکر مقابلہ کیا مگر سب کے سب اثنائے جدال مین بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک مغارہ کوہ مین پوشیدہ ہوے تب حضرت یوشع نے درہ کوہ پر چند آدمی معین فرمائے اور خود مع لشکر جرار مفرورین کا تعاقب کیا کہ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیۃ السیف پر اولے آسمان سے برسے اور اُسی حالت مین پانچون بادشاہون کو حضرت یوشع نے قتل کیا پھر بنا بر فتح بقیۂ دیار شام متوجہ ہوئے اور اکیس بادشاہون کو گرفتار فرماکر قتل کروایا اور ملک شام قبضہ مین بنی اسرائیل کے درآیا اور عمال بنی اسرائیل ملک شام مین قائم ہوئے تب حضرت یوشع جانب نابلس اُس مکان پر تشریف لیگئے جہان تابوت حضرت یوسف علیہ السلام

بیان یوشع علیہ السلام

حضرت موسیٰ نے رکھ دیا تھا اُس تابوت کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا کذافی اخبار الدول
روایت ہے کہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ مین واقع ہوئے پھر بیس یا اٹھائیس برس تدبیر و
تہذیب قوم بنی اسرائیل مین مصروف رہے یہان تک کہ مرض موت مین مبتلا ہوئے حالت بیماری
مین خبر پہونچی کہ مارق بادشاہ کوہ سلم مع اپنے توابع کے مرتد ہوگیا اُسی وقت کالب ابن یوقنا کو وصی
و ولیعہد قرار دیا اور خود عالم بقا کو مالک عالم کے پاس تشریف لیگئے عمر شریف ایک سو اٹھائیس
یا ایک سو بیس کی ہوئی لیکن تتبع کتب سیر و تفاسیر سے واضح ہے کہ مدت دعوت و حیات مین اختلاف ہے
اہل کتاب کے نزدیک مدت دعوت اکیس برس اور عمر ایک سو دس برس کی ہے اور عرائس مین
زمان دعوت ستائیس برس اور عمر ایک سو چھبیس برس کی لکھی ہے اور منتظم مین ہے کہ حضرت یوشع بیالیس
برس کے تھے جب موسیٰ کی خدمت مین آئے اور سو برس کے تھے جب موسیٰ نے وفات پائی
بعد ازان ستائیس برس خلافت مین گذرانے اسطرح عمر شریف ایکسو ستائیس برس کی ہوتی ہے
اور اخبار الدول مین دو سو برس کی لکھی ہے واللہ اعلم بتحقیقہ الحال مدفن شریف قریب
مقبرۂ افرائیم ابن یوسف علیہ السلام بیل افرائیم پر واقع ہے اور بعض کے نزدیک موضع قدس
متعلقات صفد مین ہے اور بعض کے نزدیک مقبرہ النعمان مین کذافی اخبار الدول بالجملہ بعد وفات
حضرت یوشع علیہ السلام کے کالب ابن یوقنا یا بلوقنا ابن نارض ابن یہودا نے کہ سبط یہودا خلیفہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شہر مارق کو بحکم الٰہی فتح کیا اور سترہ برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر
مصر مین آئے اکثر علما انکو پیغمبر مرسل کہتے ہین اور توریت مین بھی انکی نبوت پر نص صریح ہے مگر صحیح یہ ہے
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفون مین تھے اور بعد حضرت یوشع مہمات بنی اسرائیل انھین سے
متعلق ہوئے کہ بعد اطمینان کامل ایک لشکر عظیم ترتیب دیکر متوجہ ملک مارق ہوئے اور کوہ سلم
و نواحی کا محاصرہ کیا اور جسنے مقابلہ کیا تہ تیغ ہوا حتی کہ دس ہزار آدمی بت پرست مارے گئے اور
مارق مع جماعہ خاصہ مقید ہوا و بقیۃ السیف پہاڑون مین بھاگ گئے وہین سے مع قوم بنی اسرائیل
جانب مصر تشریف لیگئے و ولایات شام بلا جدال و قتال ہاتھ آئے بعد ازان حضرت کالب نے
وفات پائی اور حالت مرض مین یوشافوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن و جمال مین شبیہ حضرت یوسف
سے تھا تو بخوف فتنہ اسنے تغیر صورت کی دعا مانگی اللہ تعالے نے مبتلائے بلائے جُدری فرمایا اور
صورت متغیر ہوگئی یہ خلیفہ ہزار برس بنی اسرائیل مین رہا کذافی اخبار الدول بعد ازان خلعت نبوت
اللہ صاحب نے حضرت حزقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا +

وفات حضرت یوشع علیہ السلام

وصی حضرت یوشع کالب

تذکرہ کالب ابن یوقنا وصی حضرت یوشع علیہ السلام

تفریح ہفتدہم دراحوال حضرت حزقیل علیہ السلام

حزقیل علیہ السلام ابن بوزی سبط یہودا مین تھے مالک عالم نے انکو بنی اسرائیل مین بعد نوشاقوس کے نبی فرمایا اور بنابر تبلیغ رسالت جانب املیا خواہ داوردان کے بھیجے گئے چنانچہ حضرت حزقیل نے جاتے ہوئے حکم جہاد پہونچایا کہ تمام قوم بنی اسرائیل میدان داوردان مین کہ حوالی واسط واقع ہے جمع ہوئی اور حضرت حزقیل بنابر دعاے نصرت مشاغل ہوئے ان کم بختون نے موت جہادی کو مکروہ سمجھ کر میدان جہاد سے منہ موڑا اور بولے کہ اِس میدان کی ہوا متعفن ہے کہ اکثر لوگ بلاے وبا مین گرفتار ہین جب ہوا یہان کی صاف ہوجائیگی اسوقت ہم جہاد کرینگے ابھی تو ہم جہاد نہین کرتے اسی تردد و پس و پیش مین اللہ جل شانہ نے بلاے طاعون مسلط فرمائی کہ اکثر لوگ مر گئے اور بعض بھاگے اور بعد رفع بلا پھر آتے دوسرے برس پھر وبا آئی حسب روایت ابن ابی رباح ستر ہزار آدمی و بروایت ابن عتبہ اسّی ہزار و بروایت ابن عباس چار ہزار و بروایت حسن آٹھ ہزار و بروایت ابن ملیک تیس ہزار آدمی بھاگے اور ایک جنگل مین جو مابین دو پہاڑون کے واقع تھا ٹھہرے مالک عالم نے دو فرشتے بھیجے ایک نے طرف اعلی سے دوسرے نے جانب اسفل سے ایک ایک آواز دی کہ سب ایکبارہ مر گئے اور جانور بھی اپنی اپنی جگہ پر بیجان ہوکر رہ گئے اطراف وجوانب کے لوگ دفن کرنے کو آئے مگر مردون کی کثرت سے دفن نکرسکے ناچار ایک دیوار واسطے حفاظت کے گرد اُن لاشون کے کھینچ دی تاکہ لاشین درندون سے محفوظ رہین بعد ہفتہ خواہ بعد ایک مدت دراز کے حضرت حزقیل علیہ السلام کا اُسی طرف گذر ہوا تو صرف ایک انبار ہڈیون کا دکھلائی دیا اور باطلاع حق یہ معلوم ہوا کہ یہ ہڈیان بنی اسرائیل کی ہین تب دعا فرمانے لگے کہ یا الٰہی جسطرح تو نے ایک مرتبہ زہر ممات چکھایا اسی طرح اب شربت حیات پلا خالق حقیقی نے سب لوگون کو ایک مرتبہ زندہ کیا کہ سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت کہتے ہوئے اُٹھے اور شہر مین گئے اور جب تک اللہ نے چاہا زندہ رہے اور اُنکے اولاد بھی ہوئی چنانچہ نشان اُنکی اولاد کا یہ ہے کہ اُنکے بدن سے مُردے کی بو آتی ہے اسی قصہ کا سورۂ بقر مین اشارہ ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم

وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم کیا نہ تو نے دیکھے وہ لوگ جو نکل آئے گھرون سے اور وہ ہزارون تھے موت کے خوف سے پھر کہا انکو اللہ نے مرجاؤ پیچھے انکو جلا دیا **فائدہ** یہ موت موت عقوبت تھی یا موت تنبیہ نہ موت انقضاء اجل ورنہ خلاف آیۂ لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی وقوع ہوتا ہے کیونکہ اگر استیفاء اجل کرچکتے تو پھر دنیا مین زندہ نہوتے لیکن تفسیر زاد المسیر مین لکھا ہے کہ یہ معجزہ تھا پیغمبر کا اور آیات انبیا علیہم السلام موتۂ اولی سے مستثنٰے ہین **تنبیہ** یہ قصہ اس جگہ اسواسطے فرمایا کہ مسلمان لوگ

جہاد سے منھ نہ موڑین کہ یہ عیب کی بات ہو اور ظاہر ہو کہ موت کبھون نہ چھوڑیگی آدمی کی عقل ناقص اسطرف
لاتی ہو کہ مرگ سے احتراز کر کہ حذر اُس سے ممکن ہو اگرچہ عقل کامل انکار کر کے کہتی ہو کہ اگر مرضی رب موت پر
آٹھہری ہو تو حذر اُس سے غیر ممکن اور جو قضا نہیں ہو تو خوف مرگ بیفائدہ ہے ؎ از مرگ حذر کردن
دو روز روا نیست * روزے کہ قضا باشد و روزے کہ قضا نیست * روزے کہ قضا باشد کوشش
نکند سود * روزے کہ قضا نیست در و مرگ روا نیست * اور بعض محققین صوفیہ رح معنی اِس آیت کے
بزبان اشارت یون فرماتے ہین کہ آیۃ الذین خرجوا من دیارہم الخ سے وہ لوگ مراد ہین جو عادات اور رسوم
کے گھرون سے مالوفات نفس اور طبیعت کو دریاے ریاضت کے پانی سے دھوکر باہر نکلے اور قدم
ہمت سے منزل حیات حقیقی اور خانۂ بقاے ابدی مین در آئے ہین اور سیر سلوک کی تمنا مین موت جبل
سے حذر کر کے بھاگے ہین اور ظاہر ہو کہ زندگی دل کی بلا موت نفس امارہ کے حاصل نہین ہوتی جب یہ مردود مرا
تو ہادی ہدایت اور داعی ارشاد نے صداے موتوا کان مین پہونچائی یعنے اوصاف بشریہ فانی ہوئے
اور اخلاق ذمیمہ محو ہو گئے کہ یہ دونون قرب مقام سے دور رکھتے تھے اور جب حسب ارادہ مرے تو
دوسری بار بحیات قابضہ بوجود دائم زندہ ہوئے اور ارشاد ہوا ثم احیاہم ؎ بے حجابت ماند اسرار
لباب * مرگ بگزین و برو از آن حجاب * نے چنان مرگے کہ در گورے روی * مرگ تبدیلی کہ در
نورے روی * اور ہر گاہ کہ یہ مرتبہ بلا قہر نفس اور ہوا و شیطان کہ اعداء حق ہین ممکن الحصول نہین اسواسطے
جملہ سالکان سبیل حق کو مقاتلہ کا حکم دیتے ہین اور اوسپر ترغیب اور تحریص فرماتے ہین کہ قاتلوا فی سبیل اللہ
یعنے لڑو نفس و شیطان سے راہ خدا مین واعلموا ان اللہ سمیع علیم اور جانو کہ خدا سنتا ہو و جانتا ہو اسرار دون
کے یا سنتا ہو دردمندون کی نالی و زاری کہ شوق الٰہی مین کرتے ہین امام قشیری فرماتے ہین کہ سمیع علیم
بلاکشان محبت کا تسلی نامہ ہو القصہ حضرت حزقیل علیہ السلام نے ایک مدت در از اُن لوگون مین بسر فرمائی اور
حال قوم کا یہ رہا کہ کاہے موافق و گاہے مخالف ناچار ہجرت فرما کے بابل مین تشریف لائے چندروز کے بعد
وفات پائی مدفن شریف درمیان حلہ و کوفہ واقع ہو تعداد عمر کسی کتاب مین نظر نہین آئی فائدہ بعض اہل تفسیر
لکھتے ہین کہ حضرت حزقیل خلیفہ ثالث حضرت موسیٰ کے تھے انھین کا نام ذوالکفل تھا اور ابن العجوز بھی اور وجہ تسمیہ
یہ لکھی ہو کہ حزقیل علیہ السلام کے باپ کے دو عورتین تھین ایک سے دس بیٹے تھے اور دوسری عقیمہ و
ضعیفہ تھین سو ایک روز اُسنے جسکی اولاد تھی کہا کہ مجھکو تجھپر تفضل ہو اِسپر اُس ضعیفہ کو غم ہوا اُس غم مین
رات کے وقت نماز نیاز مین کھڑی ہوئی اور صبح تک استدعاے اولاد مین باتضرع و انکسار
مشغول رہی آخر دعاے بیچارہ مقبول ہوئی اور وقت طلوع آفتاب آثار حیض ظاہر ہونے اور کیفیت

جوانی کی اسکے بشرے سے پیدا ہوئی کہ اسکے شوہر کو میلان مباشرت ہوا چنانچہ بعد طہارت اسنے مقاربت کی کہ حاملہ ہوئی کہ حضرت حزقیل پیدا ہوئے اس سبب سے لوگون نے آنجناب کو ابن العجوز کہنا شروع کیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حضرت وحضرت الیسع بعد حضرت الیاس کے نبی ہوئے ہین اور حضرت ذو الکفل کے بعد غلبہ عمالقہ ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ الیسع بھی انکا نام تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے نام انکا بشر ابن ایوب اور لقب ذو الکفل اور بعد ایوب کے روم مین نبی ہوئے چنانچہ اخبار الدول مین بھی ذکر انکا بعد حضرت ایوب کے اسطرح لکھا ہو کہ جب حضرت ذو الکفل یعنے بشر ابن ایوب رسول روم ہوئے تو قوم کے لوگ اول ایمان لائے اللہ تعالی نے انکو حکم دیا کہ جہاد کرو قوم نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ای بشر ہم لوگ حیات کو دوست رکھتے ہین اور ممات کو مکروہ جانتے ہین باوجود اس ہمہ مخالفت خدا اور رسول بھی ہمارے نزدیک مکروہ ہو پس اگر تم اللہ سے یہ درخواست کرو کہ ہم لوگ نہ مرین جب تک موت نہ مانگین تو ہم اللہ کی عبادت کرین اور اسکے دشمنون سے جہاد حضرت نے فرمایا کہ تمنے بہت سخت سوال کیا ہو مگر نماز پر کھڑے ہوئے اور دعا مانگی اللہ نے قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ تو قوم کا کفیل ہوجا چنانچہ حضرت بشر ابن ایوب نے قوم سے مقبولیت سوال کا حال بیان کیا اور کفیل امر مذکور ہوتے اسی واسطے ذو الکفل نام ہوا اور قوم کے لوگون مین کثرت اولاد واحفاد اس حد کو پہونچی کہ بلاد روم مین گنجایش نہ رہی تب قوم نے موت مانگی اور اپنی اپنی اجل مین مرنے لگی یہی وجہ ہو کثرت روم کی اور حضرت بشر ابن ایوب نے شام مین وفات پائی عمر انکی پچھتر برس کی ہوئی مزار شریف قریہ کفل متعلقات نابلس مین واقع ہو مگر صحیح عند المحققین یہ ہو کہ ذو الکفل علیہ السلام وصی الیسع ابن اخلوت کے تھے اور حزقیل و بشر ابن ایوب بھی ملقب بذی الکفل تھے اور آنسے پیشتر گذرے ہین معالم التنزیل مین حضرت ابوموسی اشعری سے روایت ہو کہ لم یکن ذو الکفل نبیا ولکن کان عبداً صالحاً اور بعضے کہتے ہین کہ ذو الکفل سے جو سورۂ انبیا مین مذکور ہین کہ واسمعیل وادریس وذو الکفل کل من الصابرین مراد الیاس ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بعضون نے وجہ تسمیہ ذو الکفل کی یہ لکھی ہو کہ ذو الکفل کے زمانے مین کنعان نام ایک بادشاہ بت پرست تھا اسنے وقت دعوت ایمان کہا کہ اگر مجھکو بہشت ملے تو مین ایمان لاؤن حضرت ذو الکفل علیہ السلام نے اسکا سوال جناب باری مین التماس کیا ارشاد ہوا کہ تو بہشت کا وعدہ کر اور ضامن وکفیل ہوجا بلکہ وثیقہ اپنے دستخط سے لکھ دے چنانچہ آنجناب نے وثیقہ لکھ دیا کہ اس وثیقے کو بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور ایمان لایا اور بادشاہت سے دست بردار قوم سے بیزار ہوکر ایک جزیرہ مین جا بیٹھا بعد مدت دراز کے قوم کے لوگون نے تلاش کرکے ملاقات حاصل کی اور بادشاہ نے سب کو دعوت ایمان فرمائی کہ اکثر ایمان لائے اور

بیان تسمیہ ذو الکفل

وجہ تسمیہ ذو الکفل

جب بادشاہ کی موت قریب آئی تو اُسنے وہ وثیقہ اپنی قبر مین رکھوالیا جب وفات پائی تو تین دن کے بعد قوم کے لوگون نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کہا کہ ہمکو نشان دوکہ ہان بہشت ہمارے بادشاہ کو ملی اور سند اُسکی ہمکو دکھلاؤ ہر چند حضرت نے دلائل وبراہین وصول بہشت کے بیان فرمائے لیکن جاہل لوگون کے خیال مین کب آتے ہین ناچار جناب الٰہی مین ملتمس ہوئے کہ یا الٰہی اس مقدمے مین میری مدد کر دو یا تین دن کے بعد ایک فرشتے نے رسید بہشت مزین بدستخط ومہر بادشاہ حضرت ذوالکفل کو پہونچائی کہ آنجناب نے اپنی قوم کو دکھلادی تب وہ لوگ گرویدہ ہوئے اور یقین لائے اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ذوالکفل نبی تھے کیونکہ اللہ صاحب نے زمرۂ انبیا ذکر کیا ہے چنانچہ سورۂ صاد مین ارشاد ہوتا ہے واذکر اسمعیل والیسع وذالکفل کل من الاخیار یعنی یاد کر اسمعیل کو والیسع کو وذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مابین الیسع وذی الکفل کے مغائرت تامہ ہے الیسع اور ہین اور ذوالکفل اور معالم التنزیل مین عطا سے روایت ہے کہ ذوالکفل ایک رسول بنی اسرائیل مین ہوئے ہین جب اُنکی وفات قریب تر پہونچی تو وحی ہوئی کہ اے ذوالکفل تیری وفات کے دن پاس آگئے ہین سو تو ملک مفوضہ اپنا قوم بنی اسرائیل پر عرض کر اور دیکھ کون شخص اس قوم مین پرہیزگار ہے پھر جو شخص قائم اللیل وصائم النہار اور حلیم الطبع اور متین الوضع ہو اُسکو سپرد کر کہ وہ اُنکا کفیل بنے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ تلاش وتجسس مین ڈہیرے چنانکہ ایک جوان باصفات مذکورہ موصوف اور بشرافت نسب وحسب معروف حاضر ہوا حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکو کفیل بنی اسرائیل قرار دیا اور وفات فرمائی اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ذوالکفل نے ستر پیغمبرون کو قتل سے بچایا تھا اور اُنکے کفیل ہوگئے تھے اس سبب سے ذوالکفل مشہور ہوئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر اُنکا سورۂ انبیا وصاد مین موجود ہے

تفریح ہنیر دہم در احوال حضرت الیاس علی نبینا وعلیہ السلام

معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس علیہ السلام برادر عم زاد حضرت الیسع علیہ السلام کے ہین اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس نام ادریس علیہ السلام کا ہے اور یہ روایت ابن ابی حاتم کی ہے اور بقول دیگر محققین الیاس علیہ السلام ایک رسول تھے بنی اسرائیل مین اور بقول ابن عساکر سبط یوشع ابن نون سے تھے اور بعضے اولاد ہارون علیہ السلام سے کہتے ہین اور محمد ابن اسحٰق مطلبی نے لکھا ہے کہ الیاس ابن یاسین وبقولی ابن نشیر بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران اور کہتے ہین کہ الیاس کو یاسین بھی کہتے ہین جسطرح طور سینین طور سینا بالجملہ یہ نبی ہین بالاتفاق کما قال اللہ تعالے

وان الیاس لمن المرسلین اور بعثت آنکی اہل بعلبک پر ہوئی تھی اور بعل نام بت کا اور بک بانی شہر کا اور حال یون ہوا کہ اس شہر مین اجب نام ایک بادشاہ بت پرست سخت مشرک اور خراب تھا اوسنے بیس گز کا لمبا چوکھا بت بنوایا اور اُسکا نام بعل رکھا اور چار سو آدمی اُسکے مترجم کلام گویا ساکت قرار دیے اور اُنکو نبی ٹھہرایا کہ وہ سب اُسکے گرد جمع رہتے ابلیس ملعون نے دیکھا کہ یہ تو نقشہ خوب جما اب اُسکے پیٹ مین گھس کر باتین زبانی ہوتی وہ اُس بت کے اندر جا بیٹھا اور وقت سوال جواب دینے لگا اور وہ صاحبین سنکر پکار سنتے اُنکو کہ خدا نے یہ کہا اور تابعین بادشاہ اُسی کے موافق عمل کرنے لگے بنی اسرائیل کہ حضرت یوشع ابن نون کے زمانہ سے اس شہر مین قیام پذیر تھے اور بعد حضرت خزقیل علیہ السلام کے بت پرست ہو گئے تھے وہ بھی مطیع بادشاہ ہوئے اور نصائح واعظین اور عالمین سے انگلیان کانون مین دینے لگے تب اللہ جل شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ وہ دعوت حق مین مصروف ہوئے کہ سورۂ صافات مین ارشاد ہوتا ہے وان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الا تتقون اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین اللہ ربکم ورب اٰبائکم الاولین فکذبوہ فانہم لمحضرون الا عباد اللہ المخلصین یعنی تحقیق الیاس ہے رسولون مین جب کہا اپنی قوم سے کیا تمکو ڈر نہین کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانیوالے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے باپ دادون کا پھر اُسکو جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہین مگر جو بندے ہین اللہ کے چنے ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ بعثت حضرت الیاس علیہ السلام اسطرح ہوئے کہ اُس اجب بادشاہ کی ایک عورت مسماۃ ازبیل بنت ملک صیدا بڑی قتالہ کافرہ تھی جسنے سات بادشاہون بنی اسرائیل سے آشنائی ایکے نکاح کیا اور فریب سے اُنکو مار ڈالا اور ایسی عجب کہنہ سال تھی کہ ستر مرتبہ جنی تھی اور اُسپر یہ طرہ تھا کہ انبیا اور رسولون کے قتل کرنے پر زیادہ تر حرص رکھتی تھی چنانچہ بعض کہتے ہین کہ اسی نے حضرت یحیی پیغمبر کو قتل کرایا ہے مگر ایک حکیم ایمان دار اُسکے پاس رہتا تھا اُسنے اللہ کے رسولون کو اُسکے پنجہ ظلم سے چھڑایا تھا بالجملہ وہ مردار بادشاہ کے مزاج مین نہایت دخل رکھتی تھی حتی کہ جب بادشاہ کسی طرف سفر کرتا تو اُسی کو خلیفہ کر جاتا کہ یہ ظالمہ قضایا مین حکم دیتی اور اُسکے جوار مین ایک مرد صالح متقی مزدکی نام قلعہ کے متصل رہتا تھا اُسکا ایک باغ تھا کہ اُسمین وہ اور اُسکی عورت اپنی بسر اوقات کرتی تھی اور بسبب جوار کے بادشاہ کو اُس بیچارہ سے ایک نوع کی رعایت ملحوظ رہتی تھی اور اسوجہ سے مسماۃ ازبیل کو نہایت حسد تھا اور ہمیشہ یہ خیال دل مین رہتا تھا کہ اگر میرا دست رس ہو تو اسکا باغ لے لون اور اسکو قتل کرون اتفاقاً بادشاہ کسی طرف گیا اور ازبیل کو خلیفہ کر گیا اُسنے یہ وقت غنیمت جانکے ایک دن چند آدمیون کو بلا کر گواہ بنایا کہ مزدکی بادشاہ کو گالیان دیتا ہے

اور دستور اُس جگہ کا یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو بد کہے وہ قتل ہو سوا اُسنے مزدکی کو اپنے حضور مین طلب کر کے
جواب لیا مزدکی نے انکار کی اِسنے گواہون سے جھوٹھی گواہی لیکے مروا ڈالا اور باغیچہ لے لیا جب بادشاہ
تو اُسنے یہ احوال سُنکے اپنی جورو سے شکوہ کیا کہ تجھکو مناسب تھا کہ میری غیبت مین مزدکی سے احسان کرتی
نہ کہ ایسا ظلم کیا انبیل نے کہا کہ مزدکی نے تجھکو گالی دی تھی سو مین نے موافق تیرے حکم کے قتل کیا ہے بادشاہ
نے کہا میرا انتظار ضرور تھا ازبیل نے کہا اب جو ہوا سو ہوا آیندہ اسی طرح کرونگی تب خالق جبّار نے
حضرت الیاس علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا کہ حضرت الیاس نے بُت پرستی سے منع کر کے ارشاد کیا کہ باغیچہ
مزدکی کے ورثہ کو واپس کرو ورنہ تو مع جورو اپنی کے کمال ذلّت سے اسی باغیچہ مین ہلاک ہو جائیگا
بادشاہ ناراض ہو کر کہنے لگا کہ ای الیاس تو ہمکو وہ راہ چلاتا ہے جسکو اور بادشاہون نے ترک کیا ہے یعنے
جسطرح اگلے بادشاہ بُت پرست تھے اُسی طرح مین بھی ہون مجھے کیا بزرگی ہے کہ مین اُنسے خلاف ہون
اب مین تجھکو قتل کرونگا تب حضرت الیاس اُس شہر سے ہجرت کر کے ایک پہاڑ مین چھپ رہے سات برس
تک تنہائی مین پریشان اور صولت بادشاہی سے ہراسان رہے اور سوائے گھاس اور ساگ وغیرہ
اشیائے جنگلی کے کچھ کھانا نصیب نہین ہوا اور بادشاہ نے ہرچند تلاش کروایا کہین نشان نہ ملا سات برس
کے بعد وحی ہوئی کہ اب ظاہر ہونا چاہیے سو اوسکی صورت ظاہر مین یہ نمود ہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا سخت
بیمار ہوا طبیبون نے جواب دیا اور اُس بُت نے باوجود منّت اور سماجت کے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کچھ تدبیر
بتلائی اور ابلیس پیٹ ہی مین چھپکا ہو رہا اور منترجمون کی بات کسی نے نہ سُنی تب یہ قرار پایا کہ نواحی شام
مین ایک دوسرا خدا ہے اُسکو بلاؤ کہ اِس خدا سے سفارش کرے شاید بعل تمسے ناراض ہو بادشاہ نے
کہا میرا کچھ قصور نہین ہے کیونکہ مین نے اطاعت اور فرمانبرداری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے منترجمون
نے کہا کہ تو نے الیاس کو قتل نہین کیا یہی قصور ہے کیونکہ الیاس تیرے خدا کا کافر تھا بادشاہ نے
جواب دیا کہ الیاس کا پتہ اور نشان کہین ملتا نہین ہرچند تلاش ہوئی پر ہاتھ نہ لگا اور مین ایسا پریشان خاطر
ہون کہ اب اُسکی تلاش نہین کر سکتا اگر یہ لڑکا اچھا ہو جاے تو مین خود ہی تلاش کرون اور جسطرح مل سکے
گرفتار کر کے قتل کرون تاکہ میرا خدا راضی ہو غرضکہ انھون نے چار سو مصاحبون کو جانب شام بھیجا جب
یہ لوگ اُس پہاڑ سے جسپر حضرت الیاس تھے قریب ہوئے تو حضرت کو ارشاد الٰہی یون ہوا کہ بلا خوف
اور خطر نیچے پہاڑ کے اوترو اور اِن کافرون سے معارضہ کرو اور دعوت ایمان پہونچا حضرت الیاس نے
مقابل ہو کر اول کافرون سے ارشاد فرمایا کہ مجھکو اللہ نے تمھارے اور تمھارے معتقدون کے
پاس بھیجا ہے سو تم سُنو حکم اپنے رب کا اور اپنے بادشاہ کو پہونچاؤ اور پھر جاؤ اُسکے پاس اور کہو

میری طرف سے کہ اللہ صاحب فرماتے ہین انی انا اللہ لا الٰہ الا انا آلہ بنی اسرائیل یعنی مین ہی ہون اللہ کوئی نہین الٰہ مگر مین معبود ہون بنی اسرائیل کا اور مارنے والا اور جلانے والا اور رزق دینے والا اور پیدا کرنے والا مین ہون تو اپنی نادانی سے دوسرے کو میرا شریک گردانتا ہی کوئی شخص جہان مین اپنے نفس کا مالک نہین ہی اور کسی کو طاقت نہین کہ ایک ذرہ کو حرکت دیسکے جسکو مین چاہتا ہون جنبش دیتا ہون جب حضرت الیاس نے انسے یہ کلام کیا تو وہ لوگ رعب مین آگئے اور بادشاہ سے آکر بولے کہ الیاس ہمکو ملا تھا بال اُسکے سفید ہین اور بہت ضعیف ہو گیا ہی کمّل کا قمیص پہنے ہمارے پاس آیا تھا اُسنے ایسا کلام فرمایا کہ ہم رعب مین آکر جواب وہ نہو سکے باوصف اسکے کہ ہم چار سو آدمی تھے اور وہ تنہا تھا بادشاہ نے کہا زندگی کا لطف نہین جب تک الیاس زندہ ہی کسی طرح الیاس کو گرفتار کرو چنانچہ پچاس آدمی زور آور ہوشیار اسی طرح سے سمجھا کر روانہ کیے کہ تم کسی حیلے اور تدبیر سے یون طمع دیکر لاؤ کہ تمام شہر کے لوگ تیرا ایمان لاوینگے غرضکہ وہ پہاڑ کے قریب گئے اور پکارنے لگے کہ یا نبی اللہ ابرز لنا و احسن علینا یعنے ای نبی اللہ کے ظاہر ہو اور احسان کر ہمپر کہ ہم ایمان لائے اور ہمارا بادشاہ بھی ایمان لائیگا اور سب قوم بنی اسرائیل نے تمکو سلام کہا ہی اور قوم بادشاہ بھی تمہاری گرویدہ ہی اور کہتے ہین کہ تمہاری نبوت مین ہمکو کچھ شبہ نہین تشریف لاؤ اور امر معروف اور نہی عن المنکر جاری فرماؤ اور اب مناسب نہین ہی کہ ہم ایمان لاوین اور تم ہمسے جدا رہو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنکر ارادہ کیا کہ ظاہر ہون وحی ہوئی کہ ای الیاس توقف کر انکا ظاہر و باطن موافق نہین یہ لوگ منافقانہ کلام کرتے ہین تو میرے جناب مین دعا کر تب حضرت الیاس نے یون دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر یہ لوگ سچے ہین تو مجھکو اجازت ہو کہ مین ظاہر ہو جاؤن اور جو یہ لوگ کاذب اور منافق ہین تو انپر آگ آسمانی گرے کہ جل جائین ہنوز یہ مقولہ تمام نہوا تھا کہ آگ آسمان سے برسنے لگی اور سب جل گئے بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ نے پچاس آدمی اور سخت مکار دغاباز پہاڑ کی طرف بھیجے وہ بھی گئے اور کہنے لگے یا نبی اللہ نعوذ باللہ و تاب من غضب اللہ ہم صدق دل سے ایمان لائے ہین اور اول جو لوگ حاضر ہوتے تھے سب منافق تھے اگر انکا نفاق ہمکو معلوم ہوتا تو ہم انکو اصلا اسطرف متوجہ نہونے دیتے مگر وہ لوگ جزاے اعمال کو پہونچے اور تیرے خدا نے بخوبی انتقام لیا اب جاے اندیشہ نہین ہی ہم لوگ قوت ایمانیہ سے بشوق خدمت حاضر ہوئے ہین بلا تامل آپ تشریف لائین حضرت الیاس علیہ السلام نے کلام منافقانہ انکا سنا تو پہلے ہی دعا مانگی پھر آگ برسی جسطرح اول برسی تھی یہ بھی خبر بادشاہ کو پہونچی اب بادشاہ نہایت غمگین اور خشمگین ہوکر مستعد ہوا کہ بذات خود حضرت الیاس علیہ السلام پر خروج کرے الایجاری بیٹے سے متوقف اور

معذور رہا اور فوج کے سپاہی بھی اُس طرف جانے سے انکار کرنے لگے تب بادشاہ نے یہ مشورہ کیا کہ
اُس حکیم مومن کو جو مسماۃ ازبیل کا منشی ہے بھیجنا چاہیے اغلب کہ الیاس علیہ السلام اُسکی ایمانداری سے متوجہ ہو کر
پہاڑ سے اتر پڑینگے غرضکہ اُس منشی کو طلب کیا اور کہا کہ مین حضرت الیاس کے ساتھ بدی نکرونگا بلکہ منظور یہ ہے کہ الیاس
ہماری ایمانداری سے مطلع ہو جائین تو آپ اُنکے پاس حاضر ہو اور میری طرف سے معذرت کر اور میرے ایمان کی خبر دے
وہ منشی مستعد ہوا بادشاہ نے ایک لشکر جرار اُسکے ساتھ کیا اور لشکریون سے سمجھا دیا کہ جسطرح ہو سکے الیاس کو
پہاڑ سے نیچے اتار و اور وہان آؤ اور منشی سے یون کہا کہ میرا بیٹا سخت مبتلاے بلا ہے اور سپاہی میرے
بلاے سخت مین گرفتار ہو چکے ہین اب مین پرستش بت کی ترک کرتا ہون آپ تشریف لائین بالجملہ وہ منشی
مع لشکر جانب جبل روانہ ہوا اور قریب تر پہونچ کر پکارنے لگا کہ اے الیاس مین حاضر ہوا ہون حضرت الیاس
آواز مسلمان کی سنتے ہی مشتاق ملاقات ہوئے اُسی وقت وحی ہوئی کہ اے الیاس اب ظاہر ہو اور سلام علیک کر چنانچہ
حضرت الیاس سامنے کھڑے ہو کے پوچھنے لگے کہ اے مومن خیر ہے تو کہان آیا اُسنے کہا خیر ہے مجھکو اُس منکر جبار نے تمہارے
پاس بھیجا ہے کہ مین تمکو شہر مین لیجاؤن حضرت الیاس نے فرمایا کہ مین اُس کافر کے پاس نہین جا سکتا پھر وحی ہوئی کہ اگر تو نہ جائیگا
تو بادشاہ اُس مسلمان کو تہمت کریگا اب بادشاہ کے پاس جا اور مین محافظ ہون کہ اُس بادشاہ کو اُسکے بیٹے کے غم مین ایسا
مبتلا کرونگا کہ ہرگز تمسے متوجہ نہو سکیگا اور ایسی طرح سے مارونگا کہ عبرت ہو جاے جب وہ مر جاے
تب چلے آنا غرضکہ حضرت الیاس اُسی لشکر کے ساتھ شہر مین تشریف لائے اور بادشاہ کے پاس
پہونچے اُسوقت بادشاہ کا بیٹا زیادتی درد سے بیتاب ہو کر مر گیا کہ بادشاہ حضرت الیاس سے مل نسکا
اور حضرت الیاس صحیح سالم پھر پہاڑ پر تشریف لائے جب بادشاہ کو غم سے فرصت ملی تو اُسنے منشی سے
حال پوچھا منشی نے عرض کیا کہ مین بھی آپ کا شریک غم رہا مجھکو نہین معلوم کہ الیاس کہان گئے ناچار چپکا ہو رہا
پھر بعد مدت دراز کے حضرت الیاس تنہائی سے گھبرائے اور پہاڑ سے نیچے اُترے اور یونس ذی النون
کی مان کے گھر مین چھ مہینے تک چھپے رہے اُس عرصے مین حضرت یونس علیہ السلام دودھ پیتے تھے
چھ مہینے تک اُنکی مان بہت خوشی سے خدمت کرتی رہین بعد اُسکے پھر حضرت الیاس پہاڑ پر گئے اور
یونس کی مان اُنکی مفارقت سے بہت ملول ہوئین اس عرصے مین یونس علیہ السلام نے اتفاقیہ انتقال
کیا تو اُنکی مان حضرت الیاس کی تلاش مین نکلی اور پہاڑون پر ڈھونڈھتی پھری آخرکار حضرت الیاس
سے ملاقات ہوئی اُسنے عرض کیا کہ اے الیاس مجھکو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا تھا اُسپر اور غضب
یہ ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مر گیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلا نے ہجوم کیا ہے اور جانتے ہو کہ اُسکے سوا میرے
کوئی لڑکا نہین تھا اب یہ درخواست ہے کہ تم دعا کرو کہ میرا لڑکا زندہ ہو جاے اور اسی اُمید سے

مین مجھے ابتک وہ فرن نہین کیا ہے حضرت الیاس نے کہا کہ اس بات مین مجھکو حکم نہین ہے اور مین تابعدار ہون جیسا
حکم ہوتا ہے ویسا کرتا ہون تب یونس کی مان رونے لگین اور تضرع وزاری سے پیش آئین کہ حضرت الیاس نے
اُسکو تسلی دی اور نہایت مہربانی سے پوچھا کہ تیرا بیٹا یونس کتنے دن سے مرگیا ہے کہا سات دن ہوئے تب
حضرت الیاس بحکم الٰہی ساتھ چلے اور ساتوین دن یونس کے گھر مین پہونچے دیکھا کہ یونس چودہ دن سے
مردہ ہین حضرت الیاس نے وضو کرکے نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ نے یونس کو زندہ کیا پھر حضرت الیاس اپنے
مکان پر تشریف لائے اسی عرصہ مین قوم الیاس نے گناہون کی شدت سے کمال روسیاہی حاصل کی اسپر
حضرت الیاس کو نہایت غم ہوا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اے الیاس تم کسواسطے کرتا ہے جو تو مجھے طلب کرے
عطا کرون حضرت الیاس نے عرض کیا کہ یا الٰہی میری تمنا یہ ہے کہ تو مجھکو اس عالم سے اٹھالے اور میرے باپ دادون
سے ملادے کیونکہ بنی اسرائیل سے مجھکو رنج پہونچا اور انکو مجھسے تکلیف پہونچی ہے حکم ہوا کہ اے الیاس یہ وقت ایسا نہین ہے
کہ مین زمین کو تجھسے خالی کرون لیکن تو اور درخواست کر تو مین قبول کرون حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اگر مجھکو
اس عالم سے اٹھانا منظور نہین تو سات برس تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار مین ہوجائے ارشاد ہوا کہ اے
الیاس مین رحیم ہون اگرچہ بندے ظالم ہون پھر عرض کیا کہ چھ برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ مین رحیم ہون عرض کیا
کہ پانچ ہی برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ مین ارحم الراحمین ہون اور یہ بات رحمت کے خلاف ہے لیکن واسطے عبرت
کے تین برس تک خزانہ پانی کا تیرے ہاتھ مین کیے دیتا ہون کہ بلا حکم تیرے پانی نہ برسیگا حضرت الیاس نے کہا مین پھر
کسطرح زندہ رہونگا ارشاد ہوا کہ بعض طیور تیرے واسطے قوت لایموت پہونچائینگے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اب مین
راضی ہوا بعد ازان پانی کا برسنا موقوف ہوا گائے بکری بیل خچر وغیرہ وحوش طیور مرنے لگے درخت سوکھ گئے آدمیون کو
سخت مشکل پڑی مگر حضرت الیاس خوش تھے اور قوم کے لوگ تباہ اور یہ حال ہوا کہ قوم کے لوگ حضرت الیاس کی تلاش مین پھرتے
بلکہ جس گھر مین روٹی کی بو پاتے تو یہی کہتے کہ الیاس اس گھر مین آئے ہین اور تلاش کرتے ہوئے غیر کے گھر مین چلے جاتے
گھر والے ناراض ہوتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تین برس قحط پڑا تو ایک دن حضرت الیاس ایک
عورت ضعیفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اُسنے کہا تھوڑا آٹا اور تیل ہے حضرت الیاس نے
دعا فرمائی کہ یا الٰہی آمین برکت دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا سے دونون چیزین بڑھا دین کہ اُسکا گھر بھر گیا تب قوم نے
اُس بڑھیا سے پوچھا کہ یہ برکت کہان سے آئی اُسنے کہا کہ ایک شخص اس صورت کا میرے گھر آیا تھا
اُسنے دعا کی ہے ان لوگون نے کہا کہ وہ شخص الیاس تھا سو ڈھونڈھتے ہوئے دوڑے کہ حضرت الیاس سے
ملاقات ہو وہ حضرت الیاس بھاگے اور ایک عورت کے گھر مین داخل ہوئے اُسکا بیٹا نوجوان سخت
بیمار تھا اُسکے واسطے دعا کی وہ اچھا ہوگیا اور ایمان لاکے ساتھ ہوا کہ جس جگہ حضرت الیاس جاتے

وہ بھی ساتھ جاتا محققین مفسرین لکھتے ہین کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے جب اسپر چند روز
گذر گئے تب وحی ہوئی کہ الیاس تو نے بہت بیگناہون کو ہلاک کیا ہی یعنے بہائم طیور ہوام وغیرہ بھی تیری
بددعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ یارب اب مین دعا کرون تو نجات ملے ارشاد ہوا کہ
دعا کر سو حضرت الیاس اپنی قوم مین تشریف لائے فرمانے لگے کہ تمنے رنج بیشک اٹھایا اور ہلاک ہوئے
بلکہ تمہاری خطاؤن سے بہائم وغیرہ بیگناہون پر بھی آفت پڑی اور ابھی تک تم انھین خیالات باطلہ
مین پڑے ہو اگر تمکو سمجھ ہو تو اپنے بتون کو باہر نکالو اور انسے پانی کی درخواست کرو اگر ملے تو ہو المراد ورنہ
انکو دور کر کے اپنے اللہ سے پانی مانگو کہ اللہ تعالے پانی برساتے بولے یہ ایک بات تو نے انصاف کی کہی پھر
بعد اسکے اپنے بتون کو باہر نکال لائے اور ہاتھ جوڑکر دعا کرنے لگے کسی نے نہ سُنا تب کہنے لگے کہ ای
الیاس ہم لوگ باطل پر ہین اور اپنے فعلون سے ہلاکت مین پڑے ہین اب تو ہمارے واسطے اللہ سے
دعا کر حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیکر دعا فرمائی ایک ٹکڑا ابر کا سپر کے برابر دریا پر نظر پڑا
اسنے ایسا پانی برسایا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی اور بنی اسرائیل خوش ہوئے مگر اپنے قول وقرار پر
قائم نرہے بلکہ اور بھی بگڑے تب حضرت الیاس نے دعا مانگی کہ یا الٰہی بنی اسرائیل کے قلوب قبول
ہدایت کے لائق نہین ہین اور اب مجکو ایمان کامل کی انسے امید نہین ہی اسلیے تو مجکو علیحدہ کر ارشاد ہوا
کہ فلان روز فلان مقام پر حاضر ہو وہان جو کچھ سواری تجھکو ملے اسپر سوار ہو جب وہ دن آیا تو حضرت الیاس
علیہ السلام مقام معہود پر مع حضرت الیسع کے تشریف لیگئے دفعتہً ایک گھوڑا یا اونٹ آگ کا ظاہر ہوا یا
رنگ اسکا مانند آتش تھا علے التقدیرین حضرت الیاس علیہ السلام اسپر سوار ہوئے حضرت الیسع نے
آواز دی کہ مجھکو کیا ارشاد ہی الیاس نے اپنے کپڑے اتار کر پھینکے گویا اشارہ کیا کہ مینے تمکو خلیفہ کیا الغرض
اللہ تعالی نے حسب استدعاے الیاس علیہ السلام اسطرح بنی اسرائیل سے انکو جدا کر دیا اور شہوت
طعام و شراب انسے سلب کر لی کہ فرشتون کے ساتھ اڑنے لگے معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت الیاس
و خضر علیہما السلام ہر سال بیت المقدس مین آکے روزے رکھتے ہین اور الیاس موکل ہین جنگلون پر
اور خضر دریاؤن پر اور عرفات مین دونون ملتے ہین اور رمضان شریف کے روزے باہم افطار کرتے ہین
اور صلحاے امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہی کہ غزوۂ تبوک مین واثلہ
ابن اسقع رض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہین کہ تھوڑی رات گذرے لشکر کے
ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعتہً ایک آواز حزین آئی کہ اللھم اجعلنی من امۃ محمدن المرحومۃ المغفورۃ المستجابۃ
لہا المبارکۃ سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ و انس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس درہ کوہ مین جاکر

اور دیکھو کون آواز دیتا ہی حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ہمنے جاکر دیکھا تو ایک شخص نورانی سفید ریش لباس سفید برف سے زیادہ پہنے ہوئے بیٹھا ہی اور قد شریف اسکا ہمسے دو تین ذراع بلند ہی ہمنے انکو سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیکر فرمایا تم بھیجے ہوئے رسول اللہ کے ہو ہمنے کہا ہان تم کون ہو رحمۃ اللہ علیک وہ بولے مین الیاس پیغمبر ہون بعزم مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتون کا کہ جسمین مقدمۃ الجیش جبرئیل علیہ السلام ہین اور ساقہ میکائیل ہمراہ تمھارے نظر پڑا ان دونون سردارون نے کہا کہ تمھارا بھائی محمد رسول اللہ صلعم جاتا ہی اُسکو دیکھو اور سلام کرو سو تم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہونچاؤ اور کہو کہ مین تمھاری خدمت مین اسلیے حاضر نہین ہو سکتا کہ مجھکو دیکھکر تمھارے لشکر کے اونٹ بھاگین گے اور آدمی ڈر جاوینگے اگر آپ خود تشریف لائین تو نہایت بہتر ہی حذیفہ وانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ ہمنے اُنسے مصافحہ کیا اُنھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول آخر الزمان ہین اور یہ شخص آسمان مین زمین سے زیادہ مشہور ہی اہل السموات اُسکو صاحب سیر رسول اللہ کہتے ہین بعد اسکے دونون صحابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئے اور پیغام الیاس علیہ السلام کا پہونچایا حضرت صلعم اُس درہ کوہ مین تشریف لیگئے اور بعد مصافحہ ومعانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے اس قصے کو حاکم نے مستدرک مین بھی بیان کیا ہی کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہین اور ذہبی نے حاکم پر طعن کیا ہی اور فرمایا ہی کہ اس قصے کی صحت مین کچھ کلام نہین ہی اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین مفصل بیان کیا ہی القصہ بعد تشریف لیجانے حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالے نے اخیب بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ اُسنے گلستان مزدکی مین بادشاہ کو مع مساۃ ازبیل اُسکی عورت کے نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا اور لاشون کو اسی جگہ چھوڑا کہ ہڈیان اُنکی اُسی باغ مین گل گئین ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا سورۂ والصافات مین ہی واللہ اعلم

تفریح نوزدہم دراحوال حضرت الیسع ابن خطوب علیہ السلام

نسب شریف اُنکا افرائیم ابن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہی اُنکو اللہ نے بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا کہ سب ایمان لائے اور احکام توریت بجالانے لگے اور حضرت الیسع معجزات وخوارق عادات دکھلانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اہل اریحا نے شکایت کی کہ ہمارے یہان کا پانی کھاری ہی آپ دعا فرمائین کہ شیرین ہو جاوے آنجناب نے تھوڑے نمک لیکر دریا مین ڈالا شیرین ہو گیا ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے قلت مال وفاقہ کشی کی شکایت پیش کی اور کہا کہ میرا خاوند نہایت مقروض تھا آنجناب نے پوچھا تیرے گھر مین کچھ ہی اُسنے کہا تھوڑا گھی ہی حضرت نے طلب کرکے ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین کیا

اُس عورت نے اپنا گھی اُٹھا لیا اور اسی طرح کرنے لگے تو گھی بڑھنے لگا اور محلے کے لوگ خرید کرنے لگے اس عورت کو فراغت حاصل ہوئی کہ اُسکے شوہر کا قرض بھی ادا ہو گیا از انجملہ ایک عورت کے گھر گئے تو اُسکے اولاد نہ تھی اُسکے واسطے دعا فرمائی کہ اُسکے لڑکا پیدا ہوا اور بعد چند روز کے مر گیا تب آنجناب نے اُسکو زندہ کیا از انجملہ ایک دن شاگردون نے کھانا پکایا اور بھولے سے تھوڑا عرق اندراین کا ڈال دیا جب حضرت الیسع کھانے لگے تو اُس سے آواز آئی کہ مجھمین زہر ملا ہے آپ نے تھوڑا آٹا ڈال دیا اثر زہر جاتا رہا از انجملہ ایک بادشاہ نے حضرت کو قید کیا اللہ نے محافظین کو اندھا کر دیا کہ حضرت الیسع محبس سے نکل آئے از انجملہ بادشاہ دمشق کو برص لاحق ہوا اُسنے حاکمان بنی اسرائیل سے ایک طبیب طلب کیا اُنھون نے حضرت الیسع کو بھیجا حضرت نے فرمایا کہ اس ندی مین غسل کرے اچھا ہو جاے ویسا ہی ہوا بادشاہ نے زر کثیر نذر کے طور پر بھیجا آنجناب نے واپس کیا مگر خادم نے از روے طمع کچھ لیلیا حضرت کو اطلاع ہوئی بد دعا فرمائی وہ کمبخت برص مین مبتلا ہو گیا اسی طرح اکثر خوارق عادات کتب تواریخ مین لکھے ہین القصہ بنی اسرائیل سرگرم عبادت حضرت الیسع کی حیات تک رہے جب آنجناب نے وفات پائی تو سب بے دین ہو گئے عمر حضرت الیسع چار سو دو برس کی ہوئی اور قریہ تستر مین مدفون ہین اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت الیسع مخالفت بنی اسرائیل سے تنگ ہوئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی فرما کے وفات فرمائی اور بعض کے نزدیک بعد حضرت الیسع سات سو برس تک کوئی پیغمبر بنی اسرائیل مین نہین ہوا علماء توریت البتہ تھے وہ ہر چند وعظ و نصیحت کیا کیے مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ مانا آخر کار منتقم حقیقی نے ایک قوم بلتانا کو کہ از روے تواریخ عمالقہ و جبابرہ مشہور ہین مسلط کیا سردار اُنکا جالوت تھا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ جالوت وہ ہے جو سپہ سالار شداد بن عاد کا تھا اور اسمین شک نہین کہ وہ لوگ بڑے زور آور قوی ہیکل بلند بالا تند خو سخت رو بقایاے عادیون سے تھے اُنھون نے اکثر قوم بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضون کو دیار و مسکن سے نکال دیا اور بعضون کو قید کیا اور تابوت سکینہ چھین کر بابل مین لیگئے تب عقلاء بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس سے حال کہین اور نہ کوئی بادشاہ کہ اُسکے زور سے مقابلہ کرین اور اُس عرصے مین ایک عورت حاملہ کے سواے سبط نبوت مین کوئی شخص باقی نہ تھا سو اُسکو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اُسکے بیٹی ہوا اور بدلکر اُسکو بیٹا کر لے کہ وہ دعوی نبوت کرنے لگے کہ اُسکے باعث سے امر معروف و نہی منکر مین گرفتار ہو جاوین مگر منظور الٰہی یون تھا کہ پھر اُس قوم کے واسطے نبی مبعوث کیا جاے سو اُس عورت کے دل مین خداوند تعالی نے ڈالا کہ تو فرزند صالح و صاحب تقوی کی دعا کر تو بین قبول کر دن اُس عورت نے حالت قید مین دعا مانگی کہ یا الٰہی مجکو فرزند صالح عنایت کر تا کہ گمان فاسد

انکا جانا رہے چنانچہ دعا اسکی مقرون باجابت ہوئی اور فرزند نامی اور پسر گرامی پیدا ہوا سے گوہرے رخشندہ از برج نبوت رخ نمود ✤ اخترے تابندہ براوج رسالت زد علم ✤ اس حقیقت نے اسکا نام اشموئیل کہا کہ بزبان عربی اسکو اسمعیل کہتے ہیں باپ انکے قبل از تولد وفات پا چکے تھے اسکو اللہ نے نبی کیا

واللہ اعلم بالصواب

تفریح بستم دراحوال حضرت شموئیل علیہ السلام

بعضے کہتے ہیں کہ شموئیل بالشین المعجمہ ابن ریان ابن علقمہ خواد ابن فاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ انکے باپ کا نام بقانا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نام انکا شموائیل تھا کہ بزبان عربی اسماعیل ہوتا ہے اور بعضے صموئیل بصاد مہملہ لکھتے ہیں چنانچہ کتب بنی اسرائیل میں اسی طرح ہے بالجملہ پیش از تولد صموئیل انکے پدر بزرگوار نے وفات پائی تھی اس سبب سے ایک رئیس قوم نے لیکر پرورش کیا یا انکی ماں نے بشکل پدر تربیت و تعلیم فرمایا جب بیس برس کے ہوکر بالغ ہوئے اور صحیح یہ ہے کہ چالیس برس کے ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شموئیل تمکو اللہ نے بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا ہے تم اس قوم کو دعوت الی الحق کرو اور حکم جہاد دیا اور عبادت اصنام سے منع کرو چنانچہ حضرت شموئیل پیغام الٰہی سنکر قوم میں تشریف لائے اور صورت نبوت کہ پردۂ عدم میں چار سو برس سے مستور تھے نظر پڑی تو ایک جماعت نے از روئے حسد و عناد کہا استعجلت بالنبوۃ یعنی تو نے نبوت کی جلدی کی کہ ہنوز وقت اسکا نہ تھا اگر تو سچا ہے تو ہمارے واسطے ایک بادشاہ معین کر کہ بامداد و اعانت اسکے دشمنان دین کو دفع کریں اور یہی بات تیرے نبوت کی دلیل اور رسالت کا معجزہ ہوگی یہ درخواست بنی اسرائیل نے اس سبب سے کی تھی کہ حضرت شموئیل علیہ السلام مامور بقتال نہ تھے چنانچہ اللہ صاحب درخواست بنی اسرائیل کی حکایت سورۂ بقرہ میں فرماتے ہیں اذ قالوا لنبی لہم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ یعنے جب کہا بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں یہ معاملہ بیت المقدس میں ہوا اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سبب واقع ملک و دین باہمدیگر متعلق ہیں کیونکہ اگر امر نبوت بلا شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو کبھی بنی اسرائیل باوجود اشموئیل علیہ السلام کے استدعا بادشاہ نہ کرتے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصر دین کا استحکام اساس ملک سے مضبوط ہے اور خزانہ ملک کی حراست و حفاظت احکام دین سے مربوط ہے نہ بے تخت شاہی بود دین را پاسے ✤ نہ بے دین بود بادشاہے بجاے ✤ ولہذا عقلا کہتے ہیں کہ الملک والدین توامان سے نہ خرد و خردمند شاہے و پیغمبرے ✤ چون دو نگین اند و یک انگشتری ✤ گفتہ اند

کہ آزادہ اند * کین وو ز یک اصل و نسب زادہ اند * بالجملہ حضرت شموئیل نے فرمایا ہل عسیتم ان کتب
علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا یعنے یہ بھی
توقع ہے تمسے کہ اگر حکم ہو تمکو لڑائی کا تب نہ لڑو بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین اور ہمکو نکال دیا گیا
ہمارے گھرون سے اور بیٹون سے مگر باوصف اسکے جب حکم ہوا جہاد کا تو پھر گئے مگر تھوڑے
انمین اور اللہ کو معلوم ہین گنہگار اخبار مین آیا ہے کہ جالوت ابن عملیق رئیس عمالقہ نے کہ بحر روم کے کنارے
مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا سو اُسنے چالیس آدمی گرفتار کر لیے تھے
اور اطراف کے شہر بھی چھین لیے تھے کہ وہان کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس مین جمع ہوئے
تھے اُسی بات کو نبی اسرائیل تعلیل قتال مین بیان کرنے لگے چونکہ سخن الحاحظ نفسانی سے علاقہ
رکھتا تھا سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یون کہتے کہ ہم کیون نہ جہاد کرینگے حالانکہ وہ کافر و مفسد
ہین کہ ملک خدا مین اُنکے ہاتھ سے خرابی ہے اور بندگان حق ناحق قتل ہوئے ہین تو بیشک دولت
جہاد سے محروم نہ رہتے **فائدہ** اس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم ہے بالجملہ جب حضرت
اشموئیل علیہ السلام نے یہ کلام سنا تو جناب باری مین بمناجات و زاری مستدعی ہوئے کہ یا الٰہی
کوئی بادشاہ اس قوم پہ مقرر فرما حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور ایک پیالہ روغن قدس کا بھیجا اور حکم دیا
کہ جو شخص تیرے گھر مین آئے اور روغن قدس غلیان کرے اور یہ عصا اُسکے قد سے برابر ہو تو اس
روغن سے سر اور منہ اُسکا چرب کر اور علم اور سلطنت اُسکا قوم مین قائم کر کہ بادشاہی اس قوم کی اُسی کو
زیبا ہے تب حضرت اشموئیل علیہ السلام بحکم رب جلیل مطمئن ہو کر بیٹھے اکابر و اشراف قوم اُنکے
گھر مین آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جوش زن نہ ہوا اور نہ عصا کسی قد سے برابر پڑا آخر کار ایک روز
ایک مرد سقہ یا دباغ کہ اُسکا ساول نام تھا اور طول قامت سے اُسکو طالوت کہتے تھے اُنکے گھر
مین آیا بعض تفسیرون مین نسب نامہ طالوت کا یون لکھا ہے کہ ساول ابن قیس ابن ضرار ابن انس
ابن عرف بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اُسکے باپ کا گدہا جاتا رہا سو ایک
غلام کے ساتھ اُسکے باپ نے تلاش کرنے کو بھیجا تھا اثنا راہ مین حضرت اشموئیل کا دولت خانہ
نظر آیا اور اطراف بارگاہ نبوت پر اشراف و اکابر نبی اسرائیل کا ہجوم دیکھا اُسنے غلام سے پوچھا کہ یہ کونسا مکان ہے غلام نے
عرض کیا کہ یہ ڈیوڑھی ہے حضرت اشموئیل ع کی طالوت نے کہا کہ چلو ہم بھی ملازمت حاصل کرین شاید کہ ہمارا گم شدہ اُنکے
دعا سے ملجاوے چنانچہ طالوت نے قدم اپنا دروازہ کے اندر رکھا فوراً روغن قدس جوش زن ہوا حضرت اشموئیل
اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ عصا لیکر اُسکے قد سے ناپا تو عصا اُسکے قد سے برابر نکلا ﮧ چون

قدر ترا قیاس کردم * با سروِ سہی برابر افتاد * حضرت اشموئیل علیہ السلام نے تبسّم ہو کر ارشاد کیا کہ بادشاہی
قوم بنی اسرائیل کی تجھکو مبارک ہو ست فقرہ کہ ایّام بکامِ تو شد * خطبۂ اقبال بنام تو شد *
بعد اُسکے طالوت کے سر اور منھ مین تیل لگایا طالوت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ تجھکو معلوم ہے کہ میرے
گھرانے مین کوئی بادشاہ نہین ہوا ہے اور میرا گروہ کمتر اسباط بنی اسرائیل مین ہے مین کسطرح انکا بادشاہ
ہو سکتا ہون حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اے طالوت نعمت مملکت مالک ملک و ملکوت کی ہے جسکو چاہے
اُسے عنایت کرے اور جس سے چاہے چھین لے ست ملک دہ و ملک ستان اوست لبس *
راہ بحکمش نبرد ہیچکس * طالوت نے عرض کیا کہ مجھکو کچھ نشان چاہیئے کہ جس سے میرا دل تسلی
پائے حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اے طالوت تو اپنے گھر پہونچے تو دیکھ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ پایا
یا نہین اگر مل گیا ہے تو یہی نشان سلطنت ہے طالوت جب گھر مین آیا تو کلام حضرت کا مطابق واقع پایا اور
تہ دل سے سلطنت پر مستعد ہوا حضرت اشموئیل نے اشراف بنی اسرائیل کو بادشاہی طالوت سے
خبردار فرمایا کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا یعنی اللہ نے کھڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ قالوا انی
یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یوت سعۃ من المال یعنی بولے کہان ہوگی اُسکو سلطنت ہماری
اوپر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت مین اُس سے اور اُسکو ملی نہین کشائش مال کی یعنے طالوت سبط
مملکت مین نہین ہے باین دلیل کہ حضرت یعقوب نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسل لاوی مین اور سلطنت
نسل یہودا مین ہو اور سبط طالوت فروترین اسباط مین ہے کیونکہ طالوت اولاد بنیامین ہے کیونکہ سلطنت
اُسکے گھرانے مین نہین ہوئی وہ تو کھیت کیا کرتا ہے اور قوم مین حقیر ہے قطع نظر اس سے عادت یہ ہے کہ ملک یا نسب
ہوتا ہے یا خزانہ سو طالوت بنسبت نسب سے عاری ہے کہ سبط سلطنت مین نہین بارے صاحب مال
بھی ہوتا کہ تجہیز لشکر اور تہیۂ اسباب جنگ کر سکتا سو بھی نہین پھر کسطرح ہمپر بادشاہ ہوگا تب اشموئیل
علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یوتی ملکہ من یشاء واللہ واسع
علیم یعنے اللہ نے اُسکو پسند کیا تمسے اور زیادہ کشائش دی عقل مین اور بدن مین اور اللہ دیتا ہے اپنی
سلطنت جسکو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا ہے یعنے حضرت اشموئیل علیہ السلام نے جواب
مین ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے دو وصف اسمین ایسے رکھے ہین کہ فی الحال دوسرے مین
پائے نہین جاتے اور وہ دونون صفتین بادشاہت کے واسطے پر ضرور ہین اوّل صفت روحانی یعنی
دانش کہ مراسم سیاست بے اُسکے جاری نہین ہو سکتے لولا السیاسۃ لبطلت الریاسۃ اور اس زمانہ
مین طالوت علم حرب اور تجہیز جیوش اور کار سپاہیگری اور ترتیب معاملات مین اپنا نظیر نرکھتا تھا

دوسرے جسامت بدن کہ اسکے سبب سے دلون پر عظمت اُسکی غالب ہوتی ہے اور دشمن پر رعب اُسکا بوجہ کمال ہوتا ہے اور اسوقت طالوت قوم بنی اسرائیل مین بڑا پہلوان زورآور بلند بالا تھا اور اسمین شبہ نہین کہ مرد جاہل و بد دل کی کچھ وقعت و مقدار نہین ہوتی قطع نظر ان سب کے اللہ جل شانہ نے اسکو بالتخصیص پسند کیا ہے اور عمدہ بات بادشاہی مین اصطفاے الٰہی ہے اور وہ مالک الملک علے الاطلاق ہے جسکو چاہے اپنا ملک دیدے کسی کو چون و چرا اسمین ہے کسی زچون وچرا دم کجا تواند زد + کہ نقشبندی قدرت ورای چون و چراست + پھر بنی اسرائیل اپنی داب تقریر کے موافق کہنے لگے کہ اگر طالوت پر کوئی حجت اور علامت ہمکو دکھاؤ تاکہ ہمارا دل آرام پکڑے اور ہم بطوع و رغبت اسکا حکم قبول کرین تب حق سبحانہ تعالی نے حضرت شموئیل علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اگر تابوت سکینہ جو کہ عمالقہ چھین لیگئے تھے بنی اسرائیل مین آجاوے یہی حجت اور علامت ہے **فائدہ** حقیقت تابوت سکینہ جواہر التفسیر مین یہ لکھی ہے کہ تابوت ایک صندوق چوب شمشاد یا صندل کا تین گز کا طول اور دو گز کا عرض تھا اسکو اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھیجا تھا اسمین تصویرین ان پیغمبرون کی تھین جو کہ اولاد آدم سے پیدا ہونے والے تھے اور ہر پیغمبر کے واسطے اسمین ایک گھر تھا اور سب کے پیچھے دولت خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاقوت سرخ کا اسمین تصویر آنحضرت کی تھی کہ دیکھنے والے حیران تھے ع صورتے بے صورتے حیران ہمی مشغوم سے تھے بھرے اسمین کمالات کے اوصاف سبھی + ایسی تصویر کسی نے کبھون دیکھی نہ سنی + کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ صورت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اسطرح بنائی تھی گویا نماز مین کھڑے ہین اور ایک شخص زیبا و خوش رو باعزت و وجاہت جانب دست راست اسکی پیشانی پر لکھا ہوا کہ ہذا اول من تبعہ من امتہ یہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور جانب دست چپ ایک مرد باقوت و مہابت و صولت و شوکت ایستادہ اسکی لوح جبین پر لکھا ہوا لا یاخذہ فی اللہ لومۃ لائم یعنے نہین پکڑیگا اللہ ساتھ کسی برائی کے یہ صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی اور پس پشت ایک مرد باحیا و وقار بکمال عزت و افتخار شرم سے سر جھکائے قائم اور ناصیہ مبارک پر کندہ بار من البررۃ یہ تصویر حضرت ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی اور پیش رو ایک جوان باشوکت و شجاعت شمشیر حمائل کردہ و کمر خدمت بربستہ مستعد کھڑا ہوا اسکی جبین نور آگین پر مسطور ہے انہ و ابن عمہ المؤید بنصر اللہ عز و جل یہ تصویر علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی تھی اور گرداگرد اعمام و خلفا و نقبا اور لشکر عظیم الشان من المہاجرین والانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین احاطہ کیے ہوئے جسطرح کواکب گرداگرد ماہ یا حاطم وزرا حوالی بادشاہ کے + شہسوار حسن مین سرخوش بمیدان آمدہ + صد سپاہ از دلبران ہمراہ

تماشا صفت زدہ ہو۔ انبیا اسطرح ہرایک پیغمبر کی صورت بنا ہوا تھی داخل اس تابوت مین تھے اور
یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوا تھا جب حضرت شیث علیہ السلام سے
محافظت نور احمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق لیا گیا اور وہ عہد نامہ بحضور روح القدس وجمیع
ملائکہ قلم یاقوت و مداد نور سے حریر بہشت کی وصلی پر لکھا گیا اور اُسپر فرشتون کی گواہیان ہوئین اور
تابوت سکینہ مین رکھکر حضرت شیث علیہ السلام کو سپرد ہوا اور یہ دستور باندھا گیا کہ جو کوئی شخص اولاد
سے مظہر نور کا ہو وہی شخص ابناً عن اب بطناً بعد بطن حامل اس عہد کا رہے اور ہر قرن مین اپنے اپنے وارثون کو
بانند عہد و پیمان سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام کے عہد سے از زمان حضرت اسمعیل بن
ابراہیم علیہ السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص مظہر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تابوت سکینہ اسی کے
پاس رہا جب قیدار ابن اسمعیل جوان ہوئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عہد نامہ وصلی لکھوا کر
اُس تابوت مین رکھا اور قیدار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل مابین اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام
و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خصومت و نزاع پیدا ہوئی اولاد اسحق کا یہ دعویٰ تھا کہ نور محمد پیغمبر
آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر مین ہے اور ہم لوگ اُس سے محروم ہین اب تابوت سکینہ ہمکو
حوالہ کرو مگر قیدار نے نہ دیا و خاموش ہورہے بعد چند روز کے قیدار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص
کہتا ہے تابوت سکینہ کنعان مین لیجا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ابن اسحق علیہ السلام کے سپرد کر
تب قیدار نے تابوت سکینہ کنعان مین پہونچایا کہ اولاد یعقوب علیہ السلام مین رہا چنانکہ حضرت موسیٰ
کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کے سپرد کیا انسے دست بدست حضرت الیسع کو
پہونچا جب عمالقہ غالب ہوئے تابوت بھی چھین لیگئے کہ اُسپر بنی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت
صحیح ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ سکینہ مثل گربہ تھا اور مجاہد کے نزدیک چہرہ اُسکا مانند چہرہ
گربہ تھا اور آنکھین مثل مشعل روشن و تابان تھین کہ آنکے دیکھنے سے خوف آتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا تھی آنکھین دو سر تھے اور چہرہ انسان کا تھا اور ایک روایت
ابن عباس سے ہے کہ سکینہ روح تھی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف کے کلام کرتی تھی اور وقت قتال
جب اُسکو ساتھ لے لیتے فتحیاب ہوتے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ایک تابوت سونے کا وزنی چھ لاکھ سات سو مثقال کا بنوایا تھا اور اُسمین وہ طشت تھی جسمین پیغمبرون
کے قلب دھوئے گئے تھے اور نعلین اور الواح توریت کے ٹکڑے اور عصا موسیٰ اور پاپوشین انکی
اور عمامہ ہارون علیہ السلام رکھے تھے اسی کا اشارہ ہے وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون الخ

سو انسکا بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے آگے ہوکر دشمنوں پر حملہ کرتے تھے تب اللہ فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل کی نیت مین فساد آیا تو وہ تابوت عمالقہ چھین لے گئے اور اپنے بت خانہ مین لاکر اتمام بت آگے گر پڑے حضرت ایک بت سونے کا جو مرصع بجواہر تھا باقی رہا صبح کے وقت اس قوم کے سردار جب پوجے پاٹ کو بتخانے مین داخل ہوئے تو یہ حال نظر پڑا اس سے عمالقہ متحیر ہوئے اور تابوت سکینہ اس بت کو اٹھا کر چلے گئے جب پھر صبح کو بتخانے مین گئے تو بت نیچے تھا اور تابوت اوپر اور بھی عجب ہوئے تب لوہے کی میخون سے اس بت کو تابوت پر جڑ گئے جب دوسرے دن دروازہ بیت الصنم کا کھولا تو ہاتھ پیر اس صنم کے کٹے ہوئے پائے اور تابوت کو اس بت پر رکھا ہوا دیکھا کمال مضطرب و متحیر ہوکر ایک اسیر بنی اسرائیل سے پوچھا اسنے جواب مین کہا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا نے بھیجا ہے تبکہ اسکی جگہ نہین اگر چند روز بتخانے مین رہا تو نام و نشان اسکا گیا تب عمالقہ نے اس تابوت کو لیکر ایک گانون کی حد مین دفن کیا اس گانون کے لوگ سب مر گئے پھر وہان سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا وہان کے لوگون پر بھی بلا پڑی غرضکہ اسی طرح سے پانچ شہر ویران ہوئے پھر ایک مزبلہ کے پاس دفن کردیا تو جو شخص وہان رفع حاجت کو گیا وہ بواسیر مین مبتلا ہوا اسمین بھی بہت خلقت مری تب ناچار ہوئے اور بیلون پہ لادکر ہانک دیا اللہ جل شانہ نے فرشتے بھیجے کہ وہ بیلون کو حضرت اشموئیل کے پاس ہانک لائے یا کہ جب طالوت بادشاہ ہوا تو فرشتون کو حکم ہوا کہ تابوت کو حضرت اشموئیل کے گھر پر پہنچا دو یا طالوت کے کوٹھے پر رکھ دو یہ روایت ضعیف ہے لائق وثوق نہین و بر تقدیر تسلیم اگر ایسی تابوت مین جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا یہ سب اشیا بترتیب و آداب رکھے گئے ہون تو کچھ مقام تردد نہین ہے فائدہ بعضون کے نزدیک تابوت کو سکینہ اس سبب سے کہتے ہین کہ سکون دل بنی اسرائیل کا اس تابوت پر تھا اور فتح و ظفر و غلبہ و نصرت انکی اسی کے سبب سے تھی اسی واسطے لڑائی کے وقت اس تابوت کو آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا لشکر اسکے پیچھے جاتا جب محل فتح پر پہونچتے تو وہان وہ تابوت کھڑا ہو جاتا اور سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرتا یا ایک سر تابوت سے باہر نکل کر انھون کو حرکت دیتا کہ دشمن اسکو دیکھکر بھاگ جاتا اور حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ مثل چہرہ آدمی کے تھا اور اسکے دو بازو تھے لڑائی کے وقت اسمین ہوا ایسی نکلتی کہ سب دشمن بھاگ جاتے اور بعضے کہتے ہین کہ سکینہ ایک طشت تھا کہ انبیا علیہم السلام کے دل اسمین دھوئے گئے تھے اور زاد المسیر مین لکھا ہے کہ سکینہ ایک روح ناطقہ تھی جانب خدا سے جب بنی اسرائیل کسی بات مین خلاف کرتے تو اس تابوت کے پاس آکر بیان کرتے کہ وہ روح ناطقہ اسمین سے جواب دیتی کہ انکا شبہ

رفیق ہو جیسا کہ تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ اب وہ تابوت مع عصاے موسیٰ علیہ السلام بحیرۂ طبریہ میں ہے اور قبل از
قیام قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیہ قرآنیہ میں ہے کہ قال لہم نبیہم ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت
فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ہارون تحملہ الملائکۃ یعنے کہا اُنکو اُنکے نبی نے نشان اسکی سلطنت کا
یہ ہے کہ آوے تمکو صندوق جسمین ہے دلجمعی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی چیزیں جو چھوڑ گئی موسیٰ اور ہارون
کی اولاد اُٹھا لاوین اُسکو فرشتے فائدہ اس جگہ سے واضح ہوا کہ انبیا و اولیا علیہم السلام کے تبرکات و آثار
ونشانوں کے تعظیم و تکریم و دین و دنیا کی حاجتوں میں اُنسے توسل کرنا اور ادب و تعظیم سے اپنے پاس رکھنا
واسطے حصول مرادات و دفع بلیات کے تاثیر عظیم رکھتا ہے اور انکار اسکا سفسطہ ہے یہ امر کتاب و سنت سے
بخوبی ثابت ہے چنانچہ حضرت استاذ الاستاذ مولانا حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ایک سائل کے جواب میں
ارقام فرماتے ہیں کہ تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً و حدیثاً از کتاب و سنت ثابت انکار آن
وکلام دران غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد ست یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ الخ فائدہ اہل تحقیق
فرماتے ہیں کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکینہ سے مراد صفات پسندیدہ اسکے پس تابوت دل جب لشکر
جالوت نفس امارہ اور لذات نفسیہ کے ہاتھ لگا تو اولاد یعقوب علیہ السلام کہ روح تھی ذلیل اور مغلوب
ہو گئی پھر جب تابوت دل اپنے مقر پر آوے تو علامت سلطنت طالوت کہ عالم باطن میں نفس مطمئنہ ہے قائم ہو
ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مومنین کاتب اوراق کہتا ہے کہ یہ مثل بہت درست ہے کیونکہ اُس اُمت کا سکینہ
تابوت میں تھا اور اس اُمت کا دل میں ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین اسی اُمت کی شان ہے
مگر یہ تابوت اُس تابوت سے افضل ہے بدین سبب کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اُسکے حامل
ملائکہ ہوتے تھے کہ تحملہ الملائکۃ اسکا حامل لطف حق ہوا کہ وحملناہم فی البر والبحر اُس تابوت کو دشمن دین چھین لیتے تھے
اور اس تابوت پر دشمن حق کا دسترس نہیں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بلکہ سواے حق کے دوسرے کی گنجائش نہیں
وہ تو ایک خلوتخانہ حق ہے اور کسیکی گنجائش نہیں کہ لا یسعنی فیہ ملک مقرب القصہ جب تابوت بنی اسرائیل میں پھر آیا تو حضرت
شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب طالوت تمہارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طالوت
کی بادشاہت سے راضی ہیں پس طالوت اسباب جہاد مہیا کر کے مستعد ہوا اور سب لوگ
ساتھ کو اپنی خواہش و ہوس سے طیار ہوئے اُسنے تقیید کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ
چلیں جنہوں نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے اور دل اُنکا اُسکے اتمام پر متعلق ہے یا تھوڑے دنوں سے
اُنے بیاہ کیا ہے اور ہنوز اپنی عورت سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا یا وہ سوداگر ہے کہ متاع تجارت اُسکے ساتھ ہے
اور دل اُسکا خرید و فروخت سے مائل ہے یا وہ قرضدار ہے کہ اسکو ادا ے قرض کا دغدغہ ہو رہا ہے

بلکہ جوانان بانشاط فارغ دل کہ رشتہ تعلق اُنکا سب طرف سے ٹوٹا ہوا ہو خیال اہل و یگانہ و اندیشہ خویش و بیگانہ دامن ہمت مین نہ لگا ہو صرف مقابلہ دشمن سے کی ہوس رکھتے ہون وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اسطرح سے کے آدمی ستر یا اسی ہزار مرد جرار آراستہ و پیراستہ ہوکے چون آتش حملہ گذار سے مدست و تنومند و زور آزمائے ☆ دلیر و عدو بند و کشور کشائے ☆ بہ تندی چو آشفتہ پیلان مست ☆ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست ☆ در دولت طالوت پر حاضر ہوئے اس عرصہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے ہیچو موم نرم و سیم دل معدن مین تاثیر شعاع سے مانند سیماب تفتا ور گرم تھا سے فلک را شمع کافوری زبانش خلق چون پروانہ سوزان ☆ شدہ خون از حرارت در بدن خشک ☆ چو در ناف غزالان غلتق مشک ☆ اور طالوت مع لشکر بفرمان حضرت شمویل پیغمبر باہر نکلا تو غلبہ تشنگی سے فوج کے لوگ سخت سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بولے کہ اے طالوت ہوا بہت گرم ہے اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہین ہے کہ ہمکو کفایت کرے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ سے ظاہر ہو کہ اُسکے سبب سے قطع مسافت ہوسکے ورنہ سخت مشکل ہے ہرگز راہ نہ کٹے گی طالوت نے بطریق الہام یا باعلام حضرت شمویل یا از روے وحی بقول بعضے علماے کرام کہ اسکی نبوت کے قائل ہین جواب دیا کہ اِنَّ اللّٰہَ مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَہَرٍ فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡہُ فَلَیۡسَ مِنِّیۡ وَمَنۡ لَّمۡ یَطۡعَمۡہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡۤ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَۃًۢ بِیَدِہٖ یعنی اللہ تمکو آزماتا ہے ایک نہر سے پھر جسنے پانی پیا اُسکا وہ میرا نہین اور جسنے اُسکو نہ چکھا وہ ہے میرا مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے چنانچہ ایک منزل تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ مین نہر ملی اور اللہ تعالی کو آزمایش منظور ہوئی کہ فرمانبردار کون ہے اور مخالف کون طالوت نے تاکید کردی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیئے میرے ساتھ نہ آوے اور سعادت جہاد سے محروم رہے مگر مردم لشکر ندی پر جسوقت پہونچے شدت عطش سے منہ پر اوندھے پانی پر گرے فَشَرِبُوۡا مِنۡہُ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡہُمۡ یعنے پھر پی گئے اُسکا پانی مگر تھوڑے لوگ اُنمین سے کہ تین سو تیرہ آدمی تھے باقی رہے اور اللہ نے انکو قوت دل و آرام جان الہی عنایت فرمائی کہ ایک چلو مین سیراب ہوگئے اور ظروف اُنکے بھی بھرپور ہوے اور جن لوگون نے حرص سے زیادہ پیا اُنکے منہ فوراً سیاہ ہوگئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ اُس دریا کے کنارے رہے میدان جہاد مین نہ گئے وہین وہ اپنے اکثر دفعۃً مرگئے فائدہ یہ جو خداے تعالی نے لَمۡ یَطۡعَمۡہُ ارشاد نہ کیا سو اسواسطے کہ اسمین تو ہم اسبات کا ہوتا تھا کہ اگر پانی کا لوٹے یا آبخورے وغیرہ مین لیکر نوش کرے تو منع نہین ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ پانی ندی سے نہ پیونگا اور اُسکو کوزے مین لیکر پی جاوے تو وہ شخص حانث نہین ہے پس معنی آیت کے یہ ہین کہ اُس پانی کو ایک غرفہ سے زیادہ نہ لے وہ جسے تو

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم
آج کے روز شمار مین مطابق اصحاب طالوت ہو کہ نہر سے اُتر رہے تھے اور اخبار مین وارد ہے کہ انبیاء
مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہین تفسیر تیسیر مین لکھا ہے کہ ہر گاہ آب حلال و پاک مین بمجرد خلاف ایک جماعت
کثیرہ مردود و مطرود ہو گئی پھر حال و کیفیت آن کم بختون کی جو شب و روز حرام محض کھاتے پیتے
ہین کیا ہوتا ہے فائدہ اہل عرفان اس مقام مین اہل دنیا و دنیا کی ایک مثل بیان فرماتے ہین کہ قوم طالوت
سالک لوگ ہین اور لشکر جالوت نفس و ہوا اور جو سے آب روان مال و متاع دنیا ہے سو جو کوئی شخص اپنے دل کو متاع
دنیا سے زیادہ قدر ضرورت سے لگاتا ہے علت استسقاء حرص مین گرفتار ہوتا ہے کہ ہر چند و چند سے چند
ملے رغبت و خواہش بیش از بیش ہو اور ہرگز تسلی و اطمینان نہین حاصل ہوتی شب و روز اسی فکر
مین والہ و حیران رہتا ہے ؎ کاسۂ چشم حریصان پر نشد * تا صدف قانع نشد پر در نشد * اور ایسا
آدمی لب نہر دنیا پر سپر توڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہین کر سکتا لیکن جو کوئی دنیا سے
اعراض و احتراز کرتا ہے وبقدر خواہش و پوشش کہ اس سے ناچاری ہے بہرہ اٹھا لیتا ہے حق سبحانہ تعالے
اُسکو اپنے قرب و نزدیکی سے محروم نہین کرتا اور غیر سے مستغنی و بے نیاز کر دیتا ہے ؎ قناعت تونگر کند
مرد را * خبر کن حریص جہان گرد را * پس میدان مجاہدے مین ایسا مرد چاہیے کہ دامن دل کو گرد تعلقات
فضول سے جھاڑے اور نہال موعظۂ لا تغرنکم الحیوۃ الدنیا حدیقۂ اعمال و اقوال مین بٹھلاوے اور
دنیا کو فانی سمجھے اور خود اسمین بطور مسافر بود و باش اختیار کرے اور بخوبی آگاہ رہے کہ اسنے کسی سے
وفا نہین کی بیوفائی اسکا شیوہ ہے اور فنا اسکا طریقہ معالم التنزیل مین ہے کہ لشکر طالوت مین اسی ہزار آدمی
تھے اسمین چار ہزار پار ہوئے اور چھہتر ہزار کنارے ندی کے رہ گئے جو کہ پار اوتر آئے تھے
اُنمین بھی تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی نفاق اختیار کر کے بولے کہ لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت اور
تین سو تیرہ آدمی بالاتفاق بولے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین یعنی
بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہے جماعت بہت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ٹھہرنے والون
کے چنانچہ طالوت نے انھین تین سو ۳۱۳ آدمی کو لیکر مقابلہ جالوت مین صف باندھی اور لشکر جالوت
مین اُسوقت بقول صاحب تیسیر آٹھ لاکھ سوار تھا جملہ شمشیر زن و نیزہ گذار ؎ خونخوارہ
لشکرے بعدد چون ستارگان * صفہا کشیدہ بر صفت راہ کہکشان * بگذاشتہ حیا و
کمر انگاشتہ حیات * برداشتہ حسام و برافراشتہ سنان * وہ بھی مقابل ہوا اور جالوت بھی آیا
تو حال اُسکا یہ تھا کہ تین سو رطل کا خود سر پر رکھے ہوئے تھا اور اسی کے موافق جوشن اور زرہ

وعمود وغیرہ پہنے ہوئے نیزہ درست وشمشیر درکمر بندوبست لشکر مین مشغول تھا کتب تواریخ مین قد آوری
اور قوت اُسکی مبالغہ کے ساتھ لکھی ہے اما اصح روایت یہ ہے کہ آدمی قدآور اور عظیم الجثہ اور شدید الشوکہ تھا
اور مورخین نے جو لکھا ہے کہ ہزار آدمی سے تنہا مقابلہ کر سکتا تھا اور بعضے لاکہ آدمی سے بیان کرتے ہین
سو یہ مبالغہ ہے مگر شجاعت وقوت وپہلوانی مین اُسکے کچھ شک نہین ہے بالجملہ جب لشکر طالوت جالوت کے
مقابل ہوا اور التقاء صفین کی نوبت پہونچی تو مسلمان لوگ وقت اجابت دعا سمجھکر کہنے لگے ربنا افرغ
علینا صبراً وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ای رب ہمارے ڈال دے ہم مین جتنی مضبوطی ہے
اور ٹھہرا ہمارے پانوُن اور مدد کر ہماری کافر قوم پر فہزموہم باذن اللہ پھر شکست دی اُنکو اللہ کے حکم
سے امام قشیری رح فرماتے ہین کہ اول حق سے حق طلب کیا کہ صبر تھا بعد اُسکے حظ نفس کہ ظفر تھا اور
یہ کلام از روے انتقام نہ تھا بلکہ بایں لحاظ کہ لشکر جالوت اور جالوت دشمن خدا تھے پس یہ دعا اللہ وباللہ
تھی دشمن پر فتحیاب ہوئے محققین مفسرین بیان فرماتے ہین کہ جسوقت حضرت شموئیل علیہ السلام
طالوت کو بمقابلہ جالوت روانہ کرنے لگے تو یہ مناجات فرماتے تھے کہ الٰہی مال کار جالوت کیا ہوگا
اور سرانجام ہمارے لشکر کا اس مہم عظیم مین کیونکر ہو اس اثنا مین وحی آئی کہ جالوت ایشا کے ایک
صاحبزادے کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایشا ایک بزرگ تھے سبط یہودا مین اُنکے سات بیٹے یا تیرہ
تھے اور سب مین چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے سو حضرت شموئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا
کے لڑکون کو ملاحظہ کرو اور پیالی دہن القدس کی ہر ایک کے سر پر رکھو جسکے سر پر وہ پیالی تیل سے
بھر جائے اُسکے حق مین دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہے اور خاصت نبوت بعد تیرے اُسی کو عنایت
ہوگا چنانچہ حضرت شموئیل علیہ السلام ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش ہوا کہ بخانہ
کہ چنین میہمان فرود آید * ہمای سدرہ دران آشیان فرود آید * غرضکہ تین روز حضرت کو اپنے
گھر رکھ کے لوازم ضیافت ومہمانداری مین سرگرم رہا بعد تین دن کے حضرت شموئیل نے چلنے کا
ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ ای ایشا مین بعوض اس تواضع ومدارات کے چاہتا ہون کہ تیری اولاد کے
حق مین دعاے خیر کرون تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایشا نے اپنے لڑکون کو طلب کیا اور حضرت شموئیل نے
ہر ایک کے واسطے دعا فرمائی اور آزمایش کی الا دست طلب دامن مقصود مین نہ لگا سب کے
پیچھے ایک جوان باقوت اور شوکت در غایت اعتدال اور زیبا رو ودلفریب در نہایت حسن وجمال
نظر آیا حضرت شموئیل نے جانا کہ شخص مطلوب یہی ہے الا بعد از دعاے برکت آزمایش مین درست
نہ پڑا حضرت شموئیل بہت ملول خاطر ہوئے پھر وحی ہوئی کہ ای شموئیل وہ شخص ابھی حاضر نہین آیا ہے

تب حضرت شموئیل نے ایشا سے فرمایا کہ اور بھی کوئی تیرے بیٹا ہو اسنے کہا ایک اور لڑکا سب سے چھوٹا ہی مگر اُسکی صورت اچھی نہین ہی یعنے کوتاہ قد زرد رنگ آنکھین کنجی نحیف البدن اُمٹھے ہوئے بال طویل اللحیۃ بلکہ تمام سر کے بال جاتے رہے ہین اس سبب سے اُسکو قابلیت صحبت اکابر و لیاقت حاضری محاضر کی نہین ہی سو وہ بکریان چراتا ہی حضرت شموئیل نے فرمایا کہ اُسکو طلب کرے چنانچہ حضرت داؤد تشریف لائے اور ایک روایت ہی کہ خود حضرت شموئیل چراگاہ مین گئے اور حضرت داود سے ملاقات کرکے آزمایش کی تو حضرت داود علیہ السلام آزمایش مین درست نکلے تب حضرت شموئیل علیہ السلام نے دست مبارک اُنکے سر پر رکھا فی الحال جو کچھ نقصان تھا جاتا رہا اور صورت بہت خوب ہوگئی پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت کا مژدہ دیا اور جو باتین از قسم اسرار تھین وہ سب بھی کہدین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت بادشاہ کو ایک زرہ عنایت فرما کے ارشاد کر دیا کہ یہ زرہ جسکے بدن پر پورا آوے اسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جاویگا اور جہاد پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایشا نے اپنے سب بیٹے بھی ساتھ کر دیے صرف حضرت داود کو نہین بھیجا بعد چندے حضرت داود کو بیٹون کی خبر لینے کو لشکر طالوت مین بھیجا اور بعضے کہتے ہین کہ اُنھین تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمیون مین حضرت داود علیہ السلام اور اُنکے باپ اور بھائی بھی تھے الّا روایت اولے قریب بصحت ہی بالجملہ حضرت داود اپنے باپ سے رخصت ہوکر چلے تو ایک پتھر راہ مین ملا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو اٹھا لیجیے کہ مین وہ پتھر ہون کہ مجھسے حضرت ہارون نے ایک دشمن مارا تھا اور اب مین جالوت کو مارونگا حضرت داود نے اٹھا لیا پھر دوسرے پتھر نے آواز دی کہ مجھکو بھی اٹھا لیجیے کہ مین وہ ہون جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان شخص پر فتح پائی تھی اُسکو بھی حضرت داود نے لیا پھر تیسرے پتھر نے آواز دی کہ مین حضرت اسحاق ابن ابراہیم علیہما السلام کا پتھر ہون کہ اُنھون نے مجھسے ایک دشمن مارا تھا اُسکو بھی حضرت داود نے اٹھا لیا اور تینون کو اپنے توبرہ مین رکھکر لشکر طالوت کے ساتھ مقابلہ جالوت مین پہونچے اور ایک مقام پر دونون لشکر صف آرا ہوئے ❊ دو لشکر رو بہم گر ستادہ ❊ صلائے مرگ در عالم فتادہ ❊ مگر لشکر طالوت مقابلہ لشکر جالوت مین کہ آٹھ لاکھ سوار بروایت صحیحہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جسطرح قطرہ مقابل بحر قلزم اور جالوت نابکار سامان حرب پر پہنے ہوئے بمقابلہ طالوت سپہ سالار میدان کارزار مین اسطرح جیسے فیل مست مقابل شیر خونخوار اس عرصہ مین دفعۃً طالوت نے آواز دی کہ جو شخص جالوت کا سر لاوے نصف بادشاہت اُسکو ہی اور مین اپنی بیٹی اُسکے ساتھ بیاہ دون یہ آواز سنکر حضرت داود نے اپنے بھائیون سے کہا اگر تمکو خواہش سلطنت ہو تو تم ارادہ کرو وہ کہنے لگے

کر تو نا سمجھ ہی جالوت کا مقابلہ سخت دشوار ہی کیونکہ وہ میدان جنگ مین ہزار رطل آہن کا سامان پہنے ہوے
بادل کی طرح گرجتا ہی ع سرے پر زکبر ودلے پر زکین * حسام آبدار وسمان آتشین * جو برجوشد از
خشم چون تند میغ * در آب آتش انداز داز برق تیغ * سوا ای بھائی زہرہ مردان جگردار دہشت اس
ناپاک بیباک سے آب ہی اور تن شجاعان باشوکت و دلیران پر صولت اس فیل تن مرد افگن سے
ناتوان اور بیتاب کہ اگر حملہ کرے تو سارا لشکر ہمارا اُسکے ایک گرز کی ہوا سے ہوا ہو جائے اور جو
داخل فوج ہو جاوے تو یہ سب سپاہی ہمچو مور و ملخ زیر پا خاک مین ملجاوین ع چو در دست او
نیزہ گردان شود * بلائے دلیران وگردان شود * چو شمشیر ہندی برآرد بدست * بصف ہنبران
درآرد شکست * الا وعدہ نصرت اور فتح سے کہ حضرت شموئیل پیغمبر نے فرمایا ہی البتہ امید فتح ہی ورنہ جہ جاے
مقابلہ ع مگر لطف حق دستگیری کند * وگرنہ کسے کے دلیری کند * تفسیر حدادی مین لکھا ہی کہ حضرت
داؤد نے اپنے بھائیون سے فرمایا کہ اگر صلاح وقت ہو تو مین جاؤن اور اُس سے مقابلہ کرکے تہ تیغ
کرون انھون نے یہ کلام دیوانون کا سمجھکر مُنھ پھیر لیا اور کہنے لگے کہ ای داؤد تیرا دماغ حرارت آفتاب
سے خشک ہو گیا ہی اور گوشہ نشینی او صحرا نوردی نے تیرے مزاج کو جادۂ اعتدال سے پھیرا ہی تو
جانتا ہی کہ گنجشک ضعیف بال کو طاقت مقابلہ عقاب تیز چنگال سے کہان اور کبک پر شکستہ کو قوت مقابلہ
باز بلند پرواز سے کب ہی ع گوزنے کہ در شہر شیران شود * بمرگ خودش خانہ ویران شود * حضرت
داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی ہمارے ہماری بات نہین مانتے ناچار طالوت کے پاس تشریف لائے
اور فرمانے لگے کہ اگر مجھکو اجازت ہو تو مین میدان کارزار مین بمقابلہ جالوت نابکار جاؤن اور
شر اُسکا مومنون سے دفع کرون طالوت نے جواب دینے کا ارادہ کیا تھا کہ اُنکے بھائی بھی پیچھے لگے
پہونچے اور کہنے لگے کہ ای بادشاہ یہ بھائی ہمارا دیوانہ ہو گیا ہی اسکے کلام قابل اعتبار نہین ہین طالوت
نے کہا کہ تم تامل کرو تو مین داؤد سے کچھ باتین کر لون پھر طالوت نے حضرت داؤد سے عرض کیا کہ مقابلہ جالوت
کا بظاہر نہایت مشکل ہی اور بڑے خطرے کی جگہ ہی تمکو ایسے آدمی سے کبھون اتفاق مقابلے کا پڑا ہی حضرت
داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھکو بھیڑیے سے اتفاق مقابلہ ہوا ہی اور وہ بھیڑیا ایسا تھا کہ حمال فلک کا دل
اُسکے حملہ سے خون ہوتا تھا اور شیر و ببر اُسکی آواز سے سرنگون ع چو بنمودی بوقت خشم دندان *
شدی از زخم تابش آب سندان * سو اُسنے ایک بکری میری پکڑی اور مین اُسکے پیچھے دوڑکر بزور
چھین لایا اور دونون کلّے اُسکے پکڑکر مین نے چیر ڈالے طالوت نے سنکر کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہین ہی
کیونکہ بھیڑیا مثل سگ ہی اگر اور کوئی معاملہ پڑا ہو تو بیان کرو حضرت داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

شیر قوی ہیکل عظیم الجثہ کہ درندے جنگل کے بخیال صولت اُسکے پاے اندیشہ بیشہ مین نہ رکھتے تھے اور ثور آسمان اور گاؤ زمین اُسکے چنگل کے خوف سے فوق الثریا و تحت الثرے دم نہ مار سکتے تھے میری بکریون مین آیا سو مین نے اس سے لپٹ کر گردن توڑ ڈالی حالانکہ اُسکا حال یہ تھا کہ ؎ سر شیان بچنگ از تن بکندی * بزور پنجہ کوہ از پا فگندی * چو بر خارا زدے از خشم دنبال * فگندی شیر چرخ از سہم چنگال * یہ بات سُنکر طالوت نے کہا کہ البتہ مردانگی ہے تب حضرت داؤد کے بھائیون نے کہا کہ اسی جگہ سے اس شخص کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ایک بکری کے واسطے شیر سے اُلجھ پڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بکریان میرے باپ کی امانت تھین سو مین نے اُسکی محافظت کی اور باپ کا حق نگاہ رکھا اسی طرح جہاد کفار مین حق پروردگار کا لحاظ کرونگا اور مین یہ خواہش رکھتا ہون کہ مضرت دشمنون کی اپنے دوستون سے دفع کرون اور توقع اپنے خدا سے یہ رکھتا ہون کہ جسطرح اُس خداوند جہان نے حق گزاری والد بزرگوار مین میری اعانت و مدد فرمائی اسی طرح اپنی حق گزاری و فرمانبرداری مین حمایت وطرفداری کریگا تب طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بھائیون سے متوجہ ہوکر کہا کہ یہ کلام اعجاز نظام ایسے نہین ہین کہ محمول جنون و مالیخولیا پر کیے جائین بھائیون کو جواب نہ آیا ناچار ساکت ہوئے اور طالوت نے زرہ عنایتی حضرت شموئیل علیہ السلام تمامی اہل فوج کو پہنائی کسی کے قد پر راست نہ آئی حضرت داؤد علیہ السلام نے پہنی تو قامت با استقامت آنجناب پر برابر بے کم و کاست اُتری ؎ ای لباس دلبری بر قد زیبای تو راست * چون تو سروے از گلستان لطافت برنخاست * بعد ازان طالوت نے اسپ و سلاح طلب کرکے حضرت داؤد کو دیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اوّل ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اُتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھکو عادت ہتھیار باندھنے کی نہین ہے اور سواری اسپ خالی از کبر نہین مین اسی لباس سے مقابلہ جالوت کرونگا اِلّا شرط ہے کہ بعد قتل جالوت بیٹی اپنی بلاتوقف بنکاح کر دینا اور شریک سلطنت فرمانا طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی تب داؤد علیہ السلام میدان مین تشریف لائے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد کمل پوش مدہوش توبڑہ گلے مین ڈالے فلاخن ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے اُسنے پوچھا ای صاحبزادے کہان سے آتے ہو کسطرف جاتے ہو کس کام کو آئے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ ہے بنی اسرائیل کا اُسکی فوج سے آتا ہون تجھسے لڑونگا جالوت نے قہقہہ

مارا اور کہنے لگا پھر جا تجھکو تاب میرے ایک ڈپٹ کی بھی نہوگی س تنے را کہ توانی از پاے
برو + بمیدان او پے نباید فشرد + گوزنے کہ با شیر بازی کند + بخون ریز خود ترک تازی کند +
حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقاتلہ و مجادلہ ہی نہ مقام مناظرہ و مکالمہ اگر تجھے قوت
اپنے جسد پر ہی تو مجھکو امیدواری اعانت صمد پر جالوت نے کہا در گذر پلٹ جا مجھے تیرے
لڑکپن پر رحم آتا ہی اور مین جانتا ہون کہ تو جلد میرے ہاتھ سے مارا جائیگا حضرت نے فرمایا
میرے خدا نے تیرے قتل ہونے کا وعدہ فرمایا ہی کہ پتھر سے تجھے مین مارونگا اور ظاہر ہی کہ
ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست + اور کتا جب نہین مانتا تو اسکو پتھر ہی سے مارتے ہین
جالوت نے نہایت خشم سے کہا جو کچھ تیرے پاس کرامات ہو پیش کر حضرت داؤد نے وہ
تینون پتھر فلاخن مین رکھکر مارے ایک جالوت کے خود پر پڑا سر کا بھیجا کھاتا ہوا قلب لشکر و ہم برہم کیا دوسرا جانب
میمنہ گرا سوارون کی صفین الٹ پلٹ گئین تیسرا جانب میسرہ پہونچا پیادے تمام زیر و زبر ہوگئے اور بعضے
کہتے ہین کہ تینون پتھر باہم پیوستہ ہوگئے اور جالوت کے سر پر پڑے اور بعضے کہتے ہین وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کہ
ایک ایک کنکڑی سے ایک ایک سوار مارا گیا جیسا ابرہہ سلطان یمن کا حال ہوا اور صحیح یہ ہی
کہ حضرت داؤد نے تینون پتھر فلاخن مین رکھکر مارے اور جالوت کی پیشانی کھلی تھی اور تمام
بدن آہن مین غرق تھا سو پیشانی مین لگے اور پیچھے نکل گئے کہ وہ مردود گھوڑے سے جدا ہوا
اور وہ پتھر نکل کر میمنہ اور میسرہ جا پڑے کہ مخالفین دین بھاگے اور بنی اسرائیل
نے لشکر اعدا کو تہ تیغ کیا اور اسی حال مین ایک ہواے تند چلنے لگی کہ تمام فوج اشقیا
پریشان و برباد ہوگئی یہ واقعہ موضع نیسان متعلقات ارض فور مین واقع ہوا الغرض رایت
شوکت کفار تندی ہوا نکبت سے نگونسار اور علم نصرت اہل اسلام میدان جہاد
مین نمودار ہوا اور نسیم عنایت گلستان لقد جاءکم الفتح اور ہواے رحمت بوستان
واللہ یؤید بنصرہ من یشاء بڑے زور شور سے چلنے لگی اور قفل ابواب کامیابی
بنی اسرائیل کلید انا فتحنا لک فتحا مبینا سے کھولے گئے اور نقیب لشکر ظفر پیکر نداے
ینصرک اللہ نصرا عزیزا آواز خوش نغمہ دلکش کھولنے لگے تب قوم مبہوت جالوت نے
چشم اہل خیرہ اور رخسار امید تیرہ پایا اور عزیمت ہزیمت غنیمت جان کر بلا تامل بھاگے اور صحراے
سفنالمیس مین تیر کر گرفتار ہوئے اور تیغ سیاست بنی اسرائیل سے اپنے کردار کو
پہونچے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے سر پر کبر جالوت کاٹا اور انگشتری اسکی اتار لی اور

ناپاک اسکا پیرون سے ٹکراتے ہوئے طالوت کے پاس پہونچا دیا اور بنی اسرائیل سالم غانم اپنے گھر آئے
اسی کا اشارہ سورۂ بقرہ مین ہوتا ہی وقتل داؤد جالوت وآتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء یعنے مارا داؤد
نے جالوت کو اور دی اُسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور تدبیر اور سکھایا اُسکو جو چاہا یعنی وہ علم دیا کہ جو
پیغمبرون کے واسطے لائق ہی خواہ علم سیاست سکھلایا کیونکہ حضرت داؤد نے ملک ازروے جرأت
نہین پایا تھا بلکہ شتربانی سے سلطنت کو پہونچے تھے اور اِس علم کے محتاج تھے یا علم دین عطا کیا یا الحان
طیبہ مرحمت کیا کہ جب زبور پڑھتے تو مرغ و ماہی سننے کو آتے تھے اور پہاڑ موافقت کرتے تھے یا صنعت
زرہ گری سکھلائی کہ فولاد ہاتھ مین نرم ہوجاتا تھا یا باتین مرغ اور مورچہ سمجھنے لگے وبقول ابن عباس ایک
سلسلہ عنایت کیا تھا کہ ذکر اسکا قصۂ داؤد مین مفصل کیا جائیگا القصہ داؤد علیہ السلام نے طالوت سے
کہا کہ وعدہ جو تونے کیا ہی وفا کر اُسنے پشیمانی سے اوّل انکار کیا مگر حسب ملامت ونصیحت علما بنی اسرائیل
کہ بمواجہہ حضرت شموئیل علیہ السلام واقع ہوئی بیٹی کا نکاح داؤد کے ساتھ کردیا اور نصف ملک دیا لیکن بعد چند روز کے
پھر نادم و پشیمان ہوکر قتل داؤد پر مستعد ہوگیا حافظ حقیقی نے حضرت داؤد کو محفوظ رکھا اور طالوت مقتول ہوا اور
تمام ملک اُسکا داؤد کو ملا کذا فی جواہر التفسیر اور حاشیۂ کشاف سے پیدا ہی کہ جو عورت نکاح داؤد علیہ السلام
مین آئی جالوت کی بیٹی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ طالوت نے فی الفور وفاے وعدہ فرمایا اور داؤد
علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت شموئیل علیہ السلام نبی رہے یہان تک کہ یہ وضع تین یا چالیس
برس قائم رہی جب حضرت شموئیل نے نوّے برس کی عمر مین رحلت فرمائی اور قریب بیت المقدس مدفون
ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام سے گرویدہ ہوئے طالوت کو یہ بات ناگوار ہوئی اُسنے
آنجناب کے قتل کا قصد کیا کہ حضرت داؤد با یماے زوجہ خود بحکم الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین بھاگ کر
ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہان ایک عبادت خانہ بناکر مشغول بعبادت ہوئے اور ستر آدمی اور ایماندار
آپ کے پاس رہنے لگے بعد چندے کچھ لوگون نے طالوت سے کہا کہ داؤد ستر عابدون کو لیے ہوئے
پہاڑ پر بیٹھے ہین اور تیرے حق مین بددعا کرتے ہین اب تو ہلاک ہوگا اور سلطنت برباد یہ سنکر طالوت
اپنا لشکر لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤد کو مع توابع قتل کرون اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین جانب حضرت داؤد
بلاتامل روانہ ہوا حافظ حقیقی نے خواب کو اُسپر اور اُسکی فوج پر مسلط فرمایا کہ تمام لشکر کے لوگ مع طالوت
وہین زمین پر گرے اور سو گئے حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اُسکی تلوار سے ایک پتھر کو دو
ٹکڑے فرمایا اور سینہ پر کینہ طالوت پر رکھی اور چراغ کو گل کیا اور ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ دی
کہ جسطرح اِس پتھر کو تلوار سے دو ٹکڑے کردیا ہی اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو دو ہی ٹکڑے ہوجاتا اُسوقت

کون تیری فریاد کو پہونچتا اب بہتر تیرے حق مین یہ ہو کر فی الفور یہان سے چلا جا نہین تو خراب ہوگا بعد اس
واقعہ کے اپنے عبادت خانہ مین اکر مشغول بحق ہوئے اور طالوت خواب غفلت سے بیدار ہوا اور بہاگا بعد
چندے پھر شیطان نے ورغلایا تو اسنے لشکر اپنا بھیجا اور خود نہ گیا سو لشکریون نے رات کے وقت
سوتے مین عابدون کو شہید کیا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت نے سنی تو سخت
پشیمان ہوا اور نہایت ترسناک اور مخوف ناچار اسنے اپنے ایلچی حضرت داؤد کے حضور مین روانہ کیے
کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین کہ مین اس گناہ کا عذر کرون حضرت داؤد نے جواب دیا کہ جب تک
طالوت کافرون سے جہاد کر کے ستر کافر قتل نکریگا تب تک مین یہان سے جنبش نکرونگا اور تیرے
حق مین یہ گناہ بہتر نہین ہے سو طالوت بنا بر جہاد بمقابلہ کفار گیا اور صف جنگ مین کھڑا ہوا تھا کہ ایک
تیر اسکے سینہ پر لگا مر گیا حضرت داؤد خبر پاکر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھے ❊

تفریح بست ویکم در احوال حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ ایشا بکسر ہمزہ و سکون تحتانیہ و فتح شین
معجمہ ابن عویل اولاد یہودا ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے بعد حضرت شمویل علیہ السلام کے اللہ
نے داؤد کو پیغمبر اپنا قرار دیا اور بزور سلطنت قوت حرب عنایت فرمائی کہ جہان کے بادشاہ انسے تقابلہ
نکرسکتے اور کثرت مردم فوج اتنی تھی کہ صرف چھتیس ۳۶ ہزار سپاہی دروازۂ شاہی پر چوکی پہرہ دیتے تھے
جواہر التفسیر مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد کے واسطے
ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک طرف اسکی حجرہ مین اور دوسری طرف صومعہ
عبادت مین آویزان تھی جب کوئی حادثہ پیدا ہونے کو ہوتا تو اسمین حرکت ظاہر ہوتی اور حضرت داؤد
علیہ السلام اسکی کیفیت واقعہ سے متنبہ ہو جاتے اور اسکا علم معلوم کر لیتے اور جو کوئی بیمار اسمین ہاتھ لگاتا
شفا پاتا اور جو کوئی محنت زدہ دل شکستہ اسکو پکڑ لیتا اسکو جامہ خانۂ غیب سے کسوت دوات پہنایا جاتا
اور جب دو خصم اسکے قریب جاتے تو حق و باطل جدا ہو جاتے یعنے جو کہ حق پر ہوتا اسکا ہاتھ زنجیر تک پہونچ جاتا
اور جو باطل پر ہوتا وہ باوصف سعی اور کوشش اسکو مس نہ کر سکتا اور یہ سلسلہ عالم مین بعد وفات
داؤد علیہ السلام بھی رہا تھا کہ اس سے حق کو باطل سے جدا کرتے تھے حتی کہ ظالم اور اہل بطلان تک
آئے اور طرح طرح کے مکر اور حیلہ نکالنے لگے آخر کار انکی شامت اور نکبت سے وہ سلسلہ گم ہوگیا از انجملہ
ایک حیلہ یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے کچھ جواہر بیش قیمت دوسرے کے پاس بطور امانت رکھے بعد

چندے مالک مال نے امانت دار سے طلب کیے اُسنے انکار کی اور بعد ردّ وکدّ بسیار لڑنے جھگڑنے اُس سلسلہ غیبی تک دونون آتے امین نے یہ فریب کیا کہ ایک لاٹھی مجوّف مین جواہر رکھے اور وہ لاٹھی مالک کے ہاتھہ مین دی پھر سلسلہ کے پاس جاکر کہنے لگا یا الٰہی اگر مین نے جواہر مالک کو حوالہ کیے ہون تو سلسلہ مجھسے نزدیک ہوجاے اور اگر نہ دیے ہون تو دور ہوجاے چونکہ یہ مکار عذا ظاہر مین راست گفتار تھا سلسلہ قریب ہوگیا اور مالک کا ہاتھ بدشواری بھی سلسلہ تک پہونچا وہ بیچارہ سخت نادم اور پشیمان ہوا اور حاضرین محاکمہ نے اسکو ملامت کی اسی طرح اور کئی حکایتین تواریخ مین مذکور ہین اور بعضے کہتے ہین کہ شور و زور و سلطنت داؤدی اسی سلسلہ کے باعث سے تھا اور مراد شددنا ملکہ سے جو قرآن مین وارد ہی یہی سلسلہ ہی اور معالم التنزیل مین حضرت ابن عبّاس سے اسی آیت کی تفسیر مین منقول ہی کہ ایک اسرائیلی نے محکمۂ داؤدی مین استغاثہ پیش کیا کہ فلان مرد نے میری گاے غصباً لے لی ہی آپ اسکا فیصلہ کردین حضرت داؤد علیہ السّلام نے مدعا علیہ کو طلب کیا اُسنے دعوی مدعی سے انکار کیا تب مدعی سے بیّنہ طلب فرمایا وہ کوئی گواہ نہ دیسکا حضرت نے فرمایا اب تھوڑا تأمّل کردین حاکم مطلق سے رجوع لاتا ہون جو وہانسے حکم ہوگا ویسا فیصلہ کرونگا چنانچہ اُسی دن خواب دیکھا کہ اے داؤد مدعی کو قتل کر حضرت داؤد جاگے تو دل مین سوچے کہ یہ خواب بے اصل اُڑتی ہوئی ہی اسپر عمل کرنا ناجائز ہی دوسری مرتبہ متوجہ ہوئے تو پھر اسطرح حکم ہوا تیسری بار پھر رجوع لائے تب بھی وہی ارشاد ہوا تا چار حضرت داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ تیرے قتل کرنے کا حکم ہوتا ہی اُسنے التماس کیا کہ صرف آپ کا خواب میرے قتل کے واسطے دلیل نہین ہوسکتا کوئی اور ثبوت قوی تلاش کیجیے فرمایا واللہ حکم الٰہی جاری کرونگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچاؤ نہین ہی تو اُسنے کہا واللہ مین اپنے دعوے مین جو فی الحال وائر ہی کاذب نہین ہون اور یہ فیصلہ اِس مقدمہ کا نہین ہی بلکہ مین نے پیشتر پدر مدعا علیہ کو فریباً مار ڈالا تھا اُسکا یہ فیصلہ ہی چنانچہ حضرت داؤد نے مدعی کو قتل کرایا کہ اِس واقعہ سے بنی اسرائیل نہایت ڈرے اسی کا اشارہ ہی وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنے زور دیا ہمنے اُسکو سلطنت کا اور دی اُسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا عبداللہ ابن مسعود اور کلبی اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد نبوّت اور عقل کامل اور بصارت کاملہ ہی خواہ علم حکمت ہی اور فصل الخطاب سے حضرت امیر المومنین علی ابن طالب کے نزدیک البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر مراد ہی کہ قضیہ اہل خصومت اسپر منقطع ہوجاتا ہی اور مجاہد اور عطا ابن ابی رباح اور اُبی ابن کعب بھی شہود اور ایمان مراد رکھتے ہین اور نزدیک شعبی کے مراد فصل الخطاب سے حمد خدا ہی کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام

بعد تمامی کلام اول کے جب کلام دوم شروع کرتے تھے بعد حمد وثنا کہتے تھے الغرض قوت اور شوکت
حضرت داؤد قرآن شریف سے ثابت ہی کما قال تعالی واذکر عبدنا داؤد ذا الاید یعنے یاد کر ہمارے بندہ
داؤد کو ہاتھ کے بل والے مراد اس سے قوت سلطنت ہی یا لوہے کا نرم ہونا یا کسب کرنا یا قوت دینی
کہ نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف مین ہی کہ بہتر روزہ صوم داؤدی اور بہتر صلوۃ صلوۃ
داؤدی کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نصف شب عبادت فرماتے
اور نصف باقی مین استراحت **فائدہ** یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
یاد دلایا اسلیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طالوت کی حکومت مین صبر کیا آخر حکومت انھین کو ملی سو یہی
حال تمھارا بھی ہوگا چنانچہ ہمارے حضرت صلعم اور انکے اصحاب کا اسی طرح کا حال ہوا بالجملہ حضرت داؤد
علیہ السلام امر خلافت پر قائم ہوئے اور کتاب زبور متضمن پچاس صحیفے ہر زبان عبرانی جسمین سوائے
نصائح و مواعظ کوئی حکم نہین ہی بلا واسطہ جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کے عنایت ہوئے کہ اسکو حضرت
داؤد بہتر آواز دن مین پڑھتے تھے اور شریعت مندرجہ توریت پر بلا تغییر و تبدیل قائم تھے اور جملہ اسباط
بنی اسرائیل انکے مطیع ہوئے اور پیشتر اِنسے کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے
ایک ایک حاکم اپنا جدا کر لیا تھا اور یہ نبوت و سلطنت سوائے حضرت داؤد و سلیمان و محمد مصطفے علیہم الصلوۃ
والسلام کے اور کسی کو نہین ملی اگر ہمارے حضرت مین نبوت و رسالت و فقر و مملکت سب جمع تھے کیونکہ حضرت پر
اتمام نعمت منظور تھا اور معجزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ تھا کہ جبال وطیور انکی اطاعت کرتے تھے کہ
جہان کہین جاتے وہ ہمراہ ہوتے اور جب تسبیح کہتے تو شریک ہوتے کما قال اللہ انا سخرنا الجبال معہ
یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ کل لہ اواب یعنی تابع کیے اسکے ساتھ پہاڑ پاکی بولتے صبح و شام کو
اور جانور اڑتے جمع ہو کر سب اسکے آگے رجوع رہتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اشراق سے
صلوۃ الضحے مراد لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہمنے صلوۃ الضحے اس آیت سے معلوم کی کذا فی المدارک تفسیر
کشف الاسرار مین ہی کہ تسبیح پہاڑون کی اگرچہ عقل پر پوشیدہ ہی لیکن قدرت الٰہی سے بعید نہین کہ اپنے
کسی بندۂ خاص کو اس سے خبردار کردے چنانچہ تسبیح سنگریزون کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دست مبارک مین ایک شاہد عادل ہی **فائدہ** ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی ٹپکتا ہی تو
حیرت مین کھڑے ہوگئے اسنے کہا اے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھکو خالق کبریا نے مدت دراز سے
پیدا کیا ہی سو مین بخوف سطوت خداوندی رونے مین مشغول رہتا ہون اس بزرگ نے دعا فرمائی
[illegible] اسکو تسلی بخش کہ رونے سے باز رہے ارحم الراحمین نے دعاے خالص انکی

پتھر کے حق مین قبول فرمائی کہ رونا اُسکا موقوف ہوگیا اور وہ بزرگ اپنے مقام مین تشریف لائے
ایک مدت کے بعد پھر اُسی جگہ گذر ہوا تو وہ پتھر اُسی طرح روتا تھا بلکہ اول مرتبہ سے زیادہ گریہ کر رہا تھا
تب پوچھا کہ اب کسواسطے روتا ہو اُسنے کہا ای شفیق کریم اوّل بخوف سیاست وعقوبت گریہ وزاری
کرتا تھا اور اب شادی امن وسلامت سے روتا ہون ای عاشق خدا مجھکو اِس درگاہ لاابالی مین بجز گریہ وزاری
اور کوئی کام نہین ہو ؎ از سنگ گریہ بین ومگو کان ترشح است ۞ وز کوہ نالہ بین ومپندار کان صداست
دوسرا معجزہ یہ عنایت ہوا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا الحان حزین تھا کہ جب زبور پڑھتے تو دریا کا
پانی ٹھہر جاتا اور وحوش وطیور جمع ہوکر گھیر لیتے تھے اور درختون کے پتے زرد ہوجاتے اور آدمی بیہوش ہوکر
گر پڑتے تھے بلکہ مشہور ہو کہ بعضے مر بھی جاتے تھے اور جنگل کے جانور اور شیر وگرگ آپ کے پاس
جمع ہوجاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہوجاتا تھا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت
داؤد علیہ السلام ستر طرح سے زبور پڑھتے تھے کبھون اسطرح کہ رنجیدہ وغمگین خوش ہوجاتا اور
جب غمگین آواز سے پڑھتے تو خشکی وتری کا کوئی جانور ہوش مین نہ رہتا ہمارے حضرت کے اصحاب
مین ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے کہ حضرت صلعم نے ایک سفر مین رات کے
وقت اُنکو قرآن شریف پڑھتے سنا دوسرے دن فرمایا ای ابوموسیٰ البتہ تجکو بانسری دی گئی ہو داؤد
کی بانسریون سے یعنے تیری آواز ایسی دلکش ہو گویا تیرا گلا بانسری ہو اور تیری آواز مین لحن داودی کا
اثر ہو کذا فی ترجمہ المشارق اِس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی نکلی حقیقت یہ ہو کہ یہ نعمت
خداداد ہو جسکو اللہ دے وہ اسکو واہیات مین صرف نہ کرے بلکہ خدا کا کلام اُس سے پڑھے
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین الحان سے کیا کرے اور حکما کہتے ہین کہ تمام مزامیر واوتار
ونغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہین بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ یہ اثر آواز
داؤد علیہ السلام مین بعد قبول توبہ پیدا ہوا ہو اور قبل اِس سے نہ تھا بعد قبول ہونے توبہ کے
یہ دستور باندھا تھا کہ چوتھے دن ہمیشہ جنگل مین تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کرکے زبور
بالحان خوش پڑھتے اور زار زار روتے تو جبال وطیور بھی آپکے ساتھ پڑھتے اور روتے اور جو کسی آدمی کے
کان مین آواز پڑجاتی تو بیہوش ہوجاتا اور کبھون جان دے ڈالتا تھا ؎ چو گردد مطرب من نغمہ پرداز
زشوقش مرغ روح آید بہ پرواز ۞ اِسی کا اشارہ سورۂ سبا مین فرمایا ہو ولقد آتینا داؤد منا فضلا
یاجبال اوّبی معہ والطیر یعنے ہمنے دے دی داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت ای پہاڑو رجوع سے
پڑھو اُسکے ساتھ اور جانور اُڑنے والے اُس جگہ فضل سے مراد حسن صوت ہو کذا فی عین المعانی

اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام از روے نبوت و سلطنت و حسن صوت و حلاوت مناجات و حسن خلق و توفیق عدل سے اپنے زمانے کے لوگون پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا جبال وطیور کا موجب فضل تھا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر قسم کا لوہا دست مبارک مین مثل موم نرم ہو جاتا تھا کہ اسی سے زرہین بناتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و الناله الحديد ان اعمل سابغات و قدر فی السرد یعنی نرم کر دیا ہمنے اسکے لیے لوہا کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازہ سے جوڑ کڑیان اور سبب اس معاملہ کا بعض مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز کوئی فرشتہ زیارت کو آیا اسنے کہا اے داؤد تو پیغمبر و خلیفہ خدا ہے تمکو واجب ہے کہ اپنا قوت ہر روزہ اور بھی اپنے عیال و اطفال کا کسی کسب سے پیدا کیا کرو بیت المال سے لینا تمھارے حق مین بہتر نہین ہے اسی وقت آنجناب نے دعا مانگی ارشاد ہوا کہ زرہ بنایا کرو انھون نے عرض کیا کہ اس کسب کے واسطے لوہارون کے ہتھیارون کی حاجت پڑیگی تب حکم ہوا کہ اوپر بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ سبب اس کسب کا یہ واقع ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ رات کے وقت بستی مین گشت کیا کرتے تھے اور لوگون سے اپنا حال پوچھا کرتے تھے اگر کسی شخص سے کسی طرح کی بات خلاف سنتے تو اسکو بدل دیتے ایک مرتبہ حالت گشت مین ایک بوڑہی عورت سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسا ہے اسنے کہا کہ آدمی خوب ہے مگر ملک کے محصول سے لیکر اپنا اور اپنے عیال کا قوت ہر روزہ کیا کرتا ہے اگر اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتا تو بہتر تھا اسی وقت سے حضرت داؤد نے یہ کسب اختیار کیا تب خداوند تعالیٰ نے انکے واسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ زرہین بنایا کرتے تھے بخاری مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان داؤد كان لا ياكل الامن عمل يده اور معالم التنزیل مین ہے کہ زرہ عالم مین اول حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ہے تفسیر تیسیر مین ہے کہ ہر روز ایک زرہ بناکے چھ یا چار ہزار درم کو بیچتے تھے از انجملہ چار ہزار درم صدقہ کرتے تھے اور دو ہزار اپنے عیال و اطفال وغیرہ کے صرف مین لاتے تھے اور تفسیر لباب مین ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ایک ہزار زرہ خزانہ مین طیار و موجود تھی القصہ جب حضرت داود علیہ السلام کو نبوت و خلافت باشوکت و قوت عنایت ہوئی تو ایک دن باطمینان بیٹھے ہوے انبیاء سابقین کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے انمین فضائل و مناقب حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے نظر پڑے تو انکو ان مراتب کی تمنا ہوئی اور غور مین جاتے رہے دفعۃً ایک آواز آئی کہ اے داؤد علیہ السلام ابراہیم و اسحاق و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤن مین صبر کیا ہے تب انکو یہ مراتب

۹۴۵

حاصل ہوئے ہین حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یا الٰہی میرا بھی امتحان کیا جائے معالم التنزیل مین سدی
وکلبی ومقاتل رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عمر کے ایام تین بانون
مین تقسیم کیے تھے ایک دن عبادت کا اور ایک روز فیصل خصومات کا اور ایک دن عیال و اطفال مین
بسر کرنے کا اور اسی دن مین وقت فرصت کتب سابقین ملاحظہ کرتے تھے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ چار ایام
مین تقسیم فرماتے تھے ایک دن بنا بر عبادت اور ایک دن برائے رفع خصومت اور ایک روز خاص عیش
مین مشغول ہوتے اور ایک وعظ و تذکیر مین بسر کرتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام
کے دل مین گذرا کہ میرے باپ دادے بہت اچھے تھے وہ مراتب خدا مجھکو بھی دیگا وحی ہوئی کہ
اے داؤد انھون نے بلاؤن مین صبر کیا تھا عرض کیا کہ اگر بلا ہوگی تو مین بھی صبر کرونگا ارشاد ہوا کہ
فلان روز و فلان ماہ مین بلا آویگی انتظار کرو بعضے کہتے ہین یوم موعود دوشنبہ سترھوین رجب تھا کہ
اُس دن حضرت داؤد نماز یا زبور عبادت خانہ کا دروازہ بند کیے پڑھتے تھے دفعۃً ابلیس مردود بصورت
کبوتر نہایت خوبصورت کہ تمام جسم سونے کا اور بازو موتی و زبرجد کے اور منقار یاقوت احمر کی اور آنکھین
زمرد اخضر کے اور دو پاؤن فیروزے کے بنا کر حضرت داؤد علیہ السلام کے متصل آیا کہ آنجناب آسکی
صورت دیکھ کر متعجب ہوئے اور دل مین سوچے کہ اسکو کسی طرح پکڑنا چاہیے سو اپنا ہاتھ دراز کیا وہ
علٰحدہ ہو بیٹھا آخر کار عبادت چھوڑ کر آسکی طرف متوجہ ہوئے مگر کبوتر جس روزن سے آیا تھا اُسی مین ہو کر
اُڑ گیا تو حضرت داؤد بالاخانہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے اُسوقت ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ کہ اپنے
باغ کے اندر یا گھر کی چھت پر غسل کر رہی تھی نظر پڑی تو یہ فریفتہ ہوئے اور اُسنے انکو دیکھ کر اپنے
بال کھول دیے کہ تمام جسم اُسکا پوشیدہ ہوگیا تب خواصون سے ارشاد کیا دریافت کرو یہ کون
عورت ہے ایک نے کہا اوریا ابن حیانا کی منکوحہ ہے نام اسکا بتشلیع ہے اور اُسکی مان کا نام شائع ہے
فرمایا اوریا کہان ہے کسی نے کہا کہ ایوب یا ثواب ابن صوریا آپکے بھانجے کے ہمراہ مقام بلقا مین
متعینات ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل مین یہ آیا کہ اوریا کو قتل کرین اور اُسکی
عورت کو اپنے نکاح مین لاوین اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی ہمشیرزادے کو لکھا کہ اوریا جو تمہارے ہمراہ
لشکر مین ہے اُسکو جہاد کے واسطے فلان مقام پر روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تابوت سکینہ کے آگے رہے
تاکہ فتح نصیب ہو یا شہید ہو جاے اور معمول یہ تھا کہ جو کوئی تابوت کے آگے ہوتا وہ اکثر مارا جاتا
چنانچہ ثواب ابن صوریا نے اوریا کو مطابق حکم داؤد روانہ کیا مگر اوریا نے جہاد مین فتح پائی پھر
دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پر بھیجا وہان بھی فتح نصیب ہوئی جب تیسری جگہ

بھیجا گیا تو اوریا شہید ہوا پس بعد انقضاء عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے مسماۃ میشایع سے
نکاح کیا کہ اُنسے حضرت سلیمان پیدا ہوئے وہذا القول مردود عند الکل قال علی رضی اللہ عنہ من حدثکم بحدیث
داؤد علیہ السلام علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین جلدۃ وہو حد الفریۃ علی الانبیاء علیہم السلام
اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کبوتر کسکا تھا انھون نے
کہا مسماۃ میشایع کا ہے فرمایا وہ عورت شوہردار ہے کسی نے کہا اوریا کے نکاح مین ہے لیکن ابتک اوریا نے اُس سے
جماع نہین کی ہے سو حضرت نے اوریا کو طلب کیا اور کہا تو جہاد کو جا اُسنے قبول کیا اور جانب روم
روانہ ہوا اور وہ طرف ایسی تھی کہ جو شخص اُدھر جاتا تھا مارا جاتا تھا مگر اوریا فتحیاب ہوا اور موضع ماطقہ
مین ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد ایک برس کے حضرت داؤد نے اُسکی عورت سے نکاح کیا
اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد فتنہ عورتون کی حکایات بنی اسرائیل کے سامنے بیان کرتے تھے
اور دل مین یہ خیال تھا کہ اگر مین ایسی بلامین پڑون تو محفوظ رہون اُسپر اللہ نے کبوتر بھیجا اُسکے
ذریعہ سے فتنہ عورت مین مبتلا ہوگئے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت داؤد نے اوریا سے یا کسی اور شخص
سے فرمایا کہ تو اپنی عورت کو چھوڑ دے تو مین اپنے پاس رکھون اور اُس زمانہ مین یہ
دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کی عورت کو پسند کرتا تو اُسکے شوہر سے درخواست
کرتا تھا کہ تو اسکو چھوڑ دے مین نکاح کرون سو اسی طرح حضرت داؤد نے اوریا سے کہا
کہ اُسنے بعادت مواساۃ طلاق دی ظاہرا یہ بات مباح تھی مگر مرضی حق کے خلاف پڑی
اس سبب سے کہ رغبت دنیا تھی اور حضرت داؤد کو اللہ نے عورتون سے مستغنی بھی
کر دیا تھا کذا فی المدارک یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ کی ہے تفسیر احمدی مین ہے کہ امام زاہد
نے اس روایت کی انکار کی ہے اور اس قول پر طعن فرمائی ہے بعد اُسکے لکھتے ہین کہ بعض کے
نزدیک زلت یہ تھی کہ حضرت داؤد کے پاس دو خصم آئے اُنھون نے اپنا مقدمہ
بیان کیا اُس مقدمہ مین قول واحد پر حکم دیا اور دوسرے سے استفسار نہین کیا کما
قال لقد ظلمک الخ لیکن یہ قول ضعیف ہے اسلیئے کہ وہ دونون خصم صرف امتحاناً آئے تھے
بنابراس زلت کے جو حضرت داؤد سے صادر ہوئی تھی قبل آنے اُسکے نہ کہ بعد اُسکے اور تقریر
فریق ثانی کی مقدر ہے بر سبیل ایجاز بالجملہ اس معاملے مین روایتین مختلف پائی جاتی ہین اور
بعد تتبع اسقدر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی عورت کی آرزو کی کہ اگر یہ
مجھپر حلال ہوجاسے تو بہتر ہے اتفاقاً اوریا مارا گیا اور اُسکے ساتھ اور لوگ بھی قتل ہوئے سو حضرت

اور لشکریون کا غسم کیا اور یا کے مرنے کا رنج نہین کیا بعد ازان اُسکی عورت کو نکاح مین لائے
اور جو بعضے کہتے ہین کہ اور یا حضرت داؤد کا متبنیٰ تھا اور نکاح منکوحہ متبنیٰ سے زلت ہے یہ قول مردود ہے
اور یہ بات ہرگز زلت نہین ہو سکتی کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود جناب حق نے
حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بعد طلاق دینے زید کے فرمایا ہے اور زاد المسیر و تفسیر احمدی مین کہا
کہ جمہور اسپر ہین کہ اس عورت سے اوّل اور یا نے نکاح کرنا چاہا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے
اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت کے اولیا راضی ہوئے کہ حضرت نے نکاح کیا اسمین زلت ولغزش قدم
یہ ہوئی کہ حضرت نے باوصف کثرت عورتون کے ایک بھائی مومن کے خطبہ پر خطبہ کیا چنانکہ یہ بات
کلام اللہ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ صاحب مقدمۂ امتحان مین فرماتے ہین بسؤال نعجتک الے
نعاجہٖ کہ باخذ نعجتک معالم التنزیل مین ہے کہ نکاح سے تھوڑے دنون بعد صورت عتاب نمودار ہوئی اور
دو فرشتے تشریف لائے اور تفسیر تبیان مین ہے کہ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے اور انکے
ساتھ اور فرشتے بھی تھے اور جب یہ دونون فرشتے عبادت خانہ مین جانے لگے تو پاسبانون نے
منع کیا مگر وہ دونون چلے گئے یا دیوار پھٹ گئی اور دونون بصورت مدعی و مدعا علیہ حضرت
داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے چنانچہ سورۂ صاد مین فرماتے ہین وہل اتٰک نبؤا الخصم اذ
تسوروا المحراب اذ دخلوا علے داؤد ففزع منہم یعنے پہونچی ہے تجھکو خبر دعوی والون کی جب کود کر دیوار کو آئے عبادتخانہ
مین جب گھس آئے داؤد پاس تو اُنسے گھبرایا شاید سبب گھبرانے کا یہ ہوا کہ بے اجازت باوصف
روکنے دربانون کے چلے آئے تھے یا دیوار کے شگافتہ ہونے سے ڈر گئے پھر تو تقدیر آنے
پوچھا تمکو کسنے میرے پاس آنے دیا بولے لاتخف خصمان بغی بعضنا علے بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط
واہدنا الے سواء الصراط یعنی وہ بولے مت گھبرا ہم دونون جھگڑتے ہین زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر
سو فیصلہ کر دے ہم مین انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتا دے ہمکو سیدھی راہ فائدہ اس آیت
مین حقیقت بغاوت مقصود نہین ہے کہ فرشتون مین نہین ہو سکتی بلکہ مراد یہ ہے کہ تمنے دیکھا ہو یعنی فرض کرو
کہ ایک نے دوسرے سے بغاوت کی گویا قضیہ سے مطلع کر کے حکم چاہتے ہین الغرض جب حضرت
داؤد نے فرمایا بیان کرو تب ایک نے کہا ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال
اکفلنیہا وعزنی فی الخطاب یعنے یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دنبیان ہین اور میرے ایک دنبی ہے
سو کہتا ہے وہ میرے حوالہ کر اور زبردستی کرتا ہے مجھسے بات مین فائدہ اخی سے مراد ہے کہ ہمارے طریق
و دین پر ہے اور نعجہ کنایہ ہے عورت سے اہل عرب اسی طرح بولتے ہین اور بعضے کہتے ہین یہ تعریض ہے

بنا بر تنبیہ حضرت داؤد کے ورنہ اس جگہ نہ نعجہ ہی نہ بغی ہی یہ بات ایسی ہی جسطرح مارا زید نے عمر و کو اور سوال کیا بکر نے گھر کو اور نہ ضرب ہی نہ شتم کذا فی المعالم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اکفلنیہا سے یہ مراد ہی کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ مین اسکی کفالت کرون اور اپنی عورتون مین ملاؤن اور اسکے نان ونفقہ کی فکر کرون یعنی اسے طلاق دے کہ مین نکاح مین لاؤن اور لفظ نعجی سے بھی انکے نزدیک مراد یہی ہی اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہی کہ جھگڑنے والے فرشتے تھے پردے مین انکو سناتے تھے کہ انکے گھر مین ننانوے عورتین تھین ایک ہمسایہ کی عورت نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر مین رکھین اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر مین اسکو معین کیا تابوت سکینہ سے آگے جہان بڑے مردانہ لوگ لڑائی مین بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کیا آپ نے کسی کا خون نہین کیا بے ناموسی نہین کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبرون کے شہرائی کو اتنا بھی داغ بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سب تمثیل ہی واسطے داؤد علیہ السلام کے کہ قوت ملک اور فصاحت لسانیہ سے اوریا پر غالب گئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اوریا کا تلف کیا اور وہ بیچارہ ضعیف تھا اسکے ایک ہی جورو تھی اور حضرت داؤد کے ننانوے ۹۹ بیبیان تھین بالجملہ جب یہ سوال پیش ہوا تو حضرت داؤد نے کہا لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضہم علے بعض الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم یعنی بے انصافی کرتا ہی تجھپر کہ مانگتا ہی تیرے دنبی ملانے کو اپنے دنبیون مین اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہین اور کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہین ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہی جیسا تم کہتے ہو تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھکر ہنسا اور کہا قضی الرجل علے نفسہ یعنی حکم کیا اس مرد نے اپنے نفس پر دونون رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہی کما قال اللہ تعالے وظن داؤد انما فتناہ یعنے خیال مین آیا داؤد کے کہ ہمنے اسکو جانچا سدی سے روایت ہی کہ جب مدعی نے کہا کہ ہذا اخی الخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہی اسنے کہا کہ فی الحقیقۃ میرے ننانوے ۹۹ دنبیان ہین اور اسکے ایک دنبی ہی سو مین چاہتا ہون کہ اسکو لیکر پوری سو کرون اور میرا بھائی نہین مانتا ہی حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہی مین اسکو سزا دونگا سائل نے عرض کیا کہ اے داؤد تو نے کسطرح ایسا کیا حالانکہ تیرے ننانوے بی بی تھین اور اوریا کے ایک سو تو نے کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش آکر اسکی جورو لے لی یہ بات کہکر غائب ہو گئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ امتحان ہی جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ بغوی معالم التنزیل

مین انس ابن مالک سے باسناد صحیحہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک فرماتے ہین کہ مین نے سنا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ داؤد نبی نے جب دیکھا عورت کو تو لشکر بنی اسرائیل کو بھیجا لڑائی پر اور وصیت کی سردار لشکر کو کہ جب عدو کے مقابلہ پر پہونچو تو فلان شخص کو آگے تابوت کے کر دینا اور تابوت سے اُس زمانے مین فتح ہوئی تھی اور جو شخص تابوت کے آگے ہوتا تھا وہ نہین پھرتا تھا یہان تک کہ مارا جاوے یا لشکر بھاگ جاوے پس اُس عورت کا شوہر مارا گیا اور دو فرشتے آئے انھون نے قصہ اُسکا بیان کیا داؤد نے دریافت کیا کہ یہ عتاب ہی چالیس رات دن سجدے مین پڑے رہے کہ اُنکے اشکون سے گھاس جم گئی اور پیشانی زمین سے گھس گئی یہ کہتے تھے کہ اے رب داؤد نے بڑی ذلت اختیار کی اگر تو رحم نکرے تو ضعیف ہو جاوے داؤد اور اگر نہ بخشے تو اُسکا گناہ یادگار رہیگا پیچھے آنے والون کو اور زبان زد خلائق رہیگا بعد چالیس رات کے حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ اے داؤد اللہ نے تجھکو بخشا وہ قصد جو تو نے کیا تھا داؤد نے کہا اللہ قادر ہی کہ بخش دے اور تمکو معلوم ہی کہ اللہ عادل ہی کسی طرف میلان نہین کرتا پس اُس شخص کو کیا حکم ہوگا جب قیامت مین آویگا اور مجھپر دعوی کریگا حضرت جبرئیل نے جناب الٰہی مین عرض کرکے جواب دیا کہ اللہ تعالے قیامت کے دن تمکو تمھارے مدعی سے ملا دیگا اور تمکو بخشا دیگا اور مدعی کو عوض اُسکا جنت مین دیگا اور کعب احبار اور وہب ابن منبہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ جب فرشتون نے آکر قصہ بیان کیا تو حضرت داؤد اپنا احوال سمجھے اور چالیس دن سجدہ مین پڑے رہے کہ سر نہین اُٹھایا مگر نماز مکتوبہ اور حاجت ضروریہ کے واسطے البتہ کھڑے ہو جاتے تھے اور کھانا پینا بالکل ترک ہو گیا تھا اور سر کے گرد گھاس اوگی تھی اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ چالیس دن سجدے مین رہے تب ارشاد ہوا ؎ الہام شدش کہ چیست حالت ✤ باعث چہ بود برین ملامت ✤ گر گرسنہ دہم غذایت ✤ در تشنہ شراب جان فزایت ✤ گر خستہ دلی دوا فرستم ✤ در برہنہ تن قبا فرستم ✤ الا حضرت داؤد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ زیادہ شرمندہ ہوئے کہ سات دن اور بھی گریہ اور زاری سے بیخود رہے بعد اسکے خداوند کریم نے توبہ اور مغفرت نازل فرمائی حضرت داؤد نے سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور عرض کیا رب العزت جب عرصۂ قیامت مین مدعی میرا دامن پکڑیگا تب کیا ہوگا ؎ گفتا کہ باو قصور بخشد ✤ چندانکہ ز تو قصور بخشد ✤ وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو آواز آئی کہ میرا قصور بخشا گیا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ یا الٰہی تو کسی پر ظلم نہین کرتا اور میرا مدعی راضی نہین ہی پھر میرا قصور کسطرح معاف ہوا ارشاد ہوا اوریا کی قبر پر جا کے معذرت کر مین تیری آواز سناؤنگا حضرت داؤد علیہ السلام قبر پر گئے اور کمال عجز اور انکسار سے اوریا کی قبر پر بیٹھے اور پکارا اوریا نے کہا کون ہی جسنے جگا دیا حضرت داؤد نے کہا

مین ہون داؤد اُسنے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے ہین حضرت داؤد نے کہا کہ عفو قصور چاہتا ہون
اوریا نے کہا کہ آپ سے کچھ تصور نہین ہوا حضرت داؤد نے کہا مین نے تجھکو جہاد مین بھیجا کر تو مارا گیا اسنے
کہا آپ نے مجھے جنت کے واسطے بھیجا تھا کہ مین شہید ہو کر داخل جنت ہوا سو یا نبی اللہ مین نے معاف
کیا حضرت داؤد خوش ہوئے اُسوقت وحی ہوئی کہ اے داؤد مین حاکم عادل ہون تو صاف صاف اوریا سے
کہہ دے پھر حضرت داؤد قبر پر تشریف لیگئے اور پکارا تو اُسنے کہا یا نبی اللہ آپ کیون تشریف لائے حضرت
داؤد نے مفصل حال اپنا اور اُسکی عورت کا بیان کیا اوریا نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تین مرتبہ حضرت داؤد نے
پکارا الّا جواب نہ ملا تو بہت روئے اور بعضے کہتے ہین کہ تیسری مرتبہ اوریا نے جواب دیا کہ مین ہرگز معاف
نکرونگا اسپر حضرت داؤد بہت روئے کہ بیتاب ہوگئے آواز آئی کہ اے داؤد تو نوحہ و زاری مت کر مینے
بخشا تیرا گناہ اور رحم کیا مین تیرے رونے پر اور قبول کی مین نے تیری دعا حضرت داؤد نے کہا یا رب
مدعی میرا راضی نہین ہے ارشاد ہوا کہ مین قیامت کے دن ایسا ثواب عنایت کرونگا کہ اُسنے کانون سے
سنا نہو نہ آنکھون سے دیکھا ہو اور مین اُس سے کہونگا کہ تو داؤد سے راضی ہو وہ کہیگا میرے پاس
کچھ عمل داؤد کا نہین پہونچا ہے مین کسطرح داؤد سے راضی ہون تب مین ارشاد فرماؤنگا کہ یہ عوض میرے
بندے داؤد کا ہے پس مین بخشاؤنگا تجھکو اور وہ بخشیگا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ اب مین نے جانا کہ
تو نے مجھکو بخشا اور اسی کا اشارہ ہے سورۂ صاد مین فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب
یعنی پھر ہمنے معاف کر دیا اُسکو وہ کام اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا وہب ابن منبہ سے
روایت ہے کہ بعد توبہ اور مغفرت حضرت داؤد علیہ السلام تیس برس تک اور بھی اپنی تقصیر پر روتے رہے
روایت ہے کہ جب خطیئہ صادر ہوا ہے تب عمر حضرت داؤد کی ستر برس کی تھی اور بعد اس خطا کے اپنی عمر کے
دن چار قسم پر تقسیم فرماتے تھے ایک دن فیصلہ قضایا کرتے اور ایک دن صحبت عورتون سے رکھتے اور ایک دن تسبیح
جنگل اور پہاڑون اور دریاؤن پر کرتے اور ایک دن گھر مین تنہا رہتے اور اس گھر مین چار ہزار محراب
تھی اُسمین رونے والے جمع ہوتے کہ آپکے ساتھ نوحہ فرماتے اور اپنے حال پر روتے یعنی جب سیاحت کا
دن ہوتا تو جنگل مین نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے اُسکے ساتھ درخت اور وحوش و
طیور بھی روتے اور انکی آنکھون سے آنسو مثل نہر جاری ہوتے بعد اُسکے پہاڑون کی طرف تشریف لیجاتے
کہ پہاڑ اور پتھر اُنکے ساتھ روتے پھر کنارے دریا کے تشریف لاتے تو جانور بحری مگر وغیرہ روتے جب شام
ہو جاتی چلے آتے اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو منادی آواز دیتا کہ آج دن ہے نوحہ داؤد کا
جسکو شرکت منظور ہو آوے او عابد لوگ محراب والے مکان مین داخل ہوتے اور فرش

خیائی کا بچھتا اُسپر چار ہزار عابد بیٹھتے اور حضرت داؤد رونا شروع کرتے اور عابد لوگ بھی روتے کہ ہمیشہ فرش آنسوؤن سے تر ہو جاتا اور حضرت داؤد چڑیا کے بچہ کی طرح اُسمین تڑپتے تب حضرت سلیمان آگے اُٹھاتے اور منہہ حضرت داؤد کا دھوتے اور کہتے یا الٰہی بخش دے وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ حضرت داؤد نے اپنی زندگی بھر پانی نہین پیا مگر اُسکو آنسوؤن سے ملاتے تھے اور کھانا نہ کھاتے تھے مگر آنسوؤن سے ملا کر اور حضرت حسن بصری سے روایت ہی کہ حضرت داؤد بعد از گناہ سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور آنسوؤن سے تر کرکے کھاتے اور کہتے کہ خوراک صاحب گناہ کی یہی ہی ستّرہ برس اسی طرح گذرے وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ جب حضرت داؤد کا گناہ عفو ہوا تو حضرت داؤد نے عرض کیا کہ یا رب العالمین تو نے گناہ میرا بخشا اب ایسی سبیل کر کہ قیامت تک گناہ یاد رکھون تب اللہ جلّ شانہ نے اُنکے ہاتھ مین وہ گناہ لکھ دیا جب کھانا پانی ہاتھ سے کھاتے پیتے تو دیکھکر روتے تھے اور جب منبر پر کھڑے ہوتے اور خطبہ کرتے تو لوگون سے متوجہ ہوکر وہ ہاتھ دکھلاتے تو خلق اللہ اُسکو دیکھتی اور روتی اور قتادہ رضی اللہ عنہ حسن سے روایت کرتے ہین کہ حضرت داؤد بعد عفو خطا کے گنہگارون کے پاس بیٹھتے اور کہتے کہ آؤ داؤد گنہگار کے پاس اور قبل خطا کے آدھی رات تک قیام کرتی ہو اور چھ مہینے روزہ رکھتے تھے جب خطا صادر ہوئی تو سال بھر روزہ رکھتے تھے اور تمام رات عبادت کرتے تھے اور قصص مین وارد ہی کہ وحوش اور طیور حضرت داؤد کا پڑھنا سنا کرتے تھے جب قصور صادر ہوا تو اُنھون نے سننا موقوف کر دیا اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد حلاوت صورت سے تیری خطا معاف ہوئی ہی اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حضرت داؤد اپنا گناہ یاد کرتے تھے تو اُنکے اعضا جدا ہو جاتے تھے اور جب عفو گناہ یاد کرتے تو بحالت اصلی آجاتے تھے القصّہ جب توبہ حضرت داؤد کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکم رانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا کہ انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولاتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب یعنے اے داؤد ہمنے کیا تجھکو نائب مملکت مین سو تو حکومت کر لوگون مین انصاف سے اور نہ چل پوشیدہ ہوس پر پھر تجھکو بچلاوے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہین اللہ کی راہ سے اُنکو سخت مار ہے اسپر کہ بھلا دیا دن حساب کا بعض اہل سیر نے لکھا ہی کہ جن دنون حضرت داؤد علیہ السلام مبتلاے بلاے زلّت ہوئے ہین اوّل روزون مین سفہاء بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو طالوت کا نواسا تھا بجاے حضرت داؤد بادشاہ کرنا چاہا وہ بھی مستعد ہوا خبر حضرت کو پہونچی تو آپ مع اپنے بھانجے تواب کے بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل گئے شلوم نے ارادہ روکنے کا کیا حضرت داؤد نے

وزیر اعظم کو واسطے نصیحت کے بھیجا کہ شلوم بھاگا حضرت داؤد نے تواب کو روانہ کیا کہ تو جا کر شلوم کو بہ تدبیر صائب پھیر لا مگر قتل نہ کرنا تواب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اُسکو گھیر کر بغرا و ش بنصیحت حضرت داؤد قتل کر کے لوٹ آیا حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب مین تجھکو قصاص مین مارونگا الا بمصلحت وقت وانتظام سلطنت اجراے قصاص مین توقف کیا اور مرض موت مین حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی کہ بعد میرے اسکے قصاص مین تعلل نکرنا روایت ہی کہ حضرت داؤد کے زمانے مین بنی اسرائیل کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی الٰہی ہوئی کہ اے داؤد جب ابراہیم نے اسمعیل کے ذبح کا قصد کیا تھا اُسوقت مین نے وعدہ فرمایا کہ مین اولاد ابراہیم زیادہ کرونگا سو مین نے ایفاے وعدہ فرمایا مگر اِن لوگون نے میری رضا کے خلاف کیا اب میرا ارادہ یہ ہی کہ انکو بلا مین ڈالون سو تو تین بلاؤن مین ایک بلا قبول کر اوّل قحط دوسرے استیلاے عدو تیسرے طاعون حضرت داؤد نے باستحضار قوم طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مر گئے اور حضرت داؤد مع علما و احبار بنی اسرائیل صخرہ بیت المقدس مین جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ اے بنی اسرائیل تمھاری اکثر قوم نے غضب الٰہی سے نجات پائی ہی اسپر شکر کرو اور ایک مسجد یہان بناؤ بنی اسرائیل نے قبول کیا اور تعمیر مسجد اقصے شروع ہوئی جب کہ چار دیواری بمقدار قامت انسان بلند ہو گئی تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف رکھنا چاہیے کہ تکمیل اسکی تیری اولاد کے ہاتھ سے مقدر ہی لہذا حضرت داؤد دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان نے اپنے عہد نبوت مین اُسکو تمام کیا روایت ہی کہ بعد قبول توبہ حضرت سلیمان انھین بی بی سے پیدا ہوئے اور ایام لڑکپن سے نشانیان اقبال کی ناصیہ شریف سے چمکنے لگین اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگی و فراست و دانائی اس مرتبہ کو پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور سلطنت مین مشورہ لینے لگے چنانچہ ایک روز دو دہقانی محکمہ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میرا پروسی رات کے وقت بکریان چراتا تھا وہ بکریان میری کھیت مین پڑ گئین اور کھیت کھا گئین حضرت داؤد نے یوحنا سے جواب پوچھا اُسنے کہا درست ہی حضرت داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے و بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اُسپر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمے سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے حق مین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمے مین خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر

حضرت سلیمان کو طلب کرکے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حق مین بہتر ہو بیان کر حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اولاد و البان و اصواف سے بہرہ مند ہووے اور کھیت یوحنا کے سپرد کیا جاوے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنی بکریان لیوے چنانچہ یہ حکم سنکر حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہوئے اور فریقین براضی ہوئے اور حضرت داؤد نے اسی طرح سے حکم صادر فرمایا اس عرصے مین عمر حضرت سلیمان کی بروایۃ صحیحہ گیارہ برس کی تھی اور بعض تیرہ کی بیان کرتے ہین چنانچہ سورۂ اقترب للناس مین اللہ صاحب اس قضیہ کا اشارہ فرماتے ہین وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاہدین ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنے داؤد و سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے جھگڑا کھیت کا جب رَوند گئین ہین اسکو رات مین بکریان ایک لوگون کی او روبرو تھا ہمارے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہمنے سلیمان کو وہ فیصلہ اور دونون کو دیا تھا ہمنے حکم و سمجھ یعنے ہمنے تعلیم کی حکومت سلیمان کو اور سکھلایا ہمنے اسکو حکم تا کہ حکم کرے کہ بکریان مالک کھیت کو دیجائین اور کھیت مالک بکریون کو کہ اسکو بصورت اولے کر دے اور بکریون والا غافل نرہے بلکہ نگہبانی کرے حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے مین یہی حکم تھا کہ چور غلام بنایا جاوے اسی کے موافق حضرت داؤد نے حکم دیا تھا کہ بکریان کھیت والون کو عوض نقصان دلوائین اور حضرت سلیمان کو یہ وحی ہوئی کہ ایسا حکم دیا جس سے دونون کا نقصان نہو پس حضرت داؤد نے بعد اطلاع منسوخیت حکم سابق بنص ناسخ حکم صادر فرمایا اور اس معاملے مین شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام مین نزدیک شافعی کے یہ حکم ہے کہ اگر جانور چھوٹا ہوا دن مین کسی کا مال تلف کرے تو مالک جانور پر ضمان نہین ہے اور جو رات مین خراب کرے تو ضمان لازم ہے کیونکہ دن مین کھیت والے حفاظت کرتے ہین اور مویشی دن مین چھوٹتے ہین رات کو بندھے رہتے ہین معالم التنزیل مین ہے کہ براء ابن عازب کے اونٹنی نے ایک دیوار گرادی سو یہ قضیہ حضرت صلعم کے حضور مین آیا حضرت نے فرمایا کہ اہل حوائط پر روز مین حفاظت کرنا واجب ہے اور جو مویشی رات مین فساد کرین تو مالک پر ضمان ہے اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مالک مویشی کا ساتھ ہو تو البتہ اسپر ڈانڈ دینا لازم آتا ہے اور جو ساتھ نہو تو رات کو فساد کرے یا دن مین کچھ بھی ضمان مالک پر نہین اور صاحب حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے نزدیک ثابت ہو گیا تھا کہ صاحب غنم نے عمداً و قصداً اپنی بکریان چھوڑ دی تھین کہ مالک کھیت کا نقصان ہو اور لہذا حکم ضمان صادر فرمایا

اگر اس امت مرحومہ مین بھی ایسا معاملہ پیش آوے تو ایسا ہی حکم ہوگا اور صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ
حکم داؤد علیہ السلام کا معاملہ جنایت غلام کا نظیر ہے یعنے اگر غلام جنایت کرے تو مالک غلام کو جائز ہے کہ عوض
جنایت غلام کو سپرد مدعی کرے اور حکم حضرت سلیمان کا صورت عبد مغصوب کا نظیر ہے یعنی اگر عبد مغصوب
غاصب کے پاس سے بھاگ جاوے اور مالک عبد غاصب سے عوض غلام لیکر متمتع ہووے پھر جب
غلام ملجاوے تو غاصب غلام کو تفویض بمالک کرے اور مالک غلام ضمان لیا ہوا غاصب کو واپس کردے
فائدہ اس آیۃ مین اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمان کی اصابت رائے پر تعریف فرمائی ہے اور حضرت
داؤد علیہ السلام کے اجتہاد پر توصیف کی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حکم حضرت داؤد علیہ السلام
بطور فیصلہ تھا اور حکم حضرت سلیمان علیہ السلام بطور صلح و الصلح خیر اس مقام مین علما کو اختلاف ہے
کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم بالاجتہاد تھے یا بالنص بعضے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ
دونون کا حکم از روے اجتہاد تھا اور یہ بات حضرات انبیا علیہم السلام کو درست ہے تاکہ ثواب مجتہدین
بھی حاصل ہو مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے اجتہاد مین خطا واقع ہوئی اور حضرت سلیمان
علیہ السلام نے صواب کیا اور خطا انبیا علیہ السلام سے جائز ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ پیغمبر لوگ
خطا پر قرار نہین پکڑتے اور علما کو بھی درصورت نہونے نص کتاب و سنت و اجماع کے اجتہاد جائز
ہے اور خطا انکی عفو ہے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران واذا حکم واخطأ فلہ اجر
واحد یعنے جب حکم کرے حاکم پس کوشش کرے اور صواب کرے تو اسکو دو اجر ہین اور جب حکم دے اور
خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہے اور بعض علما فرماتے ہین کہ دونون صاحبون نے موافق وحی کے حکم دیا تھا
مگر حکم سلیمان ناسخ تھا پس انکے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد جائز نہین ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام
بسبب وحی کے اجتہاد سے مستغنی ہین ولہذا یہ لوگ قائل ہین کہ انبیا سے خطا نہین ہوتی واللہ اعلم
بالصواب دوسرا واقعہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصابت رائے پر دلیل ہے وہ یہ ہے کہ بخاری و مسلم
مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو عورتین تھین انکے ساتھ انکے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا ایک عورت
کے بیٹے کو اٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا لیگیا
دوسری نے کہا تیرا بیٹا لیگیا دونون حضرت داؤد کے پاس فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی
عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور آنسے یہ حال کہا

حضرت سلیمان نے کہا ایک چھری لاؤ تو مین لڑکے کو آدھا آدھا کر دون تب چھوٹی عورت نے کہا ایسا مت کر رحم کرے تجپر اللہ یہ بیٹا بڑی عورت کا ہو یعنی اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجیے یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے اُس چھوٹی عورت کی شفقت سے دریافت کیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہو سو اُسی کو دلوایا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہون تو حاکم کو لازم ہو کہ قراین و قیاس پر عمل کرے بعد ان واقعات کے حضرت داؤد علیہ السلام بلا مشورہ حضرت سلیمان کوئی حکم نہ دیتے تھے اور یہ دستور ٹھہرا تھا کہ حضرت سلیمان محکمے کے دروازے پر بیٹھتے تھے اور حضرت داؤد محکمے مین ایک روز حضرت سلیمان کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ہوا پر دادخواہ آئی اُسنے کہا کہ اے خلیفہ مین عیال دار ہون تھوڑا آٹا جو کا سر پر لیے جاتی تھی ہوا اُسنے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے رہی جاتی ہو میرے حق مین فیصلہ حق کیجیے حضرت داؤد نے کہا میرا حکم ہوا پر جاری نہین ہو مگر آٹا میرے گھر سے لیجا سو اُس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا کرکے اپنے گھر چلی راہ مین حضرت سلیمان ملے اُنھون نے پوچھا تو کہان آئی تھی یعنے نالشی یا محتاج اُسنے کہا دادخواہ ہون اور اپنی نالش بیان کر دی حضرت سلیمان نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پھر جا اور کہو دادخواہ ہوا اور کہ مین محتاج نہین ہون انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محکمے مین آئی اور حضرت داؤد سے کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد نے کہا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دونا گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھیا نہایت خوش ہوکر چلی جب حضرت سلیمان سے ملاقی ہوئی تو اُنھون نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤد نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھیرتا ہو اُسنے کہا سلیمان اُسی وقت حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دسترس جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمان نے کہا یہ درست ہو لیکن آپ کی دعا کو اثر ہو سو آپ دعا کیجیے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمھارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤد نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمان نے آمین کہا دفعتہً خداے تعالی نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا تب اُس عورت نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اسکا آٹا لیا ہو حضرت داؤد نے اُسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اُسمین سوراخ ہو گیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا الٰہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی مین بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اُسی وقت حضرت داؤد نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی

بوڑھیا کو پھر اُس ضعیفہ سے استفسار کیا کہ تونے ایسا کون کام کیا ہی جس سے خدا تعالیٰ نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اُسنے کہا مجھکو معلوم نہین ہی مگر یاد آتا ہی کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اُسنے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بھوکھا ہون میرے پاس ایک روٹی تھی مین نے اُسکو کھلائی مگر اُسنے کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹھہر جا تو مین تیرے واسطے آٹا پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا ناچار مین نے تمسے شکایت کی اُسوقت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اُسی کا عوض ملا ہی اور بروز قیامت دس حصے اور ملیگا واقعہ چوتھا یہ کہ حضرت داؤد نے ایک شخص کو قاضی مقرر کیا ایک دن عورت حسینہ بدعوی مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اُس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اُسنے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اُسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرط کے پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہو کر دعوی سے دست کش ہوئی جب اِن حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے نکلی جاتی ہی اور شیشۂ دل چور چور ہے اِسکو کسی طور سے پھانسنا واجب ہی تب بزور گواہان لباسی حضرت داؤد کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کُتّے کے پاس رہتی ہی حضرت داؤد نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمان کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجراے حکم کو منع کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے انہین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار کو گواہ کیا ان چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت ایک کُتّے کے پاس رہتی ہی پھر ان چارون کو الگ الگ بٹھلایا اسطرح کہ ایک دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کُتّے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر سُنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو پہونچی تب حضرت داؤد نے اُس مقدمے کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا ان سب نے کُتّے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معاملہ حضرت سلیمان کی نہایت کم سِنی مین پیش ہوا تھا القصہ اسی طرح اکثر مقدمات مین تجویز انجی حضرت سلیمان علیہ السلام کی راے پر منحصر تھی تفاسیر معتمدہ مین لکھا ہی کہ جب عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی

قریب الاختتام پہونچی تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضرت رب العزت کی طرف سے ایک صندوق حضرت
داؤد کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ اپنے سب صاحبزادون کو طلب کرکے استفسار کرو کہ اس صندوق
مین کیا ہی جو کوئی انمین سے جواب راست و درست دیوے خلافت و سلطنت خدا کی طرف سے
اُسی کو عنایت ہوگی اُس وقت حضرت داؤد علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بارہ یا انیس صاحبزادے تھے
اور ہر ایک دعویدار ریاست و خلافت چنانچہ حضرت داؤد نے لڑکون کو جمع کرکے دریافت کیا کسی نے
کچھ بھی جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صندوق مین ایک انگشتری اور
ایک تازیانہ اور ایک خط مُہری ہی اُسی دم حضرت داؤد نے صندوق کھولا تو وہی نکلا حضرت جبرئیل نے
فرمایا ای داؤد یہ انگشتری جنت کی ہی اسکی خاصیت یہ ہی کہ جو شخص اسمین دیکھے تو اُسکو شرق سے
غرب تک نظر آوے اور جو کچھ چاہے حاصل ہو اور تازیانہ دوزخ کا ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ جو کوئی صاحب
تازیانے کا مطیع نہو وہ سزا پاوے بلکہ یہی تازیانہ سزا کو پہونچاوے گویا یہ تازیانہ دورباش ہی اور اس
خط مین پانچ سوال ہین انکا جواب اپنے بیٹون سے پوچھو جو کوئی جواب تحقیقی بیان کرے وہ شخص مالک
و وارث قرار پاوے چنانچہ اُسی وقت حضرت داؤد نے سب بیٹون کو بلایا اور علماے قوم کو بھی طلب کیا
اور سوال کیا کہ ایمان و محبت و عقل و شرم و قوت بدن مین کس جگہہ ہی کسی شخص نے جواب نہ دیا مگر حضرت
سلیمان نے فرمایا ایمان و محبت دل مین ہی اور مقام عقل سر اور جاے شرم آنکھین اور موقع قوت
استخوان اُسی وقت حضرت داؤد نے تازیانہ و خاتم حضرت سلیمان کو عنایت فرماکے تخت سلطنت پر
بٹھلایا دوسرے دن وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سواے سوالات خمسہ کے بارہ سوال اور بھی
تھے کہ انکو بھی حضرت داؤد نے پوچھا ہی اور حضرت سلیمان نے جواب شافی دیا وہ باقی یہ ہین تلخ تر
و شیرین تر و بدتر عالم مین کون چیز ہی اور فراخ تر آسمان و زمین سے کیا ہی اور غنی دنیا مین کون ہی اور
سنگ سے سخت تر و آتش سے گرم تر کون ہی اور دنیا مین آبادی زیادہ ہی یا ویرانی اور موت سے
ہول تر کیا ہی اور بنی آدم پر غالب کون ہی اور جہان مین عورتین زیادہ ہین یا مرد حضرت سلیمان نے
کہا تلخ تر درویشی و شیرین تر تونگری و بدتر مردم آزاری و فراخ تر از آسمان و زمین سخن حق و وصف عدل
و غنی تر مرد قانع و سخت تر دل کافر و گرم تر زیادہ ناامیدی اور دنیا مین ویرانی زیادہ آبادی سے ہی کیونکہ
آخر آبادی ویرانی ہوگی اور موت سے ہول تر دروغ اور غالب تر بنی آدم پر انکا پیٹ ہی اور جہان
مین عورتین مردون سے زیادہ ہین اور کتاب تاج السلاطین مین صاحب اخبار الدول سے نقل
کیا ہی کہ یہ خاتم حضرت آدم علیہ السلام کی تھی جب اُنسے زلّت صادر ہوئی تو وہ خاتم عرش پر پہونچی

ایک جانب مین اُسکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قلم سے نور کے لکھا تھا اور دوسری طرف لا الہ الا ہو کل شئ
ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون اور تیسری طرف لہ الملک والکبریاء والعزۃ والعظمۃ والسلطان اور
چوتھی طرف تبارک اللہ احسن الخالقین اور جب پہنا اُسکو حضرت سلیمان نے تو سجدہ کیا اُنکو اُن لوگون
نے جو گرد اُنکے تھے صبح سے شام تک اور بسبب شدت برق و لمعان کے کوئی شخص اُسمین نظر
نہ ڈال سکتا تھا اور سعید ابن مسیب سے روایت ہی کہ ملک سلیمان خاتم مین تھا اور وہ خاتم یاقوت احمر
کی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام اُسکو بہشت سے لائے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُسمین لکھا تھا
نہین مس کرتا تھا اُسکو مگر طاہر اور مواہب علیہ مین لکھا ہو کہ نامۂ غیب مین یہ سوال لکھے تھے کیا اقرب
و ابعد اشیا بنی آدم سے کیا چیز ہی اور مونس تر و موحش تر کیا ہی اور دو قائم و دو مختلف و دو دشمن
کون ہین اور وہ کون چیز ہی جسکا آخر بد ہی چنانچہ یہ سب سوالات حضرت داؤد نے اپنے بیٹون سے پوچھے
کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان نے فرمایا اقرب اشیا آخرت و ابعد دنیا کی جاہ و حشمت و مونس تر
بدن انسان جسمین روح ہو اور موحش تر مردہ اور دو قائم آسمان و زمین اور دو مختلف شب و روز
اور دو متناقض موت و حیات اور کار محمود الآخر حلم وقت غضب اور مذموم الآخر حدت بالجملہ حضرت
سلیمان نے جملہ سوالات کا جواب درست بیان کیا تو اکابر بنی اسرائیل اُنکی عقل و فطانت و فضل
و کرامت کے معتقد ہوئے اور حضرت داؤد نے اپنا ولیعہد قرار دیا اور انگشتری پہنائی اور تخت
سلطنت پر بٹھلا کر تازیانہ آتشین سامنے رکھ دیا اور خود جانب عبادت خانہ کہ ملقب بکنیسہ صہیون ہی
تشریف لیگئے اور وفات پائی قریب بیت المقدس کے مدفون ہین اخبار الدول مین وہب ابن
منبہ سے روایت ہی کہ چالیس ہزار درویش و عالم جنازے کے ساتھ تھے اور شمار عوام اللہ کو معلوم ہی
اور جسوقت جنازہ نکلا تھا تو شدت گرمی سے متابعین جنازہ بے تاب تھے لہذا حضرت سلیمان نے
چڑیون کو ارشاد کیا اُنھون نے سایہ کیا عمر حضرت داؤد کی بروایت صاحب معارف ایک سو بیس
برس کی ہوئی اور اخبار الدول مین سو برس اور چھ مہینے کی لکھی ہی اور صحیح یہ ہی کہ سو برس کی عمر ہوئی
چنانچہ حدیث میثاق سے ثابت ہی فاکمل اللہ لداؤد مایۃ سنۃ ولآدم الف سنۃ اور بتحقیق حضرت
رفیع الدین دہلوی سے پیدا ہی کہ تولد جناب حضرت داؤد علیہ السلام سے چار ہزار تین سو تینتیس ہبوطی
مین ہوا اُسوقت وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چار سو چھپن برس گذرے تھے اور ولادت
حضرت سلیمان کی سنہ چار ہزار تین سو اکانوے مین ہوئی اُسوقت عمر حضرت داؤد کی اٹھاون
برس کی تھی اور غلبہ کیقباد اُسی وقت مین تھا اور افراسیاب کا زمانہ موسیٰ مین اور وفات

حضرت داؤد کی سنہ چار ہزار چار سو تینتیس ہبوطی مین ہوئی ذکر حضرت داؤد کا سورۂ انبیا و نحل و سبا و صاد مین ہی فائدہ تفسیر عزیزی وغیرہ تفسیرون مین لکھا ہی کہ ایک گروہ قوم بنی اسرائیل کا شہر ایلہ مین کہ مابین مدین و طور بحیرۂ طبریہ کے کنارے واقع ہی رہتا تھا اور توریت کی متابعت کرتا تھا مگر ایک حکم کے نہ ماننے سے مسخ ہو گیا اور وقوع اس عذاب دنیوی کا یون ہوا کہ حضرت داؤد کے زمانے مین یہودیون کی عبادت کا روز یوم جمعہ تھا انھون نے ہفتہ اختیار کیا و لہذا اس روز کی تعظیم انپر واجب ہوئی حتی کہ شکار مچھلی کا نکرتے تھے بلکہ کسی کار دنیوی مین مصروف نہوتے تھے جب کم بختی دامنگیر ہوئی تو اس حکم کے خلاف کرنے لگے اور امتحان مین پڑے گئے کذا فی التفسیر النیشاپوری والمدارک والکبیر اور تفسیر عزیزی مین ہی کہ توریت مین حکم تھا کہ سنیچر کے روز خالصاً مخلصاً عبادت کیا کرو اور کسی کام مین مشغول نہو سو اللہ نے اسطرح امتحان کیا کہ ہفتے کے دن مچھلیان پانی مین ظاہر ہو کر غائب ہو جاتین اور اس سبب سے کہ اس دن مچھلی کا شکار حرام تھا بنی اسرائیل کو گوشت مچھلی کی حسرت رہتی اور چونکہ اہل سواحل کو گوشت ماہی سے رغبت زیادہ بہ نسبت شہریون کے ہوتی ہی صبر نکر سکے لہذا اس خیال مین پڑے کہ اگر کوئی حیلۂ شرعی ہاتھ لگے تو مچھلی کا گوشت کھائین آخر کار عقلاء بنی اسرائیل نے یہ حیلہ نکالا کہ بروز جمعہ وقت شام کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھودتے اور صبح کو یعنی ہفتہ کے دن دریا سے راستہ پانی کے آنے کا کر دیتے کہ مچھلیان اسی راہ سے پانی کے ساتھ گڑھون مین جمع ہو جاتین جب مچھلیان گڑھے مین بخوبی بھر جاتین تو راہ آمد آب بند کر دیتے تاکہ مچھلیان دریا مین نہ جاتین اور رات بھر اسی طرح چھوڑ دیتے اتوار کے دن جال ڈال کر شکار کرتے خواہ ہاتھ سے پکڑ لیتے اور گھرون مین لا کر کھاتے و بیچتے اور کہتے کہ ہم ہفتے کے روز شکار نہین کرتے ہین بلکہ مچھلیون کو حوضون مین رکھتے ہین اور اتوار کو کہ اس دن شکار بحکم الٰہی حلال ہی شکار کرتے ہین اسمین کچھ خلاف شرع نہین ہی الغرض اسی طرح مدت مدید گذری اور کسی نے نہ پوچھا یعنے تو خداوند تعالے کی طرف سے گرفت ہوئی اور نہ کسی نے پیغمبر وقت کو خبر پہونچائی روایت ہی کہ چالیس برس یا ستر برس تک یہ عمل رواج پذیر رہا اور بنی اسرائیل نے معلوم کیا کہ یہ عمل حلال ہی یہان تک کہ نقارہ نبوت داؤدی اس قوم مین بجا اور یہ احوال آنپر کھلا کہ حضرت داؤد نے اول نصائح فرمائی تب اس گروہ بے شکوہ نے حیلۂ شرعیہ اپنا تجویز کیا ہوا پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ ہند کرنا راہ کا اور جمع کرنا مچھلیون کا گڑھون مین بروز شنبہ تمھارے بیان سے واضح ہی پھر تم کہتے ہو کہ ہم بروز شنبہ شکار نہین کرتے خدا سے ڈرو اور اس عمل شنیع سے باز رہو ورنہ عقوبت شدیدہ مین گرفتار ہو گے

اور یہ حیلہ تمکو خراب کریگا اور یہ نہ خیال کرو کہ اتنی مدت تک اللہ نے نہ پکڑا عادت الٰہی یون ہی جاری ہو کہ عقوبت گنہگار مین جلدی نہین کرتے مگر اس وعظ و نصیحت کو بنی اسرائیل نے نہ سنا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ ہمکو اسی حیلے سے ثروت و مکنت حاصل ہوئی ہو اور ایک مدت دراز سے کرتے چلے آتے ہین اب تو چھوڑنا اسکا دشوار ہو اور اگر ہم اسکو چھوڑین تو وجہ معیشت ہماری باقی نر ہے اخبار مین وارد ہو کہ اہل شہر اسوقت مین تین گروہ تھے ایک گروہ بارہ ہزار کا امر معروف و نہی منکر پر مصروف تھا یہان تک کہ شکاریون سے ملنا ترک کر دیا تھا اور اگر ہم خانہ تھے تو بیچ مین دیوارین اٹھا لی تھین نہ تو آپ کسی کے پاس جاتے تھے نہ کسی کو آنے دیتے تھے دوسرا گروہ ستر ہزار کا اس فعل شنیع مین مبتلا تھا تیسرا گروہ وہ تھا جسنے تنگ ہو کر منع کرنا چھوڑ دیا تھا محض ساکت تھے نہ تو اس فعل شنیع مین مرتکب تھے اور نہ منکر بلکہ واعظین و ناصحین کو منع کرتے تھے کہ تم لوگ عبث انکو منع کرتے ہو یہ لوگ اصلا نہ مانینگے القصہ ان کمبختون نے نہ واعظین کا کہنا مانا اور نہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ارشاد پر عمل کیا تب جناب حضرت حق سے ارشاد ہوا کونوا قردۃ خاسئین یعنے ہو جاؤ بندر پھٹکارے یعنے بدصورت و نامعقول و مردود تاکہ لوگ تمسے نفرت کرین یہ اسواسطے فرمایا کہ اگر بندر خوبصورت ہوتے تو بنظر مرغوبیت حرکات و سکنات مردم شہر انکو پرورش کرتے اور طعام لذیذ کھلاتے اور زنجیرین طلائی گلون مین ڈال کر نچاتے اور مصاحبت مین رکھتے بلکہ اطفال خوش حرکات کی طرح محبوب و مرغوب رکھتے اور اس صورت مین تعذیب قرار واقعی نہوتی و لہذا بدصورت بنائے کہ مردم شہر متنفر ہوتے اور عجب معاملہ واقع ہوا کہ ایک روز مانعین اور واعظین نے شکاریون کی آواز نہ سنی تو حیرت مین پڑے اور اپنے گھر کی دیوارون پر چڑھے کہ دیکھین کیا معاملہ واقع ہوا سو دیکھتے ہین کہ تمام گھرون مین بندر پھرتے ہین اور اپنے آشناؤن و قریبون کے پیرون پر سر رگڑتے ہین اور زار زار روتے و شور مچاتے ہین اور تعفن اخلاط سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دیکھنے والے بھاگتے و خوف کھاتے تھے اور جو کوئی شخص بنظر عبرت دیکھنے کو آتا تو وہ طعنے دیتا اور بندر سنکر اپنے سر جھکاتے پوشیدہ نر ہے کہ یہ ارشاد در حقیقت تکوین و ایجاد تھا نہ ارشاد تکلیف و امتحان اور وہ اسطرح واقع ہو گیا کہ گوشت مچھلیون کا انکے پیٹ مین فاسد ہو کر مادہ جذام ہوا اور جانب جلد سے مندفع ہوا کہ پوست جسم مانند پوست بندر ہو گئے اور چہرے متغیر ہو گئے جسطرح علیہ جذام مین ہوتا ہو اور قوت نطق بالکلیہ زائل ہو گئی مگر فہم و شعور انسانی باقی رہا یہ احوال ان لوگون کا ہوا جو شکار کرتے تھے اور اسی حال مین تین روز تک مبتلا رہ کر مر گئے اور واعظین اور ناصحین محفوظ رہے مگر ساکتین مین اختلاف ہے

اِسی قصّے کا بیان سورۂ اعراف مین ہے واسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذ یعدون فی السبت اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا ویوم لا یسبتون لا تاتیھم کذلک نبلوھم بما کانوا یفسقون واذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون فلما عتوا عما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین یعنے پوچھ اُنسے احوال اُس بستی کا کہ تھی دریا کے کنارے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم مین جب آنے لگین ان پاس مچھلیان ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہو نہ آوین یون ہم آزمانے لگے انکو اسواسطے کہ بیحکم تھے اور جب بولا ایک فرقہ اُنمین کیون نصیحت کرتے ہو ایک لوگون کو کہ اللہ چاہتا ہے انکو ہلاک کرے یا انکو عذاب کرے سخت بولے الزام اُتارنے کو تمہارے رب کے آگے اور شاید وہ ڈرین پھر جب بھول گئے جو انکو سمجھایا تھا ہمنے بچا لیا انکو جو منع کرتے تھے بُرے کام سے اور پکڑا گنہگارون کو بُرے عذاب مین بدلا انکی بیحکمی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہمنے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے فائدہ ایک دن حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ اِس آیت کو پڑھتے تھے اور زار زار روتے تھے اہل مجلس حیران و متعجب بیٹھے ہوئے سُنتے تھے دفعتہً عکرمہ چیلۂ خاص ابن عباس آئے اور پوچھنے لگے کہ یا حضرت سبب رونے کا ارشاد کیجیے ابن عبّاس نے کہا کہ مین اِس قصّے مین تامّل کرکے دیکھتا تھا سو میرے خیال مین گذرا کہ شکار کرنے والے بندر ہوئے منع کرنے والے محفوظ رہے مگر سکوت کرنیوالون کا کیا حال ہوگا پھر یہ خیال ہوا کہ شاید شکاریون کے شریک ہوئے ہون کیونکہ ہرگز امر معروف و نہی منکر کرتے تھے اسی فکر مین اِس بات پر روتا ہون کہ اکثر لوگ سکوت و مداہنت مین گرفتار ہین عکرمہ نے التماس کیا کہ یا حضرت ساکتین حکم واعظین مین ہین یعنے بلاشبہ ناجی ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اِس دعوے پر دلیل کیا ہے بیان کر تا کہ میرے دل کو تسلّی ہو عکرمہ نے کہا مین نے کئی بار آپ کی زبان سے سُنا ہے اور مقررات شرعیہ سے بھی ہے کہ امر بالمعروف و نہی منکر فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ مین بعضے کا بجا لانا حکم کل مین ہے اگر ایک جماعت نے امر بالمعروف فرمایا تو سب کے ذمّہ سے ساقط ہوگیا اور سکوت کرنے والون سے مواخذہ نہ رہا اگر سب کے سب خاموش رہتے تو البتہ شریک گنہگارون کے ہو جاتے اور جو وہ لوگ واعظون کو منع کرتے تھے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ لوگ قبول امر و نہی سے مایوس ہو گئے تھے نہ از راہ مداہنت و رضا بگناہ پس حضرت ابن عباس یہ کلام سُنکر خوش ہو گئے اور اُٹھکر پیشانی عکرمہ پر بوسہ دیا اور گلے سے لگایا اور اپنے پاس بٹھلا لیا سبحان اللہ بوجہ عنایت و فضل الٰہی سے اکثر غلام و کم اصل صحبت علما و صلحا سے ریاست دین و دنیا کی حاصل

کرتے ہین سے داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند * میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید * اصح بحسب
روایت و درایت یہ ہی کہ فرقہ ممسوخہ تین دن مین مرگیا اور نسل باقی نہین رہی کما روے ابن ابی حاتم
وابن جریر عن ابن عباس لم یعش مسخ قط فوق ثلث ایام ولم یاکل ولم یشرب ولم ینسل معلوم ہوتا ہی کہ
اولاً حضرت خاتم النبیین کو بقاء نسل بعض ممسوخات مین تامل وتردد تھا چنانچہ موش کے حق مین آیا ہی کہ
وودھ انٹنی کا نہین پیتے شاید فرقہ بنی اسرائیل سے ہون اس صورت مین مسخ ہوگئے ہون آخرکار
ملعونیت اس فرقے کی دونون جہان مین متحقق وثابت ہوئی اور عدم بقاے نسل بخوبی واضح ہوا
کذا قال استاذ الاستاذ فی العزیزیہ فائدہ مسخ ہونا فرقہ یہود کا مشہور ہی قابل انکار نہین آنحضرت کے زمانے
مین یہود کو خطاب کرتے تھے یا اخوان القردۃ والخنازیر اور تبدیل ہیئت خالق حقیقی پر دشوار نہین جو کوئی
یہ ایمان رکھتا ہی کہ خالق لایزال ابداع جواہر اور اختراع عناصر کی قدرت رکھتا ہی وہ جانتا ہی کہ انقلاب
صورت اور تبدیل اعراض بھی کرسکتا ہی پس حقیقت انسانیہ بھی ہیکل مخصوص ہی اور عوارض وصفات
اسکے مخصوص نہین ہین ورالا لازم آوے کہ جب انسان بوڑھا ہوجاے یا جوان یا قوی تو حقیقت اسکی
متبدل ہوجاے حالانکہ ایسا نہین ہی پھر جب کہ اس ہیکل کو باطل کرکے اسکی جگہ ترکیب قردی ظاہر
فرمائی تو حقیقت انسانیہ متبدل نہ ہوئی بلکہ وہ عوارض وصفات کہ ہیکل انسانی کا اسپر مدار تھا معدوم
ہوئے اور بجاے انکے اور عوارض وصفات کہ مخصوص بصورت بنا در تھے ایجاد فرمائے پس مسخ
صورت متحقق ہوگیا اور روح انسانی متبدل نہوئی اور عقل وفہم قائم رہی تاکہ تغیر خلقت وکراست صوت
وغیرہ خواص انسانیہ سے بھی متالم ہووین اور معنی عقوبت ومجازات ثابت ہوجاے اور ظاہر ہی کہ مسخ
معنوی مین تبدل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہوگا مثلاً تغیر ذکا ببلادت وتبدیل قناعت بحرص وتحاف
طہارت بنجاست وغیر ذلک اور عقل سلیم کے نزدیک تغیر صفات نفسانیہ کا ہیچ تغیر صفات محسوسہ کے
اصلا فرق نہین معلوم ہوتا پھر مسخ معنوی کو تسلیم کرنا اور مسخ صوری کا انکار کرنا یا تیراب مسخ معنوی
سے ہی سفہاے معتزلہ اسی حماقت مین گرفتار ہین اور آیت قرآنیہ مین تاویل دور از کار کرتے ہین
کر کونوا قردۃ سے مسخ معنوی مراد ہی یعنی تبدیل قلوب وعقول جیسا اور کافرون کے حق مین ہی ختم اللہ
علی قلوبہم وطبع فی قلوبہم وکمثل الحمار یحمل اسفارا ومثلہ کمثل الکلب اور اس وار دات کو یون تحریر
کرتے ہین کہ جسطرح استاد شاگردکو ون سے کہے خر باش یا سگ باش یا خنزیر شو اور دلیل اسپر
لاتے ہین کہ مسخ حقیقی انسانیت سے خارج کردیتا ہی پھر لائق سزا وجزا کو انسانیت شرط ہی جسطرح
تکلیف کیواسطے انسانیت ضرور ہی کیونکہ جزا وسزا تکلیف پر متفرع ہی اور اسی کا ثمرہ ہی اور جو چیز شرط

کے

اصل کے ہو وہی شرط فرع کی ہو جواب یہ ہو کہ یہ دلیل بطلان مسخ حقیقی کی ہو اُسکے بطلان سے مسخ معنوی لازم نہین آتا کیونکہ اس مقام مین تین خبرین متغائر ہین مسخ حقیقی مسخ صوری مسخ معنوی اور ہم مسخ صوری کی اثبات پر دلائل قائم کرتے ہین پوشیدہ نہ رہے کہ تبدیل سیرت اس اُمت مین ہو سکتا ہو اور مسخ صوری مخصوص امم سابقہ سے ہو اس اُمت مین نہوگا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ صاحب کے حضور مین کام نہین آتا کیونکہ وہ دل کا حال دیکھتا ہو اور یہ بھی مستنبط ہوا کہ جس کسی کو رزق حلال نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے یہ بھی آزمائش ہو آخر وہ روزی وبال ہو جاتی ہو دیکھو مرتشی در بواخوا کیسے نظرون مین ذلیل و خوار ہوتے ہین تذییل واضح ہو کہ جب تین برس نبوت حضرت داؤد پر گذرے تو لقمان کو اللہ نے حکمت عطا کی کما اشار الیہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ معالم مین نسب انکا اسطرح ہو کہ لقمان ابن باعور ابن ناخور ابن تارخ یعنے آذر اور بعضے لقمان ابن عنقا کہتے ہین اور وہب ابن منبہ بھانجا ایوب پیغمبر کے بتلاتے ہین اور مقاتل برادر خالاتی اور واقدی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے و بالاجماع حکیم و ولی تھے نہ پیغمبر و نبی اور قوم کے حبشی تھے عمر دراز تھے بعض کہتے ہین ہزار پیغمبرون کی خدمت مین رہے ہین آخبار الدول مین ہو کہ ہزار پیغمبرون سے علم سیکھا ہو اور ہزار کو پڑھایا ہو اور غلام معتق لفن ابن حسن کے تھے اور ابن عباس کے نزدیک مرد سیاح تھے اور عکرمہ قائل نبوت ہین اور بعض کے نزدیک اللہ نے حکمت و نبوت مین مختار کیا تھا لقمان نے حکمت قبول کی اور صورت یہ ہوئی کہ لقمان قیلولہ کرتے تھے آواز آئی ای لقمان خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہو لقمان نے کہا اگر یہ آواز بطور تخییر ہی تو مین عاقبت چاہتا ہون جو عزم الٰہی یون ہی ہو تو مطیع ہون کیونکہ اس صورت مین اعانت قرار واقعی ہوگی فرشتون نے ہاتفانہ آواز دی کہ اسمین کیا الم ہو لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم و لحظہ بلا مین رہتا ہو اور ہر طرف سے اسکو ظلم گھیرتا ہی اگر اُسنے عدل کیا تو نجات پائی اور جو خطا کی تو خرابی مین پڑا اور اگر اُسنے دنیا آخرت قبول کرلی تو دونون برباد ہوئین سو ذلت دنیا شرافت دنیا سے بہتر ہو اگر آخرت بہتر ملے فرشتون نے تعجب کیا اور لقمان پھر سو رہے تب اللہ نے اُنکو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی یعنے اُنکو بھی آواز آئی تھی اُنھون نے بلا تامل قبول کیا اور لغزش قدم انکی معاف ہوئی بعضے کہتے ہین کہ لقمان حضرت داؤد کی وزارت کیا کرتے تھے ابو اللیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان ابو الانعم تھی اور عین المعانی مین ہو کہ دس برس حضرت داؤد سے چھوٹے تھے اور یونس کی نبوت تک زندہ رہے اور خالد ربعی سے روایت ہو کہ پیشہ انکا نجاری تھا اور سعید ابن مسیب کے نزدیک خیاطی اور صحیح یہ ہو کہ اکثر بکریان چراتے تھے اور گاہے نجاری و خیاطی بھی کرتے تھے روایت ہو کہ ایک دن

احوال لقمان

کتنین وعظ و نصیحت فرمارہے تھے ایک عالم بنی اسرائیل سے کہا تو وہی لقمان ہو جو بکریان چراتا تھا کہا بیشک کہا یہ رتبہ کسطرح پایا فرمایا تین باتون سے تصدیق کلام اداے امانت ترک لایعنی اور امام مجاہد نے لکھا ہو کہ لقمان غلام حبشی غلیظ الشفتین اسود اللون اللہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی باتین نکالتے تھے جو احکام انبیاء سے مطابق ہوتی تھین تفسیر ثعلبی مین لکھا ہو کہ ایک روز حضرت لقمان کو انکے مولی نے اور غلامون کے ساتھ باغ مین بھیجا میوہ لاتے کو غلامون نے راہ مین کھالیا اور لقمان کو تہمت لگائی مالک ناراض ہوا لقمان نے کہا تہمت کرتے ہین مالک نے کہا کسطرح معلوم ہو حضرت لقمان بولے کہ آب گرم پلا کر دوڑا ؤ میانتک کہ قے ہو جسکے پیٹ سے میوہ نکلے وہی چور ہی سو مالک نے اسی طرح کیا تب چور معلوم ہو گیا اور لقمان تہمت سے پاک ہو تب مالک نے انکو آزاد کر دیا مولانا روم اس مقام مین فرماتے ہین ؎ گشت ساقی خواجہ از آب حمیم ، مر غلامان را وخوردند آن زبیم ، بعد از ان میراندشان در دشتہا ، میدویدند آن نفر تحت و علا ، در قے افتاد ایشان از عنا ، آب مے آورد زایشان میوہ ہا ، چونکہ لقمان را در آمد قے زناف ، مے برآمد از درونش آب صاف ، حکمت لقمان چو داند این نمود ، تا چہ باشد حکمت رب الوجود ، تواریخ معتبرہ سے پایا جاتا ہو کہ مالک نے حضرت لقمان کو آزاد کیا اور مال اسقدر دیا کہ حضرت لقمان اس سے تجارت کرنے لگے اور بلا کفالت و تحریر دستاویز لوگون کو قرض دیا کرتے اور بعض اہل تحقیق وجہ آزادگی لقمان مین لکھتے ہین کہ انکے مولی نے کہا میرے واسطے ایک بکری ذبح کر اور جو دو چیزین بہتر ہون سو لا انھون نے ایک بکری ذبح کی اور دل و زبان نکال کر لائے بعد چندے پھر ایک بکری کے ذبح کا حکم دیا اور کہا کہ اسکے گوشت سے جو دو چیزین بدتر ہون لا حضرت لقمان بکری ذبح کرکے پھر دل و زبان نکال کر لیگئے تو خواجہ نے اسکی کیفیت سے سوال کیا لقمان نے فرمایا اے خواجہ بگاہ کہ دل اگر پاک ہو اور زبان قول ناشائستہ سے پاک ہون تو ان سے خوشتر کوئی شے جسم مین نہین ہو والا ان دونون سے بدتر کوئی چیز نہین اسی وقت مالک نے انکو آزاد کیا اسی طرح وجوہ آزادگی اور بھی تواریخ مین مذکور ہین واللہ اعلم بالصواب بالجملہ متکلم قدیم نے حضرت لقمان کو نعمت طلاقت لسانی اور دولت خوش بیانی ایسی عطا فرمائی کہ اسکے ادائے شکر مین سب لوگون کو سراً و علانیۃً نصائح فرمایا کرتے چنانچہ بعض انصائح انکے جو کہ انھون نے اپنے بیٹے کو فرمائے تھے اللہ تعالی نے پسند کرکے کلام معجز نظام مین ذکر کیے ہین اول یابنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم یعنے اے بیٹے شریک نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہی دوسرے یابنی اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور

یعنے اے بیٹے قائم رکھ نماز اور سکھلا بہتر بات او منع کر برائی سے اور سنبھال جو تجھ پر پڑے بیشک یہ ہمت کے کام ہا صل یہ کہ نماز کو قائم رکھ تا کہ نفس کمال پاوے اور اچھی باتون کا حکم کر اور بری باتون سے باز رکھ تا اور لوگ کامل ہون اور اس بات مین جو کچھ شدائد پہنچین ان پر صبر کر کیونکہ یہ بڑی ہمت کا کام ہے امر بالمعروف وہ ہے کہ موافق شریعت اور سنت کے ہو اور منکر وہ کہ مخالف عقل و نقل کے ہو اور جو نماز کے ساتھ زکوۃ کو نہین کہا سو اسلیے کہ ایسے لوگون کے پاس مال کہان ہوتا ہے تیسرے ولا تصعر خدک للناس یعنے اپنے گال نہ پھولا لوگون کی طرف یعنے غرور و تکبر نہ کر بلکہ متواضع و متخلق ہو اور عاجزی و فروتنی اختیار کر چوتھے ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور یعنے مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہین بھاتا کوئی اتراتا بڑا ئیان کرتا جیسا نمرود و شداد و فرعون کا حال ظاہر ہوا پانچ و قتادہ کہتے ہین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فقیرون کو حقیر نہ جان بلکہ غنی و فقیر کو یکسان تصور کر پانچوین واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر یعنے چل بیچ کی چال اور نیچی کر اپنی آواز بیشک بری سی بری آواز گدھون کی ہے کہ اول زفیر و آخر شہیق ہے اور یہ دونون آوازین اہل نار کی ہین اور باوجود بلندی اور رفعت کے مکروہ طباع و موجب وحشت سماع ہے عین المعانی مین ہے کہ مشرکین عرب بلند آوازی پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالی نے اس آیت سے رد کیا اور حضرت صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے اور سخت و درشت سے کراہت اور انجیل مین ہے کہ اے عیسی میرے بندون سے کہدے کہ مناجات مین آوازین نرم کرین کہ مین سنتا ہون اور دل کی بات جانتا ہون اور وجہ تخصیص بد آوازی حمار کی یہ ہے کہ آواز اسکی عرب مین ضرب المثل ہے کراہت مین سفیان ثوری فرماتے ہین کہ فریاد ہر حیوان کی تسبیح ہے مگر فریاد خر کہ وہ شیطان مردود کو دیکھکر بولتا ہے حدیث شریف مین وارد ہے اذا سمعتم نہیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ رای شیطانا یعنی جب سنو تم آواز گدھے کی تو پناہ پکڑو اللہ کی شیطان راندے ہوئے سے اسواسطے کہ اسنے دیکھا ہے شیطان کو اور اہل حقیقت فرماتے ہین کہ آواز گدھے کی اس سبب سے بد ہے کہ گدھا تین طرح پر آواز کرتا ہے یا گھاس و دانہ کھانے کو مانگتا ہے یا اجراے شہوت چاہتا ہے یا کسی دوسرے گدھے سے لڑا چاہتا ہے اور جو آواز کہ غلبہ صفات رذیلہ بہیمیہ سے ہوتی ہے وہ بہر نوع بدترین آوازون مین ہے اور جو صدا صاحب اخلاق روحانی و ملکی سے کان مین آوے وہ خوشترین صداؤن مین ہے ؎ نغمہاے عاشقان بس دلکش است ۔ استماع نغمہ ایشان خوش است ۔ پوشیدہ نرہے کہ سواے اس بیٹے کی اور کوئی اولاد حضرت لقمان کے نہ تھی اور نام اسکا بروایت بعضے بلعم و بروایت بعضے سکم و بقول بعضے

ماثان بالمیم و بقولے باران بالباء الموحدہ و بقولے دران بالدال المہملہ و بقولے انعم و بقولے مشکم تھا
سو اُسنے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اذن چاہا اُنھون نے اجازت دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر
مہیا ہوجاوے تو میرے پاس آنا کہ مین کئی باتین ضروری تجھسے کہونگا سو وہ بعد درستی اسباب سفر
حاضر ہوا اوّل حضرت لقمان نے نصیحتین فرمائین جو اللہ نے بیان کین اور سورۂ لقمان مین ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائین بعد اُسکے حسب روایت بعضے مؤرخین حضرت لقمان نے کہا اے
بیٹے اس شہر سے نکل کر ایک جنگل ملیگا اُسمین ایک چشمہ آب جاری ہے اُسکے کنارے ایک درخت ہے
سو تو اُس چشمے کا پانی نہ پینا اور درخت کے سایہ مین نہ ٹھہرنا اُس سے آگے چل کر ایک قریہ ملیگا اُسمین
میرے دوست رہتے ہین وہ تیرے پاس آوینگے اور نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے گھر لیجاوینگے اور
ایک عورت حسینہ و جمیلہ سے تیرا نکاح کرنا چاہینگے تو ہرگز قبول نہ کرنا اور مین اپنے خدا سے امید
رکھتا ہون کہ تو اُسکے شر سے محفوظ رہیگا وہان سے آگے بڑھکر ایک شخص ملیگا کہ اُسپر ہزار روپیہ کچھ قرض
آتا ہے اُس سے روپیہ وصول کرنا مگر رات کو اُسکے پاس نہ رہنا اور ایک بات میری خیال مین رکھنا کہ
اسی اثنا مین ایک مرد بزرگ فرشتہ تیرے ساتھ ہونگے وہ جو کچھ کہین اُسپر عمل کرنا گو میرے نصائح کے
خلاف ہو یا نجملہ بیٹا حضرت لقمان کا رخصت ہوا اور اُسی جنگل مین پہونچا تو ایک چشمہ پُرآب نہایت
شیرین و صاف نظر آیا اور اُسکے کنارے ایک درخت سایہ دار لگا ہوا تھا اُسکے نیچے ایک مرد بزرگ
مشائخ صورت بیٹھے ہوئے دیکھے بیٹے اسکو غلبہ تشنگی اس مرتبہ ہوا کہ بیتاب ہوا اور چاہا کہ تھوڑا توقف کرکے پانی
اس چشمے سے پیون اور سایہ درخت مین ٹھہرون مگر وصیت اپنے پدر مہربان کی یاد تھی تو اُسی کیفیت
مین آگے بڑھا اُس بزرگ نے پکار کر کہا کہان جاتا ہے گرمی بہت ہے اس درخت کے سایہ مین ٹھہر جا
اُسنے کہا میرے باپ نے منع کیا ہے اُسنے کہا تجھکو قسم ہے توقف کر اُسکو یاد آیا کہ میرے باپ نے
کہا تھا کہ ایک بزرگ ملینگے اُنکے ارشاد کو قبول کرنا شاید کہ یہ بزرگ وہی ہین فوراً پلٹا اور باادب و
تسلیم سلام کرکے بیٹھ گیا اور وہین کھانے کو کھایا اور اُسی چشمے کا پانی پی کر سایہ درخت مین لیٹ کر سو گیا
حالت خواب مین ایک سانپ درخت سے اُترا اُسنے چاہا کہ اُسے کاٹے اُس بزرگ نے مار کر
پوشیدہ کر دیا پھر بیٹا حضرت لقمان کا جاگا اور آگے کو چلا وہ بزرگ ہمراہ ہوئے یہان تک کہ اُس
قریہ مین جسکا نشان لقمان نے دیا تھا پہونچا وہان کے لوگ جمع ہو کر حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے
کہان سے آئے کہان جاؤ گے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام بیان کرو اُسنے بیان کیا کہ مین حضرت
لقمان کا بیٹا ہون واسطے تجارت کے نکلا ہون اُن لوگون نے کمال تعظیم سے اپنے گھر مین اُتارا

جب سب لوگ کھانا کھانے لگے ایک شخص نے پسر لقمان سے کہا یہان ایک عورت عقلمند خوبصورت نہایت وضعدار بڑی مالدار حسب نسب مین سب قوم کی سردار ہی اگر تو نکاح کرے تو ہمارا کمال افتخار ہی اور ہمکو خوشتر از ہمہ اقسام تجارت روزگار ہی اُسنے کہا مین نکاح نکرونگا میرے والد بزرگوار نے منع کیا ہی اُس بزرگ نے کہا ای بیٹے یہ لوگ منت و سماجت کرتے ہین قبول کرلے تب اُسنے نکاح کیا پھر اُس قوم کا ایک شخص آیا اُسنے کہا تونے بہت بڑا کیا یہ عورت سو خاوندون کو خلوت اولی مین مار چکی ہی اِس سے اُسکو نہایت ملال ہوا بزرگ نے کہا اندیشہ مت کر جو مین کہون اُسکے موافق کر تا کچھ نقصان نہوگا وہ عمل یہ ہی کہ جب عورت تیرے پاس آئے تو اُس سے کلام نکرنا بلکہ حتی الوسع میرے پاس آجانا کہ مین تمہیں صائب کردونگا چنانچہ رات ہوئی اور عورت آئی اُسنے بعد توقف کہا باہر کچھ کام ہی آتا ہون سو بزرگ پاس حاضر ہوا بزرگ نے فرمایا ایک پیالے مین آگ لاؤ وہ آگ لایا اُسنے سانپ کو آگ پر رکھ دیا اور فرمایا اِسے لیجا عورت سے ایا کر برہنہ ہو کر اِس مجمر پر بیٹھے اور دھوان لے پھر ایک ساعت بعد میرے پاس لے آ اُس بیچارے نے ویسا ہی کیا جب دھوان رحم عورت مین پہونچا تو دو سانپ فرج کی راہ سے گرے اور آگ مین جل گئے چنانچہ یہ سب حال بزرگ پر ظاہر کیا تب بزرگ نے اجازت دی کہ اب بے تکلف اُس سے صحبت کر چنانچہ ولد لقمان تمام رات اپنی زوجہ کے پاس باعیش و نشاط رہا صبح کو خوش و خرم صحیح و تندرست اٹھا سسرال کے لوگ نہایت خوش ہوئے شادیانے بجے خیرات ہوئی مبارکباد ہوئی بعد چندے اُس صاحبزادے بد اقبال نے ارادہ کیا کہ اپنے باپ کا قرض بھی وصول کرون دریافت ہوا کہ وہ لوگ جو روپیہ چاہتے ہین دریا پر ہین اُسنے بزرگ سے پوچھا فرمایا تو آگے آگے چل مین بھی پیچھے پیچھے آتا ہون لوگون نے کہا کہان جاتے ہو بولا اپنا روپیہ لینے جاتا ہون اُن لوگون نے کہا جسکے پاس آپ تشریف لیے جاتے ہین وہ بڑا اجوہ ہی اُس سے خبرداری دشوار ہی مگر وہ لڑکا روانہ ہوا وہ بزرگ بھی ہمراہ گئے یہانتک کہ دریا پر پہونچے ملاقات بھی مقصود الیہ سے ہوئی اُسنے پوچھا کہان آئے کون ہو بولا حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہون میرا حق واجب تجھپر ہی اُسے ادا کر بولا درست ہی آپ کا حق واجبی ہی رات کو آرام فرمائیے علی الصباح روپیہ اپنا لیکر روانہ ہو جئیے ولد لقمان نے کہا قیام شب سے میرے باپ نے منع کیا ہی اُس بزرگ نے کہا کچھ مضائقہ نہین شب باش ہو دیکھو تقدیر الٰہی کیا ہوا اور کسکی قسمت مین کیا لکھا ہی ناچار اُسنے شب باشی کا اقرار کیا اُس کمبخت نے کنارے دریا کے ایک مکان ایسا تعمیر کرایا تھا کہ وقت مد یعنے دریا کے بڑھنے پر وہان کے ساکنین دریا مین ہوتے تھے سو وہ مکان اُس حقدار کے لیے تجویز کیا کہ یہ بیچارہ اُس جگہ سو رہا صرف بزرگ بیدار رہے جب رات گذری تو پانی بڑھنے لگا بزرگ نے اُسے بیدار کیا اور دو لڑکے اُس ناعاقبت اندیش کے

بالاے خانہ تھے انکو مع تخت نیچے لایا اور وہان سُلایا جس جگہ والد لقمان ہو یا تھا اور آنکے مقام پر خود
مع پسر لقمان آرام فرمائی جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے انکو سلامت باکرامت پایا اور اپنے
صاحبزادون کو غرق دریاے نکبت وضلالت تب کہنے لگا جو تدبیرین نے تمھارے لیے کی تھی وہ مجھی
پڑی سچ ہی من حفر بیرًا لاخیہ وقع فیہ چاہ کندہ را چاہ درپیش ناچار اُسنے روپیہ قرضے لا ادا کیا وہ بزرگ
مع فرزندار جمند لقمان اُس نوعروس کے پاس آئے اور اُسکو مع مال ومتاع لیکر گھر چلے جب متصل
گھر کے آئے بزرگ نے فرمایا مین نے تیری مصاحبت وہمرہی کیسی کی اُسنے کہا کہ یہ سب رنج مین بھائی
مصاحبت سے رفع ہوئین اور یہ مال ملا اِس سے بہتر نصرت دیا رہی رو مصاحبت کیا ہوگی بزرگ نے
کہا مجھے کیا فائدہ ہوا اُسنے کہا کہ نصف مال آپ لیجیے الغرض آدھا مال بانٹکر آدھے سے کم آپ لیا
اور باقی اُن بزرگ کو دیکر روانہ ہوا اگر وہ بزرگ پھر بھی ساتھ چلے اور کہنے لگے کہ امر لڑکے تو نے یہ مال
مجھکو خوف سے دیا ہی یا بلا خوف بولا مین نے خوشی سے دیا ہی بزرگ نے فرمایا تجھکو یہ مال مبارک رہے
مجھکو مطلق خواہش دنیا کی نہین ہی مین تمھارے باپ کی صفت امانت ہون کہ مجھکو تیرے ساتھ کیا ہی
چنانچہ حضرت لقمان کے بیٹے نے کل مال لیا اور اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سب حال
گذشتہ التماس کیا حضرت لقمان شکر حق بجالائے فائدہ روایت ہی کہ حضرت لقمان نے آخر عمر میں
خلق سے کنارہ کرکے مابین رملہ وبیت المقدس مقام فرمایا اور بطور وصیت اپنے بیٹے کو نصائح فرمایا
اور ارشاد کیا کہ جو کوئی شخص اِن نصیحتون کو اپنا شعار کرے دنیا وآخرت مین نفع اُٹھاوے وہ نصیحتین یہ ہین ا خدا کو پہچان
کہ ان دیکھون ہی ۲ نصیحت کنندہ کو واجب ہی کہ آپ اُس نصیحت پر عمل کرے بعد اُسکے دوسرے کو فرماوے کیونکہ
کہ جبتک آپ اُسپر عمل نکریگا اُسکے فرمانے مین اثر نہوگا اور نصیحت سُننے والے بھی کہینگے خود فضیحت دیگران را نصیحت
۳ سخن باندازہ قدر خود کہنا چاہیے فضول گوئی محض فضول ہی اسواسطے کہ جو کلام ایسا ہی وہ بے اعتبار ہی
۴ لوگون کی قدر پہچان کہ موجب تالیف قلوب ہر خاص وعام ہی ۵ ہر کسی کا حق پہچان کہ سبب خوشنودی
خلق وخالق ہی ۶ اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ یہ طریق انبیا علیہم السلام ہی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام
نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے فرمایا لاتقصص رؤیاک علے اخوتک ۷ دوست کو سختی کے وقت
آزمایش کر کیونکہ دولت وثروت مین ہر کوئی دوست بنتا ہی اور یہ دوستی لائق اعتبار نہین کہ راست
مین دوست بنے اور سختی مین خبر نہوے ؎ دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست * در پریشان حالی
ودرماندگی * ۸ یار کو فائدہ ونقصان مین امتحان کر اور دیکھ نفع ونقصان مین مراعات محبت اُسکو
ملحوظ ہی یا نہین ۹ احمق ونادان کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ انکی مصاحبت سے قطع نظر خفت ورسوائی

بجز ضرر و نقصان فائدہ متصور نہیں ۱۰ دوستی زیرک و دانا کی اختیار کر کہ اسکے فوائد ظاہر ہیں ۱۱- کار خیر میں
سعی و کوشش کر ۱۲ عورتون پر اعتماد نہ کر کیونکہ یہ فرقہ ناقص العقل والدین ہی ۱۳- تدبیر امور مصلح خیر و دانشمند
سے پوچھ کیونکہ اہل دانش صلاح نیک فرمائیگا ۱۴ جو سخن زبان پر لاؤ چاہیے کہ مدلل ہو کیونکہ کلام بے دلیل
پایۂ ثبوت نہیں رکھتا ۱۵ جوانی کو غنیمت سمجھکر جو کچھ ہو سکے امور خیر سے کرلے پھر افسوس رہجائیگا ۱۶ جوانی میں
دونون جہان کا کام درست کر کیونکہ زمانہ طفولیت بے تمیزی میں جاتا ہی اور زمان شیخوخیت ضعف و
نقاہت کہ اسمین نہ کار دنیا ہو سکتا ہی نہ دین کا ۱۷- اپنے دوستون کو عزیز رکھ کہ یہ بات ہر امر میں موجب
اتحاد ہی اور مخالفت سبب ہراس ۱۸ دوست و دشمن سے کشادہ پیشانی رہنا لازم ہی کہ اس لطف
مدارا کا فائدہ ظاہر ہی ۱۹ مادر و پدر کو غنیمت جان اور انکی اطاعت میں کوشش کر ۲۰ استاد کو بہتر از
پدر جان کہ اسکے سبب سے شناخت خدا و رسول حاصل ہوتی ہی ۲۱ خرچ باندازہ آمد کرنا چاہیے کیونکہ
خرچ آمد سے زیادہ موجب خواری ہی اور انجام اسکا رسوائی ۲۲ جملہ امور میں طریق توسط اختیار کر کہ خیر الامور
اوسطہا لیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہی ۲۳ سخاوت و جوانمردی اختیار کر ۲۴ خدمت مہمان کی
بجا لا یعنی اسکے مراتب کے لائق بجا لا ۲۵ جب خانۂ غیر میں جا تو زبان و چشم کو نگاہ رکھ یعنی
ہر طرف نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہہ کہ ناگوار خاطر صاحب خانہ ہووے ۲۶ جسم و جامہ پاکیزہ رکھ کیونکہ
طہارت ظاہری سبب طہارت باطنی کا ہی ۲۷ جماعت سے موافق رہ کیونکہ اسکے خلاف میں مورد
طعن ہوگا ۲۸ اولاد کو علم و ادب سکھلا - ۲۹ کفش و موزہ کے پہننے میں ابتدا داہنے سے کر اور اوتار
بائین سے یعنی یہ کلیہ اپنے خیال میں رکھ کہ شروع کرنا فعل نیک کا داہنے سے افضل ہی اور ترک فعل بائین
سے ۳۰ ہر شخص سے معاملہ اسکے انداز کے موافق کر ۳۱ رات کو جو کچھ بات کہنا ہو آہستہ کہا کر
یعنی سخن راز آہستہ کہنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو ۳۲ دن کو جو بات کہنا ہو ہر طرف نگاہ کرکے کہہ تاکہ دوست
یا دشمن نہ سنے ۳۳ کم کھانے اور کم سونے اور کم بکنے کی عادت ڈال کیونکہ تکثیر طعام موجب کاہلی کا ہی اور
زیادتی خواب سبب نحوست اور کثرت کلام علت پریشانی دماغ و خفت عقل ہی ۳۴ آنچہ برخود نہ پسندی
بر دیگران مپسند اسلیے کہ ناپسند کرنا کسی چیز کا بسبب عیب و نقصان کے ہوتا ہی تو دوسرے کے واسطے وہ
چیز عیب دار تجویز کرنا موجب ناخوشی و عداوت ہی ۳۵ جملہ کام بہ تدبیر و دانائی کرنا چاہیے ۳۶ بغیر سیکھے ہوئے
کسی کام کے دعوی استادی نازیبا ہی ۳۷ عورت و لڑکے سے راز کی بات کہنا نہ چاہیے کیونکہ یہ دونون بسبب
نقصان عقل کے پوشیدہ نرکھ سکینگے ۳۸ بد اصلاون اور کمینون سے وفا کی امید نہ رکھ چنانچہ مشہور ہی کہ ع اصل بد
از خطا خطا نکند ۳۹ کسی کام میں بغیر اندیشہ نہ پڑ یعنی بلا خوض و فکر آغاز و انجام نیک و بد کے کوئی کام شروع

کرنا چاہیے کہ یہ دلیل نادانی ہے ۴۰ جو کام نہین کیا ہے اُسکو کیا ہوا نہ سمجھ یعنے بدون کیے ہوئے کسی کام سے معلوم نہین ہوتا کہ ہو سکیگا یا نہین پھر اُسکو جاننا کہ مین کرونگا کمال بیدانشی ہے اور انجام کرنا ۴۱ ای امر جو کام آج کرنا ہے اُسکو کل پر نہ چھوڑ کیونکہ تاخیر مین بیشتر ایسے امور پیش آجاتے ہین کہ وہ کام نہین ہوتا دوسرے رہ جاتا ہے ۴۲ جو آپ سے بزرگ ہو اُس سے خوش طبعی و ظرافت نہ کر یہ امر خلاف ادب ہے ۴۳ مرد عالی رتبہ سے کلام طویل نہ کو کیونکہ ترک ادب ہے ۴۴ عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنی ادنیٰ لوگون سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہوکر حد ادب سے گذر جاوین ۴۵ حاجتمند کو ناامید نہ کر ۴۶ نزاع گذشتہ کو یاد نہ کر ۴۷ اورون کی خیرات و مبرات کو اپنی حسنات مین نہ ملا یعنی اگر تو ارادہ خیر رکھتا ہے تو اورون کو شامل نہ کر نہ اپنی درخواست سے نہ اُنکی استدعا سے مثلاً تجھکو مسجد یا خانقاہ یا مہمانسرا بنانا منظور ہے تو بنوا دے اور اورون سے اعانت طلب نہ کر اسواسطے کہ تجھکو کچھ فائدہ نہین بلکہ مظنہ خیانت ہے ۴۸ اپنا مال دوست و دشمن کو نہ دکھا کہ مال کو ہر شخص دوست رکھتا ہے اور ہر شخص اُسکا دشمن بھی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ طمع دوست کو دشمن بنا دیتی ہے ۴۹ برادری ترک نہ کر یعنی یگانون کا حق خیال مین رکھ اور صلہ رحم پہونچایا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی حق و بدنامی در خلق ہے ۵۰ نیک لوگون کو غیبت سے یاد نہ کر ان الغیبۃ اشد من الزنا کیونکہ زنا کرنے والا جب توبہ کرے تو اُسکا گناہ بخشا جاتا ہے اور یہ گناہ باوصف توبہ بخشا نہین جاتا تاوقتیکہ وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب عوام کی غیبت کا یہ حال ہے تو خواص کی غیبت اُس سے بدتر ہے ۵۱ آپ کو مت دیکھ یعنے بنظر عجب و پندار ۵۲ جماعت جب کھڑی ہو تو اُسکی موافقت کر یعنی نمازیون کی جماعت مین شریک ہوا کر ۵۳ انگلیان اپنی مت چٹکا کہ یہ حرکت لغو ہے اور ارباب تہذیب اِسکو معیوب جانتے ہین اور موافق قواعد طبیہ کے اِس حرکت سے انفصال مفصل ہوجاتا ہے اور اُسمین ریاح بھر جاتی ہین اور کہ یہ بات انجام کو سبب وجع واقع ہوتا ہے ۵۴ لوگون کے روبرو دانتون کو خلال نہ کر کہ موجب کراہت ہے ۵۵ آب دہن و بینی باواز بلند نہ ڈالا کر کہ یہ آواز مجلس کے خلاف ہے ۵۶ وقت جماہی کے ہاتھ منھ پر رکھ لے اور بقدر امکان آواز نہ نکال ۵۷ لوگون کے روبرو انگڑائی نہ لیا کر ۵۸ انگلی ناک مین نہ ڈال خلاصہ یہ کہ عاقل کو آداب مجلس کے ہر ضروری ہے بتخصیص مجلس عام مین بہت لحاظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خواص لوگ تو حرکت لغو دیکھ کر صرف بے شعور خیال کرینگے اور زبان پر نہ لاوینگے مگر عوام بدنام کرینگے ۵۹ کلام ہزل و بیہودہ ملا کر گفتگو نہ کیا کر اسواسطے کہ ہازل بے وقار ہوجاتا ہے ۶۰ لوگون کے سامنے کسی کو شرمندہ نہ کر یعنی کسی کے عیوب فاش نہ کر کہ موجب شرمندگی ہے ۶۱ چشم و ابرو سے غمازی نہ کر کیونکہ یہ بھی غیبت مین داخل ہے ۶۲ کہی ہوئی بات دوبارہ مت کہہ گو کہ اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو لطف اُسکا جاتا رہا ۶۳ اُس کلام سے کہ سامع کو ہنسی آوے اجتناب کر کیونکہ یہ بات مسخراپن مین داخل ہے

٦٤ - اپنی تعریف اور اپنی اہل کی تعریف نہ کر اسلیے کہ معیوب ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ٦٥ عورتون
کی طرح آرائش نہ کر ٦٦ اپنی اولاد کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ انکی ابتری کا سبب ہے ٦٧ بات کرنے مین ہاتھ نہ ہلا کیونکہ
بات زبان سے ہے نہ ہاتھ سے اور یہ ظاہر ہے کہ گفتگو مین جنبش دینا ہاتھ و سر و آنکھ کا خلاف سنجیدگی و متانت
کے ہے ٦٨ ہر ایک کا لحاظ و پاس رکھ ٦٩ جو بات لوگون کو بد معلوم ہو نہ کر ٧٠ مردے کو بدی سے یاد نہ کر
کہ محض بیفائدہ ہے ٧١ حتی المقدور کسی سے دشمنی نہ کرے ٧٢ زور آزمائی نہ کر ٧٣ کسی کی خوشامد
نہ کر ٧٤ آزمودہ کار کو صالح گمان کر ٧٥ اپنا طعام دوسرے کے دستارخوان پر نہ کھایا کر
٧٦ کامون مین جلدی نہ کر ٧٧ دنیا کے لیئے آپ کو رنج مین نہ ڈال اسواسطے کہ دنیا بے حقیقت ہے
اسکے واسطے زیادہ اندازے سے رنج و تعب مین پڑنا خلاف عقل ہے اور باوجود احتمال رنج و تعب بھی حصول اسکا
یقینی نہین ہے تقدیر سے زیادہ نہوگی اور بالفرض اگر دنیا باین کد و کاوش حاصل ہوئی تو زندگی چندروزہ ہے
پھر کیا فائدہ ٧٨ جو آپ کو پہچانے اسکو تو بھی پہچان یعنی جو اپنی قدر کرے اسکی قدر کر ٧٩ حالت غصہ و غضب
مین کلام فہمیدہ کر کیونکہ پیچھے سے ندامت ہوتی ہے اور بدلا اس کلام کا نہین ہو سکتا ٨٠ آستین سے
آپ بینی پاک نہ کر کہ یہ بھی ایک نشان بے تمیزی ہے ٨١ وقت طلوع آفتاب خواب نہ کر اسلیے کہ
یہ وقت عبادت کا ہے اسوقت کا سونا بدبختی ہے ٨٢ لوگون کے سامنے کھانا کھایا نہ کر کہ اسمین نظر بد کا
احتمال ہے ٨٣ راہ مین بزرگون کے آگے نہ چل کہ سوء ادب ہے ٨٤ درمیان کلام لوگون کے دخل نہ کر کہ یہ ایک
دلیل سفاہت ہے ٨٥ سر بزانو نہ بیٹھا کر کہ یہ صورت افسردگی ہے اور آداب مجلس کے خلاف ٨٦ چپ و راست
نہ دیکھتا چل بلکہ نظر کو نیچے رکھا کر کہ یہ صفت حیا کی ہے ٨٧ اگر ہو سکے چارپایہ پر برہنہ سوار نہو کیونکہ اندیشہ
گرنے کا ہے ٨٨ مہمان کے روبرو کسی پر غصہ نہ ہو کہ اسکو ملال ہوگا ٨٩ مہمان سے کچھ کام نہ لے کہ مدارات
کے خلاف ہے ٩٠ دیوانہ و مست سے باتین نہ کیا کر ٩١ ساتھ اوباشون کے بر سر محلہ نہ بیٹھ ٩٢ ہر بیہودہ
زبان مین آبروریزی نہ کر ٩٣ فضول و متکبر نہو ٩٤ خصومت لوگون کی اپنے اوپر مت لے یعنی وہ امر
کہ باعث دشمنی لوگون کا ہو نہ کر ٩٥ فتنہ و لڑائی سے علیحدہ رہ ٩٦ چھری انگشتری روپیہ پاس رکھا کر
کہ وقت ضرورت بکار آمد ہے ٩٧ آپ کو ذلت مین نہ ڈال ٩٨ مراعات و احسان اسی قدر کر کہ تو خوار نہو
یعنے سلوک کرنا ہر طرح سے بہتر ہے لیکن نہ اسقدر کہ خود محتاج ہو جاوے ٩٩ متواضع و فروتن رہا کر اسلیے
کہ یہ صفت موجب عزت ہے سہ تو آنگہ شوی پیش مردم عزیز ٭ کہ مر خویشتن را نگیری بچیز ٭ بزرگی کہ خود را
بخوردی شمرد ٭ بدنیا و عقبی بزرگی ببرد ٭ یہ بھی نصیحتون مین فرمایا ہے کہ زندگانی کر خدا کے ساتھ بصدق
١٠١ و بانفس بقہر ١٠٢ و باخلق بانصاف ١٠٣ و بابزرگان بخدمت ١٠٤ و بخردان بشفقت ١٠٥ و بدرویشان بسخاوت ١٠٦ و بدوستان

و یاران بہ نصیحت و بدشمنان بحلم و بجاہلان بخاموشی و بعالمان بتواضع اور یہ بھی فرمایا کہ کسی کے مال مین طمع نہ کر
اور جو پیش آوے منع نہ کر روایت ہے کہ کسی شخص سے حضرت لقمان نے فرمایا کہ داناتر وہ شخص ہے جو اپنے علم کو
اوروں کے علم سے بڑھاوے اور یہ بھی فرمایا کہ صبر دو قسم کا ہے ایک صبر اس چیز پر جسکو مکروہ جانتا ہے جسطرح نقصان
مال و اولاد دوسرا صبر اس چیز پر جسکو دوست رکھتا ہے اور اسکی تحصیل مین مضطرب رہتا ہے اور یہ بھی ارشاد
کیا ہے کہ تین شخصون کو تین وقتون مین پہچاننا چاہیئے حلیم کو غضب مین شجاع کو خوف کے وقت بھائی کو
وقت حاجت اور یہ بھی فرمایا کہ نیکی کرکے فراموش کرنا اور بدی کرنے والے کو بھول جانا بہت اچھی بات ہے
روایت ہے کہ حضرت لقمان فرماتے تھے کہ تین ہزار کلمے نصیحت کے لکھے انمین سے تین باتین مجھکو
بہت پسند آئین وہ کو یاد رکھنا لازم ہے ایک تو خدا کو اور موت کو یاد رکھے اور نیکی کرکے فراموش
کرے حضرت لقمان فرماتے ہین کہ خاموشی مین سات صفتین ہین زینت بے پیرایہ ہیبت بے سلطنت
عبادت بے محنت حصار بے دیوار بے نیازی بے عذر فراغت از کراماً کاتبین پوشیدن عیوب
بیت ہم مضمون ہزار لب بستن نمے آید بخوشی غنچہ وار دگر گفتن نمے آید نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ الرحمۃ سے
کسی نے پوچھا بلوغ کے معنی کیا ہین فرمایا ایک یہ کہ مرد سے منی نکلے دوسرے یہ کہ مرد منی سے نکلے یعنے کبر
و غرور چھوڑ دے اسی طرح نصائح حضرت لقمان کی کتب تواریخ مین بکثرت مذکور ہین فائدہ چند نصائح اور بھی
اس مقام پر بیان کر دینا لابدی ہے اگرچہ وہ نصائح بطور کلیہ نصائح حضرت لقمان مین مندرج ہین لیکن تفصیل
و توضیح انکی نہین کی گئی ہے اور جب تک نصائح ضروریہ کی توضیح نہ کیجاوے تب تک فہم عوام مین گنجایش انکی
دشوار ہے پس واضح ہو کہ اول ضروریات بشریہ اور امور ضروریہ مین میانہ روی و توسط اختیار کرے کہ خیر الامور
اوسطہا لیکن میانگی میانہ روی ہر چیز کی موافق مراتب اشخاص کے ہے بہت ایسی چیزین ہین کہ ایک کے
حق مین افراط و دوسرے کے حق مین اعتدال بلکہ تفریط ہے پس احوال و اطوار ہم جنس و ہم قوم و ہم پیشہ و
ہم حرفہ پر قیاس مقدار توسط شمار کرنا چاہیے اور کسب زائد کی طلب مین مشقت و رنج نچاہیے اور جو عمل و حرفہ کی
تحصیل منظور ہو اول اسکی ضروریات سے واقف ہونا ضروری ہے اگر بعد تحصیل ضروریات کے وقت فرصت کے
تو زوائد بھی کسب کرے ورنہ طلب الکل فوت الکل ہو جائیگا مثلاً علوم مکتسبہ مین اول فقہ و حدیث و تفسیر
و عقائد و طب پڑھے بعد ان کے جب استعداد و وسعت وقت حکمت و منطق مضائقہ نہین دوسرے
جب کوئی مہم پیش آوے تو اُس فن کے دانشمندون سے بشرطیکہ خیرخواہ ہون بمقتضائے وشاورہم
فی الامر صلاح لے اور مشورت کرے دشمن کے جیسے کہ بلا تعلق ہے تجھکو خیر و شر و نفع و ضرر اسمین ہو طول کر
بمقتضائے المستشار مؤتمن کہ دے اور صلاح گیرندہ کو اختیار ہے کہ اگر اپنی بہتری دیکھے کرے ورنہ ترک فرماوے

کے

اور اس باب مین صلوۃ الاستخارہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہی نہایت بہتر ہی پس تر ہے
تدبیر واستقلال ترک نہ کرے چونسکتے دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہی پھر چند روز کے واسطے کسی سے
دنیا کے امور مین عداوت اور دشمنی نہ لے اور کسی کا عیب نہ کرے اور نہ دیکھے خصوص
عیب ایک شخص خاص یا فرقہ خاص کا علانیہ ذکر نہ کرے کہ بہت بد بات ہی اور کسی سے
حسد نہ کرے اور باتین جھوٹ بیفائدہ زبان پر نہ لاوے اور بری بات کسی کی کسی سے نہ
کہے اور بخل و نامردی سے پاک رہے اگر ہو سکے رضاے حق پر راضی رہے اور آپ کو بزرگ و کلان سمجھے
او فخر و نخوت نہ اختیار کرے اور کسی کے بیچ مین فساد نہ ڈالے اور اکل حلال و صدق مقال و استقامت
احوال مین سعی کامل کرے کہ عمدہ ترین جمیع طاعات و عبادات یہی ہی اور کلمۃ الخیر سے کسی کے حق مین
خویش ہو یا بیگانہ باز نہ رہے اور امر معروف و نہی منکر مین کوشش کرے اگر ممانعت نہ ہو سکے تو دل سے
ناخوش رہے اور خود مرتکب نہو اور چاہیے کہ عقل و کیاست و فہم و فراست کثرت تجربہ و صحبت عقلا اور
کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و نصائح سے زیادہ کرے گو کہ یہ صفات خلقی و جبلی ہین مزید یا وتی و کمی
بھی انھین ہی تو ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ ہر روز قواے عقلیہ قوی ہوتی جائین تا کہ زمرہ عقلا مین معدود ہو
اور سفہا سے نکلکر عقلا مین داخل ہوا اور یہ بھی لازم ہی کہ خود معطل و بیکار نہو جاے دین کا کام کرے اگر نہ ہو سکے
تو دنیا ہی کا کام کرے یعنی ہنر و پیشہ جس سے دنیا حاصل ہوتی ہی سیکھلے اور جب صبح کو سو کر اٹھے تو نماز پڑھے
اور طلوع آفتاب تک جانماز پر بیٹھا رہے اور تسبیح و تہلیل مین مشغول رہے اور شام کے وقت لڑکون کو گھر مین
داخل کرے اور صحن مین نکلنے نہ دے اور جب رات ہو جاے تو دروازہ گھر کا مقفل یا مسلسل کرا دے
اور آیات و ادعیہ حفظ کے پڑھے اور چراغ گل کرا دے اور آگ ٹھنڈی کر دے اور باسن ڈھانپ دے
اور ہتھیار اپنے پاس رکھ لے اور موضع خوف مین اگر ممکن ہو تو نگہبان متعین کرے اور خود جاے
محفوظ مین رہے اور ہوشیار سووے اور سب کامون مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا کرے اور
جب دو قسم کے بلا و محنت پیش آوین تو بہتر یہ ہی کہ حیلہ و تدبیر سے کنارہ کرے اگر نہو سکے تو آسان ترین
اختیار کرے کہ من ابتلی ببلیتین فلیختر اہونہما حدیث مین وارد ہی اور ایام حیات و صحت کو غنیمت جانے
بغیر ضرورت تمام ہلاکت مین نہ پڑے اگر مریض ہو تو طبیب حاذق کے پاس جاے اور اسکو مختار کر دے
اور اسکی تدبیر و دوا مین مخالفت نہ کرے اور بلا ظہور خطاے فاحش دوسرے طبیب سے رجوع لاوے
اور کبھون دعاے ہلاکت اپنی اور اپنے عیال کے لیے نہ کرے اور بے ضرورت کلی سفر نکرے اور
جو مسافرت اختیار کرے تو شنبہ یا پنجشنبہ کو علی الصباح یا بعد نماز جمعہ سفر کرے کہ یہ روز و ساعت نیک

ہین اور راہ محفوظ اختیار کرے اور اپنے رفیقون وخدمتگارون ورہبرون کو ساتھ رکھے اور ہتیار
لڑائی کے پاس رکھے اور اسن راہ پر اعتماد نہ کرے اور اسباب ضروری مثل چھری ومقراض وبیل
وکلند وتیر وسوزن ورشتہ وموتراش وآئینہ وشانہ وعصا وشمشیر ومسواک وسرمہ دان وشیشہ وغیرہ ہمراہ
رکھے اور جب قافلہ چلے تو خود بیچ مین رہے اور جب منزل مین اترے تو اُنکے ساتھ ہو جدا نرہے اور وقت
شب عصر سے زیادہ سفر مین احتیاط کرے اور جو ممکن ہو تو بعض ادویہ ضروریہ ہمراہ رکھے اور چارپایہ پر بوجھ
بہت نلادے کہ اُسکو تکلیف ہو اور توشے کی محافظت کرے اور جو قدرت ہو تو ایام سفر سے زیادہ ساتھ لیجائے
اور جو امر پیش آوے اُسکا مآل کار سوچ لیوے اور پیشہ وقناعت وکسب وحرفہ جو کہ بہتر ہو اختیار کرے
اور کسب نیک کے سیکھنے مین عار وننگ کرنا نہایت نادانی اور بیعقلی ہے اور چاہیئے کہ فنون ضروریہ اور علوم
لابدیہ کی تحصیل مین کوشش بلیغ کرے اور جس امر کا وقوع بیشتر ہو اُسمین تجربہ حاصل کرے اور علوم مجلس کو
بھی حاصل کرنا ضروریات مین شمار کرے مثلاً خط وانشا وشعر وقصص ولطائف غریبہ وصناعات عجیبہ و
صفائی تقریر وقدرت تحریر وعلم حساب وفن معما سیکھے اور لعن وفحش کی عادت نکرے اور غم وشادی
اور غصہ وغضب مین ایسی بات نہ کرے کہ بعد اُسکے ندامت وپشیمانی ہو اور عیادت بیماران اور تعزیت
مصیبت رسیدگان کو خصال حمیدہ اور محاسن پسندیدہ مین جانکر اختیار کرے اور محبت علما وصلحا وصحبت
فضلا واتقیا کو اکسیر اعظم تصور کرے اور موجب اجر وثواب جانے اور دولتمندی اور ارجمندی اور فقر
وبیکسی مین اخلاق قدیمہ کا ترک کرنا رذالت وسفلگی وکم ظرفی سمجھے کیونکہ دولت پر ناز کرنا کہ صبح آئی شام کو
گئی صریح حماقت وبیوقوفی ہے اور فقر وغربت مین رنج وملال کرنا باینہمہ کہ اللہ صاحب فرماتے ہین فان
مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا از بس بیخبری اور جہالت ہے اور لازم ہے کہ ایام حیات اور صحت وتندرستی کو
غنیمت جانکر دنیا کو مزرعۂ آخرت جانے اور عمل خیر سے باز نرہے ؎ نیست دنیا جای راحت از غمش ای دل
برآ ٭ رخت ازین دار محن برکش ازین منزل برآ ٭ مزرعہ عقبی است دنیا نہ مقر وعیش گاہ ٭ تخم نیکی کشتہ
زینجا بار مستعجل برآ ٭ اور جب بوڑھا ہو اور قریب مرگ پہونچے تو استغفار وتہلیل وتسبیح مین سرگرم رہے اور
اہل وعیال کو استقامت احوال وصبر وقناعت کی وصیت کرے اور جو اللہ عنایت وکرم کرے تو کلمہ
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جان کو سپرد جان آفرین کرے ؎ این نصیحت ہاے نیک از خود فضیحت عیب نیست ٭
بر مگو اے مستمع از طعن بیجا صل برآ ٭ معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ ایک دن حضرت لقمان کے بیٹے نے
التماس کیا کہ اے پدر بزرگوار اگر کوئی کام بہ اخفا کرون جسکو کوئی نہ دیکھے تو اللہ کسطرح جانے فرمایا
اے پسر اگر ہو کوئی چیز دانۂ رائی کے برابر اور رہتی ہو کسی پتھر مین یا آسمان وزمین مین لا حاضر کرے اسکو

اللہ بیشک اللہ پوشیدہ چیز جانتا ہی خبردار ہی چنانچہ اسی قول کو اللہ صاحب کلام اللہ مین نقل فرماتے ہین یا بنی ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر اس کلام کے سنتے ہوئے بیٹہ اسکا پھٹ گیا اور تھا یہ کلام آخری حضرت لقمان کا عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی کتب سیر مین لکھی ہی اور فلسطین مین مابین مسجد رملہ وسوق مدفون ہین روایت ہی کہ جبدن حضرت لقمان نے وفات پائی اسی دن ستر پیغمبرون نے رحلت اس عالم سے فرمائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورۂ لقمان مین ہی اور کہین نہین اور سواے انکے ایک لقمان ابن عاد لقیہ عاد اولے سے تھا یہ وہ ہی کہ جسکو بادشاہ نے مع چند ندیمون کے حرم شریف مین بنا بر استسقا روانہ کیا تھا سو انسے دراز عمر کی دعا مانگی کہ وہ تین ہزار پانسو برس ۳۵۰۰ زندہ رہا اخبار الدول مین ہی کہ دنیا مین دو آدمی بہت دنون زندہ رہے ہین ایک عوج ابن عوق اور دوسرا لقمان ابن عاد واللہ اعلم بالصواب

تفریح بست دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام

یہ حضرت بعد اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بادشاہ اور نبی ہوئے کما قال اللہ تعالے وورث سلیمان داؤد یعنی انیس ۱۹ بیٹون سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک و نبوت کے وارث ہوئے اصل یہ ہی کہ حضرت داؤد کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اسلیے کہ نبوت مین وراثت نہین ہوتی کذا فی المدارک برہان قاطع مین ہی کہ نام سلیمان کا جم بفتح اول وسکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ بھی ہی اور جمشیدون مین بھی انکو کہتے ہین اور جمشید کو بھی جم کہتے ہین مگر جس مقام مین دیو اور پری اور وحش وطیور و نگین انگشتری آوے وہان مراد حضرت ہین اور جہان کہین جام و پیالہ مذکور ہوا وہان جمشید اور جس جگہہ آینہ اور سدّ ہو وہان سکندر مراد ہی انتہی اور شریعت حضرت سلیمان کی عین شریعت موسی علیہ السلام تھی اور علم قضا و کیمیا و منطق الطیر و الدواب و تسبیح جبال و ملک و اقبال مثل داؤد کے ملا مگر تسخیر ہوا و جنات زیادہ ہوئی اور مقاتل کے نزدیک ملک انکا ہی زیادہ تھا اور انکی راے فیصل خصومات مین صائب تھی اور شاکر زیادہ تھے اور معالم مین محمد ابن کعب قرظی سے روایت ہی کہ لشکر سلیمان سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس ۲۵ مین انسان اور پچیس ۲۵ مین حیوان و دواب اور پچیس ۲۵ مین جنات اور پچیس ۲۵ وحش وطیور اور تین ۳۰۰ سو منکوحہ اور سات ۷۰۰ سو کنیز آنجناب کے تصرف مین تھین اور سب کے لیے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے

اور سب محل ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لیے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لیے اوڑتی تھی اور معالم التنزیل مین مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا و فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان بیٹھتے تھے اور تین ہزار کرسیان طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تھین طلائی پر اولو العزم پیغمبر اور نقرئی پر علما و فضلائے دوران اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طائفہ طیور اپنے پرون سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط فرش کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تھین اوسپر انسان و جنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اوٹھاتی تھی اور حسن سے روایت ہے کہ یہ معجزہ تسخیر ہوا کا بعد پے کرنے گھوڑون کے ملا تھا اور یہ سب باتین بعد اوس معاملے کے ظاہر ہوئی ہین امام ثعلبی اپنی تفسیر مین تصریح کرتے ہین کہ لشکر حضرت سلیمان کا باوصف کثرت منتشر و پریشان نہوتا کمال ضبط و ربط سے چلتا تھا ہر گروہ پر ایک نقیب معین تھا کہ وہ حد سے تجاوز نہ کرنے دیتا تھا اور اس باعث سے کوئی شخص اپنے مقام سے پیش و پس نہوتا تھا اور تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنی طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تھین اور یمین و یسار پینتیس پینتیس منبر رکھے جاتے تھے آنپر علما و فضلا و اتقیا و صلحائے انس و جن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی اور ابن زید سے معالم التنزیل مین روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک مرکب چوبی تھا اسمین ہزار رکن ہر رکن مین ہزار خانے اسپر جنات و حضرت انسان سوار ہوتے تھے اور ہر درجے پر ایک ہزار دیو معین تھے وہ تخت کو اوٹھاتے تھے پھر اسکو ہوا لیکر چلتی تھی اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی نقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے و قال ایہا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین یعنے حضرت سلیمان نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا ہمکو ہر چیز مین سے بے شک و شبہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار ہین اور اسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین مثلاً

ملک و مال و زن و فرزند و حسن و جمال و علم و عقل وغیرہ سب اللہ نے دیا ہی یا یہ مراد ہی کہ جو کچھ پیغمبرون اور بادشاہون کو ضرور ہی وہ سب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت کیا ہی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت سے امور دنیا و آخرت مراد ہین اور مقاتل ابن حبان کے نزدیک نبوت و ملک و تسخیر جن و شیاطین مراد ہی فائدہ طیر کو اسلیے منطق کہا کہ جسطرح کلام حضرت انسان سمجھ مین آتا ہی اسی طرح آواز طیور سے بھی ادراک و فہم حاصل ہوتا ہی اسلیے ہر ایک مرغ کی ایک آواز علیحدہ ہی اکثر بنی آدم اس سے کچھ کچھ معانی و مطالب نکالتے ہین الا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے مکالمہ طیور کا علم کامل و فہم صحیح عطا فرماتا تھا چنانچہ معالم التنزیل مین ہی کہ ایک دن کبوتر بولا حضرت سلیمان نے فرمایا کچھ جانتے ہو یہ کیا کہتا ہی سب نے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا لدوا للموت وابنوا للخراب یعنے ای لوگو پیدا ہو مرنے کو بناؤ بگڑنے کو اور فاختہ کہتی ہی لیت ذا الخلق لم یخلقوا کاش مخلوق مخلوق نہوتی اور طاؤس بولتا ہی کما تدین تدان یعنے جو تو کریگا جزا پاویگا اور ہدہد کہتا ہی من لا یرحم لا یرحم یعنے جو رحم نکریگا رحم نکیا جاویگا اور لٹورہ کہتا ہی استغفروا اللہ یا ایہا المذنبون بخشش مانگو اللہ سے ای گنہگارو اور طوطی بولتا ہی کل حی میت و کل جدید فان یعنی ہر زندہ مرنے والا ہی اور ہر نیا پرانا ہونے والا ہی اور بعض تفاسیر مین ہی کہ کبوتر سبحان ربی الاعلی ملاء سمائہ وارضہ پاک ہی میرا رب اسنے بھر دیے زمین و آسمان اور ہدہد بولتا ہی لٹورہ کی بولی یہ سے مدارک التنزیل مین ہی اور بعض کے نزدیک طوطی ویل لمن الدنیا ہمہ بولتا ہی یعنے خرابی ہو اسکی جسکا مطلب سراسر دنیا ہی اور ابابیل بولتا ہی قدموا خیرا تجدوہ آگے بھیجو گے نیکی پاؤگے اور قمری کی صدا سبحان ربی الاعلی ہی اور بعض تفاسیر مین کل شیء ہالک الا وجہہ ہر چیز نابود ہوگی مگر ذات خدا لیکن بہتر یہ ہی یہ صدا چیل کی ہی کذا فی المدارک اور ہزار داستان بولتا ہی سبحان اللہ الخالق والدائم پاک ہی اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہی اور بو اکتا ہی من سکت سلم یعنے جسنے خاموشی کی وہ سلامت رہا یہ سب بولیان جو لکھی گئین حضرت سلیمان نے جانورون کے بولنے پر انسان و جنات سے بیان فرمائی ہین کاتب نے بنظر تطویل حکایت کو ترک کیا ہی اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے تھے کو عشار پر جو مسافرون سے کچھ بلا وجہ لیتا ہی خواہ دہیک لینے والا ہی لعن کرتا ہی اور باز کہتا ہی سبحان ربی العظیم و بحمدہ پاک ہی رب میرا بزرگ و محمود اور غوک بولتا ہی سبحان ربی القدوس پاک ہی پروردگار قدوس اور مادہ کہتی ہی سبحان المذکور بکل لسان پاک ہی جسکا ذکر ہر زبان مین ہی اور تیتر کہتا ہی الرحمن علی العرش استوی

معالم میں ہی کہ ایک دن بلبل اپنی دُم و سر ہلاتا تہا حضرت سلیمان نے فرمایا یہ کہتا ہی میں نے آج آدھا خرما کھایا ہی اندیشہ باز پُرس قیامت سے ہلاک ہون خاک بر سر دنیا محققین کہتے ہین کہ یہ قول اُسکا ازروے خوشحالی و فارغ بالی تہا فائدہ یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور ہی اور کلام الٰہی مین مذکور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی اُمت مین ایسی ایسی کرامات کی بہت دھوم دھام فرمائی ہی چنانچہ ایک دن یہودیون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سات باتون کا جواب دو تو ہم ایمان تمہارے پیغمبر پر لاوین فرمایا بیان کرو لیکن ازروے تفقہ نہ ازراہ تعنت یہودیون نے کہا چکاوک و مرغ خانگی و غوک آبی و حمار اہلی و اسپ و تیتر و زنبور کی بولی کیا ہی فرمایا چکاوک کہتا ہی اللھم العن من عصی محمداً و آل محمدٍ اے خدا اپنی رحمت سے دور رکھ جو دشمن محمد و اولاد محمد کا ہی اور مرغ کہتا ہی اذکروا اللہ یا غافلین اللہ کو یاد کرو چوکنے والو اور مینڈک بولتا ہی سبحان المعبود فی لجج البحار اور حمار اہلی کہتا ہی اللھم العن العشار اور گھوڑا وقت حرب کہتا ہی سبوح قدوس رب الملائکہ والروح اور تیتر کہتا ہی الرحمٰن علی العرش استوی اور زنبور بولتا ہی اللھم انی اسالک قوت یوم بیوم یا رزاق پس یہودی ایمان لائے اور حضرت صادق اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ کرگس آواز کرتا ہی یا ابن آدم عش ما شئت آخرک الموت یعنے اے بیٹے آدم کے عیش کر لے جتنی چاہتا ہی آخرکار تجھکو موت ہی اور عقاب کہتا ہی فی البعد من الناس انس اور چکاوک بولتا ہی اللھم العن مبغضی آل محمد اور ابابیل کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اور الضالین کو ایسا مد سے پڑھتا ہی جسطرح اچھے قاری پڑھتے ہین القصہ یہ ادراک حضرت سلیمان علیہ السلام کا منجملہ معجزات تہا اور اولیا اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے متقدمین ولیاؤن مین اکثر ایسے ہوئے کہ حیوانات غیر ناطق کی بولیان بخوبی سمجھتے تھے اور متاخرین مین بہی بہت گذرے اور اب بہی موجود ہین چنانچہ ابہی تھوڑے دن ہوے کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر قدس سرہ تھے کہ ۱۲۴۶ھ تک اس عالم مین موجود تھے سب بے تکلف بعض طیور کے کلام سمجھتے تھے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء تولد حضرت مرشد کا تاریخ پانچوین رجب ۱۱۶۶ ہجری مطابق جلیبہ سنہ ۱۸۰ مین ہوا اور تاریخ وفات صوری و معنوی دوشنبہ دہم جمادی الاولی ۱۲۴۶ ہجری اور اس حساب سے عمر آپ کی اسی برس کی ہوئی دوسرا معجزہ حضرت سلیمان کو اللہ نے یہ عطا کیا تہا کہ ہوا کو مسخر کر دیا تہا اُسکے زور سے جہان کہین جاتے مع لشکر چلے جاتے معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمان دمشق سے سوار ہوتے اور اصطخر مین کہ ایک مہینے کی مسافت شام سے واقع ہی قیلولہ کرتے پھر بابل مین تشریف لیجاتے وہ بہی ایک مہینے کی راہ پر ہی اگر سوار جلد چلنے والا جاے اور کبھون رو سے سوار ہوتے سمرقند مین بیتوت کرتے ایک بار صبح کو ارض عراق سے سوار ہوے اور شہر مرو مین دوپہر کو پہونچے

اور عصر کی نماز بلخ مین پڑھکے چین مین تشریف لائے اور رات بھر تسبیح پھر صبح کو ساحل بحر پر سوار ہوکے زمین
قندھار مین وارد ہوے پھر وہان سے کرمان مین تشریف لے گئے بعد اسکے ارض فارس مین گئے اور چند روز
مقیم ہوے پھر ایک روز صبح کو سوار ہوے اور ملک کاشغر مین قیلولہ کرکے شام کے وقت ارض شام مین تشریف
لائے اور بود و باش اکثر حضرت سلیمان کی مدینہ تدمر مین تھی اور مواہب علیہ مین بھی کہ شہر تدمر شام مین ایک
شہر ہو جسکو دیوون نے حضرت سلیمان کے لیے بنایا تھا صبح کو وہان سے باہر آتے اور پھر بوقت مغرب
اسی جگہ ہوا پہونچا دیتی اور مدارک مین لکھا ہو کہ صبح کو تدمر سے باہر آتے اور اصطخر فارس مین قیلولہ کرتے اور
شام کو کابل مین جاتے اور دوسرے دن کابل سے بابل مین اور پھر دن چڑھے اصطخر مین ہوتے اور شام کو تدمر
مین آتے تھے روایت ہو کہ طعام چاشت شہر رے مین کھاتے اور طعام شام سمرقند مین اسی معجزے کا اشارہ
کلام باری مین ہو فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب یعنے ہمنے تابع کی اسکی ہوا چلتی اسکے
حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا اور دوسری جگہ ارشاد ہو ولسلیمان الريح غدوها شهر ورواحها شهر یعنے
سلیمان کے تابع کی ہوا صبح کی منزل اسکی مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینا کہ شام سے یمن اور
یمن سے شام آدھے دن مین جاتے اور تیسری جگہ یعنی سورہ انبیا مین ارشاد ہو ولسلیمان الريح عاصفة تجري بامره
الى الارض التي باركنا فيها یعنے سلیمان کے تابع کی ہوا جھپٹے کی چلتی اُسکے حکم سے زمین کی طرف جہان برکت
دی ہمنے مراد اس زمین سے زمین شام ہو **فائدہ** آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے
اختیار مین کردی گئی تھی کہ جب چاہتے نرم چلتی اور جب چاہتے سخت چلتی اور اگر کوئی نافہم تعارض کا خیال
کرے تو کچھ تعارض نہین ہو **فائدہ** یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا افضل و اعلی معجزات مین ہو اور
اسکے مقابلے مین اللہ جل شانہ نے اولیاء امت مصطفویہ پر یہ عنایت فرمائی ہو کہ زمین انکی تسخیر مین ہو کہ
جب کبھون ہزار منزل کا بھی قصد کرتے ہین یا برس و برس کی راہ جانے کا ارادہ فرماتے ہین ایک پلک
مارنے مین پہونچتے ہین اور زمین لپٹتی ہوئی چلی آتی ہو بلکہ اکثر اولیاء اللہ ہمیشہ نماز کعبے مین پڑھتے ہین
کہ اکثر عالمون اور صادقون سے مکہ معظمہ مین بحالت طواف ملاقات ہوئی اور انھون نے تاریخ حفظ
کر رکھی اور اس ولی اللہ سے حال پوچھا ہو قصص صحیحہ انکے کتب سیر مین موجود کتاب سیر العارفین و
تذکرۃ الاولیا و نفحات و اخبار الاخیار و تاریخ یافعی وغیرہ دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہو
مگر اولیاء امت محمدیہ طی ارض کی کچھ حقیقت نہین جانتے بلکہ اس قسم کے امور کو مانع وصول حق
سمجھتے ہین چنانچہ ایک مرتبہ ایک مرید حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیت المقدس
سے ایک کام مین آیا حضرت نے اسکو سرزنش فرمائی ناگزیر اسنے توبہ کی اور کہا کہ پھر ہوا مین نہ اڑونگا

تیسرا معجزہ یہ تھا کہ جن و شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعدار تھے اور ایک فرشتہ تازیانۂ آتشین لیے ہوئے اُنپر تعینات رہتا تھا تاکہ حکم مین سرتابی نہ کرین اور اسی کے ضمیمہ مین ایک چشمہ پگھلے تانبے کا بلدۂ صنعا کے متصل پانی کی طرح جاری کیا کہ ہر مہینے مین تین رات دن بہتا تھا اور جنات اُس سے تانبا لیکر باسن بناتے تھے کما قال اللہ فی سورۂ سبا واسلنا له عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات یعنی بہا دیا ہمنے اُسکے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور جنون مین سے کتنے لوگ جو محنت کرتے اُسکے سامنے اللہ کے حکم سے اور جو کوئی پھرے انمین ہمارے حکم سے چکھاوین ہم اُسکو آگ کی مار اور بناتے تھے اُسکے واسطے جو چاہتا قلعے و تصویرین و لگن جسطرح تالاب اور دیگین چولھون پر جمین بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ یہ چشمہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور ابتک جاری ہی اور خلق اُس سے نفع اُٹھاتی ہی اور تواریخ مین ہی کہ اُسی تانبے سے جنون نے بڑے بڑے برتن بنائے تھے چنانچہ ایک ایک پیالہ ایسا تھا کہ جسمین ہزار آدمی کھاوین اور دیگین تین تین پائے کی ایسی بلند تھین جسطرح پہاڑ کہ اپنی جگہ سے جنبش نہین کر سکتین اور بارہ ہزار باورچی ایک ایک پر کھانا پکاتے تھے اور سوا اسکے پتھر و اگر (؟) کے باسن بھی بناتے تھے چنانچہ ابتک اس قسم کے باسن یمن مین موجود ہین اور مکانات سنگین بھی اُنکے بنائے ہوئے یمن مین ہین چنانچہ قلعہ مرداح و ہندہ و ہنید و عدان وغیرہ مشہور ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشی تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ آتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کھاتے تھے اور قصص مین لکھا ہی کہ اسّی خروار نمک کے ہر روز باورچیخانہ حضرت سلیمان مین صرف ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمان اسمین سے ایک لقمہ نہ کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بنتے اور شام کے وقت اُسکو بیچتے اور روٹیان جَو کی لیکر گورستان مین کتل اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین جو کوئی مسکین ملجاتا تو اُسے بھی شریک کر لیتے تھے روایت ہی کہ ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے انھین کے پرون سے بتعلیم جبرئیل علیہ السلام زنبیل بناتے تھے تفسیرون مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمان کے عہد مین جنات تانبے و پتھرون وغیرہ کی تصویرین بناتے تھے اور بعض کتابون مین ہی کہ پیغمبرون و فرشتون کی تصویرین مسجدون مین بناتے تھے اسطرح کہ عبادت کرتے ہین تاکہ عوام اُنکو دیکھکر عبادت کرین اور بعض کہتے ہین کہ سباع و طیور کی تصویرین بناتے تھے چنانکہ منقول ہی کہ تخت سلیمان مین دو تصویرین کرگس کی

اور دو شیرون کی بنائی تھین کہ جب حضرت سلیمان تخت پر جانے کا ارادہ کرتے تو دونون شیر اپنے بازو پھیلاتے کہ انپر ہوکے حضرت سلیمان تخت پر جاتے اور جب تخت پر بیٹھتے تو دونون کرگس پر دن سے سایہ کرتے تھے اور بعض تفسیرون مین ہے کہ آدمی کی صورتین بناتے تھے اور خالق لایزال کے حکم سے لڑائی کے وقت انمین روح پڑجاتی تھی کہ وہ لوگ لڑائی مین پیش پیش ہوتے تھے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد مین بنانا تصویر کا جائز تھا جسطرح حضرت عیسی کے عہد مین کہ صورت خفاش خود بناکے اڑاتے تھے اور ہماری شریعت مین تصویر کا بنانا منع ہوا ہے چنانکہ بیضاوی مین ہے حرمۃ التصاویر شرع محمد صحیحین مین وارد ہے کہ ابو طلحہ نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے نہین داخل ہوتے فرشتے اس گھر مین کہ ہو اسمین کتا اور اس گھر مین کہ ہو اسمین تصویرین اور بیچ صحیحین مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ بہت سخت لوگون مین از روئے عذاب روز قیامت وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہین ساتھ خلق اللہ کے یعنی مشابہہ کرتے ہین اپنے فعل کو فعل خدا سے صورت بنانے مین یا بناتے ہین وہ چیز کہ مشابہہ ہوتی ہے مخلوق الٰہی کے یعنی تصویر بخاری مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ مین نے ایک چادر مول لی جسمین تصویرین تھین اسکو بطور پردہ دروازے پر لٹکایا تھا حضرت نے جو اسکو دیکھا تو باہر کھڑے رہے گھر مین نہ آئے تو مجھکو معلوم ہوا کہ حضرت کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی ہے تب مین نے کہا کہ یا رسول اللہ مین توبہ کرتی ہون جس چیز سے کہ آپ کو ملال ہے تب حضرت نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے مین نے کہا کہ مول لی ہے آپ کے بیٹھنے کے واسطے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ ویقال لہم احیوا ما خلقتم یعنی مقرران تصویرون کے بنانے والون پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا کہ جلاؤ جنکو تمنے بنایا اس حدیث سے نکلا کہ جس مکان مین تصویرین ہون اسمین جانا مکروہ ہے مسلمانون کو واجب ہے کہ اپنے مکانون مین تصویر نرکھین اور نفیس مباح چیزین کیا کم ہین جو تصویرون سے مکان کو بتخانہ بنائے اور اوسپر خدا کی لعنت برسائے ابن مالک کہتے ہین کہ اگر اعتقاد کرے اسکا تو کافر ہے اور بسبب قبح کفر کے اسپر عذاب زیادہ ہوتا ہے اور صحیحین مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین مین نے سنا حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے سخت تر لوگون کے از روئے عذاب مصور لوگ ہین یعنی جن لوگون پر سخت عذاب ہوگا منجملہ انکے یہ بھی ہین بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ وعید انکی حق مین ہے کہ بتون کی صورتین بنا بر عبادت بناوین اور بعضون نے کہا کہ جو بقصد مشابہت خدا صورت بناوے وہ بھی کافر ہے اور جو کوئی بغیر اس قصد کے بناوے وہ فاسق ہے نکا فر اور اتفاق ہے اسپر کہ مراد تصویر حیوانات کی ہے کہ یہ حرام مطلق اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور عرف مین اطلاق مصور کا اوسی پر

اور ثانی کو نقاش بولتے ہین اور مجاہد نے تصویر درخت بار دار کو بھی مکروہ جانا ہی اور محققین کے نزدیک مطلق یہ فعل خالی کراہت سے نہین ہی اور داخل لہو و لعب مالایعنی ہی کذا فی مظاہر الحق فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی حضور مین جنات بشوق ایمان عاشقانہ حاضر ہوتے تھے نہ کوئی فرشتہ تعینات تھا اور کوئی کوڑا لیے کھڑا تھا اور آنجناب کی برکت سے جنات وپری خواص امت کی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور اخص الخواص کی کفش برداری کرتے ہین چنانچہ حکایات ملا محمد غوث گوالری مشہور ہین اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شاہ صفت اللہ قدس سرہ کہ بارہ سو چودہ ہجری تک موجود تھے اُنکی خدمت مین اکثر جنات نے فیض معرفت پایا ہی اور اُنکی خانقاہ مین ابتک حضرت شاہ کرامت علی مدظلہم العالی کے پاس حاضر رہتے ہین وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ یا الٰہی مین چاہتا ہون کہ تمام مخلوقات کی دعوت کرون حکم ہوا کہ رازق اپنے بندون کا مین ہون تو اُنکی ضیافت نہین کرسکتا التماس کیا کہ الٰہی تونے مجھکو ہر طرح کی نعمت دی ہی یہ امر بھی ممکن ہی وحی ہوئی کہ اچھا اگر تیری یہ آرزو ہی تو کر چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک میدان آٹھ مہینے کی راہ کا دریا کے قریب صاف کرایا اور فرش بچھوایا اور جنات نے ہر طرح کی کھانے کی سات لاکھ دیگین کہ ستر ستر گز کی طویل و عریض تھین مہیا کین اور بڑی بڑی لگنین لاکر اس میدان مین رکھدین تب جن و انس و وحوش و طیور کو اذن ہوا کہ اس میدان مین حاضر ہون اور ہوا کو حکم ہوا کہ تخت اُٹھا کر دریا پر کھڑا کرے کہ اپنے روبرو سب کو کھلاؤن الغرض تخت سلیمان دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے دفعۃً ایک مچھلی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین بھوکی ہون فرمایا سب مخلوق الٰہی جمع ہوتی ہی جب سب جمع ہو جائینگے تب کھانے کو ملیگا تھوڑا توقف کر اُسنے کہا یا رسول اللہ مجھے طاقت انتظار نہین اگر مین صبر کرسکتی تو آپ کی حضور مین گستاخانہ عرض نہ کرتی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تجھے طاقت صبر نہین ہی تو بقدر حاجت کھالے اُسنے تمام کھانا کھالیا پھر فریاد کرنے لگی یا رسول اللہ ابھی تک میرا پیٹ نہین بھرا ہی مجھکو اور کھانا منگوا دیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سخت حیرت ہوئی اور فرمانے لگے کہ مین نے تمام خلائق کے واسطے یہ کھانا بہم پہونچایا تھا تونے ایک ہی لقمہ مین صاف کردیا اب اور کھانا کہانسے لاؤن اُسپر التماس کیا یا رسول اللہ مین تو اپنے گھر مین ہر روز تین لقمے کھاتی ہون آج تمہارے یہان آئی تو بھوکی رہی حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا نہین ہی صبر کر مچھلی بولی کہ اگر کھانا تمہارے گھر مین نہین ہی تو مخلوق الٰہی کو کسواسطے بلاتے ہو اُسوقت حضرت سلیمان بیہوش ہوگئے بعد اُسکے سجدے مین گرکے رونے لگے کہ یا رب بیشک تو رازق مطلق ہی

میری کیا طاقت جو تیرے مخلوق کی دعوت کرسکون تو ہی ایسا رازق علیم ہو کہ ہر روز صبح و شام سب کو
کھلاتا ہو آخرکار تمام خلق خدا اسدن بھوکی رہی اور حضرت سلیمان نادم ہوئے روایت ہو کہ یہ مچھلی زمین والی تھی
کہ اللہ نے امتحاناً بھیجا تھا اور زمین کو ہوا پر رکھا اور مچھلی کو اجازت دی کہ حضرت سلیمان کی
دعوت مین حاضر ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک مچھلی تھی دریا کی اسطرح کی مچھلیان اللہ تعالی نے
بہت پیدا فرمائی ہین بیشتر علما کہتے ہین کہ حق تعالی نے سارا کھانا دعوت کا ایک لقمہ کیا مچھلی
کا تاکہ قدرت و طاقت حضرت رحمان اور عاجزی و ضعیفی حضرت سلیمان کی کھلجاے پھر ایکدن
حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوئے اور ہزار وزیر کہ سردار انکے آصف ابن برخیا تھے
خدمتگذاری مین کرسیون پر بیٹھے اور جنات اور شیاطین گرداگرد کھڑے ہوئے اور طیور ہوا مین
صف باندھے ہوئے حاضر ہوئے اور حسب عادت ہوا نے تخت اُٹھایا کما قال فی سورۃ النمل
وَحُشِرَ لِسُلَیْمَانَ جُنُوْدُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ یعنی جمع کیے سلیمان کے پاس اسکے لشکر
جن و انسان اور اُڑتے جانور پھر اُنکی مثلین تھین ہر ایک مثل پر ایک ایک نقیب و سردار کہ اُنکو
آگے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر پریشان نہ ہونے پاوے اور روانہ ہوئے حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی
وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَۃٌ یّٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ یعنی
یہانتک کہ جب پہونچے چیونٹیون کے میدان مین کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیون گھس جاؤ اپنے
گھرون مین نہ پیس ڈالے تمکو سلیمان اور اسکا لشکر اور انکو خبر نہو بعضے کہتے ہین کہ ان دنون
مین ہوا حضرت سلیمان کی مسخر نہ تھی اس سبب سے لشکر زمین پر جاتا تھا سو چیونٹیون کے
بادشاہ نے اپنی قوم سے اطلاع کردی اور صحیح یہ ہو کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور اُنکی سواریان
زمین پر جاتی تھین اور خدمتگار اور سائیس بھی زمین پر تھے اُنکی کثرت دیکھکر ملکہ نمل نے کہا تھا
معالم التنزیل مین کعب احبار سے روایت ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے
اہل و عیال خدم و حشم لیکر سوار ہوے اور ہوا تخت شاہی اُٹھاکے اصطخر سے یمن کی طرف
لے چلی تو پہلے حضرت سلیمان مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین پہونچے وہان
فرمانے لگے کہ یہ مدینہ دار ہجرت نبی آخرالزمان کا ہو خوش ہو وہ شخص جو اُسکا ایمان
لاوے اور متابعت کرے پھر کعبہ مین آئے تو گرد کعبہ کے دیکھا کہ بتین رکھی ہین اور
عبادت اُنکی ہو رہی ہو حضرت سلیمان آگے چلے کعبہ رویا اللہ جلشانہ نے وحی بھیجی کہ تو
کیون روتا ہو اُسنے عرض کیا کہ یارب سبب رونے کا یہ ہو کہ سلیمان نبی تیرا اور اُسکی قوم میری طرف

دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بتین میرے گرد بچتی ہین ارشاد ہوا مت رُو مین تجھکو ساجدین سے جلد بھر دونگا اور تجھپین قرآن جدید اتارونگا اور نبی آخر الزمان پیدا کرونگا کہ وہ جملہ انبیا سے افضل و واجب ہی اور فرض کرونگا اپنے بندون پر کہ تیری طرف ایسے شوق سے دوڑینگے جسطرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہی اور فاختہ اپنے بچے کی طرف جاتی ہی اور کبوتر اپنے بیضہ سے متوجہ ہوتا ہی اور ہرگز بتون کا نام اور نشان تجھپین نرہیگا اور بت پرست نظر نہ آوینگے اور دن رات عبادت خدا ہوا کریگی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام وہان سے وادی نمل مین کہ جانب جنوبی طایف مین واقع ہی پوہنچے اور نزدیک قتادہ کے وادی نمل زمین شام مین ہی اور بعضون کے نزدیک اُسمین جنات رہتے ہین اور چیٹیان اُنکی سواری ہین مگر تحقیق یہ ہی کہ وہ میدان طایف سے دکھن کی طرف واقع ہی بالجملہ جب حضرت سلیمان مع لشکر اُس میدان مین پوہنچے تو ایک چیٹی لنگڑی دو بازو کی شاید سردار تھی چیٹیون کی شفقت سے پکارنے لگی کہ اے چیٹیو اپنے گھرون مین گھس جاؤ نہین تو لشکریون کے پیرون سے پس جاؤگی اگرچہ حضرت سلیمان نبی ہین اور اُنکی حکومت مین جبر او ظلم نہین ہی مگر احتمال ہی کہ اگر تم گھرون مین داخل نہوگی تو نادانستگی مین پامال ہو جاؤگی ہرچند کہ چیٹیون کی آواز کوئی نہین سنتا حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہو گئی تو حضرت سلیمان نے لشکر کو روک دیا کہ چیٹیان اپنے گھرون مین داخل ہوئین فتبسم ضاحکا من قولہا وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین یعنے مسکرا کر ہنس پڑا سلیمان اُسکی بات سے اور بولا اے رب میری قسمت مین دے کہ شکر کرون تیرے احسان کا جو تونے کیا مجھپر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کرون کام نیک جو تو پسند کرے اور ملالے مجھکو اپنی مہر سے اپنے نیک بندون مین **فائدہ** والد کے احسانات تو معلوم ہین پر والدہ پر احسان یہ تھا کہ حضرت داؤد کی بی بی بھی بڑی پارسا و متخلق باخلاق حمیدہ تھین انہین پر حضرت داؤد مفتون ہوئے تھے اور انہین کا ذکر سورہ صاد مین ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اول تبسم تھا آخر ضحک حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہی کہ فرمایا صدیقہ نے کہ مین نے نہین دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنستے ہوے کہ آپ کے دانت

کھلجاوین جب ہنستے تو مسکراتے تھے اور عبد اللہ ابن مغیرہ سے روایت ہی کہ ما رایت احداً اکثر تبسماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ ہنسنا حضرت سلیمان کا از روی تعجب تھا کسواسطے کہ انسان جب عجب چیز دیکھتا ہی تو تعجب کرکے ہنستا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ہنسنا حضرت سلیمان کا خوشی سے تھا کہ کلام چیونٹی کا سمجھ لیا بالجملہ حضرت سلیمان نے اس چیونٹی کو بلاکر اپنے دست مبارک مین لیا اور کہا کہ ای چیونٹی تو جانتی ہی کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہین کرتا اسنے کہا مین جانتی ہون آپ نبی ہین ظلم او جبر آپ کی حکومت مین نہین ہی الا مین اپنی قوم کی سردار ہون چاردناچار نصیحت کرنا مجھکو ضرور تھا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو کسطرح گزند پہونچتا اسنے جواب دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پر پس جائینگی مراد میری یہ تھی کہ مبادا انکی نظر تمہارے لشکر پر پڑے اور تو زک اور احتشام دیکھکر تماشہ دیکھنے مین مشغول ہوجائین تو ذکر خدا سے غافل رہینگی اور میدان غفلت مین پامال ہوجائینگی یا تمہاری بادشاہت کا کارخانہ دیکھکر آرزوے دنیا کرنے لگین اور دنیا مبغوض حق ہی حضرت سلیمان نے پوچھا کہ لشکر تیرا کسقدر ہی اسنے عرض کیا کہ میرے یہان چالیس ہزار سرہنگ ہین اور انکے چارہزار نقیب اور ہر نقیب یا سرہنگ کے تحت حکومت چالیس ہزار چیونٹی ہین حضرت سلیمان نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر کیون نہین باہر نکالتی اسنے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھکو تمام روے زمین عنایت ہوتی تھی مین نے قبول نکی اور زمین کے نیچے مین نے جگہ پکڑی تاکہ سواے خدا کے کوئی شخص میرا حال نجانے پھر اسنے پوچھا کہ ای پیغمبر خدا جو نعمتین کہ اللہ تعالی نے تمکو عطا کی ہین انمین سے ایک مجھسے بیان کرو حضرت سلیمان نے کہا کہ ہوا میری تابعدار ہی کہ غدوہا شہر ورواحہا شہر اسنے کہا یہہ معنی ہین کہ مملکت دنیا کی ہوا کا حکم رکھتی ہی کبھی آئی اور کبھی نہ آئی

نہ بر باد رفتی سحرگاہ وشام * سریر سلیمان علیہ السلام * بآخر ندیدے کہ برباد رفت
خنک آنکہ بادانش وداد رفت * پھر حضرت سلیمان نے کہا تیری بادشاہت بہتر ہی یا میری اسنے کہا میری اسلیے کہ تمہاری حضور مین ہوا حامل بساط ہی اور بساط حامل تخت اور تخت پر آپ تشریف رکھتے ہین اور ہوا اسلیے پھرتی ہی پس یا رسول اللہ سلطنت آپ کی برباد ہی یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا اسطرح کی دانش تجھکو

کہان سے حاصل ہوئی اُسنے کہا یارسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہین ملا ہی بلکہ
اللہ نے مجھکو بھی کچھ عنایت کیا ہی اور مین بھی اُسکا ایک ناکارہ بندہ ہون مگر تم مقبول
بندہ ہو زبردست اور مین ضعیف بیچارہ ہون اگر اجازت ہو تو کئی باتین تمھسے پوچھون
ارشاد ہوا بیان کر اُسنے کہا یارسول خدا آپ نے خدا سے ایسا ملک چاہا کہ اور کسی کے
پاس نہو اسی درخواست مین حسد کی بو آتی ہی اور پیغمبرون کو اس سے بچنا لازم ہی کیا
ہوتا اگر خدا تعالی بعد تمھارے اور کو بھی ایسی بادشاہی عطا کرتا اس کلام سے حضرت
سلیمان کو رنج ہوا اُس مور بیچارہ نے کہا سخن راست تلخ ہوتا ہی پھر اُسنے کہا یہ
انگوٹھی جو آپ کو خدا نے دی ہی اسمین نکتہ یہ ہی کہ یہ ساری مملکت نگین کی قیمت ہی اور
نگین ریزۂ سنگ ہی اور ریزہ حقیقت مین ہیچ ہی پس جانو کہ دنیا ہیچ ہی اور معنی
آپ کے اسم مبارک کے یہ ہین کہ دنیا پر دل نہ لگاؤ کہ موت درپیش ہی حضرت
سلیمان نے فرمایا ایسی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تو حکیم ہی لہذا مین چاہتا ہون
کہ مجھے نصیحت کر اُسنے التماس کیا کہ آپ بادشاہ ہین رعیت کی خبرگیری اور
حال پرسی از روے شفقت اور عنایت کیا کیجیے اور مظلون کی دادرسی فرمایئے کہ
مین با وصف اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حال سے مطلع ہوتا ہون
اُسوقت حضرت سلیمان نے زبان مناجات کھولی کہ رب اوزعنی ان اشکر الخ
اور وہان سے رخصت ہو کر ارادہ روانگی کیا تو مور بیچارہ نے التماس کیا یا
نبی اللہ آج میرے گھر آپ کی ضیافت ہی توقف فرمایئے ارشاد کیا کہ لشکر میرا
بہت ہی اُسکی دعوت تجھسے نہو سکے گی اُسنے نہایت اصرار کیا تا چار حضرت کو قبول کرنا
پڑا ٹھہر گئے تو اُسنے ایک پیر ٹڈی کا بھیجا حضرت کو ہنسی آئی التماس کیا کہ اسکو
تھوڑا نہ سمجھیے قصص مین وارد ہی کہ حضرت سلیمان نے اُسکو پکوایا اور تمام لشکر نے
کھایا اُسوقت حضرت سلیمان سجدہ مین گرے سبحان اللہ بحمدہ پاسے ملخ مین کیسی
برکت اللہ نے عطا فرمائی کہ لشکر سلیمان کو کفایت کر گیا مفسرین کو اُس مور کے نام مین
اختلاف ہی ضحاک کے نزدیک نام اُسکا طاحنہ تھا اور مقاتل کے نزدیک خدمی
اور بعض کے نزدیک منذرا اور بعض کے نزدیک ملاحیہ اور بعض کے نزدیک
خرمیا اسی طرح اختلاف ہی جسم مین تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جسم سلطان مور کا برابر

خروس سے تھا اور بعض کہتے ہین سب چیونٹیان اُس وادی کی بھیڑ کے برابر تھین اور
زاد المسیر مین ہی کہ مینڈھے کے برابر تھین اور صحیح یہ ہی کہ اسی طرح کی چیونٹیان تھین کہ
جیسے اس زمانہ مین ہوتی ہین اور بادشاہ بھی مانند اُنکے تھا فائدہ سہیلی کہتا ہی
کہ نام مور کا سلیمان نے دریافت ہوا کیونکہ نام حیوانات کے باہم مقرر و معہود نہین ہین اور
نملہ بزرگ تھین اور تمام تھا کہ اسکا نام رکھا گیا پس جواب اس اشکال کا یہ ہی کہ شاید
اوسنے اس نملہ کا نام رکھا ہو اور پیغمبرون کی زبان سے لوگون نے سنا ہو
جسطرح بوقبیس اور ثور اور حرا پہاڑون کے نام دریافت ہوئے اگر کوئی کہے کہ
حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے آواز چیونٹی کی کسطرح سُنی تو جواب یہ ہی
کہ ہوا نے اُسکی آواز حضرت سلیمان کو پہونچائی چنانچہ معالم التنزیل مین ہی کہ جو
کوئی کسی جگہ باتین کرتا تھا تو اُسکو ہوا پہونچاتی تھی اور بحر الحقائق مین لکھا ہی کہ وادی
نمل ہوا ہے نفس حریص دنیا ہوا اور نملہ منذرہ نفس لوامہ اور حضرت سلیمان قلب
اور سپاہ سلیمان نمل حواس خمسہ ہین اگر عاشق سخن شناس اس نکتہ مین تامل کرے
تو کل قصہ کا مطلب واضح ہو جاے تفسیر کبیر مین امام رازی نے ایک لطیفہ لکھا ہی کہ
آفرین ہو چیونٹی کی فہمید پر کہ تعجب ہر چند فرقہ سپاہ ظلم اور تعدی مین مصروف اور
متعدی ہوتا ہی پر حضرت سلیمان کی صحبت سرسری مین اسقدر مہذب ہوا کہ
دیدہ و دانستہ مورنا توان پر بھی زور اور پامالی روا نہین رکھتا ہی خلاف روافض کہ ہرگز
نہ سمجھے کہ صحابی رسول مختار کہ مصاحب اور ملازم اور یار غار اور رفیق غمگسار تھے
انہین افضل الانبیا کی صحبت نے ذرہ اثر نہ کیا کہ آپ کے بیٹی داماد نواسون پر
معاذ اللہ ظلم کرتے رہے تو روافض بارشاد عقل اور اعتقاد مین مورچہ سلیمان سے
کمتر اور بدتر ٹھہرے مدارک التنزیل مین ہی کہ اسی سفر مین حضرت سلیمان علیہ السلام ایک
وادی مین نزدیک کوہ صفا کے جلوہ فرما ہوئے وہان پانی نہ تھا اور وقت نماز کا نزدیک
آگیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ وضو کرنے کا کیا مگر پانی نہ ملا اور نشاندہی پانی کی
ہدہد سے متعلق تھی سو ہدہد کو طلب فرمایا تاکہ پانی کا نشان دیوے وہ نہ ملا اُسوقت غائب
تھا نا گاہ یون واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جلوہ فرما تھے اور جانور طیور
سایہ کیے ہوئے تھے یکایک دھوپ سر مبارک پر پڑی حضرت نے سر مبارک اُٹھا کر

ملاحظہ کیا تو مقام ہُد ہُد خالی پایا تب ارشاد کیا کہ ہُد ہُد کہان ہے اور کیون نظر نہین آتا کما قال اللہ فی سورۃ النمل وتفقد الطیر فقال مالی لاارے الہدہد ام کان من الغائبین یعنی خبر لی اوڑتے جانورون کی تو کہا کیا ہے جو مین نہین دیکھتا ہد ہد کو یا ہو رہا وہ غائب حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہُد ہُد کو جلوہ پانی کی نظر آتی تھی حتی کہ زمین کے تلے پانی بھی دیکھ لیتا تھا جسطرح آدمی شیشہ مین دیکھے اور فوراً حضرت سلیمان کو بتادیتا تھا اور یہ بھی کہدیتا تھا کہ دور ہے یا نزدیک اور کبھی اپنی منقار سے کھود کر نشان کردیتا تھا اور شیاطین اسی نشان سے نکال لیتے تھے سو اس سفر مین وقت تلاش پانی نہ ملا اور منتخب حیوۃ الحیوان مین ہے کہ ہُد ہُد کے تابع بارہ ہزار راہ بتلانیوالے اور اُنکے لاکھ تابعدار پانی کے نشان دہ تھے اور قصہ غیبت ہُد ہُد کا معالم التنزیل مین یون لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے بعد تعمیر بیت المقدس ارض حرم کا ارادہ کیا اور مع لشکر وہان پہونچے اور چندے مقیم ہوئے اور جتنے دن رہے ہر روز پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دنبہ قربانی کیا کیے اور حاضرین دربار سے فرمایا کیے کہ آگاہ ہو یہان نبی عربی جاتے فضائل ظاہر ہوگا اور سب جگہ اسکا ڈنکا بجیگا اور دین براہیم کا تکمیل ہوگا اور دین حنفیہ کا مروج سو جو کوئی اس سے ملیگا اور ایمان لاویگا وہ اپنے حق مین بہتر کریگا سامعین بولے کہ اسوقت سے کتنا عرصہ ہے فرمایا ہزار برس اور وہ سید الانبیاء وخاتم المرسلین ہوگا پھر مناسک حج بیت اللہ شریف ادا کرکے جانب یمن سوار ہوئے چنانکہ مکہ معظمہ سے ایک مہینے کی راہ پر ایک وادی مین تشریف فرما ہوئے وہ وقت زوال آفتاب کا تھا ہُد ہُد نے دیکھا کہ حضرت سلیمان لشکر کے اتارنے مین مصروف ہین مجھکو کون پوچھے گا چلکر سیر کرون وہ اُڑا تو اُسکو جانب بائین چپ ایک باغ نظر پڑا چونکہ اُس باغ مین گل وریحان کا شور تھا اور سبزہ ہر طرف چمن چمن اُگا تھا یہ اُتر پڑا وہان ایک ہُد ہُد یمن کا خوشی مین نغمہ سرا تھا کہتے ہین کہ نام ہُد ہُد یمن کا عنفیہ تھا اور ہُد ہُد سلیمان کا نام یعفور سو بمقتضائے الجنس یمیل الی الجنس ہُد ہُد یمن نے ہُد ہُد سلیمان علیہ السلام سے پوچھا بھائی تم کہان سے آئے کہان جاؤ گے ہُد ہُد سلیمان نے کہا مین اپنے بادشاہ سلیمان کے ساتھ ملک شام سے آیا ہون ہُد ہُد یمن نے کہا سلیمان کون ہین اور کیا عہدہ رکھتے ہین اُسنے کہا حضرت سلیمان بادشاہ جنات اور انسان اور وحوش وطیور

اور رہاج کے مین عجب ہی کہ تو نہین جانتا ہی اب بیان کر کہ تو کون ہی اور کدھر سے آیا ہی اور
کہان جائیگا ہدہد یمن بولا کہ مین یمن سہنے والا یمن کا ہون اور مسماۃ بلقیس میری مالکہ ہی گو تمھارے
بادشاہ کا ملک اور لشکر تمھارے بیان سے زیادہ معلوم ہوتا ہی لیکن بلقیس کی شان و شوکت
کچھ کم نہین ہی کیونکہ جمیع ممالک یمن اُسکے اختیار مین ہین اسوقت بارہ ہزار سردار اُسکے
تحت حکومت مین اور ہر ایک سردار کے تابع ایک ایک لاکھ شمشیر زن اور مقاتل ہین
اگر دیکھنا منظور خاطر ہو تو مین دکھلاؤن ہدہد سلیمان بولا دل تو ضرور دیکھنے کو چاہتا ہی لیکن
یہ خوف ہی کہ اگر توقف واقع ہوا اور نماز کے وقت پانی کے لیے میری تلاش بادشاہ نے
فرمائی تو مین نکال دیا جاؤنگا اور سزا پاؤنگا ہدہد یمن نے کہا جب ملکہ یمن کی خبر لیجائیگا تو بادشاہ
خوش ہوگا آخر کار ہدہد سلیمان ہدہد یمن کے ساتھ ملک بلقیس مین گیا اور تماشے مین
مصروف ہوا یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا اور ظہر کا وقت جاتا رہا اور یہان حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بعد زوال آفتاب پانی وضو کے واسطے مانگا جن اور انسان نے کہا یہان
پانی نہین ہی فرمایا ہدہد کو لاؤ سو ہدہد نہ ملا پھر کرگس سے پوچھا اُسنے کہا مین نہین جانتا کیا ہوا
مگر مین نے کہین نہین بھیجا ہی حضرت سلیمان ناخوش ہو کر فرمانے لگے کہ اُسکو مار ڈونگا زور کی
یا ذبح کر ڈالونگا یا لاوے میرے پاس کوئی سند صریح کما قال اللہ فی سورۃ النمل لاعذبنہ
عذابا شدیدا اولاذبحنہ او لیاتینی بسلطان مبین بعد اسکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
عقاب سید الطیور کو طلب کیا اور فرمایا ہدہد کو جلد لاؤ عقاب فی الفور یمین و شمال دیکھتا ہوا
اُڑا یہ جانور ایسا سریع الطیران ہی کہ اگر صبح کو عراق مین ہوتا ہی تو شام کو یمن مین اور
یمن اور عراق سے بڑا فصل ہی دفعۃً اُسکو نظر آیا ہدہد کہ یمن کی طرف سے نہایت جلد آتا تھا
عقاب غضبناک اُسی طرف پھرا ہدہد نے دیکھا کہ یہ سردار میری تلاش مین آتا ہی اور غصہ
مین بھرا ہی مجھے ہلاک کریگا اُسنے کہا بحق اللہ الذی قواک واقدرک علی ارحمنی ولم تتعرض
لی بسوء یعنی بحق اُس خدا کے جسنے تجھے قوی کیا اور قدرت دی تجھکو مجھپر رحم کر اور نہ تعرض کر
مجھسے باز آ عقاب نے اپنا منھ پھیر کر کہا ثکلتک اُمک یعنی رو دے تیری مان تجھکو تو کہان گیا تھا
سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی ہی تیرے مارنے کی یا ذبح کرنے کی پھر دونون وہان سے
لشکر کو روانہ ہوئے اور باستعجال تمام پہونچے کرگس وغیرہ جانور ہدہد سے ملے اور بولے اے
ہدہد تو کہان گیا تھا حضرت سلیمان نہایت ناراض ہین ہدہد نے کہا حالت غضب مین کوئی

بات ایسی فرمائی تھی جس سے امید عفو تقصیر نکلتی ہو گئی وغیرہ طیور نے کہا اتنا کہا تھا کہ ہدہد کو سخت مارونگا یا ذبح کرونگا مگر یہ کہ اپنی غیبت پر کوئی دلیل قوی اور سند صحیح لاوے ہدہد نے کہا اب مین بچ گیا میرے پاس سند صحیح موجود ہی پھر وہان سے عقاب ہدہد کو لیکر حضور حضرت سلیمان مین حاضر ہوا اور ملتمس ہوا کہ یا رسول اللہ ہدہد حاضر ہی ارشاد ہوا کہ میرے سامنے لاؤ چنانکہ ہدہد دونون ہاتھ باندھے سر اٹھائے دم دبائے بازو جھکائے نہایت عاجزی اور فروماندگی سے قدم مبارک پر جا گرا حضرت سلیمان نے گردن پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا تو کہان چلا گیا تھا اب تجھکو سخت سزا دونگا ہدہد نے عرض کیا کہ مین لے آیا ہون خبر ایک چیز کی کہ تمکو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہون تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیق کما قال اللہ تعالی فی سورۃ النمل احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین سبا ایک قوم کا نام ہی جسکا وطن عرب مین جانب یمن تھا اور وہان کا احوال مفصل حضرت سلیمان کو معلوم نہ تھا اسلیے پوچھا بیان کر کیا خبر ہی ہدہد نے کہا اے سلیمان مین نے ایک عورت بادشاہ نہایت حسینہ اور جمیلہ با حشمت وشوکت یمن مین دیکھی کہ وہ مالک وہان کے لوگون کی ہی اور سب کچھ اسکو اللہ نے دیا ہی نہ مال کی خواہش ہی نہ حسن وجمال کی اور ایک تخت بڑا اسکا عجیب وغریب جواہرات سے جڑا ہی کہ ایسا عظمت وشوکت کا تخت کہین نہوگا مگر وہ اور اسکی قوم سب آفتاب پرست ہین شیطان نے انکو خراب کر رکھا ہی کہ راہ راست پر آنے نہین دیتا روکے ہوئے ہی کما قال اللہ تعالی فی سورۃ النمل انی وجدت امرأۃ تملکہم واوتیت من کل شیء ولہا عرش عظیم وجدتہا وقومہا یسجدون للشمس من دون اللہ وزین لہم الشیطان اعمالہم فصدہم عن السبیل فہم لا یہتدون یعنی پائی مین نے ایک عورت انکے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہی اور اسکا ایک تخت ہی بڑا مین نے دیکھا اور پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتی ہین سورج کو اللہ کے سوا اور بھلے دکھلائے ہین انکو شیطان نے انکے کام پھر روکا ہی انکو راہ سے سو وہ راہ نہین پاتے

فائدہ یہ عورت بلقیس بنت سراحیل نسل یعرب ابن قحطان سے تھی اور بعض کے نزدیک نسل شرحبیل ابن مالک سے بہر تقدیر باپ اسکا بادشاہ عظیم القدر تھا اور ارض یمن اسکے قبضہ مین تھی اور اسکا یہ مقولہ تھا کہ ملوک اطراف میرے کفو نہین ہین کہ مین انکے گھر اپنا بیاہ کرون لہذا ریحانہ بنت السکن جنیہ سے نکاح کیا اسی سے بلقیس پیدا ہوئی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی ان احدی ابوی بلقیس کان جنا پھر جب بادشاہ مرگیا

تو بلقیس وارث ہوئی اور تخت سلطنت پر بیٹھنے کا داعیہ کیا بعض اُمرا عظام نے اطاعت اختیار کی اور بعض نے خلاف پر کمر باندھی اور مخالفین دو گروہ ہوئے اور اپنی اپنی موضع پر متفرق ہوئے پھر ہر ایک فرقہ نے ایک ایک طرف ملک مین گی اپنے قبضہ اختیار اور حیطہ اقتدار مین کرلی اور ان دونون فرقون کا ایک سردار بناکہ سب لوگ اسکے مطیع اور فرمانبردار ہوئے جس راہ وہ چلاتا اُسی راہ چلتے بعد چندے رئیس مذکور نے فسق اور فجور شدید اختیار کیا حتیٰ کہ عورتین اور بیٹیان رعایا کی اُسکے دست فجور سے نہ بچتی تھین اس سبب سے اُن لوگون نے ارادہ کیا کہ اس ظالم بیحیا سے ملک نکال لین اور اپنی عزت بچا دین یہہ بات بلقیس کو بھی معلوم ہوئی اُسکو غیرت آئی سو اُسنے اپنا ایلچی خاص رئیس کے پاس بھیجکر پیغام نکاح کیا اُسنے بہت غنیمت جانا اور قوم کے لوگون کو نہایت تعجب ہوا یہانتک کہ بعض بلقیس سے پوچھنے لگے تب بلقیس نے کہا درست ہے مجھکو فی الحال آرزو ہے اولاد دامنگیر ہے بالجملہ نکاح ہوا اور بلقیس اُس رئیس کے گھر گئی اُسی رات کو بلقیس نے رئیس کو شراب ناب پلائی اور سر پر غرور اُسکا کاٹ کر دروازے پر لٹکا دیا اور آپ بخیریت تمام شہر مین داخل ہوئی صبح کو سب لوگون نے یہ حال دیکھا اور بلقیس کی حیلے سے واقف ہوئے ناچار تمام لشکر کے لوگ جانب بلقیس رجوع لائے اور بلقیس اُس ملک کی بھی مالک ہوئی اُسی عرصہ مین جنات نے بسبب قرابت مادری ایک تخت سونے چاندی کا مرصع تیار کردیا وہ تخت اکیسوبیس گز یا پچیس گز و برواییتے چھ سو چالیس گز مربع تھا اور اخبار الدول مین ہے کہ وہ تخت عجیب تھا کہ مقدم اُسکا طلائی احمر مفضض بیاقوت احمر و زمرد اخضر اور مؤخر نقرئی مکلل بانواع جواہر اور اُسمین چار پائے یاقوت احمر کے لگائے تھے عرض و طول اُسکا اسّی گز کا تھا مگر علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ تمام تخت سونے کا تھا اور موتی و یواقیت و زبرجد اُسمین جڑے تھے اور پائے اُسکے یاقوت و زمرد کے تھے اور اُسمین سات خانے بنائے تھے ہر ایک کا درجہ اُوا اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بلندی اُس تخت کی تیس گز کی تھی اور چار طرف اسیقدر اور مقاتل سے روایت ہے کہ اسّی گز کا مربع تھا اور طول مین بھی اسیقدر تھا اور بعض کے نزدیک طول اسّی گز کا اور عرض چالیس گز کا و ارتفاع تیس گز کا تھا القصہ ہدہد نے جب یہ حال عرض کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سننظر اصدقت ام کنت من الکاذبین یعنی ہم دیکھینگے تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے پھر ہدہد نے پانی کا نشان بتلایا اور جنات نے پانی نکالا کہ لوگون نے پیا

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی بعد اُسکے ایک کاغذ طلائی پر یہ خط لکھا من عبد اللہ سلیمان ابن داوٗد الی بلقیس ملکہ سبا بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الہدی اما بعد فلا تعلوا علی واتونی مسلمین اور اس خط کو مشک اذفر سے بند فرمایا اور مہر کر کے ہدہد سے ارشاد فرمایا اذہب بکتابی ہذا فالقہ الیہم ثم تول عنہم فانظر ماذا یرجعون یعنے لیجا یہ میرا خط اور ڈال دے اُنکی طرف پھر ہٹ آ اُنسے دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہین یعنے تو خود ظاہر نہو کہ وہ مطلع ہون مگر وہان کا ماجرا دیکھ آ اور مفصل التماس کر مدارک التنزیل مین لکھا ہے کہ بلقیس مقید تھی اور بسبب کسی مصلحت کے باوصف قلت مسافت اللہ جل شانہ نے اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا اور معالم التنزیل مین ہے کہ موافق روایت قتادہ رضی اللہ عنہ ہدہد نے نامہ مبارک لیا اور شہر مارب مین کہ صفا سے تین دن کی راہ ہے اور اُسی مقام مین بلقیس کا تخت تھا پہونچا اُسوقت بلقیس دروازے قلعے کے بند کیے سوتی تھی اور دستور اُسنے باندھا تھا کہ جب آرام کرتی تو سب دروازے مقفل کرا کے کنجیان اپنے سرہانے رکھ لیتی تھی سو ہدہد نے وہین جا کر خط حضرت سلیمان علیہ السلام کا اُسکے سینہ پر رکھدیا اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہدہد خط لیکر شہر مارب مین آیا اُسوقت بلقیس اپنے تخت پر جلوہ فرما تھی اور ارکین دولت حاضر تھے ہدہد اُسی کے سر پر پہونچا اور ایک ساعت اُڑتا رہا کہ حاضرین مجلس اُسکی طرف دیکھتے رہے جب بلقیس نے سر اُٹھایا تو ہدہد نے نامہ ڈالدیا اور ابن منبہ کہتے ہین کہ بلقیس نے روزن بمقابل آفتاب کے رکھا تھا کہ جب آفتاب نکلتا تو بلقیس اُسکو دیکھکر سجدہ کرتی سو ہدہد خط لیکر اُسی روزن مین بیٹھا تو آفتاب بلند ہو گیا بلقیس نے نہ جانا جب کچھ روشنی آفتاب کی پڑی تو اُٹھی اور دیکھنے لگی ہدہد نے وہ نامہ اُسکی طرف پھینک دیا اُسنے اُٹھایا بعد اُسکے مہر دیکھی اور ڈری کیونکہ ملک سلیمان خاتم مین تھا اُسنے جانا کہ جسنے یہ خط بھیجا ہے عظیم الشان بادشاہ ہے پھر خط پڑھا اور ہدہد اُڑ گیا اور روایت مشہورہ یہ ہے کہ بلقیس اُسوقت خلوت مین تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی تھی اور دروازے بند تھے ہدہد نے دروازے کے چھید سے داخل ہو کر نامہ اُسکے سینہ پر رکھدیا بلقیس اُچھل پڑی اور خط دیکھا اُسیوقت اشراف قوم کو طلب کیا اور خط لیے ہوئے باہر آئی اُس عرصہ مین ایک لاکھ بادشاہ اُسکے تحت حکومت تھا

اور ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ مقاتل انمین تین سو تیرہ آدمی اہل شوری اور ہر ایک کے دس ہزار آدمی محکوم تھے وہ سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تب بلقیس نے کہا یا ایہا الملاء انی القی الی کتاب کریم اے دربار والو میرے پاس ڈال دیا ہے ایک خط عزت کا درباروالون نے کہا کسکا خط ہے بلقیس نے کہا انہ من سلیمان وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور وہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا ہے اور اسمین لکھا ہے الا تعلوا علی واتونی مسلمین یعنے زور نکرو میرے مقابل اور چلے آؤ حکم بردار ہوکر ابن جریج فرماتے ہین جسقدر خداوند تعالے نے کلام اللہ مین فرمایا ہے اس سے زیادہ عبارت نہ تھی اور جملہ انبیا اسی طرح مجمل لکھتے رہے ہین عطا اور ضحاک فرماتے ہین کہ بلقیس نے اس خط کو کریم اس سبب سے کہا کہ مختوم تھا اور حدیث مین آیا ہے کرامۃ الکتاب ختمہ اور قتادہ اور مقاتل کہتے ہین کتاب کریم اے حسن اوحسن ما فیہ اور ابن عباس فرماتے ہین کریم اے شریف کشرف صاحبہ اور بعضے کہتے ہین کریم اسواسطے کہا کہ اسکی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے تھی اور بعضے کہتے ہین باعتبار مرسل کے کریم کہا ہے کیونکہ بھیجنے والا اسکا نبی تھا اس سبب سے کہ ہدہد لایا تھا اور یہ امر غریب ہے اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وہ خط بزرگ اس سبب سے تھا کہ اسمین ملک کی طمع نہ تھی بلکہ دعوت بمالک الملک تھی بالجملہ یہ خط پڑھکر درباروالون کو سنایا اور سراسیمہ ہوکر بولی یا ایہا الملاء افتونی فی امری ما کنت قاطعۃ امرا حتی تشہدون یعنے اے دربار والو مشورہ دو مجھکو میرے کام مین مقرر نہین کرتی کوئی کام جبتک تم حاضر نہو یعنے جو اس باب مین صلاح اور مشورہ مناسب ہو سو بیان کرو کیونکہ مین بلاصلاح اور مشورت تمہارے کوئی کام نہین کرتی اور یہ خط باوجود وجازت الفاظ کے ایسے معنی رکھتا ہے کہ میرا دل کانپ رہا ہے قالوا نحن اولو قوۃ واولو باس شدید والامر الیک فانظری ماذا تامرین یعنے بولے ہم لوگ زور آور ہین اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار مین ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یعنے ہم لوگ زور آور ہین لشکر بھی رکھتے ہین اور شجاعت بھی ہماری معلوم ہے اگر سلیمان سے مقابلہ ہو تو ہم حاضر اور جو راے مصلحت ہو تو فرمانبردار ہے اگر جنگ خواہی نبرد آوریم * دل دشمنان را بدرد آوریم * دگر صلح جوئی ترا بندہ ایم * بتسلیم حکمت سرافگندہ ایم * باین ہمہ سب پر تیری راے

متقدم ہی بلقیس نے دیکھا کہ ان لوگون کے دل جدال و قتال پر مستعد ہین چاہتے ہین کہ اپنی شجاعت
اور مردانگی دکھلاوین اور بلقیس کو صلح منظور تھی اسلیے انکی صلاح ناپسند کرکے کہنے لگی
کہ لڑائی کی صلاح بہتر نہین کیونکہ جنگ دو سر دارد اگر غلبہ مجھکو ہوا تو ملک و مال سب بچا اور جو
مغلوب ہوئی تو سب برباد ہوا کما قال اللہ تعالے حکایۃ عن قولہا فی سورۃ النمل قالت ان
الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃ وکذلک یفعلون یعنی بلقیس کہنے لگی
بادشاہ جب داخل ہون کسی بستی مین خراب کرین اسکو اور کر ڈالین وہان کے سردارون کو
بعزت اور یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کچھ کرینگے وانی مرسلۃ الیہم بہدیۃ فناظرۃ بم یرجع المرسلون
یعنے مین بھیجتی ہون انکی طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہون کیا جواب لیکر پھرتے ہین رسول میرے
اصل یہ ہی کہ بلقیس عورت عاقلہ تھی اسنے اپنی قوم سے کہا کہ اس ملک کے تحائف پہلے
بھیجون کہ مقدمات صلح مین ہی اور دیکھون کہ اس بادشاہ کا شوق کس چیز پر ہی آیا مال پر یا
خوبصورت آدمی پر یا اور اسباب پر اگر اسنے میرا ہدیہ قبول کر لیا تو بیشک بادشاہ ہی اور
جو قبول نہ کیا تو بے شبہہ پیغمبر ہی وہ ہرگز راضی نہوگا جبتک اسکے دین مین نہ آونگی تفسیر
کشاف مین ہی پانسو غلام اور اسیقدر لونڈیان ایک ہی لباس مین اور ہزار اینٹین سونے کی
اور ایک تاج طلائی مکلل بیاقوت اور مشک و عنبر اور ایک گوہر ناسفتہ اور دوسرا مہرہ
کج سفتہ جسمین تاگا پرونا مشکل ہو ہمراہ منذر ابن عمرو وغیرہ اشراف کے بھیجا اور مدارک التنزیل
مین ہی کہ لونڈیون کو لباس غلامون کا پہنایا تھا یعنے قبائین پہنائین اور پگڑیان اور پٹکے
بندھوائے اور غلامون کو لباس لونڈیون کا یعنی زیور اور ہاتھون مین چوڑیان گلے
مین ہنسلیان و طوق اور کانون مین گوشوارے مرصع بجواہر پہنائے اور حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ عورت و مرد کا ایک ہی لباس تھا اور سو غلام اور سو ہی لونڈیان
تھین اور مجاہد کے نزدیک لباس مختلف تھا اور دو سو لونڈیان اور دو سو غلام تھے اور قتادہ
و سعید ابن جبیر کے نزدیک ایک اینٹ تھی سونے کی حریر مین لپٹی ہوئی اور بعضون کے
نزدیک چار اینٹین تھین اور مقاتل کے نزدیک دو اینٹین تھین ایک سیم کی اور ایک
زر کی اور ضحاک کے نزدیک ہزار لونڈیان آراستہ بزیورات اور ہزار گائین جنکی شاخین
سونے سے منڈھی تھین اور ہزار غلام آراستہ بلباسہاے فاخرہ خچرون پر سوار اور
وہب ابن منبہ وغیرہ بیان کرتے ہین کہ غلامون کو لونڈیون کی پوشاک پہنائی اور

کانون مین گوشوارسے مرصع بجواہرات ڈالے اور بازو پر جوشن طلائی اور گردن مین طوق پہنا کر پانسو بیلون پر سوار کرایا اور لونڈیون کو غلامون کا لباس پہنایا یعنے قبائین پہنا کر اور ہتھیار بندھا کر پانسو گھوڑون پر سوار کرایا اور پانسو اینٹین طلائی اور پانسو نقرئی اور ایک تاج مرصع بجواہر اور تھوڑا مشک و عنبر و عود اور ایک ڈبی اُسمین ایک مروارید ناسفتہ اور دوسرا مہرۂ کج سفتہ رکھکر منذر ابن عمرو کے ساتھ روانہ کیے اور چند آدمی اور اصحاب لرائے اُسکے ساتھ کردیے اور ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو عبید و امامین تمیز کرو اور بلا معائنہ بیان کرو کہ ڈبی مین کیا چیز ہے اور مروارید ناسفتہ مین سوراخ برابر کرو اور مہرۂ کج سفتہ مین رشتہ ڈالو لیکن بلا اعانت انسان و جنات کے اور منذر ابن عمرو سے کہا کہ جب مجلس سلیمان مین پہونچنا تو بنظر تعمق دیکھنا کہ وہ تیری طرف کسطرح دیکھتے ہین اگر بچشم غضب دیکھین تو خوف دل مین نہ لانا کیونکہ مین اُنسے مرتبہ مین زیادہ ہون اور اگر بنظر تلطف و مہربانی دیکھین تو وہ نبی ہین آنکی باتون کو خیال کرکے جواب دینا بالجملہ منذر یمن سے روانہ ہوا اور ہدہد نے فوراً یہ سب معاملہ حضرت سلیمان علیہ السّلام سے عرض کیا حضرت نے جنات سے فرمایا کہ سونے چاندی کی اینٹین بناؤ اور ایک میدان مین اُسی کا فرش کرو اور حیوانات بری و بحری عجیب و غریب یمین و شمال میدان کے کھڑے کرو سو جنات نے نو کوس تک فرش کیا اور احاطۂ میدان سونے چاندی کا طیار کیا اور چارون کونون پر طلائی و نقرئی کنگرے بنائے اور حیوانات برّی و بحری موافق حکم مختلف الالوان باندھ دیے اور اُسی جگہ حضرت سلیمان علیہ السّلام تخت پر بیٹھے اور چار ہزار کرسیان بچھائی گئین اُنپر جنات و انسان بیٹھے اور شیاطین و حیوانات از قسم وحوش و طیور اپنی اپنی صفین باندھکر کھڑے ہوئے ؎ باصد ہزار دیدہ فلک در ہزار قرن ٭ مجلس بدین تکلف و خوبی ندیدہ بود ٭ جب اِسطرح سے سامان ہوچکا تو منذر اُس میدان مین پہونچا اور آرایش مجلس سے حیرت زدہ ہوکر اپنے تحائف سے جو لایا تھا سخت نادم و پشیمان ہوا اور بعض روایات مین ہے کہ موافق حکم حضرت سلیمان علیہ السّلام کے جنات نے پانسو اینٹون کی جگہ خالی رکھی تھی سو جب منذر ابن عمرو وکیل بلقیس فرش سلیمانی پہ آیا تو اُسنے جاسے خالی پاکر خیال کیا کہ تمام فرش اینٹون سے بھرا ہے صرف پانسو اینٹون کی جگہ خالی ہے ایسا نہو کہ مجھکو چوری کی علت مین متہم کرین

لہذا اُسنے اپنے ساتھ والی اینٹین ڈال دین اور آگے کو چلا تو صفوف ناس وجنات وشیاطین و
وحوش وطیور نظر پڑین اور بھی متحیر ہوا اور حالت تحیر مین خدمت جناب سلیمان علیہ السلام مین حاضر ہوا
تو حضرت سنے نہایت خوشی سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا چیز ہی منذر نے کہا ہدایا وتحف
بلقیس ہی اور اسیوقت عریضہ بلقیس بھی اندرانا حضرت سلیمان علیہ السلام سنے ملاحظہ فرماکر
ارشاد کیا کہ وہ ڈبی کہان ہی منذر نے اُس ڈبی کو پیش کیا حضرت سنے فرمایا اس ڈبی مین
ایک مُہرہ کج سوراخ کیا ہوا اور دوسرا گوہر ناسفتہ رکھا ہی منذر ابن عمرو نے کہا سچ ہی مگر
آپ سے یہ درخواست ہی کہ مہرۂ کج مین تاگا پرو دیجیے اور دُرِ ناسفتہ مین سوراخ کر دیجیے
اور اس کام مین جنات وانسان سے مدد نہ لیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیمک سے
ارشاد کیا اُسنے ایک بال سے سوراخ کیا اور کرم سفید سے حکم دیا کہ تو مہرۂ کج مین رشتہ
ڈال سُست اُسنے ایک تاگا اپنے منھ مین لیا اور اُس مُہرہ کج سے گذر گیا تب حضرت سلیمان سنے
دونون سے پوچھا تمہاری کیا حاجت ہی دیمک سنے کہا کہ میری روزی درختون سے ملا کیجے
فرمایا تو اُس سے اپنا رزق بقدر قوت بحکم خدا لیا کر اور کرم سفید نے کہا کہ میری غذا فواکہ ومیوہ
مین مقرر کیجا سے فرمایا تو بحکم خدا انہین سے کھایا کر جب ایک امر سے فراغت ہوئی تو طاس
و پانی طلب کرکے عبید اماسے فرمایا کہ اپنے ہاتھ منھ دھو ڈالو اور گرد وغبار سفر کا دفع کرو
لونڈیان شرم سے بہ تکلف ہاتھ دھونے لگین اور غلامون سنے بلا تامل پانی لیا اور ہاتھ
منھ دھونے لگے یہ حال دیکھکر حضرت سلیمان سنے فرمایا کہ ای منذر جو لوگ شرم سے دھوتے ہین
وہ لونڈیان ہین اور جو بلا شرم دھوتے ہین وہ مرد ہین بعد اُسکے آنجناب سنے تحائف
بلقیس واپس فرمائے اور فرمایا کہ اللہ صاحب سورۂ نمل مین اُسکی حکایت کرتے ہین فَلَمَّا جَاءَ
سُلَیْمَانَ قَالَ اَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِیَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّا آتَاکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِہَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ یعنے جب پہونچا
سلیمان علیہ السلام پاس منذر ابن عمرو رسول بلقیس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے
جو اللہ سنے مجھکو دیا ہی بہتر ہی اُس سے جو تمکو دیا ہی تم اپنے تحفہ سے خوش رہو یعنے جب
وکلاے بلقیس ملکہ یمن کے مع تحائف مجلس حضرت سلیمان علیہ السلام مین حاضر ہوئے تو
حضرت سلیمان علیہ السلام سنے فرمایا کہ تم مجھکو مال ومتاع سے دم دیتے ہو حالانکہ میرے
پاس مال سب سے زیادہ ہی کہ اللہ سنے مجھکو دین وملک دیا اور نبوت وحکمت عطا فرمائی ہی
کہ ان صفات کو تم بھی افضل واکمل جانتے ہو اُن امور سے جو تمہارے پاس ہین اور تم

اہل مفاخرت ہو کہ آپسمین تحفہ وتحائف بھیجنے مین خوش ہوتے ہو کیونکہ تمہاری نظر دنی دنیا فانی پر ہی اور میری نظر عالی عالم باقی پر ہی پس مین ہدایا وتحف سے خوش نہین ہوتا اور منذر ابن عمرو سے فرمایا ارجع الیہم فلنأتینہم بجنود لا قبل لہم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون یعنے پھر جا انکے پاس اب ہم بھیجتے ہین انپر ساتھ لشکرون کے جنکا سامنا نہ ہوسکے انسے اور نکال دینگے انکو وہان سے بے عزت کرکے اور وہ خوار ہون یعنے اے منذر تو پھر جا مع تحائف کے بلقیس اور اسکی قوم کے پاس اور کہدے کہ مسلمان ہوکر آوین اور اگر نہ آوینگی تو مین لاتا ہون لشکر ایسا کہ اسکی ہیبت سے طاقت مقاومت نرہیگی اور وہ لوگ شہر سبا سے نکال دینگے اور بے حرمت وبے عزت کر ڈالینگے اور ذلیل کرینگے اور قید کر لینگے فائدہ کسی پیغمبر نے اسطرح سے نہین فرمایا مگر حضرت سلیمان نے کہ انکو حق تعالی نے سلطنت کا زور دیا تھا جو یہ فرمایا بالجملہ منذر ابن عمرو پھر گیا اور تمام احوال بیان کا بلقیس سے کہکر بولا واللہ سلیمان بادشاہ نہین ہی اور تمکو طاقت مقابلہ اس سے حاصل نہین اسیوقت بلقیس نے ایک ایلچی بھیجا کہ مین حاضر ہوتی ہون اور اپنی قوم بھی ساتھ لاتی ہون معالم ومدارک مین لکھا ہی کہ بلقیس نے اپنا تخت سات کوٹھریون کے اندر حفاظت سے رکھوایا اور دروازے بند کراکے چوکیدار رکھدیے اور ایک شخص اپنا خلیفہ کرکے اوسے حفاظت ملک وتخت کا عہد وپیمان لیا خصوص تخت کے واسطے کہدیا کہ ہرگز کوئی شخص دیکھنے نہ پاوے جبتک مین نہ آون اور منادی نے ندا کی کہ بلقیس حضرت سلیمان کے پاس جاتی ہی سب لوگ تیار ہون چنانچہ بارہ ہزار ملوک یمن مع اپنی حشم وخدم حاضر ہوئے کہ بلقیس انکو لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہولی جب قریب پہونچی تو حضرت سلیمان نے ایک شور سنا پوچھا کیا شور ہی لوگون نے کہا بلقیس آتی ہی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مقدار ایک فرسخ کے فاصلہ تھا جب حضرت سلیمان نے شور سنا ہی معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اسوقت حضرت سلیمان نے اپنے لشکر سے متوجہ ہوکر فرمایا یا ایہا الملاؤ ایکم یاتینی بعرشہا قبل ان یاتونی مسلمین یعنے اے درباروالو تم مین کوئی ہی کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس

حکم بردار ہو کر کیونکہ جب مسلمان ہو جائیگی تو پھر اُسکا مال لینا درست نہوگا اور اب تک کہ ایماندار نہیں ہی اُسکا مال حلال ہی فائدہ اس حکم کے سبب مین مفسرین کو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ ہُدہُد نے تعریف اُسکے تخت کی بہت بیان کی تھی حضرت سلیمان نے چاہا کہ اُسکو دیکھیے اسواسطے حکم دیا اور بعضے کہتے ہین کہ جب بلقیس نے ارادہ کیا اور تخت کو ایک گھر مین بند کر کے قفل دیا اور خود روانہ ہوئی جنات اور شیاطین نے تجویز کیا کہ جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آویگی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اُسکا حسن و جمال و عقل و فطانت دیکھکر اُسسے نکاح کرینگے اور وہ ہمارے احوال سے بسبب قرابت کے واقف ہی ضرور تر احوال ہمارا بیان کریگی صلاح یہہ ہی کہ اُسپر عیب لگاوین تاکہ حضرت سلیمان کا دل اُسکی طرف سے پھرا رہے سو اشراف جنات کہنے لگے کہ بلقیس بہت بے عقل ہی اور اُسکے پیرون مین اُنگلیان نہین ہین گدہے کے سے سُم ہین اور پنڈلیان بالون سے بھری ہین یہ سُنکر حضرت کو خلجان اُسکے امتحان کا ہوا اور چاہا کہ واسطے اُسکے عقل کا امتحان فرماوین لہذا حضرت سلیمان نے اُسکا تخت طلب کیا کہ اُسکا روپ بدلکر رکھین جب بلقیس آوے تو اُس سے پوچھین کہ تیرا تخت اسیطرح کا ہی یا اور طرح کا اس سے احوال عقل کا کھلجاویگا لہذا ایک مکان بھی تیار کرایا کہ اُسکی زمین بالکل شیشہ کی بنائی اور نیچے اُسکے پانی بھروادیا اور مچھلیان اور مینڈھک وغیرہ جانور دریائی اُسمین ڈلوا دیے کہ جو شخص وہان آتا یہی جانتا کہ دریا بھرا ہی اور اُسمین اپنا تخت بچھوایا کہ اُس سے حال بلقیس کی اُنگلیون اور پنڈلیون کا کُھل جائیگا بہر تقدیر جب حضرت سلیمان نے یون ارشاد کیا قَالَ عِفْرِیتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِیکَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِکَ وَإِنِّی عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ أَمِینٌ یعنے بولا ایک سرکش جنون مین سے لا دیتا ہون وہ تجھکو پہلے اس سے کہ تو اُٹھے اپنی جگہ سے اور مین اُسکے زور کا ہون معتبر یعنے ایک جن نے کہا کہ مین زور آور ہون اُس تخت کو اُٹھائے لاتا ہون جبتک آپ دربار سے اُٹھین اور حضرت سلیمان کا دستور تھا کہ دوپہر تک دربار کرتے تھے اور نام اس عفریت کا حسب تحقیق وہب ابن منبہ لوذان تھا اور بعضے ذکوان بھی کہتے ہین الا صحیح یہہ ہی کہ صخر نام تھا اور اُسنے امانت اسواسطے ظاہر کردی کہ اُس تخت مین جواہرات لگے تھے یعنے اُسمین کسیطرح کی خیانت نہوگی

غرضکہ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اس سے بھی کوئی جلد لادے قَالَ الَّذِی عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ یعنے بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مین لادیتا ہون تجھکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف تیری آنکھ **فائدہ** مفسرین کو اختلاف ہو کہ وہ عالم کتاب کون شخص تھا اور اُسکا کیا نام تھا بعضے کہتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک اور ہی فرشتہ تھا موید حضرت سلیمان کا اور بعضے کہتے ہین وہ فرشتہ تھا جسکے دفتر مقادیر سپرد ہو اور اس تقدیر پر کتاب سے مراد لوح محفوظ ہو اور بعضے کہتے ہین حضرت خضر تھے اور تفسیر منیر مین لکھا ہو کہ نبوصبہ کا ادعا ہو کہ ہمارا باپ تھا اور بعضے کہتے ہین علیخا یا ذوالنون تھا مگر مشہور تر مفسرین مین یہہ ہو کہ آصف ابن برخیا وزیر تھا کہ اسکو اسم اعظم معلوم تھا کہ وہ جب دعا کرتا دعا اسکی قبول ہوتی تھی اسنے کہا کہ آپ نماز پڑھین اور زجانب مین متوجہ ہون مین دعا کرتا ہون آپ کی نظر نہ پھریگی تخت بلقیس ملجائیگا سو آصف نے دعا کی اللہ جلشانہ نے فرشتون سے تخت بلقیس اٹھوا کر سامنے حضرت سلیمان کے رکھدیا یہ روایت ہو ابن عباس کی اور کلبی روایت کرتے ہین کہ آصف ابن برخیا سجدہ مین گرے اور اسم اعظم پڑھکے دعا مانگنے لگے عرش بلقیس زمین کے نیچے نیچے دو مہینے کی راہ سے تخت سلیمان کے پاس آگیا مجاہد اور مقاتل فرماتے ہین کہ اسم یا ذوالجلال والاکرام تھا جو آصف نے پڑھا تھا اور کلبی کے نزدیک یا حی یا قیوم کہ زبان عربی مین اہیا اشراہیا ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ یہہ دعا پڑھی تھی یا الٰہنا والٰہ کل شی الٰہا واحدا لا الٰہ الا انت آتنی بعرشہا اور معالم التنزیل مین محمد ابن المنکدر سے روایت ہو کہ حضرت سلیمان نے خود دعا مانگی تھی یعنے جب حضرت سلیمان نے عرش لانے کو فرمایا تب ایک عالم بنی اسرائیل نے کہ اسکو علم کتاب قرار واقعی حاصل تھا بولا کہ مین بہت جلد لے آتا ہون حضرت سلیمان نے فرمایا کہ لاؤ اسنے کہا کہ آپ نبی ابن النبی ہین آپ سے زیادہ کوئی نہین ہو اگر آپ دعا کیجیے تو اللہ تعالی اسیوقت تخت بلقیس پہونچادے حضرت سلیمان نے کہا سچ کہا تو نے اور دعا مانگی عین دعا مین تخت بلقیس آپہونچا

اور یہ روایت بعضون کے نزدیک صحیح ہو کیونکہ جب تخت آیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا ہٰذَا مِن فَضلِ رَبِّی کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل فَلَمَّا رَاٰہُ مُستَقِرًّا عِندَہٗ قَالَ ہٰذَا مِن فَضلِ رَبِّی لِیَبلُوَنِی ءَاَشکُرُ اَم اَکفُرُ وَمَن شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشکُرُ لِنَفسِہٖ وَمَن کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّی غَنِیٌّ کَرِیمٌ یعنے پھر جب دیکھا وہ دھرا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کے فضل سے میری جانچنے کو ہو کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہو نیک ذات مگر کاتب الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہو کہ آصف ابن برخیا کی کرامت تھی انکو اللہ کے اسما کا علم تھا انھون نے اس اسم کی تاثیر سے تخت منگوا دیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ظاہر کے اسباب سے تخت نہین آیا اللہ کا فضل ہو کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہونچے کہ انسے کرامات صادر ہونے لگین بالجملہ جب تخت آگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا نَکِّرُوا لَہَا عَرشَہَا نَنظُر اَتَہتَدِی اَم تَکُونُ مِنَ الَّذِینَ لَا یَہتَدُونَ یعنے روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اسکے تخت کا ہم دیکھین سوجھ پاتی ہو یا ان لوگون مین ہو جنکو سوجھ نہین فائدہ روپ بدلنے سے یہ مراد ہو کہ ہیئت وصورت اس تخت کی تبدیل کر دو چنانچہ جنات نے اعلیٰ کو اسفل اور مقدم کو موخر کر دیا اور جواہرات جو اسمین جڑے تھے انکو اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑے یعنے سرخ کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ اور اس تخت کو حضرت سلیمان کے تخت کے پاس رکھا جب پہونچی تو کہا کیا ایسا ہی ہو تیرا تخت بولی گویا وہی ہو کما قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا جَاءَت قِیلَ اَہٰکَذَا عَرشُکِ قَالَت کَاَنَّہٗ ہُوَ یہ کمال عقل ہو کہ ہوبہو نہین کہا کہ شاید اور تخت بھی ویسا ہو مقاتل سے روایت ہو کہ اسنے بفور دیکھنے کے پہچان لیا تھا لیکن دھوکا دیا جیسا اسکے ساتھ انھون نے دھوکا کیا تھا اور عکرمہ سے روایت ہو کہ یہ عورت حکیمہ تھی کہ نہ اقرار کیا نہ انکار اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کمال عقل کا دریافت کر لیا پھر بلقیس نے عرض کیا کہ مین نے ہدایا واپس کرنے سے تمھارا نبی ہونا جان لیا تھا اور تمھاری مطیع و منقاد ہو چکی تھی اور عبادت شمس بھی ترک کر چکی تھی اب اس معجزے کی کہ میرے تخت کو آپ نے طلب کر لیا ضرورت نہ تھی بعد اسکے کسی نے کہا بلقیس سے اُدخُلِی الصَّرحَ فَلَمَّا رَاَتہُ حَسِبَتہُ لُجَّۃً وَّکَشَفَت عَن سَاقَیہَا یعنے اندر چل محل مین پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہو گہرا اور کھولین اپنی پنڈلیان

یعنے جب حال عقل کا دریافت ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو منظور ہوا کہ حال پیرون کا بھی دریافت فرماوین تب اپنے دیوانخانہ مین تشریف لے گئے اور بلقیس کو طلب فرمایا اُس مکان مین پتھرون کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے گویا پانی نظر آیا تب اُسنے پانی مین جانے کو پنڈلیان کھولین حضرت سلیمان نے دیکھا تو کچھ عیب نہ تھا صرف ساقین مین بال تھے اور اپنی آنکھین بند کر لین اور فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یعنے یہ تو ایک محل ہی جڑے ہوئے ہین اُسمین شیشے اسمین پانی کہان ہی جو تو دامن اُٹھاتی ہی پنڈلیان کھولتی ہی جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس پہونچی تو حضرت نے دعوت اسلام فرمائی بلقیس نے قبول کیا اور کہا رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین بولی اے رب مین نے بُرا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی سلیمان کی اللہ کے آگے جو رب ہی سارے جہان کا اسوقت بلقیس کو اپنی عقل کا قصور اور حضرت سلیمان کی دانش کا کمال دریافت ہوا تو اُسنے سمجھا کہ دین مقدسہ مین جو یہ سمجھتے ہین صحیح ہی اُسیدم اسلام لائی اور حضرت سلیمان نے اُسکو اپنے محل مین داخل فرما کر زوجات مین نکاح شامل کیا اور تین سَو زوجات اور سات سَو حرم پر سردار بنایا بعد اُسکے چند روز بعد حضرت سلیمان کو کثرت بالون سے ایک نوع کی کراہت ہوئی اُسکے دفع کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے اول نبی آدم کے عاقلون سے دریافت کیا وہ بولے یہ بال بلا حلق کے دفع نہونگے آنجناب نے بلقیس سے کہا کہ ان بالون کو مونڈ ڈال اُسنے کہا کہ میرے اُسترہ نہین لگا ہی اگر مین اُسترہ لگاؤنگی تو بال سخت نکلینگے پھر مجبور ہوئے آخر کار جنات کے عالمون سے تدبیر پوچھی وہ کہنے لگے کہ اسکے رفع کرنے کی تدبیر سہل ہی ہم نورہ بناتے ہین اُسکو بالون پر لگائیے اور فوراً حمام کرا دیجیے چنانچہ ایسا ہی کیا تو وہ بال دفع ہوگئے اور اُسیدن سے نورہ اور حمام دنیا مین جاری ہوا جبکہ پنڈلیون کے بال بالکل دفع ہوگئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس سے نہایت محبت ہوئی اور جنات نے بحکم سلیمان چند قلعہ رفیع الشان و مستحکم بنیان مانند سلیحین وبلیون وغمدون ملک یمن مین تعمیر کیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر مہینے مین شام سے سوار ہو کر ایک مرتبہ یمن کو تشریف لیجاتے تھے اور بعد قیام سہ روزہ تشریف لاتے تھے آخر کار بلقیس سے

اولاد ہوئی کذا فی العالم اور وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ بعضون نے زعم کیا ہی کہ جب
بلقیس ایمان لائی تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اب تو کسی سے نکاح کر لے اُسنے کہا کہ
میرے ملک مین کوئی آدمی میرے لائق نہین ہی جس سے مین نکاح کرون فرمایا اسلام
مین اس بات کا لحاظ نہین چاہیے اور تجھکو لازم نہین کہ تو اس چیز کو حرام کرے جسکو اللہ نے
حلال کیا ہی ناگزیر اُسنے ذو تبع بادشاہ ہمدان سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے اُسکو
جانب ملک یمن روانہ فرمایا مگر یہ گمان غلط ہی بلقیس اپنے ملک کو نہین گئی بلکہ سات
برس نو مہینے حضرت سلیمان کے پاس رہی اور مدینہ تدمر مین اُسکی وفات ہوئی اور
اُسکے دفن ہونے پر کوئی آدمی مطلع نہین ہوا اور شمس العلوم کے مؤلف نے
لکھا ہی کہ بلقیس بنت ہدہاد ملوک حمیر سے تھی اور نوّے برس اُسنے بادشاہت کی
اور تزوج سلیمان مین اختلاف ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تنبیہ ایک عیسائی ملحد نے
ہمارے سید المرسلین صلعم پر یہ اعتراض کیا ہی کہ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے چار
بیبیون سے زیادہ نکاح مین لانے کی اجازت دی چنانکہ سورۂ احزاب مین ہی
یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی آتیت اجورہن وما ملکت یمینک فیما افاء اللہ
علیک یعنے اے نبی ہمنے حلال رکھین تجھکو تیری عورتین جنکو مہر دے چکا اور جو ہون مال
تیرے ہاتھ کا اُس سے کہ لوٹ مین دے تجھکو اللہ یہ بات قدوسیت کے خلاف ہی
جواب اس بے انصافی کا یہ ہی کہ کتاب استثنا کے باب اکیس نسخہ ۱۸۲۵ع کے
ورس گیارہ مین صاف لکھا ہی کہ اُن اسیرون مین جو تو خوبصورت عورت دیکھے
اور تیرا جی اُسپر چلے کہ تو اُسے اپنی جورو کرے تو تو اُسے اپنے گھر مین لا اُسکا سر منڈوا
اور ناخن کٹوا تو وہ اسیری لباس اُتارے اور تیرے گھر مین رہے اور ایک ماہ
کامل اپنے باپ اور ماں کے سوگ مین بیٹھے بعد اُسکے تو اُسکے ساتھ خلوت کر اور اُسکا
خصم بن وہ تیری جورو ہوا اور کتاب السلاطین کے گیارھوین باب کے تیسرے ورس
مین لکھا ہی کہ سلیمان کی سات سو آزاد جوروان تھین اور تین سو لونڈیان اور کتاب
اول اخبار الایام کے باب بائیس مین حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت خطاب
کر کے یون بیان کیا ہی اینک پسرے برائے تو بوجود خواہد آمد کہ او صاحب راحت
خواہد بود ومن اورا از تمامی دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام وی سلیمان خواہد بود

من در ایام وی سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید او خانہ بنام من بنا خواہد کرد او پسر من و من پدر وی خواہم بود و تخت سلطنتش بر بنی اسرائیل تا ابد الآباد پایدار خواہم کرد پس اس جگہ عاقل کو بغور و تامل دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بلا تعداد عورتوں کے رکھنے کی اجازت دیتے ہین کہ جس کافر کی بیٹی کوئی پکڑ پا دے تو اسکو بے تکلف اور بے تامل جورو بنا وے اور اپنے گھر مین داخل کرے گو بیشمار ہون اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی جوروان اور لونڈیان جسقدر تصرف مین تھین وہ کتاب السلاطین سے ظاہر ہوگئین تو اب انصاف کی آنکھ کھول کر دیکھو کہان نو بیبیان اور کہان ہزار اور لا انتہا اور طرفہ تر یہ ہے کہ اللہ نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا کہا ہے اور بنی اسرائیل کا بادشاہ کہ اس باب مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اُنکے شریک نہین تھے کیونکہ انکو اللہ نے اپنا بیٹا نہین کہا ہے بلکہ اس مقولہ مین خود حضرت عیسیٰ کو متہم کرتے ہین پھر مین کہتا ہون کہ اگر خدا کے فرزند سعادتمند نے ہزار عورتین رکھین تو اگر اُسکے پیغمبر نے نو عورتین رکھین تو کون قباحت لازم آئی اور یہ تو کہین نہین لکھا ہے کہ ازواج کی کثرت سے حضرت سلیمان کا رتبہ کم ہوگیا مگر اُسی کتاب اخبار الایام مین معاذ اللہ انحطاط رتبہ کا سبب البتہ لکھا ہے کہ بت پرست عورت سے حضرت سلیمان نے نکاح کیا اور خود بت پرستی کی یا اینہمہ سب عیسائیون کے نزدیک مسلّم الثبوت ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کے تین بیبیان تھین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر مین چار لونڈیان اور دو بیبیان اور جملہ بنی اسرائیل انھین کی اولاد ہین نہ کہ صرف اُن دو منکوحہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک منکوحہ تھی اور ایک حبشیہ بطور حرم اور حضرت داؤد علیہ السلام کے تا نوے بیبیان تھین اُسپر ایک اور پرائی عورت گھر مین ڈال لی تھی کہ پوری سَو ہوگئین پس ایسی باتون سے اللہ کی قدوسیت نہ گئی اور پاکی مین کچھ نقصان نہ آیا اور ہمارے خاتم النبیین کے واسطے اجازت دینے مین قدوسیت جاتی رہی اور جب خدا بے یکتا لا شریک لہ مطابق اصول عیسائیون کے ایک عورت کی پیٹ مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور جنین بنکر رہا اور مخرج ناپاک سے نکلا اور جوان ہوکر ملعون ہوا اور تین دن دوزخ مین مقیم رہا تب قدوسیت کہان گئی تھی جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتون کی اجازت دیتے وقت پھر آئی اور ایک بات اور بھی بڑے لطف کی ہے کہ انجیل

سوم کے باب ہشتم درس دوم اور سوم سے ظاہر ہو کہ بہتیری رنڈیان اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھین اور ساتھ ساتھ پھرا کرتی تھین اور انجیل اول کے باب یازدہم درس نوزدہم مین حضرت عیسیٰ مسیح نے مخالفون کا خیال اپنے حق مین قبول فرما کر کہا ہو کہ مین تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہون پس مین کہتا ہون کہ ان دونون قولون کے ملانے سے اور شراب کی بیسیوں کے لحاظ سے جو کوئی یہودی ازراہ خباثت اور بد باطنی معاذ اللہ منہا کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جوان خوش وضع تھے رنڈیان انکو پیار کرتی تھین اور حرام کاری کے واسطے ساتھ ساتھ پھرتی تھین اور اسی باعث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہین کیا تو کیا جواب ہی الغرض ظاہر ہو گیا کہ ہرگز کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل سے اس بات پر قائم نہین ہی کہ خداوند تعالیٰ نے کسی نبی کو کثرت ازدواج کی اجازت نہین دی اور منع کیا ہی اور نہ کوئی دلیل اسپر قائم ہو کہ جو بہت عورتین نکاح مین لاوے وہ نبی نہین ہی کذا فی الاستفسار القصہ جب بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت مین رہنا شروع کیا تو ایک دن اُسنے التماس کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ سوار ہون اور سیر ملکات کو جاوین تو مجکو بھی ہمراہ رکاب لے لیجیے کہ ایک جزیرہ مین عجائبات سُنے گئے ہین میرا جی چاہتا ہی کہ مین بھی اُنکو دیکھون حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ارشاد فرمایا کہ تخت لاؤ وہ تخت لائی کہ آنجناب بلقیس کو لیکر سوار ہوے اور ہوا نے تخت کو اُڑایا اور اُس جزیرہ مین لیگئی جو سات دریاؤن کے بیچ مین واقع ہی اُسوقت بلقیس نہایت محظوظ و خوش ہوئی اُسی جگہ کئی اسپ پرزار دیکھ پڑے مگر زور شور لشکر سے اُوڑکر دریا مین گر پڑے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوون سے فرمایا انکو پکڑ لاؤ وہ اپنی معذوری بیان کرکے بولے کہ سمدون جن مغرور دریا مین ہی وہ پکڑ لاویگا فرمایا اُسے حاضر کرو تب دیوون نے ندا کردی کہ حضرت سلیمان نے وفات پائی یہ خبر سمدون کے کان مین گذری وہ نہایت مسرور ہوا دیوون اُسکو فریب دیکر تخت سلیمان پاس لائے حضرت نے قید کرنا چاہا اُسنے امان مانگی فرمایا اچھا گھوڑے دریائی پکڑ لاؤ سو وہ چالیس گھوڑے لایا ظہر کا وقت تھا آنجناب اُنکی خوبی و خوبصورتی مین مصروف ہوے وقت صلوٰۃ فوت ہو گیا کما قال اللہ فی سورۂ صاد اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد یعنی جب دکھانے کو آئے سامنے شام کو گھوڑے خاصے اس مقام مین بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ آنجناب نے کفار دمشق و نصیبین پر جہاد کیا اُسمین ہزار گھوڑے لوٹ مین آئے کما رواہ الکلبی اور مقاتل فرماتے ہین کہ حضرت داؤد نے جہاد عمالقہ مین ہزار گھوڑے پالے تھے وہ میراث مین ملے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمان نے سُنا کہ سمندر کے کنارے گھوڑے دریائی

شکلت مین اسلیے خاصی گھوڑیان وہان بندھوائین کہ اُنسے بچے ہوے اُنکا قدم جسطرح پیرنا جب وہ بچے ملاحظہ کو تیار ہوکر آئے تو آنجناب بے خبر ہوگئے وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ مین گیا پھر غصہ ہوے ان گھوڑون کو ذبح کر دیا یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا سو آنکی اللہ نے تعریف فرمائی بعضے کہتے ہین بیس گھوڑے تھے چنانچہ معالم میں ابراہیم تیمی کی روایت لکھی ہی اور عکرمہ کے نزدیک بیس ہزار تھے اور بھی معالم التنزیل مین ہی کہ یہ گھوڑے بے پروا تھے و ہوا صحیح اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمان وظیفہ پڑھ کر کرسی پر جلوہ فرما ہوے اور گھوڑے ملاحظہ کو آنے لگے نو سو گھوڑے آئے اُنکے تماشے مین وقت عصر جاتا رہا آفتاب غروب ہوگیا یا کوئی وظیفہ آخر دن مین پڑھتے تھے وہ قضا ہوگیا اسپر آنجناب کو ملال ہوا کہ اللہ صاحب نے اسکی حکایت فرمائی سورۂ صاد مین فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوہا علی فطفق مسحاً بالسوق والاعناق یعنی پس بولا مین نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہان تک کہ چھپ گیا اوٹ مین پھیر لاؤ انکو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے پنڈلیان اور گردنین صافنات سے مراد کریمہ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد مین وہ گھوڑے ہین کہ تین پیرون سے کھڑے ہون اور چوتھے پیر کا کنارہ سم کھڑا رہے یہ قسم گھوڑے کی نہایت پسندیدہ ہی اور جیاد سے مراد تیز رو چالاک ہی اور جبل کو خیر اسلیے فرمایا کہ گھوڑون کی پیشانی سے خیر بندھی ہی یعنی اجل غنیمت اور مقاتل کے نزدیک حب الخیر سے مراد مال ہی اور ذکر رب سے مراد نماز عصر ہی اور توارت بالحجاب سے مراد پہاڑ جسکے نیچے آفتاب چھپ جاتا ہی اور وہ پہاڑ سبز رنگ کرۂ زمین کو محیط ہی الغرض حضرت سلیمان نے پھر گھوڑے طلب فرمائے اور انکی تلوار سے گردنین مارین اور یہ کیا محض تقرب خدا اور جس کسی نے یہ زعم کیا ہی کہ گھوڑون کو قید کیا یا گردنین صرف داغ دین یا شفقت و مہربانی سے انکا غبار جھاڑا ذبح نہین کیا یہ سب غلط ہی چنانچہ معالم التنزیل مین ہی کہ جب حضرت سلیمان نے گھوڑون کو ذبح کیا تو اللہ تعالے نے عوض مین بہتر سواری عنایت کی یعنی ہوا کو مسخر کیا اور منجملہ ہزار کے نو سو گھوڑے بچے انھین کی نسل عالم مین باقی ہی حضرت ابن عباس و حسن و قتادہ و مقاتل و دیگر اہل تفسیر کہتے ہین کہ یہ ذبح کرنا و گردن مارنا گھوڑون کا حضرت سلیمان کی شرع مین حلال تھا ہماری شریعت مین حرام ہی بعضے کہتے ہین گوشت انکا تقسیم کر دیا بعض اہل تفسیر حضرت امیر کبیر علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ آنجناب فرماتے تھے کہ معنی قول خدا ردوہا علی کے یہ ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بحکم خدا املاک موکلین سے ارشاد کیا کہ آفتاب پھیر لاؤ کہ مین نماز ادا کرون وہ آفتاب کو پھیر لائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کی پڑھ لی وقت پر اور گھوڑے آئے تھے واسطے جہاد کے اُسکے ملاحظہ مین آفتاب غروب ہوگیا تھا لیکن صحت اس روایت کی بخوبی نہین ہوئی

فائدہ خیبر مین دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آفتاب بعد غروب واسطے نماز امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے البتہ پھیر گیا تھا اسمین شک نہین امام طحاوی شرح آثار مین لکھتے ہین کہ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہین اور احمد صالح سے منقول ہی کہ صاحب علم کو لائق نہین کہ اس حدیث کو بھول جاے کیونکہ یہ حدیث معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی القصہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس معاملے کے سُنا کہ ایک جزیرہ جزائر بحر مین ہی اسمین ایک پادشاہ ہی صیدون بت پرست اُسکا ملک بہت ہی کوئی وہان تک جا نہین سکتا مگر البتہ ہوا کہ وہ آپ ہی کے مطیع ہی چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام باعانت ہوا مع لشکر جن والنس اُس جزیرہ مین پہونچے اور بادشاہ کو دعوت ایمان فرمائی اُسنے قبول نہ کیا لہذا قتل کیا گیا اور مال و ملک غنیمت ہوا ازانجملہ دختر بادشاہ کہ مسماۃ جرادہ حسن و جمال مین بے نظیر عصر تھی ہاتھ آئی اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام بعد نکاح اپنے تصرف مین لائے وہ ایمان لائی اور حضرت سلیمان اُسکو اور زوجات سے زیادہ دوست رکھتے تھے چونکہ اُسکو اپنے باپ کے مارے جانے کا غم بشدت تھا اکثر مغموم و مہموم رہا کرتی اور بیشتر مشغول بگریہ و زاری رہتی اس عرصہ مین ایک ابلیس لعین ایک دایہ کی صورت بن کر آیا اور زوال دولت و مملکت صیدون پر نہایت متاسف ہوا اور کہنے لگا تو کیونکر سلیمان سے راضی ہی حالانکہ اُسنے تیرے باپ کو قتل کیا اور تجھے قید کیا تو مفارقت پدر مین کیونکر بسر کرتی ہی اُسنے کہا مجبور ہون کیا کرون شیطان نے تصویر صیدون دیوون سے کھنچوا کر دکھلائی اور کہا یہ صورت تسلی و تسکین کی ہی چونکہ عورت فی ذاتہ بے وقوف ہوتی ہی اُسکے ذہن ناقص مین یہ صورت خوبی کے ساتھ جم گئی شیطان کو تو یہی فکر تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فتنہ مین ڈالون وہ بُت پرستی کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کر کے رخصت ہوا اور تصویر صیدون اپنے ہاتھ مین لے گیا اب عورت اُس تصویر کے تصور مین حیران و پریشان رہتی ایک دن غمگین و حزین بیٹھی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کیون غمدیدہ ہی اور کسلیے اکثر رویا کرتی ہی اُسنے کہا مین اپنے باپ کے فراق مین اور مملکت و مال کے خیال مین رویا کرتی ہون اور کوئی سبب نہین حضرت نے فرمایا تجھے اللہ نے اُس سے زیادہ ملک و مال دیا ہی اور نعمت ایمان وہ عطا کی ہی کہ سب دنیا و مافیہا سے افضل و اعلے ہی بولی یہ سب درست ہی مگر بدرد انسانی و بیاد شفقت و محبت پدری مجبور ہون اگر آپ شیاطین سے ارشاد کرین تو وہ میرے باپ کی صورت بنا دین اور یہان رکھدین تاکہ مین صبح و شام دیکھا کرون شاید کچھ غم غلط ہوتا رہے چنانچہ بایمای حضرت سلیمان علیہ السلام کہ اُسوقت مین تصویر سازی منع نہ تھی شیاطین نے صورت صیدون ہو بہو بنائی اُس عورت نے پوشاک مطبوع صیدون تیار کرائی اور اُس صورت مین پہنائی اور ایک مکان مین قائم کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام باہر تشریف لاتے تو وہ کمبخت اُس تصویر بسرتاپا تزویر کو سجدہ کیا کرتی جسطرح اُسکی زندگی مین ہوتا تھا یا جسطرح ابلیس استاد نے

بتلایا ہوگا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس حرکت کی خبر چالیس دن تک نہین ہوئی آصف ابن برخیا وزیر اعظم عالم
اسم اعظم کہ بڑے مومن صدیق ولی کامل تھے مطلع ہوے اور حضرت سلیمان سے تنہائی مین عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری
عمر زیادہ ہوئی دربار کی آمد و رفت سے کمال تکلیف پاتا ہون چاہتا ہون کہ ایک گوشہ پکڑ کر خلوت گزین ہون و قبل آمد
موت یہ چاہتا ہون کہ آپ کے حضور مین کسی قدر پیغمبرون کے حالات بطور واعظ التماس کرون جو مجھے معلوم ہین اور
عوام و خواص کو وہ باتین تعلیم کرون جو انکو غیر محفوظ ہین حضرت سلیمان علیہ السلام نے موافق التماس آصف ابن
برخیا جن و انس کو جمع کیا اور مجلس وعظ منعقد فرمائی کہ آصف نے اول حمد الٰہی کا خطبہ پڑھا بعد اُسکے انبیاے
پیشین کا بالاجمال ذکر کرکے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چھیڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
پیغمبر اولوالعزم ہین اپنی طفولیت مین بڑے حلیم بردبار و متقی پرہیزگار و فضل روزگار و خائف از آمرزگار تھے
بعد اُسکے سکوت کرکے اور تذکرہ کرنے لگے حضرت سلیمان علیہ السلام پر غضب مجلس سے اُٹھ کر دولتخانہ مین داخل ہوے
اور آصف کو بلاکر پوچھا کہ تونے سب پیغمبرون ذکر کیا اور اُنکے اوصاف حمیدہ بیان کیے آخر عمر تک اور میری تعریف
ایام لڑکپن کی کرکے ساکت ہوگیا اسکا کیا سبب تھا آصف نے التماس کیا کہ آپ کی غفلت و تساہل سے چالیس دن
ہوے گھر مین خاص بت پرستی ہو رہی ہے یہ بات شان نبوت کے خلاف تھی پھر مین آپ کی خوبیان اسوقت کی
کسطرح بیان کرسکتا تھا وعظ مین جھوٹ بولنا جائز نہین حضرت سلیمان نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون
اُسی وقت گھر مین داخل ہوے اور صورت صیدون خاک مین ملائی اور عورت سے ناراض ہوکر تعزیر فرمائی اور لباس پاکیزہ
و صاف جسمین جوان عورت کا ہاتھ نہ لگا تھا پہنا اور جانب دشت و بادیہ نکل گئے اور خاک سوختہ پر بیٹھ کر توبہ و استغفار مین
مشغول ہوے اور از بس تضرع و زاری گریہ و زاری مین مشغول ہوے تمام دن اس کیفیت سے کاٹا شام کو گھر مین آئے
یہان ایک عورت مسماۃ امینہ و بقولی جرادہ ام ولد آنجناب تھی کہ جسوقت آنجناب استنجے کو جاتے یا ازواجات سے قربت فرماتے تو اپنی
انگشتری اسی کو سونپتے تھے اُسوقت بھی رفع حاجت کو تشریف لے چلے انگوٹھی حسب دستور اسی کو سپرد فرمائی اور خود
تشریف لیگئے صخر جن و بقولی اصطرخی صاحب البحر بصورت حضرت سلیمان آیا اور بولا میری انگشتری لا امینہ نے حوالے کی
اُسنے انگوٹھی پہن تخت سلیمان پر ہو بیٹھا وحوش و طیور جن و انسان سب حسب دستور حاضر ہوے جب حضرت سلیمان
جاے ضرور سے آئے تو امینہ سے انگوٹھی طلب کی وہ بولی تو کون ہے فرمایا مین سلیمان ہون ابن داؤد علیہ السلام امینہ نے
کہا تو کاذب ہے سلیمان تو انگشتری لیگیا اور اپنے تخت پر بیٹھا ہوا حکم رانی کر رہا ہے تب حضرت سلیمان نے جانا کہ
اُسی خطا پر میری آزمایش ہوئی ناگزیر خوفناک باہر بھاگے اور دربدر پھرنے لگے کہ جس دروازے پر جاتے اور کہتے
انا سلیمان ابن داؤد صاحب خانہ گالیان دیتا اور کبھی مارتا اور اکثر لوگ مجنون جانتے تھے آخرکار بھوک کے پیاسے بے طاقت
ہو کر بیٹھ رہے کسی نے کھانا نہ دیا تب سوچے اور دریا پر گئے وہان کچھ لوگ مچھلیون کا شکار کر رہے تھے حضرت سلیمان

علیہ السلام نے کہا ہمکو مزدوری پر رکھ لو اُن لوگون نے رکھ لیا اور دو مچھلی مزد قرار دی یعنی دن بھر خدمت کرتے شام کو
دو مچھلی ملتین ایک بیچ کر نان جوین لیتے دوسری بھون کر روٹی کا سالن فرماتے پھر تمام رات نماز پڑھتے صبح تک
استغفار و توبہ مین مشغول ہتے چالیس دن اسی کیفیت مین گذر رہے و رشیطان بجاے حضرت سلیمان حاکم رہا اور جمیع توابع
سلطنت مطیع و منقاد رہے لیکن ابن برخیا وزیر اعظم و دیگر علماے بنی اسرائیل کو اول روز سے تردد تھا اور جانتے تھے
کہ یہ شخص سلیمان نہین ہو اور جنات نے بھی یہ حال دریافت کر لیا تھا مگر سکوت مین تھے جب مدت معینہ امتحان ربانی
گذر گئی تو وہ دیو دریا کے کنارے شراب کی مستی مین گیا وہ انگوٹھی گر پڑی اُسکو مچھلی نے لیا اُسدن وہ شکار مین ملی اور
حضرت سلیمان کو مزدوری مین ہاتھ آئی جب اُسکا پیٹ چاک کیا تو انگوٹھی نکلی حضرت نے پہنی اور سجدے مین
گرے ہنوز سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ جنات و انسان و طیور وغیرہ خدمت مین حاضر ہوے حضرت
اپنے تخت پر تشریف لائے اور توبہ و ندامت اپنی علی رؤس الاشہاد ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ صخرا صطخر جن کو حاضر کرو
کہ وہ گرفتار ہو کر آیا آنجناب نے اُسے قید کر کے دریا مین پھنکوا دیا محمد ابن اسحق نے ابن منبہ سے اسی طرح روایت کی ہو
اور کہتے ہین کہ قرآن مجید مین ولقد فتنا سلیمان اسی طرف اشارہ ہو لیکن یہ روایت منجملہ مفتریات و اکاذیب
یہود یان ہو اور ابن منبہ اکثر کتب بنی اسرائیل سے حکایتین بے سر و پا بیان کرتا ہو اور بعضے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ
بعد اس واقعے کے حضرت سلیمان نے اُس عورت کو قتل کیا اور اُسکی لونڈیان باندیان کہ چار ہزار ہونگی سب جلوا دین
اور کتابین سحر کی جو صطخر جن صیدون کی سلطنت سے لایا تھا اُنکو بھی قلم چاک کروایا معالم التنزیل مین ہو
کہ ہرگز اللہ صاحب نے شیطان رجیم کو عورات حضرت سلیمان علیہ السلام پر تسلط نہین دیا بلکہ سبب فتنہ یہ واقع ہوا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیبیان تھین از انجملہ ایک بی بی پر اعتماد بہت تھا کہ جب کبھی استنجے کو جاتے
تو انگوٹھی اُسی کے سپرد کر جاتے ایک دن اُس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص میرے بھائی سے خصومت رکھتا ہو
مین چاہتی ہون کہ آپ فیصلہ کر دین حضرت سلیمان کے مُنہ سے نکلا اُسکو سزا ہوگی اسی پر اللہ نے جانچا کہ انگشتری
دھوکھے مین صخر جنی نے لیا اور آواز سلیمان علیہ السلام کی بنا کر تخت نشین ہوا اور سب لوگ مطیع و فرمان بردار رہے
صرف اکثر علما نے انکار کی اور جمع ہو کر زوجات سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہمنے اس شخص کو قبول نہین کیا
اور اصلا سلیمان نہین جانا کیونکہ یہ شخص سلیمان نہین اور اگر ہی تو اُسکی عقل خبط ہو گئی ہو اور آصف ابن برخیا نے
عورتون سے پوچھا اس عرصہ مین حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے تھے یا نہین وہ بولین ہان ایک عورت نے
کہا مگر ان دنون سلیمان کی عقل جاتی رہی ہو کہ اُسنے استنجے کے وقت انگشتری مجھے نہین دی اور چالیس دن گذر چکے
ہین پھر سب عورتین رونے لگین آصف ابن برخیا نے کہا صبر کرو مین تدبیر کرتا ہون چنانچہ چند کس توریت خوان
خوش آواز اپنے ساتھ لیکر تخت سلیمان کے پاس گئے اور ارشاد کیا کہ توریت کا کوئی سفر باواز پڑھو کہ اسمین ہمکو

نفع ہی سو اُن لوگون نے توریت کا پڑھنا شروع کیا چونکہ توریت کلام الٰہی تھا وہ خبیث ناپاک اُسکی تاب نہ لاسکا بھاگا
اور ایک برج کے کنگرے پر جا بیٹھا وہان سے دریا پر گیا انگوٹھی گر گئی مچھلی نے پائی اُسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام
بھوکھے پیاسے دریا پر آئے وہان صیاد جال مین مچھلیان پکڑتے تھے آنجناب نے کھانا مانگا ایک نے مارا دوسرے نے ظالم کو
ملامت کی اور دو مچھلیان دین حضرت سلیمان اُنکے پیٹ پھاڑکر دھونے لگے ایک ماہی کے پیٹ سے انگوٹھی نکلی اور حضرت
سلیمان علیہ السلام نے پہنی فی الفور جنات و ناس و وحوش و طیور بدستور حاضر ہوے اور سب قوم کے لوگون نے پہچانا اور
معذرت کرنے لگے حضرت سلیمان نے فرمایا نہ تمھارے عذر کی شکایت ہی اور نہ عذر و ندامت کی تعریف یہ امر جو واقع ہوا ضروری
لکھا ہوا تھا پھر ملک مین تشریف لائے اُس دیو خبیث کو پکڑ کر ایک صندوق آہنی مین مقفل کرکے مُہر فرمائی اور دریا مین پھنکوا دیا
اب بھی وہ شیطان زندہ ہی قیامت تک شاید اسی طرح رہیگا یہ روایت قید کی صحیح ہی اسی کا اشارہ قرآن شریف مین ہی وآخرین
مقرنین فی الاصفاد یعنی اور اور طرح کے جکڑے ہین زنجیرون مین اور حدیث شریف ہی کہ آخری زمانے مین وہ شیاطین جنکو
حضرت سلیمان نے قید کر دریا مین ڈالا ہی سو نکلینگے تمھارے پاس اور سکھا دینگے تمھارے دین کی سو قبول نکرو اُنسے کچھ اور
بعض روایات مین ہی کہ جب آزمایش حضرت سلیمان منظور الٰہی ہوئی تو انگشتری از خود گری دو مرتبہ آصف آیا اُسنے کہا آپکی
آزمایش ہی اُس زلت پر جو صادر ہوئی ہی اب انگوٹھی چالیس دن تمھارے ہاتھ مین نہ رہیگی لہذا حضرت سلیمان توبہ و ندامت مین
مشغول ہوے آصف نے کار مملکت انجام دیا بعد انقضاے ایام امتحان انگشتری پہنی ملک بدستور ملا اور سعید ابن مسیب رح سے
روایت ہی کہ حضرت سلیمان تین دن خلق سے پوشیدہ ہوے تھے وحی ہوئی کہ میرے بندون سے چھپا ہی تو اُنکے کام مین دخل نہ کرے
آزمایش تھی اسمین انگشتری بھی جاتی رہی اور تفسیر مدارک و زاہدی مین لکھا ہی کہ جو روایات گم گشتگی خاتم و وقوع عبادت صنم
و تصرف دیو بخانہ حضرت سلیمان شہرت پذیر ہین جملہ اکاذیب و مفتریات جہود و بہتان طوفان بندی یہود بیہود کی ہی بعضے
کہتے ہین ایک دن حضرت سلیمان امرا سے ناراض ہوے اسپر کہ جہاد کفار مین کمی کرتے تھے سوچا کہ ایک شب مین اپنی ستر
زوجات سے ہم بستر ہون کہ ہر ایک بیٹا جنے وہ جہاد مین کوشش کرین فرشتے نے دل مین ڈالا انشاء اللہ وہ بھول گئے کہ
ستر عورت مین ایک ہی کے حمل ہوا وہ وقت پر آدھا آدمی جنی قابلہ نے اُسکو لاکر تخت پر رکھدیا حضرت سلیمان پشیمان ہوے
انشاء اللہ نہ کہنے پر اسیکا اشارہ ہی ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب یعنی ہمنے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا
تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا کذا ارد ی ابو ہریرہ عن النبی صلعم مگر اتنا زیادہ ہی کہ قسم ہی اللہ کی اگر کہتا سلیمان انشاء اللہ
تو پیدا ہوتے سب عورتون سے بیٹے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رواہ البخاری و مسلم اس حدیث سے جانا گیا کہ جب کسی کام کا
ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے کیونکہ بدون مدد الٰہی آدمی سے کوئی کام نہین ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی حکیم ہو یا پادشاہ اور
قول اشہر یہ ہی کہ جسد سے مراد صخر جنی ہی کہ اُسکو تخت پر ڈال دیا تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ حضرت سلیمان کے ایک بیٹا تھا
جنات چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالین کیونکہ یہ بھی بوراثت پدر شاید ہمکو مسخر کرے حضرت سلیمان نے مطلع ہوکر بدلی کو سپرد کیا

قضاءً وہ مر گیا ابر نے اسکو تخت پر ڈال دیا اُسپر حضرت سلیمان پشیمان ہوے اور توبہ کی کہ غیر خدا پر توکل نہ چاہیے اُسیکا
اشارہ ہو والقینا علی کرسیہ جسدا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمان بشدت بیمار ہوے سو انکو تخت پر بٹھلایا تاکہ مہمات عالم مین
خلل نہ پڑے پھر اچھے ہوگئے اُسیکا اشارہ ہو والقینا علی کرسیہ جسدا یہ دونون روایت ضعیف ہین القصہ جب حضرت سلیمان
علیہ السلام کا امتحان ہوگیا اور توبہ و ندامت منظور ہوئی تو حضرت سلیمان نے بہ عاجزی و انکسار کہا رب اغفرلی وہب لی
ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوہاب یعنی ای رب میرے معاف کر مجکو اور بخش مجکو وہ پادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو
میرے پیچھے تو بے شک ہی بخشنے والا یعنی کسیکا حوصلہ نہو کہ وہ لے سکے مقاتل ابن کیسان کہتے ہین کہ نہو کسی کو میرے بعد
اور عطا ابن رباح کہتے ہین کہ ایسا ملک عنایت ہو کہ پھر مجھسے نہ لیا جائے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام بتعلیم الٰہی جانتے تھے کہ خاتم الانبیا و سرور الاصفیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ملک دنیا پر التفات
نہ فرماوینگے تب یہ دعا مانگی اور صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ تھی کہ مجکو ملک عنایت کر
کہ ظہور اُسکا بالفعل کسی کو نہو کیونکہ بالقوہ حضرت رسالت پناہ صلعم کو وہ ملک حاصل تھا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
صحیحین مین روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک روز عفریت آیا اُسنے چاہا کہ نماز میری ٹوٹ جائے
اللہ نے مجکو قوت دی کہ مین نے اُسکو گرفتار کیا اور چاہا کہ ستون مسجد مین باندھون تاکہ تم لوگ دیکھو پس یاد آئی مجکو
دعا اپنے بھائی سلیمان کی رب ہب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی یعنی ای میرے رب دے مجکو ایسی پادشاہی کہ میرے بعد
پھر کسی کو ویسی نملے اسواسطے مین نے دُرکار کے ڈھکیل دیا مراد ملک سے اس جگہ تسخیر جن و شیاطین ہی چونکہ حضرت سلیمان
علیہ السلام نے یون دعا فرمائی اور اس ملک کو خاص اپنے واسطے مانگا اسلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ مین تصرف اپنا
اس ملک مین ظاہر کرکے اپنے بھائی کے کارخانہ مین فتور و شکستگی ڈالون ورنہ بالقوہ تصرف و قدرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زیادہ تھا بلکہ تمام ملک و ملکوت و جن و انس اور تمام عالم بہ تقدیر و تصرف الٰہی حیطۂ قدرت و تصرف حضرت صلعم مین تھا
بالجملہ اللہ جل شانہ نے دعا حضرت سلیمان علیہ السلام اسطرح قبول کی اور ارشاد کیا فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء
حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد ہذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب
وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب یعنی پھر ہمنے تابع کی اُسکی ہوا چلتی اُسکے حکم سے نرم نرم جہان بھیجا چاہتا اور تابع کیے
شیطان سب عمارت بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے بندھے ہوے بیڑیون مین یہ ہی بخشش ہماری اب تو
احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ نہین حساب اور اُسکو ہمارے پاس مرتبہ ہی اور اچھا ٹھکانا یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ اسقدر ملک
دنیا عنایت کی اور مختار کردیا حساب معاف کرکے باین ہمہ حضرت سلیمان علیہ السلام ٹوکری بناکے کھاتے تھے اور کبھی
ملک سے لیکر اپنے خرچ مین نہ لاتے تھے مقاتل رضی اللہ عنہ کریمہ فامنن او امسک بغیر حساب سے یہ مراد دیتے ہین
کہ جس کسیکو چاہو قید کرو اور جسکو چاہو چھوڑ دے چنانچہ حضرت سلیمان نے یہ دستور کیا کہ دنیا مین جہان کہین

معلوم کرتے کہ جن کسی کو ستاتا ہی تو اُسکو قید کرکے دریا مین ڈبوا دیتے تھے کہ بعض جنات اب تک قید ہین تاریخ ابو الفدا مین ہی
کہ سال چہارم جلوس ماہ آیار سنہ پانسو اُنتالیس مین حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمائی
اور آخر سنہ پانسو چھیالیس مین فراغت حاصل کی ارتفاع اُسکا تیس گز اور طول ساٹھ گز کا اور عرض بیس گز کا تھا
اور فصیل بیرونی اُسکی نو گز کی مربع تھی بعد اُسکے سال چوبیس جلوس مین دار السلطنت بیت المقدس مین بنوایا یہ بنا
تیرہ برس مین طیار ہوئی اور معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری
برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ مین وحی ہوئی کہ تمھارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان کے ہاتھ سے
مقدر ہی ناچار حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بردار ہوسے چنانچہ اپنے عہد مین حضرت سلیمان نے چاہا کہ اس بنا کو
تمام کرین تو اول ایک شہر کی بنا ڈالی اور نام اُسکا بیت المقدس رکھا جب وہ شہر طیار ہوگیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہوے
اور جنات کو جمع کرکے مختلف کامون پر متعین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یاقوت فیروزہ و زبرجد لایا اور ایک فرقہ
مروارید و احجار لایا اور ایک جماعت مشک و عنبر وغیرہ اشیاء خوشبودار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت
سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز و سفید و زرد پتھرون سے بھروایا اور بڑے بڑے پتھرون سے دیوارین
بنوائین اور اُنکو جواہر سے جڑوایا اور ستون چالیس گز کے لمبے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جواہر کے تختون سے
پٹوائی اور آبنوس کی چار دیواری لگوائی ایک کا نام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرے کا باب طوبی اور تیسرے کا
باب الجنۃ اور چوتھے کا باب النبی العربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد قنادیل طلائی و نقرئی آویزان کرائین اور
ہر ایک قندیل مین ایک ایک گوہر شب افروز رکھوا دیا کہ اُنسے تمام مسجد مین روشنی ہوتی تھی بعد اُسکے ایک قبہ مثمن
کہ اُسکا نام قبۃ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اُسپر ایک گنبد نہایت بلند بنوا کر کبریت احمر سے اندودہ کرایا کہ بارہ کوس تک
اُسکی روشنی مین سب آدمی سیر کرتے تھے جب اسطرح کی عمارت طیار ہوئی اور کسی قدر کام اُسمین باقی رہ گیا تو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے علما و احباب بنی اسرائیل کو جمع فرماکے جشن عظیم کیا اور سب لوگون سے متوجہ ہوکر ارشاد کیا
کہ مین نے یہ گھر خالصاً للہ بنوایا ہی آگاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر مین ہی صرف واسطے خدا کے ہی مناسب ہی کہ علمای ربانی سے
کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقۃ الاقالیم مین ہی کہ یہ مسجد جانب شرقی بیت المقدس مین واقع ہی طول اُسکا
سات سو چوراسی گز کا ہی اور عرض چار سو پچپن گز کا اور چھ سو چوراسی ستون اُسمین قائم کیے گئے تھے اور چار سو
منبر تھے اور ہمیشہ رات کے وقت چار ہزار قندیلین روشن کی جاتی تھین اور سات سو فراش اس مسجد کی خدمت مین رہتے تھے اور پچاس خم زرین پانی سے
بھرے ہوے تھے اور صحن مسجد مین ایک مصطبہ پانچ گز کا مرتفع اور اُسمین ایک قبہ عظیم ہے جسے قبۂ صخرہ بنوایا تھا اُسی مین قدم مبارک خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان ہی اور یہی پتھر دس گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا قف سو وہ اسی طرح معلق رہ گیا اور
اسی جگہ محراب مریم و زکریا و کرسی حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہی انتہے قولہ اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہی کہ

کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بعد تعمیر حضرت سلیمان نے تین دعائین مانگین ایک حکم مطابق حکم الٰہی سو عنایت ہوا دوسرا ملک
کہ وہ بھی ملا تیسرا جو شخص اس مسجد مین دو رکعت پڑھے اُسکے گناہ عفو ہو جاوین یہ دعا قبول نہوئی اور مین
امید رکھتا ہون کہ اللہ تعالے مجھے تینون باتین عنایت کرے القصہ حضرت سلیمان بیت المقدس مین رہنے لگے
کبھون ایک برس گاہے دو برس اور کبھون ایک مہینے یا دو مہینے اور اس سے کم زیادہ بھی قیام فرماتے تھے
اور مسجد مین عبادت کرتے تھے اُس مقام مین جہان حضرت عبادت کرتے تھے صبح کے وقت ہر روز بطور خرق
عادت ایک درخت ظاہر ہوتا تھا حضرت سلیمان اُسکا نام اور وجہ ظہور اُس سے دریافت کر لیتے تھے ایک دن
اُسنے کہا میرا نام خرنوب ہے فرمایا تو کسواسطے ہے اُسنے کہا واسطے خرابی شہر بیت المقدس اور مسجد کے ہون
کہا میری زندگی مین ایسا نہوگا اور اسکو اکھیڑ ڈالا اور حافظ کریم مین جما دیا اور دعا مانگی کہ یا الٰہی موت میری جنات پر
ظاہر نہو تا کہ انسان جانین کہ اُنکو علم غیب نہین ہے بعد چندے محراب عبادت مین داخل ہوے اور
اپنی لاٹھی کے ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے اُسی وقت حضرت ملک الموت علیہ السلام نے قبض روح فرمایا مگر
آنجناب اُسی طرح کھڑے رہے اور جنات و شیاطین حسب دستور اعمال شاقہ مین مصروف رہے یہان تک کہ ایک برس
گذرا اور اُنکو خبر وفات کی نہوئی تب گھن کے کیڑے نے عصاء مبارک کھایا اور حضرت سلیمان زمین پر گرے
حضرت عباس فرماتے ہین کہ دیمک کا احسان جنات پر یہ ہوا کہ اُسکے سبب سے موت سلیمان پر مطلع ہوے
اور جنات اُسکے عوض کھانا اُسکا مٹی و پانی سے لیکر درخت مین رکھتے ہین اس قصہ کا اشارہ سورہ سبا مین ہے

فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علے موتہ الا دابۃ الارض تاکل منسأتہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب
ما لبثوا فی العذاب المہین یعنی پھر جب تقدیر کی ہمنے اُسپر موت نہ جتایا اُنکو اُسکا مرنا مگر کیڑا گھن کا کھاتا رہا
عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنون نے اگر خبر غیب کی رکھتے ہوتے تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف مین یعنی باوجود
علم غیب کسواسطے ذلت بارکشی و معماری و نجاری وغیرہ تکلیف روزمرہ تمام برس کی اُٹھاتی اُسی دم اپنے اپنے
گھر نہ چلے جاتے کیونکہ حضرت سلیمان کی وفات ہو چکی تھی مگر اُنکو اصلا خبر نہین ہوئی اُسوقت تک کہ تقیہ
کار عمارت اختتام ہوا اور کسی طرح کا کام اتمام کو نہ رہا اور بعضے مفسرین لکھتے ہین کہ مسجد اقصی بہ تمامہا
تیار نہوئی تھی ایک برس کا کام باقی تھا متقاضی اجل نے دامن سلیمان پکڑا اور ودیعت حیات طلب کی
تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ میری وفات کی اطلاع جنات وغیرہ کو نہونے پاوے
یہان تک کہ مسجد بنجائے سو جب وفات ہوئی تو بعد غسل و صلوٰۃ کے لاٹھی کی ٹیک دیکر جسم اطہر کو کھڑا کیا
کہ جنات حضرت کو حی و قائم سمجھکر کام مین مصروف رہے ایک برس بعد گھن کے کیڑے نے اُس لاٹھی کو نیچے سے
کھالیا وہ لکڑی گری اور جسم لطیف بھی گرا سب لوگون کو وفات کی اطلاع ہوئی جنات اُسی وقت بھاگ ہون

اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور ایک روایت یہ ہی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا علم آیا تو نقشہ عمارت بیت المقدس کھینچ کر شیشے کے مکان مین جو کہ آپ کے لیے جنات نے بنایا تھا جلوہ فرما ہوے اور دروازہ کو بند فرما کے مشغول عبادت خالق کبریا ہوے کہ بعد وفات بھی ایک برس تک جنات مسجد کو بنایا کیے جب کام اسکا ختم ہوگیا تب خبر ہوئی اور جنات اپنی بے علمی وجہل کے قائل ہوئے مگر اُسی وقت پہاڑون پر چل دیے حضرت سلیمان کے عہد مین جن وانسان باہم مخالطت و مناسبت و نشست و برخاست رکھتے تھے اور شیاطین جن آدمیون کے روبرو اعمال عجیبہ و افعال غریبہ ظاہر کرتے اور افسون متضمن شرک و کفر پڑھا کرتے جسطرح اسماے بتان و شیاطین کہ کفر و ضلالت مین منعقد اگذرے ہین اور اُنکے عجائبات کا ظہور اسی سبب سے ہوتا تھا ایک یہ کہ بخلاف آدمی سے خلقت جنات کی متفاوت ہی اور افعال و اطوار جنات اوضاع و حرکات انسان سے مختلف ہوتا ہی مگر ایسے آدمیون کے ہزار ہزار کوس کی خبرین لاتے اور بیان کرتے کبھی کسی کو مار ڈالتے کسیکا پیر بند کر دیتے کسی کے پیٹ مین گھستے وہ درد سے چلاتا کسی پر ایسا اثر ڈالتے کہ وہ بیتاب ہو جاتا پھر اُسپر ہی اُسپر افسون پڑھنے کو بتلاتے تب وہ کیفیت جاتی رہتی یہان تک کہ انسان منترون کے معتقد ہوے اور تعظیم مفرط بتون اور شیطانون کی کرنے لگے اور ظاہر ہی کہ کام جنات و شیاطین کے بہ نسبت کام آدمیون کے خوارق عادات کا حکم رکھتے ہین اسی باعث سے سفہا و حمقا اُنکے معتقد ہو جاتے ہین دوسرے یہ کہ ارواح بعضے امراض شرارت و خباثت مین حکم جنات و شیاطین کا رکھتے ہین کہ بالطبع مائل و پرستش اپنی مرکوز ہوتی ہی اور یہ خواہش رکھتے ہین کہ آدمی ہماری طرف فروتنی و عاجزی پلے سرے کی اختیار کرکے رجوع لاوین اور شیاطین الجن اُنکو پہنچاتے ہین اُنھون نے بعض افسون کو جسمین التجا اُن ارواح کی طرف نکلے آدمیون کو تعلیم کیے اور سجدہ کرنا قربان گذرانا وغیرہ افعال تعظیمیہ بجا لانا شرائط مین رکھا کہ انسان بیچارہ شرک و ضلالت مین پڑے اور اُس عمل سے آثار عجیبہ مترتب ہونے لگے کہ رفتہ رفتہ یہ عمل شنیع رائج و مشہور ہوا حتے کہ یہ خبر حضرت سلیمان کو ہوئی آپ نے آصف ابن برخیا کو ارشاد کیا کہ شیاطین کو جمع کرو اور اس قسم کے جو کچھ چیزین اُنکے پاس ہون لیکر میری کرسی کے نیچے دفن کرو اور انسان جنات و شیاطین سے ملاقات نہوا کرے اور نہ ایک دوسرے سے کچھ سیکھے آصف نے موافق حکم کے عمل کیا اور جب تک حضرت سلیمان زندہ رہے اسی طرح رہا بعد وفات اُنکے اور آصف کے شیاطین نے ظاہر کیا کہ سلیمان ساحر تھے بزور سحر پادشاہت کرتے تھے اور ہوا و انسان و جنات و طیور اُنکے مسخر رہتے تھے اور سحر کی کتابین تہ کرسی مدفون ہین اُسکو نکالو اور مطابق اُسکے عمل کرو تو مثل سلیمان تمسے بھی عجائبات ظاہر ہون آدمیون نے باغواے شیاطین وہ کتابین نکالین اور افسون خوانی شروع کی کہ عجائب خواص اُنسے ظاہر ہونے لگے اور توریت خوانی اور علم دین موقوف ہوگیا اور تمامی ہمت تحصیل علم سحر پر مصروف ہوئی تا وقتیکہ شیاطین کو اغوا منظور تھا

اطاعت افسونون کی بخوبی کرتے رہے اور آثار اسکے ظاہر ہوتے سبب جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ لوگ ضلالت مین پڑگئے اور کتب آلہیہ سے قرار واقعی پھر گئے۔ تو اطاعت افسونون سے دست کش ہوئے اور وہ آثار بھی کم ہونے لگے دراس حادثہ عظیمہ سے کئی طرح کی مضرت یہودیون کے دین مین پہونچی اول اعراض کتب آلہیہ سے دوسرے اعتقاد تاثیر اسما و بیان اسلاف شیاطین سے اور بجالانا نذور و قربان کا کہ صریح کفر و شرک ہے تیسرا سوء ظن حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق مین یہان تک کہ اُنکی نبوت سے بھی انکار کرنے لگے اور کہتے کہ سلیمان ساحر تھے چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صلعم باطل کو حق سے ملاتے ہین جو سلیمان کو پیغمبرون مین ذکر کرتے ہین حالانکہ سلیمان ساحر تھے کہ بزور سحر ہوا پر چلتے تھے اور اسی ظن بد کو اللہ صاحب نے رد کیا ہے کہ وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر یعنی کفر نہین کیا سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا کہ لوگون کو سکھاتے سحر یعنی سلیمان ہرگز کافر نہین تھا اور معتقد تاثیر اسما و اصنام و شیاطین نہ تھا اور نذر و قربان جو کہ وقوف علیہ سحر کے تھے کیون بجا نہ لاتا تھا کیونکہ وہ باقرار ایک جماعت کثیرہ یہود کے پیغمبر تھا اور عصمت پیغمبر کی کفر سے [illegible] کیونکہ منصب نبوت کے ساتھ کفر کو منافات صریح ہے اور بعثت انبیا علیہم السلام واسطے دفع کفر کے ہے پس اگر خود کفر کرنے لگے تو نقض غرض بعثت لازم آتی ہے مگر شیاطین الجن اور الانس کہ حضرت سلیمان نے معجزات [illegible] سلیمان [illegible] تھے اور طائفہ اہل ایمان مین داخل ہوئے تھے اور جو اس نفوس اُنکی شرارت سے [illegible] خاصیت اسلیہ کے کافر ہوگئے اور تہمت دروغ حضرت سلیمان پر کرنے لگے کہ وہ بھی اعمال سحر کرتے تھا [illegible] جن و انس و وحوش و طیور وغیرہ مخلوقات اُنکے مسخر و منقاد تھے اور اسقدر پر قناعت نہین کی بلکہ اعمال سحر لوگون کو تعلیم کرنے لگے تاکہ مانند اپنے کافر و ساحر بناوین اور آدمی اُنکے افترا و دروغ سے فریب مین آکر گمان کرنے لگے کہ عمل سحر بد نہین ہے ورنہ اسطرح کا پیغمبر عالی قدر کسطرح مشغول ہوتا وہی بات یہود نے پکڑی کہ اپنے دین و کتاب کو چھوڑ کر اعمال سحر کی تلاش مین پڑے فائدہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر حضرت سلیمان نے اسطرح دی ہے اور ابتک نسخہ التسابیح مین موجود ہے کہ چاہیئے میرے بھائی کا بیٹا اپنے باغ مین نزول فرماوے اور اُسکی میوہ کھاوے اے اورشلیم کی لڑکیون مین تمھین قسم دیکر کہتا ہون کہ جب میرے بھائی کے بیٹے کو پاؤ خبر دینا کہ مین اُسکو بہت دوست رکھتا تھا میرے بھائی کا بیٹا سرخ و سفید ہے اُسکے دونون ہاتھون مین ترسیس کا سونا بھرا ہوا ہے انتہی اس خبر کو کسی نصرانی نے حضرت عیسیٰ کی خبر نہین بتلائی کیونکہ اگر عیسیٰ مراد ہوتے تو حضرت سلیمان بھن کا بیٹا کہتے کیونکہ اُنکے باپ نہ تھا پس یہ خبر نہین ہے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ترسیس کے سونے سے یہ مراد ہے کہ فارس کا ملک و مال اُنکے ہاتھ آویگا اور لڑکیون سے مراد باشندگان اورشلیم مین اور رنگ ہمارے حضرت کا سرخ و سفید تھا اور اسرائیلیون کے بھائی اسماعیلی ہین جو ہمارے پیغمبر کے باپ دادے تھے

فائدہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہو کہ حضرت سلیمان کو تیرہ برس کی عمر مین پادشاہت ملی اور ترپن برس کی عمر مین انتقال جنت فرمایا اور بعضے چھتر بیان کرتے ہین اور بستان فقیہ ابو اللیث مین کعب احبار سے انسی برس نقل کی ہو اور اخبار الدول مین باون برس کی عمر وبروایتی اکیئونبس برس کی عمر لکھی ہو اسی طرح اور بھی بیان کرتے ہین اور تحقیق یہ ہو کہ ولادت باسعادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سن چارہزار تین سو اکانوے ہبوطی مین ہوئی ہو اور خلافت سن چارہزار چارسو تینتیس مین اور وفات چارہزار چارسو تہتر مین اس حساب سے عمر اپکی بیاسی برس کی ہوتی ہو اور از روے روایت صحیحہ کے ثابت ہو کہ بعد حضرت داؤد علیہ السلام چالیس برس حضرت سلیمان نے خلافت فرمائی فائدہ کتب سیر سے واضح ہو کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے رجعیم ابن سلیمان پادشاہ ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ نبی بھی ہوے وہذا القول ضعیف جدًا بالجملہ چھ برس کے بعد سیشاق فرعون مصر نے لشکرکشی کی اور اکثر عمارات کو اُسکے تباہ کردیا مگر رجعیم اپنی سلطنت پر رہے اور اُبلہ چار فرسنخ مصر سے واقع ہو آباد کیا اور اٹھائیس بیٹے سوا بیٹیون کے پیدا ہوے اور سب سترہ برس پادشاہت کی اکتالیس برس کی عمر ہوئی وبقولے سن پانسو بانوے موسوئی مین وفات پائی تو آسا ابن رجعیم پادشاہ ہوا اسی طرح مرةً بعد اخرےٰ انھین نسل سے پادشاہ ہوا کیے یہان تک کہ سلطنت حدقیا یا صدلیقہ یا حرصیا کو جسکے پیر مین نقصان تھا پہونچی تو پادشاہان اطراف نے بنظر ضعف سلطنت طمع مملکت دل مین جمائی اول ایک جزیرہ کے پادشاہ نے جسکا نام لیکین تھا اور ستارہ زہرہ کی پرستش کرتا تھا ارادہ کیا اور نذر مانی کہ اگر بیت المقدس کو فتح کرون تو اپنے بیٹے کو قربانی کرونگا پھر ظاہر بیت المقدس مع لشکر پہونچا خداوند کبریا نے ہوا سے اُسکے لشکر کو برباد کردیا صرف پادشاہ محفوظ رہا اس اثنا مین اُسکے بیٹے نے یہ سُنا کہ میرے باپ نے اسطرح کی نذر کی ہو سو اُسنے اپنے باپ کو قتل کیا پھر پادشاہ موصل اور حاکم آذربیجان نے ارادہ کیا اور جانب بیت المقدس روانہ ہوے اثناے راہ مین دونون مین لڑائی ہوئی کہ دونون مارے گئے اور لشکر کے لوگ بھاگے بنی اسرائیل جملہ مال پر متصرف ہوے بعد ازان یہود نے انبیاء علیہ السلام کے قتل پر اقدام کیا تب سنحاریب پادشاہ بابل نے بیت المقدس کو قہرًا وغلبةً لے لیا اور خوب لوٹا اور جب وہ بھی اپنی سلطنت کو گیا تو بنی اسرائیل نے فسق وفجور شروع کیا خداوند عالم نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو نبی کیا تب متمردین یہود نے آنجناب کو بھی قید کیا جناب منتقم حقیقی نے بخت نصر کو جو سپہ سالار لہراسپ تھا غالب کیا اُسنے بیت المقدس کو جلادیا اور اولاد یہود کو قید کر بابل مین لیگیا اور صحیح یہ ہو کہ غلبۂ سنحاریب شعیا علیہ السلام کے عہد مین ہوا اور بخت نصر عہد حضرت ارمیا مین غالب ہوا ہو۔

تفریح بست وسوم دراحوال حضرت شعیا وارمیا علیہما السلام

حضرت شعیا ابن اموص اشرف احفاد حضرت سلیمان علیہ السلام مین مغازی محمد اسحق مطلبی مین ہو کہ بعد وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کے عادت الٰہی یون جاری ہوئی کہ ہر ایک پادشاہ بنی اسرائیل کے عہد مین ایک رسول بھی مبعوث ہونے لگا کہ پادشاہ تعلیم و تربیت کرتا اور مصالح و مفاسد ملک کی خبر دیتا تھا چنانچہ جب بادشاہت بنی اسرائیل صدیقہ کو پہونچی تو حضرت شعیا نبی ہوے اور اُنھون نے حضرت عیسیٰ و محمد مصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی خبر دی اسی زمانے مین بنی اسرائیل نے نافرمانی شروع کی اور فہمایش پادشاہ و نبی پر خیال نہ کیا تو سنحاریب پادشاہ بابل چھ لاکھ سپاہی سے جانب بیت المقدس چلا اور یلغار بیت المقدس کے گرد پہونچ گیا یہ خبر پادشاہ بنی اسرائیل کو ہوئی وہ بیمار تھا اور حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ صدیقہ کو کہو اپنے اہل بیت سے جسکو چاہے خلیفہ کرے اُسکی موت قریب ہو سو حضرت شعیا نے صدیقہ سے وحی کے موافق ارشاد فرمایا وہ رویا اور جناب حق مین بالتضرع و زاری نجات بنی اسرائیل چاہنے لگا اور ایک شخص کو اپنا خلیفہ کر دیا اللہ تعالےٰ نے اُسکی دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیا کو مطلع کیا کہ صدیقہ کی دعا قبول ہوئی اور اُسکی عمر پندرہ برس زیادہ کی گئی اور دشمن سے نجات بخشی گئی چنانچہ یہ حال بھی حضرت شعیا نے صدیقہ سے کہدیا اُسنے سجدۂ شکر ادا کیا اور اُسی وقت درد و غم اُسکا جاتا رہا جب صبح کو سو اُٹھا تو ایک منادی نے آواز دی کہ اے پادشاہ تیرے دشمن دفع ہوے تب پادشاہ باہر نکلا معلوم ہوا کہ تمام لشکر بلا جدال و قتال فانی ہوا صرف سنحاریب مع پانچ آدمیون کے جسمین ایک بخت نصر اُسکا نواسہ تھا باقی رہا اُنکو بھی صدیقہ نے ذریعہ اپنے مصاحب کے گرفتار کر کے قید کیا اور خود طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب سجدۂ شکریہ مین پڑا رہا بعد ازان سنحاریب سے پوچھا کہ تونے ہمارے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا اُسنے کہا جب مین نے خروج کیا تھا اُسی وقت مجکو تیرے فتح و نصرت کی خبر ہو گئی تھی لیکن مجھپر اور میرے لشکریون پر شقاوت غالب تھی کہ اُسکا ظاہر ہوا پھر پادشاہ نے اُن لوگون کی گردن مین زنجیر ڈلوائی اور ستر روز برابر بیت المقدس کے گرد طواف کرایا اور ہر شخص کے واسطے دو روٹیان جو کی مقرر فرمائین جب سنحاریب وغیرہ پر معیشت تنگ ہوئی تو موت مانگنے لگے تب خداوند تعالیٰ نے پادشاہ کے دل مین ڈالا کہ سنحاریب کو مع توابع اُسکے بابل کو روانہ کر تاکہ اورون کو ڈراوے سو پادشاہ نے سنحاریب وغیرہ کو چھوڑ دیا چنانچہ سنحاریب بابل مین جا کر سات برس زندہ رہا اور وقت وفات اُسنے بخت نصر اپنے نواسے کو خلیفہ کیا بعد اُسکے صدیقہ نے وفات پائی اخبار اہل وانا ہم کہ صدیقہ آخر ملوک آل داؤد سے تھا اسی شخص پر انتہا سلطنت بنی داؤد ہوئی ہو اور سلطنت بنی داؤد چار سو پچاس برس قوم بنی اسرائیل مین رہی بعد اُسکے بنی اسرائیل باہم لڑ مرے اور مفسدۂ عظیم برپا ہوا حضرت شعیا نے بہت سمجھایا کسی نے نہ سُنا آخر کار حضرت شعیا کو وحی ہوئی کہ ایک مرتبہ قوم مین کھڑے ہو کر انذار و تخویف

قرار واقعی کر اور قوم سے نکل جا سو حضرت شعیا نے بموجب وحی عمل فرمایا بنی اسرائیل قتل کرنے پر مستعد ہوے
ناچار حضرت نے ہجرت فرمائی اور حکومت بنی اسرائیل ناشیہ ابن اموص سے متعلق ہوئی اور حضرت ارمیا
ابن حلیف علیہ السلام پیغمبر ہوے صاحب عرائس کے نزدیک حضرت ارمیا بعد حضرت شعیا کے نبی ہوے اور
ابن اسحق نے زعم کیا ہی کہ ارمیا علیہ السلام خضر ہین مگر یہ قول خالی از ضعف نہین اور بعضے کہتے کہ حضرت شعیا
علیہ السلام کے عہد نبوت مین اور پانچ نبی بھی تھے مگر حضرت شعیا صاحب الامر تھے از انجملہ حضرت دانیال و
ارمیا خواہ یرمیا اور یونس ذی النون ہین بالجملہ بنی اسرائیل نے فسق و فجور اختیار کیا اور حضرت ارمیا کی
فہمایش کو کان لم یکن سمجھے اور ہرگز اطاعت مین نہ جھکے تب خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ مین بنی اسرائیل کو
ہلاک و برباد کردونگا اس بات سے حضرت ارمیا علیہ السلام بہت روئے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گناہ سے
باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستون کی تمپر مسلط ہوگی اس قوم کے لوگون نے صلاح کرکے آنجناب کو قید کیا
اور اخبار الدول مین ہی کہ تین برس کامل قوم بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان مین سرگرم رہی تب اللہ جل شانہٗ نے
بخت نصر بابلی کو مسلط فرمایا کہ وہ چھ لاکھ فوج سے بنا بر تخریب بیت المقدس روانہ ہوا اور اسی عرصہ مین
اللہ جل شانہٗ نے بیت المقدس پر بجلی گرائی کہ درویشون و عابدون کے مکانات جل گئے اور سات دروازے
بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت ارمیا نے یہ احوال دیکھا تو وہان سے جنگل کی طرف بھاگ گے
اور بخت نصر بیت المقدس مین داخل ہوا اور بنی اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار قراء توریت
اس معرکے مین قتل ہوے اور نسخ توریت جلا دیے گئے اور سونا و چاندی جو بیت المقدس مین تھا لیا
اور جواہرات جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت مین بیشمار لگائے تھے لوٹ لیے اور مکان کو
منہدم کرایا اور ساٹھ یا ستر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کے گرفتار کرلیے اور ملوک ناصرین اپنے اوپر تقسیم کی
تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہونچے اور جسوقت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار کیا تو سات ہزار اہلبیت
داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار سبط یوسف و بنیامین سے اور آٹھ ہزار احفاد شمعون و چار ہزار
اولاد یہودا سے نکلے اور اُنکے تین فرقے کیے ثلث جانب شام روانہ کیے اور دو ثلث قتل کرائے
اور دو ثلث مقید رکھے بعد ازان مع مال و دولت و آرایش بیت المقدس با اسیران اولاد یعقوب علیہ السلام
روانہ بابل ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کو چھوڑ گیا اور دانیال ابن خرقیل کو مع اہلبیت دانیال اکر
اپنے ہمراہ لیگیا روایت ہی کہ ہنوز بخت نصر ولایت شام مین تھا کہ بقیۃ السیف قوم بنی اسرائیل مع حضرت
ارمیا جانب مصر بھاگ گے کہ یہ خبر بخت نصر کو پہونچی اُسنے فرعون مصر کو نامہ لکھا کہ میرے قیدی تمھاری پادشاہت مین
بھاگ گئے ہین انکو روانہ کرو ورنہ مصر کا وہی حال ہوگا جو بیت المقدس کا ہوا پادشاہ مصر نے تقاعد کیا

اور حضرت ارمیا نے قوم کو سمجھایا کہ اب بھی توبہ کرو نہین تو بخت نصر کے عذاب مین گرفتار ہوگے وہ
خیال مین نہ لائے آخرکار بخت نصر جانب مصر با فواج قاہرہ روانہ ہوا قریب مصر بادشاہ مصر سے محاربہ عظیم
واقع ہوا اور بخت نصر غالب آیا اور جو لوگ قوم بنی اسرائیل کے تھے سب گرفتار ہوئے انمین حضرت ارمیا
علیہ السلام بھی تھے سو بخت نصر نے آنجناب کو دیکھ کر کہا کہ مین نے آپ کو چھوڑ دیا تھا آپ پھر اس قوم ناپاک مین
شریک ہوئے حضرت ارمیا نے فرمایا کہ مین نے اس قوم کو تیری سطوت سے ڈرایا تھا لیکن انھون نے
خیال نہ کیا مین مجبور ہون تب بخت نصر نے حضرت ارمیا کو چھوڑ دیا اور خود جانب بابل روانہ ہوا اور حضرت
ارمیا علیہ السلام مصر مین ہے اخبار الدول مین ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السلام مصر مین تھے کہ اللہ نے وحی بھیجی
کہ مین بیت المقدس کو پھر آباد کیا چاہتا ہون سو حضرت ارمیا علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر جانب
بیت المقدس روانہ ہوئے الغرض صاحب اخبار الدول نے تمام واقعہ موت و حیات حمار وغیرہ کا جو بروایت صحیح
حضرت عزیر علیہ السلام کی حکایت مین مذکور ہے بیان کیا ہے کہ فقیر مولف اسکو بعینہ احوال حضرت عزیر مین
گزارش کریگا اور اخبار الدول مین ہے کہ عمر حضرت ارمیا تین سو برس کی ہوئی فائدہ اہل سیر کو
بخت نصر کے حال مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ یکین بادشاہ کا جسکا ذکر ہو گیا ہے کاتب و منشی تھا
اور محمد ابن حریر طبری کے نزدیک اولاد کودرز و سپہ سالار کیخسرو تھا اور بعضے کہتے ہین کہ لہراسب فارسی
قائم مقام کیخسرو کا وزیر تھا اور اخبار الدول مین ہے کہ ابن البنت سنحاریب تھا اور روضۃ الصفا مین ہے
کہ بخت نصر ایک شخص یتیم تھا اور حال اسکا یون ہوا کہ دانیال اکبر نے توریت مین دیکھا تھا کہ قریب تر
ایک شخص بیت المقدس کو خراب کریگا سو انھون نے اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ مجکو اسکے نام سے
اطلاع حاصل ہو جائے سو اللہ نے نام اسکا خواب مین بخت نصر بتلایا کہ اسکی تلاش مین دانیال اکبر
جانب بابل تشریف لیگئے اور وہان اپنا محتاجون و یتیمون کو دینے لگے یہان تک کہ ایک روز انکا غلام
کسی کام کو جاتا تھا دفعۃ راہ مین ایک لڑکا بیمار نظر پڑا اور اپنا نام اسنے بخت نصر بتلایا غلام نے
یہ احوال دانیال سے کہا وہ بخت نصر کو اپنے مکان پر لائے اور معالجہ کرنے لگے جب صحت ہوئی تو
دانیال نے کہا کہ تو آخرکار بادشاہ ہوگا اور بیت المقدس کو بہ قہر و غلبہ اپنے قبضے مین لاویگا سو تو اس
خدمت کے عوض مین ایک خط امان کا میرے اہل و عیال کے واسطے لکھدے بخت نصر نے کہا کہ
آپ خوش طبعی فرماتے ہین دانیال نے کہا لا واللہ مین سچا ہون تو ہزار درم مجھسے لے اور نامہ لکھدے
اگر بخت نصر اس کلام کو ہزل سمجھا اور اس قوت کا ذکر بھی ان سے کیا اسنے کہا شاید دانیال سچا ہو تو نامہ امان
لکھدے اور ہزار درم اپنے تصرف مین لا چنانچہ بخت نصر نے نامہ امان لکھدیا اسی سبب سے جب اسکو

بیت المقدس پر غلبہ ہوا تو اُسنے دانیال اکبر کو طلب کیا وہ رحلت فرما چکے تھے مگر دانیال ابن حزقیل
مع اہل بیت دانیال اکبر بامۂ امان تشریف لائے اور سطوت پادشاہی سے محفوظ رہے لیکن
اخبار الدول مین ہی کہ دانیال اکبر کا زمانہ مابین زمانہ ہود وصالح علیہما السلام کے تھا انکو
بنی اسرائیل مین شمار کرنا غلط ہی **فائدہ** حضرت شعیا وارمیا علیہما السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خبرین اپنے صحیفون مین بخوبی کہین ہین کہ ابتک باوصف تحریفات یہودیون اور نصرانیون کے
بھی باقی ہین چنانکہ کچھ خبرین ہین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال مین بیان کی ہین اور
کچھ اس جگہ بھی بیان کرتا ہون سو خوشخبری اول سنو کہ حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہین
اور اُنکے صحیفہ مین کہ ابتک عیسائیون کے پاس موجود اور اسوقت میرے ملاحظہ مین ہی باب
پانچوان ورس چھبیس سے تا ورس اونتیس[۲۹] دیکھا جائے خدا قومون کے لیے دور سے ایک جھنڈا
کھڑا کرتا ہی اور انھین زمین کی منتہا سے سیٹی بجا کر بلاتا ہی اور دیکھو وے دوڑ کر جلد آتے ہین کوئی
اُنمین نہ تھک جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہی کوئی نہ اُونگھتا نہ سوتا اور نہ کسی کا کمربند کھلتا ہی نہ کسی کی
جوتی کا تسمہ ٹوٹتا ہی تیر تیز ہین اور انکی ساری کمانین کشیدہ ہین اُنکے گھوڑون کے سم چقماق کے
پتھر کے مانند ہین اور اُنکے جگر گردباد کے مانند وے شیر کے مانند گرجتے ہین ہان وے جوان شیرون کے
مانند گرجتے آتے ہین وے غُرّاتے شکار پکڑتے ہین اور اُسے الگ لیجاتے ہین اور کوئی بچانے والا
نہین یہ تعریف ہی محمدی جہادیون کے جنکی شان مین ارشاد ہی والعادیات ضبحا فالموریات
قدحا فالمغیرات صبحا فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یعنی قسم ہی دوڑتے گھوڑون کی ہانپتے پھر
آگ سلگاتی جھاڑ کر پھر دھاڑ دیتے صبح کو پھر اُٹھاتے اُسمین گرد پھر بیٹھ جاتے اُسوقت
فوج مین اور شیر کے مانند گرجنے والے محمدی ہین کہ اولاد اسمٰعیل سے اور دور دراز سے آئے اور
تیراندازی سے اسمٰعیل کی عرب مین مشہور ہی چنانکہ حدیث مین ارشاد ہوا ہی ارمو بنی اسمٰعیل
فان اباکم اسمٰعیل کان رامیا اور فرمایا من علم الرمی ثم ترکہ فلیس منا اور کتاب پیدایش
توریت مین ہی کہ اسماعیل تیرانداز تھا اور یہ خبر حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہین آتی دوسری
خوشخبری جو حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر خدا کی شان مین فرمائی ہی باب بیالیس نسخہ ۱۸۳۱ء
صحیفۂ اشعیا مین کہ اسوقت پیش نظر ہی موجود ہی دیکھو میرا بندہ جسے مین نے برپا کیا میرا
برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہی مین نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قومون پر عدالت کریگا وہ
نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز کان اورون مین نہ سُنا ویگا جب تک زمین مین بہ

عدالت نہ کرلے نہ گھٹیگا اور جزیرے اُسکی شریعت کے راہ تکینگے مین نے جو یہواہ ہون تجکو صداقت بازی سے
بُلایا ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا اور لوگون کے عہد اور قومون کی روشنی کے لیے
تجھے دونگا تو اندھون کی آنکھین کھولیگا اور بندھوون کو قید سے اور اُنکو جو اندھیرے مین ہین وہانسے
نکالیگا یہواہ مین ہون یہ میرا نام ہی اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا اور وہ ستایش جو میرے لیے
ہوتی ہی سو بُتون کے لیے ہونے دونگا یہواہ کے لیے نیا گیت گاؤ اے تم جو دریا مین گذرتے ہو اور اُسمین
پھرتے ہو اے جزائر و اور وہان کے بسنے والو تم زمین پر سرتا سر اُسکی ستایش کرو صحرا و دشت اور
صحرائی او دشتی گانون اور یہ جو قیدار رہین ہین آواز بلند کرین پہاڑیان گیت گاوین پہاڑون کی چوٹیون پر
للکارین وہ یہواہ کا جلال ظاہر کرین اور جزیرون مین اُسکی ثناخوانی کرین یہواہ ایک بہادر
کی طرح نکل کھڑا ہوگا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اوکسائیگا وہ اپنے دشمنون پر بہادری
کریگا اور اندھون کو اُس راہ سے جسے وے نہین جانتے تھے لیجائیگا مین اُنھین اُس راستے لیچلونگا
جس سے وہ آگاہ نہین ہین تاریکی کو اُنکے آگے روشنی کردونگا اور ٹیڑھی چیزون کو سیدھا مین
اُنسے یہ یہ سلوک کرونگا اور اُنھین ترک نہ کرونگا وے پھر آئے جائینگے وے نپٹ پشیمان ہونگے جو کھُدی ہوئی
مورتون پر بھروسا کرتے ہین اور ڈھالے ہوے بُتون کو کہتے ہین کہ تم ہمارے خدا ہو انتہی یہ کلام
معجز نظام اول سے آخر تک پکارتا ہی کہ اُس شخص موعود کو جو کہ خدا کا بندہ ہوگا عموم خلق کی پیشوائی
اور سارے جہان کے لوگون کی رہنمائی کا منصب عنایت ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد نہین ہوسکتے
کیونکہ وہ شخص موعود بندہ ہی نہ کہ خود بیٹا سو اس خبر کا صدق اُسی پر ہی جس سے فرمایا قل یا ایہا الناس
انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور اس خبر مین بنی قیدار کی قوم کو خاص نوید ہی تاکہ بنی اسرائیل والا پیغمبر
نکل جائے اور بنی اسمعیل والا پیغمبر ثابت ہوجائے اور توریت سے بخوبی ثابت ہی کہ قیدار حضرت اسمعیل کے
بیٹے کا نام ہی اور ظاہر ہی کہ اُنھون نے عربستان مین بود و باش اختیار کی اور سارا عرب بنی اسمعیل مین
داخل ہی خصوصاً قریشی قطعاً و یقیناً بنی اسمعیل مین اسی واسطے ۱۸۲۱ء کے نسخہ صحیفہ اشعیا مین
اُسکے مؤلف نے بنی قیدار کے لفظ کو نکال ڈالا ہی اور شروع خبر مین تغیر و تبدیل کی ہی اور ظاہر ہی کہ
اسی پیغمبر کی شریعت مین شعائر ضروریہ سے یہ بات ہی کہ پانچون وقت منارون پر اللہ اکبر کہا جاتا ہی
اور ایام حج مین ہر ٹیلے اور اونچے پر کوسون تلک پکارتے ہین اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
اور اسی پیغمبر ذی شان نے فرمایا ہی کہ جب نیچے سے اونچے پر چڑھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرو اور جب
بلندی سے نیچے اُترو تب سبحان اللہ سبحان اللہ کہو اور جب آبادی مین داخل ہو یا جب منزل پر اُترو

جب کوچ کرو تب خدا کو اسطرح سے یاد کرو پس مین کہتا ہون کہ یہ خبر ہمارے پیغمبر پر صادق آتی ہے یا اُسپر جسنے ایسا کچھ نہ کیا ہو اور جسکی شریعت مین گھنٹہ و ناقوس بجا کر نماز پڑھتے ہون اور دروازے بند کر کے خدا کا ذکر چپکے چپکے کرتے ہون اسی سبب سے کعب احبار نے کہ اورشلیم مین موسائی مذہب کا بڑے عالم تھے اور صرف اپنی طیب خاطر سے اسلام لائے تھے گواہی دی کہ توریت مین محمد رسول اللہ کی صفت یون لکھی ہے امتہ الحمادون یحمدون اللہ فی کل منزل ویکبرونہ علی کل شرف الی آخر ما قال ینادی منادیہم فی جو السماء یعنی وہ ایسا شخص ہوگا کہ اُسکے لوگ خدا کی بڑی حمد کرنے والے ہین کہ ہر منزل مین سفر کے خدا کی تعریف کرینگے اور ہر بلندی پر خدا کی یاد اور اُنکا پکارنے والا جو سما مین کھڑا ہو کر پکاریگا کہ آؤ خیر و نجات کی طرف اور یہ گواہی ایسی اسناد متصلہ سے ثابت ہے کہ مثل اُسکے کوئی واقعہ انجیل کا ثابت نہین اور یہ جو اشعیا نے فرمایا کہ در ماندہ نہوگا یہان تک کہ اپنی حکومت و عدالت کریگا سو اس سے بھی صریح مراد صلعم ہین جنکی شان مین واللہ یعصمک من الناس نازل ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ کہ اُنکے یہان حکومت کا نام نہ تھا اور کس لطافت سے جہاد کی تعریف ہے کہ خدا دشمنون سے لڑیگا نہ یہ کہ جیسا اگلے پیغمبرون کے دشمنون سے کہ مضطر کر کے مار ڈالا حقیقت مین یہ بھی رحمۃ للعالمین کی شان ہے کہ خدا کے دشمنون سے جو لڑے تھے تو اسطرح لڑے کہ اُنکی بھی دل کی ہوس نکلتی رہے نرے بے بس و بیکس ہو کر نہین مارے پڑے کہ بستیان اُلٹ گئین ہون اور پانی مین غرق ہون یا ہوا نے اُکھاڑ دیا ہو یا بستیان وباسی اُجڑ گئے ہون بلکہ مقابل ہو کر لڑے اور مارے گئے اور ناواقف کاری اور بُت پرستی جیسی عرب مین تھی ویسی کہین نہ تھی کیونکہ عرب کے لوگ خدا کی صفتون سے بالکل واقف نہ تھے اور معاد کو تو جانتے ہی نہ تھے کیا چیز ہے اور پتھر اور درخت کو اسطرح خدا جانتے تھے کہ جسطرح افرنگستان مین حضرت عیسیٰ اور صلیب کی تصویر کو جانتے ہین اور وقت عبادت آگے رکھتے ہین سو وہ لوگ ایسے راہ یاب ہوے کہ اُنکی ہدایت کا جلوہ جہان مین ابتک پھیلا ہے اور اسی جلوے کی تمنا حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جی ہی جی مین لیگئے مگر حضرت عیسیٰ کی تمنا آنے والی ہے اسیکا حضرت اشعیا علیہ السلام ذکر کرتے ہین کہ خدا کی شریعت سے ناواقف کارون کے لیے اُس بندے کو ظاہر کرونگا کہ اُسوقت سے بُت پرستی کی موقوفی پھیلیگی اور بُت پرست لوگ بُت پرستی اُٹھا دینگے اور یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہرگز صادق نہین آتی ہے کیونکہ حضرت اشعیا پُکار پُکار فرماتے ہین کہ وہ شخص موعود خدا کا بندہ ہوگا نہ خود خداوند تعالے سوا اسکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی پہلی انجیل کے پندرھوین باب

نسخہ سنہ ۱۸۱۶ مین حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہی کہ لم ارسل الا الی غنم بیت اسرائیل الضالہ یعنی مین سوا اسرائیل کے گھرانے کے گمراہ بھیڑون کے اور کسی کے لیے بھیجا نہین گیا اور اسی انجیل کے دسوین باب مین ہی کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردون کو صرف نبوت اسرائیلیہ پر بھیجا ہی اور انیسوین باب مین فرماتے ہین کہ تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقون پر حکومت کروگے اور پولوس کے خط موسومہ عبرانیون سے واضح ہی کہ عہد جدید صرف خاندان اسرائیل کے لیے ہی اور یہ دعوی کہ حضرت عیسیٰ سارے جہان کے لیے آئے تھے محض غلط ہی غایت الامر یہ البتہ بوجھا جاتا ہی بعض اقوال حضرت عیسیٰ سے کہ اگر غیر بنی اسرائیل بھی مہتدی بشریعت عیسویہ ہو تو ہو سکتا ہی مگر بعثت آنکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئی ہی علاوہ اس سے تخصیص بنی قیدار کی کیسی پکارتی ہی کہ حضرت عیسیٰ مراد نہین ہو سکتے ہین قطع نظر اس سے حضرت عیسیٰ درماندہ ہوکر دنیا سے گئے اور اللہ نے کچھ حفاظت نہ کی اور دشمنون سے محفوظ نہ رکھ سکا حالانکہ حضرت اشعیا کے قول مین یہ وعدہ تھا اور جن لوگون پر حضرت عیسیٰ آئے تھے وہ لوگ ناواقف نہ تھے بلکہ بڑے بڑے عالم تھے کہ حضرت عیسیٰ نے خود انکو فرمایا ہی کہ تم لوگ علم کی کنجی ہو اور بائبل کے رسالون سے معلوم ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل چارسو کئی برس پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور پھر کبھی بت پرستی مین نہ پڑے پس حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے کون سی بت پرستی موقوف ہوئی اور کن بت پرستون نے ہزیمتین اٹھائین اور باوصف اسکے مقولہ حضرت اشعیا مین عیسائیون نے تحریف بھی کی لیکن تاہم صادق نہ آیا اور تحریف یہ ہی کہ اول جملہ کے مقام میں نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۲۱ مین یون بنایا یعقوب فتائی اعضدہ و اسرائیل مختاری قبلتہ نفسی اعطی روحی علیہ لیخرج الحکم للامم اور نسخہ ۱۸۳۹ مطابق ۱۸۴۴ کے ہی اس نسخہ ۱۸۱۱ مین بندے کا لفظ نکالا گیا تحریف اسی کا نام ہی اور اسی قول مین کہ جب تک زمین پر عدالت نہ کرلے نہ گھٹیگا اور جزیرے اسکی شریعت کی راہ تکینگے موجود ہی اور ۱۸۳۹ مین عاجز اور دل شکستہ نخواہد شد تا وقتیکہ عدل را بر زمین قائم نہ نماید و جزائر منتظر شریعت او خواہند گردید اور ۱۸۱۱ مین لایسرق ولا یکسر الی ان یصنع الحکم علی الارض وعلی اسمہ تتکل الامم پس ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کہان گھٹیگا اور کہان عاجز و دل شکستہ نخواہد شد اور کہان لایسرق اور کہان عدل کرنا کہ یہ ہر نبی کی شان ہی اور کہان حکومت کہ ہر نبی شان نہین بلکہ صرف بعضون کے واسطے ہوا جسطرح ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور داؤد علیہما السلام اور دیکھا چاہیے کہ کہان جزایر اور کہان امم جو اس قول مین ہی صحرا اور دشت اور صحرائی اور دشتی گاؤن اور

اور یہ جو قیدار مین ہین آواز بلند کرین پہاڑیان گیت گاوین پہاڑون کی چوٹیون پر للکارین نسخہ سنہ ۱۸۳۱ کا
نسخہ فارسیہ مطابق ہی اور عربی والے نے کیا خوب مختصر کرکے لکھا ہی اور قیدار کا لفظ اپنے
مطلب کے لیے کیسا نکال ڈالا ہی افرحی ایتہا البریۃ وقراہا یعطون للہ مجدا یعنی خوش ہوا جنگل
اور اُسکے دیہات کہ وہ خدا کی بڑائی کرتے ہین پس باوصف ان تحریفات کے بھی حضرت
اشعیا علیہ السلام کا قول حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہین آتا مگر یہ سارا مقولہ اُنکا اُنکی کتاب سے
نکالا جائے خوشخبری سوم حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہین آٹھوین باب نسخہ سنہ ۱۸۲۹
اس امت کی سے باتین نہ کرو اور جس سے یہ ڈرتے ہین نہ ڈرو صرف لشکرون کے خداوند سے
ڈرو کیونکہ وہی مقدس ہی اور وہی پہاڑی مہنگ مولا پتھر ہی وہ اسرائیلیون کے لیے پنسی ہی
اور شلیم کے لیے مہا جال اور فریب ہی کہ لوگ ٹھوکر کھاوینگے اور گرینگے اور ٹوٹینگے اور قید
کیے جاوینگے پس لپیٹ رکھو دست آویزین اور مُہر کرکے رکھ چھوڑو صحیفے جو میرے شاگردون کے
پاس ہین اور مین اب انتظار کرونگا اس مالک کا جو مُنہ چھپاویگا اسرائیلون سے اور اُسی
پر تاک لگائے رہونگا انتہیٰ یعنی یہود کی سی باتین نہ کرو اور اُنکی طرح فلسطین اور روم اور مدین
وغیرہ کے بادشاہون سے نہ ڈرو اور اُنکو مقدس نہ سمجھو بلکہ چاہیے کہ تمھارا تمام تکیہ اور
اعتماد لشکرون کے خداوند پر ہو جو بادشاہ عادل و مقدس ہی وہ قیمتی پتھر ہی جسے معمارون نے
متروک کیا تھا لیکن حق تعالے نے اُسے کونے کے سرے پر رکھا اور خاتم الانبیا بنایا وہ اسرائیلون کے
لیے پنسی ہی کہ اُنپر مسلط ہوگا اور پنسی کی طرح ایک ایک کرکے سبکو شکار کر لیگا اور بیت المقدس
اور شام کے لیے مہا جال ہی کہ اکبارگی اُسمین عمل کر لیگا اور لوگ اُس پتھر سے ٹھوکر کھاوینگے
کہ اُسکی نبوت مین شک کرینگے اور گرینگے اور جب گرینگے چور چور ہو جاوینگے اور جب چور ہونگے
قید کیے جاوینگے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہ رکھینگے پس رفتہ رفتہ تمام خلائق اور لشکر کا مالک
اور مخدوم ہو جاویگا اور سب اوسکے دین مین آجاوینگے سو یہ بات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے
وقت مین ہوگی پس ای پیغمبرو اپنی دست آویزین لپیٹ رکھو اور صحیفے انبیا کے سمیٹ رکھو
کیونکہ جب وہ لشکرون کا مالک ظاہر ہوگا یہ سب منسوخ ہو جاوینگی اور اُنکی کچھ احتیاج نہ رہیگی
اور اب مین اسی مالک کی جو بنی اسرائیل سے روپوش ہی اور اُنکو بنی اسرائیل حقیر
جانتے ہین انتظار کرونگا کہ وہ اسرائیلی نہوگا بلکہ اسرائیلون کے گھر آنے سے نبوت چھین لیگا
اور اُنکا غرور ڈھاویگا بس یہ خبر ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی اور حضرت

حضرت عیسیٰ کی نہین ہوسکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ ملک اور لشکر اور تیغ اور سلطنت کچھ نہ رکھتے تھے
عیسیٰ کی صفت ایسی نہ تھی کہ جسمین لوگ ٹھوکر کھائین اور گرین کیونکہ آنکی شرع مین قتل
اور حبس کا حکم نہ تھا اور نہ اسمین کوئی ٹھوکر کھا کر گرا اور نہ ٹوٹا اور نہ قید ہوا اور حضرت عیسیٰ تو خاص
اسرائیلی تھے اور بنی اسرائیل کی خاص ہدایت کو مبعوث ہوے تھے نہ چھپانا اس ایماندارون سے
کیا معنی اور کسی شریعت کے بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ ناسخ بھی نہ تھے پھر دست دیزون کے لینے کی
کیا حاجت تھی اور کونے کے سرے کا پتھر ہونا ایسا ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہی
جسطرح حضرت عیسیٰ کی نبوت کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین
کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ
فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع اللبنۃ ختم بی البنیان ختم بی الرسل یعنی میری کہاوت
اور پیغمبرون کی کہاوت ایک کی سی ہی کہ خوب اچھی عمارت بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی پھر
گھومنے لگے اسکے گرد دیکھنے والے کہ تعجب کرتے تھے اسکی خوبی عمارت سے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی
سو مین نے بند کیا اس اینٹ کی جگہ کو جو رہ گئی تھی اور تمام ہوئی مجھسے عمارت تمام ہوئی مجھسے
نبوت یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین فضائل سید المرسلین مین مذکور ہی
اسی طرح بہت خوشخبریان حضرت اشعیا نبی نے دی ہین جسکا جی چاہے ابتک اُنکے
صحیفے مین موجود ہین دیکھے آئندہ اگر عیسائی نکال ڈالین تو عجب نہین ہی کیونکہ جب چھاپا جدید
ان کتابون کا ہوتا ہی تب کچھ کچھ نکال ڈالتے ہین اور حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفے کے
بارھوین باب مین ہی کہ خدا کی تلوار اسطرف سے اسطرف تک کھائیگی اور کسی انسان کو سلامتی
نہوگی جس زمین کا مین نے قوم اسرائیل کا وارث کیا مین انھین انکی زمین سے اُکھاڑ ڈالونگا
اور یہودا کے گھرانے کو انمین سے اُکھاڑونگا اور ایسا ہوگا کہ اُنکے اُکھاڑنے کے پیچھے مین
پھرونگا اور اُنپر رحم کرونگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی میراث پر اور ہر ایک کو اپنی اپنی زمین مین
پھر لاؤنگا اور ایسا ہوگا کہ اگر وے میرے لوگون کی راہین سیکھینگے کہ میرے نام سے خداوند
حی کی قسم کھائین جیسا اُنھون نے میرے لوگون کو بعل کی قسم کھانا سکھایا تو وے میرے
لوگون کے درمیان آباد ہونگے انتہے ملخصاً یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُسکے اتباع جہاد کرتے رہینگے
یہان تک کہ مہدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہوکر سب گمراہون کو صاف کر ڈالیگا اور اسوقت سبکے
سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ایمان لاوینگے اور آرام سے رہینگے اور شرع محمدی کے موافق قسم کھاوینگے

اور ظاہر کہ حضرت ارمیا کے بعد کسی وقت مین ایسا نہین ہوا کہ تمام زمین مین ایک دین
ہو جاوے مگر امام مہدی کے وقت مین اسلامیون کے قول پر ایسا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام بھی
دوسرا ظہور پکڑینگے اور عیسائی بھی ایسا کہتے ہین کہ ایک دن ایسا ہوگا پس بالاتفاق ثابت ہی
کہ ایک دن تمام جہان مین ایک دین جاری ہوگا اور کافر مخالف نہ رہیگا مگر حضرت ارمیا کے
کلام سے نکلتا ہی کہ وہ دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے دین مین خدا کی
قسم کھانا نہین درست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین درست ہی سو اُسوقت اگر حضرت عیسیٰ کا
دین ہوتا تو قسم خدا کی نہ کھاتے اور حضرت ارمیا کہتے ہین کہ خدا کی قسم کھائینگے پس معلوم ہوا کہ
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین مین ہوگا اور تلوار کا کھالنا اور زمین موروثی کا چھین لینا اور
یہودا کے گھرانے کو اُکھاڑنا یہ سب دلائل قویہ ہین کہ یہان سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مراد ہین اور اگر کوئی کہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر مذہب اسلام جاری کیا اور
یہ خدا کی خوبی کے خلاف ہی کہ لاکھون آدمیون کو بے جان کرکے اپنا دین حق جاری کرے اور
اللہ نے کسی نبی یا بادشاہ کو کبھون نہین فرمایا کہ دنیا مین زور اور ظلم سے میرا دین جاری کرو
تو ہم کہتے ہین کہ حضرت نوح کے وقت مین کیا ہوا تھا جو آدمیون کو چرندون پرندون
درندون سمیت غرق آب کیا صرف کئی شخص معدود رہ گئے کہ پیدایش کی کتاب مین صاف
موجود ہی اور حضرت ابراہیم نے کدرلاعومر بادشاہ وغیرہ کو کسطرح قتل اور غارت کیا تھا
اور حضرت لوط کی اُمت پر کسطرح آگ اور گندھک برسی تھی اور فراعنہ حضرت موسیٰ کے
ہاتھ سے کیسے ہلاک ہوے تھے اور حضرت موسیٰ کے حکم سے حضرت یوشع نے کسطرح عمالقہ کو
تلوار سے شکست دی ہی اور محاسن سردار نے بارہ ہزار اسرائیلون کو ساتھ لیکر حضرت موسیٰ کے
حکم سے مدیانیون کو کسطرح قتل کیا تھا اور اُنکا مال واسباب ودواب ومواشی کیسے سب
لوٹ لیے تھے اور اُنکی ساری بستیان اور گھر کیسے پھونک دیے تھے اور حضرت داؤد نے کسطرح
چارسو اسی کوس مصر تک سیر کرکے اُس زمین کے لوگون کو قتل کیا تھا اور جالوت فلسطینی کو
کسطرح اپنے ہاتھون سے مارا ہی اور سمسون نے ایک گدھے کی ہڈی سے ہزار آدمی کسطرح
مار ڈالے تھے اور ابن الہلاک یعنی دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے کسطرح فنا کرینگے
اسی طرح ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تلوار کے زور سے دین حق جاری کیا تھا
جسکا ذکر شعیا اور ارمیا علیہما السلام اور سارے پیغمبر کرتے آئے اور یہ تو اللہ کی مصلحتین

تجیب ہین جسکا اشارہ حضرت اشعیا اپنے صحیفے کے آٹھوین باب مین فرماتے ہین یعنی آخر
زمانے مین بہی اُسکی حکمت نے تقاضا کیا کہ خلق بزور راہ راست پر لائی جاوے اُسکو تہذیب عام
و تکمیل تام منظور تھی اسواسطے نبوت اور سلطنت کو ایک کرکے حکم دیا کہ سبکو سیدھا کرو سمجھانے
یون یا کہ مار دھاڑ سے اور یہ پھر بھی صرف تہذیب کے واسطے منظور ہی اور آخر مین ایسا ہی ہوتا ہی
کہ جب لوگ کسی طرح نصیحت نہین سُنتے اور پند کرنا حد سے گذر جاتا ہی اُسوقت حکم ہوتا ہی کہ تماین
گویا رو سو حق تعالے نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بلکہ زیادہ بھیجے اور اُنھون نے خلق کو
بخوبی نصیحت کی بلکہ بعضون نے مار دھاڑ بھی جاری کی اور بعضون نے بد دعا سے خلق کو
تباہ کیا لیکن وہ ہرگز سیدھے نہ ہوے مگر تھوڑے تھوڑے ہر زمانے مین حتی کہ ہند اور
فارس وغیرہ مین اُنکا دین نہ پہونچا تب حق تعالے نے یہی تجویز کیا کہ اب حکم تیغ کا علی العموم
دنیا خوب ہی اور سوا اسکے اور بھی خبرین حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفہ مین موجود ہین
اُن سب کا لکھنا تطویل لاطائل ہی فائدہ چونکہ ذکر دانیال اکبر و اصغر کا اس مقام پر ضرور ہی
اسلیے پوشیدہ نہ رہے کہ دانیال دو شخص ہین ایک دانیال اکبر جو بقول صاحب اخبار الدول مابین
ہود و صالح علیہما السلام کے تھے ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ مین لکھا ہی کہ دانیال اکبر کو
وحی ہوئی کہ دو نہرین عظیم یعنی دجلہ و فرات کھودو دانیال نے التماس کیا کہ مین کسطرح کھودون
ارشاد ہوا کہ ایک میخ لوہے کی لیکر لکڑی مین گاڑو اور اپنی پشت پر پھینک دے کہ مین واسطے
تیری اعانت کے فرشتے بھیجونگا چنانچہ دانیال اکبر نے ایسا ہی کیا تب یہ دونون نہرین
کھودی گئین یہ حضرت بقایاے قوم عاد سے تھے انھین کی قبر شہر عراق مین ابو موسیٰ اشعری کی
حکومت مین دستیاب ہوئی تھی اور زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا سو اُس قبر کو
مسلمانون نے اُٹھایا اور لاش مبارک کو بعد تجہیز و تکفین نماز پڑھ کر دفن کیا چنانچہ قتادہ
کسریٰ مین جب قحط برپا تھا یا پانی کی ضرورت ہوئی تھی تو اُسی قبر سے استسقا کرتے تھے کذا فی اخبار الدول
اور بعض کتب مغازی مین لکھا ہی کہ دانیال اصغر کی قبر خلافت حضرت عمر مین ملی ہی اور صورت
اُسکی یون ظاہر ہوئی کہ جب ابو موسیٰ اشعری مدینہ سوس پر غالب آئے تو وہان ایک مکان
مقفل دیکھ پڑا کہ اُسکو ابو موسیٰ نے کھلوایا اُسمین ایک سنگ کلان بصورت حوض رکھا تھا
اور اُسمین ایک شخص طویل و عریض چو کھٹ پر مردہ پڑا تھا ابو موسیٰ نے اہل سوس سے پوچھا
یہ لاش کس شخص کی ہی اُنھون نے کہا دانیال حکیم کی ابو موسیٰ نے کہا وہ یہان کسطرح آئے وہ بولے

کہ ہمارے شہر مین ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا تھا ہمارے پادشاہ نے شاہ بابل سے استدعا کی
کہ دانیال حکیم کو یہان بھیجدو کہ اُنکی برکت سے قحط دفع ہو سو پادشاہ بابل نے اُنکو یہان بھیجدیا
کہ اُنکی دعا سے بارش ہوئی اور قحط دفع ہوا لہذا ہمارے پادشاہ نے اُنکو اپنے ملک مین رکھا
اور جب اُنھون نے وفات پائی تو اُنکی لاش باحتیاط رکھ چھوڑی اب بھی جب کسی طرح کی بلا نازل ہوتی ہو
تو ہم لوگ اس مکان مین آکر بدعا وزاری عرض کرتے ہین کہ اُسکی برکت سے بلا دفع ہوتی ہو
ابو موسیٰ نے یہ کیفیت حضرت فاروق اعظم سے عرض کی اُنھون نے ارشاد کیا کہ نعش مبارک کو
نکال کر اور نیا کفن پہنا کر بطریق سنت اسلام دفن کرو لہذا ابو موسیٰ اشعری نے مطابق ایماے
فاروق اعظم اُس لاش کو دفن کیا اور طریق جمع بین الروایتین یہ ہوسکتا ہو کہ دونون کی
لاش ملی ہو دانیال اکبر کی عراق مین اور دانیال اصغر کی سوس مین دوسرے دانیال اصغر اُنکو
ابن خرقیل کہتے ہین یہ حضرت زمانہ بخت نصر مین تھے اور علم نجوم ورمل مین منفرد اور علوم حکمت
و معرفت مین بے نظیر تھے اُنکو بھی بخت نصر اولاد رسل مین گرفتار کرلیگیا تھا مگر بابل مین پہونچ کر
اُنسے باحسان و امتنان پیش آیا اور بعد چندے بخت نصر نے چند جوان خوبصورت صاحب حکمت
و فطنت اولاد بنی اسرائیل سے اپنی خاص خدمت مین رکھے اُنمین حضرت دانیال بھی تھے بلکہ
اُنکو سب مین مستثنےٰ ومقبول کرلیا تھا اور اللہ نے اُنکو نبوت بھی عطا فرمائی ایک دن مجوسیون نے
عرض کی کہ تو ایسے شخص سے ملتفت ہو جو تجھسے دین مین ناموافق اور تیرا کھانا بھی نہین کھاتا
بخت نصر نے امتحان کیا تو قول مجوس صحیح نکلا تب اُسنے حضرت دانیال کو قید کیا بعد چندے بخت نصر نے
ایک خواب عجیب دیکھا اور ڈرا مگر صبح تک بالکل بھول گیا لیکن پھر بھی نجومیون اور کاہنون سے پوچھا
وہ بولے اگر خواب سنتے تو تعبیر بتلاتے بخت نصر نے کہا کہ اگر خواب اور اُسکی تعبیر نہین بتلاتے
تو مین سب کو قتل کرونگا یہ خبر حضرت دانیال کو بھی پہونچی اُنھون نے داروغہ محبس سے کہا کہ مین
خواب و تعبیر دونون بیان کرسکتا ہون داروغہ نے پادشاہ سے کہا اُسنے طلب کیا اور دستور دربار کا
یہ تھا کہ جو کوئی جاتا وہ اول پادشاہ کو سجدہ کرتا تھا سو حضرت دانیال نے سجدہ نہ کیا وجہ پوچھی
حضرت نے فرمایا کہ میرے خدا نے سوا اپنے دوسرے کے واسطے سجدے کا حکم نہین دیا ہو اگر مین اُسکے
غیر کو سجدہ کرون تو علم وحکمت میرا جاتا رہے اور ہلاک ہوجاؤن پادشاہ نے اُس کلام کو بعد تعجب
پسند کیا پھر حضرت دانیال نے فرمایا کہ تو نے ایک بُت عظیم الجثہ جسکا سر سونے کا گردن چاندی کی
کمر تانبے کی پنڈلیان لوہے کی اور تلوے کے نیچے ٹھیکریان اُسمین دیکھا پھر دفعۃً ایک پتھر آسمان سے گرا

که وه چکنا چور ہو گیا اُسوقت تجکو خیال ہوا کہ تمام جن و انسان اس بُت کے اجزا کو جمع نہ کر سکینگے دفعۃً ایک ہوا چلی کہ اُسنے اجزاے منتشره اُسکے جمع کیے اور وه پتھر ایسا بڑھا کہ تمام زمین اُس سے بھر گئی بخت نصر نے سُنکر کہا خواب یہی تھا اب اسکی تعبیر فرماوین دانیال نے کہا کہ بُت نمونہ زمان و ملک ہے اور سر زرین ملک آرمیده تیرا ہے اور نقرہ اوروں کی مملکت سے کنایہ اور حدید مثال سلطنت فارس کی ہے کہ اوسط حال میں زیاده استحکام پاویگی اور ٹھیکریاں اشاره ہے کہ حکومت فارسیان آخر کو ضعیف ہوگی اور جسنے آسمان سے اُتر کر اُس بُت کو توڑا وه ایک پیغمبر ہے کہ آخر زمانے میں ظاہر ہوگا کہ تمام ادیان کو منسوخ فرماویگا اور شریعت اُسکی قیامت تک رہیگی بادشاه نے کہا کہ تمہارا احسان ہوا اب تم میرے پاس رہا کرو فی الحقیقت تمہارا خدا راز پنہان سے آگاه ہے اور سب معبودوں کا خدا ہے اور اُسی دن سے جمیع حکماے بابل کا سردار بنایا اور صوبہ داری بابل اُنکے واسطے تجویز کی حضرت دانیال نے قبول نہ فرمائی مگر اُسکے دربار میں تشریف رکھا کرتے تھے بعد ازاں بخت نصر نے بصلاح مجوس ایک بت طیار کرایا اور اہالیان شہر کو اُسکے سجدے کی تکلیف دینے لگا بلکہ سدرک دمنک وعبد نجو رفقاے دانیال علیہ السلام کو بسبب انکار کے آگ میں ڈلوایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت دانیال کو بھی آگ میں ڈالا تھا مگر سب لوگ محفوظ رہے تب بخت نصر نے کہا کہ خداے دانیال بڑا کامل ہے بعد چندے بادشاه نے ایک خواب دیکھا اور حضرت دانیال علیہ السلام سے اُسکی تعبیر پوچھی آنجناب نے فرمایا کہ اب پادشاہت تجھسے چھینی جائیگی اور تجکو انسانوں سے نکال دینگے اور بیل کی طرح گھاس کھاوینگے اور بری گردش زمانہ تجھپر ہوگی تا کہ تجھے معلوم ہو کہ اللہ قادر ہے جسکو چاہتا ہے اپنے ملک پر قدرت بخشتا ہے بعد اس مقولے کے ایسا ہوا کہ بخت نصر آدمیوں سے علیحده بھاگا اور مثل بہائم کے چرنے لگا اور جب بدن اُسکا شبنم سے تر ہوا تو بال نکلے اور صورت اُسکی بصورت حمار معلوم ہونے لگی اخبار الدول میں ہے کہ سات برس تک اسی کیفیت میں رہا مگر عقل و فراست اُسکی قائم رہی اور قلب اُسکا قلب انسان رہا اس سبب سے ملک اُسکا قائم رہا بعد اُسکے اللہ نے پھر آدمی بنایا تو وہ ایمان لایا اور اللہ کا شکر کرنے لگا لیکن میں کہتا ہوں کہ اُسکے ایمان میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ چونکہ اُسنے پیغمبروں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور توریت کو جلایا اس سبب سے اللہ نے توبہ اُسکی قبول نہیں کی اور ایک مچھر اُسکی ناک سے دماغ میں گیا اور بھیجا دماغ کا کھا گیا اور بعضے کہتے ہیں ایمان اُسکا قبول ہوا و بعد حصول نعمت ایمان ۶ برس کے بعد مر گیا اور بعضے کہتے ہیں بت پرست مرا بہر تقدیر بخت نصر اُسکا بیٹا پادشاه ہوا اور اُسنے از روے کبر و نخوت ظروف بیت المقدس میں شراب پینی شروع کی اور حضرت دانیال نے ہر چند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا آخرکار اُسنے حضرت کو نکال دیا لیکن اول عورت بخت نصر نے کہا

اُسنے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلا مصلحت و مشورہ دانیال کوئی کام نہ کرتا تھا تو نے نہایت بیجا کیا جو دانیال کو
اپنے دربار سے دور کیا اُسنے کہا دانیال میرا دشمن تھا اسواسطے مین نے دور کیا انہیں دنون مین ایک روز شاہ
مصاحبون مین بیٹھا ہوا باتین کرتا تھا کہ ایک پنجہ ظاہر ہوا اُسمین تین کلمے لکھے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ
کیا تھا اور وہ پنجہ غائب ہوگیا اس واقعہ سے پادشاہ کو اندیشہ ہوا اُسنے اپنی ماں سے کہا وہ بولی کہ حقیقت
اس بات کی دانیال جانتا ہے سو اُسنے حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ پنجہ غیبی تھا اسمین
لکھا تھا وزن تحت و وعد فاتخرج ... یعنی ... اعمال تمھارے تولے تو وہ سبک نکلے اور وعدہ
ملک کیا سو وفا کیا اور دیکھا کیا اب تفرق کر دیا پادشاہ نے کہا تفرق کب ظاہر ہوگی فرمایا کہ تین دن کے بعد
تو اپنے دوستون کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ملک و دولت دوسرے شخص کو ملیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور دوسرا
شخص پادشاہ ہوا بعض کہتے ہین کہ نام اُسکا دارا تھا اُسنے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال و اسباب آرایش
بیت المقدس جانب بیت المقدس روانہ کردیا اور بعض اہل سیر فرماتے ہین کہ بابل مین رہے اور موضع سوس مین کہ
متعلق اہواز ... غربت ہی وفات پائی اور اکثر قائل ہین کہ وفات بیت المقدس مین ہوئی وہین مدفون ہین
اخبار الدول مین ابی زیاد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مین نے ایک انگشتری ابی بردہ ابن ابی موسی اشعری کے
ہاتھ مین دیکھی کہ اُسکے نگین پر تصویر دو شیرون کی تھی اور مابین اُنکے ایک تصویر آدمی کی گویا دو شیر اس آدمی کو
چاٹتے ہین اور ابو بردہ نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہے جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہین
کہ سبب اس نقش کا یہ تھا کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی عرصہ مین
پیدا ہوے اُنکی ماں نے بخوف قتل ایک گڑھے مین ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھیگا سو حافظ حقیقی نے
ایک شیر کو اسکے حفاظت کے اور ایک مادہ شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دونون اُنکو چاٹتے اور کھلاتے تھے
جب دانیال جوان ہوے تو اُنکی ماں نے واسطے تذکیر نعماے الہی کے وہی صورت فص خاتم مین کندہ کرائی تھی
فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بشارتین اپنی اُمت کو دی ہین کہ
اب تک صحیفہ دانیال مین جو عیسائیون کے پاس موجود ہے لکھی ہوئی ہین اور اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کاروبار اُنکا خواب پر تھا
جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوشخبری جو حضرت دانیال نے دی یہ ہے کہ مین نے چار جانور دیکھے ایسے
اور ایسے اور چوتھا بہت ہی عظیم و قوی تھا اُسکے دانت لوہے کے تھے کھا جاتا تھا اور پیس ڈالتا تھا جو کچھ اُسکے
منہ مین پڑتا تھا اور وہ سب جانورون سے ممتاز و مخالف تھا اور اُس جانور کے دس سینگ تھے پس دیر نہ گذری تھی
کہ ان سینگون مین سے چھوٹی چھوٹی شاخین جمین اور اُسمین آنکھین بن گئین پھر ایک چھوٹا سینگ ایسا بڑھا کہ سب سے
بڑا ہوگیا اور اُس سے مین نے عجیب کلام سنا سو یہ جو تھی مملکت ہے کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل

اُسنے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلا اصلاح و مشورہ دانیال کوئی کام نہ کرتا تھا تو نے نہایت بیجا کیا جو دانیال کو
اپنی مجلس سے دور کیا اُسنے کہا دانیال میرا دشمن تھا اسواسطے مین نے دور کیا انہین دنون مین ایک روز اپنے
مصاحبون مین بیٹھا ہوا باتین کرتا تھا کہ ایک پنجہ ظاہر ہوا اُسمین تین کلمے لکھے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ
کیا تھا اور فی الفور غائب ہوگیا اس واقعہ سے پادشاہ کو اندیشہ ہوا اُسنے اپنی مان سے کہا وہ بولی کہ حقیقت
اس معاملے کی دانیال جانتا ہے سو اُسنے حضرت دانیال کو بُلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ پنجہ غیبی تھا اُسمین
لکھا تھا وزن فخف و وعد فانجز و جمع ففرق یعنی اللہ نے اعمال تمہارے تولے تو وہ سبک نکلے اور وعدہ
ملک کیا سو وفا کیا اور یکجا کیا اب متفرق کریگا پادشاہ نے کہا تفرق کب ظاہر ہوگی فرمایا کہ تین دن کے بعد
تو اپنے خواصون کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ملک و دولت دوسرے شخص کو ملیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور دوسرا
شخص پادشاہ ہوا بعضے کہتے ہین کہ نام اُسکا دارا تھا اُسنے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال و اسباب آرایش
بیت المقدس جانب بیت المقدس روانہ کردیا اور بعض اہل سیر فرماتے ہین کہ بابل مین ہے اور موضع سوس مین کہ
متعلق ارض مغرب سے ہی وفات پائی اور اکثر قائل ہین کہ وفات بیت المقدس مین ہوئی وہین مدفون ہین
اخبار الدول مین ابی زیاد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مین نے ایک انگشتری ابی بردہ ابن ابی موسیٰ اشعری کے
ہاتھ مین دیکھی کہ اُسکے نگین پر تصویر دو شیرون کی تھی اور مابین اُنکے ایک تصویر آدمی کی گویا دو شیر اس آدمی کو
چاٹتے ہین اور ابوبردہ نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہے جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہین
کہ سبب اس نقش کا یہ تھا کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی عرصہ مین
پیدا ہوے انکی مان نے بخوف قتل ایک گڑھے مین ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھیگا سو حافظ حقیقی نے
ایک شیر کو واسطے حفاظت کے اور ایک مادہ شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دونون انکو چاٹتے اور کھلاتے تھے
جب دانیال جوان ہوے تو اُنکی مان نے واسطے تذکیر نعماے الٰہی کے وہی صورت فص خاتم مین کندہ کرائی تھی
فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر بشارتین اپنی اُمت کو دی ہین کہ
اب تک صحیفہ دانیال مین جو عیسائیون کے پاس موجود ہے لکھی ہوئی ہین اور اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کاروبار اُنکا خواب تھا
جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوشخبری جو حضرت دانیال نے دی یہ ہے کہ مین نے چار جانور دیکھے ایسے
اور ایسے اور چوتھا بہت ہی عظیم و قوی تھا اُسکے دانت لوہے کے تھے کھا جاتا تھا اور پیس ڈالتا تھا جو کچھ اُسکے
مُنہ مین پڑتا تھا اور وہ سب جانورون سے ممتاز و مخالف تھا اور اُس جانور کے دس سینگ تھے پس دیر نہ گذری تھی
کہ اُن سینگون مین سے چھوٹی چھوٹی شاخین جمین اور اُنمین آنکھین بن گئین پھر ایک چھوٹا سینگ ایسا بڑھا کہ سب سے
بڑا ہوگیا اور اُس سے مین نے عجیب کلام سُنا سو یہ چوتھی مملکت ہے کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل

انتہٰی قولہ ملخصاً پس مین کہتا ہون کہ یہ سلطنت عظیمہ ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر
اور لوہے کے دانت جہادیون کے ہتیار ہین اور شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکے مخالف یعنی
ناسخ ہی اور دس سینگ صحابۂ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین اور سنگوٹیان خلفاے عباسیہ
وغیرہم اور چہوٹا سینگ حضرت امام موعود مہدی آخرالزمان ہین اور کلام عجیب قرآن شریف یا اسرار معرفت
اگرچہ اس خبر مین عیسائیون نے تحریف کی ہی لیکن ہمارے مطالب کی بات ابتک موجود ہی اگر کسی کو
منظور ہو تو ساتوان باب صحیفۂ دانیال کا ملاحظہ کرے دوسری خوشخبری جو دسوین و بارھوین (بشارت دوم)
باب کے ملانے سے صاف نکلتی ہی کہ حضرت دانیال فرماتے ہین مین دیکھتا ہون کہ دجلے کے کنارے
کھڑا ہون اور ایک شخص کتانی پیراہن پہنے ہوے خالص سونے کا پٹکا باندھے کھڑا ہی اُسکا بدن برجد کا
مُنھ بجلی کا آنکھین مانند مشعل بازو و نیر اُسکے چمکتی تھین باتون مین ایک آواز ہنگامے کی پھر مین نے
دیکھا کہ دو اور کھڑے ہین ایک نہر کے کنارے اسطرف دوسرا اُسطرف سو ایک نے اُس مرد
کتان پوش سے پوچھا کہ ان عجائبات کا آخر کب تک ہی اُسنے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے
حی القیوم کی قسم کھائی اور کہا ایک وقت اور دو وقت اور آدھے وقت تک ہی پر مین نہ سمجھا پھر مین نے
پوچھا اُسنے کہا اے دانیال تو رجات کر یہ باتین آخر کے وقت تک بند و مختوم رہینگی اور بہت لوگ طاہر
و پاک و خالص بنینگے کمین شریر شرارت کرتے رہینگے اور سب شریر نہ سمجھینگے پر دانا سمجھینگے اور اُسوقت دائمی قربانی
اٹھائی جائیگی اور تو رجات کر رحمت پاویگا اور دنون کے آخر مین اپنی میراث مین اُٹھ کھڑا ہوگا انتہے
ملخصاً پس واضح ہو کہ مرد کتان پوش جو کنارے پر کھڑے تھے حضرت میکائیل حامل لوح تھے اور وہ
دو شخص جنھون نے پوچھا حضرت جبرئیل و اسرافیل تھے سو حضرت میکائیل نے ساڑھے تین وقتون کی
تصریح فرمائی اور اُنکو خاص کہا اگرچہ وقت بہت سے تھے سو جسکو ایک وقت کہا وہ حضرت عیسیٰ کا وقت ہی
جسمین رحمت حق بخوبی ظاہر ہوئی اور جسکو دو وقت کہا وہ ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت ہی
جسمین رحمت حق وجلال وجمال و علم ظاہر و معرفت باطن نے بخوبی کمال پکڑا اور آدھا وقت حضرت
امام مہدی کا ہی کہ اُسمین محمدی شرع کامل ہوگی اور اسرار ولایت ظاہر ہونگے اور اس عرصۂ
دراز مین جو مابین حضرت صلعم و امام مہدی کے گذریگا بہتیرے شریر نبی بنینگے اور بہتیرے آپ کو
امام مہدی بتلا دینگے لیکن اُنکی شرارت کچھ کام نہ آویگی اور شریر نا فہم یہود و نصاری ہین اور صاحب فہم
اہل اسلام ہین اور دائمی قربانی اُٹھ جانے سے یہ مراد ہی کہ یہ طریق قربانی جو بالفعل جاری ہی موقوف ہوجائیگا
در شریعت اسلامیہ مین منسوخ ہوگا اور حضرت میکائیل حامل لوح جو اس صورت مین حضرت دانیال پر

ظاہر ہوے اسکا سبب یہ تھا کہ یہ کیفیت جلال و جمال پر دلالت کرتی تھی اور شریعت ہمارے حضرت کی بین الجلال والجمال ہی لہذا اس صورت مین تشریف لائے کیونکہ اُسکی خبر کو آئے تھے فائدہ اللہ عالم الغیب والخفیات نے توریت مین لکھدیا تھا کہ دو مرتبہ بنی اسرائیل شرارت کرینگے اُسکی سزا مین دشمنون کا غلبہ اُنکے ملک مین ہوگا چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جالوت غالب ہوا اور تابوت سکینہ وغیرہ چھین لیگیا پھر حق تعالے نے اُسکو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو قوت و شوکت زیادہ بخشی جب کہ حضرت سلیمان بادشاہ نبی ہوے بعد اُسکے پھر اُن لوگون نے شرارت کی تب بخت نصر فارسی غالب ہوا کہ اُسوقت سے پھر سلطنت بنی اسرائیل نے زور نہ پکڑا اسی کا اشارہ سورۂ بنی اسرائیل مین ہوتا ہی وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولٰہما بعثنا علیکم عبادا لنا اُولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار وکان وعداً مفعولا ثم رددنا لکم الکرۃ علیہم لے آخر الآیۃ للکافرین حصیرا یعنی اور صاف کہ سُنایا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب مین کہ تم خرابی کروگے ملک مین دوبار اور چڑھ جاؤگے بری طرح کا چڑھنا پھر جب آیا وعدہ پہلا اُٹھائے ہمنے تمپر ایک بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہرون کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہمنے پھیری تمھاری باری اُنپر اور زور دیا تمکو مال سے اور بیٹون سے اور اُس سے زیادہ کردی تمھاری بھیڑ اگر بھلائی کی تمنے تو بھلا کیا اپنا اور جو بُرائی کی تو آپ کو پھر جب پہونچا وعدہ پچھلی بار کا کہ وہ لوگ اُداس کرین منھ اور بیٹھین مسجد سے مین جیسے بیٹھے پہلی بار اور خراب کرین جس جگہ غالب ہون پوری خرابی آیا ہی رب تمھارا اسپر کہ تمپر رحم کرے اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہی ہمنے دوزخ منکرون کا بندی خانہ فائدہ سیاق آیۃ سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اول خرابی بخت نصر نے کی اور دوسرے طیطوس رومی نے جو بعد شہادت حضرت یحیی علیہ السلام کے آیا کہ بعد اسکے پھر بنی اسرائیل کو قوت نہوئی جس جگہ رہے خراب و پریشان رہے اب حضرت صلعم کے وقت مین ارشاد ہوا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہی اگر اس نبی کے تابع ہو تو پھر سلطنت ملے مگر اُنھون نے شرارت کی سو مسلمانون کو غالب کیا اور آخرت مین دوزخ اُنکا گھر بنایا

تفریح بست و چہارم دراحوال حضرت عزیر علیہ السلام

تفسیر مدارک مین ہی کہ یہ نام عجمی ہی بقول محب طبری عربی عزیر اور ارمیا عبری اور یہ دونون ایک ہین مگر صحیح یہ ہی کہ عزیر اور ہین اور ارمیا اور کیونکہ عزیر کے باپ کا نام شرحیا تھا اور ارمیا کے خلقیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عزیر اولاد دانیال اکبر سے ہین لیکن صحیح یہ ہی کہ اولاد یعقوب علیہ السلام ہین نسب انکا چودہ واسطے

حضرت ہارون علیہ السلام تک پہونچتا ہی اور سامرۃ الاخبار مین شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی
کہ عزیر نبی نہ تھے بلکہ ایک عالم علماے بنی اسرائیل سے تھے اور آبو الفتوح نصیر ابن ابی الفرح حنبلی سے
منقول ہی کہ عزیر نے بیت المقدس مین مناجات کی سو اُنکا نام پیغمبرون مین لیا گیا کذا فی اخبار الدول
احوال حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ ہی کہ جب بخت نصر[1] نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو
گرفتار کرکے بابل کو لیگیا تو اُسمین حضرت عزیر علیہ السلام مع اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ
جل شانہ نے آپ کو قید سے نجات بخشی تو آنجناب چالیس برس کے تھے سو ایک حمار پر سوار ہو کر تن تنہا
جانب بیت المقدس تشریف لیچلے یہان تک کہ دیر ہازار یا دہر ہرقل واقع کنارہ دجلہ میان واسط و مدائن
یا شاہر آباد یا قریہ غیبت مین کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اسطرف واقع ہی پہونچے اور وہان کے
درخت میوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے انجیر و انگور لیکر کھائے اور کسی قدر اپنی
تھیلی مین رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دے کے بنظر عبرت اُس شہر کو
دیکھنے لگے اور تعجب سے دل مین کہتے تھے کہ یہ شہر کسطرح آباد ہوگا اور باشندے یہان کے جو بالکل
استخوان بوسیدہ ہو گئے ہین کیونکر زندہ ہونگے چنانکہ اللہ صاحب نے سورۂ بقر مین فرمایا او کالذی
مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا
ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی چھتون پر بولا کیونکر جلاویگا اللہ بعد مرنے کے فاماتہ اللہ مأیۃ عام ثم
بعثہ یعنی پھر مارا اُسکو اللہ نے سَو برس پھر اُٹھایا اسی شکل و صورت و عقل و فراست پر اور طعام و شراب
و حمار اُسکا اس مدت تک پردۂ حمایت مین رکھا تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جب عزیر کی موت سے ستر برس
گذرے تو بخت نصر بابلی مر گیا تب اللہ نے ایک بادشاہ فارسی بھیجا اُسنے بیت المقدس کو آباد کیا
نام اُسکا نوشک تھا اور بعضون کے نزدیک کورس ہمدانی نے آباد کیا اور اُسنے بنی اسرائیل میں شادی کی
اگرچہ کئی طرح کی روایتین اہل تاریخ نے لکھی ہین مگر یہ دو روایتین لائق وثوق ہین مولانا رفیع الدین
محدث نے لکھا ہی کہ ابتداے بخت نصر سنہ چار ہزار آٹھ سو اکتالیس ہبوطی خواہ چار ہزار آٹھ سو سینتالیس
مین ہی اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو ستر یا اڑسٹھ ہین اور گشتاسپ ابن لہراسپ
جسکو یہودی کورس کہتے ہین سنہ چار ہزار نو سو سات مین بادشاہ ہوا سو اسنے بیت المقدس کو
چار ہزار نو سو تینتیس مین آباد کیا اور یہ کورس بہمن اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ مین ہوا
اور گشتاسپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب ستر برس کے گذرنے پر بیت المقدس
آباد ہوا ہی اور روایات سے ثابت ہی کہ بیس برس مین اسکی آبادی از سر نو کی گئی وہذا القول اقرب

[1] بخت نصر بضم با و سکون خا معجمہ بعدہ فوقانی و فتح نون و صاد مہملہ مشدد مفتوح و بعدہ را مہملہ نام بادشاہ کا قریہ نام مرکب ہی بخت و نصر سے کہ در اصل بخت بمعنی پسر تھا اور نصر نام بت تھا جب حالت طفلی مین اسکو بت کے اور دیا پایا اور نام اُسکا باپ کا معلوم نہ تھا اس سبب سے بت کی طرف منسوب ہوا اور شہر بخت منسوب اسی بادشاہ سے ہی ۱۲ قاموس

الی الصواب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ جب بیت المقدس آباد ہوا تو اللہ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وبروایتے کسی اور فرشتہ نے پوچھا وبروایتے جانب فلک سے آواز ہوئی کہ اے عزیر تو یہان کتنی مدت رہا حضرت عزیر نے دیکھا کہ آفتاب غروب نہین ہوا ہے اور مین یہان پہر دن چڑھے آیا تھا تو جواب دیا کہ ایک روز ٹھہرا ہون یا اس سے کچھ کم اسنے کہا نہین بلکہ سو برس یہان رہا ہے کما قال اللہ تعالے فی سورۃ البقر قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام یعنی کہا تو کتنی دیر رہا بولا مین رہا ایک روز یا روز سے کچھ کم کہا نہین تو رہا سو برس تب تو حضرت عزیر علیہ السلام کمال التعجب مین پڑ گئے اور آنکھ اٹھا کے شہر کو دیکھا تو مثل روضہ رضوان و ہمچو گلستان پایا ؎ درختش زطوبی دلاویز تر ✽ گیاہش سوسن زبان تیز تر ✽ روندہ در وآبہا جوبجو ✽ وزندہ دروبادہا سو بسو ✽ بہر گوشۂ دل کشا منزلے ✽ بہر جانب از مردمان محفلے ✽ اس معاملہ سے اور بھی حیران ہوئے پھر ارشاد ہوا کہ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ یعنی اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا کہ سڑ نہین گیا چنانچہ حضرت عزیر نے دیکھا تو سب کھانا پینا بدستور موجود پاس رکھا تھا اور انجیر وانگور اسی طرح تازہ وتر بلا تغیر وتبدیل پائے گئے اب اور بھی متحیر ہوئے پھر ارشاد ہوا وانظر الی حمارک ولنجعلک آیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما یعنی دیکھ اپنے گدھے کو اور تجکو ہم نمونہ کیا چاہتے ہین لوگون کے واسطے اور دیکھ ہڈیان کسطرح انکو ابھارتی ہین پھر انپر پہناتے ہین گوشت چنانچہ عزیر نے دیکھا تو گدھے کی ہڈیان سفید سفید رکھی تھین اور گوشت پوست سارا گل کر خاک مین ملگیا تھا ؎ شہر بند قالبش مجموع از ہم ریختہ ✽ استخوانہا ماندہ وآن ہم بخاک آمیختہ ✽ حضرت عزیر تامل مین تھے کہ دفعۃً آواز ہوئی کہ اے استخوان پوسیدہ وفرسودہ جمع ہو جاؤ اور اے گوشت پوست واجزاء متفرقہ باہم ملجاؤ چنانچہ بحکم خدا وہ گدھا حضرت عزیر علیہ السلام کے روبرو زندہ ہوا اسوقت حضرت عزیر نے کہا اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنی مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس مقام سے مذہب طبیعیون کا باطل ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ امر مفوض بطبیعت تھا تو ضرور تھا کہ انگور وانجیر بسبب امتداد مدت دراز کے متعفن ہو جاتے اور حیوان برقرار رہتا اور جب حیوان باوصف کثافت کے متغیر ہوگیا اور انگور وانجیر باوجود لطافت کے تبدل وتغیر سے محفوظ رہے تو معلوم ہوا کہ مغیر اجسام ومتبدل اجرام کوئی اور ہے طبیعت کو مطلق دخل نہین ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام کا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام بھی وہی ہین مگر یہ قول ضعیف ہے حضرت ارمیا اور ہین اور حضرت خضر اور اسی طرح یہ واقعہ بروایت صحیحہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور تواریخ مین لکھا ہے کہ حضرت

امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب دشمنون سے پوشیدہ ہوے تو ادھر اُدھر پھرنے لگے
چنانچہ ایک قریہ مین قریات شام سے پہونچے وہان ایک پہاڑ نہایت بلند و رفیع نظر پڑا اور ایک
جماعت نصرانیون کی اُسی طرف جاتی تھی آنجناب نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور تم کہان کو جاتے ہو
وہ بولے اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اُسمین درویش رہتا ہے وہ حل مشکل ہماری کرتا ہے اُسکے پاس
جاتے ہین سو حضرت امام موسی کاظم بھی اُنکے ہمراہ چلے گئے جبکہ دروازہ دیر پہونچے تو ایک پیر کہن سال
نکل آیا اور حضرت امام کو منور بنور حضرت حق دیکھ کر کہنے لگا کہ تم شاید امت مرحومہ سے ہو
مین تمسے چند سوال کرتا ہون ایک سوال اُنمین عسیر الجواب ہے اگر اُس سوال کا جواب دوگے
تو علم و فضل تمہارا قابل اعتماد ہے چنانچہ اُسنے چند سوالات کیے آنجناب نے جواب دیے
اُسنے کہا یہ تو سہل تھے اب سوال سخت کرتا ہون فرمایا اگر جواب صحیح و درست بیان کرون تو ایمان لاویگا
درویش اہل کتاب نے کہا البتہ ایمان لاؤنگا اور اس بات پر قول قرار مضبوط ہوگیا فرمایا بیان کر اسنے کہا
مجکو خبر دو اُن دو بھائیون سے جو کہ ایک شب مین پیدا ہوے اور ایک روز فوت ہوے اور عجب تر یہ ہے
کہ عمر ایک کی دو سو برس کی ہوئی اور دوسرے کی سو برس کی حضرت امام نے فرمایا وہ دونون بھائی
عزیز و عزیر پسران شرحیا تھے کہ دونون توام پیدا ہوے اور پچاس برس تک دونون ایک مقام مین
بسر کرتے رہے پھر عزیر گدھے پر سوار ہوکر کسی کام کو گئے اُنکو اللہ نے مار ڈالا اور سو برس کے بعد
زندہ کیا اور اُسی گدھے پر سوار ہوکر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیز کے ساتھ پچاس برس اور
زندگی بسر کی بعد ازان دونون نے ایک روز وفات پائی اسطرح دو سو برس کے عزیز ہوئے اور سو برس کے
عزیر اُسی دم وہ راہب مع حاضرین مجلس ایمان لایا فائدہ روایت ہے کہ اول مسئلہ قضا و قدر مین
حضرت عزیر علیہ السلام کو خطرہ آیا تھا سو جناب باری عز اسمہ مین بہ مناجات ملتمس ہوے یارب
خلقت خلقا فتضل من تشاء و تھدی من تشاء یعنی ای پروردگار تو نے پیدا کیا خلق کو پھر گمراہ کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے اور راہ رست دکھلاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اسی پر عذاب و ثواب متفرع کرتا ہے ارشاد ہوا
یا عزیر اعرض عن ہذا بعد ازان پھر اُنکے دل مین خلجان پیدا ہوا پھر مناجات فرمائی حکم ہوا یا عزیر
اعرض عن ہذا والا لامحون اسمک من النبوۃ یعنی ای عزیر باز رہ اس سوال سے اور اگر نہین تو
نام تیرا نکال ڈالونگا نبوت سے حضرت عزیر نے التماس کیا کہ الٰہی مین سخت ملول خاطر ہون
اور اسکی حکمت دریافت کیا چاہتا ہون ارشاد ہوا یا عزیر ذلک سری ولا دخل لک
فی اسرار الربوبیۃ مگر یہ دغدغہ اُنکے دل سے دفع نہوا لہذا حق تعالےٰ نے سو برس تک

اُنکو مار ڈالا اور پھر زندہ کر کے پوچھا کم لبثت کہا لبثت یوما او بعض یوم ارشاد ہوا کہ ای عزیر
جو شخص سو برس کو ایک دن جانتا ہی وہ اسرار ربوبیة کو کیا جانیگا کذا فی مناقب الاصفیا القصہ
حضرت عزیر علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلے کی طرف چلے نہ کسی نے اُنکو پہچانا اور نہ اُنھوں نے
کسی کو پہچانا مسافرانہ اس مقام مین گئے جس جگہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارا گھر ہی وہان ایک عورت نابینا اور
اپاہج کُنجی ملی وہ عزیر کی لونڈی تھی اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی حضرت عزیر نے اُس سے پوچھا کہ یہ
گھر عزیر کا ہی اُسنے کہا ہان اور سخت روئی حضرت عزیر علیہ السلام نے پوچھا کیون روتی ہی اسنے کہا تو نے
اُس شخص کا نام لیا ہی جو سو برس سے غائب ہی کہ اس مدت مین کسی نے اُسکا نشان نہین بتلایا اور اب تو
اُسکا نام بھی کوئی نہین لیتا ہی اور کسی کو اُسکی یاد نہین ہی صرف مین لونڈی اُسکی یاد مین رویا کرتی ہون حضرت
عزیر نے کہا خوش ہو مین عزیر ہون حق تعالی نے مجکو سو برس کے بعد اپنے فضل سے زندہ فرمایا ہی
لونڈی نے کہا سبحان اللہ یہ بات کوئی مانیگا کہ تم سو برس کے بعد زندہ ہوے ہو اگر تم سچے عزیر ہو تو تم
دعا کرو کہ میری آنکھین ہو جائین کیونکہ عزیر مستجاب الدعوات تھے اُنکی دعا سے بیمار اچھے ہوتے تھے حضرت
عزیر نے دعا مانگی اُسکی آنکھین ہو گئین دیکھنے لگی اور اُسنے عزیر کو پہچانا پھر حضرت عزیر نے اُسکا ہاتھ پکڑا
وہ چل کھڑی ہوئی اور پانون اُسکے اچھے ہو گئے پھر وہ لونڈی محلات بنی اسرائیل مین پکارنے لگی
کہ ای بنی اسرائیل عزیر باخلعت نبوت و منصب خلافت پہونچا ہی ؎ خورشید وصال از اُفق ہجر بر آمد ٭
تاریکی شب رفت و چراغ سحر آمد ٭ لوگون نے کہا ای عورت تجکو سودا ہی سو برس ہوے عزیر کو غائب ہوے
اب اُسکا نام زندون مین کون لیتا ہی پھر اُنکا بیٹا ایک سو دس برس یا اٹھارہ برس کا اور پوتے پر پوتے
بوڑھے بوڑھے یہ خبر سُنکر دوڑے اور اس عورت سے پوچھنے لگے تو کون ہی اور کیا کہتی اُسنے کہا مین تمھاری
لونڈی ہون عزیر کی دعا سے اچھی ہوئی اور یہ کہتی ہون کہ سو برس کے بعد عزیر زندہ ہو کر آئے ہین
چنانچہ حضرت عزیر کے بیٹے و پوتے و دیگر روساء اسرائیل حضرت عزیر کے پاس آئے بیٹے نے اپنے
باپ کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت عزیر جوان تھے اور بیٹے اُنکے سفید مو ضعیف مگر یہ کہا کہ ہمارے باپ کے
دونون شانون کے بیچ مین ایک نشان سیاہ تھا بہ شکل ہلال سو ہم دیکھین تو پہچانین حضرت
عزیر نے اپنے کپڑے اُتارے تو وہ علامت نظر آئی تب خوشی سے رونے اور بہ لسان حال
یون کہنے لگے ؎ مژدہ باد اے بخت کہ مقصود زدر باز آمد ٭ مردم چشم جہان زسفر
باز آمد ٭ للہ الحمد کہ از وصل میسر نفسے ٭ بہ تن خستہ دلان جان دگر باز آمد ٭ بعد ازان
حضرت عزیر نے پوچھا توریت کیا ہوئی بولے بخت نصر نے جلا دی سو برس سے ہم بے کتاب ہین

حضرت عزیر بہت روئے اور کمال افسوس کیا اللہ جلشانہ نے ایک فرشتہ بھیجا اُسنے ایک ظرف پانی کا
دیا کہ عزیر نے اُس سے پیا تمام توریت اُنکے لوح سینہ پر نقش ہوگئی کہ حضرت عزیر نے اول سے
آخر تک توریت لکھوادی الا سننے والون کو تردد تھا کہ یہ توریت ہی یا نہین اتنے مین ایک شخص نے
کہا کہ ہمنے اپنے باپ سے سُنا ہی کہ ہمارے دادا کہتے تھے جس دن بخت نصر نے بیت المقدس لوٹا اور
توریت پڑھنے والون کو مارا اور توریت جلادی ہمنے ایک جلد توریت فلان پہاڑ مین دفن کردی ہی چنانچہ
سب لوگ جمع ہوکر اُس جگہ گئے اور توریت کو لائے اور حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابلہ کیا
ایک حرف کا تفاوت نہ نکلا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عزیر نے فرمایا کہ اگر تمکو توریت مین کچھ شبہہ ہو تو
توسابق اس سے حضرت اشعیا نے اپنے خط سے لکھکر فلان مقام پر دفن کی ہی اُسے لاکر مقابلہ کرو چنانچہ
مقابلہ مین کچھ بھی فرق نہ نکلا حدیث مین وارد ہی کہ توریت وقت نزول سے کسی کو یاد نہین ہوئی
سوائے عزیر علیہ السلام کے اور بعض روایت مین ہی کہ حضرت ہارون کو بھی یاد تھی بعد اس واقعہ کے
ایک گروہ بنی اسرائیل کا کہنے لگا کہ توریت گم ہوکر ہاتھ آئی تو عزیر بلاشبہہ خدا کے بیٹے ہین چنانکہ
سورۂ توبہ مین ارشاد ہوا وقالت الیہود عزیر ابن اللہ عبیدہ ابن عمیر کہتے ہین کہ قائل
اس قول باطل کا فنحاص ابن عازورہ یہودی تھا اُسی نے کہا تھا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء

فائدہ کتب خواص مین ہی کہ آیۂ کریمہ اوکالذی مر علی قریۃ تا علی کل شئی قدیر کا یہ خاصہ ہی کہ
جو کوئی بروز یکشنبہ ساعت پنجم مین ورق آہو پر لکھے اور پارچۂ پاک مین لپیٹ کر آستانۂ مکان ویران کے نیچے
گاڑے تھوڑے دنون مین وہ مکان آباد ہوجائے اور جو آب باران رحمت سے دھوکر درختون مین ڈالے
تو خوب پھلین اور قرأت اس آیت کی بنا بر قوت حافظہ و رفع قساوت و سختی قلب کے حکم اکسیر رکھتی ہی **فائدہ**
تواریخ مین مذکور ہی کہ اواخر ایام عزیر علیہ السلام مین سلطنت فارس شام سے منتقل ہوکر یونانیون
اور رومیون کو ملی اور عمر شریف دو سو برس کی ہوئی جانب شرقی جبل طور کے مزار شریف واقع ہی دگر
انکا سورۂ بقر برات مین ہی اخبار الدول مین ہی کہ بعد وفات عزیر علیہ السلام کے متولی ریاست
قدس شمعون ایک شخص اولاد ہارون سے ہوئے تھے واللہ اعلم۔

تفریح بست وپنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام

نام اُنکے باپ کا متی بفتح میم وتشدید مثناۃ فوقانیہ ہی کذا صحح ابن حجر اور
عبدالرزاق نے کہا ہی کہ متی نام والدہ کا تھا اور قرطبی نے اپنی تفسیر مین
کہا ہی کہ یونس ابن العجوز ہین جو کہ چودہ دن مردہ رہے اور حضرت الیاس کی

دعا سے پھر زندہ ہوے اور بعضے مؤرخین نے لکھا ہو کہ اِنکے نسب پر کسی کو
اطلاع نہین اور مطالع المسرات مین ہو کہ اولاد نبیا مین سے تھے اور بعد حضرت
سلیمان کے نبی ہوے اور اخبار الدول مین بعد الیسع کے لکھا ہو اور بعضے بعد شعیب کے
کہتے ہین مگر نزدیک اہل تحقیق کے صاحب الامر حضرت شعیا سے تھے اور بادشاہ حذقیا اور
بنی اسرائیل فلسطین واردن مین تھے اتفاقاً موصل ونینوی کے لوگ کہ مابین شام وعراق ہین
باعانت بادشاہ بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور اسباب لوٹ لیگئے اور ساڑھے نو سبط قید ہوگئے
حذقیا نے یہ ماجرا حضرت شعیا سے کہا اور عرض کیا کہ جب تک قیدی رہا نہین ہوتے تدارک اُنکا
نہین کرسکتا ہون اسواسطے کہ جب اسطرف سے فوج جائیگی تو وہ قیدیون کو مارڈالینگے حضرت
شعیا نے فرمایا کہ تیری مملکت مین پانچ پیغمبر ہین ایک پیغمبر کو بنا بر ہدایت وافہام کے روانہ کر
کہ انکو سمجھا دین اور قیدیون کو چھڑا لادین حذقیا نے کہا آپ ہی کسی کو تجویز فرمادین فرمایا
کہ یونس بڑے محنتی وامین ہین اور اللہ کے نزدیک عزیز اور کثرت عبادت مین سب پیغمبرون سے
ممتاز ہین اُنکو روانہ کر اگر وہ لوگ نہ مانینگے تو یونس معجزات وخوارق سے راہ راست پر لادیگا
اسی وقت حذقیا نے یونس علیہ السلام کو طلب کیا اور حال کہا یونس نے فرمایا کہ اگر حضرت
شعیا بحکم الٰہی تجویز کرتے ہین تو مضائقہ نہین جاتا ہون ورنہ میری اوقات مین خلل
واقع ہوگا حذقیا نے کہا آپکا تعین بحکم خدا نہین ہو مگر حضرت شعیا علیہ السلام نے فرمایا
اور وہ صاحب الامر ہین اُنکی اطاعت کرنا واجب ہو ناچار جانا مناسب ہو حضرت یونس
گرانی خاطر سے روانہ ہوے اور اہل بیت اپنے بھی ہمراہ لیے کما قال اللہ فی سورۃ الانبیاء
وذو النون اذ ذہب مغاضبا الغرض نینوی مین کہ مقابل موصل کے واقع اور درمیان مین
دجلہ ہو جلوہ فرما ہوے اور بعد ایک روز بادشاہ سے ملاقات کرکے ارشاد کیا
کہ اللہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہو کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر اور بدخواہی انکی نہ کر
اُسنے کہا اگر سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ہمکو تمھارے ملک پر مسلط نہ کرتا کہ ہم تمھارے
عیال واطفال گرفتار کر لاتے کیا اسوقت اللہ کو حمایت کی قدرت نہ تھی جواب خدا نے
تمکو بھیجا ہو بالجملہ تین روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے اُسکو فہمایش کی مگر اُسنے انکا کہنا نہ مانا
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ لوگ مشرک بت پرست تھے سو حضرت یونس نے بت پرستی کو منع کیا کسی نے نہ مانا بقول بعضے
نو برس تک سمجھایا و بقولے تینتیس برس مگر کوئی شخص سواے دو آدمیون کے ایمان نہ لایا آخرکار حضرت یونس غصہ ہوکر خطاب الٰہی مین

مستغیث ہوے کہ بارخدایا یہ لوگ میرا کہنا نہین مانتے اور بندیون کو رہائی نہین دیتے یا بت پرستی
نہین چھوڑتے ارشاد ہوا کہ انکو میرے عذاب سے ڈراؤ اگر تجھکو نمانینگے تو انپر عذاب بھیجونگا چنانچہ یہ
بات بھی حضرت یونس کوچہ و بازار مین کہتے پھرے کہ خبر شرط ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ اگر میرا
کہنا نہین مانتا تو عذاب الٰہی آویگا اُن لوگون نے کہا عذاب کی میعاد مقرر کرو حضرت یونس نے
فرمایا کہ چالیس دنکا میرے تمہارے اقرار ہے اگر اس عرصہ مین تمنے مان لیا تو فبہا والا ہلاک ہوگے
رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ اور ارکان دولت مسخراپن کرنے لگے اور کہتے کہ یہ فقیر
مجنون ہی قوت خیالیہ اسکی خراب ہوگئی ہی حضرت یونس نے جناب الٰہی مین التماس کیا کہ الٰہی
مین نے ان لوگون سے چالیس دنکا وعدہ کیا ہی اس وعدے کو سچا کر دکھلا نہین تو مین خفیف
ہونگا اور مارا جاونگا کیونکہ اُن لوگون کی عادت یہ ہی کہ جو شخص ایسا جھوٹا وعدہ کرے اُسکو قتل
کرتے ہین حق تعالی نے فرمایا کہ تو نے چالیس دنکا وعدہ کسواسطے کیا صبر کرنا چاہیے تھا
کہ آخر انکا ایمان مقدر کیا گیا تھا یہ لوگ دین کی راہ اختیار کرینگے حضرت یونس علیہ السلام اس
جواب سے سخت تنگدل ہوے اور وعدہ سے ایک مہینا گذر گیا تب مع قبائل دس بارہ کوس
پر اس قوم سے علیحدہ ہوکر ٹھرے کہ دیکھین کیا ہوتا ہی اور ہمیشہ اسی دعا مین مشغول کہ یا اللہ وعدہ
میرا سچا کر ورنہ خفیف ہونگا جب ۳۵ تیسوان دن ہوا تو صبح کیوقت آثار عذاب نمود ہوے یعنے
باد سموم بصورت ابر سیاہ یا دود غلیظ و شرارہ آتش ظاہر ہوے اور اثر اُسکا اُنکے بالاخانون کی
متصل پہونچا تب بادشاہ مع اراکین دولت مضطرب ہوکر نکلے اور کہتے تھے کہ وہ فقیر گدڑی پوش
کہان ہی اُسکو تلاش کرو اور جلد لاؤ کہ ہم اُسکے ہاتھ پر توبہ کرین اور بندیون کو اُسکے سپرد کردین چنانچہ
دروازہ شہر کا بند کروا دیا اور ہر ایک جگہ تلاش کیا کہین سراغ نہ چلا ناچار سب لوگ عورت اور مرد مع
بادشاہ کہ لاکھ آدمی ہونگے برہنہ سر اور برہنہ پا گریبان چاک جنگل مین نکلے اور بہ نیت خالص سجدہ
مین گرکے فریاد و فغان کرنے لگے اور کہتے کہ آمنا بما جاء بہ یونس یعنے ہمنے کفر سے توبہ کی اور تیرے
پیغمبر یونس کے قول پر ایمان لائے اور سارے بت ہمنے توڑ ڈالے اور عزم مصمم کرتے ہین کہ
بنی اسرائیل کے لوگ جو قید ہین انکو سپرد کرینگے ؎ چارۂ ما ساز کہ بے یاوریم ✤ گر تو برانی بکہ روآوریم ✤
پیش تو گر بی سروپا آمدیم ✤ ہم بامید تو خدا آمدیم یارب ہم تیرے بندے ہین تو ہمکو آزاد کر یا الٰہی ہم بیچارہ درماندہ
ہین اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری کر اوریونس فرماتے تھے کہ اللہ تعالے درماندون کی دستگیری کرتا ہی
اور سائلون کو رد نہین کرتا ہی اور ہم لوگ سائل ہین غرضکہ چالیسوین دن وقت عصر دسوین محرم

روز پنجشنبہ حق تعالی نے اپنی عنایت اور کرم سے وہ عذاب اُنسے دفع کر دیا اور ہوا صاف ہوگئی
سب لوگ مع بادشاہ داخل شہر ہوے اور جاسوس ہرکارے اطراف وجوانب مین دوڑائے
کہ حضرت یونس کو تلاش کر کے لاوین بلکہ بادشاہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت یونس کی خبر لاوے
تو مین اُسکو ایک روز تخت سلطنت پر بٹھلاؤن کہ اُسمین جو کچھ دولت ومال اُسکو درکار ہوے
چنانچہ اس طمع سے اکثر لوگ دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام بعد چالیسوین دنکے جانب
نینوا متوجہ ہوے تو گانوں کے لوگون سے سُنا کہ عذاب موقوف ہوگیا اور وہ لوگ تمھاری تلاش
مین ہین اُنھوں نے جانا کہ مین قوم کے نزدیک جھوٹا ہوا اگر اب اُنکے پاس جاتا ہون تو ذلیل
کرینگے اور اگر حضرت شعیا کے پاس جاتا ہون تو بنی اسرائیل مین بڑی شرمندگی ہوگی اس خیالات
سے رنجیدہ خاطر ہو کر دونوں طرفین چھوڑین اور جانب روم متوجہ ہوے چونکہ اس دعامین حضرت
یونس نے بہت جلدی فرمائی تھی اس لیے عتاب شروع ہوا اور حضرت یونس یہ سمجھکر قوم سے
نکلے تھے کہ بیرون قوم کچھ عذاب ورنج نہین ہوگا مگر جانب حق سے اُنکے ساتھ اور ہی معاملہ
شروع ہوا کہ اول سب رفیق ونوکر چلے گئے سوا ے ایک عورت اور دو لڑکون کے کوئی ساتھی
نرہا تب ایک بیٹے کو اپنے کندھے پر دھرا اور دوسرے کو عورت نے کندھے پر لیا اور
منزل بمنزل طے کرتے ہوے روانہ ہوئے اثناے راہ مین ایک درخت کے نیچے سایہ کے
واسطے ٹھہر گئے اور واسطے قضاے حاجت بشری کے جنگل مین گئی اُسوقت بادشاہزادے
کی سواری برسم شکار اُس درخت کے متصل پہونچی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت خوب صورت
جوان کمال حسن وجمال سے آراستہ دو لڑکے لیے ہوے بیٹھی ہی سو اُسنے اپنے نوکرون کو حکم
دیا کہ اس عورت کو لاؤ ہر چند عورت نے داد بیداد کیا کہ مین ایک مرد صالح کی منکوحہ ہون اور
وہ شخص پیغمبر ہین لیکن مستی شراب اور جوش جوانی مین اُسنے نماز بردستی اپنے ہمراہ لیگیا اب حضرت
یونس علیہ السلام بعد قضاے حاجت تشریف لائے تو عورت نہ ملی لڑکون سے استفسار کیا
اُنھون نے حال گذشتہ عرض کیا حضرت یونس نے جانا کہ معاملہ عتاب شروع ہوا ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ عورت اور لڑکون کو لیکر چلے تو ایک ندی ملی تب حضرت یونس نے ایک لڑکا کنارے
پر چھوڑا اور ایک کندھے پر لیکر عورت کا ہاتھ پکڑا ندی مین چلے پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ
چھوٹ گیا اور عورت کے تھامنے مین لڑکا کندھے سے پھسل پڑا گھبراہٹ مین دونوں کسی کنارے
پر آتے دوسرے لڑکے پاس اُسکو بھیڑیا لیگیا اسیوقت بھیڑیا کنارے آیا اور اُسنے لڑکے کو پکڑا تو

توحضرت یونس اُسکے چھوڑانے کو گھبراہٹ مین چلے تو اُسکا کندھے والا پسل پڑا ہر چند تگ ودو فرماتے رہے کوئی ہاتھ نہ لگا ناامید ہو کر تن تنہا دریاے روم کے کنارے پہونچے اُسمین ایک جہاز چلنے والا تھا تاجرون نے اپنا مال اسباب لادا اور آمادہ روانگی ہوئے حضرت یونس نے کہا کہ مین درویش ہون اگر بے کرایہ مجھکو بٹھلالو تو مین بھی جہاز مین چلون ناخدا اور تاجرون نے کہا کہ ہمارے سر اور آنکھون پر اب ہمین آپ کی برکت سے ہمارا بیڑا پار ہوگا الغرض سوار ہوئے اور جہاز چلا جب دریا کے بیچ مین پہونچے یکایک ہواے تند چلنے لگی دریا موج زن ہوا جہاز چلنے سے تھم رہا ہر چند کہ بادبان وغیرہ لگائے پر کوئی تدبیر کارگر نہوئی تب سب لوگ مشورہ کرنے لگے کہ اسکا سبب نہین کھلتا اور یہ معاملہ ہمنے تمام عمر نہین دیکھا سو ناخدانے تجویز کرکے کہا کہ ایک تو میرا تجربہ ہی کہ جب کوئی غلام اپنے خاوند کے بے حکم بھاگ کر کشتی مین بیٹھتا ہی تب اسیطرحکا معاملہ ہوتا ہی سو تم کشتی مین پکارو کہ جو کوئی شخص اپنے خاوند سے بھاگا ہو صاف بیان کردے کیونکہ ہلاکی تمام اہل جہاز کی اسکی ہلاکی سے سخت تر ہی جب منادی نے پکارا تو حضرت یونس علیہ السلام بولے کہ وہ غلام گریختہ مین ہون کہ بے حکم الٰہی جاتا ہون اور کشتی کے لوگون سے کہتے تھے کہ مین ایک شخص کا غلام ہون سو بحکم اُسکے بھاگا جاتا ہون اب میرے ہاتھ پیر باندھ کر دریا مین ڈالو کہ تمام مردم کشتی نجات پائین ناخدا وغیرہ نے عرض کیا سبحان اللہ ہمکو ہرگز آپ سے ایسا گمان فاسد نہین ہی آپ اپنی بزرگی سے یہ کلام فرماتے ہین تاکہ ہماری عوض مین آپ ہلاک ہون ہم تو ہرگز روادار اس حرکت کے نہون گے حضرت یونس نے پھر وہی کلام کیا تو لوگون نے کہا صبر کرو ہم ایک تدبیر کرتے ہین یعنے قرعہ ڈالتے ہین جسکے نام نکلے وہ شخص دریا مین ڈالا جائے چنانچہ قرعہ ڈالا تو حضرت یونس کے نام نکلا سبنے کہا خطا ہوئی یہ مرد بزرگ لائق اسکے نہین کہ ایسا گمان فاسد اسکی نسبت کیا جائے دوسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا پھر بھی حضرت یونس ہی کا نام نکلا ناچار راضی بقضاے الٰہی ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو دریا مین ڈالا کشتی روانہ ہوئی اتفاقاً دریا مین ایک مچھلی منتظر لقمہ بیٹھی تھی بمجرد گرنے حضرت یونس کے اُس مچھلی نے نگل لیا حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ مچھلی کو وحی ہوئی کہ اسکو لے اور اسکا گوشت نہ کھا اور اسکی ہڈی مت توڑ یعنے اسی وقت حکم الٰہی پہونچا کہ خبردار یہ تیری غذا نہین ہی بلکہ تیرے پیٹ مین اسکو قید کرتا ہون سو اسکو آسیب نہ پہونچے بالجملہ مچھلی حضرت یونس کو لے کر دریاے روم سے بطائح مین پہونچی پھر دجلے مین گری جب کہ اس معاملہ مین چالیس دن گذر گئے صاحب معالم التنزیل

تفسیر سورۂ انبیا مین فرماتے ہین کہ وہ مچھلی چھ ہزار برس کی راہ پھری اور بعض کہتے ہین ساتوین زمین
تک پھری ایک دن حضرت یونس نے ایک آواز سنی اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ آواز کسکی ہی وحی
ہوئی کہ دواب بحر کی تسبیح ہی پس حضرت یونس نے کہا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ملائکہ
نے حضرت حق مین عرض کیا کہ یہ بندہ صالح ہی اور اسکے اعمال صالح ہر روز یہان پہونچتے تھے یا رب
اسکو نجات ملے تب خداوند تعالیٰ نے اونکی شفاعت منظور فرمائی اور نجات بخشی اور صحیح یہ ہی کہ
جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ مین قید ہوے تو دم انکا بند ہونے لگا آنجناب نے جانا کہ دم
واپسین ہی اسوقت یاد خدا چاہی تب کہا کوئی حاکم نہین سوائے تیرے تو بے عیب ہی مین تھا
گنہگارون مین اور پھر قید سے نجات ہوئی چنانچہ سورۂ انبیا مین فرماتے ہین فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم
وکذلک ننجی المؤمنین یعنے پھر سن لی ہمنے اُسکی پکار اور بچا دیا اُسکو رنج سے اور یون ہی بچا دیتے ہین
ایمان والون کو بالجملہ مچھلی کو حکم ہوا کہ اس زندانی کو کنارہ شامی پر ڈال دے آپنے فی الفور اوگل دیا
تو بدن انکا گرمی سے نرم تھا جیسے لڑکا ماں کے پیٹ سے پیدا ہو یہانتک کہ مکھی اور پشے کے بیٹھنے سے
تکلیف ہوتی تھی اور طاقت نہ تھی کہ ہاتھ سے اوڑا دین اللہ جلشانہ نے اوس وقت درخت کدو
پیدا کیا اُسنے اپنی بیل سے اونپر سایہ کیا کہ مکھیون وغیرہ سے محفوظ ہوے چنانچہ سورۂ صافات مین
ارشاد ہوا وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون فساہم فکان من المدحضین فالتقمہ الحوت
وہو ملیم فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون فنبذناہ بالعراء وہو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ
من یقطین یعنے تحقیق یونس ہی رسولون مین جب بھاگ کر پہونچا اُس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو ہوگیا
الزام کھایا پھر لقمہ کیا اُسکو مچھلی نے اور وہ اولاہنا کھایا تھا پھر اگر نہوتا کہ وہ یاد کرتا پاک ذات کو تو
رہتا اُسکے پیٹ مین جس دن تک مردے زندہ ہون پھر ڈال دیا ہمنے اُسکو چٹیل میدان مین اور وہ بیمار
تھا اور اُگایا ہمنے اوسپر ایک درخت بیل کا مدت لبث مین اختلاف ہی مقاتل کے نزدیک تین دن
عطا کے نزدیک سات دن ضحاک کے نزدیک بیس دن سدی وکلبی ومقاتل ابن سلیمان کے
نزدیک چالیس دن وہو الصحیح اور بعض کے نزدیک پہر دن چڑھے سے شام تک کذا فی المعالم
تفسیر زاد المسیر مین لکھا ہی کہ خاصیت ورق یقطین کی یہ ہی کہ مکھی گرد اُسکے نہین آتی اکثر مفسرین قائل ہین
کہ یقطین سے مراد درخت کدو ہی اور بعضے درخت کیلا بتلاتے ہین اور بعضے انجیر کہتے ہین اور
حسن اور مقاتل فرماتے ہین کل نبت یمتد وینبسط علی وجہ الارض لیس لہ ساق ولا یبقی علی الشتاء
فہو یقطین نحو القرع والقثاء والبطیخ اور جو لوگ کہتے ہین کہ مراد یقطین سے درخت کدو ہی اُسکی
کدو ۱۲ ککڑی ۱۲ خربوزہ ۱۲

یہ دلیل ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کسینے پوچھا کہ آپ کدو کو دوست رکھتے ہین فرمایا
اجل ہی شجرۃ اخی یونس کذا فی البیضاوی اور معالم التنزیل مین ہی کہ جب حضرت یونس مچھلی کے
پیٹ سے نکلے تو ہرنی یا بز کو ہی کو ارشاد ہوا کہ انکو دودھ پلایا کرے تاکہ طاقت آوے جب گوشت و
پوست انکا درست ہوگیا اور قوت آگئی اور آرام پائی تو ایک دن سو گئے جب چونکے تو وہ درخت جسکے
سایہ مین تھے خشک ہوگیا تھا وقوع اس حال سے حضرت یونس بہت رنجیدہ ہوکے رونے لگے
اسی حال مین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام کہا کہ ای یونس تو درخت
کے واسطے ایسا غم کرنے لگا اور مین ایک لاکھ بندون پر کہ آخر میرا ایمان لاے اور توبہ کی غم نہ کرتا اور بعض
محققین مفسرین نے لکھا ہی کہ چالیس دن کے بعد ہرنی کا انا بھی موقوف ہوگیا جب وقت معمول دودھ
پینے کا ایا اور ہرنی نہ آئی تو حضرت یونس نے عرض کیا یا الٰہی آج کے دن مین بھوکا رہا ارشاد ہوا کہ تو
اسقدر تغیر عادت پسند نہین کرتا اور مجھسے درخواست کرتا تھا کہ مین اپنی عادت عمدہ ترک کرکے ایک لاکھ
اپنے بندے مار ڈالون یہ سنکر حضرت یونس نے پھر توبہ کی اور التماس کیا کہ ای خالق کریم مین گنہگار
و شرمندہ ہون اب جو کچھ تیرا حکم ہو بجا لاؤن حکم ہوا کہ اپنی قوم مین جاکے اقامت کر جب قوم کی طرف
تشریف لیچلے راہ مین ایک شہر پڑا اُسمین ایک کمہار باسن اپنے آوے سے نکالتا تھا وحی ہوئی کہ اس
کمہار کے پاس جاکے درخواست کر کہ ایک لاٹھی سے اپنے باسن توڑ ڈال حضرت یونس نے یونہین کہا
کمہار نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ ای مسافر تو بڑا دیوانہ ہی بھلا دیکھ تو مین نے کس محنت ومشقت سے
استنے برتن بنائے ہین اور تو بے تامل کہتا ہے کہ انکو توڑ ڈال سبحان اللہ کیا خوب درخواست ہی
ایسی بات پھر کسی سے نہ کہنا حضرت یونس نے جناب الٰہی مین یہ حال عرض کیا حضرت حق سے
ارشاد ہوا کہ اب خیال کرکے دیکھ کہ خاک اور پانی اور کلال کا ہاتھ سب چیزون کا مین مالک ہون صرف
اُسنے تصویر بنانے مین ہاتھ سے کوشش کی ہی اور اس سے نفع کی اُمید رکھتا ہی سو اسکو اس تصویر کا
بگاڑنا کیسا برا لگا اور کتنا اُسکا جی کڑھا کہ اُسنے تجھکو صاف جواب دیا اور تو مجھسے درخواست کرتا تھا
کہ ایک لاکھ مخلوق ہلاک کر ڈال حضرت یونس نے توبہ کی اور شرمندہ ہوے پھر آگے چلے تو
ایک باغ بہشت بڑا آباد و سرسبز دیکھہ پڑا وحی ہوئی کہ مالک باغ سے استدعا کر کہ اس باغ کے
درخت کاٹ ڈالے پھر جو کچھ مالک اُسکا جواب دے مجھسے گذارش کر سو حضرت یونس علیہ السلام
نے مالک باغ سے جاکر درخواست کی اُسنے کہا کہ تجھکو عقل بھی ہی اپنے ہوش کی دوا کر مین نے
کس محنت سے یہ درخت پیدا کیے ہین اور کتنی مدت مین اس لائق ہوے ہین کہ اُنسے متنفع ہون

اور تو کہتا ہی کہ اُنکو ایک مرتبہ کاٹ ڈال پھر کبھو ایسی بات کسی سے نہ کہنا یہ جواب بھی حضرت یونس نے جناب باری مین عرض کیا الغرض اسیطرح کئی معاملے راہ مین گذرے اور ہر جگہ حضرت یونس کو تنبہ و آگاہی اپنی خطا پر ہوتی گئی جب بہت شرمندہ ہوے تو اللہ تعالی نے بالکل قصور معاف فرمایا اور عہدہ نبوت عنایت کیا اور علاقہ رسالت جو اُنکو حضرت شعیا علیہ السلام کی طرف سے تھا اُٹھالیا اور رسول مستقل کر دیا اور ہر طرف سے دروازے لطف و رحمت کے کھولدیے جب اُس ندی کے کنارے پہونچے جہان دونون لڑکے ہاتھ سے گئے تھے تو دیکھتے ہین کہ گانون کے آدمی دو لڑکے لیے ہوے کھڑے ہین حضرت یونس نے پوچھا کہ یہ دونون لڑکے کسکے ہین اُنھون نے کہا ایک مرد بزرگ کے بیٹے ہین کہ ایک کو ہمنے بھیڑیے سے چھین لیا تھا اور دوسرا ندی مین بہگیا تھا دھوبیون نے ہمکو دیا ہی سو ہم اُنکی پرورش کرتے ہین اور انتظار مین ہین کہ وہ مرد بزرگ ملین تو اُنکے سپرد کرین اتنے مین اُن لڑکون نے حضرت یونس کو پہچان کر کہا کہ یہی شخص ہمارا باپ ہے اُن لوگون نے دونون صاحبزادے سپرد کر دیے اور دریا سے پار اُتار دیا جب حضرت یونس لڑکون کو لیکر آگے بڑھے تو اُس درخت کے متصل جہان سے اُنکی بی بی کو شہزادہ لیگیا تھا کچھ لوگ انتظار مین تھے حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کیون بیٹھے ہو بولے ہمارا شہزادہ ایکدن شکار کو یہان آیا تھا اور کسی درویش کی عورت زبردستی لیگیا تھا اُسدن سے پیٹ کے درد مین مبتلا ہی لہذا ہمارے بادشاہ نے ہمکو مقرر کیا ہی کہ دیکھو جب وہ بزرگ آوین تو اُنکو یہان لاؤ کہ مین تقصیر معاف کراؤن اور عورت کو سپرد کرون اور اُس عورت کے اب تک کسی نے ہاتھ نہین لگایا ہی یہ حال سنکر حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فقیر غریب مین ہون تب بادشاہ کے سپاہیون نے حضرت یونس کو بکمال عزت بادشاہ کے پاس پہونچایا آنجناب کے پہونچتے ہی صحت ہوگئی اور بادشاہ نے عورت حوالے کی اور نقد و جنس بہت کچھ نذر کیا کذا فی العزیزی اور اخبار الدول مین ہی کہ جب یونس علیہ السلام جانب نینوی تشریف لیچلے تو ایک قریہ مین دیکھتے ہین کہ ایک شخص سو مثقال طلا لیے ہوے مع ایک عورت کے بیٹھا ہی سو حضرت نے اُس عورت کو پہچانا اور قصہ اس عورت کا پوچھا اُسنے کہا کہ ایک بادشاہ کنارہ دریا سے اس عورت کو لیگیا تھا جب اُسنے ارادہ فاسد کیا تو اُسکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن خشک ہوگئے لہذا بادشاہ نے یہ سونا دے کر جانب نینوی روانہ کیا ہی حضرت نے کہا کہ اس عورت کو میرے سپرد کر کہ مین پہچانون اُسنے مع طلا عورت کو تفویض کر دیا جب وہان سے دو فرسخ چلے تو ایک گانون اور ملا وہان

ایک سوار ایک لڑکا لیے ہوے بیٹھا تھا حضرت سے پہچانا سوار نے پوچھا تم کون ہو بولے یونس ابن متی ہون اور یہ میرا بیٹا ہی مین پوچھتا ہون تمکو کہان ملا اُسنے کہا مین مچھوا ہون سو مین نے دجلہ مین جال مچھلی کیواسطے ڈالا اُسمین یہ لڑکا پھنس آیا اوسیوقت میرے کان مین آواز آئی کہ اسے بحفاظت تمام رکھو یہانتک کہ یونس آوے اب جناب تشریف لائے اسکو لیجیے حضرت یونس نے لڑکا لیا اور روانہ ہوے تو متصل شہر نینوی کے ایک لڑکا بکریان چراتا تھا اور یہ دعا کرتا تھا کہ الٰہی میرے باپ کو ملادے یہ بڑا بیٹا تھا یونس اُسکو پہچان کر لپٹ گئے اور دونون خوب روئے اُس لڑکے نے کہا کہ یہ بکریان ایک آدمی کی ہین اول اُسکو سپرد کر آؤن تب آپ کے ہمراہ ہون چنانچہ دونون ایک گانؤن مین گئے تو ایک پیرمرد دروازے پر تشریف رکھتے تھے اُنسے اوس لڑکے نے کہا کہ یہ شخص یعنے یونس میرا باپ آگیا ہی اب جاتا ہون اُس پیرمرد نے دست مبارک یونس علیہ السلام کو بوسہ دے کر کہا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑیا اپنی پیٹھ پر لادے ہوے میرے پاس لایا اور بولا کہ اسکو حفاظت سے رکھ یہانتک کہ یونس آوین سو آپ تشریف لائے اپنی امانت لیجیے پھر وہان سے آگے بڑھے اور سرحد موصل اور نینوی پر بھیجکر ایک آدمی بنا بر اخبار قوم روانہ فرمایا اُسنے شہر کے لوگون کو خبردار کیا کہ یونس علیہ السلام باعہدۂ رسالت جلوہ فرما ہوتے ہین اور ایک روایت ہی کہ قریب شہر نینوی کے ایک شخص بکریان چراتا تھا حضرت یونس نے اُس سے دودھ مانگا وہ بولا جب سے یونس یہان سے چلے گئے ہین سب بکریون کا دودھ خشک ہوگیا ہی تب حضرت نے ایک بچہ کی چھاتیون پر ہاتھ لگایا تو دودھ بہنے لگا اُسکو نہایت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یونس زندہ ہی تو بلاشبہ تو ہی ہی فرمایا مین یونس ہون قوم کو خبر کر اُسنے کہا وہ کب مانینگے فرمایا بکریان لیتا جا یہ گواہی دینگی سو وہ گیا اور خبر آمد یونس علیہ السلام کہنے لگا قوم کے لوگون نے اُسکا کہنا نہ مانا اُسنے قسم کھائی کہ مین سچا ہون اور یہ بکریان میرے صدق قول کی گواہ ہین اوسیدم بکریون نے گواہی دی لوگون کو تحیر ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی وہ مع ارکان دولت حاضر ہوا اور بکمال تکریم و تعظیم شہر مین لیگیا اور مدت درازتک سرگرم متابعت رہا جب بادشاہ مرگیا تو حضرت نے اُسی چرواہے کو خلیفہ کیا اور خود مع ستر آدمیون کے جو نہایت عابد تھے جبل صیہون پر تشریف لائے اور عبادت مین مصروف ہوے یہانتک کہ وفات پائی اسی جگہ مدفون ہین اور بقول بعضے زمین موصل مین دفن ہوے ہین اور امام ابوالفتح کے نزدیک قریہ حلحون مین مدفون ہین اور بعضے کوفے مین لکھتے ہین عمر حضرت یونس کی ساٹھہ برس کی ہوئی کذا فی اخبار الدول

فائدہ مولانا عبدالقادر محدث موضح القرآن کے فائدے مین لکھتے ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام

خزقیل علیہ السلام کے یارون مین تھے اُنکے حکم سے جانب نینوی تشریف لیگئے تھے اور حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حضرت شعیا علیہ السلام نے بھیجا تھا رفع تعارض یون ہوسکتا ہی کہ اسوقت تک حضرت شعیا علیہ السلام زندہ ہونگے فائدہ سورہ نون والقلم مین ارشاد ہوتا ہی فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وہو مکظوم لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وہو مذموم یعنے اب تو ٹھہر راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسے مچھلی والا جب پکارا اور وہ غصہ مین بھرا تھا اگر نہ سنبھالتا اُسکو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان مین الزام کھا کر بس ظاہر آیۃ سے پایا جاتا ہی کہ انکو میدان مین نہین پھینکا اور آیۃ سورہ والصافات سے جو اوپر گذری کہ فنبذناہ بالعراء وہو سقیم صاف واضح ہی کہ میدان مین پھینک دیا اسواسطے رفع تعارض مین اہل تفسیر فرماتے ہین کہ مراد شرط و جزا سے آیۃ اولی مین یہ ہی کہ یونس پھینکے گئے میدان مین ولیکن اگر رحمت ازلی الٰہی شامل حال اوسوقت نہوتی تو جسطرح ضعیف و زار بے گوشت و پوست شکم ماہی سے نکلے تھے ویسے ہی پڑے رہتے اور درخت کدو پیدایش مادہ آبہو کہ ظاہرا سبب حیات ہوئی ظہور مین نہ آتی اور معالم التنزیل مین ہی لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ باہ بالعراء وہو مذموم لکنہ تدارکتہ النعمۃ فنبذ وہو غیر مذموم فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لاینبغی لاحد ان تقول انا خیر من یونس بن متی یعنے نہین زیبا ہی کسیکو کہ یہ کہے مین بہتر ہون یونس بن متی سے اس سے فضیلت حضرت یونس کی نکلتی ہی تو رفع اس غائلہ کا یہ ہی کہ اگر مراد آنحضرت ضمیر متکلم سے نفس شریف اپنا ہی تو یہ کلام بطریق تواضع و فروتنی ہی کہ عادت شریف تھی اور اگر نفس گوینده سخن مراد ہی تو لاحاجۃ الی التاویل امام شہاب الدین تورپشتی فرماتے ہین عقائد مین کہ نفس پیغمبر مراد نہین ہی بلکہ نفس گوینده یعنے جائز نہین ہی کہ کوئی شخص اپنے خیال مین یہ بات لاوے کہ مین بہتر ہون یونس سے اور یونس کا ذکر اس حدیث مین اسلیے فرمایا کہ خداوند کبریا نے اپنے کلام مین ارشاد کیا ہی فاصبر لحکم ربک الخ کہ اسمین گنجایش ہی کہ شیطان کسی کے دل مین یہ بات ڈالے کہ مین یونس سے بہتر ہون کہ مال و جان کو راہ خدا مین بذل کرتا ہون اور مصیبت پر صبر کرتا ہون اور یہ گمراہی صریح ہی کیونکہ ممکن نہین ہی کہ احد من الناس کسی خصلت مین نبی سے کامل ہو لہذا حضرت نے تعلیم کیا اپنی امت کو تاکہ تعظیم انبیا مین کوشش کرین اور کید شیطان سے محفوظ رہین اسیطرح لاتفضلونی علی موسی واسطے تعلیم امت کے ارشاد کیا ہی اور یہ موقوف ہی ایک قصہ پر کہ واقع ہوا اہل اسلام اور یہودی مین یعنے یہودی نے کہا کہ موسی تمام خلق اللہ سے افضل ہین مسلمان نے ایک طمانچہ مارا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی فرمایا لاتفضلونی یعنے ایسا کلام دلیل تعصب ہی

اور اسمین تحقیر پیغمبر لازم آتی ہے اور اسیطرح فرمایا لاتخایروا بین الانبیا اور معنی مخایرۃ یہ ہین کہ ایک
کہے فلان پیغمبر بہتر ہے فلان پیغمبر سے اور دوسرا خلاف اسکے کہے **فائدہ** رسالہ معراج لطیف المعانی
مین حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب مچھلی کے پیٹ مین حضرت
یونس علیہ السلام تھے آسکے نرنے صحبت چاہی تو اوسنے کہا کہ مین حاملہ ودیعت ہون ہرگز
شہوت وخیانت سے مشغول نہونگی اور یہ بھی فرماتے ہین کہ دو پیغمبرونکو خلوت حاصل ہوئی یونس
علیہ السلام کو بطن حوت مین اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بساط نور پر ملکوت مین اور
سبب دونون معراجون کا یہ ہوا کہ بعض کفار کہتے تھے کہ آسمان اللہ کا ہے اور زمین ودریا غیر اللہ کی
سو اللہ نے معراج یونس علیہ السلام وسط دریا مین فرمائی اور معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فوق السموات **فائدہ** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اسم اعظم ہے
اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ کوئی درماندہ وعاجز ومبتلا ہے بلا اس تسبیح کو نہین پڑہتا مگر اللہ تعالیٰ
اس غم سے نجات دیتے ہین اور مشائخ طریقت لکھتے ہین کہ یہ آیت جملہ غم واندوہ کے واسطے تریاق
مجرب ہے الغرض کوئی عمل مجرب سریع الاثر جسکا ثبوت قرآن وحدیث واقوال مشائخ سے پایا جاوے
سواے اسکے معلوم نہین ہوتا اگر کوئی شخص اسکے تاثیرات مین شبہہ کرے تو زندیق وملحد ٹھہرے
اور طریق اسکے عمل کا کئی طریق سے ہے اول ایک لاکھ پچیس ہزار بار چند آدمی بہیئت اجتماعیہ بیٹھکر
مجلس واحد مین بخشوع وخضوع پڑہین خواہ تین مجلس مین دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی تنہا اپنے
مراد کیواسطے تین ہزار ایکسو پچیس مرتبہ پڑہے کہ چالیس روز مین سوا لاکھ بار ہوجاتا ہے تیسرا طریق
یہ ہے کہ ایک آدمی بعد نماز عشا کے تین سو مرتبہ اسطرح پڑہے کہ اول طہارت کاملہ کرے اور مکان
کو اندھیرا کردے اور ایک پیالی مین پانی بھر کر اپنے پاس رکھے اور جانب کعبہ شریف متوجہ ہوکر
پڑھنا شروع کرے اور لمحہ لمحہ اوس پانیکو اپنے ہاتھ سے بدن پر ملتا رہے اسیطرح تین روز یا
سات روز یا چالیس روز پڑہے مطلب حاصل ہوتا ہے کما قال مولانا استاذ الاستاذ فی تفسیر العزیزی
چوتھا طریق یہ ہے کہ بارہ دن بارہ ہزار بار پڑہے تنہا یا چند آدمی مل کر پانچوان طریق یہ ہے کہ بارہ دن
تک بارہ سو مرتبہ ایک شخص باطہارت وخشوع وخضوع پڑہے ان شاء اللہ مطلب ومراد حاصل ہو
اور سواے طریق مذکورہ کے اور طریق بھی کتب مشائخ مین لکھے ہین اس مقام پر بالاستیعاب
بیان طریق کا بیفائدہ معلوم ہوتا ہے اسیقدر اس مقام کے لیے کافی ووافی ہے **فائدہ** بعضے کہتے ہین
کہ حضرت یونس علیہ السلام جب غصہ ہوکر قوم سے چلے گئے تھے پیغمبر تھے اور بعضے کہتے ہین کہ

بعد عتاب وخطاب کے حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ نے نبی کیا اور اول مرتبہ جانب حضرت
شعیا علیہ السلام سے خواہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اس قصہ
سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعد عتاب وخطاب کے حضرت یونس کو اللہ جل شانہ نے مانند حضرت شعیا کے
نبی کیا اور قبل اسکے شایستگی اس منصب کی نہ تھی بلکہ نبی متعبد تھے کذا روی سعید ابن جبیر عن
ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دلیل کریہ سورہ صافات ہی فنبذناہ بالعراء وہو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ
من یقطین وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون فآمنوا فمتعناہم الی حین یعنے پس ڈال دیا ہمنے اسکو
چٹپر میدان مین اور وہ بیمار تھا اور اوگایا ہمنے اسپر ایکدرخت بیل کا اور بھیجا اوسکو لاکھ آدمیون پر
یا زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہمنے انکو برتنے دیا ایک وقت تک اور بعضے کہتے ہین کہ قبل اس عتاب
وخطاب کے بھی رسول تھے کما قال اللہ وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک المشحون **فائدہ** لاکھ یا
زیادہ سے مراد یہ ہی کہ اگر عاقل بالغ گنے جاوین تو لاکھ آدمی تھے اور جو سب کو شامل گنین تو زیادہ
تھے یہ اللہ کو شک نہین ہی جو کوئی کچھ خیال کرے کذا حققہ مولانا عبدالقادر فی ترجمۃ اور معالم التنزیل
مین حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ آیہ مین او بمعنی الواو ہی یعنے ویزیدون اور مقاتل وکلبی کے
نزدیک معنی اویزیدون کی بل یزیدون ہین یعنے بھیجا اوسکو لاکھ آدمیون پر بلکہ زیادہ پر اور زجاج کی
یہ تاویل ہی کہ اویزیدون علی ظنکم وتقدیرکم یعنے یہ شک دیکھنے والون کی نگاہ پر محمول ہی کہ قوم کو دیکھکر
کہین لاکھ ہین یا زیادہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ اول رسالت حضرت یونس کی لاکھ آدمیون پر
تھی اور بعد عتاب وخطاب کے اس لاکھ آدمیون سے اور زیادہ کیے گئے مگر مقدار زیادت مین
اختلاف ہی ابی ابن کعب اور حضرت ابن عباس ومقاتل رضی اللہ عنہم بیس ہزار فرماتے ہین اور سعید
ابن جبیر ستر ہزار کذا فی المعالم والبیضاوی **فائدہ** حضرت یونس علیہ السلام انبیائے اولوالعزم مین معدود
نہین ہین کیونکہ ہمارے حضرت کو سورہ احقاف مین ارشاد کرتے ہین فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل
اور سورہ قلم مین کہتے ہین فاصبر لحکم ربک ولاتکن کصاحب الحوت اور صاحب حوت حضرت یونس
علیہ السلام ہین اب جاننا چاہیئے کہ انبیائے اولوالعزم مین اختلاف ہی ابن زید سے منقول ہی کہ جملہ
انبیا اولوالعزم ہین اور حرف من بنا بر تجنیس ہی نہ برائے تبعیض اور بعضے کہتے ہین کہ سب انبیا
اولوالعزم ہین مگر یونس علیہ السلام کہ اونسے جلدی واقع ہوئی واسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ارشاد ہوا ولاتکن کصاحب الحوت اور بعضے کہتے ہین کہ اولوالعزم سے اٹھارہ پیغمبر مراد ہین جنکا ذکر
سورہ انعام مین کرکے ارشاد فرماتے ہین اولئک الذین ہدی اللہ فبہدٰہم اقتدہ اور وہ پیغمبر یہ ہین ابراہیم

واسحٰق ویعقوب ونوح وداؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وہارون وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس واسمٰعیل والیسع ویونس ولوط علیہم السلام اور کلبی کے نزدیک اولوالعزم وہ ہین جنکو جہاد کا حکم ہوا ہے اور بعضے کہتے ہین اولوالعزم چھ پیغمبر ہین نوح اور ہود اور لوط اور صالح اور شعیب اور موسیٰ جنکا ذکر سورۂ اعراف مین بترتیب واقع ہوا اور سورۂ شعرا مین بھی ہے اور مقاتل ابن حیان فرماتے ہین کہ اولوالعزم پیغمبرون مین حضرت نوح اور ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب اور یوسف اور ایوب ہین اور حضرت ابن عباس وقتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اولوالعزم حضرت نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہم اجمعین ہین کہ یہ پانچون پیغمبر اصحاب شریعت ہین اور امام محی السنہ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک اولوالعزم وہ پیغمبر ہین جنکا ذکر اللہ جل شانہ نے آیۂ میثاق مین فرمایا ہے تخصیص کہ واذ اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم اور یہی آیہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ مین بالتخصیص ذکر فرمایا ہے وہذا القول اقرب الی الصواب کذا فی المعالم **فائدہ** دنیا مین عذاب دیکھکر یقین لانا کسیکو کام نہین آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اور سبب یہ ہوا کہ انپر عذاب کا حکم پہونچا نہ تہا صرف حضرت یونس کی جلدی سے صورت عذاب بطور تخویف و تحذیر نمود ہوئی تھی سو وہ لوگ ایمان لائے بچ گئے جسطرح اہل مکہ فتح مکہ مین بچ گئے یعنے انپر بھی بنابر قتل و غارت فوج اسلام پہونچ گئی تھی ایمان لانے سے بچ گئے کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ یونس فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ومتعناہم الی حین یعنے کیون نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاے پھر کام آتا اونکو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائی کھولدیا ہمنے اونپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جیتے اور کام چلایا اونکا ایک وقت تک **فائدہ** بعضے مورخ اہل اسلام احوال حضرت یونس علیہ السلام کا بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے لکھتے ہین اور بعد یونس کے احوال الیاس کا لیکن اہل تحقیق نے ذکر یونس بعد عزیر کے کیا ہے اور یہ طریق اقرب بصواب ہے کیونکہ معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت یونس حالت طفلی مین چند روز مردہ رہے تھے اور حضرت الیاس نے اونکی والدہ کی منت سے بحکم خالق ذو الجلال زندہ کیا پس وجود الیاس بعد یونس قرین قیاس نہین ہے اس سبب سے کہ عمر یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

فائدہ ذکر حضرت یونس کا سورہ یونس و والصافات وانبیا مین ہے

احوال ذوالقرنین

حبیب السیر مین ہی کہ مشہور بین الجمہور نام انکا سکندر ہی اور یہ بقول اکثر اہل تفسیر و سیر غیر اسکندر رومی
کے ہی اور ایک گروہ قائل ہی کہ سواے اسکندر رومی کے کوئی سکندر نہین ہوا اور روضۃ الصفا مین ہی
کہ بعد حضرت ہود و صالح علیہما السلام کے تا زمانہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کوئی
نبی نہین ہوا لیکن اہل تاریخ کہتے ہین کہ ذوالقرنین بعد حضرت صالح کے نبی ہوے وہذا القول ضعیف جدا
اور حدیقۃ الاقالیم مین ہی کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم کے عہد مین تھا اور بعض کہتے ہین حضرت موسیٰ کے
بعد تھا اور بعضے کہتے ہین بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور نسب اسکندر کا یافث ابن نوح سے ملتا ہی
اور سکندر رومی کا عیص ابن اسحاق سے اور بعض مصنفین قصص الانبیا نے ذکر اسکا قبل عیسیٰ
علیہ السلام کے لکھا ہی بالجملہ کوئی بات صحیح لائق اعتماد پیدا نہین ہوتی اسقدر تحقیق ہوتا ہی کہ وجود انکا
بعد حضرت موسیٰ کے تھا مگر اسمین بھی گفتگو ہی کہ یہ سکندر کون ہی یونانی یا رومی بعضے کہتے ہین یونانی ہی
اسیکا مصاحب ارسطو حکیم تھا اسی جہت سے ابن عبدالحق کہتے ہین کہ زمانہ اسکا بعد حضرت عیسیٰ کے
تھا اور اہل حدیث فرماتے ہین کہ اس یونانی کا ذکر کلام ربانی مین نہین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سکندر
فیلقوس رومی ہی کہ اسکے مصاحب خضر علیہ السلام تھے اور اسی نے چشمۂ آب حیات تلاش کیا نہ پایا اور
حضرت خضر نے پایا اور اسیکا ذکر سورۂ کہف مین ہی اور یہی شخص شرق و غرب کا بادشاہ ہوا ہی اور یہ
شخص اولاد عیص ابن اسحاق سے ہی اور یونانی مسمیٰ بمنیر ربان ابن مرزبہ اولاد یونان ابن یافث سے ہی
اور جس طرح یہ اختلاف ہی اسیطرح بعضے کہتے ہین کہ ذوالقرنین نبی تھا چنانکہ متون الاخبار مین لکھا ہی
کہ حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر ابوالطفیل نے آنجناب
سے نقل کیا ہی کہ ایک شخص نے ذوالقرنین کی حقیقت آپ سے پوچھی کہ یہ شخص نبی تھا یا فرشتہ فرمایا نہ
نبی تھا نہ فرشتہ ایک مرد صالح تھا کہ اوسنے اللہ کو دوست بنایا اور اللہ نے اسکو دوست بنایا اور معالم التنزیل
مین ہی کہ اسکندر ذوالقرنین بادشاہ تھا عادل و صالح و متقی موصوف بصفات حمیدہ مگر مدارک مین ہی
کہ اگر ذوالقرنین نبی تھا تو اللہ نے اوسکی طرف وحی بھیجی کما قال وقلنا یا ذالقرنین اور جو نبی نہ تھا تو اللہ
نے اوسوقت کے نبی کو وحی فرمائی اور اوسنے ذوالقرنین کو حکم دیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ
اسواسطے لکھا ہی کہ ایسا خطاب سواے ذوات والاصفات حضرات انبیا علیہم السلام کے اور کسی سے
نہین واقع ہوا لیکن صاحب مدارک کو قصۂ والدہ موسیٰ علیہ السلام سے غفلت واقع ہوئی ورنہ
ایسا گمان نہوتا لیکن نسبت غفلت جانب صاحب مدارک خلاف ادب ہی غالبا یہ اشارہ ہی جانب
اختلاف کے اور جیسا یہ اختلاف ہی اسیطرح وجہ تسمیہ ذوالقرنین مین اختلاف واقع ہوا ہی بعضے کہتے

بیان کرتے ہین اور بعضے کچھ چنانکہ وہب ابن منبہ وجہ تسمیہ ذو القرنین مین بیان کرتے ہین کہ دونون
قرن زمین یعنے شرق و غرب کا بادشاہ ہوا تھا اسیوجہ سے نام ذو القرنین ہوا اور بعضے کہتے ہین
کہ نور و ظلمت مین پہونچا اس سبب سے یہ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکے دو سینگ تھے
مثل شاخ گاو کہ عمامہ کے نیچے چھپے رہتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ سکندر نے خواب دیکھا
کہ مین آفتاب کے پاس پہونچا ہون اور دونون طرفین آفتاب کی پکڑے ہون درباروالون سے
خواب کہا اونھون نے ذو القرنین لقب دیا اور بعضے کہتے ہین کہ اوسکے دو چوٹیان تھین اور
ابو الطفیل نے حضرت امیر المومنین علیٔ مرتضی سے روایت کی ہی کہ وجہ تسمیہ ذو القرنین کی یہ ہی
کہ اسنے اپنے قوم کو امر معروف و نہی منکر کیا قوم نے داہنے قرن پر مارا وہ مرگیا پھر اللہ نے زندہ
کیا پھر اوسنے قوم کو سمجھایا پھر قوم نے بائین قرن پر مارا مرگیا اور زندہ ہوا اس باعث سے لقب
اُسکا ذو القرنین پڑگیا اور بعضے کہتے ہین کہ ہاتھ پیر سے حرب کرتا تھا اس سبب سے ذو القرنین
کہلایا یا کریم الطرفین تھا یا ظاہر و باطن کا علم رکھتا تھا اور وجہ تسمیہ سکندر کی یہ تھی کہ شہر اسکندریہ
مین پیدا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حضور مین شرمندہ ہوے اور جواب دہ نہو سکے تو ابو جہل لعین نے کئی آدمی یہودیون کے
پاس مدینے شریف مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تم لوگ توریت و انجیل سے واقف ہو کچھ سوال لکھو توہم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھین اُن کافرون نے چند سوال لکھکر بھیجے اول یہ کہ روح
کیا چیز ہی دوسرا اصحاب الکہف کا احوال کسطرح سے ہی تیسرا ذو القرنین کا معاملہ کیا ہی پس کافرون
نے وہ تینون سوال حضور حضرت مین پیش کیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے جواب دیے
کہ ذو القرنین کا احوال سورہ کہف مین ارشاد ہوتا ہی ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا علیکم
منہ ذکرا یعنے تجھسے پوچھتے ہین ذو القرنین کو کہہ اب پڑھتا ہون تمھارے آگے اوسکا کچھ مذکور اسطرح
انا مکنا فی الارض وآتیناہ من کل شیئ سببا فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین
حمئۃ ووجد عندہا قوما قلنا یاذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا یعنے ہمنے اوسکو جمایا تھا ملک
مین اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک کے یہانتک کہ پہونچا جب سورج ڈوبنے کی جگہ
پایا کہ وہ ڈوبتا ہی ایک دلدل کی ندی مین اور پایا اوسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا اے ذو القرنین یا تو
لوگون کو تکلیف دے اور یا رکھ اونمین احسان **فائدہ** دلدل کی ندی مین ڈوبنے سے یہ مراد ہی
کہ ذو القرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب چشمے مین ڈوبتا ہی جسطرح کوئی شخص کنارے دریا کے

یا بیچ دریا مین کھڑا ہو کر دیکھیے تو معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب دریا مین ڈوبتا ہی اکثر ذی علم ریاضی دانون سے جنھون نے جہاز کا سفر کیا ہی یہ بولتے سنا ہی کہ سمندر مین ایک عجب عالم آب ہوتا ہی کہ آفتاب پانی ہی مین ڈوبتا ہی پس ذوالقرنین ساحل محیط پر گیا تھا اور سوائے پانی کے اور کچھ مطمح نظر نہ تھا سواوسکو آفتاب اسیطرح نظر آیا نہ یہ کہ جرم آفتاب پر پہونچا اور آفتاب چشمہ مین ڈوبتا تھا اور اسی سبب سے وجدہا تغرب واقع ہی نہ کانت تغرب اور یہ تو محاورہ تمام انبیا و حکما و خواص و عوام و توریت و انجیل کا واقع ہی کہ آفتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز مین گھس جاتا ہی اور اوسی سے پھر نکلتا ہی وہ تو ہمیشہ نکلا ہی رہتا ہی کسی چیز مین کبھی نہین ڈوبتا یہ اللہ ہی کو معلوم ہی کہ آفتاب کہان ڈوبتا ہی مگر معالم التنزیل اور بیضاوی مین صاف موجود ہی کہ معاویہ نے کعب احبار سے پوچھا کہ تو نے آفتاب کے ڈوبنے کا احوال کچھ توریت مین دیکھا ہی کعب نے کہا مین نے توریت مین دیکھا ہی انہا تغرب فی ماء وطین یعنے آفتاب چشمہ گل ولا مین ڈوبتا ہی اب یہ عبارت توریت مین باقی نہین رہی حکماے نصارٰی اور یہود نے اس خیال سے نکال ڈالا ہوگا کہ اونکے نزدیک سورج چارسو چھہر لاکھ کوس زمین سے دور ہی اور دس مرتبے زمین سے بڑا ہی پس کسطرح چشمہ گل ولا مین ڈوبے گا حالانکہ یہ اونکی حماقت ہی کیونکہ بہت باتین توریت اور انجیل زبور مین ایسی واقع ہین جو بظاہر خلاف حکمت طبیعی اور ریاضی کے ہین اور بعضی ایسی کہ فی الواقع فنون حکمت کے خلاف ہین چنانچہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے ورس ہشتم نسخہ ۱۸۲۵ء مین ہی کہ انھین مصریون کے ہاتھ سے نجات بخشون اور اوس زمین سے نکال کے اچھی بڑی زمین مین جہان دودھ اور شہد موج مارتا ہی کنعانیون وغیرہ کی جگہ مین لاؤن دیکھو زمین کنعان مین کسی جگہ اور کہین دودھ اور شہد کا حوض بھی نہ تھا چہ جاکہ ندی ہو کہ موج مارے اور زبور بستم مین حضرت داؤد کہتے ہین مرا از گور خیزانیدہ حالانکہ بیبل سے ظاہر ہی کہ حضرت داؤد ہرگز پھر نہین زندہ ہوے اور ہیلی انجیل کے بارھوین باب ورس ۴۲ مین ہی کہ دکھن کی رانی اقصاے زمین سے سلیمان کی حکمت سننے آئی حالانکہ جغرافیہ کی روسے ثابت ہی کہ زمین کروی الشکل ہی اور شکل کروی کا کوئی کنارہ نہین ہوتا بلکہ ہر جگہہ اوسکا کنارہ ہی معلوم ہوا کہ دوسرا خدا عیسیٰ ونکا زمین کی شکل سے آگاہ نہ تھا ورنہ اقصاے زمین کا لفظ نہ بولتا اسیطرح اوسی انجیل کے باب ہرکے ورس ۳۱ نسخہ ۱۸۱۱ء مین واقع ہی کہ از اطراف اربعہ از اقصاے فلک یا بطرف دیگر جمع خواہند نمود حالانکہ آسمان کا کوئی کنارہ نہین پس یہ بھی غلط کہا اور ہیلی انجیل کے دوسرے باب کے آغاز مین ہی کہ

حضرت عیسیٰ انکے تولد کے وقت پورب سے آنکا تارا دکھلائی دیا اور وہ تارا دیکھنے والون کی
روش پر چلا آیا یہانتک کہ اس مکان کے مقابلہ مین جہان عیسیٰ پیدا ہوئے تھے ٹھہر گیا دیکھو
تارے کا آدمی کی روش پر چلنا خلاف علم طبیعی اور ہیئت کے ہی اور اس سے علم نجوم کی حقیقت
ثابت ہوتی ہی حالانکہ توریت اوسکو باطل کرتی ہی اور یوحنا اپنے مشاہدات مین لکھتا ہی کہ علامتے عظیم
از آسمان سرزد کہ زنے پوشیدہ بود خورشید را وماہ در زیر پاہاے او بود و بر سرش تاجی بود از دوازدہ
ستارہ یہ قول تو بالکل علوم عقلیہ کے خلاف ہی علیٰ ہذا القیاس حضرت یوشع کے معجزے مین توقف
شمس کا معجزہ لکھا ہی وہان یہ بھی ہی کہ آفتاب کے ساتھ چاند کو بھی کہا تھا کہ تو بھی ٹھہر اور حالانکہ جسوقت
آفتاب وسط سما مین ہوگا چاند وہان کہان ہو سکتا ہی بلکہ ایسے وقت مین جرم قمر معلوم نہین ہوتا یہ
بالکل خلاف علم ہیئت کے ہی اور زبور ایکسو چار نسخہ ۱۸۳۹ء کے درس ۳ مین ہی اُسنے یعنے خدا نے
اپنے بالاخانہ کی کڑیون کو پانیون پر قائم کیا ہی اور بدلیون کو اپنا مرکب بنایا ہی اور ہوا کے بازون پر
سیر کرتا پھرتا ہی یہ قول تو بالکل خلاف الٰہیات اور طبعیات اور ریاضیات کے ہی اور یہی زبور ۱۹
درس ۴ و ۵ و ۶ مین ہی کہ در آنہا یعنے در افلاک براے آفتاب خیمہ را قرار دادہ کہ مانند داماد از حجلہ بیرون
مے آید و چون پہلوانان در دویدن خوشنود است بر آمدن آن از اقصاے آسمان است و بازگشتن
باقصاے آن اسطرح کی بہت باتین ان نسخون سے نکلینگی کہ اس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ توریت
اور انجیل و زبور کی بہت باتین حکمت کے خلاف اور بطلیموس حکیم کے قول سے مخالف ہین
پس آن جاہلون نے ان سب کو نہ نکالا ایک ذری سی بات کہ اوسمین ہیچ نہ تھا قرآن پر اعتراض
کر نیکو نکال ڈالا ہی **فائدہ** آخر آیت سے بعضے دلیل کرتے ہین کہ ذو القرنین نبی تھا مگر یہ قول ضعیف
ہی کیونکہ یہ کلام بطور الہام تھا نہ بطور خطاب و نہ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام بلکہ ایسا ہی جسطرح حضرت
موسیٰ کی مان سے ارشاد ہوا ہی کہ واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ الخ حال مفصل یہ ہی کہ اللہ جل شانہ
نے اس بادشاہ کو جسکا لقب ذو القرنین تھا سکندر ہو یا کوئی اور اسکو پہلے زمین کا مالک کیا اور
بخوبی دسترس عطا فرمایا اور ہر ایک چیز سے اسکو مستغنی کیا اور علم سیاست مدن ایسا دیا کہ دوسرے
کو اوسکے وقت مین ہرگز نہ تھا اور نور و ظلمت مین چلنا اور پھرنا اوسکو برابر تھا بدلی اوسکی مسخر تھی
کہ جس جگہ چاہتا جلد جاتا ایکدن روم سے سوار ہو کر مصر مین گیا اور مصر کو فتح کرتا زنگیون کو شکست
دیتا مغرب گیا اس قصد پر کہ دیکھیے دنیا کی بستی کہانتک بستی ہی چلتے چلتے ایسی جگہ پہونچا جہان
نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اس سبب سے حد دنیا کی نہ پا سکا اور وہان یعنے اوس چشمے کے پاس

ایک شہر نظر آیا جسکے بارہ ہزار دروازے تھے اور رہنے والے اس شہر کے سب کافر پوشاک اُنکی کھال اور کہانا اُنکا دریائی جانور مرا ہوا سو اللہ نے اُسکو اُنپر دونوں بات کی قدرت فرمائی یعنے چاہے تکلیف دے اور چاہے تعلیم شرایع و احکام کرے اسطرح ہر ایک بادشاہ کو قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو ستاوے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری کرے پس ذوالقرنین نے کہ حاکم عادل تھا راہ متوسط اختیار کی یعنے جسنے نافرمانی کی اُسکو سزا دی اور جو ایمان لایا اُس پر احسان کیا اور ایک سال کامل مع اپنے لشکر کے اُس طرف رہا اتنی مدت مین صرف ایک شخص ایمان نہ لایا اسکو قتل کروایا اور سال بھر وہان کے شہرون مین پھر اس عرصے مین ایک شہر نظر آیا کہ دیوارین اُسکی رُوئین کی اور ہزار دروازے والی شہر مین فروکش ہوا اور اُسمین جانیکا طریق یہ نکالا کہ رسّیان اور کمندین ڈلوائین اول ایک شخص کو بھیجا کہ وہان کا حال دیکھ آئے وہ گیا سو ہنس کر دیوار کے اُدھر گر پڑا ہر چند لوگ منتظر رہے وہ نہ پھرا پھر دوسرا گیا وہ بھی نہ آیا کہتے ہین کہ وہ شہرستان سبا تھا کہ اُس مین آب روان اور انواع تنعمات تھے آب وہوا نہایت لطیف نہ سردی نہ گرمی سو وہان کے رہنے والے ناشکری کرنے لگے اللہ نے اُنکو ہلاک کیا بالجملہ سکندر ناچار وہان سے پورب طرف چلا اور سفر کا سرانجام کیا راہ مین ایک جزیرہ ملا وہان حکیم لوگ رہتے تھے اور دریا اُنکو محیط تھا سوائے کشتی کے کسیطرح جانا اُنپر نہو سکتا تھا اہل شہر نے بادشاہ کو دیکھا تو اپنی کشتیان جزیرے سے اُٹھا لیگئے مگر بادشاہ کسی حیلہ سے وہان پہونچا تو دیکھا کہ اُس شہر کے لوگ نہایت خشک اور لاغر ہین اُنسے سبب پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ ہماری غذا کی یہی خاصیت ہے بعد اسکے حکیم آئے اور حکمت کے کلام کہنے لگے اور خوان کھانیکے آراستہ کر کے کمال تکلف سے بطور ضیافت گذرانے اور رخصت ہو کر چلے گئے ذوالقرنین نے اُنکو طلب کر کے پوچھا کہ تم کس لیے کھانا نہین کھاتے اُنھون نے سرپوش خوانون سے اُٹھایا تو مٹی کے طاش جواہرات سے بھرے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ قابل کھانے کے نہین ہے حکیمون نے عرض کیا تمہارا مقصد اس گرد آوری سے یہی ہے سو موجود ہے اور خوراک ہماری تمہارے لائق نہین ہے ذوالقرنین نے اُنکو بلا تعرض چھوڑ دیا پھر وہان سے جانب ہندوستان روانہ ہوا اور ایک ایلچی اپنا پیش بادشاہ ہند کے روانہ فرمایا اور اُس سے کہدیا کہ بادشاہ ہند سے زبانی کہنا کہ میری اطاعت قبول کرے اور اپنا ایلچی میرے حضور مین روانہ کرے ایلچی ذوالقرنین کا ہند مین پہونچا تو بادشاہ ہند نے تحائف اور ہدایا کمال تعظیم اور تکریم سے ایلچی کے ساتھ بھیجے کہ ذوالقرنین نے اُنکو قبول کیا اور دریافت کر لیا کہ بادشاہ ہند نے اطاعت قبول فرمائی پھر وہان سے روانہ

ہوا تو سورج نکلنے کی جگہہ پہونچا کما قال اللہ فی سورۃ الکہف حتیٰ اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا ستراً یعنے یہان تک جب پہونچا سورج نکلنے کی جگہہ پایا کہ وہ نکلتا ہی ایک لوگون پر کہ نہین بنا دی ہمنے اُنکو اس سے ورے کچھ اوٹ شاید وہ لوگ جنگلی تھے کہ کپڑا بنا اور چھت ڈالنا اُنہین دستور نتھا اسی سبب سے اُنکے یہان نہ گھر تھا نہ سایہ نہ دیوار نہ جامہ بیابان ریگستان مین رہتے تھے اور کھانا اپنا شہرون سے لاکر کھاتے تھے اور کپڑا نہین پہنتے تھے سب کے سب ننگے تھے اور مطلق حیا اور شرم اُنکو نہ تھی بلکہ عورت اور مرد بے تکلف ایک دوسرے کے روبرو جماع کرتے تھے اور اُس مقام کا حال یہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک گرمی کی شدت ہوتی اور دوپہر کے بعد سردی غلبہ کرتی ذوالقرنین نے اُنسے کچھ تعرض نہ فرمایا اور مغرب و شمال کے کونے کو چلا تو دو پہاڑون کے بیچ مین پہونچا اُسمین زہاد عباد حکما رہتے تھے اور وہ دوآڑ دو پہاڑ نہایت بلند تھے یاجوج ماجوج کے ملک مین وہی اٹکاؤ تھا اُنپر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ مین ایک گھاٹہ کھلا تھا کچھ لوگ آگے اُن پہاڑون کے بیٹھے تھے سو بروایت ابن عباس وہ لوگ کسیکی بات نہ سمجھتے اور نہ کوئی اُنکی بات سمجھتا ذوالقرنین نے اُنپر دعوت حق فرماکے وعدہ وعید سے ترہیب ترغیب کی کما قال اللہ فی سورۃ الکہف حتیٰ اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لایکادون یفقہون قولا یعنے یہانتک کہ جب پہونچا دوآڑ کی بیچ پائے اُنسے ورے ایک لوگ لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات بالجملہ ذوالقرنین نے اُن لوگون سے جو آگے پہاڑون کے بیٹھے تھے عنایت کرکے احوال پرسی شروع کی اُن لوگون نے یاجوج ماجوج کا ظلم اور فساد ظاہر کیا کما قال قالوا یا ذالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجاً علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا یعنے کہنے لگے اے ذوالقرنین یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اُٹھاتے ہین ملک مین سو کہے تو ہم ٹھہرا وین تجھکو کچھ محصول اسپر کہ بنا دیوے ہم مین اُنمین ایک آڑ یعنے ہم آپسمین باجھ ڈالکر کچھ مال جمع کر دینگے اور تم بادشاہ صاحب حکم ہو تم سے یہ کام سرانجام ہو سکتا ہی اگر عنایت فرماؤ تو ہمارا بچاؤ ہی حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہی کہ جن لوگون کو یاجوج ماجوج نے پریشان کر رکھا تھا وہ لوگ اولاد سقلاب سے تھے اور دارالسلطنۃ سقلابیون مین رہتی تھی وہان کا بادشاہ حاضر ہو کر ایمان لایا اور اُسنے سب حال کہا **فائدہ** معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ سوائے اُنکے تھے جو آگے پہاڑون کے بیٹھے تھے کیونکہ وہ لوگ کسیکی بات نہ سمجھتے تھے اور نہ کوئی اُنکی بات سمجھتا تھا اسلیے کچھ لوگ اُنکے پاس مترجم تھے اُنھون نے یہ حال عرض کیا تب ذوالقرنین نے کہا میرے پاس مال بہت ہی مجھکو کچھ حاجت مال نہین تم بیفائدہ

مال کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو اسقدر کافی ہے کہ میرے ساتھ محنت کرنے مین شریک ہو تاکہ مین مابین تمھارے
اور اُنکے سد بناؤن کما جاء فی سورۃ الکہف قال مامکنّی فیہ ربّی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما
یعنے ذوالقرنین نے کہا مقدور دیا مجھکو میرے پروردگار نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت مین
بنادون تمھارے اُنکے بیچ ایک دھابا یعنے اللہ نے مجھکو شرق سے غرب تک کا ملک عنایت کیا ہے
سو مین محصول کی احتیاج نہین رکھتا تم میری مدد ہاتھ پیر سے کرو وہ بولے ہم کسطرح مدد کرین ذوالقرنین
نے کہا لوہے کے تختے مجھے دو تو مین برابر برابر رکھون پھر ذوالقرنین نے زر کثیر عنایت کیا
اور اُن لوگون نے مابین دونون پہاڑون کے ایک بنیاد عمیق کھودی کہ پانی نکل آیا پھر اُسمین
بڑے بڑے پتھر جمائے کہ وہ بنیاد زمین کے برابر ہوگئی پھر لوہے کی اینٹین نیچے اوپر رکھین کہ
دیوار ہوگئی اور بلندی پہاڑون کی چوٹی تک پہونچی اور حسب ایماے ذوالقرنین آگ لگائی اور دھونکنیون
سے پھونکا وہ اینٹین سرخ رنگ ہوئین پھر اوپر سیسہ اور رانگ پگھلا کر ڈالا کہ سوراخ بند ہوگئے کما
جاء فی سورۃ الکہف آتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال
آتونی افرغ علیہ قطرا یعنے پکڑاؤ مجھکو تختے لوہے کے تاکہ مین برابر رکھون یہانتک کہ جب برابر
کردیا دو پھانکون تک پہاڑ کے کہا دھونکو یہانتک کہ جب کر دیا اُسکو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ
ڈالون اُسپر پگھلا تانبا ایک شخص نے حضرت صلعم سے التماس کیا کہ مین سد ذوالقرنین تک
گیا ہون اور اُسکو دیکھا آیا ہون حضرت صلعم نے فرمایا کہ اُسکی طرح بیان کر اُسنے کہا یارسول اللہ
سد ذوالقرنین ایسی ہے جیسے چارخانہ کی لنگی فرمایا سچ ہے وہ لوہے تختے سیاہ دیکھ پڑتے ہین اور
درزون مین تانبے کی لکیر سرخ نظر آتی ہے روایت ہے کہ مابین دونون پہاڑون کے چارہزار
قدم کا فاصلہ تھا اور بلندی دیوار کی چھ سو ارش اور عرض پنجیشہ گز و بقولے پانچ کوس کا اور
طول ایک سو پچاس فرسنخ ہے و بقولے عرض پچاس گز کا اور طول بارہ فرسنخ کا ہے اور مؤلف
ہفت اقلیم نے لکھا ہے کہ اُس دیوار مین کواڑ لگے ہین ہر کواڑ ساٹھ گز کا عریض اور ستر گز کا طویل
اور پانچ گز کا ضخیم اور دروازے مین قفل سات گز کا لنبا لگا ہے اور سات ہی گز کی کنجی اُسمین
آویزان ہے اور اُسمین چوبیس وندانہ مثل دستہ ہاون نظر آتے ہین روایت ہے کہ وہان کے
بادشاہ نے یہ دستور رکھا ہے کہ ہر ہفتہ مین بروز جمعہ مع ایک جماعت سپاہیان جاتا ہے در دروازے
کو بڑے بڑے گرزون سے ٹھکواتا ہے تاکہ یاجوج ماجوج کو معلوم ہو کہ اس دروازے پر
نگہبان ہین الغرض جب یہ دیوار بنگئی تو ذوالقرنین نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا یہ دیوار میرے پروردگار

بیان سد سکندر

طول و عرض دیوار
ذکر قفل و کنجی دروازہ
معمول پاسبانی

کی مہربانی اور رحمت ہی ورنہ مین کب اس لائق تھا کہ میری بنائی ہوئی دیوار سد راہ یاجوج ہوتی لیکن جب میرے پروردگار کا وعدہ پہونچے گا تو یہ دیوار گر جائیگی اور وعدہ اُسکا سچا ہی اُسمین سر مو تفاوت نہین ہی کما جاء فی سورۃ الکہف ہذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقاً اور بخوبی ثابت ہی کہ یاجوج و ماجوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد آخر زمانہ مین نکلینگے اسمین ہرگز شک اور شبہ نہین اور تمام عالم کو عاجز کرینگے پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے مرینگے صحیحین مین حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہی کہ حضرت سوتے سے جاگے چہرۂ مبارک خوف سے سرخ تھا فرماتے تھے لا الہ الا اللہ پھر فرمایا خرابی ہی عرب کو اُس بلا سے جو نزدیک ہو چلی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنی انگوٹھی اور کلمے کی اونگلی کا حلقہ بنایا یعنے اس حلقہ کے برابر اُس دیوار مین سوراخ ہو گیا حضرت زینب نے کہا کہ یا حضرت کیا ہم مٹ جاوینگے حالانکہ ہم مین نیک لوگ ہین فرمایا ہان جب کہ بدکاری غالب ہو جائیگی یعنے جب گناہ عالم مین کثرت سے ہونگے تو نیک لوگ کم ہونگے پھر نیک و بد سب ہلاک ہونگے اور یہ جو عرب کی تخصیص فرمائی سو اسلیے کہ یاجوج ماجوج کو حضرت کے سبب سے زیادہ تر عداوت عرب سے ہوگی نہین تو یہ بلا عالمگیر ہوگی اس حدیث سے ثابت ہی کہ ہمارے حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک سوراخ برابر روپیہ کے سد مین ہو گیا تھا جسکی اطلاع حضرت نے فرمائی اب روز بروز ترقی ہی قیامت کے قریب راہ ہو جائگی یاجوج ماجوج نکلینگے اور تمام عالم کو تباہ کرینگے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یاجوج ماجوج دیوار کو ہر روزہ کھودتے ہین جب آفتاب کی روشنی کم رہجاتی ہی تب کہتے ہین اب کل کھودینگے اور چلے جاتے ہین مگر یہ قدرت الٰہی کہ دیوار بدستور برابر ہو جاتی ہی اسیطرح مدت معینہ تک کرتے رہینگے جب وقت معہود آویگا تو ایک روز قبل غروب آفتاب کہینگے اب چلو کل انشاء اللہ کھودینگے دوسرے دن دیوار کھودی ہوئی اپنی دیکھینگے جسطرح کھود کر چھوڑ گئے تھے پھر باقی ماندہ کھود کر نکلینگے اور خلق خدا پر بجور و ستم پیش آئینگے اور نہایت تکلیف دینگے پھر آسمان کا قصد کرینگے اور تیر چلاوینگے کہ وہ تیر خون سے بھرا گرا اور اللہ کے حکم سے انپر پیاس کا غلبہ ہوگا سو زمین کے وہب ابن منبہ سے روایت ہی کہ بحیرہ طبریہ کا پانی سب پی لینگے اور جانور اُسکے کھائینگے صرف حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و بیت المقدس مین نہ جا سکینگے اور ایک روایت ہی کہ جب ظلم اور ستم حد سے گذر یگا تو اُنکے منہ مین پھوڑا نکلیگا اُس سے ہلاک ہونگے اور اُنکا گوشت دواب ارض

کو دکو دکھائینگے اور ایک حدیث مین وارد ہی کہ یاجوج و ماجوج صبح سے تا غروب آفتاب دیوار کو زبان سے چاٹتے ہین پھر چلے جاتے ہین اور کہہ جاتے ہین کہ اب کل توڑینگے لیکن لفظ انشاء اللہ نہین کہتے جب وقت معہود آویگا تو ایک شخص اونمین مسلمان ہوگا اور وہ بھی دیوار کو چاٹیگا اور وقت معاودت کہے گا انشاء اللہ کل چاٹینگے تب ہی دیوار ٹوٹے گی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ دیوار کو کبھی چاٹتے ہین اور کبھی کھودتے ہین خواہ بعضے کھودتے ہین اور بعضے چاٹتے ہین روایت ہی کہ اول ظہور یاجوج و ماجوج شام مین ہوگا اور آخر الخ مین احوال یاجوج ماجوج حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے حشر نامہ مین بتفصیل لکھا ہی اور کتب احادیث مین ذکر اونکا مفصل ہی چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین باب علامات قیامت اور ذکر دجال مین ایک بڑی حدیث حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے موجود ہی جو چاہے اُسمین دیکھے اور آخر کتاب مین حال قیامت لکھا جائیگا انشاء اللہ **فائدہ** معالم التنزیل مین ہی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام و حام و یافث سام ابو العرب والعجم والروم اور حام ابو الحبشہ والزنج والنوبہ اور یافث ابو الترک والخزر والصقالبہ و یاجوج ماجوج اور یہ دونون نام عجمی ہین جس طرح ہاروت و ماروت مشتق اجیج النار سے اور ضحاک کے نزدیک یاجوج و ماجوج ایک گروہ ترک سے ہین اور سدی کے نزدیک ترک لشکر یاجوج و ماجوج ہی اور جمیع ترکستان کے لوگ اونہین کی اولاد ہین مگر یہ لوگ دیوار ذوالقرنین کے باہر رہ گئے ہین اور قتادہ سے روایت ہی کہ یاجوج و ماجوج کے بائیس گروہ تھے اکیس کیواسطے ذوالقرنین نے سد بنائی ایک گروہ اونکا دیوار سے خارج رہا سو ترک کی قوم ہی اور وجہ تسمیہ ترک کی بھی یہی ہی لانہم ترکوا خارجین اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یاجوج و ماجوج دو امت ہین اور ہر ایک امت مین چار ہزار امت ہی اور اللہ نے یہ دستور باندھا کہ جب تک ایک ایک متنفس سے ہزار ہزار مرد پیدا ہوکر جوان نہین ہو لیتا تب تک کوئی شخص اونکا نہین مرتا اور یہ سب بنی آدم ہین اور انکی تین قسمین ہین ایک وہ کہ طول قامت اونکا ایک سو بیس گز ہی اور دوسری قسم وہ کہ جسکا عرض اور طول برابر یعنے ایکسو بیس گز کا طول اور اسیقدر عرض اور یہ قسم اسطرح کی قوی اور زور آور ہی کہ پہاڑ اور درخت اور آہن وغیرہ اشیاء سخت اونکے سامنے کچھ چیز نہین ہین اور قسم سوم اور بھی عجیب و غریب ہی کہ بلندی قامت کے سواے اونکے کان ایسے بڑے ہین کہ ایک کو بچھاتے ہین اور دوسرے کو اوڑھتے ہین اور خوک اور ہاتھی اور شیر اور چیتے وغیرہ حیوانات جو اونکے روبرو آجاتے ہین بلا توقف کھا لیتے ہین او جو کوئی انکے جنس مین مرجاتا ہی اوسکو بھی اپنا لقمہ بے دود سمجھکر کھایا کرتے ہین اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

ذکر یاجوج و ماجوج

کہ وہ فرماتے تھے کہ بعضے اوس قوم مین بالشتیے ہین اور بعضے بہت طویل القامتہ اور کعب احبار
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اولاد آدم علیہ السلام مین یہ قوم عجائب المخلوقات ہی اور خلقت
اسکی یون ہوئی کہ حضرت ابو البشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ایکدن احتلام ہوا اور منی مٹی
سے مل گئی اوسی سے یاجوج وماجوج پیدا ہوے لیکن یہ روایت کعب احبار سے ضعیف ہی اور
کوئی سند متصل اسکی پائی نہین جاتی اور صحیح روایت اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہی کہ یاجوج وماجوج
برادران حقیقی واعیانی اولاد جومر بن یافث بن نوح علیہ السلام سے ہین بعد وقوع طوفان یہ دونون
بھائی دو پہاڑون مین سکونت پذیر ہوے اور اونکی اولاد بہت ہوئی اور بصورت انسان ہین چنانکہ
عبد اللہ بن عمر فرماتے ہین کہ تمامی بنی آدم دس جزو ہین ازانجملہ نو جزو یاجوج ماجوج اور ایک جزو
تمام عالم اونکے قامت ایک بالشت سے چالیس گز تک اونمین چار بادشاہ ہین ڈلان انجم طاردن
طاقہ بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا ملک ہی مگر کان اونکے بہت بڑے ہین ایسے
کہ ایک کو بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھتے ہین اور زراعت کرتے ہین لیکن سواے کنجد کے اور
کوئی غلہ نہین بوتے دین وشریعت اونمین کچھ نہین ہی اور موت نہایت کم ہوتی ہی اسی باعث سے
بہت بڑہ گئے ہین کہ ا ونکا شمار اللہ ہی کو معلوم ہی اور وہ دونون پہاڑ شمال کی طرف واقع ہین اور
اوسی مقام مین ارض ترک کی انقطاع ہوئی ہی اور قاضی بیضاوی کے نزدیک جبل ارمنیہ اور
آذربیجان اون پہاڑون کا نام ہی اونمین کی شکایت مسلمانون نے ذوالقرنین سے پیش کی کہ وہ
گھاٹی پہاڑ سے آکر مال واسباب ومویشی لوٹ لیجاتے ہین اور جو کوئی ہم سے مقابل ہوتا ہی بلا تامل
اوسکو مارتے ہین اور ایام ربیع مین کھیت کھا جاتے ہین اور جو غلہ پاتے ہین اوٹھا لیجاتے ہین
اور آدمی اگر مل جاتا ہی تو اوسکو بھی مار کر کھا لیتے ہین تب ذوالقرنین نے دیوار بنائی بالجملہ ذوالقرنین
سد سے فارغ ہوکر جانب مشرق آیا اور چند عالمون کو طلب کر کے مستفسر ہوا کہ تمنے کسی کتاب مین
درازی عمر کی بھی دوا دیکھی ہی اونمین سے ایک حکیم نے التماس کیا کہ مین نے وصیت نامہ حضرت
آدم علیہ السلام مین پڑھا ہی کہ اللہ تعالی نے ایک چشمہ کوہ قاف کے نیچے پیدا کیا ہی اور اوس مقام
مین نہایت اندھیرا ہی اور پانی اوس کا سفید ہی دودہ سے اور زیادہ سرد ہی برف سے اور زیادہ تر میٹھا ہی
شہد سے اور نرم ہی مسکہ سے اور مشک سے زیادہ اوسمین خوشبو ہی جو کوئی اوسکا پانی نوش کرے
حیات ابدی سے سرفراز ہو اور موت اوسکو نہ آوے جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے
ذوالقرنین نے کہا تم لوگ میرے ہمراہ چلو بولے ہم زمین کے قطب ہین اگر یہان سے حرکت کرینگے

تو آفت برپا ہوگی ذوالقرنین نے کہا اب بھی کچھ لوگ میرے ہمراہ چلین چنانچہ چند عالم و حکیم ساتھ ہوئے اور خضر علیہ السلام کہ پیغمبر تھے مقدمہ لشکر قرار دیے گئے اور جواہر شب افروز جنکی باعث سے اندھیرے مین راہ ملے حضرت خضر علیہ السلام کے تفویض کیے گئے اور ذوالقرنین نے تاج و تخت ایک مرد صاحب صلاح و تقویٰ کے سپرد کیا اور وصایا فرمائے اور بارہ برس کی میعاد واسطے آمد و رفت کے مقرر کی اور روانہ ہوا جب جبل قاف سے گذرا تو راہ بھول گیا اور ایک برس تک پھرتا رہا اور مقدمہ لشکر کہ خضر علیہ السلام تھے ظلمات مین جا پڑے چونکہ جواہر مضیہ اُنکے ہاتھ مین تھے سو اُنھون نے اوسکی روشنی مین اوس راہ کو طے کیا اور چشمۂ حیات پایا اوسمین نہائے اور پانی پی کر شکر کیا اور آگے کو بڑھے تو لشکر ذوالقرنین پریشان و سرگردان نظر آیا بعض لوگون نے حضرت خضر کو پہچانا اور حال اپنا بیان کیا آنجناب نے بھی جو کچھ گذرا تھا کہدیا پھر ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی اوسکو سمجھایا کہ تیری قسمت مین آب حیات نہین ہی ناحق تو سرگردان ہی ولنعم ماقیل ؎ تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ✢ کہ خضر از آبحیوان تشنہ می آرد سکندر را ✢ پھر سکندر نے صبر کر کے لشکریون سے فرمایا کہ تم لوگ اسی جگہ رہو مین عجائبات اسطرف کے دیکھون چنانچہ اکثر عجائبات وہان کے مشاہدہ کیے کہ قصص و حکایات اوسکے مشہور ہین کذا فی قصص الانبیا منقول ہی کہ سکندر ذوالقرنین پانچسو برس اطراف عالم مین پھرا جب کوہ بابل مین پہونچا درۂ غار سے صدا آئی ایہا الملک اس غار مین داخل ہو ذوالقرنین اوسمین آیا وہان ایک تختی پر لکھا پایا ایہا الملوک انظروا و اعتبروا انا الذی عشت الف عام و اسرت الف ملک و بنیت الف مدینۃ و تزوجت الف بکر و وضعت الف کنز ثم بعد ذلک کلہ غرلت و فی التراب دفنت یعنے ای بادشاہو دیکھو اور عبرت پکڑو کہ مین وہ شخص تھا کہ ہزار برس دنیا مین جیا اور ہزار بادشاہونکو قید کیا اور ہزار شہر بنائے اور ہزار عورت باکرہ سے نکاح کیا اور ہزار خزانے جمع کیے پھر باوجود ان باتون کے مین الگ پھینکا گیا اور مٹی مین دفن کیا گیا پھر سکندر نے دیکھا کہ ایک شخص سونیکے تخت پر چادر اوڑھے پڑا ہی اوسکے دونون مٹھیون مین زر سرخ بھرا ہی ایک کھلی ہی اوسمین لکھا ہی اخذنا فاسکنا گرفتیم و داشتیم دوسری بند ہی اوسپر مرقوم ہی ذہبنا و ترکنا رفتیم و گذاشتیم ذوالقرنین روتا ہوا غار سے باہر آیا بردے آزاد کیے خزانے لٹا دیے دنیا سے جی ہٹا عقبیٰ کا خیال آیا لوگون نے پوچھا مالک الرمان ایہا السلطان یعنے کیا ہی یہ سبب بے نصیبی اور جدائی ای بادشاہ فرمایا کہ بوے معزولی میرے دماغ مین پہونچی سچ ہی کہ مخلوقات کا آخر عزل موت ہی ؎ بر بین صحیفۂ مینا ز خامۂ خورشید ✢ نگاشتہ سخنے خوش بآب زر دیدم ✢ ایا بدولت دہ روزہ گشتہ مستظہر ✢ مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم ✢ کسی کہ تاج زرز بود

برسرش الصباح ✤ نماز شام و راخشت زیر سر دیدم ✤ بالجملہ بعد ان سب معاملات سے کے ذوالقرنین بعبادت حق مشغول ہوا یہان تک کہ وفات پائی مدت سلطنت ذوالقرنین ایک قول مین چالیس برس اور ایک قول مین چھ سو برس ہی و بقولے مدفن اوسکا جبال تہامہ ہی و بقولے شہر زور مین اور عمر کا حال تحقیق معلوم نہین ہوتا اور جو لوگ کہتے ہین کہ سد سکندری بنائی ہوی سکندر اصغر کی ہی اور خضر علیہ السلام اوسکے وزیر و داماد تھے اور یہی شخص چشمہ حیات کی تلاش مین گیا تھا محض غلط ہی فائدہ بعض مورخین نے ذکر ذوالقرنین کا قبل احوال حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے لکھا ہی اور بعضون نے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کیا ہی اور بعضون نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہی مگر صحیح یہ ہی کہ ذوالقرنین اکبر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھا اور اصغر بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مگر تعین وقت کہ وجود سکندر اکبر کس پیغمبر کے وقت مین تھا معلوم نہین ہوتا اس سبب سے فقیر مؤلف نے بلا لحاظ وقت و زمانہ بدین سبب کہ ذکر اسکا قرآن مجید مین سورہ کہف مین آیا ہی کر دیا ہی اگر کسی عالم مؤرخ کو کتب معتبرہ سے تحقیق وقت و زمانہ کی معلوم ہو تو وہ اس جگہ سے اس حال کو دوسری جگہ لکھین اور زمانہ سکندر یونانی کا البتہ بتحقیق معلوم ہوا ہی چنانچہ حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی فرماتے ہین کہ ولادت اوسکی ۵۲۶۰ھ پانچہزار دوسو ہبوطی مین ہوئی اور اسی سال مین فلاطون الٰہی فوت ہوا ہی اور غلبہ اسکندر مذکورہ فارس پر ۵۲۸۰ھ پانچہزار دوسو اسی مین ہوا ہی اور وفات ۵۵۸۹ھ پانچہزار پانسو نواسی ہبوطی مین ہوئی اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۵۶۱۷ھ پانچہزار چھ سو سترہ مین آسمان پر ہوا ہی اس حساب سے عمر سکندر کی تین سو انتیس برس کی ہوتی ہی اور بعد اوسکے اٹھائیس برس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اوٹھائے گئے پس اگر یہی شخص سکندر رومی ہی تو ذکر اسکا قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام مناسب واقع ہوا ہی واللہ اعلم

تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام

مدارک التنزیل مین ہی کہ زکریا بزبان عبری مین بمعنی دایم الذکر و دائم التسبیح ہی اخبار الدول مین ہی کہ زکریا ابن برخیا اولاد یہودا آپ ہی تھے اور اہل تحقیق کے نزدیک زکریا ابن آذان ابن مسلم اولاد رجوبم ابن سلیمان علیہ السلام سے ہین نسب آنکا چودہ واسطے مین حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہی اور حضرت داؤد اولاد یہودا سے بلاشبہہ ہین پیشہ آنکا نجاری تھا اور بقولے کاسہ گری کرتے تھے محمد ابن اسحٰق کہتے ہین کہ جب بنی اسرائیل

بخت نصر کے پنجۂ ظلم سے رہا ہو کر بابل سے بیت المقدس میں آئے تو گرفتار معاصی ہوے اور کوئی منع کرنیوالا نہ تھا تب اللہ تعالی نے حضرت زکریا علیہ السلام کو مبعوث کیا کہ اونھون نے گناہون سے منع کیا اور عذاب آلہی سے ڈرایا اور سرداری مذبح وقربان کی بھی انہین سے متعلق کی کہ بلا اذن اُنکے کوئی عالم یا درویش قربان گاہ مین نہ جاتا تھا اسیطرح باب مسجد بلا کھولے اونکے نہ کھلتا تھا اور اس عرصہ مین امام وخطیب عمران ابن ماثان یا ماثان تھا یہ عمران سواے والد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے ان دونون کے عہد مین فاصلہ ایک ہزار آٹھ سو برس کا ہی کما فی اخبار الدول روایت ہی کہ چار ہزار مرد اس عرصہ مین خادم مسجد تھے اُن سب سے عمران کثرت طاعت وعبادت مین ممتاز اور شرافت نسب وعلو حسب مین سرفراز تھے اور زوجہ عمران مسماۃ حنہ بنت فاقود تھی یہ بھی اپنے زمانہ کی عورتون مین بصفت عفت وعصمت مشہور تھی اونکی بہن مسماۃ ایشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام نے عقد کیا اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ حضرت زکریا کی عورت حضرت مریم کی بہن تھین اور معالم التنزیل اور مدارک اور بیضاوی شریف مین ہی کہ زکریا وعمران ہمداس تھے یعنے زوجہ زکریا مسماۃ ایشاع بنت فاقود والدہ یحیی ابن زکریا علیہما السلام وحنہ بنت فاقود والدہ مریم زوجہ عمران ابن ماثان اس صورت مین ایشاع مریم کی خالہ ٹھہرتی ہین مگر صحیح قول امام رازی رحمہ اللہ کا معلوم ہوتا ہی کیونکہ حدیث معراج سے پیدا ہی کہ عیسیٰ ویحیی علیہما السلام خالاتی بھائی تھے بالجملہ ایک مدت دراز تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہوئی اور مسماۃ حنہ بھی مدت سے کوئی لڑکا لڑکی نہ جنی تھی سو وہ ایک دن مسجد مین گئی دیکھتی ہی کہ اکابر وعلماے بنی اسرائیل خدمت مسجد مین مصروف ہین ❊ بیاد حق از خلق بگریختہ ❊ چنان مست ساقی کہ می ریختہ ❊ گروہے علمدار عزلت نشین ❊ قدمہای خاکی دم آتشین ❊ بذکر حبیب آنچنان مشتغل ❊ بسودای جانان زجان مشتغل ❊ سو مسماۃ حنہ کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر مین بھی خادم ہوتی تو کیا خوب بات تھی مگر بتابعت عمران سے یہ دولت اوسکو حاصل نہوئی تو کہنے لگی اگر خالق عالم مجکو ایک بیٹا عنایت کرے تو اوسکو لباس آزادگی پہنا کر خدمت مسجد مین چھوڑدون اسی خیال مین ایک شب در وزر ہی روایت ہی کہ دوسرے روز ایکدرخت کے سایہ مین سونے لگی وہان ایک جانور از قسم طیور اپنے بچون کو کھلاتا تھا یا یہ دیکھا کہ ایک چڑیا نے بیضہ منقار سے توڑا تو بچہ نکل آیا اوسنے یہ بات دیکھکر آرزو کی کہ اگر میرے بھی کوئی لڑکا چھوٹا ہوتا تو مین بھی اپنا دل بہلاتی بعد اوسکے یہ دعا بالحاح مانگی کہ یا آلہی اب مین بوڑھی ہوئی اور میرا خاوند بھی ضعیف وبوڑھا ہی ظاہرا امید اولاد ہرگز نہین ہی لیکن تیری قدرت کاملہ سے دور نہین ہی کہ مجھ بوڑھیا کو اس حال مین ایک

بیٹا عنایت فرماوے ۔ از آستان لطف تو جویم مراد خویش ٭ کان کعبہ ارادت و حاجت روائے ماست ٭ چونکہ دعاے حنہ باخلاص تھی سلسلہ قدرت حرکت مین آیا اور اثر حیض ظاہر ہوا اور بعد فراغت کے عمران نے صحبت کی تو حمل رہ گیا جب آثار حمل ظاہر ہوے سماۃ حنہ نے کہا رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم یعنے ای رب مین نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ مین ہی آزاد سو تو مجھسے قبول کر تو ہی اصل سنتا جانتا فائدہ اوس امت مین یہ دستور تھا کہ بعضے لڑکون کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرکے اللہ کے نذر کرتے تھے پھر تمام عمر دنیا کے کام مین نہ لگاتے بلکہ روز و شب مسجد مین رہنے دیتے اور اولاد کو امتثال ایسی نذور مین فرمان داری والدین کی فرض عین تھی لیکن بعد بلوغ مختار ہو جاتے تھے حقایق صادقیہ مین ہی کہ محرر بندہ خالص کو بولتے تھے کہ اوسکو کوئی شخص بندہ نہ بنا سکے اور سلمی کے نزدیک محرر وہ ہی کہ اتباع شہوات سے آزاد ہوا اور حقایق القرآن مین ہی کہ آزادی اعلی ترین مقامات اولیا مین ہی بشرطے کہ محبت و خلوص کے ساتھ ہو زیرا کہ اینجا آزادان بندگی و بندگان آزادی دارند ع بندہ خویشتنم خوان کہ بشاہی برسم الغرض جب سماۃ حنہ زوجہ عمران ابن ماثان نے یہ نذر مانی تو اوسنے بطریق نصیحت نہ براہ فضیحت فرمایا کہ ای حنہ تو نے یہ کیا کہا اگر بیٹی ہوئی تو اوسکو صلاحیت سکونت و خدمت مسجد کی نہوگی وہ بیچاری ضعیفہ سخت غمگین ہوئی لیکن اس سبب سے کہ حنہ کی زبان سے وقت نذر کرنے کے یون نکلا تھا کہ فتقبل منی انک انت السمیع العلیم خداوند کبریا نے اوسکی نذر قبول فرمائی اس عرصہ مین عمران نے وفات پائی اور بعد چندے ایام وضع حمل قریب پہونچے اور بیٹی پیدا ہوئی تو حنہ کہنے لگی رب انی وضعتہا انثی یعنے ای رب مین نے لڑکی جنی گو کہ حنہ جانتی تھی کہ خالق عالم اس حال سے عالم ہی الا حسب عادت زمانہ امر عجیب دیکھکر یون کہنے لگی یا بطریق اعتذار عرض کرنے لگی کہ میرے گمان مین تھا کہ بیٹا ہوگا اور اوسکو لیاقت خدمت مسجد کی ہوگی اور اب مین لڑکی جنی ولیس الذکر کالانثی وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم یعنے بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی اور مین نے اسکا نام رکھا مریم اور مین تیری پناہ مین دیتی ہون اوسکو اور اوسکی اولاد کو شیطان مردود سے یعنے مین نے لڑکا واسطے کینسہ کے مانگا تھا وہ مثل عورت کے نہین ہی جو تو نے عنایت فرمائی یہ کبھی شایستگی تحریر کی بسبب لزوم حجاب و احتیاج حفظ و حراست کے نہین رکھتی اور مین نے اسکا نام مریم یعنے عابدہ رکھا ہی تاکہ فعل اسکا مطابق اسم کے ہو فائدہ برکت اس دعا کی یہ ہوئی کہ اللہ تعالی نے مریم اور عیسی علیہما السلام کو مس شیطان سے محفوظ رکھا حدیث شریف مین وارد ہوا کہ

کہ شیطان ہر مولود کو وقت ولادت مس کرتا ہی کہ وہ مولود روتا ہی مگر مریم وعیسی محفوظ رہے ہین
اور تفسیر ثعلبی مین لکھا ہی کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابلیس اپنے اعوان اور انصار
لیکر آیا تھا مگر فرشتے اوسوقت کھڑے تھے اوس مردود کو فرصت نہ ملی جو مس کرتا بالجملہ مسماۃ حنہ ناامید
ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی اور اسی حیرت وافسوس مین سوگئی تو دیکھتی ہی کہ کوئی کہتا ہی ای حنہ
اگرچہ تونے بیٹی جنی ہی اور بنظر حفظ کے لائق مسجد نہین ہی لیکن اللہ نے اس بیٹی کو نیاز مین قبول فرمایا
تو اسکو مسجد مین لیجا کما اشار فی سورۃ آل عمران فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا یعنے پھر قبول کیا
اوسکو اوسکے رب نے اچھی طرحکا قبول اور بڑھایا اوسکو اچھی طرح کا بڑھانا **فائدہ** اچھی طرح کی قبول
سے یہ مراد ہی کہ اللہ جل شانہ نے وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے محفوظ رکھا اور اخلاق ربانی
سے متخلق کیا اور علامت قبول کی یہ ہوئی کہ اونکو مسجد بیت المقدس مین رکھکر پرورش کیا اور حضرت
زکریا علیہ السلام پیغمبر وقت اور سردار قوم کو بظاہر کفیل گردانا اور انبار خانہ غیب وفی السماء رزقکم سے
کھانا کھلایا تاکہ دنیا کے لوگ معلوم کرین کہ اللہ تعالی اپنے دوستون کو آپ پالتا ہی اور اپنی حفاظت
مین رکھتا ہی اور اونکا کام دوسرے پر حقیقۃ نہین چھوڑتا اور بظاہر فی الجملہ علاقہ لگا دیتا ہی تاکہ عالم اسباب کا
بطلان لازم نہ آوے اور اچھی طرح کے بڑھانے سے یہ مراد ہی کہ روح اللہ اونکے بطن سے پیدا ہوے
اور شیطان نے کچھ دخل نہ پایا یا ایسا بڑھا تاکہ ایک دن مین اتنا بڑھتین کہ دوسرا آدمی سال مین بڑھتا
القصہ مسماۃ حنہ حضرت مریم کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر مسجد بیت المقدس مین لیگئی اور وہان کے مجاورون
سے کہنے لگی کہ یہ بیٹی نذر اللہ ہی اسکو لیکر پرورش کرو اون لوگون نے کہا کہ عورت مسجد مین نہین رہتی
اور ہم اسکو یہان نہین رکھ سکتے تب حنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو سب لوگ بامید حصول ثواب یا بلحاظ
حقوق عمران کے چاہنے لگے کہ ہم پالین اول سب سے حضرت زکریا علیہ السلام فرمانے لگے کہ از راہ
قرابت مین اسکی پرورش کا استحقاق رکھتا ہون اون لوگون نے کہا کہ اگر تربیت اسکی قریبون پر موقوف
ہوتی تو اسکی مان اورون سے زیادہ تر مستحق تھی مگر ہم قرعہ ڈالتے ہین جسکے نام نکلے وہ پالے پس ستائیس
یا اونتیس عالمون نے اپنے قلم لوہے کے یا نی کے جس سے توریت لکھتے تھے نہر اردن کے پانی
بہتے مین ڈالے اور یون قرار پایا کہ جسکا قلم اوپر آئے یا یون ٹھہرا کہ ڈوب جاوے پرورش مریم کی وہی کرے
سب قلم بہاؤ پر بہے یا پانی مین ڈوب گئے اور حضرت زکریا کا قلم اولٹا اوپر کو بہا یا ڈوب گیا تب مریم کی
پرورش انکنین کو پہونچی ؎ کشادم فال وحال عشق ورزیدن تو الت شد + خوشم کین قرعہ دولت
بنام من برون آمد + بالجملہ حضرت زکریا کے سپرد ہوئین اور اونکی بی بی کہ انکی بہن یا خالہ تھین وہی رکھنے لگین

اور مسجد مین ایک حجرہ الگ سب سے حضرت زکریا نے بنوا دیا کہ دن بھر وہان عبادت کرتین رات کو
حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لیجاتے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریم کو گھر لے گئے اور دائی دودھ پلانیوالی
مقرر فرمائی جب حد طفولیت سے گذرین تب مسجد مین آئین اور ایک علحدہ حجرے مین رہنے لگین جب
حضرت زکریا کہین جاتے تو اوس حجرے کو مقفل کر جاتے جب نو برس کی ہوئین تو رات بھر عبادت حق مین
مشغول رہتین اور تمام دن روزہ رکھتین اور توریت پڑھا کرتین چند روز مین توریت بالکل پڑھ گئین اور
انھین دنون سے ظہور کرامات شروع ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب قفل دروازے کا کھولکر
آتے تو حضرت مریم کے پاس کھانا پاتے حالانکہ ابتدا سے یہ دستور تھا کہ سوائے حضرت زکریا علیہ السلام
کے کوئی شخص اونکے پاس نہ جاتا تھا کہ احتمال ہوسکے کسی اور شخص کے دینے کا کما قال فی سورۃ
آل عمران کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یعنے جب حضرت زکریا آتے حجرے مین تو
پاتے اونکے پاس کھانا اور اوسمین یہ عجب بات تھی جاڑون کا پھل گرمیون مین اور گرمیونکا جاڑون مین
کئی مرتبہ اسیطرح اتفاق پڑا حضرت زکریا علیہ السلام کو کمال تعجب آیا کہ مین تو قفل بند کر کے باہر جاتا ہون
اور میرے سوائے کوئی شخص کفیل انکے امور کا نہین ہی پھر یہ کھانا کہان سے آتا ہی آخر حضرت زکریا نے
فرمایا یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنے اے مریم کہان سے
آیا تجھکو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہی اللہ رزق دیتا ہی جسکو چاہے بی قیاس **فائدہ** یہ بہشت کا
میوہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دے جاتے تھے اور غیر فصل کا میوہ اس لیے لاتے تھے کہ حضرت
زکریا وغیرہ کے دل مین یہ شبہہ نہ پڑے کہ اور کوئی دے جاتا ہی کیونکہ انجیر تازہ زمستان مین یا خرمائے تر
تابستان مین موجود کر دینا مقدور بشر نہین ہی یہ حضرت مریم کی کرامات تھی نہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا
معجزہ کیونکہ اگر اونکا معجزہ ہوتا تو حضرت مریم علیہا السلام سے یون نہ پوچھتے اور بالفرض والتقدیر اگر بطور
امتحان دریافت بھی فرماتے تو حضرت مریم علیہا السلام اس طور سے جواب دیتین کہ ہو من معجزتک
اور یہ نہ فرماتین ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب **فائدہ** یہ آیت بھی واسطے اثبات
کرامات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ایک دلیل قطعی ہوسکتی ہی **فائدہ** حضرت جابر انصاری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تین دن سے کچھ
تناول نفرمایا تھا اور الم گرسنگی کی غایت اور مشقت جوع کی نہایت ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ازواج طاہرات کے حجرون مین تشریف فرما ہو کر کچھ کھانا طلب فرمایا کسی گھر مین اثر کھانے
کا نہ پایا گیا تب حضرت سیدہ بتول فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر مین تشریف فرما ہوے اور پوچھا

ہل عندک شی یعنے تیرے پاس کچھ کھانا ہے حضرت فاطمہ نے عرض کیا لا واللہ یا رسول اللہ یعنے نہین ہے قسم اللہ کی یا رسول اللہ وہان سے باہر تشریف لے چلے اوسیوقت ایک ہمسایہ نے دو گردہ نان اور کچھ گوشت برسم ہدیہ حضرت فاطمہ کو بھیجا حضرت فاطمہ نے خوان مین رکھکر سرپوش ڈالا اور حضرت حسن علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور وہ ماحضر سامنے لائین حضرت نے سرپوش اوٹھایا تو سارا خوان بھرا تھا حضرت نے پوچھا یا فاطمہ انی لک ہذا حضرت فاطمہ نے عرض کیا ہذا من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب آنحضرت نہایت خوش ہوکے فرمانے لگے ای فاطمہ تیرا حال اور مرتبہ مثل مریم بنت عمران کے ہے کہ ہرگاہ اوسکو کھانا آتا اور زکریا اون سے استفسار کرتے تو وہ جواب دیتی تھین ہو من عند اللہ سو آنحضرت نے حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو ساتھ اپنے کھلایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا مگر ہنوز وہ خوان بھرا تھا تب حضرت فاطمہ علیہا السلام نے پروسیون مین تقسیم کیا القصہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم میوہ خدا کے یہان سے آیا اور یہ ساری عمر اولاد کی تمنا کرتے تھے اب امیدوار ہوے کہ شاید میوہ بے موسم مجھکو بھی ملے اوسی جگہ اولاد کی دعا کی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء یعنے ای رب میرے مجھکو عطا کر اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہے دعا کا اگرچہ حضرت زکریا جانتے تھے کہ مشکلات قدرت الٰہی مین آسان ہین مگر ظہور امر جدید اور خرق عادت سے امید واری زیادہ ہوتی ہے اس سبب سے اوسی جگہ یعنے محراب مریم مین جہان بیٹھے تھے پوشیدہ دعا مانگنے لگے کہ سورۂ مریم مین ارشاد ہوتا ہے رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنے ای رب میرے بوڑھی ہوگیئن ہڈیان اور ڈہب نکلی سر سے بوڑھاپے کی یعنے بال سفید ہوے اور تجھسے مانگ کر ای رب مین محروم نہین رہا اور مین ڈرتا ہون بھائی بندون سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اوٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور کر اوسکو ای رب من مانتا **فائدہ** حضرت زکریا کو بنی عم کا ڈر تھا کہ میرے پیچھے اللہ کا دین بگاڑینگے اور توریت کے سب احکام تبدیل کر دینگے اسواسطے دعا مانگی کہ اگر میرا قائم مقام پیدا ہو تو میری جگہ محراب مین بیٹھے اور دین اللہ کا قائم رکھے اور توریت کے احکام جاری کرے اور یہ تو دیکھتے جاتے تھے کہ بنی اسرائیل انبیا کو قتل کرتے ہین اور دین کے احکام بدلتے ہین سو اللہ نے قایم مقام اونکا اور اگلے پیغمبر دکھا دیا **فائدہ** یعقوب سے اس جگہ حضرت اسرائیل ابن اسحاق

مراد ہین اور جو لوگ یعقوب ابن ماثان برادر عمران مراد رکھتے ہین قول اونکا ضعیف قابل اعتبار
نہین ہی **فائدہ** آیۃ قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا پوشیدہ اپنے
دل مین مانگی یا اکیلے مکان مین اس لیے کہ بوڑھی عمر مین بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسینگے
اور شاید ضعف سے آواز نہ نکلتی تھی کیونکہ اس عرصہ مین عمر انکی ننانوے برس کی تھی اور انکی
عورت کی اٹھانوے برس کی چنانچہ مدارک التنزیل مین اسیطرح لکھا ہی اور معالم و بحر المواج و
جلالین مین ایکسو بیس برس کی عمر حضرت زکریا کی لکھی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ عمر حضرت کی بانوے برس کی اور
بی بی کی اسی برس کی تھی اور صحیح یہ ہی کہ دعائے خفی مقبول بارگاہ الٰہی ہی اس لیے خفیہ دعا کی
کہ مجیب الدعوات نے قبول فرما کے بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ارشاد کیا یا زکریا انا نبشرک
بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا یعنے ای زکریا ہم تجھکو خوشی سناوین ایک لڑکے کی جسکا نام
یحییٰ ہی نہین کیا ہمنے پہلے اوس نام کا کوئی تفسیر زاد المسیر مین لکھا ہی کہ وجہ فضیلت یہ نہین ہی
کہ قبل تولد اونکے کسیکا یہ نام نہین ہوا کیونکہ بہت نام ایسے ہین کہ بیشتر اوس سے کسیکا نام نہین تھا
بلکہ فضیلت یہ ہی کہ خالق کریم نے خود اپنی عنایت سے اونکا نام رکھدیا اور والدین کو نام رکھنے کا
ولی نہین بنایا اور سعید ابن جبیر فرماتے ہین کہ سمیا بمعنی شبیہا و مثلا ہی کما قال اللہ تعالیٰ وہل
تعلم لہ سمیا ای مثلا اور معنی یہ ہین کہ نام اوسکے مثل نہین ہی کیونکہ اوسنے گناہ نہین کیا اور نہ قصد گناہ
کیا اور علی ابن ابی طلحہ نی ابن عباس سے روایت کی ہی کہ مراد اس آیت سے یہ ہی کہ عورت بانجھ
سے کبھو ایسا لڑکا نہین ہوا بعضے محققین کہتے ہین کہ اس مذکور سے اجتماع فضائل مراد نہین ہی بلکہ
بعض فضائل مراد ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام حضرت یحییٰ سے اول
و افضل تھے اور وجہ تسمیہ حضرت یحییٰ کی محققین نے یہ بیان یہ فرمائی ہی کہ یحیی مشتق حیوۃ سے ہی
اور حیات حقیقی حیات دل ہی اور حیات دل نبوت اور ایمان سے ہوتی ہی سو حضرت یحییٰ کو دونون
عنایت فرمائی تھین اسواسطے یحییٰ نام رکھا یا اس سبب سے کہ رحم عاقر اونسے زندہ ہوا یا اخلاق فاضلہ
اور افعال مرضیہ اونسے زندہ ہوئے یا اس وجہ سے کہ علم الٰہی مین یون تھا کہ یحییٰ اس عالم ناپائدار سے
شہید اٹھے اور شہید کا شمار زندون مین ہوا ہی کہ بل احیاء عند ربہم اور وجہ اول بہت درست ہی
القصہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی تب تعجب آیا حالانکہ انوکھی چیز مانگنے مین تعجب
نہ آیا جب سنا کہ لڑکا ہوگا تو کہنے لگے رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا
یعنے ای رب کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہی اور مین بوڑھا ہو گیا یہان تک کہ

اکڑ گیا **فائدہ** یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب کے طور پر نہ تھا بلکہ دریافت کرتے ہین کہ الٰہی ہمیان پسلیان تو سوکھ گئی ہین اور قوی میرے ضعیف ہو گئے ہین اور عورت میری بوڑھی اور بانجھ ہو لڑکا جنتی نہین پھر کیا مجھکو جوان فرماویگا یا اسی حالت بوڑھاپے مین یہ قدرت دکھائی جائیگی ہذا ما قال بعض المفسرین اور فقیر مؤلف کے نزدیک یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا ازروی استعظام عنایت حق کے تھا جسطرح عرب بولتے ہین کہ من کجا و این مرتبہ کجا سو حضرت زکریا نے عرض کیا کہ ای رب مجھ بوڑھے آدمی اور بانجھ عورت کو کیا رتبہ اور استحقاق ہو جو تونے یہ دعا قبول فرمائی کہ ایسا لڑکا شایستہ عنایت کریگا مگر تیرا فضل اور تیرا کرم میری کوشش اور سعی کا کچھ دخل نہین بالجملہ جب حضرت زکریا نے یون عرض کیا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین و قد خلقتک من قبل ولم تک شیا یعنے کہا فرشتے حق نے یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہو اور تجھکو بنایا مین نے پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ خلاصہ یہ کہ جو تم کہتے ہو وہ درست ہو لیکن اللہ نے فرمایا کہ یہ کام مجھپر آسان اور ازبس سہل ہو کیونکہ مین نے تجھکو معدوم سے موجود کیا اور ایک قطرہ سے آدمی بنایا اور قطرے کو پیدا کرکے علقہ کیا پھر خلقت یحییٰ کی اس عمر مین کیا مشکل ہو کہ واسطہ ظاہری موجود ہو پس حضرت زکریا علیہ السلام اس بشارت سے بہت خوش ہوے اور ازروے شوق کہنے لگے رب اجعل لی آیۃ یعنے اے رب ٹھہرادے مجھکو کچھ نشانی کہ اپنی عورت کے حمل سے آگاہ ہو جاؤن اور شکرگذاری اس نعمت غیر مترقبہ مین مشغول ہون قال آیتک الا تکلم الناس ثلث لیال سویا یعنے فرمایا تیری نشانی یہ ہو کہ بات نکرے تو لوگون سے تین رات تک برابر بھلا چنگا مگر آنکھ سے یا اشارے سے یا ہاتھ سے یا زمین پر لکھنے سے کما قال فی سورۃ آل عمران آیتک ان لا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا یعنے فرمایا تیری نشانی یہ ہو کہ نہ بات کرے تو لوگون سے مگر اشارہ کرکے **فائدہ** یہ جو سورہ مریم مین ثلث لیال اور آل عمران مین ثلثۃ ایام وارد ہوا مراد اس سے عدم تکلم بطریق استمرار ہو یعنے رات و دن بات نہ کرسکے اور یہ کیفیت مستمر رہے اور جو بعضے جہلا نے برخلاف رتبہ انبیا کے یہ کلام عقوبت سوال انی یکون لی غلام کی تجویز کی ہو محض لغو ہو کیونکہ یہ عدم تکلم بسبب کسی مرض کے نہین تھا بلکہ یہ فائدہ حکمت تھا کہ زبان و دل برابر مشغول بذکر الٰہی رہین اور سواے ذکر حق اور ادائے شکر اور کسی سخن سے مشغول نہو تاکہ ان تین دن و رات مین جملہ راز و نیاز خدا ہی سے ہون اور دلیل قاطع اس سخن پر یہ ہو کہ باتفاق علماے محققین حضرت زکریا علیہ السلام ان ایام مین دنیا کا کلام نہین کرسکتے تھے اور تسبیح اور تہلیل بی تکلف فرماتے تھے القصہ حضرت زکریا علیہ السلام

رات کے وقت اپنی عورت سے ہم بستر ہوے اور حضرت یحیی علیہ السلام بحکم خدا رحم مادر مین جلوہ فرما ہوے جب صبحکو محراب سے یا حجرۂ گھر سے باہر نکلے تو رنگ چہرہ مبارک متغیر تھا اوس وقت قوم کے لوگ منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لاوین تو ہم نماز پڑھین اونھون نے ہرگز نہ پہچانا اور کہنے لگے ای زکریا تجھکو کیا ہوا ہی جو ہم نہین پہچانتے فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ وعشیا یعنے کہا انکو کہ یاد کرو صبح وشام یا نماز پڑھو صبح وشام یا تنزیہ خالق کرتے رہو صبح وشام **فائدہ** لفظ اوحی دلیل ہی اسپر کہ اشارے سے کہا یا زمین پر لکھدیا ورنہ لفظ قال فرماتے بالجملہ یہی حالت سکوت کی تین رات دن رہی بعد اوسکے بدستور باتین کرنے لگے پھر چھ مہینے کے بعد یحیی علیہ السلام پیدا ہوے جب چھ مہینے کے ہوے تو حضرت مریم کو تیرھوان برس و بروایتے پندرھوان برس لگا اور آثار حیض ظاہر ہوے تفسیر بیضاوی وانوار التنزیل اور بحر مواج مین ہی کہ حق تعالی نے مریم کو نجاست حیض ونفاس سے پاک رکھا تھا اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہی کہ حالت عذر مین مریم اپنی بہن کے گھر جاتین اور بعد پاک ہو جانے کے پھر مسجد مین تشریف لاتی تھین اور معالم التنزیل مین ہی کہ تیرہ یا بیس برس کی عمر مین غسل کی محتاج ہوئی تھین اور اخبار الدول مین ہی کہ دس برس کی تھین اور دو حیض ہو چکے تھے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اصح یہ ہی کہ جب حیض کے ایام گذرے اور طہر کے دن آئے تو شرم سے پورب طرف والے مکان مین غسل کرنیکو علیحدہ ہوین اور غسل کرکے مستور بلباس ہو چکین تھین کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل لباس عفت وعصمت سے آراستہ وپیراستہ ظاہر ہوا تو یہ مضطرب الحال ہوکر خدا سے پناہ مانگنے لگین چنانکہ سورہ مریم مین ارشاد ہوا اذا انتبذت من اہلہا مکانا شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا یعنے جب کنارے ہوئی لوگون سے ایک شرقی مکان مین پھر پکڑ لیا اونسے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہمنے اوسکے پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اوسکے آگے آدمی پورا بولی مجھکو رحمان کی پناہ تجھسے اگر تو ڈر رکھتا ہی معالم التنزیل مین ہی کہ مکان شرقی سے جانب شرقی مراد ہی اسی مکان کو نصاری قبلہ گردانتے ہین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سبب سے نصاری نے مشرق کو قبلہ مقرر کیا ہی اور مراد فرشتے سے باتفاق اہل اسلام حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین اونکو مریم نے مرد بیگانہ جانکر فرمایا کہ اگر تو متقی بھی تو ہی تو بھی مین پناہ مانگتی ہون اللہ سے تاکہ محفوظ رہون چہ جاکہ تو پرہیزگار نہو کاتب اوراق کے نزدیک یہ قول ایسا ہی جسطرح ان کنت مومنا فلا تظلمنی یعنے ایمان کا خاصہ یہ ہی کہ ظلم کرنے نہین دیتا اسیطرح تقوی کا خواص ہی کہ فسق سے باز رکھتا ہی خواہ یہ کلام جانب مریم سے من قبیل

توریہ تھا یعنے تقی نام تھا ایک شخص کا جو کہ بڑا زانی و بدکار تھا اور مریم نے قصد اسکا کر کے بطریق ایہام اوسکو تقی کہا او تقی بمعنی پرہیزگار ہی اور توریہ اصطلاح علما مین عبارت ہی اس سے کہ ایک لفظ کے دو معنی قریب و بعید ہون یا تحقیقت مجاز ہون اور بعید کو مراد رکھین کقولہ تعالی الرحمن علی العرش استوی پس استوی بمعنے برابر ہونے اور مستوی ہونے کے آتا ہی اول قریب وثانی بعید ہی مگر مرا بعید ہی کذا فی نظم الجواہر الحاصل جبرئیل علیہ السلام نے مریم کو مضطر پاکر فرمایا انما انا رسول ربک لاہب لک غلاما زکیا یعنے مین بھیجا ہوان تیرے رب کا کہ دے جاؤن تجھکو ایک لڑکا ستھرا پاک گناہون سے مریم نے کہا میرے لڑکا کہان سے ہوگا اور مجھکو آدمی نے چھوا نہین اور مین گاہے بدکار نہ تھی یعنے دو طرح سے لڑکا ہوتا ہی یا نکاح سے یا زنا سے اور یہ دونون امر مجھ مین نہین ہین پھر کس طرح لڑکا ہوگا جبرئیل نے کہا یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہی اور اوسکو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی اور مہر اپنی طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا کما قال اللہ تعالی فی سورہ کہیعص قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ہو علی ہین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا حاصل یہ کہ ای مریم جیسا تو کہتی ہی درست ہی لیکن خلقت بشر بی واسطہ پدر اللہ پر آسان ہی اور اوسکی یہ قدرت نشانی ہوگی اور اب تو یہ بات لوح محفوظ مین لکھ گئی بعد اسکے حضرت جبرئیل نے آستین یا گریبان یا منھہ مین دم پھونکا اسیوقت مریم حاملہ ہوگئین اور صحیح یہ ہی کہ دور سے دم پھونکا کہ اوس ہوا سے حاملہ ہوگئین کما قال فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا یعنے پھر پیٹ مین لیا اوسکو پھر کنارے ہوئی اوسے لیکر ایک پرے مکان مین وضع حمل کے وقت روضۃ الصفا مین ہی کہ اول حمل مریم سے یوسف نجار برادر خالاتی اونکا مطلع ہوا کہ وہ بھی مسجد مین عبادت کیا کرتا تھا اور بحر مواج مین ہی کہ اول حضرت زکریا مطلع ہوئے اور اپنے گھر مین کہا وہ بولی یہ وہ مریم نہو جس سے عیسی پیدا ہوگا اور اخبار الدول مین ہی کہ یوسف نے جب اطلاع پائی تو مریم سے کہا کہ بلا تخم بھی درخت ہوتا ہی فرمایا نہین کہا لڑکا بے باپ ہوتا ہی کہان ہان آدم بلا پدر و مادر ہوئے تجھے بولا تو سچی ہی مگر یہ لڑکا کسکا کہلاوے گا فرمایا یہ لڑکا دیا ہوا اللہ کا ہی مثال اسکی آدم علیہ السلام کی ہی اور اوسیوقت حضرت عیسی نے جواب دیا کہ اشلہ مریم درست و بجا ہین نماز مین مشغول ہوا اور استغفار کر یہ سنکر یوسف نجار سخت تعجب مین آ او تھا روآیت ہی کہ حضرت مریم فرمایا کرتی تھین کہ جب عیسی علیہ السلام پیٹ مین تھے تب بھی مجھسے باتین کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر آتا تھا خاموش ہوجاتے تھے صرف آواز تسبیح آیا کرتی تھی معالم مین ابن عباس سے روایت ہی کہ جب وضع حمل کا وقت قریب پہونچا تو حضرت مریم بپاس ناموس وادی بیت اللحم مین کہ چھ میل شہر ایلیا سے واقع ہی تشریف لیگئین تاکہ عیسے

لگانے سے محفوظ رہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مریم کو آواز آئی کہ یہان سے نکل جا نہین تو قوم کے لوگ تیرے مولود کو قتل کرین گے سو وہ بقصد ہجرت برآمد ہوئین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام راہ بتانے کو ساتھ ہوے اور یوسف نجار بھی ہمراہ گیا یہانتک کہ بیت اللحم مین جا وہ فرما ہوئین اور بعض کے نزدیک ایک پہاڑ مین جو پورب طرف بیت المقدس کے واقع ہو گئین اور درد زہ کی شدت سے درخت خرمہ کے نیچے کہ اوسی پہاڑ مین واقع تھا بیٹھ گئین کما قال اللہ تعالی فاجاءہا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ہذا وکنت نسیا منسیا یعنے لے آیا اوسکو درد زہ ایک کھجور کی جڑ مین بولی کسیطرح مین مرچکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری یعنے ایک درخت کھجور کا سوکھا کھڑا تھا اوسکی آڑ مین تکیہ دیکر بیٹھین اور یہ کہتی تھین کہ الٰہی مین مر گئی ہوتی یا مین ایسی ہوتی کہ مجھکو کوئی جانتا نہوتا تو بہتر تھا اب تو بیت المقدس کے مجاور سب مجھے جانتے پہچانتے ہین کہ مین ایک سردار اور امام کی بیٹی ہون اور حضرت زکریا علیہ السلام میرے متکفل پرورش ہین اور ہنوز بکارت میری زائل نہین ہوئی اور کسی مرد کے پاس نہین گئی تو غضب کی بات ہی کہ ایسی حالت مین لڑکا جنتی ہون ای میرے پروردگار اس ندامت اور شرمندگی کا کیا علاج ہی اسی حالت اضطراب مین آواز دی کسی فرشتے مقرب نے یا خود حضرت مسیح علیہ السلام نے کہ غم نہ کھا اور آرزوے موت نہ کر خدا نے تیرے نیچے چشمہ جاری کیا ہی اوس سے پانی لے اور سوکھے درخت مین کھجورین لگی ہین اوسکو ہلا اور کھا اور آنکھ ٹھنڈی رکھ اور جو کوئی آدمی کچھ پوچھے تو کہنا کہ مین نے روزہ نہ بولنے کا رکھا ہی مین کسی سے بات نہ کرون گی چنانچہ سورۂ مریم مین ارشاد ہوا فناداہا من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا وہزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا یعنے آواز دی اوسکو اوسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اوس سے گرین گے تجھ پر پکی کھجورین اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو مین نے مانا ہی رحمن کا روزہ سو بات نہ کرون گی آج کسی آدمی سے جب حضرت مریم نے یہ سنا تو انکو ایک نوع کی تسکین ہوئی اوسیوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے اور سوکھی ندی جاری ہو گئی اور بعضے کہتے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے اپنا پاے مبارک زمین پر مارا کہ چشمۂ آب نکل آیا اور درخت کھجور کا سوکھا ہوا سبز ہو گیا اور اوسمین کھجورین لگین اور فرشتون نے غسل دیکر حریر بہشتی کے کپڑے مین لپیٹا اور حضرت مریم کی گود مین دیا کہ اونکی آنکھین ٹھنڈی ہوئین اور پانی چشمہ کا پینے لگین اور کھجورین کھانے لگین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدت حمل اور ولادت مین ایک ساعت تھی

اور بعض کے نزدیک نو مہینے پورے حمل رہا تھا اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے اور بعض کے نزدیک چھ مہینے اور مقاتل ابن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پہر دن چڑھے حاملہ ہوئین اور جب آفتاب خط نصف النہار سے گذرنے لگا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے اوسوقت عمر مریم کی دس برس کی تھی اور دو حیض ہو چکے تھے اور اخبار الدول مین ہے کہ نو ساعتین وقت حمل سے تا وقت ولادت گذرین تھین واللہ اعلم بالصواب اور ربیع ابن ہشیم کہتے ہین کہ جس عورت کے لڑکا پیدا ہوا ور وہ تر و تازہ کھجورین کھایا کرے تو نہایت فائدہ اوٹھاوے کوئی شی مفید تر جناب لیب زچہ کیواسطے نہین ہے جسطرح مریض کے واسطے شہد مین فوائد ہین اسیطرح ایسی عورت کو خرماے رطب مین مدارک التنزیل مین ہے کہ اوسیوقت سے خرماے رطب کا کھانا جنی عورت کو سنت ہوا ہے بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ جب مریم رضی اللہ عنہا مسجد بیت المقدس سے بیت اللحم مین بلحاظ شرم چلی گئین تو مجاوروہان کے اونکی تلاش مین مصروف ہوے مگر کسی جگہ نپایا آخر ایک شخص نے جانب بیت اللحم اشارہ کیا تو مجاور لوگ اوسی مقام مین گئے اور اسوقت مین جناب روح اللہ علیہ السلام پیدا ہو چکے سو مریم اونکو گود مین لیکر مجاوروں کے روبرو تشریف لائین اور معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت مریم عیسیٰ مسیح کو گود مین لیکر اپنی قوم مین آئین اور کلبی سے روایت ہے کہ یوسف نجار نے جو کہ برادر خالہ زاد یا عمزاد حضرت مریم کا تھا بعد ولادت کے ایک غار مین لیگیا اور چالیس دن نہایت حفاظت سے رکھا جب مدت نفاس گذر گئی تو انکو لیکر جانب قوم چلا اثناء راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ مین مسیح اللہ ہون یہانتک کہ گھر مین داخل ہوئین اور گھر والے گریہ و زاری کر کے طعنہ دینے لگے **فائدہ** بعضے حضرت مریم کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ اللہ نے ذکر انکا عداد انبیا مین کیا ہے کما قال اللہ واذکر فی الکتاب مریم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اونکے پاس آنا وارسلنا روحنا سے واضح ہوتا ہے اور جبرئیل پیغمبرونکو دکھلائی دیتے ہین نہ اور کسی کو مین کہتا ہون یہ قول مخالف نص صریح کے ہے کیونکہ اللہ صاحب فرماتے ہین

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم اور آیہ سورہ انبیا سے کسیطرح نبوت نہین نکلتی اور رویت جبرئیل علیہ السلام مخصوص با نبیا نہین ہے بلکہ اکثر اصحاب رسول اللہ نے اور اولیاے امت مرحومہ نے دیکھا ہے اور تائید اس قول کی جو فقیر کاتب الحروف نے بیان کیا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر خلافت کی صلاحیت عورت کو ہوتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مستحق خلافت تھین علاوہ بران نبوت و رسالت مین دعوت و اظہار معجزات لازم ہے اور یہ

مقتضی اشتہار اور اقتدار ہے اور انوثیت موجب استتار پس ان دونون مین تناقض اور منافات ظاہر ہے
اور یہ ظاہر ہے کہ عورت ناقصۃ العقل والدین ہوتی ہے اور نبی کو چاہیے کہ اعقل وافہم اہل زمانہ ہوتا کہ امر
دین مین کیسطرح کا فتور نہ پڑے الغرض القصہ بروایتہ صحیحہ حضرت مریم عیسی علیہ السلام کو گود مین لیکر اپنے
لوگون مین آئین تو لوگون نے زبان لعن وطعن کھولی کما جاء فی سورۃ مریم فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا
یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ہارون ماکان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا یعنے پھر لائی اوسکو اپنے
لوگون پاس گود مین بولی ای مریم تو نے کی یہ چیز طوفان ای بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی
تیری مان بدکار بعضے کہتے ہین کہ مریم کا ایک بھائی ہارون تھا اور بعض کے نزدیک ایک مرد فاسق تھا
اور معالم مین قتادہ سے نقل کی ہے کہ ہارون ایک مرد متقی تھا اوسی سے بنی اسرائیل متقی لوگون کو
مشابہت دیا کرتے تھے وہ مراد ہے یہ اخوت فی النسب کما قال اللہ تعالے کانوا اخوان الشیاطین
ای اشباہہم اور معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے آدمی بنی اسرائیل مین کثرت تھے چنانچہ روایت ہے کہ بروز وفات
ہارون متقی چالیس ہزار مرد مسمی بہ ہارون سوائے اور لوگون کے صلوۃ جنازہ مین شریک تھے اور بعضے
کہتے ہین اخت ہارون سے مشابہت بہ ہارون مراد ہے اور اصح یہ ہے کہ اخت ہارون سے نبی ہارون مراد ہے
کیونکہ دادا کا نام قوم پر اکثر بولا جاتا ہے جسطرح عاد وثمود اور مریم حضرت ہارون کی اولاد مین لاریب تھین
سو انکی نسبت اخت ہارون کہنا درست ہے جسطرح تمیمی کو یا اخا تمیم بولتے ہین الغرض جب اسیطرح قوم
نے طعنہ دیا تو مریم نے کہا مین نے روزہ کی نذر مانی ہے ہرگز بات نہین کر سکتی کیونکہ مین اپنے پروردگار
کی مناجات مین مشغول ہون اور یہ روزہ نہ بولنے کا شاید اوس دین مین درست تھا ہمارے دین مین جائز
نہین ہے پھر حضرت مریم نے عیسی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کما قال اللہ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم
من کان فی المہد صبیا یعنے پھر ہاتھ سے بتایا اوس مولود کو وہ بولے ہم کیونکر بات کرین اس شخص سے کہ وہ
گود مین ہے لڑکا بعد اوسکے ایک نے پوچھا ای لڑکے تیرا باپ کون ہے اور تو کون ہے فرمایا مین اللہ کا بندہ ہون مجھکو
اسنے کتاب دی ہے اور نبی کیا اور برکت والا بنایا ہے جس جگہہ مین ہون اور تاکید کی مجھکو نماز کی اور زکوۃ کی
جب تک مین رہون زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی والدہ سے اور نہین بنایا مجھکو زبردست بدبخت اور
سلام ہے مجھپر جسدن مین پیدا ہوا اور جسدن مرون اور جسدن کھڑا ہون زندہ ہوکر کما قال اللہ تعالے
قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت
حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا سدی سے
روایت ہے کہ جب عیسی نے قوم کا کلام سنا تو دودھ چھوڑکر یہ کلام کیا وہو الصحیح اور بعضے کہتے ہین

کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا تو فی الفور حضرت عیسیٰ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور پہلو سے چپ کے تکیہ کر کے متوجہ قوم سے ہوے اور جانب راست اشارے سے فرمایا انی عبد اللہ الی آخر الآیۃ اور وہب سے روایت ہی کہ جسوقت یہود مریم کے پاس آئے ہین تو اوسوقت حضرت زکریا مع حضرت یحییٰ کے موجود تھے انھون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ اپنی دلیل بیان کر اگر حکم الٰہی ملا ہو سو حضرت عیسیٰ نے کہا انی عبد اللہ الخ اور حضرت یحییٰ نے باوجود صغارت سن فرمایا اشہد ان عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ کو گود مین لیلیا پھر اوسوقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدت معینہ تکلم تک نہین بولے اور روایت ہی کہ اسوقت مین عمر حضرت عیسیٰ کی چالیس دن کی اور حضرت یحییٰ کی چھ مہینے یا دو برس یا تین برس کی تھی اور مقاتل سے روایت ہی کہ جسدن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے اوسیدن فرمانے لگے انی عبد اللہ الخ تاکہ قوم کے لوگ شرک مین گرفتار نہون اور بعض اہل تفسیر فرماتے ہین کہ آتانی الکتاب سے یہ مراد ہی کہ قریب ترا اللہ مجھے کتاب عنایت کرے گا اور جعلنی نبیا سے یہ کہ نبی کرے گا نہ یہ کہ فی الحال کتاب دی ہی اور نبی کیا ہی بلکہ یہ اخبار ہی لوح محفوظ سے اور بعضے کہتے ہین کہ انجیل حالت طفلی مین عنایت ہوئی تھی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ کو جوانون کی عقل عطا فرمائی تھی اور حسن سے روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حالت حمل مین توریت یاد کرائی تھی اور اخبار الدول مین ہی کہ جب حضرت عیسیٰ آٹھ دن کے ہوے تو انکا ختنہ ہوا اور نام یسوع رکھا گیا اور جب عیسیٰ تیس برس کے ہوے ہین تب وحی آئی اور انجیل نازل ہوئی **فائدہ** اگر کہا جاے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مال کہان تھا جو زکوٰۃ کا حکم ہوا تو جواب یہ ہی کہ آیۃ سے یہ مراد ہی کہ اگر مال ہو تو زکوٰۃ کی بھی وصیت ہی اور فقیر مؤلف کے نزدیک زکوٰۃ سے استکثار بالخیر مراد ہی اور تفسیر جواہر مین لکھا ہی کہ جن دنون ایشاع حاملہ ہوئین اوسی عرصہ مین مریم حاملہ تھین مگر ایک دوسرے کے حال سے بیخبر ایک روز مریم ایشاع کے گھر آئین تو ایشاع نے کہا ای مریم تجھکو خبر ہی کہ مین حاملہ ہون مریم نے ایک آہ سرد سے کہا ع مرا غمے ست کہ پیدا نمیتوانم کرد ⁂ ایشاع نے کہا اپنا حال تو بیان کر کہ اوسکی اصلاح کرون وہ بولین کہ میرے بھی حمل ہی لیکن تیرے حمل کا سبب ہی میرے حمل کا سبب نہین گو حکم ربانی ہی لیکن ہر شخص اس بات کو نہ مانے گا اور انجام کار خجالت و پشیمانی ہی ع مردن اولی نہ کہ با این سرشاری زیستن ایشاع نے کہا ۵ جانان غمے مباش کہ جانان رسیدنی ست ⁂ در کام تشنہ چشمہ حیوان رسیدنی است ⁂ تجکو بشارت ہی کہ تیرا بیٹا وہ رسول ہی جس کا حال توریت مین لکھا ہی کہ بے پدر پیدا ہو گا اور مردے زندہ کرے گا تب مریم کو تسلی

ہوئی اور دل مین کہنے لگین ؎ عیسی بظہور آمد من مردہ چرا باشم * ایام بہار آمد پژمردہ چرا باشم *
بعد اسکے ایک روز پھر ایشاع و مریم سے ملاقات ہوئی تو ایشاع نے کہا ای مریم تیرا حمل میرے
حمل سے افضل ہی مریم نے پوچھا تو نے کیونکر جانا ایشاع نے کہا جسوقت میرے تیرے ملاقات
ہوتی ہی تو میرا حمل تیرے حمل کو سجدہ کرتا ہی کذا فی اخبار الدول اور اس مقام مین حضرت مولانا رومی
فرماتے ہین ؎ مادر یحییٰ کہ حامل بد بدو * بود با مریم نشستہ دو بدو * گفت ای مریم درون تو شہیست
کز الوالعزم اور رسول آگہیست * چون برابر او فتادم با تو من * کردہ سجدہ حمل من ای ذو الفطن *
این جنین مر آن جنین را سجدہ کرد * کز سجودش در تنم افتاد درد * **فائدہ** یہ سجدہ سجدۂ تحیہ تھا کہ اوس اُمت
مین جائز تھا اور اس روایت سے واضح ہوتا ہی کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسی سے عمر مین بزرگ نہ تھے
فائدہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین لڑکون کے
سواے کوئی لڑکا گود مین نہین بولا ایک عیسی ابن مریم اور دو لڑکے اور صحیح بخاری و مسلم مین ہی
کہ جریج ایک مرد عابد بنی اسرائیل مین تھا اوسنے ایک عبادت خانہ بنایا تھا کہ اوسمین رہتا تھا اور
بنی اسرائیل اوسکا ذکر کیا کرتے ایکدن ایک عورت خوبصورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین جریج کو
بلا مین ڈالون پھر وہ عورت جریج کے پاس آئی اُسنے التفات نہ کیا اور اوس عبادت خانے
کے پاس چرواہے ٹھہرتے تھے سو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی کہ اوس سے حاملہ
ہوئی جب لڑکا جنی تو اوسنے جریج کا نام لیا بنی اسرائیل جریج کو مارنے لگے جریج نے سبب پوچھا
اونھون نے کہا کہ تو نے بدکار عورت سے زنا کیا ہی کہ وہ لڑکا جنی جریج نے کہا لڑکا کہان ہی بنی اسرائیل
اوسکو لائے جریج نے نماز پڑھکر اوس لڑکے کے پیٹ مین ٹھوکا دیا اور کہا تیرا باپ کون ہی اوسنے
کہا فلان چرواہا اس مقام پر حضرت صلعم فرماتے ہین کہ پھر تو لوگ جریج کو چومنے چاٹنے لگے اور بولے
کہ سونے کا عبادتخانہ بنا دینگے جریج نے قبول نہ کیا ایک لڑکا یہ ہوا دوسرا کسی زمانے مین ایک
لڑکا اپنی مان کا دودھ پیتا تھا کہ ایک مرد عمدہ سواری پر سوار ہو کر اوسطرف نکلا اوسکی مان نے کہا
الٰہی میرے بیٹے کو اس شخص کے برابر کرنا سو لڑکے نے چھاتی چھوڑکر اوس مرد کو دیکھا اور کہا الٰہی
مجھکو ایسا نکرنا پھر دودھ پینے لگا بعد اوسکے چھ آدمی ایک لونڈی کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے
زنا کیا ہی اور چوری کی ہی اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو اللہ کفالت کرتا ہی اور اچھا وکیل ہی سو اوس لڑکے
کی مان نے کہا کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا نکرنا جیسی یہ لونڈی ہی پھر اوس لڑکے نے دودھ چھوڑدیا
اور اوس لونڈی کو دیکھکر بولا کہ الٰہی مجھکو ایسا ہی کرنا پھر اوسی جگہ مان بیٹے مین گفتگو شروع ہوئی

لڑکے سنے کہا کہ سقر وہ مرد ظالم تھا سومین سنے کہا الٰہی مجھکو ویسا نبھیو اور اوس لونڈی سنے حرام نہ کیا تھا اور نہ چوری کی تھی سومین سنے کہا الٰہی مجھکو ایسا ہی کر دیجیو اس مقام سے واضح ہوا کہ حضرت یحییٰ کا گود مین بولنا اور حضرت موسیٰ کا تنور مین بولنا اور شاہد یوسف کا گواہی دینا حالت رضاعت مین جسکو بعض اہل تفسیر واہل سیر لکھتے ہین یہ قول ضعیف ہی غالبا وہب ابن منبہ سنے کتب بنی اسرائیل سے اسکو نقل کیا ہی القصہ یہودیون نے کلام حضرت عیسیٰ سنکر کہا کہ یہ لڑکا ساحر ہی اور یوسف نجار سے پیدا ہوا ہی آخرش جب تحقیقات ہوئی تو یوسف پاکدامن نکلا مگر پھر بھی کہنے لگے کہ یہ حرکت حضرت زکریا علیہ السلام سنے کی ہی ولہذا اونکے اور عیسیٰ اور مریم کے قتل پر مستعد ہوسے ناچار حضرت زکریا نے یہ تجویز فرمائی کہ عیسیٰ ومریم جانب مصر ہجرت کرین سو یوسف نجار دونون کو لیکر مصر کو چلا گیا اور یہودی سرگرم تلاش ہوسے اور حضرت زکریا سے کہنے لگے کہ اگر تیری خطا نہ تھی تو کیونکر تو نے عیسیٰ ومریم کو بھگا دیا اب ہم تجھکو قتل کرین گے لہذا حضرت زکریا چھپ رہے اور تیس برس نہ ملے جبدن حضرت عیسیٰ مسیح پھر بیت المقدس مین تشریف لاسے اوسیدن شہید ہوسے اور صورت واقعہ یون واقع ہوئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام وقت شام نماز پڑھکر مسجد سے نکلے یہودیون نے دیکھا پیچھے دوڑسے ایک درخت سامنے تھا اوسنے کہا یا نبی اللہ میرے بیچ مین آپ تشریف لادین چنانچہ حضرت اوسکی طرف گئے وہ پھٹ گیا آنجناب اوسمین پوشیدہ ہوسے اور کافرون سنے نہ جانا مگر ابلیس سنے نشان تبلایا اور بعضے کہتے ہین کہ ابلیس سنے ایک کونا چادر کا پکڑ رکھا تھا سو کافرون کو دکھلایا تب کافرون نے کہا کہ اے مرد اب ہم اسکو کسطرح پاوین تب اوسنے آرہ بنانا سکھلایا کہ ان لوگون سنے آرہ بناکر درخت کو سیدھا چیرنا شروع کیا جب کہ آرہ سر پر پہونچا حضرت زکریا نے شور کیا کہ اونکے نالے سے ملکوت اعلیٰ مین ایک زلزلہ پڑا اوسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے یا آواز غیب سے آئی کہ اگر پھر آواز آئی تو نام تیرا پیغمبرون وصابرون سے نکال ڈالا جائیگا تو نہین جانتا تھا کہ بناہ تمام عالم کی مین ہون پھر درخت کیطرف کسطرح بھاگا بعد اوسکے حضرت زکریا نے دم نہین مارا اور شکر خدا کرتے رہے یہانتک کہ یہودیون سنے چیر کر آدھا آدھا کر ڈالا

درین بلا نتیست پایدۂ تا چشیدہ کسی کجا داند • وانکہ اوبلت بلا دریافت • درد را بہتر از دوا داند • عمر حضرت زکریا کی بروایتے ایک سو تیس برس کی دبروایتے سو برس کی تھی مزار شریف سغارۃ الارواح تحت قبہ الخضرا بیت المقدس مین واقع ہی **فائدہ** اختلاف ہی کہ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت زکریا کے بعد ہوئی یا روبر و بعضے اہل سیر لکھتے ہین کہ جب خبر شہادت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت زکریا کو پہونچی تو آنجناب بھاگے کہ بادشاہ

سنے سپاہی اپنے اونکے پیچھے دوڑائے کہ دفعہ شجرہ واقع ہوا چنانچہ اخبار الدول مین اسیطرح لکھا ہی
اور اکثر محققین سنے شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعد رفع وصعود عیسیٰ علیہ السلام کے بیان
کی ہی چنانچہ حضرت مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نے تفسیر نظم الجواہر مین اور مولوی احسان اللہ ممتاز اور
نامی سنے اپنی مثنوی مین اسیطرح بیان کیا ہی وہذا اقرب الی الصواب واوفق بالکتاب کیونکہ دعاے
حضرت زکریا مین واقع ہی فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب اور دعا حضرت کی مقبول
ہوئی تو لابد مقتضاے وراثت یہ ہی کہ بعد حضرت زکریا حضرت یحییٰ اونکے قائم مقام رہین اور آپکی
جگہ محراب عبادت مین بیٹھین ولا یلزم الخلف فی وعداللہ **فائدہ** اختلاف ہی کہ حضرت زکریا علیہ السلام
بھی شہید ہوے یا کسی مرض سے وفات پائی اکثر محققین قائل شہادت ہین اور بعضے کہتے ہین کہ
آنجناب کی وفات مرض سے ہوئی چنانچہ وہب ابن منبہ سے منقول ہی کہ یہ واقعہ آرہ کا حضرت شعیا علیہ السلام
واقع ہوا ہی والاول ہو الصحیح **تنبیہ** در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام واضح ہو کہ آنجناب حسین
وجمیل وخوش ادا قصیر الاصابع طویل الانف پیوستہ ابرو رقیق الصوت وقوی تر عبادت خدا مین
تھے اللہ تعالیٰ سنے انکو طفولیت مین نبوت عطا فرمائی اور جب پیدا ہوے تو فرشتون سنے آسمان پر
لیجاکر انہار بہشت مین غسل دیا اور اثمار جنت کھلاے بعد اوسکے بحکم الٰہی گھر مین لائے تو اونکی نور
پیشانی سے تمام گھر روشن ہوگیا اور چار برس کی عمر سے گریہ وزاری مین مشغول ہوے جب کبھو اللہ
اونکی کھیلنے کو فرماتین تو جواب دیتے کہ اللہ سنے مجھکو لہو ولعب کے واسطے پیدا نہین کیا ایک روز
حضرت زکریا سنے کہا تو کیون رویا کرتا ہی مین سنے تجھکو خدا سے اسلیے مانگا تھا کہ میری آنکھین ٹھنڈی
ہون حضرت یحییٰ سنے کہا کہ تمہارے حکم کے موافق رویا کرتا ہون حضرت زکریا نے کہا مین نے کب
ایسا حکم دیا ہی حضرت یحییٰ بولے کہ تم نہین فرماتے تھے کہ مابین بہشت ودوزخ کے ایک عقبہ ہی کہ
قطع نہین کرسکتے اوسکو مگر جو لوگ خدا کے خوف سے گریہ وزاری کرتے ہین تب حضرت زکریا نے
کہا درست ہی بعد اوسکے ایک روز حضرت زکریا نے جناب باری مین عرض کیا کہ یا رب العالمین
مین سنے اولاد کی خواہش واسطے خوشی ومسرت کے تیری درگاہ مین کی تھی سو تو ایسی اولاد مجھکو عنایت
فرمائی کہ شب وروز اوسکے رونے سے مجھے غم والم ہی ارشاد ہوا کہ اے زکریا تو نے فرزند شائستہ
وفرمان بردار میرا چاہا تھا سو مین سنے عنایت کیا یعنے مین یہ چاہتا ہون کہ میرے شوق مین رویا کرے
اور میرے عذاب سے ڈرتا رہے تب حضرت زکریا نے سکوت کیا اور یہ وضع اختیار کی کہ بروقت
موعظت انکو اپنے ہمراہ نرکھتے تھے ایکدن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام احوال دوزخ کا

بیان فرماتے تھے اور اونکو معلوم تھا کہ حضرت یحییٰ یہان حاضر نہین ہین حالانکہ آنجناب گوشۂ مسجد مین
بیٹھے ہوے سنتے تھے جب حضرت زکریا نے فرمایا ان جہنم لموعدہم اجمعین یعنے کفار کے واسطے دوزخ
کا وعدہ ہے اس کلمے کے سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام مسجد سے بھاگے اور ایک پہاڑ پر سات شبانہ روز
روتے رہے کہ ایک چرواہے نے اونکی ماں کو خبر کردی وہ بیچاری تلاش کرتی ہوئی گئین اور بہت مشکل
سے گھر لائین اسوقت مین عمر حضرت کی سات برس کی تھی اسی عرصہ مین ایک روز بیت المقدس مین
مشغول بعبادت تھے کہ چند عابد و درویش قوم بنی اسرائیل کے بالون کے تاج اور جبے صوف کے
پہنے عبادت مین مصروف نظر آئے تو حضرت نے اپنی والدہ سے التماس کیا کہ ہمکو بھی اسیطرح کی
پوشاک بنا دو تو ہم بھی ان لوگون کے ساتھ عبادت کیا کرین چنانچہ اونکی والدہ نے اوسیطرح کا
لباس پہنایا کہ اوسی لباس مین مشغول بعبادت ہوسے اور تقلیل غذا و شراب مین کوشش فرمانے لگے
یہانتک کہ شدت عطش مین اپنے پیر پانی مین رکھدیتے تھے اور ہرگز سرد پانی نہ پیتے تھے اور
فرماتے تھے کہ قسم ہے عزت و جلال خدا کی کہ نہ پیونگا ٹھنڈا پانی جب تک بازگشت اپنا جنت یا نار کی
طرف نہ دیکھ لونگا سو یہ حال دیکھکر حضرت زکریا بہت روے اور ایک قرص شعیر کھلایا اور پانی پلایا
اور قسم کا کفارہ دلوایا اور ران دونون مین بسبب اسکے کہ بدن شریف نہایت لطیف و نرم تھا تو کثرت
ریاضت و سختی جبہ صوف سے گوشت گل گیا تھا ایک روز آنجناب نے اپنا بدن دیکھا اور رونے لگے
اوسیوقت ارشاد الٰہی ہوا کہ اے یحییٰ تو اپنے بدن کے گوشت پر روتا ہے قسم ہے اپنے عزت کی اگر تو
مطلع ہو دوزخ کے حال پر تو مدرعہ حدید پہنے اسپر حضرت یحییٰ اسقدر روے کہ آنسوؤن سے گوشت
رخسارون کا گل گیا کہ اونکی والدہ نے دو ٹکڑے نمدے کے گالون پر رکھے کہ اوس سے زخم بند
ہوگئے اس کثرت سے حضرت یحییٰ پھر روئے کہ دونون ٹکڑے تر ہوکے بہ نکلے تب آنکو نچوڑا او
آنسو اونکی ماں کے ہاتھون پر جاری تھے کذا فی اخبار الدول اور کتاب کشف الاسرار مین ہے کہ
سوال کیے گئے حضرت یحییٰ اس بات سے کہ تم کسواسطے گھر نہین بناتے اور کیون سواری نہین رکھتے
اور کسلیے نکاح نہین کرتے فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ سید الدار و سید الحمار و سید الفلانیۃ کہلاؤن
اور ہرگز میری خواہش نہین ہے کہ اسم سیادت مجھپر بولا جاسے کاتب الحروف کہتا ہے لما ترک السیادۃ
وتواضع سماہ اللہ سیدا وحصورا کما قال اللہ تعالی ان اللہ یبشرک بیحییٰ مصدقا بکلمۃ وسیدا وحصورا
ونبیا من الصالحین یعنے اللہ تجکو خوش خبری دیتا ہے یحییٰ کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور
سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاے گا اور نبی ہوگا نیکون مین اس جگہ گواہی سے تصدیق

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی مراد ہی کیونکہ حضرت عیسیٰ کا خطاب ہی کلمہ اور حضرت یحیی علیہ السلام باوصف اسکے کہ خود نبی تھے لیکن بعد بعثت حضرت عیسیٰ کے لوگون کو اونکی اطاعت کی ترغیب دیتے تھے اور سید سے مراد شریف و نیکخو پسندیدہ خلق ہی کہ غضب و غصہ اوسپر مستولی نہو بلکہ وقت غضب تواضع و حلم اختیار کرے اور علم و تقوی مین تمام قوم سے فائق تر ہو سو علم علم تقوی عصمت حضرت یحیی علیہ السلام مین بوجہ کمال تھی چنانچہ لم یعمل معصیتہ ولم یھم بہ اونکی شان مین ہی وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا اوسپر برہان اور بعضے کہتے ہین کہ سید وہ ہی جو راضی بقضا ہوکر وقت حکم آپکو تسلیم کرے چنانچہ یہ بھی وقت شہادت کے ظاہر ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ سیادت تتمہ بلندہمتی ہی سو بلندہمتی کا یہ حال تھا کہ مدت العمر حضرت یحیی کو دنیا و متاع دنیا کا خطرہ بھی دل مین نہین آیا اور حصور سے یہ مراد ہی کہ اپنے دل کو لہو و بازی سے اور نفس کو شہوت و لذات سے باز رکھے سو بھی ظاہر ہوا کہ حضرت یحیی کو سوائے گریہ و زاری کے لہو و بازی کی فرصت نہ تھی اور باوصف شباب و حصول قوت عورت کے پاس نہین گئے ہرچند کہ آرزو کی لڑکے ایسے ستھرے نہین ہوتے لیکن اللہ تعالی نے انکو سعادت مندازلی پیدا کیا تھا الغرض بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام کے احب نامی بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت یحیی کو نہایت عزت اور غایت اکرام مین رکھنے لگا کہ بے حکم انکے کوئی کام نکرتا تھا آخرکار اوس بادشاہ کو اپنی جورو کی لڑکی سے تعشق پیدا ہوا سو اوسنے حضرت یحیی علیہ السلام سے استفتا کیا حضرت نے منع کیا اور بعضے کہتے ہین کہ چند آدمیون نے بادشاہ سے باشارہ ملکہ عرض کیا کہ ملکہ بوڑھی ہوگئی ہی آپ اوسکی بیٹی سے کہ وہ دوسرے شوہر سے ہی توجہ فرمائیے بادشاہ نے حضرت یحیی علیہ السلام سے مشورہ کیا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی تجھپر حرام ہی بادشاہ نے سکوت کیا مگر ملکہ کافرہ قتالۃ الانبیاء کو حضرت یحیی سے عداوت پیدا ہوئی اوسنے یہ کام کیا کہ جسوقت بادشاہ شراب پینے کو بیٹھا اور نشے مین مست ہوا تو اوسنے اپنی بیٹی کو بلباس فاخرہ آراستہ کرکے بھیجا اور کہدیا کہ تو حاضر ہوکے شراب پلا اور جسوقت بادشاہ تیرے ساتھ صحبت کا قصد کرے تو انکار کرکے کہنا کہ مین تیرے پاس نہ ہونگی جب تک یحیی علیہ السلام کا سر مبارک کٹا ہوا طشت مین نہ آوے گا چنانچہ وہ شراب پلانے کو حاضر ہوئی اور بادشاہ نے صحبت کا قصد کیا اوسنے حضرت یحیی کا سر مانگا بادشاہ نے کہا کہ اور کچھ طلب کر یہ مجھسے نہوگا اوسنے کہا مین اور کچھ نہین چاہتی ناچار بادشاہ نے غلبہ سکر و شہوت مین حکم دیا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کا سر لایا جائے یہ خبر مشہور ہوئی علما و احبار بنی اسرائیل نے حاضر ہوکر دست بستہ التماس کیا کہ اگر خون حضرت یحیی علیہ السلام کا

زمین پر گرے گا تو گھاس روے زمین پر نہ جمے گی بادشاہ نے کہا کہ سر مبارک طاس میں رکھکر کاٹا جا
اور خون کوئین مین ڈال دیا جاے عالمون نے کہا کہ خون ناحق یحییٰ علیہ السلام کا تیرے حق مین
اچھا نہین ہی مگر بادشاہ نے غلبۂ شہوت خسیسہ مین خیال نہ کیا اور جلادون کو مسجد مین بھیجا اوسوقت
حضرت یحییٰ علیہ السلام محراب داؤد علیہ السلام مین نماز پڑھتے تھے کہ جلادون نے آکر سر مبارک
تن سراسر نور سے جدا کیا اور طشت مین رکھکر بادشاہ کے روبرو لاے تو سر سے آواز آتی تھی کہ ای
ملک یہ عورت تجھپر حرام ہی ہرگز حلال نہ ہوگی لیکن غلبۂ شہوت مین ایسی باتون کا کون خیال کرتا ہی
بادشاہ صحبت بد مین مصروف ہوا اور ایک گڈھا عمیق کھدوا کر سر کو اپنے گھر مین دفن کرایا تو خون نے
جوش مارا کہ تمام گھر بھر گیا اوسیوقت بادشاہ گھر سے باہر بھاگا دوسرے دن صبحکو بادشاہ نے اوس
خون پر مٹی ڈلوائی مگر غلیان دم موقوف نہوا یہانتک کہ بہتے ہوے شہر پناہ کو پہونچا اور بادشاہ مع عورت
و بیٹی و توابع اوسکے زمین مین دھس گئے اخبار مین وارد ہی کہ چالیس دن آفتاب حضرت یحییٰ علیہ السلام
پر رویا کیا یعنے بطلوع حمرا و بغیب حمرا روایت ہی کہ جب حضرت یحییٰ مقتول ہوے تو ملائکہ نے جناب
الٰہی مین عرض کیا الٰہی کس گناہ سے یحییٰ مارا گیا حالانکہ اوسنے کبھو قصد گناہ بھی نہین کیا تھا ارشاد
ہوا کہ یحییٰ نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ عزم گناہ کیا لیکن مجھسے محبت رکھتا تھا اور حب کو قتل لازم ہی کذا فی
اخبار الدول اسفار معتبرہ مین ہی کہ بعد قتل یحییٰ علیہ السلام و ہلاکت سلطان مع توابع کے منتقم حقیقی
نے ایک بادشاہ ملوک بابل سے جسکو خردوش کہتے ہین واسطے انتقام اس جریمہ کے بھیجا کہ وہ بیت المقدس
مین آیا اہل شہر نے کواڑ بند کر لیے اور قلعون مین دب رہے کہ بادشاہ مقام کرنے سے تنگ ہونے لگا
آخر کار ایک بوڑھیا قوم بنی اسرائیل کی بادشاہ کے پاس آئی اور اوسنے کہا اگر تجھکو دخول اس شہر
مین منظور ہی تو شہر پناہ کے چارون طرف لشکر کی شلین بانٹ دے اور وہ لوگ باواز بلند ندا کرین کہ اللھم
انا نستفتحک ہذہ المدینۃ سو بادشاہ نے صبح کے وقت ایسا کیا جیسا بوڑھیا نے تبلایا تھا اوسیوقت
شہر پناہ کی دیوارین گر پڑین اور لشکر کے لوگ شہر مین گھس پڑے اور وہ بوڑھیا ساتھ ہوئی اور اوس
مقام پر لیگئی جس جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون پڑا تھا چنانچہ بادشاہ نے دیکھا تو خون بدستور
جوش و غلیان مین تھا اوسنے کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ جب بیت المقدس کو فتح کرونگا تو قتل عام کا
حکم دونگا کہ خون وہان کے لوگون کا شہر سے بہکر فرودگاہ لشکر تک آوے سو اوسنے جلادون کو
حکم دیا کہ ذبح کرو یہانتک کہ خون وسط لشکر مین جاری ہو جاے اور خود پلٹ کر لشکر مین آیا اور
مسے زوزاوان رئیس لشکر کو اس کام معین فرمایا چنانچہ اوسنے دروازے شہر کے بند کرا کے ستر ہزار

اسی ہزار آدمی ذبح کرائے بعد ازان سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قریب جاکر کہا کہ ای
یحییٰ میرا تمہارا پروردگار جانتا ہی جس قدر آدمی مین نے تمہارے خون کے بدلے ذبح کیے ہین
ہدایت کرو مجھکو بحکم خدا ورنہ کسیکو تمہاری قوم سے باقی نچھوڑونگا خون سے ہدایت ہوئی کہ اب
قتل موقوف کرا وسنے قتل کرنا موقوف کیا اور بقیۃ السیف بنی اسرائیل کو جمع کرکے کہا کہ بادشاہ
نے مجھے حکم دیا ہی کہ تم لوگون کو ذبح کیا یہانتک کہ خون وسط لشکر مین پہونچے اور مین استطاعت
نہین رکھتا کہ اوسکے حکم کے خلاف کرون وہ بولے جیسا حکم ہی بجالاؤ مگر خون یحییٰ علیہ السلام نے
منع کر دیا تھا اسلیے رئیس لشکر نے ایک حیلہ تجویز کرکے حکم دیا کہ ایک خندق کھودی جائے اور
مواشی قوم بنی اسرائیل کے ذبح کرکے اوس خندق مین ڈالین جائین اور اوپر اجسام مردہ
بنی اسرائیل جو شہر مین جمع ہین رکھے جائین چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھون سے یہ کام کیا
کہ خون نے سیلان کیا اور وسط لشکر مین پہونچا بادشاہ نے دیکھکر حکم دیا کہ قتل موقوف ہو بعد اسکے
خردوش جانب بابل روانہ ہوا اوسیوقت سے بنی اسرائیل پر احتقار و ذلت نے غلبہ کیا کہ اتنک
کسی جگہہ انکو حکومت و دولت حاصل نہین ہی اور بیت المقدس ایسا ویران ہوگیا کہ بعض لوگ
رومی اوسمین رہنے لگے حتی کہ زمانہ حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب مین ابو عبیدہ ابن الجراح
اسکے ہاتھ پر فتح ہوا اور مسلمانون نے بحکم امیر المومنین پھر اوسکو تعمیر کیا زید ابن واقد سے اتحاف الاحقا
مین روایت ہی کہ ولید ابن عبد الملک بن مروان نے مجھکو واسطے تعمیر جامع دمشق کے وکیل مقرر
کیا اوسمین مین نے ایک مغارہ پایا کہ مین نے ولید کو اطلاع کی وہ دونون ہاتھون مین شمع لیکر آیا
اور اسکے اندر اترا وہان ایک کنیسہ تین گز کا مربع نظر آیا اوسمین ایک صندوق ملا اوسکو کھولا تو اوسمین
ایک جامہ دان تھا اوسکے اندر سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تھا اور جامہ دان پر لکھا تھا کہ
ہذا راس یحییٰ بن زکریا سو اوسکو پھر اوسی مقام پر رکھدیا اور وہان قبہ بنوا دیا کہ زیارت ہوتی ہی اور لوگ
وہان سے برکت حاصل کرتے ہین کذا فی اخبار الدول اور جسد شریف بیت المقدس مین مدفون ہی
اور بعضون کے نزدیک فلسطین مین ہی اور عمر شریف چالیس برس سے کچھ زیادہ ہوئی ہی کذا فی
نظم الجواہر فائدہ اب احوال حضرت عیسیٰ مسیح کا سننا چاہیے سو اول بیان چند امور کا ضرور ہی
اول یہ کہ کلام الٰہی مین کئی جگہہ انکو خدا کا کلمہ کہا ہی سو یہ ایسا ہی جسطرح اور جگہہ روح انسانی کو
قل الروح من امر ربی فرمایا ہی کیونکہ جب کوئی چیز بلا سابقہ اسباب ظاہر ہوتی ہی یا اوسکے آثار اشیا
محسوسہ روزمرہ سے جدا ہوتے ہین تو بولتے ہین کہ یہ صرف حکم خدا ہی اور ہر عقلمند جانتا ہی کہ

تفریح حضرت عیسیٰ

۱۲

اسکے معنی یہ نہین ہین کہ وہ خبر صفت قدیمہ حق ہی سوجب مشرکین عرب اور یہودیون نے دیکھا کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونیکے قائل ہین تو اعتراض بیجا کرنے لگے اونکے جواب مین ارشاد ہوا انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ یعنے نہین ہی عیسیٰ مسیح مگر مریم کا بیٹا بھیجا ہوا اللہ کا اور اوسکا کلام جو ڈالدیا مریم کی طرف اور روح ہی اوسکے یہان کی خلاصہ یہ کہ خدا کا حکم مریم پر ڈالا گیا و بنا بر تکون جنین حکم خدا بلفظ کن پہونچا سو جنین بن گیا پس یہ دلیل اونکے خدا ہونیکی نہین ہی کیونکہ جمیع مخلوق کلمۃ اللہ ہین پس اگر حضرت عیسیٰ خدا ٹھہرین تو غیر تناہی خدا ہوتے ہین اور اطلاق روح ایسا ہی جیسا حضرت آدم کی نسبت ہی فنفخت فیہ من روحی سو جسطرح روحی مین روح کی نسبت خدا نے اپنی طرف فرمائی اوسیطرح روح منہ مین اور تکون جنین کو ہر محاورے مین بولتے ہین کہ ایک جان پیٹ مین خدا کی طرف سے آتی ہی اور یہ محاورہ اس بنا پر ہی کہ جب تک جنین ماں کے پیٹ مین ہی تو اوسکا جز ہی سو جان پڑنے کی نسبت اوسکی پیٹ کیطرف کیجاتی ہی نہ جنین کے بدن کی طرف اور حضرت آدم کا بدن جو تھا سو زمین سے اوپر تھا کا لجز نہ تھا لہذا اوس جگہ روح کے ڈالنے کی نسبت اونکے بدن کی طرف کی گئی بخلاف حضرت مریم کے کہ یہان وہ جنین جب تک اونسے جدا نہین ہوا اونکا جز تھا لہذا اوس روح کے ڈالنے کی نسبت مریم کی طرف ہوئی اور پیکر عیسوی کے طرف نہ کی گئی اسلیے کہ وہ مستقل بالذات نہ تھی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت عیسیٰ عین روح تھے تو انکی نفی تیسری انجیل کے چوبیسوین باب نسخہ ۱۸۳۱ء درس انتالیس مین ہی کہ میرے ہاتھون اور پانؤن کو دیکھو کہ مین اب ہی ہون مجھے ٹٹولو اور دریافت کرو کہ روح مین گوشت اور ہڈی نہین ہوتی جیسا تم مجھین دیکھتے ہو دوسرا یہ کہ جنس بشر سے ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور نہین ہی ورنہ حضرت آدم آدم نہون اسلیے کہ اونکے ماں باپ نہ تھے بلکہ خدا نے لونکوٹی سے بنایا تھا اور اگر یہ امر واجب ہو تو چاہیے کہ حضرت عیسیٰ بھی آدمیون کے خواص نہون حالانکہ بالاتفاق ثابت ہی کہ اونمین اس سبب سے کہ مریم سے پیدا ہوے ہمہ جہت خواص آدمی کے تھے اور صدہا مرتبہ آپکو ابن آدم فرماتے رہے اور تیسری انجیل مین صاف صاف لکھا ہی کہ بعد واقعہ صلیب جب حواریون پر ظاہر ہوے اور حواریون نے جانا کہ ہمکو روح نظر آتی ہی تب حضرت عیسیٰ نے اس شبہہ کو رفع کر کر اپنے ہاتھ پانؤن دکھلاے اور کھانا مانگا حواریون نے تھوڑی بھونی مچھلی اور شہد دیا کہ حضرت عیسیٰ نے اونکے سامنے کھایا گویا کہ اشارہ فرمایا کہ مین بدن عنصری سے موجود ہون اور عالم ناسوتی کے احکام مجھ مین باقی ہین تیسرا یہ کہ مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب ہی اور زبان عبری مین مسیحا بھی کہتے ہین یعنے مبارک اور لغت سریانی مین ایشوع یعنے کار بجت اور صحیح معنی مسیح کے یہ ہین کہ جسکے

ہاتھ سے بیمار اچھے ہون یا جسکا کہین وطن نہو ہمیشہ سیاحی مین رہے ہذا ایقلت من الاستفسار
اب واضح ہو کہ بعد تیس برس کے حضرت عیسیٰ مصر سے بیت المقدس مین پھر تشریف لائے اور
بنی اسرائیل کے نبی ہوے اور کریم کارساز نے کئی معجزے عنایت فرمائے اول یہ کہ توریت
بلکہ ہر ایک کتاب آسمانی بغیر پڑھے انکو یاد تھی اور انجیل ایک کتاب جدید بھی عنایت ہوئی اور کئی
مشکل حکم توریت کے موقوف ہوے پس حضرت عیسیٰ نے دعوت حق شروع کی اور احکام توریت
جاری کرنے لگے سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکی تصدیق فرمائی مگر اور کسینے نہ مانا
بلکہ کہنے لگے کہ ہم اسکی بات نہ مانین گے اور جو کوئی معجزہ اپنی رسالت پر رکھتا ہو بیان کرے یہ سنکر
حضرت عیسیٰ نے فرمایا انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم یعنے مین لایا ہون نشانی تمہارے پروردگار طرف سے
وہ بولے کہ کیا نشانی ہے دکھلاو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ
فیہ فتکون طیرا باذن اللہ یعنے مین آیا ہون تم پاس نشان لیکر وہ یہ کہ بنا دیتا ہون مٹی سے
صورت جانور کی پھر اوسمین پھونک مارتا ہون تو وہ ہو جاوے اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے یہ فرماکر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے ایک جانور بصورت خفاش بنایا اور اپنا دم اوسمین دم
کیا فی الحال بقدرت حق اوڑنے لگا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ معجزہ موافق یہودیون کی فرمایش کے
ظاہر فرمایا تھا یعنے یہودیون نے کہا کہ اگر ہمارے لیے ایک خفاش مٹی سے بناکر زندہ کرو تو ہم
مانین وہی حضرت عیسیٰ نے بنایا اور اُڑایا وہب ابن منبہ بیان کرتے ہین کہ وہ جانور جب تک آدمیون
کو نظر آتا اڑتا رہتا اور جب نظر سے غائب ہوتا فی الفور گر پڑتا اور مشہور ہے کہ مٹی سے صورت خفاش
کی بنائی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ سب قسم کے جانور بنائے تھے اور تخصیص خفاش کی اسلیے ہے کہ
خفاش پرندون مین اعجوبہ ہے کہ بے پر و بال اوڑتا ہے اور بچہ بھی جنتا ہے اور دانتون سے کھاتا ہے
اور ہوا مین بلند نہین ہوتا اور ہنستا اور روتا اور حیض و بول کرتا ہے اور روشنی آفتاب نہین دیکھتا اور
دو ساعت سے زیادہ یعنے بعد غروب آفتاب اور ازالہ شفق مغربی و بعد از طلوع فجر و قبل از اسفار
شکار نہین کرتا اور نر مادہ کے پستان ہوتے ہین اور اپنا دودھ آپ بھی پیتے ہین اور اپنا بچہ لیے جاتے ہین
جہان کہین جاتے ہین **فائدہ** بعضے کہتے ہین کہ اسم اعظم کے زور سے حضرت عیسیٰ یہ کام
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ تخلیق اور تکوین پیدا کرتے تھے اور صحیح یہ ہے کہ صرف تصویر
بناتے تھے اور افاضہ حیات جانب تکون حقیقی سے تھا کہ نفس عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر
ہوتا تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دم جبرئیل سے پیدا ہوے اور جبرئیل روح محض تھے

سو دم عیسیٰ سبب حیات پر دلالت ہوا بلکہ اللہ جل شانہ نے خاصیت نفس عیسوی مین رکھی تھی کہ جس چیز مین پھونکتے زندہ ہو جاتی اور یہ خرق عادت بلاشک معجزہ تھا مگر یہ معجزہ معجزات حضرت موسیٰ اور صالح سے زیادہ نہین اور دوسری تیسری چوتھی نشانی یہ ہی کہ ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ یعنے چنگا کرتا ہون جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلاتا ہون مردے اللہ کے حکم سے بعضے کہتے ہین کہ اکمہ شب کور کو کہتے ہین مگر صحیح یہ ہی کہ نابینا مادرزاد مراد ہی جو شگاف بصر نرکھتا ہو کیونکہ شب کوری اور بیاض وسیل وغیرہ امراض کا زائل ہو جانا مشکل نہین ہی بخلاف جبلی اور خلقی کہ اوسکے ازالہ مین اعجاز درکار ہی اور برص دو طرحکا ہوتا ہی ایک وہ کہ علت بخوبی مستحکم نہین ہوئی یعنے اس موضع پر بال سیاہ جمتے ہون اور سوزن کے لگانے سے خون نکلے اسکا علاج اطبا کیا کرتے ہین اور زائل بھی ہو جاتا ہی دوسرے وہ کہ بالکل علاج پذیر نہین یعنے بال سیاہ نہ جمین اور خون نہ نکلے پس آیت قرآنیہ مین بھی برص مراد ہی اور تخصیص ان دونون علتون کی اس سبب سے ہوئی کہ علاج انکا دشوار ہی اور زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مین حکیم بہت تھے تو ایسا معجزہ عنایت ہوا تاکہ حکما عاجز آ کے دعوت ایمان قبول کرین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب بیمار آتے تو بشرط قبول ایمان دعا کرتے وہ اچھے ہو جاتے کشف الاسرار مین لکھا ہی کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی اللھم انت آلہ من فی السماء والٓہ من فی الارض لا آلہ فیھا غیرک الٰہی انت جبار من فی السماء وجبار من فی الارض لا جبار فیھا غیرک وانت حکم فی السماء وحکم فی الارض لا حکم فیھا غیرک قدرتک فی الارض کقدرتک فی السماء وسلطانک فی الارض کسلطانک فی السماء اسئلک باسمک الکبیر ووجھک المنیر وملکک القدیم انک علی کل شیٔ قدیر اور تفسیر کبیر مین شعبی سے منقول ہی کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احیاء موتیٰ مین یہ تھی یا حی یا قیوم اور تفسیر تیسیر مین لکھا ہی کہ یا حی یا قیوم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد اکثر مفسرین کو اتفاق ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے ہین تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ایک عازر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا اوسکا گھر حضرت عیسیٰ کے گھر سے تین منزل تھا سو وہ بیمار ہوا اوسنے اپنی بہن حضرت عیسیٰ کے پاس بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ؎ ما قوت رفتار نداریم اگر یار ٭ نزدیک تر آئی قدمے دور نباشد ٭ اوسیدن عازر مرگیا اوسکے قریبون نے ایک دن انتظار کر کے دفن کر دیا بعد ازان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یارونکو لیکر تشریف فرما ہوے بہن عازر کی ساتھ تھی رونے لگی حضرت عیسیٰ کو رحم آیا تو عازر کی قبر پر تشریف لیگئے اور دو رکعتین نماز باخلاص تمام

ادا کر کے یہ دعا فرمانے لگے اللھم رب السموات السبع والارضین السبع انک ارسلنی الی بنی اسرائیل
ادعوہم الی دینک واخبرہم انی احیی الموتی باذنک فاحی العازر حضرت حق تعالے دعا قبول فرمائی
اور عازر کو زندہ کر دیا عازر نے قبر سے نکلکر سلام علیک کیا پھر مدت مدید جیتا رہا کہ اوسکے اولاد ہوئی
دوسرا ابو العجوز ایک بوڑھیا کا لڑکا وہ مرگیا سو اوسکو کفنا کے گورستان کو لیے جاتے تھے دفعۃً
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلوہ فرما ہوے تو اسکی مان پیچھے روتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی تھی ع
رفتی و درد و داغ توام یادگار ماند * صد حسرت از تو در دل امیدوار ماند * حضرت عیسیٰ کو شفقت
دامنگیر ہوئی فرمایا کہ ای عجوزہ غم مت کر کہ مین خدا سے دعا کرتا ہون وہ اس مردے کو زندہ کر دیگا
سو حضرت نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو گیا تیسری سام بن نوح علیہ السلام اور سبب اونکے احیا
کا یہ واقع ہوا کہ منکرین کہنے لگے حضرت عیسیٰ تھوڑے دنون کا مردہ زندہ کرتے ہین اسمین یہ بھی
احتمال ہو کہ وہ مردہ سکتے مین گرفتار ہو گیا ہوا در بعد ایک دو دن کے ہوش مین آگیا اگر مردہ کئی
سال کا زندہ کرین تو البتہ ہمکو یقین ہو تب سب لوگ جمع ہوکر ہمراہ حضرت عیسیٰ ہو حضرت سام
بن نوح علیہ السلام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا سام قم باذن اللہ قبر
سام پھٹ گئی اور حضرت سام زندہ ہو کر نکلے اور بعضے مفسرین بیان کرتے ہین کہ سام بن نوح
بادشاہ نصیبین کے روبرو زندہ ہوے ہین قصہ اوسکا بھی مفصل بیان کرونگا اور چوتھا مردہ
عاشر تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرید اور معتقد اور مشہور یہ ہو کہ ایک شخص مسمی عاشر کہ
لوگون سے خراج لیتا تھا اوسکی بیٹی مرگئی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے بعد ایک دن کے زندہ
ہوئی اور چندے اس عالم مین رہی اور بعضے کہتے ہین کہ چوتھا مردہ ایک بادشاہ کا بیٹا تھا کہ اوسکے
باپ نے کمال منت اور سماجت سے زندہ کرایا اوسکا قصہ قریب تر بیان کیا جائیگا **فائدہ**
تفسیر بصائر مین ایک قصہ عجب اس معجزہ کا لکھا ہو مضمون اوسکا بالاختصار یہ ہو کہ ایک دن
حضرت روح اللہ نے ایک جوان خوبصورت گورستان مین روتے ہوئے پایا حضرت کو اوسکی
حالت پر رحم آیا ارشاد کیا کہ ای جوان تو کیون اتنا بیقرار ہو اوسنے عرض کیا یا حضرت میری
عورت نہایت خوبصورت تھی اور مین اوسپر عاشق تھا عین جوانی مین مرگئی ہو تنہائی کی وحشت
اور بیکسی کی مشقت مجھسے سہی نہین جاتی ع سخت دشوار است تنہا ماندن از دلدار خود * با کہ
گویم حال تنہا ماندن دشوار خود * سو آپ طبیب دردمندان اور حبیب مستمندان ہین سوائے
آپ کے اپنا درد کس سے کہون اور دوا اسکی کس سے مانگون مصرع رحمے کن ای رحیم کہ

جاے ترحم ہست ✤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوسکی قبر کہان ہو مجھکو تبلا اوسنے نہایت انبساط اور غایت نشاط سے دوسرے کی قبر تبلائی حضرت عیسیٰ نے دعا کی قبر سے بھی ایک شخص سیاہ رو تباہ حال نکلا حضرت عیسیٰ نے پوچھا تو کون ہو اوسنے اپنا کچھ احوال عرض کیا وہ تھا کافر کہ تمام عمر بت پرست رہا تھا اور وقت مرگ سے اسوقت تک عذاب مین گرفتار تھا حضرت عیسیٰ نے اوسکا حال دریافت کر کے دعوت ایمان فرمائی کہ وہ کافر شورستان غوایت سے سرچشمۂ ہدایت مین پہونچا اور کلمہ شہادت زبان سے کہکر توحید اور ایمان پر پھر مرگیا تب اوس جوان فراق رسیدہ نے التماس کیا کہ یا حضرت مجھسے غلطی واقع ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبسم ہوے اور اوسکی عورت کی قبر پر تشریف لیگئے اللہ تعالیٰ نے اونکی دعا سے اوس عورت کو زندہ کیا کہ وہ جوان اپنی عورت لیکر جانب شہر روانہ ہوا راہ مین ایک شہزادے نے اوس عورت کو دیکھا عاشق ہو کر مدعی ہوا کہ یہ عورت ہماری لونڈی ہو اسکو تو کہان لیے جاتا ہو اوسنے کہا میری عورت ہو اوس عورت نے انکار کیا اور کہا کہ مین شہزادے کی لونڈی ہون اور شہزادے کے ساتھ گئی وہ جوان روتا ہوا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین کہ آنجناب اُسوقت تک قبرستان مین تھے حاضر ہوا اور اپنا ماجرا کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جوان کے ساتھ شہزادے پاس تشریف لائے اور اوس شہزادے کو نصیحت فرمائی اوسنے نہ مانی تب عورت کی طرف متوجہ ہوے اوسنے صورت موت اور حیات سے انکار کیا اور بے ایمان ہوگئی حالانکہ زندگی مین حضرت عیسیٰ کا ایمان رکھتی تھی آخر کار حضرت عیسیٰ کی دعا سے ہلاک ہوئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ معاملہ حق ہو کہ ایک شخص کافر مرا تھا زندہ ہو کر اسلام لایا اور باایمان اس جہان سے اوٹھا اور یہ عورت ایمان دار تھی مرتد کر مری یہ نکتہ سر قضا و قدر سے ہو وہم اور خیال اس واقعہ سے بیجود اور عقل اہل کمال اس قصہ سے بیخبر ہو ✤ آنراز بت کدہ بدر کعبہ رو نمود ✤ وین را زصومعہ سوے دیر مغان کشید ✤ اجو بہای حکم قضا و قدر لیے است ✤ آنجا بپاے وہم خرد کی توان رسید ✤ فائدہ حکما کہتے ہین کہ عورتون کے عہد پر مطمئن ہونا بیخردون کا کام ہو انکے عہد کو وفا اور انکی وفا کو بقا نہین بلکہ حسن عہد انسے طلب کرنا ایسا ہو جیسے سہیل کو ثریا سے جمع کرنا اور انسے امید رکھنا ایسا ہو جیسے نہال گل آتش گلخن مین بونا وفاداری کمال عقل سے متعلق ہو ناقصۃ العقول سے ممکن نہین ✤ رسم وفا چشم مدار از زنان ✤ نیست مروت صفت از ہر زنان ✤ ہر کہ ازین قوم وفا چشم داشت ✤ فائدہ کم دید زتخمے کہ کاشت ✤ مع ذکر بن فمالمن وفا مصرعم ازن

طلب وفا خیال است محال ؛ القصہ جب یہ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنے دکھلائے
تو منکرین بولے کہ صورت مرغ کی مٹی سے بنا کر اوڑانا شعبدہ ہی اور اندھا اور کوڑھی اچھا کرنا
طبیبونکا کام ہی اور حکمت عملی سے تعلق ہی اور مردہ کا زندہ کرنا جادو ہی سو یہ باتین ہمارے خیال
مین نہین جمتین اگر عیسیٰ مسیحا ہی تو ہمکو اطلاع کرے کہ ہمنے شام کو کیا کھایا ہی اور صبح کیواسطے کیا
رکھا ہی تب حضرت عیسیٰ سنے پانچوین نشانی کا اظہار شروع کیا کہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی
بیوتکم یعنے بتا دیتا ہون تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھرون مین فائدہ یہودیون کی یہ حماقت
تھی کہ ایسا معجزہ ایسے نبی اولوالعزم سے طلب کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مکتب کے لڑکون سے کہدیتے کہ آج تمھارے ماں باپ سنے یہ کھایا ہی اور تمھارے لیے یہ رکھا یا
سو وہ لڑکے اپنے گھر آکر احوال کہتے اور کبھو جو وہ کھانا نہ ملتا تو روتے اور کہتے کہ تمنے فلانی چیز
آج کھائی ہمارا حصہ نہین رکھا اسپر اونکے ماں باپ سخت حیران ہوتے کہ انکو کہان سے خبر ہوتی ہی
آخر کار دریافت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسے کہدیتے ہین تب وہ لوگ اپنے لڑکے مکتب سے
اوٹھا لائے اور کہنے لگے کہ ایسے جادوگر کے پاس نشست و برخاست اچھی نہین بعد اس واقعہ کے
ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب مین تشریف لائے تو کوئی لڑکا ہمسن انکا نظر نہ آیا تلاش
مین اونکے گھر گئے اور اونکے ماں باپ سے اپنے دوستون کا حال پوچھا کہا معلوم نہین کہان گئے ہین
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ فلا سنے مکان مین کھیلتے
ہین پھر اوس مکان کے دروازے پر تشریف لائے اور کہنے لگے اس مکان مین کون ہی دربان
سنے کہا اسمین خوکین بھری ہین حضرت عیسیٰ سنے فرمایا خوکین ہونگی اور خود پھر کر چلے آئے جب
دربان نے مکان کا پھاٹک کھولا تو بالکل خوکین بھری تھین یہ خبر بنی اسرائیل مین مشہور ہوئی اور اکثر
لوگ عیسیٰ کے قتل پر مستعد ہوے کہ حضرت مریم انکو لیکر جانب مصر بھاگین اور تفسیر کبیر مین امام رازی
سنے لکھا ہی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے تو یہود سنے جانا کہ اسی شخص کی خبر توریت مین آئی
اور یہی شخص ناسخ ہمارے دین کا ہی اس سبب سے حضرت مریم کو حرام کار ٹھہرایا اور حضرت عیسیٰ کو
ولد الزنا و ساحر عیاذا باللہ عما یقول الظالمون پھر جب عیسیٰ سنے معجزات دکھلائے اور آپ کو پیغمبر
کہنے لگے تب قتل کرنے پر مستعد ہوے ناچار حضرت عیسیٰ و مریم کو ہجرت کرنا پڑی واللہ اعلم اخبار الدول
مین ہی کہ اس عرصہ مین بیت المقدس تحت حکومت سلطان قسطنطین بعد ہیرودوش ہوگیا تھا وہ بھی یہود
کا معین و مددگار رہا کہ حضرت عیسیٰ و مریم جانب مصر بھاگے بعضون کے نزدیک یوسف نجار ایک

گدہے پر سوار کرا کے لیگیا اور بارہ برس مصر مین رہے اور بعضون کے نزدیک فرشتون نے اپنے پرون پر اوٹھا کر مدینہ دمشق مین ڈال دیا بہر دو تقدیر جواہر التفسیر مین ہی کہ اول ایک شہر یا قریہ پڑا وہان کے زمیندار نے بو فور اخلاق اپنے گھر اوتارا اور نہایت عاجزی و انکسار سے پیش آیا کہ جب اونکے حضور مین آتا تو نہایت ادب سے بیٹھتا اور خندان لب و تازہ رو باتین کیا کرتا ایک دن خلاف عادت سخت مغموم آیا حضرت مریم نے اوسکی عورت سے سبب پوچھا اوسنے اپنے خاوند سے استفسار کیا کہ تو آج کس سبب سے پریشان ہی اوسنے کہا کہ بادشاہ رعایا سے ضیافت کا خواستگار ہی چنانچہ اکثر مالدارون نے ادا کی ہی اب میرے باری ہی اور مجکو ظاہرا استطاعت نہین ہی اور جو بھاگ جاؤن تو خفت ہوگی اور جو انکار کرون تو بخل کی ذلت ہی ع ز روے سفر کردن و ز روے اقامت ہاسو مین اسی وجہ سے آج غمگین و افسردہ ہون اوس عورت نے حضرت مریم سے یہ ماجرا کہا انکو رحم آیا تو اپنے صاحبزادہ سے کہنے لگین کہ تم دعا کرو تا کہ مہم میزبان سرانجام پکڑے فرمایا مجکو آپ کے ارشاد مین عذر نہین ہی لیکن بعد اس واقعہ کے فتنہ برپا ہوگا حضرت مریم نے فرمایا مہمان کو رعایت میزبان واجب ہی اور اللہ جو کچھ چاہتا ہی کرتا ہی ناگزیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمیندار سے فرمایا کہ بروز ضیافت دیگین وغیرہ ظروف آب پاک سے بھر دینا اور مجکو خبر کرنا کہ مین اپنے اللہ سے دعا کرونگا دہ اونمین ہر قسم کا کھانا بھر دیگا آخر کار بتاریخ معینہ زمیندار نے ویسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ نے اپنا دم پھونکا اور دعا کی کہ تمام ظروف پر آب طرح طرح کے طعام و شراب سے پر ہوے اور بادشاہ نے مع لشکر کھانا کھایا اور شراب نوش فرمائی پھر بادشاہ نے پوچھا یہ شراب تو نے کہان پائی اوس غریب نے ایک قریہ کا نام بتایا بادشاہ نے کہا غلط ہی اوسنے اور نام لیا تب بادشاہ اختلاف بیان سے ناراض ہوا کہ اب تو واجب القتل ہی کیونکہ خلاف گوئی مین آدمی قتل کیا جاتا ہی راست راست بیان کرنا چارا اوسنے اصل حال ظاہر کیا اندنون بادشاہ کا بیٹا مر گیا تھا اوسنے خیال کیا جو شخص ایسا ہی کہ اوسکے دم کی تاثیر سے آب خالص طعام ہو جاتا ہی وہ مردہ بھی زندہ کرتا ہوگا سو بادشاہ نے بکمال تعظیم دست بستہ حضرت مسیح علیہ السلام سے التماس کیا کہ میرے بیٹے کو زندہ کیجیے حضرت علیہ السلام نے فرمایا اس معجزہ سے فساد و فتنہ برپا ہوگا صبر کر اوسنے نہایت اصرار کیا تب حضرت نے فرمایا کہ اگر تیرا بیٹا زندہ ہو جاوے تو مجکو مع والدہ کے رہائی دینا کہ جہان چاہون چلا جاؤن کوئی تعرض نکرے اوسنے قبول کیا تب حضرت عیسیٰ مسیح نے دعا کی کہ وہ مردہ زندہ ہوا اوسیوقت ارکین سلطنت نے یہ خیال کیا کہ یہ بادشاہ ظالم ہی اور ہم لوگ اسکے دست تعدی سے بیزار ہین مگر اسکے مرنے کے بعد

امید نجات رکھتے تھے اب کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا تو بعد موت پدر اریکہ آراے سلطنت ہوگا و بمقتضاے الولد سر لابیہ وہی ظلم جاری کرے گا جسطرح سے ان دونون کو قتل کرنا واجب ہی چنانچہ فوج کے لوگون نے بادشاہ کو مع ولیعہد قتل کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور یہ خبر مشہور ہوئی قوم یہود بھی مطلع ہوے وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تلاش مین نکلے سو آنحضرت مع اپنی ماں کے جنگل کی طرف بھاگے **فائدہ** احیاے میت کا معجزہ انجیلون کی تفصیلی روایات سے دو مرتبہ ثابت ہوتا ہی ایک کوئی لڑکی تھی جو اوسیوقت شاید مری تھی اوسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مری نہین ہی سوتی ہی دوسرے تیسرے دن عازر کو زندہ کیا تھا اور اسمین نہایت تضرع و زاری کی نوبت پہونچی تب اللہ نے اوسکو قبر سے اوٹھایا جسطرح سلاطین کی اول کتاب کے پہلے باب مین ایلیا کا معجزہ احیاء میت کا دعاے مالک سے لکھا ہی اور ہمارے حضرت صلعم سے یہ معجزہ کئی مرتبہ ظاہر ہوا ہی از انجملہ ایک مرتبہ بکری ذبح ہوئی اوسکا گوشت پکایا گیا اور کھا لیا گیا مگر ہڈیان یکجا تھین حضرت صلعم نے اون ہڈیون کو جمع کرکے زندہ کیا اور ایک دفعہ ایک شخص کی لڑکی مرگئی اوسنے حضرت صلعم سے درخواست کی آنحضرت اوسکے جنازہ پر تشریف لیگئے اور پکار کر فرمایا تجھے اوس عالم مین رہنا خوش آتا ہی یا اس عالم مین آنا اوسنے کفن سے منھ کھولکر کہا مجھے دنیا مین آنا قبول نہین ہی کذا فی المواہب اللدنیہ اور ایک مرتبہ خیبر مین بزغالہ مسموم نے زندہ ہوکر کہا لاتاکل منی فانی مسموم اور حدیث شریف سے ثابت ہی کہ آنجناب نے اپنے والدین کو زندہ کیا کہ وہ ایمان لاے اسیطرح اور بھی کئی معجزے ہوے ہین کہ معجزات مین مذکور ہونگے کاتب الحروف کے نزدیک یہ معجزہ کچھ بڑے معجزات مین معدود نہین ہی یہ تو امت مرحومہ کے اولیاؤن کی کرامات مین داخل ہی اور اسکو صرف ہمت کا ایک شمہ جانتے ہین چنانچہ عبد اللہ یافعی نے خلاصۃ المفاخر اور تاریخ یافعی مین لکھا ہی کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضرت سلطان الاولیا سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد کرگئی کہ حضرت نے اوسکو ریاضت و مجاہدہ مین ڈالا بعد چندے وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی تو وہ ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا لیے ہوے دروازے پر بیٹھا تھا اور نہایت نحیف و ضعیف ہوگیا تھا پھر وہ عورت خانقاہ مین حاضر ہوئی تو حضرت غوث الاعظم کھانا کھاتے تھے اور استخوان مرغ علیحدہ رکھتے جاتے تھے اوس عورت نے یہ حال دیکھکر التماس کیا کہ اے شیخ آپ مرغ کھاتے ہین اور میرے فرزند کو جو کی روٹی عنایت ہوتی ہی تب حضرت نے ہڈیون کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا قم باذن اللہ وہ ہڈیان مرغ ہوگئین اسیطرح ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم کسیطرف تشریف لیے جاتے تھے اثناے راہ ایک نصرانی اور مسلمان سے گفتگو ہوتی تھی نصرانی کہتا تھا کہ عیسی افضل ہین اور مسلمان کہتا تھا کہ

معجزۂ احیاء میت دو مرتبہ ہوا

معجزات حضرت صلعم

کرامات اولیاء اللہ

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہین جب دونون نے آنجناب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ اس مقدمہ
مین حکم ہوں آنحضرت نے مسلمان سے کہا تو اپنی دلیل بیان کر اوسنے کہا کہ ہمارے پیغمبر خدا خاتم الانبیا
ہین یہی فضیلت کافی ہی نصرانی بولا ہمارے عیسیٰ مردہ زندہ کرتے تھے حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ
یہ وجہ فضیلت کی نہین ہوسکتی یہ بات ادنیٰ لوگ امت محمدیہ کے کرسکتے ہین نصرانی نے کہا اگر یہ ثابت ہو
تو ایمان لاؤن آنحضرت اوسکو لیکر قبرستان مین گئے اور ایک قبر کہنہ پر کھڑے ہوکر فرمایا قم اوسیوقت
قبر شق ہوئی اور ایک شخص نکلا اوسیوقت وہ نصرانی مسلمان ہوا علی ہذا القیاس اکثر اولیا امت محمد
سے اسطرح کی کرامات ظاہر ہوئی ہین چنانچہ امام قشیری لکھتے ہین کہ ابراہیم ابن شیبان فرماتے تھے
کہ ایک جوان راسخ العقیدت میرے دوستون مین تھا وہ مرگیا مجھکو سخت رنج ہوا جب اوسکو غسل دینے لگا
تو میرے دل مین آیا کہ اسکو زندہ کرون سو مین نے دونون ہاتھ اوسکے پکڑکے کھڑا کردیا وہ زندہ ہوگیا
اسیطرح ایک دن سہل بن عبداللہ تستری ذکر حق مین مشغول تھے ایک شخص آیا اوسنے کہا اگر ذکر حق
تمھارا سچ ہی تو میرا مردہ زندہ کرو وہ کھڑے ہوگئے اور اوسکے سوتے کے پاس گئے اور اپنا ہاتھ اوسپر رکھدیا
وہ زندہ ہوگیا اور بھی یہ حضرت ایک دن کسیطرف جاتے تھے اور ایک گھوڑے پر سوار تھے سو وہ گھوڑا
مرگیا یہ متحیر ہوے اور حضرت حق مین مستدعی کہ الٰہی یہی گھوڑا بصرہ تک عاریت ملے وہان پہونچکر واپس
کرونگا خدا نے اوسی گھوڑے کو پھر زندہ کیا کہ ابن عبداللہ اوسی پر سوار ہوکر داخل بصرہ ہوے اور
اپنے بیٹے سے فرمایا زین کھول رکھو وہ بولا عرق موجود ہی فی الجملہ خشک ہوجاے تو زین کھولونگا
فرمایا یہ گھوڑا عاریت لے آیا ہون صرف زین میرا ہی چنانکہ زین کھولتے وہ گھوڑا مرگیا بالجملہ اس قسم
کی کرامات حد حصر سے خارج اولیا امت محمدیہ سے صادر ہوئین ہین اور معجزۂ ابرا اکمہ و ابرص جو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے چار یا پانچ مرتبہ صادر ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اکثر
ظاہر ہوا چنانچہ باسناد صحیح ثابت ہی کہ معاذ ابن عفرا نے ایک عورت سے نکاح کیا لوگون نے عورت سے
کہا معاذ کو بیماری برص کی ہی اوس عورت کو ایک نوع کی کراہت پیدا ہوئی تو اوسنے زفاف سے
انکار کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا حضرت صلعم نے ایک
لکڑی موضع برص پر لگادی فی الفور برص زائل ہوگیا اسیطرح روایت ہی کہ ایک عورت اپنے بیٹے
نابینا مادرزاد کو لائی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ اسکی بینائی ہوجائے آنحضرت نے
دست شفا اپنا اوسکی آنکھون پر رکھدیا فی الفور دیکھنے لگا اور باقی حال اس قسم کے معجزات کا بیان معجزات
مین لکھا جائیگا کاتب الحروف کے نزدیک یہ دونون معجزے کچھ بڑے معجزات مین نہین ہین یہ تو اولیاء اللہ

امت محمدیہ اب بھی از جملہ کرامات صادر کرسکتے ہین چنانچہ بتواتر ثابت ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اکثر مبروص و مفلوج و جاماندہ واعمی نے بقدرت الٰہی شفا پائی ہی اور حضرت نظام الدین اولیا بداونی نے اس قسم کے صدہا مریض اچھے کیے ہین اور بعض متاخرین اولیا نے صرف لب دہن اپنا برص پر لگا دیا ہی کہ فوراً داغ جاتا رہا ہی اور کاتب الحروف نے اس کرامت کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہی اور معجزہ افزونی طعام و شراب کا اکثر مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بر سبیل تواتر صادر ہوا ہی چنانچہ بخاری و مسلم و نسائی و دارمی و بیہقی و احمد و ابو نعیم و طبرانی حضرت علی مرتضی و عمر ابن خطاب و انس ابن مالک و جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلعم نے وقت ضرورت و بمقتضاے شان حاجت روائی نہایت قلیل کھانے کی چیز کو کبھو سیکڑون اور کبھو ہزارون اور بعضے دفعہ بیشمار آدمیون کو کھانیکو دی ہی اور کبھو اپنے ساتھ کھلایا ہی اور سب نے سیر ہوکر کھایا ہی اور وہ چیز جتنی تھی اتنی رہی ہی اور اسیطرح اکثر بمقتضاے شان دستگیری تھوڑے پانی سے یعنے گاہے ایک ڈوئچی پانی اور گاہے ایک مشکیزہ پانی اور کبھو ایک آبخورے پانی سے سیکڑون آدمی و جانور پلاے اور گاہے کئی ہزار اور کبھی بیشمار لوگون کو سیراب فرمایا اور وہ برتن ویسا ہی پُر رہا اور کبھو اندھے کنوین خواہ رستی چشمے سے سیکڑون آدمی و جانورون کو پانی دیا اور بعد اوسکے وہ کنوین اور چشمے جاری رہے اور کبھو چھوٹے برتن مین دست پاک رکھدیا تو فوارہ وار پانی انگلیون سے جاری ہوا اور سیکڑون نے پیا و غسل کیا اور ان قصون کو صحابیون نے اپنے سامنے کا ماجرا بیان کیا ہی اسطرح کہ ہمنے دیکھا اور کھایا اور پیا کاتب الحروف کہتا ہی کہ برکت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی کرامتین آپ کی امت سے اکثر صادر ہوئین ہین اور ہوتی جاتی ہین جس کسیکو دیکھنا منظور ہو کتب صوفیہ صافیہ ملاحظہ کرے اس قسم کے بعض کرامات جو فقیر کو یاد ہین لکھتا ہون از انجملہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ کو دریا سے پار جانا منظور ہوا ملاحون نے کہا ایک دینار مزدوری چاہیے حضرت اوسوقت خالی ہاتھ تھے سو دو رکعت نماز باناز ادا کرکے کہنے لگے اللہم قد سالوا الیس عندی اللہ تعالی شانہ نے سنگریزے دینار کر دیے کہ ملاحون کو عنایت کرکے بلا اعانت اونکے پار اوتر گئے ملاح متعجب ہوے از انجملہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ ہمراہ مسکینون کے جانب شہر بصرہ جاتے تھے اور زاد راہ کچھ پاس نہ تھا ناچار حضرت نے کھانا قرض لیا اور مسکینونکو کھلایا اور ایک تھیلی خالی زیر بالین رکھکر سو رہے صبحکو وہ تھیلی دراہم سے بھری ملی اوسیوقت قرضدارون کو سب مرحمت کیے از انجملہ ابو العباس شرفی ہمراہ ابو تراب نخشبی جانب مکہ مبارک جاتے تھے اثناء راہ

کرامت حضرت ابراہیم ادہم

کرامت حضرت حبیب عجمی

کرامت حضرت ابو العباس شرفی و ابو تراب

یارون نے پیاس کی شکایت کی اور اوس میدان مین نہ کوئی دریا ملا نہ چاہ ناچار حضرت ابوتراب نے
اپنا ہاتھ زمین پر مارا کہ ایک چشمہ شیرین جاری ہوا تب ایک یار نے کہا کہ ہمارے پاس نہ کٹورہ ہی نہ لوٹا
پانی تو ملا کسطرح پیئین ابوتراب نے پھر اپنا ہاتھ مارا کہ ایک کٹورہ شیشے کا پیدا ہوا کہ سب لوگون نے
اوسی سے پانی پیا اور اوس کٹورہ کو مکہ مین لائے ازانجملہ ایک روز چند درویش قریشی حضرت عبدالواحد
ابن زید کے پاس بیٹھے تھے دفعتہً کہنے لگے کہ تنگی معیشت کا خوف دائما لاحق رہتا ہی اگر غیب سے
خرچ کی مدد ہوا کرے تو عبادت مین خوب دل لگے اوسیوقت حضرت عبدالواحد نے خدا سے
دعا مانگی تو ایک آواز آئی اور مکان کی چھت پھٹ گئی درہم و دینار گر پڑے عبدالواحد نے فرمایا استغنوا
باللہ عزوجل سن غیرہ پھر اون صاحبون نے درہم و دینار اوٹھائے مگر حضرت عبدالواحد نے اپنا ہاتھ
بھی نہ لگایا کذا ذکر مولانا ابوالقاسم القشیری فی کتابہ القصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی والدہ کے
راہ راست ترک کر کے براہ دشت بھاگے جواہر التفسیر مین ہی کہ اس راہ مین ایک دریا ملا وہان کچھ
لوگ مچھلیان جال مین پھانس رہے تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم لوگ ہمارے ساتھ چلو تو ہم بہتر شکار
کرین وہ بولے وہ کون شکار ہی فرمایا چلو نفس کو دام عبادت مین پھانسین اور قبل اسکے کہ ابلیس ملعون
دام شہوت مین گرفتار کرے ہم تم رشتہ حبل المتین سے شکار کرلین چنانچہ وہ لوگ ساتھ ہوے اور
معالم مین ہی کہ جب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو تو وہ بولے تم کون ہو تو کہا انا عیسی ابن
مریم عبداللہ ورسولہ پھر وہ سب ہمراہ ہوے تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ سب بارہ شخص تھے ازانجملہ یوحنا
وشمعون سردار تھے سو شمعون نے معجزہ طلب کیا کہ ہمنے رات سے جال ڈالا ہی مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہین
لگی اگر تمھاری برکت سے مچھلیان جال مین پھنسین تو ہم ایمان لاوین تب حضرت عیسیٰ نے بسم اللہ
کہکر جال ڈالا مچھلیان جال مین درآئین اور شمعون مع اپنے یارون کے ایمان لائے مگر یہ روایت
صحیح نہین ہی کیونکہ حضرت کے معجزہ سے کوئی بھی ایمان نہین لایا ہی بلکہ جو کوئی ایمان لایا ہی صرف خوشامد سے
لایا ہی بالجملہ اس مقام سے واضح ہی کہ حضرت عیسیٰ کے حواری مچھوے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حواری شہزادے
تھے اور ایمان اسطرح لائے کہ حضرت کسی موضع مین وارد ہوے وہان کے لوگ ضیافت کھانے جاتے تھے
لوگون نے انکو غریب مسافر جان کر ساتھ لیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بٹھلایا حضرت نے اپنے
کاسئہ طعام سے تمام مجلس کو سیر کر دیا تب اہل مجلس متحیر ہوے اور یہ خبر سردار موضع کو پہونچی اوسنے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر بلوایا اور کلام ہدایت التیام سنکر مع بعض اقارب اپنے کے
ہمراہ رکاب ہوا مگر یہ روایت بھی ضعیف ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کے یار رنگریز تھے اور

اونکے ایمان لانے کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ اوس موضع سے بھاگ کر ایک شہر مین یا کہ مصر مین آئے حضرت مریم نے کہا کوئی پیشہ کرنا چاہیے سو حضرت مریم نے سوت کاتنا شروع کیا اور یوسف نے لکڑی بیچنی اور کاٹنے کا پیشہ جاری کیا اور حضرت عیسیٰ کو معلم کے پاس پڑھنے کو بھیجا تفسیر زاہدی مین ہے کہ حضرت عیسیٰ جس معلم کے پاس جاتے وہ اپنے علم کو انکے علم سے کم پاتا اور پڑھا نہ سکتا ناچار ایک رنگریز کے سپرد کیا تفسیر جواہر مین ہے کہ جس رنگریز کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تفویض ہوے وہ سردار تھا سو اوسکی دوکان پر کام کرنے لگے ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ مالک دوکان کو سفر کرنا پڑا اوسنے حضرت سے کہا مین دس روز کے واسطے ایک شہر کو جاتا ہون اور چند تھان انکو سپرد کیے اور کہا کہ انکو برنگ مختلف طیار کر رکھنا اور ہر ایک کپڑے پر ایک ایک تاگا رنگ مطلوب کا باندھا اور خود روانہ ہوا حضرت عیسیٰ نے وہ سب تھان ایک ہی خم مین ڈال دیے اتفاقاً مالک دوکان اوسیدن کسیوجہ سے پلٹ آیا اوسنے وہ تھان نہ دیکھے پوچھا وہ تھان کیا ہوے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس خم مین ڈالے ہین وہ نہایت ناخوش ہوا اور کہنے لگا تمنے مزدوری میری ضایع کی اور تھان خراب کیے مین اونکے مالکون کو کیا جواب دونگا حضرت عیسیٰ نے فوراً سب تھان نکالے تو سب کا رنگ مختلف موافق خواہش مالکون کے تھا اوسیوقت وہ سردار رنگریزون کا ایمان لایا ؎ زرنگہا ہمہ بیرنگ اگر شوی چو مسیح ✤ ہزار رنگ برآری ازان خم یکرنگ **فائدہ** حضرت مریم کا پیشہ وری سے مقصد یہ تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی پیشہ مین مشہور ہونگے تو انکو کوئی پیغمبر و رسول نجانے گا اور یہود کے ضرر و ایذا سے محفوظ رہین گے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے یار دھوبی تھے اور اسطرح ایمان لائے کہ جب آنجناب اونکے پاس پہونچے تو وہ کپڑے دھورہے تھے حضرت نے فرمایا کہ مین اس سے زیادہ سودمند بات تمکو بتلاؤن وہ بولے وہ بات کیا ہے فرمایا اپنے قلوب دھویا کرو وہ ایمان لائے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اسیکا اشارہ قرآن مین سورہ آل عمران مین ہے فلما احس عیسیٰ منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشہد بانا مسلمون یعنے پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ مین کہا حواریون نے ہم ہین مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہمنے حکم مانا **فائدہ** تفاسیر معتبرہ سے پیدا ہے کہ یار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ تھے اور پیشہ گازری کا اختیار بایماے آنجناب کیا ہے صورت اسکی یہ واقع ہوئی کہ یہ لوگ قبائل و عشائر اپنے چھوڑکر حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہوے جب بھوکے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے ہین آنجناب کی دعا سے طعام پاکیزہ و لطیف انکو ملتا اور جب پیاسے ہوتے تو عطشنا یا روح اللہ کہتے حضرت کی دعا سے آب شیرین

ظاہر ہوتا ایک روز کہنے لگے کہ فی الحال عالم مین ہم سے کوئی افضل ہی فرمایا تم سے وہ لوگ بزرگ ہین جو بزور بازو کھاتے اور کھلاتے ہین اونکو غیرت آئی تب یہ پیشہ اختیار کیا انھین کو حواری بولتے ہین اور حواری لغت مین بمعنی گازر و سپید پوست آیا ہی شاید وجہ تسمیہ یہ ہو کہ حور بفتحتین اصل لغت مین شدت بیاض کا نام ہی و لہذا زرہ سفید کو حواری کہتے ہین اور یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اور کپڑونکو دھوکر سفید بھی کرتے تھے مگر اہل تحقیق کہتے ہین کہ اثر عبادت و مجاہدہ سے اونکے چہرون پر نور کی چمک تھی لہذا حواری کہلائے اور بعضے کہتے ہین کہ حواری بفتح و تشدید یا بمعنی وزیر و شائستہ خلافت و یاری دہندہ آیا ہی اور ظاہر ہی کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے وزیر تھے اور حقیقت یہ ہی کہ حواری ایک لفظ ہی بنائی گئی اوسکے لیے جو خاصہ و برگزیدہ ہو اور نسبت اُسکی لفظی ہی جسطرح کرسی کما یقال خاصۃ الرجل حواریہ کذا فی الجواہر معالم مین قتادہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بارہ حواری تھے ابوبکر صدیقؓ عمرؓ ابن خطاب عثمانؓ ابن عفان علیؓ ابن ابیطالب حمزہؓ ابن عبدالمطلب جعفرؓ ذی الجناحین ابن ابیطالب ابوعبیدہؓ ابن الجراح عثمانؓ ابن مظعون طلحہؓ ابن عبداللہ زبیرؓ ابن العوام سعدؓ ابن ابی وقاص عبدالرحمنؓ ابن عوف رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ **فائدہ** مراد نصرت سے جو آیہ کریمہ آل عمران مین ہی نصرت بحجت ہی نہ بشمشیر کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مامور بجہاد و قتال نہ تھے بلکہ احکام انجیل ملاطفات سے بھرے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ استنصار بنا بر حمایت تھا خواہ بنا بر اقیام مخالف و موافق اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کلام شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوسوقت فرمایا ہی کہ جب یہود گرفتار کرکے داعیہ صلیب رکھتے تھے اور حضرت نے مژدہ سفر آسمانی جانب حق سے سُن لیا تھا تب فرمایا کون ہی میرا مددگار کہ ظاہر کرنے والا دعوت کا اور قوت دینے والا شریعت میری کا بعد میرے ہو حواریون نے کہا نحن انصار اللہ اگر کوئی کہے کہ جواب مطابق سوال یون ہونا تھا کہ نحن انصارک تو جواب یہ ہی کہ نظر حواریون کی حق پر تھی اور متابعت عیسیٰ خدا کے لیے کرتے تھے اسلیے انصار اللہ بولے اور شاید اسی سبب سے امت حضرت عیسیٰ کی نصاریٰ کہلاتی ہی بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوس مقام سے مع اپنے یارون کے روانہ ہوے اور اندلس مین پہونچے وہان قحط پڑا حواریون نے کہا ای عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا خدا کرسکتا ہی کہ ہم پر خوان بھرا ہوا اوتارے آسمان سے کما قال اللہ یا عیسی ابن مریم ہل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ڈرو اللہ سے اگر تمکو یقین ہی یعنے بندے کو چاہیے اللہ کو نہ آزمائے کہ میرا کہا مانتا ہی یا نہین گو خداوند کتنی ہی مہربانی کرے کما قال اللہ قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین یہ سنکر کہنے لگے ہم چاہتے ہین کہ اوسمین سے کھائین اور آرام پکڑین ہمارے دل اور ہم جانین کہ تو نے

ہمکو سچ بتلایا اور ہم رہین اوسپر گواہ کما قال اللہ تعالی قالوا نرید ان ناکل منہا و تطمئن قلوبنا و نعلم ان قد
صدقتنا و نکون علیہا من الشاہدین یہ قول حواریون کا بطور معذرت ہی کہ ہم کو قدرت کاملہ حق تعالی
مین کسیطرح شک و شبہہ نہین معاذ اللہ کہ اوسکی قدرت مین ہم شک کرین بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہین
تا کہ ہم اوس سے متمتع ہون اور قلوب ہمارے مطمئن ہون اور تمہارا یہ معجزہ عالم مین مشہور ہوجاے
اور تمہاری شریعت قوت پکڑے اور ہم اوسکی گواہی دین نعوذ باللہ منہا ہم کچھ بطور آزمایش و امتحان
یہ سوال نہین کرتے الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا تیس دن روزہ رہو
اور اللہ سے خوان مانگو چنانچہ تیس دن صائم رہے بعد اوسکے کہنے لگے ای عیسیٰ ہم جب کسیکی خدمت
کرین سگے وہ کھانیکو دے گا ہماری درخواست یہ ہی کہ تم ہمارے واسطے اللہ سے مانگ دو حضرت
سلمان فارسی سے روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ جنگل مین گئے اور کملی اوڑھکر سر برہنہ نہایت عاجزی سے
ہاتھ اوٹھا کر یون دعا کی ای اللہ رب ہمارے اوتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے
پہلون اور پچھلون کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہمکو اور تو ہی بہتر روزی دینے والا
کما قال اللہ تعالی فی سورۃ المائدۃ اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و آیۃ منک
وارزقنا وانت خیر الرازقین تب جناب حق سے ارشاد ہوا انی منزلہا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ
عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین یعنے اللہ نے فرمایا مین اوتارونگا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم مین ناشکری
کرے اسکے بعد تو مین اوسکو عذاب کرونگا جو نہ کرونگا کسیکو جہان مین چنانچہ بروایت اکثر مفسرین
اللہ صاحب نے ایک سفرہ سرخ مابین دو ٹکڑون ابر کے بروز یکشنبہ نازل فرمایا یہ دیکھکر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام روئے اور کہنے لگے اللہم اجعلنی من الشاکرین پھر فرمایا یا اللہ تو اس خوان کو رحمت گردان
کہین عقوبت نہوجاے اور وضو فرما کر نماز پڑھی پھر بسم اللہ خیر الرازقین کہکر سرپوش اوتارا تو ایک مچھلی
بلا پوست و خار تلی ہوئی نکلی کہ ایک طرف اوسکے نمک تھا اور دوسری طرف سرکہ اور گھی اوسمین
سے ٹپکتا تھا اور بارہ گردے نان کے اور پانچ انار اور چند خرمے تھے اور بعض کے نزدیک پانچ روٹیان
تھین ایک پر روغن زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی چوتھی پر پنیر پانچوین پر خشک گوشت اور چند
قسم کے بقولات بھی تھے فائدہ مائدہ مین اختلاف ہی کہ نازل ہوا یا نہین مجاہد و حسن بصری کہتے ہین
نازل نہین ہوا اور اکثر صحابہ قائل ہین کہ نازل ہوا اور جیسا نزول مین اختلاف ہو ویسا ہی اوسکی صفت
مین بھی اختلاف ہی سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ سواے خمر و گوشت ہر ایک شی ماکول
خوان مین تھی اور نزدیک قتادہ کے میوۂ بہشت تھا اور کلبی کے نزدیک نان و نقل اور وہب ابن منبہ کے

فائدہ در اختلاف و نزول مائدہ

نزدیک قرص نان وماہی بالجملہ شمعون حواری نے حضرت عیسی علیہ السلام سے پوچھا یہ کھانا بہشت کا ہی
یا دنیا کا فرمایا دونون سے خارج ہی یعنے قدرت کاملہ حق ہی نہ دنیا کا ہی نہ آخرت کا پس شکر کرو اور کھاؤ حواری
بولے یا روح اللہ اور کوئی معجزہ دکھلاؤ تاکہ زیادہ یقین ہو حضرت نے خوان والی مچھلی کو کہا قم باذن اللہ وہ
جنبش کرنے لگی اور پھر بحالت اصلی ہوگئی مگر حواریون نے اوس مائدہ سے کچھ نہ کھایا کیونکہ تہدید الٰہی
سن چکے تھے ناچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیرون بیمارونکو کھلایا اور فرمایا تمھارے واسطے یہ عطا ہی
اور وہمیون کے لیے بلا مواہب علیہ مین ہی کہ ایک ہزار تین سو آدمیون نے کھایا اور خوان اوسیطرح
بھرا رہا اور محتاج تونگر ہوے اور بیمارون نے شفا پائی بعد اوسکے وہ خوان آسمان پر اوٹھایا گیا دوسرے
دن چاشت کے وقت پھر نازل ہوا مگر زاہدی ومدارک وانوار التنزیل مین ہی کہ صرف ایکدن نازل ہوا تھا
پھر نہین اترا اور بعض کہتے ہین کہ سات دن آیا اور بعضے کہتے ہین تین دن آیا اور بعضے کہتے ہین چالیس
دن آیا کیا مگر ایک روز کا وقفہ ہوتا تھا اور محتاج وتونگر سب کو ملتا تھا آخر حکم الٰہی ہوا کہ یہ حق محتاجون کا ہی
تونگرون مالدارون کو نہ دینا چاہیے یہ بات مالدارون کو خوش نہ آئی اونھون نے خوان مین شبہہ کیا اور کہنے لگے
کہ یہ سحر ہی اسی قصور مین تیرہ سو آدمی بقول صاحب بیضاوی وبقول علامہ بغوی تین سو تینتیس و
بقول صاحب تفسیر زاہدی پانچہزار خوک وبندر ہوگئے بالجملہ جب لوگون نے یہ احوال دیکھا تو عذاب الٰہی — فی مسخ بنی اسرائیل
سے ڈرے اور حضرت روح اللہ سے رجوع لائے کہ حضرت بہت روئے اور جماعۃ ممسوخہ بھی ودتی تھی
اور ازروے اشارہ اقرار گناہ کرتے تھے اور کوچہ وبرزن مین نجاست کھاتے پھرتے تھے اور بعد
تین روز کے مرگئے یہ عذاب اول یہود مین حضرت داؤد کے عہد مین ہوا تھا پیچھے کسیکو نہین ہوا نعوذ
باللہ منہ اللہم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اس قصہ مین مسلمان کو عبرت ہی کہ اپنا مدعا
بخرق عادت نہ چاہے پھر اوسکی شکرگذاری بہت مشکل ہی بلکہ اسباب ظاہری پر قناعت کرے
تو بہتر ہی **فائدہ** اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہین جاتی ہی مگر جسکو
حمایت کا اذن ہو چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن حکم ہوگا تفسیر جواہر مین
مختار القصص سے نقل کیا ہی کہ اطراف نصیبین مین ایک بادشاہ تھا توانا اور فرمان بردا حضرت عیسیٰ
ومریم کا دشمن اور بغض وکینہ مین مصروف ہمہ تن باینمرتبہ کہ اگر اوسکی رعایا مین کوئی شخص نام عیسیٰ
علیہ السلام کا زبان پر لاتا تو اوسکی زبان کاٹ ڈالتا اور جو شخص اونکی بدی کرتا اوسکو انواع خلعت
وانعام سے سرفراز فرماتا اللہ جل شانہ نے چاہا کہ وہ بادشاہ حضرت عیسیٰ کا مطیع اور فرمان بردار ہو
لہذا ارشاد ہوا کہ ای ابن مریم فلان بادشاہ کو دعوت ایمان فرما اور ابواب ہدایت ودلالت کلید

تبلیغ رسالت سے اوسکی رعایا پر کھول حضرت عیسی نے حواریون کو ساتھ لیا اور نزدیک شہر کے پہونچکر ارشاد کیا کون شخص ہی جو اس شہر مین آواز کرے کہ عیسی بندہ اور فرستادہ خدا تمھارے شہر مین آیا ہی ؎ مژدہ کز گردون مہ خورشید سیما میرسد ✤ زندہ شو ای مردہ دل کاینک مسیحا میرسد ✤ یعقوب حواری نے عرض کیا کہ مین تمھارے تشریف لانے کی خبر شہر مین پہونچاؤنگا حضرت عیسی نے کہا تو جا لیکن تو اول وہ شخص ہی کہ بے ایمان ہو جائیگا تب توماں نے کہا مجھکو اجازت ہو تو مین ہمراہ یعقوب کے جاؤن حضرت عیسی نے فرمایا جا تو بھی بلا مین پڑیگا پھر شمعون نے التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر ارشاد ہو تو مین ثالث انکا ہون حضرت عیسی نے فرمایا مضائقہ نہین پھر شمعون نے دست بستہ گذارش کی کہ مجھکو یہ اجازت ہی کہ بمقتضاے وقت کلام کرون حضرت عیسی نے اجازت دی بالجملہ تینون حواری رخصت ہو کر چلے اور شمعون نے یعقوب و توماں کو پیش پیش بھیجا اور کہدیا کہ تم اپنا کام کرو اور مین متفحص احوال رہونگا کہ اگر کچھ بلا آوے تو اوسکی دفع کی تدبیر کرون چنانچہ یعقوب و توماں شہر مین داخل ہوے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تشریف آوری سے شہر والون کو خبر دی شہر کے لوگون کو اول سے آنکی خبر معلوم ہو چکی تھی سو وہ لوگ گالیان دے رہے تھے جب ان دونون نے شور کیا کہ ای قوم سرگشتہ عیسی تشریف لائے ہین تم لوگ جلد استقبال کر کے لاؤ اور اوسکا دین قبول کرو سب لوگون نے یکبارہ ہجوم کر کے کہا اس کلام کا کہنے والا کون ہی یعقوب غوغاے عام سے پریشان ہوا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے دین سے پھر گیا مگر توماں کو غیرت دین لاحق ہوئی اوسنے وہی کلام مکرر کیا ہرچند اکثر لوگون نے منع کیا اوسنے نمانا اور بعضون نے مارا اوسنے اپنے قول سے منھ نہ موڑا ؎ آنجا کہ منتہاے کمال ارادت است ✤ ہرچند جور بیش محبت زیادت ست ✤ آخر توماں کو بادشاہ کے پاس لے گئے اوسنے ہاتھ پیر کاٹ کر گھورے پر ڈالدیا یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوے اور پوچھنے لگے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہی جو ایسے عذاب مین گرفتار ہی اہل شہر نے مرد غریب جان کر جھڑک دیا اور کہا مصرع ترا با این فضولیہا چہ کار است ✤ تب شمعون نے خواص بادشاہی سے ملاقات کر کے کہا کہ مین مسافر بیکس ہون اس شخص کا حال دیکھکر چلا آیا تاکہ مین بھی اسکے جرم سے مطلع ہو جاؤن کہ اگر مجھسے کوئی شخص اور شہر مین اسکی حقیقت دریافت کرے تو مین مفصل بیان کرون باینہمہ کسینے اوسکا جواب نہ دیا شمعون نے کہا ؎ نسبت بغریبان ہمہ جا لطف و کرم ہست ✤ چون ست کہ این قاعدہ در شہر شما نیست ✤ یہ کلام بادشاہ نے سنا تو اسکو رحم آیا اوسنے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہی مین تیرے کلام کا جواب دیتا ہون شمعون نے کہا کہ یہ غریب بیکس کس لیے گرفتار ہی اوسنے کہا یہ شخص عیسی کی تعریف کرتا تھا اور مین عیسی سے عداوت رکھتا ہون سو جو کوئی

دشمن کی تعریف کرے اوسکی سزا یہی ہی کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہی شمعون نے کہا عیسیٰ کون شخص ہی
اور تمسے اوسے عداوت کا سبب کیا ہی بادشاہ نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہی کہ عیسیٰ دعوی کرتا ہی کہ مین بے باپ
کے پیدا ہوا ہون اور یہ بات نہایت خلاف عقل ہی اور مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی مان جھوٹی ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ اس
حالت پر دین قدیم کو باطل کرتا ہی اور جدید دین جاری کیا چاہتا ہی شمعون نے کہا کہ یہ تو گمان فاسد ہی کیونکہ
تمنے عیسیٰ کو اپنی آنکھون سے نہین دیکھا اور اوسکا دعویٰ اپنے کانون سے نہین سنا اور یہ بھی معلوم نہین ہی
کہ یہ غریب گرفتار اپنے دعوی پر کچھ دلیل بھی رکھتا ہی یا بلا دلیل حضرت عیسیٰ کی تعریف کرتا ہی اگر اجازت ملے
تو مین اس بیچارہ سے کچھ پوچھون بادشاہ نے توماں کو بلایا شمعون نے باواز بلند اوس سے کہا کہ تو کیا کہتا ہی
اوسنے کہا مین کہتا ہون عیسیٰ عبداللہ و روح اللہ و کلمۃ اللہ شمعون نے کہا اگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش
کر اوسنے کہا عیسیٰ بیمارون کو اچھا کرتا ہی اپنے دم سے اور اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا ہی شمعون نے کہا اطبا ر حاذق
بھی ایسا کام کر سکتے ہین سوا اسکے اور بھی کوئی دلیل عقلی ہی توماں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام بتا دیتے ہین جو کچھ
چیز لوگون نے کھائی اور اپنے گھر رکھی ہو شمعون نے کہا کاہن اور رمال بھی ایسا کر سکتے ہین اور کوئی بھی دلیل ہی
توماں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے مرغ بنا کر اپنا دم پھونکتے ہین وہ اوڑنے لگتا ہی شمعون نے کہا یہ تو ساحر
اور شعبدے باز بھی کر سکتے ہین اگر کوئی اور برہان عقلی رکھتا ہو پیش کر توماں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مردے کو
زندہ کرتے ہین شمعون نے کہا کہ یہ دلیل البتہ بہت مضبوط اور قوی ہی کیونکہ سوا خالق لایزال کے کوئی شخص
زندہ نہین کر سکتا مگر وہ کہ جسکو اللہ نے حکم دیا ہو ع ساحری دیگر و افعال خدائی دگر ہست ٭ ساحری با ید بیضا
چہ تواند کردن ٭ پھر شمعون نے بطور تاکید اور تحقیق توماں سے کہا کہ اگر عیسیٰ اس امر سے عاجز ہوا تو
بادشاہ کو اختیار ہی جو کچھ تیرے اور تیرے صاحب کے ساتھ چاہے کرے توماں نے کہا مضائقہ نہین اگر عیسیٰ سے
یہ معجزات ظاہر نہو سکین تو بادشاہ کو میرے قتل کرنیکا اختیار ہی مصرعہ گر این سخن خلاف شود خون من بریز ٭
اب شمعون نے کہا کہ بادشاہ عیسیٰ کو طلب کر کے جو کچھ اس مجرم نے بیان کیا ہی پوچھے اگر عیسیٰ انکار کرے تو یہ
گرفتار واجب القتل ہی اور اگر اقرار کرے تو دو حال سے خالی نہین یا مردہ زندہ کریگا یا نہ کر سکیگا اگر زندہ کر دے تو
اوسکا ایمان لانا واجب ہی اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ ظلم اور جور اوسپر اور اوسکے توابع پر بمقتضاے وقت ہو کرنا چاہیے
شمعون کا کلام بادشاہ نے پسند فرما کر حضرت عیسیٰ کو بلوایا وہ تشریف لائے تو بادشاہ مشاہدہ ہیبت اور جلال سے
سخت متعجب ہوا ع رخ نمودی و زعبرت دلم از دست برفت ٭ کیست کان روے نکو بیند و حیران نشود ٭ اور شمعون
سے کہنے لگا کہ تو عیسیٰ سے گفتگو کر شمعون نے کہا کہ اے عیسیٰ توماں کہ مبتلاے بلا ہی دعویٰ کرتا ہی کہ تو خدا کا رسول ہی فرمایا
وہ سچا ہی بیشک مین بندہ اور رسول خدا ہون شمعون نے کہا پھر یہ بھی اوسنے بیان کیا ہی کہ جس بیمار پر تیرا ہاتھ لگے وہ چنگا

ہوجاے فرمایا درست ہی اور جو یقین نہو تجربہ کر لو شمعون نے کہا بادشاہ شرط کرتا ہی کہ اگر یہ بات نہو سکیگی تو قتل کرونگا فرمایا مضائقہ نہین حاضرین محفل نے کہا اول اپنے بیمار یعنی توامان مبتلا کو اچھا کیجیے حضرت عیسی علیہ السلام نے بسم اللہ کہکر ہاتھ پیر توامان کے اُسکے بدن سے ملاکر دعا کی فی الحال اُسکے اعضا بریدہ باہم ملگئے اور توامان چنگا ہوکر اُٹھا دیکھنے والے سخت متحیر ہوے اور اطراف و جوانب شہر مین آمد عیسی علیہ السلام کا شور پڑا سلمان فارسی سے منقول ہی کہ اُس شہر کا جو بیمار حاضر ہوا اُسنے صحت پائی پھر شمعون نے کہا مجکو بتلائیے کہ مین نے رات کو کیا کھایا ہی اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہی حضرت عیسی نے جملہ حاضرین کا حال بیان کر دیا بعد اُسکے شمعون نے مٹی سے مرغ بنوایا کہ حضرت عیسی نے اُسمین دم پھونکا وہ اڑگیا پھر شمعون نے کہا اور ایک امر عظیم در پیش ہی یعنی احیاء موتے فرمایا کہ اللہ قادر ہی کہ میری دعا سے مردہ زندہ کرے بادشاہ نے صلاح کرکے یہ قرار دیا کہ سام ابن نوح علیہ السلام کو زندہ کرانا چاہیے چنانچہ حضرت عیسی علیہ السلام مع بادشاہ اور اعیان مملکت سام ابن نوح علیہ السلام کی قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کرکے حضرت باری سے ملتجی ہوے کہ اے خالق لایزال سام کو زندہ کردے قبر سام پھٹ گئی اور سام ابن نوح با محاسن سفید نکل کھڑے ہوے ؏ بوی محبوب کہ بر خاک احبا گذرد ❊ نہ عجب باشد اگر زندہ شود عظم رمیم ❊ اور بادشاہ سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اے بادشاہ یہ عیسی روح اللہ مریم صدیقہ کا بیٹا ہی اسکی متابعت کر بادشاہ مع اپنی قوم کے ایمان لایا اور سات ہزار آدمی اور غیر قوم کا تابعدار ہوا روایت صحیح یہ ہی کہ حضرت عیسی نے سام ابن نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھارے زمانہ مین بال سفید نہوتے تھے آپکے بال کسطرح سفید ہوے حضرت سام نے جواب دیا کہ مین نے تمھاری آواز سے جانا کہ قیامت قائم ہوئی ہی اس خوف سے میرے بال سفید ہوگئے کہ آیہ یوم یجعل الولدان شیبا اسپر دلیل ہی پھر حضرت عیسی نے پوچھا کہ تمکو اس عالم سے انتقال کیے کتنے روز ہوے بولے چار ہزار برس فرمایا کہ اگر آپ تمھارا ارادہ اس عالم کے قیام کا ہو تو مین دعا کرون تب سام ابن نوح علیہ السلام نے کہا کہ مجکو اب تک تلخی مرگ بھولی نہین ہی اور آخر کار موت ہی الغرض حضرت سام قبر مین در آئے تب بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے مگر حواریون کو چھوڑ دیا حضرت عیسی علیہ السلام مع اپنی مان کے بیت المقدس مین تشریف لائے تو یہودیون کے جاسوسون نے یسوع سردار کو خبر پہونچائی وہ تلاش مین چلا حضرت عیسی

اپنے یارون کو لیکر ایک گھر مین چھپ رہے یا کسی غار مین دب رہے اور اپنے یارون سے صلاح
اور تقوی کی وصیت فرمائی اور سفر آسمانی سے اطلاع بخشی تو اُنکے سب یار رونے لگے اسپر حضرت
عیسی نے تبسم فرماکر ارشاد کیا کہ آج رات کو تم لوگون سے ایک شخص مجکو تھوڑے دامون پر بیچ ڈالیگا
اور صبح ہونے نپاویگی کہ وہ شخص مارا جائیگا چنانچہ یہودا منافق نے تیس درم کے بدلے گھر سے
یا غار سے نکلکر یہودیون کو بتلایا کہ حضرت عیسی اس جگہ ہین تب یسوع سردار یہود نے اس مقام کے
گرد چوکیدار مقرر کر دیے تاکہ عیسی علیہ السلام نکلنے نپاوین اُسی رات مین حضرت جبرئیل علیہ السلام
تشریف لائے اور پیغام الٰہی یون پہونچایا کہ سورۂ آل عمران مین ارشاد ہوا یا عیسی انی متوفیک
ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة یعنی اے عیسی
مین تجکو پھیر لونگا اور اٹھا لونگا اپنی طرف اور پاک کر دونگا کافرون سے اور رکھونگا تیرے تابعون کو
منکرون پر غالب قیامت تک فائدہ اول تابع حضرت عیسی کے نصاری تھے بعد اسکے مسلمان ہین
سو دونون کا غلبہ ظاہر ہے یہود کی حکومت کسی جگہ عالم مین پائی نہین جاتی جس جگہ ہین ذلیل و خوار ہین
القصہ یہودیون نے قریب طلوع صبح یہودا حواری کو اپنے آگے مقدمة الجیش کیا اور بقصد قتل
پیغمبر واصحاب پیغمبر روانہ ہوئے جب یہودا داخل خانہ یا غار ہوا اصحاب عیسی علیہ السلام سرک گئے
خداوند تعالے نے حضرت عیسی کو اٹھا لیا اور یہودا کو بصورت عیسی کر دیا یہودیون نے اوسکو سولی دی
والنعم ما قیل ع ہر کہ راہی خرد بر دور راہ * چون بہ بینی خود افتد اندر چاہ * ومن حفر بئرا لاخیہ وقع فیہ
اور بعضے ثقات بیان کرتے ہین کہ زمان بعثت حضرت عیسی علیہ السلام مین ایک فرعون وش نے
بنی اسرائیل پر غلبہ پایا حضرت عیسی کو حکم ہوا کہ اُسکی دعوت کرو آنجناب نے اسکو سمجھایا اُسنے قبول کیا
بلکہ قتل پر مستعد ہوگیا اسی عرصہ مین حضرت نے ایک روز مسجد بیت المقدس مین منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا
کہ سنیچر کا دن یہود کے واسطے بنابر عبادت توریت مین مقرر تھا اب وہ حکم منسوخ ہوا میری کتاب انجیل مین ہے
سو مین حکم دیتا ہون کہ یکشنبہ کو عبادت کیا کرو اور شنبہ کو دنیا کے کام مین مصروف رہو یہود کو یہ کلام
نہایت سخت معلوم ہوا بولے کہ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل مین ہوئے کسی نے شریعت موسویہ پر ہاتھ
نہین ڈالا یہ طفل بے پدر کتاب موسی کو منسوخ کرتا ہے اب ہم اسکو مار ڈالینگے ہرچند اس حرکت سے
اُسوقت کے ایمان وارون نے روکا مگر یہودیون نے نہ مانا آخر حضرت عیسی علیہ السلام پوشیدہ
ہو رہے اور وحی آئی یا عیسی انی متوفیک الخ مدارک مین معنی متوفیک کئی طرح سے بیان کیے ہین
ایک معنی متوفی توفیہ یعنی کامل کرنے والا ہون مدت عمر کو اور نگاہ رکھنے والا ہون قتل کافرون سے اور

مارنے والا ہون موت سے دوسرے اٹھانے والا ہون تجکو اپنی طرف زمین سے تیسرے مارنے والا ہون تجکو تیرے وقت مین بعد نازل ہونے کے آسمان سے اور فی الحال اٹھانے والا ہون کیونکہ حرف واو بنا بر جمع آیا ہی و الترتیب لیس بلازم جو تجھے وفات دینے والا تیرے نفس کا ہون سوتے مین اور اٹھانے والا ہون تجکو جب سوتا ہو تاکہ تجھے خوف منوا و ربیدار ہو اس حال مین کہ آسمان پر پہنچے مقرب اور تفسیر جلالین مین ہی متوفیک معنی قابضک یعنی لینے والا ہون تجکو اپنی طرف ورافعک الی من الدنیا من غیر موت یعنی اٹھانے والا ہون اپنی طرف دنیا سے بلا موت پس اس صورت مین جملہ رافعک عطف تفسیری ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ جب آیۃ کریمہ انی متوفیک ورافعک نازل ہوئی تو حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے یارون کو خبر دی اور چند وصیتین فرمائین تب انھون نے پوچھا یا نبی اللہ زمان آئندہ مین کوئی پیغمبر افضل تجھسے ظاہر ہوگا فرمایا ہان نبی عربی امی پوچھا کہان ہوگا فرمایا ارض تہامہ مین پھر سوال کیا کہ کس قبیلہ مین ہوگا کہا قریش مین بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وخصوصیات کا ذکر کیا اور کہا کہ انکی امت کے علما برابر انبیا اس زمانہ کے ہونگے تم لوگ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ میرا اسلام انکو پہونچاوین یہ کلام فرما کر شمعون کو خلیفہ کیا فائدہ ملاحظہ اناجیل ہندی و فارسی و عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ بارہ یارون کے ایک یہودا بھی تھا کہ اسی نے حضرت عیسی کو نشان دیا اور مرتد ہو کر مرا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ سب اصحاب حضرت عیسی کے روح القدس سے بقول عیسائیان مستفیض تھے با این ہمہ اس قسم کی حرکت انسے کسطرح صادر ہوئی چنانچہ انجیل اول مین کہ اٹھارہ سو چودہ مین ترجمہ ہوئی موجود ہی اور جسوقت یہ کہہ رہا تھا وہین یہودا جو ان بارہ مین سے ایک تھا لوگون کو لیے ہوے تلوارین اور سونٹے لیکر آیا اور اسے دستگیر کیا اور پکڑ لیا سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے مین کہتا ہون کہ یہ نصاری کی تہمت ہی جسطرح شمعون بطرس کی نسبت انجیل مین تہمت لکھ دی ہی کہ جھوٹھ بولے اور نامردی کی اور عیسی نے انکو شیطان کہا اور اسنے انکے قول کو رد کیا چنانچہ سولھوین باب انجیل مین جو ۱۸۱۶ مین ترجمہ ہوئی لکھا ہی او التفات نمودہ بطرس را گفت کہ ای شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدمہ ہستی اور نسخہ ۱۸۱۶ مین ہی اسنے متوجہ ہو کر بطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کھلانے والا پتھر ہی اور اسوقت عیسی نے انھین کہا تم سب میری بابت آجکی رات ٹھوکر کھاؤگے بطرس نے جواب دیا کہ تیری بابت ٹھوکر کھاوینگے مین کبھی ٹھوکر نہ کھاونگا عیسی نے اس سے کہا تو آج کی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا بطرس نے کہا اگر میرا مرنا تیرے ساتھ ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نہ کرون اور سب شاگردون نے یہی کہا اور جب یہودا نے گرفتار کرایا تو بطرس سردارکاہن کے دیوانخانہ تک ساتھ چلا گیا ایک سہیلی بطرس کے پاس آئی اور بولی کہ عیسی کے ساتھ تو بھی تھا اسنے سب کے آگے انکار کیا

اور جب وہ دہلیز سے باہر آیا ایک دوسرے نے اسکو دیکھکر کہا کہ یہ شخص بھی عیسائی ناصری کے ساتھ تھا اُسنے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ مین اُس شخص کو نہین جانتا اور تھوڑی دیر پیچھے وے جو وہان کھڑے تھے بطرس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی اُنھین مین سے ہی اُسوقت اُسنے لعنت کر کے اور قسمین کھا کر کہا کہ مین اُسے نہین جانتا اور مرغ نے وہین بانگ دی اور بطرس کو عیسی کی بات یاد آئی تب وہ باہر جا کر زار زار رویا انتہیٰ القصہ جب یہود نا بہبود یہودا کو سولی دے چکے تو پکارنے لگے کہ ہمنے عیسی کو مارا جب اندھیر اگیا اور صبح ہوگئی تو یہودا پہچانا گیا اور اُسی وقت یہودیون مین مفسدۂ عظیم برپا ہوا کہ ستر ہزار آدمی اس فساد مین ناحق مارے گئے اسی کا اشارہ ہی ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی فریب کیا اُن کافرون نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ بہتر ہی سب سے پوشیدہ نرہے کہ بعض کے نزدیک مکر یہود یہ تھا کہ ابطال شریعت عیسویہ مین سعی و کوشش کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ دین عیسوی ظاہر نہو خداوند تعالےٰ نے اسکی سزا مین یہود کو ذلیل و خوار کیا کہ ہمیشہ مقہور اور بے اعتبار رہتے ہین اور بعض کے نزدیک مکر یہ تھا کہ ایذا دہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اتباع و انجاب مین سرگرم رہتے تھے اللہ نے بادشاہ فارس کو غلبہ دیا کہ اکثر یہود کو قتل کیا اور اکثر کو گرفتار کر کے مملوک بنایا اور محمد اسحاق سے مفاتیح الغیب مین روایت ہی کہ مکر یہود یہ تھا کہ بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام اُنکے یارون کو گرفتار کر کے ننگا کیا اور آفتاب مین جلایا اسکی سزا مین شاہ روم نے غلبہ پایا اور دین عیسوی قبول کر کے قتل یہود پر مستعد ہوا کہ اُسنے جس جگہ پایا ذلیل کرواکے قتل کیا فائدہ یہود کو اب تک یقین نہین ہی کہ ہمنے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا جیسا کہ اللہ صاحب فرماتے ہین وما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا یعنی کچھ نہین اُنکو اُسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک اور نصاری بھی پہلے سے کہتے تھے کہ نہین مارا وہ زندہ ہین لیکن تحقیق نہین سمجھے کتنی باتین کہتے ہین یعنی بعضے کہتے ہین کہ بدن کو مارا روح اللہ تعالے کے پاس چڑھگئی اور بعضے کہتے ہین مارا تھا مگر تین دن کے بعد زندہ ہو کر جسم سے چڑھگئے ہر طرح وہ بات نہین ہوتی کہ عیسیٰ کو نہین مارا سو یہ خبر اللہ ہی کو ہی اُسنے فرمایا کہ اُنکی صورت کو مارا کما قال ولکن شبہ لہم اور نصاری وقت گرفتاری کے علٰحدہ ہوگئے تھے اور یہود بھی اسوقت تک نہ پہنچے تھے الغرض اُسوقت کی خبر نہ اُنکو نہ اُنکو کذا فی موضح القرآن بالجملہ صرف اللہ کے ارشاد سے ہمکو یقین کامل ہی کہ حضرت عیسیٰ کو

نہین مارا وہ آسمان چہارم پر زندہ ہین قیامت رہینگے اور اُسی طہارت و پاکی مین ہین جس طرح
اٹھائے گئے تھے اور وہی پوشاک پہنے ہین جو اس عالم سے پہن کر گئے تھے اور غذا اُنکی
ذکر الٰہی ہو اور جب تک اس عالم مین تشریف لاوین اسی کیفیت سے رہینگے معارف جبمی مین
لکھا ہو کہ تین ساعت دن باقی تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرفوع ہوے اور بعد
چند روز کے پھر نازل ہوے اور حواریون کو ہدایت کر کے چلے گئے اور حضرت حق نے اُنسے
سلب حیات کر کے پھر زندہ کیا اور صورت کو بصورت فرشتہ کر دیا اور اکثر ثقات سے روایت ہو
کہ بیت المعمور مین مقیم ہین اور طبع بشری اُنسے زائل کر لیگئی ہو حضرت بصری رحمۃ اللہ سے
روایت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر مین مبعوث بہ نبوت ہوے اور تینتیس
برس کی عمر مین مرفوع اور بعضے بعثت اُنکی سترہ برس کی عمر مین لکھتے ہین اور ستائیسوین
برس مین آسمان کا جانا بیان کرتے ہین اور معارف مین ہو کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ کو
اٹھایا تو بیالیس برس کے تھے اور بارہ برس کے تھے اُسوقت انجیل عنایت ہوئی اور اس
عرصہ مین اقامت آنجناب شہر ناصرہ مین تھی اسی سبب سے امت اُنکی نصاریٰ کہلاتی ہو
مگر معالم مین لکھا ہو کہ مریم جب حاملہ ہوئین تو تیرہ برس کی تھین اور آٹھ مہینے کے بعد عیسیٰ
پیدا ہوے اور شروع ثلثین مین نبی ہوے اور ماہ رمضان شب قدر مین بعمر تینتیس برس کے
مرفوع ہوے اور مکان رفع کا بیت المقدس تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ بعض اہل تاریخ نے
کتب اسرائیلیہ سے اکثر روایات اپنی کتابون مین اس مقام پر درج کی ہین چونکہ فقیر مؤلف اس
اس کتاب کو انپر اعتماد نہین ہوا نقل کرنا اُنکا فضول سمجھا جس کسیکو ملاحظہ اُنکا منظور ہو اُن
کتابون کو دیکھے ورنہ مجموعہ توریت و انجیل کہ عربی و فارسی و ہندی فی الحال ہر جگہ دستیاب
ہوتی ہین دیکھ لیوے لیکن ہرگز ہرگز اُن اخبار پر اعتماد کرنا مسلمانون کو جائز نہین کیونکہ
کوئی روایت ان کتابون کی بسند متصل ثابت نہین ہوتی چنانچہ استفسار مین مولوی آل حسن صاحب
موہانی لکھتے ہین اور یہ تو خود عیسائیون کی تحریر سے واضح ہو کہ موسیٰ کی کتاب کے جملے بعضے
ایسے ہین کہ دلالت اُنکی اس بات پر ہو کہ موسیٰ کا یہ کلام نہین غیر نے ملائے ہین یہ کلام اُنکا
غلط محض ہو غیر پر تہمت کرتے ہین اور صموئیل کی کتاب پہلے کی ابواب ۴ و ۵ و ۶ و ۷ سے
ظاہر ہو کہ جس صندوق کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونے سے مڑھکر بڑے اہتمام سے
حسب تصریحات توریت بنایا تھا اور اُسکی مجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب اُسکا نشان بھی

نہین ملتا اس سے معلوم ہوا کہ اسکی نقلین منتشر نہین ہوئین اور سواے اشارات کے کسی کو
اسکا حال بھی معلوم نہین ہوا پھر مجموعۂ توریت کب قابل اعتبار ہو سکتا ہی اور انجیلون کی
تالیف کی تاریخون مین ایسا اختلاف فاحش ہی کہ اُس سے کوئی سند متصل ہاتھ نہین لگتی اور
جو اختلافات اور تحریفین وفسادات کتب عہد عتیق وعہد جدید مین واقع ہوے ہین اگر کوئی
شخص انکو نکال کر لکھے تو ایک کتاب علیحدہ ضخیم تالیف کرنا پڑیگی مگر مسلمان کو تو تضییع اوقات ہی
اور کچھ فائدہ نہین بلکہ اسکو اسیقدر کافی ہی کہ خود حمایت کرنے والے توریت وانجیل کے قابل
تفاوت ونقصان ہین چنانچہ مولوی سید آل حسن موہانی نے استفسار مین اس امر کو بقدر ضروری
باحسن وجہ بیان کیا ہی ازانجملہ لکھا ہی کہ اربانوس ہشتم صاحب کلیساے روم قدیم نے جسنے
بیبل کو سال یکہزار وششصد وبست وپنج مسیحی مین عربی ولاطینی زبان مین اکثر علماے
مسیحی کی اعانت سے لکھوایا ہی ایک مقدمہ بیبل کی صفت مین لکھا ہی اُس سے واضح ہی کہ
بیبل کی اصل کتابون مین عبرانی ہون یا یونانی کچھ نقصان وفساد وخرابیان واقع ہوئی ہین
اور عربی ترجمہ جو قدیم سے چلا آتا ہی اسمین بہت غلطیان ہین اسلیے پوپ سرکس ہاروی
باستجازت بڑے پوپ اربانوس تامن کے اکثر علماے مسیحی عبرانی ویونانی وعربی اہل لسان کو
جمع کرکے اُس نسخے کی اصلاح کی ہی اور اختلافات صرف ترجمۂ عربی مین منہین ہین بلکہ عبرانی
ویونانی یعنی اصل توریت وانجیل کا بھی یہی حال ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ اگلے پیغمبرون اور
پوپون نے عمداً اس سے چشم پوشی کی ہی اسلیے کہ روح القدس نہین چاہتا ہی کہ خدا کا
کلام بندون کی مقرر کی ہوے نحوی قاعدون کا مقید ہو یہ خلاصہ ہی اُس مقدمے کا
اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابین قابل اعتبار نہین ہین کیونکہ اس قسم کی کتابین گویا دستاویز
ہوتی ہین اور یہ ظاہر ہی کہ جب دستاویز مین اس قسم کا نقصان ہوتا ہی تو وہ ساری دستاویز
بے اعتبار ہوجاتی ہی اور اس قسم کی غلطیون اور اختلافون کو سہو کاتب پر محمول کرنا خالی از
حماقت نہین ہی بالجملہ فقیر کاتب الحروف نے جو تراجم کتب عہد عتیق یعنی کہنہ دیوان جو قبل عیسیٰ
علیہ السلام سے ہین اور کتب عہد جدید یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور انکے بعد کی تصنیفات
حواریین ملاحظہ کیے تو معلوم ہوا کہ ان کتابون مین تحریف لفظی ومعنوی بخوبی ظہور مین آئی ہی
اور تحریف عبارت ہی تبدیل سخن سے اگر از روی معنی ہی تو معنوی ہی اور جو از روی لفظ ہی تو لفظی ہی
وما بہ النزاع با اہل اسلام وعیسائی لفظی ہی اور لفظی خواہ اس طرح پر ہو کہ ایک لفظ کو دوسرے

لفظ کی جگہ رکھین خواہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے کم و زیادہ کرین سو یہ بات خود یہودیون اور عیسائیون کے
بڑے بڑے عالمون کی تحریر سے پائی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ عہد عتیق کی کتابون کا حال نہایت خراب ہے
اول تو اہل کتاب کے نزدیک کوئی سند قطعی اس امر کی نہین کہ عہد عتیق کی کتابین جنکی طرف
منسوب ہین انھین کی تصنیف و تالیف ہین بلکہ اکثر کتابون مین بعض فقرے اور عبارتین
دلیل قطعی اس امر کی ہین کہ مصنف اُنکے وہ لوگ نہین اور اُن فقرون اور عبارتون مین
سلفاً و خلفاً جمہور مسیحیون کو کوئی عذر سوا اسکے نہین کہ کسی نے پیچھے سے ملا دیے ہونگے
اور رجماً بالغیب بعض فقرون کو کہتے ہین کہ کسی نبی نے الحاق کر دیے ہونگے حالانکہ اسکی
بھی کوئی سند اب تک اُنکو نہین ملتی صرف اٹکل سے کہتے ہین اور با این ہمہ پادری لوگ عوام کے
بھکانے کو اپنے رسالون مین لکھتے ہین کہ کتب اسنادمین بادلہ قطعیہ ثابت ہوا ہے سبحان اللہ
اٹکل کو دلیل قطعی اور سند محکم کہنا انھین لوگون کا کام ہے اور عہد عتیق کی اڑتیس ۳۸ کتابین ہین
جنکو سلف کے مسیحی درست بتلاتے ہین اور سوا اُنکے جو ہین اُنکی تسلیم و عدم تسلیم مین
بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کتابین واجب التسلیم مسیحیون اور یہودیون کی بھی ایسی ہین کہ اُنکے
مصنفین مین بڑا اختلاف ہے کوئی بھی از روی سند ثابت نہین ہوتی و لہذا سامری لوگ سوا
پانچ کتابون موسیٰ علیہ السلام کے اور ایک کتاب یوشع اور کتاب القضات کے کسیکو نہین مانتے
پھر اہل کتاب عہد عتیق کی کتابون سے پانچ کتابین یعنی کتاب پیدائش اور کتاب خروج اور
کتاب اخبار اور کتاب شمار اور کتاب استثنا کو بخوبی تسلیم کرتے ہین کہ یہ تصنیف موسیٰ علیہ السلام
کی ہین مگر اُنکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب تصنیف حضرت موسیٰ کی نہین ہین کہ اس بات پر
اکثر درس و عبارتین دلیل ہین چنانچہ ایک ڈکسنری ۱۸۳۷ء مین امریکا مین چھپی ہے اور ہندوستان
و انگلستان مین بھی ہے مصنف اُسکا لکھتا ہے کہ کتاب موسیٰ کے بعضے جملے موسیٰ کے نہین ہین
اور بعض عبارت موسیٰ کی عبارت سے میل نہین کھاتی اور اُنکو یقیناً ہم نہین کہہ سکتے کہ کسی نے
ملا دئے ہین اور جو بعضے جاہل اس قوم کے کہتے ہین کہ اگرچہ فقرے موسیٰ کی کتاب مین
الحاقی ہین لیکن اس سے ساری کتاب جھوٹی نہین ہوتی اور اُسکی صداقت مین خلل نہین پہنچتا
یہ بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ جب کسی وثیقے مین ایک جگہ جعل بننا ثابت ہوتا ہے تو
تو باقی وثیقہ اعتماد کے لائق نہین رہتا دوسرے یہ کہ اصل نسخہ عبری و سامری و یونانی باہم
مختلف اور اسی طرح پرانے ترجمے عہد عتیق کی کتابون کے سب مختلف اس مرتبہ پر کہ بعض جگہ

علماے اہل کتاب کو بھی گنجایش تاویل قوی یا ضعیف کی نہین ہی اور ناچار ہو کر سواے تحریف کے
اور کچھ نہین کہہ سکتے بلکہ مضطرب اور دست پاچہ ہو کر عیسائی تین تحرک ہو گئے قدیم عیسائیون نے
ترجمہ یونانی کو صحیح ٹھہرایا اور وہی عہد حوارین سے پندرہ سو برس تک سندی رہا اور اسی کا
حوالہ دیتے تھے اور اسی سے تمسک کرتے تھے اور اس وقت تک کلیسیہ یونانی اور لاطینی مین
واجب التسلیم تھا اور آج تک بھی انکے گرجون مین پڑھا جاتا ہی اور اگستائن جو بہت بڑا عالم
محقق اور مفسر عیسائی گذرا ہی قائل ہی کہ یہود نے بلاشبہہ تاریخون و اروایات سندریہ کتب عہد
عتیق مین نسخہ عبری کے بیچ مین واسطے دشمنی دین مسیحی اور غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی کے تحریف
کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ تحریف قریب سنہ ۱۳۰ عیسوی کے یہود سے سرزد ہوئی اور بعضے
کہتے ہین کہ یہود نے کئی پیشین گوئیان نکال ڈالین اور ہارن صاحب اسی تفسیر کی جلد چہارم کے
صفحہ شصت و دو مین لکھتا ہی کہ عزرا نے لوگون سے کہا تھا کہ یہ عید فصیح کا کھانا ہمارے خداوند
نجات دہندہ اور پناہ کا کھانا ہی تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے اچھا سمجھو گے اور اسپر
ایمان لاؤگے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور اگر تم اسپر ایمان نہ لاؤگے اور اسکا وعظ نہ سنوگے
تو تم غیر قومون کی ہنسائی کا سبب ہوگے سو اس فقرے کو یہودیون نے نکال ڈالا عبری سے
اور بعضے کہتے ہین کہ یہود کے عالمون نے بشارات مسیح کو بہت بری طرح سے بگاڑ ڈالا ہی چنانچہ
وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰ و ۱۸ نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۱ء مین لکھا ہی
اور بعض عیسائی مثل ڈاکٹر ہیلز وغیرہ کے سامری کو صحیح کہتے ہین اور الزام تحریف یہود کو دیتے ہین
پس انکے نزدیک عبری و یونانی جس جگہ مخالفت قوی رکھتے ہین محرف ہین اور ایک فرقہ
عبری کو صحیح کہتا ہی اور بلا تحریف بتلاتا ہی انکو نسخہ یونانی و سامری کو محرف کہنا مواضع مخالفت مین
ضرور پڑتا ہی باین ہمہ عبری کے اکثر مواضع مین ناچار ہو کر تحریف کا اقرار کرتا ہی الغرض کوئی عبری کو
معتبر کہتا ہی اور یونانی و سامری کو محرف اور کوئی عبری کو محرف بتلاتا ہی یونانی کو قابل اعتبار
اور کوئی سامری کو معتبر کہتا ہی اور یونانی کو محرف پس ایسی اصل کتابون اور انکے ترجمون کا
کیا اعتبار ہی جسمین سے کوئی مؤرخ اہل اسلام بلا سند اپنی کتاب مین نقل کرے اور واسطے ظہور
اختلاف کے ایک بات اس جگہ لکھے دیتا ہون تاکہ ناظرین مقام تمام مضامین کو ایسا ہی گمان
کرین گو بعض مقامات بھی صحیح ہون اور حقیقت مین اسمین کسی پیغمبر کا کلام یا کلام خدا بھی ہو
لیکن خالی از اشتباہ نہین دیکھو عبری مین زمانہ ولادت آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام تک

ایک ہزار چھ سو چھپن لکھا ہی اور اکثر یونانی نسخون مین دو ہزار دو سو باسٹھ اور ایک نسخے مین دو ہزار دو سو بیالیس اور سامری مین ایک ہزار تین سو سات اور دیکھو نسخہ سامری مین عمر نوح علیہ السلام وقت طوفان چھ سو برس کی اور عمر آدم علیہ السلام نو سو تیس کی لکھی ہی تو اس سے واضح ہی کہ نوح علیہ السلام وقت وفات ابو البشر دو سو تیئیس برس کے تھے حالانکہ عبری و یونانی اسکی تکذیب کرتے ہین اسلیے کہ موافق عبری کے ایک سو چھبیس[126] برس بعد وفات آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام پیدا ہوے ہین اور موافق اکثر نسخون یونانی کے سات سو تیئیس برس بعد اور یوسیفس یہودی جسکو عیسائی بڑا مورخ قبول کرتے ہین زمانہ کو دو ہزار دو سو چھپن بیان کرتا ہی اور تینون نسخون کو غیر معتبر کہتا ہی اسی طرح صدہا مقام مین عبری و سامری و یونانی باقرار مسیحیون کے مختلف و محرف ہین اور ایک طرفہ ماجرا اور ہی کہ بعض روایات توریت ظاہرًا غلط ہین اور بعضی باہم مختلف ایسے جیسے ہمارے مذہب کی بعض احادیث احاد چنانکہ اس جگہ ایک روایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہی کہ ورس ۴ باب ۴۶ کتاب پیدایش مین وعدہ خدا کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے یون ہی ترجمہ ہندیہ سنہ ۱۸۲۲ء مین تیرے ساتھ مصر کو جاؤنگا مین تجھے مقرر پھر لے آؤنگا اور یوسف اپنا ہاتھ تیری آنکھون پر رکھیگا اور ہندیہ سنہ ۱۸۴۳ مین تیرے ساتھ مصر کو جاؤنگا اور تجھے مقرر پھر لاؤنگا اور فارسیہ سنہ ۱۸۳۹ من با تو روانہ مصر خواہم شد و من نیز ترا باز خواہم آورد اور رائج ترجمہ انگریزی سنہ ۱۸۱۹ و سنہ ۱۸۳۰ و سنہ ۱۸۳۵ و سنہ ۱۸۳۶ جو علماے پروٹسٹنٹون نے کیے ہین سب اسکے مطابق ہین اور ترجمہ سنہ ۱۸۴۰ کا جو رومن کاتہلک نے کیا ہی موافق ہی اور مطابق انکے یہ وعدہ تھا کہ مین تجھے مقرر واپس لاؤنگا حالانکہ یہ وعدہ ظاہر مین غلط ہوا اسلیے کہ یعقوب علیہ السلام کو زندہ پھرنا مصر سے نصیب نہوا بلکہ یقینًا مصر ہی مین مرے اسی طرح اکثر مقام ہین اور باین ہمہ خرابی و اختلاف ایک طرہ اور ہی کہ ظاہر مین عیسائی توریت کا ادب کرتے ہین مگر حقیقت مین انکے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہی کہ انکے نزدیک نہ توریت قابل ادب ہی اور نہ مصنف توریت چنانچہ پولوس مقدس جو مسیحیون مین حواریون مین شمار کیے جاتے ہین ورس ۱۸ باب ہفتم مین نامۂ عبرانیون مین لکھتے ہین ہندیہ سنہ ۱۸۴۱ ایس اگلا حکم یعنی توریت اسلیے کہ کمزور اور بیفائدہ تھے بطلان پذیر ہی اور ہندیہ سنہ ۱۸۴۴ ایس اگلا حکم اسلیے کہ کمزور و بیفائدہ تھا اٹھ گیا اور ورس ہفتم باب ہشتم نامہ مذکور مین لکھتے ہین ہندیہ سنہ ۱۸۴۱ اگر وہ پہلا وثیقہ بے عیب ہوتا تو دوسرے کی جگہ تلاش کی نہ ہوتی مگر حواری صاحب نے

اسیقدر کیا ہی کہ توریت عیب دار تھی و کمزور و بیفایدہ اور صدہا نبی انھین پوچ حکمون کی پیروی
کرنے کو مامور تھے لیکن آنکے پیرو زیادہ اس سے کلمات تعظیم کے بہ نسبت توریت اور
صاحب توریت کے فرماتے ہین چنانچہ لوتھر صاحب کہ بڑے عالم و مصلح دین عیسوی ہین
اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسی کو اسلیے کہ وہ صرف یہودیون کے
لیے تھا اور اسکو ہمسے کسی چیز مین علاقہ نہین اور دوسری کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم قبول
کرینگے موسی کو اور نہ اسکی توریت کو اسلیے کہ وہ تو دشمن عیسی کا تھا پھر لکھتے ہین کہ موسی تو
جلادون کا استاد ہی پھر لکھتے ہین کہ دس حکمون کو عیسائیون سے کچھ علاقہ نہین انکو خارج
کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہوجاے کیونکہ یہ احکام چشمے سب بدعتون کے ہین
مین کہتا ہون جس صورت مین کہ سرچشمے بدعتون کے نکالے جائین تو شرک و بت پرستی کرنا
اور تعظیم والدین نہ کرنا اور ہمسایہ کو آزار دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور گواہی کذب دینا
ایک رکن اعظم ملت عیسویہ کا قرار پاتا ہی کیونکہ آن سرچشمہ بدعات مین تاکید سے حکم توحید
و تعظیم والدین و تعظیم یوم السبت و امتناع بت پرستی و قتل و زنا و چوری و آزار ہمسایہ کا ہی
العیاذ باللہ اگر یہی دین عیسوی ہی جیسا ارشاد لوتھر صاحب سے نکلتا ہی تو اس دین کو دور سے
سلام ہی اس سے بیدینی افضل ہی اور بیچارے ہنود ہزار درجہ اچھے ہین یہان تک جو لکھا گیا
وہ حال عہد عتیق کی کتابون کا تھا اب کتب عہد جدید کا حال بیان کیا جاتا ہی اول یہ کہ موافق
مذہب علماے نامدار عیسائیون کے انجیل متی کی عبری مین تھی سو وہ صفحہ عالم سے گم ہی صرف
ترجمہ یونانی کہ جسکے مترجم کا بھی نام نہین معلوم موجود ہی اور بعض عیسائی باب اول و دوم اس انجیل کو
الحاقی بتلاتے تھے اور بعض نسخون ترجمہ لاطینی نسبت نامہ کو اس انجیل سے علحدہ کر دیا ہی
اور انجیل مرقس کی بھی موافق قول چند عالمون مسیحی کے گم ہی صرف ترجمہ یونانی موجود ہی اور بعض
متقدمین کو اسکے آخر باب پر شبہہ تھا اور انجیل لوقا کے باب بست و دوم کی بعض بعض جگہ پر علماے
متقدمین اور ربانین اولین پر بعض علما شبہہ رکھتے تھے اور لوتھر صاحب کو ان تینون انجیلون پر
شبہہ تھا اور انکے نزدیک انجیلون مین صرف یوحنا کی انجیل صحیح تھی اور ایک بڑا عالم عیسائی کہتا ہی
کہ یہ انجیل اور نامے یوحنا کی تصنیف نہین ہین بلکہ کسی عیسائی نے دوسری صدی مین اسکے
نام سے لکھدی ہین اور بعض عالمون عیسائی کے نزدیک ان انجیلون کا وقت تالیف روایت
معتبر سے ثابت نہین ہوتا اور نامہ تیمتی اور نامہ فلیمون اور دونون نامہ تمتھی کو بعض علماے

مردود شمار کیا ہی اور کوئی سند اسکی نہین کہ نامہ عبرانیون کا پولوس نے لکھا ہی اور نامہ دوم پترس
اور نامہ دوم اور سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور بعض فقرات نامہ اول یوحنا اور
مشاہدات یوحنا کا حال ایسا ابتر و خراب ہی کہ قابل کہنے کے نہین اور محض از روے زبردستی
بلا سند اسکو حواریون کی طرف نسبت کرتے ہین اور بہت علما نے انکا انکار کیا ہی اور کونسل نیس
جو ۳۲۵ء مین جمی تھی جمہور کے نزدیک واجب التسلیم نہ ٹھہرے اور کلیسیا عرب کے نامہ دوم
پترس اور دوم و سوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات کو نہین مانتے تھے اور کلیسیا سریانی ایک
مانتا اور بلکہ مشاہدات کو بعض قدما تصنیف ملحد کی تبلاتے تھے اور جو کونسل ۳۶۴ء مین
جمی تھی یہ کتاب خارج رہی تھی مگر ۳۹۷ء کی کونسل سے عیسائی اُسکو مانتے ہین لیکن اس
کونسل والون کی کوئی سند نہین دوسرے یہ کہ اول طبقہ مسیحی ہین جعلسازی شروع ہو گئی تھی
کہ یہ بات کلام لوقا اور پولوس سے ثابت ہی اور مفسرین عیسائی بھی اپنی تفسیرون مین
لکھتے ہین تیسرے یہ کہ عیسائیون کے مفسرون اور علما کے اقرار کے موافق اس انجیل مین
بہت جگہ الحاق ہو گیا ہی چوتھے یہ کہ علماے مسیحی خود قائل ہین کہ انجیل نویسون کی تحریر سہو
و غلطی سے خالی نہین ہی پانچوین یہ کہ علماے مسیحی کے نامدار لوگ اقرار کرتے ہین کہ سب
تحریر انبیاے اسرائیلیہ اور حواریون کی الہامی نہین ہوتی اور سب حواریون نے یہان تک کہ
بطرس حواری نے بھی بعد نزول روح القدس کے غلطی کی ہی چھٹوین یہ کہ انبیا اور حواریون سے
گناہ کبیرہ مثل ریا و بت پرستی اور کذب بھی باقرار علماے مسیحی ثابت ہوا ہی اور تبلیغ وحی مین
جھوٹ بولنا اُنسے پایا جاتا ہی ساتوین یہ کہ صدور کرامت و معجزہ دلیل نبوت نہین بلکہ اہل کتاب کے
نزدیک دلیل ایمان کی بھی نہین ہی پس یہان سے ظاہر ہوا کہ اس سارے مجموعہ انجیل کی
نہ کوئی سند ہی اور نہ سب الہامی ہی کیونکہ انجیل متی جہان سے گم ہوئی صرف ترجمہ یونانی رہا اور مرقس
و لوقا نہ حواری ہین اور نہ کلام اُنکے الہامی پس یہ تینون تو یقیناً حواریون کی لکھی نہین ہین پھر
ان تینون کو کلام نبوت کہنا خلاف انصاف ہی بلکہ یہ تینون بمنزلہ اور تاریخ کے ہین باقی رہے
نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا و نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور کتاب مشاہدات
سو انکو مسلمان لوگ کبھی کسی طرح الہامی نہین جانتے اور کونسل کا ترجیح کا در باب مشاہدات
ہمارے نزدیک ایسا ہی جیسے اور احکام کونسلی و راے اسکے اس کونسل مین کتاب وزدم اور
دونون کتابین مقابئیں وغیرہ کے حق مین بھی حکم ہوا تھا مگر فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک

مسموع نہین ہی ویسا ہی بشارات کے باب مین ہمارے نزدیک حکم اُسکا نا معتبر ہی خصوص جب
بلا سند صحیح ہو اور پولوس کو نہ ہم حواری جانتے ہین اور نہ صاحب الہام کیونکہ بعض فرقہ عیسائی
صاف کہتے ہین کہ اُسکا کلام غلطی سے پاک نہین ہی پس سب باتون سے قطع نظر اگر اہل اسلام
کرین تو اس صورت مین صرف انجیل اُسقدر ہی جو اقوال حضرت عیسیٰ کے ہین لیکن وسے بھی جو
بروایت احاد ثابت ہین تو حکم انکا ایسا ہوگا جس طرح حدیث احاد کا ہمارے نزدیک پس جب تک
کوئی دلیل نقلی قطعی اور عقلی قطعی مخالف اُن قولون کے نہوگی تب تک قبول نہین اور صورت
مخالفت مین جسکی تاویل ہوسکیگی وہ واجب التاویل ہوگا ورنہ وہم راوی یا غلطی راوی پر محمول
ہوکر متروک ہوگا اور صدور غلطی و وہم کا اُنسے کچھ بھی بعید نہین جیساکہ اس باب مین اقرار علمائے
محققین عیسائیون کا ہی اور بھی علمائے عیسائی یوحنا وغیرہ کی غلطیان سمجھکے اقوال عیسیٰ علیہ السلام مین
نکالی ہین کہ انکا بیان اس جگہ تطویل لاطائل ہی اسیقدر اس جگہ کافی ہی جو بیان اجمالی کیا گیا اور
بخوبی ثابت ہوگیا کہ اب کوئی روایت انجیلون کی الہامی اور واجب الاعتقاد نہین ہوسکتی کیونکہ
خود اقرار علمائے معتبرین مسیحی سے ثابت ہوتا ہی کہ سب انجیل نویس حضرت کے قول کو اپنی فہم کے
موافق روایت بامعنی کرتے تھے اور کوئی انکے الفاظ کے ساتھ نہین نقل کرتا اور کبھی حواریون کا
غلط سمجھنا اور بعضی غلطیون پر ہمیشہ قائم رہنا پایا جاتا ہی اور اسیطرح اکثر مقام مین بسبب اجمال
قول مسیحی کے مطلب کو نہ بوجھنا اور خوف سے اُسکے اصل مطلب کو نہ پوچھنا بھی واضح ہوتا ہی چنانچہ
باب ششم یوحنا مین ہی مندرجہ [illegible] ورس پنجاہ و یک مین ہون وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اتری
اگر کوئی اس روٹی کو کھائے ابد تک جیتا رہیگا اور روٹی جو مین دونگا میرا گوشت ہی جو مین جہان کی
حیات کے لیے دونگا ورس پنجاہ و دو تب یہودی آپس مین بحث کرنے لگے کہ یہ مرد اپنا گوشت
کیونکر ہمین دے سکتا ہی کہ کھائین ورس پنجاہ و سہ یسوع نے انھین کہا مین تم سے سچ
کہتا ہون اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تم مین حیات نہین ہی ورس شصتم
تب اسکے شاگردون مین سے بہتون نے سنکے کہا کہ یہ سخت مشکل کلام ہی اسے کون سمجھ سکتا ہی انتہی یہان سے
معلوم ہوا کہ یہ کلام کسی یہودی کی سمجھ مین نہ آیا اور بہت مریدون مسیح نے نہ سمجھا اور مشکل بتلایا اور
باب نہم لوقا مین سب حواریون سے خطاب کرکے قول مسیحی یون ہی کہ ان باتون کو کانون سے
سن رکھو کہ ابن آدم خلق کے ہاتھ مین گرفتار کروایا جائیگا پر وے اس کلام کو نہ سمجھے اور یہ انپر
پوشیدہ رہا تا نہووے کہ وے اُسے دریافت کرین اور انھون نے مارے ڈر کے اُس سے

سوال نہ کیا انتہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ یہان سب حواری مطلب کو نہ سمجھے اور خوف سے
سوال بھی نہ کر سکے خلاصہ اس فائدہ کا جو فقیر نے لکھا ہے یہ ہوا کہ اس سب مجموعہ عہد عتیق و جدید کی
جسکو بیبل کہتے ہین نہ کوئی سند متصل رہا اور نہ یہ مجموعہ الحاق و غلطی و تحریف سے خالی ہے تو چاہیے
کہ اب کوئی مورخ اُنسے اپنی کتاب مین کوئی بات سوا اسکے کہ بطور دلیل الزامی سمجھکر بیان کرے
نقل نہ کرے و لہذا فقیر نے اُن اقوال مختلفہ کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و رجع مین تھے
ترک کیا اگر کوئی کہے کہ یہ خرابیان کس طرح سے کتب مقدس مین واقع ہوئین اور اسباب ان
خرابیون کے کیا ہوے تو مین کہتا ہون کہ اسباب اسکے بہت ہین ازانجملہ یہ کہ بخت نصر کے
عہد مین بہت بڑی خرابی و تباہی یہود پر پڑی کہ ہیکل ڈھائی گئی اور اکثر یہود مارے پکڑے گئے
اور پرانے نسخے کتابون عہد عتیق کے جو اسوقت تک باقی تھے برباد ہوے بعد کہ جو عزیر علیہ السلام
پیدا ہوئے اور وہ توریت کو پھر سے لکھنے تو کلام نبوت کسی کے پاس صحیح اسوقت مین بھی نہ ہوتا
ازانجملہ بعد اس واقعہ کے ایک اور آفت یہود پر ایک سو اڑسٹھ ۱۶۸ برس پیش از ولادت مسیح علیہ السلام
پڑی کہ اسمین سب نسخے جو عزیر علیہ السلام کے تھے اور جو نسخے ہاتھ آئے برباد ہوئے باب اول
کتاب اول مقابیس مین ہے کہ انٹیوکس شہنشاہ فرنگستان نے اورشلیم کو فتح کرکے عہد عتیق کی
کتابون کے جتنے نسخے جہان سے آئے ملے پھاڑکر جلا دیے ازانجملہ قریب ۳۷ برس کے عروج
مسیح علیہ السلام سے حادثہ طیطوس رومی کا ہوا کہ اسمین گیارہ لاکھ یہودی قتل اور نوے ہزار اسیر ہوے
ازانجملہ تیس برس بعد عروج مسیح علیہ السلام کے بسبب عداوت شہنشاہون فرنگستان کے اول طبقے
مسیحیون پہ بڑی آفتین پڑین کہ قتل ہوے اور جلاوطن کیے گئے کہ انمین بطرس حواری مع زوجہ
اور پولوس مقتول ہوے اور یوحنا جلاوطن کیے گئے اور یہ آفتین تین سو برس تک برابر رہین
تو ان طبقون مین قلت کتب کی بدرجہ غایت کیون نہ متصور ہو اور جو کچھ قلت سے کتب مقدسہ
پائی جاتی تھین انمین سے اکثر قریب ۳۰۳ سنہ عیسوی کے بحکم شہنشاہ فرنگستان کے جلائی جاتی تھین
کہ یہ بات تواریخ عیسائیون سے بخوبی ثابت ہے چنانچہ لارڈنر ساتوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۵۲۳ مین
لکھتا ہے کہ ماہ مارچ ۱۹ سنہ جلوس دیوکلیشین مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسے گرائے جاوین اور کتب جلائی
جاوین ازانجملہ عہد حوارین سے پندرہ سو برس تک معابد عیسائیہ مین ترجمہ یونانی مستعمل تھا اور جانب
عبری انکے جمہور سلف متوجہ و ملتفت نہوتے تھے تو نسخہاے عبری بلحاظ حوادث مذکورہ بقلت جسقدر
پائے جاتے تھے غالباً فرقہ یہود کے اور عیسائی گرجون مین شاید تبرکاً و تیمناً کہین کہین ہون اور

ف بیان اسباب خرابی بائبل

یہود تو شرارت میں ضرب المثل ہیں انکو وصت تحریف ہاتھ آئی چنانچہ انھون نے ایک کونسل جمائی اور سب نسخے جو اسپنے نسخے کے خلاف تھے الزام غلطی و اختلاف کا لگا کر جلا دیے اور اسی سبب سے مسیحی علما کو جو اٹھارہوین صدی مین بنا بر تصحیح کتب مقدس مستعد ہوے کوئی نسخہ پورا عبری کا ایسا نہ ملا جو دسوین صدی سے پیشتر کا ہو چنانچہ اکثر مورخ عیسائی اپنی تواریخ مین لکھتے ہین جیسا بارنصاحب اپنی تفسیر کی جلد دوسری مین لکھتا ہو ازانجملہ ۳۳ھ سے اکثر فرقون پر حکمرانی پوپون کی شروع ہوئی اور ۵۰۳ھ مین تسلط انکا بخوبی ہوگیا اور بددیانتی انکے فرقے کی محتاج بیان نہین ہے چنانچہ لوتھر صاحب لکھتا ہو کہ اگر مین حاکم ہوتا تو خرابی اور دغا بازی پوپ اور اسکے توابع کو سمندر مین ڈبوا دیتا بالجملہ ایسے ایسے اسباب سے خرابیان واقع ہوئین کہ خود اسکا اقرار عیسائیون کو ہی چنانچہ ڈاکٹرمل نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو تیس ہزار جگہہ اختلافات عبارت کا نشان دیا اور ایک عالم عیسائی نے جو تین سو چیپن کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ ویسے ہی اختلافات عبارت کے تبلا دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملا کے جاوین تو خدا جانے کتنے اختلاف نکلینگے کس لیے کہ ابھی تو ہزارون نسخے ایسے موجود ہین کہ انکو کسی نے مقابلہ نہین کیا اور لطف یہ ہو کہ یہ تین سو چپن نسخے عہد جدید کے تھے پورے پورے نہ تھے بلکہ کسی مین چند ورس اور کسی مین چند جزو اور کسی مین ایک انجیل اور کسی مین چار اور کسی مین نامے پولوس کے اور پرانے نسخون مین تو کوئی بھی پرانا نہ تھا اس مقام مین بطور نمونہ صرف دو اختلافات لکھے جاتے ہین سنا چاہیے ایک کتاب احبار کے باب یازدہم کے ورس بست ویکم مین ان اشیا کے بیان مین جو بنی اسرائیل کے لیے پاک و حلال تھین عبرانی نسخے کے متن مین یون لکھا ہو پر تم سب رینگنے والے پرندون مین سے جو چار پائون سے چلتے ہین اور انکی پچھلی ٹانگین اگلے پائون سے لمبی ہوئی ہین کہ وہ انسے کود کر زمین پر چلتے ہین تم انمین سے کھاؤ اور عبرانی نسخے کے حاشیے پر اور نسخون سے یہ عبارت لکھی ہو اور انکی پچھلی ٹانگین اگلے پائون سے لمبی ہوئی ہین اور اسی عبارت حاشیہ کو اب عیسائی لوگ ترجمہ کرتے ہین اسکے کتاب خروج کے باب اکیسوین ورس ہشتم مین حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عبرانی کے باب مین جو اسنے بیٹی دوسرے کے ہاتھ بیچا تھا اس خیال سے کہ وہ اس سے نکاح کریگا یون حکم فرماتے ہین اگر وہ آقا اسکا جو اسے اپنے نامزد نہین کرکے رکھیگا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دیگی الخ اور حاشیے پر عبرانی نسخے کے اور نسخے سے یہ عبارت لکھی ہو اگر وہ آقا اسکا جو اپنے نامزد کرکے رکھیگا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دیگی اور یہی عبارت اب ترجمون مین لکھی جاتی ہو پس خیال کرنے کی

بات ہی کہ جب کتب مقدمہ مین ایسے اختلاف عبارت کے جو آپس مین ایک دوسرے کے متناقض
ہین پاسے جائین اور انہین سے کسی کو اصل مصنف کی عبارت بالیقین نہ کہہ سکین بلکہ دونون پر
احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اُس مسئلہ پر کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہی لہذا بہت مسئلون مین شبہہ رہا
مثلاً حلت و حرمت کے مسئلہ مین کہ اب نہین معلوم ہو سکتا کہ کون جانور حلال تھے اور کون شخص
اُس لونڈی کو آزاد کرے اسی طرح اور مسائل مشتبہ ہین کہ بخوف تطویل نہین لکھے گئے اور ایسے
اختلافات کو جو پادری لوگ اپنی دانائی سے سہو کاتب اور کم محنتی کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین
کہ بر تقدیر تسلیم اختلاف عبارت سے کسی مسئلہ مین نقصان نہین آتا کیا سخن پوچ و بے معنی ہی
اور کیسی بڑی حماقت و نادانی ہی یہ تو اہل فرنگ کی دانشمندی مین داغ لگتا ہی کیونکہ اہل فرنگ
باوصف کم نہی کے قیصر کے وقت سے کہتے ہین بلکہ مدعی ہین کہ سارے جہان کے علوم
ہمنے حاصل کیے ہین اور ہر فن کے جزئیات دریافت کیے ہین مگر بیبل کے ترجمے کا سلیقہ کم محنتی سے
نہ آیا اور سہو کاتب تو ایسی نہین ہوتی کہ جسکے واسطے ایسا بڑا اہتمام عظیم الشان کرنا پڑے کہ
سیکڑون نسخے جمع کیے جائین اور شاید اسی قباحت سے عیسائیون نے یہ قصور روح القدس پر
ڈالا کہ پابندی قواعد نحویہ کی اُسکو منظور نہین ہی و لہذا اسکی مرضی سے انبیاے بنی اسرائیل خدا کا کلام
غلط سلط ظاہر کرتے رہے اور مجاذیب کی سی بڑ مارتے رہے اور اس تجویز مین اتنا خیال نہین کرتے
کہ ایسی کتاب محرف کو معارضہ قرآن شریف پیش کرنا کیسی حماقت ہی اب بعض اختلافات تراجم
ملاحظے کے قابل ہین دیکھو کتاب پیدائش کے سوم و پنجم ورس مین حضرت آدم و حوا کی نسبت
لکھا ہی نسخہ ۲۵ سنہ ۱۶ تکونان کالآلہۃ یعنی ہو جاؤگے تم دونون مانند خداؤن کے اور نسخہ
سنہ ۱۱ مین ہی تکونان کالملائکۃ اسی طرح اگر سو جگہ خدا کا لفظ ایسے مقامون مین ہی تو نسخہ
دوم مین پچاس ساٹھ جگہ خدا کے بدلے فرشتہ ہی اس مقام سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہان کہین
عیسی علیہ السلام کے حق مین خدا کا لفظ لکھا گیا ہی وہ بھی قابل اعتبار نہین اور باب نہم
ورس سوم سنہ ۲۵ کتاب پیدائش توریت مین ہی کلما تحرک و ہو حیا یکون لکم ماکولا کالبقل
الاخضر اور نسخہ سنہ ۱۱ مین ہی کل دبیب طاہر حی یکون لکم ماکلا کخضر العشب اب اس خلاف مین
جو بسبب لفظ طاہر کے واقع ہوا حکم بدل گیا اور ورس ۱۲ باب ۱۶ سنہ ۲۵ و ۱۶ مین ہی ہذا یکون انسانا
وحشیا یدہ ضد الجمیع و ید الجمیع ضدہ اور سنہ ۱۱ مین یدہ فی الکل و ید الکل فیہ خلاصہ یہ کہ اول مین
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت مخالفت سب کی ظاہر ہی اور دوسرے مین سب کی موافقت ہی

اختلافات تراجم

اور باب ۶ ورس بستم نسخہ سنہ ۱۸۱۱ مین ہی فاتخذ عمرام یوخابد عمتہ زوجتہ لہ فولدت لہ ہارون و موسیٰ
و نسخہ ہندیہ سنہ ۱۸۲۵ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا اور نسخہ سنہ ۱۸۲۶ مین ہی فتزوج
عمران یوخابد ابنتہ عمہ یعنی عمران نے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا ہی دیکھو کہان پھوپھی کہان یہ اور باب
ہفتم کے ورس اول نسخہ سنہ ۱۸۱۶ مین ہی حضرت موسیٰ کے حق مین قد جعلتک الٰہا لفرعون اور
نسخہ سنہ ۱۸۱۲ مین ہی قد جعلتک استاذ الفرعون اب دیکھو کہان استاد کہان معبود اسی طرح
انجیل والون نے عیسیٰ کو معبود کیا ہوگا بلکہ ایسی تصریح عیسیٰ کے لیے معبودیت کی کسی کتاب مین
خدا کے قول کے نیچے نہین نکلتی ہی اسی طرح صدہا مسائل و جملے توریت کے بدلے ہوے ہین
اگر کوئی مقابلہ کرے تو دیکھے اور اب بھی عیسائیون مین یہ بات جاری ہی کہ جو بات خلاف عقل
ظاہر پاتے ہین نکال ڈالتے ہین اور اسی طرح کا حال تمام مجموعہ بائبل کا ہی فائدہ پوشیدہ نرہے
کہ اونٹ کا گوشت و دودھ اور گائے بکری کے چربی اور بعضے مرغ اور بعضی مچھلیان توریت مین
حرام تھین اور تعظیم روز شنبہ واجب تھی سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ احکام موقوف کیے
اسی طرح اور احکام مشکل نکال ڈالے چنانچہ سورۂ ال عمران مین اللہ صاحب حضرت عیسیٰ کے
حال مین فرماتے ہین ومصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم یعنے مین
بھیجا اللہ کا ہون اور سچ بتانے والا توریت کو جو مجھسے پہلے کی ہی اور اس واسطے کہ حلال کردون
تمکو بعض چیز جو حرام تھی تمپر اگر کہا جاے کہ تحلیل بعض محرمات مناقض تصدیق ہی تو جواب یہ ہی کہ
ایسا نہین ہی بلکہ تصدیق عیسیٰ علیہ السلام کی توریت کو بایں معنی ہی کہ جو کچھ تورات مین مذکور ہی سب درست
و راست ہی لیکن اس کتاب مین حکم تائید احکام شرعیہ کا نہین ہی پس تحلیل ما حرم مناقض تصدیق
نہین ہی جس طرح نسخ بعض قرآن بعض سے دلیل تناقض نہین ہی پس ہمارے نزدیک یہ بھی ثابت ہی
کہ بعض احکام توریت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ فرمائے ہین اور توریت سے ظاہر ہوتا ہی
کہ بعض احکام انبیاے پیشین کے توریت مین منسوخ ہوے ہین مگر نصاریٰ کہتے ہین کہ توریت کا
حکم کبھی منسوخ نہین ہوا اور اس بات پر دلائل عقلیہ بیچ بے سرو پا بیان کرتے ہین حالانکہ
انکو حقیقت نسخ و تبدیل کی اب تک معلوم نہین ہی اور ہرگز واقفیت نہین رکھتے کہ نسخ جو اصطلاح
اسلامیون مین ٹھہرا ہی کیا چیز ہی اور اگر شاید واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے اور جو نسخ کے معنی
انکے ذہن مین اسطرح کے ہین جیسے ایک قانون سے دوسرے قانون کی منسوخی یا منسوخی
احکام حکام ماتحت عدالت حاکم اپیل سے تو یہ معنی نسخ کے نہین ہین بلکہ حاصل کلام اس باب مین

کا مذہب اسلام کا یہ ہے کہ نسخ قصص و اخبار مین نہین ہوتا بلکہ صرف اوامر و نواہی مین آیا کرتا ہے کما قال
البغوی فی المعالم النسخ انما یعترض علی الاوامر والنواہی دون الاخبار اور اسی طرح امور عقلیہ
قطعیہ مین نسخ نہین ہوتا جس طرح یہ کہ خدا موجود ہے اور نہ امور حسیہ مین مثلاً دن کی روشنی اور رات کی
تاریکی اور جو اوامر و نواہی مین نسخ کے قائل ہین اسمین بھی تفصیل ہے یعنی امر و نہی کا متعلق ہونا
ایسے حکم عملی سے چاہیئے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور جو واجب یا ممتنع ہے اسمین بھی نسخ
نہین ہوسکتا مثلاً خدا پر ایمان لانا اور شرک و کفر کا باطل جاننا اور وہ حکم جو وجود و عدم کا
احتمال رکھتا ہو اسکی بھی دو قسم ہین دائمی جس طرح اللہ صاحب نے فرمایا ولا تقبلوا لہم شہادۃ
ابداً دوسری غیر دائمی ہے اول مین اہل اسلام قائل نسخ نہین اور غیر دائمی مین تفصیل ہے ایک موقت
کما قال اللہ تعالیٰ فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ یعنی درگذر کرو اور خیال مین نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ
اپنا حکم اس قسم مین بھی وقت معین سے پہلے نسخ روا نہین جانتے دوسرے غیر موقت یعنی
مطلق اس قسم مین البتہ اس طرح قائل نسخ ہین کہ علم خدا مین یہ بات مقرر تھی کہ فلان وقت تک
یہ حکم نافذ رہیگا مگر اس حکم مین وقت کا بیان نہوا تھا سو جب وقت آگیا خدا کے دوسرے
حکم مین جو بظاہر مخالف حکم اول کے معلوم ہوتا ہے اسکا بیان ہوگیا پس اس دوسرے حکم مین
گو بظاہر بسبب قصور استعداد و فہم کے آدمیون کو خلاف معلوم ہوتا ہے اور تبدیل پائی جاتی ہے
لیکن حقیقت مین اور خدا کی نسبت حکم اول کی مدت کا بیان ہے نہ تبدیل مثال اسکی بلا تشبیہ یہ ہے
کہ ایک شخص کسی معلم کو کہے کہ تو ہمارا لڑکا پڑھایا کر اور ظاہر مین کوئی مدت مقرر نہ کرے مگر اسنے
اپنے دل مین ٹھہرالیا ہو کہ چھ مہینے یا سال بھر یا دو برس یہ کام لونگا اور جب وہ گذر جاے معزول
کردے پس یہ بات ظاہر مین معلم کی نزدیک تبدیل ہے اور در حقیقت اور اس شخص آقا کی نسبت
تبدیل نہین ہے پس اہل اسلام کی اصطلاح مین نسخ سے حکم عملی مطلق کے مدت کی انتہا کا بیان
مراد ہے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور آدمیون کے وہم مین اسکا دوام سمجھا جاتا ہو اور ظاہر ہے
کہ خداوند تعالیٰ فعال مختار ہے جس طرح اور کارخانون مین تقلیبات کیا کرتا ہے جیسے تندرست کو
مریض کرنا اور مریض کو تندرست کرنا اور فقیر کو غنی کرنا اور غنی کو فقیر کرنا اور سرما کو گرمی اور
گرمیون کو برسات اسی طرح اپنی عبادت کے اقرار اور شیوۂ عبودیت کی ورزش مین جب کسی
جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور جب موقوف کرنا اس کام کا مقصود ہوتا ہے تو اسکو موقوف
کرکے دوسرے کام کے لیے حکم دیتا ہے اور اگلے کامون کی میعاد کو جو علم الٰہی مین قرار پاچکے تھے

ظاہر کر دیتا ہی اور ہمکو جس طرح بعض امور تکوینیہ کے مصالح و مضار نہین معلوم ہین اسی طرح جملہ امور شرعیہ کے بعض باتون کے مصالح و مضار دریافت نہین ہوتے اور یہ بات کچھ اس سبب سے نہین کرتا ہی کہ اسکو اپنے تقضاے قدرت مین کچھ عجز ہی یا اسکے علم مین نقصان ہی بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کے سبب سے ایسا کرتا ہی اور مصلحت ہر بات کی وہی خوب جانتا ہی ہمکو ان مصلحتون پر مطلع ہونا کچھ ضرور نہین پس معلوم ہوا کہ نسخ عقلاً جائز و غیر ممتنع ہی اور جو کوئی نبی اگلی شریعت کی منسوخی کا دعویٰ کرے تو یہ اظہار اسکا قادح نبوت کا نہین ہی اور دلیل اسکی وہی ہی جو اس نبی کے نبوت کی دلیل ہی یعنی ظہور معجزات قاہرہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو رہت و درست فرما کر بعض احکام اسکے منسوخ فرمائے اور یہودی ناراض ہوے چنانچہ حواریون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ احکام ابدی توریت کے حضرت عیسیٰ نے منسوخ کیے ہین مثلاً یوم السبت کے جسکی عزت کا حکم اور اسکے ماننے کی تاکید عہد عتیق کی کتابون مین جابجا لکھی ہی اور بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سبھی اسکی عزت پیغمبر کرتے آتے اسی طرح چند اعیاد و قربانیون کی تاکید اور چند جانورون کی حرمت کی اور ثابت ہوتا ہی کہ پولوس مقدس کے زمانہ تک احکام شریعت موسویہ کے جاری تھے لیکن آخر کو منسوخ ہوے چنانچہ پولوس نامہ موسومہ اہل افسس کے دوسرے باب نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۱ کے درس پانزدہم مین لکھتے ہین ابطل شریعۃ الوصایا المعتقدۃ یعنی عیسیٰ نے شریعت وصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا اور نامہ موسومہ قلسون کے باب دوم درس شانزدہم نسخہ فارسی سنہ ۱۸۱۶ مین لکھا ہی ہیچکس شمارا دربارہ خوراکی یا نوشابہ یا در خصوص عید یا ہلال یا سبتہا محرم نسازد کہ اینہا اظلال اشیا آیندہ است کہ حقیقت آنہا مسیح است انتہیٰ اور نامہ عبرانیون کے درس ۱۳ مین ہی اور جب اسنے نیا کہا تو پہلے کو پرانی ٹھہرایا اور وہ جو پرانا اور زونی ہی مٹنے کے نزدیک ہی پائیل صاحب اس درس کی شرح مین لکھتا ہی صحیح ظاہر ہی کہ خدا نے اور بہتر رسالت کے اقرار کرنے سے پرانی اور زیادہ نقصان والی کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی لہذا یہودیون کا رسوماتی مذہب موقوف ہوتا اور دین عیسوی اسکی جگہ قائم کیا جاتا ہی انتہیٰ اور نامہ موسومہ عبرانیون کے درس ہشتم باب ہشتم نسخہ اردو سنہ ۱۸۳۹ مین ہی اگر وہ پہلا عہدنامہ بے عیب ہوتا تو دوسرے کی تلاش نہوتی سو وہ انکا عیب بتا کر کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی دیکھ وے دن آتے ہین کہ بنی اسرائیل کے گھر اور یہودا کے گھرانے کے لیے ایک نیا عہدنامہ ٹھہراونگا اور یہ اس عہدنامہ کے مانند نہوگا جسے مین نے انکے باپ دادون کے ساتھ کیا بلکہ یہ وہ عہدنامہ ہی جسے مین بنی اسرائیل گھرانے کو

ان دنون کے بعد دونگا انتہیٰ خلاصہ یہ کہ اگر شریعت موسویہ پر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت
عیسویہ کے لیے جگہ کہان سے آتی کما فی النسخہ العربیہ سنہ ۱۸۱۶ فلو کان العہد الاول غیر معترض بہ
لم یعہد للثانی موضع لانہ قد اعترض پس اگر معترض بہ کے یہ معنی ہین کہ موقوف کی گئی شریعت
موسویہ تو نسخ ہوا اور اگر صحت پر اعتراض ہے تو تحریف ہے اور اسی نامہ کے ورس ۱۸ باب ہفتم
نسخہ سنہ ۱۸۳۹ مین لکھا ہے پس اگلے حکم کم زور اور بیفائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہین اور
کتاب استثنا تورت سے واضح ہے کہ عورت مطلقہ سے دوسرے کو نکاح کرنا جائز ہے اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کا قول انجیل اول مین باب نوزدہم ورس نہم مین ہے کہ فرمایا جسنے زن مطلقہ سے نکاح کیا
اسنے زنا کی اور باب ہفدہم پیدائش کے ورس نہم سے چہاردہم تک حکم ختنہ کا ہے اور عبارت
صاف ختنہ بد ینہ ظاہر ہے لہذا حضرت عیسیٰ کا بھی ختنہ ہوا تھا چنانچہ انجیل سوم کے باب دوم
ورس اکیس سے ظاہر ہے اور پولوس حواری نامۂ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم مین لکھتا ہے کہ اگر
شما مختون شدند مسیح دربارہ شما سودمند نخواہد بود اسی جگہ سے عیسائی کہتے ہین کہ ختنہ کا حکم
منسوخ ہے دل کا ختنہ چاہیے حالانکہ یہ حکم ابدی تھا نہ میعادی جیسا کہ توریت مین موجود ہے سنہ ۱۸۱۱
و سنہ ۱۸۲۵ اللہ فرماتا ہے میرا عہد تمہارے جسمون مین عہد ابدی ہوگا الغرض ایسے ایسے شواہد سے
ناچار ہوکر اب عیسائی بھی قائل ہین کہ توریت کے احکام منسوخ ہوے ہین مگر انجیل کے احکام
منسوخ نہین ہوے اور نہ ہو سکتے ہین کیونکہ لوقا کے اکیسوین باب کے ۳۳ آیت مین مسیح کا
یہ قول لکھا ہے کہ آسمان و زمین ٹل جاوینگے لیکن میری باتین نہ ٹلینگی انتہیٰ مین کہتا ہون کہ یہ
کلام حضرت مسیح علیہ السلام کا اگر باسناد صحیحہ ثابت ہو تو از روے سیاق عبارت عام نہین ہے بلکہ
صرف اس پیشین گوئی کی بابت ہے جو جناب مسیح نے اس آیت پیشتر اسی باب مین ذکر فرمائی ہے اور
معنی اسکی یہ ہے کہ اگر بالفرض آسمان و زمین ضائع ہو جائین مگر میری باتین اس پیشین گوئی کی بابت
ہرگز زائل نہونگی چنانچہ متی کے ۲۴ باب کے ۳۵ ورس کی شرح مین مفسرین عیسائیون نے خود
لکھا ہے اور ورس مذکور مطابق ورس ۳۳ مذکورالصدر لوقا کے ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اس قول سے
یہ مراد ہے کہ میری یہ پیشین گوئیان یقیناً پوری ہونگی اور ایک مفسر معتبر عیسائی لکھتا ہے کہ حاصل
کلام عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ہے کہ اگرچہ آسمان و زمین اور سب اشیا کی نسبت قابل تبدیل نہین ہین
تو بھی ایسی استوار نہین ہین جیسی میری پیشین گوئیان ان چیزون کی بابت استوار ہین
وے سب مٹ جائینگی پر میری باتین ان پیشین گوئیون کی بابت ہرگز نہ بدلینگی اور جو بات

اب ہین نے بیان کی ہی اسکا ایک شوشہ مطلب سے متجاوز نہوگا انتہی قولہ خلاصہ اس تقریر کا
یہ ہوا کہ دلیل عیسائیون کی ناقص و ناتمام ہی اور امکان نسخ خدا کے کلام مین جسکے محال ہونے کا
دعوی بعضے پادری ناواقف و بے علم کرتے ہین ثابت ہوتا ہی نسخہ توریت سے اور وقوع بالفعل
اسکا بعض احکام کی منسوخی سے واقع ہی جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پیشتر
منسوخ ہوے ہین چنانچہ کتاب پیدائش کے پہلے نسخہ ۱۸۲۵ء مین حضرت آدم علیہ السلام کی
نسبت خطاب الٰہی واسطے اباحت عام کے ہوا ہی اور نوین باب مین حضرت نوح علیہ السلام کی
نسبت بھی وہی حکم دیا کہ سب اشیا رکھاؤ بعد اسکے کتنے جانور کہ منجملہ انکے خوک بھی ہی حضرت موسیٰ کے
عہد مین حرام ہوے اور کتاب پیدایش کے باب ۲۹ ورس ۱۶ ہین ۳۰ تک جہان قصہ حضرت
یعقوب کا لکھا ہی نکاح بین الاختین جائز معلوم ہوتا ہی پھر توریت مین جمع بین الاختین حرام ہوا
اسی طرح اور احکام تبدیل ہوے ہین کہ صاحب استفسار نے انکی تفصیل فرمائی ہی اور بعد تشریف آوری
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تو کل اوامر و نواہی توریت کے پولوس کی تقریر سے منسوخ معلوم ہوتے ہین
جیسا اوپر لکھا گیا اور ایک قول اسکا اعمال الحوارین کے پندرھوین باب کے چوبیسوین ورس نسخہ
ہندیہ ۱۸۳۹ء مین یہ ہی کہ جب کہ ہمنے سنا کہ بعضون نے ہم مین سے نکلکر تمھین باتین کہکے گھبرا دیا
اور یہ کہکے تمھارے دلون کو بیقرار کر دیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو باوجودیکہ ہمنے انھین
یہ حکم نہین دیا تھا الی قولہ ورس ۲۸ کہ روح القدس کو اور ہمکو اچھا لگا کہ سوا ے چند باتون کے تمپر
زیادہ بوجھ نہ ڈالین تم بتون کے لیے ذبح ہوئی چیزون سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوے جانور کے کھانے
اور زنا کاری سے پرہیز کرو والسلام پس ایک طرفہ ماجرا یہ ہی کہ توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار
چیزین حرام رہین تھین اب سوا ے زنا کے اور کسی کی حرمت باقی نہین ہی اور کہتے ہین کہ ان چیزون کی
حرمت مین بھی علما مین اختلاف تھا اور یہ بات پولوس کے نامہ سے جو رومیون کو لکھا ہی نکالتے ہین
یعنی وہ کہتا ہی کہ مجھے خداوند یسوع سے معلوم ہوا اور مین نے یقین جانا کہ کوئی چیز اب ناپاک نہین لیکن
جو اسکو ناپاک جانتا اسکے لیے ناپاک ہی پس انجیل مین بھی نسخ ہوا اور طیطس کے باب اول ورس ۱۵ مین
مین ہی کہ پاک لوگون کے لیے سب کچھ پاک ہی پھر ناپاک اور بے ایمانون کے لیے کچھ پاک نہین الغرض
ان سب باتون سے کہ جنکی حرمت باقی رہی تھی وہ بھی حلال ہین ولہٰذا نصاریٰ کے
عالمون نے ان سب کی حلت کا فتوی دیا ہی اور ایک بات اور بھی حاصل ہوتی ہی
کہ انجیل مین خود حضرت عیسیٰ نے بعض احکام منسوخ فرماتے ہین چنانچہ جناب

مسیح کا حکم او لامتی کے دسوین باب کے ۵ و ۶ ورس مین حواریون کے بابت یون ہی
کہ اُن بارہون کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قومون کی طرف نجانا اور سامریون کے کسی شہر
مین نجانا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے پاس جانا اور پھر اُن لوگون کے
حق مین مرقس کے باب شانزدہم کے ۱۵ ورس مین یہ کلام لکھا ہی کہ تمام دنیا مین جاکر ہر ایک
مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو دوسرا قول پہلے کا ناسخ ہی اگرچہ خود مسیح نے
موقوف کیا لیکن یہ تو ثابت ہوا کہ مسیح کے قول مین نسخ جائز ہی پس اس مقام سے مقصد یہ
حاصل ہوا کہ نسخ توریت مین اور انجیل مین بلاشبہ ہوا ہی مگر اوامر و نواہی مین نہ اخبار و
قصص مین وہ بھی موافق قاعدہ مرقومہ صدر کے نہ یہ کہ تمام انجیل و توریت لفظ منسوخ ہی لا
بسبب تحریف بد دیانتون کے دونون اعتبار کے لائق نہین ہین القصہ حضرت عیسی مرفوع
ہوے اور یہودا سولی دیا گیا تو مریم مع مریم مجدلانی اُس جگہ آئین اور روئین تب شاید اللہ نے
عیسی کو بھیجا کہ حال مریم کا پوچھو مریم نے دیکھا تو اُنکے دلکو تسلی ہوئی اور حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے آسمان پر اُٹھا لیا ہی اور نہایت بزرگی و عظمت و شان سے رکھا ہی
بعد اُسکے اللہ نے پھر اُٹھا لیا اور دونون عورتین اپنے اپنے گھر آئین جاننا چاہیے کہ مجدلان
ایک قریہ سواد انطاکیہ مین ہی اُسکی طرف مریم کی نسبت ہی اور سبب اُسکے آنے کا مریم کے ساتھ
یہ تھا کہ مریم مجدلانی ایک عورت عفیفہ صالحہ عابدہ تھی اسکو بیماری استحاضہ کی لاحق ہوئی سو وہ
حیا و شرم سے اس مرض کو پوشیدہ رکھتی تھی جب حضرت عیسی علیہ السلام پیغمبر ہوے اور خبر
مشہور ہوئی کہ بیمار لوگ اُنکے چھو لینے سے شفا پاتے ہین وہ بھی آئی اور پشت سے اُسنے اپنا
ہاتھ حضرت عیسی علیہ السلام پر رکھدیا حضرت نے فرمایا جسنے بہ نیت خالص اپنا ہاتھ مجھ پر
رکھا ہی اگر بیمار ہی تو یا اُسکو مرض لاحق ہے نجات پاوے اُسی دم سے دم استحاضہ اسکا منقطع
ہوگیا اور وہ ایمان بھی لائی اور باطن کی نجاست سے پاک ہوئی اور حضرت عیسی علیہ السلام سے
نہایت محبت کرنے لگی یہان تک کہ خبر قتل مشہور ہوئی یہ سنکر بطور تعزیت حضرت مریم کی خدمت مین
آئی تھی اور رنج و الم مین شریک ہوئی تھی جب حضرت مریم سولی کی طرف چلین تو یہ بھی ہمراہ ہوئی
کذا فی الجواہر اور اخبار الدول مین ہی کہ وہب ابن منبہ لکھتے ہین کہ سات دن بعد رفع کے
حضرت عیسی پہاڑ پر اُترے تو پہاڑ روشن ہوگیا اور اپنے حواریون کو طلب کیا اور ارشاد
فرمایا کہ تم خلق خدا کو توحید کی دعوت کرو بعد اُسکے اپنی والدہ کے پاس آئے اور اُنکو

نسخ توریت و انجیل مین بلاشبہ ہوا ہی

اپنے مکان کی خبر دی اور یحییٰ و شمعون سے فرمایا کہ میری والدہ کی تعظیم و تکریم مین بہت
کوشش کیجیو اور اُنکا ساتھ نہ چھوڑیو بعد ازان پھر اُٹھائے گئے اور تموجز ابوالفتوح مین لکھا ہی
کہ ساتوین دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم مجدلانی کے گھر مین تشریف لائے اور حواریون کو
بُلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ دنیا فانی ہی اور خدا کے پاس تمکو اور مجکو جانا ہی اس عالم مین کسی سے
لڑائی بگاڑ نہ کرنا اور صلاح و تقویٰ مین بسر کرنا اور عورتون کو روزہ رکھنے کی تاکید کرنا اور
پرہیزگاری اختیار کرنے کو سمجھانا اور سب آدمیون سے بحسن خلق پیش آنا یہان تک کہ جو کوئی تمہارے
ساتھ ایک کوس چلے تم دو کوس جانا اور جو کوئی تم پر ظلم کرے اُس سے انتقام کا ارادہ نہ رکھنا پھر شمعون کو
خلیفہ کیا اور پھر آسمان پر اُٹھائے گئے آخر زمانہ مین نزول ہمیشت فرمائینگے اور دجال ملعون کو
مار ینگے واللہ اعلم بالجملہ بعد رفع و رجع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم چھ برس زندہ رہین عمر اُنکی
ترپن برس کی ہوئی کنیسہ حسمانیہ مین مدفون ہین کذا فی اخبار الدول اور تنبیہ الغافلین مین امام
ابو اللیث سمرقندی نے لکھا ہی کہ قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم نے وفات پائی کذا فی
زاد السیر و ہنا اقرب الی الصواب معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہی کہ یہود نے حواریون کو
قید کیا یہ خبر شاہ روم نے سنی اُسنے ایک لشکر عظیم الشان بھیجا کہ اکثر یہود مارے گئے اور حواریون نے
رہائی پائی تب شمعون نے یحییٰ و تومان کو جو کہ صادق و صدوق کہلاتے تھے جانب انطاکیہ بنا بر
دعوت خلق الی الحق روانہ کیا متصل اُس شہر کے حبیب نجار سے ملاقات ہوئی اُسنے
سلام علیک کر کے پوچھا تم کون ہو بولے ہم عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہین بنا بر ہدایت اہل انطاکیہ
آئے ہین حبیب نے کہا کوئی دلیل و حجت آپ کے پاس ہی کہنے لگے کہ ہم اندھے اور کوڑھی کو
بحکم خدا اچھا کرتے ہین حبیب نے کہا میرا بیٹا دو برس سے بیمار ہی اور اطبا اسوقت سے اُسکے
علاج مین عاجز آ گئے ہین تم اسکی صحت کی دعا کرو چنانچہ دونون نے دعا کی اللہ تعالےٰ نے
شفا بخشی اور یہ خبر شہر انطاکیہ مین مشہور ہوئی اور مریضون نے یورش کیا یہان تک کہ جو بیمار ہوا
اچھا ہو گیا اسی عرصہ مین ایک سلطان جانب قیصر روم سے انطحس یا طیحست نامی انطاکیہ مین تھا
اُسنے خبر پائی اور طلب کیا اور پوچھنے لگا تم کون ہو اُنھون نے کہا رسول عیسیٰ ہین بولا کیا فرمایا ہی
کہا ہم بت پرستی سے منع کرتے ہین وہ خود بت پرست تھا اُسنے بلا تامل قید کیا معالم التنزیل مین
لکھا ہی کہ بادشاہ نے کہا سوائے بتون کے اور بھی کوئی خدا ہی جسکی عبادت تم کرایا چاہتے ہو
بولے کہ وہ خدا ہی جسنے تمکو اور تمہاری بتون کو بنایا ہی تب بادشاہ نے گرفتار کیا اور حبیب

ابن منبہ کہتے ہین کہ یہ دونون رسول انطاکیہ مین پہونچے ایک مدت تک کسی نے بادشاہ سے
خبر نہ کی ایک دن بادشاہ باہر شہر کے نکلا توان دونون نے ذکر الٰہی شروع کیا بادشاہ نے
غصہ ہوکر سو سو کوڑے مارے یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ انکی اعانت کو روانہ ہوے اور شہر مین
پہونچے اور سلطان کے امیرون سے ملکر مقربان شاہی مین داخل ہوے یہان تک کہ بادشاہ کے
ساتھ بتخانے مین جاتے اور اپنے خداوند تعالے کو سجدہ کرتے اور ظاہر مین لوگ جانتے کہ
بتون کو سجدہ کرتے ہین اسی قصے کا اشارہ سورہ یسین مین ہی واضرب لہم مثلاً اصحاب القریۃ
اذ جاءہا المرسلون اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی
بیان کر انکے واسطے ایک کہاوت لوگ اس گانون کی جب آئے اسمین بھیجے ہوے جب بھیجے
ہمنے انکی طرف دونون انکو جھوٹھلایا پھر ہمنے زور دیا تیسرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف
آئے ہین بھیجے بالجملہ شمعون کو بادشاہ کے مزاج مین کمال دخل پیدا ہوا کہ بلا مشورہ
انکے کوئی بات نکرتا اس عرصہ مین ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دو شخص غریب
جو قید ہین انکا قصور کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ دونون شخص کہتے ہین کہ سوا بت کے
اور بھی کوئی خدا ہی شمعون نے انکو بلاکر پوچھا تم کسکو مانتے ہو بولے خالق زمین آسمان کو
شمعون نے کہا خالق تمھارا کیا کرتا ہی بولے اندھے کو سوجھ دیتا ہی تب بادشاہ نے ایک
اندھا بلایا وہ انکی دعا سے اچھا ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ تم پہلے
اپنی بتون سے کہو کہ اندھے کو اچھا کرین بادشاہ نے چپکے شمعون سے کہا کہ بتین کچھ قدرت
نہین رکھتی ہین پھر شمعون نے ان دونون سے کہا کہ تمھارا خدا اور بھی کچھ کرسکتا ہی
انھون نے کہا مردے زندہ کرتا ہی تب شمعون نے کہا کہ اگر ایسا واقع ہو تو مین ایمان
لاؤن معالم التنزیل مین لکھا ہی کہ اس بادشاہ نے کہا اس شہر مین ایک شخص مرگیا ہی
اور سات دن سے دفن نہین ہوا ہی سو تم اسکو زندہ کرو تب دونون شخص اس مردے کے
پاس آئے اور پکار پکار دعا کرنے لگے اور شمعون نے پوشیدہ دعا فرمائی اللہ جل شانہ نے
اپنی عنایت سے اسکو زندہ کیا تب وہ مردہ اٹھکر بولا کہ مین سات دن سے مرگیا تھا
تمکو نصیحت کرتا ہون کہ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور اللہ کا ایمان لاؤ کیونکہ مین نے
ایک مشرک بت پرست کو برے حال سے دوزخ مین دیکھا ہی تم بھی اس سے توبہ کرو نہین تو
ایسی ہی بلا مین پڑوگے بعد اسکے کہنے لگا کہ مین نے دروازے آسمان کے کھلے ہوے دیکھے

تو ایک جوان خوبصورت نظر پڑا کہ ان تینون کی شفاعت کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا وہ تینون شخص کون ہین اُسنے کہا ایک شمعون اور دو شخص یہ دونون قیدی ہین بادشاہ نے سخت تعجب کیا اب شمعون نے جانا کہ اس شخص کے کلام سے بادشاہ کے دل مین اثر کیا تب کہنے لگا کہ ہم تمھارے پاس آئے ہین سو تم ایمان لاؤ کہ بادشاہ ایمان لایا اور وہ مردہ پھر مر گیا اور ابن اسحاق کعب اخبار سے روایت کرتے ہین کہ بادشاہ ایمان نہین لایا بلکہ زیادہ تر کافر ہوا اور ان تینون کے قتل پر مستعد ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ کفر پر قائم رہے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے وہ لوگ قتل پر مستعد ہوے یہ خبر حبیب نجار کو کہ شہر کے پرلے سرے پر مقیم تھا پہونچی وہ آیا چنانچہ سورہ یٰسین مین ارشاد ہوا وجاء من اقصے المدینۃ رجل یسعیٰ قال یا قوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجرًا وہم مھتدون یعنی آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اے قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤن کے چلو راہ پر ایسون کی جو تمسے نیگ نہین مانگتے اور راہ سوجھے ہین تب اُسی قوم ناپاک نے اُسکو شہید کیا کہ وہ داخل بہشت ہوا کما قال اللہ قیل ادخل الجنۃ قال یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین یعنی حکم ہوا کہ جلد جا بہشت مین بولا کس طرح میری قوم معلوم کرین کہ بخشا مجھکو میرے رب نے اور کیا مجھکو عزت والون مین فائدہ قول محمد اسحاق کا درست معلوم ہوتا ہی کیونکہ اللہ صاحب فرماتے ہین قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم یعنی بولے ہمنے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑوگے تو ہم تمکو سنگسار کرینگے اور لگیگی تمکو ہمارے ہاتھ سے دُکھ کی مار پس اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو اسطرح کیون کہتے اس سے ثابت ہوا کہ ایمان نہین لائے اور نامبارک اس بات پر کہا ہی کہ شامت اعمال سے پانی کا برسنا اور درختون کا اُگنا اور اولاد کا پیدا ہونا بالکل بند ہو گیا تھا اور قحط کی شدت سے لوگ مرے جاتے تھے فائدہ اگرچہ اُس قوم نے حبیب نجار سے یہ دشمنی کی کہ اُسکو ناحق قتل کر ڈالا مگر اُسکو یہان تک خیرخواہی رہی کہ بعد موت فرمایا اگر میرا حال قوم کے لوگ معلوم کرین تو شاید ایمان لاوین اور بہشت کی تمنا سے بت پرستی چھوڑ دین فائدہ ان حواریون کی رسالت مین یہ تحقیق ہی کہ یہ تینون شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول تھے نہ کہ رسول اللہ اور جو یہ ارشاد ہوا فعززنا بثالث اُسکا سبب یہ ہی کہ یہ تینون جانب انطاکیہ خدا کے حکم سے

بھیجے گئے تھے اب باقی یہ رہا کہ یہ رسول حضرت عیسیٰ کے سامنے گئے تھے یا بعد رفع و رجع
اُنکے حکم سے شمعون نے بھیجا تھا بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نے خود بھیجا تھا مگر صحیح یہ ہے
کہ شمعون کو حضرت عیسیٰ نے اپنا خلیفہ فرمایا تھا اُنھون نے موافق ارشاد اُنکے بھیجا تھا
فائدہ سدی کے نزدیک حبیب نجار کندی گر تھے اور وہب کے نزدیک حریر باف تھے
اُنکو بیماری جذام کی تھی نعوذ باللہ منہ سو حضرت عیسیٰ کی دعا سے اچھے ہوے اور ایمان لائے
اُسکی برکت سے یہ طریق ہوگیا کہ اپنی مزدوری سے نصف روپیہ خدا کی راہ مین صرف کرتے
اور نصف اپنے اہل و عیال کے صرف مین لاتے اور صلاح و تقویٰ مین ایسے ممتاز تھے کہ
اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ حبیب ایک بُڈھی تھا ہمیشہ عبادت حق مین
مشغول رہتا جب اُسکو حواریون کی خبر پہونچی تب اُسنے آکر اپنا دین ظاہر کیا اور حواریون سے
کہنے لگا کہ اس بات پر تم کچھ مزدوری چاہتے ہو کہنے لگے کہ ہم کچھ مزدوری نہین چاہتے
تب حبیب نے قوم سے کہا تم لوگ انکی متابعت کرو کہ یہ لوگ کچھ اجرت نہین چاہتے ہین
تب کافرون نے اُسکو گرفتار کرکے بادشاہ پاس پہونچایا اُسنے پوچھا تو انکے تابع ہی ہے
کہا کہ مجکو لائق نہین کہ بندگی نہ کرون اُسکی جسنے مجھے بنایا اور اسکی طرف پھر جاؤگے
بھلا مین پکڑون اُسکے سوا سے اورون کو پوجنا کہ اگر مجکو چاہے رحمان تکلیف دینا کچھ کام
نہ آوے مجکو اُنکی سفارش اور نہ وہ مجکو چھڑاوین تو مین بھٹکا ہون صریح چنانچہ اللہ صاحب
سورہ یٰس مین فرماتے ہین ومالی لا اعبد الذی فطرنی والیہ ترجعون ءاتخذ من دونہ آلھۃ
ان یردن الرحمن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون انی اذا لفی ضلال مبین جب یہ کلام
حبیب نجار نے برملا فرمایا تو اُن لوگون نے مارنے کا قصد کیا تب حبیب نے رسولون سے
خطاب کرکے کہا انی آمنت بربکم فاسمعون یعنی مین ایمان لایا تمھارے رب کا تم سنو اور گواہ ہو
پھر اُن کافرون نے حبیب کو شہید کیا اُس حال مین اُسکی زبان پر جاری ہوا اللھم اھد قومی اور
سدی کے نزدیک سنگسار کیا اور حسن سے روایت ہے کہ رسیون سے باندھکر بیرون شہر لٹکایا اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حبیب کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا اور داخل بہشت فرمایا
آسی کا اشارہ ہے قیل ادخل الجنۃ مزار مبارک حبیب نجار بازار انطاکیہ مین ہے جب یہ ظلم حبیب نجار پر
ہوا تو اُسکی سزا مین اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اُنھون نے ایک سخت آواز
ایسی کی کہ سب کفار وہان کے مرگئے اور وقت نزع کہتے تھے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اکاسی برس تک دین عیسوی قائم رہا
بعد اسکے پولوس یہودی نے نصاریٰ کو راہ کفر مین ڈال دیا اور طریق راست سے پھیر دیا اور
واقعہ یون ہوا کہ پولوس یہودی شدید الکفر جسکو پاپا پولوس بھی کہتے ہین بلباس درویشی ایک
نصرانی کے گھر مین آکر مقیم ہوا اور ایسا گوشہ نشین بنا کہ مطلق لوگون سے ملاقات ترک کردی
آخر کار وہ نصرانی مع توابع و قبائل معتقد ہوا جب اُسنے جانا کہ ایک جماعہ میری معتقد ہوگئی تو
ایک روز کہنے لگا کہ عیسیٰ نے مجھے بھیجا ہی تین آدمی صاحب علم و ذہوش میرے پاس آوین
تو مین اُنسے پیغام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہون چنانچہ ایک نسطورا دوسرا مار یعقوب
تیسرا ملکا کہ تینون بڑے عالم توریت و انجیل کے تھے حاضر ہوے اُسنے ہر ایک سے علیحدہ ہوکر
مختلف پیغام بیان کیے اور خود مردود الآخرۃ اپنے صومعہ مین دروازہ بند کرکے داخل ہوا
اور گلا کاٹ کر واصل جہنم ہوا جب صبح ہوئی تو نصاریٰ نے اُن عالمون سے پوچھا کہ پولوس نے
تمسے پیغام عیسیٰ جو کچھ بیان کیا ہو ہمسے کہو ہر ایک نے دوسرے کے خلاف بیان کیا نصاریٰ نے
کہا ہم ان باتون کو اُسوقت صحیح جانینگے جب بے واسطہ پولوس کی زبان سے سنین اسی واسطے
دروازہ صومعہ کھولا اور پولوس کو مردہ پایا اسی جگہ سے نصاریٰ تین فرقے ہوگئے مار یعقوبیہ
و ملکانیہ و نسطوریہ اور تفسیر معالم التنزیل مین ہی کہ نصاریٰ کئی فرقے ہوگئے ثلثہ مذکورہ اور چوتھا
مرقوشیہ سو مار یعقوبیہ نے کہا عیسیٰ اللہ ہی اور ملکانیہ اُسکے موافق ہوے اور نسطوریہ نے کہا عیسیٰ
خدا کا بیٹا ہی اور مرقوشیہ نے کہا عیسیٰ تیسرا ہی تین کا اُسی دم سے دین عیسوی مین اختلاف پڑا
چنانچہ رسالہ اعمال کے باب نہم کے سترہوین درس مین اور باب سیزدہم کے نوین درس مین لکھا ہی
کہ اس یہودی نے حواریون مین داخل ہوکر روح القدس سے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا اور
یہی شخص ملت عیسویہ کا مبدء قرار پایا اور اسی نے تثلیث نکالی اور خوک اور گوہ اور پیشاب کو
پاک ٹھہرایا فائدہ اس جگہ بنا بر ابطال مسئلہ تثلیث کے کچھ بیان کرنا مناسب ہوا اسواسطے لکھا
جاتا ہی کہ تمام عیسائی و یہودی و محمدی اس بات کے قائل ہین کہ خدا و معبود و مبدء کل کائنات وہی ہی
جسکا ہونا واجب و ضروری اور سب سے مستغنی و بے نیاز ہی اور جو مبدء کل ہی اُسکی شانین یہ ہین
اول وہ ایسی چیز ہی کہ حدود و قیود سے منزہ ہی نہ ایسا کہ جب تک محدود نہو تب تک اُسے
نہ کہہ سکے کہ ہی مثلاً انسان کہ جب تک جوہر مقید بجسم اور جسم مقید بحیوان اور حیوان مقید بناطق
اور ناطق مقید باوضاع مخصوصہ نہوتے تب تک نہین کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہی یا مثلاً جسم کہ جب

پایا جائیگا محدود و بحدود و متناہیت ہوگا دوسرا وہ ایسا ہے کہ دوسرا اسکے مقابل نہین ہوسکتا تیسرا
کوئی موجود اُس سے بے نیاز نہین بلکہ ہر چیز ہر آن مین ہمیشہ اُسکی نیازمند ہے اگر نیازمند
نہین ہے اس صورت مین مبدءِ کل انسان اور جانور اور درخت اور پتھر اور زمین و آسمان
اور سمندر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ نہین ہوسکتے کیونکہ سب متناہی ہین اور اُسکے
نشان ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن چنانچہ حضرت اشعیا کی زبان سے فرماتے ہین
کہ مین اول ہون اور مین آخر ہون اور میرے سوا کوئی نہین اور اسی لیے حضرت
موسی نے خدا کا حکم کتاب الاستثناء توریت کے پندرہوین ورس سے انیسوین تک
فرمایا کہ آپ سے تم خبردار رہو کہ خدا نے آگ مین سے تمھارے ساتھ باتین کی ہین اور
تمنے کوئی شکل نہین دیکھی نہو کہ تم خراب ہوجاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل والی چیز
مقرر کرو اور اسی کتاب کے باب سیزدہم مین ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعوی کرکے نئی چیز کو
معبود کہے اُسے جھوٹھا جانیو بلکہ مار ڈالیو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دکھلاوے الغرض
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری اسی تقریر سے اگر درست ہے مبدءِ کل نہین ہوسکتے اسلیے
کہ اپنے مرتبۂ ظہور مین متشخص و محدود ہین اور اگر ایسے نہون تو اُنکے موجود ہونے کی
کچھ معنی نہونگے اور اگر یہ دلیل درست نہین تو کس دلیل سے باطل ہوسکتا ہے کہ سب کا
خدا واحد نہین ہے علٰحدہ ہے بلکہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا
خدا علٰحدہ ہو اور کیا وجہ ہے کہ ہر ایک شی پر احتمال خدا ہونے کا نہو سکے اور کیا سبب ہے کہ
مریم کا بیٹا خدا ہوا اور کوسلیا کا بیٹا رام چندر اور دیوکی کا بیٹا کنھیا خدا نہوا اور کیا وجہ کہ
بشن اور مہادیو خدا نہون اور کیا دلیل ہے کہ نفوس کوکبہ اور عقول عشرہ جنکو مجوسی مفوض
الاختیار ایجاد و افنا مین جانتے ہین خدا نہوسکین اور بن باپ ہونا اگر موجب الٰہیت ہے
تو چاہیے کہ آدم خدا ہون بلکہ اکثر اکابر ہنود کہ بھتیرے بن باپ اور بھتیرے بن مان
پیدا ہوے ہین خدا ہون اور حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اسلیے کہ
حضرت مریم یوسف کے نکاح مین تھین چنانکہ اُس زمانے کے معاصرین یہود جو کچھ کہتے ہین
سو عیسائیون پر ظاہر ہے اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا بھی دلیل خدائی نہین ہوسکتا کیونکہ
اُسی طرح اُنکے شاگردون نے بھی مردے زندہ کیے ہین اور حضرت الیاس نے مردہ زندہ کیا اور حضرت
حزقیل نے ہزارہا مردے زندہ کیے ہین و امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام مین ہزارون ولی اللہ

ایسے گذرے اور موجود ہین جنھون نے مردے زندہ کیے ہین اگر حضرت عیسی اس سبب سے خدا ہوے تو یہ سب بھی خدا ہو سکتے ہین اور اگر عیسائی لوگ بنظر اور حقیقت کے کہ جان وتن سے آدھر ہین حضرت عیسی کو خدا جانتے ہین تو اس بات مین بڑا شبہہ پڑتا ہی کیونکہ وہ حقیقت موہومہ ہر شی کے واسطے کہہ سکتے ہین بلکہ تقیناً ہم کہتے ہین کہ جسم وجان کی بڑی ایک حقیقت ہی یعنی مابہ الموجودیتہ جسکے باعث سے وجود ہر شی کا قائم ہوتا ہی سو یہ حضرت عیسی کی ذات خاص پر منحصر نہین ہی ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل وعلی حقیقت واقع ہی اور مرتبہ وجوب وامکان وقدم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر مین ظاہر ہی لیکن ہر مظہر کا حکم جدا ہی کما قال قائل ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ✤ گر فرق مراتب نکنی زندیقی ✤ اور اسی پر ظاہر شریعت کے احکام جاری ہین اور یہ وجود باوجود ظہور مظاہر مختلفہ مرتبۂ احدیت صرف مین نقائص سے پاک ہی اور نقصان کثرت اُسپر عائد نہین ہوتا جسطرح شعاع آفتاب باوجودیکہ طہارت ونجاست پر پڑتی ہی خود نجس وطاہر نہین ہوتی اور بعضے عیسائی متصوف بھی اسی کے قائل ہین کہ ساری موجودات خدا کے خیالون کا اظہار او ربیان ہی جو عالم کی پیدایش مین ظاہر اور مجسم ہو کر مرئی ہوے ہین جیسا ہمارے حضرات صوفیہ بیان فرماتے ہین قطع نظر اس سے جب اور ہی حقیقت کی راہ سے حضرت عیسی خدا ہین تو اس مرتبہ مین تعدد شخصی کہان ہی اور جب تعدد شخصی نہوا پھر تثلیث کہان سے آویگی حالانکہ عیسائی لوگ تثلیث قائم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہین چنانچہ اُنکے عقائد مین موجود ہی کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ خدا کا بیٹا روح القدس خدا اور اگر باعتبار تعدد شخصی کے تثلیث نہ ٹھہرے بلکہ تعدد اعتباری تصور کیا جاے تو حضرت واجب الوجود کی نسبت باعتبار تعدد صفات کے بہت خدا نکلینگے تین پر حصر نہین قطع نظر اس سے ساری دینی کتابون مین جو عیسائیون کے پاس ہین یہ مضمون موجود ہی کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونون سے روح القدس ہوا چنانکہ کتاب نماز اور عقائد فارسی کہ سنہ ۱۸۳۰ء مین ترجمہ ہو کر چھپی ہی موجود ہی کہ پسر فقط از پدر ست ومتولد ست وروح القدس از پدر ست واز پسر ست ومستخرج ست پس ایک سے دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا اور تینون کے مرتبے کی مساوات باطل ٹھہری کیونکہ جو نکلا وہ موخر ہی اور جس سے نکلا وہ مقدم تر ہی رتبۃً اور زماناً پس معلوم ہوا کہ اقانیم ثلثہ مین تعدد ایسا نہین ہی جیسا ذات اور صفات مین ہی

اور جب بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار دیا اور دونون کو مرتبہ مساوی مین جانا تو
حقیقت مین اجتماع النقیضین ہی چنانکہ قرآن شریف مین وارد ہی کہ جو مین ٹھہرا کر
ہر تیسرے کو خدا کہتے ہین اصل بات کو خاک مین ملاتے ہین قطع نظر ان سب تقریرون سے
خود حضرت عیسی کے ارشادات سے جو مؤلفین اناجیل نے نقل کیے ہین صاف ثابت
ہوتا ہی کہ وے عبد اللہ اور رسول اللہ تھے نہ کہ اللہ و ابن اللہ ان لحاظون سے جسکو
عیسائی لوگ کہتے ہین کہ اور کوئی ویسا نہین ہو سکتا چنانکہ چوتھی انجیل کے چودھوین باب کے
اٹھائیسوین ورس مین ہی سنہ ۱۸۱۱ء باپ مجھسے بزرگ ہی اور ساری انجیلون مین مکرر حضرت
عیسی علیہ السلام کا قول یون منقول ہی کہ میرا باپ آسمان پر ہی اور تمھارا باپ آسمان پر ہی اور
سنہ ۱۸۲۵ء کے نسخہ مین ہی الرب الٰہنا الٰہ واحد اور سنہ ۱۸۱۱ء والی نے تبدیل کر دیا کہ الرب الٰہک الٰہ
واحد اور چوتھی انجیل کے بیسوین باب کے ورس سترھوین مین ہی نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء اپنے باپ
اور تمھارے باپ اور اپنے خدا اور تمھارے خدا کے پاس جاؤنگا اور اسی انجیل کے پانچوین
باب کے تیسوین ورس مین ہی نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء جو کچھ بات کرتا ہی وہی مین کرتا ہون آپ سے
کچھ نہین کر سکتا ہون ان سب قولون سے واضح ہی کہ معجزات میرے افعال نہین ہین بلکہ
میری حدود شخصیہ سے باہر ہین جیسا ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی قرآن شریف مین
ہمارے حضرت کی شان مین ہی اور یہ بھی نکلا کہ مرتبہ صادر کا مصدر کے مرتبہ سے کم ہی نہ کہ مساوی
اور یہ بھی نکلا کہ جو عیسائی لوگ کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے بیٹے مین جسم پکڑ کے ظہور کیا
باطل محض ہی کیونکہ یہ فرمانا کہ میرا باپ آسمان پر ہی گواہی دیتا ہی اس بات کی کہ مبدء کل کا
مرتبہ بلند ہی اور ظہور اور صدور کے مرتبے مین کوئی مبدء کل نہین ہی ازانجملہ دوسری
انجیل کے تیرھوین باب کے ورس ۳۲ سنہ ۱۸۱۱ء مین حضرت عیسی علیہ السلام زمانے کے
آخر ہونے کے علامات بیان کرکے فرماتے ہین کہ اسدن اور اس گھڑی کی بات سوا باپ کے
نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ بیٹا کوئی نہین جانتا کہ وقت کب ہو اس سے صاف معلوم
ہوا کہ حضرت عیسی اپنے تعین شخصی کی نظر سے اپنا عجز بیان کرتے ہین اور صفت علم
و قدرت تو باطن سے علاقہ رکھتی ہو جسم سے کچھ کام نہین سو یہ بھی نکل آیا کہ قطع نظر
جسمیت کے باطن عیسوی کو بھی خدائی کا مرتبہ نہین ہی کیونکہ ہر شخص ناقص ہی گو کہ ایک شخص
بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہو اور اگر تعین شخصی سے قطع نظر کیا جاسے تو وہان

ثنیت اور دوئی بھی نہین ہی چہ جاکہ تثلیث اور پہلی انجیل کے تیئسوین باب کے نوین ورس مین ہی سنہ ۱۸۱۶ زمین مین کسیکو اپنا باپ نہ کہو کہ تمھارا باپ ایک ہی ہی یہان دیکھا چاہیے کہ باپ کے لفظ کے ساتھ فرمایا کہ ایک ہی ہی یعنی حضرت مبدء کل جس مرتبے مین ہی وہان دوئی کی گنجایش نہین ہی چہ جاکہ تثلیث پس اسیطرح کی باتین انجیلون مین بھری ہوئی ہین اور اگر کہین اسکے خلاف کوئی بات ایسی نکلی جس سے حضرت عیسیٰ الوہیت یا روح القدس کی الوہیت نکلتی ہو تو ان مقولون کے خلاف ہی اس صورت مین ازروے قواعد عقلیہ کے احدالامرین سے چارہ نہین ہی یا موجب اذا تعارضا تساقطا دونون کو ساقط کرکے جدھر عقل رہبری کرے چلنا چاہیے یا اُن مین سے جو عقلاً ضرور ہو اُسکو اصل قرار دینا چاہیے اور جو عقلاً ناجائز ہو اسکو تاویل کرنا لازم ہی اور یہ ظاہر ہی کہ جن مقولون سے عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا نکالتے ہین اُنسے کبھی خدا ہونا نہین نکلتا ہی مگر بتاویل بعید اور اُسی کو اگر ہم تاویل کرین تو صاف توحید نکلتی ہی چنانچہ انجیل کے آٹھوین باب کے ورس ۵۸ نسخہ سنہ ۱۸۳۹ سے عیسائی نکالتے ہین کہ عیسیٰ خدا ہی وہ یہ ہی کہ ابراہیم کے ہونے سے مین آگے ہون یہان عیسائی لوگ کہتے ہین کہ مقدم بالزمان مراد ہی باعتبار باطن حضرت عیسیٰ کے اور تقدم زمانی باعتبار باطن عیسیٰ ہی کے نہین ہو سکتا مگر یہ کہ عیسیٰ اللہ ہون اور ہم کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم سے تقدم عیسیٰ کا جمیع الوجوہ اگر مراد ہی تو صریح غلط اسلیے کہ بنظر ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسیٰ مؤخر لیکن پس ضرور ہوا کہ بعض وجوہ کا تقدم ہو سو وہ تقدم بالشرف ہی اور تقدم بالشرف سے الوہیت نہین ثابت ہوتی غایت الامر یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعریف کی اور اُسی انجیل کے اُسی باب کے ورس ۲۳ مین ہی اُسنے اُنھین کہا کہ تم نیچے سے ہو مین اوپر سے ہون تم اس دنیا کے ہو مین اس دنیا کا نہین ہون پس عیسائی یہ تاویل کرتے ہین کہ مین خدا ہون اور تم بندے ہو تاکہ ایک مرتبے مین نہونا صحیح ہو کیونکہ نبی اسرائیل بھی اُسی زمین مین موجود تھے جہان حضرت عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک یہ تاویل ہی کہ نیچے اور اوپر سے بلندی اور پستی مرتبے کی مراد ہو یعنی مین نبی ہون تم نبی نہین ہو مین دنیا دار نہین ہون تم دنیا دار ہو اور اگر اسطرح کی باتین خدا ہونے پر دلالت کرنے لگین تو منصور بھی خدا ہو جاے جو صاف صاف انا الحق کہتا تھا اور لیس فی جبتی سوی اللہ کا قائل بھی خدا ہو جاے اور ہر ایک موحد صاحب حال و سکر کہ اُنکے کلام خلاف عقل مجذوبانہ ہوا کرتے ہین جنسے خدائی نکلتی ہی مثلاً ہم تھے جو ...

موسی کو گرا جاتے تھے علے ہذا القیاس سب کے سب خدا ہوں بلکہ حضرت عیسی اسے بھی
بڑے خدا ہوں قطع نظر اس سے یہ استنباط عیسائیوں کا مقابلہ نصوص ظاہرہ انجیلیہ اور
براہین عقلیہ باہرہ کے کب قابل اعتبار ہے اور یہ جو بعض جگہ انجیلوں میں ہے کہ سب چیزیں
میرے باپ نے میرے حوالے کی ہیں اور آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے اور
باپ کسی پر عدالت نہیں کرتا بلکہ ساری حکومت بیٹے کو دی سوان جملوں سے حضرت
عیسی کی الوہیت نہیں نکلتی ہے بلکہ اسکے اثبات میں اجتماع النقیضین کا قائل ہونا پڑتا ہے
اور اگر ایسی باتوں سے خدائی سمجھی جاے تو خدا ہونا ثابت نہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خدا نے
انکو خدا بنایا جیسا حضرت عیسی نے حواریوں کو خدا بنایا ہے جہاں کہیں فرماتے ہیں کہ وہ بزرگی
جو تو نے مجھے دی تھی میں نے انھیں دی تا کہ وے جسطرح سے کہ ہم ایک ہیں ایک ہوں
اور میں اُن میں اور تو مجھ میں تا کہ انکا ایک ہونا پورا ہو جاے اب چاہیے کہ حواری لوگ
ویسے ہوں جیسے حضرت عیسی تھے اور یہ جو پہلی انجیل کے اٹھائیسوں باب کے بیسویں
ورس میں ہے نسخہ ۱۸۳۹ زمانی کے آخر تک ہمیشہ تمھارے ساتھ ہوں یا اُسی انجیل کے
اٹھارھویں باب کے بیسویں ورس میں ہے جس جگہ دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں
اُنکے بیچ میں ہوں یہ دونوں باتیں تاویل طلب ہیں کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ہونا
ابد تک مستلزم ہے کہ دوسری چیز بھی ابدی ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسی رحلت کر گئے اور
حواری بھی اٹھ گئے اسیطرح عیسائی لوگ عبادت کے وقت گرجا گھر میں حضرت عیسی کے
نام پر مجتمع ہوتے ہیں اور انمیں حضرت عیسی بھی ہوتے ہیں پس ضرور ہوا کہ معیت روحانی
مراد ہو سو یہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ارواح سب ابدی ہیں اور جس روح کامل کو جس روح کے ساتھ
محبت ہے وہ اسکے حال پر متوجہ رہتی ہے اس سے خدائی نہیں نکلتی ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ
انجیلوں سے ابن اللہ ہونے کے دلائل نکالتے ہیں اور اُنکو مفید الوہیت سمجھتے ہیں وہ تو
اسطرح کی واہیات ہیں جنکا بیان کرنا فضول ہے اور انجیلوں اور توریت میں بہتیرے
آدمیوں کی نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہے بلکہ متاخرین یادریوں نے لکھا ہے کہ ہر نیک آدمی
خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور حضرت عیسی تو کہیں ابن اللہ لکھے ہیں اور کہیں ابن داؤد اور
فرزند داؤد فایدہ پولوس حواری جسنے حضرت عیسی کا خدا ہونا عیسائیوں کے دل میں ٹھہرایا
اور عیسائیوں کا اعتقاد کامل اس بات پر قرار پایا تو معاذ اللہ یہ عقیدہ اُن سب کے

جمع کرنے سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ خدا ہی اور اپنے بندون کی نجات کے واسطے ملعون ہوکر تین دن دوزخ مین رہا جیسا عیسائیون کے عقائد کی کتابون سے اور پولوس کے خطوط سے واضح ہوتا ہی اور یہ سخن عقلاً اور نقلاً کفر ہی کیونکہ جب اس حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ خدا ٹھہرے تو اس مرتبہ مین تعدد اور تفرقہ عبد و معبود اور رحمت و لعنت اور دوزخ و بہشت کا کیونکر سمایا اور مرتبہ جسادریت مین کہ حدوث ذاتی کا مستلزم ہی قدم ذاتی اور بے نہایتی کے کیا معنی اور اس مرتبہ مین نجات والے کا ملعون اور دوزخی ہونا کیسا اور یہ درست ہو تو نبی اور کافر مین کچھ بھی فرق نہین رہیگا تنبیہ اب بعضی بشارتین جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر دی ہین انکو بیان کرتا ہون اگرچہ کچھ بشارتین مجملاً مین نے احوال حضرت ابراہیم و موسیٰ و اشعیا و ارمیا و دانیال و داود وغیرہم علیہم السلام مین لکھی ہین لیکن اس جگہ واجب ہی کہ کچھ کچھ تفصیلاً بھی بیان کرون تاکہ ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک مقدمہ ہو جاوے اول بشارت سنا چاہیے کہ پہلی انجیل کے چوتھے باب مین ہی نسخہ سنہ ۱۸۳۹ اسی وقت سے یسوع نے وعظ کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہی اور عربی مین یہ ہی

من بعد ذلک شرع عیسیٰ یقول توبوا فان ملکوت السموات قد اقتربت اور اسی انجیل کے آٹھوین باب مین ہی مین تمسے کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آوینگے اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت مین بیٹھینگے پر اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے مین ڈالے جاوینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور پہلی انجیل کے تیرھوین باب مین ہی نسخہ سنہ ۱۸۳۹ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کے مانند ہی جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت مین بویا اور سب بیجون سے چھوٹا ہی پر جب اگا ہی سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہی اور ایسا درخت ہوتا ہی کہ ہوا کے پرندے آ کے اسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اور فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت اس آدمی کے مانند ہی جسنے اچھے بیجون کو اپنے کھیت مین بویا پر جب لوگ سوئے اسکا دشمن آیا اور اسکے کھیتون مین تلخ دانون کو بو کے چلا گیا اور جب لوگ آسئے اور خوشے نکلے تو تلخ دانے بھی ظاہر ہوے تب اس گھر والے کے نوکرون نے آکر اس سے کہا کہ صاحب تونے تو اپنے کھیت مین اچھے بیج بوئے تھے پھر تلخ دانے کہان سے اگے اسنے کہا کہ ایک دشمن نے

یہ کام کیا ہی نوکرون نے کہا کہ مرضی ہو تو انھین اکھاڑ ڈالین اُسنے کہا نہین یا ایسا نہو کہ جب تلخ دانون کو اکھیڑو تو اُنکے ساتھ گیہون بھی اکھاڑلو فصل تک دونون کو ملے ہوے بڑھنے دو اور مین فصل کے وقت فصل کاٹنے والون کو کہونگا کہ پہلے تلخ دانون کو اُکھاڑو اور جلانے کے واسطے گٹھے باندھو پر گیہون میرے کوٹھے مین جمع کرو بعد اِسکے فرمایا جو اچھے بیج بوتا ہی ابن آدم ہی اور کھیت دنیا ہی اور اچھے بیج اُس بادشاہت کے لڑکے ہین اور تلخ دانے شیطان کے فرزند ہین اور دشمن ابلیس اور درو کا وقت جہان کا انتہا ہی اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہین سو اس جہان کی انتہا مین ابن آدم اپنے فرشتون کو بھیجیگا سو وے برائی کرنے والون کو اکٹھے کرینگے اور جلتے تنور مین ڈال دینگے تب راستباز آفتاب کے مانند نورانی ہونگے اور اسی انجیل کے اکیسوین باب مین ہی ایک صاحب خانہ تھا اُسنے انگور کا باغ لگایا اور اُسکے چارون طرف گھیرا اور اُسکے بیچ کھود کے کولھو گاڑا اور برج بنایا اور اُسے مالیون کو سونپ کر آپ سفر کو گیا اور موسم پر اپنے خادم مالیون کے پاس بھیجے تا میوہ بورین. مالیون نے اُن نوکرون کو پکڑ کر مارا اور ایک کو سنگسار کیا اور ایک کو قتل کیا اُسنے پھر اور نوکرون کو جو اگلون سے زیادہ تھے بھیجا اور اُنھون نے اُنسے وہی سلوک کیا آخر کو اُسنے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اُس سے دبینگے پر مالیون نے جب بیٹے کو دیکھا تو آپس مین کہا کہ یہی وارث ہی آؤ اُسے مار ڈالین اور اسکی میراث پر قبضہ کرین اور اُنھون نے اُسے پکڑا اور انگور کے باغ سے باہر نکال کر مار ڈالا جب انگور کے باغ کا صاحب آوے تو اُن مالیون کو کیا کریگا وے بولے کہ اُن بدون کو بری طرح سے ہلاک کریگا اور باغ اُن باغبانون کو دیگا جو موسم مین اُسے میوہ پہونچاوین لوگون نے کہا ایسا نہوگا تب یسوع نے انھین کہا کیا تمنے کتابون مین نہین پڑھا کہ جس پتھر کو راجون نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا یہ خداوند کا کام ہی اور ہماری نظرون مین عجب ہی اسلیے مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تمسے چھینی جائیگی اور ایک قوم کو جو اسکے میوون کو لاوے دیجائیگی اور جو کوئی اس پتھر پر گریگا کچل جائیگا اور جسپر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا انتہی اِن قولون مین خوب طرح سے لحاظ کرنا چاہیے کہ کس وضوح و دعام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتے ہین اور آسمانی بادشاہت اور ملکوت کو کیسا تمثیلون مین ظاہر فرماتے ہین

کہ اُس سے صاف نکلتا ہی کہ آسمانی بادشاہت سے راہ نجات مراد ہی کہ آخر زمانہ مین ہو گی
اور وہ راہ نجات مراد نہین ہی جسکو حضرت عیسیٰ تیار کی کرائی پہلی بار لائے تھے کیونکہ حضرت
عیسیٰ پہلی بار جو آئے اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور ملکوت السموات
بالاتفاق ساری جہان کے لیے ہی اور رسالہ اعمال کے پہلے باب سے ظاہر ہی کہ ملکوت السموات
اُس زمانے تک بھی نہین آئے تھے جس زمانے تک حواریون مین روح القدس نے بعد
واقعہ صلیب کے حلول کیا چنانچہ اُس رسالہ کے پہلے باب مین حضرت عیسیٰ کا ظاہر ہونا
اپنے خاص حواریون پر بعد واقعہ صلیب کے لکھکر لکھتا ہی ۱۸۳۹ء ورس ۱۱۲ انھون نے
اکٹھا ہو کے اُس سے سوال کیا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل
پر مقرر کرتا ہی اُس نے اُنھین کہا جن وقتون اور موسمون کو باپ نے اپنے ہی اختیار مین
رکھا ہی انھین جاننا تمھارا کام نہین لیکن جب روح القدس تم پر آویگا تم قوت پاؤگے
اور جسکو اب عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہین وہ راہ ملکوت السموات نہین ہی کیونکہ
حضرت عیسیٰ فرما چکے ہین کہ پورب و پچھم کے بہتیرے ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے ساتھ
آسمان کی بادشاہت مین بیٹھینگے اور اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے مین
ڈالے جائینگے اور انجیل اول کے ساتوین باب نسخہ ۱۸۳۹ء مین ہو نہ ہر ایک کہ مجھے
خداوند خداوند کہتا ہی آسمان کی بادشاہت مین داخل ہو گا مگر وہی جو میرے باپ کی
مرضی پر جو آسمان پر ہی عمل کرتا ہی یعنی صرف میرا ماننا اور مجھپر ایمان لانا نجات کے لیے کفایت
نہین کرتا جو میرے بعد آویگا اُسکا ماننا اور اسپر بھی ایمان لانا شرط ہی اسلیے کہ خدا کی مرضی
یہی ہی اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نہ مانی تم صرف مجھے خداوند جاننا کام نہین
آویگا جب یہ بات قرار پاچکی تو اب ہمارا یہ دعویٰ ہی کہ اُس ملکوت السموات اور آسمانی
بادشاہت سے مراد نہین ہی مگر بادشاہت محمد رسول اللہ والذین معہ کی جسکے حق مین
اللہ صاحب فرماتے ہین ذٰلک مثلھم فی التوراة ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ
فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار یعنی یہ کہاوت ہی اُنکی توریت مین اور کہاوت
اُنکی انجیل مین جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اُسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر
خوش لگتا کھیتی والون کو تا جلاوے اُنسے جی کافرون کا اب حضرت عیسیٰ السلام کے
قولون کی شرح مفصل سننا چاہیے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اپنے فرشتون کو بھیجیگا سو

برائی کرنے والون کو اکٹھا کرینگے اور جلتے تنور مین ڈال دینگے تب سب راستباز آفتاب کے
مانند نورانی ہونگے سو فرشتے وہ ہین جنھون نے بدر کے دن تلخ دانون کو جو کئی ہزار
کافر تھے اکٹھا پا کر تہ تیغ و مقید کیا اور جلتے تنور جہنم مین پھینک دیا اور بعد اس معاملے کے
امت رسول عربی کہ بزبان انجیل روح الصدق اور راستباز کہلائی گئی مثل آفتاب روشن ہوئی
گویا وہ تلخ دانے آڑ تھے انکے نکلتے ہوے آفتاب نے جہان کو روشن کیا اور درحقیقت ہمارے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال ہوا کہ جب مکے کے لوگ مطیع ہوے تو انکی سعی سے
لاکھون پردیسی ایمان لائے اور یہ جو حضرت نے کہا آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے سے
مشابہ ہے الخ سو حال اسکا یہ ہے کہ عرب سب سے حقیرتر تھے کہ لوگ انھین اہل بادیہ اور گنوار
اور لونڈی بچے کہتے تھے اور جسمانی لذتون اور ظاہری آرائشون سے انکو بہرہ کم تھا اور علم
اور دین مین بھی ہیٹے تھے جیسے رائی کے دانے سو انمین سے جو ایک سرسبز ہوا اور رسالت کے
درجے کو پہونچا سب پیغمبرون سے افضل اور اعظم ہوا اور دور کے آدمی اور پہاڑی اور جنگلی
رہنے والے اُسکے عہد مین درخت شرع کے سایہ مین آئے اور تیسری تمثیل ارشادی حضرت
عیسے علیہ السلام کی تو ایسی کھلی ہوئی خبر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اُس مین
حاجت تفصیل اظہار نہین معلوم ہوتی پر واسطے فہم عوام کے لکھتا ہون کہ مالک باغ انگور کا باریتعالے ہے
اور تاکستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل اور احاطہ کرنا حدود شرعی کا مقرر کرنا ہے جیسا
حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اور کولھو اور برج بنانا لذائذ ایمانیہ اور سربلندی
دینی اسمین رکھنا مراد ہے اور مالیون سے شریعت کے رکھوالے علما لوگ مراد ہین اور صاحب
باغ کا چلا جانا وحی الہی کا چھپ جانا مراد ہے اور میوے وقت پر پہونچانا احکام الہی کو انکے
وقت پر بجا لانا ہے جس طرح ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اور نوکرون سے
مراد پیغمبر بنی اسرائیل ہین جو بعد حضرت موسی کے تشریف لائے اور سرکش مالی بنی اسرائیل ہین
جنھون نے پیغمبرون کو قتل کیا اور بیٹے سے مراد وہ شخص ہے جو بن باپ صرف کلمۃ اللہ سے پیدا ہوا
یعنی عیسی ابن مریم کہ انکو معاذ اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر ٹھہرا کر اپنی دانست مین مار ڈالا اور
دوسرے مالی جنکو باغ سپرد ہوگا وہ ہمارے حضرت کے تابعین ہین اور پتھر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہین کہ لوگون نے آپ کے جد اسمعیل کو اور اسمعیل کی اولاد کو نامقبول جانکر میراث پدری سے بھی
سو وہ پتھر کونے کا سرا ہوا یعنی مقصود اعظم اور آخری زمانہ کا پیغمبر ہوا اور جو کونا عمارت کا بلندی کی طرف

خالی ہو اُس سے بھر جائیگا یہ وہی بات ہی جو پیغمبر خدا سے بخاری اور مسلم وغیرہ نے باسناد متصلہ اخراج کیا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ مین عمارت نبوت کا تکملہ ہون اور مین وہ اینٹ ہون جس سے عمارت نبوت کا خالی کونا بھر گیا سو حضرت عیسےٰ فرماتے ہین کہ تم اس بات کا یقین نہ لاؤگے اور کہوگے یہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے سلسلہ نبوت کا منقطع ہوگیا لہذا مین کہتا ہون کہ یہ بات خدا کی طرف سے اور اسکی تقدیر اور صنعت سے ہی اور یہ وعدہ انکا جد ابراہیم سے کیا تھا کہ اسمعیل کو مین برکت دونگا اور بارور کرونگا اور اسکے لیے امت عظیم بناؤنگا پورا ہوتا ہی اور اگر مجھکو جھٹلاتے ہو تو کتابون مین دیکھ لو کہ حضرت اشعیا کیونکر صاف صاف فرما چکے ہین کہ جس پتھر کو معمارون نے نامقبول جانا وہی کونے کا سرا ہوا سو اے بنی اسرائیل تم آپکو بڑی شان والا سمجھتے تھے اور اسمعیلیون کو حقیر وناچیز جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہمارے گھر مین رہیگی اب خدا کی بادشاہت اور دولت نبوت بنی اسمعیل کو ملیگی اور تمسے چھینی جائیگی کیونکہ تمنے پیغمبرون کو قتل کیا اور مجھکو ستایا اور بنی انکو خدا کا حکم دیا جائیگا کہ جو کوئی بے تمیز بے ادب آکر کرے اور لڑائی کا ارادہ کرے اُسے کچل دو اور جسکو نافرمان دیکھو اُسپر جا گرو اور پیس ڈالو کما قال فاقتلوہم حیث وجدتموہم اور اسی ملک السموات اور بادشاہت آسمانی کے اجرا کی حضرت عیسیٰ کو تمنا تھی کہ نماز مین دعا کرتے تھے چنانکہ پہلی انجیل کے چھٹے باب مین حضرت عیسےٰ نے اپنے شاگردون کو نماز تعلیم کی اور فرمایا فسخہ ۹ سے ۱۳ تم اس طرح دعا مانگوا ے ہمارے باپ جو آسمان پر ہو تیرا نام مقدس اور مکرم ہو تیری بادشاہت ہووے اور سب تیری مرضی کے مطابق جیسا آسمان پر ہوتا ہو زمین پر ہو سو یہ تمنا حضرت عیسےٰ کی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے مین حضرت عیسیٰ کے ہاتھون سے ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہونچیگا اور یہ جو عیسائی کہتے ہین کہ وہ پتھر عیسےٰ تھے سو غلط ہی اول تو یہ تمثیلیں کسیطرح اُنسے میل نہین کھاتین دوسرے یہ کہ اگر عیسےٰ وہ پتھر ہووین تو ابن اللہ اور کوئی ہو پھر چار خدا ہو جائینگے ایک اللہ ایک عیسیٰ ایک روح القدس ایک یہ ابن اللہ دوسری بشارت اور خوشخبری جسکا ذکر قرآن شریف مین یون ہی اذ قال عیسے ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی کہا عیسے بیٹے مریم نے کہ اے بنی اسرائیل مین بے شک خدا کا بھیجا ہون تمھاری طرف تصدیق کرنے والا ہون اُسکو جو توریت مین ہی اور خوشخبری دینے والا ہون ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آویگا اور اُسکا نام احمد ہی اس آیت کا مصداق چوتھی انجیل ۱۶ سے ۱۵ مین اس طرح ہی لکنی اقول لکم الحق انہ خیر لکم ان انطلق

لانی ان لم انطلق لم یاتکم الفارقلیط فان انطلقت ارسلناه الیکم فاذا جاء ذٰک یوبخ العالم علےٰ خطیتہ
وعلےٰ بروعلےٰ حکم الخ مگر عیسائیون کے ہاتھ جس طرح انجیل کے اور مقامون مین اور توریت مین بھی
خرابیان واقع ہوئی ہین اسی طرح اس جگہہ بھی کئی خرابیان پڑی ہین ایک یہ کہ عیسیٰ کا کلام
عبری باقی نہ رہا صرف ترجمہ یونانی کہ اصل قرار پایا ہی رہ گیا سو اس جہت سے یہان بھی احمد کا
ترجمہ یونانی مین بلفظ فارقلیط کرڈالا اور نامون کا ترجمہ کرڈالنا بیبل والون کا دستور ہی مگر معلوم
ہوتا ہی کہ بہ نیت فاسد تبدیل نہین کی ہی بلکہ عادتًا اسواسطے کہ یہ لفظ کئی معنون مین مشترک ہی
یعنی تسلی دہندہ اور شفاعت کنندہ اور وکالت کرنے والا اور بڑا سراہنے والا اور بڑا سراہا گیا
دوسری خرابی یہ کہ جب انجیل کا اور زبان مین ترجمہ کیا تو فارقلیط کو بھی ترجمہ کرڈالا کہ بعضون مین
تسلی دہندہ اور کسی مین شافع اور کہین وکیل اور کہین امیدگاہ عوام اور بعضے نسخون مین
رسول مگر سراہنے والا اور سراہا گیا نہین لکھتے ہین کیونکہ یہ ترجمہ اسمًا و رسمًا آنحضرت پہ
صادق آتا ہی تیسرے یہ کہ فارقلیط کی جگہہ بطور تفسیر روح القدس کا لفظ لاحق کردیتے ہین
اور یہ طریقہ الحاق اگرچہ خالی از حسد نہین ہی لیکن ہرگاہ کہ بلاسبب ظاہری بھی یہ لوگ
الحاق کرتے آتے ہین کچھ شکایت نہین چنانکہ انجیل چہارم کے باب اول ورس ۴۱ نسخہ ۱۸۱۱ء
مین ہی قد وجدنا مسیا الذی تاویلہ المسیح و ۱۸۱۶ء مسیح راکہ ترجمہ آن کرسطوس میباشد یافتیم
و ۱۸۲۵ء اسمنے مسیح کو جسکا ترجمہ کرسطوس ہی پایا و ۱۸۳۹ء اسمنے فرشتہ یعنی مسیح کو پایا اور از روے
لغت یونانی کے بالاتفاق ثابت ہی کہ کرسطوس معبود حقیقی یعنی اللہ کو کہتے ہین اور مسیح کا
ترجمہ کسی زبان مین اللہ نہین ہی اور نہ کرسطوس یعنی مسیح . ہی پس محض موافق اپنے عقیدے کے
یہ ترجمہ بطور تفسیر کے بالکل جھوٹھ پیچھے سے بڑھا دیا ہی اسی طرح حضرت ارمیا کا نام بدل دیا ہی
اور یسوع کی تفسیر نجات دینے والی سے کردی علےٰ ہذا القیاس بہت نام اور بہت لفظین توریت
اور انجیل مین تفسیرًا بفائدہ زیادہ کردی ہین تاکہ حسد چھپا رہے اور عداوت پر پردہ رہے
یہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ انجیلون مین علاوہ از ترجمہ تفسیرًا بھی لفظین ملاتے
رہے ہین اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی ہی اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی
زبان مین ترجمہ فارقلیط کیا اور پیچھے سے اُسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کرکے بڑھا دی
حالانکہ جو جو تپے اور نشان حضرت عیسےٰ علیہ السلام فارقلیط کے دیتے ہین اور انجیلون مین
اسوقت تک موجود ہین آیندہ دیکھا چاہیے رہین یا نہ رہین ہرگز روح القدس پر نہین جمتے کیونکہ

عیسائیون نے

عیسائیون کے اصول پر روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور وابطلق کے
اُسکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے آئندہ مین کیونکہ تجویز کیجا سکتی ہے اور اگر کوئی
شبہہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین تو کافہ عالم کے لیے مبعوث ہوے اور حضرت عیسیٰ کے
قول سے جو انجیلون مین بالفعل مذکور ہے کہ وہ فارقلیط میرا منصب پاویگا اس سے بڑا فرق
پڑتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوے تھے یا کوئی یہ شبہہ کرے کہ
حضرت خاتم النبیین سے انجیل کے بعضے ظاہری حکمون کی میعاد تمام ہو گئی یعنی وہ احکام
منسوخ ہو گئے ہین اور یہان حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ جو میرا منصب ہے سو وہ پاویگا تو چاہیے
کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت عیسویہ کا منسوخ نہو یا کوئی شبہہ کرے کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل
مین سے تھے اور بن باپ پیدا ہوے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نتھے
سو ان سب شبہون کو حضرت عیسیٰ نے ایک ہی جملے مین رفع کر دیا ہے یعنی فرمایا ہے کہ یہ جو مین نے
کہا کہ انچہ از آن من ست خواہد یافت سو اسواسطے کہا کہ انچہ نزد پدر من ست از آن من ست
یعنی جو خدا کے پاس ہے سو میرا ہے اس صورت مین فارقلیط کو جو کچھ خدا سے ملیگا سو میرا ہی ہے
چنانچہ مشہور ہے من کان اللہ کان اللہ لہ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہے اللہ اُسکا ہو جاتا ہے اور باقی
رعوال اس قول کا احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام مین لکھا گیا ہے اور تفصیل اس مقام کی
اگر درکار ہو تو مولانا الضیغم و استفسار ملاحظہ کرنا بہتر ہے الغرض اسی طرح اشارات و بشارات
ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقید نام حضرت موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ انبیا علیہم السلام نے
کیے اور دیے ہین لیکن یہودیون اور نصرانیون نے نکال ڈالے اور کسی انجیل مین اب کچھ
اشارت پاتے ہین اُسکو بھی نکالتے رہتے ہین اور جس مقام سے نکالنا دشوار جانتے ہین وہان
اُس کتاب کو جعلی تبلاتے ہین چنانچہ برنباہ کی انجیل مین اب تک تصریح نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بشارت حضرت عیسیٰ کی مرقوم ہے اور اسی سبب سے اُسکو جعلی قرار دیتے ہین اور کوئی سند جعلیت
اور تعیین زمانہ جعل اُنکے پاس نہین ہے اور فقیر کاتب الحروف نے ایک معتمد انگریزی دان سے
سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے مصلوب ہونے کی گفتگو مین تقریباً فرمایا ہے کہ اے برنباہ یقین جان
کہ اگرچہ کسی طرح کا گناہ چھوٹا ہو مگر خداے تعالیٰ اُسکی سزا دیتا ہے میری والدہ اور میرے
حواریون نے بغرض دنیا مجھسے محبت کی خدا اُس سے ناخوش ہوا اور شیوہ عدالت سے یہ چاہا
کہ اُنکے اس عقیدے کی سزا دنیا مین اُنکو دے تاکہ عذاب دوزخ سے بچین اور مین گو کہ دنیا مین

بے تصور تھا مگر اسواسطے کہ بعض لوگون نے مجھے خدا و ابن اللہ کہا خدا کو یہ بات خوش نہ آئی اور اسنے یہ چاہا کہ بروز حشر شیاطین مجھپر نہ ہنسین اور مضحکہ نہ کرین لہذا اپنی عنایت سے بہتر جانا کہ اس عالم مین یہودا کی موت سے میری تضحیک ہو جاے اور ہر شخص میری نسبت یہ گمان کرے کہ سولی دیا گیا مگر یہ سب تضحیک محمد رسول اللہ کے آنے تک رہیگی جب کہ وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایک ایمان دار کو اس غلطی سے آگاہ کریگا اور انکے دلون سے دھوکا اُٹھا دیگا انتہیٰ اور اس بات کی تحقیق مین نے مسٹر چارلس مرکس تھامسن صاحب جج مین پوری سے کی آسنے انجیل مذکور لیکر کہا درست ہی لیکن یہ انجیل جعلی ہی تب مین نے کہا کہ یہ تو پرانی کتاب ہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے سیکڑون برس پیشتر لکھی گئی ہی بھلا اس مین جعل کیونکر ہوا کہنے لگا کہ سرورِ عالم صلعم کی بعثت کے بعد کسی محمدی نے یہ فقرات بڑھا دیے مین نے کہا آپ حاکم عدالت ہین ایسا سخن بلا سند کہنا فطانت کے خلاف ہی اگر شخص محرف کا نام اور زمانہ تحریف کا بیان کیجیے تو البتہ ہمکو خاموشی ہو سکتی ہی یا کوئی نسخہ حضرت صلعم کے پیشتر کا لکھا ہوا دکھلائیے کہ جسمین یہ فقرہ نہو تو ہم اس صورت مین مانینگے جب کہ پرانا ہونا اسکا باسناد متصلہ ثابت ہو صرف پرانا ہونا کاغذ کا دلیل نہین ہو سکتا اسکا جواب صاف نہ دیا یہ کہا کیونکر دلیل نہ ہوگا مین نے کہا کہ جب دنیا کے کام مین حکام عدالت پرانی دستاویز کو صرف پرانے کاغذ ہونے سے اور اسگلے زمانے کی تاریخ لکھی ہونے سے اس زمانے کی نہین سمجھتے تو دینی نزاع مین کب ایسی دستاویز قابل اعتبار ہی خصوصاً جب کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ آسمین مقتدایان دین خائن و دغاباز تھے کہ یہ امر گواہی حضرت ارمیا و اشعیا و عیسیٰ علیہ السلام سے اور بیان لطرس و پولس سے ثابت ہی لیکن میرے اس کلام کو شنیدہ ناشنیدہ کرکے مثل کے پیش کرنے کا اشارہ کیا فائدہ از روے تحریر جناب قدوۃ المحدثین و عمدۃ المحققین مولانا و اولانا محمد رفیع الدین دہلوی قدس سرہ العزیز کے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سال پانچہزار چہ سو سترہ ہبوطی مین آسمان پر مرفوع ہوے یعنی ہبوط آدم علیہ السلام سے اسقدر زمانہ گذرا تھا اور ذکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا سورۂ بقر و سورۂ نسا و مائدہ و مومنون و مریم و ہود مین ہی۔

قصہ اصحاب کہف

روایت صحیح یہ ہی کہ اصحاب کہف چند جوان اشراف روم سے تھے مگر بڑے دیندار و عابد و مرتاض خدا شناس کہ ہمیشہ عبادت خدا و طاعت کبریا مین مصروف رہا کرتے تھے اور دین عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کیا کرتے جب ہبوط آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سات سو چھبین برس گذرے اور اہل انجیل

بت پرست و مشرک ہو گئے تو سلاطین مشرکین نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ عوام و خواص کو پکڑ پکڑ کر اور
بت پرستی کراتے ناچار اہل دین اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگنے لگے اور شہروں سے آبائی چھوڑ کر اور
شہروں کو چلے اسی عرصہ میں ایک بادشاہ ناپاک سفاک ظالم و بیباک دقیانوس نام بت پرستی میں
شہرۂ آفاق اور ناخدا ترسی میں طاق ظاہر ہوا اور اسنے یہ طریقہ جاری کیا کہ سب لوگوں کو
دعوت شرکت و بت پرستی کرتا چلا اور اسی حرکت کو برملا دینداری کہنے لگا یہاں تک کہ جو کوئی اسکی
بتوں کو مانتا اسے چھوڑ دیتا اور جو نہ مانتا اسکو تکلیف دیتا خواہ بجبر پرستش کرواتا سو وہ نابکار
وہیں بدیہہ گشت کرتا ہوا اور لوگوں سے اپنا عہد و پیمان مضبوط کرتا ہوا شہر افسوس میں جسکو اسلام کے
لوگ طرسوس کہتے ہیں اور جانب شمال ملک روم واقع ہے پہونچا سو اس شہر میں چند جوان باایمان
رہتے تھے وہ خبردار ہوئے اور تضرع و زاری جناب باری میں شروع کی اور تسبیح و تہلیل و استغفار
و صوم و صلوۃ میں مشغول ہوئے کسی بدکیش چغل خور نے مخبری کی بادشاہ نے انکو طلب کیا اور
پوچھا کس کی عبادت میں مصروف رہتے ہو وہ غریب بیکس بولے ہم اپنے خدا کی عبادت کرتے ہیں
اور دین حق عیسوی پر قائم ہیں بادشاہ نے کہا بت پرستی اختیار کرو وہ منکر ہوئے کما قال اللہ تعالیٰ
فی سورۃ الکہف وزدناہم ہدی وربطنا علی قلوبہم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا
من دونہ الہا یعنی زیادہ دی ہمنے انکو ہدایت اور گرہ دی انکے دلوں پر جب کھڑے ہوئے بادشاہ کے
پاس اور بولے ہمارا رب ہے رب آسمان و زمین کا نہ پکارینگے ہم اسکے سوائے کسیکو ٹھاکر تب بادشاہ نے
انکے لباس و زیورات چھین لیے اور کہا تم خورد سال ہو عقل کامل تمکو نہیں ہے تین دن میں مجھکو
جواب دینا اور میں دوسری طرف جاتا ہوں وہاں سے معاودت اس شہر کی منظور ہے اگر خوشی سے
میرا کہنا نہ کروگے تو بجبر و کرہ کرنا پڑیگا لہذا تمکو ارشاد ہوتا ہے کہ اس فرصت کو غنیمت سمجھو
اور خوب غور کرو کہ خلاف حکمی میں سراسر نقصان ہے چنانچہ ان بیچاروں نے دفع ہونا اس ناپاک کا
غنیمت سمجھا اور اپنے اپنے گھر گئے اور باہم مشورہ کیا اور بمقتضائے الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین کچھ
زاد راہ اپنے اپنے گھروں سے لیا اور پہاڑ کی جانب روانہ ہوئے راہ میں ایک چرواہا ملا مرطوس خواہ
دمنیوس نام وہ بھی ایمان لاکر ساتھ ہوا اور اسکے ایک کتا پالوا انکا بھی باوصف دفع کرنے مکرر کے ہمراہ چلا
اور بحکم الہی ناطق ہوا کہ میں خدا کے محبوبوں کا محب ہوں تم سب پہاڑ میں چلکر آرام کرو میں چوکیداری
کرونگا ناچار آگے بڑھے اور غار جبل میں پہونچے چرواہے نے کہا میں نے ایک غار دیکھا ہے وہاں چلکر
چھپو سو اس جگہ سے حسب ہدایت اسکی غار میں گئے کتا بھی لگا ہوا ساتھ ہی پہونچا حضرت

ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ کتا اس چرواہے کا تھا اور پہاڑ شہر سے قریب تھا نام اُسکا بنا جلوس یا بنجلوس اور نام غار کا حرم تھا الغرض اسی حرم محترم مین با عزت مخفی ہوے اور عبادت کرنے لگے فائدہ اسماے اصحاب کہف مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یملیخا مکسلمینا مرطونس ثبیونس سارینوس ذونواس کشفیططیوس یہ قول ابن عباس کا ہے اور بعض کے نزدیک یملیخا مکسلمینا مرنوس مرنوس شاذیوس اسم سرطوس و اسم کلب قطمیر یہ قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے اور بعضے کہتے ہین یملیخا مکسلمینا کشططنطیونس فریونس یوانس بوس اسم کلب قطمیر اسی طرح بہت اختلاف ہے کہ قاموس مین مذکور ہے ایک روز سید و عاقب مع چند نصاری اہل نجران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ اصحاب کہف کا ذکر چلا سید یعقوبی بولا اصحاب الکہف کانوا ثلثۃ رابعہم کلبہم یعنی اصحاب کہف تین شخص تھے چوتھا اُنکا کتا تھا و ہذا قول الیہود اور عاقب نسطوری نے کہا کانوا خمسۃ سادسہم کلبہم یعنی اصحاب کہف پانچ ہین چھٹا اُنکا کتا ہے و ہذا قول النصاری اور اہل اسلام ابقاہم اللہ تعالی الی یوم التناد و حفظہم اللہ من الشر والفساد بولے کانوا سبعۃ و ثامنہم کلبہم یعنی اصحاب کہف سات آدمی ہین اور آٹھوان شمار مین اُنکا کتا ہے یہ کہنا اہل اسلام کا باخبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا پس اللہ جل شانہ نے سورۂ کہف مین نصرانیون کا قول اور بھی یہودیون کا رد کیا کما قال سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم و یقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب یعنی اب یہ بھی کہینگے وہ تین ہین چوتھا اُنکا کتا اور یہ بھی کہینگے وہ پانچ ہین چھٹا اُنکا کتا بن دیکھے نشانا پتھر چلانا اور قول مسلمانون کا درست فرمایا کہ و یقولون سبعۃ و ثامنہم کلبہم یعنی یہ بھی کہینگے سات ہین اور آٹھوان اُنکا کتا اور صحت اس قول کی اسطرح نکلی کہ اول اللہ تعالے نے کافرون کے قول کو بن دیکھا نشانا فرمایا اور اس مقولہ کو اسمین سے علیحدہ کیا دوسرے ثامنہم بہ حرف واو ارشاد کیا واسطے تحقیق حکم کے گویا کہ بیان اختلاف کلام معجز نظام تمام کیا اور یہ ارشاد فرمایا و یقولون سبعۃ بعد اُسکے تحقیق اُسکی یون فرمائی و ثامنہم کلبہم و ثامن نہین ہوتا ہے مگر بعد سبع کے اور یہ جو ارشاد ہوا قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل یعنی تو کہہ میرا رب بہتر جانتا ہے اُنکی گنتی اُنکی خبر نہین رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ انا من القلیل کانوا سبعۃ بالجملہ جب اصحاب کہف غار مین پوشیدہ ہوے تو کئی دن بعد دقیانوس شہر مین داخل ہوا اور اہل ایمان مین ایک شور پڑا یملیخا کہ ہر روز بھیس بدلکر شہر سے کھانا لاتے تھے اُس دن جب گئے تو خبر آمد اُس کافر کی ملی وہ بیچارہ خوف کے مارے کچھ کھانا لیا کچھ نہ لیا بھاگے اور اپنے یارون سے کہنے لگے کہ دقیانوس آگیا

سب کے سب خوف سے رونے لگے اور اللہ پر توکل کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور دعا مانگی
ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا من امرنا رشدا یعنی اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر
اور بنا ہمارے کام کا بناؤ یعنی روزی دے اور دشمنوں سے بچا اور ہمارا کام کہ مشتمل بر مجانبت
کفار ہے بخوبی آراستہ کر دے اللہ تعالے نے انکی دعا قبول کی بعد اسکے انکو نیند آئی سو گئے اور
اور بادشاہ نے انکی تلاش شروع کی شہر والوں نے کہا وہ تو بھاگ گئے بادشاہ نے انکے
ماں باپ کو بلوا کر تنگ کیا انھوں نے عرض کیا کہ ای بادشاہ وہ لوگ ہمارا مال بھی لیکر اس پہاڑ کی
کھوہ میں پوشیدہ ہو رہے ہیں سو بادشاہ خبر پا کر پہاڑ کی طرف گیا اور کھوہ میں جا کر دیکھا تو وہ
سوتے تھے اسنے جانا جاگتے ہیں کہنے لگا کہ اس کھوہ کا دروازہ پتھروں سے بند کر دو کہ مر جاویں
اور یہی غار انکی قبر ہو جاوے یہ اسواسطے کہا کہ اصحاب کہف میرا کلام سنکر کہنا مانینگے حالانکہ وہ
سب سوتے تھے اور کتا چوکھٹ پر پانوں پسارے سوتا تھا اور انکو کسیکو خبر بھی نہوئی کہ یہ مردود کیا
کہتا ہے غرض کہ دقیانوس دروازہ بند کرا کر چلا آیا اور بیدروس اور روپاس کہ یہ دونوں ایمان دار تھے
انھوں نے دو تختیاں رانگے کی لیکر اصحاب کہف کا سارا حال لکھا اور اس غار کے دروازے پر
ایک تابوت میں بند کر کے رکھدیا کہ شاید قبل قیام قیامت کوئی قوم ایمان دار ظاہر ہو اور اس
لوح کو پڑھے اور انکے احوال سے مطلع ہو کر قوت ایمانیہ حاصل کرے اور جانے کہ ایمان
اسیکا نام ہے فائدہ یہ غار جانب جنوبی پہاڑ میں واقع ہے اور کھلی جگہ ہے تنگ نہیں اللہ کی قدرت سے
نہ اس مکان میں دھوپ آوے نہ مینھ پہونچے نہ برف گرے کما قال فی سورۃ الکہف وتری الشمس
اذا طلعت تزاور عن کہفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال وہم فی فجوۃ منہ یعنی تو
دیکھے دھوپ نکلتی ہے بچ جاتی ہے انکی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے انسے
بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں یعنی وسط غار میں واقع ہیں کہ ہوا کی روح وہاں پہونچتی ہے اسی
سبب سے تعفن سے محفوظ ہیں اور نہ پہونچنا دھوپ کا محض اللہ کی قدرت سے ہے کما قال اللہ
ذلک من آیات اللہ یعنی یہ بات عجائب قدرت ہے اسمیں تاویل کی گنجایش نہیں اور قول ابن قتیبہ کا
اس طرح ہے کہ یہ غار مستقبل بنات النعش واقع ہے اس باعث سے وہاں دھوپ نہیں جاتی خالی
از خطا نہیں بلکہ صریح انکار قدرت حق ہے بالجملہ اصحاب کہف کا سونا عجیب طریق سے ہے کہ آنکھیں
کھلی ہیں گویا جاگتے ہیں اور چھ برس کے بعد کروٹ لیتے ہیں اور بعض کے نزدیک ہر سال بروز
عاشورہ جاگتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ چھ مہینے کے بعد کروٹ لیتے ہیں

اور اُس مکان مین اللہ نے دہشت رکھی ہی تا کہ لوگ اُسکو تماشا نہ پکڑین کہ سبب تکلیف ہی چنانچہ
ارشاد ہوتا ہی ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لواطلعت علیہم
لولیت منہم فرارا و لملئت منہم رعبا یعنی کروٹ دلاتے ہین ہم اُنکو داہنے اور بائین اور
کتا اُنکا پسار رہا ہی اپنے بازو چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے اُنکو تو پیٹھ دیکر بھاگے اُنسے
اور بھر جاوے تجھمین اُنکی دہشت بعضے کہتے ہین وحشت مکان سے دہشت ہی بعضے کہتے ہین انکی
آنکھین اُنکی کھلی ہین اسی سے دہشت ہی اور بعضے کہتے ہین بال و ناخن بڑھ گئے ہین
اس باعث سے دہشت ہی اور کاتب الحروف کے نزدیک اللہ نے اُس جگہ اپنی قدرت سے
دہشت رکھی ہی تا کہ اصحاب کہف کو کوئی دیکھ نہ پاوے والا وہ مکان تماشا ہوجاتا اور اُن کو
تکلیف ہوتی فائدہ بعضے کہتے ہین کہ نام کتے کا قطمیر ہی وہذا تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ
وہوالاصح اور بعضے قطیفر اور بعضے تمور اور بعضے ثور اور بعضے صہبا یا قمطو یا حمران یا ریان
بیان کرتے ہین اور بعضے قائل ہین کہ وہ کتا از جنس کلاب ہی اور ابن جریج کے نزدیک
از قسم شیر ہی اور اہل عرب اسد کو کلب سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ حضرت صلعم نے عتبہ ابن
ابی لہب کے حق مین فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک سو شیر نے عتبہ کو پھاڑ ڈالا محمد
بغوی نے لکھا ہی کہ یہ کتا دروازہ غار پر بازو پھیلائے سوتا ہی جب اصحاب غار کروٹ
لیتے ہین یہ بھی اپنے کان بدلتا ہی اور خالد ابن معدان سے روایت ہی کہ بہشت مین
دابہ نہوگا مگر کتا اصحاب کہف کا اور گدہا بلعم باعور کا اور بعض مفسرین لکھتے ہین کہ
رنگت کتے کی زرد ہی اور بعضے سرخ اور بعضے مٹی کے رنگ بیان کرتے ہین اور تفسیر
زادالمسیر مین ہی کہ سر اسکا سرخ ہی اور پشت سیاہ اور پیٹ سفید دم ابلق فائدہ ہمارے دین مین
کتا رکھنا ممنوع ہی مگر علما ربنا بہ شکار اور محافظت زراعت و مویشی دفعا للحرج لاباس بہ فرماتے ہین
لیکن حدیث صحیحین مین جو ابوطلحہ سے مروی ہی کہ نہین داخل ہوتے فرشتے اُس گھر مین جہان کتا ہو
عام ہی یعنی کسی قسم کا کتا ہو ہونا اُسکا مانع دخول ملائکہ ہی اور ملائکہ سے مراد غیر کرام کاتبین اور
حافظین ہی کذا فی مظاہر الحق اور صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ ایک روز حضرت صلعم نے صبح فرمائی غمگین اور خاموش اور حضرت میمونہ سے سبب رنجیدگی مین
ارشاد کیا کہ جبرئیل نے مجھسے وعدہ کیا تھا ملاقات کا آج کی رات سو ملاقات نہ کی خبردار ہو قسم خدا کی
نہین خلاف وعدہ کیا جبرئیل نے مجھسے کبھو پھر آیا حضرت کے دل مین کتے کا بچہ کہ پڑا تھا

نیچے خیمہ حضرت کے یعنی حضرت کے دل مین آیا کہ اس بچے کے سبب سے جبرئیل نہین آئے پس حکم کیا
حضرت نے اسکے نکالنے کا سو وہ نکالا گیا پھر لیا حضرت نے اپنے ہاتھ مین پانی اور چھڑکا اُسکی
نشستگاہ پر جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل آئے حضرت نے فرمایا تمنے وعدہ کیا تھا مجھسے ملنے کا
شب گذشتہ مین کہا ہان ہم نہین داخل ہوتے اُس گھر مین جہان ہو کتا یا صورت پھر صبح کی حضرت نے
اُسدن اور حکم دیا کتون کے قتل کا یہان تک کہ حکم کیا کہ چھوٹے باغون کے کتے بھی مارے جاوین
کہ اسمین چندان احتیاج محافظت نہین ہوتی اور چھوڑ دیا بڑے باغون کے کتون کو کہ اُن مین
احتیاج محافظت بہت ہوتی ہے اس حدیث سے علمانے نکالا کہ واسطے محافظت زراعت کے کتا
رکھنا جائز ہے گھر مین رکھنا درست نہین ہے اور مشکوۃ المصابیح مین حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ایک قوم کے گھر انصار سے حالانکہ نزدیک اُنکے گھر
اورون کے تھے یعنی وہان نجاتے پس گران معلوم ہوا انکو یہ سو عرض کی اُن لوگون نے کہ یا رسول اللہ
آپ تشریف لاتے ہین فلانے گھر مین اور نہین جلوہ فرما ہوتے ہمارے گھر خلاصہ یہ کہ ہماری تقصیر
کیا ہے فرمایا پیغمبر خدا نے کہ مین تمہارے گھر اس سبب سے نہین آتا کہ تمہارے گھر مین کتا ہے
اُنھون نے کہا حضرت اُنکے گھر مین بلّی ہے یعنی درندہ ہونے مین دونون برابر ہین پھر کیا فرق ہے
کتے اور بلّی مین تو فرمایا حضرت نے اگرچہ بلی درندہ ہے لیکن نجاست و شیطنت نہین رکھتی کہ مانع
آنے فرشتون کی ہو بخلاف کتے کے کہ نجس ہے اور اسمین شیطنت ہے کہ ملکیت کی ضد و خلاف ہے
اور اسی طرح انبیا طبیعت فرشتون پر ہین اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانون کو کتا رکھنا نہ چاہیے
کسواسطے کہ جب فرشتے گھر مین نہ آئے تو وہ رحمت سے خالی رہا فائدہ تفسیر امام ثعلبی مین ہے کہ
جو کوئی آیتہ کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لکھکر اپنے پاس رکھے گزند سگ دیوانہ سے محفوظ رہے اور
تفسیر منیر ہے کہ جہان کہین آگ لگے اور اصحاب کہف کے نام لکھکر ڈال دے تو فوراً وہ آگ ٹھنڈی ہو جاے
فائدہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل مین فرماتے ہین کہ سنا مین نے
حضرت عبدالرحیم اپنے والد سے کہ فرماتے تھے اصحاب کہف کے نام امان ڈوبنے اور جلنے اور غارتگری
اور چوری سے ہین الفاظ اُنکی بحرمتہ تملیخا مکسلمینا کشفوطط اذرفطیونس کشافطیونس تبیونس یوانس
بوس وکلبہم قطمیر و علے اللہ قصد السبیل ومنہا جائر تنبیہ بعد تتبع کتب احادیث اور فقہ کے دریافت ہوا
کہ مسلمانون کو کتا پالنا اور گھرون مین رکھنا مکروہ ہے اور قیمت اُسکی صرف مین لانا صورت خبث پیدا کرتا ہے
مگر واسطے محافظت باغات اور زراعت اور مویشی اور شکار کے بشرطیکہ تعلیم درست پایا ہو مضائقہ نہین

بعض حدیثون سے ظاہر ہی کہ جو شخص کتا پالے سوائے کتے مویشی یا شکاری کے تو کم کیا جاتا ہی عمل کا ثواب
اسکا دو قیراط ہر روز اور بعض حدیثون مین ہی کہ جو کوئی پالے کتا سوائے کتے مویشی یا شکاری یا کھیتی کے
کم ہوتا ہی ثواب اسکا ایک قیراط چنانچہ یہ دونون حدیثین صحیحین مین موجود ہین لہذا عالمون نے
کہا کہ نقص عمل بسبب کہ داخل ہونے فرشتون کے ہی گھر مین اور بعضون نے کہا بسبب ایذا رسانی کے ہی
اور بعضون نے کہا کہ جب گھرون مین کتے رہتے ہین تو وقت غفلت باسنون مین منھ ڈالتے ہین اور یہ
نقصان قیراط اور دو قیراط کا جو حدیث مین آیا سو یہ کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ جب تک مخالطت کتون سے
کم ہو تو ایک قیراط کم ہوگا اور جب مخالطت انسے زیادہ ہو تو بطور زجر و تشدید دو قیراط کا نقصان فرمایا ہو
بسبب اختلاف انواع کے یہ تفاوت ارشاد ہوا یعنی بعضے کتون سے ایذا کم پہونچتی ہی لوگون کو انمین
ایک قیراط کم ہوتا ہی اور بعض مین ایذا زیادہ ہوتی ہی اسمین دو قیراط کم ہوگا خواہ باعتبار مکانون کے ہو
کہ بعض مقامات مین کتون کے پالنے سے بقدر دو قیراط کمی ثواب کی ہوتی ہی جس طرح حرمین شریفین اور
بعض مین بقدر ایک قیراط جس طرح اور مکانات خواہ دو قیراط شہرون اور قریات مین ہوتا ہی اور جنگلون مین
ایک قیراط اور عالمون نے فرمایا کہ قتل کرنا کتون کا مخصوص مدینہ منورہ سے تھا کہ وہ مہبط ملائکہ تھا
اسکا پاک کرنا ایسی چیز سے کہ مانع دخول ملائکہ ہو لائق تھا مگر اور مقامون کے کتون کو مارنا سوائے کتے
سیاہ خالص دو نقطون والے کے یعنی جسکی آنکھون مین دو نقطے سفید ہوتے ہین اسکو حضرت نے شیطان
فرمایا ہو بسبب خباثت کے اور ایذا رسانی کے اور بسبب اسکے کہ نگہبانی بھی خوب نہین کرتا اور
شکار بھی نہین کرتا بلکہ امام احمد اور اسحاق نے فرمایا کہ بسبب شیطنت کے شکار اسکا حلال نہین اور
امام نووی نے فرمایا کہ سگ عقور یعنی گزندہ کا مار ڈالنا گو سیاہ نہو بالاتفاق جائز ہی اور اختلاف صرف
اس کتے مین ہی جو ضرر رسان نہو اور امام الحرمین نے کہا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب
کتون کے مارنے کا اول حکم دیا تھا پھر منسوخ فرمایا باستثناء سگ سیاہ رنگ کے بعد ازان شرع مین
منع ہوا مارنا سب کتون کا جو ضرر رسانی کرتے ہون گو کہ سیاہ رنگ بھی ہون کذافی مظاہر الحق بخاری اور
مسلم مین عدی بن ابی حاتم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے سکھائے گئے شکاری کو
چھوڑے اور خدا کا نام اسپر لیوے تو شکار کو کھا عدی بن حاتم نے کہا کہ مین نے کہا اگر کتے شکار کو جان سے
مار ڈالین تو بھی کیا شکار حلال ہی حضرت نے فرمایا اگر مار بھی ڈالین تو بھی حلال ہی جب تک دوسرا کتا
غیر شکاری اسکے ساتھ مارنے مین شریک نہوا ہو عدی بن ابی حاتم نے کہا مین نے کہا کہ مین بے پر اور
بے گانسی کے تیر سے شکار کرتا ہون اور شکار کو حاصل کرتا ہون فرمایا کہ جب تو بے پر بے گانسی کے

تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کے جسم مین گھسکر چیر پھاڑ ڈالے تو اسکو کھا اور اگر تیر شکار کے بندہا ہو کر لگے
تو اسکومت کہا ترجمہ مشارق مین ہے کہ اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہوے اول یہ کہ
کتے کا شکار کھیلنا درست ہے دوسرے یہ کہ کتے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہے اور اگر کتا
خود بخود چھوٹ گیا اور شکار مار لایا تو حلال نہین ہے تیسرے یہ کہ کتے کی تعلیم شرط ہے اور تعلیم کی یہ علامت ہے
کہ اسکو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لاوے اور خود نہ کھاوے چوتھے یہ کہ کتے کو
چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اگر قصداً بسم اللہ نہ بولا تو شکار مردار ہوا اور اگر سہواً نہ کہا تو
حلال ہے یہ مذہب ہے امام اعظم کا اور امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہین خدا کا
نام اگر مسلمان کے دل مین ہے لیکن زبان سے کہنا مستحب ہے پانچوین یہ کہ اگر شکاری کتے سے شکار
مر بھی جاوے تو بھی حلال ہے چھٹے یہ کہ اگر شکاری کتے کے ساتھ دوسرا کتا غیر شکاری شریک ہے تو شکار
مردار ہوا اسلیے کہ جب حرام حلال جمع ہوے تو احتیاطاً حرام غالب ہو جاتا ہے ساتوین یہ کہ بے گانسی کے
تیر کے شکار مین زخم ہونا شرط ہے تاکہ خون ناپاک نکل جاوے اور اگر بلا زخم صدمے سے مر جاوے تو حلال نہین
جیسے غلہ غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہے کہ خون نہ نکلا یعنی شکار حلال اسی چیز سے
ہوتا ہے جو تیز ہو اور چیر پھاڑ ڈالے جیسے تلوار چھری گانسی وار تیر وغیرہ فائدہ جب کوئی مشکل پیش آوے
تو نیت فاتحہ اصحاب کہف واسطے رفع اس سخت مشکل کے مجرب ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ پونے چار سیر
گیہون کا آٹا اور پونے چار سیر گوشت اور آدھا اسکا پیاز اور اسیقدر گھی اور دہی لیوے اور بہت
اچھی طرح سے پکواکر آدھ آدھ سیر کے حساب سے بخش بناوے اور سات مسلمانون کو جو صالحین مین
معدود ہون دیوے پھر انکو اختیار ہے جسکو چاہین کھلاوین خواہ آپ کھائین اور ایک روز پیشتر کسی
کتے سے نوید دیوے کہ تمھاری کل دعوت ہے اگر وہ آوے تو بہتر ورنہ جو کتا ملے اسکو کھلاوے مگر
شرط ہے کہ اور حصون سے پاؤ سیر کم ہو یعنی کتے کو پاؤ سیر کے حساب سے دیا جائیگا اور سات مسلمانون کو
آدھ سیر کے حساب سے اسیطرح کاتب اوراق نے ملفوظات حضرت استاذ الاستاذ مین لکھا پایا ہے اور
تجربہ بھی کیا ہے فائدہ یہ بھی عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیوارون پر لکھے تو جن دفع ہو جاوے
کذا فی القول الجمیل فائدہ ہمارے حضرت جد امجد قدس سرہ نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ اگر اسماے
اصحاب کہف چار سکورہ گلی پر کہ آب رسیدہ نہون لکھے اور چارون گوشون کھیت مین دفن کرے
تو موشون کی آفت سے وہ کھیت محفوظ رہے یا ایک پارہ کاغذ پر لکھکر ایک چھڑی مین باندھے
اسکو کھیت مین گاڑی کرے تو بھی یہی اثر بخشے اور اگر کوئی شخص انھین اسما کو سفال آب نا رسیدہ پر

لکھکر کھیتی غلہ مین رکھدے تو غلہ خراب نہو اگرچہ پانی بھی پہونچے فائدہ واسطے رفع درد زہ کے ان اسماکو کاغذ پر لکھے اور دھوکر عورت کو پلاوے یا لکھکر ران چپ مین باندھے واسطے تسہیل ولادت کے کفایت کرتا ہی چنانچہ یہ عمل ہمارا خاندانی ہی اور بارہا تجربے مین آیا ہی فائدہ بعضے کہتے ہین کہ اصحاب کہف اور رقیم ایک ہی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصحاب رقیم غیر اصحاب کہف ہین اور قصہ انکا کتاب الانبیا مین بخاری نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسطرح روایت کیا ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے زمانہ پیشین مین تین آدمی کہین جاتے تھے اثنا راہ مین بارش شروع ہوئی تو یہ تینون ایک غار مین گھس پڑے دفعتہ پہاڑ سے ایک پتھر گرا کہ غار کا دروازہ بند ہوگیا اس حالت مین تینون نے کہا کہ اب نجات نہوگی جب تک سچ بات نہ کہوگے سو مناسب ہی کہ ہر شخص اپنا عمل بروجہ صدق بیان کرے ایک نے کہا کہ ای اللہ تو خوب جانتا ہی کہ ایک مزدور میرا تھا اور اسکی مزدوری چند پیمانہ برنج تھی سو وہ مزدور چلا گیا مین نے وہ برنج بوئے اور انکے محاصل سے مین نے بیل خرید کیے پھر وہی مزدور آیا اور اسنے اجرت مجھسے طلب کی مین نے کہا یہ بیل تو لیجا اسنے کہا میرے چند پیمانہ برنج تیرے ذمے ہین مین بیل نہ لونگا مین نے کہا کہ یہ بیل انھین پیمانون کے ہین تب اسنے لیے سو یا الٰہی اگر تو جانتا ہی کہ مین نے یہ کام تیرے خوف سے کیا ہی تو راہ کھولدے پس وہ پتھر تھوڑا سا ہٹا دوسرا بولا ای اللہ تو تو جانتا ہی کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور مین انکے واسطے بکریون کا دودھ لاتا تھا سو ایک رات توقف ہوگیا اور اپنے وقت لایا کہ دونون سوتے تھے انکا جگانا مکروہ جانا مین نے اور اہل وعیال میرے بھوک سے نالان تھے مگر مین نے انکو نہ دیا اور صبح تک لیے ہوئے بیٹھا رہا پس اگر تو جانتا ہی کہ مین نے تیرے خوف سے کیا ہی تو اس پتھر کو توڑدے چنانچہ وہ پتھر اتنا ہٹا کہ آسمان نظر آنے لگا تیسرے نے کہا ای اللہ میرے چچا کی بیٹی بہت حسینہ تھی اور مین اسکی خواہش کرتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی اور کہتی تھی کہ سو دینار لاؤ سو مین تلاش کرکے لایا تو وہ راضی ہوئی جب مین اسکے دونون پیرون کے بیچ مین بیٹھا تو اسنے کہا خدا سے ڈر اور مہر عفت میری ناحق نہ توڑ وہین مین اٹھا اور سو دینار بھی چھوڑے پس ای اللہ اگر مین نے تیرے خوف سے یہ کام کیا ہی تو اس پتھر کو توڑدے چنانچہ وہ پتھر ٹوٹا اور تینون آدمی باہر نکلے القصہ اس غار مین جسمین اصحاب کہف ہین کوئی جا نہین سکتا سعید ابن جبیر فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ ابن عباس رض معاویہ ابن ابی سفیان کے ساتھ لڑائی پر جانب روم تشریف لیگئے تو اس غار پر بھی گذر ہوا معاویہ نے کہا اگر یہ غار کھلتا تو دیکھتے ابن عباس نے فرمایا اس سے

منع کیا گیا ہی وہ جو سنتے تھا تجھسے یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا
اگر مین دیکھونگا بھاگونگا پھر اُسنے کچھ لوگ روانہ کیے کہ تم دیکھ آؤ جب غار مین پہونچے تو ایک ہوا
ایسی تند آئی کہ سب لوگ نکل بھاگے نوبت دیکھنے کی نہ پہونچی بالجملہ دقیانوس دروازۂ غار بند
کرکے دار السلطنت مین آیا چند روز بعد مرگیا تمام ملک ومال وجاہ وجلال خاک مین مل گیا اور
تین سو برس بعد ایک شخص مومن صالح بناموس خواہ بندروسس نام بادشاہ ہوا اُسکے وقت مین
یہ گفتگو پیش ہوئی کہ بروز حشر مردے زندہ کس طرح ہونگے اور کیونکر حشر اجساد واجسام واقع ہوگا
ہر چند بادشاہ نے قائلین ومتکلمین کو فہمائش کی لیکن شبہہ وشک جو قائم ہوگیا تھا دفع نہو تب
حضرت محی الاموات جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے چاہا کہ حشر اجساد پر ایک دلیل قاطع ظاہر کرن
کہ وہ مسکت اہل تخاصم ہووے اسلیے اصحاب کہف کو بیدار کیا کما قال وکذلک بعثناہم لیتساءلوا

بینہم قال قائل منہم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ
الی المدینۃ فلینظر ایہا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا یعنی اسی طرح انکو
جگا دیا ہمنے کہ آپس مین لگے پوچھنے ایک بولا انمین کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایکدن
یا دن سے کم بولے تمہارا رب بہتر جانے جتنی دیر ٹھہرے رہے ہو اب بھیجو اپنے مین سے
ایک روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے کون ستھرا کھانا ہی سو لاوے ہمکو اسمین سے کھانا اور نرمی
جائے اور خبر نہ کرے تمہارے حال سے کسی کو معالم التنزیل مین ہی کہ کہنے والا اس قول کا ملیخا تھا
کہ وہ سب مین بزرگ ورئیس تھا اور مقصود استفسار سے یہ کہ مدت اقامت ولبث معلوم ہوجاے
تو نمازین قضا کرین چونکہ یہ لوگ غار مین سویرے گئے تھے اور تیسرے پہر جاگے اسپر کہا لبثنا یوما جب
کچھ آفتاب کا وجود پایا گیا تو کہا او بعض یوم جب ناخن وبال بڑھے دیکھے جانا شاید کئی دن ہوے
تب کہا ربکم اعلم بما لبثتم خواہ مکسلمینا نے کہا کیون باہم جھگڑتے ہو اللہ جانتا ہی تم کتنا ٹھہرے ہو بعد اس
قیل وقال کے سب نے متفق ہوکر یملیخا کو کہ عاقل وفہمیدہ وخوش گفتار وہوشیار تھا تجویز کیا کہ بازار سے
جاکر کچھ کھانا لاوے چنانچہ ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ بازار مین جاکر کھانا حلال وپاکیزہ لا اور ہمارے
حال سے کسیکو آگاہ نکر خرید وفروخت مین مہربانی ولطف وتواضع وفروتنی اختیار کرنا اور حال اپنا
کسی سے نہ کہنا نہین تو اہل شہر خبر پاکر دقیانوس سے کہینگے وہ گرفتار کرکے قتل کریگا سو یملیخا روپیہ لیکر
چرواہے کی پوشاک بدل روانہ ہوا راہ مین ایسی حویلیان ومکانات نظر پڑے جو پیشتر تھے اور رستہ بھی
نہایت مختلف معلوم ہی نہین ہوتا تھا کہان جاتا ہی دفعۃً دروازۂ شہر نظر پڑا تو وہان ایک نشان سبز

نظر آیا اسپر لکھا تھا لا آلہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ یملیخا اسکو چومتا تھا اور کہتا تھا کہ خواب ہی یہ کہ بیداری ہی پھر شہر مین آیا تو وضع و انداز شہریون کے اور ہی اور مکان اور محلے تبدل یہ گھبرایا اپنے گھر کی طرف گیا تو نشان نہ پایا مگر ہر دروازے پہ نشان ایمان نمودار کسی سے نام شہر کا پوچھا اُسنے کہا افسوس پھر ایک روٹی والے کے پاس گیا روٹیان چاہئین روپیہ دیا اور شہر کا نام پوچھا بادشاہ کا نام پوچھا اُسنے کہا عبدالرحمن اور دو شخص وہان دیکھے ایک مسیح کی قسم کھاتا دوسرا اللہ کی یملیخا دل مین خوش ہوا نانبائی نے سکہ دقیانوسی دیکھکر جانا کہ خزانہ گڑا ملا ہی اُسنے اورون کو دکھلایا وہ بھی متحیر ہوے اور شور سے اور کانا پھوسی کرنے لگے یملیخا نے جانا مجھے پہچان گئے وہ روپیہ چھوڑکر چلنے لگا لوگون نے پکڑا اور کہا واللہ تونے خزانہ گڑا پایا ہی کیونکہ یہ سکہ تین سو برس کا ہی اور اُسو قیمت کے اٹھارہ درم دو ثلث کے برابر ہی تو چھپاتا ہی ہم بادشاہ کے پاس لے چلینگے کہ وہ مارڈالیگا مگر یہ کہ اُس مال مین ہمکو بھی شریک کر اِس بات سے یملیخا بہت ڈرا اور اب بہت لوگ شہر کے مجتمع ہو گئے اور پوچھنے لگے تو کہان کا رہنے والا ہی یملیخا نے اپنے باپ دادون کا نام لیا اور کہا مین اسی شہر کا رہنے والا ہون کل یہان سے گیا تھا آج کھانا لینے آیا ہون اُنھون نے کہا غلط ہی تو ہرگز یہان کا باشندہ نہین ہی کیونکہ ہمنے تیرے باپ دادون کا نام بھی نہین سنا اب یملیخا ساکت ہوا اور منتظر تھا کہ شاید میرے باپ بھائی آجائین تو انکے ہاتھ سے نجات دلائین مگر کوئی بھی نہ آیا ناچار ہوا اور اُن لوگون کے دل مین گذرا کہ اسکو اریوس اور اسطنوس کے پاس کہ یہ دونون شخص اس شہر مین صالح پرہیزگار رہین لے چلین اور اس شخص کے معاملے مین اُنسے صلاح پوچھین چنانچہ یملیخا کو ہاتھ پکڑکے لے چلے یملیخا نے جانا کہ مجھکو دقیانوس کے پاس لیے جاتے ہین رونے لگا اور اپنے اللہ سے دعا کرنے لگا یہان تک کہ اُن دونون بزرگون کے پاس پہونچا تو فی الجملہ اسکو تسلی اور تسکین ہوئی کہ بارے شکر ہی دقیانوس کے پاس نہین لائے ہین آخرکار اریوس اور اسطنوس نے بھی وہ روپیہ دیکھکر تعجب کیا اریوس نے کہا تونے شاید مال گڑا ہوا پایا ہی اور اسطنوس نے کہا کہ تو کون شخص ہی تب یملیخا نے جواب دیا کہ مین اسی شہر کا رہنے والا ہون اور میرے باپ کا یہ نام ہی اور یہ روپیہ انھین کا ہی اور نقش اسکا اسی شہر کا ہی لیکن واللہ مین اپنا احوال نہین کہہ سکتا ہون باوصف اسکے کسی شخص نے نہ مانا یہی کہا کہ تو کاذب ہی ناچار یملیخا نے اپنا سر جھکا لیا پس بعضے بولے کہ یہ شخص دیوانہ ہی اور بعضے کہنے لگے کہ مجنون بنا ہی دھوکا دیتا ہی تاکہ دیوانہ بنکر چھوٹ جاے پھر ایک شخص نے کہا کہ تین سو برس کا یہ سکہ ہی اور ہمارے پاس ہزار ہا روپیہ موجود ہین کہین اس سکہ کا

نشان نہین ہی اور تو کہتا ہو اسی شہر کا یہ سکہ ہی صاف صاف بیان کر تب یملیخا نے کہا کہ مین ایک
سوال کرتا ہون مجکو جواب باصواب دو تو مین اپنا احوال تمسے کہون بولے بیان کر یملیخا نے کہا
کہ دقیانوس نے تم سب کے ساتھ کیا ماجرا کیا کہنے لگے اب تو کوئی بادشاہ اس نام کا تمام عالم مین
نظر نہین آتا ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک شخص بادشاہ اس نام کا تھا روم مین اُسکے بعد صدہا بادشاہ
ہوے اُسکی ہڈیان بھی باقی نہونگی یملیخا نے کہا اب مین اپنا حال کہتا ہون اگرچہ کوئی شخص یقین
نہ لاویگا وہ یہ ہی کہ ہم نوجوان تھے دقیانوس نے ہمکو بت پرستی کی تکلیف دی سو ہم بھاگے
اور سو گئے اب جاگے ہین کھانا لینے آئے ہین اور اسی پہاڑ کی ایک کھوہ مین گئے تھے تم چلو
ہم اپنے یارون کو دکھلا دین ارنوس نے سنکر کہا اے لوگو شاید یہ نشانی ہی اللہ کی نشانیون سے
میرے ساتھ چلو پس ارنوس اور اسطنوس اہل مدینہ کو ساتھ لیکر اصحاب کہف کی زیارت کو چلے
اور پہاڑ کے قریب کھوہ کے پاس پہونچے اصحاب کہف نے یملیخا کو پہچانا اور جو غیر لوگون کو بھی
اُسکے ساتھ دیکھا جانا یملیخا دقیانوس کے ہاتھ لگ گیا سو یہ لوگ ہماری گرفتاری کو آتے ہین
سو یملیخا روتا ہوا سب سے پہلے غار مین گیا اور اپنا قصہ بیان کیا پھر ارنوس گیا تو ایک تابوت
چاندی کا مہر کیا ہوا دروازۂ غار پر دیکھا ایک بزرگ نے اسکو کھولا اُسمین دو لوحین نکلین اُنپر
بروایت ضعیفہ یہ نام لکھے تھے مکسلمینا و مخشلمینا و یملیخا و مرطونس و کسوطونس و برنوس و دیموس
و بطیوس و قالوس مگر بروایت صحیحہ نام سات تھے جو اوپر بیان ہوے مگر یہ بھی لکھا تھا کہ
یہ جوان لوگ ہین دقیانوس بادشاہ سے بسبب تکلیف بت پرستی کے بھاگے اور اس
غار مین پوشیدہ ہوے جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ نے غار کا دروازہ پتھرون سے
بند کرا دیا اور ہمنے یہ احوال اسواسطے لکھدیا ہی کہ پس آیندہ لوگ انکے احوال سے مطلع ہون
چنانچہ ارنوس اس مضمون کو دیکھکر سجدۂ حق مین گرا اور کہا کہ یہ نشان حشر اجساد کا اللہ نے
دکھلایا ہی بعد اُسکے اصحاب کہف پاس حاضر ہوا تو اُنکو بلا تغیر کپڑے پہنے بیٹھا ہوا پایا اور
قدمبوس ہوا اور اہل شہر جو ساتھ گئے تھے سجدۂ الٰہی کرنے لگے اب اصحاب کہف نے
دقیانوس کا حال دریافت کیا اُن لوگون نے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کیا پھر وہان سے
پلٹ کر اپنے بادشاہ سے کہ بڑا دیندار صالح تھا احوال کہا اُس عرصے مین شہر کے لوگ دو مذہب
پر تھے کچھ تو آخرت مین جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا یہ بادشاہ منصف تھا
چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسرون سمجھاؤن اللہ تعالے نے یہ سند صریح

بھیجدی کہ بادشاہ نے کمال آرزو سے جاکر غار مین سب کو دیکھا اور ہر ایک سے احوال سن آیا
اور اصحاب کہف بادشاہ کو ایمان دار پاکر خوش ہوئے اور بادشاہ اُنکا عاشق ہوکر رویا
جب رخصت ہوا تو اصحاب کہف نے فرمایا نستودعک اللہ والسلام علیک ورحمۃ اللہ
حفظک اللہ وحفظ ملکک ونعیذک باللہ من شر الجن والانس اور اسی وقت سو رہے بادشاہ نے
کپڑا اُڑھایا اور ہر ایک کو ایک تابوت طلائی مین باحتیاط تمام رکھوایا اور سب لوگون کو
نصیحت فرمائی رات کو خواب دیکھا کہ اصحاب کہف فرماتے ہین کہ ہم سونے چاندی سے پیدا
نہین ہوے مٹی سے ہماری پیدائش ہے اور اسی مین ملنا ہے جسطرح ہم تھے اسی طرح ہمکو
رہنے دے جب تک اللہ تعالے ہمکو پھر اٹھاوے چنانچہ بادشاہ پھر گیا اور تابوت سے
نکالکر بحالت اصلیہ چھوڑ آیا اور اللہ نے اُس مکان مین دہشت اور خوف بھر دیا کہ پھر
کوئی شخص وہان جا نہ سکا اور اسی دن سے اُس شہر مین جو اختلاف حشر اجساد مین واقع تھا
رفع ہو گیا اسی کا اشارہ سورہ کہف ہے وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق
وان الساعۃ لاریب فیہا اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی اسیطرح خبر کھول دی ہمنے انکی تا لوگ جانین
کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور وہ گھڑی آتی ہے اسمین دھوکا نہین جب جھگڑ رہے تھے اپنی
بات پر بعد اُسکے بادشاہ نے ایک مسجد دروازہ غار پر بنوادی کہ ہر سال وہان عید ہوتی ہے
فائدہ محققین فرماتے ہین کہ اصحاب کہف کا دین اور مذہب الٰہی کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر تھے
اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہین پائے یا اور طرح سے مگر جو لوگ اُنکی خبر پاکر گئے اور معتقد ہوئے
اور مکان زیارت بنایا وہ نصاری تھے تنبیہ معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ جب یملیخا بازار مین کھانا
لینے آیا اور لوگون کو شبہہ ہوا تو یملیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو کون ہے
اُسنے اپنا حسب نسب بتایا اور مکان اپنا اسی شہر مین قرار دیا اور کہا کہ کل ہم یہان سے چلے گئے تھے
بادشاہ نے اس شہر کے بوڑھون سے سنا تھا کہ کئی جوان اس شہر کے گم ہو گئے ہین اور
نام اُنکے ایک تختے پر لکھے ہوے بادشاہی خزانے مین رکھے ہین سو بادشاہ نے وہ تختی منگواکر
دیکھی اسمین یملیخا کا نام پایا گیا جب اور نام لیئے تو یملیخا نے کہا یہ نام ہمارے یارون کے ہین
اسپر بادشاہ مع اعوان وانصار یملیخا کے ساتھ پہاڑ پر گیا جب دروازہ کہوہ پر پہونچا یملیخا بولا
کہ مین اول اپنے یارون کو خبر دون تب تم آؤ ورنہ خوفناک سمجھوگے بادشاہ نے اجازت دی یملیخا نے
یارون کو خبر دی سب سوگئے اور بادشاہ نہ جا سکا اور بعض کتب مین لکھا ہے کہ ان دونون دو بادشاہ

شہر میں تھے ایک مسلمان دیندار دوسرا نصرانی سو دونون یملیخا کو لے گئے جب غار کے قریب پہنچے تو یملیخا نے پیش پیش جاکر اپنے یارون سے کہا کہ بادشاہ آتے ہین اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کے یہ دعا کی کہ یا آلہی ہم اور کچھ نہین چاہتے مگر یہ کہ ہماری ارواح قبض کرتا کہ اور کوئی مطلع نہو خداوند کریم نے دعا اُنکی قبول فرمائی کہ دروازہ غار کا بند ہوگیا اور وہ سب مر گئے چونکہ یملیخا کو توقف زیادہ ہوا تو ناچار دونون بادشاہ قریب غار کے آئے اور سات دن تک اُسکے گرد گھومے کہین سوراخ یا دروازہ نظر نآیا انجام کار بادشاہ مسلمان نے کہا کہ ہمارے دین اسلام پر مرے ہین ہم یہان مسجد بناوینگے اور نصرانی نے کہا ہمارے دین پر مرے ہین ہم گرجا گھر بناوینگے اس تکرار مین لڑائی ہوئی اور بادشاہ مسلمان غالب آیا اُسنے غار کے قریب مسجد بنائی الغرض احوال اصحاب کہف مین روایات مختلف ہین اور مذہب مجمع علیہ یہ ہی کہ اصحاب کہف زندہ ہین حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُٹھینگے اور اعانت کرینگے پھر وفات پاوینگے لیکن ادلہ صحیحہ الماخذ وقویۃ الدلالۃ نہین آئے تفسیر درمنثور مین ونیز دیگر بعض تفاسیر مین کچھ کچھ روایات ضعیفہ نظر آتی ہین اور نظم قرآن سے کچھ نشان نہین پایا جاتا اور یہ جو عوام مین مشہور ہی کہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بنا بردعوت ہمراہ تین شخصون کے بھیجا تھا سو یہ بات بے اصل وموضوع ہی صاحب تنزیہ الشریعۃ وغیرہ محدثین اس قصے کے وضع پر یقین کامل رکھتے ہین مگر بعض روایات ضعیفہ مین وارد ہی کہ شب معراج مین حضرت صلعم کا گذر اصحاب کہف پر ہوا ہی اور آنجناب نے دعوت فرمائی اور اُنھون نے قبول کی اور سورہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کذا حققہ استاذ الاستاذی فی بعض تقریراتہ فائدہ چونکہ وقت ظہور نور حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہونچا اسواسطے چند قصص صحیحہ کہ از قسم ارہاصات کتب حدیث وکلام اللہ سے ثابت ہوتے ہین بیان کرنا ضرور ہوا ازانجملہ قصص اصحاب اخدود ہین پس تفاسیر معتبرہ مین چار حکایتین بصحت تمام مذکور ہوئی ہین اول ملک شام مین ایک قصہ واقع ہوا صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث مین حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ملک یمن مین ایک ساحر نہایت کامل وہوشیار ملازم بادشاہ تھا گویا بنائے سلطنت اُسی سے مستحکم وقائم تھی اور حال اُسکا یہ تھا کہ جب کوئی مخالف اُس شہر مین ظاہر ہوتا وہ ساحر اپنے سحر کے زور سے اُسکو ہلاک ونیست ونابود کردیتا اور جب کوئی امیر وشریف حرکات ناشایستہ سلطان سے ناراض ہوتا اُسی کے سحر سے راضی ہوجاتا خلاصہ یہ کہ جمیع امور سلطنت مین اس ساحر کا سحر کارگر تھا جب وہ بوڑھا ہوا اور

قریب بمرگ تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی لڑکا ہوشیار غلامان شاہ سے مجکو ملے تو مین اپنا علم اُسے
سکھلاؤن تاکہ میرے بعد امور سلطنت مین بے انتظامی واقع نہو چنانچہ بادشاہ نے ایک غلام خاص
اُسکو سپرد کیا اور اذن دیا کہ اسکو سحر سکھلاؤ چنانچہ وہ غلام ہر روز اس ساحر کے گھر پر حاضر ہوتا اور
علم سحر سیکھتا اثنا رراہ ایک درویش عیسائی کا مکان تھا سو ایک روز اُس غلام نے دیکھا کہ اُسکے
دروازے پر بھیڑ بھاڑ ہو اور بہت آدمی نکلتے بیٹھتے ہین اُسنے کسی شخص سے پوچھا اس مکان مین
کیا تقریب ہی جو اژدحام ہو رہا ہی وہ بولا یہان ایک عابد خدا پرست رہتا ہی یہ سنکر اُس درویش کی
خدمت مین گیا اور اسکا کلام ہدایت التیام سنکے گرویدہ ہوا پھر اس دن سے یہ دستور کیا کہ جب
ساحر کے پاس جانے لگتا تو اول درویش کے حضور مین حاضر ہو لیتا اس سبب سے ساحر کے پاس
پہونچنے مین توقف ہونے لگا اب ساحر پوچھنے لگا کہ تو کہان رہتا ہی وہ بہانہ کر دیتا آخرکار ساحر
بطور تادیب اُسکو مارنے لگا ایک روز اُسنے یہ احوال درویش سے ظاہر کیا تو درویش نے کہا
تو ساحر سے کہدیا کر کہ میرے گھر والون نے مجھے روکا تھا اور جب اہل خانہ سے خوف دامنگیر ہو
تو کہدیا کر کہ ساحر نے روکا تھا الغرض وہ لڑکا اسی حال مین رہتا یعنی جب کہ جادوگر یا تا تو گھر والون کا
بہانہ کرتا اور گھر والے ساحر کے پوچھنے پر کہتے کہ یہ تو گھر سے بہت سویرے جایا کرتا ہی معلوم نہین کہان
ٹھہرتا ہی رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اور ساحر نے گلہ کیا بادشاہ نے خواصون سے تاکید کی
خواصون نے کہا شاید راہ مین کھیلنے لگتا ہی بادشاہ ناراض ہوا اسی عرصہ مین ایک دن وہ لڑکا
ساحر کے پاس سے رخصت ہو کر چلا تو راہ مین ایک اژدہا پڑا ہوا نظر آیا اور راہ چلنے والے رکے ہوے
دیکھے پڑے اُسنے اپنے دل مین تصور کیا کہ آج امتحان کا وقت ہی دیکھتا ہون کہ عابد افضل ہی یا ساحر
آخرکار اُسنے ایک پتھر لیا اور کہا یا الٰہی اگر دین و مذہب عابد کا سحر و ساحر سے بہتر ہی تو اژدہے کو
دفع کر تاکہ خلق خدا کو راہ ملے پھر وہی پتھر اژدہے پر پھینک مارا اُسی دم وہ اژدہا مر گیا اور جو لوگ
اُس موذی کے باعث سے راہ سے بند تھے راہ چلنے لگے بعد ازان وہ لڑکا اُس درویش عیسائی کے
حضور مین حاضر ہوا اور تمام قصہ اپنا بیان کیا اُس درویش نے کہا اے پسر تیرا مرتبہ بڑا ہی اور تو مجھے
افضل ہی مقرر تیرا مرتبہ یہان تک پہونچا کہ مجکو نظر پڑا اور قریب ہی ایک وقت آویگا کہ تو آزمایش کیا جاوے
سو مین تجھے کہے دیتا ہون کہ میرا حال اور میرا نشان کسیکو نہ بتلانا چنانچہ اس بات پر قول و قرار
مضبوط و مستحکم ہو گیا اور اب نوبت اُس لڑکے کی یہ پہونچی کہ برکات صحبت عابد خدا شناس سے
اور قرارت انجیل مقدس سے اور اتباع دین و آئین حضرت روح اللہ عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے کہ اُس زمانہ مین حقیت وبرکت اسی دین پر منحصر تھی مرتبہ ولایت وعرفان کو
پہونچ گیا اور کرامات وخوارق عادات اُس سے ظاہر ہونے لگے یعنی مجذوم ومبروص واعمی
اسکی دعا سے صحت پانے لگے اور اکثر مریض شدید المرض کہ حکما واطبا اُنکے معالجے سے
عاجز آتے تھے اسی لڑکے کی دعا سے آرام وصحت پانے لگے اسی عرصہ مین ایک معاملہ واقع ہوا
کہ ایک مصاحب بادشاہ مین کا بالکل آنکھون سے معذور ہوگیا اور چلنے پھرنے اور دربار
بادشاہی کے جانے سے مجبور بلکہ خود بادشاہ نے اُسکو اپنی مصاحبت سے خارج کیا تو نہایت
پریشان وتباہ حال ہوگیا اب کوئی درباری وبازاری اُسکی بات نہ پوچھتا تنہا بے یار
ومددگار خراب وخستہ ذلیل وخوار رہا کرتا ایک دن کسی شخص نے اس سے کہا کہ ایک لڑکا
غلامان بادشاہی سے ایسا کامل ولی ہوا ہی کہ اُسکی دعا سے خدا تعالے اندھون کو اچھا
کردیتا ہی وہ بیچارہ یہ خبر سنکر فوراً اُس لڑکے کی خدمت مین حاضر ہوا اور سرگذشت اپنی
بیان کرکے مستدعی ہوا کہ مجھے اچھا کردے اُسنے کہا مین کون ہون جو تجھے صحت بخشون
سب کا شافی مطلق خدا ہی اگر تو بت پرستی چھوڑکے خدا کا ایمان لا تو مین بلاشبہ وشک
تیرے واسطے درگاہ الٰہی مین دعا کرون وہ اچھا کرے اُسی وقت وہ ایمان لایا اور لڑکے نے
دعا کی اچھا ہوگیا پھر وہ مصاحب حسب دستور بادشاہ کے دربار مین اپنی جگہ جاکر بیٹھا
بادشاہ نے کہا تو کسطرح اچھا ہوا جملہ طبیب وحکیم تیری آنکھ کے علاج سے دست بردار
ہوچکے تھے مصاحب بولا کہ میرے مالک نے مجھے صحت بخشی بادشاہ نے کہا میرے سوا
کوئی اور بھی مالک تیرا ہی اُسنے کہا تیرا اور میرا مالک خدا ہی سو بادشاہ نے اُسے پکڑا اور ہمیشہ
مارا کرتا تھا یہانتک کہ اُسنے اُس لڑکے کا نام بتلا دیا بادشاہ نے اُس لڑکے کو طلب کرکے کہا
کہ تجھکو میری پرورش اور ساحر کی تعلیم سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہی کہ اندھے اور کوڑھی تیری
دعا سے چنگے ہوتے ہین پھر یہ سخت ناشکری ہی کہ تونے دوسرا خدا اقرار دیا اُسنے کہا شفا
اللہ کی طرف سے ہی نام کو درمیان مین ہون نہ مجکو طاقت ہی اور نہ تجکو قدرت اور نہ جادوگر کو
کسی طرح استطاعت یہ صرف اُس خالق کی قدرت ہی بادشاہ اس کلام سے نہایت ناراض ہوا
اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا ہمیشہ جادوگر سے غائب رہتا تھا شاید اسنے کسی اور جگہ یہ عقیدہ
سیکھا ہی جادوگر بھی دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو مدت سے میرے نزدیک نہین آتا اور دربار کے
لوگ بولے کہ صبح سے غائب رہتا ہی گھر مین بالکل نہین آتا بادشاہ نے کہا اسکو مار مار کے پوچھو

کہ اسنے یہ عقیدہ کہان سے سیکھا جب بہت مار پڑی تو ناچار مضطر نہ بولا کہ فلان درویش میرا مرشد ہی
اُسی سے مین سنے یہ عقیدہ سیکھا ہی بادشاہ نے اُس درویش کو طلب کیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دین سے
نہین پھرتا تو ارہ تیرے سر پر چلاتا ہون درویش نے کہا کہ مین تو اصلا اپنے دین سے نہ پھرونگا
بادشاہ جو کچھ چاہے کرے الغرض بادشاہ تھا ظالم اُسنے ارہ سے چروا ڈالا بعد اسکے اپنے
مصاحب سے متوجہ ہوا اُسنے بھی دین حق سے مُنہہ نہ موڑا وہ بھی چیر اگیا یہان تک کہ دو ٹکڑے
ہوکر گر پڑا پھر وہ لڑکا بلایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پلٹ جا اور تو نے ان دونون کا
حال دیکھا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ عقیدہ چھوڑ نہین تو بھی اسی بلا مین مبتلا ہوگا اُسنے کہا
مین اپنا دین کہ اسکی حقیت میری عقل مین بخوبی ثابت ہی کبھی نہ چھوڑونگا تب بادشاہ نے اپنے
مصاحبون کو حکم دیا اور کہا کہ اسکو فلان پہاڑ پر لیجاؤ اور چوٹی پہاڑ پر کھڑا کرو اور کہو کہ اپنا دین
ترک کرے اگر اقبال کرے تو معاف کرو اور جو انکار کرے جسطرح اب کرتا ہی تو نیچے پہاڑ کے گرا دو چنانچہ
مصاحب بادشاہ کے اُسکو پہاڑ پر چڑھا لے گئے اُسنے اپنے منتقم حقیقی سے التجا کی کہ اے خالق بغرض
یہ لوگ ناحق میرے درپے ایذا ہین تو انکا شر مجھسے دفع کر جسطرح سے تو چاہے دعا اسکی قبول ہوئی
اور پہاڑ نے انکو خوب ہلایا کہ بادشاہ کے مصاحب پہاڑ سے نیچے گر پڑے اور مر گئے اور وہ لڑکا صحیح
وسالم بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تو یہان کسطرح آیا اور تیرے ہمراہی کیا ہوئے
اُسنے کہا کہ میرے خدا نے جسکا مین ایمان رکھتا ہون مجھکو بچا لیا اور دشمنون سے نجات بخشی اور انکو
نیست و نابود کر دیا بادشاہ کو غصہ آیا پھر اپنے اور مصاحبون کو بلا کر کہا کہ اب اسکو کشتی مین بٹھلا کر
دریا کے اندر لیجاؤ اگر اپنے دین سے پھر جاوے تو خوب ہی اور نہین تو دریا مین ڈال دو سو وہ لوگ
اسکو لے گئے اور کشتی مین لے چلے اُسنے پھر دعا مانگی کہ اے خداوند ان ظالمون کا شر دفع کر اُسکی دعا
قبول ہوئی اور کشتی اوندھی ہوگئی مصاحب بادشاہ کے ڈوب گئے پھر وہ لڑکا تندرست حاضر ہوا
اب بادشاہ بہت مضطرب ہوا تب اُس لڑکے نے کہا تو مجھکو نہ مار سکیگا یہان تک کہ تو وہ کام کرے
جو مین تجھکو بتلاؤن بادشاہ نے کہا وہ کیا کام ہی اُسنے کہا کہ تو سب لوگون کو ایک میدان مین جمع کر
اور ایک کنپٹی پر مجھکو سونے دے پھر ایک تیر میرے ترکش سے لے اور تیر کو کمان سے جوڑ اور کہہ
بسم اللہ رب الغلام مارتا ہون اور اُس تیر کو مجھے مارنا کہ مین شہید ہون چنانچہ بادشاہ نے یہی
حیلہ کیا اور تیر مارا کہ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی مین لگا اُسنے اپنا ہاتھ کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا اور
پکار کر بولا کہ مین نے اپنا مطلب پایا اور بنام خدا شہید ہوا یہ آواز سنتے ہوے شہر کے لوگون نے

شور کیا کہ آمنا برب الغلام آمنا برب الغلام یعنی ہم اس لڑکے کا ایمان لائے پھر جواب مین بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا جس چیز کا تجھکو خوف تھا خدا کی قسم مقرر تجھپر تیرا پرہیز اور تیرا ڈر گر پڑا البتہ لوگ تو ایمان لا چکے اور تیری سب بے اختیاری اور عاجزی بخوبی سب پر ظاہر ہوگئی بادشاہ نے بہت غصہ کیا اور سخت برہم ہوا جب جاگا تو اسی وقت حکم دیا کہ ہر ایک کوچے مین بڑی بڑی خندقین کھودی جائین اور اسمین آگ جلائی جاوے پھر قوم کے لوگون کو کہو کہ اس لڑکے کے دین سے پھرین اگر قبول نہ کرین تو آگ مین ڈال دو سو اُسکے متابعین نے ویسا ہی کیا اور بادشاہ اپنی قوم کے اشراف اور اکابر لیکر کرسیون پر بیٹھا اور تماشا دیکھنے لگا اور ایماندار لوگ بشوق شہادت آگ مین گرنے لگے یہان تک کہ ایک عورت اپنا بچہ شیرخوارہ گود مین لیے ہوے حاضر ہوئی کہ اُسکو بھی بادشاہ نے آگ مین ڈالنے کا حکم دیا اُسنے اندک تامل کیا یعنی پیچھے ہٹی تاکہ خندق مین نہ گرے بادشاہ نے کہا کہ اس عورت کو فرصت دینا مناسب ہی شاید کہ بعد تامل اپنے دین سے پھر جاوے عورت کی عقل کا ٹھکانا نہین ہی جب بادشاہ نے یہ کلام کیا تو دفعتًہ اس عورت کے بچے نے کہا کہ ای مادر مہربان صبر کر کیونکہ تو دین حق پر ہی اگر تو آگ مین گریگی تو آگ تجھپر گلزار ہو جاویگی سو وہ عورت بلا توقف مع اپنے بچے کے آگ مین گر پڑی اور آگ نے شعلہ مارا تو خندقون کے کنارون پر اُسکی اوڑین اور پھیل گئین کہ بادشاہ مع اعیان و ارکان ہو کر سیون پر بیٹھے ہوے تماشائی تھے جلکر خاک ہو گئے اور سب خندقون سے اشتعال عظیم ظاہر ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بادشاہ کی تبعیت سے مومنون کو ایذا دیتے تھے جل گئے فائدہ اس حدیث مین اہل حق اور باطل اور اہل صبر کی فضیلت اور ہدایت الٰہی کا بیان ہی اور اسی معرکہ کو اللہ صاحب نے سورہ والسماء ذات البروج مین مجملًا بیان فرمایا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے فرمادیا ربیع ابن انس فرماتے ہین کہ جو ایماندار آگ مین جاتا تھا قبل اسکے کہ آگ اُسکے بدن پر پہونچے اللہ صاحب اُسکی روح بہشت مین داخل کرتے تھے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ یہ بادشاہ یوسف ذو نواس ابن شرحبیل ابن شراحیل تھا اور یہ شخص ستر برس قبل تولد حضرت سے نجران کا بادشاہ تھا اور وہ لڑکا عبد اللہ ابن تامر تھا سو اُسکے باپ نے سحر سیکھنے کو ایک جادوگر کے سپرد کیا تھا اُسنے اول ہی مکروہ سمجھتا تھا پر باپ کی اطاعت سے مجبور ہو کر جادوگر کے پاس جاتا تھا لیکن راستے مین ایک درویش عیسائی مذہب کا مکان تھا اُسکے پاس ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا یہان تک کہ بڑا کامل صاحب خوارق ہوا اور یہ نوبت پہونچی اور کلبی سے روایت ہی کہ عبد اللہ کو

اسی دونو اس بادشاہ نے قتل کیا تھا اور محمد ابن اسحاق عبد اللہ ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہین کہ ایک قبر شہر نجران مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین کھودی گئی سو اوسمین عبد اللہ ابن تامر کی لاش نکلی سر کی چوٹ پر ہاتھ رکھے ہوے پڑی تھی کسی شخص نے ہاتھ کو جنبش دی خون جلنے لگا پھر ہاتھ رکھ دیا تو بند ہوگیا اور ایک انگشتری آہن کی ہاتھ مین پہنے تھا اُسمین کھدا تھا ربی اللہ پھر یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ بدستور قبر کو بند کردو

تنبیہ اس احوال مین ایک نکتہ از بس دقیق اور باریک ہو کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اور بھی اُنکے تابعین نے بیان کیا ہو وہ یہ ہو کہ یہ قتل غلام کا بادشاہ کے ہاتھ سے مکافات دنیوی تھا کہ راہب کے قول و قرار پر قائم نہ رہا حالانکہ آسنے وعدہ مستحکم کیا تھا کہ مین ہرگز تیرا نام لونگا اور کاش نقض عہد نہ کرتا تو بادشاہ ہرگز دسترس نہ پاتا اور مکافات دنیوی کا کارخانہ جزائے اخروی سے علحدہ ہو اسواسطے کہ مکافات دنیوی موجب نارضامندی خدا نہین ہو بلکہ باعث ترقی اہل کمال ہو بخلاف مجازات اخروی کے اسیطرح معاملہ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا واقع ہوا کہ جناب موصوف نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے اونٹون کو مارا اور جگر نکال کر کباب بنائے اور کھائے اللہ جل ذکرہ نے بمکافات اُنکو جنگ احد مین شہید کروایا اور کافرون نے اُنکا سینہ مبارک چاک کرکے جگر نکالا اور دانتون سے چاب کر ڈال دیا اور تفصیل اس مقام پر اسرار کی فتوحات مین مذکور ہو جو کوئی چاہے ملاحظہ کرے ✦

قصہ دوسرا

شہر نجران مین کہ متعلقات یمن سے ہو واقع ہوا وہ یہ ہو کہ ایک شخص توابع انجیل مین سے ایک شخص کے گھر نوکر ہوا اور جو کچھ اُسکے گھر کا کام ہوتا بجا لاتا اور فرصت کے وقت انجیل پڑھا کرتا ایک روز مالک خانہ کی بیٹی دروازے سے لگ کر دیکھنے لگی تو اُسکو نظر آیا کہ وقت قرات انجیل مقدس نور عظیم اس شخص کے سینے سے نکلتا ہو اور عالم مین پھیلتا ہو اُسنے یہ اعجوبہ اپنے باپ سے نقل کیا وہ بھی پوشیدہ آیا اور ایک سوراخ سے دیکھنے لگا جب کلمات انجیل مقدس سنے تو پوچھنے لگا یہ کیا کلام ہو اس بیچارے نے بنظر شوکت و قوت بادشاہ اور آسکے شہر کے رئیسون کے چھپایا آسنے نہایت اصرار کیا ناچار کہدیا کہ یہ انجیل مقدس ہو اور مین مومن ہون سو وہ مالک خانہ اور آسکی بیٹی ایمان لائی اور انجیل سیکھکر اُسکی خدمت مین رہنے لگی آخر کار یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کہ ستائیس آدمی اور بھی مسلمان ہوے کہ یہ خبر

یوسف ابن ذو نواس حمیری کو کہ سلطان شہر او ربت پرست تھا یہ بخبر ہی اُسنے اول مسلمانون کو
کہ ہمگین نوے آدمی تھے بلا کر ایک خندق کھدوائی اور اسمین آگ بھروائی پھر کہنے لگا کہ
اگر دین عیسویہ نہ چھوڑو گے تو آگ مین ڈالونگا اُنمین ایک عورت زود ہ بیتا لڑکا گود مین لیے
ہوے تھی اُس لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ اس آگ مین داخل ہو کہ ثمرہ اسکا بہشت ہو تب
سب مسلمان داخل آگ ہوے اور بادشاہ مع اعیان اور اشراف شہر کے کرسیون پر بیٹھے
ہوے تماشائی تھے شرارہ آتش سے جل گئے اُسوقت سے نجران کے لوگون نے دین
عیسویہ کو حق جانکر قبول کیا چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اُسی دین پر
قائم تھے اور اُنکے سردار سید و عاقب وغیرہ بزیارت آنحضرت مدینۂ منورہ مین حاضر ہوے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال سے بحث و تفتیش کرتے رہے اور آیت مباہلہ انکی
شان مین نازل ہوئی +

تیسرا قصہ

زمین فارس مین واقع ہوا ہو حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہو
کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ ایک کتاب آسمانی مجوسیون مین تھی اور ایک پیغمبر کے یہ بھی تابع تھے
اور شراب انکے دین مین اُسقدر کہ بیہوشی نہ لاوے بنظر منفعت بدنیہ حلال تھی ایکدن
بادشاہ مجوس نے شراب کے نشے مین اپنی حقیقی بہن سے بدکاری کی جب کہ ہوش آیا
تو نہایت شرمندہ ہوا اور اُسی عورت سے اسکی تدبیر پوچھی اُسنے کہا کہ تو میرے حلال ہونے کا
دعویٰ کر اس دلیل سے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھائی کا نکاح بہن سے کرتے تھے مین بھی
اُسی وضع پر قائم ہون تب بادشاہ نے شہر کے لوگون کو طلب کر کے یہ مسئلہ بیان کیا انھون نے
انکار کیا اس عورت نے سزا دلوائی تب بھی کسی نے اقرار نہ کیا یہان تک کہ بعضے قتل بھی ہوے
تا ہم کسی نے نہ مانا تب اُسنے یہ تجویز کی کہ خندقین کھدوا کر آگ مین ڈلوائے جائین چنانچہ
اکثر لوگ آگ مین ڈالے گئے اور بادشاہ حالت تماشے مین جل گیا اُسی وقت سے قوم
مجوس مین بہن کو حلال جانتے ہین اور بت پرستی بخوبی شائع ہوئی ہو +

چوتھا قصہ

تفسیر زاہدی مین لکھا ہو کہ ایک مرتبہ ایک شہر مین قحط پڑا اہل ایمان وہان سے جانب
حبش بھاگے وہان کے لوگ کافر تھے سب ملکر بادشاہ سے کہنے لگے کہ مسلمان بھاگ کر ہونے

شہر مین آئے ہین ہمکو غلہ کی تکلیف ہوگی اور غلہ کا یہان بھی قحط ہو جائیگا بادشاہ نے ایک خندق کھدواکر آگ جلوائی اور ایک بت عظیم الجثہ ہاتھی کے برابر وہان کھڑا کیا اور حکم دیا کہ جو شخص غریب الوطن اس شہر مین موجود ہو اُسکو لاکر اس بت کا سجدہ کراؤ اگر نہ کرے تو اسی آگ مین ڈالوا سمین ایک عورت غریبہ اپنا بچہ شیر خوارہ گود مین لیے ہوے آئی بادشاہ کے لوگون نے اُسکو بھی زجر اور توبیخ سے چاہا کہ بت کو سجدہ کرے اُسنے نہ مانا بادشاہ نے کہا کہ اس بچے کو آگ مین ڈالدو اُن ظالمون نے آگ مین ڈالا وہ غریبہ مضطرب ہوئی تب لڑکے نے آگ مین سے آواز دی کہ خوف مت کر اور میرے پاس تشریف لا کہ یہ آگ گلزار ہو رہی ہو اُس عورت نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی تو دیکھتا ہی حاجت بیان نہین ہو اُسی وقت آگ خندق سے چالیس گز بلند ہوئی اور کافرون پر حباب کی طرح محیط ہوگئی کہ سب کافر جل گئے اور وہ محفوظ رہی فائدہ انھین چارو قصون کا اشارہ سورہ بروج مین واسطے تخویف اہل مکہ کے ہوتا ہو کہ قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود اذ ہم علیہا قعود وہم علی ما یفعلون بالمومنین شہود یعنی مارے گئے گھاٹیان کھودنے والے آگ بھرے ایندھن سے جب وہ اُسپر بیٹھے اور جو کچھ کرتے مسلمانون سے سامنے دیکھتے تنبیہ حدیث شریف مین وارد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ من جہد البلاء فائدہ یہ قتل عام صاحبان خندق کا انتقام عاجل اور سریع تھا کہ شرارہ آتش سے فی الفور ہلاک ہوے اور کرسیون سے اُٹھکر گھر تک نہ پہونچ سکے فائدہ وہ خندقین چالیس گز کی لمبی اور بارہ گز کی چوڑی کھودی گئی تھین فائدہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کافرون کو صرف بوجہ ایمان مومنون سے عداوت تھی اور یہ عداوت درحقیقت عداوت ایمان ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہو وما نقموا منہم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض یعنی اُنسے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہو خوبیون سراہا جسکا راج ہو آسمانون اور زمین مین بخلاف اور کافرون کے کہ اُنکو بڑی مہلت رنج اور ایذاے مومنون مین ملی ہو کسواسطے کہ اُنکی عداوت محض ایمان کے باعث سے نہین تھی بلکہ حب ریاست وجاہ اور دیگر اغراض دنیویہ سے ممزوج تھی اور اصحاب اخدود کو عداوت خالصہ ایمان سے تھی اور اُن مومنون کا ایمان بھی خالص اور صحیح تھا کیونکہ جسکا ایمان رکھتے تھے وہ موصوف بصفات محمودہ ہو اور سب پر غالب ہو اور کسی چیز کی عزت اسکی عزت کو نہین پہونچتی پس ایمان اُنکا بھی موجب عزت

اور افتخار ہی اور جب وہ محمود ہی تو شکر اُسکا دل اور زبان سے واجب ہوا اور اُسکے ایمان کا اظہار لازم پڑا اور جب آسمان وزمین کا مالک ہوا تو اُسکے مخالفون سے خوف کرنا کسی طرح درست نہین اور بالکل ناجائز ہی چنانچہ ان مومنون نے ایسے ہی ظاہر کیا کہ ہرگز خوف نہ کھایا اور جسطرح یہ تینون صفتین موجب اظہار ایمان ہین اُسیطرح موجب انتقام عاجل بھی واقع ہوئین کیونکہ مقتضا عزت یہی ہی کہ دشمنون سے انتقام کرے ورنہ ذلت لاحق ہوتی ہی اور محمودیت بھی مقتضی انتقام ہی کیونکہ غیر منتقم کی کوئی شخص مدح نہین کرتا مگر درصورت عفو اور عفو کفر سے جائز نہین ہی اور بادشاہت بھی موجب انتقام ہی ورنہ دشمن دلیر ہوجائین اور انتظام مملکت مین خلل پڑجاسے اور اگر باوجود ان صفات کے کوئی سلطان ترک انتقام اپنا وتیرہ کرے تو رعایا مین اسکا چرچا ہوجاسے کہ دوستون کی دوستی اور دشمنون کی دشمنی نہین جانتا یا ایذاے عدو سے کہ اسکے دوستون پر ہی واقف نہین ہوتا ہی اور غافل محض ہی اور اللہ جل شانہ ہر چیز سے دانا اور آگاہ اور واقف ہی پس انتقام مین اس سبب سے تعجیل فرمائی کہ یہ قباحتین لازم نہ آئین واللہ اعلم بالصواب *

ازانجملہ احوال ہلاکت اصحاب فیل

یہ حکایت بھی ازقبیل ارہاصات ہی اور اسیطرح کے بہت قصے اور نشانیان اور آثار عجیبہ قبل ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع مین آئے ہین اور وہ سب ہمارے آنحضرت کے معجزون مین داخل ہین مگر ان سب قصون کا بیان کرنا از بس دشوار ہی صرف اصحاب فیل کا واقعہ گزارش کرتا ہون کیونکہ یہ قصہ نہایت قریب تر ولادت شریف سے واقع ہوا اور تمام عالم مین اسکی شہرت ہوئی ہی سبب اس واقعے کا تفاسیر معتمدہ مین یون مذکور ہی کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے ابرہہ نام ایک شخص والی یمن مقرر ہوکر آیا اُسنے یمن کے لوگون کو دیکھا کہ موسم حج مین اطراف اور جوانب سے مرد اور عورت آکر شہر مکہ مین جاتے ہین تو مستفسر ہوا کہ یہ لوگ کدھر جاتے ہین اور کیا انکا ارادہ ہی اکثر کہنے لگے کہ واسطے حج بیت اللہ کے جاتے ہین یہ سنکر براہ شرارت اور حسد حکم دیا کہ اس ملک مین ایک گھر مقابلہ خانہ کعبہ بنایا جائے کارپردازون نے شہر صنعا مین جو ملک یمن کا تخت گاہ تھا ایک کنیسۂ رنگین تصویرون کا بڑے تکلف سے بنواکر طیار کر دیا اس کافر نے نام اُسکا قلیس رکھا اور در و دیوار اُسکے جواہرات سے مرصع کرکے عطر و گلاب چھڑکا اور

گوشون مین بہترین لباسہاے فاخرہ اور جواہرات نفیسہ سے آراستہ کرکے نصب کیا اور انگیٹھیان عنبر و عود کی روشن کروائین اور گرد مکان کے چند مکانات پرتکلف بازیب و زینت تعمیر کروائے اور اپنی بادشاہت کے لوگون کو حکم دیا کہ اس گھر کا طواف کرین بعد اسکے نجاشی کو لکھا کہ مین نے ایسا مکان بنایا ہے کہ مثل اسکے عالم مین نہین بنایا گیا اور یہ ارادہ رکھتا ہون کہ عرب کے لوگ بیت الحق کا طواف چھوڑکر اسی گھر کا طواف کرین یہ بات طائفہ قریش اور ساکنان مکہ پہ سخت گران گذری اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک آدمی بنی کنانہ کا یمن مین گیا اور ابرہہ سے ملاقات کرکے جاروب کشی اور فراشی اس مکان ناپاک پر مقرر ہوا جب کہ رفتہ رفتہ اسنے ہر امر مین مداخلت پائی اور اس مکان مین بے تکلف آمد و رفت کرنے لگا تو بعد چندے رات کے وقت اس مکان مصفا اور پرتکلف مین قضاے حاجت کرکے بھاگا صبح کو طوافین نے مکان محدث کو حدث آلودہ پایا اور سخت متنفر ہوے اور بھاگے یہ خبر ابرہہ کو پہونچی اسنے بعد تحقیقات یہ کہا کہ مکے کا رہنے والا یہ کام کر گیا اور قسم کھائی کہ مین مکے مین جاکر کعبے کو گراؤنگا اسی اندیشے مین تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی ایک قافلہ حرم شریف کا اس کنیسہ کے متصل فرو کش اور شب باش ہوا صبح کے ہوتے کوچ کے وقت قافلے والون نے آگ جلائی باد تند نے وہ آگ اس بتکدے مین ڈال دی کہ سارا لباس و زیور اسکا جل گیا اور بالکل نقش اور نگار دھوئین سے سیاہ پڑ گئے اور جملہ زیب و زینت اسکی اللہ نے خاک مین ملا دی اور قافلے کے لوگ ترسان اور لرزان بھاگے جب یہ خبر ابرہہ کو پہونچی تو پھر یہی متحقق ہوا کہ یہ حرکت بھی مکے والون کی ہے تب تو اسکے تمام بدن مین آگ لگی اور دل سے آتش غضب دونی بھڑکی تب اسنے شاہ حبش کو یہ حال لکھا اور ہاتھی جسکا نام محمود تھا طلب کیا اسنے بھیجا ہاتھی ایسا زبردست طویل القامت قوی الجثہ تھا کہ عالم مین اپنا مثل رکھتا پھر ابرہہ نے ایک بڑا لشکر اور گیارہ ہاتھی اور ساتھ لیے اور کعبے شریف کے ڈھانے کو چلا عرب کے لوگون کو خبر ہوئی تو وہ جہاد پر مستعد ہوے پہلے ذو نفر ایک بادشاہ سلاطین یمن سے مقابل ہوا اسنے ہزیمت پائی اور گرفتار ہوا ابرہہ نے بلحاظ منت اور سماجت چھوڑ دیا پھر بلاد خثعم مین پہونچا وہان کے لوگ بھی بر سر مقابلہ آئے اور اکثر شہید ہوئے پھر منت اور سماجت کرکے کہنے لگے کہ بیت اللہ سے تعرض مت کر اور جو کچھ ہم سے چاہے لینا ہو موجود ہے اسیطرح قومین عرب کی مزاحم ہوئین پر کسی نے فتح نہ پائی اور ابرہہ بہ غضب ملغارہ متصل حرم شریف وادی مغمس تک

جو مکے سے چھ کوس ہی پہونچا اور حناطہ حمیری کو اہل مکہ کے پاس روانہ کیا تاکہ شریف مکہ سے خبر کرے
کہ ہم واسطے قتال و جدال کے نہین آتے ہین صرف بیت اللہ کے ڈھانے کو آتے ہین چنانچہ
حناطہ حمیری شریف مکہ سے خبر کرکے مکہ معظمہ مین داخل ہوا اور عبد المطلب جد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ سلطان نے مجکو خبر کرنے کے واسطے بھیجا ہی کہ مین قتال کو نہین آیا ہون
مگر یہ کہ تم لڑو تو مجبوری ہی عبد المطلب نے فرمایا ہمکو خود جدال کی طاقت نہین ہی اور نہ ہمکو بادشاہ کا
مقابلہ منظور ہی اور نہ ہم کسی بات کو منع کر سکتے ہین مگر یہ یاد رکھو کہ بیت اللہ ہی اور حضرت ابراہیم
خلیل اللہ نے اُسکو بنایا ہی اگر مالک خانہ خود منع کرے تو کرے ہمکو طاقت منع حاصل نہین ہی
پھر عبد المطلب سوار ہوکر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور ثلث مال اپنا نذر کو لیے گئے
ابرہہ نے قبول نہ کیا عبد المطلب واپس تشریف لائے بعد ازان ابرہہ نے ایک شخص بھیجا وہ
دو سو اونٹ عبد المطلب کے پکڑ لیگیا تب عبد المطلب اونٹون کی تلاش مین گئے ابرہہ نے
کمال تعظیم و تکریم سے بٹھلایا اور پوچھا آپ کیا حاجت ہی عبد المطلب نے فرمایا کہ میرے اونٹ
گرفتار آئے ہین سو اُنکے لینے کو آیا ہون ابرہہ نے کہا کہ ای سردار قریش مین خانۂ خدا کی
خرابی کو آیا ہون تو اُسکی شفاعت نہین کرتا اور اپنے اونٹون کی فکر مین پڑا ہی عبد المطلب نے
کہا کہ جو میری چیز ہی اُسکو مین چاہتا ہون اور یہ گھر اللہ کا ہی اُسکا شفیع وہی ہی مجکو اُس سے
کیا کام ابرہہ نے اُنکے اونٹ پھروا دیے اور عبد المطلب کعبے مین آئے اور حلقۂ در سے
چپٹ کر مناجات کرنے لگے کہ یا الٰہی تو اپنے گھر کی حمایت کر اور جملہ اہل مکہ اس ظالم کے خوف سے
مع مال و ناموس پہاڑون مین پوشیدہ ہو رہے ہین بعد اُسکے اپنے گھر آئے اور امیدوار
عنایت الٰہی ہوکر مکے سے باہر نہین گئے صبح کو ابرہہ با جاہ و حشم جانب بیت اللہ متوجہ ہوا
جب قریب تر آیا تو فیلبان نے محمود ہاتھی کو بیت اللہ ڈھانے پر دوڑایا وہ ہاتھی لشکر کا پیش رو
اُسی میدان مین بیٹھ گیا ہرگز آگے نہ بڑھ سکا ہر چند کہ فیلبان نے مارا پر وہ نہ چلا اسیطرح بہت ہاتھی
رک رہے اور عجب معاملہ تھا کہ وہی ہاتھی جانب یمن بھاگتے تھے اور کعبے کی طرف نہ جاتے تھے
اور بادشاہ فیلبانون سے خفا ہوتا تھا کہ یہ شرارت تم لوگون کی ہی کہ ہاتھیون کو نہین ہانکتے ہو اور
مجکو اس گھر کی بزرگی کا معتقد بنایا چاہتے ہو مین ایسے باتون کا فریفتہ نہین ہوتا اسی حیص بیص
مین تھا کہ یکایک جدہ کی طرف سے سبز رنگ چڑیا برابر جانورون کے غول کے غول لشکر پر ٹوٹے
اور ہر ایک جانور کے پاس تین تین کنکر تھے دو پنجون مین ایک چونچ مین اور وہ کنکر مسور سے بڑا

نخود سے چھوٹا آگ کا جلتا ہوا پھر لاکھون جانور مارنے لگے جیسے بندوق کی گولی اگر اونٹ کی
پشت پر لگی پیٹ سے نکل آئی اور سارا بدن جل گیا آدمی بیچارے کیا چیز تھے اُنکے تو سر پر پڑی
پار نکل گئی گھوڑے کو ڈھیر کیا غرض تمام فوج مین ایک بھی نہ بچا سب پامال غضب الٰہی ہو گئے
اور مال و متاع جو کچھ ہمراہ لائے تھے اُسی میدان کا ہو رہا مکے کے رہنے والے جو پہاڑ مین تھے
لشکر کی تباہی دیکھکر اُترے اور مال و اسباب لوٹنے لگے ہر ایک شخص مالدار ہو گیا اور دولت قریش
اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ صرف ابرہہ بھاگا اور نجاشی کے پاس پہونچا
تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور ایک مرغ آنھین مرغون سے پیچھے لگا ہوا حبش تک پہونچا جب ابرہہ نے
احوال بیان کیا تو نجاشی نے پوچھا کہ وہ چڑیان کیسی تھین کہ لشکر جبار کو ہلاک کر گئین ابرہہ نے
اس جانور کو جو ساتھ گیا تھا دکھلایا کہ اسیطرح کے جانور تھے اُسی وقت اُس جانور نے پتھر مارا
کہ ابرہہ ہلاک ہوا نجاشی بہت ڈرا اور بعضے کہتے ہین کہ ابرہہ اُسی میدان مین ہلاک ہوا
اور وزیر اُسکا بھاگا کہ نجاشی کی حضور مین داخل دوزخ ہوا و ہو الاصح کما ذکرنا سابقاً اور بعضے
کہتے ہین کہ ہر ایک پتھر پر نام کافرون کا لکھا تھا اور خاصیت اُس پتھر مین یہ رکھی تھی کہ جسوقت
گرتا سارے بدن مین در آتا اور تمام بدن جلا دیتا تھا سعالم التنزیل مین واحدی سے روایت ہی
کہ محمود ہاتھی اس بلا سے محفوظ رہا تھا کہ اُسنے جانب کعبہ قصد نہین کیا تھا مگر اور ہاتھی مارے گئے
کیونکہ اُن ہاتھیون نے ارادہ کیا تھا لیکن محمود کو دیکھکر ٹھہر گئے اس سبب سے بلا مین گرفتار ہوئے
تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہی کہ وہ پتھر جس سے اصحاب فیل تباہ ہوے تا وقت بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے بلکہ بعد اُسکے بھی وہ پتھر گھرون مین واسطے عبرت کے رکھے
ہوے تھے چنانچہ اکثر صحابیون نے دیکھے تھے فائدہ چونکہ اصحاب فیل نے قوی ترین حیوانات کو
کہ فیل تھے واسطے ڈھانے کعبہ شریف کے قرار دیا تھا مالک کعبہ نے اُسکے مقابلے مین
چھوٹے چھوٹے جانور کنکرون کے ہتیار دیکے بھیجے تا کہ جہان کے لوگ بعضے دیکھکر اور بعضے سنکر
عبرت پکڑین اور معلوم کرین کہ تائید الٰہی سے مخلوق ضعیف قوی ترین مخلوق کو زیر و زبر کر ڈالتا ہی
اور جانورون کے جوق جوق آنے مین یہ فائدہ حکمت تھا کہ فرار کی فرصت کفار نابکار کو نملے
اور جب پتھریان پڑینگی تو البتہ متفرق ہونگے مخفی نرہے کہ یہ واقعہ چند خوارق پر مشتمل ہی
ایک تو ہاتھیون کا جانب بیت اللہ متوجہ نہونا اس سے نکلا کہ حیوانات لا یعقل بھی اللہ کی
تعظیم پر مجبول ہین دوسرے طیور کا جانب دریاے شور سے بے انتہا لا تعد و لا تحصے آنا اور

غائب ہوجانا کہ بعد واقعہ کسی نے نشان نہ پایا حالانکہ بجانب ظاہر جانب دریاے شور اُنکے رہنے کا کوئی مقام نہ تھا تیسرے لانا کنکریون کا جس کا معدن معلوم نہین ہوا چوتھے کنکریون مین ایسی تاثیر قوی رکھی تھی کہ جس کافر کے بدن پر پڑی تمام گوشت وپوست مین ورآئی کہ بدن کھایا ہوا بھُس ہوگیا کہ ہئیت وشکل قائم نرہی گویا اونمین ایسی سمیت تھی کہ بفورمس بدن تفرق اتصال پیدا ہوجاتا تھا یہ واقعہ پچپن روز پیشتر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا محرم کا مہینا تھا اور عہد نوشیروان عادل اور زمانہ ذوالقرنین رومی سے آٹھہ سو بیاسی برس گذرے تھے اور حکمت اظہار اس واقعہ عجیبہ مین یہ تھی کہ مردم وقت آگاہ ہوکر خوب سمجھہ رکھین کہ ہتک حرمت خانہ خدا نے یہ رنگ قہر وجلال کا دکھلایا تو ہتک عزت دین خدا اور رسول خدا کی سخت تر غضب وقہر لاویگی کہ اُسکا تحمل دشوار ہوجائیگا خبردار خبردار

اللہم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا واجعلنی نورا والحقنی بالصالحین واحشرنی فی زمرۃ المحبین یارب العالمین انصر من نصر دین محمد سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ

اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاتمۃ الطبع۔ الحمد للہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین کتاب نایاب وبے بہا تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد اول مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین باہ نومبر ۱۸۸۵ء مطابق ماہ صفر ۱۳۰۳ھ چھپ کر تیار ہوگئی۔ اور چونکہ یہ کتاب مستطاب دو جلدون پر مشتمل ہے پس جلد دوم جو زیر طبع ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد بعد تیاری ہدیہ ناظرین ہوگی بمنہ وکرمہ

تمت

لاقطاب - ذکر کرامات وخرق عادات
ا را اللہ مصنفہ شاہ الہدیہ ۔
...ئہ سروری - معروف بہ گنج تاریخ تاریخ ولادت
خات اولیائے اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا
ہے از مفتی غلام سرور لاہوری ۔
ستان مذاہب - اعتقادات مذاہب کا بیان
سفہ باسم نامہ نگار ۔
ب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبدالحق دہلوی ۔
حیات القلوب - تواریخ کتب معتبرہ مذہب امامیہ سے
بہت سندی مصنفہ قدوۃ العلما ملا محمد باقر مجلسی
ین جلد ۔
۱ جلد - میں احوال انبیا کا باسناد روات از آدم
علیہ السلام تا حضرت عیسی علیہ السلام بہت شرح وبسط
کے ساتھ ۔
۲ جلد - خاص احوال باہرات پیغمبر آخر الزمان
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
بیان معجزات وغزوات ۔
۳ جلد - بیان امامت واثبات امامت بہ ائمہ
اثنا عشر صلوات اللہ علیہم بہ براہین ونص قرآنی
واحادیث سرور دوجہانی ۔
اسرار الاولیا - اسمیں بائیس فصل ہیں اور فصل
بہت انواع واقسام رموزات اہل اللہ کا ذکر ہے از
حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج ۔
اخلاق محمدی خصائل علوم وغیرہ کا ذکر ہے چالیس باب
مصنفہ مولوی محمد علی یزدی ۔

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف مشتمل ذکر خیالی و
اصول طریقت اہل تصوف ترجمہ حضرت محمود الکاشانی ۔
مصباح التہذیب - باسم تاریخی حکایات نصائح
مصنفہ شیخ کمال الدین ۔
صد پند سود مند - لقمان حکیم مع چار رسائل جلی قلم خوشخط
۱- رسالہ سعادت نامہ ۔
۲- رسالہ خواجہ عبداللہ انصاری ۔
۳- رسالہ تحفۃ الملوک ۔
۴- رسالہ منہاج العارفین ۔
مطالب رشیدی - رموزات فقر وتصوف از شاہ
تراب علی کاکوروی ۔
سرور العباد - شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ مولوی
جامی عبدالحافظ محمد نذیر ۔
پندنامہ عطار - نصائح رموزات تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فرید الدین عطار ۔
کیمیائے سعادت - جو جامع شریعت وحقیقت ہے
مصنفہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ ۔
اخلاق جلالی - محشی مصنفہ ملا جلال الدین دوانی ۔
اخلاق ناصری مصنفہ محقق نصیر الدین طوسی ۔
اخلاق محسنی - درسی متداول از ملا حسین واعظ کاشفی
گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی
نور علی صاحب ۔
می باید شنید - لب لباب اندرز ونصائح حکیمانہ
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت ۔
حدیقہ حکیم سنائی - درسی کتاب مذاق تصوف میں ۔

مکتوبات امام ربانی۔ تین جلدین مع رسالہ
رد روافض و رسالہ مصطلحات حضرات صوفیہ اسمین
مکاتیب و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی ہین۔
۱ جلد۔ مین ایک سو تیرہ مکتوب ہین جمع کردہ شاہ
یار محمد بموجب ارشاد حضرت امام ربانی۔
۲ جلد۔ تالیف شاہ محمد عبد الحق۔
۳ جلد۔ تالیف شاہ محمد نعمان۔
۴ جلد۔ رسالہ رد روافض۔
۵ جلد۔ رسالہ مصطلحات صوفیہ۔
گنجینہ عرفان۔ بعنوان مذاق اہل تصوف مصنفہ
حضرت شیخ فریدالدین عطار وغیرہ عرفا۔
رسالہ غوثیہ۔ مسمی بہ نشاط العشق۔ از ارشادات
حضرت غوث اعظم۔
بوستان محشی۔ جلی قلم مانند اوسط قلم قطعہ کمال خوشخط
مصنفہ حضرت شیخ سعدیؒ۔
ایضاً۔ دو مصرعہ جلی خوشخط۔
ایضاً۔ بوستان قلم اوسط۔
ایضاً۔ سہ مصرعی متن و حاشیہ ہین۔
ایضاً۔ مترجم ترجمہ نظم اردو ہموزن شعر بہ شعر ترجمہ از
نتیجہ طبع منشی گوبند پرشاد فضا تخلص۔
انفاس الاکابر و انوار الضمائر۔ دو رسالہ معرفت و
عرفان ہین مصنفہ مولوی محمد نعیم اللہ۔
مثنوی شاہ بو علی قلندر۔ عارفانہ مضمون از شاہ
بو علی قلندر۔
مثنوی مولوی روم۔ نہایت خوشخط چار حصہ می

ہر شش دفتر مشہور از نتیجہ طبع عرفانی حضرت مولا
جلال الدین رومی بالحاق دفتر ہفتم۔
شرح مثنوی روم۔ حامل المتن لبسیط شرح ہی تصنیف
مولانا عبد العلی ملقب بہ بحر العلوم تین جلدین۔
ایضاً مسمی بہ لطائف معنوی تصنیف مولوی عبد اللطیف
ایضاً مسمی بہ مکاشفات رضوی مصنفہ مولوی محمد رضا۔
مجموعہ کلیات مثنویات مشمولہ دہ رسالہ ذیل از حضرت
شیخ فرید الدین عطار۔
۱۔ رسالہ جواہر الذات۔ ۲۔ رسالہ ہیلاج۔
۳۔ رسالہ الٰہی نامہ۔ ۴۔ رسالہ مختار نامہ۔
۵۔ رسالہ منطق الطیر۔ ۶۔ رسالہ بلبل نامہ۔
۷۔ رسالہ نزہۃ الاحباب۔ ۸۔ رسالہ مفتاح الفتوح۔
۹۔ رسالہ بیسر نامہ۔ ۱۰۔ رسالہ پند نامہ عطار۔
مثنوی سلسبیل۔ در وعظ از حکیم منور حسین امروہوی۔
مجالس العشاق۔ باتصویر از میر سلطان حسین نبیرہ
شہنشاہ امیر تیمور۔
منطق الطیر۔ نادر مثنوی مخاطبات طرف طیور کے
اور جوابات انکے مصنفہ حضرت شیخ فریدالدین عطار۔
نظم اللآلی۔ شرح قصیدہ بدء الامالی عربی زبان کا
جسکی شرح نظم فارسی حافظ محمد بخش رفیقی نے فرمائی۔
مثنوی بزم وصال معرفت کے مذاق مین۔
مثنوی شیخ بہلول۔ حکایات اندرز آمیز۔
معدن الجواہر محاسن اخلاق کا بیان مصنفہ ملا طاہر
انوار الرحمن۔ تنویر الجنان ملفوظات حضرت مولانا عبد الرحمن